جلد ششم

عام فہم

درسِ قرآن

مؤلف

حضرت مولانا غیاث احمد رشادی صاحب



منبر و محراب فاؤنڈیشن انڈیا

نام کتاب	:	عام فہم درسِ قرآن (جلد ششم)
نام مؤلف	:	مولانا غیاث احمد رشادی
صفحات	:	۸۸۸
پہلا ایڈیشن	:	ماہِ مارچ ۲۰۲۳ء ماہِ شعبان ۱۴۴۴ھ
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
طابع وناشر	:	رشادی پبلشرز
جلد	:	(ششم)
ٹائٹل وکمپیوٹر کمپوزنگ	:	عبدالسلام (کمپیوٹر آپریٹر صفا بیت المال)
قیمت	:	4500/- روپے (چھ جلدوں پر مشتمل مکمل تفسیر)
پتہ	:	دفتر رشادی پبلشرز متصل مسجد الفلاح، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد۔500036
سیل نمبر	:	8019878784
ای میل	:	mmfi.info@gmail.com
ویب سائٹ	:	www.mmfi.info

مولانا غیاث احمد رشادی کی تمام تصنیفات کو اس ویب سائٹ پر دیکھئے :
www.payaamerashadi.org

ملنے کا پتہ

رشادی پبلشرز : متصل مسجد الفلاح، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد۔ 500036

ویب سائٹ : **www.payaamerashadi.org**

سیل نمبر **8019878784**

فہرست

عام فہم درسِ قرآن سے متعلق

اکابر علماء کرام کے تاثرات کے اقتباسات

فقیہ ملت حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

دامت برکاتہم جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ

محبّ عزیز حضرت مولانا غیاث احمد رشادی کا نام اور کام محتاج تعارف نہیں، آسان اور عام فہم انداز میں آپ نے بہت سارے دینی موضوعات پر مختصر اور تفصیلی کتابیں تالیف کی ہیں۔ صفا بیت المال کے ذریعے آپ نے خدمت خلق کی تحریک کھڑی کی ہے یہ بڑی بابرکت اور مفید ہے اور امت کا غریب طبقہ اس سے بہت مستفید ہو رہا ہے، خدمت خلق، اصلاح معاشرہ، اور شرعی رہنمائی غرض مختلف جہتوں میں آپ کا فیض جاری ہے، اب آپ کی خدمات میں ایک اہم باب قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر کا اضافہ ہوا ہے، جو یقیناً بہت مبارک ہے۔

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا صغیر احمد خان رشادی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم وشیخ الحدیث دار العلوم سبیل الرشاد، بنگلور

الحمدللہ، مولانا غیاث احمد صاحب رشادی جو نہایت جید عالمِ دین ہیں، کئی فنون پر عبور رکھتے ہیں، اللہ نے ان کو ہر فن میں گیرائی و گہرائی عطا فرمائی ہے، تقریر اور تحریر میں ایک خاص ملکہ رکھتے ہیں، ان کی بیسیوں تصنیفات اس پر دلالت کرتی ہیں اور تقریر بھی بہت پُر مغز اور تحقیقی ہوتی ہے، بے سند باتوں سے پاک۔ ان کی یہ کتاب ''عام فہم درسِ قرآن'' جو سلسلہ وار دروسِ قرآن کا مجموعہ ہے، بہت لاجواب ہے۔

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمن مفتاحی صاحب دامت برکاتہم

سرپرست منبر ومحراب فاؤنڈیشن انڈیا

بڑی خوشی اور مسرت کی بات ہے کہ مولانا غیاث احمد رشادی صاحب نے ''عام فہم درسِ قرآن'' کو مرتب فرما کر شائع فرمانے کا ارادہ فرمایا ہے۔ کہیں کہیں سے دیکھا بہت مفید پایا ہے۔ مختصر درس ہونے کے سبب ہر گھر میں اس کے سننے سنانے کا اہتمام ہونا چاہئے۔

خطیبِ بے مثال حضرت مولانا محمد عبد القوی صاحب دامت برکاتہم

ناظم جامعہ اشرف العلوم، حیدرآباد

ہمارے دوست مولانا غیاث احمد رشادی زید فضلہ ماشاء اللہ اپنی رفاہی اور سماجی خدمات کے وسیع وعریض سلسلے کے باوجود تعلیمی وتبلیغی ذمہ داریوں کو بھی نبھاتے رہے ہیں۔ انہوں نے قرآنِ مجید سے عوام الناس کے بہ سہولت استفادہ کرنے کیلئے ایک سلسلہ شروع کیا تھا جسے اب کتابی شکل میں بھی مرتب کرکے مزید سہولت بہم پہنچادی ہے۔ میں نے اس تفسیر کو مختصراً ملاحظہ کیا اور اسے آسان عام فہم معتبر اور مؤثر پایا؛ حق تعالیٰ مولانا موصوف کو بہترین اجر عطا فرمائے اور مسلمانوں کو استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا سید احمد ومیض ندوی صاحب مدظلہ

استاذ دار العلوم حیدرآباد

مؤلفِ کتاب مولانا غیاث احمد رشادی صاحب محتاجِ تعارف نہیں ہیں۔ ان کا کام ان کے نام سے زیادہ لوگوں میں متعارف ہے۔ لوگ انہیں ان کی ہمہ جہت خدمات کے حوالہ سے خوب جانتے ہیں۔ علمی کام اور انتظامی مصروفیات بہت کم ایک شخصیت میں جمع ہوتی ہیں۔ صفا بیت المال جیسے کل ہند نوعیت کے بافیض ادارہ کے وہ صدر ہیں جس کی خدمات کا دائرہ پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ نیز وہ ایک کہنہ مشق مؤلف بھی ہیں جنہوں نے تاحال ایک سو سے زائد علمی و اصلاحی کتابیں تحریر کی ہیں۔ انتظامی مصروفیات کے ساتھ وہ علمی کاموں کے لئے بھی خوب وقت نکالتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ جس طرح ان کے ادارے صفا بیت المال نے پورے ملک میں قبولیت حاصل کرلی ہے اسی طرح ان کا یہ تفسیری مجموعہ بھی قبولِ عام حاصل کرے گا۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا محترم کے فیض کو عام وتمام فرمائے اور ان کی اس علمی کاوش کو ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔



عام فہم درسِ قرآن کی یہ خصوصیات ہیں

۱۔ ایک درس میں عموماً ایک آیت یا دو آیتیں یا تین آیتیں لی گئی ہیں۔

۲۔ سورۂ فاتحہ سے تسلسل کے ساتھ سورۂ ناس تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

۳۔ ہر آیت میں موجودہ تمام الفاظ کا لفظی ترجمہ بھی لکھا گیا ہے تاکہ استفادہ کرنے والے کو ہر لفظ کا ترجمہ بھی واضح طور پر معلوم ہو۔

۴۔ لفظی ترجمہ کے بعد ترجمہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۵۔ درس میں جتنی آیتیں لی گئی ہیں ان آیتوں میں کتنی باتیں بتلائی گئی ہیں نمبر وار ان باتوں کو واضح انداز میں تحریر کیا گیا ہے تاکہ استفادہ کرنے والے کو احکامِ الٰہی واضح طور پر معلوم ہوجائیں۔

۶۔ آیتوں کی تشریح عام فہم انداز اور آسان زبان میں کی گئی ہے۔

۷۔ تفسیر وتشریح میں علمی دقائق اور پیچیدہ اختلافی اقوال سے گریز کیا گیا ہے۔ اس دور میں قاری کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ ان تمام اختلافی امور میں غور کرے۔

۸۔ جن آیتوں کی تشریح کی جارہی ہے ان آیات سے متعلقہ موضوع والی آیتیں جو قرآنِ مجید میں دوسری جگہ موجود ہیں عموماً ایک دو آیتوں کو ترجمہ اور حوالہ کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے تاکہ اس آیت کے سمجھنے میں قاری کو آسانی ہو اور مضمون بھی واضح ہو۔

۹۔ ہر درس کے آخر میں یا جہاں مناسب ہو درمیان ہی میں اس آیت سے ملنے والے سبق کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔

۱۰۔ بعض ایسی آیتیں جن کا تعلق اقوام واحوال سے ہے وہاں ہمارے ملک بھارت کے مسلمانوں کو کچھ مفید اور اہم باتیں بتلادی گئی ہیں، مطالعہ کے دوران قاری کو اس کا علم واحساس ہوگا۔



سُوۡرَۃُ الۡاَحۡقَافِ مَکِّیَّۃٌ

یہ سورت ۴ ر کوع اور ۳۵ آیات پر مشتمل ہے۔

کائنات بے مقصد پیدا نہیں کی گئی

﴿درس نمبر ۱۹۶۱﴾ ﴿الاحقاف ۱ ـ تا ـ ۳﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حٰمٓ ۝ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ۝ مَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا عَمَّاۤ اُنۡذِرُوۡا مُعۡرِضُوۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ حٰمٓ حٰم تَنۡزِیۡلُ اتارنا الۡکِتٰبِ کتاب کا مِنَ اللّٰہِ اللہ کی طرف سے ہے الۡعَزِیۡزِ جو نہایت غالب ہے الۡحَکِیۡمِ خوب حکمت والا ہے مَا نہیں خَلَقۡنَا ہم نے پیدا کیا السَّمٰوٰتِ آسمانوں کو وَ اور الۡاَرۡضَ زمین کو وَ اور مَا جو کچھ بَیۡنَہُمَا ان دونوں کے درمیان ہے اِلَّا مگر بِالۡحَقِّ حق کے ساتھ وَ اور اَجَلٍ مُّسَمًّی وقت مقررہ کے وَ اور الَّذِیۡنَ وہ لوگ جنہوں نے کَفَرُوۡا کفر کیا عَمَّا ان چیزوں سے جن سے اُنۡذِرُوۡا وہ ڈرائے گئے مُعۡرِضُوۡنَ منہ موڑنے والے ہیں

ترجمہ: ۔ حٰم ۔ یہ کتاب اللہ کی طرف سے اتاری جا رہی ہے جو بڑا صاحبِ اقتدار، بڑا صاحبِ حکمت ہے ۔ ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان کی چیزوں کو کسی برحق مقصد کے بغیر اور کسی متعین میعاد کے بغیر پیدا نہیں کر دیا ہے اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے وہ اس چیز سے منہ موڑے ہوئے ہیں جس سے انہیں خبردار کیا گیا ہے۔

سورہ کی فضیلت: ۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورۃ احقاف کی تلاوت کی، اسے دنیا میں موجود کنکریوں کے دس گنا زیادہ ثواب دیا جائے گا اور دس گناہ مٹائے جائیں گے اور دس درجے بلند کئے جائیں گے ۔ (تخریج أحادیث الکشاف للزیلعی ۔ ج ۔ ۳ ۔ ص ۔ ۲۹۱)

تشریح: ۔ ان تین آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱ ۔ یہ کتاب اللہ کی طرف سے اتاری جا رہی ہے جو بڑا صاحبِ اقتدار، صاحبِ حکمت ہے ۔

۲ ۔ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان کی چیزوں کو کسی برحق مقصد کے بغیر اور کسی متعین میعاد کے بغیر پیدا نہیں کر دیا۔

۳ ۔ جن لوگوں نے کفر اپنایا ہے وہ لوگ اس چیز سے منہ موڑے ہوئے ہیں جس سے انہیں خبردار کیا گیا ہے ۔

پچھلی سورت کی طرح اس سورت کی ابتدا بھی لفظ ''حٰمٓ'' سے ہوئی اور قرآن کریم کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے

نازل ہونے کے تذکرہ سے ہوئی ہے اس طرح پچھلی سورت سے اس سورت کی مشابہت ہے، اس کے علاوہ پچھلی سورت میں توحید، ایمان، عقائد اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا تذکرہ کیا گیا اس سورت میں بھی انہی اہم اور بنیادی چیزوں کا دوبارہ اعادہ کیا جارہا ہے تاکہ ان کافروں اور مشرکوں کو اچھی طرح سمجھ میں آجائے اور ایمان والے بھی اس سے اپنے ایمان کو تازہ کریں اور نصیحت حاصل کریں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی ابتداء کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کتاب جو تمہارے سامنے ہے اور جس کتاب میں سے یہ نبی تمہیں پڑھ کر سنارہے ہیں یہ کتاب اللہ کی طرف سے اتاری جارہی ہے، لہٰذا تم یہ نہ سمجھنا کہ یہ خود اس نبی نے اسے اپنی طرف سے بنالیا ہے اور اپنی خواہش کے مطابق یہ ہم سے ہر بات کہہ رہے ہیں، اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ وہ تو بس اللہ کا پیغام تم تک پہنچا رہے ہیں، وہ اللہ جس کی جانب سے یہ قرآن اتارا جارہا ہے وہ بڑی قوت وطاقت کا مالک ہے اور بڑی حکمت والا بھی کہ دنیا میں جو کام ہورہا ہے وہ سب اسی کی حکمت کا نتیجہ ہے اور تم دیکھتے ہو کہ اس کے کسی کام میں کسی قسم کی کوئی خرابی نہیں ہے بلکہ وہ بالکل درست طریقہ سے انجام پارہے ہیں، اگر اس کی حکمت ان چیزوں میں شامل حال نہ ہوتی تو یہ اب تک فنا ہو چکے ہوتے، اور اس نے جو یہ آسمان اور زمین جسے تم دیکھ رہے ہو اور انکے درمیان یہ ساری چیزیں ہیں ان سب کو ایک مقصد کے لئے اللہ نے بنایا ہے یعنی اس دنیا کے بنانے کا ایک مقصد ہے اور وہ یہ کہ یہاں انسانوں کا امتحان لیا جائے اور اس امتحان لینے کا ایک آخری وقت بھی متعین ہے، جب وہ متعین وقت ختم ہوجائے گا تو یہ دنیا ہی ختم ہوجائے گی اور قیامت برپا ہوجائے گی جو کہ نتیجہ کا وقت ہوگا، اس وقت سب کو پتا چلے گا کہ اپنے امتحان میں کون کامیاب ہوا اور کون ناکام؟ مگر یہ کافر ایسے ہیں کہ اس نتیجہ کے وقت بھی قیامت کا انکار کرتے ہیں، جس کی وجہ سے یہ لوگ اس امتحان کی پرواہ بھی نہیں کرتے، جس سے انہیں روکا گیا اور جس کام کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اسے کرتے بھی نہیں بلکہ اپنی من مانی چلاتے ہیں، خیر انہیں جتنا سمجھانا تھا سمجھا دیا گیا، اب ان کے ساتھ اس دن جو بھی معاملہ ہوگا اس کے یہی لوگ ذمہ دار ہوں گے۔

﴿درس نمبر ۱۹۶۲﴾ کیا آسمانوں کی تخلیق میں ان کا حصہ ہے؟ ﴿الاحقاف ۴-۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ O وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ :۔ قُلْ آپ کہہ دیجئے اَرَءَيْتُمْ بھلا تم بتاؤ تو مَّا جن چیزوں کو تَدْعُوْنَ تم پکارتے ہو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا اَرُوْنِيْ دکھاؤ مجھے مَا ذَا کیا چیز خَلَقُوْا انہوں نے پیدا کی ہے مِنَ الْاَرْضِ زمین میں سے اَمْ یا لَهُمْ ان کا ہے شِرْكٌ کوئی حصہ فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں؟ اِيْتُوْنِيْ تم لاؤ میرے پاس بِكِتٰبٍ کوئی کتاب مِّنْ قَبْلِ پہلے سے هٰذَآ اس سے اَوْ یا اَثٰرَةٍ بقیہ مِّنْ عِلْمٍ علم سے اِنْ اگر كُنْتُمْ تم ہو صٰدِقِيْنَ سچے وَ اور مَنْ کون شخص اَضَلُّ زیادہ گمراہ ہے مِمَّنْ اس سے جو يَّدْعُوْا پکارتا ہے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا مَنْ اس کو کہ لَّا يَسْتَجِيْبُ وہ جواب نہیں دے سکتا لَهٗ اسے اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ روز قیامت تک وَ جبکہ هُمْ وہ عَنْ دُعَآئِهِمْ ان کی پکار سے غٰفِلُوْنَ غافل ہیں

ترجمہ :۔ تم ان سے کہو کہ کیا تم نے ان چیزوں پر کبھی غور کیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو؟ مجھے دکھاؤ تو سہی کہ انہوں نے زمین کی کونسی چیز پیدا کی ہے؟ یا آسمانوں (کی تخلیق) میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ میرے پاس کوئی ایسی کتاب لاؤ جو اس قرآن سے پہلے کی ہو، یا پھر کوئی روایت جس کی بنیاد علم پر ہو، اگر تم واقعی سچے ہو۔ اس شخص سے بڑا گمراہ کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ان (من گھڑت دیوتاؤں) کو پکارے جو قیامت کے دن تک اس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے اور جن کو ان کی پکار کی خبر تک نہیں ہے۔

تشریح :۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ آپ ان سے کہو کہ جن چیزوں کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو کیا کبھی ان پر غور کیا ہے؟

۲۔ مجھے دکھاؤ تو سہی کہ زمین کی کونسی چیز انہوں نے پیدا کی ہے؟۔

۳۔ اگر انہوں نے کوئی چیز پیدا نہیں کی تو کیا آسمانوں کی تخلیق میں انکا کوئی حصہ ہے؟۔

۴۔ میرے پاس کوئی ایسی کتاب لاؤ جو اس قرآن سے پہلے کی ہو۔

۵۔ اگر یہ نہیں کر سکتے تو اگر تم سچے ہو تو کوئی روایت ہی لے کر آ ؤ جس کی بنیاد علم پر ہو۔

۶۔ اس شخص سے بڑا گمراہ کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ان من گھڑت بتوں کو پکارے جو قیامت کے دن تک اس کی پکار کا جواب تک نہیں دے سکتے۔

۷۔ یہ معبود تو ایسے ہیں کہ انہیں ان کی پکار کی خبر تک نہیں۔

اللہ تبارک وتعالی کے معبود ہونے پر دلیل پیش کرنے اور قیامت کے واقع ہونے اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے کی حقیقت بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی بتوں کی عبادت کرنے پر ان کافروں کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ اے نبی! آپ ذرا ان کافروں سے کہیے کہ تم جن معبودوں کی عبادت کرتے ہو ان کی عبادت پر کبھی غور کیا ہے کہ واقعی یہ عبادت کے لائق ہیں یا نہیں؟ کیا کبھی تم نے ایسا سوچا ہے کہ جسے ہم خود اپنے ہاتھوں سے بناتے

ہیں اس کی ہم عبادت کریں کیا یہ درست ہے؟ حالانکہ تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ موجود ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، اس زمین و آسمان، چاند، سورج اور دنیا جہاں کی ہر ہر چیز کو پیدا کیا تو پھر تم اسے چھوڑ کر ان باطل معبودوں کی عبادت کرتے ہو؟ کیا تمہارے باطل معبود اللہ تعالیٰ کے ساتھ آسمانوں کی تخلیق میں کم از کم حصہ دار رہے ہوں؟ کیا ایسا کچھ ہے کہ جس کی وجہ سے تم انہیں اپنا معبود مان رہے ہو؟۔ اگر ایسا ہے تو میرے سامنے ایسی کوئی کتاب جو قرآن کریم سے پہلے اتاری گئی ہو جیسے تورات، انجیل، زبور وغیرہ لیکر آؤ کہ جس میں یہ کہا گیا ہو کہ یہ باطل معبود جنہیں تم اپنا معبود تسلیم کرتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان آسمانوں کی تخلیق میں شریک تھے یا یہ کہ تمہیں ان کتابوں میں ان کی عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہو، کم از کم کوئی روایت ہی پیش کردو کہ فلاں پیغمبر نے ہم سے یہ بات کہی تھی لہٰذا ہم انہی کا کہنا مان رہے ہیں، جب کوئی بھی چیز تمہارے پاس نہیں ہے نہ کوئی کتاب اور نہ کوئی روایت تو پھر تم نے کہاں سے یہ باتیں گھڑ لی ہیں کہ فلاں کو اپنا معبود بنالو اور فلاں کو اپنا دیوتا بنالو؟ بھلا اب تم ہی بتلاؤ کہ جو سچی اور کھلی ہوئی دلیلوں کو چھوڑ کر بغیر کسی دلیل کے اپنا دین اختیار کرلے تو وہ سب سے بڑا گمراہ ہوگا یا وہ جو دلیلوں اور نشانیوں کو دیکھ کر اپنا راستہ اختیار کیا ہو؟۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ وہی سب سے بڑا گمراہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر من گھڑت دیوتاؤں کو پکارتا پھر رہا ہے اور جن دیوتاؤں کو یہ پکار رہا ہے یہ انکی بات قیامت تک نہیں سن سکتے، یہ جو کہنا چاہتے ہیں اور جو اپنی مصیبتیں اور پریشانیاں سامنے رکھنا چاہتے ہیں وہ اسے سن تک نہیں پاتے، سننا تو دور کی بات انہیں اس چیز کی خبر تک نہیں ہوتی کہ وہ انکے سامنے کیا کر رہے ہیں؟ تو جب وہ سن تک نہیں سکتے تو انکی مدد کیا کریں گے؟۔ ایک سمجھدار انسان ان سب چیزوں کو دیکھتے ہوئے یقیناً ان باطل معبودوں کی عبادت سے باز آجائے گا اور اس گمراہی سے نکل کر حقیقی رب کی عبادت کرنے لگے گا۔

﴿درس نمبر ۱۹۶۳﴾ یہ باطل معبود ان کی عبادت ہی کے منکر ہو جائیں گے ﴿الاحقاف ۶۔۷۔۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ O وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ O اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِذَا جب حُشِرَ اکٹھے کیئے جائیں گے النَّاسُ لوگ كَانُوْا تو وہ ہوں گے لَهُمْ ان کے

اَعۡدَآءً دشمن وَّ اور كَانُوۡا وہ ہوں گے بِعِبَادَتِهِمۡ ان کی عبادت سے كٰفِرِيۡنَ کفر کرنے والے وَ اور اِذَا جب تُتۡلٰى تلاوت کی جاتی ہیں عَلَيۡهِمۡ ان پر اٰيٰتُنَا ہماری آیتیں بَيِّنٰتٍ واضح قَالَ تو کہتے ہیں الَّذِيۡنَ وہ جنہوں نے كَفَرُوۡا کفر کیا لِلۡحَقِّ حق کا لَمَّا جب جَآءَهُمۡ وہ آیا ان کے پاس هٰذَا یہ سِحۡرٌ جادو ہے مُّبِيۡنٌ ظاہر اَمۡ بلکہ يَقُوۡلُوۡنَ وہ کہتے ہیں افۡتَرٰٮهُ کہ اس نے خود گھڑا ہے اس کو قُلۡ آپ کہہ دیجئے اِنِ اگر افۡتَرَيۡتُهٗ میں نے خود گھڑا ہے اس کو تو فَلَا تَمۡلِكُوۡنَ تم اختیار نہیں رکھتے لِىۡ میرے لیے مِنَ اللّٰهِ اللہ سے شَيۡـئًا کچھ بھی هُوَ وہ اَعۡلَمُ خوب جانتا ہے بِمَا ان باتوں کو کہ تُفِيۡضُوۡنَ تم گفتگو کرتے ہو فِيۡهِ اس کے بارے میں كَفٰى بِهٖ وہ کافی ہے شَهِيۡدًۢا بطور گواہ بَيۡنِىۡ میرے درمیان وَ اور بَيۡنَكُمۡ تمہارے درمیان وَ اور هُوَ وہ الۡغَفُوۡرُ بڑا بخشنے والا الرَّحِيۡمُ نہایت رحم کرنے والا ہے

ترجمہ: ۔اور جب لوگوں کو محشر میں جمع کیا جائے گا تو وہ ان کے دشمن بن جائیں گے اور ان کی عبادت ہی سے منکر ہوں گے۔اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں اپنی پوری وضاحت کے ساتھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو یہ کافر لوگ حق بات کے ان تک پہنچ جانے کے بعد بھی اس کے بارے میں یوں کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔کیا ان کا کہنا یہ ہے کہ اسے پیغمبر نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے؟ کہہ دو کہ اگر میں نے اسے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے تو تم مجھے اللہ کی پکڑ سے ذرا بھی نہیں بچا سکو گے، جو باتیں تم بناتے ہو وہ انہیں خوب جانتا ہے، میرے اور تمہارے درمیان گواہ بننے کے لئے وہ کافی ہے، اور وہی ہے جو بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

تشریح: ۔ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔جب لوگوں کو محشر میں جمع کیا جائے گا تو یہ انکے دشمن بن جائیں گی۔

۲۔یہ معبود ان کی عبادت سے ہی منکر ہوں گے۔

۳۔جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پوری وضاحت کے ساتھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔

۳۔تو یہ کافر لوگ حق بات کے ان تک پہنچ جانے کے بعد بھی اس کے بارے میں یوں کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

۴۔کیا ان کا کہنا یہ ہے کہ اسے پیغمبر نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے؟۔

۵۔کہہ دو کہ اگر اسے میں نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے تو تم مجھے اللہ کی پکڑ سے ذرا بھی نہیں بچا سکو گے۔

۶۔جو باتیں تم بناتے ہو وہ انہیں خوب جانتا ہے۔

۷۔میرے اور تمہارے درمیان گواہ بننے کے لئے وہ کافی ہے۔

۸۔وہی ہے جو بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

پچھلی آیتوں میں کہا گیا کہ یہ کافر جن باطل معبودوں کی عبادت کرتے ہیں وہ نہ تو ان کی پکار کو سنتے ہیں اور نہ

ہی ان معبودوں کو پتہ چلتا ہے کہ وہ ان کے سامنے کیا کر رہے ہیں؟ یہ تو رہا دنیوی معاملہ آخرت میں ان معبودوں کا ان مشرکین کے ساتھ کیا سلوک ہوگا یہاں بیان کیا جارہا ہے کہ جب ان سارے انسانوں کو جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو معبود بنائے رکھے تھے میدان محشر میں جمع کیا جائے گا تو اللہ تعالی ان معبودوں کو بھی ان کے سامنے اس وقت لے آئے گا اور ان سے کہے گا کہ کیا تم نے انہیں اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا تھا؟ تو وہ لوگ صاف انکار کردیں گے کہ ہم نے تو ایسا کچھ نہیں کہا تھا بلکہ ہمیں تو خبر بھی نہیں تھی کہ یہ لوگ ہماری پوجا کر رہے ہیں، ان کے یہ معبود اس دن ان کے دشمن بن جائیں گے اور اللہ سے کہیں گے کہ انہیں دوزخ میں ڈال دو اس لئے کہ یہ آپ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کر رہے تھے۔ سورۂ مریم کی آیت نمبر ۸۱ اور ۸۲ میں کہا گیا وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا کہ ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور معبود بنا لئے اس غرض سے کہ وہ ان کی پشت پناہی کریں، لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ یہ انکی عبادت کا ہی انکار کریں گے اور انکے مخالف ہوجائیں گے اور سورۂ قصص کی آیت نمبر ۶۳ میں بھی کہا گیا تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ اے ہمارے رب! ہم آپ کے سامنے ان سے دست بردار ہوتے ہیں، یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔ اصل میں مشرکین کی کئی قسمیں تھیں بعض مشرکین نے بتوں کو معبود بنایا اور بعض مشرکین نے فرشتوں کے بارے میں گمان کیا کہ وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں، بعض مشرکین نے گزرے ہوئے انبیاء کو معبود بنالیا جیسے حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت عُزیر علیہ السلام وغیرہ تو قیامت کے دن یہ سارے کے سارے اللہ تعالی کے سامنے ان مشرکین کی حرکت سے دست بردار ہوجائیں گے کہ اے اللہ! ہم نے تو انہیں اپنی عبادت کرنے کا حکم نہیں دیا تھا جو یہ لوگ کرتے تھے وہ خود اسکے ذمہ دار ہیں، ہم سے انکا کوئی لینا دینا نہیں ہے آپ انہیں جو عذاب دینا چاہیں وہ لوگ اس کے مستحق ہیں۔

دنیا میں جب ان مشرکین کو سمجھایا جاتا تھا کہ تم یہ جو باطل معبود بنا رکھے ہو وہ بالکل غلط ہے اور نبی رحمت ﷺ نے انہیں اللہ کا پیغام پڑھ کر سنایا کہ اللہ تمہیں ان سب کو چھوڑ کر صرف اسی ایک رب کی عبادت کرنے کا حکم دے رہا ہے، لہٰذا تم سب اسی رب کی عبادت کرو اور ان معبودوں کو چھوڑ دو اور دیگر احکامات جو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجے تھے پڑھ کر سنائے تو یہ مشرکین اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی جھوٹا الزام لگاتے تھے کہ اللہ تعالی نے ایسا کچھ نہیں کہا ہے اور ایسا کوئی حکم نہیں بھیجا ہے یہ تو تمہاری اپنی بنائی ہوئی باتیں ہے اور یہ ایک جادو ہے کہ جس پر بھی تم اسے پڑھ کر پھونکتے ہو وہ تمہاری بات مان لیتا ہے یا یوں کہتے کہ تم ہی نے اسے اپنی طرف سے ایجاد کیا ہے اور خواہ مخواہ اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہو، ان کی اس بات پر اللہ کے نبی فرمارہے ہیں کہ اللہ تو وہ ذات ہے جو سب کا مالک ہے اور ساری کائنات پر اسی کی حکومت ہے تو اگر میں اس عظیم بادشاہ کی جانب جھوٹ کو

منسوب کرتا تو وہ مجھے ہلاک کر دیتا اور تم لوگ بھی مجھے اس کی ہلاکت اور عذاب سے بچا نہیں سکتے تھے، جبکہ معاملہ ایسا نہیں ہے بلکہ معاملہ تو وہی ہے جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اور اس بات کا اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان گواہ ہے کہ میں نے جو کہا ہے وہ سچ کہا ہے اگر ان باتوں کو سننے کے بعد تم اپنے گناہوں سے توبہ کرنا چاہو تو بالکل کرلو اللہ معاف کر دے گا وہ تو بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

پیغمبر! آپ کہئے کہ میں کوئی انوکھا پیغمبر نہیں ہوں

﴿درس نمبر ۱۹۶۴﴾ ﴿الاحقاف ۹۔۱۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلْ کہہ دیجئے مَا نہیں كُنْتُ ہوں میں بِدْعًا انوکھا مِّنَ الرُّسُلِ رسولوں میں سے وَ اور مَآ اَدْرِيْ میں نہیں جانتا مَا کہ کیا يُفْعَلُ کیا جائے گا بِيْ میرے ساتھ وَ اور لَا نہ بِكُمْ تمہارے ساتھ اِنْ نہیں اَتَّبِعُ میں پیروی کرتا ہوں اِلَّا مگر مَا اسکی جو يُوْحٰٓى وحی کی جاتی ہے اِلَيَّ میری طرف وَ اور مَآ نہیں ہوں اَنَا میں اِلَّا مگر نَذِيْرٌ ڈرانے والا مُّبِيْنٌ ظاہر قُلْ کہہ دیجئے اَرَءَيْتُمْ بھلا تم بتاؤ تو اِنْ اگر كَانَ وہ ہو مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اللہ کی طرف سے وَ اور كَفَرْتُمْ تم نے کفر کیا بِهٖ اس کے ساتھ وَ اور شَهِدَ گواہی دی شَاهِدٌ ایک گواہ نے مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اسرائیل میں سے عَلٰي مِثْلِهٖ اس جیسی پر فَاٰمَنَ پھر وہ ایمان لایا وَ اور اسْتَكْبَرْتُمْ تم نے تکبر کیا اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ لَا يَهْدِيْ ہدایت نہیں دیتا الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ظالم لوگوں کو

ترجمہ:۔ کہو ''میں پیغمبروں میں کوئی انوکھا پیغمبر نہیں ہوں، مجھے معلوم نہیں ہے کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ یہ معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟ میں کسی اور چیز کی نہیں، صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے بھیجی جاتی ہے، اور میں تو صرف ایک واضح انداز سے خبردار کرنے والا ہوں'' کہو کہ ''ذرا مجھے یہ بتاؤ کہ اگر یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے ہو اور تم نے اس کا انکار کر دیا اور بنو اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اس جیسی بات کے حق میں گواہی بھی دے دی اور اس پر ایمان بھی لے آیا اور تم اپنے گھمنڈ میں مبتلا رہے (تو یہ کتنے ظلم کی بات ہے؟) یقین جانو کہ اللہ ایسے لوگوں کو ہدایت تک نہیں پہنچاتا جو ظالم ہوں''۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کہو کہ میں پیغمبروں میں کوئی انوکھا پیغمبر نہیں ہوں۔
۲۔ مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ ۳۔ مجھے یہ بھی نہیں پتا کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟
۴۔ میں کسی اور چیز کی نہیں صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے بھیجی جاتی ہے۔
۵۔ میں تو صرف ایک واضح انداز سے خبردار کرنے والا ہوں۔
۶۔ کہو کہ ذرا مجھے یہ بتاؤ کہ اگر یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہو اور تم نے اس کا انکار کردیا تو یہ کس قدر ظلم کی بات ہے۔
۷۔ جبکہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اس جیسی بات کے حق میں گواہی بھی دیدی اور اس پر ایمان بھی لے آیا۔
۸۔ تم ہو کہ اپنے گھمنڈ میں پڑے ہوئے ہو۔
۹۔ یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت تک نہیں پہنچاتا جو ظالم ہوں۔

ان آیتوں میں بیان کیا جارہا ہے کہ اے نبی! آپ ان مشرکین سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی پیغمبر بھیجے ہیں میں بھی انہی میں سے ایک پیغمبر ہوں میں کوئی انوکھا پیغمبر نہیں ہوں کہ تمہاری مرضی یا اپنی مرضی سے کچھ کام کرسکوں جس طرح اور پیغمبر اللہ کے حکم کے پابند تھے میں بھی اسی طرح اللہ کے حکم کا پابند ہوں اور نہ میرے پاس کوئی ایسی طاقت ہے کہ جس سے مجھے پتہ چل جائے کہ کل میرے ساتھ اس دنیا میں یا آخرت میں کیا معاملہ ہوگا؟ اور نہ ہی یہ پتہ کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟ میں زندہ رہوں گا یا مجھے موت آئے گی؟ مجھے کچھ خبر نہیں میں تو بس وہی کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ مجھ سے کہتا ہے، اگر وہ مجھے بتلادے گا کہ تمہارے ساتھ کل کیا ہوگا تو میں اسے تمہارے سامنے بیان کردونگا مگر اس بات سے تم لوگ یہ نہ سمجھنا کہ مجھے غیب کا علم ہے، یہ بات تو مجھے اللہ نے بتائی ہے جو میں تم سے بتا رہا ہوں اگر وہ مجھے نہ بتاتا تو مجھے پتہ بھی نہ چلتا تو بھلا میں کیسے عالم الغیب ہوجاوں گا؟ میں تو بس تمہیں کل قیامت کے دن کی ہولنا کیوں سے صاف صاف ڈرانے آیا ہوں، حضرت ام علاء رضی اللہ عنہا جو کہ ان عورتوں میں تھیں جنہوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی فرمایا کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے کہا کہ اے ابوالسائب! اللہ کی تم پر رحمت ہو میری تمہارے حق میں یہ گواہی ہے کہ اللہ نے یقیناً تمہارا اکرام کیا ہے، یہ بات سن کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ تمہیں کس نے بتایا کہ اللہ نے انکا اکرام کیا ہے؟ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان میں نہیں جانتی (مگر یہ بتائیے کہ ان پر اللہ نے اپنی نوازشیں نہیں کیں تو اور) پھر کس پر کرے گا؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! یقیناً انہیں موت آچکی ہے اور میں بھی ان کے لئے خیر کی امید رکھتا ہوں لیکن میں خود ایک اللہ کا رسول ہو کر یہ جان نہیں سکتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا؟ (تو پھر کیسے دوسروں کے بارے میں بتلاسکوں گا؟)۔ (بخاری۔ ۳۲۹۲) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے اس آیت مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ۔ الخ کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت سورۃ فتح کی پہلی آیت

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ سے منسوخ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو اس بات کی خوشخبری دیتے ہوئے باہر آئے کہ اللہ تعالی نے ان کی اگلی، پچھلی ساری خطائیں معاف فرما دی ہیں، اس پر کسی ایک صحابی نے فرمایا کہ آپ کے لئے خوشخبری ہو اے اللہ کے نبی! اور اب ہمیں معلوم ہو گیا کہ مَا يُفْعَلُ بِكَ کہ آپ کے ساتھ کیا ہوگا؟ مگر یہ معلوم نہیں ہوا کہ ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ اس پر اللہ عزوجل نے سورۃ احزاب کی یہ آیتیں وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا اور يُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نازل فرمائی۔ (تفسیر طبری۔ج، ۲۲۔ ص، ۱۰۰) بہر حال نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت اور انکی سچائی کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی ان کافروں کی ہلاکت اور انکے خسارہ کو بیان فرماتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ غور کرو کہ جس قرآن کے بارے میں تم لوگ یہ کہہ رہے ہو کہ یہ اللہ کی جانب سے بھیجا ہوا نہیں ہے تو اگر یہ واقعی اللہ ہی کی طرف سے ہو تو پھر اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ اور یہی سچائی ہے کہ وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے جس کی گواہی تمہارے یہودی دوست میں سے ایک نے دی ہے اور اس نے اس قرآن پر ایمان بھی لا لیا ہے، اب تم لوگ گھمنڈ اور غرور میں پڑ کر اس کتاب کا انکار کرتے ہو جو کہ تمہاری اپنی جانوں پر ہی ظلم ہے کہ تمہاری اس حرکت سے تمہاری جان اور زندگی کو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا ہوگا اور جو لوگ ایسے ظالم ہوتے ہیں جو محض غرور و گھمنڈ کی وجہ سے سچ کا انکار کرتے ہیں اللہ تعالی انہیں ہدایت نہیں دیتا۔ اس آیت میں جس شخصیت کے ایمان لانے کا ذکر ہے اس سے مراد اکثر علماء تفسیر کے نزدیک حضرت عبد اللہ بن سلام ہیں جو مدینہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر ایمان لے آئے تھے۔ (التفسیر المنیر۔ج،۔ ۲۶۔ص، ۲۱)

﴿درس نمبر ۱۹۶۵﴾ کافر کہیں گے یہ وہی پرانے زمانہ کا جھوٹ ہے ﴿الاحقاف ۱۱۔ ۱۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور قَالَ کہا الَّذِيْنَ ان لوگوں نے جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا لِلَّذِيْنَ ان لوگوں سے جو اٰمَنُوْا ایمان لائے لَوْ اگر كَانَ ہوتا وہ خَيْرًا بہتر مَّا سَبَقُوْنَا وہ پہل نہ کرتے ہم سے اِلَيْهِ اس کی طرف وَ اور اِذْ جب لَمْ يَهْتَدُوْا انہوں نے ہدایت نہ پائی بِهٖ اس کے ذریعہ سے فَسَيَقُوْلُوْنَ تو وہ کہتے ہیں هٰذَا کہ یہ اِفْكٌ جھوٹ ہے قَدِيْمٌ قدیم وَ اور مِنْ قَبْلِهٖ اس سے پہلے كِتٰبُ مُوْسٰى موسیٰ کی کتاب تھی اِمَامًا پیشوا وَّ اور رَحْمَةً رحمت وَ اور هٰذَا

یہ کِتٰبٌ کتاب ہے مُّصَدِّقٌ تصدیق کرنے والی لِّسَانًا عَرَبِیًّا عربی زبان میں لِّیُنْذِرَ تا کہ وہ ڈرائے الَّذِیْنَ ان لوگوں کو جنہوں نے ظَلَمُوْا ظلم کیا وَ اور بُشْرٰی خوش خبری ہے لِلْمُحْسِنِیْنَ نیکی کرنے والوں کیلئے

ترجمہ:۔ اور جن لوگوں نے کفر اپنالیا ہے وہ ایمان لانے والوں کے بارے میں یوں کہتے ہیں کہ اگر یہ (ایمان لانا) کوئی اچھی بات ہوتی تو یہ لوگ اس بارے میں ہم سے سبقت نہ لے جاسکتے اور جب ان کافروں نے اس سے خود ہدایت حاصل نہیں کی تو وہ تو یہی کہیں گے کہ یہ وہی پرانے زمانے کا جھوٹ ہے۔ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب رہنما اور رحمت بن کر آچکی ہے اور یہ (قرآن) وہ کتاب ہے جو عربی زبان میں ہوتے ہوئے اس کو سچا بتا رہی ہے تا کہ ان ظالموں کو خبردار کرے اور نیک کام کرنے والوں کے لئے خوشخبری بن جائے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے کفر اپنالیا ہے وہ ایمان لانے والوں کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ ایمان لانا کوئی اچھی بات ہوتی تو یہ لوگ ہم سے سبقت نہ لیجاتے۔

۲۔ جب ان کافروں نے اس سے خود ہدایت حاصل نہیں کی تو وہ یہی کہیں گے کہ یہ وہی پرانے زمانہ کا جھوٹ ہے

۳۔ اس قرآن سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب رہنما اور رحمت بن کر آچکی ہے۔

۴۔ یہ قرآن وہ کتاب ہے جو عربی زبان میں ہوتے ہوئے اس کتاب یعنی تورات کو سچا بتا رہی ہے۔

۵۔ مقصد اس کا یہی ہے کہ ان ظالموں کو خبردار کرے۔

۶۔ جو نیک کام کرنے والے ہیں ان کے لئے خوشخبری بن جائے۔

ان آیتوں میں کفار و مشرکین کی ایک اور حالت بیان کی جارہی ہے کہ ان کفار و مشرکین نے ایمان والوں سے کہا کہ اگر یہ دین اسلام کوئی بھلائی اور خیر کی چیز ہوتی تو اسے سب سے پہلے ہم اختیار کرتے کیونکہ ہم لوگ رتبہ میں، شان و شوکت میں، رعب اور دبدبہ میں تم سے کہیں زیادہ ہیں اور اللہ نے ہمیں مالداری بھی عطا کی ہے جبکہ تم کمزور، بے بس، فقیر و مسکین قسم کے لوگ ہو، تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ساری دنیا کی بھلائی تو ہمارے حصہ میں آئی اور آخرت کی بھلائی تمہارے حصہ میں؟ ان کمزور اور ضعیف مسلمانوں سے ان کی مراد حضرت بلال، حضرت صہیب و خباب رضی اللہ عنہم وغیرہ تھے جو ان مشرکوں کی غلامی میں تھے، تو ان مشرکوں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ بے حیثیت انسان کیسے بھلائی پا سکتا ہے؟ جبکہ ہم جیسے معزز لوگ موجود ہوں، سورۃ انعام کی آیت نمبر ۵۳ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا ہم نے اس طرح کچھ لوگوں کو کچھ لوگوں کے ذریعہ آزمائش میں ڈالا تا کہ وہ ان کے بارے میں یہ کہیں کہ کیا یہ ہیں وہ لوگ جنہیں اس نے ہم سب کو چھوڑ کر احسان کرنے کے لئے چنا ہے؟ اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں دو قسم کی روایات مذکور ہیں پہلی روایت حضرت

قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ مشرکین تھے جو کہا کرتے تھے کہ ہم سب سے عزت دار لوگ ہیں اور ہمارا مقام و مرتبہ ایسا ایسا ہے، لہٰذا اگر یہ دین کوئی خیر کی چیز ہوتی تو فلاں فلاں لوگ ہم سے آگے نہ بڑھتے اس وقت اللہ تعالی نے یہ آیت وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا نازل فرمائی (تفسیر طبری۔ج،۲۲۔ص،۱۰۸) اور دوسری روایت حضرت عون بن ابی شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک باندی تھی جسکا نام زنین یا زنیرہ تھا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے ایمان لے آئی جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس باندی کو اس وقت مارتے جب تک کہ وہ تھک نہ جاتی اور قریش بھی کہا کرتے تھے کہ اگر اسلام کوئی اچھی اور بھلائی کی چیز ہوتی تو زنین ہم سے آگے نہ بڑھتی جس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔(التفسیر المنیر۔ج،۲۶۔ص،۲۵)

اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ جب ان کافروں نے اس قرآن کے ذریعہ ہدایت حاصل نہیں کی اور انہیں یہ ہدایت نصیب بھی نہ ہوئی تو اس قرآن کے بارے میں افترا پردازی کرنے لگے کہ یہ تو ایک قدیم زمانہ کا جھوٹ ہے جو ہمیں سنایا جا رہا ہے، یعنی پرانے زمانہ کے جھوٹے قصے اس کتاب میں بیان کئے گئے ہیں نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔ انکی اس بات پر کہ یہ قرآن جھوٹی ہے اسکی تردید میں کہا جا رہا ہے کہ قرآن کی سچائی کے لئے تو بس اتنا ہی کافی ہے کہ اس سے پہلے جو کتاب یعنی تورات حضرت موسی علیہ السلام کو دی گئی الگ زبان میں تھی اور یہ قرآن عربی زبان میں ہے مگر اس کے باوجود اس کتاب کی باتیں اس قرآن میں بیان کی گئی ہیں، جو احکامات اس کتاب یعنی تورات میں تھے اس میں بھی وہی احکام بیان کئے گئے اگر بالفرض یہ قرآن سچا نہ ہوتا تو تورات میں اور اس کتاب میں کوئی موافقت نہ ہوتی جبکہ تم دیکھتے ہو کہ قرآن کے احکامات اور تورات کے احکامات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور جس طرح وہ کتاب بنی اسرائیل کے لئے رحمت کا سبب تھی اس طرح یہ قرآن بھی اس امت کے لئے رحمت کا ذریعہ ہے اس طرح یہ قرآن اس کتاب تورات کی تصدیق کرتی ہے، اس کتاب یعنی قرآن کو بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ ان ظالم لوگوں کو جو اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں قیامت کے عذاب سے ڈرائے تا کہ وہ سیدھے راستہ پر آجائیں اور جو اس کتاب کی پیروی کرتے ہوئے اللہ کے فرمانبردار بندے بن گئے انہیں جنت اور اسکی نعمتوں کی خوشخبری سنائے۔ اللہ ہمیں بھی ان محسنین یعنی نیک اعمال کرنے والوں میں شامل فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۹۶۶﴾ ثابت قدم مومن خوف اور غم سے آزاد ﴿الاحقاف ۱۳۔۱۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ O اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بے شک الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے قَالُوْا کہا رَبُّنَا اللّٰهُ ہمارا رب اللہ ہے ثُمَّ پھر اسْتَقَامُوْا وہ قائم رہے فَلَا خَوْفٌ کوئی خوف نہ ہوگا عَلَيْهِمْ ان پر وَ اور لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ ہیں اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ جنتی خٰلِدِيْنَ وہ ہمیشہ رہیں گے فِيْهَا اس میں جَزَآءً جزا ہے بِمَا اس کی جو كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وہ عمل کرتے تھے

ترجمہ:۔ یقیناً جن لوگوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے تو ان پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ جنت والے لوگ ہیں جو ہمیشہ اس میں رہیں گے یہ ان اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ کیا کرتے تھے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقیناً جن لوگوں نے یہ کہد یا ہے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔

۲۔ پھر وہ لوگ اپنی بات پر ثابت قدم بھی رہے۔

۳۔ ایسے لوگوں پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

۴۔ ایسے لوگ جنتی ہیں جو ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ ۵۔ یہ ان اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ کیا کرتے تھے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی مومنوں کو ملنے والے انعامات بیان فرما رہے ہیں کہ جن لوگوں نے اللہ کے معبود ہونے کا اقرار کیا اور توحید پر قائم رہے، ہر طرح کی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کیں، فقر و فاقہ کے ساتھ مشرکوں کے ظلم سہتے رہے اور ان ساری رکاوٹوں نے انہیں ایمان سے نہیں پھیرا تو ایسے نیک صفت اور مضبوط ایمان رکھنے والوں کے لئے قیامت کے دن گھبرانے اور ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس دن اللہ تعالی ان کو اپنے رحم کے سایہ میں رکھے گا، اس دن ہر قسم کی سختیوں سے انہیں نجات عطا کرے گا اور اپنے حفظ و امان میں انہیں رکھے گا اور ایسے لوگوں کو دنیا کی زندگی میں چھوڑی ہوئی چیزوں پر بھی غم زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ انہیں جنت میں ایسی ایسی چیزیں ملیں گی کہ جب وہ انہیں دیکھیں گے تو ساری دنیا کی بڑی سی بڑی نعمت اس جنت کی ادنی سی نعمت کے سامنے ہیچ اور کمتر معلوم و محسوس ہوگی، اسی حقیقت کو اللہ تعالی اگلی آیت میں بیان فرما رہے ہیں کہ ایسے محسن اور نیک لوگوں کا ٹھکانہ تو جنت ہے جہاں انکے آرام کے لئے ہر چیز موجود ہے، وہاں وہ لوگ اپنی مرضی سے جہاں چاہے پھریں گے، جو چاہے کھائیں گے، اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر لمبی لمبی گفتگو کریں گے، انہیں کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی، سورۂ زمر کی آیت نمبر ۳۴ میں کہا گیا لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ان کے لئے اللہ کے پاس وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے، یہ بدلہ ہے نیک اعمال کرنے والوں کا۔ اور وہ لوگ اس جنت میں پل دو پل کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے، اس جنت میں ہمیشہ

رہنے کے باوجود بھی انہیں کوئی اکتاہٹ محسوس نہیں ہوگی جیسا کہ انسان اس دنیا میں ایک ہی جگہ رہ کر بوریت محسوس کرتا ہے وہاں ایسا نہیں ہوگا بلکہ انکا ہر دن جنت میں دوسرے سے الگ ہوگا اور وہ لوگ بالکل آرام سے اپنی زندگی بسر کریں گے، یہ سب انہیں انکے ان اعمال کے نتیجہ میں دیا جائے گا جو وہ اس دنیا میں کیا کرتے تھے اور اسلام کی خاطر جو تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرتے تھے، اللہ تعالی کی ہر منع کردہ چیز سے بچ کر اسکے حکموں پر عمل کیا کرتے تھے، لہٰذا ان کا رب انکی پوری قدردانی کرے گا اور بہتر سے بہتر صلہ انہیں عطا کرے گا۔ سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۸۵ میں فرمایا گیا فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ کہ اللہ تعالی انہیں ان کے قول (لاالہ الااللہ) کی وجہ سے ایسی جنتوں میں ٹھکانہ عطا فرمائے گا کہ جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے، یہ بدلہ ہے نیک اعمال کرنے والوں کا۔ اللہ ہمیں بھی جنت میں جانے والوں میں شامل فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۹۶۷﴾ اسکی ماں نے بڑی مشقت سے اسکو پیٹ میں اٹھائے رکھا ﴿الاحقاف ۱۵۔۱۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ؕ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور وَصَّیْنَا ہم نے وصیت کی الْاِنْسَانَ انسان کو بِوَالِدَیْهِ اپنے والدین کے ساتھ اِحْسٰنًا حسن سلوک کرنے کی حَمَلَتْهُ اٹھایا اس کو اُمُّهٗ اس کی ماں نے كُرْهًا تکلیف سے وَّ اور وَضَعَتْهُ جنا اس کو كُرْهًا تکلیف سے وَ اور حَمْلُهٗ ان کا حمل وَ اور فِصٰلُهٗ ان کا دودھ چھڑانا ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا تیس مہینے ہے حَتّٰۤى حتی کہ اِذَا جب بَلَغَ وہ پہنچا اَشُدَّهٗ اپنی جوانی کو وَ اور بَلَغَ پہنچا اَرْبَعِیْنَ سَنَةً چالیس برس کو قَالَ تو اس نے کہا رَبِّ اے میرے رب اَوْزِعْنِیْۤ تو توفیق دے مجھے اَنْ اَشْكُرَ کہ میں شکر کروں نِعْمَتَكَ تیری اس نعمت کا الَّتِیْۤ وہ جو اَنْعَمْتَ تو نے انعام کیا عَلَیَّ مجھ پر وَ اور عَلٰى وَالِدَیَّ میرے والدین پر وَ اور اَنْ اَعْمَلَ یہ کہ میں عمل کروں صَالِحًا نیک تَرْضٰىهُ کہ تو پسند کرے اس کو وَ اور اَصْلِحْ تو اصلاح کر لِیْ میرے لیے فِیْ ذُرِّیَّتِیْ میری اولاد میں اِنِّیْ بلاشبہ میں نے تُبْتُ توبہ کی اِلَیْكَ تیری طرف وَ اور اِنِّیْ بلاشبہ میں مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ مسلمانوں میں سے ہوں

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہ وہ لوگ ہیں کہ نَتَقَبَّلُ ہم قبول کرتے ہیں عَنْهُمْ ان سے اَحْسَنَ اچھے مَا جو عَمِلُوْا انھوں نے کیئے وَ اور نَتَجَاوَزُ ہم درگزر کرتے ہیں عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ ان کی برائیوں سے فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ جنتیوں میں وَعْدَ وعدہ ہے الصِّدْقِ سچا الَّذِيْ جو كَانُوْا تھے وہ يُوْعَدُوْنَ وعدے دیئے جاتے

ترجمہ: ۔اور ہم نے انسانوں کو اپنے والدین سے اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی ماں نے بڑی مشقت سے اسے (پیٹ میں) اٹھائے رکھا اور بڑی مشقت سے اس کو جنا اور اس کو اٹھائے رکھنے اور اس کے دودھ چھڑانے کے مدت تیس مہینے ہوتی ہے، یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری توانائی کو پہنچ گیا اور چالیس سال کی عمر تک پہنچا تو وہ کہتا ہے کہ یا رب! مجھے توفیق دیجئے کہ میں آپ کی اس نعمت کا شکر ادا کروں جو آپ نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی اور ایسے نیک عمل کروں جن سے آپ راضی ہوجائیں اور میرے لئے میری اولاد کو بھی صلاحیت دے دیجئے میں آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں فرماں برداروں میں شامل ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے ہم ان کے بہترین اعمال قبول کریں گے اور ان کی خطاؤں سے درگذر کریں گے وہ جنت والوں میں شامل ہوں گے، اس سچے وعدے کی بدولت جو ان سے کیا جاتا تھا۔

تشریح: ۔ان دو آیتوں میں تیرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاو کرنے کا حکم دیا ہے۔

۲۔اس کی ماں نے بڑی مشقت سے اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا۔ ۳۔بڑی ہی مشقت سے اسے جنا۔

۴۔اس کو اٹھائے رکھنے اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہوتی ہے۔

۵۔یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری توانائی کو پہنچ گیا اور چالیس سال کی عمر کا ہوگیا تو کہتا ہے

۶۔یارب! مجھے توفیق دے کہ میں آپ کی اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہے۔

۷۔مجھے توفیق دیجئے کہ میں ایسے نیک عمل کروں جس سے آپ راضی ہوجائیں۔

۸۔میرے لئے میری اولاد کو بھی صلاحیت دید یجئے۔ ۹۔میں آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

۱۰۔مجھے توفیق دے کہ میں تیرے فرمانبرداروں میں سے بن جاؤں۔

۱۱۔یہ وہ لوگ ہیں جن سے ہم ان کے بہترین اعمال قبول کریں گے۔

۱۲۔ان کی خطاوں سے درگزر کریں گے جسکے نتیجہ میں وہ جنت والوں میں سے ہوجائیں گے۔

۱۳۔اس سچے وعدہ کی بدولت جو ان سے کیا جاتا تھا۔

مومنوں کو دی جانے والی نعمتوں کے بیان کے بعد اللہ تعالی ساری انسانیت کو اور خاص کر مومنوں کو یہ حکم

فرما رہے ہیں کہ ہم نے ساری کائنات کے انسانوں کو یہ وصیت اور تاکید کی کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاو کریں، اور انکی خدمت اور دیکھ بھال کریں اور ہر وقت ان کے ساتھ حسن سلوک کریں، جائز امور میں ان کے حکم کی تعمیل کریں، سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۲۳ میں بھی فرمایا گیا وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا تمہارے پروردگار نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ تم بس اسی کی عبادت کرو اور اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو، سورۂ لقمان کی آیت نمبر ۱۴ میں بھی اللہ تعالی نے فرمایا :اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ کہ تم میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو، اور ہاں! تمہیں لوٹ کر میرے ہی پاس آنا ہے۔ یہ تو دنیا میں ان کے ساتھ رہنے کا طریقہ تمہیں سکھلایا گیا اب اگر انکی وفات ہو جائے اور وہ دنیا سے رخصت ہو جائیں تو اس وقت ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کی مغفرت کی دعائیں کریں، ان کے لئے ایصال ثواب کریں چاہے وہ کسی مسجد کی تعمیر یا بورویل کی تنصیب یا کسی اور صدقۂ جاریہ کے ذریعہ، حضرت مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنو سلمہ میں سے ایک آدمی آئے اور انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا والدین کے ساتھ انکی وفات کے بعد حسن سلوک کرنے کا کوئی طریقہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! تم ان کے لئے دعا واستغفار کرو اور انہوں نے جو وعدہ کیا ہے اسے انکی وفات کے بعد پورا کرو اور انکے عزیز واقارب کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور انکے دوستوں کا اکرام کرو۔ (ابوداود ۵۱۴۲) اس حسن سلوک میں ماں کو مقدم رکھنا چاہئے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ خاص طور سے تم اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کرو اس لئے کہ اس ماں نے تکلیفوں پر تکلیفیں برداشت کر کے تمہیں اپنے پیٹ میں دوران حمل اٹھائے رکھا اور اس سے بڑھ کر تکلیف اس نے اس وقت سہی جب کہ اس نے تمہیں جنم دیا، اس وقت کی اس کے منہ سے نکلی ہوئی ایک آہ کی قیمت تم ساری زندگی اسکے قدموں میں رہ کر ادا نہیں کر سکتے، اس ماں نے تمہیں جننے کے بعد پھر ڈیڑھ سال تک دودھ پلایا، تو یہ تمہاری دیکھ بھال کی پوری مدت حمل سے لیکر تمہارے دودھ چھڑانے تک پورے تیس ماہ یعنی پورے ڈھائی سال اس نے تکلیفوں پر تکلیفیں برداشت کیں، تمہاری ایک آواز پر اپنی راتوں کی نیند قربان کر کے تمہاری راحت کی فکر کی، تھوڑی تھوڑی دیر میں وہ جہاں کہیں بھی ہوتی ہے تمہیں دودھ پلاتی ہے تمہاری نجاست کو صاف کرتی ہے، تمہاری ہر ایک ایک چیز کا خیال رکھتی ہے تو سونچو کہ تمہیں اسکے ساتھ کس قدر حسن سلوک کرنا چاہئے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! لوگوں میں میرے حسن سلوک کے سب سے زیادہ حقدار کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری ماں، اس شخص نے کہا اسکے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں، اس نے کہا پھر کون آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیری ماں، اس نے کہا پھر کون؟ آپ

نے فرمایا تیرا باپ۔(بخاری ۵۹۷۱) اس حدیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ ماں کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں باپ سے تین درجہ مقدم رکھنا چاہئے۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اس عمر سے لیکر کے چالیس سال کی عمر تک انسان غفلت میں پڑے رہتا ہے اور اپنی آخرت سے بے خبر ہو کر ناز کرتے رہتا ہے لیکن جب وہ چالیس سال کا ہوجاتا ہے تو تب اسے اپنی آخرت کی فکر ہوتی ہے، اسکی سمجھ اور سوچ پختہ ہوجاتی ہے اور اس وقت اسے سمجھ میں آتا ہے کہ میں نے جو اپنی زندگی اب تک گزاری ہے وہ کھیل کود میں گزار دی، اب مجھے پتا چلا کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے؟ ہمیں کیا کرنا چاہئے تھا؟ اور ہم کیا کرتے رہے؟ لہٰذا اے میرے رب! اب میں آپ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے تیری ان تمام نعمتوں پر جو کہ تو نے مجھے اور میرے والدین کو دیئے ہیں شکر کرنے کی توفیق عطا کر اس لئے کہ بغیر توفیق کے انسان کچھ نہیں کر پاتا جب آپ کی توفیق شامل حال ہوگی تو ہر کام آسان ہوتا چلا جائے گا، بعض مفسرین کے قول کے مطابق یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔(الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۴۴۳)

یہ تو پہلی چیز ہے جو میں تجھ سے مانگتا ہوں اور دوسری چیز یہ کہ مجھے نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرما کہ جس سے تو راضی ہو، اب تک میں نے اپنی زندگی گناہوں میں گزار دی اور تیری نافرمانی کے کام کئے اب مجھے اس سے چھٹکارہ عطا فرما اور میری بقیہ زندگی کو نیک کاموں میں گزارنے کی توفیق نصیب فرما اور تیسری چیز یہ مانگتا ہوں کہ میری اولاد کو بھی نیک بنا اور انہیں بھی برائیوں سے بچا کر نیکیاں کرنے والا بنا دے، آج میں تجھ سے سچی پکی توبہ کرتا ہوں مجھے اپنے پچھلے گناہوں پر معاف کردے اور اگلی زندگی تیرے منشا اور مرضی کے مطابق گزارنے والا بنا دے، آج میں اپنے آپ کو تیرے حوالہ کرتا ہوں، میری زندگی سنوار دے۔ اللہ تعالی نیک اعمال کرنے والوں کی جزا بیان کررہے ہیں کہ یہی تو وہ لوگ ہیں کہ جن کے نیک اعمال کو ہم قبول کرتے ہیں یعنی جو ہم سے معافی مانگ کر سچی پکی توبہ کرتا ہے اور اپنی آئندہ زندگی کو اچھی طرح گزارنے کا عزم کرتا ہے تو ایسے شخص کے نیک اعمال کو ہم قبول کرتے ہیں اور اگر کوئی ایسا ہے کہ وہ ہمیشہ سے گناہوں سے بچتا رہا تو اس کے اعمال کو بدرجہ اولی ہم قبول کریں گے اور اگر ان لوگوں سے کوئی جانے انجانے میں خطا ہوگئی تو ہم اسے اپنی رحمت سے معاف بھی کردیں گے اور یہ بھی کہ جب آدمی نیکی کرتا ہے تو اسکے گناہ معاف ہوتے جاتے ہیں اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ نیکی برائی کو مٹا دیتی ہے(ہود ۱۱۴) اور آخر میں ایسے لوگوں کا انجام یہ ہوگا کہ انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا اور وہ جنتی کہلائیں گے، یہ سب کچھ اس سچے وعدہ کی بدولت انہیں دیا جارہا ہے جو انہوں نے ہم سے کیا تھا کہ ہم اپنی زندگی کو گناہوں سے پاک کرکے آپ کی مرضی کے مطابق گزاریں گے تو جب انہوں نے اپنا وعدہ پورا کیا تو ہم بھی اپنا وعدہ پورا کرتے ہیں اور انہیں اس جنت کا وارث بناتے ہیں۔ اللہ ہمیں بھی توبہ کرنے کی اور اسکی رضا پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۹۶۸﴾ **وہ شخص جس نے والدین سے کہا تف ہے تم پر** ﴿الاحقاف ۱۷۔تا۔۲۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ الَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِیْۤ اَنْ اُخْرَجَ وَ قَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَ هُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖۗ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚۖ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ O اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ O وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَ لِیُوَفِّیَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ O وَ یَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور الَّذِیْ وہ جس نے قَالَ کہا لِوَالِدَیْهِ اپنے والدین سے اُفٍّ اف ہے لَّكُمَا تم دونوں پر اَتَعِدٰنِنِیْۤ کیا تم دونوں وعدہ دیتے ہو مجھے اَنْ اُخْرَجَ میں نکالا جاؤں گا وَ حالانکہ قَدْ تحقیق خَلَتِ گزر چکی ہیں الْقُرُوْنُ امتیں مِنْ قَبْلِیْ مجھ سے پہلے وَ جبکہ هُمَا وہ دونوں یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ اللہ سے فریاد کرتے ہیں وَیْلَكَ تو ہلاک ہوجائے اٰمِنْ ایمان لے آ اِنَّ بے شک وَعْدَ اللّٰهِ اللہ کا وعدہ حَقٌّ سچا ہے فَیَقُوْلُ پھر وہ کہتا ہے مَا نہیں ہے هٰذَاۤ یہ اِلَّاۤ مگر اَسَاطِیْرُ قصے کہانیاں الْاَوَّلِیْنَ پہلے لوگوں کی اُولٰٓىِٕكَ یہ الَّذِیْنَ وہ لوگ ہیں کہ حَقَّ ثابت ہو گئی عَلَیْهِمُ ان پر الْقَوْلُ بات فِیْۤ اُمَمٍ ان امتوں کے قَدْ خَلَتْ جو گزر چکیں مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ جنوں اور انسانوں سے اِنَّهُمْ بے شک وہ كَانُوْا تھے خٰسِرِیْنَ خسارہ پانے والے وَ لِكُلٍّ اور ہر ایک کے لئے دَرَجٰتٌ درجے ہیں مِّمَّا اس کے جو عَمِلُوْا انھوں نے عمل کئے وَ اور لِیُوَفِّیَهُمْ تاکہ پورا دے ان کو اَعْمَالَهُمْ ان اعمال کا وَ جبکہ هُمْ وہ لَا یُظْلَمُوْنَ ظلم نہیں کئے جائیں گے وَ اور یَوْمَ جس دن یُعْرَضُ پیش کئے جائیں گے الَّذِیْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا عَلَى النَّارِ آگ پر اَذْهَبْتُمْ تم نے پورا لے لیا طَیِّبٰتِكُمْ اپنی لذتوں کا فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا اپنی زندگانی دنیا میں وَ اور اسْتَمْتَعْتُمْ تم نے فائدہ اٹھا لیا بِهَا ان سے فَالْیَوْمَ چنانچہ آج تُجْزَوْنَ تم بدلہ دئے جاؤ گے عَذَابَ الْهُوْنِ ذلت کا عذاب بِمَا بہ سبب اس کے کہ كُنْتُمْ تم تھے تَسْتَكْبِرُوْنَ تکبر کرتے فِی الْاَرْضِ زمین میں بِغَیْرِ الْحَقِّ ناحق وَ اور بِمَا بہ سبب اس کے کہ كُنْتُمْ تم تھے تَفْسُقُوْنَ نافرمانی کرتے

ترجمہ:۔ اور ایک وہ شخص ہے جس نے اپنے والدین سے کہا ہے کہ "تف ہے تم پر! کیا تم مجھ سے یہ

وعدہ کرتے ہو کہ مجھے زندہ کر کے قبر سے نکالا جائے گا، حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی نسلیں گذر چکی ہیں'' اور والدین اللہ سے فریاد کرتے ہیں (اور بیٹے سے کہتے ہیں کہ) افسوس ہے تجھ پر ایمان لے آ، یقین جان کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے، تو وہ کہتا ہے کہ ان باتوں کی اس کے سوا کوئی حقیقت نہیں ہے کہ یہ محض افسانے ہیں جو پچھلے لوگوں سے نقل ہوتے چلے آرہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں جنات اور انسانوں کے ان گروہوں سمیت جو ان سے پہلے گذرے ہیں (عذاب کی) بات طے ہو چکی ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ سب بڑا نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور ہر ایک (گروہ) کے اپنے اعمال کی وجہ سے مختلف درجے ہیں اور اس لئے ہیں تاکہ اللہ ان کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ اور اس دن کو یاد رکھو جب ان کافروں کو آگ کے سامنے پیش کیا جائے گا (اور کہا جائے گا کہ) تم نے اپنے حصے کی اچھی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں ختم کر ڈالیں اور ان سے خوب مزہ لے لیا، لہٰذا آج تمہیں بدلے میں ذلت کی سزا ملے گی، کیونکہ تم زمین میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور کیونکہ تم نافرمانی کے عادی تھے۔

تشریح: ۔ ان چار آیتوں میں تیرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ایک وہ شخص ہے جس نے اپنے والدین سے کہا کہ تف ہے تم پر۔

۲۔ کیا تم مجھ سے یہ وعدہ کرتے ہو کہ مجھے قبر سے نکال کر زندہ کیا جائے گا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی نسلیں گزر چکی ہیں۔

۳۔ والدین اللہ سے فریاد کرتے ہیں اور بیٹے سے کہتے ہیں کہ افسوس ہے تجھ پر ایمان لے آ۔

۴۔ وہ کہتا ہے کہ ان باتوں کی اس کے سوا کوئی حقیقت نہیں ہے کہ یہ محض افسانے ہیں جو پچھلے لوگوں سے نقل ہوتے چلے آرہے ہیں۔

۵۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں جنات اور انسانوں کے ان گروہوں سمیت جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں عذاب کی بات طے ہو چکی ہے۔

۶۔ حقیقت میں یہ بڑا نقصان اٹھانے والے ہیں۔

۷۔ ہر ایک گروہ کے اپنے اعمال کی وجہ سے مختلف درجے ہیں۔

۸۔ وہ اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے۔

۹۔ ان پر کسی قسم کا کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

۱۰۔ اس دن کو یاد رکھو جب ان کافروں کو آگ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

۱۱۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم نے اپنے حصہ کی اچھی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں ختم کر ڈالیں اور ان سے خوب مزہ لیا۔

۱۲۔ لہٰذا آج تمہیں بدلہ میں ذلت کی سزا ملے گی اس لئے کہ تم زمین میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے۔

۱۳۔اس لئے بھی کہ تم نافرمانی کرنے کے عادی تھے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور اس پر ملنے والی جزاؤں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اب والدین کی نافرمانی کرنے اور انکے ساتھ بدسلوکی کرنے کا انجام بیان فرمارہے ہیں کہ وہ شخص جس نے اپنے والدین سے کہا کہ تف ہے تم پر کیا تم لوگ مجھ سے یہ کہہ رہے ہو کہ مجھے مرنے کے بعد قبر سے زندہ اٹھایا جائے گا؟ جبکہ میری ہڈیاں گل سڑ گئی ہوں گی اور میرا وجود تک ختم ہو گیا ہو گا اس وقت مجھے دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ اگر ایسا ہے تو مجھے بتلاؤ کہ اب تک بہت سارے لوگ مرچکے ہیں، اپنی اپنی قبروں میں گلے پڑے ہوئے ہیں تو کیا ان میں سے کسی ایک کو بھی اب تک زندہ کیا گیا ہے؟ اگر نہیں تو پھر ایسی بات جسے عقل تک تسلیم نہیں کرتی ہم کیسے قبول کرلیں؟ اپنے بیٹے کی یہ باتیں سن کر وہ والدین اللہ سے اسکی ہدایت کی دعا مانگنے لگے اور ساتھ میں اپنے بیٹے کو کہتے بھی رہے کہ اے بیٹے! اگر تو ایمان نہیں لائے گا تو ہلاک ہو جائے گا لہٰذا اس ہلاکت سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ تو ایمان لے آ۔ اس بات پر کہ اللہ ایک ہے اور اس نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے اور ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنا ہے تا کہ ہم سے ہمارے اعمال کے بارے میں سوال کیا جائے اور اس کے حساب سے ہمیں بدلہ دیا جائے، جب اس نافرمان اولاد نے اپنے والدین کی یہ خالص نصیحت سنی تو کہنے لگا کہ تم لوگ جو مجھ سے کہہ رہے ہو کہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور پھر حساب و کتاب دینا ہے یہ سب بےکار اور پچھلے لوگوں کی کہی ہوئی باتیں ہیں جس میں کوئی سچائی نہیں ہے بلکہ یہ تو افسانے ہیں جو ہمیں برسوں سے سنائے جاتے رہے ہیں

اللہ تعالیٰ ایسے نافرمان شخص کا حال کیا ہونے والا ہے؟ اسے بیان فرمارہے ہیں کہ اس جیسے لوگ جنہوں نے اپنے والدین کی نافرمانی کی اور انہیں جھڑکا اور ان کے ساتھ بدسلوکی کی تو ایسے لوگوں کا حال انہی جیسے لوگوں اور جنات کی طرح ہو گا جو اس سے پہلے ایسی حرکت کرچکے ہیں یعنی اسے بھی ان لوگوں کی طرح عذاب میں جھونکا جائے گا اور آخر کار انکا انجام یہ ہو گا کہ یہ سب نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ان دو قسم کے لوگوں میں سے ایک وہ جس نے اپنے والدین کی اطاعت کی اور انکے ساتھ حسن سلوک کیا وہ اور وہ جس نے والدین کی نافرمانی کی اور ان کے ساتھ بدسلوکی کی وہ ان دو قسم کی جماعتوں میں سے ہر ایک کے لئے الگ الگ درجے اور مراتب اللہ تعالیٰ نے طے کر رکھے ہیں تا کہ جو جیسا کرتا تھا اسے اسکے حساب سے وہ مرتبہ عطا کرے تو جس نے والدین کی اطاعت کی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کیا انہیں جنت کی عیش و عشرت اور نعمتیں نصیب ہوں گی اور جس نے والدین کی نافرمانی کی اور انکے ساتھ بدسلوکی کی اسے جہنم میں ڈالا جائے گا، اس بدلہ دینے میں اللہ تعالیٰ کسی قسم کا ظلم نہیں کرے گا بلکہ جو جس چیز کا حق دار ہے اسے وہ چیز عطا کی جائے گی۔ ابن زید رحمہ اللہ نے کہا کہ دوزخی کا درجہ نیچے سے نیچے ہوتا چلا جائے گا اور جنتی کا درجہ اس کے اعمال کے

حساب سے اونچے سے اونچا ہوتا چلا جائے گا یہاں تک کہ وہ مومن اعلی علّیین تک پہنچ جائے گا اور کافر اسفل سافلین تک پہنچ جائے گا۔(تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص،۱۴۶)

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ جب کافروں کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو دنیا میں اچھائی کے کام کئے تھے اسکا بدلہ تمہیں وہی دنیا میں دے دیا گیا اور تم اس سے فائدہ اٹھاتے بھی رہے کہ مزے دار غذائیں تمہیں دی گئیں، اونچے اونچے مکانات ومحلات تمہیں دئے گئے، پہننے کے لئے عمدہ لباس اور گھومنے کے لئے آرامدہ سواریاں تمہیں دی گئیں وہ سب تمہارے اچھے اعمال کا بدلہ تھا جو تمہیں وہیں دنیا میں دے دیا گیا لہٰذا یہاں پر تمہارے پاس کوئی اچھائی باقی نہیں رہی ہے کہ جس کا تم مطالبہ کرسکو اس لئے تمہیں یہاں آگ میں ڈالا جارہا ہے اور ذلت بھرے عذاب میں تمہیں جھونکا جارہا ہے، یہ ایسے اعمال ہیں جن کا بدلہ آج ہم تمہیں یہاں دے رہے ہیں، حساب برابر ہوگیا اچھائی کا بدلہ تو دنیا میں دیا گیا اور برائی کی بدلہ یہاں آخرت میں۔اسی طرح ہم انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں۔اس آیت سے ایک بات یہ ظاہر ہوگئی کہ آج کافروں کو جو دولت اور شہرت اور مال کی فراوانی نصیب ہوئی وہ انکے اچھے اعمال کا نتیجہ ہے جو انہیں یہیں پر دے دیا گیا تا کہ وہ آخرت میں جب آئیں تو خالی ہاتھ آئیں اور انہیں اس وقت دوزخ میں ڈالا جاسکے مگر ایک مسلمان کا معاملہ ایسا نہیں ہے کہ اسے فوراً اس دنیا میں اس کی اچھائی کا بدلہ دیدیا جائے بلکہ اسے آخرت کے لئے مؤخر رکھا جاتا ہے تا کہ کل قیامت میں اسے اچھے سے اچھا بدلہ عطا کیا جائے اس لئے ہمیں کافروں کی دولت اور انکی شہرت کو دیکھ کر غمگین اور مایوس نہیں ہونا چاہئے، حضرت ابولیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس عراق سے کچھ لوگ آئے انہیں دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ وہ لوگ کبوتر کھاتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عراقیو! اگر میں چاہتا کہ میرے لئے بھی ایسے لذیذ کھانے تیار ہوں جیسے تمہارے لئے ہوتے ہیں تو میں ضرور ایسا کرسکتا مگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے اعمال آخرت میں اللہ کے یہاں باقی رہیں ، کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالی ایک قوم سے کہتا ہے اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا (الدرالمنثور۔ج،۷۔ص،۴۴۶) لہٰذا ہمیں کو یہاں کی نعمتوں سے زیادہ آخرت کی نعمتوں کی فکر کرنی چاہئے اللہ ہمیں بھی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۹۶۹﴾ مجھے تم پر ایک زبردست دن کا اندیشہ ہے ﴿الاحقاف ۲۱۔تا۔۲۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا

عَنْ اٰلِهَتِنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَاذْكُرْ اور یاد کریں اَخَا عَادٍ عاد کے بھائی کو اِذْ جب اَنْذَرَ اس نے ڈرایا قَوْمَهٗ اپنی قوم کو بِالْاَحْقَافِ احقاف میں وَ اور قَدْ تحقیق خَلَتِ گزر چکے النُّذُرُ کئی ڈرانے والے مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ اس سے پہلے وَ اور مِنْ خَلْفِهٖ اس کے بعد اَلَّا تَعْبُدُوْٓا کہ تم عبادت نہ کرو اِلَّا سوائے اللّٰهَ اللہ کے اِنِّيْٓ بلا شبہ میں اَخَافُ ڈرتا ہوں عَلَيْكُمْ تم پر عَذَابَ عذاب سے يَوْمٍ عَظِيْمٍ ایک عظیم دن کے قَالُوْٓا انھوں نے کہا اَجِئْتَنَا کیا تو آیا ہے ہمارے پاس لِتَاْفِكَنَا تاکہ تو پھیر دے ہمیں عَنْ اٰلِهَتِنَا ہمارے معبودوں سے فَاْتِنَا پس تو لے آ ہمارے پاس بِمَا وہ جس کا تَعِدُنَآ تو ہمیں وعدہ دیتا ہے اِنْ اگر كُنْتَ تو ہے مِنَ الصّٰدِقِيْنَ سچوں میں سے قَالَ اس نے کہا اِنَّمَا بس الْعِلْمُ علم عِنْدَ اللّٰهِ اللہ ہی کے پاس ہے وَ اور اُبَلِّغُكُمْ میں پہنچاتا ہوں تمہیں مَّآ وہ چیز کہ اُرْسِلْتُ میں بھیجا گیا ہوں بِهٖ اس کے ساتھ وَلٰكِنِّيْٓ لیکن میں اَرٰىكُمْ دیکھتا ہوں تمہیں قَوْمًا ایسے لوگ تَجْهَلُوْنَ کہ تم جہالت کرتے ہو

ترجمہ:۔ اور قوم عاد کے بھائی (حضرت ہود علیہ السلام) کا تذکرہ کرو، جب انہوں نے اپنی قوم کو خم دار ٹیلوں کی سرزمین میں خبردار کیا تھا اور ایسے خبردار کرنے والے ان سے پہلے بھی گذر چکے ہیں اور ان کے بعد بھی کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، مجھے تم پر ایک زبردست دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ انہوں نے کہا کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمارے خداؤں سے ہمیں برگشتہ کرو؟ اچھا اگر تم سچے ہو تو لے آؤ ہم پر وہ (عذاب) جس کی دھمکی دے رہے ہو۔ انہوں نے فرمایا ٹھیک ٹھیک علم تو اللہ کے پاس ہے (کہ وہ عذاب کب آئے گا؟) مجھے جو پیغام دے کر بھیجا گیا ہے، میں تو تمہیں وہی پیغام دے رہا ہوں، البتہ میں یہ ضرور دیکھ رہا ہوں کہ تم ایسے لوگ ہو جو نادانی کی باتیں کر رہے ہو۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قوم عاد کے بھائی حضرت ہود کا تذکرہ کرو۔

۲۔ جب انہوں نے اپنی قوم کو خم دار ٹیلوں کی سرزمین میں خبردار کیا تھا۔

۳۔ ایسے خبردار کرنے والے ان سے پہلے بھی گذر چکے ہیں اور ان کے بعد بھی۔

۴۔ یہ کہتے ہوئے انہوں نے خبردار کیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

۵۔ مجھے تم پر ایک زبردست دن کا اندیشہ ہے۔

۶۔ انکی قوم نے کہا کہ کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمارے خداؤں سے ہمیں برگشتہ کرو؟

۷۔ اگر تم سچے ہو تو لے آؤ وہ عذاب جس کی تم ہمیں دھمکی دے رہے ہو۔

۸۔انہوں نے فرمایا ٹھیک ٹھیک علم تو اللہ کے پاس ہے کہ وہ عذاب کب آئے گا؟

۹۔مجھے جو پیغام دیکر بھیجا گیا ہے میں تو تمہیں وہی پیغام پہنچارہا ہوں۔

۱۰۔میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم ایسے لوگ ہو جو نادانی کی باتیں کررہے ہو۔

توحید اور نبوت کے حقائق سے آگاہ کرنے اور ایمان والوں اور کافروں کا انجام بتلانے کے بعد اللہ تعالی بطور نصیحت وعبرت قوم عاد کا قصہ بیان فرما رہے ہیں کہ اے نبی! آپ اس قوم قریش کے سامنے عاد کے بھائی ھود علیہ السلام کا حال بیان کیجئے کہ جب اس پیغمبر نے انہیں خمدار ٹیلوں والی سرزمین میں خبردار کیا تھا کہ اگر تم لوگ اللہ کی نافرمانی کروگے اور اسکے احکامات کو اور اسکی آیتوں کو جھٹلاوگے اور اسکی عبادت سے منہ موڑوگے تو تم پر اللہ کا ایسا سخت عذاب آئے گا کہ تمہاری نسلیں تک تباہ وہ برد بار ہو جائیں گی، یہ کوئی اکیلے پیغمبر نہیں تھے جنہوں نے اپنی قوم سے ایسا کہا ہو بلکہ ان سے پہلے بھی بہت سارے پیغمبر ہم نے بھیجے تھے جنہوں نے بھی یہی پیغام اپنی اپنی قوم کو پہنچایا اور ان کے بعد بھی بہت سارے پیغمبر گذرے جنہوں نے بھی اپنی قوم کو اسی بات کی تاکید کی مگر ہر قوم نے اپنے اپنے نبی سے وہی کہا جو اس قوم عاد نے کہا، انہوں نے حضرت ھود علیہ السلام سے کہا کہ کیا آپ ہمارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ہمیں اپنے معبودوں سے دور کردیں؟ ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑیں گے، اگر ہم آپ کی بات نہیں مان رہے ہیں تو اب آپ ہم پر وہ عذاب لا لیجئے جس عذاب سے آپ ہمیں ڈرا رہے ہیں اگر آپ واقعی اپنی اس بات میں سچے ہیں کہ ہماری نافرمانی کی وجہ سے ہم پر عذاب آئے گا تو اس عذاب کو لا کر بتلا دیجئے، سورۂ شوری کی آیت نمبر ۱۸ میں کہا گیا کہ جو لوگ مومن نہیں ہوتے ہیں وہی لوگ عذاب کی جلدی مچاتے ہیں يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا لہذا اس قوم نے بھی اپنے نبی سے عذاب کی جلدی مچائی مگر ان کی اس جلد بازی پر حضرت ھود علیہ السلام کہہ اٹھے کہ اے بے وقوف قوم! میں تو ایک اللہ کا پیغمبر ہوں میرے بس میں کچھ نہیں ہے، میں تو بس اسکا پیغام پہنچانے کے لئے آیا ہوں اب وہ عذاب کب آئے گا؟ مجھے اس بارے میں کچھ پتہ نہیں یہ وہی رب جانتا ہے جس نے اس عذاب سے ڈرانے کے لئے مجھے بھیجا ہے لہذا میں نے اس کا یہ پیغام تم تک پہنچا دیا ہے مگر مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ تم بڑی ہی نادان قوم ہو جو اپنی ہلاکت کی دعائیں اور اسکی جلدی مچارہے ہو کیونکہ کوئی عقلمند آدمی اپنی بربادی کی جلدی نہیں مچاتا، تم لوگ اس کی ہولناکی اور سختی سے واقف نہیں ہو اس لئے ایسی باتیں کررہے ہو اگر تمہیں اسکی سختی کا پتا چل جاتا تو کبھی ایسی جرأت نہ کرتے۔اس آیت میں اللہ تعالی نے احقاف کے مقام کا ذکر کیا کہ عاد کے بھائی ھود علیہ السلام نے انہیں جہاں ڈرایا تھا، اب یہ جگہ کہاں واقع ہے اس بارے میں علماء تفسیر میں اختلاف ہے کہ بعض نے کہا کہ وہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو ملک شام میں واقع ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔(تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص،۱۵۰) اور بعض نے کہا کہ وہ ایک وادی ہے جو عمان اور مہرہ کے درمیان

واقع ہے جیسا کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے اور ایک قول کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص،۱۵۱) اور بعض نے کہا کہ یمن میں بستی تھی لہٰذا وہ جگہ بھی یمن ہی میں واقع ہوگی، یہاں مقصد صرف آگاہ کرنا اور نصیحت دلانا ہے جو عقلمند ہوگا وہ اس سے ضرور نصیحت حاصل کرے گا۔

﴿درس نمبر ۱۹۷﴾ جب عذاب کو ایک بادل کی شکل میں آتا دیکھا ﴿الاحقاف ۲۴۔۲۵﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ O تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَلَمَّا پھر جب رَاَوْهُ انھوں نے دیکھا اس کو عَارِضًا کہ ایک بادل مُّسْتَقْبِلَ سامنے چلا آرہا ہے اَوْدِيَتِهِمْ ان کی وادیوں کے قَالُوْا تو انھوں نے کہا هٰذَا یہ عَارِضٌ بادل ہے مُّمْطِرُنَا بارش برسانے والا ہم پر بَلْ بلکہ هُوَ وہ ہے مَا اسْتَعْجَلْتُمْ جسکی تم جلدی طلب کرتے تھے بِهٖ اس کو رِيْحٌ ہوا ہے فِيْهَا اس میں عَذَابٌ عذاب ہے اَلِيْمٌ نہایت دردناک تُدَمِّرُ وہ تباہ و برباد کردے گی كُلَّ شَيْءٍ ہر چیز کو بِاَمْرِ رَبِّهَا اپنے رب کے حکم سے فَاَصْبَحُوْا پھر وہ ہوگئے لَا يُرٰى نہیں دکھائی دیتا تھا اِلَّا سوائے مَسٰكِنُهُمْ ان کے گھروں کے كَذٰلِكَ اسی طرح نَجْزِى ہم بدلہ دیتے ہیں الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ مجرم لوگوں کو

ترجمہ:۔ پھر ہوا یہ کہ جب انہوں نے اس (عذاب) کو ایک بادل کی شکل میں آتا دیکھا جو ان کی وادیوں کا رخ کررہا تھا تو انہوں نے کہا کہ یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا۔نہیں! بلکہ یہ وہ چیز ہے جس کی تم نے جلدی مچائی تھی ایک آندھی جس میں دردناک عذاب ہے۔جو اپنے پروردگار کے حکم سے ہر چیز کو تہس نہس کرڈالے گی غرض ان کی حالت یہ ہوگی کہ ان کے گھروں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا ہے،ایسے مجرم لوگوں کو ہم ایسی ہی سزادیتے ہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر ہوا یہ کہ جب انہوں نے اس عذاب کو ایک بادل کی شکل میں آتا دیکھا جو ان کی وادیوں کا رخ کررہا تھا۔

۲۔ اس وقت انہوں نے کہا کہ یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا۔

۳۔ تمہارا یہ گمان غلط ہے بلکہ یہ وہ چیز ہے جس کی تم نے جلدی مچائی تھی۔

۴۔ یہ ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔

۵۔جو اپنے پروردگار کے حکم سے ہر چیز کو تہس نہس کر ڈالے گی۔

۶۔غرض ان کی حالت یہ ہوگئی کہ ان کے گھروں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا۔

۷۔ایسے مجرموں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

جب قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام سے اس عذاب کی مانگ کی تو اس وقت تو اس نبی نے یہ جواب دے دیا تھا کہ عذاب لانا اللہ کا کام ہے میرا کام تو بس متنبہ کرنا ہے، اس کے بعد ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے اللہ تعالی نے ان کی خواہش کے مطابق ان پر عذاب کو مسلط فرمایا جسکا ذکر ان آیتوں میں کیا جارہا ہے چنانچہ فرمایا کہ جب اس قوم نے بادل کی شکل میں اللہ کے عذاب کو آتا دیکھا تو وہ لوگ اس بادل کی ظاہری صورت سے دھوکہ کھا گئے اور کہنے لگے کہ یہ تو ایک بادل ہے اور بادل تو بارش برساتا ہے اور یہ ہم پر بارش ہی برسائے گا لہٰذا وہ لوگ اس بادل سے مطمئن ہوگئے بلکہ خوش ہوگئے کہ یہ ہم پر بارش برسائے گا تو ہم اپنی کھیتی کریں گے وغیرہ وغیرہ، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم سے یہ بیان کیا گیا کہ قوم عاد پر بارش کو ایک طویل مدت تک کے لئے روک دیا گیا تھا، تو جب اس قوم نے عذاب کو آتا دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر بارش لے آیا ہے، اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سے یہ بھی بیان کیا گیا کہ ان لوگوں نے جب اس بادل کو آتا دیکھا تو کہنے لگے کہ ہود ہم سے نے جھوٹ کہا، (کہ ہم پر عذاب آئے گا یہاں تو رحمت آنے والی ہے) ان کی یہ باتیں سن کر حضرت ہود باہر نکلے اور اس بادل کو دیکھ کر اس بادل کے عذاب کے آنے کا پتا لگا یا اور کہا کہ جس کو تم بارش والا بادل سمجھ رہے ہو وہ تو عذاب ہے جس کی تم نے جلدی مچائی تھی، یہ ایک زوردار آندھی ہے جس میں دردناک عذاب چھپا ہوا ہے، (تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص،۱۵۶)

بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اس طرح کھل کر ہنستا ہوا نہیں دیکھا کہ آپ کے منہ کا اندرونی حصہ نظر آتا ہو، آپ کا ہنسنا تو بس مسکراہٹ ہوا کرتی تھی، جب کبھی آپ بادل یا ہوا کو آتا دیکھتے تو اس کی ناگواری آپ کے چہرے پر نظر آجاتی تھی، میں نے آپ سے کہا یا رسول اللہ! لوگ جب بادل کو دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ اب ان پر بارش برسے گی اور میں دیکھتی ہوں کہ جب کبھی آپ بادل کو دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرے سے ناگواری جھلک جاتی ہے اسکی کیا وجہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! اسکی کیا ضمانت ہے کہ اس بادل میں عذاب نہ ہو؟ ایک قوم کو اللہ تعالی نے اسی ہوا کے ذریعہ عذاب دیا اور انہوں نے بھی جب اس عذاب کو دیکھا تھا یہی کہا تھا کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔(بخاری ۴۸۲۹)

اللہ تعالی نے اس عذاب کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہوا یا آندھی جو تم پر آرہی ہے وہ اللہ کے حکم سے تمہاری ہر چیز کو تہس نہس کر ڈالے گی، تمہارے گھر، باغات، مال، مویشی اور تمہاری جانیں سب کچھ برباد

کرڈالے گی، جب وہ آندھی ان پر آئی تو ہر طرف ریت ہی ریت نظر آتی تھی، انکے گھر کے علاوہ انہیں اور کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی اس طرح اللہ تعالی نے انہیں ریت تلے دفن کر دیا اور انہیں انکے جرم کی سزا دی، اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ جو لوگ ایسا جرم کرتے ہیں اللہ انہیں ایسی ہی سزا دیتا ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب ان لوگوں نے بادل کو آتا ہے تو وہ کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ پھیلانے لگے اور جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ عذاب ہے تو انہوں نے دیکھا کہ جو باہر ہیں یعنی جانور یا انسان وہ لوگ ہوا میں آسمان اور زمین کے درمیان پر کی طرح اڑ رہے ہیں تو دوسرے لوگ اپنے گھروں میں جا کر بند ہو گئے مگر اس ہوا نے انکے دروازوں کو بھی اکھاڑ دیا، پھر اللہ نے ہوا کو حکم دیا تو اس نے ان پر ریت کو انڈیل دیا اور وہ ریت کے تلے سات رات اور آٹھ دن مسلسل دبے رہے اور انکی کراہنے کی آوازیں آرہی تھیں پھر اللہ نے ہوا کو حکم دیا تو اس نے ریت کو ہٹا دیا اور پھر ان سب کو سمندر میں پھینک دیا۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص،۲۰۶)

﴿درس نمبر ۱۹۷﴾ جس کا مذاق اڑایا کرتے تھے اسی نے انہیں آگھیرا ﴿الاحقاف ۲۶۔تا۔۲۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ O وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ O فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق مَكَّنّٰهُمْ ہم نے قدرت دی ان کو فِيْمَآ اس چیز کی کہ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ ہم نے قدرت نہیں دی تمہیں فِيْهِ اس کی وَ اور جَعَلْنَا ہم نے دیئے لَهُمْ ان کو سَمْعًا کان وَّ اور اَبْصَارًا آنکھیں وَّ اور اَفْـِٕدَةً دل فَمَآ اَغْنٰى پھر فائدہ نہ دیا عَنْهُمْ ان کو سَمْعُهُمْ ان کے کانوں نے وَ اور لَآ اَبْصَارُهُمْ نہ ان کی آنکھوں نے وَ اور لَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ نہ ان کے دلوں نے مِّنْ شَيْءٍ کچھ بھی اِذْ جب کہ كَانُوْا وہ تھے يَجْحَدُوْنَ انکار کرتے بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کی آیتوں کا وَ اور حَاقَ گھیر لیا بِهِمْ ان کو مَّا اس نے کہ كَانُوْا تھے وہ بِهٖ جس کا يَسْتَهْزِءُوْنَ ٹھٹھا کرتے وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق اَهْلَكْنَا ہم نے ہلاک کر دیا مَا جو حَوْلَكُمْ تمہارے آس پاس ہیں مِّنَ الْقُرٰى بستیاں وَ اور صَرَّفْنَا ہم پھیر پھیر کر بیان کیں الْاٰيٰتِ آیتیں لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تا کہ وہ رجوع کریں فَلَوْلَا پھر کیوں نہ نَصَرَهُمُ مدد کی ان کی الَّذِيْنَ ان لوگوں نے جنہیں اتَّخَذُوْا انہوں نے ٹھہرایا تھا مِنْ

دُوْنِ اللّٰہِ سوائے اللہ کے قُرْبَانًا قرب حاصل کرنے کے لئے اٰلِهَةً معبود بَلْ بلکہ ضَلُّوْا وہ گم ہو گئے عَنْهُمْ اس سے وَ اور ذٰلِكَ یہ اِفْكُهُمْ ان کا جھوٹ تھا وَ اور مَا جو كَانُوْا وہ تھے يَفْتَرُوْنَ افترا باندھتے

ترجمہ:۔ اور (اے عرب کے لوگو!) ہم نے ان لوگوں کو ان باتوں کی طاقت دی تھی جن کی طاقت تمہیں نہیں دی اور ہم نے ان کو کان، آنکھیں اور دل سب کچھ دے رکھے تھے، لیکن نہ ان کے کان اور ان کی آنکھیں ان کے کچھ کام آئیں اور نہ ان کے دل، کیونکہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اسی نے انہیں آ گھیرا۔ اور ہم نے اور بستیوں کو بھی ہلاک کیا ہے جو تمہارے ارد گرد واقع تھیں، جبکہ ہم طرح طرح کی نشانیاں (ان کے) سامنے لا چکے تھے تا کہ وہ باز آ جائیں۔ پھر انہوں نے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے جن چیزوں کو اللہ کے سوا معبود بنا رکھا تھا، انہوں نے ان کی کیوں مدد نہ کر لی؟ اس کے بجائے وہ سب ان کے لئے بے نشان ہو گئے، یہ تو ان کا سراسر جھوٹ تھا اور بہتان تھا جو انہوں نے تراش رکھا تھا۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے عرب کے لوگو! ہم نے ان لوگوں کو ان باتوں کی طاقت دی تھی جن کی طاقت تمہیں نہیں دی۔

۲۔ ہم نے انہیں کان، آنکھیں اور دل سب کچھ دے رکھا تھا۔

۳۔ لیکن نہ انکے کان اور آنکھیں انکے کچھ کام آئے اور نہ ہی انکے دل۔

۴۔ کیونکہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

۵۔ جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اسی نے انہیں آ گھیرا۔

۶۔ ہم نے ان بستیوں کو بھی ہلاک کیا جو تمہارے ارد گرد تھے۔

۷۔ جبکہ ہم ان کے سامنے طرح طرح کی نشانیاں لا چکے تھے تا کہ وہ باز آ جائیں۔

۸۔ جن چیزوں کو انہوں نے اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے معبود بنائے رکھا تھا انہوں نے انکی مدد کیوں نہیں کی؟

۹۔ مدد کرنا تو دور کی بات ہے وہ سب ان کے لئے بے نشان ہو گئے۔

۱۰۔ یہ ان کا سراسر جھوٹ اور بہتان تھا جو انہوں نے تراش رکھا تھا۔

قوم عاد کی ہلاکت کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ عرب کے کافروں سے کہہ رہے ہیں کہ اے عرب کی قوم! تم نے دیکھا کہ ہم نے اس قوم کو کس طرح ہلاک وتباہ کر دیا؟ جبکہ ہم نے انہیں ایسی ایسی قوت وطاقت عطا کی تھی جو تمہیں نہیں دی گئی بلکہ تم تو ان کے برابر تک ان نعمتوں کو نہیں پہنچ سکتے، سورۂ روم کی آیت نمبر ۹ میں فرمایا كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اٰثَارُوا الْاَرْضَ وہ لوگ تم سے تعداد میں بھی زیادہ تھے اور قوت میں بھی اور زمین میں آثار چھوڑ کر جانے

کے اعتبار سے بھی زیادہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آنکھ، کان اور دل سب کچھ دیا تھا مگر پھر بھی وہ لوگ اس ہدایت کے پیغام کو سمجھنے سے قاصر رہے اور اپنی گمراہیوں میں پڑے رہے، انہوں نے ان نعمتوں کا صحیح استعمال نہیں کیا، جس چیز کے لئے استعمال کرنا تھا اسے چھوڑ کر باطل میں استعمال کیا اور انہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا اور اس عذاب کا مذاق اڑانے لگے جس کا اللہ نے اور اس کے نبی نے ان سے وعدہ کیا تھا تو آخر کار اسی عذاب نے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیا اور کہتے تھے کہ چلو! لے آؤ وہ عذاب جس سے تم ہمیں دھمکا رہے ہو، تو اے عرب کی قوم! تم بھی ذرا اپنے بارے میں سوچ لو جب ہم اس جیسی قوم کو اپنی نافرمانی کرنے پر ہلاک وتباہ کر سکتے ہیں تو تم انکے سامنے کیا ہو؟ اور تمہاری کیا حیثیت ہے؟ سوچ لو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو وہ وہی عمل تو نہیں جس کی وجہ سے انہیں ہلاک کیا گیا، اگر وہی بات ہے تو پھر اس سے باز آ جاؤ ورنہ پھر اس انجام کو بھگتنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

قریش مکہ کو سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ دیگر قوموں کی ہلاکت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ یہ تو ایک قوم تھی جسکا تذکرہ ہم نے تمہارے سامنے کیا اس کے علاوہ اور بھی بہت سی قومیں تمہارے اطراف واکناف کے علاقوں میں بسا کرتی تھیں انکا بھی حال وہی ہوا جو اس قوم کا ہوا تھا اور تم تو ان قوموں کے واقعات سے بخوبی واقف ہو ان قوموں کے پاس بھی ہم نے انکی ہدایت کے لئے طرح طرح کی نشانیاں بھیجی تھیں کبھی تو پتھر سے زندہ جانور کو نکالا، کبھی آسمان سے رزق برسایا، کبھی سمندر میں راستے بنا دیئے مگر پھر بھی وہ لوگ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے اور اپنی سرکشی پر ڈٹے رہے لہٰذا وہ قومیں بھی ہلاک وتباہ ہو گئیں اور جب انکی ہلاکت و بربادی کا وقت آیا تو انکے وہ معبود جنکے بارے میں یہ لوگ گمان کرتے تھے کہ وہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کریں گے اور ہمیں عذاب سے بچائیں گے، انہیں عذاب سے بچا نہ سکے بلکہ ہوا یہ کہ ان معبودوں کا اس وقت اتا پتہ تک نہیں تھا ان سے وہ ایسے غائب ہو گئے جیسے کہ تھے ہی نہیں، اصل بات تو یہ ہے کہ ایسے کوئی معبود ہے ہی نہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر انکی عبادت کرنے سے اللہ کا قرب پایا جا سکتا ہو یہ تو بس ایک دل بہلانے کے لئے جھوٹ اور بہتان کا سہارا لیا گیا ہے اور جھوٹ جھوٹ ہی ہوتا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی لہٰذا انکا انجام کیا ہوا؟ وہی ہلاکت اور تباہی، اب بھی وقت ہے اے مشرکو! سنبھل جاؤ اور ان واقعات سے نصیحت حاصل کرو ورنہ وہ وقت دور نہیں کہ جب تم انکی جگہ ہو گے اور پچھتاوا تمہارا نصیبہ ہو جائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۹۷۲﴾ جنات نے کہا ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے ﴿الاحقاف ۲۹۔۳۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا

قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ۝ قَالُوْا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَی الْحَقِّ وَاِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِذْ جب صَرَفْنَا ہم نے پھیر دی اِلَیْكَ آپ کی طرف نَفَرًا ایک جماعت مِّنَ الْجِنِّ جنوں کی یَسْتَمِعُوْنَ وہ غور سے سنتے تھے الْقُرْاٰنَ قرآن فَلَمَّا پھر جب حَضَرُوْهُ وہ حاضر ہوئے اس کو قَالُوْٓا تو انھوں نے کہا اَنْصِتُوْا خاموش رہو فَلَمَّا پھر جب قُضِیَ ختم ہوگئی وَلَّوْا تو وہ لوٹے اِلٰی قَوْمِهِمْ اپنی قوم کی طرف مُّنْذِرِیْنَ ڈرانے والے قَالُوْا انہوں نے کہا یٰقَوْمَنَآ اے ہماری قوم اِنَّا بے شک ہم نے سَمِعْنَا سنی ہے كِتٰبًا ایک کتاب اُنْزِلَ جو نازل کی گئی ہے مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی موسیٰ کے بعد مُصَدِّقًا وہ تصدیق کرنے والی ہے لِّمَا ان کی جو بَیْنَ یَدَیْهِ اس سے پہلے ہیں یَهْدِیْۤ وہ رہنمائی کرتی ہے اِلَی الْحَقِّ حق کی طرف وَ اور اِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ راہِ مستقیم کی طرف

ترجمہ:۔ اور (اے پیغمبر!) یاد کرو جب ہم نے جنات میں سے ایک گروہ کو تمہاری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں، چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے تو انہوں نے (ایک دوسرے سے) کہا کہ خاموش ہوجاؤ، پھر جب وہ پڑھا جاچکا تو وہ اپنی قوم کے پاس انہیں خبردار کرتے ہوئے واپس پہنچے۔ انہوں نے کہا اے ہماری قوم کے لوگو! یقین جانو ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل کی گئی ہے، اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، حق بات اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! یاد کرو جب ہم نے جنات میں سے ایک گروہ کو تمہاری طرف متوجہ کیا کہ قرآن سنیں۔

۲۔ چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ خاموش ہوجاو۔

۳۔ جب وہ قرآن پڑھا جاچکا تو وہ اپنی قوم کے پاس انہیں خبردار کرتے ہوئے واپس پہنچے۔

۴۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا اے ہماری قوم کے لوگو! یقین جانو ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل کی گئی ہے۔

۵۔ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔

۶۔ حق بات اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

یہ بات تو معلوم ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو جہاں انسانوں کا نبی بنا کر بھیجا وہیں جنات کا بھی آپ کو نبی بنا کر بھیجا چنانچہ اللہ تعالی جنات کے گروہ سے متعلق فرما رہے ہیں کہ ان میں سے کون ایمان لایا اور کون ایمان نہیں لایا؟ چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے نبی! اپنی قوم کو وہ واقعہ سناو کہ جب ہم نے آپ کی طرف جنات کی ایک

جماعت کو آپ پر نازل کردہ قرآن سننے کے لئے بھیجا تا کہ وہ جماعت اپنے اپنے قبیلہ اور اپنی اپنی قوم میں جا کر اس دین کی تبلیغ کریں لہٰذا جب وہ آپ کے پاس آ پہنچے تو سب ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بالکل خاموشی اختیار کرو تا کہ ہم اس قرآن کی آیتوں کو غور وخوض سے سنیں اور اسے سمجھیں کہ کیا کہا جا رہا ہے اور یہ کیسا کلام ہے؟ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنات کی جماعت آپ علیہ السلام کے پاس اس وقت آئی جبکہ آپ وادیٔ نخلہ میں (جو کہ مکہ اور طائف کے درمیان ہے) قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے تو جب اس جماعت نے اس قرآن کو سنا تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ خاموش ہو جاؤ انہوں نے لفظ ''صَهْ'' کہہ کر ایک دوسرے کو مخاطب کیا اور انکی تعداد نو تھی ان میں سے ایک کا نام زوبعہ تھا، تب اللہ تعالی نے یہ آیت وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ سے لے کر ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ تک نازل فرمائی۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص، ۴۵۲) اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ علیہ السلام اس وقت عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انکی تعداد کے بارے میں فرمایا کہ وہ انیس لوگ تھے کہ ان میں سے ہر ایک کو اللہ کے نبی نے اپنی اپنی قوم میں پیغام پہنچانے کیلئے بھیجا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی۔ ج،۱۱۔ص،۲۵۶) حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کوئی لیلۃ الجن کے واقعہ کے وقت آپ علیہ السلام کے ساتھ تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ ہاں! البتہ ہوا یہ کہ ہم نے آپ علیہ السلام کو ایک مرتبہ مکہ میں گم پایا تو ہم نے آپ کی تلاش کی مگر آپ ملے نہیں ہم نے سوچا کہ یا تو آپ کا اغوا کر لیا گیا یا پھر کوئی جن اڑا کر لے گیا خیر سب سے بری رات اس دن ہم نے گزاری۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے آپ کو مقام حراء سے آتا ہوا دیکھا ہم لپک کر آپ ﷺ کے پاس گئے اور کہا کہ کل رات ہم نے آپ کو بہت ڈھونڈا اور اپنی اس رات کی حالت بیان کی تو آپ ﷺ نے کہا کہ جنات کا داعی میرے پاس آیا تھا مجھے بلانے کے لئے تو میں اسکے ساتھ چلا گیا تا کہ انہیں قرآن پڑھ کر سناؤں، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر اللہ کے نبی ہمیں اس مقام پر لے گئے اور ہمیں انکے نشانات اور آگ جلنے کی جگہ کو بھی دکھلایا۔ (مسلم ۴۵۰: ترمذی ۳۲۵۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس طرح جنات کو آپ علیہ السلام کے پاس بھیجنے کا واقعہ دو مرتبہ پیش آیا۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص،۴۵۲) الغرض جب وہ جنات قرآن سننے سے فارغ ہوئے تو وہ اپنی اپنی قوم میں گئے اور کہا کہ دیکھو! ہم نے ایک ایسا کلام سنا ہے جو کلام موسی علیہ السلام کے بعد اب نازل ہوا ہے اور یہ کلام یعنی قرآن اس سے پہلے اللہ نے جو کلام بھیجا اسکی تصدیق کرتا ہے اور حق بات کی اور سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے، سورۂ جن میں بھی اس واقعہ کا ذکر ہے قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا (اے پیغمبر!) کہہ دو میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنات کا ایک جماعت نے (قرآن)

غور سے سنا اور (اپنی قوم سے جا کر) کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس لئے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں، اور اب اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو (عبادت میں) ہر گز شریک نہیں مانیں گے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اس پر ایمان لے آئیں جس کا تفصیلی ذکر اگلی آیتوں میں بیان کیا گیا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۷۳﴾ اللہ کے داعی کی بات مانو ﴿الاحقاف ۳۱۔۳۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۚ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰقَوْمَنَا اے ہماری قوم! اَجِيْبُوْا تم قبول کرلو دَاعِيَ اللّٰهِ اللہ کے داعی کو وَ اور اٰمِنُوْا ایمان لے آؤ بِهٖ اس پر يَغْفِرْ وہ بخش دے گا لَكُمْ تمہارے لیے مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ تمہارے گناہ وَ اور يُجِرْكُمْ وہ بچائے گا تمہیں مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ دردناک عذاب سے وَ اور مَنْ جو کوئی لَّا يُجِبْ قبول نہیں کرے گا دَاعِيَ اللّٰهِ اللہ کے داعی کی بات کو فَلَيْسَ تو نہیں ہے بِمُعْجِزٍ وہ عاجز کرنے والا فِي الْاَرْضِ زمین میں وَ اور لَيْسَ نہیں ہوگا لَهٗ اس کا مِنْ دُوْنِهٖ اس کے سوا اَوْلِيَآءُ کوئی حمایتی اُولٰٓئِكَ یہ لوگ ہیں فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ کھلی گمراہی میں

ترجمہ:۔ اے ہماری قوم کے لوگو! اللہ کے داعی کی بات مان لو اور اس پر ایمان لے آؤ، اللہ تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا اور تمہیں ایک دردناک عذاب سے پناہ دیدے گا۔ اور جو کوئی اللہ کے داعی کی بات نہ مانے تو وہ ساری زمین میں کہیں بھی جا کر اللہ کو عاجز نہیں کرسکتا اور اللہ کے سوا اس کو کسی قسم کے رکھوالے بھی نہیں ملیں گے ایسے لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ہماری قوم کے لوگو! اللہ کے داعی کی بات مان لو۔

۲۔ اس داعی پر ایمان لے آؤ۔ ۳۔ اللہ تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا۔

۴۔ تمہیں ایک دردناک عذاب سے پناہ دے گا۔

۵۔ جو کوئی اللہ کے داعی کی بات نہ مانے تو وہ ساری زمین میں کہیں بھی جا کر اللہ کو عاجز نہیں کرسکتا۔

۶۔ اللہ کے علاوہ اس کو کسی قسم کے رکھوالے بھی نہیں ملیں گے۔ ۷۔ ایسے لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

جب جنات نے اس قرآن کی حقیقت اور اسکی سچائی کو اپنی قوم کے سامنے رکھا اور انہوں نے اپنی قوم کو اسلام

کی دعوت دی کہ اے ہماری قوم! ہم نے تو اس نبی پر اور اس قرآن پر ایمان قبول کرلیا ہے اب تم بھی ان پر ایمان لے آؤ اور اللہ کی وحدانیت میں اور اسکی عبادت میں لگ جاو اور اب تک تم نے جو گناہ کئے ہیں اور جن برائیوں میں تم مبتلا تھے ان سب کو اللہ تعالی اس ایمان کی بدولت معاف کر دے گا اور تم اس ایمان کے ذریعہ دردناک عذاب سے جو کہ قیامت کے دن کافروں کو دیا جائے گا بچ جاو گے اور جنت میں اور اسکی نعمتوں میں مزے کرتے پھرو گے، وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ جو شخص اپنے رب کے سامنے (دنیا میں) کھڑا رہنے سے ڈرتا تھا اس کے لئے آخرت میں دو باغ ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جنات کی اس جماعت کی بات سن کر جنات میں سے ستر افراد ایمان لے آئے تو وہ پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے اور آپ ﷺ سے مقام بطحاء پر ملاقات کی جہاں پر آپ نے انہیں پھر سے قرآن پڑھ کر سنایا اور چند مسائل واحکام بتلائے کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۶۔ص،۲۱۷) اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تین سو لوگ انکی دعوت پر ایمان لے آئے اور مقام بجون پر آپ علیہ السلام سے انکی ملاقات ہوئی۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ ص،۴۵۳) اس آیت پر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جنات میں سے جو ایمان لائے انہیں کوئی ثواب نہیں ملیگا صرف انہیں دوزخ کی آگ سے بچا لیا جائے گا جس پر یہ آیت دلالت کرتی ہے یَغۡفِرۡ لَكُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِكُمۡ وَيُجِرۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ اور امام ابو حنفیہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے اور ان سے کہا جائے گا کہ تم لوگ جانوروں کی طرح مٹی بن جاو اور دوسرے لوگوں نے جیسے کہ حضرت امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ نے کہا کہ انہیں بھی اللہ تعالی انکے ثواب کا اجر عطا کرے گا اور جنت میں کھانے پینے کے لئے داخل کرے گا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۶۔ص،۲۱۸) لیکن امام قشیری علیہ الرحمہ نے کہا کہ اس بات پر کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ جنات کو جنت میں ڈالا جائے گا یا نہیں؟ اسکا پورا علم اللہ تعالی ہی کو ہے کہ وہ انکے ساتھ کیا معاملہ کرے گا؟ ہمارے لئے یہی مناسب ہے کہ ہم بھی اس معاملہ میں کوئی قطعی بات نہ کہیں۔ اس کے بعد جنات کی جماعت نے کہا کہ اگر تم لوگ ایمان نہیں لاو گے تو اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے، چاہے تم کہیں بھی چلے جاؤ، اللہ تمہیں اپنی گرفت میں لے گا اور تمہیں تمہارے اعمال کی سزا ضرور دے گا اور جب وہ تمہیں سزا دینے لگے گا تو اس وقت کوئی تمہاری مدد کو نہیں آئے گا اور کوئی تمہیں اس کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا اس لئے تمہاری بھلائی وعافیت اسی میں ہے کہ تم اس اللہ پر اور اسکے نبی پر ایمان لے آؤ، اور جو لوگ اس بات کو نہیں مانیں گے اور اللہ پر ایمان نہیں لائیں گے، اس کتاب کی تصدیق نہیں کریں گے تو ایسے ہی لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہیں کیونکہ ان کے سامنے ان کی ہدایت کا سارا سامان موجود ہے اور انکی رہبری کے لئے نبی بھی موجود ہیں اس کے باوجود بھی اگر ایمان نہ لائے تو انہیں اور کیا کہا جائے گا بس ایسے گمراہ لوگوں کو اب کوئی اور ہدایت پر نہیں لا سکتا ان جیسے لوگوں کی سزا تو جہنم ہی طے ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۷۴﴾ **جس دن کافروں کو آگ کے سامنے پیش کیا جائے گا** ﴿الاحقاف ۳۳۔۳۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَمْ یَعْیَ بِخَلْقِھِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰی بَلٰٓی اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ O وَ یَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَی النَّارِ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰی وَ رَبِّنَا قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَوَ کیا لَمْ یَرَوْا انہوں نے نہیں دیکھا اَنَّ کہ بیشک اللّٰہَ الَّذِیْ وہ جس نے خَلَقَ پیدا کیا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ آسمانوں اور زمین کو وَ اور لَمْ یَعْیَ وہ نہیں تھکا بِخَلْقِھِنَّ ان کے پیدا کرنے سے بِقٰدِرٍ قادر ہے عَلٰٓی اَنْ اس پر کہ یُّحْیِۦَ وہ زندہ کرے الْمَوْتٰی مردوں کو بَلٰٓی کیوں نہیں! اِنَّهٗ بلاشبہ وہ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ ہر چیز پر قَدِیْرٌ خوب قادر ہے وَ اور یَوْمَ جس دن یُعْرَضُ پیش کیئے جائیں گے الَّذِیْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا عَلَی النَّارِ آگ پر اَ لَیْسَ هٰذَا کیا یہ نہیں ہے بِالْحَقِّ حق قَالُوْا وہ کہیں گے بَلٰی کیوں نہیں! وَ رَبِّنَا ہمارے رب کی قسم قَالَ وہ فرمائے گا فَذُوْقُوا اب تم چکھو الْعَذَابَ عذاب بِمَا بوجہ اسکے کہ كُنْتُمْ تم تھے تَكْفُرُوْنَ کفر کرتے

ترجمہ:۔ کیا ان کو یہ سجھائی نہیں دیا کہ وہ اللہ جس نے سارے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کو پیدا کرنے سے اس کو ذرا بھی تھکن نہیں ہوئی، وہ یقیناً اس بات پر پوری طرح قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے؟ اور کیوں نہ ہو؟ وہ بیشک ہر چیز کی پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جس دن کافروں کو آگ کے سامنے پیش کیا جائے گا اس دن (ان سے پوچھا جائے گا) کہ کیا یہ (دوزخ) سچ نہیں ہے؟ وہ کہیں گے کہ ہمارے رب کی قسم! یہ واقعی سچ ہے، اللہ ارشاد فرمائے گا کہ پھر چکھو مزہ عذاب کا، اس کفر کے بدلے میں جو تم نے اختیار کر رکھا تھا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا انہیں یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ اللہ جس نے سارے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، انہیں پیدا کرنے میں اسے ذرا سی تھکن بھی نہیں ہوئی؟۔

۲۔ وہ یقیناً اس بات پر پوری طرح قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے؟۔

۳۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ وہ بے شک ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

۴۔ جس دن کافروں کو آگ کے سامنے پیش کیا جائے گا اس دن ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا یہ دوزخ سچ نہیں ہے؟

۵۔وہ اس وقت کہیں گے کہ ہمارے رب کی قسم! یہ واقعی سچ ہے۔

۶۔اللہ ارشاد فرمائے گا کہ پھر چکھو اس عذاب کا مزہ اس کفر کے بدلہ جو تم نے اختیار کر رکھا تھا۔

ان مشرکوں کو جو ایمان نہیں لائے چاہے وہ جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے اپنی وحدانیت اور قدرت کی دلیلیں سامنے رکھ کر اللہ تعالی ان سے پوچھ رہے ہیں کہ قدرت کی ان ساری دلیلوں کو دیکھ کر بھی تمہیں عقل نہیں آتی کہ اسی رب کی عبادت کرنی چاہئے جو ایسی عظیم قدرت کا مالک ہے؟ چنانچہ فرمایا کہ کیا ان مشرکوں کو یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ جس اللہ نے ان آسمانوں اور اس زمین کو پیدا کیا اور اس دنیا کا وجود بخشا کہ جس کائنات کو اگر اللہ کے علاوہ کوئی اور بنانے بیٹھے تو شاید کئی صدیاں بلکہ ساری زندگی ہی لگ جائے مگر پھر بھی مکمل نہ لیکن اس رب نے ان ساری چیزوں کو صرف چھ دنوں میں بنا دیا اور اس میں اسے کسی قسم کی کوئی تھکاوٹ محسوس نہیں ہوئی تو کیا وہ رب اس بات پر قادر نہیں ہے کہ مردوں کو پھر سے زندہ کرے؟ جب وہ انہیں بغیر کسی وجود کے وجود میں لا سکتا ہے تو پھر وجود میں آئے ہوئے کو پھر سے وجود بخشنے میں کیا دقت ہوگی؟ مگر ان مشرکین کی سمجھ میں یہ باتیں نہیں آرہی ہیں: لَخَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اَکۡبَرُ مِنۡ خَلۡقِ النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ (غافر ۵۷) آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا انسانوں کو پیدا کرنے کے مقابلہ میں بڑی بھاری چیز ہے لیکن اکثر لوگ ہیں کہ انہیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔قیامت کا دن جب آجائے گا اور ہر ایک سے متعلق اسکے اعمال کے حساب سے فیصلہ ہوگا اور جنتیوں کو جنت میں اور جہنمیوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس وقت اللہ تعالی ان جہنمیوں سے پوچھے گا کہ جبکہ تم اس دوزخ میں آہی گئے تو بتلا دو کہ جس دوزخ سے اور اسکے عذاب سے ہم تمہیں ڈراتے تھے اسے تم نے سچ پایا یا نہیں؟ یا ابھی بھی تمہیں ہماری اس بات میں شک محسوس ہو رہا ہے؟ اس وقت وہ مشرکین کہیں گے کہ یقیناً میرے رب! آپ نے جس بات سے ہمیں ڈرایا تھا ہم نے اسے آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور ہم نے آپ کی کہی ہوئی بات کو برحق پایا، اس وقت اللہ تعالی ان سے کہے گا کہ اب تم اقرار کرو یا نہ کرو، جبکہ تم خود اپنے آپ کو اس سزا میں دیکھ رہے ہو اب اگر انکار کرنا چاہو تو بھی تمہاری اپنی عقل اس بات کی اجازت تمہیں نہیں دے گی بہر دو صورت تمہیں اس عذاب کا مزہ اور سختی اور دردناکی کو سہنا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ تم نے دنیا میں ہماری ہر بات کا انکار کیا، ایمان لانے سے انکار کیا بتوں کی عبادت سے بچنے کو کہا گیا تو اس سے انکار کیا، قرآن کریم کا انکار کیا ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبروں کا انکار کیا الغرض تم نے دنیا میں ہر وقت ہمارے حکم کے خلاف کام کیا ان سب اعمال کی سزا آج تمہیں یہاں دی جا رہی ہے جو کہ تمہارے اعمال کا بدلہ ہے نہ کہ کسی قسم کا تم پر کوئی ظلم، آگے نہ تمہیں کوئی سمجھانے کیلئے آئے گا اور نہ تمہیں یہاں سے نکالنے کے لئے کوئی آئے گا، لہٰذا اب ساری زندگی اسی عذاب میں سڑتے رہو۔

﴿درس نمبر ۱۹۷۵﴾ **ان مجرموں کے بارے میں جلدی نہ کرو** ﴿الاحقاف ۳۵﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فَاصۡبِرۡ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسۡتَعۡجِلۡ لَّهُمۡ ؕ كَاَنَّهُمۡ يَوۡمَ يَرَوۡنَ مَا يُوۡعَدُوۡنَ ۙ لَمۡ يَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنۡ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلۡ يُهۡلَكُ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاصۡبِرۡ پس آپ صبر کریں كَمَا جیسے صَبَرَ صبر کیا اُولُوا الۡعَزۡمِ عزم وہمت والے مِنَ الرُّسُلِ رسولوں نے وَ اور لَا تَسۡتَعۡجِلۡ آپ جلدی نہ طلب کریں لَّهُمۡ ان کے لیے كَاَنَّهُمۡ گویا کہ وہ يَوۡمَ جس دن يَرَوۡنَ وہ دیکھیں گے مَا اس کو جس کا يُوۡعَدُوۡنَ وہ وعدے دیئے جاتے ہیں لَمۡ يَلۡبَثُوۡا انہیں وہ ٹھہرے اِلَّا مگر سَاعَةً ایک گھڑی ہی مِّنۡ نَّهَارٍ دن کی بَلٰغٌ یہ تو پہنچا دینا ہے فَهَلۡ يُهۡلَكُ پس ہلاک نہیں کیا جائے گا اِلَّا سوائے الۡقَوۡمُ الۡفٰسِقُوۡنَ نافرمان لوگوں کے

ترجمہ:۔ غرض (اے پیغمبر!) تم اسی طرح صبر کئے جاؤ جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا ہے اور ان کے معاملے میں جلدی نہ کرو، جس دن یہ لوگ وہ چیز دیکھ لیں گے جس سے انہیں ڈرایا جارہا ہے، اس دن (انہیں) یوں محسوس ہوگا جیسے وہ (دنیا میں) دن کی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے، یہ ہے وہ پیغام جو پہنچا دیا گیا ہے! اب برباد تو وہی لوگ ہوں گے جو نافرمان ہیں۔

تشریح:۔ اس آیت میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! تم اسی طرح صبر کئے جاؤ جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے کیا ہے۔

۲۔ ان مجرمین کے معاملہ میں جلدی نہ کرو۔

۳۔ جس دن یہ لوگ وہ چیز دیکھ لیں گے جس سے انہیں ڈرایا جارہا ہے۔

۴۔ اس دن انہیں یوں محسوس ہوگا جیسے وہ دنیا میں دن کی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے۔

۵۔ یہ ہے وہ پیغام جو انہیں پہنچا دیا گیا ہے۔ ٦۔ برباد تو وہی لوگ ہونگے جو نافرمان ہیں۔

توحید و نبوت اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے کو دلائل سے ثابت کرنے کے بعد اور ان مشرکین کے مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر جو شبہات تھے ان شبہات کے ازالہ کے بعد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی پہنچائی ہوئی ایذاوں پر صبر کرنے کی تلقین کرتے ہوئے اس سورت کا اختتام کیا جارہا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اے نبی! آپ کو اس دین کی تبلیغ میں اور اللہ کے احکام کو پہنچانے میں ان مشرکین و کفار سے جو ایذائیں اور تکلیفیں پہنچی ہیں اس پر آپ صبر سے کام لیں اس لئے کہ ہمارے پیغام کو پہنچانے کی

جس پر بھی ذمہ داری ڈالی جاتی ہے اسے اسی طرح تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں لہٰذا آپ سے پہلے بھی جو پیغمبر گزرے ہیں انہیں بھی بہت ساری تکلیفیں دی گئیں، ان سب نے بھی ہماری خاطر اس پر صبر سے کام لیا جس پر ہم نے انہیں اولوالعزم یعنی بڑی ہمت والے کا خطاب عطا کیا، لہٰذا آپ بھی انہی کی طرح صبر کیجئے، حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا اس آیت میں اولوالعزم سے مراد حضرت نوح، حضرت ھود اور حضرت ابراہیم علیہم السلام ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت ﷺ کو انہی کی طرح صبر کرنے کا حکم فرمایا، حضرت نوح علیہ السلام کے صبر کی مثال یوں دی گئی انہوں نے کہا يٰقَوۡمِ اِنۡ كَانَ كَبُرَ عَلَيۡكُمۡ مَّقَامِىۡ وَتَذۡكِيۡرِىۡ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ سے لے کر آخری آیت تک (یونس ٧١) یعنی اے میری قوم! اگر میرا تمہارے درمیان رہنا اور اللہ کی آیتوں سے نصیحت کرنا شاق گزر رہا ہو تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کرلیا ہے۔ پھر انکی جدائیگی ظاہر ہوگئی، حضرت ھود علیہ السلام نے کہا جس وقت ان سے انکی قوم نے کہا قالوا إِن نَّقُولُ إِلاَّ اعۡتَرَاكَ بَعۡضُ آلِهَتِنَا بِسُوٓءٍ قَالَ إِنِّىٓ أُشۡهِدُ اللّٰهَ وَاشۡهَدُوٓاۡ أَنِّى بَرِىٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِكُونَ (ہود ٥٤) کہ ہم تو اس کے سوا کچھ اور نہیں کہہ سکتے کہ ہمارے خداؤں میں سے کسی نے تمہیں اپنے جھپیٹے میں لے لیا ہے، ہود علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہنا کہ میں نے ان خداؤں سے براءت کا اظہار کردیا جسے تم اللہ کی خدائی میں شریک مانتے ہو، پھر انکے لئے بھی جدائیگی ظاہر ہوگئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَدۡ كَانَتۡ لَكُمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ فِىٓ اِبۡرٰهِيۡمَ تمہارے لئے ایک عمدہ نمونہ ابراہیم کی ذات میں ہے۔ (الممتحنہ ٤) اور اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اے محمد! آپ کہہ دیجیے مجھے اس بات سے روکا گیا ہے کہ میں ان معبودوں کی عبادت کروں جسکی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو (الانعام ٥٦) اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ علیہ السلام خانہ کعبہ کے پاس کھڑے رہے اور مشرکین کے سامنے یہ آیت تلاوت کی لہٰذا ان کے لئے بھی جدائی کو ظاہر فرمادیا۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی۔ ج،٩۔ ص،١٥) حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مجھ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے عائشہ! بے شک دنیا محمد اور اسکی آل کے لئے قطعی مناسب نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اولوالعزم رسولوں سے انکی پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیزوں پر صبر کے علاوہ کسی پر راضی نہیں ہوتا اور وہ اس بات پر بھی راضی نہیں کہ مجھے انہی چیزوں کا مکلف بنائے جنکا ان رسولوں کو بنایا تھا اور اللہ رب العزت نے فرمایا: اے نبی! آپ اولوالعزم رسولوں کی طرح صبر کیجئے، لہٰذا اے عائشہ! اللہ کی قسم! میرے لئے اسکی اطاعت کرنا ضروری ہے اور اللہ کی قسم! میں صبر کرونگا جیسا انہوں نے صبر کیا اور مشقت برداشت کروں گا اور یقیناً اس پر قوت دینے والا صرف اللہ ہی ہے۔ (شرح السنہ للبغوی۔ ج،١٤۔ ص،٢٤٨) آپ علیہ السلام کو یہ بھی حکم دیا کہ اے پیغمبر! آپ ان مشرکین کے لئے عذاب کی جلدی نہ کیجئے بلکہ انہیں اللہ کے حوالہ کردیجئے وہ ان سے انتقام لے گا اور جب اللہ ان

سے انتقام لے گا اور ان پر وہ عذاب لے آئے گا جس سے انہیں ڈرایا جاتا تھا تو اس وقت انہیں یوں محسوس ہوگا کہ دنیا کی زندگی تو بس پل بھر کی تھی یعنی دن کا بس ایک چھوٹا سا حصہ تھا جو ہم نے دنیا میں گزارا، سورۃ مومنون کی آیت نمبر ۱۱۲ اور ۱۱۳ میں فرمایا گیا قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ○ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ اللہ ان مجرموں سے کہے گا تم دنیا میں کتنے سال رہے، وہ کہیں گے کہ اے پروردگار! سال کہاں ہم تو بس ایک دن یا دن کا کچھ حصہ دنیا میں گزار کر آئے ہیں ہمیں اتنا یاد نہیں جس نے ان دنوں کی گنتی کی ہو ان سے پوچھ لیجئے۔ اور سورۃ النّٰزِعٰت کی آیت نمبر ۴۶ میں کہا گیا جس وقت وہ لوگ اس جہنم کے عذاب کو دیکھیں گے تو انہیں یوں محسوس ہوگا کہ گویا وہ رات یا صبح کا تھوڑا سا وقت دنیا میں گزار کر آئے ہیں كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ۔ اللہ تعالی فرمارہے ہیں یہی وہ پیغام ہے جو دنیا میں تم تک ہمارے پیغمبروں کے ذریعہ پہنچا دیا گیا اب تمہارے پاس یہ کہنے کا کوئی موقع ہی نہیں کہ ہم تک یہ پیغام پہنچا ہی نہیں لہٰذا اب ہلاکت تو انہی لوگوں کی ہے جنہوں نے اس پیغام کو ٹھکرایا اور اسے ماننے سے انکار کیا اور ہمارے نافرمان بن کر زندگی گزارتے رہے۔ اللہ ہمیں اسکے احکامات پر عمل کرنے اور اسکی نافرمانیوں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ

یہ سورت ۴ رکوع اور ۳۸ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۷۶﴾ ایسے کام جن سے اعمال اکارت ہوجاتے ہیں ﴿محمد ۱۔تا۔ ۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ O وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ O ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَ اَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا وَ اور صَدُّوْا روکا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ سے اَضَلَّ اللہ نے ضائع کردیئے اَعْمَالَهُمْ ان کے عمل وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَ اور عَمِلُوا انہوں نے عمل کیے الصّٰلِحٰتِ نیک وَ اور اٰمَنُوْا وہ ایمان لائے بِمَا اس پر جو نُزِّلَ نازل کیا گیا عَلٰى مُحَمَّدٍ محمد ﷺ پر وَّ اور هُوَ وہ الْحَقُّ حق ہے مِنْ رَّبِّهِمْ ان کے رب کی طرف سے كَفَّرَ دور کردیں عَنْهُمْ ان سے سَيِّاٰتِهِمْ ان کی برائیاں وَ اور اَصْلَحَ اصلاح کردی بَالَهُمْ ان کے حال کی ذٰلِكَ یہ بِاَنَّ اس لیے کہ بے شک الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوا کفر کیا اتَّبَعُوا انہوں نے پیروی کی الْبَاطِلَ باطل کی وَ اور اَنَّ بلاشبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوا ایمان لائے اتَّبَعُوا انہوں نے پیروی کی الْحَقَّ حق کی مِنْ رَّبِّهِمْ اپنے رب کی طرف سے كَذٰلِكَ اسی طرح يَضْرِبُ بیان کرتا ہے اللّٰهُ اللہ لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے اَمْثَالَهُمْ ان کی مثالیں

ترجمہ:۔ جن لوگوں نے کفر اختیار کرلیا ہے، اور دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکا ہے، اللہ نے ان کے اعمال اکارت کردیئے ہیں اور جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں اور ہر اس بات کو دل سے مانا جو محمد (ﷺ) پر نازل کی گئی ہے۔ اور وہی حق ہے جو ان کے پروردگار کی طرف سے آیا ہے۔ اللہ نے ان کی برائیوں کو معاف کردیا ہے اور ان کی حالت سنوار دی ہے، یہ اس لئے کہ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے، وہ باطل کے پیچھے چلے ہیں، اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اس حق کے پیچھے چلے ہیں جو ان کے پروردگار کی طرف سے آیا ہے، اسی طرح اللہ لوگوں کو بتا رہا ہے کہ ان کے حالات کیا کیا ہیں؟

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے

سورۃ محمد پڑھا اللہ پر حق ہے کہ وہ اسے جنت کی نہروں سے سیراب کرے۔ (تخریج احادیث الاشاف للزیلعی۔ ج۳۔ ص۳۰۱)

تشریح:۔ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔جن لوگوں نے کفر اختیار کرلیا ہے۔ ۲۔دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکا ہے۔

۳۔ایسے لوگوں کے اعمال اللہ نے اکارت کردئیے ہیں۔ ۴۔جولوگ ایمان لے آئے اورنیک اعمال بھی کئے۔

۵۔اس بات کو دل سے مانا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی ہے۔

۶۔وہی حق ہے جو انکے پروردگار کی طرف سے آیا ہے۔

۷۔اللہ نے ان کی برائیوں کو معاف کردیا ہے اور انکی حالت سنوار دی ہے۔

۸۔یہ اس لئے کہ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے وہ باطل کے پیچھے چلے ہیں۔

۹۔جولوگ ایمان لائے ہیں وہ اس حق کے پیچھے چلے ہیں جو ان کے پروردگار کی طرف سے آیا ہے۔

۱۰۔اسی طرح اللہ لوگوں کو بتا رہا ہے کہ ان کے حالات کیا کیا ہیں؟

پچھلی سورت کے آخر میں ہلاک ہونے والوں کے بارے میں بیان کیا گیا اس سورت میں ان ہلاک ہونے والوں کی صفات بیان کی جارہی ہیں، اس سورت کا پچھلی سورت سے اتنا گہرا تعلق ہے کہ اگر درمیان سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ہٹادیا جائے تو گویا ایک ہی سورت کہلائی جائے گی، اس سورت کا دوسرا نام سورۃ قتال بھی ہے اس لئے کہ اس میں اللہ تعالی نے کافروں سے قتال و جہاد کرنے کا حکم فرمایا ہے اسی مناسبت سے اس سورت کو سورۃ قتال بھی کہا جاتا ہے، الغرض اللہ تعالی یہاں بھی ہلاک ہونے والوں کی صفات بیان فرماتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ ہلاک ہونے والے وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے کفر اپنایا اور کفر اپنانے کے ساتھ ساتھ ان لوگوں نے دوسروں کو بھی سیدھا راستہ اپنانے سے روکا تو ایسے لوگوں نے جو بھی اچھے کام کئے ہوں گے جیسے صلہ رحمی، قیدیوں کو چھڑانا، مہمانوں کی ضیافت کرنا اور خانہ کعبہ کی تعمیر کرنا وغیرہ ان سارے اچھے کاموں کا کافروں کو آخرت میں کوئی ثواب اور اجر نہیں دیا جائے، جیسا کہ سورۃ احقاف کی آیت نمبر ۲۰ میں کہا گیا اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا تم نے اپنے حصہ کی اچھی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں ہی ختم کرڈالیں اور ان سے خوب مزہ لیا، جو کچھ انہوں نے اچھے کام کئے تھے ان سب کا بدلہ اللہ تعالی نے انہیں دنیا میں ہی دیکر اسے ختم کردیا اور سورۃ فرقان کی آیت نمبر ۲۳ میں فرمایا گیا وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا جب ہم ان اعمال کا فیصلہ کرنے پر آئیں گے جو انہوں نے دنیا میں کئے ہیں تو ہم اسے فضا میں بکھرے ہوئے گرد وغبار کی طرح بنادیں گے۔ یہ حال ہوگا قیامت کے دن ان کافروں کے اچھے اعمال کا کہ ان اعمال پر انہیں کسی قسم کا کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا اور انہیں جہنم کے حوالہ کردیا جائے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے

کہا اس آیت سے مراد مکہ والے ہیں جو توحید کا انکار کرتے تھے اور ایک قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ ہے کہ یہ آیت بدر میں کھانا کھلانے والوں کے بارے میں نازل ہوئی اور وہ بارہ لوگ تھے ابو جہل، حارث بن ھشام، ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ، اور خلف کے دونوں بیٹے ابی اور امیہ، حجاج کے دونوں بیٹے منبہ اور نبیہ، ابوالبختر ی بن ھشام، زمعہ بن اسود، حکیم بن حزام، حارث بن عامر بن نوفل۔ (تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص، ۲۲۳) ایمان والوں کو عطا کئے جانے والے بدلہ کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ جو لوگ اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لے آئے اور اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ پر چلے، منع کی ہوئی چیزوں سے اپنے آپ کو روکا اور بتلائے ہوئے اعمال سے اپنے آپ کو جوڑا اور اس کتاب پر بھی ایمان لے آئے جو اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی اور اس قرآن کے بارے میں کہا کہ یہ حق کتاب ہے جو ہمارے رب کی جانب سے نازل کی گئی ہے اس میں ذرہ بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے ہم اسے بالکل برحق کتاب مانتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ تعالی قیامت کے دن اپنی رحمت سے معاف کردے گا اور انکے ایمان کی بدولت انکی حالت کو دنیا وآخرت میں سنوار دے گا کہ دنیا میں انہیں برائیوں سے بچنے کی توفیق عطا کرے گا اور نیک اعمال کی ہدایت دے گا اور آخرت میں انہیں جنت کی نعمتوں سے نوازے گا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت سے مراد مدینہ کے انصار ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ کافروں اور ایمان والوں سے متعلق عام ہیں کہ اس سے ہر وہ فرد مراد ہے جس نے وہ اعمال کئے۔

ایمان والوں اور کافروں کے ساتھ قیامت کے دن جو معاملہ کیا جائے گا اسکی وجہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ یہ جو بدلہ دیا جائے گا وہ اس لئے کہ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے وہ باطل کے پیچھے چلے اور جو کوئی باطل کی اتباع کرتا ہے وہ دوزخ کے گڑھے میں جا گرتا ہے، اور جو لوگ ایمان لائے اور اس حق کے پیچھے چلے جو ان کے پروردگار کی طرف سے آیا ہے تو وہ جنت کے باغات میں آرام سے رہیں گے، یہ سب باتیں اللہ تعالی انسانوں اور جنات کو بتلا رہے ہیں اب اختیار تمہارے ہاتھ میں ہے جو راستہ تم اختیار کرنا چاہو کرلو تم پر کسی قسم کی زور زبردستی نہیں ہے مگر ملے گا وہی جو تم نے کیا۔

﴿درس نمبر ۱۹۷۷﴾ یہاں تک کہ ہتھیار پھینک کر جنگ ختم کردی جائے ﴿محمد ۴۔تا۔۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ذٰلِكَ وَ لَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ وَ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ O

سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔فَاِذَا چنانچہ جب لَقِيْتُمُ تم ملو الَّذِيْنَ ان لوگوں سے جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا فَضَرْبَ تو مارنا الرِّقَابِ گردنیں حَتّٰی یہاں تک کہ اِذَا جب اَثْخَنْتُمُوْهُمْ تم ان کو خوب قتل کر چکو فَشُدُّوا تو مضبوطی سے باندھ دو الْوَثَاقَ بیڑیوں میں فَاِمَّا پھر یا تو مَنًّا احسان کرنا ہے بَعْدُ اس کے بعد وَ اور اِمَّا یا فِدَآءً فدیہ لینا ہے حَتّٰی یہاں تک کہ تَضَعَ رکھ دے الْحَرْبُ لڑائی اَوْزَارَهَا اپنے ہتھیار ذٰلِكَ یہی ہے وَ اور لَوْ اگر يَشَآءُ چاہتا اللّٰهُ اللہ لَانْتَصَرَ تو البتہ بدلے لے لیتا مِنْهُمْ ان سے وَ اور لٰكِنْ لیکن لِّيَبْلُوَا تا کہ وہ آزمائے بَعْضَكُمْ تمہارے بعض کو بِبَعْضٍ بعض کے ساتھ وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ جو قُتِلُوْا قتل کیے گئے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ میں فَلَنْ تو ہرگز نہیں يُّضِلَّ وہ ضائع کرے گا اَعْمَالَهُمْ ان کے اعمال سَيَهْدِيْهِمْ عنقریب وہ رہنمائی کرے گا ان کی وَ اور يُصْلِحُ اصلاح کرے گا بَالَهُمْ ان کے حال کی وَ اور يُدْخِلُهُمْ وہ داخل کرے گا انہیں الْجَنَّةَ جنت میں عَرَّفَهَا وہ خوب پہچان کروا چکا ہے اس کی لَهُمْ ان کو

ترجمہ: ۔اور جب ان لوگوں سے تمہارا مقابلہ ہو جنہوں نے کفر اختیار کر رکھا ہے تو گردنیں مارو، یہاں تک کہ جب تم ان کی طاقت کچل چکے ہو تو مضبوطی سے گرفتار کرلو، پھر چاہے احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لے کر، یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار پھینک کر ختم ہو جائے ۔تمہیں تو یہی حکم ہے اور اگر اللہ چاہتا تو خود ان سے انتقام لے لیتا،لیکن (تمہیں یہ حکم اس لئے دیا ہے) تا کہ تمہارا ایک دوسرے کے ذریعے امتحان لے اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ،اللہ ان کے اعمال کو ہرگز اکارت نہیں کرے گا، وہ انہیں منزل تک پہنچا دے گا اور ان کی حالت سنوار دے گا اور انہیں جنت میں داخل کرے گا جس کی انہیں خوب پہچان کرادی ہوگی۔

تشریح: ۔ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

١۔جب ان لوگوں سے تمہارا مقابلہ ہو جنہوں نے کفر اختیار کر رکھا ہے تو انکی گردنیں مارو۔

٢۔یہاں تک کہ جب تم ان کی طاقت کچل چکے ہو تو مضبوطی کے ساتھ گرفتار کرلو۔

٣۔پھر چاہے احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لیکر۔ ٤۔یہاں تک کہ ہتھیار پھینک کر جنگ ختم ہو جائے۔

٥۔تمہیں تو یہی حکم دیا گیا ہے۔

٦۔اگر اللہ چاہتا تو خود ان سے انتقام لے لیتا لیکن تمہیں یہ حکم اس لئے دیا ہے تا کہ تمہارا ایک دوسرے کے ذریعہ امتحان لیں۔

٧۔جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے اللہ انکے اعمال کو ہرگز بیکار جانے نہیں دے گا۔

٨۔انہیں منزل تک پہنچا دے گا اور انکی حالت سنوار دے گا۔

۹۔ انہیں جنت میں داخل کرے گا جسکی انہیں خوب پہچان کرادی ہوگی۔

اس بات کو واضح کرنے کے بعد کہ دنیا میں دو فریق ہیں ایک مسلمانوں کا اور دوسرا کافروں کا، اللہ تعالی مسلمانوں کو یہ حکم دے رہے ہیں کہ جب تمہارا مقابلہ دوسرے فریق یعنی کافروں سے ہو یعنی جب وہ تم سے جنگ کرنے کو آئیں تو ایسے وقت تم انہیں مت چھوڑو بلکہ انکا کام تمام کردو مگر یہ بات یہاں سمجھنے کی ہے کہ کفار کو قتل کرنے کا حکم اللہ تعالی اسی وقت دے رہے ہیں جبکہ وہ مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے آئیں اور اگر کوئی کافر ایسا ہو کہ وہ تم سے جنگ نہ کر رہا ہو تو اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دینا، وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (البقر ۱۹۳) اور تم ان سے لڑتے رہو یہاں کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ کا ہوجائے، پھر اگر وہ باز آجائیں تو سمجھ لو کہ تشدد سوائے ظالموں کے کسی پر ہونا نہیں چاہئے، یہ قتال کا حکم صرف انہی کے ساتھ ہے جو مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے جنگ میں آئے ہوں اور جب دیکھو کہ وہ تم سے ہار گئے ہیں اور اپنی طاقت کو تمہارے سامنے کھو بیٹھے ہیں تو اب تم انہیں جو جنگ کے لئے آئے ہیں قیدی بنالو، قیدی بنانے کے بعد اب اللہ نے تمہیں اختیار دیا ہے کہ چاہے تو ان سے فدیہ لیکر چھوڑ دو یا ان پر احسان کر کے چھوڑ دو یعنی بغیر فدیہ کے ایسے ہی چھوڑ دو، یہاں اکثر ناسمجھ لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس آیت سے مسلمانوں کو دہشت گرد اور اس کتاب کو نعوذ باللہ دہشت گردی کی تعلیم دینے والی کتاب سمجھتے ہیں حالانکہ یہ انکی کم علمی ہے جس نے انہیں اس قرآن کو صحیح طور پر سمجھنے سے روکے رکھا ہے یہاں اللہ تعالی نے جو بات کہی وہ عین جنگ کے اصول کے مطابق ہے جس طرح جنگ میں ایک فریق دوسرے فریق کو قتل کرتا ہے اور اسے کچلنا چاہتا ہے اسی کا خاکہ یہاں اللہ تعالی نے کھینچا ہے کہ اگر یہ کفار تم سے مقابلہ کرنے اور جنگ کرنے کے لئے تمہارے سامنے ہیں اور تمہیں مارنا چاہیں تو ایسے وقت تم انہیں قتل کرڈالو اس لئے کہ اگر ہم اسے قتل نہیں کرینگے تو پھر وہ ہمیں قتل کرڈالے گا، لہٰذا اس آیت کے معنی ومفہوم کو سمجھنا بہت ضروری ہے ورنہ بہت سارے فتنے جنم لے سکتے ہیں، سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۹۰ میں فرمایا گیا وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ اللہ تعالی حکم دے رہے ہیں کہ اے مسلمانو! تم لوگ اللہ کی راہ میں انہیں سے قتال کرو جو تم سے قتال کرنے کے لئے آئے ہوں اور ہاں! جنگ کے موقع پر کسی قسم کی کوئی زیادتی نہ کرنا اس لئے کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، ہمارا اسلام تو جنگ کی حالت میں بھی کسی قسم کی کوئی زیادتی کی اجازت نہیں دیتا، حضرت نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جنگ میں ایک عورت مری ہوئی پائی گئی تو آپ علیہ السلام نے بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا (بخاری ۳۰۱۴) یہ آپ علیہ السلام کے حسن اخلاق ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو جنگ میں قتل کرنے سے منع فرمایا دنیا کا ایسا کونسا سپہ سالار

ہے جس نے اس طرح کی تعلیم دی ہو بلکہ تاریخ تو اس بات سے بھری پڑی ہے کہ اوروں نے جنگ میں نہ بچوں کو چھوڑا اور نہ ہی عورتوں کو بلکہ بے رحمی سے انہیں بھی قتل کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ تم اس وقت تک ان سے جنگ کرو جب تک کہ وہ ہتھیار نہ ڈال دیں اور اگر اللہ چاہتا تو بغیر ان سے لڑے انہیں مختلف عذاب دیکر چاہے انہیں زمین میں دھنسا کر ہو یا غرق کر کے یا آسمان سے کوئی بلا ان پر نازل کرتے ہوئے تو وہ یقیناً اس طرح کر کے تمہیں کامیابی عطا کرتا لیکن وہ تمہارا امتحان لینا چاہتا ہے کہ کون اسکی راہ میں اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے اور کس کے نزدیک اپنی جان سے زیادہ اللہ کا حکم پیارا ہے؟ اور جس نے یہ ثابت کردیا کہ ہمیں اللہ کی دی ہوئی جان اسکے حکم سے زیادہ پیار نہیں ہے اور اس نے جنگ میں اپنے آپ کو پیش کیا اور پھر شہید ہو گیا تو اللہ اسکے اعمال کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ اسکا پورا پورا اجر عطا کیا جائے گا، حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہید کے لئے اللہ کے یہاں چھ انعامات ہیں، خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی اسکی مغفرت کردی جاتی ہے، اسے جنت میں اسکا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے، اسے قبر کے عذاب سے بچا لیا جاتا ہے، اسے گھبراہٹ کے دن سے مامون کردیا جاتا ہے، اسکے سر پر عزت کا تاج رکھا جاتا ہے جس میں کا ایک یاقوت دنیا میں موجود ساری چیزوں سے بہتر ہے، اور ۷۲ جنت کی حوروں سے اسکا نکاح کردیا جاتا ہے اور ستر رشتہ داروں کے حق میں اسکی سفارش قبول کی جاتی ہے۔ (ترمذی ۱۶۶۳)

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ وہ انہیں ہدایت دے گا اور انکے اعمال کو سنوار دے گا، یہاں پر ہدایت دینے سے کیا مراد ہے؟ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے اس لئے کہ جب مسلمان شہید ہو گیا تو اسے ہدایت دینے کا کیا معنی؟ اس لئے بعض نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ اسے جنت کے راستے کی طرف ہدایت دے گا یا منکر نکیر کے ان سے قبر میں سوالات کے موقع پر انکی رہبری کرے گا اور بعض نے کہا کہ اس جنگ میں جو شہید نہیں ہوئے اللہ انکی باقی عمر میں جنت کے راستہ کے اعمال کی جانب ہدایت عطا کرے گا اور پھر فرمایا کہ انکے اعمال سنوار دے گا اور قیامت کے دن انہیں جنت میں داخل کرے گا اور انہیں کہے گا کہ اپنے اپنے گھروں میں چلے جاؤ جس گھر کی اللہ تعالیٰ نے انہیں پہلے سے ہی نشاندہی کرادی ہوگی تو پھر وہ اللہ کے حکم کے بعد اپنے اپنے گھروں میں چلے جائیں گے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جنگ احد کے دن جبکہ آپ علیہ السلام گھاٹی میں تھے نازل ہوئی جہاں زخمیوں اور شہیدوں کی جانچ ہو رہی تھی، اس وقت مشرکین نے آواز کی کہ ھبل (انکا بت تھا) بلند ہو گیا اور مسلمانوں نے آواز دی کہ بلندی اور عزت والی ذات تو اللہ ہی کی ہے، مشرکین نے کہا کہ دن کے بدلہ دن (یعنی وہ اسے جنگ بدر کا عوض تسلیم کر رہے تھے) اور جنگ میں کبھی انہیں غلبہ ہوتا تو کبھی مسلمانوں کو اور ان مشرکین نے کہا کہ عزت تو ہمارے لئے ہے تمہارے لئے کوئی عزت نہیں ہے، اس

وقت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ اللہ ہمارا مولی ہے تمہارا کوئی مولی نہیں ہے (یعنی اللہ ہمارا مددگار ہے تمہارا کوئی مددگار نہیں) اور جو لوگ جنگ میں قتل ہوئے انکا معاملہ مختلف ہے، یقیناً ہمارے شہید وہ تو زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے اور تمہارے مقتول تو انہیں جہنم میں عذاب دیا جاتا ہے۔
(تفسیر طبری۔ج،۲۲۔ص،۱۵۹)

﴿درس نمبر ۱۹۷۸﴾ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا ﴿محمد ۷۔تا۔۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ O وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ O ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰۤاَيُّهَا اے الَّذِيْنَ وہ لوگو جو اٰمَنُوْۤا ایمان لائے ہو اِنْ اگر تَنْصُرُوا اللّٰهَ تم مدد کرو اللہ کی يَنْصُرْكُمْ تو وہ مدد کرے گا تمہاری وَ اور يُثَبِّتْ وہ ثابت قدم رکھے گا اَقْدَامَكُمْ تمہارے قدم وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا فَتَعْسًا تو ہلاکت ہے لَّهُمْ ان کے لیے وَ اور اَضَلَّ وہ ضائع کر دے گا اَعْمَالَهُمْ ان کے اعمال ذٰلِكَ یہ بِاَنَّهُمْ اس لیے کہ بلا شبہ انہوں نے كَرِهُوْا ناپسند کیا مَاۤ اس چیز کو جو اَنْزَلَ اللّٰهُ اللہ نے نازل کی فَاَحْبَطَ تو اس نے برباد کر دیئے اَعْمَالَهُمْ ان کے اعمال

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے ان کے لئے تباہی ہے اور اللہ نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے ہیں، یہ اس لئے کہ انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا جو اللہ نے نازل کی تھی، چنانچہ اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے، بھلا کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے گذرے ہیں؟ اللہ نے ان پر تباہی ڈالی اور کافروں کے لئے اسی جیسے انجام مقدر ہیں۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔

۲۔ وہ تمہارے قدم جما دے گا۔ ۳۔ جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے انکے لئے تباہی ہے۔

۴۔ اللہ تعالی نے ایسے لوگوں کے اعمال اکارت کر دیئے ہیں۔

۵۔ یہ اس لئے ہوا کہ انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا جو اللہ تعالی نے نازل کی تھی۔

۶۔ چنانچہ انکے اس جرم کے سبب اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی مسلمانوں کو جہاد پر ابھارتے ہوئے ان سے نصرت کا وعدہ فرمارہے ہیں مگر انکی نصرت کو اللہ تعالی نے ایک شرط کے ساتھ مقید کیا کہ اگر تم اس طرح کروگے تو میں یقیناً تمہاری مدد کرونگا وہ شرط کیا ہے؟ اللہ تعالی بیان فرمارہے ہیں کہ اے وہ لوگو! جو اللہ پر اور اس کی کتاب پر اور اس کے بھیجے ہوئے پیغمبر پر ایمان لائے ہو اگر تم لوگ اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا، اللہ کی مدد سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے اپنے آپ کو تم پیش کروگے تو اللہ تعالی تمہاری مدد کرے گا خواہ کتنے ہی کٹھن راستے کیوں نہ ہوں اور کتنی ہی سخت جنگ کیوں نہ ہو اور اسکے ساتھ ہی ساتھ وہ تمہارے دلوں سے ہیبت بھی ختم کردے گا اور تمہارے قدم میدان جنگ میں جمادے گا جسکا نمونہ تم نے بدر کے موقع پر دیکھ لیا کہ تمہاری تعداد دشمنوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم تھی جبکہ وہ تعداد میں تم سے تین گنا زیادہ تھے اور تمہاری حالت یہ تھی کہ نہ تو تمہارے پاس مکمل ہتھیار تھے اور نہ ہی مناسب سواریاں تھیں لیکن تمہارے پاس جو قوت تھی زیادہ وہ ایمانی قوت تھی تم اس وقت اللہ کے دین کی سربلندی کا عزم لے کر میدان جنگ میں کسی اور چیز کی پرواہ کئے بغیر کود پڑے تو اللہ تعالی نے بھی اپنا وعدہ پورا فرمایا اور تمہیں بے مثال فتح عطا کی لیکن جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اللہ اور اسکے رسول کو جھٹلایا، برائیوں میں مبتلا رہے ایمان سے دوری اختیار کی تو انکے لئے آخرت میں تباہی ہوگی کہ انہیں مختلف قسم کے عذاب سہنا ہوگا جو انہیں قیامت کے دن دیئے جائیں گے اور انہوں نے جو بھی اچھے کام کئے ہوں گے ان سب کا انہیں آخرت میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ وہ سب بیکار ہوجائیں گے اس لئے کہ اچھے اعمال کی جزا آخرت میں ایمان پر منحصر ہے جو بھی ایمان لائے بغیر جتنے بھی اچھے کام کرتا رہا ہوگا اسے آخرت میں اسکا کوئی ثواب نہیں ملے گا بلکہ ہر حال میں اسے جہنم میں ہی جانا ہے، اسی حقیقت کو اللہ تعالی نے اگلی آیت میں بیان کیا کہ ان کے ساتھ یہ معاملہ اس لئے کیا جائے گا کہ ان لوگوں نے اللہ کی نازل کردہ کتاب اور اسکے احکامات کو ناپسند کیا تھا، انہیں ایمان اور اسلام کی اچھائی معلوم نہیں ہوتی تھی، انہوں نے اسلام کے ساتھ دشمنی اپنا رکھی تھی اور اس اسلام کو ختم کرنے کی سازشیں کی تھیں اس لئے اللہ نے بھی ان کے اعمال کو ضائع کردیا کہ جب تمہیں ہماری بھیجی ہوئی چیزیں ہی پسند نہیں تو پھر ہم تم پر کیونکر مہربانی کریں؟ ہماری مہربانیاں اور نعمتیں تو صرف ایمان والوں کے لئے ہوں گی، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ سے مراد خاص طور پر جنگ بدر میں مارے گئے مشرکین ہیں اور فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ سے مراد عام مشرکین ہیں۔ (الدر المنثور۔ج،۷۔ص،۴۶۲) بہر حال خلاصہ ان آیتوں کا یہی نکلا کہ جو اللہ پر کامل یقین رکھے گا اور اسکے دین کی سربلندی کے لئے محنت ومشقت کرے گا تو اللہ تعالی اسکی ہر حال میں حمایت ومدد کرے گا اور آخرت میں بے حساب اجر سے نوازے گا مگر جو کفر پر جما رہے گا اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے گا اور دین کے خلاف سازشیں کرے گا تو وہ جتنے بھی اچھے کام اس دنیا میں بھلائی کے کرلے بالآخر اسے جہنم میں ہی جانا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۷۹﴾ کافروں کیلئے اسی جیسا انجام مقدر ہے ﴿محمد ۱۰-تا-۱۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا O ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ O اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا کیا انہوں نے سیر نہیں کی فِي الْاَرْضِ زمین میں فَيَنْظُرُوْا پھر وہ دیکھتے كَيْفَ کیسا كَانَ ہوا عَاقِبَةُ انجام الَّذِيْنَ ان لوگوں کا جو مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے تھے دَمَّرَ تباہی ڈال دی اللّٰهُ اللہ نے عَلَيْهِمْ ان پر وَ اور لِلْكٰفِرِيْنَ کافروں کے لیے اَمْثَالُهَا اس جیسی سزائیں ہیں ذٰلِكَ یہ بِاَنَّ اس لیے کہ بے شک اللّٰهَ اللہ مَوْلَى مددگار الَّذِيْنَ ان لوگوں کا جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَ اور اَنَّ بے شک الْكٰفِرِيْنَ کافر لوگ لَا نہیں مَوْلٰى کوئی مددگار لَهُمْ ان کا اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ يُدْخِلُ داخل کرے گا الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَ اور عَمِلُوا انہوں نے عمل کیے الصّٰلِحٰتِ نیک جَنّٰتٍ باغات میں تَجْرِيْ چلتی ہیں مِنْ تَحْتِهَا ان کے نیچے الْاَنْهٰرُ نہریں وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا يَتَمَتَّعُوْنَ وہ فائدہ اٹھاتے ہیں وَ اور يَاْكُلُوْنَ وہ کھاتے ہیں كَمَا جس طرح تَاْكُلُ کھاتے ہیں الْاَنْعَامُ چوپائے وَ اور النَّارُ آگ ہی مَثْوًى ٹھکانا ہے لَّهُمْ ان کا

ترجمہ:۔ یہ اس لئے کہ اللہ ان لوگوں کا رکھوالا ہے جو ایمان لائیں اور کافروں کا کوئی رکھوالا نہیں ہے، یقین رکھو کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں، اللہ ان کو ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جنہوں نے کفر اپنا لیا ہے، وہ (یہاں تو) مزے اڑا رہے ہیں اور اس طرح کھا رہے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں اور جہنم ان کا آخری ٹھکانا ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے گزرے ہیں؟

۲۔ اللہ نے ان لوگوں پر تباہی ڈالی۔ ۳۔ کافروں کے لئے اسی جیسے انجام مقدر ہیں۔

۴۔ یہ اس لئے کہ اللہ ان لوگوں کا رکھوالا ہے جو ایمان لائے۔ ۵۔ کافروں کا کوئی رکھوالا نہیں ہے۔

۶۔ یقین رکھو کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے انکو اللہ ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی۔

۷۔جنہوں نے کفر اپنایا ہے وہ یہاں تو مزے اڑا رہے ہیں۔

۸۔اس طرح کھا رہے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں۔ ۹۔ان کا آخری ٹھکانہ جہنم ہے۔

مومنوں اور کافروں کو آخرت میں ملنے والے ٹھکانوں کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی عبرت کے لئے پچھلے لوگوں کے واقعات بیان کررہے ہیں کہ جن لوگوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کو تسلیم نہیں کیا، کیا ان لوگوں نے پچھلی امتوں کے حالات نہیں پڑھے؟ اپنے آس پاس کے علاقوں کا سفر نہیں کیا اور ان علاقوں میں رہنے والوں پر کیا حالات آئے اور انہیں کیا سزائیں انکی نافرمانیوں کی وجہ سے دی گئیں کیا انہوں نے نہیں دیکھا؟ کیا یہ لوگ اس سے باخبر نہیں ہیں کہ ان نافرمان لوگوں کا کیا انجام ہوا؟ اور انہیں اس دنیا میں کس طرح تباہ وتاراج کیا گیا؟ اللہ تعالی نے ان نافرمانوں یعنی عاد اور ثمود وغیرہ پر انکی نافرمانیوں کی وجہ سے اور اپنے نبی اور اس کتاب کا انکار کرنے کی وجہ سے عذاب بھیجا جس سے وہ ہلاک ہو گئے، جو بھی اس طرح کی حرکت کرے گا یعنی ایمان لانے سے انکار کرے گا، نبی اور رسول کا مذاق اڑائے گا، اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب کو ماننے سے انکار کرے گا تو ان سب کا یہی حال ہوگا جو ان لوگوں کا ہوا ہے، اگر تم نے ان قوموں کی تباہی اور بربادی کو دیکھا ہے تو پھر کیوں ایمان لانے سے پیچھے ہٹ رہے ہو؟ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ ان پچھلی قوموں کی طرح ہلاک کئے جاو؟ اگر نہیں تو پھر ایمان کیوں نہیں لاتے؟ جو ایمان لاتا ہے اللہ اسکا حامی وناصر ہوتا ہے اور جس کا حامی وناصر اللہ ہو اسکا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا لیکن جو کفر کرتا ہے اور اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اسکا نہ کوئی حامی ہوتا ہے اور نہ ہی مددگار تو پھر اس شخص کو ہلاک ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا، ایمان والے ہر زمانہ میں ان عذابوں سے محفوظ ومامون رہے کیوں؟ اس لئے کہ وہ جس رب کو مانتے ہیں اور جس پر ایمان لاتے ہیں وہی رب انکی حفاظت کرنے والا ہے، آخرت میں ان ایمان والوں کے ساتھ کیا ہوگا؟ بیان کیا جارہا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ایمان لانے کے ساتھ اعمال بھی نیک کئے ہیں، اللہ کی مان کر اس دنیا میں چلے ہیں، اسکی خاطر ہر مشقت برداشت کئے ہیں، اپنے نفس کو مار کر اس رب کی مرضی پر چلے ہیں تو انہیں رب ذوالجلال قیامت کے دن ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی اور ہر طرف خوشنما منظر ہوں گے، ہر قسم کے مزیدار میوے ان باغات میں لگے ہوں گے بڑے ہی اطمینان کے ساتھ وہ ان باغات میں بیٹھ کر وقت گزاری کریں گے، یہ آخرت میں ان ایمان والوں کا انعام ہے جو انہیں عطا کیا جائے گا، جو لوگ کافر ہیں وہ تو اس دنیا میں عیاشی کررہے ہیں اور خوب مزے اڑا رہے ہیں نہ انہیں حلال کی فکر اور نہ حرام کا غم، نہ عبادت کا پتہ نہ اعمال کی خبر بس اپنے نفس کی پیروی کئے جارہے ہیں مگر انہیں اللہ تعالی قیامت کے دن آگ میں ڈالے گا، وہی آگ ہمیشہ کا ٹھکانہ ہوگی نہ انہیں اس عذاب سے باہر لایا جائے گا اور نہ ہی اس عذاب میں کوئی کمی ہوگی بلکہ ہر وقت وہ آگ انہیں جلاتی رہے گی۔اس عذاب سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے ایمان اور نیک اعمال بس یہ اپنالو اور عذاب سے بچ جاو۔

ان کا کوئی مددگار نہ ہوا

﴿درس نمبر ۱۹۸۰﴾ ﴿محمد ۱۳۔ ۱۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ O

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور كَاَيِّنْ کتنی ہی مِّنْ قَرْيَةٍ بستیاں هِيَ کہ وہ اَشَدُّ شدید ترتھیں قُوَّةً قوت میں مِّنْ قَرْيَتِكَ آپ کی بستی سے الَّتِيْٓ جس سے اَخْرَجَتْكَ اس نے نکالا ہے آپ کو اَهْلَكْنٰهُمْ ہم نے ہلاک کر دیا ان کو فَلَا پھر نہیں تھا نَاصِرَ کوئی مدد کرنے والا لَهُمْ ان کی اَفَمَنْ کیا پھر جو شخص كَانَ کہ وہ ہے عَلٰى بَيِّنَةٍ واضح دلیل پر مِّنْ رَّبِّهٖ اپنے رب کی طرف سے كَمَنْ اس شخص کی مانند ہے زُيِّنَ کہ مزین کر دی گئی لَهٗ اس کے لیے سُوْٓءُ عَمَلِهٖ اس کی بدعملی وَ اور اتَّبَعُوْٓا انہوں نے پیروی کی اَهْوَآءَهُمْ اپنی خواہشات کی

ترجمہ:۔ اور کتنی بستیاں ہیں جو طاقت میں تمہاری اس بستی سے زیادہ مضبوط تھیں جس نے (اے پیغمبر!) تمہیں نکالا ہے ان سب کو ہم نے ہلاک کر دیا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوا۔ اب بتاؤ کہ جو لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ایک روشن راستے پر ہوں، کیا وہ ان جیسے ہو سکتے ہیں جن کی بدکاری ہی ان کے لئے خوشنما بنا دی گئی ہو اور وہ اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے چلتے ہوں؟

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کتنی بستیاں ہیں جو طاقت میں تمہاری اس بستی سے زیادہ مضبوط تھیں جس نے اے پیغمبر! تمہیں نکالا ہے۔

۲۔ ان سب کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ ۳۔ ان کا کوئی مددگار نہ ہوا۔

۴۔ اب بتاؤ کہ جو لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ایک روشن راستے پر ہوں۔

۵۔ کیا وہ ان جیسے ہو سکتے ہیں جن کی بدکاری ہی ان کے لئے خوشنما بنا دی گئی ہو؟

۶۔ وہ اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے چلتے ہوں؟

جب مکہ کے کفار نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر ایمان لانے والوں کو شہر مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا اور ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے تو اس حرکت سے وہ لوگ اپنے آپ کو بڑے طاقتور اور بہادر سمجھنے لگے، ان کی اس غلط فہمی پر اللہ تعالی انہیں ڈراتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اے نبی! اس بستی سے جس نے آپ کو اپنا گھر چھوڑنے پر مجبور کیا اور بھی بہت سی بستیاں تھیں جو طاقت میں ان بستیوں سے کہیں زیادہ بڑی ہوئی تھیں، ان بستی والوں کی طاقت کو یہ لوگ کبھی پہنچ ہی نہیں پائیں گے، تو جب ان جیسی بڑی بہادر اور طاقتور بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا

اوران کواس ہلاکت سے کوئی روکنے والا ہی نہ تھا نہ ہی انکی اپنی طاقت انہیں اس عذاب سے بچاسکی جس پر انہیں گھمنڈ وغرور تھا کہ کہا کرتے تھے مَنۡ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ہم سے زیادہ اور کون طاقت ور ہے ۔(فصلت ۱۵) تو پھر تمہاری کیا حیثیت؟ تمہیں ہلاک کرنے میں ہمیں کتنا وقت لگے گا؟ تم لوگ ان کمزور مسلمانوں پر ظلم کر کے اپنے آپ کو بہادر کہہ رہے ہو؟ یہ تمہاری اپنی غلط فہمی ہے اور یہ غلط فہمی تمہاری اللہ تعالی نے جنگ بدر اور فتح مکہ میں دور کر دی کہ تمہیں انہی نہتے اور بے ہتھیار مسلمانوں کے ہاتھوں شکست دی اور تمہیں بتلادیا کہ تم کتنے بھی اور ہتھیار جمع کرلو اور کتنی ہی فوجیں تیار کرلو پھر بھی تم اسے مٹا نہیں سکتے جسکا حامی و ناصر اللہ ہو اور اللہ اس شخص کا حامی و مددگار کیوں نہ ہوگا جس نے اس پر ایمان لایا ہو، اسکے بتائے ہوئے طریقہ پر قائم ہو، اسکے دیئے ہوئے احکامات کو تسلیم کیا ہو، اس کے منع کئے ہوئے کاموں سے رک گیا ہو، جب بندہ اس رب کی مان کر چلتا ہے تو پھر اللہ تعالی بھی ہر گھڑی اس کی مدد فرمائے گا، اسکے برخلاف وہ کفار ومشرکین ہیں جو اللہ پر ایمان نہیں لائے، اسکے بتائے ہوئے طریقہ سے انہوں نے منہ موڑا، اس کے دیئے ہوئے احکامات کو ٹھکرایا، اسکے منع کردہ چیزوں پر ہی جمے رہے، ایسے لوگوں کو اللہ تعالی ہلاک ہی کرے گا، ان دونوں جماعتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے کہ ایک اللہ کی اطاعت گزار تو دوسری نافرمان، ایک تواضع کرنے والی تو دوسری سرکشی کرنے والی، پہلی جماعت تو اپنے اعمال کی وجہ سے سیدھے راستے پر اور دوسری جماعت اپنے اعمال کی وجہ سے گمراہی پر ہے تو جو ہدایت اور سیدھے راستے پر ہے وہ تو کامیاب ہے اور جو گمراہی پر ہے وہ خسارہ اٹھانے والی ہے لَا يَسۡتَوِىۡۤ اَصۡحٰبُ النَّارِ وَاَصۡحٰبُ الۡجَـنَّةِ ؕ اَصۡحٰبُ الۡجَـنَّةِ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ (الحشر ۲۰) جنتی اور دوزخی دونوں برابر نہیں ہیں جنتی لوگ تو کامیاب لوگ ہیں۔

پہلی آیت کے شان نزول سے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب آپ علیہ السلام مکہ مکرمہ سے غار ثور کی طرف نکلے تو آپ علیہ السلام نے مکہ کو مخاطب فرمایا کہ اللہ کے شہروں میں سب سے زیادہ محبوب شہر تو ہی ہے، اگر تیری بستی والے مجھے تجھ سے نہ نکالتے تو میں کبھی تجھ سے نہ نکلتا، دشمنوں میں سب سے زیادہ سرکش وہ ہے جس نے اللہ ہی کے حرم میں اسکے مقابلہ میں تکبر کیا، یا ایسے شخص کو قتل کیا جس نے کوئی قتل نہیں کیا، یا اہل جاہلیت کے کینہ اور عداوت کی وجہ سے قتل کیا، اس پر اللہ تبارک وتعالی نے یہ آیت نازل فرمائی وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ هِىَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنۡ قَرۡيَتِكَ الَّتِىۡۤ اَخۡرَجَتۡكَ‌ ۚ اَهۡلَكۡنٰهُمۡ فَلَا نَاصِرَ لَهُمۡ (تفسیر طبری۔ج۔۲۲۔ص،۱۶۵)

﴿درس نمبر ۱۹۸۱﴾ وہ جنت جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے ﴿محمد۔۱۵﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مَثَلُ الۡجَـنَّةِ الَّتِىۡ وُعِدَ الۡمُتَّقُوۡنَ‌ ؕ فِيۡهَاۤ اَنۡهٰرٌ مِّنۡ مَّآءٍ غَيۡرِ اٰسِنٍ‌ ۚ وَاَنۡهٰرٌ مِّنۡ لَّبَنٍ لَّمۡ يَتَغَيَّرۡ

طَعْمُهٗ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَ لَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَ سُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ مَثَلُ مثال الْجَنَّةِ الَّتِيْ اس جنت کی جس کا وُعِدَ وعدہ کیے گئے الْمُتَّقُوْنَ متقی لوگ فِيْهَا اس میں اَنْهٰرٌ نہریں ہیں مِّنْ مَّآءٍ ایسے پانی کی جو غَيْرِ اٰسِنٍ نہیں ہے بدلنے والا وَ اور اَنْهٰرٌ نہریں ہیں مِّنْ لَّبَنٍ ایسے دودھ کی لَّمْ يَتَغَيَّرْ تبدیل نہیں ہوا طَعْمُهٗ ذائقہ اس کا وَ اور اَنْهٰرٌ نہریں ہیں مِّنْ خَمْرٍ ایسی شراب کی جو لَّذَّةٍ لذیذ ہے لِّلشّٰرِبِيْنَ پینے والوں کے لیے وَ اور اَنْهٰرٌ نہریں ہیں مِّنْ عَسَلٍ ایسے شہد کی مُّصَفًّى صاف شدہ ہے وَ اور لَهُمْ ان کے لیے فِيْهَا اس میں مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ہر قسم کے پھل ہوں گے وَ اور مَغْفِرَةٌ مغفرت ہوگی مِّنْ رَّبِّهِمْ ان کے رب کی طرف سے كَمَنْ ان لوگوں کے مانند ہو سکتے ہیں هُوَ کہ وہ خَالِدٌ ہمیشہ رہنے والے ہیں فِي النَّارِ آگ میں وَ اور سُقُوْا وہ پلائے جائیں گے مَآءً پانی حَمِيْمًا سخت گرم کھولتا ہوا فَقَطَّعَ پس وہ ٹکڑے ٹکڑے کردے گا اَمْعَآءَهُمْ ان کی آنتیں

ترجمہ:۔ متقی لوگوں سے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو خراب ہونے والا نہیں، ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا ذائقہ نہیں بدلے گا، ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے سراپا لذت ہوگی اور ایسے شہد کی نہریں ہیں جو نتھرا ہوا ہوگا اور ان جنتیوں کے لئے وہاں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت! کیا یہ لوگ ان جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور انہیں گرم پانی پلایا جائے گا، چنانچہ وہ ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔

تشریح:۔ اس آیت میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ جنت جس کا متقی لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے حال یہ ہے کہ اس میں پانی کی ایسی نہریں ہیں جو خراب ہونے والی نہیں

۱۔ دودھ کی ایسی نہریں جس کا ذائقہ بدلنے والا نہیں۔

۳۔ شراب ایسی کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے سراپا لذت ہوگی۔

۴۔ شہد کی ایسی نہریں ہیں جو نتھرا ہوا ہوگا۔ ۵۔ ان جنتیوں کے لئے وہاں ہر قسم کے پھل ہوں گے۔

۶۔ ان کے پروردگار کی طرف سے انہیں مغفرت ملے گی۔

۷۔ کیا یہ لوگ ان جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

۸۔ وہاں انہیں گرم پانی پلایا جائے گا۔ ۹۔ وہ گرم پانی ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔

پچھلی آیت میں بتلایا گیا کہ مومن اور کافر ہدایت اور گمراہی کے اعتبار سے برابر نہیں ہو سکتے، ان آیتوں میں

یہ بتلایا جا رہا ہے کہ وہ لوگ جزا اور بدلہ میں بھی برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ ایک کے حصہ میں راحت ہے اور دوسرے کے حصہ میں عذاب۔ چنانچہ اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ وہ جنت جسکا اللہ تعالی نے مومنوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں اس جنت میں داخل کرے گا تو وہ جنت ایسی ہے کہ اس جنت میں مومنوں کے لئے ایسی پاکیزہ اور صاف و شفاف پانی کی نہریں ہوں گی جسکا مزہ بے حد میٹھا اور ساتھ ہی اس پانی میں کبھی بدبو پیدا نہیں ہوگی چاہے کتنا ہی عرصہ کیوں نہ ہوجائے جیسا کہ دنیا کی نہروں کا پانی تھوڑے ہی عرصہ میں بدبودار ہوجاتا ہے وہاں پر ایسا نہیں ہوگا بلکہ ہمیشہ ہی اپنے اسی مزے کے ساتھ رہے گا جو پہلی بار تھا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت کی نہروں کا حال یہ ہے کہ وہ مشک کے پہاڑ سے نکل کر بہتی ہیں۔ (التفسیر المنیر۔ ج۲۶۔ ص۱۰۲) اللہ تعالی نے سب سے پہلے پانی کا ذکر فرمایا اس لئے کہ انسان کے لئے پانی کی بہت اہمیت ہے کہ اس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا اسی لئے اسکی اہمیت کے اعتبار سے اسے سب سے پہلے بیان کیا گیا، اسکے بعد اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس جنت میں جس میں متقیوں کو داخل کیا جائے گا دودھ کی بھی نہریں ہوں گی کہ جب اس کا جی چاہے تازہ تازہ دودھ اس نہر سے پی لے دنیا میں تو یہ ہوتا ہے کہ دودھ تھن سے نکل کر تھوڑی دیر ایسے ہی رہ گیا تو وہ خراب ہوجاتا ہے اور پینے کے لائق نہیں رہتا مگر اس جنت کے دودھ کا حال یہ ہے کہ وہ ہمیشہ بہتا ہی رہتا ہے جب جی چاہے اٹھالو اور پی لو مزہ تو ہمیشہ تازہ دودھ کا ہی آئے گا وہاں کسی کے تھن سے دودھ نہیں نکلے گا بلکہ اللہ اسکی نہریں ہی بنا کر جاری کردے گا، اس کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس جنت میں شراب کی بھی نہریں ہوں گی اور وہاں کی شراب اس دنیا کی شراب جیسی نہیں ہوگی کہ اس دنیا میں جو شراب پی جاتی ہے وہ شراب کا مزہ بالکل خراب اور گھٹیا رہتا ہے جو کہ بمشکل حلق سے نیچے اترتا ہے مگر اس جنت میں جو شراب ہوگی وہ ایسی لذت والی ہوگی کہ پینے والا بس پیتے ہی جائے گا اور اس کے پینے سے اسکے دماغ میں کوئی فتور یا نشہ نہیں چڑھے گا بلکہ وہ لذت، سکون اور آرام محسوس کرے گا، سورۃ الصٰفّٰت کی آیت نمبر ۴۷ میں اس شراب سے متعلق کہا گیا لَا فِيۡهَا غَوۡلٌ وَّلَا هُمۡ عَنۡهَا يُنۡزَفُوۡنَ نہ اس سے سر میں خمار ہوگا اور نہ عقل بہکے گی، سورۃ واقعہ کی آیت نمبر ۱۹ میں کہا گیا لَّا يُصَدَّعُوۡنَ عَنۡهَا وَلَا يُنۡزِفُوۡنَ اس سے نہ تو سر میں انہیں درد ہوگا اور نہ ہی ان کے ہوش اڑیں گے، اسکے بعد فرمایا کہ اس جنت میں شہد کی بھی نہریں ہوں گی جو کسی مکھی کے پیٹ سے نہیں نکلے گی جیسے اس دنیا میں نکلتی ہے بلکہ وہ اللہ کی قدرت سے ایسے ہی پانی کی طرح بہتی ہوگی۔ حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ جنت میں دودھ، پانی، شہد اور شراب کے سمندر ہیں انہی سمندروں سے بعد میں نہریں پھوٹیں گی۔ (ترمذی ۲۵۷۱) ان مشروبات کا ذکر فرمانے کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس جنت میں کھانے کے لئے قسم قسم کے پھل بھی موجود ہیں جیسا کہ سورۃ دخان کی آیت نمبر ۵۵ میں فرمایا گیا يَدۡعُوۡنَ فِيۡهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيۡنَ وہاں جنتی بڑے اطمینان سے ہر قسم کے

میوے منگواتے ہوں گے اور سورۃ رحمن کی آیت نمبر ۵۲ میں کہا گیا فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ اس میں ہر میوہ کی دو دو قسمیں ہوں گی۔ان سب چیزوں سے اہم چیز جو جنتیوں کو دی جائے گی وہ مغفرت ہے جو اللہ تعالی انہیں عطا کرے گا اور یہ مغفرت جو انہیں اللہ تعالی عطا فرمائے گا وہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہوگا اس لئے کہ مغفرت کے بعد ہی جنت میں داخلہ ممکن ہوگا، متقیوں کو ملنے والے انعامات کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالی کافروں کو ملنے والی سزاوں کے بارے میں بیان کررہے ہیں کہ جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہیں جہاں انہیں پینے کے لئے ایسا گرم پانی دیا جائے گا جسے پیتے ہی انکے پیٹ کی آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی، سورۃ کہف کی آیت نمبر ۲۹ میں کہا گیا وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ اگر وہ پانی کے لئے فریاد کریں گے تو انکی فریاد کا جواب ایسے پانی سے دیا جائے گا جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا، جب وہ اس پانی کو پینے کی غرض سے اپنے چہرے کے قریب لے جائے گا تو وہ پانی اسکے چہرہ کو بھون دے گا، اب تم ہی بتاؤ یہ لوگ جنہیں جہنم میں عذاب دیا جائے گا ان لوگوں کی طرح ہو سکتے ہیں جنہیں جنت میں انعامات سے نوازا جائے گا؟ نہیں! بالکل نہیں! جنتی لوگ تو کامیاب کہلائیں گے اور دوزخی لوگ ناکام۔

﴿درس نمبر ۱۹۸۲﴾ وہ اپنے نفسانی خواہشات کے پیچھے لگ گئے ہیں ﴿محمد ۱۶۔۱۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ O وَالَّذِیْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مِنْهُمْ ان میں سے بعض مَّنْ وہ ہیں جو یَّسْتَمِعُ کان لگاتے ہیں اِلَیْكَ آپ کی طرف حَتّٰۤى یہاں تک کہ اِذَا جب خَرَجُوْا وہ نکلتے ہیں مِنْ عِنْدِكَ آپ کے پاس سے قَالُوْا تو کہتے ہیں لِلَّذِیْنَ ان لوگوں سے اُوْتُوا کہ وہ دیئے گئے الْعِلْمَ علم مَاذَا قَالَ کیا اس نے کہا تھا اٰنِفًا ابھی اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ یہی وہ لوگ ہیں کہ طَبَعَ اللّٰهُ اللہ نے مہر لگادی عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ان کے دلوں پر وَ اور اتَّبَعُوْۤا انہوں نے پیروی کی اَهْوَآءَهُمْ اپنی خواہشات کی وَ اور الَّذِیْنَ وہ لوگ جنہوں نے اهْتَدَوْا ہدایت پائی زَادَهُمْ اس نے زیادہ کیا ان کو هُدًى ہدایت میں وَّ اور اٰتٰىهُمْ اس نے دیا انہیں تَقْوٰىهُمْ ان کا تقوی

ترجمہ:۔ اور (اے پیغمبر!) ان میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جو تمہاری باتیں کانوں سے تو سنتے ہیں لیکن جب تمہارے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو جنہیں علم عطا ہوا ہے ان سے پوچھتے ہیں کہ ابھی ابھی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کیا

کہا تھا، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے اور جو اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے لگ گئے ہیں۔اور جن لوگوں نے ہدایت کا راستہ اختیار کیا ہے اللہ نے انہیں ہدایت میں اور ترقی دی ہے اور انہیں ان کے حصے کا تقوی عطا فرمایا ہے۔

تشریح:۔ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔اے پیغمبر! ان میں سے بعض تو وہ لوگ ہیں جو آپ کی باتیں کانوں سے تو سنتے ہیں۔

۲۔لیکن جب آپ کے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو جنہیں علم عطا ہوا ہے ان سے پوچھتے ہیں کہ ابھی ابھی آپ علیہ السلام نے کیا کہا تھا؟۔

۳۔یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے۔ ۴۔وہ اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے لگ گئے ہیں۔

۵۔جن لوگوں نے ہدایت کا راستہ اختیار کیا ہے اللہ نے انہیں ہدایت میں اور ترقی دی ہے۔

۶۔انہیں ان کے حصہ کا تقوی عطا فرمایا ہے۔

مومن اور کافر کا دنیوی اور اخروی حال بتانے کے بعد اللہ تعالی منافقوں کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ اے نبی! ان کفار میں سے بعض لوگ وہ ہیں جو آپ کی مجلس میں بیٹھ کر بظاہر یہ دکھاتے ہیں کہ وہ آپ کی باتیں بغور سن رہے ہیں مگر وہ اسے سنتے نہیں ہیں اور نہ ہی جو کہا جارہا ہے اسکی جانب توجہ دیتے ہیں اس لئے کہ وہ لوگ دل سے ایمان لائے ہی نہیں محض اپنے مفاد کی خاطر اپنے آپ کو مسلمان دکھا رہے ہیں تو ایسے لوگ جب آپ کی مجلس سے اٹھ کر باہر آتے ہیں تو جو ان کے ساتھ پکے مومن ہوتے ہیں ان سے پوچھتے ہیں کہ ابھی ابھی جو آپ علیہ السلام نے کہا ہے وہ مجھے یاد نہیں ہے آخر انہوں نے کیا کہا؟ ذرا تم مجھے بتلاؤ گے کہ آپ علیہ السلام نے کیا کہا؟ ان کی اس حرکت کا مطلب بس اتنا ہی ہے کہ وہ یہ ظاہر کریں کہ ہم آپ علیہ السلام کو نعوذ باللہ کوئی اہمیت نہیں دیتے بلکہ ہم تو اپنے کام میں لگے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ ان کے دلوں پر ہم نے مہر لگادی ہے کہ اب کوئی بھی اچھی بات ان کے دل پر اثر نہیں کرے گی اور نہ ہی دل میں اترے گی اب وہ چاہے آپ علیہ السلام کی محفل ہی میں کیوں نہ ہوں آپ علیہ السلام کی باتوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے، وہ اسی بات کو مانیں گے جو انکا نفس انہیں کہے گا اور جو چیز انہیں اچھی لگے گی، انکے یہاں اس بات کی کوئی اہمیت نہیں کہ اللہ کے رسول کیا کہہ رہے ہیں اور اللہ کیا فرمارہا ہے؟ ایسے لوگ جس قدر بھی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کردیں وہ مسلمان نہیں بنیں گے انکا بھی ٹھکانہ وہی ہے جو کافروں کا ہے یعنی جہنم، اس آیت میں أُوْتُوْا الْعِلْمَ سے کون مراد ہیں؟ تو اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں، اور ایک قول کے مطابق اس سے مراد حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

بہر حال ان منافقین کے بعد اللہ تعالی مومنوں کے بارے میں فرمارہے ہیں کہ ان منافقین کے تو دلوں پر ہم نے مہر لگادی کہ اب یہ ہدایت کو پانے سے قاصر ہیں وہیں دوسری جانب مومن ہیں جنہوں نے اپنے دل وجان سے اسلام قبول کیا اور اسکے احکامات پر عمل کیا اور اسکے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کے لئے محنتیں کیں تو ہم نے ان کی اس محنت اور شوق کے عوض ان کی ہدایت میں اور اضافہ کردیا اور ان کے لئے ہدایت کے راستوں کو آسان فرمادیا اور ساتھ ہی انہیں تقوی عطا کیا، یہاں پر امام قرطبی علیہ الرحمہ نے تقوی کے پانچ معنی بیان کئے ہیں پہلا یہ کہ یہاں تقوی سے یہ مراد لیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے انکے دلوں میں اپنا خوف اور خشیت ڈال دی، دوسرا یہ کہ انہیں انکے تقوی کا آخرت میں ثواب عطا کرے گا، تیسرا یہ کہ اللہ تعالی انہیں نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا جوان پر فرض کئے گئے، چوتھا یہ کہ ان کے لئے وہ چیزیں ظاہر کردیں جن سے انہیں ڈرنا چاہئے، پانچواں یہ کہ منسوخ کو چھوڑ کر ناسخ پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے (تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص،۲۳۹) ان پانچوں چیزوں میں سے یہاں کوئی بھی مراد ہوسکتا ہے یا پانچوں باتیں بھی مراد لی جاسکتی ہیں، اللہ تعالی ہمیں بھی تقوی اختیار کرنے والوں میں شامل فرمائے آمین، حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل کتاب کے کچھ لوگ تھے جو اپنے رسول پر ایمان لائے اور انکی تصدیق کی اور ساتھ ہی آپ علیہ السلام کے نبی بنا کر بھیجے جانے سے پہلے آپ پر ایمان بھی لائے لیکن جب آپ کو نبی بنا دیا گیا تو آپ کا انکار کردیا، انہی کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ اور بعض وہ لوگ تھے جو اپنے نبی پر ایمان لائے اور انہیں سچا مانا اور ساتھ ہی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی بنائے جانے سے پہلے آپ پر ایمان لائے اور آپ کے نبی بنائے جانے کے بعد بھی آپ پر ایمان لائے انہی کے بارے میں اللہ تعالی نے یہ فرمایا وَالَّذِیْنَ اھْتَدَوْا زَادَھُمْ ھُدًی وَّاٰتٰھُمْ تَقْوٰھُمْ (دلائل النبوہ للبیہقی۔ج،۲۔ص،۷۷)

﴿درس نمبر ۱۹۸۳﴾ کیا یہ کافر قیامت ہی کا انتظار کررہے ہیں؟ ﴿محمد ۱۸۔۱۹﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَۃَ اَنْ تَاْتِیَھُمْ بَغْتَۃً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُھَا فَاَنّٰی لَھُمْ اِذَا جَآءَتْھُمْ ذِکْرٰىھُمْ O فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ اللّٰہُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَکُمْ وَ مَثْوٰىکُمْ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَھَلْ یَنْظُرُوْنَ پس وہ انتظار نہیں کرتے اِلَّا مگر السَّاعَۃَ قیامت کا اَنْ تَاْتِیَھُمْ کہ وہ آئے ان کے پاس بَغْتَۃً اچانک فَقَدْ پس تحقیق جَآءَ آچکی ہیں اَشْرَاطُھَا اس کی نشانیاں فَاَنّٰی پھر کہاں ہوگا لَھُمْ ان

کے لیے اِذَا جب جَآءَتْهُمْ آجائے گی ان کے پاس وہ ذِكْرٰىهُمْ نصیحت حاصل کرنا ان کا فَاعْلَمْ پس آپ جان لیجیے اَنَّهٗ کہ بلاشبہ لَآ نہیں اِلٰهَ کوئی معبود اِلَّا اللّٰهُ مگر وہ اللہ ہی وَ اور اسْتَغْفِرْ آپ بخشش مانگیے لِذَنْۢبِكَ اپنے گناہ کی وَ اور لِلْمُؤْمِنِيْنَ مومن مردوں کے لیے وَ اور الْمُؤْمِنٰتِ مومن عورتوں کے لیے وَ اور اللّٰهُ اللہ يَعْلَمُ جانتا ہے مُتَقَلَّبَكُمْ تمہارا چلنا پھرنا وَ اور مَثْوٰىكُمْ تمہارا ٹھکانا

ترجمہ:۔ اب کیا یہ (کافر) لوگ قیامت ہی کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ یکا یک ان پر آپڑے؟ (اگر ایسا ہے) تو اس کی علامتیں تو آچکی ہیں، پھر جب وہ آہی جائے گی تو اس وقت ان کے لئے نصیحت ماننے کا موقع کہاں سے آئے گا؟ لہذا (اے پیغمبر!) یقین جانو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور اپنے قصور پر بھی بخشش کی دعا مانگتے رہو اور مسلمان مردوں اور عورتوں کی بخشش کی بھی، اور اللہ تم سب کی نقل وحرکت اور تمہاری قیام گاہ کو خوب جانتا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا یہ کافر لوگ قیامت ہی کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ یکا یک ان پر آپڑے؟

۲۔ اگر ایسا ہے تو اسکی علامتیں تو آچکی ہیں۔

۳۔ پھر جب وہ آہی جائے گی تو اس وقت ان کے لئے نصیحت ماننے کا موقع کہاں سے آئے گا؟

۴۔ لہذا اے پیغمبر! یقین جانو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

۵۔ اپنے قصور پر بھی بخشش کی دعائیں مانگتے رہو۔

۶۔ مسلمان مردوں اور عورتوں کی بخشش کی دعائیں مانگو۔

۷۔ اللہ تم سب کی نقل وحرکت اور تمہاری قیام گاہ کو خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ کیا یہ کافر اور منافق لوگ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ انکے پاس قیامت آجائے؟ تو سن لو کہ وہ بھی بہت جلد آجائے گی جس کی نشانیاں بھی ظاہر ہو چکی ہیں، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اہل کتاب اپنی کتابوں میں یہ بات پڑھا کرتے تھے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہے اور آپ کو نبی بنا کر بھیجنا ہی قیامت کی نشانی ہے، (تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص،۲۴۰) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور قیامت دونوں اس طرح بھیجے گئے ہیں یہ کہتے ہوئے آپ علیہ السلام نے اپنی شہادت کی انگلی اور بیچ والی انگلی کو ملایا۔ (بخاری ۵۳۰۱) اسکے علاوہ اور بہت ساری قیامت کی نشانیاں ہیں، آسمان کا پھٹنا، دھویں کا نکلنا، مال کی کثرت، جھوٹی تجارت و گواہی، قطع رحمی، شریف لوگوں کی کمی برے لوگوں کی کثرت وغیرہ۔ (تفسیر قرطبی۔۱۶۔ص،۲۴۰) جب یہ قیامت بالکلیہ طور پر آجائے گی تو اس وقت تم اپنے آپ کو اس سے بچا نہیں سکو گے اور یہ اچانک آئے گی کہ تم اس سے بچنے کی کچھ تیاری بھی نہیں کر پاؤ گے اور اگر تیاری کر بھی لی تو تب

بھی اس سے بچ نہیں پاؤ گے، اس وقت تم صرف افسوس ہی کرتے رہ جاؤ گے کہ کاش! ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لی ہوتی تو آج ہمارا یہ حال نہ ہوتا اور اس وقت انہیں یہ سمجھ میں آنا کچھ فائدہ نہیں دیکھا فَاَنّٰی لَھُمۡ اِذَا جَآءَتۡھُمۡ ذِکۡرٰھُمۡ اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب متوجہ ہو کر فرما رہے ہیں کہ اے نبی! یہ کفار ومنافقین تو اپنی حرکتوں سے باز نہیں آنے والے ہیں، انہیں جتنا بھی سمجھالو ان پر کوئی اثر پڑنے والا نہیں ہے لہٰذا اب آپ ہی ایسا کیجیے کہ جو کام آپ کرر ہے ہیں وہ کرتے رہا کیجئے چاہے وہ آپ کو کتنی ہی تکلیفیں کیوں نہ دیں آپ اپنے کام سے ایک قدم بھی پیچھے مت ہٹئے ہم ضرور آپ کی مدد کریں گے اور ان مشرکین کو انکے کئے کی سزا ضرور دیں گے، آپ کو معلوم ہی ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور نہ ہی کوئی کسی کے کچھ کام آسکتا ہے، اس لئے آپ اللہ تعالی سے اپنی لغزشوں کی معافی مانگ لیجئے جو آپ سے انجانے میں ہوگئیں، اسکے ساتھ ساتھ اپنی امت کے مردوں اور عورتوں کے گناہوں کے لئے بھی استغفار کیجئے، یقیناً اللہ تعالی تم سب کی نقل وحرکت کو خوب جانتا ہے کہ تم دن ورات میں علانیہ اور تنہائی میں کیا کرتے ہو؟ اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کل قیامت کے دن تمہارا ٹھکانہ کیا ہوگا؟ لہٰذا یہ نہ سمجھو کہ کوئی چیز اس سے پوشیدہ ہے ایسا ہرگز نہیں ہے اس لئے جتنا ہو سکے استغفار کرو، حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے "رَبِّ اغۡفِرۡ لِی خَطِیۡئَتِیۡ وَجَھۡلِی وَاِسۡرَافِی فِی اَمۡرِی کُلِّہٖ وَمَا اَنۡتَ اَعۡلَمُ بِہٖ مِنِّی اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِی خَطَایَایَ وَعَمۡدِی وَجَھۡلِی وَھَزۡلِی وَکُلُّ ذَالِکَ عِنۡدِی اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِی مَا قَدَّمۡتُ وَمَا اَخَّرۡتُ وَمَا اَسۡرَرۡتُ وَمَا اَعۡلَنۡتُ اَنۡتَ الۡمُقَدِّمُ وَاَنۡتَ الۡمُؤَخِّرُ وَاَنۡتَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ" اے اللہ! میری خطاؤں اور لغزشوں کو معاف فرما، میں نے اپنے معاملہ میں جو اسراف کیا ہے اسے بھی معاف کر دے، آپ مجھے مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، اے اللہ! میرے ان خطاؤں کو معاف فرما جو مجھ سے عمداً ہوئے ہیں اور انہیں بھی جو غفلت میں ہوئے ہیں اور میری نادانی میں ہوئی خطاؤں کو بھی اور یہ سب میری ہی طرف سے ہے، اے اللہ! جو میں نے کر دیا اور جو مجھ سے ہوگا ان سب خطاؤں کو، جو میں نے چھپ کر کیا اور جو میں نے علانیہ کیا، اے اللہ! آپ ہی پہلے ہو اور آپ ہی آخر اور آپ ہر چیز پر قادر ہو۔ (بخاری ۹۸ ۶۳) ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اس دعا کو کثرت سے پڑھیں تاکہ اللہ ہمیں بھی بخشے بخشائے لوگوں میں شامل کر دے۔

﴿درس نمبر ۱۹۸۴﴾ ان لوگوں کی حالت جن کے دلوں میں روگ ہے ﴿محمد ۲۰۔۲۱﴾

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَیَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَوۡلَا نُزِّلَتۡ سُوۡرَۃٌ فَاِذَآ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَۃٌ مُّحۡکَمَۃٌ وَّذُکِرَ فِیۡھَا الۡقِتَالُ رَاَیۡتَ الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِھِمۡ مَّرَضٌ یَّنۡظُرُوۡنَ اِلَیۡکَ نَظَرَ الۡمَغۡشِیِّ عَلَیۡہِ مِنَ الۡمَوۡتِ فَاَوۡلٰی

لَهُمْ ۝ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور يَقُوْلُ کہتے ہیں الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے لَوْلَا کیوں نہیں نُزِّلَتْ نازل کی گئی سُوْرَةٌ کوئی سورت فَاِذَا پھر جب اُنْزِلَتْ نازل کی جاتی ہے سُوْرَةٌ کوئی سورت مُّحْكَمَةٌ محکم وَّ اور ذُكِرَ ذکر کیا جاتا ہے فِيْهَا اس میں الْقِتَالُ قتال کا رَاَيْتَ تو آپ دیکھتے ہیں الَّذِيْنَ ان لوگوں کو فِيْ قُلُوْبِهِمْ جن کے دلوں میں مَّرَضٌ روگ ہے يَّنْظُرُوْنَ وہ دیکھ رہے ہوتے ہیں اِلَيْكَ آپ کی طرف نَظَرَ مانند دیکھنے الْمَغْشِيِّ اس شخص کے کہ غشی طاری ہوگئی ہو عَلَيْهِ اس پر مِنَ الْمَوْتِ بوجہ موت کے فَاَوْلٰى چنانچہ ہلاکت ہے لَهُمْ ان کے لیے طَاعَةٌ اطاعت کرنا وَّ اور قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ بھلی بات کہنا فَاِذَا پھر جب عَزَمَ پختہ ہوجائے الْاَمْرُ حکم فَلَوْ تو اگر صَدَقُوا اللّٰهَ وہ اللہ سے سچے رہیں لَكَانَ تو ہوگا خَيْرًا بہتر لَّهُمْ ان کے لیے

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ کہتے ہیں کہ کیا اچھا ہو کہ کوئی (نئی) سورت نازل ہوجائے؟ پھر جب کوئی جچی تلی سورت نازل ہوجائے اور اس میں لڑائی کا ذکر ہو جن لوگوں کے دلوں میں روگ ہے، تم انہیں دیکھو گے کہ وہ تمہاری طرف اس طرح نظریں اٹھائے ہوئے ہیں جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہو۔ بڑی خرابی ہے ایسے لوگوں کی۔ یہ فرماں برداری کا اظہار اور اچھی اچھی باتیں کرتے ہیں، لیکن جب (جہاد کا) حکم پکا ہوجائے اس وقت اگر یہ اللہ کے ساتھ سچے نکلیں تو ان کے حق میں اچھا ہو۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ کہتے ہیں کہ کوئی نئی سورت نازل ہوتی تو کیا ہی اچھا ہوتا!۔

۲۔ پھر جب کوئی نپی تُلی سورت نازل ہوجائے اور اس میں لڑائی کا ذکر ہو۔

۳۔ تو جن لوگوں کے دلوں میں روگ ہے آپ انہیں دیکھو گے کہ وہ آپ کی طرف اس طرح نظریں اٹھائے ہوئے ہیں جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہو۔

۴۔ بڑی خرابی ہے ایسے لوگوں کی۔ ۵۔ یہ لوگ فرمانبرداری کا اظہار اور اچھی اچھی باتیں کرتے ہیں۔

۶۔ لیکن جب جہاد کا حکم پکا ہوجائے تو اس وقت اگر یہ اللہ کے ساتھ سچے نکلیں تو انکے حق میں بہتر ہوگا۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا کہ جب مومن اور منافق اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہوتے اور وہاں اللہ تعالیٰ کے احکامات والی آیتیں سنائی جاتیں تو مومن تو اسے غور سے سنتے اور اپنے سینوں میں اسے محفوظ بھی رکھتے لیکن یہ منافق نہ تو اسے سنتے ہیں اور نہ ہی محفوظ رکھتے، ان آیتوں میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ مومنین ہمیشہ اس خواہش میں رہتے ہیں کہ پھر سے اللہ تعالیٰ کوئی سورت نازل کرے تو ہمیں اسے سننے کا موقع ملے گا اور اس میں جو احکامات آئیں گے خاص طور سے جہاد کا تو اس پر عمل کرنے کا بھی موقع ملے گا مگر یہ منافقین تو ان صحابہ کی دیکھا دیکھی

بس زبانی کہہ دیتے تھے کہ ہاں! کاش ایسا ہوتا لیکن جب واقعی جہاد کی آیت یا اور کوئی حکم نازل ہوتا تو یہ آپ علیہ السلام کی جانب ایسے دیکھتے جیسے کہ آپ نے کوئی انکی جانیں نکال دی ہوں چنانچہ اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ مومنین کی تو خواہش یہ ہوتی ہیں کہ کاش ایک اور نئی سورت نازل ہوتی تو ہمیں اور کچھ سیکھنے کا اور کچھ چیزوں پر عمل کرنے کا اور اللہ سے قریب ہونے کا موقع ملتا اور خاص کر مجاہدین کو ملنے والے انعامات کے بارے میں سن کر اور اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے وہ جہاد میں جانے کا شوق کرنے لگتے، ان کے ساتھ بیٹھے منافقین بھی انکی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے ظاہری طور یہی خواہش کرنے لگتے مگر جیسے ہی اللہ تعالی قرآن نازل کرتا اور اس میں جہاد کا حکم ہوتا تو یہ منافقین آپ علیہ السلام کو جبکہ آپ اللہ کے نازل کردہ حکم کو بیان کر رہے ہوتے ہیں ایسی نظروں سے دیکھتے ہیں کہ گویا آپ نے ان پر ایک بہت بڑا بوجھ ڈال دیا گیا ہو جس کے سبب وہ مرنے کے قریب پہنچ گئے ہوں، یعنی انہیں یہ حکم بہت ناگوار گزرتا جیسا کہ سورۃ نساء کی آیت نمبر ۷۷ میں فرمایا گیا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا اَخَّرْتَنَا اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ جب اللہ تعالی نے ان پر جہاد کو فرض کر دیا تو ان میں سے ایک گروہ ایسا ہو گیا جو لوگوں سے ایسے ڈرنے لگا جیسے کہ اللہ سے ڈرنا چاہیئے یا اس سے بھی زیادہ وہ ڈرنے لگا اور کہہ اٹھا کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہم پر کیونکر جہاد فرض کیا؟ آپ نے اسے اور تھوڑی مدت تک کے لئے ہم سے موخر کیوں نہیں کر دیا؟ تو جو لوگ ایسے ہیں کہ ان کے دل میں کچھ ہے اور زبان پر کچھ اور تو ان کی بڑی خرابی اور ہلاکت ہے قیامت کے دن، ان منافقوں کا حال یہ ہے کہ زبان پر کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کی اور رسول علیہ السلام کی اطاعت کی اور بڑی اچھی اچھی باتیں کرتے ہیں کہ جو بھی ہمیں حکم دیا جائے گا ہم اس پر ضرور عمل کریں گے لیکن جب کوئی حکم نازل کیا جاتا ہے خاص طور سے جہاد کا تو اس حکم سے پیچھے ہٹنے لگتے ہیں، اللہ تعالی انکی اس حرکت کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ جو حکم بھی نازل کیا جائے اس پر اگر یہ لوگ اپنا وعدہ پورا کریں تب تو ان کے حق میں اسکی مخالفت اور نافرمانی کرنے سے بہتر ہے اور اگر نہیں کریں گے تو اسکا انجام انہیں بھگتنا پڑے گا۔

﴿درس نمبر ۱۹۸۵﴾ اگر جہاد سے منہ موڑا تو تم سے کیا توقع رکھی جائے؟ ﴿محمد ۲۲۔۲۳﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ O اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَهَلْ پھر تحقیق عَسَيْتُمْ تم سے توقع ہے اِنْ اگر تَوَلَّيْتُمْ تم حکمران بن جاؤ اَنْ

تُفْسِدُوْا کہ تم فساد کرو فِی الْاَرْضِ زمین میں وَ اور تُقَطِّعُوْا تم کاٹ ڈالو اَرْحَامَکُمْ اپنی رشتے داریاں اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یہی وہ لوگ ہیں کہ لَعَنَهُمُ لعنت کی ہے ان پر اللّٰهُ اللہ نے فَاَصَمَّهُمْ پھر اس نے انہیں بہرا کر دیا وَ اور اَعْمٰی اس نے اندھی کر دیں اَبْصَارَهُمْ ان کی آنکھیں

ترجمہ:۔ پھر اگر تم نے (جہاد سے) منہ موڑا تو تم سے کیا توقع رکھی جائے؟ یہی کہ تم زمین میں فساد مچاؤ اور اپنے خونی رشتے کاٹ ڈالو! یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے، چنانچہ انہیں بہرا بنا دیا ہے اور ان کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر اگر تم نے جہاد سے منہ موڑا تو تم سے کیا توقع رکھی جائے؟

۲۔ یہی کہ تم زمین میں فساد مچاؤ اور اپنے خونی رشتے کاٹ لو۔

۳۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے۔

۴۔ چنانچہ انہیں بہرا بنا دیا ہے اور ان کی آنکھیں اندھی کر دی گئی ہیں۔

پچھلی آیتوں میں منافقوں کے بارے میں کہا گیا کہ احکام کے نازل ہونے سے پہلے تو یہ اسکی تمنائیں کرتے تھے لیکن جب وہ نازل ہوئے تو انہیں گراں لگنے لگے، ان آیتوں میں بھی انہی منافقین کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ اے منافقو! اگر تم اس حکم جہاد سے منہ موڑو گے اور قرآن مجید کے احکامات میں فرق کرنے لگو گے اس طرح کہ اپنی پسند کے ہوں تو قبول ورنہ نہیں اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں سے پیٹھ پھیرو گے تو شاید ہو سکتا ہے کہ تم پھر سے زمین میں کفر کر کے فساد مچانے لگ جاو، اللہ کی نافرمانی کرو، زمین میں خون بہانے لگ جاؤ، اور اپنے جو خونی رشتے ہیں ان سب کو توڑ کر وہی اپنی پرانی جاہلیت والی رسمیں اپنا لو، اس لئے کہ جہاد کے ذریعہ سے انصاف اور امن و امان کو قائم کیا جا سکتا ہے اگر کوئی اس پر عمل نہ کرے تو اسکے نتیجہ میں وہی ساری برائیاں پھر سے جنم لیں گی جو جاہلیت میں تھیں، تو جو کوئی بھی ایسا کرے گا یعنی جہاد کا انکار کرے گا، زمین میں فساد اور خون بہائے گا، اللہ کی نافرمانی کرے گا اور خونی رشتوں کو توڑے گا تو یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت بھیجی ہے اور انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے، انہیں بہرا اور اندھا کر دیا ہے کہ اب کوئی حق کی بات نہ تو ان کے کانوں تک پہنچتی ہے اور نہ ہی انہیں کچھ دکھائی دیتا ہے وہ حق سے محروم ہو کر ہی زندگی گزارتے ہیں، ان آیتوں میں اللہ تعالی نے چند بڑے گناہوں کا ذکر فرمایا اور اس پر ملنے والی سزا کے بارے میں بتلا دیا، چنانچہ اللہ تعالی نے زمین میں فساد مچانے، خون بہانے، امن کو برباد کرنے کو سب سے بڑا گناہ شمار کیا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہلاکت کا بھنور کہ جس میں گرنے کے بعد نکلنے کی امید نہیں ہے، وہ ناحق خون کرنا ہے

جس کو اللہ نے حرام کیا ہے (بخاری ۶۸۶۳:) اسکے بعد فرمایا کہ خونی رشتوں کو توڑنا یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے جسکے بارے میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رشتوں کو توڑنے والا جنت میں ہی نہیں جائے گا، الغرض اللہ تعالی نے ان گناہوں کے کرنے والوں کے حق میں فرمایا کہ انکی سماعت اور بصارت نکال لے گا یعنی ان گناہوں کے کرنے والا حق سے دور ہوتا چلا جائے گا اور اسے حق کی کوئی بات سنائی نہ دے گی اور نہ ہی دکھائی دے گی یعنی اس سے حق بات کو قبول کرنے کی صلاحیت چھین لی جائے گی اور جس سے یہ صلاحیت چھن گئی وہ برباد اور ہلاک ہو گیا، ہمیں غور کرنا چاہیے کہ کیا ہم واقعی ان ایمان کو خراب کرنے والی چیزوں سے بچے ہوئے ہیں؟ کیا ہم زمین میں فساد کے بجائے اصلاح کا کام کر رہے ہیں؟ کیا ہم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ رشتہ نبھا رہے ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو یہ تو بہت اچھی بات ہے اور اگر نہ میں ہے تو پھر ہمیں اس پر غور کر کے ان چیزوں سے بچنا چاہئے تا کہ ہمارا ایمان آخر تک صحیح سلامت رہے، اللہم تمام کو تمام فتنوں اور قطع رحمی سے بچائے، آمین۔

﴿درس نمبر ۱۹۸۶﴾ بھلا کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ ﴿محمد ۲۴-تا-۲۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا O اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَ اَمْلٰى لَهُمْ O ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَفَلَا کیا پھر نہیں يَتَدَبَّرُوْنَ وہ غور وفکر کرتے الْقُرْاٰنَ قرآن میں اَمْ یا عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ان کے دلوں پر تالے لگے ہیں اِنَّ بلاشبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جو ارْتَدُّوْا پھر گئے عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ اپنی پیٹھوں پر مِّنْۢ بَعْدِ مَا اس کے بعد کہ تَبَيَّنَ واضح ہوگئی لَهُمُ ان کے لیے الْهُدَى ہدایت الشَّيْطٰنُ شیطان نے سَوَّلَ مزین کر دیئے لَهُمْ ان کے لیے وَ اور اَمْلٰى ڈھیل دی لَهُمْ ان کو ذٰلِكَ یہ بِاَنَّهُمْ بوجہ اس کے کہ بے شک قَالُوْا انہوں نے کہا لِلَّذِيْنَ ان لوگوں سے جنہوں نے كَرِهُوْا ناپسند کیا مَا اس چیز کو جو نَزَّلَ اللّٰهُ اللہ نے نازل کی سَنُطِيْعُكُمْ عنقریب ہم تمہاری اطاعت کریں گے فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ بعض کاموں میں وَ اور اللّٰهُ اللہ يَعْلَمُ جانتا ہے اِسْرَارَهُمْ ان کے راز

ترجمہ:۔ بھلا کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے، یا دلوں پر وہ تالے پڑے ہوئے ہیں جو دلوں پر پڑا کرتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ حق بات سے پیٹھ پھیر کر مڑ گئے ہیں، باوجودیکہ ہدایت ان کے سامنے خوب واضح ہو چکی تھی انہیں شیطان نے پٹی پڑھائی ہے اور انہیں دور دراز کی امیدیں دلائی ہیں۔ یہ سب اس لئے

ہوا کہ جولوگ اللہ کی نازل کی ہوئی باتوں کو ناپسند کرتے ہیں، ان (منافقوں) نے ان سے یہ کہا ہے کہ ''بعض معاملات میں ہم تمہاری بات مانیں گے'' اور اللہ ان کی خفیہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔

تشریح: ۔ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟

۲۔ یا ان کے دلوں پر وہ تالا پڑا ہوا ہے جو دلوں پر پڑا کرتا ہے۔

۳۔ حقیقت یہ ہے کہ جولوگ حق بات سے پیٹھ پھیر کر مڑ گئے ہیں۔

۴۔ باوجود اس کے کہ ان کے سامنے ہدایت خوب واضح ہو چکی تھی۔

۵۔ انہیں شیطان نے پٹی پڑھائی ہے اور دور دراز کی انہیں امیدیں دلائی ہیں۔

۶۔ یہ سب اس لئے ہوا کہ جولوگ اللہ کی نازل کی ہوئی باتوں کو ناپسند کرتے ہیں۔

۷۔ ان منافقین نے ان سے یہ کہا ہے کہ بعض معاملات میں ہم تمہاری بات مانیں گے۔

۸۔ اللہ ان کی خفیہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا کہ کیا یہ منافقین قرآن کریم میں غور و فکر نہیں کرتے؟ یقیناً نہیں! اس لئے کہ اگر یہ لوگ قرآن کریم میں ذرا بھی غور کر لیتے تو اپنی ان رذیل حرکتوں سے باز آ جاتے انہیں قرآن کریم میں غور و فکر کرنے سے یہ چیز روکی ہوئی ہے کہ انکے دلوں پر ایسے تالے پڑے ہوئے ہیں جو تالے حق بات کو دل میں اترنے سے روکے رکھتے ہیں، اب ان تالوں نے انہیں قرآن کریم کو سمجھنے اور اس میں غور و فکر کرنے سے روکے رکھا ہے، ایسا ہی حال اہل کتاب کا بھی ہے کہ انہیں اپنی کتاب تورات میں یہ بات معلوم تھی کہ ایک آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں ان پر ایمان لانا ضروری ہے اور اسی میں نجات پوشیدہ ہے مگر ان اہل کتاب کو یہ سب جاننے کے باوجود حسد تھا کہ وہ نبی ہم میں سے یعنی بنی اسرائیل میں سے کیوں نہیں بھیجے گئے بس اسی وجہ سے انہوں نے اس حق بات کو چھپایا اور جھٹلایا انہی کے بارے میں یہاں اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ وہ لوگ جو حق بات سے پیٹھ پھیر کر مڑ گئے ہیں حالانکہ ان کے سامنے حق بات خوب واضح ہو چکی تھی مگر وہ لوگ شیطان کے جال میں پھنس کر اس ہدایت سے دور ہو گئے، بعض مفسرین نے کہا کہ اس آیت سے بھی منافقین ہی مراد ہیں کہ وہ جانتے تھے کہ آپ علیہ السلام سچے نبی ہیں مگر انکی خواہشات کے مطابق اسلام کے احکام نہ ہونے کی وجہ سے وہ لوگ نبی رحمت ﷺ سے دشمنی اور حسد رکھتے تھے، یہاں منافقین مراد ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اگلی آیت میں انہی منافقین کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ یہ منافقین لوگ جو دین سے دور گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ان لوگوں سے جو اللہ کی نازل کردہ آیتوں یعنی قرآن کریم کو ناپسند کرتے ہیں یعنی کافروں سے یہ کہا کرتے تھے

کہ ہم بعض معاملات میں ان مسلمانوں کو چھوڑ کر تمہاری پیروی کرتے ہیں یعنی ہم مسلمانوں کا نہیں بلکہ تمہارا ساتھ دیتے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں، یعنی ان منافقین کا حال یہ تھا کہ جہاں پر اپنا فائدہ دیکھتے وہاں چلے جاتے انہیں کسی کے بھی دین سے کوئی سروکار نہیں تھا انہیں بس دنیا کی حرص تھی جسکی خاطر وہ اس طرح کی حرکتیں کیا کرتے تھے جیسے کہ جب جنگ بدر کا موقع تھا تو یہ منافقین بیچ راستہ ہی سے مسلمانوں کو چھوڑ کر چلے گئے، سورۂ حشر کی آیت نمبر ۱۱ میں ان منافقین کے بارے میں کہا گیا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ کیا آپ نے ان منافقین کو نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے؟ اور تمہارے بارے میں بھی کسی اور کا کہنا نہیں مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں، یہ منافقین لوگ چھپ چھپ کر آپس میں مسلمانوں کے خلاف مشورہ کیا کرتے تھے اور یہودیوں سے ملا کرتے تھے ان کی اس حرکت کے بارے میں اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ اللہ تعالی انکی ساری خفیہ باتوں کو جانتا ہے، وہ یہ گمان نہ کریں کہ ہماری باتوں کی ان مسلمانوں کو خبر نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالی اپنے نبی کو ان منافقین کی ساری باتوں کی خبر پہنچا دیتا ہے۔ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۸۱ میں کہا گیا وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ یہ منافقین لوگ آپ کے خلاف راتوں میں جو مشورے کرتے ہیں اللہ اسے لکھ لیتا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۸۷﴾ جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے ﴿محمد ۲۷۔۲۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَكَيْفَ پھر کیا حال ہوگا اِذَا جب تَوَفَّتْهُمُ ان کی روحیں قبض کریں گے الْمَلٰٓئِكَةُ فرشتے؟ يَضْرِبُوْنَ جبکہ وہ مارتے ہوں گے وُجُوْهَهُمْ ان کے چہروں کو وَ اور اَدْبَارَهُمْ ان کی پیٹھوں کو ذٰلِكَ یہ بِاَنَّهُمُ اس سبب سے کہ بے شک اتَّبَعُوْا انہوں نے پیروی کی مَآ اس چیز کی کہ اَسْخَطَ اللّٰهَ اس نے ناراض کردیا اللہ کو وَ اور كَرِهُوْا انہوں نے ناپسند کی رِضْوَانَهٗ اس کی رضامندی فَاَحْبَطَ لہٰذا اس نے برباد کردیئے اَعْمَالَهُمْ ان کے اعمال

ترجمہ:۔ پھر اس وقت ان کا کیا حال بنے گا جب فرشتے ان کی روح اس طرح قبض کریں گے کہ ان کے

چہروں پر اور پیٹھوں پر مارتے جاتے ہوں گے؟ یہ سب اس لئے کہ یہ اس طریقے پر چلے جس نے اللہ کو ناراض کیا اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کو خود انہوں نے ناپسند کیا اس لئے اللہ نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے۔

تشریح:۔ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اس وقت ان کا کیا حال ہوگا جس وقت فرشتے ان کی روح اس طرح قبض کریں گے؟۔

۲۔ان کے چہروں پر اور انکی پیٹھوں پر مارتے جاتے ہونگے۔

۳۔یہ سب اس لیے کہ یہ اس طریقہ پر چلے جس نے اللہ کو ناراض کیا۔

۴۔اس کی رضامندی حاصل کرنے کو خود انہوں نے ناپسند کیا۔

۵۔اس لئے اللہ نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی کافروں اور منافقوں کی موت کے وقت پیش آنے والی حالت بیان کر رہے ہیں جب فرشتے ان کی روح نکالیں گے تو بڑی شدت وسختی کے ساتھ چہروں اور پیٹھوں پر زور زور سے مارتے ہوئے نکالیں گے، الغرض کافر کی روح جب فرشتے نکالیں گے تو بڑی اذیت اور تکلیف دیتے ہوئے نکالیں گے، سورۃ انفال کی آیت نمبر ۵۰ میں فرمایا گیا وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ اگر آپ دیکھتے جو کہ عجیب منظر تھا کہ جب فرشتے کافروں کی روحیں قبض کر رہے تھے، انکے چہروں اور پیٹھوں پر مارتے جاتے تھے اور سورۃ انعام کی آیت نمبر ۹۳ میں کہا گیا وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَةُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ کُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَکْبِرُوْنَ اگر آپ وہ وقت دیکھو تو بڑا ہولناک منظر نظر آئے گا کہ جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں گرفتار ہونگے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے کہہ رہے ہونگے کہ اپنی جانیں نکالو آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا، اس لئے کہ تم اللہ پر جھوٹی باتیں لگاتے تھے اور تم اللہ کی نشانیوں کے خلاف تکبر کا رویہ اختیار کرتے تھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشمی کپڑا لیکر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے روح! نکل اس حال میں کہ تو اللہ سے راضی ہے اور اللہ تجھ سے۔ اب چل اللہ کی روح اپنے رب کی طرف جو کہ تجھ سے ناراض نہیں ہے، تو وہ پاکیزہ خوشبودار مشک کی طرح نکل پڑتی ہے یہاں تک کہ فرشتے اسے ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں، پھر جب ان کا گزر آسمان کے دروازے کے پاس سے ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ کیا ہی پاکیزہ روح ہے جسے تم زمین سے لیکر آئے ہو، پھر وہ اس روح کو مومنوں کی روحوں کے پاس لیجاتے ہیں جس سے ان مومنوں کو ایسی خوشی ہوتی ہے جیسے کوئی گمشدہ شخص کے لوٹ آنے سے ہوتی ہے، پھر وہ روحیں اس سے ان لوگوں کا حال

پوچھتے ہیں جسے وہ دنیا میں چھوڑ کر آئے تھے کہ فلاں کا کیا ہوا؟ فلاں کا کیا ہوا؟ پھر وہ کہتے ہیں کہ اس شخص کو تو چھوڑ دو وہ تو دنیا کے غم میں تھا، جب وہ آئی ہوئی روح ان روحوں سے پوچھتی ہے کہ کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ وہ کہتے ہیں کہ شاید اسے اسکے ٹھکانہ ہاویہ کی طرف لے جایا گیا ہوگا اور جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے ایک ٹاٹ کا ٹکڑا لیکر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کے عذاب کی طرف نکل، تو اللہ سے ناراض ہے اور اللہ تجھ سے، تو وہ نکل پڑتی ہے جیسے سڑے مردار کی بو نکلتی ہے یہاں تک کہ اسے زمین کے دروازے پر لاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ کتنی خراب بد بو ہے یہاں تک کہ اسے کافروں کی روحوں میں لیجا کر چھوڑ دیتے ہیں۔ (نسائی ۱۸۳۳) ان کافروں اور منافقوں کے ساتھ یہ سلوک روا رکھے جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ انکا یہ حال اس لئے ہوا کہ یہ لوگ اس راستے پر چلا کرتے تھے جو راستہ اللہ کو ناراض کرنے والا تھا، اسکی نافرمانی اور کفر پر مشتمل تھا، اللہ اور اسکے رسول کی ناراضگی کو شامل تھا اور ساتھ ہیں وہ لوگ اس چیز کو ناپسند کرتے تھے جس چیز سے اللہ اور اسکا رسول راضی ہوتا تھا یعنی ایمان اور توحید، نیک اعمال اور سیدھا راستہ وغیرہ لہٰذا ان لوگوں کی ان حرکتوں پر اللہ تعالی نے ان کے جو اچھے اعمال تھے جیسے کہ صدقات، فقیروں اور محتاجوں کی مدد کرنا وغیرہ اس کو اکارت کر دیا یعنی قیامت کے دن انہیں اسکا کوئی اجر نہیں ملے گا، سورۂ فرقان کی آیت نمبر ۲۳ میں فرمایا گیا وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا انہوں نے دنیا میں جو عمل کئے ہیں ہم ان کا فیصلہ کرنے پر آئیں گے تو انہیں فضا میں بکھرے ہوئے گرد و غبار کی طرح بنا دیں گے۔

﴿درس نمبر ۱۹۸۸﴾ ہم دیکھ لیں کہ تم میں کون مجاہد اور ثابت قدم ہے؟ ﴿محمد ۲۹۔تا۔۳۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ○ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ○ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔اَمْ کیا حَسِبَ گمان کیا ہے الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ان لوگوں نے جن کے دلوں میں مَّرَضٌ روگ ہے اَنْ یہ کہ لَّنْ يُّخْرِجَ ہر گز نہیں نکالے گا اللّٰهُ اللہ اَضْغَانَهُمْ ان کے کینے وَ اور لَوْ اگر نَشَآءُ ہم چاہتے لَاَرَيْنٰكَهُمْ تو البتہ ہم دکھا دیتے آپ کو وہ فَلَعَرَفْتَهُمْ پھر آپ ان کو ضرور پہچان لیتے بِسِيْمٰهُمْ ان علامات سے وَ اور لَتَعْرِفَنَّهُمْ یقیناً آپ پہچان لیں گے ان کو فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ اندازِ گفتگو سے وَ اور اللّٰهُ اللہ يَعْلَمُ جانتا ہے اَعْمَالَكُمْ تمہارے اعمال وَ اور لَنَبْلُوَنَّكُمْ البتہ ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں حَتّٰى یہاں تک کہ نَعْلَمَ ہم

معلوم کرلیں اَلْمُجٰهِدِيْنَ مجاہدین کو مِنْكُمْ تم میں سے وَ اور الصّٰبِرِيْنَ صبر کرنے والوں کو وَ اور نَبْلُوَا ہم جانچ لیں اَخْبَارَكُمْ تمہارے حالات

ترجمہ:۔جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) روگ ہے کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے چھپے ہوئے کینوں کو اللہ کبھی ظاہر نہیں کرے گا؟اور (مسلمانو!) اگر ہم چاہیں تو تمہیں یہ لوگ اس طرح دکھادیں کہ تم ان کی علامت سے انہیں پہچان جاؤ،اور (اب بھی) تم انہیں بات کرنے کے ڈھب سے ضرور پہچان ہی جاؤ گے اور اللہ تم سب کے اعمال کو خوب جانتا ہے۔اور ہم ضرور تمہیں آزمائش میں ڈالیں گے تاکہ ہم یہ دیکھ لیں کہ تم میں سے کون ہیں جو مجاہد اور ثابت قدم رہنے والے ہیں اور تاکہ تمہارے حالات کی جانچ پڑتال کرلیں۔

تشریح:۔ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کا روگ ہے کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے چھپے ہوئے کینوں کو اللہ کبھی ظاہر نہیں کرے گا؟

۲۔مسلمانو! اگر ہم چاہیں تو تمہیں یہ لوگ اس طرح دکھادیں کہ تم انہیں ان کی علامات سے پہچان جاو۔

۳۔اب بھی تم انہیں بات کرنے کے ڈھنگ سے ضرور پہچان ہی جاو گے۔

۴۔اللہ تم سب کے اعمال کو خوب جانتا ہے۔ ۵۔ہم ضرور تمہیں آزمائش میں ڈالیں گے۔

۶۔تاکہ ہم یہ دیکھ لیں کہ تم میں سے کون ہے جو مجاہد اور ثابت قدم رہنے والے ہیں؟

۷۔تاکہ تمہارے حالات کی جانچ پڑتال کرلیں۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی منافقوں کی مسلمانوں کے تئیں کم نظری اور دشمنی سے متعلق فرمارہے ہیں کہ کیا یہ منافق اپنے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت اور کینہ کو پالتے ہوئے یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ ہماری دل کی بات ہے اسے کوئی نہیں جان پائے گا حتی کہ اللہ کو بھی اس بات کی خبر نہیں ہوگی نعوذ باللہ؟ اور جب اللہ کو بھی اس کی خبر نہیں ہوگی تو وہ کیسے ہمارے دل کے راز کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر پائے گا؟ اے منافقو! یہ تمہاری کم فہمی ہے تمہیں کیا معلوم اللہ تو وہ ذات ہے جو تمہارے دل کی ڈھڑکنوں کو تک جانتا ہے اور تم جو اپنے دل میں مسلمانوں کے خلاف نفرت اور دشمنی چھپائے ہوئے ہو وہ اسے اچھی طرح سے جانتا ہے، يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ (غافر ۱۹) وہ اللہ آنکھوں کی چوری کو بھی جانتا ہے اور ان باتوں کو بھی جو سینے چھپائے رکھے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اے منافقو! تم اپنی حرکتوں سے باز آجاو ہمیں تمہاری ہر ہر چیز کی خبر ہے اور تم ہم سے کچھ بھی نہیں چھپا پاو گے۔

آگے اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمارہے ہیں کہ اے نبی! اگر ہم چاہیں تو آپ کو ان سارے منافقوں کی پہچان کروادیں جو اپنے دلوں میں مسلمانوں اور آپ کے خلاف نفرت، دشمنی اور حسد کو جنم دے رہے ہیں

،ہم آپ کو ان کی ایسی نشانیاں بتلائیں گے جن سے آپ انہیں آسانی سے پہچان جاوگے کہ ہاں! یہ منافق ہیں، یہ نشانی تو ہم بتلا دیں گے اس سے ہٹ کر آپ انہیں انکے لب ولہجہ اور ان کی گفتگو کے انداز سے بھی پہچان لیں گے کہ یہ منافق ہیں، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو منافقین کے نام بتلائے تھے، جنہیں نبی کا رازدار کہا جاتا تھا۔(سیر اعلام النبلاء للذھبی۔ج،۲۔ص،۳۶۴) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت کے بعد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی منافق چھپ نہ سکا اور آپ علیہ السلام انہیں انکی نشانیوں سے پہچان جاتے تھے، آپ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں تھے تو اس غزوہ میں نو لوگ ایسے تھے جن کے متعلق مسلمانوں کو شک تھا، تو ایک رات یہ لوگ سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو ان کی پیشانیوں پر ''هٰذَا مُنَافِقٌ'' یہ منافق ہے لکھا ہوا تھا۔(التفسیر المنیر۔ج،۲۶۔ص،۱۲۶)

اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ انسان کا کوئی عمل اس سے چھپا ہوا نہیں ہے چاہے وہ اچھائی ہو یا برائی اسے ہر چیز کا علم ہے جب اسے ہر چیز کا علم ہے تو پھر وہ ان اعمال کے سبب اس کو جزا بھی دے گا اور جو برے اعمال کرنے والے ہیں انہیں سزا بھی دے گا وہ اس آیت کو سن کر اپنے اعمال درست کرلیں اور جو اچھے اعمال کرنے والے ہیں وہ اپنی نیتوں کو درست کرلیں تا کہ اس نیک عمل کا اجر ضائع نہ ہو جائے۔ اللہ تعالی ایمان والوں سے کہہ رہے ہیں کہ اے ایمان والو! ہمیں تمہارے اعمال کی تو خبر ہے لیکن پھر بھی ہم تمہیں جہاد کا حکم دے کر آزمانا چاہتے ہیں کہ کس کو ہمارا حکم عزیز ہے اور کس کو دنیا کی زندگی؟ اور کون اس جہاد میں پہنچنے والی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے اور کون واہ ویلا مچاتا ہے، اس طرح کی آزمائش میں ڈال کر اللہ تعالی سب مومنوں کی جانچ پڑتال کرنا چاہتے ہیں کہ کیا واقعی ایمان انکے دلوں میں داخل ہوا یا نہیں؟ یہ لوگ اللہ کے فیصلہ اور حکم کو دل وجان سے تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟ جو مومن ہوں گے وہ تو اللہ کے فیصلہ کو تسلیم کرلیں گے اور جو ان میں چھپے منافق ہونگے انکی اصلیت لوگوں کے سامنے کھل کر آجائے گی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت اور وہ تمام آیتیں جن میں اللہ تعالی نے مومنوں کی آزمائش کا ذکر فرمایا ہے وہاں مومنوں کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ دیکھو! یہ دنیا آزمائش کی جگہ ہے یہاں چین وسکون نہیں، چین وسکون تو جنت میں ہوگا اور انہیں اس آزمائش پر صبر کرنے کی بھی تلقین کی گئی کہ صبر کروگے تو اجر پاوگے، اللہ تعالی نے اس طرح سارے انبیاء کی آزمائش کی ہے اور جو ان کے نقش قدم پر چلتا ہے اللہ اسکی بھی آزمائش کرتا ہے تا کہ اس آزمائش کے ذریعہ دلوں کو پاک وصاف کردیں۔(تفسیر طبری۔ج،۲۲۔ص،۱۸۵) جب حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ یہ آیت پڑھتے تو بہت روتے اور کہتے کہ یا اللہ! ہمیں مت آزما اس لئے کہ جب تو آزمائے گا تو ہم رسوا ہوجائیں گے اور ہمارے اعمال کی پوشیدگی کے سارے پردے تار تار ہوجائیں گے۔(التفسیر المنیر۔ج،۲۶۔ص،۱۲۶) اللہ ہمیں اپنی آزمائشوں پر ثابت قدم رہنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ان آزمائشوں پر ملنے والا اجر وثواب نصیب فرمائے آمین۔

وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے

﴿درس نمبر ۱۹۸۹﴾ ﴿محمد ۳۲۔۳۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ شَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا وَ سَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ O يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔اِنَّ بلاشبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا وَ اور صَدُّوْا انہوں نے روکا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ سے وَ اور شَآقُّوا مخالفت کی الرَّسُوْلَ رسول کی مِنْۢ بَعْدِ مَا اس کے بعد کہ تَبَيَّنَ واضح ہوگئی لَهُمُ ان کے لیے الْهُدٰى ہدایت لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ ہرگز وہ بگاڑ نہ سکیں گے اللہ کا شَيْـًٔا کچھ بھی وَ اور سَيُحْبِطُ عنقریب وہ برباد کردے گا اَعْمَالَهُمْ ان کے اعمال يٰۤاَيُّهَا اے الَّذِيْنَ وہ لوگو جو اٰمَنُوْۤا ایمان لائے ہو اَطِيْعُوا تم اطاعت کرو اللّٰهَ اللہ کی وَ اور اَطِيْعُوا اطاعت کرو الرَّسُوْلَ رسول کی وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اور تم باطل نہ کرو اَعْمَالَكُمْ اپنے اعمال کو

ترجمہ:۔یقین رکھو کہ جن لوگوں نے کفر اپنا لیا اور دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکا ہے اور پیغمبر سے دشمنی ٹھانی ہے باوجودیکہ ان کے سامنے ہدایت واضح ہوکر آ گئی تھی، وہ اللہ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور عنقریب اللہ ان کا سارا کیا دھرا غارت کردے گا۔اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔

تشریح:۔ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔یقیناً جانو کہ جن لوگوں نے کفر اپنایا ہے۔ ۲۔لوگوں کو سیدھے راستے سے روکا ہے۔

۳۔پیغمبر سے دشمنی ٹھانی ہے باوجود اس کے کہ ان کے سامنے ہدایت واضح ہوکر آ گئی تھی۔

۴۔وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ ۵۔عنقریب اللہ ان کا سارا کیا کرایا غارت کردے گا۔

۶۔اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو۔ ۷۔اپنے اعمال کو ضائع ہونے سے بچالو۔

ان آیتوں میں اہل کتاب کی ایک جماعت کا تذکرہ کیا جا رہا ہے یعنی بنو نضیر و بنو قریظہ۔چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جن لوگوں نے کفر اپنایا اور اسکے ساتھ دوسروں کو بھی اسلام لانے سے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے سے روکتے ہیں اور خود بھی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں جبکہ ان اہل کتاب کو حق بات معلوم ہے کہ آپ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں اور اللہ نے آپ کو اپنی وحی کے لئے چن لیا ہے چاہے وہ ان کی

کتابوں کے ذریعہ ہو یا معجزات کے ظہور کے ذریعہ ہو یا ان قطعی دلیلوں کے ذریعہ ہو جو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی نبوت پر پیش کئے یہ کافر لوگ کتنا بھی کوشش کریں کہ ایمان نہ لا کر اور اپنے کفر پر اڑے رہ کر وہ اللہ کو نقصان پہنچائیں تو وہ کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے نقصان تو ان کافروں کا ہی ہے کہ یہ خود ایمان سے دور ہو کر اپنے آپ کو عذاب میں ڈالنے کی تیاریاں کر رہے ہیں، نہ ان کے ایمان لانے سے اللہ کو کچھ فائدہ ہوگا نہ انکے کفر پر جمے رہنے سے اس کا کو کوئی نقصان ہوگا، نقصان اور نفع سب انکی اپنی ذات سے ہی منسلک ہے، اگر یہ لوگ ایمان لاتے ہیں تو انکے نیک اعمال کے سبب انہیں جنت میں ڈالا جائے گا اور اگر کفر کو اپناتے ہیں تو انہیں ان کے برے اعمال کے سبب جہنم میں ڈالا جائے گا اور انکے جو بھی اچھے کام ہونگے اللہ انہیں ضائع کر دے گا، انہیں کوئی اجر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دے گا، وہاں پر اجر پانے کے لئے ایمان ضروری ہے جو ایمان والا ہوگا اللہ اسے انکے اعمال کا وہاں اجر دے گا اور جو کوئی کافر ہوگا تو اسے وہاں اس کے اچھے اعمال کا جیسے کہ صلہ رحمی، کمزوروں اور غریبوں کی مدد، اچھے اخلاق وغیرہ کا کوئی اجر وہاں نہیں ملے گا وہ آخرت میں بالکل خسارہ میں رہنے والے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت بدر کے دن مشرکین کو کھانا کھلانے والوں کے بارے میں نازل ہوئی جسکی نظیر سورئہ انفال کی آیت نمبر ۳۶ ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں تا کہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکیں۔ (التفسیر المنیر۔ ج،۱۶۔ص، ۲۵۴)

اللہ تعالیٰ مومنوں کو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دے رہے ہیں کہ اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو، وہ تمہیں جو حکم دیتے ہیں اس پر عمل کرو اور جن چیزوں سے تمہیں روکتے ہیں ان سے رک جاؤ اور ہاں! برے اعمال کر کے اپنے ان اچھے کاموں کے اجر کو ضائع نہ کرو، حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ خیال تھا کہ ایمان لانے کے بعد کوئی گناہ مومن کو نقصان نہیں پہنچائے گا جیسا کہ شرک اپنانے کے بعد کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی، یہ گمان صحابہ کا اس وقت تک تھا جب تک یہ آیت نازل نہیں ہوئی اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کبیرہ گناہوں سے ڈرنے لگے کہ وہ ہمارے اعمال کو ضائع نہ کر دے۔ (التفسیر المنیر۔ج،۲۶۔ص، ۱۳۲) اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے نیک اعمال کو اپنے کئے ہوئے برے اعمال کے ذریعہ ضائع نہ کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ اس طرح کرے (اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرے) اور یقیناً کسی نیک اعمال کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے، وہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت اس لئے کرے کہ بھلائی اور نیکی برائی کو مٹا دیتی ہے اور یقیناً برائی بھلائی کو بھی مٹا دیتی ہے اور اعمال کا دار و مدار خاتمہ پر ہوتا ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۱۔ ص،۲۲۶) یہاں ہمیں یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ جب ہم کوئی گناہ کرتے ہیں تو وہ گناہ ہمارا لکھا جاتا ہے اور نیکی

کرتے ہیں تو وہ نیکی بھی لکھی جاتی ہے، تو جب ہم سے کوئی صغیرہ گناہ ہوجاتا ہے تو پھر اسکے بعد ہم کوئی نیکی کرتے ہیں تو وہ صغیرہ گناہ جو لکھا جا چکا ہے معاف ہوجاتے ہیں جیسا کہ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی میرے اس وضو کرنے کی طرح وضو کرے گا اور پھر دو رکعت نماز ایسے پڑھے گا کہ اس دل میں اور کوئی خیال نہ آئے تو اسکے پچھلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں، (بخاری ۱۵۹) اسی طرح اگر کوئی برے اعمال کرتا ہے تو اس نے جو نیک اعمال کئے ہیں وہ برے اعمال ان نیک اعمال کو ختم کردیتے ہیں یعنی اس نیکی پر جو ثواب ملنا چاہیئے وہ ثواب نہیں ملتا، جیسا کہ حضرت ابو الملیح رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس نے عصر کی نماز چھوڑی اس کے عمل ضائع ہوگئے۔ (بخاری ۵۵۳) اگر ہم اپنے نیک اعمال کے ثواب کو بچا کر رکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں برے اعمال سے بچنا چاہیئے، اللہ ہمیں گناہوں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

تم کمزور پڑ کر صلح کی دعوت مت دو

﴿درس نمبر ۱۹۹۰﴾ ﴿محمد ۳۴۔۳۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۝ فَلَا تَهِنُوْا وَ تَدْعُوْا اِلَى السَّلْمِ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَ اللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔اِنَّ بلاشبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا وَ اور صَدُّوْا انہوں نے روکا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ سے ثُمَّ پھر مَاتُوْا وہ مر گئے وَ اس حال میں کہ هُمْ وہ كُفَّارٌ کافر ہی تھے فَلَنْ يَّغْفِرَ ہرگز نہیں بخشے گا اللّٰهُ اللہ لَهُمْ انہیں فَلَا تَهِنُوْا چنانچہ تم سستی نہ کرو وَ اور تَدْعُوْا تم بلاؤ اِلَى السَّلْمِ صلح کی طرف وَ جبکہ اَنْتُمُ تم الْاَعْلَوْنَ بلند ہو وَ اور اللّٰهُ اللہ مَعَكُمْ تمہارے ساتھ ہے وَ اور لَنْ ہرگز نہیں يَّتِرَكُمْ کم کرے گا تم سے اَعْمَالَكُمْ تمہارے اعمال کو

ترجمہ: ۔جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے اور دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکا ہے پھر کفر ہی کی حالت میں مر گئے ہیں اللہ کبھی ان کو نہیں بخشے گا۔ لہذا (اے مسلمانو!) تم کمزور پڑ کر صلح کی دعوت نہ دو، تم ہی سر بلند رہو گے ، اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال کو ہرگز برباد نہیں کرے گا۔

تشریح: ۔ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے۔ ۲۔ دوسروں کو بھی اللہ کے راستے سے روکا ہے۔
۳۔ پھر کفر ہی کی حالت میں مر گئے۔ ۴۔ تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالی کبھی نہیں بخشے گا۔

۵۔لہٰذا اے مسلمانو! تم کمزور پڑ کر صلح کی دعوت مت دو۔

۶۔تم ہی سر بلند رہو گے۔ ۷۔اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

۸۔وہ تمہارے اعمال کو ہرگز برباد ہونے نہیں دے گا۔

اگر کسی ایمان والے بندے سے برائیاں اور گناہ سرزد ہو جائیں تو اسے مایوس نہیں ہونا چاہئے کہ میں نے تو اتنے گناہ کر لئے اب اللہ میری مغفرت فرمائے گا یا نہیں؟ اللہ تبارک وتعالی اسی سے متعلق اس آیت میں فرما رہے ہیں کہ جن لوگوں نے کفر اپنایا اور لوگوں کو بھی برے راستے سے روکتے رہے تو اگر یہ لوگ اسی حالت میں مر جائیں یعنی کفر کریں، تب تو اللہ تعالی انہیں معاف نہیں کرے گا، لیکن ہاں! اگر کوئی کفر پر تھا اور دوسروں کو بھی کفر کی دعوت دیتا تھا اور سیدھے راستے پر آنے سے روکتا تھا اور دوسرے گناہوں میں مبتلا تھا اس کے بعد وہ اسلام لے آتا ہے تو اللہ تعالی ایسے شخص کو معاف کر دے گا اَلْاِسْلَامُ یَھْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہٗ کہ اسلام اپنے سے پہلے والے گناہوں کو ڈھا دیتا ہے۔(مسلم ۱۲۱) اسی طرح اگر کسی مسلمان سے کوئی گناہ ہو جائے تو اسے بھی مایوس و ناامید نہیں ہونا چاہئے بلکہ اسے چاہئے کہ وہ اپنے رب سے ان گناہوں پر معافی مانگ لے وہ یقیناً ان گناہوں کو چاہے وہ کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں معاف فرما دے گا جیسا کہ سورۃ نساء کی آیت نمبر ۴۸ میں فرمایا گیا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ اللہ تعالی شرک کے علاوہ ہر گناہ کو معاف کر دے گا۔ لہٰذا ایک مسلمان کو کبھی ناامید ہو کر عمل ترک کرنا نہیں چاہئے بلکہ جتنی اسکی استطاعت ہے اس قدر نیک اعمال میں اضافہ کرتے رہنا چاہئے، یہ کفار جو خود بھی ایمان نہیں لاتے اور دوسروں کو بھی ایمان لانے سے روکتے ہیں تو ان کے بارے میں اللہ تعالی مومنوں سے فرما رہے ہیں کہ ان کفار کے سامنے مت جھکو اور نہ ہی کمزور پڑو بلکہ تم ان سے جہاد کرو اور لڑائی کرو، اپنے آپ کو کمزور جان کر ان مشرکین سے صلح کرنے میں پہل مت کرو بلکہ تم ہمیشہ لڑائی کے لئے تیار رہو اور یقیناً اس لڑائی میں فتح تمہاری ہی ہوگی، وہ اللہ جس کی خاطر تم اپنی جانوں کو داؤ پر لگا رہے ہو وہ تمہیں زیر ہونے نہیں دے گا، وہ تو چاہتا ہے کہ تم ہمیشہ بلند رہو اور باقی سب تمہارے زیر اثر رہیں وہ ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہیں جو بھی مشقت اور تکلیف اس جہاد کے دوران ملے گی ان تکلیفوں اور مشقتوں کو اللہ رائیگاں جانے نہیں دے گا بلکہ اس پر پورا پورا اجر تمہیں دے گا لہٰذا تمہیں کسی بھی چیز کی کوئی فکر کرنے کی ضرورت نہیں بس تم اپنے آپ کو کافروں کے سامنے کمزور پڑنے نہ دو باقی اللہ ذمہ دار ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے صلح کے لئے نہ جھکنے کا حکم دیا جبکہ سورۃ انفال کی آیت نمبر ۶۱ میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو حکم دیا وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا اگر وہ صلح کے لئے جھک جائیں تو تم بھی صلح پر آمادہ ہو جاؤ، تو اس طرح بظاہر دونوں آیتوں میں تضاد معلوم ہوتا ہے کہ ایک میں صلح کرنے کا حکم ہے اور دوسری جگہ صلح سے منع کیا

جار ہا ہے اسکا کیا جواب ہے؟ علماء تفسیر نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ بعض نے کہا کہ یہ آیت سورۃ انفال کی آیت سے منسوخ ہے یعنی پہلے اللہ تعالی نے صلح نہ کرنے کا حکم دیا تھا بعد میں اس حکم کو منسوخ کر دیا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۶۔ص،۲۵۶) مگر بعض حضرات نے کہا کہ ان دونوں آیتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے، جس آیت میں صلح سے روکا گیا وہاں بزدلی کی وجہ سے خود صلح کی پیشکش کرنے سے منع کیا گیا کہ تم خود صلح میں پہل نہ کرو کہ وہ تمہیں بزدل نہ سمجھ لیں البتہ اگر وہ خود صلح کی پیشکش کریں اور اس صلح میں کوئی مصلحت ہو تو ایسی صورت میں صلح کرنا ہی بہتر ہے جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر صلح کی۔ لہٰذا یہاں ہر مسلمان کو اللہ تعالی نے ایک نصیحت کی ہے کہ تم ہر وقت ان کافروں کے سامنے دب کر نہ رہو اور بذات خود ان سے صلح کرنے کی پہل مت کرو ورنہ یہ لوگ تمہیں کمزور سمجھ کر اور دبانے کی کوشش کریں گے اور ہوسکتا ہے تمہیں اسلام کے احکامات پر عمل کرنے سے بھی روک دیں، تم اپنے آپ کو ان مشرکین سے ہر مقابلہ کے لئے تیار رکھو اور اللہ پر بھروسہ کر کے آگے بڑھتے جاو البتہ اگر یہ مشرکین خود صلح کی پیشکش کریں اور تمہیں لگتا ہے کہ یہ صلح ہمارے لئے بہتر ثابت ہوگی تو ایسے وقت میں تم اس پیش کردہ صلح کو قبول کر لو تا کہ بعد میں چل کر آسانیاں پیدا ہوں۔

﴿درس نمبر ۱۹۹۱﴾ یہ دنیوی زندگی بس کھیل کود ہے ﴿محمد ۳۶۔۳۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَ لَا يَسْئَلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ O اِنْ يَّسْئَلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَ يُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّمَا بس الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا حیاتِ دنیا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ کھیل اور تماشا ہے وَ اور اِنْ اگر تُؤْمِنُوْا تم ایمان لاؤ وَ اور تَتَّقُوْا تقوی اختیار کرو يُؤْتِكُمْ تو وہ تمہیں دے گا اُجُوْرَكُمْ تمہارے اجر وَ اور لَا يَسْئَلْكُمْ وہ نہیں مانگے گا تم سے اَمْوَالَكُمْ تمہارے مال اِنْ اگر يَّسْئَلْكُمُوْهَا وہ سوال کرے تم سے مال کا فَيُحْفِكُمْ پھر وہ اصرار کرے تم سے تَبْخَلُوْا تو تم بخیلی کرو گے وَ اور يُخْرِجْ وہ نکال باہر کرے گا اَضْغَانَكُمْ تمہارے کینے

ترجمہ:۔ یہ دنیوی زندگی تو بس کھیل تماشا ہے اور اگر تم ایمان لاؤ اور تقوی اختیار کرو تو اللہ تمہارے اجر تمہیں دے گا اور تمہارے مال تم سے نہیں مانگے گا۔ اگر وہ تم سے تمہارے مال طلب کرے اور تم سے سب کچھ سمیٹ لے تو تم بخل سے کام لو گے اور وہ تمہارے دل کی ناراضیوں کو ظاہر کر دے گا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ دنیوی زندگی تو بس کھیل کود ہے۔

۲۔ اگر تم ایمان لاو اور تقوی اختیار کرو تو اللہ تمہیں تمہارے اجر دے گا۔
۳۔ تمہارے مال تم سے نہیں مانگے گا۔
۴۔ اگر وہ تم سے تمہارے مال طلب کرے اور تم سب کچھ سمیٹ لو تو تم بخل سے کام لو گے۔
۵۔ وہ تمہارے دل کی ناراضگیوں کو ظاہر کر دے گا۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالی نے ایمان والوں کو اپنی جان اللہ کے راستے میں دینے کا حکم فرمایا کہ تم کفار ومشرکین سے جہاد کرو اور اپنی جانوں کو اللہ کے راستے میں پیش کرو، اس آیت میں اللہ تعالی اس زندگی کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ جس زندگی کو ہم نے اپنے راستے میں لگانے کے لئے کہا ہے وہ زندگی تو دنیوی زندگی ہے جسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی کھیل کود اور تماشہ ہو کہ جس میں کوئی فائدہ نہیں رہتا ہے بس یہ زندگی بھی ایسی ہی ہے اگر تم نے اسے اللہ کے راستے میں نہیں لگایا تو اس زندگی کا تمہیں کوئی فائدہ حاصل ہونے والا نہیں ہے، سورۂ حدید کی آیت نمبر ۲۰ میں بھی اللہ تعالی نے فرمایا اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ وَّزِیۡنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیۡنَكُمۡ وَتَكَاثُرٌ فِی الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ اس بات کو سمجھ لو کہ یہ دنیوی زندگی کھیل اور تماشہ ہے اور بس چمک دھمک والی ہے اور آپس میں فخر کرنا اور اپنے مال اور اولاد میں زیادتی جتانے کا نام ہے، ہاں! اگر تم نے اس زندگی کو ہمارے بتائے ہوئے طریقہ پر گزارا، ایمان قبول کیا اور تقوی اختیار کیا اور اسے ہمارے حکم پر قربان کیا تب تو وہ فائدہ مند ہوگا اور اسکا نفع تمہیں ہم کل قیامت کے دن عطا کریں گے وَاِنۡ تُؤۡمِنُوۡا وَتَتَّقُوۡا یُؤۡتِكُمۡ اُجُوۡرَكُمۡ اب تم نے اپنی اس زندگی میں جو مال بھی جمع کیا ہے ہم تم سے اس سارے مال کو اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم نہیں دیتے بلکہ جب بھی مال کو ہمارے راستہ میں خرچ کرنے کا حکم دیتے ہیں تو وہ بس ایک چھوٹی سی مقدار ہوتی ہے جیسے کہ زکوۃ کے طور پر تمہارے مال کا صرف ڈھائی فیصد ہی تم سے لیا جاتا ہے اور باقی کا سارا مال تم اپنے لئے ہی استعمال کرلو، اگر تم اس ڈھائی فیصد کے دینے میں بھی ٹال مٹول کرو گے تو یقینا یہ حرکت بخل والی ہے اس لئے کہ اللہ تعالی نے تمہیں اتنا سارا مال عطا کیا تو تم اس کے عطا کردہ مال میں سے ڈھائی فیصد بھی عطا کرنے والے پروردگار کے راستے میں خرچ نہیں کرسکتے؟ اللہ نے بعض مال کو اسکی راہ میں خرچ کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ اسے معلوم ہے کہ انسان کو اگر اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو کہا جائے تو وہ کبھی نہیں کرے گا اور اگر کبھی مجبورا کرنا بھی پڑا تو وہ ناخوش ہو کر مجبورا کرے گا جسکا کوئی فائدہ اسے حاصل نہیں ہوگا فائدہ اور اجر تو اس وقت ملے گا جبکہ وہ اللہ کے حکم کو بخوشی ورضا بجالائے گا۔ الحاصل یہ کہ یہ دنیا میں جو کچھ بھی ہے وہ باقی رہنے والا نہیں ہے، باقی رہنے والا تو انسان کا اجر اور اسکا اخلاص ہے جو قیامت کے دن اسکے کام آئے گا، اللہ تعالی نے ہمیں جو بھی حکم اس دنیا میں دیا ہے ہمیں اس پر بخوشی عمل کرنا چاہئے۔

﴿درس نمبر ۱۹۹۲﴾ جو بخل کرتا ہے وہ اپنے آپ ہی سے بخل کرتا ہے ﴿محمد۔ ۳۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ وَ مَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اللّٰهُ الْغَنِيُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ سنو! تم تو وہ لوگ ہو تُدْعَوْنَ کہ تم بلائے جاتے ہو لِتُنْفِقُوْا تا کہ تم خرچ کرو فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ میں فَمِنْكُمْ پھر بعض تم میں سے مَّنْ وہ ہیں جو يَّبْخَلُ بخل کرتے ہیں وَ اور مَنْ جو يَّبْخَلْ بخل کرتا ہے فَاِنَّمَا تو بس يَبْخَلُ وہ بخل کرتا ہے عَنْ نَّفْسِهٖ اپنے آپ سے وَ اور اللّٰهُ الْغَنِيُّ اللہ بے نیاز ہے وَ اور اَنْتُمُ تم الْفُقَرَآءُ محتاج ہو وَ اور اِنْ اگر تَتَوَلَّوْا تم روگردانی کرو گے يَسْتَبْدِلْ تو وہ بدل لائے گا قَوْمًا دوسرے لوگ غَيْرَكُمْ تمہارے سوا ثُمَّ پھر لَا يَكُوْنُوْٓا وہ نہ ہوں گے اَمْثَالَكُمْ تم جیسے

ترجمہ:۔ دیکھو! تم ایسے ہو کہ تمہیں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے تو تم میں سے کچھ لوگ ہیں جو بخل سے کام لیتے ہیں اور جو شخص بھی بخل کرتا ہے وہ خود اپنے آپ ہی سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم ہو جو محتاج ہو اور اگر تم منہ موڑو گے تو وہ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دے گا، پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ دیکھو! تم ایسے ہو کہ جب تمہیں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے تو تم میں سے کچھ لوگ ہیں جو بخل کرتے ہیں۔

۲۔ جو شخص بھی بخل کرتا ہے وہ خود اپنے آپ ہی سے بخل کرتا ہے۔

۳۔ اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو۔

۴۔ اگر تم منہ موڑو گے تو وہ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دے گا پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے۔

پچھلی آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ جب مسلمانوں سے مال طلب کیا جاتا تو بعض مسلمان بخل سے کام لیتے اور خرچ کرنا ان کے لئے گراں گزرتا، اس آیت میں انہی مسلمانوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے جنہیں مال کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا گراں گزرتا ہے چنانچہ فرمایا گیا کہ اے مومنو! دیکھو! تم ایسے ہو کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرو تو تم میں سے چند لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں بخل اور کنجوسی سے کام لیتے ہیں، کہ جتنا دینا چاہئے اتنا نہیں دیتے، یا اگر دیتے ہیں تو عمدہ مال کو چھوڑ کر گھٹیا اور خراب مال اللہ کی راہ میں دیتے ہیں

،تو جو کوئی اس طرح بخل سے کام لیتا ہے اسے جان لینا چاہئے کہ وہ خود اپنے لئے ہی بخل کر رہا ہے اس لئے کہ جو کوئی بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اسکا اجر وثواب اللہ تعالی کے یہاں لکھا جاتا ہے تو اب جس نے خرچ کرنے میں بخل کیا تو گویا اس نے اپنا اجر وثواب اللہ کے یہاں درج کرنے میں ہی بخل کیا جبکہ یہ اجر وثواب تو باقی رہنے والا ہے اس مال ودولت کے مقابلے میں تو جس نے دل کھول کر اخلاص اور نیک نیتی سے خرچ کیا وہ تو فائدہ میں ہوگا اور جس نے بخل سے کام کیا اسے نقصان اور خسارہ اٹھانا پڑے گا، ویسے تو اللہ کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہے اگر وہ چاہتا تو بے حساب مال ودولت برسا دیتا، واللہ الغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو مگر اس نے ایسا نہیں کیا اس لئے کہ وہ بندوں کو آزمانا اور جانچنا چاہتا ہے تو جو اس امتحان میں کامیاب ہو گیا اسے اسکی کامیابی کا انعام قیامت کے دن دیا جائے گا اور جو اس طرح بخل والی حرکتیں کرتا ہے اسے جان لینا چاہئے کہ اگر وہ اپنی اس حرکت سے باز نہیں آئے گا تو اللہ تعالی اسکی جگہ ایسے دوسروں کو لے آئے گا جو ان لوگوں کی طرح بخیل اور اللہ کے نافرمان نہیں ہونگے بلکہ اسکے فرمانبردار اور اسکے احکامات کو سننے والے ہونگے ،حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ پڑھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہونگے جنہیں اللہ تعالیٰ ہماری جگہ لے آئے گا اگر ہم اپنی حرکتوں سے باز نہ آئیں جو ہماری طرح نہیں ہونگے؟ تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ یہ اور انکی قوم (ترمذی ٣٢٦٠) بعض نے کہا اس سے مراد عجم ہیں تو بعض نے کہا اہل یمن ہیں تو بعض نے کہا کہ اس سے مراد ملائکہ ہیں اور سب سے مناسب قول حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس سے مراد تمام ہی لوگ ہیں جنہیں اللہ منتخب کرلیں۔ (تفسیر قرطبی۔ج،١٦۔ص،٢٥٨) یہاں ایک بات ہمیں اچھی طرح سے سمجھنی چاہئے کہ اللہ تعالی نے ہمیں اس دنیا میں بھیجا ہے تو اس مقصد کے لئے کہ ہم اس کے احکامات کی پیروی کریں وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ہم نے انسان اور جنات کو محض میری عبادت کے لئے پیدا کیا (الذاریات ٥٦) اور اس نے جو ہمیں مال ودولت عطا کیا ہے یہ اسکی امانت ہے اس نے اس امانت کو جہاں جہاں دینے کا حکم دیا ہے ہمیں وہاں وہاں اسے دینا چاہئے اگر ہم اس امانت کے دینے میں لاپرواہی کریں گے تو وہ اللہ ہم سے اس امانت کو چھین لے گا اور ایسے شخص کو سونپ دے گا جو اس امانت کا حق ادا کرنے والا ہوگا، اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم ہر معاملہ میں اس اللہ کی اطاعت کریں ورنہ ہم سے نعمتوں کے چھن جانے کا قوی اندیشہ ہے۔

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ

یہ سورت ۴ رکوع اور ۲۹ آیات پر مشتمل ہے۔

ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا کی

﴿درس نمبر ۱۹۹۳﴾ ﴿الفتح ۱۔۲۔۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: اِنَّا بلاشبہ ہم نے فَتَحْنَا فتح دی لَكَ آپ کو فَتْحًا مُّبِيْنًا فتح مبین لِّيَغْفِرَ تاکہ بخش دے لَكَ آپ کے لیے اللّٰهُ اللہ مَا جو تَقَدَّمَ پہلے ہوا مِنْ ذَنْۢبِكَ آپ کا کوئی گناہ وَ اور مَا جو تَاَخَّرَ پیچھے ہوا وَ اور يُتِمَّ وہ پوری کرے نِعْمَتَهٗ اپنی نعمت عَلَيْكَ آپ پر وَ اور يَهْدِيَكَ آپ کو ہدایت دے صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا صراط مستقیم وَّ اور يَنْصُرَكَ آپ کی مدد کرے اللّٰهُ اللہ نَصْرًا مدد عَزِيْزًا نہایت زبردست

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر!) یقین جانو، ہم نے تمہیں کھلی ہوئی فتح عطا کر دی ہے، تاکہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی تمام کوتاہیوں کو معاف کر دے، اور تاکہ اپنی نعمت تم پر مکمل کر دے، اور تمہیں سیدھے راستے پر لے چلے اور (تاکہ) اللہ تمہاری ایسی مدد کرے جو سب پر غالب آجائے۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل رات مجھ پر ایک سورت وحی کی گئی جو مجھے دنیا وفیہا سے زیادہ پسند ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کی تلاوت فرمائی۔ (بخاری ۴۱۷۷)

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! یقین جانو کہ ہم نے تمہیں کھلی ہوئی فتح نصیب کر دی ہے۔

۲۔ تاکہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی تمام کوتاہیوں کو معاف کر دے۔

۳۔ تاکہ اپنی نعمت کو تم پر مکمل کر دے۔ ۴۔ تمہیں سیدھے راستے پر لے چلے۔

۵۔ تاکہ اللہ تمہاری ایسی مدد کرے جو سب پر غالب آجائے۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو جہاد کرنے کا حکم دیا اور اس سورت میں اس جہاد کے حکم پر عمل کرنے والوں کو فتح کی خوشخبری سنائی گئی اور پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے مومن، منافق اور مشرک کا حال بیان کیا،

اس سورت میں بھی ان تینوں فریق کی حالت بیان کی جارہی ہے۔ پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے نبی رحمت ﷺ کو اپنے اور مومنوں کے لئے استغفار کرنے کا حکم دیا اس سورت میں بھی اسی حکم کو دوبارہ بیان کیا جارہا ہے، چنانچہ سب سے پہلے اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح عطا کردی ہے، یہاں اللہ تعالی نے جس فتح کی بات کہی ہے اس سے فتح مکہ مراد ہے کہ ہم نے فتح مکہ آپ کے لئے پہلے سے لکھ دیا تھا کہ وہ آپ کے ہاتھ پر مکۂ مکرمہ فتح ہوکر رہے گا۔ یہ آیتیں دراصل فتح مکہ سے پہلے صلح حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئیں، صلح حدیبیہ کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ مکۂ مکرمہ میں داخل ہورہے ہیں اور خانۂ کعبہ کا طواف کررہے ہیں، جب آپ ﷺ نے یہ خواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنایا تو سب آپ کے ساتھ مکۂ مکرمہ بغرض عمرہ روانہ ہوگئے چنانچہ جب مسلمانوں کا لشکر جو ڈیڑھ ہزار افراد پر مشتمل تھا مکہ کے قریب مقام عسفان پر پہنچا تو آپ علیہ السلام کے جاسوس حضرت بشر بن سفیان کعبی تشریف لائے اور آپ ﷺ سے کہا کہ قریش کا لشکر اپنے پورے ساز وسامان اور پورے لشکر کو لیکر آپ سے جنگ کے ارادہ سے نکل گیا ہے، یہ سن کر آپ علیہ السلام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش تک یہ پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا کہ ہم لڑنے کی غرض سے نہیں بلکہ عمرہ کرنے کی نیت سے آرہے ہیں چنانچہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہاں سے یہ پیغام لے کر نکلے تو آپ علیہ السلام تک یہ خبر پہنچی کی قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کردیا ہے یہ سن کر آپ علیہ السلام نے صحابہء کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت کی کہ ہم جنگ سے نہیں بھاگیں گے بلکہ یا تو فتح پائیں گے یا پھر شہید ہوجائیں گے اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے چنانچہ اس بات کی خبر قریش مکہ کو پہنچ گئی کہ مسلمان اپنی جان ہتھیلی پر لیکر آرہے ہیں تو ان لوگوں نے صلح کرنے میں ہی اپنی بھلائی سمجھی اور صلح کا پیغام بھیجا اور ادھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر جھوٹی تھی اور قریش کی صلح کی پیشکش بھی آپ علیہ السلام تک پہنچی تو آپ نے ان سے صلح کرلی اور اس صلح میں بظاہر تو مسلمانوں کو دب کر صلح کرنا پڑا مگر اللہ تعالی نے اس صلح پر ہی فتح مکہ کا اعلان کیا۔ (التفسیر المنیر۔ج، ۲۶۔ص، ۱۴۵) چنانچہ اللہ تعالی نے یہ آیت اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا نازل فرمائی، حضرت مجمع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم صلح حدیبیہ میں شریک تھے چنانچہ جب ہم وہاں سے کراع الغمیم کی طرف بڑھے تو اچانک لوگ اونٹوں کو تیز دوڑانے لگے، یہ دیکھ کر بعض نے ایک دوسرے سے پوچھا تو بتلایا گیا کہ نبی رحمت ﷺ پر وحی نازل کی گئی ہے، تو ہم بھی لوگوں کے ساتھ اپنی سواریوں کو دوڑانے لگے کہ آپ علیہ السلام کراع الغمیم کے پاس اپنی سواری پر تھے تو لوگ آپ کے اردگرد جمع ہوگئے تو آپ علیہ السلام نے انہیں یہ آیت اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا پڑھ کر سنائی، اتنے میں ایک آدمی نے کہا کہ یارسول اللہ! کیا یہ صلح جو ہم نے کی ہے وہ فتح ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے یہ یقینا فتح ہے، اسکے تھوڑے عرصہ بعد خیبر فتح ہوا تو آپ علیہ السلام نے اس خیبر کا سارا مال غنیمت حدیبیہ میں شریک ہونے والوں میں ہی تقسیم

کیا، ان کے علاوہ کسی کو اس میں شریک نہیں کیا۔ (ابوداود۔ ۲۷۳۶) بظاہر تو یہ صلح ایسی تھی کہ جس میں مسلمانوں نے دب کر صلح کی مگر اسکا فائدہ یہ ہوا کہ اللہ تعالی نے اس صلح کے صرف دو سال بعد ہی مکہ مکرمہ کو فتح کر دیا، جب مکہ فتح ہو گیا تو آپ علیہ السلام کو اللہ تعالی نے حکم دیا چونکہ آپ ﷺ کو اللہ تعالی نے یہ فتح نصیب فرمائی تو آپ اس فتح پر اپنے رب کا شکر ادا کیجئے اور اسکی بڑائی و پاکی بیان کیجئے اور ساتھ ہی اپنی لغزشوں کی اس رب سے معافی مانگئے تاکہ وہ آپ کو معاف کر دے ان لغزشوں کو جو اس فتح سے پہلے آپ سے سرزد ہو گئیں اور انہیں جو آگے ہو جائیں، اور تاکہ آپ کی اس تسبیح و تحمید کے نتیجہ میں آپ پر اپنی ساری نعمتیں لٹا دیں اور آپ کو ایک سیدھے راستے تک لے جائے۔ سورۂ نصر میں بھی اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب جب اللہ تعالی کی جانب سے مدد اور فتح مل جائے اور آپ دیکھو گے کہ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے ہیں تو ایسے وقت آپ اپنے رب کی پاکی اسکی حمد کے ساتھ ساتھ بیان کیجئے اور اس سے اپنی لغزشوں کی معافی مانگئے یقیناوہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ یہاں پر ایک شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ پچھلی سورت میں تو اللہ تعالی نے مسلمانوں کو کمزور پڑ کر صلح کرنے سے منع فرمایا تھا فَلَا تَہِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَی السَّلْمِ تو پھر مسلمانوں نے اور خود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ السلام نے یہاں کفار سے صلح کیوں کی؟ اسکا جواب پچھلی سورت کی اسی آیت میں دے دیا گیا تھا کہ جہاں پر مصلحت اور منفعت ہو وہاں پر صلح کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ایسے وقت میں صلح کرنا ہی بہتر ہے لہٰذا اسی حکمت کے تحت یہاں پر مشرکین قریش سے صلح کی گئی جس کا ثمرآور نتیجہ فتح مکہ کی صورت میں آیا۔ اس آیت کے شان نزول متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب نبی رحمت ﷺ حدیبیہ سے لوٹے تو آپ ﷺ پر یہ آیت لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ نازل فرمائی اس وقت آپ علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت نازل کی گئی ہے جو مجھے دنیا و مافیہا سے کہیں زیادہ محبوب ہے اور پھر آپ ﷺ نے یہ آیت انہی تلاوت کی، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ مبارک ہو! اے اللہ کے نبی! اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا اسے تو واضح کر دیا مگر ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ اسے بیان نہیں فرمایا؟ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ سے لے کر فَوْزًا عَظِيْمًا تک نازل فرمائی۔ (ترمذی ۳۲۶۳)

﴿درس نمبر ۱۹۹۴﴾ اللہ ہی نے مسلمانوں کے دل میں سکینت اتار دی ﴿الفتح ۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هُوَ وہ الَّذِيْٓ وہ ذات ہے جس نے اَنْزَلَ نازل کی السَّكِيْنَةَ تسکین فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں کے دلوں میں لِيَزْدَادُوْٓا تا کہ وہ زیادہ ہوں اِيْمَانًا ایمان میں مَّعَ اِيْمَانِهِمْ اپنے ایمان کے ساتھ وَ اور لِلّٰهِ اللہ ہی کے لئے ہیں جُنُوْدُ لشکر السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کے وَ اور كَانَ ہے اللّٰهُ اللہ عَلِيْمًا خوب جاننے والا حَكِيْمًا خوب حکمت والا

ترجمہ:۔ وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں سکینت اتار دی تا کہ ان کے ایمان میں مزید ایمان کا اضافہ ہو۔ اور آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر اللہ ہی کے ہیں اور اللہ علم کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں سکینت اتار دی۔

۲۔ تا کہ ان کے ایمان میں مزید ایمان کا اضافہ ہو۔ ۳۔ آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر اللہ ہی کے ہیں۔

۴۔ اللہ علم کا بھی مالک ہے حکمت کا بھی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ان فضیلتوں کا ذکر کر رہے ہیں جو اس نے تمام مومنوں پر کیں چنانچہ ارشاد فرمایا کہ وہی اللہ ہے جس نے تمہارے دلوں میں سکینت ڈال دی کہ تم اللہ کے ہر حکم پر اپنے آپ کو پیش کر دو، چاہے وہ جہاد ہو یا پھر اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہو یا پھر کوئی اور قربانی ہو، اس آیت سے اس وقت کی سکینت (یعنی اطمینان اور سکون) بھی مراد لی جاسکتی ہے جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار قریش سے صلح کی تب مسلمان یہ چاہتے تھے کہ وہ کفار قریش سے مقابلہ کریں جیسا کہ وہ بیعت رضوان کر چکے تھے اور انہیں یہ منظور نہیں تھا کہ وہ ان کفار کے سامنے دب جائیں کہ ان کی ہر ڈر کو قبول کریں جیسا کہ انہوں نے جب صلح نامہ لکھوایا تو اس میں سے بسم اللہ کو کاٹ دیا اور محمد رسول اللہ کو بھی لکھنے نہیں دیا، اس کے علاوہ بہت سی ایسی شرطیں رکھیں جن کو مسلمان پسند نہیں کرتے تھے جیسے کہ انہیں اس وقت عمرہ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی، اگلے سال عمرہ کے لئے آنے کو کہا گیا، اور آنا بھی اس حال میں کہ ہتھیار ساتھ نہ ہو، اور پھر اگر کوئی مکہ کا آدمی بھاگ کر مسلمانوں سے جا ملے تو مسلمان اسے واپس مکہ لوٹا دیں اپنے پاس نہ رکھیں البتہ اگر مسلمانوں سے کوئی بھاگ کر مکہ آ جائے تو وہ اسے واپس نہیں بھیجیں گے وغیرہ وغیرہ۔

جب یہ صلح نامہ لکھا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت ہی غصہ میں تھے کیا ہم ان کفار کے آگے ہتھیار ڈال دیں؟ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں! بالکل ہیں، کیا ہمارے شہید جنت میں اور ان کے مردہ جہنم میں نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! بالکل ہیں، تو پھر ہم اپنے دین کے معاملہ میں ذلت کیوں اٹھائیں اور کیوں واپس لوٹ جائیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دیا ہے؟ یہ سن کر آپ علیہ السلام نے کہا کہ یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں اور وہ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۲، ص ۲۰۱) اس طرح کی کیفیت دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

بھی تھی کہ وہ لوگ اس صلح پر آمادہ نہیں تھے مگر اللہ کے نبی ﷺ کے حکم کے آگے ان لوگوں نے سر تسلیم خم کرلیا اس لئے کہ اللہ تعالی نے انکے دلوں میں سکینت ڈال دی تا کہ اللہ کے نبی کا حکم مان کر انکے ایمان میں اور اضافہ ہو جائے اور اپنی خواہشات کو چھوڑ کر نبی رحمت ﷺ کے احکامات پر چلیں هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ بعض مفسرین نے یہاں سکینت سے رحمت مراد لیا ہے اور ایمان میں اضافہ سے یہ مراد لیا ہے کہ اللہ تعالی نے پہلے توحید کا حکم دیا، پھر نماز کا پھر زکوٰۃ کا پھر حج کا اس طرح دھیرے دھیرے ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے دین کو مکمل کر دیا۔ (تفسیر طبری۔ج، ۲۲۔ص، ۲۰۳)

اسی آیت سے بعض ائمہ یہ استدلال کرتے ہیں کہ ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی رہتی ہے یہ ایک طویل بحث ہے جسے فقہ کی کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے، اللہ تعالی مومنوں کے اس جذبے پر کہ وہ کفار سے صلح کرنے کے لئے نہیں بلکہ ان سے جنگ کرنے پر آمادہ تھے لیکن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے آگے اپنے آپ کو سپرد کردیا یہ تسلی دے رہے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ان کفار کو ایک لمحہ میں ہی ختم کر دیتا کہ اس زمین اور آسمان پر اسکے ہی لشکر ہیں انہیں اس قوم کو تباہ کرنے میں وقت نہیں لگتا اور تمہیں خود ان سے جہاد کرنے کی بھی ضرورت پیش نہیں آتی مگر اس نے یہ جو صلح کروائی ہے وہ ایک مصلحت کے تحت کروائی ہے اس میں کیا مصلحت ہے؟ اس سے فی الوقت تم بے خبر ہو مگر آگے تمہیں اس مصلحت کے بارے میں پتہ چل جائے گا وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اللہ بڑا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ لہذا تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم ہر معاملہ میں اللہ اور اسکی رسول کی اتباع کرو چاہے وہ امر تمہارے ذہنوں اور دلوں کی مرضی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

﴿درس نمبر ۱۹۹۵﴾ اللہ کے نزدیک یہ بڑی زبردست کامیابی ہے ﴿الفتح ۵۔۶۔۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ وَّ يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لِّيُدْخِلَ تا کہ وہ داخل کرے الْمُؤْمِنِيْنَ مومن مردوں کو وَ اور الْمُؤْمِنٰتِ مومن عورتوں کو جَنّٰتٍ باغات میں تَجْرِيْ کہ چلتی ہیں مِنْ تَحْتِهَا ان کے نیچے الْاَنْهٰرُ نہریں خٰلِدِيْنَ وہ ہمیشہ رہیں گے فِيْهَا ان

میں وَ اور یُکَفِّرَ وہ دور کرے عَنْھُمْ ان سے سَیِّاٰتِھِمْ ان کی برائیاں وَ اور کَانَ ہے ذٰلِكَ یہ عِنْدَ اللّٰہِ اللہ کے ہاں فَوْزًا کامیابی عَظِیْمًا بہت بڑی وَّ اور یُعَذِّبَ وہ عذاب دے الْمُنٰفِقِیْنَ منافق مردوں کو وَ اور الْمُنٰفِقٰتِ منافق عورتوں کو وَ اور الْمُشْرِکِیْنَ مشرک مردوں کو وَ اور الْمُشْرِکٰتِ مشرک عورتوں کو الظَّآنِّیْنَ وہ جو گمان کر نے والے ہیں بِاللّٰہِ اللہ کے ساتھ ظَنَّ گمان السَّوْءِ برا عَلَیْھِمْ انہی پر ہے دَآئِرَۃُ گردش السَّوْءِ بری وَ اور غَضِبَ غصے ہوا اللّٰہُ اللہ عَلَیْھِمْ ان پر وَ اور لَعَنَھُمْ اس نے لعنت کی انہیں وَ اور اَعَدَّ لَھُمْ تیار کی ان کے لیے جَھَنَّمَ جہنم وَ اور سَآءَتْ بری ہے مَصِیْرًا لوٹنے کی جگہ وَ اور لِلّٰہِ اللہ ہی کے لئے ہیں جُنُوْدُ لشکر السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کے وَ اور کَانَ ہے اللّٰہُ اللہ عَزِیْزًا نہایت غالب حَکِیْمًا خوب حکمت والا

ترجمہ:۔ تا کہ وہ مومن مردوں اور عورتوں کو ایسے باغات میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جہاں وہ ہمیشہ بسے رہیں گے اور ان کی برائیوں کو ان سے دور کردے اور اللہ کے نزدیک یہ بڑی زبردست کامیابی ہے۔اور تا کہ ان منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے جو اللہ کے ساتھ بدگمانیاں رکھتے ہیں، برائی کا پھیرا انہی پر پڑا ہوا ہے اور اللہ ان سے ناراض ہے،اس نے ان کو اپنی رحمت سے دور کردیا ہے اور ان کے لئے جہنم تیار کررکھی ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔اور آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر اللہ ہی کے ہیں اور اللہ اقتدار کا بھی مالک ہے،حکمت کا بھی مالک۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔تا کہ وہ مومن مردوں اور عورتوں کو ایسے باغات میں داخل کریں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔

۲۔ان باغات میں وہ ہمیشہ بسے رہیں گے۔ ۳۔ان سے انکی برائیوں کو دور کردے۔

۴۔اللہ کے نزدیک یہ بڑی زبردست کامیابی ہے۔

۵۔تا کہ ان منافق مردوں اور منافق عورتوں، مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے ساتھ بدگمانیاں رکھتے ہیں۔

۶۔برائی کا پھیرا انہیں پر پڑا ہوا ہے۔ ۷۔اللہ ان سے ناراض ہے۔

۸۔اس نے ان کو اپنی رحمت سے دور کردیا ہے۔ ۹۔ان کے لئے جہنم تیار کررکھی ہے۔

۱۰۔جہنم بہت برا ٹھکانہ ہے۔ ۱۱۔آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر اللہ ہی کے ہیں۔

۱۲۔اللہ اقتدار کا بھی مالک ہے حکمت کا بھی۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو انکے ایمان کے سبب ملنے والے انعامات بیان فرمارہے ہیں کہ ہم نے ان مومنوں کو جو طرح طرح سے آزمائشیں کیں اس طرح کہ کبھی جہاد کا حکم دیا تو کبھی صلح پر رضامندی کا حکم دیا یہ سب

ہم نے اس لئے کیا تا کہ جو سچے ایمان والے ہیں ہم انہیں ان کو جنت میں داخل کریں چاہے وہ ایمان والے مرد ہوں یا عورتیں سب کے سب جنت کے مستحق بن جائیں، وہ جنت بھی ایسی جنت کہ جسکے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی جہاں یہ سب مومن مرد اور عورتیں اپنے اپنے محلات اور باغات میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے، وہاں کی پر لطف فضاؤں میں خوبصورت مناظر سے ہمیشہ لطف اٹھاتے رہیں گے اور ہم ان آزمائشوں کے ذریعہ جو ان پر ڈالی جاتی ہیں انکے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں اور انہیں ان گناہوں کی گندگی سے بالکل پاک وصاف کر دیتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو جب کوئی مصیبت یا تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالی اس کے ذریعہ اسکی خطاؤں کو مٹا دیتا ہے حتی کہ اگر اسے کانٹا بھی چبھتا ہے تو اسکے سبب بھی خطائیں مٹائی جاتی ہے۔ (بخاری ۵۶۴۰) اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ یہ جنت میں جانا اور اسکی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا اور گناہوں وخطاؤں کا معاف کیا جانا یہ بڑی کامیابی ہے اس لئے کہ جو یہاں کامیاب ہو گیا وہ ساری زندگی کامیاب رہے گا اور جو یہاں ناکام ہوا وہ ساری زندگی ناکام ہی رہے گا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔

اس آیت کے شان نزول سے متعلق روایت شروع سورت ہی میں ہے وہاں ملاحظہ کر سکتے ہیں، سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸۵ میں بھی کہا گیا فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ کہ جسے جہنم سے بچا کر جنت میں ڈالا گیا وہ کامیاب ہو گیا، چونکہ یہ سورت صلح حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی جہاں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کرنے پر اور پیٹھ نہ پھیرنے پر بیعت کی چنانچہ اسی سے متعلق حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ (ابوداود ۴۶۵۳) اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ مومنوں کو جہاد کا حکم اس لئے دیا گیا ہے تا کہ اللہ تعالی اس جہاد کے نتیجہ میں ان منافقین اور مشرکین کو عذاب میں مبتلا کرے اور انہیں دلی اور جسمانی تکلیف پہنچائے اس لئے کہ جب اسلام پھیلا تو ان مشرکین کو دلی تکلیف پہنچی اور جب ان مشرکین سے آمنا سامنا ہوا تو انہیں قتل کیا گیا اور انہیں قیدی بنایا گیا جو کہ انکی جسمانی تکلیف کا سبب بنی یہ تو دنیا کا عذاب ہے جو انہیں پہنچا، اسکے علاوہ آخرت میں تو انہیں جہنم کے عذاب میں مبتلا ہونا ہی ہے اور وہاں انہیں جو تکلیف ہوگی اسکا کوئی اندازہ بھی نہیں لگا سکتا، وہ برا خیال جو مشرکین اور منافقین اللہ تعالی سے رکھتے ہیں وہ یہ کہ یہ مسلمان مغلوب ہو جائیں گے اور اللہ تعالی انکی کبھی مدد نہیں کرے گا، اس طرح کلمۂ کفر کلمۂ اسلام سے زیادہ بلند ہو جائے گا یہ انکا برا گمان تھا، اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ انکا مسلمانوں کے تئیں یہ گمان خود ان پر پڑیگا یعنی انہوں نے مسلمانوں اور اللہ کے نبی کے بارے میں جو سوچا تھا وہ سب انہی کے حق میں ہوگا کہ اسلام غالب آجائے گا اور کفر مغلوب ہو جائے گا، اسلام کا کلمہ بلند ہوگا اور کفر کا کلمہ نیست و نابود ہوگا اسکے علاوہ ان پر اللہ تعالی کا غضب نازل ہوگا اور اسکی لعنت بھی اور جس پر اللہ کا غضب

ہوتا ہے اور لعنت پڑتی ہے وہ دنیا میں بھی برباد ہوتا ہے اور آخرت میں بھی اسی لئے اللہ تعالی نے ان کے لئے جہنم تیار کررکھی ہے جہاں انہیں ہمیشہ کے لئے پھینک دیا جائے گا اور رہنے کے لئے یہ جہنم بہت ہی برا ٹھکانہ ہے اس لئے کہ وہاں انہیں کبھی راحت نصیب نہیں ہوگی۔ اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ ان منافقوں اور مشرکوں نے یہ کیسے سوچ لیا کہ ان مسلمانوں کو شکست ہوگی اور اسلام مغلوب ہوجائے گا؟ کیا ان کو یہ معلوم نہیں کہ جس اللہ کی یہ مسلمان عبادت کرتے ہیں اس اللہ کے لشکر تمام آسمانوں اور زمین میں پھیلے ہوئے ہیں، جب سارے آسمان اور زمین کے لشکر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ ہوں تو انہیں کیسے شکست ہوسکتی ہے؟ وہ اللہ جسکے اتنے سارے لشکر ہیں اور جس کی آسمانوں اور زمین پر حکومت ہے وہ اقتدار کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی، اس نے مسلمانوں سے جو یہ صلح کروائی ہے اس میں جو حکمت پوشیدہ ہے اسے تم نہیں جانتے اس لئے ظاہری طور پر اپنے آپ کو کامیاب سمجھ رہے ہو کہ ہم نے مسلمانوں کو دبا کر صلح کرلی مگر اس کا کیا نتیجہ نکلنے والا ہے تم اس سے بے خبر ہو؟

﴿درس نمبر ۱۹۹۶﴾ پیغمبر گواہ بھی ہیں اور بشیر ونذیر بھی ﴿الفتح ۸۔۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّآ بلاشبہ ہم نے اَرْسَلْنٰكَ آپ کو بھیجا ہے شَاهِدًا گواہی دینے والا وَّ اور مُبَشِّرًا بشارت دینے والا وَّ اور نَذِيْرًا ڈرانے والا لِّتُؤْمِنُوْا تاکہ تم ایمان لاؤ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ وَ اور تُعَزِّرُوْهُ تم اس کی مدد کرو وَ اور تُوَقِّرُوْهُ تم اس کی توقیر کرو وَ اور تُسَبِّحُوْهُ تم اس کی پاکی بیان کرو بُكْرَةً صبح وَّ اور اَصِيْلًا شام

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں گواہی دینے والا، خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو اور صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے رہو۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! ہم نے تمہیں گواہی دینے والا خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

۲۔ تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لے آؤ۔

۳۔ اسکی مدد کرو اور اسکی تعظیم کرو۔

۴۔ صبح وشام اسکی تسبیح کرتے رہو۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کی ذمہ داریاں بیان فرمارہے ہیں کہ اے نبی! ہم نے آپ کو گواہ بنا کر اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے گواہ اس اعتبار سے کہ آپ اپنی امت کے حق میں گواہی دیں گے کہ آپ نے مجھے جو پیغام دیکر بھیجا تھا اس پر یہ لوگ ایمان لے آئے، جیسا کہ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴۳ میں بھی فرمایا گیا وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا اور رسول تم پر گواہ بنیں اور آپ قیامت کے دن دیگر انبیاء کے حق میں بھی گواہی دیں گے جبکہ ان کی اپنی امتیں انکار کردیں گی کہ ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا تھا اور کسی نے ہمیں توحید کی دعوت نہیں دی تھی اس وقت آپ علیہ السلام ان انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں گواہی دیں گے کہ انہوں نے آپ کا پیغام پہنچادیا تھا۔ (الدرالمنثور۔ج،۷۔ص،۵۷۶)

خوشخبری دینے والا اس طور پر کہ اگر آپ کی امت آپ کا کہنا مانے اور آپ کی رسالت کا اقرار کرے اور اللہ کی توحید کا بھی تو انہیں آپ جنت کی خوشخبری سنائیں اور اگر وہ آپ کی بات نہ مانیں، آپ کی رسالت اور ہماری توحید کا انکار کریں تو انہیں آپ جہنم کی ہولناکی اور اسکے عذاب سے ڈرائیں۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داریوں کو بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالی ان مومنوں پر عائد ہونے والی ذمہ داریاں بیان فرمارہے ہیں کہ جب اللہ کے نبی تمہیں توحید کا پیغام دیں اور تمہیں اس توحید کو ماننے پر جنت کی خوشخبری اور نہ ماننے پر جہنم سے ڈرائیں تو تمہارا کام ہے کہ تم اللہ پر اور اسکے نبی پر ایمان لے آؤ اور انکی کہی ہوئی باتوں پر عمل کرو اور جن چیزوں کے کرنے سے انہوں نے تمہیں منع کیا ہے ان سے رک جاؤ اور جب وہ تمہیں جہاد کا حکم دیں تو تم ان کے ساتھ جہاد میں نکل کر انکی مدد کرو اور اس نبی کی تعظیم واحترام کرو کہ انکے سامنے اپنی آواز کو پست رکھو يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے زیادہ اونچی نہ کرو اور جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو اس طرح نبی کو مت بلاؤ (الحجرات ۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اے ایمان والو! بغیر اجازت نبی کے گھر میں مت چلے جایا کرو (الاحزاب ۵۳) الغرض ہر دفعہ اپنے نبی کا احترام ملحوظ رکھو، نبی کا احترام کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے رب کی صبح وشام تسبیح کرتے رہو یعنی اپنی زندگی میں عبادت خداوندی کو بسالو، ہر وقت اپنے رب کو یاد کرتے رہو اور اسکی تسبیح اور پاکی بیان کرتے رہو یہ تمہارے کام ہیں جو تمہارے سپرد کئے جاتے ہیں انہیں سچے دل سے ادا کرتے رہو، اس آیت میں جو ''ہ'' کی ضمیر لائی گئی ہے اس سے متعلق کہا گیا کہ پہلے دو لفظوں یعنی تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ضمیر لوٹ رہی ہے اور تُسَبِّحُوْهُ میں اللہ تعالی کی طرف (تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص،۲۷۶) تو اس اعتبار سے اسکی تفسیر وہی ہوگی جو اوپر بیان کی گئی اور بعض نے کہا کہ یہاں پر تینوں لفظوں میں بھی ضمیر کا مرجع اللہ تعالی ہی ہے (تفسیر قرطبی۔ج،۱۶ص،۲۷۶)

تو اس وقت اسکی تشریح یوں ہوگی کہ تم اللہ کے دین اور اسکے رسول کی مدد کے ذریعہ اللہ کی مدد کرو، جیسا کہ سورۃ محمد کی آیت نمبر ۷ میں کہا گیا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تم اللہ کی تعظیم کرو اس طور پر کہ اللہ کو ان تمام چیزوں سے پاک جانو جو اسکے لائق نہیں جیسے کہ بیوی، اولاد، شریک، بیٹیاں وغیرہ۔ یہاں ان دونوں معنوں کا مراد لینا بالکل درست ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں ہے اس لئے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرنا در اصل اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنا ہے، رسول رحمت ﷺ نے فرمایا مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ (بخاری ۲۹۵۷) جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

﴿درس نمبر ۱۹۹۷﴾ آپ ﷺ سے بیعت حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے بیعت ہے ﴿الفتح ۱۰﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلاشبہ الَّذِیْنَ وہ لوگ جو یُبَایِعُوْنَکَ آپ سے بیعت کرتے ہیں اِنَّمَا بس یُبَایِعُوْنَ وہ بیعت کرتے ہیں اللّٰہَ اللہ کی یَدُ اللّٰہِ اللہ کا ہاتھ ہے فَوْقَ اوپر اَیْدِیْہِمْ ان کے ہاتھوں کے فَمَنْ پھر جس نے نَّکَثَ عہد شکنی کی فَاِنَّمَا تو بس یَنْکُثُ وہ عہد شکنی کرے گا عَلٰی نَفْسِہٖ اپنی ہی ذات کے خلاف وَ اور مَنْ جس نے اَوْفٰی پورا کیا بِمَا اس کو کہ عٰہَدَ عہد کیا تھا اس نے عَلَیْہُ اس پر اللّٰہَ اللہ سے فَسَیُؤْتِیْہِ سو عنقریب وہ دے گا اس کو اَجْرًا اجر عَظِیْمًا بہت بڑا

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر!) جو لوگ تم سے بیعت کر رہے ہیں وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کر رہے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے، اس کے بعد جو کوئی عہد توڑے گا اس کے عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا اور جو کوئی اس عہد کو پورا کرے گا جو اس نے اللہ سے کیا ہے تو اللہ تو زبردست ثواب عطا کرے گا۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے نبی! جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں در اصل وہ اللہ سے بیعت کر رہے ہیں۔

۲۔ اللہ کا ہاتھ ان بیعت کرنے والوں کے ہاتھوں پر ہے۔

۳۔ اسکے بعد جو کوئی عہد توڑے گا اس کے عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا۔

۴۔ جو کوئی اس عہد کو پورا کرے گا جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے تو اللہ اس کو زبردست ثواب عطا کرے گا

اس آیت میں بیعتِ رضوان کا ذکر کیا جارہا ہے کہ اے نبی! جن جن لوگوں نے آپ سے درخت کے نیچے قریش سے جہاد کرنے پر بیعت کی درحقیقت انہوں نے اللہ سے بیعت کی اس لئے کہ آپ سے بیعت کرنا گویا کہ اللہ سے بیعت کرنا ہے جیسا کہ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۸۰ میں کہا گیا مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ کہ جس نے پیغمبر کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اسی طرح جس نے پیغمبر کے ہاتھ پر بیعت کی اس نے اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس بیعت میں اللہ کا ہاتھ ان سب کے ہاتھ کے اوپر ہے یعنی انہوں نے اللہ کے نبی سے جو اپنی جان دینے کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالی انہیں اس عمل سے زیادہ ثواب عطا کرے گا۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ نے يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ کی یہی تفسیر بیان کی کہ اگر وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہوا وعدہ پورا کرتے ہیں تو اللہ تعالی انہیں انکی اس وفاداری کے بدلہ میں جو ثواب ملنا ہے اس سے کئی گنا بڑھ کر ثواب عطا کرے گا اور ان پر اپنے انعامات کی بارش کردے گا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۶۔ ص، ۲۶۷) امام زحیلی علیہ الرحمہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو عہد کیا گیا وہ اللہ تعالی ہی کے ساتھ عہد کرنا ہے اور یہ کہ اللہ تعالی اس عہد کے وقت انہی کے ساتھ تھا، انکی باتوں کو سن رہا تھا، انکے مقام کو دیکھ رہا تھا، انکے پوشیدہ اور ظاہر سے واقف تھا گویا کہ وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ان سے عہد لے رہا تھا جیسا کہ اللہ تعالی نے سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۱ میں فرمایا اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مومنوں سے انکی جانیں اور مال اس بات کے بدلہ خرید لیا ہے کہ جنت انہی کی ہے، وہ اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہیں جسکے نتیجہ میں مارتے بھی ہیں اور مرتے بھی ہیں، یہ ایک سچا وعدہ ہے جس کی ذمہ داری اللہ تعالی نے تورات اور انجیل میں بھی لی ہے اور قران میں بھی اور اللہ سے زیادہ کون وعدہ پورا کرنے والا ہوگا، لہٰذا اپنے اس سودے پر خوشی مناؤ جو تم نے اللہ سے کرلیا ہے، یہی بڑی کامیابی ہے۔ (التفسیر المنیر۔ ج،۲۶۔ ص، ۱۶۳)

آگے اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ جس نے یہ عہد توڑا تو اسکا نقصان اس توڑنے والے ہی کو بھگتنا پڑے گا اس لئے کہ جو بھی اللہ سے کئے ہوئے عہد کو توڑتا ہے اسکی سزا جہنم ہے اور یہ عہد توڑنے والا جنت سے دور ہو کر جہنم میں جا پڑے گا جو کہ اسکے لئے نقصان کا سبب ہے اور فرمایا کہ جس کسی نے اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کر دکھایا تو اللہ تعالی اسے اس عہد کو پورا کرنے کے بدلہ بے شمار اجر و ثواب عطا فرمائیں گے اور وہ جنت کی شکل میں انہیں دیا جائے گا، اس آیت میں ان لوگوں کا تذکرہ کیا گیا جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سفید سرخی مائل درخت کے نیچے اس بات پر بیعت کی تھی کہ وہ کفار قریش سے جنگ کریں گے اور جنگ میں یا تو جیتیں گے یا

ہاریں گے مگر نہیں بھاگیں گے یہ بیعت اس وقت ہوئی تھی جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کئے جانے کی اطلاع آپ علیہ السلام کو ملی تھی جبکہ آپ نے انہیں اپنا پیغام دیکر قریشِ مکہ کے پاس بھیجا تھا اسے بیعتِ رضوان بھی کہا جاتا ہے جس کا تذکرہ اسی سورت کی آیت نمبر ۱۸ میں کیا جائے گا۔

اس آیت سے ایک اور مسئلہ نکلتا ہے جس میں علماءِ فقہ نے بڑی بڑی بحثیں کی ہیں وہ یہ کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب ہاتھ کی نسبت کی، اس سے بعض فقہا مراد لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جہاں جہاں بھی اعضاء بیان کئے گئے ہیں وہ اعضاء اسکی شان کے موافق ہیں، وہ انسانوں کے اعضاء کے مشابہ نہیں ہیں اب وہ کیسے ہیں وہ اللہ ہی جانتا ہے، ہمیں اس سے آگے نہیں بڑھنا چاہیئے اور بعض فقہا نے کہا کہ اس سے مراد قوت، نعمت اور نصرت وغیرہ ہے۔ بعینہٖ اعضاء مراد نہیں۔ واللہ اعلم۔

﴿درس نمبر ۱۹۹۸﴾ وہ زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہیں ﴿الفتح ۱۱۔تا۔۱۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا O بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا O وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ سَيَقُوْلُ ضرور کہیں گے لَكَ آپ سے الْمُخَلَّفُوْنَ جو پیچھے چھوڑ دیئے گئے مِنَ الْاَعْرَابِ دیہاتوں میں سے شَغَلَتْنَا ہمیں مشغول کر دیا تھا اَمْوَالُنَا ہمارے مالوں نے وَ اور اَهْلُوْنَا ہمارے اہل وعیال نے فَاسْتَغْفِرْ لَنَا لہٰذا آپ ہمارے لیے مغفرت طلب کریں يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں بِاَلْسِنَتِهِمْ اپنی زبانوں سے مَّا وہ جو لَيْسَ نہیں ہے فِيْ قُلُوْبِهِمْ ان کے دلوں میں قُلْ آپ کہہ دیجئے فَمَنْ تو کون ہے جو يَّمْلِكُ اختیار رکھتا ہے لَكُمْ تمہارے لئے مِّنَ اللّٰهِ اللہ سے شَيْئًا کسی چیز کا اِنْ اگر اَرَادَ وہ ارادہ کرے بِكُمْ تمہارے ساتھ ضَرًّا نقصان کا اَوْ یا اَرَادَ وہ ارادہ بِكُمْ تمہارے ساتھ نَفْعًا نفع کا بَلْ بلکہ كَانَ ہے اللّٰهُ اللہ بِمَا ساتھ اس کے جو تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے ہو خَبِيْرًا خوب خبر دار بَلْ بلکہ ظَنَنْتُمْ تم نے گمان کیا تھا اَنْ یہ کہ لَّنْ ہر گز نہیں يَّنْقَلِبَ واپس لوٹیں گے الرَّسُوْلُ رسول وَ اور الْمُؤْمِنُوْنَ مومن اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اپنے اہل وعیال کی طرف اَبَدًا کبھی بھی وَّ اور زُيِّنَ مزین کر دی گئی تھی ذٰلِكَ یہ بات فِيْ قُلُوْبِكُمْ تمہارے دلوں میں وَ اور ظَنَنْتُمْ تم نے گمان کر

لیا تھا ظَنَّ گمان السَّوْءِ برا وَ اور كُنْتُمْ تم تھے قَوْمًا لوگ بُوْرًا ہلاک ہونے والے وَ اور مَنْ جو شخص لَّمْ
يُؤْمِنْ ایمان نہیں لایا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ فَاِنَّا تو بلا شبہ ہم نے اَعْتَدْنَا تیار کی ہے
لِلْكٰفِرِيْنَ کافروں کے لئے سَعِيْرًا خوب بھڑکتی آگ

ترجمہ:۔ وہ دیہاتی جو (حدیبیہ کے سفر میں) پیچھے رہ گئے تھے اب وہ تم سے ضرور یہ کہیں گے کہ ہمارے مال و دولت اور ہمارے اہل و عیال نے ہمیں مشغول کرلیا تھا اس لئے ہمارے لئے مغفرت کی دعا کیجئے، وہ اپنی زبانوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں۔(ان سے) کہو کہ اچھا تو اگر اللہ تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے یا فائدہ پہنچانا چاہے تو کون ہے جو اللہ کے سامنے تمہارے معاملے میں کچھ بھی کرنے کی طاقت رکھتا ہو؟ بلکہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ تم نے یہ سمجھا تھا کہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور دوسرے مسلمان کبھی اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر نہیں آئیں گے اور یہی بات تمہارے دلوں کو اچھی معلوم ہوتی تھی اور تم نے برے برے گمان کئے تھے اور تم ایسے لوگ بن گئے تھے جنہیں برباد ہونا تھا۔اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے تو (وہ یاد رکھے کہ) ہم نے کافروں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

تشریح:۔ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔وہ دیہاتی جو حدیبیہ کے سفر میں پیچھے رہ گئے تھے وہ آپ سے ضرور کہیں گے کہ ہمارے مال و دولت اور اہل و عیال نے ہمیں مشغول کرلیا تھا۔

۲۔اس لئے آپ ہمارے لئے مغفرت کی دعا کیجئے۔

۳۔وہ اپنی زبانوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں۔

۴۔ان سے کہو کہ اچھا اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی نقصان یا فائدہ پہنچانا چاہے تو کون ہے جو اللہ کے سامنے تمہارے معاملہ میں کچھ کرنے کی طاقت رکھتا ہو؟۔

۵۔جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ پوری طرح اس سے باخبر ہے۔

۶۔حقیقت تو یہ ہے کہ تم نے یہ سمجھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے مسلمان کبھی واپس لوٹ کر اپنے گھر نہیں آئیں گے۔

۷۔یہی بات تمہارے دلوں کو اچھی معلوم ہوتی تھی۔

۸۔تم نے بڑے بڑے گمان کئے تھے اور ایسے لوگ بن گئے تھے جنہیں برباد ہونا تھا۔

۹۔جو شخص اللہ اور رسول پر ایمان نہ لائے تو یاد رکھو! ہم نے کافروں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

ان آیتوں میں ان منافقوں کا ذکر ہے جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ آ کر اپنے ہی گھروں میں رہ گئے تھے جبکہ آپ بغرض عمرہ مکہ کے لئے نکل رہے تھے اس وقت آپ علیہ السلام نے مدینہ اور اسکے اطراف یہ اعلان کروایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کی نیت سے مکہ جا رہے ہیں تو اس وقت ایمان والے آپ علیہ السلام کے ساتھ نکل پڑے مگر جو منافق تھے وہ نہ نکلے یہ سوچ کر کہ یہ مسلمان مکہ جا رہے ہیں جہاں پر قریش کا ایک بڑا لشکر موجود ہے جو انہیں مکہ میں آنے نہیں دے گا اور وہ لوگ جنگ بھی کر سکتے ہیں اور اگر ان سے جنگ ہوگئی تو یہ مسلمان تو مارے جائیں گے یہ سوچ کر وہ لوگ آپ علیہ السلام کے ساتھ اس سفر میں شریک نہیں ہوئے۔ انکے بارے میں اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ اے نبی! جب آپ واپس مدینہ چلے جائیں گے تو وہاں پر جو دیہاتی لوگ پیچھے رہ گئے تھے آپ سے آ کر کہیں گے کہ اے نبی! ہم تو آپ کے ساتھ آنا ہی چاہتے تھے مگر ہمارے یہ مال اور اہل وعیال نے ہمیں آنے سے روکے رکھا اس لئے کہ اگر ہم بھی آپ کے ساتھ آ جاتے تو انکی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ ہوتا اور انکے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا اسی ڈر سے ہم آپ کے ساتھ نہ آ سکے، لہٰذا اے پیغمبر! ہمارے نہ آنے پر آپ اللہ تعالی سے ہماری مغفرت کی دعا فرما دیجئے تا کہ وہ ہماری اس حرکت کو معاف فرما دے، یہاں پر اَلْمُخَلَّفُوْنَ سے مراد قبیلۂ غفار، مزینہ، جہینہ، اشجع، اسلم وغیرہ ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ ج۱۶، ص ۲۶۸)

آگے اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ یہ لوگ آپ سے آ کر جو بات کہیں گے کہ ہمارے مال وعیال نے ہمیں آنے سے روکے رکھا یہ بالکل غلط ہے کیونکہ وہ لوگ تو اس لئے نہیں آئے تھے کہ وہاں جنگ ہوگی تو ہم خواہ مخواہ مارے جائیں گے اور یہ لوگ چاہتے ہی تھے کہ قریش کی آپ کے ساتھ جنگ ہوتا کہ نعوذ باللہ مسلمانوں کا خاتمہ ہو جائے لہٰذا آپ انکی بات پر بھروسہ کر کے ان کے لئے مغفرت کی دعا نہ کرنا بلکہ آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ میں نے تمہاری بات مان کر تمہارے لئے مغفرت کی دعا کر بھی دی تو اگر اللہ تم کو کوئی نقصان پہنچانا چاہے یا کوئی نفع ہی پہنچانا چاہے تو کیا میرا استغفار اس وقت تمہارے کچھ کام آئے گا؟ یا اللہ کے مقابل میں کوئی ہے جو تم سے ان چیزوں کو دور کر سکے؟ نہیں! تو پھر میں استغفار کیوں کروں؟ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو تمہیں ڈرنے کی کوئی بات نہیں اور تم اپنی بات میں سچے ہو یا نہیں اللہ سب کچھ جانتا ہے، جو کچھ تم کرتے ہو اس سے پوری طرح باخبر ہے وہ تمہارے ساتھ جو کرنا ہے وہ کرے گا۔

فرمایا کہ تم لوگ کہتے ہو کہ ہم اپنے مال واولاد کے ضائع ہونے کے ڈر سے آپ کے ساتھ نہ آ سکے، یہ بالکل جھوٹ ہے، سچ تو یہ ہے کہ تم نے یہ سوچ لیا تھا کہ یہ مسلمان اور انکے پیغمبر یہاں سے مکہ جا رہے ہیں مگر وہاں سے لوٹ کر کبھی نہیں آئیں گے اس لئے کہ قریش پہلے ہی سے ان مسلمانوں کی تاک میں ہیں اور انکے دلوں میں اپنے آباؤ واجداد کی ہلاکت کا غصہ جوش مار رہا ہے تو جب یہ مسلمان وہاں جائیں گے تو وہ انہیں زندہ آنے نہیں دیں گے اس لئے

اچھا یہی ہے کہ ہم ان کے ساتھ مکہ نہ جائیں ، یہ تھی تمہاری سوچ جسکی وجہ سے تم لوگ نبی کے ساتھ نہیں آئے ، تمہارے اس خیال کو شیطان نے بھی مزین اور خوبصورت کر کے دکھلایا کہ ہاں! تم بالکل ٹھیک سوچتے ہو کہ اگر تم محمد کے ساتھ جاؤ گے تو مارے جاؤ گے اور اگر یہیں رہو گے تو اپنی جان بھی بچا لو گے اور یہاں کی ملکیت بھی تمہارے ہاتھ آ جائے گی اور تم نے اس شیطان کی بات پر عمل کر کے دکھلایا اور جو شیطان کی بات مانے اور اس کے حکموں پر چلے تو یقینا وہ تو ہلاک ہو گیا، لہٰذا تم بھی ہلاک ہونے والوں میں سے ہو۔ اللہ تعالی ایسے منافق اور کافر لوگوں کی جزا بیان کر رہے ہیں کہ جو کوئی اللہ اور اسکے رسول پر ایمان نہیں لائے گا اور انکی کہی ہوئی باتوں کو ماننے سے انکار کرے گا چاہے وہ انکار زبانی ہو یا قلبی دونوں صورتوں میں وہ اس جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کا مستحق ہو گا جو ہم نے تیار کر رکھی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۹۹﴾ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے ﴿الفتح ۱۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لِلّٰهِ اللہ ہی کے لئے ہے مُلْكُ بادشاہی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ آسمان اور زمین کی يَغْفِرُ وہ بخشتا ہے لِمَنْ جس کو يَّشَآءُ وہ چاہتا ہے وَ اور يُعَذِّبُ عذاب دیتا ہے مَنْ يَّشَآءُ جسے چاہتا ہے وَ اور كَانَ ہے اللّٰهُ اللہ غَفُوْرًا بہت بخشنے والا رَّحِيْمًا نہایت رحم کرنے والا

ترجمہ:۔ اور آسمانوں اور زمین کی سلطنت تمام تر اللہ ہی کی ہے، وہ جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے عذاب دے اور اللہ بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ آسمانوں اور زمین کی سلطنت تمام تر اللہ ہی کی ہے۔

۲۔ وہ جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے عذاب دے۔ ۳۔ اللہ بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے۔

پچھلی آیت میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ کہلوایا گیا کہ اگر اللہ تعالی کسی کو نقصان یا نفع پہنچانا چاہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا، اس آیت میں اللہ تعالی کی کامل قدرت بیان کی جا رہی ہے کہ آسمانوں اور زمین کی ساری سلطنت اور بادشاہت صرف اللہ ہی کی ہے، اسی کا حکم ہر جگہ چلتا ہے اور اسی کی حکمرانی ہر جگہ قائم ہے، کسی میں اتنی قوت نہیں کہ اس کے نافذ کردہ حکم کو جھٹلا سکے یا اسکے خلاف کر سکے اور اے منافقو! اگر وہ تمہیں عذاب دے تو کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ تمہیں عذاب سے بچا سکے، وہ جسے چاہے عذاب دے اور جسے چاہے بخش دے، اسے کوئی

پوچھنے والا نہیں، مگر وہ عذاب دینے میں کسی پر کسی قسم کا کوئی ظلم نہیں کرے گا، جو عذاب کا مستحق ہوگا اسی کو عذاب دے گا ایسا نہیں کہ جو عذاب کا مستحق نہ ہو اسے بھی عذاب دے اَنَّ اللّٰہَ لَیۡسَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِیۡدِ (آل عمران ۱۸۲، الانفال ۵۱) بے شک اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے بلکہ وہ تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے، جو کوئی اپنے نفاق سے اور کفر وشرک سے توبہ کر کے اللہ کی جانب رجوع کرے گا اور اس سے معافی مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کردے گا اور اس پر رحم کر کے اسے جہنم سے نجات عطا کرے گا، اس آیت میں دراصل اللہ تعالیٰ ان منافقوں و مشرکوں کو اصلاح کی دعوت دے رہے ہیں کہ اگر تم لوگ اپنی ان حرکتوں سے باز آجاو، گناہوں کو چھوڑ کر اللہ کی بندگی اختیار کرلو اپنے گناہوں سے اللہ کے سامنے توبہ کرلو تو ایسی صورت میں تم اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاوگے وہ یقینا تمہاری توبہ قبول کر کے تم پر اپنا کرم فرمائے گا۔ بندہ چاہے جتنے بھی گناہ کرلے مگر وہ یہ نہ سوچے کہ میں نے اتنے گناہ کر لئے تو کیا پھر بھی اللہ مجھے معاف کرے گا یا نہیں؟ یہ سوچ ہمیں اپنے دلوں سے نکال دینی چاہئے، اللہ سے اگر ہم مرنے سے پہلے پہلے بھی توبہ کرلیں تو وہ اللہ ہماری توبہ قبول کرے گا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرے گا جب تک کہ وہ حالتِ نزع میں نہ چلے جائے۔ (ترمذی ۳۵۳۷)

﴿درس نمبر ۲۰۰۰﴾ آپ کہہ دیجئے کہ تم ہمارے ساتھ ہر گز نہیں چلو گے ﴿الفتح ۱۵۔۱۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سَیَقُوۡلُ الۡمُخَلَّفُوۡنَ اِذَا انۡطَلَقۡتُمۡ اِلٰی مَغَانِمَ لِتَاۡخُذُوۡہَا ذَرُوۡنَا نَتَّبِعۡکُمۡ ۚ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّبَدِّلُوۡا کَلٰمَ اللّٰہِ ؕ قُلۡ لَّنۡ تَتَّبِعُوۡنَا کَذٰلِکُمۡ قَالَ اللّٰہُ مِنۡ قَبۡلُ ۚ فَسَیَقُوۡلُوۡنَ بَلۡ تَحۡسُدُوۡنَنَا ؕ بَلۡ کَانُوۡا لَا یَفۡقَہُوۡنَ اِلَّا قَلِیۡلًا ○ قُلۡ لِّلۡمُخَلَّفِیۡنَ مِنَ الۡاَعۡرَابِ سَتُدۡعَوۡنَ اِلٰی قَوۡمٍ اُولِیۡ بَاۡسٍ شَدِیۡدٍ تُقَاتِلُوۡنَہُمۡ اَوۡ یُسۡلِمُوۡنَ ۚ فَاِنۡ تُطِیۡعُوۡا یُؤۡتِکُمُ اللّٰہُ اَجۡرًا حَسَنًا ۚ وَ اِنۡ تَتَوَلَّوۡا کَمَا تَوَلَّیۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ یُعَذِّبۡکُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ سَیَقُوۡلُ عنقریب کہیں گے الۡمُخَلَّفُوۡنَ وہ لوگ جو پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے اِذَا جب انۡطَلَقۡتُمۡ تم چلو گے اِلٰی مَغَانِمَ غنیمتوں کی طرف لِتَاۡخُذُوۡہَا تا کہ تم حاصل کرو وہ ذَرُوۡنَا چھوڑو ہمیں نَتَّبِعۡکُمۡ ہم بھی چلیں تمہارے ساتھ یُرِیۡدُوۡنَ وہ ارادہ کرتے ہیں اَنۡ یُّبَدِّلُوۡا کہ یہ بدل دیں کَلٰمَ اللّٰہِ اللہ کا کلام قُلۡ کہہ دیجئے لَّنۡ تَتَّبِعُوۡنَا ہر گز تم نہیں چلو گے ہمارے ساتھ کَذٰلِکُمۡ اسی طرح قَالَ اللّٰہُ کہہ دیا ہے اللہ نے مِنۡ قَبۡلُ پہلے ہی سے فَسَیَقُوۡلُوۡنَ پھر یقیناً وہ کہیں گے بَلۡ بلکہ تَحۡسُدُوۡنَنَا تم حسد کرتے ہو ہم سے بَلۡ

بلکہ کَانُوْا ہیں وہ لَا یَفْقَهُوْنَ نہیں سمجھتے اِلَّا مگر قَلِیْلًا تھوڑا قُلْ کہہ دیجئے لِّلْمُخَلَّفِیْنَ پیچھے چھوڑے گئے مِنَ الْاَعْرَابِ دیہاتوں میں سَتُدْعَوْنَ عنقریب تم بلائے جاؤ گے اِلٰی قَوْمٍ ایک قوم کی طرف اُولِیْ بَاْسٍ جولڑنے والی ہے شَدِیْدٍ سخت تُقَاتِلُوْنَهُمْ تم ان سے لڑو گے اَوْ یا یُسْلِمُوْنَ وہ مسلمان ہو جائیں گے فَاِنْ پھر اگر تُطِیْعُوْا تم اطاعت کرو گے یُؤْتِكُمُ تو تمہیں دے گا اللّٰہُ اللہ اَجْرًا اجر حَسَنًا اچھا وَ اور اِنْ اگر تَتَوَلَّوْا تم روگردانی کرو گے كَمَا جیسا کہ تَوَلَّیْتُمْ تم نے روگردانی کی تھی مِّنْ قَبْلُ پہلے سے یُعَذِّبْكُمْ تو عذاب دے گا تمہیں عَذَابًا اَلِیْمًا عذاب نہایت دردناک

ترجمہ:۔(مسلمانو!) جب تم غنیمت کے مال لینے کے لئے چلو گے تو یہ (حدیبیہ کے سفر سے) پیچھے رہنے والے تم سے کہیں گے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے دو، وہ چاہیں گے کہ اللہ کی بات کو بدل دیں، تم کہہ دینا کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چلو گے، اللہ نے پہلے سے یوں ہی فرما رکھا ہے، اس پر وہ کہیں گے کہ دراصل آپ لوگ ہم سے حسد رکھتے ہیں، نہیں! بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ خود ہی ایسے ہیں کہ بہت کم بات سمجھتے ہیں۔ ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے کہہ دینا کہ عنقریب تمہیں ایسے لوگوں کے پاس (لڑنے کے لئے) بلایا جائے گا جو بڑے سخت جنگجو ہوں گے، کہ یا تو ان سے لڑتے رہو یا وہ اطاعت قبول کرلیں اس وقت اگر تم (جہاد کے اس حکم کی) اطاعت کرو گے تو اللہ تمہیں اچھا اجر دے گا اور اگر تم منہ موڑو گے جیسا کہ تم نے پہلے منہ موڑا تھا تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔

تشریح:۔ان دو آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔مسلمانو! جب تم غنیمت کے مال لینے کے لئے چلو گے تو یہ خیبر میں پیچھے رہنے والے تم سے کہیں گے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ لے چلو۔

۲۔وہ چاہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی بات کو بدل دیں۔ ۳۔تم کہہ دینا کہ تم ہمارے ساتھ ہرگز نہیں چلو گے۔

۴۔اللہ تعالیٰ نے پہلے سے یہی فرما رکھا ہے۔

۵۔اس پر وہ کہیں گے کہ دراصل آپ لوگ ہم سے حسد رکھتے ہو۔

۶۔نہیں! بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ خود ہی ایسے ہیں کہ بہت کم بات سمجھتے ہیں۔

۷۔ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے یہ کہہ دینا کہ عنقریب تمہیں ایسے لوگوں کے پاس لڑنے کے لئے بلایا جائے گا جو سخت جنگجو ہونگے۔

۸۔یا تو ان سے لڑتے رہو یا وہ اطاعت قبول کرلیں۔

۹۔اس وقت اگر تم اس جہاد کے حکم کی اطاعت کرو گے تو اللہ تمہیں اچھا اجر دے گا۔

۱۰۔اگر تم نے منہ موڑا جیسا کہ پہلے منہ موڑا تھا تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی منافقوں کے اس جھوٹ کو واضح کر رہے ہیں جو انہوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ مکۂ مکرمہ آنا چاہتے تھے مگر ہمارے مال وعیال نے ہمیں آنے سے روکے رکھا، انکے اس جھوٹ کی دلیل یہ ہے کہ یہ لوگ غزوۂ خیبر میں آپ علیہ السلام کے ساتھ چلنے کو تیار تھے اس لئے کہ انہیں پتہ تھا کہ خیبر فتح ہونے والا ہے اور وہاں سے خوب مال ومتاع مسلمانوں کے ہاتھ آئے گا، اسی مال کی لالچ میں وہ لوگ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس غزوہ میں چلنے کے لئے تیار ہو گئے مگر اللہ تعالی نے اس غزوہ میں صرف انہی لوگوں کو چلنے کی اجازت دی جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے چنانچہ اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ یہ پیچھے رہنے والے منافق آپ سے ضرور کہیں گے جبکہ آپ مسلمانوں کو لیکر خیبر کی طرف جانے کا ارادہ کروگے تاکہ خیبر کو فتح کر کے مال غنیمت حاصل کرلو کہ ہمیں بھی اس غزوہ میں اپنے ساتھ لے چلو، کیونکہ انہیں اس بات کا پورا یقین ہے کہ جو اللہ تعالی نے فتح کا وعدہ کیا ہے اِنَّآ فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا وہ پورا ہو کر رہے گا، یہ منافق لوگ اس غزوہ میں چلنے کو کیوں تیار ہوئے؟ حالانکہ اگر انکی بات سچی ہوتی کہ ہمیں ہمارے مال واولاد نے مکہ آنے سے روکے رکھا تھا تو وہ عذر یہاں بھی ہوسکتا ہے وہ اس لئے کہ انہیں مکہ جانے میں جان کا خطرہ تھا اور اس غزوۂ خیبر میں مال آنے کا یقین ہے اس لئے انہوں نے اس غزوہ میں چلنے کا وعدہ کیا، اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ یہ لوگ اس بات کو بدلنا چاہتے ہیں جو اللہ تعالی نے کہی ہے یعنی اللہ تعالی کا یہ حکم ہے کہ اس غزوہ میں سوائے ان لوگوں کے جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے اور کوئی نہیں آئے گا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مال غنیمت ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے جہاد کیا اور خیبر کا غنیمت ان لوگوں کیلئے ہے جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے، ان کے علاوہ اس میں کسی کا حصہ نہیں۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۲۔ ص، ۲۱۸) لہٰذا تم بھی اے مسلمانو! ان منافقوں سے کہہ دو کہ تم ہمارے ساتھ ہرگز نہیں چل سکتے کیونکہ یہ اللہ تعالی کا حکم ہے اور ہم اللہ کے فیصلہ کے خلاف ہرگز نہیں جاسکتے۔ سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۸۳ میں بھی اللہ تعالی نے اس بات کو واضح کر دیا فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ اے پیغمبر! اس کے بعد اگر اللہ تمہیں ان میں سے کسی ایک جماعت کے پاس واپس لے آئے تو وہ لوگ آپ سے جنگ کے لئے نکلنے کی اجازت مانگیں گے مگر آپ ان سے کہہ دینا کہ تم میرے ساتھ ہرگز نہیں نکل سکتے اور میرے ساتھ دشمن سے ہرگز نہیں لڑ سکتے، تم نے پہلی بار بیٹھے رہنے کو پسند کیا تو اب بھی پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ جب ان سے یہ کہا جائے گا کہ تم ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے تو وہ لوگ کیا جواب دینگے؟ اللہ تعالی نے بیان فرمادیا کہ وہ لوگ تم سے کہیں گے کہ تم ہمیں اس لئے اپنے ساتھ نہیں لے جانا چاہتے کہ تم ہم سے حسد کرتے ہو کہ اگر ہم اس جنگ میں تمہارے ساتھ آئیں گے تو ہمارے مال میں اضافہ ہوگا جو کہ تمہیں پسند نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہاں بات حسد کی نہیں بلکہ ایمان اور نیت کی ہے مگر تم میں سے اکثر لوگوں کو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ ان منافقوں کو ہر طرف دنیا ہی دکھائی دیتی ہے، آخرت کی انہیں کوئی فکر نہیں ہوتی، چونکہ یہ بار بار جنگ میں چلنے کی بات کہہ رہے تھے اور جنگ میں انہیں نہ لے جانے پر مسلمانوں پر اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے الزام تراش رہے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے نبی! آپ ان پیچھے رہنے والے منافقوں سے کہیے کہ یہ آخری جنگ نہیں کہ تم اس میں شریک ہونے کی ضد کر رہے ہو اسکے بعد اور بھی بہت ساری جنگیں ہوں گی اور وہ جنگیں بڑی طاقتور قوموں سے کی جائیں گی اس وقت ہمارے ساتھ چلنا ہم بھی تو دیکھیں کہ تم کتنے بہادر ہو اور اللہ کی راہ میں مرنے کے لئے کتنے بے چین؟ جن سے ہم جنگ کریں گے انکے سامنے دو ہی راستے رہیں گے یا تو وہ اسلام لالیں یا پھر جنگ کریں اس وقت ہم کہیں گے کہ تم واقعی جنگ میں آنے کے لئے سچے دل سے کہہ رہے ہو یا بس ایسے ہی؟ اس وقت تم ہمارے ساتھ جنگ میں آ و گے یا پہلے کی طرح جان کا خوف کھا کر پیچھے ہی بیٹھ جاو گے؟ اگر تم واقعی اپنی اس حرکت سے توبہ کر اللہ کی اطاعت قبول کرو گے تو اللہ تعالیٰ یقینا تمہارے اس گناہ کو معاف فرما کر بڑے اجر سے نوازے گا اور اگر تم پھر سے وہی حرکت کرو گے جو پہلے کی تھی تو یاد رکھو! اللہ تمہیں اس حرکت پر دردناک سزا دینے والا ہے۔ اس آیت میں جس قوم سے جنگ ہونے کے بارے میں کہا گیا وہ قوم کونسی تھی؟ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض نے کہا کہ اس سے ھوازن اور غطفان کے قبیلے مراد ہیں جن سے حنین کے مقام پر جنگ ہوئی اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد ثقیف کا قبیلہ ہے تو بعض نے کہا کہ اس سے مراد بنو حنیفہ ہیں جو اہل یمامہ ہیں یعنی مسیلمہ کذاب کی قوم جن سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جنگ ہوئی اور اکثر مفسرین اسی قول کو ترجیح دیتے ہیں کہ اس سے مراد مسیلمہ کذاب کی قوم اور اہل الردہ ہیں یعنی جو لوگ مرتد ہو گئے تھے اور بعض نے یہ بھی کہا کہ اس سے مراد اہل فارس اور اہل روم اور بتوں کی عبادت کرنے والے اہل الاوثان ہیں۔ (التفسیر المنیر۔ ج ۲۶، ص، ۱۷۴)

﴿درس نمبر ۲۰۰۱﴾ اندھے، لنگڑے اور بیمار کیلئے رخصت ﴿الفتح ۱۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَيْسَ نہیں ہے عَلَى الْاَعْمٰى اندھے پر حَرَجٌ کوئی حرج وَّ اور لَا نہ عَلَى الْاَعْرَجِ لنگڑے پر حَرَجٌ کوئی حرج وَّ اور لَا نہ عَلَى الْمَرِيْضِ مریض پر حَرَجٌ کوئی حرج وَ اور مَنْ جو کوئی يُّطِعِ اطاعت

کرے اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ اللہ اور اس کے رسول کی یُدْخِلْہُ تو وہ داخل کرے گا اس کو جَنّٰتٍ باغات میں تَجْرِیْ کہ بہتی ہیں مِنْ تَحْتِہَا ان کے نیچے الْاَنْہٰرُ نہریں وَ اور مَنْ جو کوئی یَّتَوَلَّ روگردانی کرے گا یُعَذِّبْہُ تو وہ اسے عذاب دے گا عَذَابًا اَلِیْمًا عذاب نہایت دردناک

ترجمہ:۔ اندھے آدمی پر (جہاد نہ کرنے کا) کوئی گناہ نہیں ہے، نہ لنگڑے آدمی پر کوئی گناہ ہے اور نہ بیمار آدمی پر گناہ ہے، اور جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانے، اللہ اس کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جو کوئی منہ موڑے گا اسے دردناک عذاب دے گا۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اندھے آدمی پر جہاد نہ کرنے کا کوئی گناہ نہیں ہے۔

۲۔ نہ لنگڑے آدمی پر کوئی گناہ ہے اور نہ بیمار آدمی پر۔

۳۔ جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانے اللہ اس کو ایسی جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

۴۔ جو کوئی منہ موڑے گا اسے دردناک عذاب دے گا۔

پیچھے رہ جانے والے منافقوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تو ان پیچھے رہنے والوں میں جو معذورین تھے وہ بے چین ہو گئے کہ ہم بھی اس سفر میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہیں تھے تو کیا ہمیں بھی اس عذاب میں مبتلا کیا جائے گا؟ ان کے اس شبہ کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو عذاب ہم پیچھے رہنے والوں کو دینے والے ہیں اس وعید میں معذورین جیسے اندھے، لنگڑے اور بیمار لوگ شامل نہیں ہیں اس لئے کہ یہ لوگ جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں شریک نہیں تھے وہ اپنے عذر کی وجہ سے نہیں آ سکے اگر انہیں یہ عذر لاحق نہ ہوتا تو وہ یقینا اپنے نبی کی ایک آواز پر اپنے گھروں سے نکل جاتے، مگر یہ منافقین جو اپنی جان کا خوف کرتے ہوئے بغیر کسی عذر کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور آپ کے ساتھ نہیں آئے ان کی تو برابر گرفت ہو گی جو کوئی اللہ اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا اللہ تعالی اسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جس کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی وہ لوگ ان باغات میں اور وہاں کے پر سکون ماحول میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے مگر جو منافق لوگ ہیں جو نہ تو اللہ کا کہا مانتے ہیں اور نہ ہی نبی کا، اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت سے منہ موڑتے ہیں تو انہیں اللہ تعالی دردناک عذاب دے گا اس لئے کہ یہ اللہ اور اسکے رسول کے نافرمان ہیں اور جو کوئی بھی اللہ اور اسکے رسول کا نافرمان ہوتا ہے اللہ نے اسے ایسی ہی سزاوں میں مبتلا کیا ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بھی رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لکھتا تھا یعنی آپ کا کاتب تھا، ایک دفعہ

میں آپ کے پاس قلم کو اپنے کان کے اوپر لگائے بیٹھا تھا کہ آپ علیہ السلام کو اسی وقت جہاد کا حکم دیا گیا، یہ جہاد کا حکم سن کر ایک نابینا صحابی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں تو نابینا ہوں میں کیسے جہاد کر پاؤں گا؟ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ نازل فرمائی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی) اس آیت سے ایک بات واضح ہوتی ہے کہ اگر کوئی انسان معذور ہو اور وہ اپنے عذر کی وجہ سے اللہ تعالی کے دیئے گئے احکامات پر عمل نہ کرسکتا ہو تو ایسے شخص پر ان احکام کے چھوڑنے پر گناہ لازم نہیں ہوگا اس لئے کہ وہ ان احکامات پر عمل کرنے کی قدرت نہیں رکھتا جیسے کہ بہت ہی بیمار شخص ہے کہ وہ اٹھ کر نماز کے لئے مسجد نہیں جاسکتا تو ایسے شخص پر جماعت کو چھوڑنے کا گناہ نہیں ہوگا اس لئے کہ وہ معذور ہے، اسکے پاس اتنی قدرت نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالی کے اس حکم پر عمل کرسکے اور اللہ تعالی کسی بھی انسان پر اسکی طاقت سے زیادہ کا بوجھ نہیں ڈالتا لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا کہ اللہ تعالی کسی بھی انسان کو اسکی استطاعت سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتا۔ (البقرہ ۲۸۶) جب اللہ تعالی نے ایسے لوگوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا ہے تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہم ان معذورین کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں، اوروں سے جس طرح کا کام لیتے ہیں ان سے اسطرح کا کام نہ لیں بلکہ ان کے کاموں میں تھوڑی سے تخفیف اور رعایت کردیں۔

﴿درس نمبر ۲۰۰۲﴾ درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں سے اللہ راضی ہے ﴿الفتح ۱۸۔۱۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَقَدْ البتہ رَضِیَ راضی ہوگیا اللّٰہُ اللہ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ مومنوں سے اِذْ جب یُبَایِعُوْنَکَ وہ آپ سے بیعت کررہے تھے تَحْتَ الشَّجَرَۃِ درخت کے نیچے فَعَلِمَ چنانچہ اس نے جان لیا مَا جو فِیْ قُلُوْبِھِمْ ان کے دلوں میں تھا فَاَنْزَلَ تو اس نے نازل کی السَّکِیْنَۃَ تسکین عَلَیْھِمْ ان پر وَ اور اَثَابَھُمْ بدلہ میں دی انہیں فَتْحًا قَرِیْبًا فتح قریب ہی وَّ اور مَغَانِمَ غنیمتیں کَثِیْرَۃً بہت سی یَّاْخُذُوْنَھَا کہ ان کو حاصل کریں گے وَ اور کَانَ ہے اللّٰہُ اللہ عَزِیْزًا نہایت غالب حَکِیْمًا خوب حکمت والا

ترجمہ:۔ یقیناً اللہ ان مؤمنوں سے بڑا خوش ہوا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کررہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا وہ بھی اللہ کو معلوم تھا، اس لئے اس نے ان پر سکینت اتاردی اور ان کو انعام میں ایک قریبی

فتح عطا فرمادی۔اور غنیمت میں ملنے والے بہت سے مال بھی جو ان کے ہاتھ آئے ہیں اور اللہ اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک۔

تشریح: ۔ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے بڑا خوش ہوا جو درخت کے نیچے آپ سے بیعت کررہے تھے۔

۲۔ان کے دلوں میں جو کچھ تھا وہ بھی اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا اس لئے اللہ نے ان پر سکینت نازل فرمائی۔

۳۔ان کو انعام میں ایک قریبی فتح عطا فرمادی۔

۴۔غنیمت میں ملنے والے بہت سارے مال بھی ان کو عطا فرمادیا جو ان کے ہاتھ آئیں گے۔

۵۔اللہ اقتدار کا بھی مالک ہے حکمت کا بھی۔

اللہ تعالیٰ یہاں ان لوگوں کا حال بیان فرمارہے ہیں جنہوں نے نبی رحمت ﷺ سے ایک کانٹے دار درخت کے نیچے حدیبیہ کے مقام پر بیعت لی یہ واقعہ پچھلی آیتوں میں گزر چکا کہ وہ بیعت آپ علیہ السلام نے کس لئے لی؟ چنانچہ یہاں اللہ تعالیٰ ان بیعت لینے والوں کے بارے میں فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے راضی ہوگیا جنہوں نے آپ علیہ السلام کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت لی اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم میں وہ شخص نہیں جائے گا جس نے اس درخت کے نیچے بیعت کی ہو۔(ابوداود ۴۶۵۳:) بیعت کا یہ واقعہ سن چھ ہجری میں پیش آیا (اور) وہ درخت جس کے نیچے آپ علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی وہ ایک کانٹے دار درخت ہے جس پر ہرے پتے نہیں ہوتے اکثر وہ صحراء میں پایا جاتا ہے جسے ببول کا درخت کہا جاتا ہے۔اس آیت کے شان نزول سے متعلق حضرت اکوع بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم قیلولہ کررہے تھے کہ ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ اے لوگو! بیعت بیعت (بیعت ہونے والی ہے) جبرئیل علیہ السلام ابھی حکم لیکر نازل ہوئے تو ہم دوڑ کر نبی رحمت ﷺ کے پاس جا پہنچے تو آپ علیہ السلام سمراء (ببول) کے درخت نیچے تھے۔ہم نے آپ سے بیعت کی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(التفسیر المنیر۔ج۲۶۔ص۱۸۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ علیہ السلام کے ہاتھ پر جو بیعت کی وہ بیعت کس چیز کے لئے کی تھی تو اس سلسلہ میں حضرت یزید بن ابوعبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے حدیبیہ کے دن آپ علیہ السلام سے کس چیز پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے کہا موت پر۔(بخاری ۴۱۶۹) اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے حدیبیہ کے دن آپ علیہ السلام سے اس بات پر بیعت کی کہ ہم میدان جنگ سے نہیں بھاگیں گے، اس دن ہم نے موت پر بیعت نہیں کی۔(مسلم ۱۸۵۶:) ان دونوں حدیثوں کو سامنے رکھتے ہیں تو ایک ہی بات نکل کر آتی ہے کہ اس دن آپ علیہ السلام کے ہاتھ پر یہی بیعت ہوئی کہ ہم کفار

سے ہر حال میں جنگ کرینگے اور جنگ میں کچھ بھی ہو جائے تو ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے چاہے ہمیں اپنی جان بھی کیوں نہ دینی پڑے۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اس وقت ان مومنوں کے دلوں کی کیا کیفیت تھی؟ اللہ اس سے پوری طرح باخبر تھا یعنی جس جذبہ سے انہوں نے نبی رحمت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اس جذبہ کو اللہ خوب جانتا تھا اسی جذبہ اور اخلاص کی وجہ سے اللہ تعالی نے ان کے دلوں سے ہیبت کو دور کر کے سکون اور اطمینان داخل کر دیا اور ان کے دلوں سے موت کا خوف دور کر دیا اسکے ساتھ ساتھ انہیں ایک انعام بھی دیا کہ تمہیں عنقریب ایک بہت بڑی فتح نصیب ہوگی یہ فتح اللہ نے تمہارے حق میں پہلے ہی لکھ دی ہے اور اس فتح کے ساتھ اللہ تعالی تمہیں بہت سارا مال غنیمت عطا کرنے والا ہے جو کہ پہلے سے لکھا جاچکا ہے یقینا اللہ تبارک وتعالی اقتدار کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی۔

﴿درس نمبر ۲۰۰۳﴾ لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا ہے ﴿الفتح ۲۰۔تا۔۲۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ يَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا O وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا O وَ لَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَعَدَكُمْ وعدہ کیا تم سے اللّٰهُ اللہ نے مَغَانِمَ كَثِيْرَةً بہت سی غنیمتوں کا تَأْخُذُوْنَهَا کہ تم حاصل کرو گے ان کو فَعَجَّلَ چنانچہ اس نے جلد ہی دے دی لَكُمْ تمہیں هٰذِهٖ یہ وَ اور كَفَّ اس نے روک دیئے اَيْدِيَ ہاتھ النَّاسِ لوگوں کے عَنْكُمْ تم سے وَ اور لِتَكُوْنَ تا کہ ہو یہ اٰيَةً نشانی لِّلْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں کے لئے وَ اور يَهْدِيَكُمْ وہ ہدایت دے تمہیں صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا صراط مستقیم کی وَّ اور اُخْرٰى دوسری لَمْ تَقْدِرُوْا تم قادر نہیں ہوئے عَلَيْهَا ان پر قَدْ تحقیق اَحَاطَ احاطہ کر رکھا ہے اللّٰهُ اللہ نے بِهَا ان کا وَ اور كَانَ ہے اللّٰهُ اللہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر قَدِيْرًا خوب قادر وَ اور لَوْ اگر قٰتَلَكُمُ لڑتے تم سے الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا لَوَلَّوُا تو یقیناً وہ پھیر جاتے الْاَدْبَارَ پیٹھیں ثُمَّ پھر لَا نہ يَجِدُوْنَ وہ نہ پاتے وَلِيًّا کوئی دوست وَّ اور لَا نَصِيْرًا نہ کوئی مددگار

ترجمہ:۔ اللہ نے تم سے بہت سے مالِ غنیمت کا وعدہ کر رکھا ہے جو تم حاصل کرو گے اب فوری طور پر اس نے تمہیں یہ فتح دے دی ہے اور لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا تا کہ یہ مؤمنوں کے لئے ایک نشانی بن جائے اور تمہیں اللہ سیدھے راستے پر ڈال دے۔اور ایک فتح اور بھی ہے جو ابھی تمہارے قابو میں نہیں آئی لیکن

اللہ نے اس کو اپنے احاطے میں لے رکھا ہے، اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اور یہ کافر لوگ تم سے لڑتے تو یقیناً پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے، پھر انہیں کوئی یار و مددگار بھی نہ ملتا۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سارے مال غنیمت کا وعدہ کر رکھا ہے جو تم حاصل کرو گے۔

۲۔ فوری طور پر اس نے تمہیں یہ فتح دے دی ہے اور لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا ہے۔

۳۔ تاکہ یہ مومنوں کے لئے ایک نشانی بن جائے اور اللہ تمہیں سیدھے راستے پر ڈال دے۔

۴۔ ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں نہیں آئی۔

۵۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے احاطہ میں لے رکھا ہے۔ ۶۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

۷۔ یہ کافر لوگ تم سے لڑتے تو یقیناً پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے۔ ۸۔ پھر انہیں کوئی یار و مددگار بھی نہ ملتا۔

پچھلی آیتوں میں بیان کیا گیا کہ ان مومنوں کے لئے جنہوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت کے نیچے بیعت کی اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سارا مال غنیمت خیبر کے مقام سے عطا فرمایا، ان آیتوں میں بیعت کرنے والوں کے لئے اس خیبر کی غنیمت کے علاوہ اور بھی بہت سارا مال غنیمت ان کے حصہ میں آنے کی خوشخبری سنا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سارے مال غنیمت کا تم سے وعدہ کیا ہے جو تمہیں عنقریب حاصل ہوگا، یہ جو خیبر کا مالِ غنیمت تم نے حاصل کیا وہ تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں فوری طور پر انعام عطا کیا اس کے علاوہ بھی بہت سارے انعامات تمہیں غنیمت کی شکل میں ملیں گے اور ایک خاص اکرام جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا وہ یہ کہ کفار کے ہاتھوں کو تم سے دور رکھا یعنی انہیں تم سے جنگ کرنے سے روکے رکھا اس طور پر کہ اس نے ان کے دلوں میں تمہارے تعلق سے ہیبت ڈال دی تھی جس کی وجہ سے وہ لوگ جنگ کرنے کے بجائے صلح کرنے پر آمادہ ہوئے اور اگر وہ لوگ صلح نہ کرتے اور جنگ بھی کر لیتے تب بھی اللہ تعالیٰ تمہیں ہی فتح دیتا اور انہیں شکست عطا فرماتا، تمہارے اس اخلاص کی وجہ سے جو تم نے اپنے نبی کے ساتھ روا رکھا تھا تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر شکر ادا کرو اور تاکہ یہ انعام آپ علیہ السلام کے سچے نبی ہونے پر نشانی بن جائے کہ آپ علیہ السلام نے انہیں اللہ کا جو وعدہ سنایا تھا کہ خیبر فتح ہوگا وہ ہو چکا اور تاکہ یہ فتح اور اللہ کے وعدہ کا سچا ہونا تمہارے ایمان میں اضافہ کر دے اور تم پورے یقین کے ساتھ ہدایت والے راستے پر چلو، اس آیت میں علماء تفسیر نے کہا کہ یہاں مَغَانِمَ كَثِيْرَةً سے مراد قیامت تک حاصل ہونے والی غنیمتیں ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے اور بعض نے کہا کہ اس سے بھی مراد خیبر ہی ہے۔ فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ سے مراد بعض مفسرین کے قول کے مطابق خیبر ہے اور بعض کے مطابق صلح حدیبیہ ہے اور وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ میں جن لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سے مراد

مکہ کے قریش ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس سے مراد مدینہ کے یہود ہیں اور ایک قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ ہے کہ اس سے مراد قبیلہ عیینہ اور عوف کے لوگ ہیں، بہر حال جو بھی مراد ہو اللہ تعالی نے ان سب سے مسلمانوں کی حفاظت فرمائی اور انہیں انکے شر سے بچائے رکھا یہ اللہ تعالی کا ان بیعت کرنے والوں پر اپنا انعام تھا۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ ان فتوحات کے علاوہ کچھ اور بھی فتوحات ہیں جو اللہ تعالی تمہیں آئندہ عطا فرمائے گا مگر اس وقت تم لوگ ان فتوحات پر قابو نہیں پائے، یہاں پر ان دوسری فتوحات سے کونسے فتوحات مراد ہیں؟ اس سے متعلق بھی مفسرین کے چند اقوال ہیں جیسے کہ فتح مکہ، فتح خیبر، حنین، فارس اور روم وغیرہ حتی کہ ان فتوحات میں وہ فتوحات بھی شامل ہیں جو آج تک چلی آرہی ہیں لیکن اکثر علماء نے فارس اور روم مراد لیا ہے اس لئے کہ یہ دونوں قومیں اس وقت سے سوپر پاور قومیں شمار کئے جاتے تھے اس لئے اللہ تعالی نے انکی شکست کی خبر دی کہ ایک دن وہ بھی تمہارے ہاتھوں فتح ہوگا وہ اگرچہ کہ سوپر پاور کہلاتی ہوں لیکن اللہ کے نزدیک انکی کوئی حیثیت نہیں ہے ان جیسی ہزاروں قومیں بھی آجائیں تو اللہ تعالی ان مسلمانوں کو فتح عطا کرے گا، اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا اللہ تعالی اسی صلح حدیبیہ کا واقعہ بیان فرمارہے ہیں کہ ان کفار نے تم سے صلح کرلی اس لئے کہ اللہ تعالی نے تمہاری ہیبت ان کے دلوں میں جمادی اور انہیں یہ خوف ہونے لگا تھا کہ اگر ہم ان مسلمانوں سے جنگ کریں گے تو نقصان ہمارا ہی ہوگا اس لئے انہوں نے صلح ہی میں اپنی خیر سمجھی لیکن اگر وہ لوگ صلح نہ کرتے اور لڑنے پر ہی آمادہ رہتے تب بھی اللہ تعالی تم کو ہی فتح عطا فرماتا اور یہ کافر لوگ پھر سے پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلتے جیسے کہ بدر اور احد کے وقت ہوا، تو اس وقت انہیں کوئی نہ یار ملتا اور نہ ہی مددگار۔ جو انکی تمہارے مقابلہ میں مدد کرسکے اس طرح انہیں اپنا ہی شہر یعنی مکہ مکرمہ چھوڑ کر بھاگنا پڑتا۔

﴿درس نمبر ۲۰۰۴﴾ یہ اللہ کا دستور ہے جو پہلے سے چلا آرہا ہے ﴿الفتح ۲۳۔۲۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ○ وَ هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ سُنَّةَ اللّٰهِ اللہ کے طریقہ کے مانند الَّتِیْ وہ جو قَدْ تحقیق خَلَتْ گذر چکا ہے مِنْ قَبْلُ پہلے سے وَ اور لَنْ تَجِدَ ہرگز آپ نہیں پائیں گے لِسُنَّةِ اللّٰهِ طریقۂ الٰہی میں تَبْدِیْلًا کوئی تبدیلی وَ اور هُوَ وہ الَّذِیْ وہ ذات

ہے جس نے كَفَّ روکے اَيْدِيَهُمْ ان کے ہاتھ عَنْكُمْ تم سے وَ اور اَيْدِيَكُمْ تمہارے ہاتھ عَنْهُمْ ان سے
بِبَطْنِ مَكَّةَ وادیٔ مکہ میں مِنْۢ بَعْدِ بعد اَنْ اس کے کہ اَظْفَرَكُمْ اس نے کامیابی دی تمہیں عَلَيْهِمْ ان پر وَ اور
كَانَ ہے اللّٰهُ اللہ بِمَا ساتھ اس کے جو تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے ہو بَصِيْرًا خوب دیکھنے والا

ترجمہ:۔ جیسا کہ اللہ کا یہی دستور ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے اور تم اللہ کے دستور میں ہرگز تبدیلی نہیں پاؤ گے۔ اور وہی اللہ ہے جس نے مکہ کی وادی میں ان کے ہاتھوں کو تم تک پہنچنے سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان تک پہنچنے سے روک دیا جبکہ وہ تمہیں ان پر قابو دے چکا تھا اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ اسے دیکھ رہا تھا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ اللہ کا دستور ہے جو پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ ۲۔ تم اللہ کے دستور میں ہرگز تبدیلی نہیں پاؤ گے۔

۳۔ وہی اللہ ہے جس نے مکہ کی وادی میں تم تک ان کے ہاتھوں کو اور ان تک تمہارے ہاتھوں کو پہنچنے سے روک دیا،

۴۔ جبکہ اللہ نے تم کو ان پر قابو دے دیا تھا۔ ۵۔ جو کچھ تم کرتے رہے تھے اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا تھا۔

پچھلی آیتوں میں کہا گیا کہ اگر یہ مشرکینِ مکہ ایمان والوں سے جنگ بھی کر لیتے تو اللہ تعالیٰ انہیں شکست سے دوچار کرتا اس شکست کی وجہ ان آیتوں میں بیان کی جا رہی ہے کہ انکی جو شکست ہوئی وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ ایمان والوں کو کامیابی و کامرانی اور فتح عطا کرتا ہے اور کافروں کو شکست اور ناکامی عطا کرتا ہے، مومن جو کہ اللہ کے محبوب اور اس کے دوست ہیں اسی وجہ سے وہ انہیں ناکام نہیں ہونے دے گا اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کہ اللہ کے جو دوست ہوتے ہیں انہیں نہ تو کوئی خوف کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی غم (یونس ۶۲) اور چونکہ یہ کفار و مشرکین اللہ کے دشمن ہیں تو اللہ کا دشمن ہمیشہ خسارہ و نقصان میں رہیگا اور اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ اور سنت ہر قوم اور ہر زمانہ میں رہی ہے اس میں کوئی تبدیلی یا ردوبدل نہیں ہوا، قیامت تک جو بھی اللہ کے دوست اور اس پر ایمان لانے والے رہیں وہ انکی ضرور مدد کریگا بس اللہ کو مطلوب یہ ہے کہ وہ ایمان والے اپنے اندر اخلاص پیدا کرلیں کہ جو بھی کریں وہ بس اللہ ہی کے لئے ہو کسی اور کو دکھانے یا کسی اور مقصد کو حاصل کرنے کی غرض سے نہ ہو، اگر مقصد میں اخلاص نہ ہو تو پھر یہ بات بھی کوئی یقینی نہیں کہ کامیابی مومن کی ہی ہو گی، جیسا کہ جنگ احد کے موقع پر وقتی طور پر مسلمانوں کو نقصان کا سامنا کرنا پڑا اس لئے کہ اس وقت مسلمانوں نے اللہ پر بھروسہ کرنے کے بجائے اپنی تعداد پر بھروسہ کرلیا تھا اور بعض کی زبانوں سے یہ کلمات نکل گئے تھے کہ جنگ بدر میں ہم کم تعداد اور بے سروسامان رہتے ہوئے بھی اتنے بڑے لشکر کو ہرا سکتے ہیں تو آج تو ہماری تعداد بھی زیادہ ہے اور ہتھیار بھی زیادہ ہیں، یہ ادا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آئی اس لئے انہیں اس جنگ میں نقصان اٹھانا پڑا، اسکے برخلاف جنگ بدر میں انہوں نے پورا کامل یقین اللہ ہی پر کیا تھا جسکی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور انہیں مثالی کامیابی عطا فرمائی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی! ہماری جو یہ سنت ہے اس میں آپ

کبھی بھی کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے، قیامت تک ہمارا یہی قانون رہیگا کہ حق کی فتح اور باطل کی ہار ہوگی۔ اللہ تعالی فرمارہے ہیں جس اللہ کی یہ سنت ہے اسی اللہ نے ان مشرکین کے ہاتھوں کو وادیِ مکہ میں تم مسلمانوں تک آنے سے روک دیا اور تمہارے ہاتھوں کو ان تک پہنچنے سے روک دیا جبکہ تم ان پر قابض ہو چکے تھے، اصل واقعہ یہ ہوا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور انکے ساتھ چند مسلمانوں کو مکہ بھیجا تا کہ وہ آپ علیہ السلام کا یہ پیغام دیں کہ ہم لڑنے کے لئے نہیں بلکہ عمرہ کرنے آرہے ہیں، ادھر قریش مکہ نے بھی اپنے لوگوں کو بھیجا تا کہ وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ قتل کردیں چنانچہ یہ لوگ پوری طرح ہتھیار سے لیس ہو کر جبل تنعیم سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تک آپہنچے اور آپ علیہ السلام اور مسلمانوں کی غفلت کا انتظار کررہے تھے کہ اگر ان سے کوئی غفلت ہوئی تو فوراً ہم ان پر حملہ کرکے ان کا کام تمام کردیں گے مگر ان کا یہ مقصد کامیاب نہ ہوسکا، مسلمانوں نے ان مشرکین کے اسی (۸۰) لوگوں کو قیدی بنالیا مگر انہیں قتل نہیں کیا اور ادھر قریش مکہ کو جب یہ خبر ملی کہ انکے لوگ قیدی بنا لئے گئے ہیں تو انہوں نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور آپکے ساتھیوں کو قید کرلیا ادھر اللہ تعالی نے مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال ڈالا کہ انہیں قتل نہ کیا جائے اور ادھر ان کفار مکہ کے دلوں میں بھی مسلمانوں کی ہیبت بیٹھ گئی جسکی وجہ سے ان لوگوں نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور انکے ساتھیوں کو قتل کرنے سے گریز کیا، اسی پس منظر میں اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۶۔ص،۲۸۱) اور امام ترمذی علیہ الرحمہ نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی روایت کو نقل کیا ہے۔ (ترمذی ۳:۲۶۴) وہ کتنے لوگ تھے جنہیں مسلمانوں نے قیدی بنایا تھا؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے پچاس (۵۰) کی تعداد سے لے کر اسی (۸۰) کی تعداد بتلائی گئی کہ کسی نے پچاس (۵۰) کہا توکسی نے ساٹھ (۶۰) کسی نے ستر (۷۰) توکسی نے اسی (۸۰) بہرحال اس کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم جو کچھ بھی کرتے ہو اسکی پوری پوری خبر اللہ تعالی کو ہوتی ہے اور وہ تمہارے سارے اعمال کو دیکھتا ہے لہٰذا اپنے اعمال میں اور نیتوں میں اخلاص پیدا کرلو۔

﴿درس نمبر ۲۰۰۵﴾ یہی ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجدِ حرام سے روکا ﴿الفتح ۲۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هُمُ وہ الَّذِيْنَ وہ لوگ ہیں جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا وَ اور صَدُّوْكُمْ انھوں نے روکا تمہیں عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مسجدِ حرام سے وَ اور الْهَدْيَ قربانی کے جانوروں کو مَعْكُوْفًا اس حال میں کہ (جانور) روکے گئے اَنْ اس سے کہ يَّبْلُغَ وہ پہنچے مَحِلَّهٗ اپنی قربان گاہ میں وَ اور لَوْ لَا اگر نہ ہوتے رِجَالٌ مرد مُّؤْمِنُوْنَ ایمان دار وَ اور نِسَآءٌ عورتیں مُّؤْمِنٰتٌ ایمان دار لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ کہ تم نہیں جانتے تھے ان کو اَنْ تَطَئُوْهُمْ یہ کہ تم انھیں روند ڈالو گے فَتُصِيْبَكُمْ پھر تمہیں پہنچتی مِّنْهُمْ ان کی وجہ سے مَّعَرَّةٌ تکلیف بِغَيْرِ بغیر عِلْمٍ علم کے لِيُدْخِلَ تا کہ داخل کرے اللّٰهُ اللہ فِيْ رَحْمَتِهٖ اپنی رحمت میں مَنْ جسے يَّشَآءُ چاہے لَوْ اگر تَزَيَّلُوْا وہ الگ الگ ہوتے لَعَذَّبْنَا تو ہم ضرور عذاب دیتے الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جنھوں نے كَفَرُوْا کفر کیا مِنْهُمْ ان میں سے عَذَابًا عذاب اَلِيْمًا نہایت دردناک

ترجمہ:۔ یہی لوگ تو ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا اور تمہیں مسجدِ حرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو جو ٹھہرے ہوئے کھڑے تھے، اپنی جگہ پہنچنے سے روک دیا، اور اگر کچھ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں (مکہ میں) نہ ہوتیں جن کے بارے میں تمہیں خبر بھی نہ ہوتی کہ تم انہیں پیس ڈالو گے اور اس کی وجہ سے بے خبری میں تم کو نقصان پہنچ جاتا (تو ہم ان کافروں سے تمہاری صلح کے بجائے جنگ کروا دیتے، لیکن ہم نے جنگ کو اس لئے روکا) تا کہ اللہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کر دے (البتہ) اگر وہ مسلمان وہاں سے ہٹ جاتے تو ہم ان (اہلِ مکہ) میں سے جو کافر تھے، انہیں دردناک سزا دیتے۔

تشریح:۔ اس آیت میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہی تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا۔

۲۔ قربانی کے ان جانوروں کو جو کھڑے ہوئے تھے اپنی جگہ پہنچنے سے روک دیا۔

۳۔ اگر کچھ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں مکہ میں نہ ہوتیں جنکے بارے میں تمہیں خبر بھی نہ ہوتی کہ تم انہیں پیس ڈالو گے۔

۴۔ اس کی وجہ سے بے خبری میں تمہیں نقصان پہنچ جاتا۔

۵۔ ہم نے اس لئے جنگ نہیں کروائی تا کہ اللہ تعالی جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے۔

۶۔ اگر وہ مسلمان وہاں سے ہٹ جاتے تو ہم ان اہل مکہ کے جو کافر تھے انہیں دوگنی سزا دیتے۔

ان آیتوں میں بیان کیا جا رہا ہے کہ یہ کفار جن سے اللہ تعالی نے تمہاری صلح کروائی ایسے لوگ ہیں کہ انہوں نے ایک تو کفر اپنایا اور دوسرا یہ کہ تمہیں مسجد حرام سے روکا یعنی عمرہ ادا کرنے نہیں دیا اور جو ہدی کا جانور تم اپنے ساتھ لائے تھے کہ اسے فلاں منحر یعنی مکہ یا منی میں ذبح کرو گے تو تمہیں وہ عمل بھی کرنے نہیں دیا ان سب باتوں کے باوجود

اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے ساتھ جنگ کرنے سے روکے رکھا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں مکہ میں چند مسلمان لوگ تھے جیسے سلمہ بن ھشام، عیاش بن ابی ربیعہ، ابو جندل بن سہیل رضی اللہ عنہم وغیرہ (تفسیر قرطبی۔ج ۱۶،ص، ۲۸۵) جو ابھی تک مدینہ نہیں پہنچ سکے تھے اور ان کفار کی اذیتوں سے ڈر کر انہوں نے اپنے ایمان کو چھپائے رکھا تھا، اگر تم ان سے جنگ کرتے تو تمہیں ان کے ایمان کی اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے ہوسکتا کہ وہ تمہارے اپنے ہاتھوں قتل ہوجاتے تو اس طرح ایک ایمان والے کا قتل ایک ایمان والے کے ہاتھوں ہوجاتا بس اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تم دونوں فریقوں کے درمیان صلح کروائی، اسکا ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ ان ایمان والوں کی جان بچ گئی اور دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ تمہاری ان کے ساتھ صلح ہونے کی وجہ سے اب تم مکہ آجاسکتے ہو اور اس طرح دین کی تبلیغ بھی آسانی کرسکتے ہو، بس یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جو اس نے تم پر کی اور وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں یہ سب کچھ جو اللہ تعالیٰ نے کیا وہ ان مومنوں کو بچانے کے لئے کیا جو وہاں مکہ میں تھے، اگر وہ مومن مکہ میں نہ ہوتے تو ہم ضرور ان کفار کو جو مکہ میں تھے ایسی دردناک سزا دیتے کہ وہ بھی ایک نصیحت بن جاتی اس آیت کے شان نزول سے متعلق حضرت عبد اللہ بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے جنید بن سبع رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ میں نے دن کے ابتدائی حصہ میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کافر ہونے کی حالت میں جنگ کی اور دن کے آخری حصہ میں آپ علیہ السلام کے ساتھ مسلمان ہونے کی حالت میں کافروں سے جنگ کی اور ہم لوگ تین مرد اور نو عورتیں تھے، ہم ہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ (المعجم الکبیر للطبرانی۔ج ۱۶،ص، ۲۸۷)

﴿درس نمبر ۲۰۰۶﴾ کافروں نے دلوں میں حمیت کو جگہ دی ﴿الفتح ۲۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِذْ جب جَعَلَ پیدا کرلی الَّذِيْنَ ان لوگوں نے جنھوں نے كَفَرُوْا کفر کیا فِيْ قُلُوْبِهِمُ اپنے دلوں میں الْحَمِيَّةَ حمیت حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ جاہلیت کی حمیت فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تو اللہ نے نازل کی سَكِيْنَتَهٗ اپنی سکینت عَلٰى رَسُوْلِهٖ اپنے رسول پر وَ اور عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں پر وَ اور اَلْزَمَهُمْ اس نے لازم کردی ان پر كَلِمَةَ التَّقْوٰى بات تقوے کی وَ اور كَانُوْا وہ تھے اَحَقَّ زیادہ حق دار بِهَا اسکے وَ اور اَهْلَهَا لائق اس کے وَ اور كَانَ ہے اللّٰهُ اللہ ہے بِكُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کو عَلِيْمًا خوب جاننے والا

ترجمہ:۔ (چنانچہ) جب ان کافروں نے اپنے دلوں میں اس حمیت کو جگہ دی جو جاہلیت کی حمیت تھی تو اللہ نے اپنی طرف سے اپنے پیغمبر اور مسلمانوں پر سکینت نازل فرمائی اور ان کو تقوی کی بات پر جمائے رکھا اور وہ اسی کے زیادہ حق دار اور اس کے اہل تھے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب ان کافروں نے اپنے دلوں میں اس حمیت کو جگہ دی جو جاہلیت کی حمیت تھی۔

۲۔ اس وقت اللہ تعالی نے اپنی جانب سے اپنے پیغمبر اور مسلمانوں پر سکینت نازل فرمائی۔

۳۔ انہیں تقوی پر جمائے رکھا اور وہ اسی کے زیادہ حقدار اور اہل تھے۔

۴۔ اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

ان آیتوں میں صلح حدیبیہ کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے اور اس صلح نامہ کی جانب اشارہ کیا جا رہا ہے جو مسلمانوں اور مکہ والوں کے درمیان طے پایا تھا، قصہ یہ ہوا کہ جب سردارانِ قریش نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح نامہ لکھوانے آئے تو آپ علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ صلح نامہ کی ابتدا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے کرو، اس پر قریش کے سردار سہیل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ روک لیا اور کہا کہ ہم رحمن ورحیم کو نہیں جانتے لہٰذا تم وہی لکھو جو ہم جانتے ہیں اس پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بِسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھو، پھر اس کے بعد جب حضرت علی نے لکھا کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے اہل مکہ سے صلح کی اس پر پھر سے سہیل بن عمرو نے ٹوکا کہ اگر ہم آپ کو نبی مانتے تو کیا آپ پر ظلم کرتے؟ اس پر آپ علیہ السلام نے حکم دیا کہ یہ لکھو کہ یہ صلح نامہ محمد بن عبد اللہ کی طرف سے ہے، پھر اس کے بعد آپ علیہ السلام نے یہ شرط رکھی کہ ہمیں عمرہ کرنے دو تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو اس سال عمرہ کرنے نہیں دینگے آپ کو عمرہ کرنے کے لئے اگلے سال آنا ہوگا اور اسی طرح یہ شرط لگائی کہ اگر مکہ سے کوئی مسلمان آپ کے پاس بھاگ کر آجائے تو آپ اسے واپس ہمارے پاس بھیج دیں گے اور اگر کوئی مسلمان آپ کے پاس سے بھاگ کر ہمارے پاس آجائے تو ہم اسے واپس نہیں کریں گے (بخاری ۲۷۳۲)

یہ ایک طویل حدیث ہے جس میں صلح حدیبیہ کا قصہ مذکور ہے چنانچہ جب یہ شرطیں کفار مکہ کی جانب سے لگائی جا رہی تھیں جو کہ انہوں نے اپنی جاہلیت کی حمیت کی وجہ سے لگائی تھی یعنی وہ اپنے آپ کو دوسرے کے سامنے جھکانے کو کبھی پسند نہیں کرتے تھے جس کی خاطر بڑی بڑی جنگیں زمانۂ جاہلیت میں پیش آئیں جیسے کہ اس کا اونٹ ہمارے اونٹ سے پہلے پانی کیسے پیا؟ صرف اس بات پر چالیس چالیس سال ان کے درمیان جنگ جاری رہی یہ اسی حمیت اور غیرت کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی خواہش کے مطابق صلح نامہ لکھوایا جس پر مسلمانوں کو بہت غصہ آیا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو آپ علیہ السلام سے یہ کہا کہ اے اللہ کے نبی!

کیا ہم حق پر اور وہ گمراہی پر نہیں ہیں؟ جب ہیں تو پھر ہم ان سے اس طرح جھک کر صلح کیوں کریں کہ ان کی ہر بات مانتے جائیں؟ اسی سے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ان کے دلوں میں سکینت اور اطمینان داخل کر دیا تا کہ جنگ جیسا ماحول پیدا نہ ہو، اس لئے کہ اگر یہ مسلمان بھی ان شرطوں کو ماننے تیار نہ ہوتے تو وہ قوم تو جاہل تھی، لہٰذا ان کی جہالت کے سبب بہت بڑی جنگ چھڑ جاتی جو کہ اللہ کو منظور نہیں تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت ﷺ اور مسلمانوں کے دلوں پر سکینت نازل فرمائی اور کلمہ تقوی یعنی کلمہ شہادت پر انہیں ثابت قدم رکھا، اس لئے کہ یہ مسلمان ہی اس بات کے زیادہ حقدار تھے کہ ان کے دلوں پر سکونت نازل کی جائے ورنہ اگر اللہ چاہتا تو ان کفار کے دلوں کو بھی پھیر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا اس لئے کہ سکینت اور اطمینان اللہ کی رحمت سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں پر رحمت نازل نہیں کرتا اس لئے اس نے اپنی رحمت کے لئے ان مسلمانوں کو منتخب کیا اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں وہ اللہ جس نے تمہارے دلوں پر سکینت نازل فرمائی وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے، لہٰذا اس نے جو بھی کیا وہ اپنی مصلحت کی بنا پر کیا جس سے کوئی اور واقف نہیں۔

﴿درس نمبر ۲۰۰۷﴾ تم لوگ مسجدِ حرام میں امن وامان کے ساتھ داخل ہوجاو گے ﴿الفتح ۲۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَقَدْ البتہ تحقیق صَدَقَ سچی خبر دی اللّٰهُ اللہ نے رَسُوْلَهُ اپنے رسول کو الرُّءْيَا خواب میں بِالْحَقِّ حق کے ساتھ لَتَدْخُلُنَّ کہ البتہ تم ضرور داخل ہوگے الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ مسجدِ حرام میں اِنْ اگر شَآءَ اللّٰهُ چاہا اللہ نے اٰمِنِيْنَ امن سے مُحَلِّقِيْنَ منڈاتے ہوئے رُءُوْسَكُمْ اپنے سر وَ اور مُقَصِّرِيْنَ بال کتراتے ہوئے لَا تَخَافُوْنَ تم ڈرتے نہ ہوگے فَعَلِمَ چنانچہ اس نے جان لی مَا وہ بات جو لَمْ تَعْلَمُوْا تم نے نہیں جانی فَجَعَلَ لہٰذا اس نے کردی مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ اس سے پہلے فَتْحًا ایک فتح قَرِيْبًا جلد ہی

ترجمہ:۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا ہے جو واقعہ کے بالکل مطابق ہے، تم لوگ ان شاء اللہ ضرور مسجدِ حرام میں اس طرح امن وامان کے ساتھ داخل ہوگے کہ تم (میں سے کچھ) نے اپنے سروں کو بے خوف وخطر منڈوایا ہوگا اور (کچھ نے) بال تراشے ہوں گے، اللہ وہ باتیں جانتا ہے جو تمہیں معلوم نہیں ہیں، چنانچہ اس نے وہ خواب پورا ہونے سے پہلے ایک قریبی فتح طے کر دی ہے۔

تشریح:۔اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا ہے جو واقعہ کے بالکل مطابق ہے۔

۲۔تم لوگ ضرور مسجد حرام میں اس طرح امن وامان کے ساتھ داخل ہوگے کہ تم میں سے کچھ نے اپنے سروں کو بے خوف وخطر منڈوایا ہوگا اور کچھ نے بال تراشے ہونگے۔

۳۔اللہ تعالی وہ باتیں جانتا ہیں جو تمہیں معلوم نہیں۔

۴۔چنانچہ اس نے وہ خواب پورا ہونے سے پہلے ایک قریبی فتح طے کردی ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو فتح مکہ کا خواب دکھایا تھا اسے بیان فرمارہے ہیں واقعہ یہ ہوا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں خواب دیکھا کہ آپ مکہ میں بڑے امن کے ساتھ داخل ہورہے ہیں اور بغیر کسی رکاوٹ کے عمرہ ادا کررہے ہیں اور اس وقت ان کفار ومشرکین کا مسلمانوں کو کوئی خوف نہیں جو کہ پہلے ان مسلمانوں کو اذیتیں اور تکلیفیں دیا کرتے تھے جس کی بنا پر ان مسلمانوں کو مکہ سے ہجرت کرنی پڑی، چنانچہ آپ علیہ السلام نے جب یہ خواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنایا تو وہ بہت خوش ہوئے کہ ہمارے ہاتھوں مکہ فتح ہونے والا ہے اور اسی خوشی کے ساتھ وہ لوگ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کو بغرض عمرہ روانہ ہوگئے چنانچہ جب وہ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو انہیں وہاں روک دیا گیا اور وہ صلح کا سارا قصہ پیش آیا جو پچھلی آیتوں میں بیان کیا گیا بالآخر آپ علیہ السلام نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے اپنے ہدی کو ذبح کرنے کا اور حلق یا قصر کرنے کا حکم دیا تاکہ سب اپنے اپنے احرام سے باہر آجائیں، ان مسلمانوں میں جو منافق تھے انہوں نے کہنا شروع کیا کہ کیا ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب جو انہوں نے ہمیں سنایا تھا کہ مکہ ہمارے ہاتھوں فتح ہوگا اور ہم بڑے ہی اطمینان کے ساتھ بلاخوف وخطر حرم کے چکر لگائیں گے؟ یہاں تو معاملہ سب ہی الٹا ہے ہم حرم کے چکر کیا لگاتے ہمیں تو وہاں آنے سے بھی منع کردیا گیا ہے؟ اس پر جو کامل یقین رکھنے والے مومن تھے ان لوگوں نے کہا کہ اللہ کے نبی نے جو فتح کی بات کہی کیا وہ بات اس سال کے متعلق کہی؟ اس پر ان منافقین نے کہا نہیں! اس پر مسلمانوں نے کہا کہ تو پھر اتنی جلدی کیا؟ اللہ نے جو فتح کا وعدہ کیا ہے وہ یقینا پورا ہوکر رہیگا، اس بات کی تصدیق کے لئے ہی اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا ہے جو واقعہ کے مطابق ہے، (التفسیر المنیر۔ج،۲۶۔ص،۲۰۰) اللہ تعالی نے اس سارے واقعہ کو اس آیت میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا ہے جو واقعے کے بالکل مطابق ہے، وہ خواب یہ ہے کہ تم لوگ ان شاء اللہ مسجد حرام میں ایک دن اس طرح داخل ہوگے کہ تم لوگ بے خوف وخطر ارکان حج وعمرہ ادا کررہے ہونگے کہ تم میں بعض اپنے سر کا حلق کروارہے ہونگے اور بعض اپنے سروں کا قصر اور انہیں اس وقت اس سے کوئی روکنے والا نہیں ہوگا، یہ کب ہوگا اسکی تمہیں کوئی خبر نہیں اسکی خبر تو صرف اللہ ہی کو ہے، اس لئے کہ وہ ان چیزوں کو جانتا ہے

جسے تم نہیں جانتے لہٰذا اس فیصلہ میں جلدی مت کرو، یہ خواب اسی وقت پورا ہونے والا ہے جس وقت اس کا وقت آئے گا اور ہاں! اس فتح یعنی فتح مکہ سے پہلے ایک اور فتح اللہ تعالی نے تم لوگوں کے لئے طے کر دی ہے جو عنقریب تمہیں ملے گی، اس سے فتح خیبر کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جو سات ہجری ماہ صفر میں ہوئی یعنی صلح حدیبیہ کے دو مہینہ بعد، صلح حدیبیہ سن ۶ ؍ہجری ذوالقعدہ میں ہوئی تو فتح خیبر محرم میں ہوئی یہ فتح اللہ تعالی نے اس لئے بھی عطا کی کہ مسلمانوں کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کے سچے ہونے پر پورا یقین آ جائے جو آپ علیہ السلام کو فتح مکہ کے تعلق سے دکھایا گیا، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے یقین کو بڑھانے کے لئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صلح ہونے کے بعد تشریف لائے اور کہا کہ یارسول اللہ! کیا آپ نبی نہیں ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں! بالکل ہوں، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں! بالکل ہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر ہم کیوں اپنے دین کے معاملہ میں اتنی کمزوری دکھا رہے ہیں؟ اس پر آپ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اسکی نافرمانی نہیں کرتا وہ ضرور میری مدد کریگا، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا آپ نے ہم سے نہیں کہا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور وہاں کا طواف کرینگے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں! بالکل کہا تھا لیکن میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ وہ اسی سال ہوگا۔ (بخاری ۲۷۳۲) اس آیت سے ایک درس ملتا ہے کہ ہمیں کسی بھی معاملہ میں بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ صبر و یقین کے ساتھ ہر اس چیز کا انتظار کرنا چاہئے جو اللہ تعالی نے ہم سے کیا ہے یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے اور جو چیزیں ہونے والی ہیں وہ اپنے وقت پر ضرور ہو کر رہیں گی۔

﴿درس نمبر ۲۰۰۸﴾ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے ﴿الفتح ۲۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۚ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝۲۸

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هُوَ وہ الَّذِيْٓ جس نے اَرْسَلَ بھیجا رَسُوْلَهٗ اپنے رسول کو بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ لِيُظْهِرَهٗ تاکہ وہ غالب کرے اس کو عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ سب دینوں پر وَ اور كَفٰى بِاللّٰهِ کافی ہے اللہ شَهِيْدًا بطور گواہ

ترجمہ:۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اسے ہر دوسرے دین پر غالب کر دے اور (اس کی) گواہی دینے کے لئے اللہ کافی ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت ااور سچا دین دیکر بھیجا ہے۔

۲۔تاکہ اس دین کو ہر دوسرے دین پر غالب کردے۔

۳۔اس بات کی گواہی دینے کے لئے اللہ کافی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کے سچے ہونے کی تصدیق فرماتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ وہ اللہ جس نے فتح مکہ کا وعدہ فرمایا اسی نے آپ کو اپنا رسول بنا کر، ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے تاکہ آپ اس دین کو جسے آپ لیکر آئے ہیں ان سارے دینوں پر غالب کردیں جو اس دین کے علاوہ ہیں، اس لئے کہ جو دین آپ لیکر آئے ہیں وہی ایک سچا دین ہے، اس کے علاوہ جتنے بھی ادیان ہیں وہ سب باطل ہیں اور باطل کو ایک دن مٹنا ہی ہے، یہاں پر اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجنے کی بات کہی لیکن اس میں فتح مکہ کا کوئی تذکرہ نہیں ہے پھر یہ آیت کیسے فتح مکہ والے خواب کی تصدیق کرنے والی ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کو مکہ فتح ہونے کا خواب دکھلایا اور آپ اللہ تعالی کے رسول ہیں اور جو اللہ کا رسول ہوتا ہے اسکا خواب کبھی جھوٹا نہیں ہوتا رُؤيَا الْاَنْبِيَاءِ وَحْيٌ (بخاری ۱۳۸) لہٰذا جو خواب فتح مکہ کا دکھایا گیا وہ بھی سچ ہو کر رہے گا مگر وہ کب ہوگا؟ اسکی کوئی تعیین اللہ تعالی نے نہیں کی لہٰذا جب اللہ تعالی نے اسکی کوئی تعیین نہیں کی تو پھر تم لوگ اس کی کیوں تعیین کر رہے ہو اور جب تمہیں مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا گیا ہے تو تم اس واقعہ سے اس خواب کے جھوٹا ہونے کی باتیں نہ کہو۔ اور اس آیت میں ایک اعتبار سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی اس بات پر کہ جب صلح نامہ لکھا جا رہا تھا تو اس وقت یہ لکھا گیا تھا کہ یہ صلح محمد رسول اللہ کی طرف سے ہے مگر سہیل بن عمرو نے یہ لکھنے نہیں دیا اسکے بجائے آپ علیہ السلام کو محمد بن عبد اللہ لکھنا پڑا، چنانچہ اللہ تعالی اس آیت میں نبی رحمت ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ اے نبی! یہ لوگ آپ کو نبی مانیں یا نہ مانیں بہر صورت آپ نبی برحق ہیں اور ہم نے آپ کو ایک ایسا دین دیکر بھیجا ہے جو سارے دینوں پر غالب آنے والا ہے، جب حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول ہوگا اور وہ دجال کو قتل کریں گے تو اس وقت دنیا میں صرف ایک ہی دین یعنی دین اسلام باقی رہے گا، لہٰذا آپ ان کی اس حرکت سے غمزدہ نہ ہوں، اللہ اس بات کی گواہی دینے کیلئے کافی ہے کہ آپ اسکے نبی برحق ہیں اور یہ دین اسلام ایک دن غالب آنے والا ہے۔ اگر کوئی اس پر یقین نہ کرے تو اس سے کوئی نقصان ہونے والا نہیں ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۰۹﴾ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ﴿الفتح ۲۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۗ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا

يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ
فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ مُحَمَّدٌ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رَّسُوْلُ اللّٰهِ اللہ کے رسول ہیں وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ جو مَعَهٗ ان کے پاس ہیں اَشِدَّآءُ بہت سخت ہیں عَلَى الْكُفَّارِ کافروں پر رُحَمَآءُ نہایت مہربان ہیں بَيْنَهُمْ آپس میں تَرٰىهُمْ تو دیکھے گا انہیں رُكَّعًا سُجَّدًا رکوع سجود کرتے ہوئے يَّبْتَغُوْنَ وہ تلاش کرتے ہیں فَضْلًا فضل مِّنَ اللّٰهِ اللہ کا وَ اور رِضْوَانًا رضامندی سِيْمَاهُمْ علامت ان کی کہ فِيْ وُجُوْهِهِمْ ان کے چہروں میں ہوگا مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ نشان سجدوں کا ذٰلِكَ یہ مَثَلُهُمْ ان کی صفت فِي التَّوْرٰىةِ تورات میں ہے وَ اور مَثَلُهُمْ ان کی صفت فِي الْاِنْجِيْلِ انجیل میں كَزَرْعٍ مانند کھیتی کے ہے اَخْرَجَ جس نے نکالی شَطْئَهٗ اپنی سوئی فَاٰزَرَهٗ اس نے مضبوط کیا اس کو فَاسْتَغْلَظَ پھر وہ سخت ہوئی فَاسْتَوٰى پھر وہ کھڑی ہوگئی عَلٰى سُوْقِهٖ اپنے تنے پر يُعْجِبُ خوش کرتی ہے الزُّرَّاعَ کاشت کاروں کو لِيَغِيْظَ تاکہ وہ غصہ دلائے بِهِمُ بوجہ ان کے الْكُفَّارَ کافروں کو وَعَدَ وعدہ کیا اللّٰهُ اللہ نے الَّذِيْنَ ان لوگوں سے جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَ اور عَمِلُوا انھوں نے عمل کئے الصّٰلِحٰتِ نیک مِنْهُمْ ان میں سے مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا مغفرت اور اجر عظیم ہے

ترجمہ:۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت ہیں (اور) آپس میں ایک دوسرے کے لئے رحم دل ہیں، تم انہیں دیکھو گے کہ کبھی رکوع میں ہیں، کبھی سجدے میں (غرض) اللہ کے فضل اور خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں، ان کی علامتیں سجدے کے اثر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں، یہ ہیں ان کے وہ اوصاف جو تورات میں مذکور ہیں اور انجیل میں ان کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اس کو مضبوط کیا، پھر وہ موٹی ہوگئی، پھر اپنے تنے پر اس طرح سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کاشتکار اس سے خوش ہوتے ہیں تاکہ اللہ ان (کی اس ترقی) سے کافروں کا دل جلائے، یہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں اللہ نے ان سے مغفرت اور زبردست ثواب کا وعدہ کرلیا ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ ۲۔ جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت ہیں۔

۳۔ آپس میں ایک دوسرے پر بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

۴۔ تم انہیں دیکھو گے کہ کبھی رکوع میں ہیں تو کبھی سجدے میں۔

۵۔غرض اللہ کے فضل اور اسکی خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔

۶۔ان کی علامتیں سجدے کے اثر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔

۷۔یہ ہیں ان کے وہ اوصاف جو تورات میں بیان کیے گئے ہیں۔

۸۔انجیل میں ان کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی کونپل نکالی ہو پھر اسے مضبوط کیا اور پھر وہ موٹی ہو گئی۔

۹۔پھر اپنے تنے پر اس طرح سیدھی کھڑی ہو گئی کہ کاشتکار اس سے خوش ہوتے ہیں تا کہ اللہ ان کی اس ترقی سے کافروں کے دل جلائے۔

۱۰۔یہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں، اللہ نے ان سے مغفرت اور زبردست ثواب کا وعدہ کیا ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا کہ بلاشبہ محمد اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور جو کوئی اس بات میں شک کرے گا اسکا ایمان قابل قبول نہیں ہوگا اس لئے کہ ایمان کی بنیاد اللہ کو ایک جاننے کے ساتھ ساتھ نبی رحمت ﷺ کو نبی ورسول ماننے پر ہے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مانا اور ایمان واسلام کے سپاہی کہلائے، یہ وہ سپاہی ہیں جنکا تذکرہ اللہ تعالی نے انکی مخصوص صفات کے ساتھ تورات وانجیل میں کیا چنانچہ اللہ تعالی نے ان صحابہ کی صفات تورات میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں بہت سخت ہیں، جیسا کہ سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۱۲۳ میں بھی فرمایا گیا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً اے ایمان والو! تم اپنے نزدیک کے رہنے والے کافروں سے جنگ کرو اور انہیں تمہارے اندر موجود جنگ کی قوت اور سختی معلوم ہونی چاہئے، یہ مسلمانوں کا حال کفار کے ساتھ تو ایسا ہے لیکن وہ آپس میں بہت نرم دل ہیں، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومنوں کی مثال آپس میں محبت اور لطف وکرم کرنے میں ایسی ہے جیسے کہ ایک بدن کہ جب بدن کا کوئی حصہ تکلیف محسوس کرتا ہے تو سارا بدن اس تکلیف میں شامل ہوتا ہے چاہے وہ تکلیف کی وجہ سے جاگنا ہو یا بخار ہو۔(مسلم ۲۵۸۶) حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک عمارت کی طرح ہے کہ جسکا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کئے ہوئے ہوتا ہے۔(ترمذی ۱۹۲۸) یہ تو انکا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ معاملہ ہے جو یہ کرتے ہیں۔اللہ تعالی کے ساتھ انکا معاملہ یہ ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں کبھی رکوع میں، کبھی سجدہ میں اپنے رب کو یاد کرتے رہتے ہیں اور اس رب کی خوشنودی کو تلاش کرتے رہتے ہیں جسکی علامتیں ان کے چہروں پر جھلک رہی ہوں گی، حضرت سدی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ کثرت نماز سے چہرہ نورانی اور خوبصورت

ہوجاتا ہے، (التفسیر المنیر ۔ج،۲۶۔ص،۲۰۷) اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی رات کی نمازیں زیادہ ہوتی ہیں انکا چہرہ دن کے اوقات میں نورانی ہوتا ہے۔(ابن ماجہ ۱۳۳۳) یہ مومنوں کے صفات ہیں جو تورات میں بیان کی گئی ہیں اور انجیل میں صحابہ کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ ایک کھیتی کی طرح ہیں جو کھیتی ابتدا میں کونپل نکالتی ہے پھر اسکے بعد دھیرے دھیرے بڑھتے بڑھتے موٹی ہوکر بالکل سیدھی ہوجاتی ہے کہ جب کاشتکار اسے دیکھتا ہے تو اسکی کثرت اسے خوش کرتی ہے، یعنی ابتدا میں جب کھیتی ہوتی ہے تو وہ بہت ہی کم ہوتی ہے لیکن جیسے جیسے وہ کھیتی بڑھتی ہے تو ان دانوں کی تعداد بھی بڑھتی جاتی ہے اسی طرح یہ مسلمان ہیں کہ ابتدا میں تو یہ بہت کم ہونگے لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا کہ انکی تعداد اتنی ہوجائیگی کہ جسے دیکھ کر خوشی ہوتی ہے جیسے کہ آج دنیا میں مسلمانوں کا حال ہے کہ دنیا کے ہر کونے کونے اور چپے چپے میں مسلمان آباد ہیں، ایسا کوئی حصہ دنیا کا آباد نہیں ہے جہاں پر مسلمان نہ ہوں، اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ انکی تعداد کو دیکھ کر ان کافروں کے دل جل اٹھتے ہیں اور ایسا ہی ہورہا ہے آج مسلمانوں پر جو حالات آرہے ہیں وہ ان کافروں کی دلی تکلیف کا نتیجہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھ نہیں پارہے ہیں اور انہیں ختم کرنے کی کوشش کررہے ہیں مگر وہ لوگ چاہے کتنی بھی کوششیں کرلیں اس اسلام کو دبا نہیں سکتے الغرض یہ ساری وہ صفات ہیں جو اللہ تعالی نے انجیل میں بیان فرمائی ہیں کہ اس آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے اس طرح ہونگے اور جب تم لوگ ان نشانیوں کو دیکھو تو اس نبی پر ایمان لے آنا مگر افسوس کہ ان یہود ونصاری نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا، اللہ تعالی یہی فرمارہے ہیں کہ جو لوگ بھی اس نبی پر ایمان لے آئے اور ایمان لانے کے بعد نیک اعمال بھی کرتے رہے تو اللہ تعالی نے ایسے ایمان والوں سے انکی مغفرت کرنے اور انکے ان اعمال پر بے حساب اجر دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ کا وعدہ کبھی جھوٹا نہیں ہوتا۔اللہ تعالی ہم سب کو ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین۔

سُوْرَۃُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۱۸ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۱۰﴾ اللہ اور اسکے رسول کے آگے نہ بڑھا کرو ﴿الحجرات۔۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا اے الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو لَا تُقَدِّمُوْا تم آگے نہ بڑھو بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اللہ اور اس کے رسول سے وَ اور اتَّقُوا اللّٰهَ تم ڈرو اللہ سے اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ سَمِيْعٌ خوب سننے والا عَلِيْمٌ خوب جاننے والا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ یقینا سب کچھ سنتا، سب کچھ جانتا ہے۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورہ حجرات پڑھی اسے اللہ کی اطاعت اور اسکی نافرمانی کرنے والوں کے بقدر اجر دیا جائے گا۔ (تخریج احادیث الکشاف للزیلعی۔ج،۳۔ص،۳۵۳)

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول کے آگے نہ بڑھا کرو۔

۲۔ اللہ تعالی سے ڈرتے رہا کرو۔ ۳۔ یقینا اللہ سب کچھ سنتا، سب کچھ جانتا ہے۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بیان فرمائی کہ اللہ تعالی نے آپ کو اپنا رسول بنا کر اور ہدایت دیکر بھیجا ہے اور مومنوں کو اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا ہے، اس سورت میں بھی اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بیان فرمائی چنانچہ سورت کی ابتداء کرتے ہوئے مومنوں کو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ اے مومنو! نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ بڑھو چاہے وہ کسی چیز کے فیصلہ میں ہو یا کسی فریضہ کی ادائیگی میں ہو یا کسی اور معاملہ میں، جب تک اللہ تعالی اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تم تک نہ پہنچے تم کسی بھی کام کو انجام دینے میں جلدی مت مچاؤ اور ہمیشہ اپنے اعمال کے سلسلہ میں اللہ تعالی سے ڈرتے رہو، اس لئے کہ وہ تمہارے دل کی آہٹوں کو بھی جانتا ہے، اس سے تمہاری کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں ہے لہذا ہر عمل اخلاص کی بنیاد پر کرو اسی وقت تمہیں اس کا فائدہ حاصل ہوگا، اس آیت کے شان نزول سے متعلق دو تین روایتیں الگ الگ

بیان کی گئی ہیں چنانچہ ایک روایت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو تمیم کا ایک وفد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ کے نبی! اس وفد کا امیر قعقاع بن معبد کو بنائیے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اقرع بن حابس کو بنائیے، اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عمر! تم ہمیشہ میرے مشورہ کی مخالفت ہی کرتے ہو، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں! میں نے آپ کے مشورہ کی مخالفت کرنے کا کوئی ارادہ نہیں کیا، دونوں میں اس بات پر بحث چھڑ گئی اور آوازیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونچی ہونے لگیں تو اسی سلسلہ میں یہ آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ نازل ہوئی۔ (بخاری ۴۸۴۷) دوسری روایت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے عید الاضحیٰ کے دن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی جانور کی قربانی دیدی تھی جس پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دوبارہ قربانی دینے کا حکم فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷۔ص، ۵۴۷) تیسری روایت حضرت مسروق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ رمضان کے یوم الشک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باندی سے کہا کہ انہیں ستو پیش کرو، اس پر حضرت مسروق نے کہا کہ نہیں! میں روزے سے ہوں، اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا تم مہینہ سے آگے بڑھ گئے ہو (یعنی آج یوم الشک ہے اور تم رمضان کا روزہ رکھے ہو جس سے تم ایک دن آگے بڑھ گئے ہو) اس پر انہوں نے کہا کہ بات دراصل یہ ہے کہ میں نے شعبان کے سارے روزے رکھے ہیں اور یہ بھی رکھ لیا تو یہ شعبان کے مہینہ سے موافقت کر گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کچھ لوگ مہینہ سے آگے بڑھ جاتے تھے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے سے پہلے روزہ رکھ لیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (المعجم الاوسط للطبرانی۔ ج، ۳۔ص، ۱۳۴۔ح، ۲۷۱۳) روایت چاہے جو بھی ہو ان سب روایتوں کا ماحصل بس ایک ہی ہے کہ تم کسی کام کے کرنے میں اپنی طرف سے جلدی مت مچاؤ بلکہ اس سے متعلق اللہ اور اسکے رسول کا حکم آنے کا انتظار کرو ورنہ تمہارا یہ عمل اکارت چلا جائے گا، اس آیت سے ہمیں یہ معلوم ہے کہ ہمیں بھی کسی کام کے کرنے سے پہلے اسلام میں اسکا کیا حکم ہے؟ اسے جان لینا چاہئے اللہ ہمارے ہر عمل کو اپنی رضا والے عمل کے موافق کردے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۱۱﴾ اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کرو ﴿الحجرات۔ ۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ یٰۤاَیُّهَا اے اَلَّذِیْنَ وہ لوگو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو لَا تَرْفَعُوْٓا تم بلند نہ کرو اَصْوَاتَكُمْ اپنی آوازیں فَوْقَ اوپر صَوْتِ النَّبِیِّ نبی کی آواز کے وَ اور لَا تَجْهَرُوْا تم اونچی آوازیں نہ کرو لَهٗ آپ ﷺ سے بِالْقَوْلِ بات كَجَهْرِ مانند اونچی آوازیں کرنے کے بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ آپس میں ایک دوسرے سے اَنْ کہیں تَحْبَطَ برباد ہو جائیں اَعْمَالُكُمْ تمہارے عمل وَ اور اَنْتُمْ تمہیں لَا تَشْعُرُوْنَ شعور بھی نہ ہو

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور ان سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے بولا نہ کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں ،اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کیا کرو۔

۲۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتے ہوئے نہ اتنی زور سے بولا کرو جس طرح تم آپس میں بات کرتے وقت زور سے بولتے ہو۔

۳۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور آپ کا ادب سکھلاتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اے وہ لوگو جنہوں نے اللہ کے ایک ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی تصدیق کی اور اپنا نام ایمان والوں میں درج کروالیا وہ لوگ یہ بات سن لیں کہ جب بھی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گفتگو کرو تو اپنی آواز کو زیادہ اونچی نہ کرنا بلکہ نیچی اور دھیمی رکھنا، اس لئے کہ اونچی اور زوردار آواز میں بات کرنا یہ تعظیم کے خلاف ہے اور جو کوئی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور ادب میں کوتاہی کرتا ہے اسکے ایمان کے مٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے، جب کبھی تمہیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دینی پڑے تو بڑے ادب کے ساتھ آپ ﷺ کو آواز دو، آپ علیہ السلام کو ایسی آواز نہ دو جیسے تم اپنے دوستوں کو ان کے نام سے آواز دیتے ہو بلکہ جب نبی رحمت ﷺ کو آواز دینی ہو تو کہو یا رسول اللہ! یا نبی اللہ! اگر تم اس طرح ادب کے ساتھ پیش نہیں آو گے تو تمہارے سارے اعمال اکارت چلے جائیں گے، اس آیت کے شان نزول سے متعلق وہی روایت ہے جو پچھلی آیت میں گزر گئی، حضرت ابوملیکہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قریب تھا کہ دو سب سے بہترین لوگ ہلاک ہو جائیں یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کہ ان دونوں نے جب بنو تمیم کا وفد آیا تو آپ دونوں نے اپنی آوازوں کو بلند کیا، معاملہ یہ ہوا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک نے حضرت اقرع بن حابس کو امیر بنانے کا مشورہ دیا اور دوسرے نے دوسرا نام پیش کیا حضرت نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ دوسرا نام کیا تھا مجھے یاد نہیں، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم

نے تو بس میری مخالفت کرنے کی ٹھان لی ہے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایسا کوئی ارادہ نہیں کیا اس طرح دونوں میں آوازیں بلند ہونے لگیں جبکہ آپ علیہ السلام وہاں موجود تھے، اس پر اللہ تبارک وتعالی نے یہ آیت لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ نازل فرمائی۔ (بخاری ۴۸۴۵) جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآن نازل فرمایا یارسول اللہ! آج کے بعد میں آپ سے ایسی گفتگو کروں گا جیسے کوئی رازدار کرتا ہے۔ (الدر المنثور ۔ ج ۷۔ ص ۵۴۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ نازل ہوئی تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ جو کہ بلند آواز والے تھے نے فرمایا کہ میں بھی اپنی آواز نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند کرتا تھا، میرے سارے اعمال اکارت ہوگئے یہ سوچ کر وہ غمزدہ ہو کر اپنے گھر ہی میں بیٹھے رہے جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہیں پایا تو ان کے بارے میں پوچھا تو چند صحابہ رضی اللہ عنہم انکے پاس پہنچے اور کہا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں یاد کیا ہے، تمہیں کیا ہوا کہ تم آتے ہی نہیں؟ اس پر انہوں نے کہا کہ میں ہی ہوں وہ جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اپنی آواز بلند کرتا تھا، میرے اعمال اکارت ہوگئے اور میں دوزخیوں میں سے ہوگیا، پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے جا کر سارا معاملہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمایا تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں! وہ تو جنتی ہے۔ (مسند احمد۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۱۲۳۹۹) نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمارے درمیان اس دنیا میں باحیات نہیں رہے مگر علماء نے کہا کہ اگر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر حاضری ہو تو وہاں بھی اونچی آواز میں بات کرنا یا وہاں آواز کو بلند کرنا ادب کے خلاف ہے لہٰذا ہمیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضری کے وقت اس ادب کا بھی خاص خیال رکھنا چاہئے۔

﴿درس نمبر ۲۰۱۲﴾ وہ خوش نصیب لوگ جن کے دلوں کو تقویٰ کیلئے منتخب کیا گیا ﴿الحجرات۔ ۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلا شبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جو يَغُضُّوْنَ پست رکھتے ہیں اَصْوَاتَهُمْ اپنی آوازیں عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ رسول اللہ کے پاس اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہی وہ لوگ ہیں کہ امْتَحَنَ اللّٰهُ اللہ نے پرکھ کر خالص کر دیئے قُلُوْبَهُمْ ان کے دل لِلتَّقْوٰى تقوی کے لیے لَهُمْ ان کے لیے ہیں مَّغْفِرَةٌ مغفرت وَّ اور اَجْرٌ عَظِيْمٌ اجر عظیم

ترجمہ:۔ یقین جانو جو لوگ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں

جن کے دلوں کو اللہ نے خوب جانچ کر تقوی کیلئے منتخب کرلیا ہے ان کو مغفرت بھی حاصل ہے، اور زبردست اجر بھی۔

تشریح: ۔اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔یقین جانو کہ جولوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی آوازیں نیچے رکھتے ہیں۔

۲۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو جانچ کر اللہ تعالی نے تقوی کے لئے منتخب کرلیا ہے۔

۳۔ان کو مغفرت بھی حاصل ہے اور زبردست اجر بھی۔

پچھلی آیت میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونچی آوازیں بات کرنے سے منع فرمانے کے بعد اللہ تعالی اس آیت میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ کے سامنے دھیمی اور دبی ہوئی آوازیں ادب کے دائرہ میں رہ کر بات کرنے والوں کی صفت اور انہیں ملنے والے انعامات بیان فرمارہے ہیں چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جولوگ اپنی آوازوں کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نیچی رکھتے ہیں یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ تعالی نے جن کے دلوں کو جانچ کر تقوی کے لئے منتخب کرلیا ہے، تقوی کہتے ہیں اللہ تعالی کی اطاعت والے کام کرنا، اس پر ایمان لانا اور اپنے نیک اعمال پر ثواب کی امید رکھنا، جن کاموں کو کرنے کا اللہ اور اس کے نبی نے حکم دیا ہے ان کا کرنا اور جن کاموں سے منع کیا ہے ان سے رک جانا یہ تقوی کہلاتا ہے اور جسے اللہ منتخب کرتا ہے وہ بڑا ہی نصیب والا ہوتا ہے اس لئے کہ اس دنیا میں کروڑوں انسان بستے ہیں ان تمام انسانوں میں سے اللہ تعالی کو ان خاص لوگوں کا اپنے تقوی کے لئے انتخاب کرنا یقینا سعادت مندی اور خوشی کی بات ہے اور جو ایسے منتخب بندے ہوتے ہیں اللہ تعالی انہیں مغفرت سے بھی نوازتا ہے اور ڈھیر سارا اجر وثواب عطا کرتا ہے اور جسے یہ دونوں چیزیں مل گئیں یعنی مغفرت اور اجر تو یقینا ایسے لوگ ہی کامیاب کہلاتے ہیں، حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا گیا کہ اے امیر المومنین! ایک بندہ ہے جو نہ تو گناہ کی خواہش رکھتا ہے اور نہ ہی اسے کرتا ہے تو ایسا آدمی افضل ہے یا وہ جو گناہ کی خواہش تو رکھتا ہے مگر اسے کرتا نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب لکھا کہ جو گناہ کی خواہش تو رکھتا ہے مگر اسے انجام نہیں دیتا یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا **اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ** (کنز العمال ۴۶۰۹) وہ اس لئے کہ جس کے دل میں گناہ کی خواہش ہی نہ ہو تو وہ گناہ کرہی نہیں سکتا اس لئے کہ آدمی وہی کام کرتا ہے جسکی اسے خواہش ہوتی ہے اس کے برخلاف ایک ایسا آدمی ہے جسے گناہ کی خواہش ہو کہ میں بھی فلاں عورت کو دیکھوں ، فلاں گانا سنوں ، فلاں فلم دیکھوں، دھوکہ دیکر اور جھوٹ بول کر مال کماوں لیکن وہ یہ کام اللہ کے خوف کی وجہ سے نہیں کرتا تو یہ بہت بڑی ہمت کی بات ہے کہ اس نے اپنے نفس کو اللہ کے حکم کے آگے جھکا دیا اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا، پچھلی آیت اور اس آیت کو دیکھیں تو دو باتیں سامنے آتی ہیں ایک یہ کہ جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے

ادبی کرتا ہے اسکے سارے اعمال ضائع ہوجاتے ہیں اور وہ جہنم میں پہنچ جاتا ہے اور جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کو ہر آن ملحوظ رکھتے ہیں اللہ نے ان سے مغفرت اور اجر کا وعدہ فرمایا ہے لہٰذا ہمیں جنت کے راستہ کو اپنانا چاہیئے اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کو ہر وقت ملحوظ رکھنا چاہیئے اور آپ علیہ السلام کے ادب میں سے یہ بھی ہے کہ جب ہم کسی مجلس میں یا کہیں بھی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنیں تو ہمیں چاہیئے ہم آپ ﷺ پر درود پڑھیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی نَبِیِّنَا وَحَبِیْبِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

﴿درس نمبر ۲۰۱۳﴾ حجروں کے پیچھے سے آواز دینے والے عقل نہیں رکھتے ﴿الحجرات ۴۔۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ O وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلاشبہ الَّذِیْنَ وہ لوگ جو یُنَادُوْنَكَ پکارتے ہیں آپ کو مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ حجروں کے باہر سے اَكْثَرُهُمْ اکثر ان کے لَا یَعْقِلُوْنَ عقل نہیں رکھتے وَ اور لَوْ اگر اَنَّهُمْ بے شک وہ صَبَرُوْا صبر کرتے حَتّٰى حتی کہ تَخْرُجَ آپ نکل آتے اِلَیْهِمْ ان کی طرف لَكَانَ تو ہوتا خَیْرًا بہت بہتر لَّهُمْ ان کے لئے وَ اللّٰهُ اور اللہ غَفُوْرٌ بہت بخشنے والا رَّحِیْمٌ نہایت رحم کرنے والا ہے

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر!) جو لوگ تمہیں حجروں کے پیچھے سے آواز دیتے ہیں، ان میں سے اکثر کو عقل نہیں ہے۔اور اگر یہ لوگ اس وقت تک صبر کرتے جب تک تم خود باہر نکل کر ان کے پاس آجاتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے پیغمبر! جو آپ کو حجروں کے پیچھے سے آواز دیتے ہیں ان میں سے اکثر کو عقل نہیں ہے۔

۲۔اگر یہ لوگ اس وقت تک صبر کر لیتے جب تک کہ آپ خود اپنے حجرے سے باہر نکل کر انکے پاس آ جاتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا۔

۳۔اللہ بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ایک اور ادب سکھلاتے ہوئے فرما رہے ہیں اے نبی! جن لوگوں نے آپ کو حجروں کے پیچھے سے ندا لگائی تھی ان میں اکثر لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں عقل و سمجھ کچھ بھی نہیں، واقعہ یہ ہوا کہ بنو تمیم کے کچھ لوگ مسجد میں آ کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو زور زور سے آواز دینے لگے جبکہ

آپ اپنے حجرہ میں آرام فرمارہے تھے جیسا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا ہے کہ عرب کے چندلوگ آئے اور کہنے لگے کہ ہمیں اس آدمی کے پاس لے چلو اگر وہ نبی ہوں گے تو ہم انکی اتباع کے ذریعہ لوگوں میں سب سے زیادہ سعادت مند ہوجائیں گے اور اگر وہ بادشاہ ہوں گے تو ہم انکے سایہ میں ہی زندگی گزارلیں گے۔حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دوڑتا ہوا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور آپ علیہ السلام کو انکا سارا قصہ سنارہا تھا کہ وہ لوگ وہاں آپہنچے اور زورزور سے آپ علیہ السلام کو آواز دینے لگے کہ اے محمد! اے محمد! انکی اس حرکت پر اللہ تعالی نے یہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ نازل فرمائی، حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس وقت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم میرے دونوں کان پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہنے لگے کہ اے زید! اللہ تعالی نے تمہاری بات کو سچا کردیا، اے زید! اللہ تعالی نے تمہاری بات کو سچا کردیا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی۔ج،۵۔ص،۲۱۰۔ح،۵۱۲۳) اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ علیہ السلام انکی آواز پر باہر تشریف نہیں لائے تو ان میں سے ایک شخص جنکا نام حضرت اقرع بن حابس تھا کہنے لگے کہ میری تعریف کرنا اچھی بات اور مذمت کرنا بری بات ہے انکے اس طرح کہنے پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو اللہ کی ذات ہے کہ جس کی تعریف کرنا نیکی اور اچھا کام ہے اور اسکی شان میں برے الفاظ استعمال کرنا بری بات ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص،۳۰۹) انہی کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ آپ کو آواز نہ دے کر تھوڑا سا انتظار کرلیتے تاکہ آپ خود ہی باہر تشریف لے آتے تو یہ طریقہ ان کے لئے بہتر ہوتا مگر چونکہ یہ لوگ دیہات کے رہنے والے تھے جنہیں ادب کا کوئی پاس ولحاظ نہیں تھا اس وجہ سے ان لوگوں سے یہ حرکت ہوگئی جو کہ انکی فطری عادت کے مطابق تھی نہ کہ جان بوجھ کر انہوں نے اس طرح کیا اس لئے اللہ تعالی ان کی اس حرکت کو معاف کرتا ہے اللہ تو بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے، ہاں! البتہ اگر کوئی جان بوجھ کر اس طرح خلافِ ادب کوئی حرکت کرے گا تو اللہ تعالی اسے معاف نہیں کرے گا۔ وہ لوگ جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے ان کی تعداد کے بارے میں تفسیر قرطبی میں دوقول منقول ہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ ستر آدمی تھے اور دوسرا قول یہ ہے کہ انیس تھے (تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص،۳۰۹)۔ یہاں ایک بات ادب سے متعلق یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب کبھی ہم کسی اہل علم کے پاس جائیں تو ان کے اوقات کا خیال رکھیں اور جو اوقات ان سے ملاقات کے ہیں ان ہی اوقات میں ان سے ملاقات کریں، جیسا کہ حضرت ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے کبھی کسی محدث کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا اللہ تعالی کے اس قول کی وجہ سے وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ۔ (المدخل الی السنن الکبری للبیہقی۔ص،۳۸۷)

فاسق کی دی گئی خبر کی خوب تحقیق کریں

﴿درس نمبر ۲۰۱۴﴾ ﴿الحجرات ۶ ـ تا ـ ۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ O وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ O فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا اے الَّذِيْنَ وہ لوگو جو اٰمَنُوْٓا ایمان لائے ہو اِنْ اگر جَآءَكُمْ لائے تمہارے پاس فَاسِقٌۢ کوئی فاسق بِنَبَاٍ کوئی خبر فَتَبَيَّنُوْٓا تو تحقیق کر لیا کرو اَنْ تُصِيْبُوْا کہ کہیں تم تکلیف پہنچاؤ قَوْمًۢا کسی قوم کو بِجَهَالَةٍ نادانی سے فَتُصْبِحُوْا پھر تم ہو جاؤ عَلٰى مَا اس پر جو کچھ فَعَلْتُمْ تم نے کیا نٰدِمِيْنَ نادم وَ اور اعْلَمُوْٓا تم جان لو اَنَّ کہ بلاشبہ فِيْكُمْ تمہارے اندر رَسُوْلَ اللّٰهِ اللہ کے رسول ہیں لَوْ اگر يُطِيْعُكُمْ وہ اطاعت کریں تمہاری فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ بہت سے معاملات میں لَعَنِتُّمْ تو یقیناً تم مشقت میں پڑ جاؤ وَلٰكِنَّ لیکن اللّٰهَ حَبَّبَ اللہ نے محبوب بنا دیا اِلَيْكُمُ تمہاری طرف الْاِيْمَانَ ایمان کو وَ اور زَيَّنَهٗ اس نے مزیّن کر دیا اسے فِيْ قُلُوْبِكُمْ تمہارے دلوں میں وَ اور كَرَّهَ اس نے پسندیدہ بن دیا اِلَيْكُمُ تمہارے لیے الْكُفْرَ کفر وَ اور الْفُسُوْقَ فسق وَ اور الْعِصْيَانَ نافرمانی کو اُولٰٓئِكَ هُمُ یہی لوگ ہیں الرّٰشِدُوْنَ رشد و ہدایت والے فَضْلًا بطور فضل کے مِّنَ اللّٰهِ اللہ کی طرف سے وَ اور نِعْمَةً احسان کے وَ اور اللّٰهُ اللہ عَلِيْمٌ خوب جاننے والا حَكِيْمٌ خوب حکمت والا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کچھ لوگوں کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پچھتاؤ۔ اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں، بہت سی باتیں ہیں جن میں وہ اگر تمہاری بات مان لیں تو خود تم مشکل میں پڑ جاؤ، لیکن اللہ نے تمہارے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اسے تمہارے دلوں میں پرکشش بنا دیا ہے اور تمہارے اندر کفر کی اور گناہوں اور نافرمانی کی نفرت بٹھا دی ہے، ایسے ہی لوگ ہیں جو ٹھیک ٹھیک راستے پر آ چکے ہیں۔ جو اللہ کی طرف سے فضل اور نعمت کا نتیجہ ہے اور اللہ علم کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبرلیکر آئے تو اچھی طرح اس کی تحقیق کرلیا کرو۔
۲۔کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کئے پر پچھتاو۔
۳۔یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں۔
۴۔بہت سی باتیں ہیں جن میں وہ اگر تمہاری بات مان لیں تو تم خود مشکل میں پڑ جاو۔
۵۔لیکن اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈالدی ہے اور اسے تمہارے دلوں میں پر کشش بنادیا ہے
۶۔تمہارے اندر کفر کی، گناہوں اور نافرمانیوں کی نفرت بٹھادی ہے۔
۷۔ایسے ہی لوگ ہیں جو ٹھیک راستے پر آ چکے ہیں۔
۸۔یہ اللہ کی طرف سے فضل اور نعمت کا نتیجہ ہے۔ ۹۔اللہ علم کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی۔

مسلمانوں کو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کا حکم دینے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آواز کو پست رکھنے کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالی ایک اور حکم مومنوں کو دے رہے ہیں کہ اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو تمہیں اس موقع پر تم پہلے اس فاسق کی کہی ہوئی بات کی تحقیق کرلو کہ وہ جو کہہ رہا ہے وہ کس حد تک سچ ہے اور کس حد تک غلط؟ اگر وہ خبر سچی نکلے تو اسے مان لو اور اگر جھوٹی نکلے تو اسے چھوڑ دو، اس میں تمہاری ہی بھلائی ہے اس لئے کہ اگر تم لوگ اس فاسق کی کہی ہوئی بات پر بلا تحقیق عمل کرلو گے اور وہ بعد میں غلط نکلے تو اس غلط خبر پر اٹھائے ہوئے قدم سے تمہیں نقصان پہنچ سکتا ہے حتی کہ جان جانے کا بھی اندیشہ ہے، لہٰذا کسی بھی خبر کی تصدیق کرنے سے پہلے اسکی تحقیق کرلیا کرو، اس آیت کے شان نزول سے متعلق حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ولید بن عقبہ کو بنی مصطلق کے پاس انکے اموال کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا، جب اس بات کی خبر بنو مصطلق کو پہنچی تو وہ سب حضرت ولید رضی اللہ عنہ کا اکرام کرنے اور اپنا مال ان کے حوالہ کرنے کے لئے نکلے مگر شیطان نے حضرت ولید رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ بنو مصطلق تمہیں قتل کرنے کے لئے آرہے ہیں تو وہ دوڑ کر آپ علیہ السلام کے پاس آ گئے اور کہا کہ بنو مصطلق نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا ہے، جب بنو مصطلق کو یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت ولید رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے ہیں تو وہ سب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم اللہ اور اسکے رسول کی ناراضگی سے پناہ مانگتے ہیں، آپ ﷺ نے صدقات وصول کرنے والے حضرت ولید رضؓ کو بھیجا تھا جس کی اطلاع ہمیں ملی تو ہم بہت خوش ہوئے اور ہمیں سکون ملا مگر آپ کا قاصد بیچ راستے سے ہی واپس ہوگیا جس سے ہمیں ڈر ہوا کہ کہیں یہ اللہ اور اس کے رسول کی ہم پر ناراضگی کی وجہ سے تو نہیں ہوا اس لئے دوڑے دوڑے ہم آپ کے پاس آئے، اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ (المعجم الکبیر للطبرانی۔ج،۲۳۔ص،۴۰۱۔ح،۹۶۰) ہمیں بھی چاہیئے کہ جب کوئی

ہمیں کسی بات کی خبر دے تو پہلے اس بات کی تحقیق کرلیں تا کہ اس غلط خبر کی وجہ سے کوئی فتنہ وفساد برپا نہ ہوجائے، حضرت حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی باتوں کو بیان کرنا شروع کردے۔(مسلم ۵)

اللہ تعالی مسلمانوں کی ہر بات پر بغیر تحقیق عمل کرنے سے روکتے ہوئے فرمارہے ہیں اے مومنو! اس بات کومت بھولو کہ تمہارے درمیان ابھی نبی موجود ہیں اگر تم کوئی خلافِ شرع کام کروگے تو اللہ تعالی اس بات کی خبر اپنے نبی کو بذریعہ وحی پہنچادیں گے اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم کوئی بھی معاملہ نبی کے حکم یا مشورہ کے بغیر مت کرو اور اگر وہ تم سے کسی بات کا مشورہ لیں تو تم انہیں اپنا مشورہ اور رائے دو مگر یہ ضروری نہیں کہ تمہاری دی ہوئے رائے یا مشورہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آئے ،اس لئے کہ تمہارے بہت سارے مشورے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ان مشوروں پر عمل کرتے تو یقیناً تم سب کو اس کا نقصان اٹھانا پڑتا، لہٰذا اگر وہ تمہارے مشورہ پر عمل نہ کریں تو تم اس بات سے اداس اور ناراض نہ ہونا اس لئے کہ نبی وہی کرتے ہیں جو اللہ کا حکم ہوتا ہے اور اللہ تعالی نے بھی اے مومنو! تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت کو غالب اور نفسانی خواہش کو مغلوب کردیا اور ایمان کو تمہارے دلوں میں روشن کردیا اور اس کے ساتھ ہی بری خصلتوں یعنی کفر،فسق اور نافرمانی کی نفرت کو تمہارے دلوں میں بٹھادیا، تو جن لوگوں کے ساتھ اللہ تعالی اس طرح کا معاملہ کرتا ہے وہ لوگ ہی ہدایت یافتہ ہوتے ہیں اور اللہ تعالی نے یہ جو تمہارے ساتھ معاملہ کیا ہے یعنی ایمان کو دل سے قریب اور کفر،فسق اور نافرمانی کو دور یہ اسکا تم پر احسان اور نعمت ہے جو خاص اس نے تم پر کی ہے اور جو بھی اللہ تعالی کرتا ہے وہ اسے بخوبی جانتا ہے اور اس میں پوشیدہ مصلحت سے بھی وہ باخبر ہے ”وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ“۔

﴿درس نمبر ۲۰۱۵﴾ اگر دو گروہ لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو ﴿الحجرات ۹-۱۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَ اِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰٮهُمَا عَلَى الۡاُخۡرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىۡ تَبۡغِىۡ حَتّٰى تَفِىۡٓءَ اِلٰٓى اَمۡرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَاَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ○ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَ اَخَوَيۡكُمۡ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِنۡ اگر طَآئِفَتٰنِ دو گروہ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ مومنوں کے اقۡتَتَلُوۡا آپس میں لڑ پڑیں فَاَصۡلِحُوۡا تو تم صلح کرادو بَيۡنَهُمَا ان دونوں کے درمیان فَاِنۡۢ پھر اگر بَغَتۡ زیادتی کرے اِحۡدٰٮهُمَا ایک ان

دونوں میں سے عَلَى الْأُخْرٰى دوسرے پر فَقَاتِلُوا تو تم لڑو الَّتِيْ اس سے جو تَبْغِيْ زیادتی کرتا ہے حَتّٰى حتی کہ تَفِيْٓءَ وہ لوٹ آئے اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ اللہ کے حکم کی طرف فَاِنْ پھر اگر فَآءَتْ وہ لوٹ آئے فَاَصْلِحُوْا تو تم صلح کرادو بَيْنَهُمَا ان دونوں کے درمیان بِالْعَدْلِ عدل کے ساتھ وَ اور اَقْسِطُوْا تم انصاف کرو اِنَّ بلا شبہ اللّٰهَ اللہ يُحِبُّ پسند کرتا ہے الْمُقْسِطِيْنَ انصاف کرنے والوں کو اِنَّمَا یقیناً الْمُؤْمِنُوْنَ مومن تو اِخْوَةٌ بھائی ہیں فَاَصْلِحُوْا لہٰذا تم صلح کراؤ بَيْنَ درمیان اَخَوَيْكُمْ اپنے بھائیوں کے وَ اور اتَّقُوا اللّٰهَ تم اللہ سے ڈرو لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تا کہ تم رحم کیے جاؤ

ترجمہ:۔ اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ، پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے کے ساتھ زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کر رہا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، چنانچہ اگر وہ لوٹ آئے تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرادو اور (ہر معاملے میں) انصاف سے کام لیا کرو، بیشک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تمام مسلمان بھائی ہیں، اس لئے اپنے دو بھائیوں کے درمیان تعلقات اچھے بناؤ اور اللہ سے ڈرو تا کہ تمہارے ساتھ رحمت کا معاملہ کیا جائے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراو۔

۲۔ اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ کے ساتھ زیادتی کرے تو اس زیادتی کرنے والے گروہ سے لڑو۔

۳۔ یہاں تک کہ وہ زیادتی کرنے والا گروہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔

۴۔ اگر وہ لوٹ آئے تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرادو۔

۵۔ ہر معاملہ میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو۔ ۶۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

۷۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اس لئے اپنے دو بھائیوں کے درمیان تعلقات اچھے بناو۔

۸۔ اللہ سے ڈرو تا کہ تمہارے ساتھ رحمت کا معاملہ کیا جائے۔

پچھلی آیت میں بیان کیا گیا کہ جب کوئی فاسق کسی بات کی اطلاع دے تو اسکی بات بغیر تحقیق کئے مت مانو اور اگر ایسا ہو گیا کہ اسکی بات کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے دو مومنوں کے گروہوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا تو اس جھگڑے کو دیانت داری سے بغیر کسی گروہ کی جانب جھکے اصلاح کرادو یہی بات اس آیت میں بیان کی جارہی ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب مومنوں کے دو گروہوں میں جھگڑا ہو جائے اور وہ آپس میں لڑ پڑیں تو انکے درمیان صلح کرادو اور اگر کوئی گروہ صلح پر راضی نہ ہو اور جھگڑا ہی کرنا چاہے اور ضد پر اڑے رہے اور اللہ تعالی کے حکم کی نافرمانی کرنے لگے اور حد سے تجاوز کرنے لگے تو ایسی صورت میں دیگر مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس باغی جماعت سے سب ملکر

لڑیں یہاں تک کہ وہ باغی جماعت اپنی حرکت سے باز آجائے اور اصلاح کرنے پر راضی ہوجائے، تو جب یہ جماعت اصلاح کرنے پر راضی ہوجائے اور اللہ کے حکم کو ماننے کے لئے تیار ہوجائے تو اب مسلمانوں میں جو صاحبِ فراست، عقلمند واہلِ علم ہیں انہیں چاہئے کہ وہ ان دونوں گروہوں میں صلح کروادیں اور صلح کروانے میں انصاف سے کام لیں یعنی کسی ایک گروہ کی طرف جھکاؤ نہ ہو بلکہ معتدل اور منصفانہ فیصلہ ہونا چاہئے اس لئے کہ اللہ تعالی انصاف کو اور انصاف کرنے والوں کو ہی پسند کرتا ہے، یہاں پر اللہ تعالی نے ایک عمومی حکم بھی دیا ہے کہ جب کسی دو مسلمانوں کے درمیان میں کوئی جھگڑا ہوجائے تو دوسرے مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان دو جھگڑا کرنے والے مسلمانوں میں صلح کروائیں اور ان کے درمیان جو غلط فہمی ہے یا کوئی جھگڑا ہے تو اسے دور کردیں یہ مسلمانوں پر واجب ہے اس لئے کہ اللہ تعالی نے یہاں امر کا صیغہ " فَاَصۡلِحُوۡا " فرمایا اور کسی بھی کام کا حکم اس کے ضروری ہونے کی علامت ہے لہٰذا جب کوئی مسلمان دیکھے کہ دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا ہے تو اس جھگڑے کو سلجھانے کی کوشش کرنا ان پر ضروری ہے ہاں! البتہ اگر اس نے کوشش کی اور وہ کوشش کامیاب نہیں ہوئی تو اب اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے، اس آیت کے شانِ نزول سے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ اگر آپ عبد اللہ بن ابی کے پاس چلتے تو بہتر ہوتا؟ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے پاس جانے کے لئے گدھے پر سوار ہوکر نکل پڑے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسلمان بھی نکل پڑے اور جس راستے سے اسکے پاس جارہے تھے وہ زمین سخت زمین تھی (کہ جس پر گدھے کے پیشاب کرنے کی وجہ سے اس پیشاب کے چھینٹے اسی پر لگ جاتے جس سے ایک قسم کی مکروہ بو اس گدھے میں پیدا ہوجاتی) لہٰذا جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن ابی (جو کہ منافق تھا) کے پاس پہنچے تو اس نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ذرا مجھ سے دور ہی رہئے آپ کے گدھے کی بو نے مجھے پریشان کردیا ہے، اس منافق کی یہ بات سنتے ہی ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھے کی بو تجھ سے کہیں زیادہ اچھی ہے، اس پر عبد اللہ بن ابی کی قوم کا ایک آدمی غصہ ہوا اور یہ دونوں ملکر برا بھلا کہنے لگے اس طرح مسلمان بھی ان کا جواب دینے لگے حتی کہ ہاتھا پائی شروع ہوگئی اور چپل جوتے ایک دوسرے پر پھینکنے لگے تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری ۲۶۹۱) اس روایت کے علاوہ بھی دیگر روایتیں اس آیت کے شان نزول میں مروی ہیں جیسے کہ اوس اور خزرج کے درمیان آپسی لڑائی پر یہ آیت نازل ہوئی، اسی طرح دو انصاری صحابہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جھگڑے پر یہ آیت نازل ہوئی وغیرہ۔ (تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص،۳۱۵) الغرض مقصد یہ ہے کہ مسلمان آپس میں نہ لڑیں بلکہ بھائی بھائی بن کر رہیں، ایسی کئی احادیث ہیں جن میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو آپس میں مل جل کر رہنے کی تعلیم دی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا

بھائی ہے نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے ہلاکت میں ڈالتا ہے۔(بخاری ۲۴۴۲) اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مومن کا تعلق اپنے دینی بھائی سے ایسا ہی ہے جیسے کہ سر کا تعلق جسم سے۔مومن اپنے مومن بھائی کی تکلیف کو ایسے ہی محسوس کرتا ہے جیسے کہ جسم سر کی تکلیف کو(مسند احمد ۲۲۸۷۷) اور اسی بات کو اگلی آیت میں بھی فرمایا گیا کہ مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو جب اپنے بھائیوں میں کوئی ناچاقی پیدا ہو جائے تو اسے بھلے اور عمدہ طریقہ سے دور کرو اور آپس میں ان کی صلح کروادو اور اس صلح کروانے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کہ کہیں ہم سے کوئی غلط فیصلہ نہ ہو جائے اور جھگڑا کرنے والے بھی اللہ سے ڈریں کہ ہم خواہ مخواہ جھگڑا کر رہے ہیں، اگر یہ خیال ہمارے ذہنوں میں ہوگا تو ہم یقیناً گناہ کے کام سے بچ جائیں گے جو کہ اللہ کی ہم پر رحمت کا سبب ہوگا۔

﴿درس نمبر ۲۰۱۶﴾ ایک دوسرے کا نہ مذاق اڑاؤ اور نہ طعنہ دو ﴿الحجرات۔۱۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا اے الَّذِيْنَ وہ لوگو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو لَا يَسْخَرْ ٹھٹھا نہ کرے قَوْمٌ ایک قوم مِّنْ قَوْمٍ قوم سے عَسٰٓى شاید اَنْ کہ يَّكُوْنُوْا ہوں وہ خَيْرًا بہتر مِّنْهُمْ ان سے وَ اور لَا نِسَآءٌ نہ عورتیں مِّنْ نِّسَآءٍ عورتوں سے عَسٰٓى شاید اَنْ يَّكُنَّ کہ ہوں وہ خَيْرًا بہتر مِّنْهُنَّ ان سے وَ اور لَا نہ تَلْمِزُوْٓا تم عیب لگاؤ اَنْفُسَكُمْ آپس میں وَ اور لَا تَنَابَزُوْا تم نہ پکار ایک دوسرے کو بِالْاَلْقَابِ برے القاب سے بِئْسَ برا ہے الِاسْمُ نام الْفُسُوْقُ فسق بَعْدَ الْاِيْمَانِ ایمان کے بعد وَ اور مَنْ جس نے لَّمْ يَتُبْ توبہ نہ کی فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ تو وہی ہیں الظّٰلِمُوْنَ ظالم

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! نہ تو مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہے ہیں) خود ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہی ہیں) خود ان سے بہتر ہوں اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو، ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا بہت بری بات ہے اور جو لوگ ان باتوں سے باز نہ آئیں تو وہ ظالم لوگ ہیں۔

تشریح:۔ اس آیت میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے ایمان والو! نہ تو کوئی مرد کسی مرد کا مذاق اڑائے ، ہوسکتا ہے کہ جس کا مذاق اڑایا جارہا ہو وہ ان سے بہتر ہو۔
۲۔نہ ہی کوئی عورت کسی عورت کا مذاق اڑائے ہوسکتا کہ وہ اس سے بہتر ہو۔
۳۔نہ ہی تم ایک دوسرے کو طعنہ دیا کرو اور نہ ہی برے القاب سے پکارا کرو۔
۴۔ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا یہ بہت ہی بری بات ہے ۔
۵۔جولوگ ان باتوں سے باز نہ آئیں وہ بڑے ہی ظالم ہیں۔

چنانچہ فرمایا کہ نہ کوئی مسلمان مرد آپس میں کسی دوسرے مسلمان مرد کا مذاق اڑائے اور نہ ہی کوئی مسلمان عورت دوسری مسلمان عورت کا مذاق اڑائے ، اس لئے کہ کسی انسان کو یہ نہیں معلوم کہ اس بندہ یا بندی کا مقام جسکا مذاق اڑایا جارہا ہے اللہ کے یہاں کس قدر بلند ہے؟ ہوسکتا ہے کہ وہ ان تمام لوگوں سے اللہ کے نزدیک بہتر اور مقرب ہو اور جب اللہ کے کسی مقرب بندہ کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو اللہ تعالی خود اس کا حساب لیتا ہے اور جب اللہ تعالی کسی کا حساب لینے پر آجائے تو کوئی بچ نہیں سکتا ، اس آیت کے چار جز ہیں پہلا جز یہ ہے لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ جس کے شان نزول سے متعلق حضرت ضحاک رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ یہ آیت بنوتمیم کے اس وفد سے متعلق نازل ہوئی جس کا ذکر پچھلی آیتوں میں گزرا یعنی وہ قوم جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے حجروں کے پیچھے سے آواز لگائی تھی ، اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہوا کہ ان لوگوں نے چند غریب صحابہ جیسے حضرت عمار ، حضرت خباب ، حضرت ابن فہر ، حضرت بلال ، حضرت صہیب ، حضرت سلمان ، حضرت سالم رضی اللہ عنہما کا مذاق اڑایا جبکہ انہوں نے انکی خستہ حالی دیکھی ، تب یہ آیت نازل ہوئی ۔ (تفسیر قرطبی ۔ ج ۱۶ ۔ ص ، ۳۲۵) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ انہوں نے ایک صحابی کو انکی ماں کا نام لیکر عار دلائی تھی ، (تفسیر قرطبی ۔ ج ۱۶ ۔ ص ، ۳۲۵) اور بعض نے کہا کہ یہ آیت حضرت عکرمہ بن ابی جہل کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ وہ اسلام لا کر مدینہ آئے تو وہاں لوگ انہیں ابنُ فرعونَ مِنْ هٰذِهِ الاُمَّة کہہ کر عار دلائی یعنی یہ اس امت کے فرعون کا بیٹا ہے ، تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی ، (تفسیر قرطبی ۔ ج ۱۶ ۔ ص ، ۳۲۵) اور وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ والے جز کے شان نزول سے متعلق مروی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں یہ جزئیہ نازل ہوا واقعہ یہ ہوا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی کمر سے ایک سفید کپڑا باندھا اور اسکے دونوں کناروں کو پیچھے لٹکتا ہوا چھوڑ دیا جو نیچے گھسیٹے جاتے تھے یہ دیکھ کر حضرت عائشہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ دیکھو! یہ کیسے اپنے دوپٹے کو لڑاتے ہوئے جارہی ہیں؟ ایسا لگتا ہے کہ یہ کتے کی زبان ہو ، (تفسیر قرطبی ۔ ج ۱۶ ۔ ص ، ۳۲۶) اور حضرت انس اور ابن زید رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ چند ازواج مطہرات نے حضرت ام سلمہ کا انکے پست قد ہونے کی وجہ سے مذاق اڑایا جسکے سبب یہ آیت نازل ہوئی (تفسیر قرطبی ۔

ج،۱۶۔ص،۳۲۶) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کی شان میں نازل ہوئی جبکہ بعض عورتوں نے انہیں یہ کہہ کر عار دلائی کہ وہ یہودی کی بیٹی ہے جس پر انہوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ان سے یہ کیوں نہیں کہا کہ حضرت ھارون علیہ السلام میرے والد، حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے چچا اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم میرے شوہر ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص،۳۲۶)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم لوگ نہ تو ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ہی ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارا کرو، یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کو طعنہ دینے یا عیب جوئی کرنے سے منع فرمایا اور برے القاب سے پکارنے سے منع فرمایا اور کہا کہ اگر کسی کو کسی لقب سے ٹھیس یا تکلیف پہنچتی ہو تو اسے اس لقب سے نہ پکارا جائے بلکہ جو نام اسے اچھا لگتا ہو اسی سے اسے بلایا جائے تاکہ اس کے دل کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو، اس آیت کے اس جز کے شان نزول سے متعلق حضرت ابوجبیرہ بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم میں سے ہر آدمی کے دو دو تین تین نام ہوتے تھے تو کسی ایک سے اس کو پکارا جاتا جو اسے برا لگتا تھا اس پر یہ آیت وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ نازل ہوئی۔ (ترمذی ۳۲۶۸) حضرت ابوجبیرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ یہ آیت ہم بنوسلمہ کی شان میں نازل ہوئی وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ واقعہ یہ ہوا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے پاس مدینہ آئے تو اس وقت مدینہ میں ایک آدمی کے دو دو تین تین نام ہوا کرتے تھے لہٰذا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کسی ایک نام سے پکارنے لگے کہ اے فلاں شخص! اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ یا رسول اللہ! رک جائیے اسے اس نام سے بلانے پر تکلیف ہوتی ہے۔ اس پر آیت کا یہ جز وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ نازل ہوا۔ (ابوداود ۴۹۶۲) ان تمام گناہوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے ایمان والو! تم ایمان لائے ہو اور ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ تمام گناہوں کو چھوڑ کر نیکی والے اور اللہ کی رضا والے کام کرو لہٰذا اگر تم ایمان لانے کے بعد بھی ان برے اور گناہ کے کاموں میں لگے رہے یعنی ایک دوسرے کو طعنہ دیا، مذاق اڑایا، برے برے القاب سے ایک دوسرے کو بلایا تو ظاہر ہے کہ یہ تو بڑے ہی گناہ کی بات ہے کہ ایک مسلمان ہوتے ہوئے بھی ان گناہوں کا سلسلہ رکھیں؟ اگر انجانے میں ہو گیا تو کوئی بات نہیں لیکن اگر جان بوجھ کر کرتے تھے تو اب تمہیں اس حرکت سے باز آجانا چاہیئے اور جو اس حرکت سے باز نہیں آئے گا تو اسکا شمار ظالموں میں سے ہوگا اور ظالم لوگ کبھی کامیاب نہیں ہوتے لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔ (الانعام ۲۱) آج کل یہ برائی ہمارے معاشرہ میں بہت عام ہو چکی ہے کہ ایک دوسرے کا مذاق اڑانا، انہیں برے برے القاب سے پکارنا، ستانا، لوگوں کے سامنے رسوا کرنا وغیرہ، ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم ان بری حرکتوں سے باز آجائیں ورنہ ہمارا حشر بھی نا کام لوگوں یعنی ظالم لوگوں میں ہوسکتا ہے اللہ ہم تمام کی حفاظت فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۱۷﴾ بعض گمان تو گناہ ہوتے ہیں ﴿الحجرات۔ ۱۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اے وہ لوگو جو اٰمَنُوا ایمان لائے ہو اجْتَنِبُوْا اجتناب کرو كَثِيْرًا بہت سی مِّنَ الظَّنِّ بدگمانیوں سے اِنَّ بلاشبہ بَعْضَ بعض الظَّنِّ بدگمانیاں اِثْمٌ گناہ ہیں وَّ اور لَا تَجَسَّسُوْا تم جاسوسی نہ کرو وَ اور لَا يَغْتَبْ غیبت نہ کرے بَّعْضُكُمْ بَعْضًا تم میں سے کوئی دوسرے کی اَيُحِبُّ کیا پسند کرتا ہے اَحَدُكُمْ ایک تم میں سے اَنْ يَّاْكُلَ یہ کہ وہ کھائے لَحْمَ گوشت اَخِيْهِ اپنے بھائی کا مَيْتًا جبکہ وہ مردہ فَكَرِهْتُمُوْهُ پس تم نا پسند کرتے ہو اس کو وَ اور اتَّقُوا تم ڈرو اللّٰهَ اللہ سے اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ تَوَّابٌ بہت توبہ قبول کرنے والا رَّحِيْمٌ نہایت رحم کرنے والا ہے

ترجمہ: ۔ اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور کسی کی ٹوہ میں نہ لگو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو خود تم نفرت کرتے ہو! اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، بہت مہربان ہے۔

تشریح: ۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو۔ ۲۔ بعض گمان تو گناہ ہوتے ہیں۔

۳۔ کسی بھی شخص کی ٹوہ میں نہ لگے رہو۔ ۴۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

۵۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟۔

۶۔ اس بات سے تو تم خود نفرت کرتے ہو۔ ۷۔ اللہ سے ڈرو۔

۸۔ یقیناً اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان ہے۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوسروں کا مذاق اڑانے، دوسروں پر طعنہ زنی کرنے اور برے القاب سے پکارنے سے منع فرمایا، اس آیت میں اور چند گناہ بیان کئے جارہے ہیں تاکہ ایک مسلمان ان گناہوں سے بھی اپنے آپ کو بچائے رکھے چنانچہ فرمایا کہ اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو بہت سے گمانوں سے بچاؤ اس لئے کہ بہت سے گمانوں میں سے بعض گمان ایسے بھی ہوتے ہیں جو انسان کو گناہ کی دہلیز پر پہنچا دیتے ہیں، لہٰذا اگر تم لوگ ہر قسم

کے غلط گمان سے بچے رہو گے تو تمہیں ان گناہ والے گمان سے بچنا آسان ہو جائے گا ورنہ بے خیالی میں بدگمانی کا گناہ تمہارے سر آ جائے گا اور ایسی بہت ساری احادیث ہیں جن میں مومن کو برے گمان سے منع فرمایا گیا ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ گمان سے بچے رہو اس لئے کہ گمان ہی سب سے جھوٹی چیز ہے، ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو اور نہ ہی کسی دوسرے کی بات کو کان لگا کر سنو اور نہ ہی آپس میں حسد رکھو بلکہ تم سب آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ (بخاری ۵۱۴۳) ایسے ہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کا طواف کرتے وقت یہ کہتے ہوئے دیکھا ہے کہ تو کتنا پاک اور تیری خوشبو کتنی اچھی ہے؟ تو کتنا عظیم اور تیری حرمت کتنی اونچی ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے ایک مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے کہیں زیادہ اونچی ہے، اسکے مال کی، اسکی جان کی۔ اسی لئے ہم پر ضروری ہے کہ ہم مومن کے ساتھ صرف اچھا گمان ہی رکھیں۔ (ابن ماجہ ۳۹۳۲) آج ہم جب بھی کسی کے بارے میں سوچتے ہیں تو بس برا ہی سوچتے ہیں اسکی اچھائی ہمیں اس کے بارے میں برا سوچنے سے نہیں روکتی بلکہ شیطان ہمیں اسکے خلاف برا سوچنے پر اکساتا ہے حتی کہ اگر اس شخص سے غفلت میں کچھ غلطی بھی ہو جائے تو ہماری زبانیں اس غفلت اور اسکی مجبوری کو بالائے طاق رکھ کر برا بھلا کہنے سے نہیں چوکتیں حالانکہ ہمیں اس حدیث پر غور کرنا چاہئے کہ کسی مسلمان کی عزت و آبرو کا احترام کرنا کعبہ کا احترام کرنے سے کہیں بڑھ کر ہے، اللہ ہمیں نیک توفیق نصیب فرمائے، اللہ تعالی نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کی جاسوسی کرنے سے روکا ہے کہ وہ کیا کرتا ہے کیا نہیں کرتا؟ کہاں جاتا ہے، کس کے ساتھ اٹھتا ہے؟ کس کے ساتھ بیٹھتا ہے؟ اسکے یہاں کون آتا ہے اور کون جاتا ہے؟ وہ کہاں سے کماتا ہے اور کہاں خرچ کرتا ہے؟ وغیرہ ان جیسی تمام چیزوں سے منع فرمایا گیا ''وَلَا تَجَسَّسُوْا''۔ اور جاسوسی نہ کرو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے قوم کہ جو اپنی زبان سے تو ایمان لے آئی مگر ایمان اسکے دل میں نہیں اترا، تم لوگ مسلمانوں کی غیبت مت کرو اور انکی خفیہ چیزوں کے پیچھے مت پڑے رہو اس لئے کہ جو انکی خفیہ چیزوں کے پیچھے پڑے رہتا ہے اللہ تعالی اسکی خفیہ چیزوں کے پیچھے پڑا رہتا ہے اور اللہ جسکی پوشیدہ چیزوں کے پیچھے پڑ جائے تو اسے اسکے ہی گھر میں رسوا کر چھوڑتا ہے۔ (ابوداود ۴۸۸۰)

اسی طرح اللہ تعالی نے فرمایا کہ ایک دوسرے کی غیبتیں بھی کرتے مت پھرو، اس لئے کہ اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا اور انسان اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کو ناپسند کرتا ہے، مرے ہوئے جانور کا گوشت کھانے کو بھی انسان ناپسند کرتا ہے تو پھر بھائی کا گوشت کھانا تو اور بھی زیادہ ناپسندیدگی کی بات ہے تو جس طرح اس چیز کو تم لوگ ناپسند کرتے ہو اسی طرح ایک دوسرے کی غیبت کرنے کو بھی ناپسند سمجھو اور جس طرح تم اس سے دور بھاگتے ہو اسی طرح غیبت کرنے سے بھی دور بھاگا کرو، اور ہر

معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو اس لئے کہ وہی ہے جو ہمارے ہر عمل سے باخبر ہے اور وہی ہمارے اعمال کی جزا ہمیں دے گا، غیبت ہوتی کیا چیز ہے؟ جس سے اللہ تعالی نے مسلمانوں کو منع فرمایا ہے تو اس کی تشریح نبی رحمت ﷺ کی حدیث سے واضح ہوتی ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! غیبت ہوتی کیا چیز ہے؟ اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنے مسلمان بھائی کی اس چیز کو بیان کرو جو اسے ناپسند ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ! اگر وہ ناپسند چیز خود ہمارے بھائی میں موجود ہو تو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تب ہی تو وہ غیبت ہے اگر تم وہ بات کہو جو تمہارے مسلمان بھائی کے اندر نہ ہو تب تو وہ بہتان اور تہمت کہلائے گی۔ (ابوداود ۴۸۷۴) آج ہی سے ہم یہ عہد کرلیں کہ ہم اپنی ان بری عادتوں کو چھوڑ دیں گے اور کسی سے متعلق نہ برا سوچیں گے اور نہ برا کہیں گے اور نہ ہی دوسروں کی جاسوسی کریں گے، بس ہمیں اپنا کام کرنا ہے اور اپنے رب کو راضی کرنا ہے اسی سوچ کو ہم اپنے ساتھ تاحیات رکھیں گے۔ ان شاء اللہ، اللہ تعالی ہم تمام کو توفیق نصیب فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۱۸﴾ سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو ﴿الحجرات۔ ۱۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو! اِنَّا بلاشبہ خَلَقْنٰكُمْ ہم نے پیدا کیا تمہیں مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى ایک مرد اور ایک عورت سے وَ اور جَعَلْنٰكُمْ ہم نے بنائے تمہارے شُعُوْبًا خاندان وَّ اور قَبَآئِلَ قبیلے لِتَعَارَفُوْا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو اِنَّ بلاشبہ اَكْرَمَكُمْ زیادہ عزت والا تم میں سے عِنْدَ اللّٰهِ اللہ کے ہاں اَتْقٰكُمْ زیادہ پرہیزگار ہو تم میں سے اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ عَلِيْمٌ خوب جاننے والا خَبِيْرٌ خوب خبردار ہے

ترجمہ:۔ اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لئے تقسیم کیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کی پہچان کرسکو، درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو، یقین رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز سے باخبر ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔

۲۔تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لئے تقسیم کررکھا ہے تا کہ تم ایک دوسرے کی پہچان کرسکو۔

۳۔حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو

۴۔یقین رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز سے باخبر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے لہذا تم سب ایک جیسے ہی ہو کسی کو کسی پر کوئی فضیلت اور فوقیت نہیں ہے، نہ کوئی کسی سے اونچا نہ کوئی کسی سے نیچا، نہ کوئی اعلی نہ کوئی ادنی، نہ کوئی رتبہ والا نہ کوئی حقیر بلکہ سب کے سب ایک ہی ہو، جب سب ایک ہی طرح کے ہیں تو پھر ایک دوسرے کا مذاق اڑانے کا کیا مطلب؟ اگر تم کسی کا مذاق اڑاتے ہو تو درحقیقت تم اپنا ہی مذاق اڑارہے ہو اس لئے کہ تمہاری بھی پیدائش اسی سے ہے جس سے اسکی پیدائش ہوئی، اب جو تمہیں اللہ تعالی نے خاندانوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا ہے وہ صرف اس لئے کہ تمہاری پہچان ہوسکے اس کے سوا کچھ نہیں، یہ خاندان اور قبیلے کسی کی عزت اور کسی کی ذلت کو ثابت نہیں کرتے کہ اگر فلاں قبیلہ یا خاندان کا فرد ہے تو اسکا مقام اونچا ہے اور اگر فلاں قبیلہ سے ہے تو اسکی کوئی حیثیت نہیں، اسلام ان ساری چیزوں سے پاک مذہب ہے یہاں فضیلت اگر کسی کو ہے تو وہ اسکے اعمال کی وجہ سے ہے اور اسکے تقوی کی وجہ سے ہے، جو جتنا متقی ہوگا، جتنا نیک اور صالح ہوگا اتنا ہی اسکا مقام اللہ کے یہاں اونچا ہوگا اور یقینا اللہ تعالی اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ اسکے بندوں میں کون سب سے زیادہ متقی ہے اور کون نہیں؟ اور اللہ کو تمہارے اعمال کی پوری پوری خبر ہے، حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مجھے اس صحابی نے یہ حدیث بیان کی جس نے آپ علیہ السلام کا خطبہ ایام تشریق کے درمیان سنا، آپ علیہ السلام نے اس خطبہ میں فرمایا کہ اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارے والد بھی ایک ہیں اور سن لو کہ نہ تو کسی عربی کو عجمی پر کسی قسم کی فضیلت ہے اور نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر، نہ سانولے کو کالے پر نہ کالے کو سانولے پر سوائے تقوی کے۔(مسند احمد، مسند الانصار، مسند رجل من اصحاب رسول اللہ ۲۳۴۸۹) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے وقت لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے لوگو! اللہ تعالی نے تم سے زمانۂ جاہلیت کی بڑائی اور اپنے آباء واجداد پر فخر کرنے کے طریقہ کو ختم کردیا اب لوگ صرف دو قسم کے ہیں ایک نیک اور متقی جسکا اللہ کے یہاں اونچا مقام ہے اور دوسرا گنہگار اور بدبخت کہ جسکا مقام اللہ کے یہاں سب سے کمتر ہے اور تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اور اللہ تعالی نے فرمایا: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہیں خاندانوں اور قبیلوں میں صرف اس لئے تقسیم کیا کہ تمہاری پہچان ہوجائے، تم میں سے سب سے مکرم اللہ کے یہاں وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو یقینا اللہ جاننے والا، باخبر ہے۔(ترمذی ۳۲۷۰) اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں

حضرت زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو حکم دیا کہ وہ ابا ھند کا نکاح انکے خاندان کے کسی فرد سے کرائیں، توان لوگوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا ہم اپنی بیٹیوں کا نکاح اپنے غلاموں سے کروائیں؟ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔(المراسل لابی داؤد۔ص،۱۹۵) اور یہ روایت بھی اس آیت کے شان نزول میں مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مکہ فتح ہوا تو نبی رحمت ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اذان دیں چنانچہ وہ اذان دینے کے لئے کعبہ کی چھت پر چڑھے اور اذان دی، اس پر حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ الحمدللہ یہ دن دیکھنے سے پہلے میرے والد کا انتقال ہو گیا اور حضرت حارث بن ھشام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کالے کوے کے علاوہ اور کوئی موذن نہیں ملا اور حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ چاہتا تو اس چیز کو بدل دیتا اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کچھ نہیں کہوں گا اس لئے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالی اسکی خبر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیدے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی رحمت ﷺ کے پاس آئے اور ان لوگوں کی کہی ہوئی بات بتلادی تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا اور ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے اقرار کرلیا کہ ہاں! ہم نے ہی کہا ہے، تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۶۔ص،۳۴۱) الغرض اس آیت سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اسلام میں کسی قسم کا چھوت چھات نہیں اور نہ ہی کوئی نسلی تعصب ہے، یہی اسلام کی خاصیت ہے کہ وہ ہر قسم کے تعصب سے بالاتر مذہب ہے لیکن پھر بھی لوگ اسے متشدد کہہ کر بدنام کرنے میں لگے ہوئے ہیں ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زندگی کو اسلام کے مطابق ڈھال لیں تا کہ لوگ ہمارے اعمال کو دیکھ کر ہمارے دین کی اچھائی کا پتا لگائیں اللہ ہمیں دینِ اسلام کو اپنی زندگیوں میں اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۱۹﴾ ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ﴿الحجرات۔۱۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ اِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قَالَتِ کہا الْاَعْرَابُ دیہاتیوں نے اٰمَنَّا ہم ایمان لائے قُلْ آپ کہہ دیجئے لَّمْ تُؤْمِنُوْا تم ایمان نہیں لائے وَ لٰكِنْ لیکن قُوْلُوْٓا تم کہو اَسْلَمْنَا ہم اسلام لائے وَ اور لَمَّا ابھی تک يَدْخُلِ داخل ہوا

الۡاِیۡمَانُ ایمان فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ تمہارے دلوں میں وَ اورإِنۡ اگر تُطِيعُوا تم اطاعت کرو اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ اللہ اور اس کے رسول کی لَا يَلِتۡكُمۡ وہ کم نہیں کرے گا مِّنۡ اَعۡمَالِكُمۡ تمہارے اعمال سے شَيۡـئًا کچھ بھی اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ غَفُوۡرٌ بہت بخشنے والا رَّحِيۡمٌ نہایت رحم کرنے والا ہے

ترجمہ:۔ یہ دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں ان سے کہو کہ تم ایمان تو نہیں لائے، البتہ یہ کہو کہ ہم نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم واقعی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال (کے ثواب) میں ذرا بھی کمی نہیں کرے گا، یقیناً اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔

۲۔ ان سے کہو کہ تم ایمان تو نہیں لائے البتہ یہ کہو کہ ہم نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔

۳۔ ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

۴۔ اگر تم واقعی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال کے ثواب میں ذرہ برابر کمی نہیں کرے گا۔

۵۔ یقیناً وہ بڑا بخشنے والا بہت مہربان ہے۔

پچھلی آیت میں بیان کیا گیا کہ کسی انسان کو دوسرے انسان پر حسب ونسب، رنگ ونسل، حسن وجمال، علاقہ اور زبان وغیرہ کی بنیاد پر کوئی فضیلت نہیں ہے ہاں! اگر کسی کو فضیلت حاصل ہوتی ہے تو وہ تقویٰ کی بنیاد پر ہوتی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہوگا اللہ کے یہاں اسکا رتبہ اتنا ہی اونچا ہوگا، چند دیہاتیوں نے کہا تھا کہ ہم نسب کے اعتبار سے بڑھے ہوئے ہیں، ہمارا رتبہ اونچا ہونا چاہئے وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ پچھلی آیت کے شانِ نزول سے معلوم ہوا یہاں اللہ تعالیٰ ان دیہاتیوں سے جو کہ اپنے آپ کو اونچا سمجھتے تھے مذمت کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ تم اپنے آپ کو فضیلت والا سمجھتے ہو اور تم نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے مگر تمہارا حال تو یہ ہے کہ تم نے بس اپنی زبان سے کلمۂ ایمان کا اقرار کیا ہے جبکہ تمہارے دل اس ایمان سے ابھی خالی ہیں فضیلت پانے کے لئے پہلے دل میں ایمان ہونا چاہئے اور پھر عمل بھی متقیوں والا ہونا چاہئے اور یہ دونوں چیزیں بھی تمہارے اندر موجود نہیں ہیں تم لوگ بس نام کے مسلمان ہو اور کچھ نہیں، ہاں! اگر اسکے بعد تم لوگ واقعی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو گے، اللہ اور اسکے رسول کا کہنا مانو گے، انکی ناراضگی سے بچو گے، انکی نافرمانی سے باز آؤ گے تب کہیں جا کر تمہارے اعمال نامہ کو ثواب سے بھرتے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ہر ہر عمل کا ثواب تمہیں تمہاری نیتوں کو دیکھتے ہوئے لکھتا جائیگا اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کرے گا اور جو کچھ تم سے پہلے ہو چکا اور تم نے اس پر توبہ بھی کر لی اور اللہ سے اسکی معافی بھی

مانگ لی تو یقین رکھو کہ اللہ تعالی پچھلی تمام خطاوں کو معاف فرمادے گا، یقینا اللہ تعالی بہت بخشنے والے اور بہت ہی مہربان ہیں کہ وہ اپنے بندوں کو بخشنے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں تا کہ انکی مغفرت ہوجائے۔ اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں مروی ہے کہ یہ آیت بنو اسد بن خزیمہ کے دیہاتیوں سے متعلق نازل ہوئی جو نبی رحمت ﷺ کے پاس قحط سالی کے وقت آئے تھے جنہوں نے ظاہری طور پر کلمۂ شہادت پڑھا مگر اندر سے وہ لوگ ایمان نہیں لائے تھے، ان لوگوں نے مدینہ کے راستوں کو غلاظتوں سے بھر دیا اور چیزوں کی قیمتوں کو بڑھا دیا، وہ نبی رحمت ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ ہم آپ کے پاس ساز وسامان اور اہل وعیال کے ساتھ آئے ہوئے ہیں، ہم آپ سے جنگ نہیں کرتے جیسے فلاں نے کی لہذا آپ ہمیں صدقہ کا مال دیجئے، اس طرح وہ لوگ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان جتلانے لگے جس پر یہ آیت نازل ہوئی قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا۔ الخ۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۶۔ ص،۳۴۸)

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالی کو صرف زبان سے کلمہ کہنا مطلوب نہیں ہے بلکہ زبان کے ساتھ ساتھ دل سے یقین کرنا اور اپنے اعضاء وجوارح سے اسلام کے احکامات پر عمل کرنا بھی مطلوب ومقصود ہے اور ایمان کی اصل بھی یہی ہے کہ بندہ جس پر ایمان لایا ہو اسکے ہر حکم پر عمل کرے اور منع کی ہوئی چیزوں سے باز آجائے، اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کو کچھ عطا فرمایا جبکہ حضرت سعد وہیں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے ان میں سے ایک آدمی کو نہیں دیا جو کہ مجھے بہت پسند تھا مجھ سے رہا نہیں گیا اور میں نے آپ علیہ السلام سے پوچھ لیا کہ یارسول اللہ! فلاں شخص نے کیا کیا؟ اللہ کی قسم! میں تو اسے مومن سمجھتا ہوں، آپ علیہ السلام نے فرمایا مومن یا مسلمان؟ حضرت سعد کہتے ہیں کہ میں پھر تھوڑی دیر خاموش رہا لیکن مجھے اس بات نے پھر سے بولنے پر مجبور کیا جو میں اس کے بارے میں جانتا تھا، میں پھر سے وہی سوال کیا اور یہ سوال میں نے تین مرتبہ کیا اور ہر مرتبہ اللہ کے نبی نے وہی سوال کیا، پھر آپ علیہ السلام نے آخر میں فرمایا اے سعد! میں کسی ایک آدمی کو دیتا ہوں جبکہ اسکے علاوہ شخص مجھے پسند ہے، مگر دیا اس مقصد سے ہے کہ کہیں وہ مال نہ ملنے پر اسلام سے پھر نہ جائے جس کی وجہ سے اللہ اسے جہنم میں نہ ڈال دے۔ (بخاری ۲۷) مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ مسلمان تو ہوتے ہیں مگر ایمان انکے دلوں تک نہیں پہنچتا جسکی وجہ سے ایسے لوگوں کا اسلام سے پھر جانا عین ممکن ہے اس لئے کہ ایسے لوگ جہاں اپنا فائدہ دیکھتے ہیں وہیں چلے جاتے ہیں ایسے لوگوں کو مسلمان تو کہا جاسکتا ہے اس لئے کہ انہوں نے زبان سے کلمہ کہا لیکن انہیں مومن نہیں کہا جاسکتا اس لئے کہ ایمان کا تعلق دل سے ہوتا اور احکامات پر عمل کرنے سے ہوتا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے کہ اسلام علانیہ ہے اور ایمان دل میں، پھر آپ علیہ السلام تین مرتبہ اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرتے اور فرماتے تقوی یہاں ہے تقوی یہاں ہے۔ (مسند احمد ۲۳۸۱)

﴿درس نمبر ۲۰۲۰﴾ کیا تم اللہ کو اپنے دین کی اطلاع دے رہے ہو؟ ﴿الحجرات ۱۵۔۱۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ O قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ اِنَّمَا یقیناً الْمُؤْمِنُوْنَ مومنین الَّذِيْنَ وہ ہیں جو اٰمَنُوْا ایمان لائے بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ثُمَّ پھر لَمْ يَرْتَابُوْا انھوں نے شک نہ کیا وَ اور جٰهَدُوْا انھوں نے جہاد کیا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ میں اُولٰٓئِكَ هُمُ یہی لوگ ہیں الصّٰدِقُوْنَ سچے قُلْ آپ کہہ دیجئے اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ کیا تم خبر دیتے ہو اللہ کو بِدِيْنِكُمْ اپنے دین کی وَ اور اللّٰهُ اللہ يَعْلَمُ جانتا ہے مَا جو کچھ فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں ہے وَ اور مَا جو کچھ فِي الْاَرْضِ زمین میں ہے وَ اور اللّٰهُ اللہ بِكُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کو عَلِيْمٌ خوب جاننے والا ہے

ترجمہ: ۔ ایمان لانے والے تو وہ ہیں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کو دل سے مانا ہے، پھر کسی شک میں نہیں پڑے اور جنھوں نے اپنے مال و دولت اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستے میں جہاد کیا ہے، وہی لوگ ہیں جو سچے ہیں۔ (اے پیغمبر! ان دیہاتیوں سے) کہو کہ کیا تم اللہ کو اپنے دین کی اطلاع دے رہے ہو؟ حالانکہ اللہ ان تمام چیزوں کو خوب جانتا ہے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور اللہ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھتا ہے۔

تشریح: ۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ایمان والے تو وہ ہیں جنھوں نے اللہ اور اسکے رسول کو دل سے مانا پھر کسی شک میں نہیں پڑے۔

۲۔ جنھوں نے اپنی دولت اور جانوں سے اللہ کے راستے میں جہاد کیا۔ ۳۔ یہی وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں۔

۴۔ اے پیغمبر! ان دیہاتیوں سے کہو کہ کیا تم اللہ کو اپنے دین کی اطلاع دے رہے ہو؟۔

۵۔ حالانکہ اللہ ان سب چیزوں کو خوب جانتا ہے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔

۶۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھتا ہے۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے دیہاتیوں سے کہا تھا کہ تم اپنے آپ کو ایمان والا نہ کہو بلکہ مسلمان کہو اس لئے کہ ایمان والی صفات تم میں نہیں ہے، ایمان والی صفت کیا ہوتی ہے؟ اللہ تعالیٰ اس آیت میں بیان فرما رہے ہیں کہ ایمان والے تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لے آئے اور اپنے اس ایمان لانے کے بعد انہیں

اس بات میں رتی برابر بھی شک نہیں ہوا کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے رسول ہیں اس کے بعد انہوں نے اللہ اور اسکے رسول کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اللہ کے راستہ میں اس کے کلمہ کو بلند کرنے کی غرض سے جہاد کیا اور اس جہاد میں اپنی جانوں کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا مال بھی خرچ کیا، ان ایمان والوں کے نزدیک اللہ اور اسکے رسول کے حکم کے آگے نہ تو انکی جانوں کی کوئی قیمت ہے اور نہ ہی ان کے اموال کی۔ وہ سب کچھ بخوشی اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے ہر وقت تیار رہتے ہیں اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ یہ لوگ اپنے آپ کو ایمان والے کہتے ہیں تو یہ بالکل سچ ہے کہ وہی لوگ ایمان والے ہیں جن میں یہ تمام صفات پائی جاتی ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں ایمان والوں کی تین قسمیں ہیں، ایک وہ جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائیں اور اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہ کریں اور اپنی جان ومال سے اللہ کی راہ میں جہاد کریں، دوسرا وہ جس سے لوگوں کو اپنی جان ومال کا خوف نہ ہو، تیسرا وہ جسے کسی چیز کی طمع (حرص) پیدا ہو مگر وہ اسے اللہ کی رضا کی خاطر چھوڑ دے۔ (مسند احمد ۱۱۰۵۰) جب کسی مسلمان میں یہ چیزیں ہوں تو اسکے مومن ہونے کی بشارت دو اس لئے کہ یہ خاص صفات ہیں جو صرف مومنوں میں ہی پائی جاتی ہیں اور تم اے دیہاتیو! اپنے آپ کو مومن کہتے ہو جبکہ ان میں سے ایک صفت بھی تمہارے اندر موجود نہیں ہے، اگر واقعی تم اپنے آپ کو مومن کہلوانا چاہتے ہو تو ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرلو اور جو تم چلا چلا کر اپنے آپ کو ایمان والا بتارہے ہو اور کہہ رہے ہو کہ 'اٰمَنَّا، اٰمَنَّا'، کیا تم اپنی اس حرکت سے اللہ تعالی کو اس بات کی خبر دینا چاہتے ہو کہ تم نے ایمان قبول کرلیا ہے؟ اگر تمہاری ایسی سوچ ہے تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالی کو کسی چیز کی اطلاع دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ بندہ کی چھوٹی بڑی، کھلی چھپی ساری باتوں کو جانتا ہے، سارے آسمانوں اور زمین میں ایسی کوئی چیز نہیں جسے اللہ تعالی نہ جانتا ہو، بلکہ وہ تو تمہارے دل میں جو خیالات آتے ہیں اسے بھی جانتا ہے، لہٰذا تمہیں اپنے ایمان کا اس طرح اظہار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم ان مومنانہ صفات کو اپنے اندر پیدا کریں اور ہمیں اپنے ایمان کو دکھلانے کی ضرورت نہیں، ہمیں تو اپنا حال اللہ کے علاوہ کسی اور کے سامنے ظاہر بھی نہیں کرنا چاہئے، ہماری یہ سوچ ہونا چاہئے کہ ہم جو بھی کریں بس وہ اللہ کے لئے کریں لوگ اس سے کیا سوچتے ہیں اور کیا بولتے ہیں اسکی ہمیں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے؟ اللہ تعالی ہمیں بھی کامل ایمان والا بنائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۲۱﴾ اے نبی! یہ لوگ آپ پر احسان جتلا رہے ہیں ﴿الحجرات ۱۷۔۱۸﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَمُنُّوۡنَ عَلَیۡکَ اَنۡ اَسۡلَمُوۡا ؕ قُلۡ لَّا تَمُنُّوۡا عَلَیَّ اِسۡلَامَکُمۡ ۚ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیۡکُمۡ اَنۡ

هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَمُنُّوْنَ اور وہ احسان جتاتے ہیں عَلَيْكَ آپ پر اَنْ اَسْلَمُوْا کہ وہ مسلمان ہوئے قُلْ کہہ دیجئے لَا تَمُنُّوْا تم احسان نہ جتلاؤ عَلَيَّ مجھ پر اِسْلَامَكُمْ اپنے اسلام کا بَلِ اللّٰهُ بلکہ اللہ يَمُنُّ احسان فرماتا ہے عَلَيْكُمْ تم پر اَنْ هَدٰىكُمْ کہ اس نے ہدایت دی تمہیں لِلْاِيْمَانِ ایمان کی اِنْ اگر كُنْتُمْ ہو تم صٰدِقِيْنَ سچے اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ يَعْلَمُ جانتا ہے غَيْبَ چھپی باتیں السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی وَ اور اللّٰهُ اللہ بَصِيْرٌۢ خوب دیکھنے والا ہے بِمَا اس کو جو تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے ہو

ترجمہ:۔ یہ لوگ تم پر احسان رکھتے ہیں کہ یہ اسلام لے آئے ہیں، ان سے کہو کہ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ جتلاؤ، بلکہ اگر تم واقعی (اپنے دعوے میں) سچے ہو تو یہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر پوشیدہ بات کو خوب جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ لوگ اے نبی! آپ پر احسان جتلا رہے ہیں کہ یہ اسلام لے آئے ہیں۔

۲۔ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ جتلاؤ۔

۳۔ اگر تم واقعی اپنے دعوے میں سچے ہو تو یہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی۔

۴۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر پوشیدہ بات کو خوب جانتا ہے۔

۵۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالی اسے اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔

پچھلی آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ وہ دیہاتی اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہیں ہم ایمان لے آئے اور جیسا کہ اس آیت کے شان نزول سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ ہم اپنے سارے کنبہ کو لے کر آپ کے پاس بغیر آپ سے لڑے اسلام لے کر آئے ہیں، لہٰذا اب آپ ہمیں ہمارے اس اسلام لانے پر صدقہ دیجئے، یہاں اللہ تعالی ان کی اس بات پر کہہ رہے ہیں کہ تمہارا اسلام لانا یہ کوئی ہمارے فائدہ کے لئے یا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے فائدہ کے لئے نہیں ہے کہ جسکا تم احسان جتلاتے پھرو، بلکہ یہ تو تمہارے اپنے لئے ہے کہ تم کل قیامت کے دن اس اسلام کے ذریعہ اس عذاب سے بچالئے جاو جو غیر مسلموں کو ہونے والا ہے، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر تم واقعی اپنی بات میں سچے ہو کہ تم اسلام لے آئے ہو تو یہ اللہ تعالی کا تم پر بڑا احسان ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت دی ورنہ اس دنیا میں سینکڑوں لوگ ہیں جنہیں اسلام کی توفیق نہیں ملی اتنا بڑا احسان اللہ تعالی

نے تم پر کیا مگر تم لوگ ہو کہ احسان جتلا رہے ہو؟ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے انصار صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا جبکہ وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم سے ناراض تھے آپ ﷺ نے ان تمام انصار کو جمع کر کے فرمایا کہ اے انصار! یہ کیا باتیں ہیں جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچ رہی ہیں کہ تمہیں کچھ ناراضگی ہے؟ کیا میں نے تمہیں گمراہی میں پڑا ہوا نہیں پایا تھا کہ اللہ تعالی نے تمہیں میرے ذریعہ ہدایت دی؟ کیا تم لوگ مالی تنگ دستی کا شکار نہیں تھے کہ پھر اللہ نے تمہیں مالدار کر دیا؟ کیا تم لوگ ایک دوسرے کے دشمن نہیں تھے کہ پھر اللہ نے تمہارے دلوں کو آپس میں ملا دیا؟ پھر ان انصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ کیوں نہیں! یہ سب اللہ اور اسکے رسول کا احسان اور مہربانی ہے۔ (مسند احمد۔ مسند ابی سعید الخدری ۱۱۷۴۳) اس حدیث میں بھی یہی بیان فرمایا گیا کہ بندہ کا ایمان لانا اور برائیوں سے دور ہونا یہ سب اللہ ہی کا اس بندہ پر احسان ہے کہ اس گندگی سے دور فرمایا تو جب اللہ نے احسان کیا ہے تو پھر تمہارا احسان جتلانا کہ دیکھو! ہم ایمان لے آئے یہ نامعقول اور بے وقوفی کی بات ہے بلکہ تمہیں تو عاجزی کے ساتھ رہنا چاہئے کہ ہمارا اس وقت کیا ہوگا جب اللہ ہم سے ہماری اس ہدایت کو چھین لے گا؟ یہی بات اللہ تعالی ان احسان جتلانے والے دیہاتیوں سے کہہ رہے ہیں تم اپنے ایمان کا اظہار کرو یا نہ کرو اللہ کو سب کچھ معلوم ہے کہ کون سچے دل سے ایمان لایا ہے اور کس نے اپنی جان کو بچانے اور مال کی لالچ میں کلمۂ اسلام کہا ہے؟ وہ اللہ تو سب کچھ جانتا ہے چاہے وہ آسمانوں میں چھپی باتیں ہوں یا زمین میں۔ اس سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالی اسے خوب دیکھ رہا ہے چاہے تم اسے کسی کونے میں انجام دو یا اندھیری رات کی تاریکی میں کرو یا دن کے اجالے میں سب کے سامنے کرو یا تنہائی میں۔" وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ "اللہ تو وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔

سُوْرَۃُ قٓ مَکِّیَّۃٌ

یہ سورت ۳ رکوع اور ۴۵ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۲۲﴾ **یہ تو بڑی عجیب بات ہے** ﴿قٓ ۱۔تا۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قٓ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ O بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِيْبٌ O ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ O قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قٓ ق وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ قسم قرآن مجید کی بَلْ بلکہ عَجِبُوْٓا انھوں نے تعجب کیا اَنْ جَآءَهُمْ یہ کہ آیا ان کے پاس مُّنْذِرٌ ایک ڈرانے والا مِّنْهُمْ انہی میں سے فَقَالَ تو کہا الْكٰفِرُوْنَ کافروں نے هٰذَا یہ شَیْءٌ عَجِيْبٌ ایک عجیب چیز ہے ءَاِذَا کیا جب مِتْنَا ہم مرجائیں گے وَ اور كُنَّا ہم ہوجائیں گے تُرَابًا مٹی ذٰلِكَ یہ رَجْعٌ واپسی بَعِيْدٌ بہت بعید ہے قَدْ تحقیق عَلِمْنَا ہمیں علم ہے مَا جو کچھ تَنْقُصُ کم کرتی ہے الْاَرْضُ زمین مِنْهُمْ ان میں سے وَ اور عِنْدَنَا ہمارے پاس كِتٰبٌ ایک کتاب ہے حَفِيْظٌ حفاظت کرنے والی

ترجمہ:۔ ق، قرآن مجید کی قسم! (ان کافروں نے پیغمبر کو کسی دلیل کی وجہ سے نہیں جھٹلایا)، بلکہ انہوں نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ کوئی (آخرت سے) ڈرانے والا خود انہی میں سے (کیسے) آ گیا، چنانچہ ان کافروں نے یہ کہا ہے کہ یہ تو بڑی عجیب بات ہے، بھلا کیا جب ہم مرکھپ جائیں گے اور مٹی ہوجائیں گے (اس وقت ہمیں پھر زندہ کیا جائے گا؟) یہ واپسی تو ہماری سمجھ سے دور ہے، واقعہ تو یہ ہے کہ زمین ان کے جن حصوں کو (کھا کر) گھٹا دیتی ہے ہمیں ان کا پورا علم ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سب کچھ محفوظ رکھتی ہے۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کون سی سورت پڑھتے تھے؟ آپ نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ پڑھتے تھے۔ (ابوداود ۱۱۵۴)

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قرآن مجید کی قسم (ان کافروں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دلیل کی وجہ سے نہیں جھٹلایا)۔

۲۔ بلکہ انہیں اس بات پر حیرت ہوئی کہ کوئی آخرت سے ڈرانے والا خود انہی میں سے کیسے آ گیا؟

۳۔ان کافروں نے یہ کہا کہ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔
۴۔بھلا! کیا جب ہم مرکر مٹی ہوجائیں گے تو کیا ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟۔
۵۔ایسا ہونا تو ہماری سمجھ سے دور کی بات ہے۔
۶۔واقعہ تو یہ ہے کہ زمین ان کے جن حصوں کو کھا کر گھٹا دیتی ہے ہمیں انکا پورا علم ہے۔
۷۔ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سب کچھ محفوظ رکھتی ہے۔

پچھلی سورت میں ان دیہاتیوں کے بارے میں بتلایا گیا جنہوں نے اپنے آپ کو مومن کہا جبکہ ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا تھا اس لئے کہ وہ لوگ نہ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے نبی تسلیم کرتے تھے اور نہ ہی موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان رکھتے تھے لہذا انہیں مومن شمار نہیں کیا گیا، یہاں اللہ تعالی اس سورت کی ابتدا بھی ان مشرکین سے کر رہے ہیں جو ان دیہاتیوں کی طرح ہی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی تسلیم کرنے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا " ق " یہ حرف قاف بھی انہی حروف مقطعات کی طرح ہیں جنکا ذکر پچھلی سورتوں میں گزرا کہ جن کے حقیقی معنی اللہ تعالی ہی جانتے ہیں مگر بعض مفسرین نے اس کے معنی بیان کئے ہیں بعض نے کہا کہ یہ ایک پہاڑ کا نام ہے اور بعض نے کہا کہ یہ قرآن کا نام ہے اور بعض نے کہا کہ یہ اللہ کا نام ہے اور بعض نے کہا کہ یہ اللہ کے ناموں کا پہلا حرف ہے جیسے کہ قدیر، قادر، قابض وغیرہ (تفسیر قرطبی۔جو،۱۷۔ص،۲،۳) مگر اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ یہ جو معنی مفسرین نے بیان کئے ہیں وہ حتمی اور یقینی نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ قرآن مجید کی قسم، اللہ تعالی نے یہاں صرف قسم بیان کی اور قسم کے جواب کو محذوف کر دیا اور وہ یہ ہے کہ قران مجید کی قسم! اے محمد! ہم نے آپ کو نبی بنا کر انہیں موت کے بعد زندہ کئے جانے والے دن سے اور اس کی ہولناکی سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، اس جواب قسم کے محذوف ہونے پر اگلی آیت دلالت کر رہی ہے کہ اے محمد! جب ہم نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا تو یہ عرب کے لوگ تعجب میں پڑ گئے کہ کیا اللہ تعالی نے ایک انسان کو جو ہماری طرح ہے نبی بنا کر بھیجا؟ سورۂ یونس کی آیت نمبر ۲ میں بھی اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَباً أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنْ أَنْذِرِ النَّاسَ کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ہم نے انہی کی طرح ایک انسان کی جانب وحی بھیجی ہے کہ وہ لوگوں کو ڈرائے۔ان کفار کو آپ علیہ السلام کے نبی ہونے پر کسی دلیل وحجت کی وجہ سے تعجب نہیں ہوا، تمام دلائل اور حجتیں تو برحق تھیں اور بالکل واضح تھیں مگر انہیں جو تعجب ہوا بس وہ اس بات سے کہ اللہ تعالی نے ایک انسان کو کیسے نبی بنا کر بھیجا؟ ان کے اس سوال کا جواب سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۹۵ میں دیا گیا قُل لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَآئِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا

عَلَيۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَـكًا رَّسُوۡلًا اے نبی! آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر اس زمین پر ملائکہ اطمینان سے چلتے پھرتے تو اس وقت ہم کسی فرشتہ کو ہی بنا کر بھیجتے۔ مگر چونکہ اس دنیا میں فرشتے نہیں انسان چلتے پھرتے ہیں اسی لئے ہم نے انسان ہی کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔

اللہ تعالی ان کافروں کا ایک اور تعجب بیان فرما رہے ہیں کہ انہیں اس بات پر بھی تعجب ہے کہ جب وہ مر کر بالکل مٹی ہو جائیں گے اور ہم مٹی میں کھو جائیں گے، ہمارا نام ونشان تک باقی نہیں رہے گا تو کیا اس وقت بھی ہمیں دوبارہ زندگی دی جائے گی؟ اسکا جواب اللہ تعالی انہیں آگے دے رہے ہیں کہ اگر تم اس مٹی میں ملکر ریزہ ہو جاو اور مٹی تمہارا وجود تمہاری نظروں میں ختم بھی ہو جائے تو ہمیں تمہارے وجود کا پتہ ہے اور یہ بھی پتا ہے کہ زمین کے کس حصہ نے تمہیں کھا کر تمہارا وجود ختم کر دیا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کی ریڑھ کی ہڈی کے علاوہ سارے جسم کو مٹی کھا جاتی ہے وہ اسی سے پیدا کیا گیا ہے اور اسی میں جمع کیا جائے گا۔ (مسلم۔ ۲۹۵۵) لہٰذا اللہ تعالی اسی ہڈی سے انسان کو دوبارہ پیدا کرے گا ان انسانوں کو اس میں کوئی شک کرنے کی ضرورت نہیں اور اللہ تعالی کے پاس ایک کتاب ہے جس میں انسان کی ہر ہر چیز لکھی ہوئی ہے حتی کہ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ مٹی کے کس جز نے اس انسان کے جسم کو کھایا ہے؟

ہم نے زمین میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگائی ہیں

﴿درس نمبر ۲۰۲۳﴾ ﴿قٓ ۵۔تا۔۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَلۡ كَذَّبُوۡا بِالۡحَـقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡ فَهُمۡ فِىۡۤ اَمۡرٍ مَّرِيۡجٍ ۝ اَفَلَمۡ يَنۡظُرُوۡۤا اِلَى السَّمَآءِ فَوۡقَهُمۡ كَيۡفَ بَنَيۡنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنۡ فُرُوۡجٍ ۝ وَالۡاَرۡضَ مَدَدۡنٰهَا وَاَلۡقَيۡنَا فِيۡهَا رَوَاسِىَ وَاَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍۢ بَهِيۡجٍ ۝ تَبۡصِرَةً وَّذِكۡرٰى لِكُلِّ عَبۡدٍ مُّنِيۡبٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ بَلۡ بلکہ كَذَّبُوۡا انھوں نے جھٹلا دیا بِالۡحَـقِّ حق کو لَمَّا جب جَآءَهُمۡ وہ آیا ان کے پاس فَهُمۡ چنانچہ فِىۡۤ اَمۡرٍ مَّرِيۡجٍ ایک الجھے ہوئے معاملے میں ہیں اَفَلَمۡ کیا پھر نہیں يَنۡظُرُوۡۤا انھوں نے دیکھا اِلَى السَّمَآءِ آسمان کی طرف فَوۡقَهُمۡ اپنے اوپر كَيۡفَ کیسا بَنَيۡنٰهَا ہم نے بنایا اس کو وَ اور زَيَّنّٰهَا ہم نے مزین کیا اسے وَ اور مَا نہیں ہے لَهَا اس میں مِنۡ فُرُوۡجٍ کوئی شگاف وَ اور الۡاَرۡضَ زمین کو مَدَدۡنٰهَا ہم نے پھیلا دیا اسے وَ اور اَلۡقَيۡنَا ہم نے ڈال دیئے فِيۡهَا اس میں رَوَاسِىَ مضبوط پہاڑ وَ اور اَنۡۢبَتۡنَا ہم نے اگائی فِيۡهَا اس میں مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ ہر ایک قسم کے بَهِيۡجٍ خوش نما تَبۡصِرَةً بطور بصیرت وَّ اور ذِكۡرٰى نصیحت لِكُلِّ عَبۡدٍ ہر اس شخص کے لیے جو مُّنِيۡبٍ رجوع کرنے والا ہے

ترجمہ:۔ دراصل انہوں نے سچ کو اسی وقت جھٹلا دیا تھا جب وہ ان کے پاس آیا تھا، چنانچہ وہ متضاد باتوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ بھلا کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے کیسے بنایا ہے؟ اور ہم نے اسے خوبصورتی بخشی ہے اور اس میں کسی قسم کے رخنے نہیں ہیں اور زمین ہے کہ ہم نے اسے پھیلا دیا ہے اور اس میں پہاڑوں کے لنگر ڈال دیئے ہیں اور اس میں ہر طرح کی خوشنما چیزیں اگائی ہیں تا کہ وہ اللہ سے لو لگانے والے ہر بندے کے لئے بصیرت اور نصیحت کا سامان ہو۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں.

۱۔ دراصل انہوں نے سچ کو اسی وقت جھٹلا دیا تھا جب وہ ان کے پاس آیا تھا۔

۲۔ چنانچہ وہ لوگ متضاد باتوں میں پڑے رہے۔

۳۔ بھلا کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے کیسے بنایا؟

۴۔ ہم نے اسے خوبصورتی بخشی ہے اور اس میں کسی قسم کے رخنے نہیں ہیں۔

۵۔ زمین ہے کہ ہم نے اسے پھیلا دیا ہے اور اس میں پہاڑوں کے لنگر ڈالدیئے ہیں۔

۶۔ اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگائی ہیں۔

۷۔ تا کہ یہ چیزیں اللہ سے لو لگانے والے ہر بندے کے لئے بصیرت اور نصیحت کا سامان ہو۔

پچھلی آیتوں میں مشرکوں کا حال بیان کیا گیا کہ انہیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے میں اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے میں شک تھا اور وہ لوگ اس بات کو بعید از خیال سمجھتے تھے جسکی وجہ سے وہ لوگ کفر پر جمے رہے، اس آیت میں بھی اللہ تعالی ان مشرکوں کے کفر کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ ان مشرکوں نے حق بات کو بھی جھٹلایا جبکہ وہ حق بات انکی آنکھوں کے سامنے بالکل واضح ہو چکی تھی، اتنی واضح بات کو جھٹلانا یقینا گمراہی کی علامت ہے، یہاں حق بات سے مراد بعض نے کہا کہ قرآن ہے بعض نے کہا اسلام ہے اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یہ کافر لوگ خود اس حق بات کے سلسلہ میں تذبذب کا شکار تھے اس لئے کہ کبھی تو کہتے کہ یہ حق بات یعنی قرآن جادو ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جادوگر ہیں، کبھی تو کہتے کہ یہ قرآن شعر ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں اور کبھی تو کہتے کہ یہ قرآن کہانت ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کاہن ہیں، سورۃ الذاریٰت کی آیت نمبر ۸ اور ۹ میں فرمایا گیا إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ کہ تم لوگ تو متضاد باتوں میں پڑے ہوئے ہو، اور (آخرت کی حقیقت) سے وہی منہ موڑتا ہے جو حق سے بالکل ہی مڑا ہوا ہو۔ یہ لوگ خود اس سلسلہ میں کوئی ایک رائے طے کرنے سے قاصر ہیں تو یہ لوگ اس کلام کو کہاں سمجھ پائیں گے اور اگر سمجھ پاتے تو یہ ایسی باتیں نہ کرتے بلکہ اس حق بات کو تسلیم کر لیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ لوگ

بے عقل ہیں، اللہ تعالی ان بے عقلوں کو جو اس کتاب کو اور اس میں بیان کی ہوئی سچائی کو سمجھ نہ پائے ان کے لئے بالکل آسان اور عام فہم دلیل دیکر اللہ کے معبود ہونے کو بتلا رہے ہیں کہ اے وہ لوگو! جنہیں یہ قرآن سمجھ میں نہیں آیا اور جس کے متعلق یہ شک میں پڑے ہوئے ہیں اور حق بات کا انکار کر رہے ہیں کیا انہوں نے آسمانوں کو نہیں دیکھا جو انکے سروں کے اوپر کسی سہارے کے بغیر لٹکے ہوئے ہیں کہ کیسے ہم نے ان آسمانوں کو بغیر کسی سہارے کے بنایا ہے؟ کیسے ہم نے اس میں چاند، سورج، ستارے لگا کر اسکو سجایا دیا اور اتنے بڑے آسمان میں تمہیں کہیں بھی ایک چھوٹی سے خالی جگہ یا سوراخ دکھائی نہیں دے گا یہ سب کچھ تو ہم ہی نے بنایا ہے اور اس زمین کو دیکھ لو جس پر تم چلتے پھرتے ہو، جس سے تم اپنی غذا پاتے ہو کہ کیسے ہم نے اس کو پھیلا کر ایک بچھونے کی طرح بنا دیا تا کہ تم آرام سے اس زمین پر چل پھر سکو اور جب تم اس زمین پر چلتے پھرتے ہو تب تم ادھر ادھر ڈھلتے بھی نہیں وہ اس لئے کہ ہم نے اس زمین پر پہاڑوں کو پیدا کر کے اسے ایک جگہ جما دیا ہے تا کہ وہ زمین تمہیں لیکر کہیں ڈانوڈول نہ ہو اور پھر اس زمین کو مختلف چیزوں سے خوشنما بنا دیا اس میں ہم نے نہریں چلا دیں، خوبصورت وادیاں بنائیں، مختلف کھانے پینے کی چیزیں اگائیں، جھیلیں، ندیاں اس میں چلا دیں یہ سب کام ہم نے بس اس لئے کئے ہیں تا کہ یہ چیزیں تمہارے لئے بصیرت کا ذریعہ بن سکیں، ان تمام چیزوں سے بھی وہی شخص بصیرت، رہنمائی اور ہدایت حاصل کرتا ہے جو اللہ تعالی سے لو لگانے والا ہو، اس کے دل میں اللہ تعالی کی محبت اور اسکے معبود ہونے کا یقین ہو لیکن کچھ شک وشبہ کی وجہ سے اسکی عبادت سے دور ہو گیا ہو تو ایسا شخص ان چیزوں میں غور وفکر کے ذریعہ اپنے اس شک کو دور کر لیتا ہے اور ایمان والا ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کے دل میں اللہ سے محبت ہی نہ ہو اور وہ اسے معبود ہی نہ سمجھتا ہو تو ایسے شخص کے آگے کتنی ہی بصیرت کی مثالیں بیان کی جائیں، کتنی ہی دلیلیں اس رب کی حقانیت پر پیش کر دی جائیں وہ کبھی نہیں مانے گا، یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ جن کے دلوں پر اللہ تعالی نے مہر لگائی ہوتی ہیں۔

﴿درس نمبر ۲۰۲۴﴾ آسمان سے برکتوں والا پانی اتارا ﴿قٓ ۹۔تا۔۱۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَ اَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور نَزَّلْنَا ہم نے نازل کیا مِنَ السَّمَآءِ آسمان سے مَآءً پانی مُّبٰرَكًا بابرکت فَاَنْۢبَتْنَا ہم نے اگائے بِهٖ اس کے ذریعہ جَنّٰتٍ باغات وَّ اور حَبَّ اناج الْحَصِيْدِ کاٹی جانے والی کے وَ اور النَّخْلَ کھجوریں بٰسِقٰتٍ بلند و بالا لَّهَا ان کے طَلْعٌ شگوفے نَّضِيْدٌ تہہ بہ تہہ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ بندوں کی روزی کیلئے وَ اور

اَحْیَیْنَا ہم نے زندہ کیا بِہٖ اس کے ذریعہ سے بَلْدَۃً ایک شہر مَّیْتًا مردہ کَذٰلِكَ اسی طرح الْخُرُوْجُ نکلنا ہے

ترجمہ:۔ اور ہم نے آسمان سے برکتوں والا پانی اتارا، پھر اس کے ذریعے باغات اور وہ اناج کے دانے اگائے جن کی کٹائی ہوتی ہے اور کھجور کے اونچے اونچے درخت جن میں تہہ بر تہہ خوشے ہوتے ہیں! تاکہ ہم بندوں کو رزق عطا کریں اور (اس طرح) ہم نے اس پانی سے ایک مردہ پڑے ہوئے شہر کو زندگی دے دی، بس اسی طرح (انسانوں کا قبروں سے) نکلنا بھی ہوگا۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے آسمانوں سے برکتوں والا پانی اتارا۔

۲۔ پھر اس کے ذریعہ باغات اور وہ اناج کے دانے اگائے جن کی کٹائی ہوتی ہے۔

۳۔ کھجور کے اونچے اونچے درخت جن میں تہہ بہ تہہ خوشے ہوتے ہیں اگائے۔

۴۔ تاکہ ہم بندوں کو اس سے رزق عطا کریں۔

۵۔ اس طرح ہم نے اس پانی سے ایک مردہ پڑے ہوئے شہر کو زندگی دی ہے۔

۶۔ بس اسی طرح انسانوں کا قبروں سے نکلنا بھی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اپنی پیدا کردہ نعمتوں کی تفصیل بیان فرمارہے ہیں کہ ہم نے اس آسمان سے برسائے ہوئے پانی سے اونچے اونچے کھجور کے درخت اگائے جن پر تہہ بر تہہ خوشوں اور گچھوں کی شکل میں کھجور لگتے ہیں، ان تمام نعمتوں کو پیدا کرنا اس لئے ہوا کہ ہم ان کے ذریعہ تمام انسانوں اور جانوروں کو رزق پہنچائیں، چونکہ جب ہم نے انسان کو زندگی گزارنے کے لئے اس زمین پر بسایا ہے تو ان کے رزق کی بھی ذمہ داری ہماری ہی ہے لہذا اسی کی خاطر ہم نے انہیں ان مختلف چیزوں کے ذریعہ رزق دیا ہے۔ اور ہم نے اس آسمان سے نازل کردہ پانی کے ذریعہ ایک مردہ شہر کو زندگی دی یعنی ایک شہر جہاں پر قحط سالی پڑی ہوئی تھی اور وہاں کی زمین سوکھ کر بالکل بنجر ہوگئی تھی کہ کہیں پر بھی ہریالی کا نام و نشان نہیں تھا اور اگر تم اس بنجر زمین پر کھیتی کر کے کچھ اگانا چاہو تو نہیں اگا سکتے تھے اور تمہاری ساری محنت رائیگاں جاتی لیکن ہم نے اس بنجر زمین پر جب پانی برسایا تو وہ زمین بالکل ہری بھری ہوگئی اور اس پر درخت اگ آئے، یہ ہماری قدرت کی ایک نشانی ہے، لہذا جس طرح ہم نے اس بنجر زمین کو کہ جس میں دور دور تک درخت کے آثار تک دکھائی نہیں دیتے تھے، درخت اگائے اور اسے پھر سے زندہ کر دیا یعنی ہریالی اور درخت اگانے کے قابل بنا دیا، اسی طرح ہم کل قیامت کے دن تم سب انسانوں کو مرنے کے باوجود، مٹی میں مل جانے کے باوجود پھر سے زندہ کریں گے، ہماری اس قدرت کے تعلق سے شک میں مبتلا نہ رہنا جب ہم نے یہ سب کچھ کیا تو وہ کرنے پر بھی قادر ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں نفخوں کے

درمیان چالیس کا فاصلہ ہوگا، شاگردوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا اس سے چالیس دن مراد ہیں؟ آپ نے کہا مجھے معلوم نہیں، شاگردوں نے پھر سے پوچھا کہ کیا اس سے چالیس مہینے مراد ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے معلوم نہیں، شاگردوں نے پھر پوچھا کہ کیا اس سے چالیس سال مراد ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے معلوم نہیں، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان فرمائی کہ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برسائے گا جس سے تمام مردے جی اٹھیں گے جیسے کہ سبزیاں زمین سے اگتی ہیں اسی طرح وہ انسان بھی اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے، انسان کی ہر چیز گل سڑ جائے گی سوائے اسکی ریڑھ کی ہڈی کے، اسی سے تمام مخلوق قیامت کے دن بنائی جائے گی۔ (بخاری ۴۹۳۵).

﴿درس نمبر ۲۰۲۵﴾ بھلا کیا ہم پہلی بار پیدا کرنے سے تھک گئے تھے؟ ﴿قٓ ۱۲۔تا۔۱۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ ۝ وَ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَ اِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّ اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ۝ اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَذَّبَتْ جھٹلایا قَبْلَهُمْ ان سے پہلے قَوْمُ نُوْحٍ نوح کی قوم نے وَّ اور اَصْحٰبُ الرَّسِّ رس والوں نے وَ اور ثَمُوْدُ ثمود نے وَ اور عَادٌ عاد وَّ اور فِرْعَوْنُ فرعون وَ اور اِخْوَانُ لُوْطٍ برادران لوط نے وَّ اور اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ ایکہ والوں نے وَ اور قَوْمُ تُبَّعٍ قوم تبع نے كُلٌّ سب نے كَذَّبَ جھٹلایا الرُّسُلَ رسولوں کو فَحَقَّ تو ثابت ہوگئی وَعِیْدِ میری وعید أَفَعَیِیْنَا کیا پھر ہم تھک گئے ہیں بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ پہلی بار پیدا کر کے بَلْ بلکہ هُمْ وہ فِیْ لَبْسٍ شک میں ہیں مِّنْ خَلْقٍ پیدا کرنے سے جَدِیْدٍ از سر نو

ترجمہ:۔ ان سے پہلے نوح کی قوم اور اصحاب الرس اور ثمود کے لوگوں نے بھی (اس بات کو) جھٹلایا تھا، نیز قومِ عاد اور فرعون اور لوط کے بھائیوں نے بھی اور اصحاب الایکہ اور تبع کی قوم نے بھی، ان سب پیغمبروں کو جھٹلایا تھا، اس لئے میں نے جس عذاب سے ڈرایا تھا وہ سچ ہو کر رہا۔ بھلا کیا ہم پہلی بار پیدا کرنے سے تھک گئے تھے؟ نہیں! لیکن یہ لوگ از سرِ نو پیدا کرنے کے بارے میں دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان سے پہلے نوح کی قوم، اصحاب الرس اور ثمود کے لوگوں نے بھی اس بات کو جھٹلایا تھا۔

۲۔ قوم عاد، فرعون اور لوط کے بھائیوں نے بھی جھٹلایا تھا۔

۳۔ اصحابِ ایکہ اور تبع کی قوم بھی اس بات کے منکر تھے۔

۴۔الغرض ان سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔ ۵۔لہٰذا میں نے جس عذاب سے ڈرایا تھا وہ سچ ہو کر رہا۔

۶۔بھلا کیا ہم پہلی بار پیدا کرنے سے تھک گئے تھے؟

۷۔لیکن یہ لوگ از سرنو پیدا کرنے کے بارے میں دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بطور تنبیہ ان مشرکین عرب کے سامنے گزری ہوئی قوموں کی ہلاکت اور ان پر آئے ہوئے عذاب کی تفصیلات بیان فرمارہے ہیں تا کہ یہ لوگ انکے حشر کو دیکھ کر حق بات کو تسلیم کرلیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان مشرکین عرب سے پہلے بھی بہت ساری قوموں نے ان باتوں کا انکار کیا جن باتوں کا یہ کفار انکار کررہے ہیں جیسے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم، اصحاب الرس جنکے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ قوم یمامہ میں بستی تھی جنہوں نے اپنے نبی کو کنویں میں دھنسا کر قتل کیا تھا اور رس کے معنی مفسرین نے کنواں مراد لیا ہے اسی وجہ سے انہیں اصحاب الرس کہا جاتا ہے، (تفسیر طبری۔ج ،۲۱۔ص ، ۴۱۴، ۴۱۵) اسی طرح قوم ثمود، قوم عاد اور فرعون کی قوم اور لوط علیہ السلام کی قوم اور اصحاب ایکہ یعنی درخت والی قوم کہ جسکے پاس حضرت شعیب علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قوم ایکہ اور اصحاب رس دونوں کے پاس حضرت شعیب علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا۔ (تفسیر طبری۔ج ،۲۱۔ص ، ۴۱۵) اور قصص الأنبیاء (ج ،۱۔ص ۳۷۷) میں ابن کثیر علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اصحاب الرس کے پاس حنظلہ بن صفوان علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا اور اسی طرح تبع کی قوم کہ جسکے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ تبع حمیری یمن کا بادشاہ تھا وہ اسلام لے آیا تھا اور اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دیتا تھا مگر اسکی قوم نے اسکو بھی جھٹلایا، غرضیکہ ان تمام قوموں نے اپنے اپنے رسولوں کو جھٹلایا، ان پر ایمان لانے سے انکار کیا ان کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت قبول کرنے سے بھی انکار کیا، ان کی اس حرکت پر اللہ تعالیٰ کا وہ عذاب ان پر آبرسا جس عذاب سے انہیں ڈرایا جاتا تھا تو کسی کو طوفان کے ذریعہ ہلاک کیا گیا تو کسی کو سمندر میں غرق کر کے ہلاک کیا گیا، کسی کو روزدار ہوائیں بھیج کر ختم کیا گیا تو کسی کو بجلی کی گرج اور چیخ و پکار کے ذریعہ ہلاک کیا گیا، اگر تم لوگ بھی ایسی ہی حرکتیں کرتے رہو گے اور اپنے رسول کا کہنا نہ مانو گے، انہیں جھٹلاؤ گے اور انکی نافرمانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بھی عذاب میں مبتلا کرے گا اور اس وقت تمہیں کوئی بچانے والا بھی نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے مشرکو! تم اس بات کا تو یقین رکھتے ہو کہ تمہیں پہلی بار جبکہ تمہارا کوئی وجود ہی تھا ہم ہی نے پیدا کیا، جب تم یہ تسلیم کرتے ہو کہ تمہیں وجود بخشنے والے اور تمہیں زندگی دینے والے ہم ہی ہیں تو پھر اس بات کو کیوں نہیں مانتے کہ ہم پھر سے تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کریں گے؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم تمہیں پہلی مرتبہ میں پیدا کر کے تھک گئے ہیں جس وجہ سے دوبارہ تمہیں زندہ کرنے سے عاجز ہو گئے ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہے ہم نے تمہیں جس طرح پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے اسی طرح ہم تمہیں دوبارہ زندہ کریں گے اور یہ دوبارہ زندہ کرنے ہمارے لئے پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے بھی زیادہ آسان کام

ہے وَھُوَ الَّذِیْ یَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَھُوَ أَھْوَنُ عَلَیْہِ وہی ہے جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا اور یہ اس کے لئے بہت ہی آسان ہے ۔(روم ۲۷)، اور حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا جبکہ یہ اسکے لائق نہ تھا اور اس نے میری شان میں گستاخی کی جبکہ وہ بھی اسکے لائق نہ تھا، اسکا مجھے جھٹلانا یہ کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے وہ دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا جیسا کہ اس نے پہلی مرتبہ مجھے پیدا کیا، (اس کہنے والے کو جان لینا چاہئے کہ) دوبارہ پیدا کرنا تو پہلی مرتبہ کے پیدا کرنے سے بھی زیادہ آسان کام ہے ۔(بخاری ۴۷۴).

﴿درس نمبر ۲۰۲۶﴾ دل کے خیالات سے بھی ہم واقف ہیں ﴿قٓ ۱۶۔تا۔۱۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِہٖ نَفْسُہٗ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ O اِذْ یَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ O مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق خَلَقْنَا ہم نے پیدا کیا الْاِنْسَانَ انسان کو وَ اور نَعْلَمُ ہم جانتے ہیں مَا ان کو جو تُوَسْوِسُ باتیں کرتا ہے بِہٖ اس سے نَفْسُہٗ اس کا دل وَ اور نَحْنُ ہم اَقْرَبُ قریب تر ہیں اِلَیْہِ اس سے مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ شہ رگ سے بھی اِذْ جب یَتَلَقَّی ضبط کرتے ہیں الْمُتَلَقِّیٰنِ دو ضبط کرنے والے عَنِ الْیَمِیْنِ ایک دائیں پہلو میں وَ اور عَنِ الشِّمَالِ بائیں پہلو میں قَعِیْدٌ بیٹھا ہوا مَا نہیں یَلْفِظُ بولتا وہ مِنْ بات قَوْلٍ بات اِلَّا مگر لَدَیْہِ اس کے پاس ہوتا ہے رَقِیْبٌ ایک نگران عَتِیْدٌ تیار

ترجمہ:۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو خیالات آتے ہیں، ان (تک) سے ہم خوب واقف ہیں اور ہم اس کی شہہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں اس وقت بھی جب (اعمال کو) لکھنے والے دو فرشتے لکھ رہے ہوتے ہیں، ایک دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب بیٹھا ہوتا ہے۔ انسان کوئی لفظ زبان سے نکال نہیں پاتا مگر اس پر ایک نگران مقرر ہوتا ہے، ہر وقت (لکھنے کے لئے) تیار!

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے۔

۲۔اسکے دل میں جو خیالات آتے ہیں ان سے ہم خوب واقف ہیں۔

۳۔ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

۴۔اس وقت بھی جب اعمال کو لکھنے والے دو فرشتے لکھ رہے ہوتے ہیں۔

۵۔ایک دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب بیٹھا ہوتا ہے۔

۶۔انسان کوئی لفظ زبان سے نکال نہیں پاتا مگر اس پر ایک نگران مقرر ہوتا ہے ہر وقت لکھنے کے لئے تیار۔

اللہ تعالی یہاں بیان فرمار ہے ہیں کہ ہم ہی نے انسان کی پیدائش کی اور اسے وجود بخشا تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم اس کی حرکتوں سے ناواقف ہوں؟ جیسے دنیا کی مثال ہے کہ جب کوئی انسان کسی چیز کو بناتا ہے تو وہی بنانے والا اس چیز کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کی کونسی چیز کیا کام کرتی ہے اور کیسے کام کرتی ہے اور کب تک کام کرتی ہے؟ جب دنیا کا یہ حال ہے تو پھر اللہ تعالی کا اپنی مخلوق کے ساتھ کیا عالم ہوگا؟ وہ تو انسان کی رگ رگ سے بھی واقف ہے انسان کا اگر وجود بھی مٹ جائے تو وہ جانتا ہے کہ کس جگہ مدفون ہے اور کس مٹی نے اسے کھایا ہے تو اب تم شک میں نہ رہنا کہ ہم تمہیں دوبارہ زندہ نہیں کریں گے۔اسی حقیقت کو اللہ تعالی نے یوں بیان فرمایا کہ ہم نے جب انسان کو پیدا کیا ہے تو ہمیں اسکی ہر چیز کی خبر ہوتی ہے حتی کہ اسکے دل کی دھڑکنوں کی جو آہٹیں ہوتی ہیں اس سے بھی ہم واقف ہیں اور اسکے دل میں جو خیالات پیدا ہوتے ہیں انہیں بھی ہم اچھی طرح جانتے ہیں اور فرمایا کہ اگر انسان ہم سے چھپ کر کوئی عمل کرنا چاہے تو وہ کر نہیں پائے گا اس لئے کہ ہم اسکی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں جس طرح انسان اپنی شہ رگ سے کبھی دور نہیں جاسکتا اسی طرح وہ ہم سے کبھی دور نہیں جاسکتا۔

اور ہم نے اس انسان پر دو فرشتوں کو اسکے دائیں اور بائیں جانب مقرر کر رکھا ہے جو انسان کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور ان حرکتوں کو اپنے پاس محفوظ کر رہے ہیں، اگر بالفرض وہ فرشتے اسکے اعمال کو محفوظ نہ بھی کریں تو کوئی بات نہیں ہم تو اسے جانتے ہیں کہ وہ کیا کیا کر رہا ہے؟ یہ جو دو فرشتے اللہ تعالی نے انسان پر مقرر کئے ہیں ان میں سے ایک فرشتہ انسان کے دائیں جانب ہوتا ہے جو انسان کی کی ہوئی نیکیاں لکھتا ہے اور دوسرا فرشتہ اسکی بائیں جانب ہوتا ہے جو اسکے کئے ہوئے گناہ شمار کرتا ہے، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نیکیاں لکھنے والے آدمی کی داہنی جانب ہوتا ہے اور گناہوں کا لکھنے والا فرشتہ آدمی کی بائیں جانب ہوتا ہے، نیکیاں لکھنے والا فرشتہ گناہوں کے لکھنے والے فرشتہ کا امین (انچارج) ہوتا ہے، جب کوئی بندہ نیکیاں کرتا ہے تو وہ داہنی جانب والا فرشتہ اس ایک نیکی پر دس نیکیاں لکھتا ہے اور جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو وہ داہنی جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے فرشتہ سے کہتا ہے کہ ابھی مت لکھو، تھوڑا سا انتظار کرلو شاید کہ وہ بندہ تسبیح یا استغفار پڑھ لے۔(التفسیر المنیر۔ج،۲۶۔ ص،۲۹۴). لہٰذا انسان جو بھی سونچتا ہے، بولتا ہے، کرتا ہے ان ساری چیزوں کو لکھا جاتا ہے لیکن انسان اگر کسی گناہ کے بارے میں سونچتا ہے تو وہ گناہ اسکے نامۂ اعمال میں نہیں لکھا جاتا جب تک کہ وہ بندہ وہ گناہ کر نہ ڈالے اور جب بندہ اس گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تب اس گناہ پر صرف ایک گناہ ہی لکھا جاتا ہے اور اگر وہ بندہ اس گناہ پر توبہ واستغفار کرتا ہے تو وہ گناہ بھی اسکے نامۂ اعمال سے مٹا دیا جاتا ہے اور بندہ جب کوئی نیکی کرنے کا ارادہ بھی کرتا ہے تو فرشتہ

اسکے اس ارادہ پر بھی ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور جب وہ بندہ اس نیکی پر عمل کرتا ہے تو اسکے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب میرا بندہ کسی نیکی کا خیال اپنے دل میں بھی لائے تو تم اس پر ایک نیکی لکھ دینا اور پھر وہ اس نیکی پر عمل بھی کر لے تو دس گنا نیکیاں لکھ دینا اور جب میرا بندہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو اسے نہ لکھنا، اگر وہ گناہ کرے تو صرف ایک گناہ ہی لکھنا ورنہ چھوڑ دینا۔ (ترمذی ۳۰۷۳) اور جب انسان اس دنیا سے چلا جائے گا اور قیامت کے دن دوبارہ جب اٹھے گا تو یہ نامۂ اعمال انکے حوالہ کر دیا جائے گا اور اس میں لکھے ہوئے اعمال کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔

﴿درس نمبر ۲۰۲۷﴾ موت کی سختی سچ مچ آنے والی ہے ﴿قٓ ۱۹ـتا۔۲۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ O وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ O وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَجَآءَتْ اور لے آئی سَكْرَةُ الْمَوْتِ سختی موت کی بِالْحَقِّ حق کو ذٰلِكَ یہ وہ ہے مَا کہ كُنْتَ تو تھا مِنْهُ اس سے تَحِيْدُ بھاگتا وَ اور نُفِخَ پھونکا جائے گا فِي الصُّوْرِ صور میں ذٰلِكَ یہ ہے يَوْمُ الْوَعِيْدِ وعید کا دن وَ اور جَآءَتْ آئے گا كُلُّ نَفْسٍ ہر نفس مَّعَهَا اس کے ساتھ سَآئِقٌ ایک ہانکنے والا وَّ اور شَهِيْدٌ ایک شہادت دینے والا

ترجمہ:۔ اور موت کی سختی سچ مچ آنے ہی والی ہے (اے انسان!) یہ وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا تھا اور صور پھونکا جانے والا ہے، یہ وہ دن ہوگا جس سے ڈرایا جاتا تھا اور ہر شخص اس طرح آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا ہوگا اور ایک گواہی دینے والا۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ موت کی سختی سچ مچ آنے ہی والی ہے۔ ۲۔ اے انسان! یہ وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا تھا۔

۳۔ صور پھونکا جانے والا ہے۔ ۴۔ یہ وہ دن ہوگا جس سے ڈرایا جاتا تھا۔

۵۔ ہر شخص اس طرح آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا ہوگا اور ایک گواہی دینے والا۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی موت کے حق ہونے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کی سچائی بیان کر رہے ہیں کہ اے انسان! موت کی سختی جو انسان کو ہولناکی میں مبتلا کر دے گی اور اسے غشی میں ڈال دے گی سچ مچ آنے والی ہے اور یہ وہی موت اور موت کی سختی ہے جس سے انسان دور بھاگتا ہے اور اس سے بچنا چاہتا ہے مگر بچنے

کا کوئی راستہ نہیں ہوگا، سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۱۶ میں فرمایا گیا قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ اے پیغمبر! آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم موت یا قتل سے بھاگ بھی جاؤ تو یہ بھاگنا تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا، موت آنی ہے اور وہ آکر رہے گی، لہذا جب دنیا کے سارے انسان مر جائیں گے اور فنا ہو جائیں گے تب اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ زندہ کرنے کا حکم دے گا تو اس وقت صور پھونکا جائے گا، اس صور کی پھونک کی آواز سے سارے انسان اپنی اپنی قبروں سے یا جہاں کہیں بھی وہ مرے ہونگے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ یہی تو وہ دن ہے جسکے آنے کا ہم نے وعدہ کیا ہے وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ جب سارے انسان اس صور کے پھونکنے سے دوبارہ زندہ ہو جائیں گے تو ان سب کو ملائکہ ہانکتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پاس لا کھڑا کریں گے اور انکے ساتھ اس وقت ایک گواہ بھی ہوگا جو انکے کئے ہوئے اعمال کی گواہی اللہ تعالیٰ کے پاس دے گا، حضرت ابوعیسیٰ رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے وقت یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَّشَهِيدٌ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ سائق سے مراد وہ فرشتہ ہے جو انسان کو اللہ کے فیصلہ (کرنے کی جگہ) تک لیجاتا ہے اور شہید سے مراد وہ فرشتہ ہے جو اس انسان کے کئے ہوئے اعمال کی گواہی دے گا۔ (تفسیر طبری۔ج ۲۲۔ص، ۳۴۸) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ یہاں پر سائق سے مراد تو فرشتہ ہے جو انسان کو اس فیصلہ کرنے کی جگہ تک ہانکتا ہوا لے جائے گا لیکن شہید سے مراد فرشتہ نہیں بلکہ خود انسان کے اعضاء ہیں جو اسکے کئے کی گواہی دیں گے جیسے کہ اسکے ہاتھ اور پیر وغیرہ۔ (تفسیر قرطبی۔ج، ۱۷۔ص، ۱۴) ان تمام آیتوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ انسان کو مرنا ہے جس میں کوئی شک نہیں اور پھر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ بھی ہونا ہے اور پھر وہاں زندہ کرنے کے یوں ہی خالی نہیں چھوڑیں جائے گا بلکہ وہاں انسان کے ایک ایک عمل کا بدلہ دیا جائے گا، لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ وہ نیک عمل کرنے کی کوشش کرے تاکہ اسے کل قیامت کے دن اچھا اجر ملے اور وہ دوزخ کے عذاب سے بچ جائے۔

﴿درس نمبر ۲۰۲۸﴾ **آج تیری نگاہ خوب تیز ہوگئی** ﴿قٓ ۲۲۔تا۔۲۵﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۝ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَقَدْ البتہ تحقیق كُنْتَ تو تھا فِيْ غَفْلَةٍ غفلت میں مِّنْ هٰذَا اس سے فَكَشَفْنَا تو ہم نے

کھول دیا عَنۡكَ تجھ سے غِطَآءَكَ پردہ تیرا فَبَصَرُكَ چنانچہ تیری نگاہ الۡيَوۡمَ آج حَدِيۡدٌ بڑی تیز ہے وَ اور قَالَ کہے گا قَرِيۡنُهٗ اس کا ساتھی هٰذَا یہ ہے مَا وہ جو لَدَیَّ میرے پاس عَتِيۡدٌ تیار ہے اَلۡقِيَا تم دونوں ڈال دو فِىۡ جَهَنَّمَ جہنم میں كُلَّ ہر كَفَّارٍ کافر عَنِيۡدٍ سرکش کو مَّنَّاعٍ منع کرنے والے کو لِّلۡخَيۡرِ بھلائی سے مُعۡتَدٍ حد سے نکلنے والے مُّرِيۡبِ شک کرنے والے کو

ترجمہ:۔ حقیقت یہ ہے کہ تو اس واقعے کی طرف سے غفلت میں پڑا ہوا تھا، اب ہم نے تجھ سے وہ پردہ ہٹا دیا ہے جو تجھ پر پڑا ہوا تھا، چنانچہ آج تیری نگاہ خوب تیز ہوگئی ہے اور اس کا ساتھی کہے گا کہ یہ ہے وہ (اعمال نامہ) جو میرے پاس تیار ہے، (حکم دیا جائے گا کہ) تم دونوں ہر اس شخص کو جہنم میں ڈال دو جو کٹر کافر اور حق کا پکا دشمن تھا، جو دوسروں کو بھلائی سے روکنے کا عادی، بے حد زیادتی کرنے والا اور (حق بات میں) شک ڈالنے والا تھا۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حقیقت یہ ہے کہ تو اس واقعہ کی طرف سے غفلت میں پڑا ہوا تھا۔

۲۔ اب ہم نے تجھ سے وہ پردہ ہٹا دیا ہے جو تجھ پر پڑا ہوا تھا۔ ۳۔ چنانچہ آج تیری نگاہ خوب تیز ہوگئی۔

۴۔ اسکا ساتھی کہے گا کہ یہ ہے وہ اعمال نامہ جو میرے پاس تیار ہے۔

۵۔ حکم دیا جائے گا کہ تم دونوں ہر اس شخص کو جہنم میں ڈال دو جو کافر تھا اور حق کا پکا دشمن تھا۔

۶۔ دوسروں کو بھلائی سے روکنے کا عادی تھا۔

۷۔ بے حد زیادتی کرنے والا اور حق بات میں شک ڈالنے والا تھا۔

جب فرشتے انسان کو لیکر اللہ تعالی کے پاس جائیں گے تو اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ اے انسان! ہم نے دنیا میں اپنے پیغمبر کو یہ پیغام دیکر بھیجا تھا وہ تم سے کہا کرتے تھے کہ تمہیں مرنے کے دوبارہ اپنے اعمال کا حساب و کتاب دینے کے لئے زندہ ہونا ہے اور پھر اس حساب کے مطابق تمہاری کامیابی اور ناکامی طے کی جائے گی اور پھر جنت اور جہنم کا فیصلہ ہوگا مگر تم لوگ اس بات کے سلسلہ میں غفلت میں پڑے ہوئے تھے اور تم سمجھتے تھے کہ یہ باتیں جو ہمارے پیغمبر تم سے کہہ رہے ہیں ہونے والی نہیں ہیں، مگر آج تم نے اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ لیا اور تمہارے دماغوں پر جو غفلت کا پردہ پڑا ہوا تھا وہ دور ہو گیا جسکی وجہ سے تمہیں صاف صاف آج نظر بھی آ گیا اور سمجھ بھی آ گئی کہ یقینا وہ کہی ہوئی باتیں بالکل سچی تھیں اور تمہیں اپنا اپنا ٹھکانہ نظر آنے لگا، یہاں اس آیت میں "لَّقَدۡ كُنۡتَ فِىۡ غَفۡلَةٍ" سے مراد مختلف اقوال ہیں بعض نے کہا کہ اس سے مراد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس وقت ترجمہ یوں ہوگا کہ اے نبی! آپ نبوت سے پہلے اس پیغام رسالت سے آگاہ نہیں تھے مگر جب ہم نے آپ کو نبوت عطا کی تو آپ کے سامنے سارے احوال کھل گئے اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد کافر و فاجر لوگ ہیں لیکن اکثر مفسرین نے کہا کہ اس سے مراد

تمام انسان ہیں چاہے وہ کافر ہوں یا مومن، نیک ہوں یا فاجر (تفسیر قرطبی۔ج، ۱۷۔ص، ۱۵). لہذا جب ان تمام انسانوں کو اس بات کا یقین ہوجائے گا اور انہیں جنت اور جہنم نظر آنے لگے گی تو اس وقت وہ فرشتہ جو انسان کے نامہ اعمال لکھتا تھا اللہ تعالی کے سامنے ہر انسان کا اعمال نامہ پیش کرے گا ''هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ''، لہٰذا جب وہ فرشتہ اللہ تعالی کے سامنے بندوں کا اعمال نامہ پیش کرے گا تو اللہ تعالی اس وقت یہ فرمان جاری کریں گے کہ ان اعمال ناموں کے مطابق جو جو انسان کٹر کافر اور مشرک تھا، سرکش و باغی تھا، حق کا منکر تھا اور پھر دوسروں کو بھی حق سے روکتا تھا یعنی ایمان لانے سے، نیک اعمال کرنے سے اور جو ارادہ کر کے اسلام قبول کرنے کی غرض سے جاتے تھے انہیں اسلام سے متعلق طرح طرح کی جھوٹی باتیں کہہ کر اسلام لانے والے کو شک میں ڈالتا تھا اور اللہ تعالی کی کہی ہوئی حق بات میں شک نکالا کرتا تھا ان تمام لوگوں کو جہنم میں پھینک دو جہاں انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔ یہاں پر اللہ تعالی نے ''اَلْقِيَا'' تثنیہ کا صیغہ ذکر فرمایا چنانچہ مفسرین اس تثنیہ کی مراد سے متعلق فرماتے ہیں کہ یہاں پر تثنیہ سے مراد تاکید ہے کہ اصل میں اَلْقِ اَلْقِ تھا (یعنی ڈال دے ڈال دے) جسے تثنیہ سے بدل دیا گیا بعض نے کہا کہ عرب میں لوگ ایک آدمی یا ایک جماعت کے لئے بھی تثنیہ کا صیغہ استعمال کرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالی نے بھی اسی طرز کو یہاں اختیار فرمایا اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد وہ دو فرشتے ہیں جنکا ذکر اوپر گزرا یعنی ''سَائِقٌ وَشَهِيْدٌ'' الغرض مقصد یہاں کافرانہ صفات رکھنے والوں کو دوزخ میں ڈالے جانے کا تذکرہ کرنا ہے اسکے علاوہ بھی اور بہت ساری صفات ہیں جو کافروں کے ساتھ مخصوص ہیں کہ جسکی وجہ سے وہ جہنم میں جائیں گے جنکا تذکرہ اگلی آیتوں میں کیا جائے گا۔ اس آیت میں مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ سے مراد مفسرین نے کہا ہے کہ ولید بن مغیرہ ہے جو اپنے چچا زاد بھائی کو ایمان لانے سے روکتا تھا۔ (تفسیر قرطبی۔ج، ۱۷۔ص، ۱۷)

﴿درس نمبر ۲۰۲۹﴾ تم دونوں میرے سامنے جھگڑا مت کرو ﴿قٓ ۲۶۔تا۔۲۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ O قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَا اَطْغَيْتُهٗ وَ لٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ O قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَ قَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ O مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَ مَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ اَلَّذِيْ وہ جس نے جَعَلَ بنالیا مَعَ اللّٰهِ اللہ کے ساتھ اِلٰهًا معبود اٰخَرَ دوسرا فَاَلْقِيٰهُ پس تم دونوں اس کو ڈال دو فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ شدید عذاب میں قَالَ کہے گا قَرِيْنُهٗ اس کا ساتھی رَبَّنَا اے ہمارے رب! مَا نہیں اَطْغَيْتُهٗ میں نے سرکش بنایا تھا اس کو وَ اور لٰكِنْ لیکن كَانَ تھا وہ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ دور کی گمراہی

میں قَالَ اللہ فرمائے گا لَا تَخْتَصِمُوْا تم نہ جھگڑا کرو لَدَيَّ میرے پاس وَ حالانکہ قَدْ تحقیق قَدَّمْتُ میں پہلے بھیج چکا ہوں اِلَیْکُمْ تمہاری طرف بِالْوَعِیْدِ وعید مَا نہیں یُبَدَّلُ تبدیل کی جاتی اَلْقَوْلُ بات لَدَيَّ میرے ہاں وَ اور مَا نہیں اَنَا میں بِظَلَّامٍ ظلم کرنے والا لِّلْعَبِیْدِ بندوں پر

ترجمہ: ۔جس نے اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود بنا رکھا تھا، لہٰذا اب تم دونوں اسے سخت عذاب میں ڈال دو، اس کا ساتھی کہے گا کہ اے ہمارے پروردگار! میں نے اسے گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ خود ہی پرلے درجے کی گمراہی پڑا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تم میرے سامنے جھگڑے نہ کرو اور میں تو پہلے ہی تمہارے پاس عذاب کی دھمکی بھیج چکا تھا، میرے سامنے وہ بات بدلی نہیں جاسکتی اور میں بندوں پر کوئی ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔

تشریح: ۔ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔جس نے اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود بنا رکھا تھا۔

۲۔لہٰذا اب تم دونوں اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔

۳۔اس کا ساتھی کہے گا کہ اے ہمارے پروردگار! میں نے اسے گمراہ نہیں کیا تھا۔

۴۔ بلکہ وہ خود ہی بڑی دور کی گمراہی میں پڑا ہوا تھا۔

۵۔اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تم دونوں میرے سامنے جھگڑا نہ کرو۔

۶۔ میں تو پہلے ہی تمہارے پاس عذاب کی دھمکی بھیج چکا تھا۔

جہنم میں جانے والوں کی حالت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اس نے اللہ کے ساتھ دوسرے کو شریک بنا رکھا تھا اور اللہ کے نزدیک شرک سے بڑھا اور کوئی گناہ ہی نہیں ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔(لقمان ۱۳) اور سورۂ نساء کی آیت نمبر ۴۸، ۱۱۶ میں فرمایا گیا اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ کہ اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کرتا، اسکے علاوہ جو بھی گناہ بندے سے سرزد ہو جائیں وہ چاہے تو اسے اپنی رحمت سے معاف کردے۔ بالآخر اللہ حکم دے گا کہ ان مشرکوں کو جہنم کے سخت عذاب میں ڈال دو، پچھلی آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہی حکم تھا اور یہاں دوبارہ تاکید کے لئے اس حکم کو دہرایا گیا کہ انہیں جہنم میں ہی ڈالنا ہے۔ لہٰذا جب اس کافر کو جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے کہے گا کہ اے اللہ! میں جو تیرے دین سے غافل رہا اور گمراہی میں پڑا رہا یہ سب اس شیطان کی وجہ سے تھا جو میرے ساتھ ہمیشہ رہا کرتا تھا اور مجھے تیرے راستے سے بھٹکاتا تھا، اس پر وہ شیطان جو اس کافر کے لئے مامور کیا گیا تھا کہے گا کہ اے اللہ! یہ جھوٹ کہہ رہا ہے، میں نے تو اسے گمراہ نہیں کیا بس میرا کام تو اسے کچھ کرنے کے لئے کہنا ہوتا تھا جو میں نے کہا اور میں نے کسی پر زبردستی نہیں کی بلکہ وہ خود اپنی مرضی اور شوق سے آیا وَمَا كَانَ لِیَ

عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي کہ مجھے تم پر اس سے زیادہ اور کوئی اختیار ہی نہیں تھا کہ میں تمہیں برائی کی دعوت دوں، میں نے وہ کیا تو تم نے میری کہی ہوئی بات مان لی۔(ابراہیم ۲۲).لہذا اس کے دل میں جو تھا اس نے کیا اور یہ خود ہی بڑی دور کی گمراہی میں پڑا ہوا تھا لہذا یہی اپنی سزا کا حقدار ہے، جب یہ دونوں ایک دوسرے پر الزام تراشی کر رہے ہوں گے تو اس وقت اللہ تعالی فرمائے گا کہ یہاں لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی فائدہ ہے اس لئے کہ میں نے گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے دونوں کا حال اور انہیں دی جانے والی سزاوں کو پہلے ہی اپنے پیغمبر کے ذریعہ بیان کر دیا ہے، تو اب یہاں لڑ کر تمہارا امید رکھنا کہ شاید میں تمہیں بخش دوں گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دوں گا ایسا ہونے والا نہیں ہے اس لئے کہ جو پہلے سے طے ہے وہ طے ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی اور ایسا بھی نہیں ہوگا کہ تمہیں اُن گناہوں کی سزا دی جائے جو تم نے کئے نہ ہوں اس لئے کہ ہمارے یہاں انصاف ہوتا ہے ظلم نہیں اور ہم بندوں پر کسی قسم کا ظلم بھی نہیں کیا کرتے، جس کے کھاتے میں جو لکھا ہے وہ اسے پائے گا۔ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔ لہذا جس جس نے بھی گناہ کیا، کفر اختیار کیا، شرک میں پڑا رہا اور ہمارے حکموں کی نافرمانی کی اسے جہنم میں جانا ہے۔ اللہ تعالی نے جہنمیوں کی یہاں چند مخصوص صفات بیان کی ہیں جیسے حق سے منہ موڑنا، سرکشی کرنا، لوگوں کو بھلائی اور نیکی کے کاموں سے روکنا، خود گمراہ ہونا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنا وغیرہ، تو ہمیں چاہیئے کہ ہم ان تمام صفات کو اپنے اندر سے نکالیں اور اللہ تعالی کی فرمانبرداری اور اسکی بندگی اختیار کرلیں تا کہ کل ہمارا حشر ان جہنمیوں کے ساتھ نہ ہو اللہ تعالی ہم تمام کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۳۰﴾ جب جہنم سے کہا جائے گا کیا تو بھر گئی؟ ﴿قٓ ۳۰۔تا۔۳۲﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ ○ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ○ هٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَوْمَ جس دن نَقُولُ ہم کہیں گے لِجَهَنَّمَ جہنم سے هَلِ کیا تو امْتَلَأْتِ بھر گئی وَ اور تَقُولُ کہے گی هَلْ کیا مِن کچھ مَّزِيدٍ مزید ہے وَ اور أُزْلِفَتِ قریب کی جائے گی الْجَنَّةُ جنت لِلْمُتَّقِينَ متقی لوگوں کے غَيْرَ نہیں بَعِيدٍ دور هٰذَا یہ ہے مَا وہ جس کا تُوعَدُونَ وعدہ دیا جاتا تھا تمہیں لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ ہر خوب رجوع کرنے والے حفاظت کرنے والے کو

ترجمہ:۔ وہ وقت (یاد رکھو) جب ہم جہنم سے کہیں کہ کیا تو بھر گئی؟ اور وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی

ہے؟اور پرہیزگاروں کے لئے جنت اتنی قریب کردی جائے گی کہ کچھ بھی دورنہیں رہے گی (اور کہا جائے گا کہ) یہ ہے وہ چیز جس کا تم سے یہ وعدہ کیا جاتا تھا کہ وہ ہراس شخص کے لئے ہے جواللہ سے خوب لولگائے ہوئے ہو(اور) اپنی نگرانی رکھنے والا ہو۔

تشریح:۔ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔وہ وقت یادرکھو جب ہم جہنم سے کہیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟۔ ۲۔وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی ہیں؟۔

۳۔پرہیزگاروں کے لئے جنت اتنی قریب کردی جائے گی کہ کچھ بھی دورنہیں رہے گی۔

۴۔کہا جائیگا کہ یہ وہ چیز ہے جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

۵۔یہ جنت ہراس شخص کے لئے ہے جو اللہ سے خوب لولگائے ہوئے ہو۔ ۶۔اپنی نگرانی رکھنے والا ہو۔

اس آیت میں بطور تاکید فرمایا جارہا ہے کہ جب ایک ایک کر کے ان سارے جہنمیوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو اللہ تعالی دوزخ سے سوال کریگا کہ کیا تجھ میں کچھ اور گنجائش ہے؟ کیا تیرے اندر کچھ اور لوگ آسکتے ہیں؟ اس پر جہنم جواب دے گی کہ ہاں! بہت جگہ باقی ہے کیا اور بھی لوگ آنے والے ہیں؟ جتنے بھی ہوں ان سب کو میرے اندر ڈال دو میں ان سب کو ان کے کئے کا خوب مزہ چکھاوں گی، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم میں ایک ایک کر کے جہنمیوں کو ڈالا جائے گا اور جہنم کہہ رہی ہوگی کیا اور کوئی ہے؟ بالآخر اللہ تعالی جہنم میں اپنا قدم رکھ دے گا تب جا کر وہ کہنے لگے گی کہ بس بس اب مجھ میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔(بخاری ۴۸۴۸) اس طرح جتنے بھی لوگ جہنم کے مستحق ہوں گے ان سب سے جہنم کو بھر دیا جائے گا۔ جہنمیوں کے تذکرہ بعد اللہ تعالی جنتیوں کا ذکر فرمارہے ہیں کہ جولوگ پرہیزگار ہوں گے، جنہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالی کے منع کردہ احکام سے بچائے رکھا اور اسکے جاری کردہ فرمانوں پر لبیک کہتے ہوئے اسے سچے دل سے قبول کیا، اسکی بندگی کی اور اسکی ناراضگی سے دور رہے تو ایسے لوگ جنتی ہیں کہ جنت کو ان لوگوں سے بالکل قریب کردیا جائے گا تاکہ وہ لوگ جب اللہ تعالی کے سامنے حساب دینے کے لئے کھڑے ہوں تو انہیں کسی قسم کی کوئی ہیبت نہ ہو کہ جب وہ اپنے جنتی ٹھکانہ کو دیکھیں گے تو انہیں بڑی خوشی اور مسرت ہوگی، پھر اللہ تعالی ان سے فرمائے گا کہ جس جنت کو تم اپنے سامنے دیکھ رہے ہو یہ وہی جنت ہے جسکا ہم نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم لوگ اس راستہ کو اختیار کروگے اور ان باتوں پر عمل کروگے تو ہم تمہیں ایسی جنت میں داخل کرینگے کہ وہاں کی نعمتوں کے بارے میں نہ تو کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ ہی کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا حتی کہ ان نعمتوں کے بارے میں کسی نے اب تک سونچا تک نہیں ہوگا، ایسی ایسی بیش بہا نعمتیں ہم تمہیں اس جنت میں عطا کریں گے۔اس آیت میں اللہ تعالی نے کل تین صفتیں جنت میں جانے والوں کی بیان فرمائی ہیں۔پہلی صفت تقوی ہے، متقی کہتے ہیں ایسے شخص کو جس نے اپنے آپ کو گناہوں

سے روکے رکھا، اطاعت میں لگا رہا، فرائض کی پابندی کی، حضرت امام شوکانی علیہ الرحمہ نے متقی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسا شخص جو اللہ تعالی کے حکم کردہ چیزوں اور منع کردہ چیزوں کے سلسلہ میں اللہ تعالی سے ڈرتا ہو۔ (فتح القدیر۔ج، ۶۔ص، ۴۴۰). دوسری صفت رجوع الی اللہ ہے جس صفت کے حامل فرد کو اَوَّاب کہا جاتا ہے۔ اَوَّاب کہتے ہیں اپنے گناہوں سے توبہ کرکے اللہ تعالی کی طرف رجوع ہونے والے کو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہر تسبیح کہنے والے کو اواب کہا جاتا ہے۔ (تفسیر طبری۔ج، ۲۲۔ص، ۳۶۴). اور تیسری صفت حفیظ ہونا اور حفیظ کے معنی حضرت حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کو اکیلے میں یاد کرنے والا۔ (تفسیر طبری۔ج، ۲۲۔ص، ۳۶۴). ان صفات کو خاص طور سے یہاں بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم جنت کے مستحق بن جائیں تو ہمیں ان صفات کو اپنے اندر اپنانے کی ضرورت ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دن کے شروع وقت میں چار رکعات پابندی سے پڑھی وہ اواب اور حفیظ بن گیا، (ج، ۱۷۔ص، ۲۰) اللہ ہمیں توفیق نصیب فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۲۰۳﴾ **اللہ کی طرف رجوع ہونے والا دل** ﴿قٓ ۳۳۔تا۔۳۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَ جَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ مَنْ جو خَشِيَ ڈر گیا الرَّحْمٰنَ رحمن سے بِالْغَيْبِ بن دیکھے وَ اور جَآءَ بِقَلْبٍ وہ لایا دل مُّنِيْبِ رجوع کرنے والا اُدْخُلُوْهَا تم داخل ہو جاؤ اس میں بِسَلٰمٍ سلامتی سے ذٰلِكَ یہی ہے يَوْمُ دن الْخُلُوْدِ ہمیشہ رہنے کا لَهُمْ ان کے لیے ہوگا مَّا جو کچھ يَشَآءُوْنَ وہ چاہیں گے فِيْهَا اس میں وَ اور لَدَيْنَا ہمارے پاس مَزِيْدٌ مزید بھی ہے

ترجمہ:۔ جو خدائے رحمٰن سے اسے دیکھے بغیر ڈرتا ہو اور اللہ کی طرف رجوع ہونے والا دل لے کر آئے، تم سب اس میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ، وہ دن ابدی زندگی کا دن ہوگا۔ ان (جنتیوں) کو وہ سب کچھ ملے گا جو وہاں وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس کچھ اور زیادہ بھی ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو خدائے رحمن سے بن دیکھے ڈرتا ہو۔ ۲۔ اللہ کی طرف رجوع ہونے والا دل لیکر آئے۔

۳۔ تم سب اس میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاو۔ ۴۔ وہ دن ابدی زندگی کا دن ہوگا۔

۵۔ان جنتیوں کو وہاں وہ سب کچھ ملے گا جو وہ چاہیں گے۔

۶۔ہمارے پاس کچھ اور زیادہ بھی ہے۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی انہی جنتیوں کی صفات بیان فرما رہے ہیں کہ وہ جنتی لوگ جو اللہ تعالی کے مقرر کردہ حدود کی حفاظت کرتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالی سے بن دیکھے ہی ڈرتے ہیں اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ نہ تو چھپ کر اکیلے اور تنہائی میں کوئی گناہ کرتا ہے اور نہ ہی علانیہ طور پر کوئی گناہ کرتا ہے اور وہ اللہ تعالی کے پاس اپنے گناہوں سے توبہ اور اخلاص والا دل لیکر آیا ہو اور اللہ تعالی سے قیامت کے دن اس حال میں ملاقات کی ہو کہ وہ اللہ تعالی کا فرمانبردار بن کر رہا ہو تو ایسے لوگوں سے اللہ تعالی قیامت کے دن فرمائے گا کہ ہم نے جس جنت کا تم سے وعدہ کیا تھا بغیر کسی خوف وغم کے بڑے اطمینان کے ساتھ پر سکون حالت میں اس جنت میں داخل ہو جاو کہ یہاں اس جنت میں تمہیں کسی قسم کی کوئی پریشانی اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوگی بلکہ یہاں تمہیں آرام سے رہنا ہے اور رہنا بھی ایسا کہ کبھی ان نعمتوں سے تم باہر نکالے نہیں جاو گے بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمہیں یہیں ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہنا ہے اور یہاں تمہیں ایسی ایسی نعمتیں ملیں گی کہ جن کے متعلق تم سوچ بھی نہیں سکو گے مزیدار اور لذیذ میوے اور ہر بار اس میوہ کا ایک الگ ہی مزہ آئے گا تا کہ وہاں انسان ایک ہی چیز کھا کر نہ اکتا جائے اسی طرح آرام کرنے کے لئے عالی شان محلات جن میں قیمتی موتیاں جڑی ہوں گی اور ہر عمارت کی دیوار کی اینٹیں ایک چاندی کی ہوگی تو دوسری سونے کی ہوگی اور ان محلات میں بیٹھنے کے لئے شاہی طرز کا تخت ہوگا جس پر تم بیٹھو گے اور تمہارے ارد گرد تمہاری خدمت کے لئے کھڑے خادم ہوں گے اسکے علاوہ اس جنت میں تمہیں ہر وہ چیز دستیاب رہے گی جسکی خواہش تمہارے دل کریں گے، اگر تم چاہو کہ آج مجھے فلاں چیز کھانے کو چاہیئے تو فوراً وہ چیز بنی بنائی تمہارے سامنے پیش ہو جائے گی اور اگر تم یہ خواہش کرو کہ آج مجھے سیر کے لئے جانا ہے تو تمہاری وہ خواہش بھی پوری کی جائے گی الغرض تمہارے دلوں میں جو چیز بھی آئے گی اسے وہاں پورا کیا جائے گا اسکے علاوہ بھی اللہ تعالی اور مزید چیزیں عطا کرے گا وَلَدَيۡنَا مَزِيۡدٌ ،سوال یہاں یہ ہے کہ جب انسان کی وہاں ہر خواہش پوری کی جائے گی تو اور کیا باقی رہ جائے گا جس کے لئے اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ وَلَدَيۡنَا مَزِيۡدٌ اور ہمارے پاس مزید اور بھی ہے جیسے کہ سورہ یونس کی آیت نمبر ۲٦ میں بھی فرمایا گیا لِلَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰى وَزِيَادَةٌ کہ جن لوگوں نے بہترین کام کئے ہیں ان کے لئے (کل قیامت کے دن) بہترین حالت ہے اور اس سے بڑھ کر بھی کچھ اور۔تو اس بارے میں علماء تفسیر نے فرمایا کہ یہاں پر مَزِيۡدٌ سے مراد اللہ تعالی کا دیدار ہوگا جو ان جنتیوں کو کرایا جائے گا، جیسا کہ حضرت انس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۷۔ص،۲۱)

﴿درس نمبر ۲۰۳۲﴾ کیا ان کے لئے بھاگنے کی کوئی جگہ تھی؟ ﴿قٓ ۳۶۔تا۔۳۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ O اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَ هُوَ شَهِيْدٌ O وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور كَمْ کتنی ہی اَهْلَكْنَا ہم نے ہلاک کر دیں قَبْلَهُمْ ان سے پہلے مِّنْ قَرْنٍ قومیں هُمْ وہ اَشَدُّ زیادہ سخت تھیں مِنْهُمْ ان سے بَطْشًا پکڑنے میں فَنَقَّبُوْا پھر وہ چلے پھرے فِي الْبِلَادِ شہروں میں هَلْ کیا ہے مِنْ کوئی مَّحِيْصٍ جگہ بھاگنے والی اِنَّ بلاشبہ فِيْ ذٰلِكَ اس میں لَذِكْرٰى البتہ اس میں نصیحت ہے لِمَنْ اس شخص کے لئے كَانَ کہ ہو لَهٗ اس کے لیے قَلْبٌ دل اَوْ یا اَلْقَى وہ لگائے السَّمْعَ کان وَ جبکہ هُوَ وہ شَهِيْدٌ حاضر ہو وَ لَقَدْ البتہ تحقیق خَلَقْنَا ہم نے پیدا کیا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ آسمانوں اور زمین کو وَ اور مَا جو کچھ بَيْنَهُمَا ان دونوں کے درمیان ہے فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ چھ دن میں وَّ اور مَا نہیں مَسَّنَا چھوا ہمیں مِنْ لُّغُوْبٍ کسی قسم کی تھکاوٹ

ترجمہ:۔ اور ان (مکہ کے کافروں) سے پہلے ہم کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کی طاقت پر گرفت ان سے زیادہ سخت تھی، چنانچہ انہوں نے سارے شہر چھان مارے تھے، کیا ان کے لئے بھاگنے کی کوئی جگہ تھی؟ یقیناً اس میں اس شخص کے لئے بڑی نصیحت کا سامان ہے جس کے پاس دل ہو، یا جو حاضر دماغ بن کر کان دھرے اور ہم نے سارے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان کی چیزوں کو چھ دن میں پیدا کیا اور ہمیں ذرا سی تھکاوٹ بھی چھو کر نہیں گذری۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ مکہ کے ان کافروں سے پہلے ہم نے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر دیا جن کی طاقت پر گرفت ان سے زیادہ تھی۔

۲۔ انہوں نے سارے شہر چھان مارے تھے کیا ان کے لئے بھاگنے کی کوئی جگہ تھی؟

۳۔ یقیناً اس میں اس شخص کے لئے بڑی نصیحت کا سامان ہے جس کے پاس دل ہو۔

۴۔ جو حاضر دماغ بن کر اس بات کی جانب اپنے کان لگائے۔

۵۔ ہم نے آسمان اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا اور ہمیں ذرا سی تھکاوٹ بھی چھو کر نہیں گزری۔

پچھلی آیتوں میں کافروں اور مشرکوں کو قیامت کے دن ہونے والے عذاب کا تذکرہ کیا گیا ان آیتوں میں

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کافروں کو دیئے گئے عذاب کا تذکرہ فرمایا تا کہ ان مکہ میں موجود کافروں کو ان کے واقعات سے ڈرایا جائے اور نصیحت کی جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ان مکہ والے مشرکوں سے پہلے کتنی ہی ایسی قوموں کو ہلاک کیا جو انہی کی طرح شرک میں مبتلا تھے جیسے قومِ عاد، قومِ ثمود، قومِ لوط، قومِ تبع وغیرہ اور وہ گزری ہوئی قوموں کے پاس جنہیں ہم نے ہلاک کیا ان سے زیادہ طاقت تھی اور مال دولت بھی زیادہ تھی کہ وہ شہر شہر تجارت کے لئے جایا کرتے تھے، لہٰذا جب ہمارا عذاب ان قوموں پر آیا تو یہ لوگ اپنی طاقت کے ہوتے ہوئے بھی اس عذاب سے بچنے لئے ادھر ادھر بھاگنے لگے تا کہ وہ عذاب سے بچ جائیں مگر پھر بھی انہیں ایسی کوئی جگہ ملی ہی نہیں کہ جہاں چھپ کر یہ اپنے آپ کو عذاب سے بچاسکیں، تم اے کفارِ مکہ! خود اپنے بارے میں سوچ لو کہ تمہاری حالت انکے مقابلہ میں کیا ہے؟ نہ تو تمہارے پاس انکی جیسی قوت و طاقت ہے اور نہ ہی انکی طرح مال و دولت تمہارے پاس موجود ہے، جب ہمارا عذاب ان جیسے لوگوں کو پل بھر میں ہلاک کرسکتا ہے تو پھر تمہیں ہلاک کرنے میں کتنی دیر لگے گی؟ اگر تم لوگ ان واقعات میں ذرا بھی غور کرلو تو ہوسکتا ہے تم اپنی ان حرکتوں سے باز آجاؤ اور اپنے انجام کو دیکھ کر سیدھی راہ اپنالو لیکن یہ واقعات اور یہ نصیحتیں اسی کے کام آئیں گی جو سچے دل سے ہدایت تلاش کرنے والا ہو اور کہی ہوئی باتوں کو درست راہ جاننے کے لئے سنا کرتا ہو اس لئے کہ فائدہ اسی کو ہوتا ہے جس میں تڑپ ہوتی ہے اور جس میں تڑپ ہی نہ ہو اسے لاکھ سمجھالو اور ہزاروں مثالیں پیش کردو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ان کافروں اور مشرکوں کے سامنے اپنی قدرت واضح فرما رہے ہیں تا کہ انہیں معلوم ہو کہ انہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ان ساتوں آسمانوں کو اور زمین کو اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں ان سب کو صرف چھ روز میں پیدا کردیا کہ اگر کوئی انسان اسے بنانا چاہے تو زندگیاں ختم ہوجائیں مگر اسے بنا نہ سکے۔ ہم نے اسے صرف چھ روز ہی میں تیار کھڑا کردیا اور اسے بنانے میں ہمیں کسی قسم کی کوئی تھکاوٹ تک محسوس نہیں ہوئی، تو تمہیں کسی شبہ میں رہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ دوبارہ تمہیں زندہ نہیں کرسکتا، جس طرح اس نے اس کائنات کو وجود بخشا وہ تمہیں تمہارے وجود میں آنے کے بعد دوبارہ سے وجود میں لانے پر کیسے قادر نہیں ہوسکتا؟۔ لہٰذا اس عظیم رب کی وحدانیت پر ایمان لے آؤ اور اسکے بتائے ہوئے راستہ پر چلو تا کہ تم کامیاب ہوجاؤ۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی واقعہ یہ ہوا کہ یہود یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ساتوں آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنادیا اور پھر ساتویں دن وہ آرام کرنے کے لئے بیٹھ گیا، انکے اس عقیدہ کی تردید کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی کہ یقینا اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں ان سب چیزوں کو پیدا فرمایا مگر تمہارا یہ کہنا کہ ان سب کو بنانے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی تھکان کو نعوذ باللہ دور کرنے کے لئے ساتویں دن آرام فرمانے لگا یہ اللہ پر تہمت باندھنا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ کہ ہمیں تھکن نے چھوا تک نہیں۔ (التفسیر المنیر۔ ج،۲۶۔ص،۳۱۴)۔

﴿درس نمبر ۲۰۳۳﴾ **پیغمبر! ان کی باتوں پر آپ صبر کیجئے** ﴿قٓ ۳۹ـ تا ـ ۴۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝ وَمِنَ
الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ يَّوْمَ
يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاصْبِرْ پس آپ صبر کریں عَلٰى مَا اس پر جو کچھ يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں وَ اور سَبِّحْ تسبیح کریں بِحَمْدِ رَبِّكَ اپنے رب کی حمد کے ساتھ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ طلوع شمس سے پہلے وَ اور قَبْلَ الْغُرُوْبِ غروب سے پہلے وَ اور مِنَ الَّيْلِ کچھ حصہ رات میں فَسَبِّحْهُ پھر آپ تسبیح کریں اس کی وَ اور اَدْبَارَ السُّجُوْدِ سجود کے بعد بھی وَ اور اسْتَمِعْ توجہ سے سنیے يَوْمَ جس دن يُنَادِ ندا دے گا الْمُنَادِ منادی مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ قریب مقام سے يَّوْمَ جس دن يَسْمَعُوْنَ وہ سنیں گے الصَّيْحَةَ اس چیخ کو بِالْحَقِّ حقیقتاً ذٰلِكَ یہی ہوگا يَوْمُ دن الْخُرُوْجِ نکلنے کا اِنَّا نَحْنُ بلاشبہ ہم ہی نُحْيٖ زندہ کرتے ہیں وَ اور نُمِيْتُ ہم مارتے ہیں وَ اور اِلَيْنَا ہماری طرف الْمَصِيْرُ واپسی ہے

ترجمہ:۔ لہٰذا (اے پیغمبر!) جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں تم اس پر صبر کرو اور اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہو، سورج نکلنے سے پہلے بھی اور سورج ڈوبنے سے پہلے بھی۔ اور رات کے حصوں میں بھی اس کی تسبیح کرو اور سجدوں کے بعد بھی، اور ذرا توجہ سے سنو! جس دن ایک پکارنے والا ایک قریبی جگہ سے پکارے گا، جس دن لوگ سچ مچ اس پکار کی آواز سنیں گے، وہ قبروں سے نکلنے کا دن ہوگا، یقین رکھو ہم ہی ہیں جو زندگی دیتے ہیں اور موت بھی اور آخر کار سب کو ہمارے پاس ہی لوٹنا ہے۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں آپ اس پر صبر کیجئے۔

۲۔ سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہیئے۔

۳۔ رات کے حصوں میں بھی اسکی تسبیح کیجئے اور سجدوں کے بعد بھی۔

۴۔ توجہ سے سنو! جس دن ایک پکارنے والا ایک قریبی جگہ سے پکارے گا۔

۵۔ جس دن لوگ سچ مچ اس پکار کی آواز سنیں گے۔ ۶۔ وہ دن قبروں سے نکلنے کا دن ہوگا۔

۷۔ یقین رکھو! ہم ہی ہیں جو زندگی بھی دیتے ہیں اور موت بھی۔ ۸۔ آخر کار سب کو ہمارے پاس ہی لوٹنا ہے۔

پچھلی آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ یہودی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف سوالات کیا کرتے تھے جیسا کہ انہوں

نے آسمان وزمین کی پیدائش سے متعلق آپ علیہ السلام سے سوال کیا اور انہوں نے اللہ تعالی کی شان کو مخلوق کے برابر قرار دینے کی کوشش کی یعنی اللہ تعالی کو بھی تھکان لاحق ہونے کا عقیدہ رکھا، ان کے اسطرح کے سوالات سے رسولِ رحمت ﷺ کو دلی تکلیف ہوا کرتی تھی چنانچہ ان آیتوں میں اللہ تعالی نبی رحمت ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اے نبی! آپ انکی باتوں پر صبر وتحمل سے کام لیجئے، یہ ایسے لوگ ہیں کہ انکے پاس نہ ہی عقل ہے اور نہ ہی علم، ایسے لوگوں کی باتوں کو دل سے لگانا نہیں چاہئے، آپ بس یہ کیا کیجئے کہ اپنے پروردگار کی صبح وشام، دن رات ہر وقت اسکی تسبیح اور تحمید بیان کیجئے اور سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ کا ورد کرتے رہا کیجئے اور ہر نماز کے بعد بھی اپنے رب کی تسبیح وتحمید بیان کیجئے، اس آیت میں قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ سے مراد فجر کی نماز ہے اور وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ سے مراد عصر کی نماز ہے اور وَمِنَ اللَّيْلِ سے مراد بعض نے کہا کہ عشاء کی نماز ہے اور بعض نے کہا کہ مغرب اور عشاء دونوں مراد ہیں اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد ہر وہ نماز ہے جو رات کے وقت میں پڑھی جائے، اور وَأَدْبَارَ السُّجُوْدِ کے بارے میں مفسرین نے کہا کہ اس سے مراد مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد وتر کی نماز ہے اور بعض نے کہا کہ ہر وہ نفل نماز اس سے مراد ہے جو فرض نماز کے بعد پڑھی جائے اور بعض نے کہا کہ یہاں وَأَدْبَارَ السُّجُوْدِ سے مراد نماز کے بعد تسبیح پڑھنا ہے اور نماز کے بعد تسبیح پڑھنے کی بہت سی فضیلتیں احادیث میں بھی وارد ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غریب صحابہ نبی رحمت ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! مالدار لوگ اونچے درجات اور جنت کی ابدی نعمتیں لے گئے، وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں، وہ روزے رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں، مگر انہیں مال کی وجہ سے ایک طرح کی فضیلت ہے کہ وہ لوگ مال کے ذریعہ حج وعمرہ کرتے ہیں، جہاد کرتے ہیں اور صدقات دیتے ہیں (جو ہم نہیں کرسکتے)، اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاوں کہ اگر تم اس پر عمل کروگے تو تم سے جو آگے بڑھ گئے ہیں تم انہیں پالوگے اور تمہارے بعد کوئی تمہارے اس درجہ کو پہنچ نہیں پائے گا اور تم سب لوگ بہتر ہوجاوگے سوائے اس شخص کہ جس نے بھی یہ عمل کیا ہو، فرمایا کہ ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھو، (بخاری ۸۴۳) اللہ تعالی کہہ رہے ہیں اے نبی! اس بات کو غور سے سنو کہ جس دن ایک پکارنے والا ایک قریبی جگہ سے پکارے گا تو جتنے بھی انسان گونگے ہیں وہ سب اس آواز کو بالکل یقینی طور پر سنیں گے، تو یہی وہ دن ہوگا جس دن یہ سب لوگ اس آواز کو سن کر اپنی اپنی قبروں سے نکل کر میدان محشر میں حساب وکتاب کے لئے جمع ہوجائیں گے، حضرت یزید بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام بیت المقدس کی ایک چٹان پر کھڑے ہوکر صور پھونکیں گے اور پھر آواز دیں گے کہ اے بوسیدہ ہڈیو! اے پھٹی ہوئی جلدو! اے کٹے ہوئے بالو! اٹھو اللہ تعالی تمہیں حساب وکتاب کے لئے جمع ہونے کا حکم دے رہا ہے۔ (الدرالمنثور۔ج،۷۔ص،۶۱۱)

لہٰذا جب یہ لوگ اس پکار کو سنیں گے تو سب کے سب جمع ہو جائیں گے، اس طرح اللہ تعالیٰ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرے گا إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ کہ زندگی بھی دینے والے ہم ہیں اور موت بھی دینے والے ہم ہی ہیں اور آخر کار لوٹ کر سبھی کو ہمارے ہی پاس آنا ہے پھر ہم ہر کسی کو اسکے اعمال کے حساب سے بدلہ دیں گے، نیکی کی ہوگی تو نیکی کا اور گناہ کیا ہوگا تو گناہ کا۔ اللہ ہمیں بھی نیکی کرنے والا اور گناہوں سے دور بھاگنے والا بنائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۳۴﴾ پیغمبر! آپ ان پر زبردستی کرنے والے نہیں ہو ﴿قٓ ۴۴۔۴۵﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ○ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَوْمَ جس دن تَشَقَّقُ پھٹے گی الْأَرْضُ زمین عَنْهُمْ اس سے سِرَاعًا درآں حالیکہ وہ دوڑتے ہوں گے ذٰلِكَ یہ حَشْرٌ حشر ہے عَلَيْنَا ہم پر يَسِيْرٌ آسان ہے نَحْنُ ہم أَعْلَمُ خوب جانتے ہیں بِمَا اس کو جو يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں وَ اور مَا نہیں ہیں أَنْتَ آپ عَلَيْهِمْ ان پر بِجَبَّارٍ زبردستی کرنے والے فَذَكِّرْ لہٰذا آپ نصیحت کرتے رہیں بِالْقُرْاٰنِ اس قرآن کے ذریعہ سے مَنْ اس شخص کو جو يَّخَافُ ڈرتا ہے وَعِيْدِ میری وعید سے

ترجمہ:۔ اس دن جب زمین پھٹ کر ان کو اس طرح باہر کردے گی کہ وہ جلدی جلدی نکل رہے ہوں گے اس طرح سب کو جمع کر لینا ہمارے لئے بہت آسان ہے، جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں ہمیں خوب معلوم ہے اور (اے پیغمبر!) تم ان پر زبردستی کرنے والے نہیں ہو، لہٰذا قرآن کے ذریعے ہر اس شخص کو نصیحت کرتے رہو جو میری وعید سے ڈرتا ہو۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس دن جب زمین پھٹ کر ان کو باہر کردے گی کہ وہ جلدی جلدی نکل رہے ہوں گے۔

۲۔ اس طرح سب کو جمع کر لینا ہمارے لئے آسان ہے۔

۳۔ جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں ہمیں خوب معلوم ہے۔

۴۔ اے پیغمبر! آپ ان پر زبردستی کرنے والے نہیں ہو۔

۵۔ لہٰذا قرآن کے ذریعہ ہر اس شخص کو نصیحت کرتے رہیئے جو میری وعید سے ڈرتا ہو۔

پچھلی آیتوں میں بیان کیا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ سارے انسانوں کو پھر سے زندہ کرنے کا اور انکے حساب و کتاب لینے کا ارادہ فرمائیں گے تو حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا تو جب وہ صور پھونک

دیں گے تو سارے مرے ہوئے لوگ پھر سے زندہ ہوجائیں گے اس آیت میں بھی بیان کیا جارہا ہے کہ جب صور پھونکا جائے گا تو زمین پھٹ پڑے گی اور زمین کے اندر جتنے بھی مردے ہیں ان سب کو زمین اپنے اندر سے باہر نکال پھینکے گی جب وہ سارے لوگ اس زمین سے نکل باہر آئیں گے تو تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے اس جگہ جمع ہوں گے جس جگہ اللہ تعالی نے جمع ہونے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اس طرح ساری انسانیت کو ایک لمحہ میں جمع کرنا ہمارے لئے بہت ہی آسان ہے إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ اس رب ذوالجلال کی شان تو ایسی ہے کہ جب وہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو بس کہتا ہے "ہوجا" تو وہ ہوجاتی ہے۔(یٰس ۸۲) لہٰذا انسانوں کو دوبارہ زندہ کرکے انہیں ایک جگہ میدان محشر میں جمع کرنا اسکے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے، اگر کافران باتوں سے غافل ہیں اور انکار کررہے ہیں تو کوئی بات نہیں، آپ کو اے نبی! انکی ان حرکتوں سے غمزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ کا کام ہے انہیں سمجھانا اور ہماری بات ان تک پہنچانا ہے اور وہ آپ نے کردیا ہے اب آپ پر کوئی اور ذمہ داری باقی نہیں ہے اور نہ ہی آپ ان پر زبردستی کرنے والے ہیں، انہیں انکے حال پر چھوڑ دیجئے ،کل جب قیامت کا دن ہوگا تو انہیں اس انکار کی سزا دی جائے گی اور اس وقت انہیں پتا چلے گا کہ کیا صحیح تھا اور کیا غلط تھا؟ "فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ کہ آپ کے ذمہ تو ہمارا پیغام پہنچانا ہے اور ہمارے ذمہ انکا حساب لینا،(الرعد ۴۰) لہٰذا آپ اپنا کام کیجئے اور قرآن کریم کی آیتوں کے ذریعہ ہر ایسے شخص کو نصیحت کرتے رہا کیجئے جو ہماری بیان کردہ وعیدوں سے ڈرتا ہو وہ اس لئے کہ ایسے ہی لوگ نصیحت قبول کرتے ہیں اور آپ کی اور ہمارے کلام کی بے ادبی سے ڈرتے بھی ہیں جب آپ انہیں پڑھ کر سنا رہے ہو لیکن جو لوگ نصیحت ماننے والے ہی نہ ہوں اور ہماری وعیدوں سے بھی ڈرتے نہ ہوں تو ایسے شخص کو قرآن کریم سنانا اور نصیحت کرنا فائدہ مند نہیں ہے بلکہ اس کے انکار کی وجہ سے آپ کو تکلیف ہوگی اور ہوسکتا ہے وہ ہمارے کلام کی بے ادبی بھی کرے لہذا ایسے شخص کو آپ چھوڑے ہی رکھئے ،فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صحابہ نے لَوْ خَوَّفْتَنَا کے بجائے لَوْ ذَكَّرْتَنَا فرمایا۔(تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص،۴۷۸) امام قرطبی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں بیان فرمایا کہ حضرت قتادۃ رضی اللہ عنہ اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يَّخَافُ وَعِيدَكَ وَيَرْجُوا مَوْعِدَكَ کہ اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جو تیری وعید سے ڈرتے بھی ہوں اور تیرے کئے ہوئے وعدوں کی امید بھی رکھتے ہوں۔ہمیں بھی چاہئے کہ کثرت سے اس دعا کو پڑھتے رہیں۔

سُوْرَةُ الذّٰرِیٰتِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۳ رکوع اور ۶۰ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۳۵﴾ جس کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے وہ سچا ہے ﴿الذّٰرِیٰت ۱۔تا۔۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا O فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا O فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا O فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا O اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ O وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ الذّٰرِیٰتِ قسم ہے ان ہواؤں کی جو بکھیرنے والی ہیں ذَرْوًا اڑا کر فَالْحٰمِلٰتِ پھر ان بادلوں کی جو اٹھانے والے ہیں وِقْرًا بوجھ فَالْجٰرِیٰتِ پھر ان کشتیوں کی جو چلنے والی ہیں یُسْرًا آسانی سے فَالْمُقَسِّمٰتِ پھر ان فرشتوں کی جو تقسیم کرنے والے ہیں اَمْرًا کام کو اِنَّمَا بلاشبہ جو تُوْعَدُوْنَ تم وعدہ دیئے جاتے ہو لَصَادِقٌ البتہ سچا ہے وَّ اور اِنَّ بلاشبہ الدِّیْنَ جزا لَوَاقِعٌ البتہ واقع ہونے والی ہے

ترجمہ:۔ قسم ہے اُن (ہواؤں) کی جو گرد اُڑا کر بکھیر دیتی ہیں O پھر اُن کی جو (بادلوں کا) بوجھ اُٹھاتی ہیں O پھر اُن کی جو آسانی سے رواں دواں ہو جاتی ہیں O پھر اُن کی جو چیزیں تقسیم کرتی ہیں O کہ جو وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے، وہ یقینی طور پر سچا ہے O اور اعمال کا بدلہ یقیناً مل کر رہے گا۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قسم ہے ان ہواوں کی جو گرد اڑا کر بکھیر دیتی ہیں۔ ۲۔ پھر ان کی قسم جو بوجھ اٹھانے والیاں ہیں۔

۳۔ پھر ان کی قسم جو نرمی سے چلنے والیاں ہیں۔ ۴۔ جس کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے وہ سچا ہے۔

۵۔ اعمال کا بدلہ یقیناً مل کر رہے گا۔

پچھلی سورت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور پھر اعمال کی بنیاد پر سے جزا و سزا کے ملنے کی تفصیل بیان کی ہے، اس سورت میں بھی اللہ تعالیٰ قیامت کے واقع ہونے اور بعث بعد الموت کے سچ ہونے کو بیان فرما رہے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قسم ہے ان ہواؤں کی جو گرد و غبار اڑا کر بکھیر دیتے ہیں اور ان بادلوں کی قسم جو پانی کا بوجھ اٹھائے پھرتے ہیں اور ان کشتیوں کی قسم جو آسانی کے ساتھ اللہ کے حکم سے سمندروں کی پشت پر چلتی پھرتی ہیں اور ان فرشتوں کی قسم ہے جو اپنے رب کے حکم سے رزق کو تقسیم کرتے ہیں قسم اس بات پر کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انسانوں سے وعدہ کیا یعنی انسان کو مرنا ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا ہے اور جب اسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو وہ اپنے رب کے سامنے حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب و کتاب دے گا اور پھر ان

اعمال کے حساب سے ہی جنت اور دوزخ کا فیصلہ کیا جائے گا، یہ سب کچھ ہونے والا ہے اور ہو کر رہیگا، ان آیتوں کی تفسیر مختلف طرح سے کی گئی ایک تو وہی جو اوپر بیان کیا ہے کہ یہاں پر اَلذّٰارِیَات سے مراد ہوائیں ہیں اور اَلْحَامِلَاتْ سے مراد بادل ہیں اور اَلْجَارِیَات سے مراد کشتیاں ہیں اور اَلْمُقَسِّمَات سے مراد فرشتے ہیں۔

حضرت خالد بن عرعرہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے امیر المومنین! اَلْحَامِلَاتِ وِقْرًا سے کیا مراد ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ بادل ہیں، اور پوچھا کہ اَلْجَارِیَاتِ یُسْرًا سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ کشتیاں ہیں، اور پھر پوچھا کہ اَلْمُقَسِّمَاتِ سے مراد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ فرشتے ہیں۔ (تفسیر طبری۔ج،۲۱۔ص،۴۸۲) اور بعض مفسرین نے کہا کہ یہاں پر ان تمام سے مراد ہوائیں ہی ہیں کہ ہوائیں جو گرد و غبار کو اڑا کر انہیں بکھیر دیتی ہیں اور اللہ تعالی نے ان ہواوں میں اتنی طاقت رکھی ہے کہ وہ انسانوں کو بھی پل بھر میں اکھاڑ پھینکتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے مختلف قوموں کو ان ہواوں کے ذریعہ ہی عذاب دیا، اسی طرح یہ ہوائیں بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں اور پھر وہ بادل زمین پر بارش برسانے کا سبب بنتے ہیں اور جب زمین پر بارش ہوتی ہے تو اس بارش سے غلے، میوے، اناج وغیرہ اگتے ہیں تو اس طرح یہی ہوائیں رزق کو تقسیم کرنے کا بھی سبب بنتی ہیں، اس طرح ان تمام صفات سے مراد بعض مفسرین کے نزدیک ہوائیں ہی ہیں۔ (تفسیر نسفی۔ج،۳۔ص،۳۷۱) یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے تو ہمیں غیروں کی قسم کھانے سے منع فرمایا تو پھر یہاں پر اللہ نے ان مخلوقات کی قسم کیوں کھائی؟ اسکا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہاں پر لفظ قسم سے حقیقی قسم مراد نہیں ہے بلکہ اس قسم کے ذریعہ ان چیزوں کی مخلوق کے نزدیک جو اہمیت اور منفعت ہے اسے بیان کرنا مقصود ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہاں اللہ تعالی نے ان چیزوں کی نہیں بلکہ ان چیزوں کے پیدا کرنے والے رب کی قسم کھائی ہے اسکی اصل عبارت وَالَّذِیْ ذِی الذّٰارِیٰتِ ذَرْوًا ہے تو اس طرح یہاں پر قسم رب ذوالجلال کی کھائی گئی ہے نہ کہ مخلوق کی۔ (تفسیر ماتریدی۔ج،۹۔ص،۳۷۳)۔ الغرض یہاں پر ان قسموں کے ذریعہ یہ بتانا مقصود ہے کہ جس رب نے ایسی ایسی چیزیں پیدا کی ہیں جس کے آگے انسان بے بس ولاچار نظر آتا ہے اور وہ رب ان چیزوں کو اپنی مرضی اور حکم سے چلاتا ہے تو پھر اسے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے پر کیوں قادر نہیں ہوگا؟ اس بات پر غور کرو اور یقین جانو کہ وہ رب ضرور بالضرور دوبارہ زندہ کرے گا اور پھر جنت اور دوزخ کا فیصلہ کرے گا۔

﴿درس نمبر ۲۰۳۶﴾ وہ لوگ پوچھتے ہیں کہ جزا اور سزا کا دن کب ہے؟ ﴿الذّٰرِیٰت ۷۔تا۔۱۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ O اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ O يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ O قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ O الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ O يَسْئَلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ O يَوْمَ هُمْ

عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ O ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور السَّمَآءِ آسمان کی ذَاتِ الْحُبُكِ جو راستوں والا ہے اِنَّكُمْ بلاشبہ تم لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ البتہ مختلف بات میں ہو يُؤْفَكُ پھیرا جاتا ہے عَنْهُ اس سے مَنْ جو اُفِكَ پھیرا گیا قُتِلَ مارے گئے الْخَرّٰصُوْنَ اٹکل پچو کرنے والے الَّذِيْنَ وہ لوگ کہ هُمْ وہ فِيْ غَمْرَةٍ غفلت میں سَاهُوْنَ بھولے پڑے ہیں يَسْئَلُوْنَ وہ پوچھتے ہیں اَيَّانَ کب ہوگا يَوْمُ الدِّيْنِ جزا کا دن يَوْمَ جس دن هُمْ وہ عَلَى النَّارِ آگ میں يُفْتَنُوْنَ جلائے جائیں گے ذُوْقُوْا تم چکھو فِتْنَتَكُمْ اپنا عذاب هٰذَا یہ الَّذِيْ وہ ہے کہ كُنْتُمْ تم تھے بِهٖ اسے تَسْتَعْجِلُوْنَ جلدی طلب کرتے

ترجمہ:۔ قسم ہے راستوں والے آسمان کی کہ تم متضاد باتوں میں پڑے ہوئے ہو O اس (آخرت کی حقیقت) سے وہی منہ موڑتا ہے جو حق سے بالکل ہی مڑا ہوا ہے۔ O خدا کی مار ہواُن پر جو (عقیدے کے معاملے میں اٹکل پچوں باتیں بنایا کرتے ہیں O جو غفلت میں ایسے ڈوبے ہیں کہ سب کچھ بھلائے بیٹھے ہیں O پوچھتے ہیں کہ جزاوسزا کا دن کب ہوگا O اُس دن ہوگا جب انہیں آگ پر تپایا جائے گا O کہ چکھو! مزہ اپنی شرارت کا! یہی ہے وہ چیز جس کے بارے میں تم یہ مطالبے کرتے تھے کہ وہ جلدی آجائے

تشریح:۔ ان آٹھ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قسم ہے راستوں والے آسمان کی کہ تم متضاد باتوں میں پڑے ہوئے ہو۔

۲۔ اس آخرت کی حقیقت سے وہی منہ موڑتا ہے جو حق سے بالکل ہی مڑا ہوا ہے۔

۳۔ خدا کی مار ہو ان پر جو لوگ اٹکل پچو باتیں بنایا کرتے ہیں۔

۴۔ جو غفلت میں ایسے ڈوبے ہیں کہ سب کچھ بھلائے بیٹھے ہیں۔

۵۔ وہ لوگ پوچھتے ہیں کہ جزاوسزا کا دن کب ہوگا؟

۶۔ اس دن ہوگا جب انہیں آگ پر تپایا جائے گا کہ چکھو! مزہ اپنی شرارت کا۔

۷۔ یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں تم یہ مطالبے کرتے تھے کہ وہ جلدی آجائے۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی اسی بعث بعد الموت کی تصدیق فرماتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ قسم ہے خوبصورت، راستوں والے آسمان کی جس کو ہم نے پیدا کیا اور اسے مختلف چیزوں سے سجا کر خوبصورت بنایا اور اس آسمان میں ہم نے مختلف راستے بنائے کہ جن راستوں سے ہو کر فرشتے گزرتے ہیں اور وہ راستے بھی ہیں جن سے یہ چاند، سورج، ستارے، سیارے وغیرہ ہو کر گزرتے ہیں، تو اے قریش! جس رب نے یہ سب کچھ پیدا کیا اس نے جب تمہارے پاس اپنا کلام بھیجا تو تم اس کلام سے متعلق متضاد باتیں کہتے ہو اور اسکے بھیجے ہوئے رسول کے بارے

میں بھی کہ کبھی تو کہتے ہو کہ یہ قرآن جو اللہ کی جانب سے بھیجا ہوا کلام ہے اور وہ شعر ہے اور اسکے بھیجے ہوئے پیغمبر شاعر ہیں اور کبھی کہتے ہو کہ وہ کلام سحر یعنی جادو ہے اور یہ پیغمبر ساحر یعنی جادوگر ہیں کبھی کہتے ہو کہ یہ کلام کہانت ہے اور یہ نبی کاہن ہیں وغیرہ وغیرہ اور تمہیں اس بات میں بھی شک ہے کہ جو ہم نے اس کلام میں کہا کہ تمہیں اس دنیا میں موت آئے گی تو اس موت کے بعد پھر سے تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو تم کہتے ہو کہ انسان ایک بار مرنے کے بعد پھر سے دوبارہ کیسے زندہ ہوسکتا ہے؟ اگر ایسا ہوتا ہے تو ہمارے باپ دادا جو ہم سے پہلے اس دنیا سے چلے گئے انہیں زندہ کر کے بتلاو، بہرحال تم لوگ ان باتوں پر ذرا بھی یقین نہیں رکھتے تو اب تم ہی بتاؤ کہ جس رب نے ان سب چیزوں کو پیدا کیا اور اس نے تمہارے سامنے سب کچھ کھول کھول کر اسے بیان بھی فرما دیا تو پھر بھی تمہیں اسکی قدرت میں شک کیوں ہے؟ اور تم اس بعث بعد الموت کو اسکی قدرت سے باہر کی بات کیوں سمجھتے ہو؟۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ان باتوں کا وہی شخص انکار کرتا ہے جو حق بات کو بالکل تسلیم ہی نہیں کرتا جو کوئی ایسی، بے معنی باتیں کہنے والا اور بغیر دلیل کے بات کرنے والا ہوتا ہے وہی تباہ و برباد ہوتا ہے، اسکا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے، یہ ایسے لوگ ہیں جو آخرت کے انجام سے غافل ہو کر، سب کچھ بھلا بیٹھے ہیں گویا کہ ان کی آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں اور اسی نادانی کی وجہ سے یہ لوگ اس قیامت کے دن کا مذاق اڑانے کے لئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے ہیں کہ تم تو کہتے ہو کہ قیامت کا دن آنے والا ہے جس دن سب کچھ تباہ ہوجائے گا اور سارے انسان ہلاک ہوجائیں گے اور پھر نافرمان لوگوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا بتلادو کہ وہ دن کب آئے گا؟ ہم تو انتظار میں ہیں اس دن کو دیکھنے کے لئے، ہماری اس بیتابی کو دور تو کردو، اے نبی! ان مذاق اڑانے والوں سے کہہ دو کہ اب تو تم ان باتوں کا مذاق اڑا رہے ہو لیکن یاد رکھو کہ جب وہ دن آجائے گا تو ایسا ہولناک دن ہوگا کہ تمہیں دہکتی آگ میں جھونک دیا جائے گا جیسے کوئی انسان لوہے کو آگ میں ڈالتا ہے اور جس طرح وہ لوہا اس آگ کی تپش سے پگھلتا ہے ایسے ہی تم اس آگ میں پگھلو گے لیکن تمہیں موت نہیں آئے گی بلکہ ہر وقت اسی آگ میں تمہیں رہنا ہوگا جہاں تمہارے اوپر سے بھی آگ برسے گی، نیچے سے بھی، دائیں سے بھی اور بائیں سے بھی، جب تم اس خطرناک سزا میں مبتلا رہو گے اس وقت تم سے کہا جائے گا کہ اور مزہ چکھو! اپنی ان شرارتوں کا جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے اور ہماری ان سزاوں کا مذاق اڑاتے تھے، دیکھ لو! یہی وہ سزا ہے جس سے ہم تمہیں دنیا میں ڈراتے تھے اور یہی وہ عذاب ہے جسکی تم جلدی مچایا کرتے تھے اس گمان میں کہ یہ سب کچھ کہنے کی باتیں ہیں ہونے والی نہیں، اب تو تمہیں ان باتوں کا یقین آ گیا ہوگا کہ جو ہم کہتے تھے وہ سچ تھا، ہم نے تو قسمیں کھا کر تمہیں اس بات کا یقین دلایا تھا مگر تم نے اسے بھی مذاق میں لے لیا اب اپنے ذاق کا مزہ چکھو یہاں تمہیں اس عذاب سے نکالنے بھی کوئی نہیں آئے گا اب پڑے رہو اسی عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

﴿درس نمبر ۲۰۳۷﴾ **متقی باغوں اور چشموں میں ہوں گے** ﴿الذّٰریٰت ۱۵۔تا۔۱۹﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ○ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ○ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلاشبہ الْمُتَّقِيْنَ متقی لوگ فِيْ جَنّٰتٍ باغات میں وَّ اور عُيُوْنٍ چشموں میں ہوں گے اٰخِذِيْنَ لینے والے ہوں گے مَآ اس کو جو اٰتٰهُمْ دے گا انہیں رَبُّهُمْ ان کا رب اِنَّهُمْ بلاشبہ وہ كَانُوْا تھے قَبْلَ ذٰلِكَ اس سے پہلے مُحْسِنِيْنَ نیکوکار كَانُوْا وہ تھے قَلِيْلًا بہت ہی تھوڑا مِّنَ الَّيْلِ رات کو مَا يَهْجَعُوْنَ سوتے وَ اور بِالْاَسْحَارِ سحری کے وقت هُمْ وہ يَسْتَغْفِرُوْنَ مغفرت طلب کرتے وَ اور فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ ان کے مالوں میں حَقٌّ حق ہوتا ہے لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ سائل اور محروم کے لیے۔

ترجمہ:۔ متقی لوگ بیشک باغوں اور چشموں میں اس طرح رہیں گے ○ کہ اُن کا پروردگار اُنہیں جو کچھ دے گا، اُسے وصول کر رہے ہوں گے۔ وہ لوگ اس سے پہلے ہی نیک عمل کرنے والے تھے ○ وہ رات کے وقت کم سوتے تھے اور سحری کے اوقات میں وہ استغفار کرتے تھے ○ اور اُن کے مال و دولت میں سائلوں اور محروم لوگوں کا (باقاعدہ) حق ہوتا تھا۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ متقی لوگوں بے شک باغوں اور چشموں میں اس طرح رہیں گے کہ انکا پروردگار انہیں جو کچھ دے گا اسے وصول کر رہے ہوں گے۔

۲۔ وہ لوگ اس سے پہلے ہی نیک عمل کرنے والے تھے۔

۳۔ وہ لوگ رات کے وقت کم سوتے اور سحری کے اوقات میں استغفار کرتے تھے۔

۴۔ ان کے مال میں سائلوں اور محروم لوگوں کا حق ہوتا تھا۔

کفار و مشرکین اور بعث بعد الموت کا انکار کرنے والوں کو دی جانے والی سزاوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی اپنے مومن بندوں کی صفات اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے، اور جزا و سزا پر یقین رکھنے والوں کو دئے جانے والے انعامات اور ان کی صفات بیان فرما رہے ہیں کہ جو لوگ اپنے رب پر ایمان لے آتے اور اس سے ڈرتے رہے اور اسکے احکامات پر عمل پیرا رہے، اسکی اطاعت کی اور اسکی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچایا تو ایسے ہی

لوگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے نعمتوں والے باغات تیار کر رکھے ہیں، جن باغات میں انہیں انکی من چاہی چیز میسر کی جائے گی اور وہاں کا منظر ایسا خوشگوار ہوگا کہ وہاں پر جانے والا کبھی نہیں اکتائے گا بلکہ ہر پل، ہر لمحہ وہاں کے مناظر سے لطف اندوز ہوتا رہے گا اور وہ باغات ایسے ہونگے کہ وہاں پر میٹھے اور شفاف پانی کے چشمے بہتے ہونگے جو اس باغ کی خوبصورتی اور کشش میں چار چاند لگا دیں گے، بس وہ منظر ایسا دلفریب ہوگا کہ وہاں جو ایک بار چلا جائے گا وہ کبھی لوٹ کر آنا نہ چاہے، اور جب وہ متقی لوگ اس جنت میں چلے جائیں گے تو انکا رب اسکے علاوہ بھی اور جو نعمتیں انکے اعمال کے مراتب کے لحاظ سے انہیں عطا کرے گا اسے بخوشی ورضا قبول کرینگے، ان میں سے کسی کے دل میں کسی قسم کی کوئی رنجش یا غم یا حسد نہیں ہوگا بلکہ وہ اللہ کی عطا پر دل سے راضی رہیں گے، ان لوگوں کو یہ انعامات اس لئے دیئے جا رہے ہیں کہ یہ لوگ یہاں آنے سے پہلے دنیا میں جو زندگی گزارا کرتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اسکے نافذ کئے ہوئے فرائض کو بحسن وخوبی سچے دل سے ادا کرتے تھے، سورۃ الحاقہ کی آیت نمبر ۲۴ میں فرمایا گیا كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ اپنے ان اعمال کے صلہ میں کھاؤ جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کئے، اللہ تعالیٰ ان متقیوں کی صفات بیان فرما رہے ہیں جو جنت کے حقدار ہوں گے، صفات بیان فرما رہے ہیں کہ یہ لوگ ایسے تھے کہ جنہیں اپنی آخرت کی فکر ستاتی تھی جس کی وجہ سے یہ لوگ راتوں میں بہت کم سوتے تھے اور اپنے آپ کو بستروں سے جدا رکھتے تھے جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۶۴ میں فرمایا گیا تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ کہ جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے تھے، يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا بس راتوں میں اٹھ کر اپنے رب سے جہنم کا خوف اور جنت کی امید دل میں لئے دعائیں کرتے تھے اور استغفار میں مشغول رہتے تھے وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ کہ فجر سے قبل سحر کے اوقات میں اپنے رب سے اپنی مغفرت کی بھیک مانگا کرتے تھے کہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اے اللہ! ہمیں معاف کردے اور ہم بے بسوں پر رحم فرما دے، یقینا تیری ہی ذات ہے جو ہماری دعائیں قبول کرسکتی ہے اور ہماری مانگی ہوئی چیزیں عطا کرسکتی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تہجد کا آخری وقت مجھے اسکے اول وقت سے زیادہ پسند ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (الدر المنثور۔ ج۔۷۔ص،۶۱۶) اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا کہ رات کے اوقات میں نمازیں پڑھو لیکن جب سحر کا وقت ہوجائے تو استغفار میں مشغول ہوجاؤ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ص،۶۱۶)۔ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے بھی اس آیت کی تفسیر یہی فرمائی کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رات کے اوقات میں نمازیں پڑھتے اور سحر کا وقت قریب آتا تو استغفار کرنے میں لگ جاتے تھے، جیسا کہ سورۂ مزمل کی آیت نمبر ۲۰ سے واضح ہوتا ہے إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنٰى مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ اے پیغمبر! آپ کا پروردگار جانتا ہے کہ

آپ کبھی دوتہائی رات کے قریب، تو کبھی آدھی رات، تو کبھی ایک تہائی رات کے وقت (نماز کے لئے) کھڑے ہوتے ہواور آپ کے ساتھیوں میں سے بھی ایک جماعت۔(تفسیر طبری۔ج، ۲۲۔ص، ۴۱۲) بدنی عبادت کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی ان متقیوں اور جنتیوں کی مالی عبادت بیان فرمارہے ہیں کہ ایک طرف تو یہ لوگ اپنے رب کی خوب سے خوب عبادت کرتے رہتے ہیں اور اس سے استغفار بھی کرتے رہتے ہیں تو دوسری طرف اللہ تعالی کے عطا کردہ مال میں سے وہ لوگ انہیں بھی دیتے ہیں جو انکے پاس اپنی حاجت لے کر آتے ہیں اور انہیں بھی جو حاجت مند ہوتے ہیں لیکن اپنی حاجت کو عزت نفس کی وجہ سے بیان نہیں کر پاتے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مانگنے والا اگر گھوڑے پر بھی مانگنے کے لئے آئے تو اسے دینا حق اور لازم ہے۔(ابوداود ۱۶۶۵) بشرطیکہ تمہیں اسکی حاجت اور ضرورت کا پتا ہو، ورنہ آج کل جو لوگ مانگنے کو اپنا دھندا بنائے ہوئے ہیں انہیں نہ دینا ہی بہتر اور افضل ہے، جیسا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین، محتاج اور فقیر وہ نہیں جو ہاتھ پھیلائے تمہارے سامنے مانگنے کے لئے آئے اور ایک، دولقمہ اگر تم اسے دیں تو چلا جائے بلکہ اصل مسکین اور محتاج تو وہ ہے جس کے پاس گزارا کرنے کیلئے کچھ نہ ہو اور وہ اپنی عزت کی خاطر لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاتا ہو۔(بخاری ۴۵۳۹) ہمیشہ ایسے لوگوں کو ہی تلاش کر کے انکی مدد کرنی چاہیئے، اس آیت میں جس مال کا ذکر اللہ تعالی نے فرمایا اس سے کونسا مال مراد ہے؟ اکثر علماء نے اس مال کے مالِ زکوٰۃ ہونے کو قوی قول کہا ہے اس لئے کہ اس آیت میں لفظ حق کا استعمال کیا گیا ہے جسکا مطلب ہے کہ وہ ان غریبوں کا حق ہے اور غریبوں کا حق اللہ تعالی نے زکوٰۃ کی شکل میں متعین فرمادیا۔ جیسا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی تو گویا تم نے اس حق کو ادا کردیا جو تم پر واجب تھا اور اگر تم نے اس سے زائد دیا تو یہ افضل کام ہے۔(السنن الکبری للبیہقی۔ج،۸۔ص،۱۷۔ح،۷۳۲۱)

﴿درس نمبر ۲۰۳۸﴾ خود تمہارے وجود میں بھی کئی نشانیاں ہیں ﴿الذّٰرِیٰت ۲۰۔تا۔۲۳﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَفِي الْأَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ O وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ O وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ O فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور فِي الْاَرْضِ زمین میں اٰيٰتٌ نشانیاں ہیں لِّلْمُوْقِنِيْنَ یقین کرنے والوں کے لیے وَ اور فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ خود تمہارے نفسوں میں بھی اَ فَلَا کیا پھر نہیں تُبْصِرُوْنَ تم دیکھتے وَ اور فِي السَّمَآءِ آسمان میں رِزْقُكُمْ تمہارا رزق ہے وَ اور مَا وہ جو تُوْعَدُوْنَ تم وعدہ دیئے جاتے ہو فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ پھر قسم ہے

آسمان اور زمین کے رب کی اِنَّهٗ بلاشبہ وہ لَحَقٌّ البتہ حق ہیں مِّثْلَ مثل مَآ اس کے جو اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ تم بولتے ہو

ترجمہ:۔ اور ان کیلئے جو یقین کرنے والے ہوں، زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں O اور خود تمہارے اپنے وجود میں بھی کیا پھر بھی تمہیں دکھائی نہیں دیتا O اور آسمان ہی میں تمہارا رزق بھی ہے اور وہ چیز بھی جس کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے O لہٰذا آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم! یہ بات یقیناً ایسی ہی سچی ہے جیسے یہ بات کہ تم بولتے ہو۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان کے لئے جو یقین کرتے ہیں زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

۲۔ خود تمہارے وجود میں بھی کئی نشانیاں ہیں۔ ۳۔ ان سب کے باوجود بھی کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا؟

۴۔ آسمان ہی میں تمہارا رزق بھی ہے اور وہ چیز بھی جسکا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے۔

۵۔ آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم! یہ بات یقیناً ایسی ہی سچی ہے جیسے جو بات کہ تم بولتے ہو۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ بعث بعد الموت اور حشر کے واقع ہونے کو مختلف دلائل سے ثابت کررہے ہیں کہ جس اللہ نے تم سے وعدہ فرمایا کہ تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور پھر تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا تو تم اس بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہو؟ حالانکہ اگر تم اس رب کی قدرت کو دیکھ لو تو ضرور تمہیں اس پر یقین آجائے گا اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو پیدا فرمایا اور اس زمین میں اس نے مختلف چیزیں پیدا فرمائیں کھیتی، اناج، پانی، پہاڑ، دریا، سمندر، پرندے، جانور، دھاتیں وغیرہ اگر ان چیزوں پر بھی تم غور نہیں کرسکتے تو کم از کم اپنے آپ ہی کو دیکھ لو کہ اس نے کتنے انسان بنائے؟ ہر ایک کو آنکھیں دیں، ناک، منہ، کان، ہاتھ اور پیر سب کچھ دیا لیکن اسکے باوجود ایک کا چہرہ دوسرے سے الگ ہے کہ آسانی سے اسکی پہچان ہوجاتی ہے، اسی طرح اس نے ہاضمہ کا نظام بنایا کہ تم جو کھاتے ہو وہ تمہارے جسم میں جاکر جس عضو کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ اسے وہاں پہنچا دیتا ہے اور پھر جو چیز کسی کام کی نہیں ہوتی وہ تمہارے جسم سے خارج ہوجاتی ہے، تمہارے اندر اس نے ایسی ایسی مشینیں بنائی ہیں کہ ہر ایک اپنے اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں، کوئی عضو خون بنارہا ہے تو کوئی عضو اسے صاف کررہا ہے، کوئی غذا کو ہضم کررہا ہے تو کوئی اس غذا کو مختلف ادویات میں تقسیم کررہا ہے تو کوئی ان بنائی ہوئی ادویات کو ضرورت مند عضو تک پہنچا رہا ہے کہ اگر انسان کی یہ اندرونی مشینیں خراب ہوجائیں تو کروڑوں روپے دے کر بھی ان کو درست نہیں کیا جاسکتا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک جھلک ہے جو تمہارے سامنے ہے اگر تم ان چیزوں پر اور اسکی قدرت پر غور کرنے بیٹھو تو یقیناً تمہیں اسکی قدرت کا اندازہ ہوجائے گا اور پھر تم یہ تسلیم کرلو گے کہ ہاں! یقیناً وہ رب سب کچھ کرسکتا ہے لیکن یہ باتیں صرف اسی کو سمجھ میں آتی ہیں جو ان چیزوں پر بڑی باریکی سے غور وفکر کرتا ہے ورنہ بے وقوف کے سامنے جتنا بھی بیان کرلو کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اسی طرح اس نے آسمان بنایا اور اس آسمان میں بھی اس نے کئی کئی چیزیں پیدا کی ہیں جیسے چاند، سورج، ستارے، بادل وغیرہ۔ پھر وہ ان بادلوں سے پانی برساتا ہے جو پانی اس زمین پر

گرتا ہے جس سے تمہاری خوراکیں پیدا ہوتی ہیں جسے تم بطور رزق حاصل کرتے ہو، اسکے علاوہ ان آسمانوں میں اللہ تعالی نے وہ عذاب اور قیامت کی ہولنا کیاں رکھی ہیں جن کا اس نے تم سے وعدہ فرمایا اور بعض علماء نے فرمایا کہ یہاں پر وَمَا تُوْعَدُوْنَ سے مراد جنت اور جہنم ہے جیسے کہ حضرت سفیان بن عیینہ اور حضرت ضحاک علیہم الرحمہ کا قول ہے۔ اللہ تعالی اپنی ذات کی قسم کھاتے ہوئے فرمارہے ہیں وہ رب جس نے ایسے آسمان بنائے اور ایسی زمین بنائی اس رب کی قسم کہ جو کچھ اوپر بیان کی گئیں کہ قیامت آئے گی اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنا ہوگا اور پھر جزا وسزا ہوگی اور یہ کہ روزی روٹی ہمارے حکم سے نازل ہوتی ہے اور ہم ہی اسے تقسیم کرتے ہیں یہ ساری باتیں بالکل حق اور ایسی سچی ہیں جیسا کہ تمہارا بولنا یعنی تمہارے زبان سے الفاظ کا نکلنا جسے کوئی انکار نہیں کرسکتا یعنی یہ نہیں کہہ سکتا کہ تمنے نہیں کہا ہے جبکہ تمنے کہا ہو تو یہ بات بھی بالکل اسی طرح واضح اور حق ہے جسکا کوئی انکار نہیں کرسکتا اور جو ایسی کھلی چیزوں کا انکار کرے گا وہ سمجھدار نہیں بلکہ بے وقوف و بے عقل کہلائے گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اللہ اس قوم کو ہلاک کرے جس کے لئے انکے رب نے قسم کھائی ہو لیکن پھر بھی وہ اسکا یقین نہ کرے۔ (الدر المنثور۔ ج،۷۔ ص،۶۱۹)

﴿درس نمبر ۲۰۳۹﴾ کیا حضرت ابراہیم کے معزز مہمانوں کا قصہ تم تک نہیں پہنچا؟ ﴿الذّٰریٰت ۲۴۔تا۔۳۰﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۞ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۞ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۞ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۞ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۞ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ۞ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ هَلْ کیا اَتٰكَ آئی ہے تمہارے پاس حَدِيْثُ خبر ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ابراہیم کے مہمانوں کی الْمُكْرَمِيْنَ جو معزز تھے اِذْ جب دَخَلُوْا وہ داخل ہوئے عَلَيْهِ اس پر فَقَالُوْا تو انہوں نے کہا سَلٰمًا سلام قَالَ اس نے کہا سَلٰمٌ سلام قَوْمٌ لوگ مُّنْكَرُوْنَ اجنبی ہیں فَرَاغَ پھر وہ چپکے سے چلا گیا اِلٰٓى اَهْلِهٖ اپنے اہل کی طرف فَجَآءَ اور لے آیا بِعِجْلٍ ایک بچھڑا سَمِيْنٍ موٹا تازہ فَقَرَّبَهٗۤ پھر قریب کیا اسے اِلَيْهِمْ ان کی طرف قَالَ کہا اَ کیا لَا نہیں تَاْكُلُوْنَ تم کھاتے فَاَوْجَسَ تب اس نے محسوس کیا مِنْهُمْ ان سے خِيْفَةً خوف قَالُوْا انہوں نے کہا لَا تَخَفْ تم ڈرو وا اور بَشَّرُوْهُ انہوں نے بشارت دی اس کو بِغُلٰمٍ ایک لڑکے عَلِيْمٍ بڑے علم والے کی

فَاَقْبَلَتِ پھر سامنے آئی امْرَاَتُهٗ اس کی عورت فِيْ صَرَّةٍ حیرت میں فَصَكَّتْ پس اس نے ہاتھ مارا وَجْهَهَا اپنے منہ پر وَ اور قَالَتْ کہا عَجُوْزٌ بڑھیا ہوں عَقِيْمٌ بانجھ قَالُوْا انہوں نے کہا كَذٰلِكِ اسی طرح قَالَ کہا ہے رَبُّكِ تیرے رب نے اِنَّهٗ هُوَ بلاشبہ وہی ہے الْحَكِيْمُ خوب حکمت والا الْعَلِيْمُ خوب علم والا

ترجمہ:۔(اے پیغمبر!) کیا ابراہیم کے معزز مہمانوں کا واقعہ تمہیں پہنچا ہے؟O جب وہ ابراہیم کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کہا۔ ابراہیم نے بھی سلام کہا۔ (اور دل میں سوچا کہ) یہ کچھ انجان لوگ ہیں O پھر وہ چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے، اور ایک موٹا سا بچھڑا لے آئے O اور اُسے ان مہمانوں کے سامنے رکھا۔ کہنے لگے : ''کیا آپ لوگ کھاتے نہیں؟'' اس سے ابراہیم نے اُن کی طرف سے اپنے دل میں ڈر محسوس کیا۔ انہوں نے کہا: ''ڈریئے نہیں'' اور انہیں ایک لڑکے کی خوش خبری دی جو بڑا عالم ہوگا O اس پر اُن کی بیوی زور سے بولتی ہوئی آئیں اور انہوں نے کہا : اپنا چہرہ پیٹ لیا اور کہنے لگیں ''(کیا) ایک بانجھ بڑھیا (بچہ جنے گی؟)O مہمانوں نے کہا : ''تمہارے پروردگار نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ یقین جانو وہی ہے جو بڑی حکمت کا بڑے علم کا مالک ہے۔''

تشریح:۔ان سات آیتوں میں تیرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے پیغمبر! کیا ابراہیم کے معزز مہمانوں کا پیغام تم تک نہیں پہنچا ہے؟

۲۔جب وہ ابراہیم کے پاس آئے تو انہوں نے انہیں سلام کیا۔

۳۔ابراہیم نے بھی انہیں سلام کیا اور دل ہی دل میں سوچا کہ یہ کچھ انجان لوگ ہیں۔

۴۔پھر وہ چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور ایک موٹا سا بچھڑا لے آئے۔

۵۔اس بچھڑے کو مہمانوں کے سامنے رکھا، کہنے لگے کہ تم لوگ کھاتے کیوں نہیں ہو؟

۶۔انکی اس حرکت سے ابراہیم نے اپنے دل میں ڈر محسوس کیا۔

۷۔ان فرشتوں نے کہا ڈریئے نہیں۔ ۸۔انہیں ایک لڑکے کی خوشخبری دو جو بڑا عالم ہوگا۔

۹۔اس پر انکی بیوی زور سے بولتے ہوئے آئی اور چہرہ پھیرتے ہوئے کہنے لگی۔

۱۰۔کیا ایک بانجھ، بڑھیا بچہ جنے گی؟ ۱۱۔مہمان فرشتوں نے کہا تمہارے پروردگار نے ایسا ہی فرمایا ہے

۱۲۔یقین جانو وہی ہے جو بڑی حکمت کا، بڑے علم کا مالک ہے۔

یہاں سے اللہ تعالیٰ مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان فرما رہے ہیں تاکہ آپ علیہ السلام کو تسلی دیں کہ اے پیغمبر! یہ جو مشرکین آپ کی نافرمانی کررہے ہیں اور آپ کو ایذائیں پہنچا رہے ہیں یہ ہر نبی نے برداشت کیا ہے اور صبر سے کام لیا ہے پھر اسکے بعد جب انکی حدیں پار ہوگئیں اور انکی ہدایت کا کوئی راستہ باقی نہ رہا تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا عذاب بھیج کر انہیں ہلاک وتباہ کردیا کہ انکی تباہی کو سارے

عالم کے لئے عبرت کا سامان بنا دیا چنانچہ یہاں اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہے ہیں کہ اے پیغمبر! کیا آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کے قصہ کا علم نہیں کہ جب اللہ تعالی کے حکم سے انکے پاس فرشتے آئے تھے اور انہیں سلام کیا، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی انکا جواب دیا اور ان کی ضیافت کی کہ جب وہ گھر میں آئے تو آپ علیہ السلام اپنی اہلیہ سارہ کے پاس گئے اور پھر دونوں نے ایک بچھڑا ان لوگوں کے سامنے کھانے لئے پیش کیا انہوں نے اپنے پاس موجود ایک بچھڑے کو ذبح کیا اور بھون کر انکے سامنے پیش کیا جب آپ علیہ السلام نے انکے سامنے بچھڑا رکھا تو ان فرشتوں نے اس بچھڑے کو ہاتھ تک نہ لگایا تو آپ علیہ السلام نے ان سے دل میں خوف کھاتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگ کھاتے کیوں نہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انسانی عادت کے اعتبار سے ان سے خوف کیا اس لئے کہ اس زمانہ میں لوگوں کی یہ عادت ہوتی تھی کہ وہ جس کا کھاتے تھے اسے نقصان نہیں پہنچاتے تھے لیکن جسے نقصان پہنچانا ہوتا تو اس کے گھر میں کھاتے نہیں تھے تو اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خوف ہوا کہ شاید یہ کسی بری نیت سے آئے ہوں اس لئے کھا نہیں رہے ہیں، جب فرشتوں نے آپ علیہ السلام کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ ڈرو نہیں! کو ہم آپ کو نقصان پہنچانے نہیں آئے ہیں بلکہ ہم فرشتے ہیں جو اللہ تعالی کی طرف آپ کے لئے ایک خوشخبری سنانے آئے ہیں اور وہ خوشخبری یہ کہ آپ کو اللہ تعالی ایک نیک اور عالم صفت بچہ عطا فرمائے گا یعنی حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت آپ کو سنائی، جب یہ خوشخبری حضرت سارہ علیہا السلام نے سنی تو مارے تعجب کے اپنے ہاتھوں کو چہرے پر رکھ لیا اور بول اٹھیں کہ ایسے کیسے ہوسکتا ہے میں تو بانجھ ہوں اور بوڑھی بھی ہو چکی ہوں اور ایسی حالت میں اولاد ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ مجھے اولاد ہو؟ حضرت سارہ علیہا السلام کے اس تعجب بھرے سوال کا فرشتوں نے جواب دیا کہ یہ اللہ تعالی کا حکم ہے جو ہم نے آپ تک پہنچایا ہے اور آپ کے رب کے لئے کوئی چیز ناممکن نہیں ہے وہ رب العالمین ہے ہر چیز پر اسے قدرت حاصل ہے۔ لہٰذا اپنے رب کے فیصلہ میں شک اور تعجب نہ کیا کرو وہ تو بڑا حکمت اور بڑے علم کا مالک ہے سورۂ ھود کی آیت نمبر ۷۲ اور سورۂ حجر کی آیت نمبر ۵۳ اور ۵۴ میں بھی اس واقعہ کا تذکرہ ہے۔ وہ کتنے فرشتے تھے جو ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تھے اور وہ کونسے فرشتے تھے؟ اس سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں بعض نے فرمایا کہ وہ فرشتے تین تھے، جبرئیل میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام اور بعض نے کہا چار تھے جن میں حضرت عزرائیل علیہ السلام کا اضافہ کیا اور بعض نے کہا کہ وہ دس فرشتے تھے جن میں ایک حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج۱۷،ص،۴۴)

﴿درس نمبر ۲۰۴۰﴾ فرشتوں نے کہا ہمیں مجرم لوگوں کے پاس بھیجا گیا ہے ﴿الذّٰرِیٰت ۳۱۔تا۔۳۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ○ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ○ لِنُرْسِلَ

عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ O مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قَالَ اس نے کہا فَمَا تو کیا ہے خَطْبُكُمْ تمہارا مقصد اَيُّهَا اے الْمُرْسَلُوْنَ بھیجے ہوئے قَالُوْٓا انہوں نے کہا اِنَّآ بلاشبہ اُرْسِلْنَآ ہم بھیجے گئے ہیں اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ایک مجرم قوم کی طرف لِنُرْسِلَ تا کہ ہم بھیجیں عَلَيْهِمْ ان پر حِجَارَةً پتھر مِّنْ طِيْنٍ مٹی کے مُّسَوَّمَةً نشان زدہ عِنْدَ رَبِّكَ آپ کے رب کے ہاں سے لِلْمُسْرِفِيْنَ حد سے گزرنے والوں کے لیے

ترجمہ:۔ *ابراہیم نے کہا: ''اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتو! تم کس مہم پر ہو؟'' O انہوں نے کہا: ''ہمیں کچھ مجرم لوگوں کے پاس بھیجا گیا ہے O تا کہ ہم ان پر پکی مٹی کے پتھر برسائیں O جن پر حد سے گزرے ہوئے لوگوں کے لئے تمہارے پروردگار کے پاس سے خاص نشان بھی لگا ہوگا۔''*

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتو! تم کس مہم پر ہو؟۔

۲۔ ان فرشتوں نے جواب دیا کہ ہمیں مجرم لوگوں کے پاس بھیجا گیا ہے۔

۳۔ ہمارے حوالہ یہ کام دیا گیا ہے کہ ہم ان پر پکی مٹی کے پتھر برسائیں۔

۴۔ جن پر حد سے گزرے ہوئے لوگوں کے لئے تمہارے پروردگار کے پاس خاص نشان بھی لگا ہوگا۔

جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بشارت دیدی اور انکے درمیان جو محبت بھرا جو معاملہ ہوا وہ ہوا اسکے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان فرشتوں سے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ تمہیں اللہ تعالی نے کس کام کے لئے بھیجا ہے یعنی تم خاص کر یہ بشارت دینے آئے ہو یا اللہ تعالی نے کوئی اور کام تمہارے ذمہ لگایا ہے؟ اس پر ان فرشتوں نے کہا کہ ہاں! اللہ تعالی ہمیں مجرم قوم یعنی لوط علیہ السلام کی قوم کے پاس بھیجا ہے تا کہ ہم ان پر پکی مٹی کے پتھر برسائیں اور انہیں پتھروں سے مار مار کر ہلاک کر دیں اس لئے کہ انکی قوم نے ایسے ایسے گناہ کئے ہیں جو گناہ آج تک کسی قوم نے نہیں کئے ہیں اور وہ اپنی ان حرکتوں میں حد سے آگے بڑھ چکے ہیں جسکی سزا دینے کیلئے اللہ تعالی نے ہمیں بھیجا ہے سورۂ ھود کی آیت نمبر ۷٤ میں ہے کہ جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہم قوم لوط پر عذاب پہنچانے آئے ہیں تو انہوں نے ان فرشتوں سے جھگڑا کرنا شروع کیا یعنی ان سے بحث کرنے لگے کہ کیسے اس قوم کو ہلاک کر سکتے ہو اس لئے کہ اس قوم میں ایک نبی اور کچھ ایمان والے موجود ہیں؟ تو اگر تم اس ساری قوم پر عذاب بھیجو گے تو اس عذاب کی زد میں یہ نبی اور وہ ایمان والے بھی آجائیں گے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس بات کا جواب اگلی آیتوں میں دیا جا رہا ہے جسے ہم اگلے سبق میں بیان کریں گے اور سورۂ حجرات کی آیت نمبر ٥٩ میں بھی اس واقعہ کا ذکر ہے یہاں علماء نے مُسَوَّمَةً کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ پتھر جو اس ظالم قوم پر

برسائے گئے وہ ایسے سفید پتھر تھے کہ جن پر کالے کالے نشانات بنے ہوئے تھے یا کالے پتھر تھے جن پر سفید نشانات تھے اور ساتھ ہی اس پر عذاب کی مہر لگی ہوئی تھی (تفسیر طبری۔ج،۲۲۔ص،۴۲۹) اور بعض مفسرین نے کہا کہ ان پتھروں پر ان ظالموں میں سے ہر ایک کا نام لکھا ہوا تھا اور جس کے نام کا جو پتھر تھا وہ اس پر برسا جو اس کی ہلاکت کا سبب بنا۔ (تفسیر قرطبی۔ج،۱۷۔ص،۴۸)

اس بستی میں جو کوئی مومن تھا اسکو ہم نے نکال لیا

﴿درس نمبر۲۰۴۱﴾ ﴿الذّٰرِيٰت ۳۵۔تا۔۳۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ O فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ O وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاَخْرَجْنَا پھر ہم نے نکال لیا مَنْ اس شخص کو کہ كَانَ وہ تھا فِيْهَا اس میں مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں میں سے فَمَا وَجَدْنَا ہم نے نہ پایا فِيْهَا اس میں غَيْرَ سوائے بَيْتٍ ایک گھر کے مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ مسلمانوں میں سے وَ اور تَرَكْنَا ہم نے چھوڑ دی فِيْهَآ اس میں اٰيَةً ایک نشانی لِّلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے جو يَخَافُوْنَ خوف کھاتے ہیں الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ دردناک عذاب سے

ترجمہ:۔ پھر ہوا یہ کہ اُس بستی میں جو کوئی مؤمن تھا، اُس کو ہم نے وہاں سے نکال لیا O اور اُس میں ایک گھر کے سوا ہم نے کسی اور گھر کو مؤمن نہیں پایا O اور ہم نے اُس بستی میں اُن لوگوں کے لئے (عبرت کی) ایک نشانی چھوڑ دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہوں۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر ہوا یہ کہ جو کوئی اس بستی میں مومن تھا ہم نے اسے وہاں سے نکال لیا۔

۲۔ اس میں ایک گھر کے سوا کسی اور کو ہم نے مومن نہیں پایا۔

۳۔ ہم نے اس بستی میں ان لوگوں کے لئے عبرت کی نشانی چھوڑ دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہوں۔

جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتلایا کہ ہمیں اللہ تعالی نے قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے کہنے لگے کہ کیسے تم ایک ایسی بستی کو ہلاک کر سکتے ہو جس بستی میں ابھی نبی موجود ہیں، اگر تم اس بستی پر عذاب بھیجو گے تو اسکی زد میں وہ نبی اور انکے ماننے والے بھی آ جائیں گے؟ حضرت لوط علیہ السلام چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے اس لئے آپ کو انکا پورا حال معلوم تھا اسی وجہ سے آپ نے فرشتوں سے اسطرح کا سوال کیا، تو فرشتوں نے جواب دیا کہ ہمیں معلوم ہے کہ وہاں نبی موجود ہیں تو ہم سب سے

پہلے اس نبی اور انکے ماننے والوں کو وہاں سے نکال دیں گے اور پھر انہیں عذاب دیں گے سورۂ حجرات کی آیت نمبر ۵۹ اور سورۂ عنکبوت کی آیت نمبر ۳۱ اور ۳۲ میں بھی اس واقعہ کا ذکر ہے، ان فرشتوں نے جواب دیا کہ ہم وہاں کے ایمان والوں کو اور نبی کو وہاں سے نکال لیں گے اسی حقیقت کو بیان کیا جارہا ہے کہ ہم نے عذاب دینے سے پہلے اس بستی سے ایمان والوں کو نکال لیا اور ہمیں اس بستی میں صرف ایک گھر یعنی لوط علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور گھر مسلمانوں کا نہیں ملا چنانچہ ہم نے اسی ایک گھر کو اس بستی سے باہر نکال لایا، حضرت سعید ابن جبیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ کل تیرہ لوگ تھے جنہیں مومن و مسلمان ہونے کی بنا پر اس عذاب سے بچالیا گیا جن میں حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی دو بیٹیاں بھی شامل ہیں، حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی بھی ان لوگوں میں شامل تھی جن پر اللہ تعالی کے حکم سے انکے فرشتوں نے عذاب بھیجا تھا چنانچہ ان پر پتھروں کا عذاب برسا اور وہ سب کے سب ہلاک ہوگئے انکی ہلاکت ایسی دردناک اور سبق آموز تھی کہ اللہ تعالی فرمارہے ہیں ہم نے اس بستی کی ہلاکت کو آنے والے لوگوں کے لئے عبرت کا سامان بنا دیا کہ جب بھی کوئی اللہ کی نافرمانی کرنے کا ارادہ کرے تو ان لوگوں کی ہلاکت اور انکی بستی کی ویرانی اور تباہی کو دیکھ لے اور جب وہ اسے دیکھ لے گا تو یقیناً اللہ کی نافرمانی کرنے سے ڈرے گا لیکن اس سے نصیحت اور عبرت وہی حاصل کرے گا جو قیامت کے دن دیئے جانے والے عذاب سے ڈرتا ہوگا اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو اس عذاب سے بچانا چاہے گا جسکے لئے وہ اللہ کی نافرمانی سے دور بھاگے گا اور جو قیامت کے دن کا یقین ہی نہیں رکھتا ہو اور اللہ کے عذاب کا اسے پتا ہی نہ ہو وہ کبھی ان واقعات سے عبرت حاصل نہیں کریگا، تو اللہ کا خوف دل میں ہونے کی یہ دلیل ہے کہ وہ ان واقعات سے عبرت اور سبق حاصل کرے گا اور جس کے دل میں اللہ کا خوف نہیں ہوگا اسے ان واقعات کا کچھ بھی اثر نہیں ہوگا، اللہ تعالی ہمیں بھی عبرت اور نصیحت حاصل کرنے والا بنائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۴۲﴾ ہم نے دلیل کے ساتھ حضرت موسیٰ کو فرعون کے پاس بھیجا ﴿الذّٰرِيٰت ۳۸۔تا۔۴۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور فِيْ مُوْسٰٓى موسیٰ میں اِذْ جب اَرْسَلْنٰهُ ہم نے بھیجا اس کو اِلٰى فِرْعَوْنَ فرعون کی طرف بِسُلْطٰنٍ ساتھ دلیل مُّبِيْنٍ ظاہر کے فَتَوَلّٰى تو اس نے روگردانی کی بِرُكْنِهٖ بہ سبب اپنی قوت کے وَ اور قَالَ کہا سٰحِرٌ ساحر ہے اَوْ یا مَجْنُوْنٌ مجنون فَاَخَذْنٰهُ پھر ہم نے پکڑا اسے وَ اور جُنُوْدَهٗ اس کے لشکروں کو فَنَبَذْنٰهُمْ اور ہم نے پھینک دیا ان کو فِى الْيَمِّ سمندر میں وَ اس حال میں کہ هُوَ وہ مُلِيْمٌ قابل ملامت تھا

ترجمہ:۔ اور موسیٰ (کے واقعے) میں بھی (ہم نے ایسی ہی نشانی چھوڑی تھی) جب ہم نے اُنہیں ایک کھلی ہوئی دلیل کے ساتھ فرعون کے پاس بھیجا تھاO تو فرعون نے اپنی قوتِ بازو کے بل پر منہ موڑا، اور کہا کہ: ''یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔''O چنانچہ ہم نے اُسے اور اُس کے لشکر کو پکڑا اور سب کو سمندر میں پھینک دیا، اور وہ تھا ہی ملامت کے لائق!

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں بھی ہم نے ایسی ہی نشانیاں چھوڑی ہیں۔

۲۔ جب ہم نے انہیں ایک کھلی ہوئی دلیل کے ساتھ فرعون کے پاس بھیجا تھا۔

۳۔ فرعون نے اپنی طاقت کے بل پر منہ موڑا، اس نے کہا کہ یہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔

۴۔ ہم نے اسے اور اسکے لشکر کو پکڑا اور سمندر میں پھینک دیا وہ تھا ہی ملامت کے لائق۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی نافرمانی اور انہیں دی جانے والی عبرت ناک سزا بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی حضرت موسی علیہ السلام کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ حضرت موسی علیہ السلام کے قصہ میں بھی ایک عبرت اور نصیحت موجود ہے کہ اگر کوئی حضرت موسی علیہ السلام اور فرعون کے واقعہ کو ہدایت پانے کی نیت سے اور حق کی پہچان کے لئے پڑھے گا تو اسے یقینا اس واقعہ سے سبق ملے گا واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں وقت گزار کر اللہ کے حکم سے فرعون کو پیغام ہدایت دینے کے لئے آئے اور اسے اللہ کے عطا کردہ معجزات جیسے عصا اور ید بیضا دکھا کر اسلام اور ایک خدا کی عبادت کی دعوت دی تو اس نے اپنی قوت وطاقت پر ناز کرتے ہوئے حضرت موسی علیہ السلام کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کر بیٹھا اور آپ علیہ السلام نے اسے جتنے معجزات دکھائے ان معجزات کو اس نے جادو کا نام دیدیا اور حضرت موسی علیہ السلام نے جو اللہ تعالی کا پیغام اس تک پہنچایا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو جس نے اس ساری کائنات کو پیدا فرمایا ہے، اسی کے ہاتھ میں ساری کائنات کا نظام ہے کہ وہ جو چاہے کرسکتا ہے جسے چاہے موت دے سکتا ہے اور جسے چاہے زندگی عطا کرسکتا ہے اور اسے ایسا کرنے سے کوئی روکنے والا نہیں تو فرعون نے آپ کی ان باتوں پر مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ لگتا ہے موسی کو جنون یعنی دیوانگی چڑھ گئی ہے اس لئے وہ ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں، حضرت موسی علیہ السلام کے مسلسل سمجھانے اور مختلف معجزات دکھانے کے باوجود بھی جب فرعون اپنی حرکتوں سے باز نہیں آیا اور اس نے بنی اسرائیل کو جو حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لائے تھے سزائیں دینے لگا تو اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے ساتھ ہجرت کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ جب وہ اللہ کے حکم سے ہجرت کے لئے نکلے تو فرعون اور اسکے لشکر نے آپکا پیچھا کیا اور جب موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ساتھ دریا پار کرلیا تو فرعون اور اسکی قوم بھی اس دریا کو پار کرنے کے لئے اس میں کود پڑے تو اللہ تعالی نے فرعون اور اسکی قوم کو اس دریا میں غرق کردیا

فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ اسے یہ سزا اس لئے ملی کہ اللہ کے حکم کو ٹھکرا کر اس سزا کا حقدار بنا اور اسی لائق تھا کہ اس پر ملامت کی جائے۔سورۃ قصص کی آیت نمبرا سے ۴۰ تک تفصیل سے حضرت موسی علیہ السلام اور فرعون کا قصہ مذکور ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۴۳﴾ ہر خیر سے بانجھ آندھی قومِ عاد پر بھیجی ﴿الذّٰرِيٰت ۴۱-۴۲﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ۝ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور فِيْ عَادٍ عاد میں اِذْ جب اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجی عَلَيْهِمُ ان پر الرِّيْحَ ہوا الْعَقِيْمَ بانجھ مَا تَذَرُ وہ نہیں چھوڑتی تھی مِنْ شَيْءٍ کسی چیز کو کہ اَتَتْ وہ آتی تھی عَلَيْهِ اس پر اِلَّا مگر جَعَلَتْهُ کر دیتی تھی اس کو كَالرَّمِيْمِ مانند بوسیدہ ہڈی کے

ترجمہ:۔ نیز قومِ عاد میں (بھی ہم نے ایسی ہی نشانی چھوڑی تھی) جب ہم نے اُن پر ایک ایسی آندھی بھیجی جو ہر بہتری سے بانجھ تھی وہ جس چیز پر بھی گزرتی، اُسے ایسا کر چھوڑتی جیسے وہ گل کر چورا چور ہو گئی ہو۔

تشریح:۔ان دو آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔قوم عاد میں بھی ہم نے ایسی ہی نشانیاں چھوڑی تھیں۔

۲۔ہم نے ان پر ایک ایسی آندھی بھیجی جو ہر خیر سے بانجھ تھی۔

۳۔وہ آندھی جس پر بھی گزرتی اسے ایسا کر چھوڑتی جیسے وہ گل کر چورا چورا ہو گئی ہو۔

حضرت موسی علیہ السلام اور فرعون کے قصہ کو مختصرا بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی یہاں قوم عاد اور اسکی تباہی کا حال بیان فرما رہے ہیں کہ حضرت موسی علیہ السلام اور فرعون اور اسکی قوم کی تباہی و ہلاکت میں جس طرح ایک عقلمند کے لئے نصیحت پوشیدہ ہے اسی طرح قوم عاد کی تباہی میں بھی اسکے لئے ایک سبق آموز واقعہ ہے کہ قوم عاد جس کی جانب حضرت ہود السلام کو بھیجا گیا تھا جو انہیں برائیوں سے روکتے اور بت پرستی کو چھوڑ کر ایک رب کی عبادت کرنے کی دعوت دیتے مگر اس قوم نے بھی حضرت ہود علیہ السلام کو جھٹلایا اور انکے لائے ہوئے دین کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اللہ تعالی نے بھی انکی اس نافرمانی کی انہیں سزا دی کہ ان پر ایک ایسی ہوا جو آندھی کی شکل میں تھی ان پر بھیجی اور وہ ہوا ایسی تھی کہ جہاں سے بھی ہو کر وہ گزرتی تھی اس جگہ کو پورا ویران کر چھوڑتی تھی، نہ کوئی انسان اس ہوا سے بچ سکا اور نہ ہی کوئی جانور حتی کہ اس ہوا نے کھیت کھلیان کو بھی تباہ کر دیا مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا

جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ اس ہوا کو اس آیت میں الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ یعنی جس ہوا میں سوائے نقصان کے اور کچھ نہ ہو کہا گیا اور حدیث مبارکہ میں اس ہوا کو ''دَبُوْرٌ'' کہا گیا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبا کے ذریعہ میری مدد کی گئی اور قوم عاد کو دبور کے ذریعہ ہلاک کیا گیا۔ (بخاری۔۱۰۳۵) صبا کہتے ہیں اس ہوا کو جو مشرق کی جانب سے آتی ہے اور یہ ہوا بالکل خوشگوار ہوتی ہے اور دبور کہتے ہیں اس ہوا کو جو مغرب کی جانب سے چلتی ہے جو مختلف وباؤں اور بیماریوں کی وجہ بنتی ہے، سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۶۵ سے لیکر ۷۲ تک اور سورۂ ہود کی آیت نمبر ۵۰ سے ۶۰ تک، سورۂ شعراء کی آیت نمبر ۱۲۳ سے ۱۳۹ تک، سورۂ قمر کی آیت نمبر ۱۹ سے ۲۱ تک بھی قوم عاد اور حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۴۴﴾ جب قومِ ثمود سے کہا گیا کہ تھوڑے وقت کیلئے مزے اڑالو ﴿الذّٰرِيٰت ۴۳-۴۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ○ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ○ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ○ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور فِيْ ثَمُوْدَ ثمود میں اِذْ جب قِيْلَ کہا گیا لَهُمْ ان سے تَمَتَّعُوْا تم فائدہ اٹھاؤ حَتّٰى حِيْنٍ ایک وقت تک فَعَتَوْا پھر انہوں نے سرکشی کی عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ اپنے رب کے حکم سے فَاَخَذَتْهُمُ تو پکڑ لیا ان کو الصّٰعِقَةُ کڑک نے وَ اس حال میں کہ هُمْ وہ يَنْظُرُوْنَ دیکھ رہے تھے فَمَا اسْتَطَاعُوْا پھر انہوں نے استطاعت نہ رکھی مِنْ قِيَامٍ کھڑے ہونے کی وَّمَا كَانُوْا اور وہ نہ تھے مُنْتَصِرِيْنَ بدلہ لینے والے ہی وَ اور قَوْمَ نُوْحٍ قوم نوح کو مِّنْ قَبْلُ اس سے پہلے اِنَّهُمْ بلاشبہ كَانُوْا وہ تھے قَوْمًا لوگ فٰسِقِيْنَ نافرمان.

ترجمہ:۔ اور ثمود میں بھی (ایسی ہی نشانی تھی)، جب اُن سے کہا گیا تھا کہ: ''تھوڑے وقت تک مزے اُڑالو۔'' (پھر سیدھے نہ ہوئے تو عذاب آئے گا) ○ اس پر بھی اُنہوں نے اپنے پروردگار کا حکم ماننے سے سرکشی اختیار کی تو اُنہیں کڑ کے نے آ پکڑا اور وہ دیکھتے رہ گئے ○ نتیجہ یہ کہ نہ تو اُن میں یہ سکت رہی کہ کھڑے ہوسکیں، اور نہ وہ اس قابل تھے کہ اپنا بچاؤ کرتے ○ اور اس سے پہلے نوح کی قوم کو بھی ہم نے پکڑ میں لیا تھا۔ یقین جانو وہ بڑے نافرمان لوگ تھے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قومِ ثمود میں بھی ایسی ہی نشانیاں تھیں۔ ۲۔ جب ان سے کہا گیا کہ تھوڑے وقت کے لئے مزے اڑالو۔

۳۔اس پر بھی انہوں نے اپنے پروردگار کا حکم ماننے سے سرکشی اختیار کی۔

۴۔لہٰذا انہیں کڑک نے آ پکڑا اور وہ دیکھتے رہ گئے۔

۵۔نتیجہ یہ ہوا نہ تو ان میں یہ سکت رہی کہ وہ کھڑے ہوسکیں اور نہ وہ اس قابل تھے کہ اپنا بچاؤ کرسکیں۔

۶۔اس سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم کو بھی اللہ تعالی نے پکڑا۔

۷۔یقین جانو وہ بڑے نافرمان لوگوں تھے۔

یہاں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم یعنی قوم ثمود کی ہلاکت کا تذکرہ بطور نصیحت مختصرا بیان کیا گیا کہ جس طرح دیگر انبیاء کی قوموں میں اللہ تعالی نے عقلمندوں کے لئے عبرت کا درس چھوڑا اسی طرح اللہ تعالی نے حضرت صالح علیہ السلام کی قوم میں بھی درس و نصیحت چھوڑا ہے، واقعہ یہ ہے کہ قوم ثمود نے اپنے نبی حضرت صالح علیہ السلام سے جب کہ انہوں نے اس قوم کو ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی اور انہیں حق بات قبول کرنے کی تلقین کی تو ان لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام سے اپنے پسندیدہ معجزہ کا مطالبہ کیا اور کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو اس پہاڑ سے ایک زندہ اور حاملہ اونٹنی کو نکالئے ہم آپ کو اس وقت نبی تسلیم کریں گے چنانچہ انکی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے لئے بطور معجزہ زندہ گابھن اونٹنی نکالی لیکن اس کے ساتھ چند ہدایات اس قوم کو دی گئیں کہ دیکھو! یہ اونٹنی اللہ کی اونٹنی ہے اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف یا ایذا نہ پہنچانا اور جس تالاب کا پانی تم استعمال کرتے ہو وہ تالاب کا پانی تمہارے اور اس اونٹنی کے درمیان تقسیم ہوگا کہ ایک دن تم اسے استعمال کروگے اور ایک دن یہ اونٹنی اور اگر تم نے اس اونٹنی کو کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچائی تو سمجھ لو کہ تمہارے عذاب کا وقت آ گیا ہے الغرض ہوا یہ کہ اس قوم کے چند لوگوں نے اس اونٹنی کو قتل کردیا اور اللہ تعالی کی دھمکی کی کوئی پرواہ نہیں کی چنانچہ جس عذاب سے اللہ تعالی نے انہیں ڈرایا تھا وہ عذاب ان پر آ گیا اور ان سے کہا گیا کہ تین دن کے اندر تم پر اللہ کا عذاب آجائے گا **إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتّٰى حِينٍ** اور اس عذاب سے پہلے چند نشانیاں عذاب کے نازل ہونے کی ظاہر ہوں گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور پھر تین دن کے بعد چوتھے دن صبح سویرے اللہ تعالی نے ایک زوردار کڑک کی شکل میں بجلی گرائی اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے اپنی اپنی جگہ مردہ پڑے رہ گئے کہ نہ تو اس عذاب سے وہ کہیں بچ کر بھاگ سکے اور نہ ہی کسی جگہ چھپ کر اس عذاب سے اپنے آپ کو محفوظ کرسکے بالآخر اللہ کا وہ وعدہ سچا ہوا جو اُن سے کیا گیا تھا، سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۷۳ سے ۷۹ تک، سورۂ ہود کی آیت نمبر ۶۱ سے ۶۸ تک، سورۂ شعراء کی آیت نمبر ۱۴۱ سے ۱۵۸ تک یہ واقعہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، پھر اسکے بعد اللہ تعالی حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اسی طرح اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں بھی نشانیاں اور عبرت رکھی ہیں جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کا نافرمان ہوتا ہے اسے ایسی ہی سزا دیجاتی ہے اور اسکا انجام ایسا ہی برا ہوا کرتا ہے، الغرض یہ نوح

علیہ السلام کی قوم بھی بڑی سرکش اور نافرمان تھی جسکی وجہ سے اللہ تعالی نے انہیں بھی غرق کر کے ہلاک کرڈالا جسکا تفصیلی واقعہ سورۂ ھود کی آیت نمبر ۲۵ سے ۴۸ تک گزر چکا۔ اللہ ہم تمام کو اسکی نافرمانی سے بچائے اور اسکے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۴۵﴾ ہر چیز کے اللہ نے جوڑے بنائے ﴿الذّٰرِیٰت ۴۷-تا-۵۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَالسَّمَآءَ اور آسمان بَنَيْنٰهَا ہم نے بنایا اس کو بِاَيْىدٍ قوت کے ساتھ وَّ اور اِنَّا بلاشبہ ہم لَمُوْسِعُوْنَ البتہ وسعت والے ہیں وَ اور الْاَرْضَ زمین فَرَشْنٰهَا ہم نے بچھایا اس کو فَنِعْمَ پس کیا ہی اچھا الْمٰهِدُوْنَ بچھانے والے ہیں وَ اور مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کو خَلَقْنَا ہم نے پیدا کیا زَوْجَيْنِ جوڑ الَعَلَّكُمْ شاید کہ تم تَذَكَّرُوْنَ نصیحت پکڑو فَفِرُّوْٓا لہٰذا تم دوڑ و اِلَى اللّٰهِ اللہ کی طرف اِنِّيْ بلاشبہ میں لَكُمْ تمہیں مِّنْهُ اس سے نَذِيْرٌ ڈرانے والا ہوں مُّبِيْنٌ ظاہر وَ اور لَا تَجْعَلُوْا نہ بناؤ تم مَعَ اللّٰهِ اللہ کے ساتھ اِلٰهًا معبود اٰخَرَ دوسرا اِنِّيْ بلاشبہ میں لَكُمْ تمہیں مِّنْهُ اس سے نَذِيْرٌ ڈرانے والا ہوں مُّبِيْنٌ ظاہر

ترجمہ:۔ اور آسمان کو ہم نے قوت سے بنایا ہے اور ہم یقیناً وسعت پیدا کرنے والے ہیں ۝ اور زمین کو ہم نے فرش بنایا ہے، چنانچہ ہم کیا خوب بچھانے والے ہیں اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے پیدا کئے ہیں، تا کہ تم نصیحت حاصل کرو ۝ لہٰذا دوڑو اللہ کی طرف۔ یقین جانو! میں اُس کی طرف سے تمہارے لئے صاف صاف خبردار کرنے والا (بن کر آیا ہوں ۝ اور اللہ کے ساتھ کوئی معبود نہ بناؤ۔ یقیناً میں اُس کی طرف سے تمہارے لئے صاف صاف خبردار کرنے والا (بن کر آیا) ہوں۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ آسمان کو اللہ تعالی نے اپنی قوت سے بنایا ہے، یقیناً اللہ وسعت پیدا کرنے والے ہیں۔

۲۔ زمین کو اللہ تعالی نے فرش بنایا۔ ۳۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کیا ہی خوب بچھانے والے ہیں؟

۴۔ ہر چیز کے اللہ تعالی نے جوڑے بنائے تا کہ انسان نصیحت حاصل کرے۔

۵۔ لہٰذا اللہ تعالی ہی کی طرف دوڑو۔

۶۔ یقیناً نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم صاف صاف خبر دار کرنے والے بن کر آئے ہیں۔

۷۔ اللہ تعالی کے سوا کوئی اور معبود نہ بناؤ۔

۸۔ یقین جانو کہ نبی رحمت ﷺ ہم سب کے لئے صاف صاف خبر دار کرنے والے بن کر آئے ہیں

حشر ونشر اور قیامت کے دن ملنے والی جزاوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی اپنی قدرت کو واضح فرما رہے ہیں تا کہ انسان کو اسکی کہی ہوئی باتوں پر اور اسکی قدرت پر یقین آجائے کہ یقیناً ایسی قدرت وطاقت والے رب نے جو کچھ بھی کہا ہے وہ سچ ہے اور انسان ان چیزوں میں غور وفکر کرے اور سیدھے راستے پر آجائے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ہم نے اس آسمان کو جس کو تم اپنے سروں کے اوپر دیکھ رہے ہو اپنی قدرت وقوت سے پیدا کیا ہے، کائنات کے وجود کے وقت ہم نے اسے بنایا جبکہ اس سے پہلے اسکا وجود ہی نہیں تھا اور تم دیکھو کہ کس قدر وسیع آسمان ہے کہ تم ساری دنیا گھوم لو ہر جگہ تمہیں یہ آسمان ملے گا، ایسی کوئی جگہ دنیا میں نہیں ہے کہ جہاں پر آسمان نہ ہو تو اتنے وسیع آسمان کو ہم نے اپنی قدرت سے بنایا، ہمارے علاوہ کسی میں اتنی قدرت نہیں کہ وہ کچھ پیدا کر سکے اور پھر اس آسمان میں مختلف چیزیں ضرورت کی اور سجاوٹ کی ہم نے پیدا کی ہیں تا کہ اس سے انسان کو فائدہ ملے، کوئی چیز ہم نے بیکار پیدا نہیں کی بلکہ ہر ایک کے پیدا کرنے کا ایک مقصد ہے، اسی کے ساتھ ساتھ ہم نے تمہارے پیروں تلے جو زمین پیدا کی ہے تا کہ تم اس پر چل پھر سکو اور رہنے کے مکانات بنا سکو، کھانے کے لئے کھیتی کر سکو الغرض بہت سے فائدوں کو یہ مسطح زمین سمیٹی ہوئی ہے تو ہم کتنے ہی عمدہ بچھانے والے ہے کہ جسکی پیدائش میں کوئی کمی یا کجی نہیں ہے، اللہ تعالی نے پہلے آسمان کی پیدائش کا ذکر فرمایا اور اس کے بعد زمین کا ذکر کیا۔ اس سلسلہ میں علماء تفسیر نے کہا ہے کہ دنیا کا یہ معمول ہے کہ پہلے چھت ڈالی جاتی ہے اور پھر بعد میں فرش وغیرہ بچھایا جاتا ہے اسی لئے اللہ تعالی نے پہلے آسمان کو چھت بنا کر پیدا فرمایا اس کے بعد زمین بنائی، پھر فرمایا کہ ہم نے ہر چیز کے جوڑے پیدا فرمائے، مذکر ومؤنث، دھوپ اور چھاوں، دن ورات، زمین وآسمان، ایمان اور کفر، اچھائی اور برائی، جنت اور جہنم وغیرہ وغیرہ یہ اللہ تعالی کی قدرت کی نشانی ہے کہ اس نے ہر چیز کا مخالف بھی پیدا فرمایا جو اسکے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا، ان ساری چیزوں کا پیدا کرنا اور پھر اسے بیان کرنا اس مقصد کے لئے ہے کہ انسان اس سے نصیحت حاصل کرے اور اس خالق ومالک کی اطاعت وعبادت کرنے لگے اور حکم بھی یہاں کیا گیا کہ اللہ کی عبادت کی طرف دوڑ پڑو فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ پس اللہ کی طرف دوڑو کیونکہ جب ساری سچائی دلائل کے ساتھ ثابت ہوگئی تو اصول یہی ہے کہ اسے مان لیا جائے لہذا یہاں بھی اللہ کے خالق ہونے کو جو کہ دلائل کے ساتھ ثابت ہوگئی تسلیم کرلیں اور اسی کی عبادت کریں، اللہ تعالی کا یہ پیغام پہنچانے کے بعد نبی رحمت ﷺ فرما رہے ہیں کہ میرا کام تو بس تمہیں کھلے انداز میں آگاہ اور خبر دار کرنا ہے میں نے وہ کام کر دیا اب یہ تمہارے ذمہ ہے کہ تم اسے قبول کرتے ہو یا نہیں؟ اگر قبول کرو گے تو تمہیں جنت اور اسکی نعمتیں

ملیں گی ورنہ دوزخ میں جلنا پڑے گا، تمہارے نہ ماننے سے مجھے کچھ ہونے والا نہیں ہے اور اگر تم مان لو تب بھی میرا اس میں کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی اللہ تعالی مجھ سے پوچھیں گے کہ تمہارا فلاں امتی ایمان کیوں نہیں لایا؟ تم لوگ ہی اپنے اپنے اعمال کے ذمہ دار ہو تو اب تم ہی اپنے اعمال کو سدھار لو اور اللہ کے ساتھ کسی کو اسکی عبادت وصفات میں شریک مت کرو، میرا کام ہے تمہیں سمجھانا اور آخرت کے عذاب سے ڈرانا اور میں نے اپنا وہ کام پورا کرلیا۔

﴿درس نمبر ۲۰۴۶﴾ پیغمبر! آپ ان سے بے رخی اختیار کیجئے ﴿الذّٰریٰت ۵۲۔تا۔۵۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ O اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ O فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَذٰلِكَ اسی طرح مَآ نہیں اَتَى آیا تھا الَّذِيْنَ ان لوگوں کے پاس جو مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے تھے مِّنْ رَّسُوْلٍ کوئی رسول اِلَّا مگر قَالُوْا انہوں نے کہا سَاحِرٌ ساحر ہے اَوْ یا مَجْنُوْنٌ مجنون اَتَوَاصَوْا کیا وہ ایک دوسرے کو وصیت کرتے آئے ہیں بِهٖ اس کی بَلْ بلکہ هُمْ قَوْمٌ وہ لوگ ہیں ہی طَاغُوْنَ سرکش فَتَوَلَّ لہٰذا آپ منہ پھیرلیں عَنْهُمْ ان سے فَمَآ پس نہیں ہیں اَنْتَ آپ بِمَلُوْمٍ قابل ملامت۔

ترجمہ:۔ اسی طرح ان سے پہلے جو لوگ تھے، اُن کے پاس بھی کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس کے بارے میں اُنہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ : "جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔" کیا یہ ایک دوسرے کو اس بات کی وصیت کرتے چلے آئے ہیں؟ نہیں، بلکہ یہ سرکش لوگ ہیں لہٰذا (اے پیغمبر!) تم ان سے بے رُخی اختیار کرو، کیونکہ تم قابلِ ملامت نہیں ہو۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اسی طرح ان سے پہلے جو لوگ تھے انکے پاس کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا کہ جس کے بارے میں انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ وہ جادوگر ہے یا مجنون ہے۔

۲۔ کیا یہ لوگ ایک دوسرے کو اس بات کی وصیت کرتے چلے آئے ہیں؟

۳۔ نہیں! ایسا نہیں ہے بلکہ یہ سارے کے سارے سرکش لوگ ہیں۔

۴۔ لہٰذا اے پیغمبر! آپ ان سے بے رخی اختیار کیجئے۔ ۵۔ اس لئے کہ آپ قابل ملامت نہیں ہو۔

ان آیتوں میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے جبکہ ان کفار ومشرکین کو سیدھے راستے پر لانے کی آپ نے ہر ممکن کوشش کی اور انہیں گمراہی سے نکال کر ہدایت کے راستے پر لا کھڑا کرنے کے لئے

آپ نے انکے سامنے اللہ تعالی کے قادر اور اسکے معبود ہونے کو مختلف دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے، انکے سامنے معجزات پیش کئے ہیں اور ہر طرح سے انہیں سمجھانے کی کوشش کی ہے مگر ان سب کے باوجود وہ کفار ومشرکین آپ کی بات کو قبول کرنے تیار نہیں تھے اور بلکہ آپ کو مجنون اور جادوگر وغیرہ کہنے لگے اور اس قرآن کو جو آپ نے ان کے سامنے بیان کیا جادو اور من گھڑت باتیں وغیرہ کہنے لگے، انکی اس حرکت سے آپ علیہ السلام کو دلی تکلیف پہنچتی تھی اسی تکلیف کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالی آپ علیہ السلام سے فرمارہے ہیں کہ اے نبی! انکی یہ حرکت آپ کے ساتھ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ اس قوم سے پہلے جتنی بھی قومیں گزری ہیں جیسے کہ قوم عاد ہو یا قوم ثمود ہو وغیرہ ان سب کا بھی یہی حال تھا کہ وہ اپنے اپنے نبی کو جو انکی ہدایت کے لئے بھیجے گئے انہوں نے بھی اسی طرح کی حرکت کی اور باتیں کیں جو انہوں نے آپ سے کہے ہیں یعنی ساحر، مجنون، شاعر وغیرہ، ایسا لگتا ہے کہ ان تمام قوموں نے ایک دوسرے کو اس بات کی وصیت کی ہو کہ جو بھی نبی تمہارے پاس آئے گا تم اس سے اسی طرح کہنا مگر ایسا نہیں ہے اس لئے کہ وصیت کرنے کے لئے انکا ایک دوسرے کے سامنے موجود ہونا ضروری ہے اور یہ قوم نہ اس قوم کے وقت موجود تھی اور نہ وہ ان سے پہلی والی قوم کے وقت تھے لہذا یہ وصیت کرنا ممکن نہیں ہے ہاں! البتہ ایک بات ان سب لوگوں میں متفق ہے وہ یہ کہ یہ سارے کہ سارے لوگ سرکش اور نافرمان تھے تو جو کوئی سرکش اور نافرمان ہوتا ہے وہ ایسی ہی باتیں کیا کرتا ہے لہذا آپ ان سے اور یہ جو باتیں کہتے ہیں ان سب سے اعراض کیجئے اور اس جانب کسی قسم کی کوئی توجہ مت دیجئے کیونکہ یہ بے مطلب اور جھوٹی باتیں ہیں اور ایسی باتوں پر دھیان نہیں دینا چاہئے، آپ کا تو کام تھا کہ انہیں ہمارا پیغام پہنچائیں اور ہدایت اور گمراہی دونوں انکے سامنے واضح کردیں اور آپ نے اپنی ذمہ داری پوری کرلی ہے، آپ نے انہیں اس سے زیادہ سمجھایا جتنا سمجھانا چاہئے تھا تو اگر پھر بھی وہ لوگ آپکی بات نہ مانیں اور ہدایت کو نہ اپنائیں تو آپ کی انکے اعمال کی وجہ سے کوئی سرزنش نہیں کی جائے گی بلکہ انہیں انکے اعمال کا صلہ اور بدلہ قیامت کے دن دیا جائے گا لہذا اب آپ ان سے بےفکر ہوجائیے اور آپ کا جو کام ہے وہ کرتے رہا کیجئے، اس آیت کے شان نزول سے متعلق حضرت مجاہد اور حضرت علی رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ أَنتَ بِمَلُومٍ نازل ہوئی تو ہم میں سے ہر ایک کو یہ یقین ہوگیا کہ اب اس قوم کی ہلاکت ہونے والی ہے اس لئے کہ نبی رحمت ﷺ کو اعراض کرنے کا حکم دیا گیا، لیکن جب وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ نازل ہوئی تو ہم سب خوش ہوگئے۔ (السنن الکبری للبیہقی۔ج،٦۔ص،١٩٨)

﴿درس نمبر ۲۰۴﴾ نصیحت ایمان والوں کو فائدہ دیتی ہے ﴿الذّٰرِيٰت ۵۵۔تا۔۵۸﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ مَآ

اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَّ اور ذَكِّرْ آپ نصیحت کرتے رہیں فَاِنَّ پس بلاشبہ الذِّكْرٰى نصیحت تَنْفَعُ نفع دیتی ہے الْمُؤْمِنِیْنَ مومنوں کو وَ اور مَا خَلَقْتُ میں نے پیدا نہیں کیے الْجِنَّ جن وَ اور الْاِنْسَ انسان اِلَّا مگر لِیَعْبُدُوْنِ اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں مَآ اُرِیْدُ میں نہیں چاہتا مِنْهُمْ ان سے مِّنْ رِّزْقٍ کوئی رزق وَّ اور مَآ اُرِیْدُ میں نہیں چاہتا اَنْ یہ کہ یُّطْعِمُوْنِ کہ وہ مجھے کھلائیں اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ هُوَ اللہ ہی ہے الرَّزَّاقُ رازق ذُو الْقُوَّةِ قوت والا الْمَتِیْنُ نہایت طاقتور

ترجمہ:۔ اور نصیحت کرتے رہو، کیونکہ نصیحت ایمان لانے والوں کو فائدہ دیتی ہے ۝ اور میں نے جنات اور انسانوں کو اس کے سوا کسی اور کام کے لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں ۝ میں ان سے کسی قسم کا رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں ۝ اللہ تو خود ہی رزاق ہے، مستحکم قوت والا۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے نبی! آپ نصیحت کرتے رہیئے اس لئے کہ نصیحت ایمان والوں کو فائدہ دیتی ہے۔

۲۔ اللہ تعالی نے جنات اور انسان کو اپنی عبادت کے علاوہ کسی اور کام کے لئے پیدا نہیں کیا۔

۳۔ اللہ تعالی انسانوں سے کسی قسم کا رزق نہیں چاہیئے۔

۴۔ نہ اللہ تعالی یہ چاہتے ہیں کہ انسان اسے کھلائے۔ ۵۔ اللہ تو خود ہی رزاق ہے، مستحکم قوت والا ہے۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ ان کفار و مشرکین سے اعراض کیجئے اور انکی کہی ہوئی باتوں سے منہ موڑ لیجیئے انکے کئے کی سزا تو ہم انہیں قیامت کے دن دیں گے بس آپ اپنا کام کیجئے اور ساری انسانیت کو نصیحت کرتے رہا کیجئے تو جوان میں سے ایمان والا ہوگا اور اللہ تعالی نے جسکے مقدر میں ایمان کی دولت لکھی ہوگی وہ آپ کی نصیحت سے فائدہ اٹھائے گا اور ایمان لے آئے گا اور جو فاسق و فاجر ہوگا اور جس کے مقدر میں ایمان نہیں ہوگا وہ آپکی باتوں سے منہ موڑے گا اور جو آپکی بات مانے گا وہ تو دنیا و آخرت میں کامیاب ہوگا اور ہم انہیں اسکا قیامت کے دن بہترین بدلہ عطا کریں گے اور جو نہیں مانے گا وہ ناکام ہوگا اور ہم اسے جہنم کی آگ میں داخل کرینگے، آگے اللہ تعالی انسان و جنات کی پیدائش کی حقیقت اور اس کا مقصد بیان کر رہے ہیں کہ ہم نے جنات اور انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری ہی عبادت کریں اور ہمارے احکامات کی پیروی کریں چاہے خوشی سے یا پھر مجبورا، سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۳۱ میں بھی فرمایا گیا وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ تو اب اللہ تعالی نے جسکے مقدر میں ایمان لکھا ہوگا وہ اللہ تعالی کے اس مقصد پر پورا اترے گا اور اسی کی عبادت میں لگا رہے گا اور جس کے مقدر میں اللہ تعالی نے ضلالت لکھی ہوگی وہ اللہ تعالی کے اس پیدائش کے مقصد کی مخالفت کرے گا اور غیروں کی عبادت میں لگ کر اللہ تعالی کی ناراضگی اور عذاب کا مستحق بنے گا۔

یہاں اللہ تعالی نے تمام مخلوقات کو چھوڑ کر صرف انسان وجنات کا تذکرہ فرمایا وہ اس لئے کہ اللہ تعالی نے ان دو ہی مخلوقات کو سمجھ اور فہم کی دولت عطا فرمائی اسکے علاوہ جتنی مخلوقات ہیں وہ ان دو چیزوں سے عاری ہیں اور جن میں یہ دو چیزیں نہ ہوں وہ رب کے احکامات کو سمجھ نہیں پائیں گے اور اسکی حقیقت کو جان نہیں پائے گا اسی لئے اللہ تعالی نے ان دو مخلوقات کا تذکرہ فرمایا اور ان میں بھی جنات کے ذکر کو مقدم فرمایا اسکی وجہ علماء نے یہ بیان کیا کہ جنات میں ریاکاری نہیں ہوتی جیسے کہ انسانوں میں ہوتی ہے اسی لئے اللہ تعالی نے انکا ذکر مقدم فرمایا، آگے فرمایا گیا کہ اللہ تعالی تو بس ان سے یہی چاہتے ہیں کہ وہ اسکی عبادت کریں، اللہ ان سے یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ تم دنیا میں جا کر ہمارے لئے کمائی کرو اور پھر ہمیں وہ کمائی لاکر دو یا پھر اس کمائی سے ہمیں کھلاؤ پلاو اور ہم پر آنے والے مصائب وضرر کو دور کرو جیسا کہ ایک بادشاہ اور آقا اپنی رعایا سے چاہتا ہے بلکہ کھلاتے اور پلاتے تو ہم ہیں، ہم ہی تمہیں رزق اور روزی دیتے ہیں، حضرت عمرو بن مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوجوزاء رحمہ اللہ کو اس آیت کے متعلق کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالی یہاں فرماتا ہے کہ میں ان انسانوں کو رزق دیتا ہوں اور انہیں کھلاتا ہوں بس ان کا کام یہ ہے کہ وہ میری عبادت کریں جس کیلئے میں نے انہیں پیدا کیا۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۵۶۵۶) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے ابن آدم! تو میری عبادت کیلئے فارغ ہوجا میں تیرے سینہ کو مالداری و بے نیازی سے بھر دونگا اور تیرے فقر کو دور کرونگا اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو میں تیرے سینہ کو مشغولیت سے بھر دونگا اور تیری محتاجی کو بھی دور نہیں کرونگا۔ (ترمذی ۲۴۶۶) اس کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ انسان کمانا چھوڑ کر صرف اللہ کی عبادت میں لگا رہے بلکہ مطلوب یہ ہے کہ جن فرائض کو اللہ تعالی نے اسکے ذمہ لگایا ہے وہ ان کو وقت پر ادا کرے اور جب وہ ان فرائض سے فارغ ہوجائے تو پھر اپنی روزی روٹی تلاش کرے اس لئے کہ حلال کمانا بھی فرائض میں سے ایک فرض ہے، جیسا کہ سورۃ جمعہ کی آیت نمبر ۱۰ میں فرمایا گیا فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللهِ کہ جب نماز ختم ہوجائے تو پھر زمین میں پھیل جاو اور اللہ کے فضل (روزی) کو تلاش کرو، لہذا انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی عبادت انجام دیتے ہوئے رزق بھی تلاش کرے، محنت کرنا انسان کے ذمہ ہے اور رزق دینا اللہ تعالی کے ذمہ ہے إِنَّ اللهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ کہ اللہ ہی ساری مخلوق کو روزی دینے والا ہے اور اسے اپنی حفاظت کے لئے کسی کی ضرورت نہیں وہی بڑی مضبوط قوت و بڑی طاقت والا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۴۸﴾ اللہ سے جلدی عذاب لانے کا مطالبہ نہ کریں ﴿الذّٰرِیٰت ۵۹۔۶۰﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ

كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاِنَّ پس بے شک لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ظَلَمُوْا ظلم کیا ذَنُوْبًا ایک ڈول ہے مِّثْلَ مثل ذَنُوْبِ ڈول اَصْحٰبِهِمْ ان کے ساتھیوں کے فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ پس وہ جلدی طلب نہ کریں مجھ سے فَوَيْلٌ پس ہلاکت ہے لِّلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا مِنْ يَّوْمِهِمُ ان کے اس دن سے الَّذِيْ جس کا يُوْعَدُوْنَ وہ وعدہ دیئے جاتے ہیں۔

ترجمہ:۔ اب تو جن لوگوں نے ظلم کیا ہے، اُن کی بھی ایسی ہی باری آئے گی جیسے ان کے (پچھلے) ساتھیوں کی باری آئی تھی، اس لئے وہ مجھ سے جلدی (عذاب لانے) کا مطالبہ نہ کریں ۝ غرض جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے، کہ اُن کی اُس دن کی وجہ سے بڑی خرابی ہوگی جس کا ان سے وعدہ کیا جارہا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے ظلم کیا ہے انکی بھی ایسی ہی باری آئے گی جیسے انکے پچھلے ساتھیوں کی آئی تھی۔

۲۔ اس لئے وہ اللہ سے جلدی عذاب لانے کا مطالبہ نہ کریں۔

۳۔ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے، انکی اس دن کی وجہ سے بڑی خرابی ہوگی جسکا ان سے وعدہ کیا جارہا ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ ان مشرکین کو جنہوں نے اسلام نہ لا کر کفر اپنایا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی کی اور ہلاکت مول لی، انہیں ڈرایا اور دھمکایا جارہا ہے چنانچہ فرمایا کہ جن لوگوں نے بھی ظلم کیا یعنی اسلام کو قبول نہ کیا، کفر و شرک کو اپنایا اور اپنی جانوں پر ظلم کیا اور انبیاء کو تکلیف وایذا پہنچا کر ظلم کیا تو انکے پکڑ کی بھی ایسی ہی باری آئے گی جیسے کہ ان سے پہلے جتنی قوموں نے اس طرح کا ظلم کیا تھا ان پر آئی تھی، جس طرح ان قوموں کو تباہ و ہلاک کیا گیا اور جیسے ان پر اللہ کا عذاب آیا ایسے ہی ان پر بھی عذاب آئے گا اور یہ بھی ہلاک کئے جائیں گے، تو جب تمہارا انجام ہلاک ہونا ہی طے ہے تو پھر تمہیں عذاب دیکھنے کی اتنی جلدی کیوں ہے؟ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یہ اللہ کا کیا ہوا وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو تو بتلاؤ (الملک ۲۵) فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ وہ عذاب ہم پر لے آؤ جسکا تم نے ہم سے وعدہ کیا اگر تم اپنی بات میں سچے ہو۔ (ہود ۳۲) سنو! جب یہ عذاب آئے گا تو کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑے گا اس لئے تم اس عذاب کی جلدی مت مچایا کرو، شاید تمہیں اسکے آنے میں شک ہے اسی وجہ سے مذاقاً ایسی باتیں کررہے ہو مگر تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اب تک جتنے بھی لوگ اس قسم کے جرم میں مبتلا تھے ان پر ہمارا عذاب آچکا لہٰذا تم پر بھی آئے گا اس میں تمہیں شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے، سورۂ نحل کی پہلی آیت میں کہا گیا أَتٰى أَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ اللہ کا فیصلہ ہو چکا اب تم جلدی مت مچاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ جب وہ دن جسکا ان ظالموں سے وعدہ کیا گیا ہے آئے گا تو اس دن ان ظالم،

کافروں کی بڑی خرابی ہوگی کہ انہوں نے اللہ کی نافرمانی کی، کفر وشرک کیا، اسکی وحدانیت اور عبادت کو جھٹلایا، غیروں کو اسکی عبادت میں شریک ٹھہرایا ان سب کا انجام بد سے بدتر ہونے والا ہے اس لئے کہ انہیں ایک ایسی جگہ ڈالا جائے گا جسے جہنم کہا جاتا ہے جہاں کا منظر اتنا خوفناک ہوگا کہ انکے اوپر سے بھی آگ برسے گی تو ان کے نیچے سے بھی، دائیں بھی آگ ہوگی اور بائیں بھی، انکا اوڑھنا بھی آگ کا ہوگا اور بچھونا بھی، کھانے کے لئے بھی آگ کے انگارے دیئے جائیں گے اور پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی، یہ انکی دنیا میں کئے ہوئے اعمال کی سزا ہوگی جو انہیں وہاں دی جائے گی اور بعض مفسرین نے کہا کہ یہاں پر اس دن سے مراد بدر کا دن ہے کہ جس دن ان کفار ومشرکین کو قتل کیا گیا اور جہنم رسید کیا گیا جہاں عالم برزخ میں وہ اپنے کئے کی سزائیں پارہے ہیں، اللہ تعالی ہم تمام کو اپنے عذاب سے بچائے اور ہمیں جنت والے اعمال کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَۃُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۴۹ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۴۹﴾ کسی میں اللہ کے عذاب کو روکنے کی طاقت نہیں ہے ﴿الطور ۱۔تا۔۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالطُّوْرِ O وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ O فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ O وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ O وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ O وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ O اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ O مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ O يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَالطُّوْرِ قسم ہے طور کی وَ اور كِتٰبٍ ایک کتاب کی مَّسْطُوْرٍ جو لکھی ہوئی ہے فِيْ رَقٍّ کاغذ میں مَّنْشُوْرٍ جو کھلا ہوا ہے وَّ اور الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ بیت المعمور کی اور السَّقْفِ چھت الْمَرْفُوْعِ بلند کی ہوئی کی وَ اور الْبَحْرِ سمندر الْمَسْجُوْرِ بھڑکائے ہوئے کی اِنَّ بلاشبہ عَذَابَ رَبِّكَ آپ کے رب کا عذاب لَوَاقِعٌ ضرور واقع ہونے والا ہے مَّا نہیں ہے لَهٗ اسے مِنْ کوئی دَافِعٍ دفع کرنے والا يَّوْمَ جس دن تَمُوْرُ تیزی سے حرکت کرے گا السَّمَآءُ آسمان مَوْرًا تیزی سے حرکت کرنا۔

ترجمہ:۔ قسم ہے کوہِ طور کی O اور اس کتاب کی جو لکھی ہوئی ہے O ایک کھلے ہوئے صحیفے میں O اور قسم ہے بیتِ معمور کی O اور بلند کی ہوئی چھت کی O اور بھرے ہوئے سمندر کی O کہ تمہارے پروردگار کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے O کوئی نہیں ہے جو اُسے روک سکے O جس دن آسمان تھرتھرا کر لرز اُٹھے گا۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا۔ (بخاری ۷۶۵)

تشریح:۔ ان نو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قسم ہے کوہِ طور کی اور اس کتاب کی جو ایک کھلے ہوئے صحیفے میں لکھی ہوئی ہے۔

۲۔ قسم ہے بیتِ معمور کی اور بلند کئے ہوئے چھت کی۔ ۳۔ قسم ہے بھرے ہوئے سمندر کی۔

۴۔ قسم اس بات پر کہ تمہارے پروردگار کا عذاب ضرور آنے والا ہے۔

۵۔ کسی میں اس عذاب کو روکنے کی طاقت نہیں ہے۔ ۶۔ جس دن آسمان تیزی سے حرکت کرے گا۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالیٰ نے توحید، ایمان، رسالت اور بعث بعد الموت سے متعلق بیان فرمایا اور متقی لوگوں

کی صفات اور انہیں ملنے والے انعامات کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ کفار ومشرکین کی صفات اور انہیں ملنے والی سزاوں کو بھی بیان کیا گیا، اس سورت میں بھی اللہ تعالی نے انہی باتوں کو بیان فرمایا ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالی مختلف چیزوں کی قسم کھاتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ وہ عظمت والا پہاڑ کہ جس پر اللہ تعالی حضرت موسی علیہ السلام سے ہم کلام ہوئے اور وہ پہاڑ کہ جس پر اللہ تعالی نے اپنی تجلی ظاہر فرمائی تھی، قسم ہے اس عظمت والے پہاڑ کی، اللہ تعالی نے اس پہاڑ کی جو قسم کھائی ہے وہ اس پہاڑ کی عظمت کو بیان کرنے کے لئے کافی ہے ورنہ اللہ تعالی کو اپنی بات ثابت کرنے کیلئے کسی کی قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے اس پہاڑ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے، جیسا کہ روایت میں آیا ہے جسے کثیر المزنی رحمہ اللہ اپنے والد اور دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے چار پہاڑ ہیں، پوچھا گیا یارسول اللہ! وہ کونسے پہاڑ ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ احد، نجبہ اور بعض روایات میں نحبہ ہے اور طور اور لبنان (تاریخ دمشق۔ابن عساکر۔ج،۲۔ص،۳۴۶) اسکے بعد اللہ تعالی نے اس کتاب کی قسم کھائی جو ایک کھلے ہوئے صحیفے میں لکھی ہوئی ہے، علماء تفسیر نے کہا کہ اس سے ہر وہ کتاب مراد ہے جو اللہ تعالی نے نازل فرمائی جیسے تورات، زبور، انجیل اور قرآن کریم وغیرہ اور بعض نے اس سے مراد نامۂ اعمال مراد لیا ہے، یعنی جس رب نے انسان کی ہدایت کے لئے آسمان سے کتابیں نازل فرمائی ہیں اب اگر وہ اس سے ہدایت حاصل نہ کرے تو اس کا انجام آخرت میں برا ہونے والا ہے چنانچہ ان کتابوں کی قسم بھی اللہ تعالی نے انکی تکریم کے طور پر کھائی ہے، اسکے بعد بیتِ معمور کی قسم کھائی، حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ گھر ہے جو آسمانوں میں خانۂ کعبہ کے بالکل اوپر بنا ہوا ہے کہ جہاں پر ہر روز ستر ہزار فرشتے عبادت وطواف کی نیت سے وہاں جاتے ہیں اور پھر وہاں وہ ایک دن گزار کر واپس آجاتے ہیں، پھر اسکے بعد ان فرشتوں کو قیامت تک کبھی وہاں جانا نصیب نہیں ہوتا۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۷۔ص،۵۹)، اسکے بعد اللہ تعالی نے آسمان کی قسم کھائی کہ اس میں اللہ تعالی نے انسان کے نفع کے لئے بہت سی چیزیں پیدا فرمائی ہیں جو کہ اسکی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی ہے اور اسے ایک چھت کی طرح بنایا، اسکے بعد پھر آخر میں سمندر کی قسم کھائی کہ اس میں بھی انسان کے لئے بیش بہا منفعت موجود ہے کہ انسان اس سے اپنی غذا بھی حاصل کرتا ہے اور دور دراز کا سفر بھی اس پر طے کرتا ہے اور ساتھ ہی ان سمندروں میں غوطہ زنی کر کے ہیرے موتیاں نکال لاتا ہے اور بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے قیامت کے دن آگ اگلنے والے سمندر مراد ہیں کہ دنیا میں موجود سارے سمندر آگ میں تبدیل ہوجائیں گے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی یہودی سے جہنم کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ تو اس نے کہا کہ وہ سمندر ہے اور بعض روایات میں ہے کہ اس نے کہا وہ سمندر کے نیچے ہے اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا۔(شعب الایمان للبیہقی،

ج ۱، ص ۵۶۶) اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کی قسم کھا کر فرمایا کہ جس رب نے اپنی قدرت سے ان سب چیزوں کو پیدا فرمایا وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور جو دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار کر رہے ہیں انہیں وہ رب ذوالجلال قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب دیگا اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ جو انکے رب نے کہا تھا اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ یقیناً تیرے رب کا عذاب ضرور واقع ہو کر رہے گا، بالکل سچ ہے لیکن اب یقین کرنے کا انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس لئے کہ جب اللہ کا عذاب آئے گا تو اس عذاب کو دور کرنے والا یا روکنے والا کوئی نہیں ہوگا، کسی میں اتنی قدرت و طاقت نہیں کہ اس عذاب کو دور کر سکے، اس لئے بہتر ہے کہ تم اسی کو رب مان کر زندگی گزارو ہو سکتا ہے کہ وہ تمہیں کل قیامت کے دن اس عذاب سے بچالے۔

جس دن آسمان تھر تھرا کر لرز اٹھے گا

﴿درس نمبر ۲۰۵۰﴾ ﴿الطور ۱۰ تا ۱۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ○ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ○ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ○ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ○ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَّ اور تَسِيْرُ چلیں گے الْجِبَالُ پہاڑ سَيْرًا چلنا فَوَيْلٌ پس ہلاکت ہے يَّوْمَئِذٍ اس دن لِّلْمُكَذِّبِيْنَ جھٹلانے والوں کے لیے الَّذِيْنَ وہ لوگ کہ هُمْ وہ فِيْ خَوْضٍ مشغلے میں يَّلْعَبُوْنَ کھیل رہے ہیں يَوْمَ جس دن يُدَعُّوْنَ سختی سے دھکیلے جائیں گے وہ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ آتش جہنم میں دَعًّا سختی سے دھکیلا جانا هٰذِهِ یہی ہے النَّارُ وہ آگ الَّتِيْ جو كُنْتُمْ تم تھے بِهَا اس کو تُكَذِّبُوْنَ جھٹلاتے اَفَسِحْرٌ کیا پھر جادو ہے هٰذَآ یہ اَمْ یا اَنْتُمْ تم لَا تُبْصِرُوْنَ دیکھتے نہیں اِصْلَوْهَا تم داخل ہو جاؤ اس میں فَاصْبِرُوْٓا اب تم صبر کرو اَوْ یا لَا تَصْبِرُوْا صبر نہ کرو سَوَآءٌ برابر ہے عَلَيْكُمْ تم پر اِنَّمَا بس تُجْزَوْنَ تم جزا دیئے جاؤ گے مَا اس کی جو كُنْتُمْ تم تھے تَعْمَلُوْنَ عمل کرتے

ترجمہ:۔ جس دن آسمان تھر تھرا کر لرز اُٹھے گا اور پہاڑ ہولناک طریقے سے چل پڑیں گے ○ تو اس دن بڑی خرابی ہوگی اُن کی جو حق کو جھٹلاتے ہیں جو بے ہودہ باتوں میں ڈوبے ہوئے کھیل رہے ہیں ○ اُس دن جب اُنہیں دھکے دے دے کر جہنم کی آگ کی طرف دھکیلا جائے گا ○ (کہ) "یہ ہے وہ آگ جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے ○ بھلا کیا یہ جادو ہے یا تمہیں (اب بھی) کچھ نظر نہیں آرہا ہے؟ ○ داخل ہو جاؤ اس میں! پھر تم صبر کرو، یا نہ کرو،

تمہارے لئے برابر ہے۔ تمہیں اُنہی کاموں کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔''

تشریح: ۔ان آٹھ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔جس دن آسمان تھرتھرا کر لرزا اٹھے گا۔ ۲۔پہاڑ ہولناک طریقہ سے چل پڑیں گے۔

۳۔اس دن حق کو جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی جو بے ہودہ باتوں میں ڈوبے کھیل رہے ہیں۔

۴۔اس دن جب انہیں دھکے دے دیکر جہنم کی آگ کی طرف ڈھکیلا جائے گا۔

۵۔اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

۶۔بھلا کیا یہ جادو ہے یا تمہیں اب بھی کچھ نظر نہیں آرہا ہے؟

۷۔ان سے کہا جائے گا کہ داخل ہو جاؤ اس آگ میں پھر تم اس میں صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لئے برابر ہے۔

۸۔تمہیں ان کاموں کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔

ان آیتوں میں عذاب کے واقع ہونے کی کیفیت اور جو لوگ عذاب کے مستحق ہیں ان کے بارے میں بیان کیا جارہا ہے کہ اللہ تعالی کا عذاب جس دن آئے گا تو اس دن تمام سمندر اللہ کے عذاب کی وجہ سے تھرتھرانے لگیں گے، اور ان سمندروں میں بڑی بڑی طوفانی موجیں پیدا ہوں گی اور پہاڑوں کی حالت ایسی ہو جائے گی جیسے کہ ایک کاغذ کا ٹکڑا کہ جسے ہوا جہاں چاہے اڑا کر لیجاتی ہے، اسی طرح یہ سخت پہاڑ بھی اس دن اڑتے نظر آئیں گے۔ سورۂ معارج کی آیت نمبر ۹ میں کہا گیا وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ کہ پہاڑ اس دن دھنکی ہوئی رنگین روئی کی طرح آسمان میں اڑتے نظر آئیں گے اور سورۃ القارعہ کی آیت نمبر ۵ میں کہا گیا وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ کہ اس دن پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح چیدہ چیدہ ہو جائیں گے، لہٰذا اس ہولناک دن میں ان لوگوں کی بڑی خرابی ہوگی جو اس دن کو جھٹلاتے تھے اور عذاب وسزا کے ملنے کا انکار کیا کرتے تھے، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کو نہیں مانتے تھے اور اللہ کے رب ہونے کا اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کا انکار کیا کرتے تھے، ان لوگوں کی حالت دنیا میں ایسی تھی کہ جب انہیں ہدایت کی طرف بلایا جاتا تو یہ لوگ بے ہودہ کاموں میں پڑے رہتے یعنی شرک اور بت پرستی میں ڈوبے رہتے اور لاکھ سمجھانے کے باوجود اسی پر مصر رہتے تو ایسے لوگوں کو اس دن دھکے مار مار کر جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا اس لئے کہ جب یہ لوگ اللہ تعالی کے اس تیار کردہ عذاب کو دیکھیں گے تو اس سے دور بھاگنے کی کوشش کریں گے لیکن جو فرشتے وہاں مقرر ہونگے وہ انہیں زبردستی ڈھکیلتے ہوئے اس جہنم میں پھینک آئیں گے اور جب نہ چاہتے ہوئے بھی انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا تو انہیں تکلیف دینے کے لئے ان سے کہا جائے گا ارے! یہ تو وہی عذاب ہے جسے دنیا میں تم جھٹلایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ قیامت کے دن کوئی عذاب ہوگا ہی نہیں اور وہاں نہ جنت ہوگی اور نہ ہی جہنم اور اس وہم میں مبتلا ہو کر تم بڑے بڑے

گناہ کیا کرتے تھے، لہذا اب تو تمہیں یقین آ گیا ہوگا کہ اللہ تعالی نے جس عذاب سے تمہیں ڈرایا تھا وہ سچا ہے اور تم اسے اپنی آنکھوں سے اب دیکھ بھی رہے ہو؟ تو ہمیشہ کے لئے اس ہولناک عذاب میں پڑے رہو، اس عذاب کو تم برداشت کرو یا نہ کرو اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں، ہم نے اس جہنم کو تم ہی لوگوں کے لئے تیار کیا ہے یہاں سے تمہیں کبھی نکالا نہیں جائے گا چاہے تم کتنی ہی آہ و بکا کرلو، یہ سزا تمہیں انہی کاموں کی دی جارہی ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ہم کسی قسم کی کوئی زیادتی تم پر نہیں کررہیں اور ہم نے اس عذاب کی تمہیں دنیا میں پہلے ہی اطلاع بھی دیدی تھی مگر تم مانا نہیں کرتے تھے لہذا یہاں اپنے اعمال کا مزہ چکھو۔

﴿درس نمبر ۲۰۵۱﴾ جنّتی اپنے رب کی عطا کردہ چیزوں کا لطف لے رہے ہوں گے ﴿الطور ۱۷۔تا۔۲۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۝ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔اِنَّ بلاشبہ الْمُتَّقِيْنَ متقی لوگ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ باغات اور نعمتوں میں فٰكِهِيْنَ لطف اندوز ہو رہے ہوں گے بِمَآ ان چیزوں سے جو اٰتٰهُمْ دے گا ان کو رَبُّهُمْ ان کا رب وَ اور وَقٰهُمْ انہیں بچالیا رَبُّهُمْ ان کے رب نے عَذَابَ الْجَحِيْمِ عذابِ جہنم سے كُلُوْا تم کھاؤ وَ اور اشْرَبُوْا پیو هَنِيْٓـًٔا خوب لذت سے بِمَا بدلے اس کے جو كُنْتُمْ تم تھے تَعْمَلُوْنَ عمل کرتے مُتَّكِـِٕيْنَ تکیہ لگائے ہوں گے عَلٰى سُرُرٍ ایسے تختوں پر مَّصْفُوْفَةٍ جو ایک دوسرے سے ملے ہوں گے وَ اور زَوَّجْنٰهُمْ ہم نکاح کردیں گے ان کا بِحُوْرٍ عِيْنٍ غزال چشم حوروں سے

ترجمہ: ۔متقی لوگ بیشک باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے ۝ اُن کے پروردگار نے اُنہیں جس طرح نوازا اور اُن کے پروردگار ہی نے اُنہیں دوزخ کے عذاب سے جس طرح بچایا، اُس کا لطف اُٹھا رہے ہوں ۝ (اُن سے کہا جائے گا کہ "خوب مزے سے کھاؤ پیو، اُن اعمال کے صلے میں جو تم کیا کرتے تھے۔" ۝ وہ ایک قطار میں لگی ہوئی اُونچی نشستوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے اُن کا بیاہ کردیں گے۔

تشریح: ۔ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔متقی لوگ بے شک باغات اور نعمتوں میں ہوں گے۔

۲۔انکے پروردگار نے انہیں جس طرح نوازا۔

۳۔جس طرح انہیں دوزخ کے عذاب سے بچایا اسکا لطف لے رہے ہوں گے۔

۴۔ان سے کہا جائے گا کہ خوب کھاؤ پیو تمہارے ان اعمال کے سبب جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔

۵۔وہ لوگ ایک سیدھ میں لگی ہوئی اونچی نشستوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔

٦۔اللہ تعالی ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کردیں گے۔

کافر، مشرک اور قیامت کے منکرین کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالی یہاں مومنوں، متقیوں اور بعث بعد الموت پر ایمان رکھنے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ جن لوگوں نے اپنے رب کے احکامات پر سچے دل سے عمل کیا اور اس پر کامل یقین وایمان رکھا اور اس رب کی کہی ساری باتوں کو دل سے سچا جانا اور پھر نیک اعمال کرتے رہے۔اپنے آپ کو گناہوں سے بچا کر نیکی کے راستے میں مشغول کرلیا تو جب قیامت کا دن ہوگا اور دوزخیوں کو جہنم کی سزا سنائی جارہی ہوگی تو اس وقت ان متقیوں اور پرہیزگاروں سے کہا جائے گا کہ جاؤ تم لوگ اس جنت میں داخل ہوجاؤ اور وہاں پر ہم نے جو نعمتیں اور راحتیں تمہارے لئے تیار کررکھی ہے ان سے مزے اٹھاؤ اور بالکل بےفکر ہوکر اس جنت میں مزے سے رہو، کھاو، پیو، عیش کرو، یہ سب کچھ تمہارے ان اعمال کے صلہ میں تمہیں دیا جارہا ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے، سورة الحاقہ کی آیت نمبر ۲۴ میں کہا گیا **كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيْئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ** کہ مزید لیتے ہوئے کھاؤ پیو ان اعمال کے سبب جو تم نے گزرے ایام میں کئے۔پھر اللہ تعالی ان متقیوں کو جنت میں مزید جو نعمتیں عطا کریگا اسکا تذکرہ فرمایا کہ یہ جنتی لوگ بازو لگے اونچے اونچے نشستوں پر ٹیک لگائے بڑے آرام سے بیٹھے ہوں گے جیسے کہ بادشاہوں کی نشستیں ہوا کرتی ہیں اس طرح وہاں جنت میں انکا اعزاز کیا جائے گا اور جنت میں انکا حوروں سے نکاح کیا جائے گا اور وہ حوریں بھی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہوں گی کہ آنکھیں بڑی بڑی جو انکی خوبصورتی میں چار چاند لگارہی ہوں گی، حضرت ھیثم طائی اور سلیم بن عامر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کی نعمتوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! یہ بڑی عمدہ بات پوچھی ہے اور یہ ذکر بھی ایسا ہے کہ اس سے کوئی اکتائے گا بھی نہیں، اسکے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت میں ایک آدمی چالیس سال تک ٹیک لگائے ایک ہی حالت پر ادھر ادھر ہلتے جھلتے بیٹھا رہے گا اور اسے اس میں کوئی اکتاہٹ بھی محسوس نہیں ہوگی جبکہ اس کے پاس وہ سب کچھ حاضر کیا جائے گا جو اسکا جی چاہے گا اور جس سے اسکی آنکھوں کو سکون ملتا ہو۔(المطالب العالیۃ۔ابن حجر عسقلانی ۴۶۴۰) الغرض اللہ تعالی متقیوں کو جنت میں وہ ساری چیزیں عطا کرے گا جو انکی مسرت اور سکون کا باعث ہوں گی اور وہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف کا سامنا کرنا نہیں پڑے گا۔اللہ تعالی ہمیں بھی جنت اور جنت کی آسائشیں نصیب فرمائے۔آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۵۲﴾ ان کے عمل میں سے کسی چیز کی کمی نہیں کریں گے ﴿الطور ۲۱۔ تا۔ ۲۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ○ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ○ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ○ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ الَّذِيْنَ اور وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَ اور اتَّبَعَتْهُمْ ان کی پیروی کی ذُرِّيَّتُهُمْ ان کی اولاد نے بِاِيْمَانٍ ایمان کے ساتھ اَلْحَقْنَا تو ہم ملا دیں گے بِهِمْ ان کے ساتھ ذُرِّيَّتَهُمْ ان کی اولاد کو وَ اور مَآ اَلَتْنٰهُمْ ہم کمی نہیں کریں گے ان کے لیے مِّنْ عَمَلِهِمْ ان کے عمل سے مِّنْ شَيْءٍ کچھ بھی كُلُّ ہر امْرِئٍ شخص بِمَا اس کے ساتھ جو كَسَبَ اس نے کمایا رَهِيْنٌ گروی ہے وَ اور اَمْدَدْنٰهُمْ ہم خوب دیں گے ان کو بِفَاكِهَةٍ لذیذ میوے وَّ اور لَحْمٍ گوشت مِّمَّا اس سے جو يَشْتَهُوْنَ وہ چاہیں گے يَتَنَازَعُوْنَ ایک دوسرے سے لیں گے فِيْهَا اس میں كَاْسًا ایسا جامِ شراب لَّا لَغْوٌ کہ نہ لغو ہوگی فِيْهَا اس میں وَ اور لَا تَاْثِيْمٌ نہ گناہ کا کام وَ اور يَطُوْفُ پھر رہے ہوں گے عَلَيْهِمْ ان پر غِلْمَانٌ نوعمر لڑکے لَّهُمْ ان کے لیے كَاَنَّهُمْ گویا کہ وہ لُؤْلُؤٌ موتی ہیں مَّكْنُوْنٌ پردے میں چھپائے ہوئے

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں، اور اُن کی اولاد نے بھی ایمان میں اُن کی پیروی کی ہے، تو اُن کی اولاد کو ہم اُنہی کے ساتھ شامل کردیں گے، اور اُن کے عمل میں سے کسی چیز کی کمی نہیں کریں گے۔ ہر انسان کی جان اپنی کمائی کے بدلے رہن رکھی ہوئی ہے ○ اور ہم اُنہیں ایک کے بعد ایک پھل اور گوشت، جو بھی اُن کا دل چاہے گا، دیئے چلے جائیں گے ○ وہاں وہ ایسے جامِ شراب پر (دوستانہ) چھینا جھپٹی کررہے ہوں گے جس میں نہ کوئی بے ہودگی ہوگی اور نہ کوئی گناہ ہوگا ○ اور ان کے اردگرد وہ نوجوان پھر رہے ہوں گے جو اُنہی (کی خدمت) کے لئے مخصوص ہوں گے، ایسے (خوبصورت) جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ ایمان لائے اور انکی اولاد نے بھی ایمان میں انکی پیروی کی۔

۲۔ تو ہم انکی اولاد کو انہیں میں شامل کردیں گے۔ ۳۔ انکے عمل میں سے کسی چیز کی کمی نہیں کریں گے۔

۴۔ ہر انسان کی جان اسکی کمائی کے بدلہ رہن رکھی ہوئی ہے۔

۵۔ہم انہیں ایک کے بعد ایک پھل، گوشت، جو بھی انکا دل چاہے گا دیتے چلے جائیں گے۔
۶۔وہاں وہ لوگ شراب کے جام پر چھینا جھپٹی کر رہے ہوں گے۔
۷۔اس میں نہ کوئی بیہودگی ہوگی اور نہ ہی کوئی گناہ۔
۸۔ان کے ارد گرد نوجوان پھر رہے ہوں گے جو انکی خدمت کے لئے مخصوص ہوں گے۔
۹۔وہ ایسے خوبصورت ہوں گے جیسے کہ چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور انکی اولاد بھی ایمان پر ہی رہی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو ان ایمان والے والدین کے ساتھ ایک جگہ جمع فرمادیں گے تاکہ انہیں اور زیادہ خوشی اور سکون نصیب ہو کہ وہ اپنی اولاد کو اپنے پاس پائیں گے، مفسرین نے کہا ہے کہ اگر والدین بہت زیادہ نیک ہوں اور اولاد ایمان والے تو ہیں مگر انکی طرح ایمان میں اس درجہ کو نہیں پہنچے جس درجہ کو یہ والدین پہنچے ہیں تب بھی اللہ تعالیٰ ان ایمان والے نیک والدین کی خوشی کی خاطر ان کم درجہ والی اولاد کو بھی ان والدین کے ساتھ ایک جگہ جمع فرمادیں گے۔(تفسیر طبری۔ج، ۲۲۔ص، ۴۶۷، ۴۶۸) نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مومن کی اولاد کو اونچا مقام عطا فرمائے گا اگرچہ کہ وہ اس اونچے درجے کے مستحق نہیں تھے لیکن پھر بھی اس مومن بندے کی آنکھوں کی ٹھنڈک کی خاطر اللہ تعالیٰ ایسا معاملہ فرمائیں گے۔(تفسیر زمخشری۔ج، ۴۔ص، ۴۱۱) اور بعض مفسرین نے کہا کہ یہاں پر وہ اولاد مراد ہیں جو والدین کی وجہ سے ایمان والے تو تھے مگر بلوغت سے قبل انکا انتقال ہو چکا تھا تو اب اللہ تعالیٰ جنت میں ان نابالغ بچوں کو اپنے والدین کے ساتھ جمع فرمائیں گے،(تفسیر طبری۔ج، ۲۲۔ص، ۴۶۹) اس طرح کرنے پر اللہ تعالیٰ ان ایمان والوں کے اجر میں سے کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کرینگے، بلکہ جو انکا اجر ہے وہ تو انہیں ملے گا اور مزید اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انعام کے طور پر انکی اولاد کو بھی انکی آنکھوں کے سامنے حاضر فرمادینگے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہر بندہ اپنے اعمال کے سبب رہن رکھا ہوا ہے یعنی جو جیسے اعمال کریگا اسے اسکا ویسا بدلہ ملے گا، نیک اور صاحب ایمان ہوگا تو اسے جنت ملے گی اور اگر کافر، فاسق وفاجر ہوگا تو اسے جہنم میں ڈالا جائیگا، ایسا نہیں ہوگا کہ گناہ کسی اور نے کیا ہو اور سزا کسی اور کو دیجائے، ایسا کبھی نہیں ہوگا اس دن تو انصاف کیا جائے گا اور جس نے جو کیا ہے اسے اسکا ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا، سورۂ مدثر کی آیت نمبر ۳۸ میں بھی کہا گیا کل كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ کہ ہر جان اپنے کئے کی وجہ سے گروی رکھی ہوی ہے۔اللہ تعالیٰ متقیوں پر کئے جانے والے انعامات کو بیان کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ ان متقیوں کو جنت میں یکے بعد دیگرے کھانے کے لئے کچھ نہ کچھ پیش کیا جاتا رہیگا، کبھی تو قسم قسم کے گوشت پیش کئے جائیں گے تو کبھی مختلف میوے اسکے علاوہ ہر وہ چیز انہیں وہاں جنت میں دی جائیگی جو ان کا دل چاہے گا کہ جنت میں انکی کوئی خواہش باقی نہ رہے اور جب جنت میں تمام دوست تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھے رہیں گے تو یہ آپس میں دل لگی کرتے ہوئے ایک دوسرے سے جنت کی شراب کی

گلاس چھینا جھپٹی کر رہے ہونگے اور مزے لے رہے ہونگے کیونکہ انسان جتنا اپنے دوستوں سے دل لگی کرتا ہے کسی اور سے نہیں کرتا لہذا جنت میں بھی انہیں یہ موقع اللہ تعالی عنایت فرمائیں گے اور خوب دوستوں کے ساتھ ان لمحوں کا مزہ لے رہے ہونگے اور اس شراب کے بارے میں اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ اس شراب میں نہ کوئی بے ہودگی کی بات ہوگی اور نہ ہی کوئی گناہ کی یعنی دنیا کی شراب پی کر انسان بہک جاتا ہے اور اس بہکی ہوئی حالت میں وہ بے ہودہ پن کی انتہاء کر ڈالتا ہے لیکن جنت کی شراب ایسی نہیں ہوگی نہ تو اسے پی کر انسان بہکے گا اور نہ کوئی بے ہودہ حرکت انجام دیگا اور ایسے ہی اس شراب کو پینے میں وہاں کوئی گناہ بھی نہیں ہوگا اور نہ ہی اسے پی کر انسان کوئی گناہ کی بات کریگا اور انکے ارد گرد بے حد خوبصورت لڑکے جیسے کہ چھپے ہوئے قیمتی موتی ہوں انکی خدمت کے لئے کھڑے ہونگے اور انکے حکم کی تابعداری میں مشغول ہوں گے۔ سورۂ واقعہ کی آیت نمبر ۱۷ اور ۱۸ میں کہا گیا یَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ، وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ کہ ہمیشہ رہنے والے لڑکے انکے پاس ایسی شراب کے پیالے، جام اور جگ لے کر گردش کرتے رہیں گے کہ جس سے نہ انکے سر میں درد ہوگا اور نہ ہی انکے ہوش اڑیں گے اور ساتھ ہی پسندیدہ میوے اور گوشت بھی لیکر انکے آس پاس گردش کرتے رہیں گے، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی صحابی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! جب خادم کی خوبصورتی کا یہ حال ہے تو پھر مالک کی خوبصورتی کا کیا عالم ہوگا؟ اسکا جواب دیتے ہوئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالک کی خوبصورتی ان خادموں کی خوبصورتی کے آگے ایسی ہی ہے جیسے کہ چودھویں رات کے چاند کی خوبصورتی ستاروں کے آگے ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۲۔ ص، ۴۷۶)

﴿درس نمبر ۲۰۵۳﴾ جنتی ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر سوالات کریں گے ﴿الطور ۲۵۔ تا۔ ۲۸﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ○ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ○ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ○ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اَقْبَلَ اور متوجہ ہوں گے بَعْضُهُمْ بعض ان کے عَلٰى بَعْضٍ بعض پر يَّتَسَآءَلُوْنَ ایک دوسرے سے پوچھتے ہوئے قَالُوْٓا وہ کہیں گے اِنَّا بلاشبہ كُنَّا ہم تھے قَبْلُ پہلے فِيْٓ اَهْلِنَا اپنے اہل میں مُشْفِقِيْنَ ڈرنے والے فَمَنَّ اللّٰهُ پھر اللہ نے احسان کیا عَلَيْنَا ہم پر وَ اور وَقٰىنَا اس نے بچایا عَذَابَ السَّمُوْمِ لو کے عذاب سے اِنَّا كُنَّا بلاشبہ ہم تھے مِنْ قَبْلُ پہلے ہی نَدْعُوْهُ اس کو پکارنے والے اِنَّهٗ هُوَ بے شک وہی ہے الْبَرُّ خوب احسان کرنے والا الرَّحِيْمُ نہایت رحم کرنے والا

ترجمہ:۔ اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر حالات پوچھیں گے O کہیں گے کہ: ''ہم پہلے جب اپنے گھر والوں (یعنی دُنیا) میں تھے تو ڈرے سہمے رہتے تھے O آخر اللہ نے ہم پر بڑا احسان فرمایا اور ہمیں جھلسانے والی ہوا کے عذاب سے بچالیا O ہم اس سے پہلے اس سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہی ہے جو بڑا محسن، بہت مہربان ہے''۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ جنتی لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر حالات پوچھیں گے۔

۲۔ تو وہ کہیں گے کہ ہم پہلے جب دنیا میں اپنے گھر والوں کے ساتھ تھے تو اس وقت ڈرے، سہمے رہتے تھے۔

۳۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان فرما کر ہمیں جھلسانے والی لو کے عذاب سے بچالیا۔

۴۔ ہم اس سے پہلے اس سے دعاء مانگا کرتے تھے۔

۵۔ حقیقت یہ ہے کہ وہی ہے بڑا محسن، بڑا مہربان۔

جب جنت میں سارے جنتی بیٹھے باتیں کر رہے ہونگے تب وہ ایک دوسرے سے دنیا میں گزرے حالات اور اعمال کے بارے میں پوچھیں گے کہ وہاں کی زندگی تم نے کس طرح گزاری؟ تم وہاں کیا کیا اعمال کیا کرتے تھے اور تمہیں دنیا میں کیسی کیسی مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں تو وہ آپس میں جواب دیں گے کہ ہم تو دنیا میں اللہ کے عذاب سے اور اسکی سزاوں سے ڈراتے ہوئے زندگی گزارتے تھے اور اسی کا کہنا مانتے تھے، اسی کے حکموں پر چلا کرتے تھے مگر پھر بھی دل میں یہ خوف تھا کہ کہیں ہم اللہ کے عذاب کے مستحق تو نہیں؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا کہ دنیا میں تو ہمیں نیکی کرنے کی توفیق نصیب فرمائی اور ان اعمال کو ہمارے لئے آسان کر دیا جو جنت میں جانے کا سبب بنتے تھے اور آج اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت تو دیکھو اس نے ہمیں اس حسین پُرعیش جنت میں داخل کر دیا اور ہم دنیا میں اللہ تعالیٰ سے اسی کی تو دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا کر جنت میں داخل فرمادے لہٰذا اس رب نے ہماری دعاوں کو سن لیا اور ہم نے اس سے جو مانگا تھا وہ ہمیں عطا کیا یقین جانو کہ وہ اللہ بڑا محسن اور رحم کرنے والا ہے، اس لئے کہ اگر وہ ہماری پکڑ کرنے پر بیٹھ جائے تو ہمارے اعمال اس قابل نہیں کہ ان اعمال کے بدلہ ہمیں جنت میں ڈالا جائے، ہماری عبادتوں میں وہ اخلاص اور للّٰہیت نہیں ہے جو اسے مقبول درجہ تک پہنچا پائے، وہ دل جمعی اور یکسوئی ہماری عبادتوں میں نہیں جو اللہ کو مقصود ہے ان سب کے باوجود اس رب نے ہماری ٹوٹی پھوٹی عبادتوں اور دعاؤں کو قبول فرما کر آج ہمیں ان حسین باغات میں پر سکون زندگی عطا کی، یہ اسکی مہربانی اور رحم ہی کا نتیجہ ہے جس پر ہم اسکا شکر بجالاتے ہیں۔ یہاں وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ کی تفسیر میں بعض علماء نے یہ بھی کہا کہ یہاں جس آپسی گفتگو کا تذکرہ ہے وہ اس وقت ہوگی جب تمام لوگ دوسرے صور کے بعد

اپنی اپنی قبروں سے نکل باہر آئیں گے اور ایک جگہ جمع ہوجائیں گے تب آپس میں اس طرح کی گفتگو کریں گے۔ (تفسیر طبری۔ج، ۲۲۔ص، ۴۷۶) لیکن درست قول وہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب جنت میں جب بیٹھیں گے تو وہاں پر یہ گفتگو کریں گے اور سیاق وسباق بھی اسی قول کے راجح ہونے کو ترجیح دیتا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۵۴﴾ **پیغمبر! آپ رب کے فضل سے نہ کاہن ہیں اور نہ ہی مجنون** ﴿الطور ۲۹۔تا۔۳۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ O اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ O قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ O اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ O اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ O فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَذَكِّرْ سو آپ نصیحت کریں فَمَآ پس نہیں ہیں اَنْتَ آپ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ اپنے رب کے فضل سے بِكَاهِنٍ کاہن وَّ اور لَا مَجْنُوْنٍ نہیں دیوانے اَمْ يَقُوْلُوْنَ کیا وہ کہتے ہیں کہ شَاعِرٌ شاعر ہے؟ نَّتَرَبَّصُ ہم انتظار کرتے ہیں بِهٖ اس کی بابت رَيْبَ الْمَنُوْنِ حوادثِ زمانہ کا قُلْ آپ کہہ دیجیے تَرَبَّصُوْا تم انتظار کرو فَاِنِّيْ بلاشبہ میں بھی مَعَكُمْ تمہارے ساتھ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں O اَمْ کیا تَاْمُرُهُمْ حکم دیتی ہیں ان کو اَحْلَامُهُمْ ان کی عقلیں بِهٰذَآ اسی بات کا اَمْ یا هُمْ وہ قَوْمٌ لوگ ہیں ہی طَاغُوْنَ سرکش اَمْ کیا يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں تَقَوَّلَهٗ اس نے خود ہی گھڑا ہے اس کو؟ بَلْ بلکہ لَّا يُؤْمِنُوْنَ وہ ایمان نہیں لاتے فَلْيَاْتُوْا پس چاہیے کہ وہ لے آئیں بِحَدِيْثٍ ایک بات مِّثْلِهٖٓ مثل اس کے اِنْ اگر كَانُوْا وہ ہیں صٰدِقِيْنَ سچے

ترجمہ:۔ لہٰذا (اے پیغمبر!) تم نصیحت کرتے رہو، کیونکہ تم اپنے پروردگار کے فضل سے نہ کاہن ہو، نہ مجنون O بھلا کیا یہی لوگ یوں کہتے ہیں کہ ''یہ صاحب شاعر ہیں جن کے بارے میں ہم زمانے کی گردش کا انتظار کررہے ہیں۔''؟ O کہہ دو کہ ''کرلو انتظار! میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کررہا ہوں۔'' O کیا ان کی عقلیں انکو یہی کچھ کرنے کو کہتی ہیں، یا وہ ہیں ہی سرکش لوگ؟ O ہاں کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ ''ان صاحب نے یہ (قرآن) خود گھڑ لیا ہے''؟ نہیں! بلکہ یہ (ضد میں) ایمان نہیں لارہے ہیں O اگر یہ واقعی سچے ہیں تو اس جیسا کوئی کلام (گھڑ کر) لے آئیں۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے پیغمبر! آپ نصیحت کرتے رہا کیجئے۔

۲۔آپ اپنے رب کے فضل سے نہ تو کاہن ہیں اور نہ ہی مجنون۔

۳۔بھلا کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ صاحب شاعر ہیں جنکے بارے میں ہم زمانہ کی گردش کا انتظار کررہے ہیں۔

۴۔کہہ دو کہ کرلو انتظار میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کررہا ہوں۔

۵۔کیا انکی عقلیں انہیں یہی سب کچھ کرنے کو کہتی ہیں یا وہ ہیں ہی سرکش لوگ؟

۶۔کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس صاحب ہی نے اس قرآن کو گھڑ لیا ہے۔

۷۔نہیں! بلکہ یہ لوگ ضد میں ایمان نہیں لارہے ہیں۔

۸۔اگر یہ واقعی سچے ہیں تو اس جیسا کلام بنا کر بتلائیں۔

اللہ تعالی اپنے نبی کو حکم دے رہے ہیں کہ اے نبی! آپ کو اللہ تعالی نے جس کام کے لئے بھیجا ہے یعنی اپنی قوم کو نصیحت وخبر دار کرنا اور ایمان والوں کو جنت کی بشارت دینا تو آپ وہ کام کرتے رہا کیجئے اور یہ کافر جو آپ کو جو کاہن، مجنون اور شاعر کہہ رہے ہیں اسکی کوئی پرواہ نہ کیجئے اس لئے کہ اللہ تعالی کو معلوم ہے کہ آپ نہ تو کاہن ہیں، نہ مجنون اور نہ ہی شاعر لہذا آپ اپنا کام کرتے رہا کیجئے اور انکی یہ باتیں آپ کو اپنے مقصد سے روکنے نہ پائیں اور رہی بات انکا آپ کی موت کی تمنا کرنا اور آپ پر مصائب و پریشانیاں آنے کا انتظار کرنا تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تم میری بربادی کی تمنا کرتے ہو اور اسکا انتظار کررہے ہو تو کرتے رہو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کررہا ہوں، دیکھتے ہیں کہ کس کا انجام برا ہونے والا ہے اور کون ہلاک و برباد ہوگا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب قریش نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے دارالندوہ میں جمع ہوئے تو ان لوگوں نے کہا کہ انہیں رسی میں باندھ کر انکی موت کا انتظار کرو تا کہ یہ بھی ان شاعروں کی طرح ہلاک ہوجائیں جو ان سے پہلے تھے جیسے کہ زھیر، نابغہ وغیرہ اس لئے کہ یہ بھی انہی میں سے ایک ہے، انکی اس بات پر اللہ تعالی نے یہ آیت أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ نازل فرمائی۔(الدرالمنثور۔ج۷۔ص ۶۳۵) اللہ تعالی ان کافروں اور مشرکوں کے بارے میں فرمارہے ہیں کہ انکی جو حرکتیں ہیں اور یہ جو باتیں کہہ رہے ہیں یہ باتیں کہنے کا حکم انہیں انکی عقلیں تو نہیں دے رہی ہیں یا پھر ایسا ہے کہ یہ لوگ ہیں ہی سرکش کہ جنکے پاس سوچنے کے لئے عقلیں ہی نہیں ہیں بلکہ جو انکے منہ کو آیا وہ کہہ دیتے ہیں؟ ہاں! یہ ہے ہی ایسے کہ انہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا وہ عقل سے خالی ہیں اسی لئے تو اتنی کھلی نشانیاں اور دلائل دکھلانے کے باوجود بھی ایمان نہیں لاتے اور جب انکے سامنے قرآن پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ کلام اللہ تعالی نے تمہاری ہدایت اور رہنمائی کے لئے نازل فرمایا تو یہ بے وقوف لوگ کہتے ہیں کہ یہ کوئی اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ اس کلام کو تو محمد نے خود سے بنایا ہے اور اسکی جھوٹی

نسبت اللہ کی طرف کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ انہیں اس بات کا یقین ہے کہ یہ محمد جنہیں نہ پڑھنے آتا ہے اور نہ ہی لکھنے یہ اتنا فصیح وبلیغ کلام کہہ ہی نہیں سکتے لیکن پھر بھی یہ لوگ اس ضد کی وجہ سے کہتے ہیں اور اسی وجہ سے آپ پر ایمان نہیں لارہے ہیں، وہ ضد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس یتیم ومحتاج شخص کو نبی بنا کر کیوں بھیجا؟ اگر کسی امیر اور مالدار بادشاہ وغیرہ کو بنایا جاتا تو ہم اسکے رتبہ کو دیکھ کر اطاعت کر لیتے مگر اب اس یتیم کی اطاعت کیسے کریں جو کہ درجہ میں ہم سے کم ہے؟ بس یہی وجہ تھی کہ وہ لوگ آپ پر ایمان نہیں لائے، اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ تم نے کہا کہ اس امی شخص نے اس کلام کو اپنے سے بنا کر تمہارے سامنے پیش کیا اب میں تم ادیبوں اور شاعروں سے کہہ رہا ہوں کہ تم سب لوگ ملکر ہی سہی اس جیسا کلام پیش کر کے بتلادو اگر تم اپنی بات میں سچے ہو، حقیقت یہ ہے کہ قیامت تک کوئی اس جیسا کلام کیا اس جیسی کوئی ایک آیت بھی بنا کر پیش نہیں کرسکتا چاہے وہ کتنا ہی فصاحت وبلاغت میں اور عربی میں ماہر کیوں نہ ہو، تو جب ایک ماہر اور پڑھا لکھا شخص اس جیسے کلام کو پیش کرنے سے عاجز ہے تو پھر یہ امی پیغمبر کیسے اس کلام کو بنا سکتے ہیں، اگر تمہارے پاس عقل ہوگی تو تم اس سچائی کو یقیناً مان لوگے کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے اور اس میں جو بھی کہا جارہا ہے وہ بھی بالکل سچ ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۵۵﴾ کیا تمہارے پروردگار کے خزانے ان کے پاس ہیں؟ ﴿الطور ۳۵ تا ۴۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ۝ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَمْ کیا خُلِقُوْا وہ پیدا کیے گئے ہیں مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ بغیر کسی چیز کے اَمْ کیا هُمُ وہی الْخٰلِقُوْنَ خالق ہیں اَمْ کیا خَلَقُوا انہوں نے پیدا کیا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ آسمانوں اور زمین کو بَلْ بلکہ لَّا يُوْقِنُوْنَ وہ یقین نہیں رکھتے اَمْ کیا عِنْدَهُمْ ان کے پاس خَزَآئِنُ خزانے ہیں رَبِّكَ آپ کے رب کے اَمْ کیا هُمُ وہ الْمُصَيْطِرُوْنَ داروغے ہیں اَمْ کیا لَهُمْ ان کے لیے سُلَّمٌ کوئی سیڑھی ہے يَّسْتَمِعُوْنَ کہ وہ سن لیتے ہیں فِيْهِ اس پر فَلْيَاْتِ پھر چاہیے کہ لے آئے مُسْتَمِعُهُمْ ان کا سننے والا بِسُلْطٰنٍ دلیل مُّبِيْنٍ واضح اَمْ کیا لَهُ اس کے لیے الْبَنٰتُ بیٹیاں ہیں وَ اور لَكُمُ تمہارے لیے الْبَنُوْنَ بیٹے اَمْ کیا تَسْـَٔلُهُمْ آپ مانگتے ہیں ان سے اَجْرًا کوئی معاوضہ فَهُمْ تو وہ مِّنْ مَّغْرَمٍ تاوان سے مُّثْقَلُوْنَ بوجھل ہیں۔

ترجمہ: ۔ کیا یہ لوگ بغیر کسی کے آپ سے آپ پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود (اپنے) خالق ہیں؟ O یا کیا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے ہیں؟ نہیں! بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے O کیا تمہارے پروردگار کے خزانے ان کے پاس ہیں، یا وہ داروغہ بنے ہوئے ہیں؟O یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر یہ (عالم بالا کی باتیں) سن لیتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو ان میں سے جو سنتا ہو، وہ کوئی واضح ثبوت تو لائے O کیا اللہ کے حصے میں تو بیٹیاں ہیں، اور بیٹے تمہارے حصے میں آئے ہیں؟O اور کیا تم ان سے کوئی اُجرت مانگ رہے ہو جس کی وجہ سے یہ تاوان کے بوجھ میں دبے جا رہے ہیں؟

تشریح: ۔ ان چھ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا یہ لوگ بغیر کسی کے پیدا کرنے کے اپنے آپ پیدا ہو گئے یا پھر یہ خود اپنے خالق ہیں؟۔

۲۔ کیا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کیا ہے؟

۳۔ نہیں! بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ یقین نہیں رکھتے۔

۴۔ کیا تمہارے پروردگار کے خزانے انکے پاس ہیں یا یہ لوگ داروغہ بنے ہوئے ہیں؟

۵۔ یا انکے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ جس پر چڑھ کر یہ لوگ عالم بالا کی باتیں سن لیتے ہوں؟

۶۔ اگر ایسا ہے تو ان میں سے جو سنتا ہے وہ کوئی واضح ثبوت لے آئے

۷۔ کیا اللہ کے حصے میں تو بیٹیاں ہیں اور بیٹے تمہارے حصے میں آئے ہیں؟

۸۔ کیا تم ان سے کچھ اجرت مانگ رہے ہو کہ جس کی وجہ سے یہ تاوان کے بوجھ میں دبے جا رہے ہیں؟

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن ومجنون اور شاعر وغیرہ کہنے والوں کو جواب دینے کے بعد اللہ تعالیٰ انسان کی اور آسمان کی پیدائش کی حقیقت بیان فرما رہے ہیں تا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اندازہ ہو اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ کی کہی ہوئی باتوں پر بھی یقین آجائے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ کیا ان کافروں نے اپنی پیدائش پر غور نہیں کیا کہ انہیں کس نے پیدا کیا اور کس نے ان کا وجود بخشا؟ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ بغیر کسی پیدا کرنے والے کے از خود وجود میں آگئے یا یہ کہ یہ خود ہی اپنے آپ کو پیدا کرنے والے ہیں؟ یا پھر یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان بسا ہوا ہے ان سب کو انہوں نے پیدا کیا؟ نہیں! یہ ایسا نہیں کہتے کیونکہ انہیں پتہ ہے کہ ان سب کو کسی بڑی قوت وطاقت والے رب نے پیدا کیا ہے **وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ** اے نبی! اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور اس چاند وسورج کو کس نے کام پر لگایا تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے پیدا کیا۔ (عنکبوت ۶۱) اور انہیں یہ بھی پتا ہے کہ یہ سب پیدا کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے ان سب باتوں کو ماننے کے باوجود یہ لوگ اس

بات کا یقین نہیں رکھتے کہ ان سب کو پیدا کرنے والا وہی رب ہے کہ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا ہے، اگر یہ لوگ اس بات پر یقین کر لیتے کہ یقیناً اس رب نے ہی ان ساری چیزوں کو پیدا کیا ہے اور وہی سب کا مالک ہے تو یہ لوگ ضرور اس اللہ کی عبادت کرتے اور مزید کہا جا رہا ہے کہ کیا یہ لوگ جو اللہ کے رب ہونے کا انکار کرتے ہیں، یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالی کے خزانے اور جو رزق اللہ تعالی انہیں اپنے پاس سے عنایت کرتا ہے یعنی بارش کے ذریعہ جو کھیتی اور غلہ زمین سے اگتا ہے وہ سب انہی کے قبضہ میں ہے کہ اپنے رزق کے لئے کسی اور کی ضرورت نہیں، ہم جب چاہے جیسا چاہے اپنا رزق خود حاصل کر سکتے ہیں، لیکن ایسا بھی تو نہیں ہے، جب ان پر مصیبت اترتی ہے یا قحط نازل ہوتا ہے تو وہ اللہ کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ اس رب کو بڑے اخلاص کے ساتھ پکارتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ اے رب! اگر آپ نے ہمیں اس سے نجات عطا کر دی تو ہم آپ کے بڑے شکر گزار بن جائیں گے۔ (یونس ۲۲) انہیں یہ بات معلوم ہے کہ یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہم اس معاملہ میں بھی ایک بڑی طاقت والے پروردگار کے محتاج ہیں اور وہ پروردگار اللہ ہی ہے مگر اسے نہیں مانتے، اچھا چلو! ان سب باتوں کا تو وہ اقرار نہیں کرتے، تو پھر یہ لوگ جو باتیں کہہ رہے ہیں کہ محمد نبی نہیں، یا یہ کہ وہ مجنون، شاعر اور کاہن ہیں تو بتاؤ کہ یہ باتیں انہیں کہاں سے معلوم ہوئیں؟ کیا انکے پاس کوئی ایسی سیڑھی ہے کہ جس پر چڑھ کر وہ آسمانوں کے اوپر ملأ اعلی میں کیا ہو رہا ہے اور وہاں کیا باتیں ہو رہی ہے؟ انہیں پتا چل جاتی ہیں جسکی وجہ سے یہ لوگ اتنے یقین سے یہ کہہ رہے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہیں ہیں؟ اگر تم نے آسمانوں میں ہونے والی باتیں سنی ہیں تو پھر ہمارے سامنے اس سننے والے کو پیش کرو جو کہے کہ ہاں! میں نے فلاں فلاں باتیں سنی ہیں تو جب ایسا کچھ ہے ہی نہیں تو پھر کس بنا پر تم لوگ اللہ کی عبادت کا انکار کرتے ہو اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہی باتوں سے منہ موڑتے ہو؟ عقل مند آدمی ان چیزوں سے سبق حاصل کرتا ہے، اللہ تعالی کہہ رہے ہیں کہ کیا یہ کافر یہ گمان کرتے ہیں کہ فرشتے جو اللہ تعالی کا حکم لیکر اترتے ہیں اور اسکی ہر کہی ہوئی بات پر عمل کرتے ہیں وہ اللہ تعالی کی نعوذ باللہ بیٹیاں ہیں کہ اللہ تعالی ان سے مدد لیتے ہوں، اس طرح بیٹیوں کو اللہ تعالی کی جانب منسوب کرتے ہیں اور بیٹوں کو اپنی جانب منسوب کرتے ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالی ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں، نہ تو اسکی کوئی اولاد ہے اور نہ تو وہ کسی کی اولاد ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۔ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (الاخلاص) لیکن یہ باتیں ان بے عقلوں کو سمجھ میں نہیں آتیں؟ جب ہمارے نبی انہیں سمجھاتے ہیں اور ایسا بھی نہیں ہے کہ ہمارے نبی جب انہیں اسلام کی طرف بلا رہے ہوں یا ہدایت کا پیغام پہنچا رہے ہوں تو اس محنت پر ان سے اجرت کا مطالبہ کر رہے ہوں کہ جسکی وجہ سے یہ لوگ آپ کی بات نہیں مان رہے ہیں، ایسا بھی نہیں ہے قُلْ لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا اے نبی! آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس

پیغام کے پہنچانے پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ (الانعام ۹۰) ان سب کے باوجود یہ محض اپنی سرکشی اور ضد کی وجہ سے حق بات کو جھٹلاتے رہے ہیں جسکی سزا انہیں قیامت کے دن ضرور دی جائے گی۔

﴿درس نمبر ۲۰۵۶﴾ کافروں کا مکر انہی پر پڑے گا ﴿الطور ۴۱۔تا۔۴۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۝ اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ؕ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ۝ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ۝ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَمْ عِنْدَهُمُ کیا ان کے پاس الْغَيْبُ غیب ہے فَهُمْ پس وہ يَكْتُبُوْنَ لکھتے ہیں اَمْ کیا يُرِيْدُوْنَ وہ ارادہ کرتے ہیں كَيْدًا کسی فریب کا فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا پس وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا هُمُ وہی ہیں الْمَكِيْدُوْنَ فریب خوردہ اَمْ لَهُمْ کیا ان کے لیے اِلٰهٌ کوئی اور معبود ہے غَيْرُ اللّٰهِ سوائے اللہ کے سُبْحٰنَ پاک ہے اللّٰهِ اللہ عَمَّا اس سے جو يُشْرِكُوْنَ وہ شریک ٹھہراتے ہیں وَ اور اِنْ اگر يَّرَوْا وہ دیکھیں كِسْفًا کوئی ٹکڑا مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے سَاقِطًا گرتا ہوا يَّقُوْلُوْا تو وہ کہیں گے سَحَابٌ بادل ہے مَّرْكُوْمٌ تہہ بہ تہہ فَذَرْهُمْ لہذا آپ انہیں چھوڑ دیجیے حَتّٰى یہاں تک کہ يُلٰقُوْا وہ ملیں يَوْمَهُمُ الَّذِيْ اپنے اس دن سے کہ فِيْهِ جس میں يُصْعَقُوْنَ وہ بے ہوش کیے جائیں گے يَوْمَ اس دن لَا يُغْنِيْ فائدہ نہیں دے گا عَنْهُمْ انہیں كَيْدُهُمْ ان کا فریب شَيْئًا کچھ بھی وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ نہ وہ مدد ہی کیے جائیں گے

ترجمہ:۔ یا ان کے پاس غیب کا علم ہے جسے یہ لکھ لیتے ہوں؟ کیا یہ کوئی مکر کرنا چاہتے ہیں؟ تو درحقیقت جو کافر ہیں مکر تو اُنہی پر پڑے گا کیا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا ہے؟ پاک ہے اللہ اُس شرک سے جو یہ کررہے ہیں اور اگر یہ آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتے ہوئے بھی دیکھ لیں تو یہ کہیں گے کہ یہ کوئی گہرا بادل ہے۔ لہٰذا (اے پیغمبر!) تم انہیں (ان کے حال پر) چھوڑ دو، یہاں تک کہ یہ اپنے اُس دن سے جاملیں جس میں انکے ہوش جاتے رہیں گے جس دن ان کی مکاری ان کے کچھ کام نہیں آئے گی اور نہ انہیں کوئی مدد مل سکے گی۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا انکے پاس غیب کا علم ہے کہ جسے یہ لکھ لیتے ہوں؟ ۲۔ کیا یہ کوئی مکر کرنا چاہتے ہیں؟

۳۔ درحقیقت جو کافر ہیں وہ مکر انہی پر پڑے گا۔ ۴۔ کیا اللہ کے سوا انکا کوئی اور خدا ہے؟

۵۔ پاک ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔
۶۔ اگر یہ لوگ آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتا ہوا بھی دیکھ لیں تو کہیں گے کہ یہ کوئی گہرا بادل ہے۔
۷۔ لہٰذا اے! پیغمبر آپ انہیں انکے حال پر چھوڑ دیجئے۔
۸۔ اس وقت تک کہ یہ اپنے اس دن سے جاملیں جس میں انکے ہوش جاتے رہیں گے۔
۹۔ جس دن انکی مکاری انکے کچھ کام نہیں آئے گی۔ ۱۰۔ وہاں انہیں کوئی مدد نہیں مل سکے گی۔

ان آیتوں میں بھی انہی کافروں اور مشرکوں کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ یہ لوگ جو باتیں کہہ رہے ہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات قریب ہے جسکا ہم انتظار کر رہے ہیں نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ وغیرہ، تو یہ باتیں یہ لوگ کس بنا پر کہہ رہے ہیں؟ جبکہ ہم نے تو یہ باتیں کسی بھی کتاب میں نہیں کہی ہیں، کیا انکے پاس کوئی غیب کا علم ہے کہ جس سے انہیں وہ باتیں بھی معلوم ہورہی ہوں جو ہم نہیں کہہ رہے ہیں؟ اور یہ لوگ اپنی طرف سے لوگوں کے بارے میں جو چاہے وہ لکھ رہے ہیں کہ فلاں کے ساتھ ایسا ہوگا وغیرہ وغیرہ، تو حقیقت میں یہ بھی درست نہیں ہے اس لئے کہ غیب کا علم تو اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں خود نبی بھی غیب کی باتوں کو نہیں جانتے لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ (النمل ۶۵)، حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب کفار نے کہا کہ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ تو اللہ تعالی نے جوابا یہ کہا أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ کیا انکے پاس غیب کا علم ہے کہ جس سے انہیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ آپ علیہ السلام کی وفات کب ہوگی؟ یا یہ بات معلوم ہوئی کہ انکے ساتھ آگے کیا ہونے والا ہے؟۔ (التفسیر المنیر۔ ج۔ ۲۷۔ ص، ۸۱)

آگے فرمایا جارہا ہے کہ کیا یہ لوگ نبی اور مسلمانوں کے خلاف کوئی مکر یا سازش کرنا چاہتے ہیں تا کہ انہیں دنیا سے مٹا دیں؟ اگر یہ لوگ اس طرح کا ارادہ اپنے دلوں میں پال رہے ہیں تو انہیں سن لینا چاہئے کہ جو یہ لوگ ارادے کر رہے ہیں اور جس چیز کی ہمارے پیغمبر اور انکے ماننے والے مسلمانوں کے خلاف تمنا کر رہے ہیں وہ چیز انہی پر لوٹ آئے گی اور انہی کا خاتمہ ہوگا، اس لئے کہ انکی حفاظت کرنے والا وہ پروردگار ہے کہ جس حکم پر دنیا چلتی ہے اور جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے نہ کہ وہ جو تم چاہتے ہو، ایسا تو نہیں ہے کہ انکا رب تو اللہ ہے اور تمہارا رب کوئی اور ہے کہ جب اس نبی اور مسلمانوں کا رب تمہیں عذاب دینے لگے تو وہ تمہارا رب آکر تمہیں بچالے گا؟ اگر تم اس خیال میں یہ سب کر رہے ہو تو پھر تمہیں جان لینا چاہئے کہ رب تو ایک ہی ہے اور وہ وہی ہے جس نے محمد کو نبی بنا کر بھیجا ہے اَللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ اللہ ہی معبود ہے، اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ (البقرہ ۲۵۵). اللہ اس شرک سے پاک ہے جو تم اسکے ساتھ کر رہے ہو۔ جب اللہ کے نبی ان مشرکین کے سامنے ان ساری حقیقتوں کو بیان کرتے ہیں اور انہیں بتلاتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اور اسی نے مجھے تمہارے پاس اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تو یہ لوگ آپ سے اپنے نبی ہونے کی سچائی ثابت کرنے کے لئے معجزات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں فلاں معجزہ دکھلاو جیسا کہ حضرت موسی اور

حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنی قوم کو دکھایا تھا تب جا کر ہم آپ کو اللہ کا نبی مانیں گے، یہاں اللہ تعالی اسی کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ اے نبی! جب آپ انکی طلب پر آسمان کا کوئی ٹکڑا بطور معجزہ گرائیں گے تو چونکہ یہ سرکش لوگ ہیں لہذا وہ اس ٹکڑے کو گرتا ہوا بھی اگر دیکھ لیں تو کہیں گے کہ یہ کوئی آسمان کا ٹکڑا نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک بادل ہے اور وہ تو ہمیشہ بغیر کسی کے گرائے گرتا ہی رہتا ہے، یعنی اس معجزہ کا انکار کرینگے، لہذا آپ انہی کے حال پر انہیں چھوڑ دیجئے اس لئے کہ آپ لاکھ معجزات اور انکے مطالبات قیامت تک بھی پورے کرتے رہیں گے تب بھی یہ لوگ اس پر ایمان لانے والے نہیں، انکا فیصلہ تو ہم کریں گے اور جس دن ہم ان پر قیامت کا عذاب لائیں گے تو انکے اس وقت ہوش اڑ جائیں گے اس لئے وہ اسکا انکار کرتے تھے تو اس وقت انہیں یاد آئے گا کہ ہاں! اس نبی نے ہم سے یہ سب کہا تھا لیکن ہم مانتے نہیں تھے، کاش اچھا ہوتا کہ اس وقت ہم انکی بات مان لیتے اور اس دن اگر وہ لوگ کچھ تدبیریں اور چالیں چلنے کی کوشش کریں گے کہ اللہ کے عذاب سے بچ جائیں تب بھی بچ نہ سکیں گے اور نہ ہی انکی کوئی چال وہاں کارآمد ہوگی اور نہ وہاں انہیں کوئی ایسا ملے گا جو انہیں اس عذاب سے بچا سکے، انکے سارے معبود اس دن ان سے غائب ہو جائیں گے اور یہ اکیلے مارے ذلت کے عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے، اللہ ہم تمام کی اس عذاب سے حفاظت فرمائے۔آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۵۷﴾ **آپ اپنے پروردگار کے حکم پر جمے رہئیے** ﴿الطور ۴۷ تا ۴۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ O وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ O وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِنَّ بلاشبہ لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے ظَلَمُوْا جنہوں نے ظلم کیا عَذَابًا ایک عذاب ہے دُوْنَ علاوہ ذٰلِكَ اس کے وَ اور لٰكِنَّ لیکن اَكْثَرَهُمْ ان کے اکثر لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے وَ اصْبِرْ اور آپ صبر کیجیے لِحُكْمِ رَبِّكَ اپنے رب کا حکم آنے تک فَاِنَّكَ پس بلاشبہ آپ بِاَعْيُنِنَا ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں وَ اور سَبِّحْ تسبیح کیجیے بِحَمْدِ رَبِّكَ اپنے رب کی حمد کے ساتھ حِيْنَ جس وقت تَقُوْمُ آپ کھڑے ہوں وَ اور مِنَ الَّيْلِ رات میں بھی فَسَبِّحْهُ پس آپ اس کی تسبیح کیجیے وَ اور اِدْبَارَ پیچھے النُّجُوْمِ ستاروں کے بھی۔

ترجمہ:۔ اور اس سے پہلے بھی ان ظالموں کے لئے ایک عذاب ہے، لیکن ان میں سے اکثر لوگوں کو پتہ نہیں ہے O اور تم اپنے پروردگار کے حکم پر جمے رہو، کیونکہ تم ہماری نگاہوں میں ہو، اور جب تم اُٹھتے ہو، اُس وقت اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کیا کرو O اور کچھ رات کو بھی اُس کی تسبیح کرو اور اُس وقت بھی جب ستارے ڈوبتے ہیں۔

تشریح:۔ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اس سے پہلے بھی ان ظالموں کے لئے ایک عذاب ہے۔

۲۔ان میں سے اکثر لوگوں کو یہ پتہ نہیں ہے۔

۳۔تم اپنے پروردگار کے حکم پر جمے رہو کیونکہ تم ہماری نگاہوں میں ہو۔

۴۔جب تم اٹھتے ہو اس وقت اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرو۔

۵۔رات کے وقت بھی کچھ اسکی تسبیح کرلو۔

۶۔جب ستارے ڈوبتے ہیں اس وقت بھی اپنے پروردگار کی تسبیح کرو۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی ان کفار ومشرکین کے لئے عذاب سے پہنچنے والی دلی اور جسمانی تکلیف پر صبر کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ ان کفار ومشرکین کو قیامت کے دن تو عذاب ملنے والا ہی ہے لیکن اس عذاب سے پہلے بھی ایک اور عذاب ہے جو انہیں دیا جائے گا وہ کونسا عذاب ہے جو قیامت سے پہلے ان ظالم کافروں کو دیا جائے گا اس سلسلہ میں علماء تفسیر کی دو رائے ہیں ایک تو یہ کہ اس عذاب سے مراد قبر کا عذاب ہے جو انہیں قیامت قائم ہونے تک دیا جائے گا، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عذاب قبر قرآن سے ثابت ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ تلاوت فرمائی۔(الدرالمنثور۔ج،۷۔ص،۶۳۶) اور بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد دنیا کی پریشانی، مال ومتاع کا چھن جانا، قحط پڑ جانا جیسا کہ جنگ بدر سے پہلے سن دو ہجری میں قحط میں انہیں مبتلا کیا گیا وغیرہ اور سورۂ سجدہ کی آیت نمبر ۲۱ میں فرمایا گیا وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ہم انہیں بڑے عذاب کے علاوہ بھی ایک اور عذاب کا مزہ چکھائیں گے تاکہ وہ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں لیکن انکی حالت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر کو یہ پتا ہی نہیں کہ انہیں یہ عذاب دیا جائے گا اس لئے کہ اگر پتہ ہوتا تو یہ لوگ ایسی حرکتیں نہ کرتے، اگراتنا سب کچھ بتلانے کے باوجود یہ لوگ اپنی گندی حرکتوں میں پڑے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کو اور آپ کو ایذا پہنچانے پر اڑے ہوئے ہیں تو انہیں اپنا کام کر لینے دیجئے، یہ تو بس تھوڑی مدت کے لئے ہے بعد میں انہیں عذاب میں گرفتار ہونا ہی ہے لہذا آپ اس پر صبر سے کام لیں اور جس کام کا آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا ہے اسے بجالاتے رہئے، آپ تو ہماری حفاظت ونگرانی میں ہیں آپ کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں کرسکتا، آپ بالکل اطمینان کے ساتھ اپنی ذمہ داری نبھائیے اور آپ اپنے رب کی ان سب چیزوں سے پاکی بیان کیجئے جو یہ لوگ اسکی شان میں بیان کررہے ہیں اور اٹھتے بیٹھتے اسکی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے رہا کیجئے۔

حضرت سعید بن جبیر اور حضرت سفیان ثوری رحمہما اللہ وغیرہما نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر مجلس سے

جب آپ اٹھنے لگیں تو اللہ کی حمد و تسبیح کیجئے ، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی کسی مجلس میں بیٹھے اور وہاں پر لغزشیں زیادہ ہوگئی ہوں تو چاہئے کہ وہ مجلس سے اٹھنے سے پہلے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ کہے تو اللہ تعالی اس مجلس میں ہوئی ساری لغزشوں کو معاف فرما دیتا ہے (ترمذی ۳۴۳۳) یا پھر یہ مراد ہے کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوں تو اللہ کی تسبیح و تحمید کیا کریں جیسا کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا ہم نماز کی ابتدا میں ثناء پڑھتے ہیں وہی یہاں مراد ہے اور ابوالجوزاء رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں پر نیند سے اٹھنا مراد ہے اور ابن جریر رحمہ اللہ نے بھی یہی قول مراد لیا ہے، جیسا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی رات میں بیدار ہو اور پھر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ان کلمات کو پڑھے اور اللہ سے مغفرت کی دعا کرے یا جو بھی دعا کرے اللہ تعالی اسے قبول فرمائے گا۔ (بخاری ۱۱۵۴) اللہ تعالی نے فرمایا کہ آپ رات میں بھی اللہ تعالی کی تسبیح بیان کیجئے اور صبح کے وقت جبکہ سارے ستارے غائب ہو چکے ہوں اس وقت بھی۔ اللہ تعالی ہم سب کو کثرت سے ذکر کرنے کی اور خاص کر ان بیان کئے ہوئے اوقات میں تسبیح و تحمید کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَۃُ النَّجْمِ مَکِّیَّۃٌ

یہ سورت ۳ رکوع اور ۶۲ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۵۸﴾ **تمہارے ساتھ رہنے والے نہ راستے بھولے ہیں اور نہ بھٹکے ہیں** ﴿النجم ۱۔تا۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى O مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى O وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى O اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ النَّجْمِ قسم ہے ستارے کی اِذَا جب هَوٰى وہ گرتا ہے مَا ضَلَّ نہیں بہکا صَاحِبُكُمْ تمہارا ساتھی وَ اور مَا غَوٰى نہ وہ بھٹکا وَ اور مَا يَنْطِقُ وہ نہیں بولتا عَنِ الْهَوٰى خواہش سے اِنْ نہیں ہے هُوَ وہ اِلَّا مگر وَحْيٌ وحی يُّوْحٰى کہ بھیجی جاتی ہے۔

ترجمہ:۔ قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے O (اے مکے کے باشندو!) یہ تمہارے ساتھ رہنے والے صاحب نہ راستہ بھولے ہیں، نہ بھٹکے ہیں O اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے O یہ تو خالص وحی ہے جو انکے پاس بھیجی جاتی ہے۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی سورت کہ جس میں سجدہ ہے وہ سورۃ النجم ہے، انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور پیچھے والوں نے بھی سجدہ کیا، سوائے ایک آدمی کے کہ اس نے مٹی اپنے ہاتھ میں لیکر اس پر سجدہ کیا (مٹی پیشانی کو لگائی)، پھر میں نے اسے اسکے بعد کافر ہو کر قتل ہوتے دیکھا۔ (بخاری۔ ۴۸۶۳)

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قسم ہے ستارے کی جب وہ گر پڑے۔

۲۔ اے مکہ کے باشندو! یہ تمہارے ساتھ رہنے والے نہ راستہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں۔

۳۔ یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے بلکہ وہ خالص وحی ہوتی ہے جو انکے پاس بھیجی جاتی ہے۔

پچھلی سورت کا اختتام ستارہ کے ذکر سے کیا گیا کہ اے نبی! آپ جب ستارے غائب ہو جائیں اس وقت بھی اللہ تعالی کی تسبیح و تحمید بیان کیجئے اور اس سورت کی ابتداء بھی اللہ تعالی ستارہ کی ہی قسم کھا کر کر رہے ہیں اور چونکہ پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کی رسالت کو اور قرآن کے اللہ تعالی کی جانب سے ہونے کو ثابت کیا تھا،

اس سورت میں بھی اللہ تعالی اسی حقیقت کو تفصیل سے ذکر فرما رہے ہیں چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ قسم ہے ستارے کی جب وہ غائب ہو جائے، اللہ تعالی نے ستارہ کی قسم اس لئے کھائی کہ یہ انسان کو راستہ دکھانے میں اور اسکے علاوہ تاریخ وغیرہ کے مقرر کرنے میں معاون ومددگار رہوتا ہے تو جس طرح یہ ستارہ اندھیری رات میں انسان کی رہبری کرتا ہے اور اسے صحیح راستہ دکھاتا ہے اسی طرح یہ نبی جو تمہارے درمیان موجود ہیں وہ بھی اسی ستارہ کی طرح تمہیں راستہ دکھاتے ہیں اور گمراہ ہونے سے بچاتے ہیں، یہاں پر اَلنَّجْمُ سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں بعض علماء تفسیر جیسے کہ حضرت مجاہد اور حضرت سفیان ثوری رحمہا اللہ نے ثریا نامی ستارہ مراد لیا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے اس سے قرآن کریم مراد لیا ہے یعنی قسم ہے قرآن کریم کی کہ جب وہ نازل ہو، اس لئے کہ قرآن کریم انسان کو ضلالت کی گمراہی سے نکال کر ہدایت کی روشنی کی طرف لے آتا ہے جیسے کہ ایک ستارہ انسان کو دنیا کے اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے آتا ہے اس لئے یہاں پر اَلنَّجْمُ سے مراد قرآن کریم ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج،۲۲۔ ص،۵،۴) حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عتبہ بن ابولہب نے کہا کہ میں اس ستارہ کے رب کا انکار کرتا ہوں، اس پر آپ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ کیا تجھے ڈر نہیں لگتا کہ اللہ تعالی اپنا کتا تجھ پر مسلط کردے؟ چنانچہ ایک دفعہ وہ لوگوں کے ساتھ سفر کیلئے نکلا تو جب وہ بیچ راستہ میں تھا تو اس نے ایک شیر کی آواز سنی جس پر اس نے کہا کہ یہ مجھے ہی کھانے کیلئے آرہا ہے پھر اسکے سارے ساتھی اسکے اردگرد جمع ہو گئے اور اسے اپنے بیچ میں رکھ لیا پھر جب وہ لوگ سو گئے تو اس شیر نے اسکی کھوپڑی کو دبوچ لیا۔ (تفسیر عبدالرزاق الصنعانی۔ ج،۳۔ ص،۲۴۸۔ ح،۳۰۲۱)۔ اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ جو نبی تمہارے درمیان میں موجود ہیں وہ اس راستہ سے ہٹے ہوئے نہیں ہیں جو راستہ قرآن کریم نے بتایا ہے اور جسکا آپ کے رب نے حکم دیا ہے اور تم جو انہیں شاعر، مجنون اور کاہن وغیرہ کہہ رہے ہو وہ بالکل ایسے نہیں ہیں اور جو بھی باتیں وہ تم سے کہہ رہے ہیں اور جو احکامات تمہارے سامنے بیان کر رہے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ یہ تمہارے سامنے وہ وحی سناتے ہیں جو ان پر انکے رب کی طرف سے ایک بڑا ہی مضبوط اور طاقتور فرشتہ لے کر آتا ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بھی سنتا تو اسے میں لکھ لیا کرتا تھا تاکہ میں اسے یاد کرسکوں مگر قریش نے مجھے ایسا کرنے سے یہ کہتے ہوئے منع کیا کہ تم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات لکھتے ہو جبکہ وہ بشر ہیں اور بشری تقاضے کے مطابق وہ کبھی غصہ میں بھی بات کرتے ہیں تو پھر میں نے لکھنا چھوڑ دیا اور یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ تم لکھا کرو اس رب کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے! میرے منہ سے حق کے علاوہ اور کچھ نہیں نکلتا۔ (مسند احمد۔ مسند عبداللہ بن عمرو۔ ۶۵۱۰) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر سنت اور حدیث بھی وحی ہی ہے فرق بس اتنا ہے کہ قرآن کریم وحی متلو ہے اور احادیث غیر متلو قرآن تلاوت والی وحی ہے اور حدیث

بغیر تلاوت والی وحی ہے لیکن جس طرح قرآنی احکامات کا ماننا ضروری ہے اسی طرح سنت رسول اور احادیث کا ماننا بھی ضروری ہے۔ الغرض اس قرآن کے سلسلہ میں اور ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر کے سلسلہ میں کسی بھی قسم کے شک و شبہ میں نہ رہنا، اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں میں ایمان ویقین کی کیفیت پیدا فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۵۹﴾ انہیں ایک مضبوط طاقتور فرشتے نے تعلیم دی ہے ﴿النجم ۵۔تا۔۱۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى O ذُوْمِرَّةٍ ط فَاسْتَوٰى O وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى O ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى O فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى O فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ عَلَّمَهٗ اس کو سکھایا شَدِيْدُ مضبوط الْقُوٰى قوتوں والے نے ذُوْمِرَّةٍ جو نہایت طاقت والا ہے فَاسْتَوٰى سو وہ سیدھا کھڑا ہو گیا وَ اور هُوَ وہ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى بلند کنارے پر تھا ثُمَّ پھر دَنَا وہ قریب ہوا فَتَدَلّٰى اور اتر آیا فَكَانَ تو وہ ہو گیا قَابَ قَوْسَيْنِ دو کمانوں کے بقدر اَوْ بلکہ اَدْنٰى اس سے بھی زیادہ قریب فَاَوْحٰى پھر اس نے وحی پہنچائی اِلٰى عَبْدِهٖ اس کے بندے کی طرف مَآ جو اَوْحٰى وحی پہنچائی۔

ترجمہ: ۔ انہیں ایک ایسے مضبوط طاقت والے (فرشتے) نے تعلیم دی ہے جو قوت کا حامل ہے، چنانچہ وہ سامنے آ گیا جبکہ وہ بلند افق پر تھا، پھر وہ قریب آیا اور جھک پڑا، یہاں تک کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے برابر قریب آ گیا بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک، اسی طرح اللہ کو اپنے بندے پر جو وحی نازل فرمانی تھی وہ نازل فرمائی۔

تشریح: ۔ ان چھ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ انہیں ایک ایسے مضبوط طاقت والے فرشتے نے تعلیم دی ہے جو قوت کا حامل ہے۔

۲۔ چنانچہ وہ سامنے آ گیا جبکہ وہ بلند افق پر تھا۔ ۳۔ پھر وہ قریب آیا اور جھک پڑا۔

۴۔ یہاں تک کہ وہ دو کمانوں کے فاصلہ کے برابر قریب آ گیا۔ ۵۔ بلکہ اس فاصلہ سے بھی اور زیادہ قریب۔

۶۔ اس طرح اللہ نے اپنے بندے پر جو وحی نازل فرمائی تھی نازل فرمائی۔

پچھلی آیت میں بیان کیا گیا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک فرشتہ آپ کے پاس لے کر آتا ہے اور اس فرشتے کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ وہ فرشتہ بڑی قوت و طاقت والا ہے، علم میں بھی بڑا مضبوط ہے اور عمل میں بھی، اپنے رب کے حکم کی ذرا بھی خلاف ورزی نہیں کرتا اور ہو بہو اللہ کا کلام آپ تک پہنچا دیتا ہے، آگے اللہ تعالیٰ اس فرشتہ یعنی جبرئیل علیہ السلام کی صورت اور ہیئت بیان فرما رہے ہیں کہ وہ اپنی اصلی صورت میں آپ علیہ السلام کی فرمائش پر ظاہر

ہوئے تو وہ آسمان کے بلند کنارہ یعنی افق اعلی پر ظاہر ہوئے، سورۃ التکویر کی آیت نمبر ۱۹ تا ۲۳ میں بھی اس بات کا تذکرہ ہے إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۝ وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ۝ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ یہ قرآن یقینا ایک معزز فرشتہ کالایا ہوا کلام ہے، جوقوت والا ہے، جسکا عرش والے کے پاس بڑا رتبہ ہے، وہاں اسکی بات مانی جاتی ہے، وہ بڑا امانت دار بھی ہے، اے لوگو! یہ تمہارے ساتھ رہنے والے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دیوانے نہیں ہیں اور یہ بات بالکل سچ ہے کہ انہوں نے اس فرشتہ کو کھلے ہوئے افق پر دیکھا ہے۔ اسکے بعد کہا جا رہا ہے کہ پہلے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان کے کنارہ پر ظاہر ہوئے پھر زمین کے قریب ہوئے پھر اور قریب ہوتے چلے گئے اور نبی رحمت ﷺ کے اتنے قریب ہو گئے کہ جیسے کہ تیر کی کمان کے دو حصہ ہوں، پھر فرمایا کہ اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے، پھر آپ علیہ السلام پر نازل فرمائی جو اللہ تعالی نے انہیں دیکر آپ کے پاس بھیجا تھا، یہاں پر مفسرین نے کہا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام پہلے آسمان کے بلند کنارہ پر ظاہر ہوئے اور پھر تھوڑا تھوڑا کر کے آپ علیہ السلام کے قریب آتے چلے گئے وہ اس لئے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک نوری مخلوق ہیں اور ان میں سب سے زیادہ قوی اس لحاظ سے کہ آپ کا نور بھی بہت زیادہ ہے لہذا اگر آپ فورا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آجائیں تو یہ انسان کی کمزوری ہے کہ وہ اسے دیکھ نہیں پاتا جیسے کہ اگر کسی کو اندھیرے سے نکال کر فورا سورج کی روشنی دکھائی جائے تو وہ اسے دیکھ نہیں پائے گا، یہی وجہ تھی کہ جبرئیل علیہ السلام تھوڑا تھوڑا فاصلہ طے کرتے ہوئے آپ علیہ السلام کے پاس آئے تا کہ آپ کی آنکھیں اس نور کی عادی ہو جائیں۔ (تفسیر ماتریدی۔ ج ،۹۔ص، ۴۱۸) اور جبرئیل علیہ السلام کی رویت سے متعلق احادیث میں منقول ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو انکی اصلی صورت میں دیکھا ہے کہ جنکے سات سو بازو یعنی پر ہیں اور ہر پر کی لمبائی کا یہ عالم ہے کہ وہ آسمان کے کنارہ کو ڈھانک لیتا ہے اور انکے پروں سے زینت والی چیزیں، موتیاں اور یاقوت وغیرہ جھڑتے ہیں جسے اللہ ہی جانتا ہے۔ (مسند احمد۔ مسند عبداللہ بن مسعود۔ ۳۷۴۸) دیگر احادیث اور قرآنی ہدایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اپنی اصلی صورت میں دو مرتبہ دیکھا ہے ایک زمین پر اور دوسرا آسمان پر معراج کے سفر کے وقت (تفسیر قرطبی۔ ج ،۱۷۔ص، ۸۷) امام قرطبی علیہ الرحمہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام افق اعلی پر نمودار ہوئے اور آپ کے پر نے سارے مشرق اور مغرب کو گھیر لیا تو آپ علیہ السلام یہ دیکھ کر بے ہوش ہو گئے اور اس وقت آپ حرا کے پاس تھے، پھر جبرئیل علیہ السلام فورا انسانی شکل میں نیچے آئے اور آپ کو اپنے سینہ سے لگا کر آپ کے چہرے سے مٹی کو صاف کرنے لگے، جب آپ علیہ السلام ہوش میں آئے تو آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اے جبرئیل! میں نے تو سوچا بھی نہیں کہ اللہ تعالی نے اس

صورت پر کسی کو پیدا کیا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے محمد! میں نے تو بس اپنے دو پر کھولے تھے جبکہ میرے چھ سو پر ہیں اور میں تو اللہ کی ایک ادنی سی مخلوق ہوں، مجھ سے بڑھ کر تو حضرت اسرافیل ہیں کہ جنکے سات سو پر ہیں اور انکا ہر پر میرے تمام پروں کے برابر ہے، وہ کبھی کبھی اللہ کے خوف سے سکڑ جاتے ہیں اور ایک چھوٹے سے پرندے کی طرح ہوجاتے ہیں جیسے کہ ایک چھوٹی چڑیا۔ (ج ۱۷، ص ۸۷)

﴿درس نمبر ۲۰۶۰﴾ انہوں نے اس فرشتہ کو ایک اور مرتبہ دیکھا ہے ﴿النجم ۱۱ تا ۱۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى O اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى O وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى O عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى O عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى O اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى O مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ مَا كَذَبَ جھوٹ نہیں بولا الْفُؤَادُ دل نے مَا جو کچھ رَاٰى اس نے دیکھا اَفَتُمٰرُوْنَهٗ کیا پھر تم جھگڑتے ہو اس سے عَلٰى مَا اس پر جو يَرٰى اس نے دیکھا وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق رَاٰهُ اس نے دیکھا اس کو نَزْلَةً ایک بار اُخْرٰى اور بھی عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک عِنْدَهَا اس کے نزدیک ہی ہے جَنَّةُ الْمَاْوٰى جنت الماوٰی اِذْ جب يَغْشَى ڈھانپ رہا تھا السِّدْرَةَ سدرہ کو مَا جو کچھ يَغْشٰى ڈھانپ رہا تھا مَا زَاغَ نہیں بہکی الْبَصَرُ نگاہ وَ اور مَا طَغٰى نہ وہ حد سے بڑھی۔

ترجمہ: ۔ جو کچھ انہوں نے دیکھا دل نے اس میں کوئی غلطی نہیں کی، کیا پھر بھی تم ان سے اس چیز کے بارے میں جھگڑتے ہو جسے وہ دیکھتے ہیں؟ اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اس (فرشتے) کو ایک اور مرتبہ دیکھا ہے، اس بیر کے درخت کے پاس جس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے، اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے، اس وقت اس بیر کے درخت پر وہ چیزیں چھائی ہوئی تھیں جو بھی اس پر چھائی ہوئی تھیں، (پیغمبر کی) آنکھ نہ تو چکرائی اور نہ حد سے آگے بڑھی۔

تشریح: ۔ ان سات آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو کچھ انہوں نے دیکھا ہے دل نے اس میں کوئی غلطی نہیں کی۔

۲۔ کیا پھر بھی تم ان سے اس چیز کے بارے میں جھگڑتے ہو جسے وہ دیکھتے ہیں؟۔

۳۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اس فرشتہ کو ایک اور مرتبہ دیکھا ہے۔

۴۔ اس بیر کے درخت کے پاس جسکا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ ۵۔ اسی کے پاس جنت الماوی ہے۔

۶۔ اس وقت اس بیر کے درخت پر وہ چیزیں چھائی ہوئی تھیں جو بھی اس پر چھائی ہوئی تھیں۔

۷۔ پیغمبر کی آنکھ نہ تو چکرائی اور نہ حد سے آگے بڑھی۔

اللہ تعالیٰ بیان فرمارہے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو جو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے انکے دل نے بھی اسکی تصدیق کی یعنی انہوں نے حضرت جبرئیل کو ہی دیکھا ہے کسی اور کو نہیں اور اس بات پر انکا دل متفق بھی تھا، تو پھر تم اے لوگو! ان سے اس چیز کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو؟ جسے انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، یعنی وہ تم سے کہتے ہیں کہ میں نے جبرئیل علیہ السلام کو انکی اصلی صورت میں دیکھا ہے تو تم اس بات کا انکار کیوں کرتے ہو؟ جبکہ خود دیکھنے والا ہی تم سے بیان کررہا ہے اسکے باوجود بھی تم اسکی بات نہیں مانتے، یہ دیکھنا صرف ایک بار نہیں بلکہ دو دوبار ہوا ہے، ایک تو وہی دنیا میں جسکا تذکرہ پچھلے درس میں گزرا اور دوسری مرتبہ معراج کے وقت سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔ یہ سدرۃ المنتہیٰ کیا چیز ہے؟ تو اس سلسلہ میں منقول ہے کہ یہ سدرۃ المنتہیٰ ایک درخت ہے جو ساتویں آسمان پر اور بعض روایات میں چھٹویں آسمان پر ہے کہ جس کے آگے کوئی نہیں جاسکتا ہے خود جبرئیل علیہ السلام بھی اس حد سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور اسی درخت کے پاس وہ باغ ہے کہ جہاں مومنوں کی روحیں ٹھکانہ لئے ہوئے ہیں جسکی وجہ سے اسے جنت الماویٰ کہا جاتا ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ رسولِ رحمت ﷺ کی معراج جسمانی تھی نہ کہ صرف روحانی۔ (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۷۔ص، ۱۰۲). بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہاں پر رویت سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے معراج کے وقت اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۷۔ص، ۹۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حقیقی آنکھوں سے دیدار کیا یا دل کی آنکھوں سے اس میں علماء کا اختلاف ہے لیکن راجح اور مشہور قول یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار فرمایا ہے لیکن آپ کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کا پورا ادراک نہ کرسکیں جو کہ جنت میں ہوگا۔ واللہ اعلم۔

آگے فرمایا گیا کہ اس وقت جب کہ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے معراج کے وقت ہم کلام ہورہے تھے اس درخت یعنی سدرۃ المنتہیٰ پر جو چیزیں چھائی ہوئی تھیں اسے بیان نہیں کیا جاسکتا، بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان اسکی مکمل تصویر کشی کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور اسکی آنکھوں نے جو کچھ دیکھا اسکی زبان اسے ہوبہو بیان نہیں کرپاتی، ایسا ہی معاملہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت ہوا، لیکن بعض روایات میں آیا ہے کہ اس وقت اس درخت پر سونے کے پرندوں کی شکل میں لاتعداد فرشتے اس درخت پر اللہ تعالیٰ کے دیدار کی خاطر جمع ہوگئے تھے۔ (مسلم۔ ۱۷۳، ترمذی۔ ۳۲۷۶) اور ایک حدیث میں اس سدرۃ المنتہیٰ کی منظر کشی کرتے ہوئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سدرۃ المنتہیٰ پر بھی لیجایا گیا، تو میں نے دیکھا کہ اس درخت کے پھل ایسے بڑے بڑے ہیں جیسے کہ شہر ہجر کا ایک مٹکہ ہوتا ہے، اور اسکے پتے ہاتھی کے کان کے برابر ہیں، اس درخت کے نیچے سے چار نہریں نکل رہی تھیں تو میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ اے جبرئیل! یہ نہریں کیسی ہیں تو جبرئیل علیہ السلام نے

فرمایا کہ یہ جو باطنی نہریں ہیں وہ جنت میں ہیں اور جو ظاہری نہریں ہیں جو دنیا کی نہریں فرات اور نیل ہیں۔ (بخاری۔۳۲۰۷) اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نبی رحمت ﷺ کو سدرۃ المنتھی کا ذکر فرماتے سنا تو آپ کہہ رہے تھے کہ اس درخت کی ٹہنی ہی اتنی بڑی ہے کہ اگر کوئی سوار اسکے نیچے سے گزرے تو صرف ٹہنی کو پار کرنے کے لئے اسے سو سال لگ جائیں گے، یا فرمایا کہ اس ٹہنی کے نیچے سو آدمی بڑی آسانی سے آرام فرمائیں گے (یحییٰ بن عباد کو حدیث کے الفاظ میں شک ہے کہ آپ نے سوار کا تذکرہ فرمایا یا سو آدمیوں کا)۔ (ترمذی۔۲۵۴۱) اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ نبی نے جب ان کو دیکھا (خواہ وہ بعض مفسرین کے مطابق اللہ کا دیدار ہو یا بعض کے قول کے مطابق جبرئیل کا) تو آنکھیں انہیں دیکھتے وقت ادھر ادھر نہیں ہوئیں بلکہ بالکل آسانی اور پوری نظر کے ساتھ آپ نے انہیں دیکھا، یہاں اس بات کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کفار و مشرکین کو یہ بتایا جائے کہ آپ علیہ السلام نے انہیں دیکھنے میں کوئی دھوکہ نہیں کھایا لہٰذا انکی کہی ہوئی بات کو تسلیم کرلو۔

کیا تمہارے لئے بیٹے اور اللہ کیلئے بیٹیاں؟

﴿درس نمبر ۲۰۶۱﴾ ﴿النجم ۱۸۔تا۔ ۲۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۝ اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَقَدْ یقیناً رَاٰى اس نے دیکھیں مِنْ اٰيٰتِ بعض نشانیاں رَبِّهِ اپنے رب کی الْكُبْرٰى بڑی اَفَرَءَيْتُمُ تم مجھے خبر دو اللّٰتَ لات وَ اور الْعُزّٰى عزّیٰ کی وَ اور مَنٰوةَ منات الثَّالِثَةَ تیسرے کی الْاُخْرٰى جو گھٹیا ہے اَلَكُمُ کیا تمہارے لیے ہیں الذَّكَرُ لڑکے وَ اور لَهُ اسکے لیے الْاُنْثٰى لڑکیاں تِلْكَ یہ تو اِذًا اس وقت قِسْمَةٌ تقسیم ہے ضِيْزٰى غیر منصفانہ اِنْ نہیں ہیں هِيَ یہ اِلَّاۤ مگر اَسْمَآءٌ چند نام ہی سَمَّيْتُمُوْهَاۤ کہ تم نے رکھے ہیں وہ نام اَنْتُمْ تم نے وَ اور اٰبَآؤُكُمْ تمہارے باپ دادا نے مَّاۤ نہیں اَنْزَلَ نازل کی اللّٰهُ اللہ نے بِهَا ان کی بابت مِنْ کوئی سُلْطٰنٍ دلیل اِنْ نہیں يَّتَّبِعُوْنَ وہ پیروی کرتے اِلَّا مگر الظَّنَّ گمان کی وَ اور مَا اس چیز کی جو تَهْوَى چاہتے ہیں الْاَنْفُسُ نفس وَ حالانکہ لَقَدْ یقیناً جَآءَهُمْ آچکی ہے ان کے پاس مِّنْ رَّبِّهِمُ ان کے رب کی طرف سے الْهُدٰى ہدایت۔

ترجمہ:۔ سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بہت کچھ دیکھا، بھلا کیا

تم نے لات اور عزیٰ (کی حقیقت) پر بھی غور کیا ہے؟ اور اس ایک اور تیسرے پر جس کا نام منات ہے؟ کیا تمہارے لئے تو بیٹے ہوں اور اللہ کے لئے بیٹیاں؟ پھر تو یہ بڑی بھونڈی تقسیم ہوئی! ان کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ یہ کچھ نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ داداوں نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کے حق میں کوئی ثبوت نازل نہیں کیا، درحقیقت یہ (کافر) لوگ محض وہم اور نفسانی خواہشات کے پیچھے چل رہے ہیں، حالانکہ ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے۔

تشریح: ۔ان چھ آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بہت کچھ دیکھا ہے۔

۲۔ بھلا کیا تم نے لات وعزیٰ کی حقیقت پر بھی غور کیا؟ ۳۔ اس تیسرے پر بھی جسکا نام منات ہے؟

۴۔ کیا تمہارے لئے تو بیٹے ہوں اور اللہ کے لئے بیٹیاں؟ ۵۔ پھر تو یہ بڑی بھونڈی تقسیم ہے۔

۶۔ ان کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ کچھ نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ داداوں نے رکھ لئے ہیں۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں کوئی ثبوت نازل نہیں کیا۔

۸۔ درحقیقت یہ کافر لوگ محض وہم وگمان اور نفسانی خواہشات کے پیچھے چل رہے ہیں۔

۹۔ حالانکہ انکے پاس انکے پروردگار کے پاس سے ہدایت آچکی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے مشرکو! جب یہ نبی تم سے کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو انکی اصلی صورت میں دیکھا ہے تو تم کیوں یقین نہیں کرتے؟ حالانکہ ہم نے تو انہیں اپنی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بہت کچھ دکھلایا ہے تو اب اس بات میں شک کرنا کہ انہوں نے حضرت جبرئیل کو نہیں دیکھا بالکل لغو بات ہے، یہاں اللہ تعالیٰ نے صرف آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ فرمایا لیکن وہ کونسی بڑی نشانیاں ہیں جو آپ علیہ السلام نے دیکھیں اسے بیان نہیں فرمایا گیا؟ لہذا ہم بھی ان نشانیوں کو نہیں جان سکتے کہ وہ کونسی نشانیاں ہیں لیکن بعض مفسرین نے اسکی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے موقع پر آسمانوں کی سیر کررہے تھے وہ وہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم غیب کے عجائبات کو دیکھا اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ آپ علیہ السلام نے جنت کے سبز گدوں کو وہاں پر دیکھا جو سارے آسمان کے افق کو گھیرے ہوئے تھے اور بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام کا انکی اصلی صورت میں دیدار ہے کہ آپ علیہ السلام نے انہیں اس حالت میں صرف دومرتبہ دیکھا ایک مرتبہ دنیا میں اور ایک مرتبہ معراج کے وقت آسمان دنیا میں۔ الغرض مراد جو بھی ہو اسے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کونسی نشانیاں ہیں جو آپ نے وہاں پر مشاہدہ فرمایا اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اس رب کی عبادت کی جانب بلاتے ہیں کہ جس نے اس دنیا و جہاں کو پیدا فرمایا اور ہر ایک چھوٹی بڑی چیز اسی

کی مخلوق ہے تو پھر تم اسکی عبادت کی جانب کیوں نہیں آتے؟ اور تم اسے چھوڑ کر باطل معبودوں کی جیسے کہ لات وعزی اور منات وغیرہ کی عبادت کرتے ہو، بھلا کیا تم نے ان بتوں کو کبھی غور سے دیکھا؟ کیا ان بتوں نے تمہارے نفع ونقصان کیلئے کچھ کیا ہے؟ یا انہوں نے کوئی چھوٹی سی بھی چیز پیدا کی ہے کہ جسکی بنا پر تم انہیں معبود تسلیم کرتے ہو؟ جب ایسا کچھ بھی نہیں ہے اور یہ کسی کام کے نہیں ہیں بلکہ یہ خود اپنا کام تک نہیں کر سکتے تو پھر یہ کیسے معبود ہو گئے؟ اگر تمہارے پاس عقل ہو تو تم سوچ لو کہ کیا یہ معبود بننے کے قابل ہیں؟۔ یہاں اللہ تعالی نے خاص کر تین باطل معبودوں کے نام ذکر فرمائے وہ اس لئے کہ عرب میں انہی تین معبودوں کی بکثرت عبادت کی جاتی تھی اسی لئے انہیں بیان فرمایا اور کہا جاتا ہے کہ لات سفید، صاف وشفاف اور نقش ونگار کیا ہوا ایک پتھر تھا جو طائف میں رکھا ہوا تھا جس کی بنو ثقیف پرستش کیا کرتے تھے اور عزی ایک درخت تھا جسکی قریش اور بنو کنانہ پوجا کیا کرتے تھے اور منات ایک گھر تھا جسکی اوس وخزرج اور بنو خزاعہ عبادت کیا کرتے تھے اور بعض نے کہا کہ یہ سارے بت ہی تھے جسکی اہل مکہ عبادت کیا کرتے تھے۔

اور کہا کرتے تھے کہ یہ ہمارے معبود اللہ کی بیٹیاں ہیں اور فرشتے بھی اللہ کی بیٹیاں ہیں تو کل قیامت کے دن یہ ہماری اللہ کے یہاں سفارش کریں گے اور ہمیں عذاب سے بچالیں گے، ان کے اسی گمان کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ تم نے ان معبودوں کو اللہ کی اولاد کہا جو کہ بالکل غلط ہے اس لئے کہ اللہ تعالی کی ذات ان سب چیزوں سے پاک ہے اور تم نے ان معبودون کو اللہ کی بیٹیاں کہا جبکہ تم بیٹیوں کو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو تو پھر تم نے انہیں اللہ کی بیٹیاں کیسے بنا دیا؟ تمہاری یہ تقسیم تو ناانصافی پر مبنی ہے، اگر تم انہیں اللہ کے بیٹے بھی کہہ لیتے تب بھی وہ درست نہ ہوتا اس لئے کہ اللہ کی ذات ان سب چیزوں سے پاک ہے اور جو تم انہیں یہ نام دے رہے ہو کہ فلاں بت جو کہ ہمارا معبود ہے لات، عزی اور منات وغیرہ ہیں یہ سب تمہاری اپنی اور تمہارے باپ داداوں کی ایجاد ہیں اللہ تعالی نے انہیں معبود نہیں بنایا اور نہ انکے معبود ہونے پر کوئی دلیل اللہ تعالی نے اپنی کسی کتاب میں دی ہے، یہ محض تمہارا اپنا خیال ہے اور تم اپنے وہم وگمان کی پیروی کر رہے ہو اور جو تمہارا نفس تم سے کہتا ہے تم وہی کرتے ہو حالانکہ تمہارے پاس ہم نے اپنے پیغمبر کو تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے تم ان سے ہدایت حاصل کر سکتے ہو اور وہ تمہیں خود ہدایت کی طرف بلاتے ہیں اور سمجھاتے ہیں نیز ساری چیزیں کھول کھول کر تمہارے سامنے بیان کرتے ہیں اور ان سب پر دلائل بھی پیش کرتے ہیں مگر ان سب کے باوجود تم ہو کہ ہدایت حاصل کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہو، یہ تمہاری اپنی مرضی ہے ہم کسی کو بھی ہدایت کے لئے مجبور نہیں کرتے جو ہدایت پانا چاہے وہ ہدایت پالے اور جو گمراہ ہونا چاہے گمراہ ہو جائے ان سب کا حساب ہم آخرت میں لیں گے بس تم اس کے لئے تیار رہو جاو۔

﴿درس نمبر ۲۰۶۲﴾ کیا انسان کو ہر وہ چیز ملتی ہے جس کی وہ تمنا کرتا ہے ﴿النجم ۲۴۔تا۔۲۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى O فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى O وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْ ۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَمْ کیا ہے لِلْاِنْسَانِ انسان کے لیے مَا جو تَمَنّٰى وہ تمنا کرے فَلِلّٰهِ چنانچہ اللہ ہی کے لیے ہے الْاٰخِرَةُ پچھلا جہاں وَ اور الْاُوْلٰى پہلا جہاں وَ اور كَمْ مِّنْ کتنے ہی مَّلَكٍ فرشتے ہیں فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں لَا تُغْنِيْ کہ فائدے نہیں دے گی شَفَاعَتُهُمْ ان کی سفارش شَيْئًا کچھ بھی اِلَّا مگر مِنْ بَعْدِ اَنْ اس کے بعد کہ يَّاْذَنَ اجازت دے گا اللّٰهُ اللہ لِمَنْ جس کے لیے يَّشَآءُ وہ چاہے گا وَ اور يَرْضٰى وہ پسند کرے گا۔

ترجمہ:۔ کیا انسان کو ہر اس چیز کا حق پہنچتا ہے جس کی وہ تمنا کرے؟ (نہیں!) کیونکہ آخرت اور دنیا تو تمام تر اللہ ہی کے اختیار میں ہیں اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں جن کی سفارش کسی کے کچھ بھی کام نہیں آسکتی، البتہ اس کے بعد ہی کام آسکتی ہے کہ اللہ جس کے لئے چاہے اجازت دیدے اور اس پر راضی ہوجائے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا انسان کو ہر وہ چیز ملتی ہے جسکی وہ تمنا کرتا ہے؟۔

۲۔ اس لئے کہ آخرت اور دنیا تو تمام تر اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

۳۔ آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں جنکی سفارش کسی کے بھی کچھ کام نہیں آئے گی۔

۴۔ ہاں! البتہ اسی کے بعد کام آسکتی ہے جبکہ اللہ جسکے لئے چاہے اجازت دیدے۔

۵۔ اللہ اس سفارش پر راضی بھی ہو۔

اللہ تعالی ان مشرکین کے سامنے یہ بات واضح فرما رہے ہیں کہ دیکھو! تم ان باطل معبودوں کی عبادت کرتے ہو اور تم ان سے اپنی حاجات بیان کرتے ہو تو بھلا یہ بتاؤ کہ دنیا میں تمہیں کیا ہر وہ چیز مل گئی جسکی تم نے یہاں تمنا کی تھی؟ نہیں! وہ اس لئے کہ تمہاری تمنا پوری کرنا نہ کرنا اور تمہاری مانگی ہوئی چیزیں تمہیں دینا یا نہ دینا یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے، اسی کے حکم پر ہر فیصلہ طے پاتا ہے چاہے تم کتنی ہی تمنائیں کرلو، چاہے تم اپنے باطل معبودوں کے سامنے ہاتھ پھیلالو اور کتنا ہی ان سے التجائیں کرلو تمہیں کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے نہ اس دنیا میں کوئی چیز اللہ کے حکم کے بغیر انجام پاسکتی ہے اور نہ ہی آخرت میں اور تم تو یہ دعوی کرتے ہو کہ یہ ہمارے باطل معبود اور یہ فرشتے کل قیامت کے دن اللہ تعالی کے سامنے تمہاری سفارش کریں گے اور اللہ تعالی انکی سفارش کو رد نہیں فرمائے گا اور تم اس طرح

جنت میں چلے جاؤ گے، تمہارا یہ خیال بالکل باطل ہے اور تم غلط فہمی میں جی رہے ہو، ایسا بالکل نہیں ہونے والا ہے اور وہاں پر کسی کی اتنی جرات و ہمت نہیں ہوگی کہ وہ اللہ تعالی کے سامنے کسی کی سفارش کر سکے، تم ہی دیکھلو کہ آسمان میں کتنے سارے فرشتے رہتے ہیں کہ ہر روز ستر ہزار فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں اور پھر ایک بار طواف کرنے کے بعد قیامت تک انہیں پھر طواف کرنے کا موقع نہیں ملتا، تو سونچو کہ آسمان میں کتنے فرشتے موجود ہیں؟ اور وہ اللہ کی کتنی عبادت کرتے ہیں؟ اسکا تم اندازہ نہیں لگا سکتے تو الغرض اسکے باوجود بھی ان سارے فرشتوں میں بھی یہ ہمت وقوت نہیں کہ وہ کسی کی اللہ کے حکم کے بغیر سفارش کریں، ہاں! البتہ اگر اللہ نے انہیں اجازت دی ہو تو اور بات ہے اور ایسا بھی نہیں کہ وہ جسکی بھی سفارش کریں گے اسے قبول کرلیا جائے گا نہیں! بلکہ سفارش بھی انہی کی ہوگی جنکی سفارش کرنے کا اللہ ہی حکم دے کہ فرشتے بھی ہر کسی کی سفارش نہیں کر سکتے، تو جب اللہ تعالی کی ایسی فرمانبردار مخلوق جن سے کبھی گناہ نہیں ہوا وہ کسی کی سفارش کرنے کا حق نہیں رکھتے تو یہ معبود جنکو تم اس رب کا شریک ٹھہراتے ہو کیسے سفارش کر پائیں گے؟ لہٰذا اے مشرکو! یہ خیال اپنے دل و دماغ سے نکالدو کہ ہم یہاں دنیا میں اللہ کی نافرمانی کر رہے ہیں اور کل قیامت میں فرشتوں کی سفارش سے جنت میں چلے جائیں گے۔ جنت میں وہی جائے گا جو اپنے رب کی مان کر یہ دنیوی زندگی گزارے گا اور اسکا مطیع و فرمانبردار بن کر رہے گا تو کامیابی کل قیامت میں اسی کی ہونے والی ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۶۳﴾ وہم و گمان حق کے مقابلہ میں بالکل کارآمد نہیں ﴿النجم ۲۷۔تا۔۳۰﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِنَّ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوۡنَ الۡمَلٰٓئِكَةَ تَسۡمِيَةَ الۡاُنۡثٰى O وَمَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ ؕ اِنۡ يَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغۡنِىۡ مِنَ الۡحَـقِّ شَيۡـئًا O فَاَعۡرِضۡ عَنۡ مَّنۡ تَوَلّٰى ۙ عَنۡ ذِكۡرِنَا وَلَمۡ يُرِدۡ اِلَّا الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا O ذٰلِكَ مَبۡلَغُهُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اهۡتَدٰى O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلاشبہ الَّذِيۡنَ وہ لوگ جو لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ایمان نہیں لاتے بِالۡاٰخِرَةِ آخرت پر لَيُسَمُّوۡنَ البتہ وہ نام رکھتے ہیں الۡمَلٰٓئِكَةَ فرشتوں کے تَسۡمِيَةَ نام الۡاُنۡثٰى زنانے وَ حالانکہ مَا نہیں ہے لَهُمۡ ان کو بِهٖ اس کا مِنۡ کوئی عِلۡمٍ علم اِنۡ يَّتَّبِعُوۡنَ وہ اتباع نہیں کرتے اِلَّا مگر الظَّنَّ گمان کا وَ اور اِنَّ بلاشبہ الظَّنَّ گمان لَا يُغۡنِىۡ فائدہ نہیں دیتا مِنَ الۡحَـقِّ حق کے مقابلے میں شَيۡـئًا کچھ بھی فَاَعۡرِضۡ لہٰذا آپ اعراض کریں عَنۡ مَّنۡ اس سے جو تَوَلّٰى روگردانی کرے عَنۡ ذِكۡرِنَا ہمارے ذکر سے وَ اور لَمۡ يُرِدۡ اس نے ارادہ نہیں کیا اِلَّا مگر

الۡحَيٰوةَ زندگی الدُّنۡيَا دنیا کی ذٰلِكَ یہی مَبۡلَغُهُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ انتہا ہے ان کے علم کی اِنَّ بلا شبہ رَبَّكَ تیرا رب هُوَ وہی اَعۡلَمُ خوب جانتا ہے بِمَنۡ اس شخص کو جو ضَلَّ گمراہ ہوا عَنۡ سَبِيۡلِهٖ اس کے راستے سے وَ اور هُوَ وہی اَعۡلَمُ خوب جانتا ہے بِمَنِ اس شخص کو جس نے اهۡتَدٰى ہدایت پائی۔

ترجمہ:۔ حالانکہ انہیں اس بات کا ذرا بھی علم نہیں ہے، وہ محض وہم وگمان کے پیچھے چل رہے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ وہم وگمان حق کے معاملے میں بالکل کارآمد نہیں، لہذا (اے پیغمبر!) تم ایسے آدمی کی فکر نہ کرو جس نے ہماری نصیحت سے منہ موڑ لیا ہے اور دنیوی زندگی کے سوا وہ کچھ اور چاہتا ہی نہیں، ایسے لوگوں کے علم کی پہنچ بس یہیں تک ہے تمہارا پروردگار ہی خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستے سے بھٹکا ہوا ہے اور وہی خوب جانتا ہے کہ کون راہ پا گیا ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو زنانے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔

۲۔ حالانکہ انہیں اس بات کا ذرا بھی علم نہیں ہے۔ ۳۔ وہ لوگ محض وہم وگمان کے پیچھے چل رہے ہیں۔

۴۔ حقیقت یہ ہے کہ وہم وگمان حق کے معاملہ میں بالکل کارآمد نہیں۔

۵۔ اے پیغمبر! آپ ایسے شخص کی فکر نہ کریں جس نے ہماری نصیحت سے منہ موڑ لیا ہے۔

۶۔ دنیوی زندگی کے سوا وہ کچھ اور چاہتا ہی نہیں۔ ۷۔ ایسے لوگوں کے علم کی سمجھ بس یہیں تک ہے۔

۸۔ آپ کا پروردگار ہی خوب جانتا ہے کہ کون اسکے راستے سے بھٹک چکا ہے۔

۹۔ وہی خوب جانتا ہے کہ کون سیدھے راستے پر ہے۔

اللہ تعالیٰ مشرکین کے اس قول کی کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں تردید فرما رہے ہیں کہ اے پیغمبر! ملائکہ کے اللہ کی بیٹیاں ہونے کی بات وہی لوگ کہتے ہیں جنکا آخرت پر ایمان نہیں ہوتا اور جو قیامت کے دن حساب وکتاب کے منکر ہیں یہ انہیں کی کہاوت ہے اور یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ ایسے لوگ جو بھی بات کہتے ہیں اسکی کوئی حقیقت اور سچائی نہیں ہوتی بلکہ یہ تو انکی وہمی باتیں ہوتی ہیں اور ان وہمی باتوں کا کوئی اعتبار ہی نہیں، سورہ زخرف کی آیت نمبر ۱۹ میں بھی کہا گیا وَجَعَلُوا الۡمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيۡنَ هُمۡ عِبٰدُ الرَّحۡمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوۡا خَلۡقَهُمۡ ؕ سَتُكۡتَبُ شَهَادَتُهُمۡ وَيُسۡئَلُوۡنَ ان مشرکوں نے ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیدیا، کیا یہ لوگ اس وقت موجود تھے جب اللہ نے انہیں پیدا کیا؟ اگر ایسا ہے تو انکی یہ گواہی لکھ لی جائے گی اور قیامت کے دن اس گواہی کے بارے میں ان سے پوچھا جائے گا۔ آگے اللہ تعالیٰ یہی فرما رہے ہیں کہ مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ انہیں ان چیزوں کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں پس یہ لوگ تو ایسے ہیں کہ انکے ذہنوں میں اگر کوئی بات آجائے تو بس اسی کی پیروی کیا کرتے ہیں اور

اسکے بارے میں معلوم کرنا نہیں چاہتے کہ وہ درست ہے یا نہیں؟ اسی لئے یہ لوگ گمراہی میں ڈوبتے چلے جاتے ہیں إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا امام ترمذی علیہ الرحمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گمان سے بچو اس لئے کہ گمان ہی سب سے بڑا جھوٹ ہوا کرتا ہے۔ (ترمذی۔ ۵۱۴۳) چنانچہ ایسے لوگوں کے متعلق نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیحت کی جارہی ہے کہ اے نبی! آپ ان جیسے لوگوں سے اعراض کیجئے جنہوں نے ہمارے ذکر سے منہ موڑا اور انکے منہ نہ لگیے اس لئے کہ انکی فطرت میں حق کو تسلیم کرنا نہیں ہے بلکہ انکے نزدیک تو دنیا ہی سب کچھ ہے، حق، آخرت، نجات وغیرہ ان سب کی انکے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے اور انکے علم کی حد بس یہیں تک ہے کہ انہوں نے دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ لیا اور آخرت کا انکار کردیا، لہذا آپ ان سے اعراض کیجئے اور اللہ تو ویسے بھی جانتا ہے کہ کون اسکے ہدایت والے راستے سے بھٹکا ہوا ہے اور کون اسکے بتلائے ہوئے سیدھے راستے پر قائم ہے، اسی کے حساب سے اللہ تعالی کل قیامت کے دن انہیں انکے کئے کا بدلہ عطا کرے گا، اچھے اعمال کرنے والوں کو اچھا اور برے اعمال کرنے والوں کو برا۔

﴿درس نمبر ۲۰۶۴﴾ برے کام کرنے والوں کیلئے ان کے برے اعمال کا بدلہ ﴿النجم۔۳۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ أَسَاءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ أَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لِلّٰهِ اللہ ہی کے لیے ہے مَا جو کچھ فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں ہے وَ اور مَا جو کچھ فِي الْأَرْضِ زمین میں ہے لِيَجْزِيَ تا کہ وہ سزا دے الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جنہوں نے أَسَاءُوْا برائیاں کیں بِمَا بہ سبب اس کے جو عَمِلُوْا انہوں نے عمل کیے وَ اور يَجْزِيَ وہ جزا دے الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جنہوں نے أَحْسَنُوْا اچھائیاں کیں بِالْحُسْنٰى اچھائی کے ساتھ۔

ترجمہ:۔ اور آسمانوں میں جو کچھ ہے وہ بھی اور زمین میں جو کچھ ہے وہ بھی اللہ ہی کا ہے، نتیجہ یہ ہے کہ جنہوں نے برے کام کئے ہیں وہ ان کو ان کے عمل کا بھی بدلہ دے گا اور جنہوں نے نیک کام کئے ہیں ان کو بہترین بدلہ عطا کرے گا۔

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ آسمانوں میں جو کچھ ہے وہ بھی اور زمین میں جو کچھ ہے وہ بھی اللہ ہی کا ہے۔

۲۔ نتیجہ یہ ہے کہ جنہوں نے برے کام کئے ہیں انہیں اللہ تعالی انکے برے اعمال کا بدلہ دے گا۔

۳۔جنہوں نے نیک کام کئے ہیں انہیں بہترین بدلہ عطا کرے گا۔

ان مشرکین کے معبودوں کی حقیقت اور انکی بے بسی بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی اپنی قدرت بیان کررہے ہیں کہ تم نے تو دیکھ لیا کہ تمہارے یہ باطل معبود کسی کام کے نہیں ہیں اور کل قیامت میں بھی وہ تمہاری کسی قسم کی کوئی مدد کرنے کے قابل نہیں رہیں گے لیکن وہاں اگر کسی کا حکم چلتا ہے اور جسکی عبادت واطاعت کی جاتی ہے وہ ہے مالک الملک، خالق السماوات والارض، اسی کے قبضہٗ قدرت میں ہیں یہ آسمان وزمین، یہ بادل وہوا، یہ چاند و سورج، یہ بحر و بر، یہ انسان وجنات اور جانور، دنیا کی ہر چیز اسی کے قبضہ میں ہے کہ وہ جب چاہے جیسا چاہے انکے ساتھ معاملہ کرسکتا ہے اور اسے ایسا کرنے سے کوئی روکنے والا بھی نہیں ہے، تو غور کرو کہ جو ایسی قدرت وعظمت والا ہے وہ رب ہوگا یا یہ بے بس مٹی کے بنے پتلے جو نہ اپنے آپ خود کوئی مدد کرسکتے ہیں اور نہ ہی کسی دوسرے پر انکا کوئی بس چلتا ہے؟ غور کرلو! ابھی بھی وقت ہے سیدھا راستہ اختیار کرنے کا، آؤ اللہ تعالی کو ایک معبود تسلیم کرلو اور اسکے بتائے ہوئے طریقہ کو اپنالو تا کہ وہ تمہیں کل قیامت کے دن برے عذاب سے بچالے، اس لئے کہ یہ دنیا ہے یہاں اعمال کئے جاتے ہیں اور یہاں کئے ہوئے اعمال کے نتیجہ میں وہاں آخرت میں بدلہ دیا جاتا ہے اور اس دنیا میں اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کرنا، ان سے آرزوئیں اور منتیں مانگنا، ان سے مشکلات کی کشادگی کے لئے دعائیں کرنا یہ سب گناہ کی باتیں ہیں اسکے بجائے اللہ کو ایک ماننا اور اسی کی کہی ہوئی باتوں پر عمل کرنا، اچھائی کی پیروی کرنا، برائی سے دوری اختیار کرنا یہ سب نیکی اور اچھے اعمال ہیں، جب یہ دنیا کا نظام سارا ختم ہوجائے گا اور یہ سب فنا ہوجائے گا تو اللہ تعالی ساری انسانیت کو جمع کریگا اور پھر ان کے کئے ہوئے اعمال کا حساب لے گا چنانچہ جس نے برے اعمال کئے ہونگے انہیں انکے برے اعمال کی سزا دے گا اور جس نے اچھے اعمال کئے ہوں گے انہیں انکے اچھے اعمال کا صلہ عطا کرے گا اور تمہیں معلوم ہے کہ برے اعمال اور اچھے اعمال کا کیا بدلہ ہے؟ برے اعمال کرنے والے کو اللہ تعالی جہنم کی دہکتی آگ میں ڈالے گا اور اچھے اعمال کرنے والے کو پُرعیش باغات میں داخل کرے گا، تو اب فیصلہ تمہارے اختیار میں ہے کہ تمہیں سزا کاٹنی ہے یا پھر عیش وعشرت کے ساتھ رہنا ہے؟ اگر عیش وعشرت کی وہاں زندگی گزارنی ہے تو یہاں دنیا میں اس رب کی مان کر چلو اور اگر سزا پانی ہے تو پھر جو چاہے وہ کرو لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى

جب تم اپنی ماوں کے پیٹوں میں بچے تھے

﴿درس نمبر ۲۰۶۵﴾ ﴿النجم۔۳۲﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ

اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَّذِيْنَ وہ لوگ جو يَجْتَنِبُوْنَ بچتے ہیں كَبٰٓئِرَ کبیرہ الْاِثْمِ گناہوں وَ اور الْفَوَاحِشَ بے حیائی کے کاموں سے اِلَّا سوائے اللَّمَمَ صغیرہ گناہوں کے اِنَّ بلاشبہ رَبَّكَ آپ کا رب وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ بڑی وسیع مغفرت والا ہے هُوَ وہ اَعْلَمُ خوب جانتا ہے بِكُمْ تمہیں اِذْ جب اَنْشَاَكُمْ اس نے پیدا کیا تمہیں مِّنَ الْاَرْضِ زمین سے وَ اور اِذْ جب اَنْتُمْ تم اَجِنَّةٌ بچے تھے فِيْ بُطُوْنِ پیٹوں میں اُمَّهٰتِكُمْ اپنی ماؤں کے فَلَا تُزَكُّوْا پس تم پاکیزگی نہ بیان کرو اَنْفُسَكُمْ اپنے آپ کی هُوَ وہ اَعْلَمُ خوب جانتا ہے بِمَنِ اس کو جس نے اتَّقٰى پرہیزگاری کی۔

ترجمہ:۔ ان لوگوں کو جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں، البتہ کبھی کبھار پھسل جانے کی بات اور ہے، یقین رکھو تمہارا پروردگار بہت وسیع مغفرت والا ہے، وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے، لہٰذا تم اپنے آپ کو پاکیزہ نہ ٹھہراؤ، وہ خوب جانتا ہے کہ کون متقی ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان لوگوں کو جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں۔
۲۔ ہاں! البتہ کبھی کبھار پھسل جائیں تو اور بات ہے۔
۳۔ یقین رکھو! تمہارا پروردگار بہت ہی وسیع مغفرت والا ہے۔
۴۔ وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔
۵۔ جب تم اپنی ماؤوں کے پیٹ میں بچے تھے۔
۶۔ لہٰذا تم اپنے آپ کو پاکیزہ نہ ٹھہراو، وہ خوب جانتا ہے کہ کون متقی ہے؟

پچھلی آیت میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نیک کام کرنے والوں کو بہتر بدلہ عطا فرمائے گا، یہاں اللہ تعالیٰ ان محسنین یعنی نیک اعمال کرنے والوں کی صفات بیان فرما رہا ہے کہ محسنین تو وہ لوگ ہیں جو کبیرہ گناہوں یعنی شرک، قتل، فساد، والدین کی نافرمانی، یتیم کے حقوق کی پامالی وغیرہ سے اپنے آپ کو بچائے رکھتے ہیں اور ساتھ ہی بے حیائی کے جتنے بھی کام ہیں جیسے کہ شراب پینا، زنا کرنا وغیرہ یہ سب کبیرہ گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ بے حیائی کے بھی کام ہیں ان سب سے اپنے آپ کو محفوظ رکھتے ہوں تو ایسے ہی لوگ ہیں جنہیں نیک کہا جا سکتا ہے، ہاں! البتہ کبھی کبھی ان سے بھی کچھ غلطیاں اور گناہ انسان ہونے کی وجہ سے سرزد ہو جاتے ہیں مگر وہ اس پر مصر نہیں رہتے بلکہ فوراً اپنے رب

سے معافی مانگ کر اسکے آگے توبہ کر لیتے ہیں تو ایسے وقت بھی اللہ تعالی انہیں معاف کر دیتا ہے، بعض مفسرین نے یہی إِلَّا اللَّمَمَ کی تفسیر فرمائی اور بعض مفسرین نے اسکے معنی بیان فرمایا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کبائر سے تو بچاتے رہیں لیکن کبھی کبھار صغائر ان سے سرزد ہو جائیں تو اللہ تعالی اسے نظر انداز فرما دے گا جبکہ وہ ان سے بھی توبہ فرما لے، سورۂ نساء کی آیت نمبر ۳۱ میں فرمایا گیا إِن تَجۡتَنِبُوا كَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنكُمۡ سَيِّـَٔاتِكُمۡ وَنُدۡخِلۡكُم مُّدۡخَلًا كَرِيمًا اگر تم ان کبائر سے بچے رہے جن سے کہ تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تمہارے صغائر کو تم سے معاف فرما دیں گے اور تمہیں جنت میں داخل کریں گے، بعض کبائر کی فہرست گنواتے ہوئے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو اور وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی ایسے شخص کو قتل کرنا جسکے قتل کو اللہ تعالی نے حرام فرمایا ہو سوائے حق کی وجہ سے (جیسے کہ حدو غیرہ میں)، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، لڑائی کے وقت میدان جنگ سے بھاگ جانا، بھولی بھالی پاکباز خواتین پر تہمت لگانا، (بخاری۔۲۷۶۶) یہ تمام کے تمام گناہ انسان کو ہلاک کرنے والے ہیں اسکے علاوہ اور بھی بہت سارے کبائر ہیں جن سے انسان کو بچنا چاہئے، اسکا مطلب یہ نہیں کہ کبیرہ گناہوں سے تو بچتے رہیں لیکن صغیرہ گناہوں میں پڑے رہیں، بلکہ کبھی کبھار صغیرہ گناہ اگر سرزد ہو جائیں تو اس پر بھی اللہ تعالی سے گڑگڑا کر توبہ کر لیں ایسے لوگ نیک کہلاتے ہیں کہ جنکا ضمیر انہیں اللہ تعالی کی ادنی سی نافرمانی کرنے پر بھی آمادہ نہیں کرتا، اسی توبہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ اگر بندہ کسی بھی وقت اپنے گناہوں سے توبہ کر لے تو اللہ تعالی اسکی توبہ کو رد نہیں کرے گا اس لئے کہ اللہ تعالی کی صفت تو غفور اور رحیم ہے، اگر کوئی انسان ندامت سے بھرے دو چار آنسو اس رب کے سامنے گرا دے تو اسکی رحمت اس انسان کو بخشے بغیر رہ نہیں پائے گی اور انسان اس رب کو بڑا بخشنے والا پائے گا۔ سورۂ زمر کی آیت نمبر ۵۳ میں فرمایا گیا قُلۡ يَٰعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسۡرَفُوا عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوا مِن رَّحۡمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغۡفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُۥ هُوَ الۡغَفُورُ الرَّحِيمُ اے پیغمبر! آپ میرا پیغام میرے بندوں تک پہنچا دیجئے کہ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، وہ تو تمام گناہوں کو بخشتا ہے وہ ہے ہی بخشنے والا، رحم فرمانے والا۔ یہ جو توبہ ہوتی ہے اسکا تعلق دل سے ہوتا ہے اگر کوئی زبان سے توبہ کر لے لیکن دل اس سے توبہ نہ کرے تو اسکا یہ توبہ کرنا کسی فائدہ کا نہیں اور ایسے شخص کی بخشش بھی نہیں ہوگی، اب یہ کیسے معلوم ہو کہ وہ بندہ دل سے توبہ کر رہا ہے یا نہیں؟ تو یہ بات جان لو کہ اللہ تعالی کو ہر چیز کا علم ہے، وہ انسان کو اچھی طرح سے جانتا ہے، اس وقت بھی وہ اسے جانتا تھا جب اس نے انسان کو مٹی سے بنایا یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور اس وقت بھی جب کہ انسان ماؤوں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں، اسے یہ بھی پتا ہے کہ وہ انسان آگے چل کر کیا کرے گا اور کیا نہیں کرے گا؟ لہٰذا تم اللہ تعالی سے کچھ چھپا نہیں پاوگے، اگر توبہ کرنا ہے اور نیک بننا ہے تو دل سے توبہ کرو اور حقیقت میں نیک بنو یوں دکھاوے کا

بنانا نہ بنو کہ دینداروں جیسا لباس پہن لیا، انکی شباہت اختیار کرلی یا پھر بس لوگوں کو دکھانے کے لئے پارسائی اختیار کرلی ہو، اسکا آخرت میں کچھ فائدہ ہونے والا نہیں ہے ہاں! دنیا میں تم تھوڑا بہت نفع اس طرح اٹھا لوگے لیکن آخرت میں نقصان ہی ہوگا اسی لئے فرمایا جارہا ہے فَلَا تُزَكُّوٓا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى کہ اپنے آپ کو پاکیزہ مت ٹھہراو، کون پاکیزہ ہے اور کون متقی؟ اس رب کو دکھانے کی ضرورت نہیں وہ سب جانتا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۶۶﴾ پیغمبر! بھلا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو حق سے منہ موڑ گیا؟ ﴿النجم ۳۳-تا-۳۸﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَرَاَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى O وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى O اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى O اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى O وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى O اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَفَرَاَيْتَ کیا پھر آپ نے دیکھا الَّذِيْ اس کو جس نے تَوَلّٰى روگردانی کی وَ اور اَعْطٰى اس نے دیا قَلِيْلًا تھوڑا وَّ اور اَكْدٰى بند کردیا اَعِنْدَهٗ کیا اس کے پاس عِلْمُ الْغَيْبِ علم غیب ہے فَهُوَ کہ وہ يَرٰى دیکھ رہا ہے اَمْ لَمْ کیا نہیں يُنَبَّاْ وہ خبر دیا گیا بِمَا اس چیز کی جو فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى موسیٰ کے صحیفوں میں ہے؟ وَ اور اِبْرٰهِيْمَ ابراہیم کے الَّذِيْ وہ جس نے وَفّٰٓى پورا کیا اَلَّا تَزِرُ یہ کہ نہیں بوجھ اٹھائے گی وَازِرَةٌ کوئی بوجھ اٹھانے والی وِّزْرَ بوجھ اُخْرٰى کسی دوسری کا۔

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر!) بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو (حق سے) منہ موڑ گیا اور جس نے تھوڑا سا دیا پھر رک گیا؟ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے جو وہ دیکھ رہا ہو؟ کیا اسے ان باتوں کی خبر نہیں ملی جو موسیٰ کے صحیفوں میں درج ہے اور ابراہیم کے صحیفوں میں بھی جو مکمل وفادار رہے؟ یعنی یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جو حق سے منہ موڑ گیا؟

۲۔ اس شخص کو بھی جو تھوڑا سا دیا اور پھر رک گیا۔ ۳۔ کیا اسکے پاس غیب کا علم ہے جو وہ دیکھ رہا ہو؟

۴۔ کیا اسے ان باتوں کی خبر نہیں ملی جو موسی کے صحیفوں میں درج ہے۔

۵۔ ان باتوں کی بھی جو کہ مکمل وفادار نبی حضرت ابراہیم کے صحیفوں میں ہے۔

۶۔ وہ بات یہ ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی ایمان نہ لانے، اللہ کی اطاعت سے منہ موڑنے والے کا ذکر فرما رہے ہیں کہ اے نبی! کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے حق سے منہ موڑا اور اسکی پیروی کرنے کو برا سمجھا، جس نے تھوڑا سا مال دیا

اور پھر راہ خیر میں خرچ کرنے سے رک گیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسکا ایک اور مطلب بیان فرمایا کہ جس نے اس شخص کی بات مان کر اسکی تھوڑی سی اتباع کی اور پھر بعد میں اس کی اتباع کرنے سے رک گیا، آگے اللہ تعالی فرمار ہے ہیں کہ کیاوہ شخص جسکی اس شخص نے اتباع کی، اسکے پاس غیب کا علم ہے کہ جسکی وجہ سے وہ اوروں کو یہ بتاتا پھر رہا ہے کہ کل قیامت کے دن ایک کا عذاب دوسرا اٹھا پائے گا؟ وہ کون شخص تھا جسکے بارے میں یہاں بیان کیا جارہا ہے؟ تو اس سلسلہ میں علماء تفسیر کے کئی اقوال ہیں بعض نے کہا کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی، بعض نے کہا کہ عاص بن وائل کے بارے میں اور بعض نے کہا کہ یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ابن زید رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک آدمی نے اسلام قبول کیا جس پر ایک اور آدمی نے اسے عار دلائی اور کہا کہ کیا تم نے اپنے بزرگوں کے دین کو چھوڑ دیا؟ کیا تم نے انہیں گمراہ سمجھا اور انکے بارے میں یہ خیال کرلیا کہ وہ جہنمی ہیں؟ اس پر اس اسلام لانے والے نے کہا کہ مجھے دوزخ کے عذاب سے ڈرلگتا ہے جسکی وجہ سے میں نے اسلام قبول کرلیا، یہ سن کر اس عار دلانے والے نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو پھر میں تمہارا عذاب اپنے سر لینے کے لئے تیار ہوں بس مجھے تم اسکے بدلہ تھوڑا سا مال دیدو، تو اس اسلام لانے والے نے اسے تھوڑا سا مال دیدیا لیکن پھر بعد میں اس نے مزید مال کا مطالبہ کیا جس پر ان دونوں میں جھگڑا ہو گیا اور ان دونوں نے ایک عہدنامہ بنوایا اور اس پر گواہ بھی بنالئے جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (الدر المنثور۔ج،۷ص،۶۵۹) مقصد اسکا یہی ہے کہ کل قیامت کے دن جس نے جو کیا ہے اسے اسکی سزا ملے گی کوئی دوسرا شخص کسی اور کا بوجھ اپنے سر نہیں لے پائے گا، وہاں تو ایسا خوفناک عالم ہوگا کہ اولاد اپنے ماں باپ سے تو ماں باپ اپنی اولاد سے دور بھاگتے پھریں گے کہ کہیں وہ ہم سے کسی نیکی دینے کا یا کسی گناہ کے اپنے سر لینے کے مطالبہ نہ کربیٹھیں، يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ (العبس ۳۴۔۳۵) اللہ تعالی اس طرح کی سوچ رکھنے والوں کو نصیحت کررہے ہیں کہ کیا انہیں یہ بات موسی اور ابراہیم علیہما السلام کے صحیفوں میں نہیں ملی؟ یعنی جو بات اس قرآن کریم میں کہی جارہی ہے وہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ یہ بات تو اللہ تعالی نے ہر زمانہ میں اور ہر نبی سے کہلوائی ہے اگر تمہیں یقین نہ ہو تو پچھلے صحائف کھول کر دیکھ لو وہاں تمہیں یہ بات لکھی ہوئی ملے گی کہ کل قیامت کے دن کوئی کسی اور کا بوجھ اٹھا نہیں پائے گا بلکہ جو کچھ اس نے کیا ہے اسی کی سزا اسے دی جائے گی، یہ اللہ تعالی کا انصاف ہے اور وہ بہت ہی انصاف فرمانے والا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۶۷﴾ انسان کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی ﴿النجم ۳۹۔تا۔۴۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى O وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى O ثُمَّ يُجْزٰهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى O

وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اَنْ لَّيْسَ یہ کہ نہیں ہے لِلْاِنْسَانِ کسی انسان کے لیے اِلَّا مگر مَا وہی جو سَعٰى اس نے کوشش کی وَ اور اَنَّ بلاشبہ سَعْيَهٗ اس کی کوشش سَوْفَ عنقریب يُرٰى دیکھی جائے گی ثُمَّ پھر يُجْزٰىهُ اُسے بدلہ دیا جائے گا الْجَزَآءَ بدلہ الْاَوْفٰى پورا وَ اور اَنَّ بے شک اِلٰى رَبِّكَ آپ کے رب ہی کی طرف ہے الْمُنْتَهٰى انتہا

ترجمہ:۔ اور یہ کہ انسان کو خود اپنی کوشش کے سوا کسی اور چیز کا (بدلہ لینے کا) حق نہیں پہنچتا اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی، پھر اس کا بدلہ اسے پورا پورا دیا جائے گا اور یہ کہ آخر کار (سب کو) تمہارے پروردگار ہی کے پاس پہنچنا ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ بات بھی لکھی ہوئی ہے کہ انسان کو اسکی کوشش کے سوا کسی اور چیز کا حق نہیں پہنچتا۔

۲۔ یہ بات بھی لکھی ہوئی ہے کہ اسکی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی۔

۳۔ پھر اسکا بدلہ اسے پورا پورا دیا جائے گا۔

۴۔ یہ بات بھی لکھی ہوئی ہے کہ آخر کار سب کو آپ کے پروردگار ہی پاس پہنچنا ہے۔

پچھلے صحیفوں میں یعنی حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں یہ بات بھی لکھی ہوئی ہے کہ انسان نے جو عمل دنیا میں کیا ہے اسے اسی کا بدلہ اور جزا دی جائے گی، کسی اور کے عمل کا وبال کسی دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا اور نہ ہی کسی اور کی نیکیاں اٹھا کر کسی دوسرے کو دی جائیں گی، اسی آیت سے بعض ائمہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اسے ایصال ثواب کے لئے جو کچھ قرآن وغیرہ پڑھا جاتا ہے یا کوئی اور کام کیا جاتا ہے اسکا ثواب اسے نہیں پہنچتا اس لئے کہ وہ اسکے کئے ہوئے اعمال نہیں ہیں لیکن دیگر ائمہ جیسا کہ احناف وغیرہ فرماتے ہیں کہ اسے ان کے کار خیر کا ثواب پہنچتا ہے جسکا ثبوت حدیث میں موجود ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اسکا عمل رک جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے، صدقۂ جاریہ، اس نے کوئی ایسا علمی کام کیا ہو جس سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہوں اور نیک اولاد جو اسکے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ (ترمذی۔ ۱۳۷۶) اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے روز کوئی کسی اور کے اعمال نہیں لے پائے گا چاہے وہ اچھے اعمال ہوں یا برے مگر دنیا میں انسان مردوں کے لئے ایصال ثواب کرسکتا ہے جسکا ثواب انہیں پہنچتا ہے اور انکے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں کہ انسان جو کچھ دنیا میں کرتا ہے وہ سب کچھ محفوظ ہو رہا ہے جسے کل وہ حشر کے میدان میں دیکھے گا جب اسکے میزان میں وہ اعمال تولے جائیں

گے، سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۱۰۵ میں فرمایا گیا وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ اے نبی! آپ کہئے کہ تم عمل کرتے جاؤ، اب تمہارا پروردگار بھی تمہارا طرزِ عمل دیکھے گا اور اسکا رسول اور مومنین بھی، پھر لوٹا کر تمہیں اس ذات کے سامنے پیش کیا جائے گا جسے چھپی اور کھلی ہر بات کا علم ہے پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کچھ کیا کرتے تھے؟ پھر جب تمہارے اعمال کا تمہیں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اگر اعمال نیک ہوں گے تو اچھا بدلہ اور اگر برے ہوں گے تو برا بدلہ اور تم یہ نہ سمجھو کہ یہ سب کچھ ہونے والا نہیں ہے، بالکل یقینی طور پر یہ سب کچھ ہوگا اس لئے کہ جس رب نے تمہیں پیدا کیا ہے اسی رب کے پاس تمہیں واپس لوٹ کر بھی جانا ہے، فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ پاک ہے وہ ذات جسکے قبضہ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اسی کے پاس تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔ (یٰس ۔ ۸۳) اور وہی رب تمہارا وہاں فیصلہ کرے گا، یہ باتیں بھی پچھلے صحیفوں اور آسمانی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں ۔مروی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے بیچ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ کے رسول کا بھیجا ہوا قاصد ہوں، کیا تم لوگ جانتے ہو کہ ٹھکانہ اللہ ہی کے پاس ہے یا تو جنت میں یا پھر جہنم میں۔ (مستدرک حاکم ۔ ج ۱، ص ۱۵۷، ح ۲۸۱)

﴿درس نمبر ۲۰۶۸﴾ اللہ ہی نے نر اور مادہ کی شکل میں جوڑے بنائے ﴿النجم ۴۳۔تا۔۴۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى O وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا O وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى O مِنْ نُطْفَةٍ إِذَا تُمْنَى O وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرَى O وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَى وَأَقْنَى O وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشِّعْرَى O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور أَنَّهُ بلاشبہ هُوَ وہی أَضْحَكَ ہنساتا ہے وَ اور أَبْكَى وہی رلاتا ہے وَ اور أَنَّهُ بے شک هُوَ وہی أَمَاتَ مارتا ہے وَ اور أَحْيَا زندہ کرتا ہے وَ اور أَنَّهُ بلاشبہ اسی نے خَلَقَ پیدا کیا الزَّوْجَيْنِ جوڑا الذَّكَرَ نر وَ اور الْأُنْثَى مادہ مِنْ نُطْفَةٍ نطفے سے إِذَا جب تُمْنَى وہ ڈالا جاتا ہے وَ اور أَنَّ بلاشبہ عَلَيْهِ اسی کے ذمہ ہے النَّشْأَةَ پیدائش الْأُخْرَى دوسری بار بھی وَ اور أَنَّهُ بے شک هُوَ وہی أَغْنَى غنی کرتا ہے وَ اور أَقْنَى سرمایہ دار بناتا ہے وَ اور أَنَّهُ یقیناً هُوَ وہی ہے رَبُّ رب الشِّعْرَى شِعریٰ کا

ترجمہ:۔ اور یہ کہ وہی ہے جو ہنساتا اور رلاتا ہے اور یہ کہ وہی ہے جو موت بھی دیتا ہے اور زندگی بھی اور یہ کہ اسی نے نر اور مادہ کے دو جوڑے پیدا کئے ہیں (وہ بھی صرف) ایک بوند سے جب وہ ٹپکائی جاتی ہے اور یہ کہ

دوسری زندگی دینے کا بھی اسی نے ذمہ لیا ہے اور یہ کہ وہی ہے جو مالدار بناتا اور دولت کو محفوظ کراتا ہے اور یہ کہ وہی ہے جو شعریٰ ستارے کا پروردگار ہے۔

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ بات بھی کہ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے۔ ۲۔ یہ بھی کہ وہی ہے جو موت بھی دیتا ہے اور زندگی بھی۔

۳۔ یہ بھی کہ اسی نے نر اور مادہ کی شکل میں دو جوڑے پیدا کئے۔

۴۔ وہ بھی صرف ایک بوند سے جب وہ ٹپکائی جاتی ہے۔

۵۔ یہ بھی کہ دوسری زندگی دینے کا اسی نے ذمہ لیا ہے۔

۶۔ یہ بھی کہ وہی مالدار بناتا اور دولت کو محفوظ کراتا ہے۔ ۷۔ یہ بھی کہ وہی شعری ستارے کا مالک ہے۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی کی قدرت کو بیان کیا جارہا ہے کہ اس کتاب کے ساتھ ساتھ پچھلی کتابوں میں یہ بات بھی لکھی ہوئی ہے کہ انسان کو غم خوشی، ہنسی، آنسو، راحت و مشقت سب عطا کرنے والا وہی اللہ ہے جسکی عبادت کرنے کی یہ سارے ہی انبیاء دعوت دیتے آئے اور بندہ جب دنیا میں نیک اعمال کر کے آخرت میں پہنچے گا تو اسے ان اعمال کے بدلہ جو انعام دیا جائے گا جسے دیکھ کر وہ خوش ہوگا، یہ خوشی دینے والا اللہ ہی ہے اور جب بندہ دنیا میں برے اعمال کر کے آخرت میں پہنچے گا تو اس کے لئے تیار شدہ عذاب کو دیکھ کر وہ خوفزدہ اور غمزدہ ہو جائے گا، اسے یہ غم اور خوف دینے والا بھی وہی رب ہے، لہذا اگر خوشی اور ہنسی چاہتے ہو تو اس رب کے احکامات کی پابندی کرو اور اسکی اطاعت تسلیم کرلو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر چند آدمیوں کے پاس سے ہوا جو کہ ہنس رہے تھے، انہیں دیکھ کر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم وہ جان جاو جو میں جانتا ہوں تو تم روو گے زیادہ اور ہنسو گے کم، اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لیکر آئے وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ تو آپ علیہ السلام پھر سے لوٹ کر ان آدمیوں کے پاس آئے اور فرمایا کہ میں چالیس قدم بھی نہیں چلا تھا کہ جبرئیل آئے اور کہا کہ میں تمہارے پاس جاؤں اور یہ آیت سناؤں وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ (الدر المنثور۔ ج، ۷۔ ص، ۲۶۳) نیز فرمایا گیا کہ موت اور زندگی دینا بھی اسی کے ہاتھ میں ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے زندگی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے موت دیتا ہے، کوئی ایسا نہیں کہ جسے اس نے موت دی ہو تو پھر اسے زندہ کر کے دکھلائے، نہ کسی انسان میں طاقت ہے اور نہ ہی کسی فرشتہ میں بلکہ اللہ تعالی ہی موت و حیات کا مالک ہے الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ کہ جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا۔ (الملک۔ ۲) اور فرمایا کہ یہ بات بھی ان کتابوں میں لکھی ہوئی ہے کہ اللہ ہی نے انسان اور حیوان ہر ایک کے دو جنس مذکر اور مونث، عورت اور مرد کو ایک ہی نقطہ کے قطرہ سے پیدا فرمائے، وہی نطفہ جو انسان سے نکلتا ہے رحم میں جاتا ہے اور اس نطفہ کو اللہ تعالی زندگی بخشتا ہے، نطفہ میں کوئی تبدیلی نہیں اسکے باوجود بھی

اللہ تعالی الگ الگ جنس پیدا فرماتا ہے جو کہ اسکی قدرت کی ایک بڑی نشانی ہے، جس طرح اللہ تعالی انسان کو پہلی مرتبہ ایک نطفہ سے پیدا کرسکتا ہے تو وہ یقینا ایک بنے بنائے انسان کو دوبارہ بھی پیدا کرسکتا ہے وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرَىٰ کہ دوسری زندگی دینے کا ذمہ بھی اللہ تعالی ہی نے لیا ہے اور یہ بات بھی بتلادی کہ وہی اللہ کسی کو مالدار بناتا ہے تو کسی کو فقیر، ہر کوئی چاہتا ہے کہ اسکے پاس بھی بہت سارا مال ہو اور عیش بھری زندگی وہ گزارے لیکن اسکی یہ خواہش پوری نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ معاملہ کسی کے ہاتھ میں نہیں سوائے اللہ کے، اگر وہ کسی کو مالدار کرنا چاہے تو اسے کوئی روکنے والا بھی نہیں اور جسے غربت عطا کرے تو اسے کوئی مالدار کرنے والا بھی نہیں، یہ سب اللہ تعالی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور وہ اپنی مصلحت کے لحاظ سے انسانوں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ فرماتا ہے، يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ وہ جسکے لئے چاہتا ہے رزق کی فراوانی کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے تنگی عطا کرتا ہے۔ (العنکبوت۔ ۶۲) اور فرمایا کہ جس شِعْرىٰ نامی ستارے کی یہ قریش کے لوگ عبادت کرتے ہیں وہ خود اس رب کی اطاعت کرتا ہے اور اس ستارہ کا رب بھی اللہ ہی ہے اس لئے کہ وہ اسی کی مخلوق ہے اور اسے بھی اللہ تعالی ہی نے پیدا فرمایا جس طرح تمہیں پیدا فرمایا، کہا جاتا ہے کہ قریش میں سے بنوخزیمہ اور حمیر کے قبیلے اس ستارہ کی پوجا کرتے تھے اور سب سے پہلے اس رسم کو ایجاد کرنے والا ابن ابی کبشہ تھا اس طرح وہاں سے اس ستارہ کی پرستش کی رسم چل پڑی۔ (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۷۔ ص، ۱۳۲)

قومِ عاد، قومِ ثمود، اور قومِ نوح کی ہلاکت

﴿درس نمبر ۲۰۶۹﴾ ﴿النجم ۵۰۔ تا۔ ۵۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا ِۨالْاُوْلٰى O وَثَمُوْدَاۡ فَمَآ اَبْقٰى O وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى O وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى O فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى O فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اَنَّهٗ بلاشبہ اسی نے اَهْلَكَ ہلاک کیا عَادَا ِۨالْاُوْلٰى عادِ اولی کو وَ اور ثَمُوْدَاۡ ثمود کو فَمَآ اَبْقٰى پھر اس نے باقی نہ چھوڑا وَ اور قَوْمَ نُوْحٍ قوم نوح کو بھی مِّنْ قَبْلُ پہلے اِنَّهُمْ بلاشبہ وہ كَانُوْا هُمْ وہی تھے اَظْلَمَ بہت زیادہ ظالم وَ اور اَطْغٰى بڑے سرکش وَ اور الْمُؤْتَفِكَةَ الٹ جانے والی بستی کو اَهْوٰى اس نے زمین پر دے مارا فَغَشّٰىهَا پھر اس کو ڈھانپ لیا اس نے مَا جس نے غَشّٰى ڈھانپا فَبِاَيِّ پھر کونسی اٰلَاۗءِ رَبِّكَ اپنے رب کی نعمتوں میں تَتَمَارٰى تو شک کرے گا؟

ترجمہ:۔ اور یہ کہ وہی ہے جس نے پچھلے زمانے کی قوم عاد کو ہلاک کیا اور ثمود کو بھی اور کسی کو باقی نہ چھوڑا اور اس سے پہلے نوح کی قوم کو بھی (ہلاک کیا)، بیشک وہ سب سے زیادہ ظالم اور سرکش تھے اور جو بستیاں

اوندھی گری تھیں، ان کو بھی اسی نے اٹھا پھینکا تھا، پھر جس (خوفناک) چیز نے انہیں ڈھانپا، وہ انہیں ڈھانپ کر ہی رہی، لہٰذا (اے انسان!) تو اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں میں شک کرے گا؟

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ بات بھی کہ وہی ہے جس نے پچھلے زمانہ کی قوم عاد کو ہلاک کیا۔

۲۔ قوم ثمود کو بھی ہلاک کیا، ان میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا۔

۳۔ اس سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم کو بھی ہلاک کیا۔

۴۔ نوح علیہ السلام کی قوم سب سے زیادہ ظالم اور سرکش تھی۔

۵۔ جو بستیاں اوندھی گری تھیں انکو بھی اسی نے اٹھا پھینکا تھا۔

۶۔ پھر جس خوفناک چیز نے انہیں ڈھانپا، وہ انہیں ڈھانپ کر ہی رہی۔

۷۔ لہٰذا اے انسان! تو اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت میں شک کرے گا؟

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ گزری ہوئی قوموں کی ہلاکت کے واقعات بیان فرما کر نصیحت فرما رہے ہیں تا کہ وہ ان واقعات سے سبق سیکھیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے باز آجائیں چنانچہ فرمایا کہ حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کی کتابوں میں قوم عاد کی ہلاکت کی خبریں بھی موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انکے گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے کیسے سخت عذاب میں انہیں مبتلا کر کے اس دنیا سے مٹادیا اور انکی اس ہلاکت کو رہتی دنیا تک عبرت کا سامان بنادیا، اس قوم کے پاس حضرت ھود علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا تا کہ وہ انہیں ہدایت کا درس دیں مگر ان لوگوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی نافرمانی کی جسکا نتیجہ ہلاکت خیز ہوا، قوم نوح کے بعد سب سے پہلے ہلاک ہونے والی قوم یہی عاد ہے جسکا نسب نوح علیہ السلام سے اس طرح ملتا ہے کہ عاد بن ارم بن سام بن نوح، سورۂ فجر کی آیت نمبر ۶ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا؟ اسکے بعد قوم ثمود کی ہلاکت کو بیان فرمایا جن کے پاس حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا، اس قوم نے بھی اپنے نبی کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پس پشت ڈالدیا اور جن کاموں سے انہیں روکا گیا تھا وہ لوگ انہی کاموں میں پڑے رہے پھر نتیجہ وہی ہوا جو دنیا نے دیکھا، اس طرح ان میں سے کوئی باقی نہ رہا سب کے سب اللہ کے عذاب کے گھیرے میں آگئے فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّن بَاقِيَةٍ کیا آپ ان میں سے کسی کو بچا ہوا پاتے ہیں؟ (الحاقہ۔۸) اور فرمایا کہ ان دونوں قوموں سے پہلے بھی ایک اور قوم تھی جسکو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا اور وہ نوح علیہ السلام کی قوم تھی کہ جنکی سرکشی اور ظلم کی حد تک یہ دونوں قومیں بھی نہیں پہنچ سکیں، یہ قوم تو نافرمانی اور گناہوں میں ان سے بڑھ کر تھی، کہ حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں ساڑھے نوسو سال تک ہدایت کی طرف بلایا مگر

کسی نے ان کی بات نہیں مانی بلکہ یہ لوگ اپنی اولاد کو انکے پاس لیجاتے اور یہ وصیت کرتے کہ دیکھو! ہمیشہ اس آدمی سے بچتے رہنا یہ بہت بڑا جھوٹا ہے نعوذ باللہ، میرے باپ نے بھی مجھے یہی تاکید کی تھی اور میں اب تمہیں تاکید کر رہا ہوں، ان سب قوموں کی ہلاکت وتباہی کا سبب ایک ہی ہے اور وہ ہے اپنے نبی کی نافرمانی اور اللہ کے حکم سے روگردانی توجس قوم میں بھی یہ سبب پایا جائے گا اللہ تعالی اس قوم کو کسی نہ کسی عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دے گا، لہذا تم لوگ بھی اس سے نصیحت حاصل کرواور وہ جوکام کیا کرتے تھے تم ان سے بچوورنہ تمہارا بھی انجام انہی جیسا ہوگا، اسکے بعد فرمایا کہ جوبستیاں اوندھی گری ہوئی تھیں جنکے بارے میں تم نے پچھلی کتابوں میں پڑھا ان بستیوں کو بھی اللہ تعالی ہی نے اٹھا کر پٹک دیا اور وہ اسی طرح زمین پر مردہ پڑے رہے، یہاں ان بستیوں سے مراد شہر مدائن کی بستیاں ہیں کہ جہاں پر حضرت لوط علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا، انکی قوم نے بھی سرکشی کی، ساری حدیں توڑ دیں اور ایسے ایسے گناہ ایجاد کئے جو کہ روئے زمین پر کسی نے نہیں کئے تھے لہذا انہیں بھی اسکی سزا دی گئی اور وہ بھی دیدۂ عبرت بن کر رہ گئے، یہاں پر فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى سے انکے عذاب کی طرف اشارہ کیا گیا کہ جس چیز نے بھی انہیں ڈھانپ لیا وہ ڈھانپنے ہی والی تھی، یعنی ان پر پتھروں کی بارش ہوئی اور پھر انہیں الٹا زمین پر پٹک دیا گیا فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ کہ ہم نے اس زمین کو تہہ وبالا کر دیا اور پکی مٹی کے پتھر ان پر برسائے۔ (الحجر ۷۴) ان سب چیزوں کو دیکھنے کے باوجود تم اللہ تعالی کی کون کونسی نعمتوں میں شک کرو گے؟ یعنی ان تمام قوموں پر جو عذاب آیا وہ تم پر بھی آسکتا تھا مگر اللہ تعالی نے تم پر احسان فرما کر اس عذاب کو تم سے دور رکھا اور یہ نبی تمہیں مختلف انداز سے، مختلف دلائل سے حق کو سمجھاتے ہیں مگر پھر بھی تم انکی بات کو نہیں مانتے آخر کیوں؟ کیا تمہیں اللہ تعالی کی بیان کی ہوئی کسی بات میں شک ہے؟ یا یہ سمجھ رہے ہو کہ ہم تو اس عذاب سے بچے رہیں گے، اگر ایسا ہے تو تم بڑی غفلت میں جی رہے ہو، تمہیں عذاب دیا جائے گا جیسا انہیں دیا گیا لہذا اپنی باری کا انتظار کرو۔

﴿درس نمبر ۲۰۷﴾ جو گھڑی جلد آنے والی ہے وہ قریب آپہنچی ہے ﴿النجم ۵۶-تا-۶۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى O اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ O لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ O اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ O وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ O وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ O فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هٰذَا نَذِيْرٌ یہ ڈرانے والا ہے مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى پہلے ڈرانے والوں میں سے اَزِفَتِ قریب آگئی الْاٰزِفَةُ قریب آنے والی قیامت لَيْسَ نہیں ہے لَهَا اس کو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے اللہ کے

کَاشِفَۃٌ کوئی بھی ظاہر کرنے والا اَفَمِنۡ ھٰذَا الۡحَدِیۡثِ پھراس بات سے تَعۡجَبُوۡنَ تم تعجب کرتے ہو وَ اور تَضۡحَکُوۡنَ تم ہنستے ہو وَ اور لَا تَبۡکُوۡنَ روتے نہیں وَ اور اَنۡتُمۡ تم سٰمِدُوۡنَ کھیل کود میں مست ہو فَاسۡجُدُوۡا اب تم سجدہ کرو لِلّٰہِ اللہ کو وَ اور اعۡبُدُوۡا عبادت کرو

ترجمہ:۔ یہ (پیغمبر) بھی پہلے خبردار کرنے والے پیغمبروں کی طرح ایک خبردار کرنے والے ہیں، جو گھڑی جلدی آنے والی ہے وہ قریب آپہنچی ہے، اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے جو اسے ہٹا سکے، تو کیا تم اسی بات پر حیرت کرتے ہو؟ اور (اس کا مذاق بنا کر) ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو، جبکہ تم تکبر کے ساتھ کھیل کود میں پڑے ہوئے ہو؟ اب (بھی) جھک جاؤ اللہ کے سامنے اور اس کی بندگی کرلو۔

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ پیغمبر بھی پہلے خبردار کرنے والے پیغمبروں کی طرح ایک خبردار کرنے والے ہیں۔

۲۔ جو گھڑی جلد آنے والی ہے وہ قریب آپہنچی ہے۔ ۳۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جو اسے ہٹا سکے۔

۴۔ کیا تم اسی بات پر حیرت کرتے ہو؟ ۵۔ اسکا مذاق بنا کر ہنستے ہو، روتے نہیں ہو؟

۶۔ جبکہ تم تکبر کے ساتھ کھیل کود میں پڑے ہوئے ہو۔

۷۔ اب بھی جھک جاؤ اللہ کے سامنے اور اسکی بندگی کرلو۔

ان کفار و مشرکین سے کہا جارہا ہے کہ جس طرح پچھلے انبیاء نے اپنی اپنی قوموں کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا تھا اور وہ نہ مان کر ہلاک ہوگئے تھے، یہ نبی بھی جو تمہارے درمیان موجود ہیں بس انہی کی طرح ڈرانے والے ہیں، اِنۡ ھُوَ اِلَّا نَذِیۡرٌ لَّکُمۡ بَیۡنَ یَدَیۡ عَذَابٍ شَدِیۡدٍ وہ تو ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے تمہیں خبردار کر رہے ہیں۔ (سبا۔۴۶) اور جس قیامت کے آنے سے وہ پیغمبر تمہیں ڈراتے ہیں اور جسکے آنے کے بارے میں تم ان سے بار بار پوچھتے ہو کہ جس قیامت کا نام لیکر آپ ہمیں ڈراتے ہیں وہ کب آئے گی یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرۡسٰھَا (الأعراف۔۱۸۷) تو سن لو کہ وہ بہت قریب آچکی ہے اَزِفَتِ الۡاٰزِفَۃُ (النجم۔۵۷) اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ (القمر۔۱) اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُھُمۡ (الانبیاء۔۱) وَمَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیۡبٌ (الشوری۔۱۷) اور حدیث میں بھی وارد ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ میں اور قیامت دونوں اس طرح ہیں اور آپ نے اپنی شہادت کی انگلی اور بیچ والی انگلی ملا کر بتلایا (مسند أحمد۔مسند الأنصار۔ح۔سہل بن سعد۔۲۲۸۰۹) اور جب یہ آجائے گی تو کوئی اسے روک نہیں پائے گا نہ تم، نہ تمہارے وہ معبود جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو، ہاں! اگر کوئی اسے روک سکتا ہے تو وہ ہے اللہ رب العزت کی ذات مگر وہ ایسا نہیں کرے گا اس لئے کہ اس نے یہ بات طے کردی کہ قیامت آئے گی اور اسکی طے شدہ بات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی لَا تَبۡدِیۡلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ اللہ

کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی (یونس ۔ ٦٤) اللہ تعالیٰ بیان فرمار ہے ہیں کہ جب تمہیں یہ سب کچھ معلوم ہو گیا تو اسکے بعد بھی تم اس بات پر تعجب کرر ہے ہو اور اس قرآن کے سلسلہ میں تعجب میں پڑے ہوئے ہو؟ جبکہ تمہیں تو یہ سب کچھ جان کر اپنے آپکو ملنے والی سزاوں کے بارے میں سوچ کر رونا چاہئے تھا مگر تمہاری حالت تو یہ ہے کہ تم ان کہی ہوئی باتوں کا مذاق اڑا کر اس پر ہنستے ہو؟ جبکہ مسلمانوں کا حال تو یہ ہے کہ دوزخ کے ذکر سے انکے دل سہم جاتے ہیں اور مارے خوف کے انکی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں اور تم ہو کہ اسے بھلا کر تکبر کے ساتھ پھرتے ہو اور گھمنڈ میں پڑے ہوئے ہو، دیکھو اب بھی وقت ہے سنبھل جاو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گناہوں سے توبہ کر لو ورنہ جب وہ وقت آئے گا تو نہ ہی توبہ قبول ہوگی اور نہ ہی اس وقت سنبھلنے کا موقع ملے گا اسی لئے ابھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت قبول کر لو وہ تمہارے سارے پچھلے گناہ معاف فرما کر تمہیں بخش دے گا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُوْنَ نازل ہوئی تو اہل صفہ نے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور رونے لگے یہاں تک کہ انکے آنسو بہہ کر انکے گالوں پر آ گئے، جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے رونے کی آواز سنی تو انکے ساتھ وہ بھی رو پڑے ہم بھی رو پڑے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کے خوف سے روتا ہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا اور جو گناہوں پر اٹل رہتا ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا، اگر تم گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم کو لے آئے گا جو گناہ کریں گے (پھر توبہ کریں گے) اور اللہ انہیں بخش دے گا اور ان پر رفرمائے گا، وہ تو بڑا بخشنے والا رفرمانے والا ہے ۔ (تفسیر قرطبی ۔ ج ، ۱۷ ۔ ص ، ۱۲۲ ، ۱۲۳) اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے گناہوں پر رونے اور توبہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے ۔ آمین ۔

سُوْرَۃُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۳ رکوع اور ۵۵ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۷﴾ قیامت قریب آنے لگی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے ﴿القمر ۱۔تا۔۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ O وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ O وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ O وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ O حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِقْتَرَبَتِ قریب آگئی السَّاعَةُ قیامت وَ اور انْشَقَّ پھٹ گیا الْقَمَرُ چاند وَ اور اِنْ اگر يَّرَوْا وہ دیکھیں اٰيَةً کوئی نشانی يُّعْرِضُوْا تو اعراض کریں وَ اور يَقُوْلُوْا کہیں کہ سِحْرٌ جادو ہے مُّسْتَمِرٌّ بڑا مضبوط وَ اور كَذَّبُوْا انہوں نے جھٹلایا وَ اور اتَّبَعُوْٓا پیروی کی اَهْوَآءَهُمْ اپنی خواہشوں کی وَ اور كُلُّ ہر اَمْرٍ کام مُّسْتَقِرٌّ ٹھہرا ہوا ہے وَ اور لَقَدْ یقیناً جَآءَهُمْ آچکی ہیں ان کے پاس مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ خبریں مَا وہ فِيْهِ جن میں مُزْدَجَرٌ تنبیہ و نصیحت ہے حِكْمَةٌ دانائی کی بات بَالِغَةٌ مکمل فَمَا تُغْنِ پس فائدہ نہیں دیتیں النُّذُرُ تنبیہات

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کون سی سورت پڑھتے تھے؟ آپ نے کہا آپ ﷺ ان میں قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ پڑھتے تھے۔ (ابوداود۔۱۱۵٤)

ترجمہ:۔ قیامت قریب آگئی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے اور ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ موڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو ایک چلتا ہوا جادو ہے، انہوں نے حق کو جھٹلایا اور اپنی خواہشات کے پیچھے چل نکلے اور ہر کام کو آخر کسی ٹھکانے پر ٹک کر رہنا ہے اور ان لوگوں کو (پچھلی قوموں کے) واقعات کی اتنی خبریں پہنچ چکی ہیں جن میں تنبیہ کا بڑا سامان تھا، دل میں اتر جانے والی دانائی کی باتیں تھیں پھر بھی یہ تنبیہات (ان پر) کچھ کارگر نہیں ہو رہی ہیں۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قیامت قریب آنے لگی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے۔

۲. ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ موڑ لیتے ہیں۔

۳۔ کہتے ہیں کہ یہ تو ایک چلتا ہوا جادو ہے، ان لوگوں نے حق کو جھٹلایا۔

۴۔ اپنی خواہشات کے پیچھے چل نکلے، ہر کام کو آخر کار کسی ٹھکانہ پر ٹک کر رہنا ہے۔

۵۔ ان لوگوں کو پچھلی قوموں کے واقعات کی اتنی خبر پہنچ چکی ہے جن میں تنبیہ کا بڑا اسامان تھا۔

۶۔ دل میں اتر جانے والی دانائی کی باتیں تھیں، پھر بھی یہ تنبیہات ان پر کچھ کارگر نہیں ہو رہے ہیں۔

گمراہ و مشرک لوگوں کو آگاہ کیا جا رہا ہے کہ قیامت بہت قریب آپہنچی ہے جسکی ایک نشانی یہ ہے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے، تو جب سمجھ لینا کہ اس کا وقت قریب آچکا ہے چنانچہ شقِ قمر کا جو معجزہ تھا وہ علامتِ قیامت کے طور پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ظاہر ہو چکا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مکہ نے آپ علیہ السلام سے معجزہ کا مطالبہ کیا جس پر مکہ میں چاند دو مرتبہ دو ٹکڑے ہوا، تب یہ آیت اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ سے لیکر سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ تک نازل ہوئی۔ (ترمذی ۳۲۸۶) اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس وقت ہم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منی میں تھے اس وقت چاند دو ٹکڑوں میں شق ہوا، ایک ٹکڑا (حرا) پہاڑ کے پیچھے کی جانب گیا اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے آگے کی جانب، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ گواہ رہو، یعنی قیامت قریب آچکی ہے اور چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ (ترمذی ۳۲۸۵). جبکہ کفار مکہ نے اس شقِ قمر کے معجزہ کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ تو کوئی جادو ہے جو محمد نے کر دکھایا ہے اس لئے کہ ان کے ذہنوں میں یہ بات تھی کہ کسی انسان کے بس میں ایسا کرنا ناممکن ہے اور ناممکن کو اگر کوئی ممکن کر دکھائے تو یا تو وہ جادو ہوگا یا اپنی آنکھوں کا دھوکہ؟ اس لئے انہوں نے اس شق قمر کے معجزہ کو بھی جادو کا نام دیدیا اور کہا کہ سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ یہ تو چلتا ہوا جادو ہے بس اور کچھ نہیں جو زیادہ وقت تک نہیں رکے گا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت ﷺ کے زمانہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے، یہ دیکھ کر قریش نے کہا کہ یہ تو ابن ابی کبشہ (مراد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم) کا جادو ہے جو اس نے تم پر کر دیا، لہذا تم لوگ مسافرین کے آنے کا انتظار کرو اس لئے کہ محمد سب پر جادو نہیں کر سکتے، تو جب وہ آگئے تو ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو ان لوگوں نے بھی کہا کہ ہاں! ہم نے بھی اسے دیکھا ہے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی۔ج، ۲۔ص، ۲۶۶) اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ ان لوگوں نے حق کے آجانے کے بعد جھٹلا دیا چاہے وہ قرآن ہو یا آپ علیہ السلام کے معجزات ہوں ان سب کو باوجود یہ کہ وہ سچے ہیں، جھٹلا دیا اور پھر اپنی خواہشات اور اپنے مفاد کی جو چیزیں اور باتیں تھیں اسی کو اپنانے لگ گئے، انکی اس حرکت پر ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ خیر تمہیں جو کرنا ہے وہ کرو مگر کب تک ایسا کرو گے؟ ایک نہ ایک دن تو تمہیں اس سے رکنا ہوگا اس لئے کہ ہر چیز اور ہر کام کی ایک انتہا ہوتی ہے چاہے وہ اچھا ہو یا برا، انسان کو اسکا نتیجہ مل کر ہی رہتا ہے لہذا اسکا بھی ایک

انتہائی وقت ہے كُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ بس جب وہ وقت آئے گا تو اسکا بدلہ جسے جو ملنا ہے وہ مل کر رہے گا، لیکن یہ بات بالکل سمجھ سے باہر ہے کہ ان لوگوں نے بہت ساری ہلاکتوں کے واقعات جو پچھلی قوموں کے ساتھ ہوئے دیکھے بھی ہیں اور سنے بھی ہیں اور انکی عبرت ناک سزاوں اور انکے حالات سے وہ واقف بھی ہیں، اسکے باوجود یہ لوگ سمجھ سے کام نہیں لے رہے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی طرح بے وقوف اور ناسمجھ کوئی اور ہے ہی نہیں کہ انکی عقلوں پر نفس پرستی کا پردہ چڑھا ہوا ہے اس لئے حکمت سے بھرے واقعات اور تنبیہات کا ان پر کوئی اثر نہیں ہورہا ہے تو لہٰذا اے پیغمبر! انکے پیچھے آپ مت رہیے انہیں انکے حال پر چھوڑ کر اپنا جو کام ہے وہ کرتے رہا کیجئے۔

﴿درس نمبر ۲۰۷۲﴾ **جس دن پکارنے والا انہیں ایک ناگوار چیز کی طرف بلائے گا** ﴿القمر ۶۔تا۔۸﴾

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ۝ مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَتَوَلَّ چنانچہ آپ موڑ لیجیے عَنْهُمْ ان سے يَوْمَ جس دن يَدْعُ بلائے گا الدَّاعِ بلانے والا إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ نہایت ہولناک چیز کی طرف خُشَّعًا جھکی ہوں گی أَبْصَارُهُمْ ان کی نگاہیں يَخْرُجُونَ وہ نکلیں گے مِنَ الْأَجْدَاثِ قبروں سے كَأَنَّهُمْ گویا کہ وہ جَرَادٌ ٹڈی دل ہے مُّنتَشِرٌ منتشر مُّهْطِعِينَ وہ دوڑ رہے ہوں گے إِلَى الدَّاعِ بلانے والے کی طرف يَقُولُ کہیں گے الْكَافِرُونَ کافر هَٰذَا یہ يَوْمٌ دن ہے عَسِرٌ نہایت سخت۔

ترجمہ:۔ لہٰذا (اے پیغمبر!) تم بھی ان کی پرواہ مت کرو، جس دن پکارنے والا ایک ناگوار چیز کی طرف بلائے گا، اس دن یہ اپنی آنکھیں جھکائے قبروں سے اس طرح نکل کھڑے ہوں گے جیسے ہر طرف پھیلی ہوئی ٹڈیاں، دوڑے جارہے ہوں گے اسی پکارنے والے کی طرف، یہی کافر (جو قیامت کا انکار کرتے تھے) کہیں گے کہ یہ تو بہت ہی کٹھن دن ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! آپ بھی انکی پرواہ مت کیجئے۔

۲۔ جس دن پکارنے والا انہیں ایک ناگوار چیز کی طرف بلائے گا تو اس دن یہ لوگ اپنی آنکھیں جھکائے قبروں سے اس طرح نکلیں گے جیسے کہ پھیلی ہوئی ٹڈیاں۔

۳۔ پھر وہ لوگ اس پکارنے والے کی طرف دوڑے جارہے ہوں گے۔

۴۔ یہی کافر اس وقت کہیں گے کہ یہ تو بڑا کٹھن دن ہے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جارہا ہے کہ ان بے وقوف و ناسمجھ لوگوں سے اعراض کیجئے، انہیں سمجھانے کی خاطر اپنے آپ کو انکے پیچھے مت تھکائیے اس لئے کہ اگر انہیں ایمان لانا ہوتا تو وہ ایمان لاچکے ہوتے جبکہ انکے سامنے واضح نشانیاں اور قرآن موجود ہے اور آپ نے بھی انہیں بہت واضح انداز میں بتا بھی دیا ہے مگر ان سب کے باوجود وہ ایمان نہیں لارہے ہیں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو معلوم ہے کہ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں تو جو ایمان لانے والا ہی نہیں ان کے پیچھے آپ اپنی محنت کیوں ضائع کررہے ہیں؟ اس لئے انہیں چھوڑ دیجئے اس وقت تک جس وقت تک وہ لوگ اس دن کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے اور جس دن کی تیاری کرنے کے لئے انہیں نصیحتیں کی جاتی تھیں، تو جب وہ دن آجائے گا تو انکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور انہیں ایک صدمہ لگے گا کہ یہ تو وہی منظر اور دن ہے جس سے ہمیں دنیا میں ڈرایا جاتا تھا مگر افسوس! ہم اسے مذاق میں لیا کرتے تھے، لہٰذا وہ لوگ مایوسی کے عالم میں ہوں گے کہ ہماری خرابی ہونے ہی والی ہے اور اس فرشتہ کی آواز پر اپنی قبروں سے آنکھیں جھکائے میدان محشر کی طرف چل پڑیں گے جو انہیں اللہ کے حکم سے پکارے گا یعنی حضرت اسرافیل علیہ السلام جب دوبارہ صور پھونکیں گے تو یہ لوگ قبروں سے نکل پڑیں گے، ان کی قبروں سے نکلنے کی منظر کشی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ جب وہ لوگ قبروں سے نکلیں گے تو ایسا عالم ہوگا کہ جیسے ٹڈیاں ایک جھنڈ میں اور ایک بڑی تعداد میں نکل پڑی ہیں، ایسا ہی یہ لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے، سورۃ القارعہ میں بھی فرمایا گیا یَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ جس دن لوگ پھیلے ہوئے ٹڈیوں کی طرح ہوجائیں گے، تو جو اس طرح کے لوگ ہوں گے کہ دنیا میں اللہ کے احکامات اور آیات کو جھٹلاتے تھے، حشر ونشر، جزاوسزا کا انکار کرتے تھے ان پر یہ دن بڑا سخت ہوگا اور انہیں اپنے اعمال کے بدلہ پر ڈر لگنے لگے گا کہ ہم تو دنیا میں سمجھتے تھے کہ یہ سب ہونے والا ہی نہیں ہے جسکی وجہ سے ہم نے اللہ اور اسکے نبی کی ہر بات کو جھٹلایا، اب جبکہ ہم نے یہ گناہ کیا ہے تو ہمارا نتیجہ بھی بہت خطرناک ہونے والا ہے اسی فکر میں وہ لوگ ڈروخوف میں ہونگے جبکہ مومنوں کا حال ایسا نہیں ہوگا اس لئے کہ انہوں نے ان باتوں پر عمل کیا ہے جو آپ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے بتلائی گئیں تو چونکہ اسی رب کے پاس جانا ہے جسکا کہا دنیا میں مانتے تھے تو پھر ڈر کس بات کا؟ اسی وجہ سے وہ لوگ بڑے آرام میں ہوں گے۔ سورۃ مدثر کی آیت نمبر ۹ اور ۱۰ میں فرمایا گیا فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ O عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ O تو یہ دن کافروں پر بڑا سخت ہوگا آسان نہیں ہوگا۔

﴿درس نمبر ۲۰۷۳﴾ زمین کو پھاڑ کر چشموں میں تبدیل کردیا ﴿القمر ۹-تا-۱۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَّازْدُجِرَ O فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي

مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ O فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ O وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ O وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ O تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ O وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ O فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَذَّبَتْ جھٹلایا تھا قَبْلَهُمْ ان سے پہلے قَوْمُ نُوْحٍ قوم نوح نے فَكَذَّبُوْا چنانچہ انہوں نے تکذیب کی عَبْدَنَا ہمارے بندے کی وَ اور قَالُوْا کہا مَجْنُوْنٌ یہ دیوانہ ہے وَّ اور ازْدُجِرَ جھڑک دیا گیا فَدَعَا تب اس نے پکارا رَبَّهٗٓ اپنے رب کو اَنِّيْ بے شک میں مَغْلُوْبٌ مغلوب ہوں فَانْتَصِرْ اب تو انتقام لے فَفَتَحْنَآ چنانچہ ہم نے کھول دیئے اَبْوَابَ دروازے السَّمَآءِ آسمان کے بِمَآءٍ ساتھ پانی مُّنْهَمِرٍ زوردار برسنے والے کے وَّ اور فَجَّرْنَا ہم نے جاری کردیئے الْاَرْضَ زمین سے عُيُوْنًا چشمے فَالْتَقَى تو مل گیا الْمَآءُ پانی عَلٰٓى اَمْرٍ ایک امر پر جو قَدْ قُدِرَ مقدر کیا گیا تھا وَ اور حَمَلْنٰهُ ہم نے سوار کیا اس کو عَلٰى اوپر ذَاتِ اَلْوَاحٍ تختوں والی کے وَّ اور دُسُرٍ میخوں والی کے تَجْرِيْ وہ چلتی تھی بِاَعْيُنِنَا ہماری آنکھوں کے سامنے جَزَآءً بدلہ لینے کے لیے لِّمَنْ اس شخص کا كَانَ کہ تھا كُفِرَ جس کا انکار کیا گیا وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق تَّرَكْنٰهَآ ہم نے چھوڑا تھا اسکو اٰيَةً ایک نشانی فَهَلْ پھر کیا ہے مِنْ کوئی مُّدَّكِرٍ نصیحت پکڑنے والا فَكَيْفَ پھر کیسا كَانَ تھا عَذَابِيْ میرا عذاب وَ اور نُذُرِ میرا اڈراوا

ترجمہ:۔ ان سے پہلے نوح کی قوم نے بھی جھٹلانے کا رویہ اختیار کیا تھا انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور کہا کہ یہ دیوانے ہیں اور انہیں دھمکیاں دی گئیں، اس پر انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ میں بے بس ہو چکا ہوں اب آپ ہی بدلہ لیجئے، چنانچہ ہم نے ٹوٹ کر برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین کو پھاڑ کر چشموں میں تبدیل کر دیا اور اس طرح (دونوں قسم کا) سارا پانی اس کام کے لئے مل گیا جو مقدر ہو چکا تھا اور نوح کو ہم نے ایک تختوں اور میخوں والی (کشتی) پر سوار کر دیا، جو ہماری نگرانی میں رواں دواں تھی تا کہ اس (پیغمبر) کا بدلہ لیا جائے جس کی ناقدری کی گئی تھی اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس کو (عبرت کی) ایک نشانی بنادیا تو کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟ اب سوچو کہ میرا عذاب اور میری تنبیہات کیسی تھیں؟

تشریح:۔ ان آٹھ آیتوں میں تیرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان سے پہلے نوح کی قوم نے بھی جھٹلانے کا رویہ اختیار کیا تھا۔

۲۔ انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا، انہیں دیوانہ کہا اور انہیں دھمکیاں دیں۔

۳۔ اس پر انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ میں بے بس ہو چکا ہوں اب آپ ہی بدلہ لیجئے۔

۴۔ چنانچہ اللہ نے ان پر ٹوٹ کر برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے۔

۵۔زمین کو پھاڑ کر چشموں میں تبدیل کر دیا۔

٦۔اس طرح دونوں قسم کا سارا پانی اس کام کے لئے مل گیا جو مقدر ہو چکا تھا۔

۷۔نوح علیہ السلام کو اللہ تعالی نے ایک تختوں اور میخوں والی کشتی پر سوار کر دیا۔

۸۔جو اللہ تعالی کی نگرانی میں رواں دواں تھی۔ ۹۔تا کہ اس پیغمبر کا بدلہ لیا جائے جسکی نا قدری کی گئی تھی

۱۰۔حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اس کو عبرت کی ایک نشانی بنا دیا۔

۱۱۔تو کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟ ۱۲۔اب سوچو کہ اللہ کا عذاب اور تنبیہات کیسی تھیں؟۔

پچھلی سورت کی آیت نمبر ۵۱ تا ۵۴ میں اللہ تعالی نے قوم عاد، قوم ثمود، قوم نوح اور قوم لوط کی تباہی اور ہلاکت کا اجمالاً ذکر فرمایا، ان آیتوں میں قدرے تفصیل سے ان قوموں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے چنانچہ اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ ان کفار و مشرکین سے پہلے بھی بہت سی قوموں نے اللہ اور اسکے رسول کی باتوں کا انکار کیا اور اسے جھٹلایا جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کہ آپ علیہ السلام نے ایک لمبے عرصہ تک اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی، انہیں سمجھایا، ایمان کی طرف بلایا، گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکا مگر ان لوگوں نے آپ کا کہنا نہیں مانا بلکہ انہیں جھٹلا دیا کہ آپ کوئی نبی نہیں ہیں اور انہیں مجنون اور دیوانہ کہا اور ساتھ میں دھمکیاں بھی دینے لگے کہ اگر آپ اپنی ان حرکتوں سے باز نہیں آوگے تو ہم تمہیں قتل کر دیں گے اور تمہارا برا حشر کر دیں گے جیسا کہ سورۂ حشر کی آیت نمبر ۱۱٦ میں فرمایا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ کہ اے نوح! اگر تم اپنی ان حرکتوں سے باز نہیں آوگے تو ہم تمہیں رجم کر دیں گے، لہذا جب حضرت نوح علیہ السلام انکی دھمکیوں اور ایذا سے تکلیف محسوس کرنے لگے تو آپ علیہ السلام نے اللہ تعالی سے دعا کی کہ اے اللہ! میرے رب! میں ان سے مقابلہ کرنے اور مزاحمت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا بس اب آپ ہی میری مدد کیجئے اور انہیں انکے جرم کی سزا دیجئے، میں جتنا آپ کے دین کی تبلیغ کر سکتا تھا میں نے کیا اور جتنا انکی ایذاوں پر صبر کر سکتا تھا میں نے صبر کیا اب مجھ سے اور صبر نہیں ہو پائے گا اور یہ قوم بھی اب سننے والی نہیں ہے لہذا انہیں اسکی سزا دیجئے، چنانچہ اللہ تعالی نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور آپ کو حکم دیا کہ آپ ایک کشتی تیار کیجئے، چنانچہ آپ اللہ تعالی کے حکم سے کشتی تیار کرنے لگے اور جب وہ کشتی تیار ہو گئی تو اللہ تعالی نے آپ کو حکم دیا کہ آپ اپنے ساتھ ہر جانور کی جوڑی اور اپنے ایمان والوں کو اس کشتی میں سوار کیجئے اسکے بعد اللہ تعالی نے آسمان کو حکم دیا کہ وہ پانی برسائے اور زمین کو حکم دیا کہ وہ پانی اُگلے چنانچہ اس طرح اوپر سے بھی پانی اور نیچے سے بھی پانی آنے لگا حضرت نوح علیہ السلام اور آپ پر ایمان لانے والے تو اس تختوں اور میخوں سے بنی کشتی کے ذریعہ غرق ہونے سے محفوظ رہے، فَأَنجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ (العنکبوت ۱۵) اور اللہ تعالی کی نگرانی میں وہ کشتی چل پڑی اور جودی پہاڑ پر اپنا ٹھکانہ لے لیا لیکن اسکے علاوہ جتنے لوگ تھے وہ سارے کے سارے غرق

ہو کر موت کی نذر ہو گئے فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ، وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ چنانچہ ہم نے ٹوٹ کر برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین کو پھاڑ کر چشموں میں تبدیل کر دیا اور اس طرح (دونوں قسم کا) سارا پانی اس کام کے لئے مل گیا جو مقدر ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو اللہ اور اسکے رسول کا نافرمان ہوتا ہے اور انکی ناقدری کرتا ہے اسکا انجام یہی ہوتا ہے جس طرح اس قوم نوح کا ہوا کہ انہیں اندازہ بھی نہیں تھا کہ اس طرح وہ غرق کئے جائیں گے مگر اللہ تعالیٰ نے انکے مقدر میں یہی لکھا تھا بس وہ ہو کر رہا، یقیناً اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے ان لوگوں کے لئے جو اس نافرمان قوم کے نقش قدم پر چل رہے ہیں، انہیں سوچ لینا چاہئے کہ اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کا انجام کیا ہوتا ہے؟ اب ہے کوئی غور وفکر کرنے والا کہ انہیں یہ سزا انکے کونسے اعمال کی وجہ سے دی گئی؟ اگر ہے تو وہ یقیناً اس نتیجہ کو پا کر نصیحت حاصل کرلے گا، اب تمہیں پتا بھی چل گیا ہوگا کہ جس عذاب سے اللہ تعالیٰ قوموں کو ڈراتے ہیں وہ آ کر رہتا ہے وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا (بنی اسرائیل ۵) اور وہ کتنا خطرناک اور رسوا کن ہوتا ہے تم نے اس واقعہ میں دیکھ بھی لیا لہذا ابھی بھی موقع ہے اپنے اپنے اعمال کو سنوار لو، ایک بار جب وہ وقت آجائے گا تو کسی کو سنبھلنے کا موقع نہیں ملے گا۔

﴿درس نمبر ۲۰۷۴﴾ ہم نے قرآن مجید کو سمجھنے کیلئے آسان بنا دیا ہے ﴿القمر۔۱۷﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق يَسَّرْنَا ہم نے آسان کیا ہے الْقُرْآنَ قرآن کو لِلذِّكْرِ نصیحت کے لیے فَهَلْ تو کیا ہے مِن کوئی مُّدَّكِرٍ نصیحت پکڑنے والا۔

ترجمہ:۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان بنا دیا ہے اب کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟

تشریح:۔ اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان بنا دیا ہے۔

۲۔ اب کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے اس قرآن کو یاد کرنے، نصیحت حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے آسان بنا دیا ہے، تو جو کوئی اسے پڑھے گا وہ اسکی سمجھ میں بڑی آسانی سے آجائے گی، اگر کوئی اسے اپنے سینہ میں محفوظ کرنا چاہے گا تو بڑے آرام سے اسے یاد کر پائے گا

اوران واقعات سے سبق حاصل کرنا چاہے گا تواس کے دل پر بہت زیادہ یہ واقعات اثر کریں گے لیکن شرط یہ ہے کہ کوئی اسے یاد کرنے، سمجھنے اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے آئے، جب کوئی سچا دل لیکر آئے گا تو خالی ہاتھ نہیں لوٹے گا بلکہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوگا جو وہ لیکر آیا ہے، یہ اللہ تعالی کا اس قرآن حکیم کے ساتھ بڑا احسان ہے کہ اس سے پہلے جتنی بھی آسمانی کتابیں تھیں ان آسمانی کتابوں کو صرف انبیاء یا انکے زیر نگراں شاگرد ہی سمجھ پاتے تھے اور پھر وہ دوسروں تک وہ پیغام پہنچاتے لیکن قرآن کی ہر آیت واضح اور بامعنی ہے سوائے متشابہات کے، هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وہی تو وہ رب ہے جس نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی جن میں محکم آیات ہیں جو کہ قرآن کی جان ہے اور بعض متشابہ آیات ہیں تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہی ان آیات کے پیچھے پڑتے ہیں تا کہ کوئی فتنہ وفساد اس آیت سے نکال لیں اور اسکی تاویل معلوم کرلیں، لیکن اسکی تاویل اور صحیح مطلب سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ لہذا ان آیات کو چھوڑ کر جتنی بھی آیتیں قرآن کریم میں موجود ہیں وہ سب کے سب آسان اور قابل فہم ہیں، ہر مسلمان کو قرآن پڑھ کر یہ معلوم ہوجائے گا کہ اسلام میں کیا حرام ہے اور کیا حلال ہے؟ کیا گناہ ہے اور کیا ثواب؟ کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں کرنا چاہئے؟ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس کتاب کو ہمیں پڑھیں اور سمجھیں، سورۂ ص کی آیت نمبر ۲۹ میں فرمایا گیا كِتَٰبٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابُ ایک کتاب جو کہ برکت والی ہے ہم نے آپ پر اتارا تا کہ لوگ اس کتاب کی آیتوں میں غور وفکر کریں اور تا کہ عقل منداس سے نصیحت حاصل کریں، سورۂ مریم کی آیت نمبر ۹۷ میں فرمایا گیا فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا اے نبی! ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں آسان بنادیا تا کہ آپ متقی لوگوں کو اسکے ذریعہ خوشخبری سناؤ اور جھگڑالو قسم کے لوگوں کو جو کہ جھگڑے پر آمادہ ہیں ڈراو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالی اس قرآن کو انسانوں کی زبان پر آسان نہ فرماتا تو کوئی بھی اس کلام کو پڑھ بھی نہ پاتا۔ (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۷۔ص، ۱۵۸) اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی آسمانی کتاب سوائے قرآن کریم کے ایسی نہیں ہے کہ اسے بغیر دیکھے پڑھا جاتا ہو، (تفسیر قرطبی۔ج، ۱۷۔ص، ۱۳۴) یہ اللہ تعالی کی اس قرآن کریم کے ساتھ خاص عنایت ہے اور اسکا وعدہ ہے جو وہ پورا کرے گا، اب ہم پر ہے کہ ہم کتنا اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اور کتنا اسے یاد کرتے ہیں؟ ہم جتنی محنت کریں گے اتنا ہی ہمیں فائدہ ملے گا، اللہ تعالی ہم تمام کو قرآن یاد کرنے اور اسے صحیح طریقہ پر سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۷۵﴾ دیکھو! میرا عذاب اور میری تنبیہات کیسی تھیں ﴿القمر ۱۸۔تا۔۲۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ O اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ O تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ O فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ O وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَذَّبَتْ جھٹلایا عَادٌ عاد نے فَكَيْفَ پھر کیسا كَانَ تھا عَذَابِيْ میرا عذاب وَ اور نُذُرِ میرا ڈراوا اِنَّآ بلاشبہ اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجی عَلَيْهِمْ ان پر رِيْحًا ہوا صَرْصَرًا شاں شاں کرتی فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ دائمی نحوست والے دن میں تَنْزِعُ وہ اکھاڑ پھینکتی تھی النَّاسَ لوگوں کو كَاَنَّهُمْ گویا کہ وہ اَعْجَازُ تنے ہیں نَخْلٍ کھجور کے مُّنْقَعِرٍ جڑ سے اکھڑی ہوئی فَكَيْفَ پھر کیسا كَانَ تھا عَذَابِيْ میرا عذاب وَ اور نُذُرِ میرا ڈراوا وَ اور لَقَدْ یقیناً يَسَّرْنَا ہم نے آسان کیا ہے الْقُرْاٰنَ قرآن کو لِلذِّكْرِ نصیحت کے لیے فَهَلْ تو کیا ہے مِنْ کوئی مُّدَّكِرٍ نصیحت پکڑنے والا

ترجمہ:۔ عاد کی قوم نے بھی تنبیہ کرنے والوں کو جھٹلانے کا رویہ اختیار کیا پھر دیکھ لو کہ میرا عذاب اور میری تنبیہات کیسی تھیں؟ ہم نے ایک مسلسل نحوست کے دن میں ان پر تیز آندھی والی ہوا چھوڑ دی تھی جو لوگوں کو اس طرح اکھاڑ پھینک دیتی تھی جیسے وہ کھجور کے اکھڑے ہوئے درخت کے تنے ہوں، اب سوچو کہ میرا عذاب اور میری تنبیہات کیسی تھیں؟ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان بنا دیا ہے، کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ عاد کی قوم نے بھی جھٹلانے کا رویہ اختیار کیا۔

۲۔ پھر دیکھ لو کہ میرا عذاب اور تنبیہات کیسی تھیں؟

۳۔ اللہ نے ایک مسلسل نحوست کے دن میں ان پر تیز آندھی والی ہوا چھوڑ دی تھی۔

۴۔ وہ ہوا لوگوں کو اس طرح اکھاڑ پھینک دیتی تھی جیسے وہ کھجور کے اکھڑے ہوئے درخت کے تنے ہوں۔

۵۔ اب سوچو کہ اللہ کا عذاب اور تنبیہات کیسی تھیں؟

۶۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان بنا دیا۔

۷۔ اب کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟

جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے انکی نافرمانی کی اور انہیں جھٹلایا اسی طرح قوم عاد نے بھی اپنے

نبی حضرت ہود علیہ السلام کی نافرمانی کی اور انہیں جھٹلا دیا اور انہیں نبی ماننے سے انکار کیا اور ساتھ ہی انکے ساتھ برا رویہ اپنا رکھا تھا تو دیکھو کہ ہم نے ان جھٹلانے والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا اور انکا انجام کیا ہوا؟ اور کس طرح کا عذاب ان پر ہم نے بھیجا، یہ عذاب ہم نے ان پر ایسے ہی نہیں بھیج دیا بلکہ جس طرح بار بار تمہیں سمجھایا اور ڈرایا جارہا ہے انہیں بھی اسی طرح سمجھایا اور ڈرایا گیا مگر انہوں نے بھی ہماری باتوں کو خاطر میں نہ لایا اور سمجھا کہ یہ بھی بس کہنے کی باتیں ہیں جو کبھی پوری نہیں ہوں گی اور اسی غلط فہمی میں وہ لوگ مبتلا ہو کر گناہ پر گناہ کیئے جارہے تھے بالآخر ہم نے ان پر اپنا عذاب بھیجا اور وہ عذاب ہم نے ان پر تیز طوفانی ہواوں کی شکل میں بھیجا تھا جو ان پر مسلسل آٹھ دن اور سات راتیں چھایا رہا سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُوْمًا (الحاقة ۷) اور یہ آٹھ دن ان کیلئے بدترین اور منحوس ہو گئے کہ ایک تو دنیا میں بھی انہیں عذاب ملا اور آخرت میں بھی عذاب ہونے والا ہے اس لحاظ سے انکے لئے یہ دن نحوست والے ہو گئے، فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحاً صَرْصَراً فِي أَيَّامٍ نَحِسَاتٍ (فصلت ۱۶) یہ ہوا انہیں اپنی اپنی جگہوں سے ایسے اکھاڑ پھینکی جیسے کہ ایک سوکھا کھجور کا تنا ہوتا ہے جسے ہوا اڑا کر پھینک دیتی ہے اسی طرح انکا بھی حال ہوا کہ ان میں سے کوئی زندہ بچ نہیں پایا، اگر تم ان برے اعمال سے بچ جاو گے تو اللہ تعالی بھی تمہیں اس جیسی موت سے بچالے گا اس لئے تمہیں اس قرآن کو پڑھنا ہوگا اور اسکے احکامات پر عمل کرنا ہوگا اور سیدھے راستے پر چلنا ہوگا اور ہم نے تو اس قرآن کو آسان کر دیا ہے، تم آسانی سے اس فرمان کو پڑھ کر سمجھ جاو گے کہ اللہ تعالی تم سے کیا چاہتا ہے؟ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ اس سورت میں بار بار اس آیت کو دہرایا گیا ہے اسکا مقصد یہی ہے کہ انسان کو بار بار تنبیہ کی جائے اس لئے صرف ایک وقت کی تنبیہ نافرمانوں کیلئے کافی نہیں ہوتی بلکہ بار بار کے سمجھانے کے بعد ہوسکتا ہے کہ یہ سمجھ جائیں۔ اور ایک بات یہاں یہ بھی سمجھ لیں کہ اسلام میں کوئی دن نحوست والا یا منحوس نہیں ہوتا بلکہ ہر دن اللہ کے یہاں عظمت والا ہوتا ہے، یہاں جو منحوس ہونے کا ذکر ہے وہ انکی اپنی سوچ تھی کہ وہ ان دنوں کو منحوس سمجھتے تھے جو انکے لئے فائدہ مند نہ ہوں تو انہی کے الفاظ کو انہی کے لئے دہرایا گیا اور بعض مفسرین نے یہاں يَوْمِ نَحْسٍ کا ترجمہ سخت دن اور برے دن سے کیا ہے، لہذا ہمیں اپنے ذہنوں سے یہ بات نکال دینی چاہیئے کہ کوئی دن منحوس یا برا ہوتا ہے، ہاں! البتہ اگر ہم کسی دن گناہ اور برائیوں میں گزار دیں گے تو یقینا وہ ہماری آخرت کے لحاظ سے برا ہوگا لیکن فی نفسہ اس دن میں کوئی نحوست نہیں۔

﴿درس نمبر ۲۰۷﴾ کیا یہی ایک شخص رہ گیا جس پر نصیحت نازل کی گئی؟ ﴿القمر ۲۳۔تا ۳۲﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ○ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ○ ءَاُلْقِيَ

الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ O سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ O اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ O وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ ج كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ O فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ O فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ O اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ O وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَذَّبَتْ جھٹلایا ثَمُوْدُ ثمود نے بِالنُّذُرِ ڈرانے والوں کو فَقَالُوْٓا تو انہوں نے کہا اَبَشَرًا کیا ایک ایسے آدمی کی مِّنَّا جو ہم سب سے ہے وَاحِدًا تنہا نَّتَّبِعُهٗٓ ہم اس کی پیروی کریں؟ اِنَّآ بلاشبہ ہم تو اِذًا تب لَّفِيْ ضَلٰلٍ البتہ گمراہی میں وَّ اور سُعُرٍ دیوانگی ءَاُلْقِيَ کیا القا کی گئی ہے الذِّكْرُ وحی عَلَيْهِ اسی پر مِنْ بَيْنِنَا ہم سب کے درمیان میں سے بَلْ بلکہ هُوَ وہ كَذَّابٌ سخت جھوٹا اَشِرٌ خود پسند ہے سَيَعْلَمُوْنَ عنقریب وہ جان لیں گے غَدًا کل مَّنِ کون ہے الْكَذَّابُ جھوٹا الْاَشِرُ خود پسند اِنَّا بلاشبہ ہم مُرْسِلُوا بھیجنے والے ہیں النَّاقَةِ اونٹنی فِتْنَةً آزمائش کے لیے لَّهُمْ ان کی فَارْتَقِبْهُمْ پس آپ انتظار کریں ان کا وَ اور اصْطَبِرْ صبر کریں وَ اور نَبِّئْهُمْ خبر دیں ان کو اَنَّ کہ بے شک الْمَآءَ پانی قِسْمَةٌ تقسیم شدہ ہے بَيْنَهُمْ ان کے درمیان كُلُّ ہر ایک شِرْبٍ پانی کی باری مُّحْتَضَرٌ حاضر کی گئی ہے فَنَادَوْا پھر انہوں نے پکارا صَاحِبَهُمْ اپنے ساتھی کو فَتَعَاطٰى تو اس نے پکڑا فَعَقَرَ پھر مار ڈالا فَكَيْفَ پھر کیسا كَانَ تھا عَذَابِيْ میرا عذاب وَ اور نُذُرِ میرا ڈراوا اِنَّآ بلاشبہ اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجی عَلَيْهِمْ ان پر صَيْحَةً چیخ وَّاحِدَةً ایک ہی فَكَانُوْا تو وہ ہو گئے كَهَشِيْمِ جیسے روندی ہوئی باڑ الْمُحْتَظِرِ باڑ لگانے والے کی وَ اور لَقَدْ یقیناً يَسَّرْنَا ہم نے آسان کیا ہے الْقُرْاٰنَ قرآن کو لِلذِّكْرِ نصیحت کے لیے فَهَلْ تو کیا ہے مِنْ کوئی مُّدَّكِرٍ نصیحت پکڑنے والا۔

ترجمہ:۔ ثمود کی قوم نے بھی تنبیہ کرنے والوں کو جھٹلانے کا رویہ اختیار کیا، چنانچہ کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے ہی میں سے ایک تنہا آدمی کے پیچھے چل پڑیں؟ ایسا کریں گے تو یقینا ہم بڑی گمراہی اور دیوانگی میں جا پڑیں گے، بھلا کیا ہم سارے لوگوں کے درمیان یہی ایک شخص رہ گیا تھا جس پر نصیحت نازل کی گئی؟ نہیں! بلکہ دراصل یہ پرلے درجے کا جھوٹا شیخی باز شخص ہے، (ہم نے پیغمبر صالح علیہ السلام سے کہا کہ) کل ہی انہیں پتہ چل جائے گا کہ پرلے درجے کا جھوٹا شیخی باز کون تھا؟ ہم ان کے پاس ان کی آزمائش کے طور پر اونٹنی بھیج رہے ہیں اس لئے تم انہیں دیکھتے رہو اور صبر سے کام لو۔ اور ان کو بتا دو کہ (کنویں کا) پانی ان کے درمیان تقسیم کر دیا گیا ہے، ہر پانی کا حقدار اپنی باری میں حاضر ہوگا، پھر انہوں نے اپنے آدمی کو بلایا، چنانچہ اس نے ہاتھ بڑھایا اور (اونٹنی کو) قتل کر ڈالا، اب سوچو کہ میرا عذاب اور میری تنبیہات کیسی تھیں؟ ہم نے ان پر بس ایک ہی چنگھاڑ بھیجی جس سے وہ

ایسے ہو کر رہ گئے جیسے کانٹوں کی روندی ہوئی باڑھ ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان بنا دیا اب کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟

تشریح:۔ ان دس آیتوں میں پندرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ثمود کی قوم نے بھی جھٹلانے کا رویہ اختیار کیا۔

۲۔چنانچہ کہنے لگے کہ ہم اپنے ہی میں سے ایک تنہا آدمی کے پیچھے چل پڑیں؟

۳۔ایسا کریں گے تو ہم یقینا بڑی گمراہی اور دیوانگی میں جا پڑیں گے۔

۴۔بھلا کیا ہم سارے لوگوں میں یہی ایک شخص رہ گیا تھا جس پر نصیحت نازل کی گئی۔

۵۔نہیں! بلکہ وہ بہت بڑا جھوٹا اور شیخی باز ہے۔

۶۔انہیں کل ہی پتہ چل جائے گا کہ کون سب سے جھوٹا اور شیخی باز ہے؟

۷۔ہم ان کے پاس انکی آزمائش کے طور پر اونٹنی بھیج رہے ہیں۔

۸۔اس لئے آپ انہیں دیکھتے رہو اور صبر سے کام لو۔

۹۔انہیں بتا دو کہ کنویں کا پانی انکے درمیان تقسیم کر دیا گیا ہے۔

۱۰۔ہر پانی کا حقدار اپنی باری کے وقت حاضر ہوگا۔

۱۱۔ان لوگوں نے پھر اپنے آدمی کا بلایا جس نے ہاتھ بڑھا کر اس اونٹنی کو قتل کر دیا۔

۱۲۔اب سونچو کہ اللہ کا عذاب اور تنبیہات کیسی تھیں؟۔

۱۳۔ہم نے ان پر بس ایک چنگھاڑ بھیجی جس سے وہ ایسے ہو کر رہ گئے جیسے کانٹوں کی روندی ہوئی باڑھ ہوتی ہے۔

۱۴۔حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان بنا دیا۔

۱۵۔اب کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟۔

یہاں سے قوم ثمود کی نافرمانی اور انکی ہلاکت بیان کی جارہی ہے کہ جن کے پاس اللہ تعالی نے اپنے رسول حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا تھا کہ اس بھٹکی ہوئی قوم کو سیدھے راستے کی جانب بلائیں اور انہیں برائیوں سے بچا کر نیکی کرنے کی دعوت دیں، جنت کا شوق اور جہنم سے بچنے کی ترغیب دیں چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ کے حکم کو ان لوگوں میں عام کرنا شروع کیا اور انہیں اس شرک سے روکا جس میں وہ قوم مبتلا تھی اور انہیں ایک خدا کی عبادت کی دعوت دینے لگے اور ان سے کہا کہ دیکھو! مجھے اللہ تعالی نے اپنا پیغمبر بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے تا کہ تم لوگ میری بات مان کر سیدھے راستے پر آجاو، جب آپ علیہ السلام نے ان سے یہ کہا تو وہ کہنے لگے کہ ہم کیسے اس شخص کی پیروی کریں جو ہماری طرح کا ہی ایک انسان اور بشر ہے؟ اگر وہ کوئی فرشتہ ہوتا یا کوئی اور مخلوق ہوتی تب

جا کر ہم کہہ سکتے تھے کہ ہاں! کیا یہ کوئی غیبی مخلوق ہے جسے اللہ تعالی نے ہمارے لئے بھیجا ہے اور تب ہم اسکی اتباع کرتے مگر اس شخص کی کیسے اتباع کر سکتے ہیں؟ اور یہ بھی اکیلا کہ اسکے کوئی تابعدار اور متبعین بھی نہیں کہ جسکے پیچھے ایک فوج کی فوج ہو جو اسکا کہنا مانتی ہو جیسے کہ کوئی بادشاہ ہوتا ہے کہ اسکے قبضہ میں ساری ملکیت اور عوام ہوتی ہے یہ ویسے بھی نہیں ہیں، جب کوئی خاص بات ان میں ہے ہی نہیں تو پھر ہم کیوں انکی اتباع کریں؟ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی انکی اتباع کریں گے تو اس وقت ہم سے بڑھ کر کوئی دیوانہ نہیں ہوگا کہ سب کچھ جانتے بوجھتے انکے پیچھے چل پڑیں اور انکی اتباع کر کے گمراہی میں پڑ جائیں گے، ہمیں سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ انہیں اللہ تعالی کیسے نبی بنا سکتا ہے؟ کیونکہ انکے پاس نہ مال ہے نہ دولت، نہ حکومت ہے نہ سلطنت اور نہ ہی کوئی ایسی خاصیت انکے پاس موجود ہے جو ہمارے پاس نہیں تو پھر ان کو ہی کیوں اللہ تعالی نے اپنے پیغام رسانی کے لئے منتخب کیا؟ ہمیں لگتا ہے کہ ہم پر سرداری اور حکومت کرنے کے لئے ہم سے یہ جھوٹ کہہ رہے ہیں، یہ جھوٹ تو سب سے بڑا جھوٹ ہے کہ جسے لوگ تسلیم بھی نہیں کرتے اور اپنی شیخی ہمارے سامنے بیان کر رہے ہیں، انکی اس تہمت کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالی فرما رہے ہیں کی اے نبی! انہیں کل ہی پتہ چل جائے گا جب ہمارا عذاب انہیں اپنے گھیرے میں لے گا کہ کون جھوٹا اور شیخی باز ہے؟ اب انہیں یہ باتیں سمجھ میں نہیں آرہی ہیں لیکن جب اپنی آنکھوں سے آپ کی کہی ہوئی باتوں کو سچ ہوتا دیکھیں گے تو تب احساس ہوگا۔

جب بار بار حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں تبلیغ کی اور اپنے نبی ہونے کی انہیں خبر دی تو ان لوگوں نے آپ سے معجزہ کا مطالبہ کیا کہ اچھا چلو! اگر آپ اللہ کے بھیجے ہوئے نبی ہیں تو آپ کے پاس ایسی طاقت ہوگی جو ہمارے پاس نہیں لہذا آپ سامنے موجود پہاڑ سے ایک گابھن اونٹنی کو نکالئے تا کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ آپ واقعی نبی ہیں، چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ٹھیک ہے ہم انکی آزمائش کے لئے انکا یہ مطالبہ پورا کرتے ہیں اور اس پہاڑ سے اونٹنی نکالتے ہیں، مگر آپ اے نبی! انکی حرکتوں پر صبر سے کام لیجئے وہ جو کرتے ہیں بس انہیں دیکھتے رہئے ہم انہیں انکی حرکتوں کا مزہ چکھائیں گے، انہیں ایک بات سے آگاہ کر دیجئے کہ انکے یہاں جو کنواں ہے اسکا پانی اس اونٹنی اور ان تمام گاؤں والوں کے درمیان تقسیم ہوگا کہ ایک دن سارے بستی والے اس سے پانی پئیں گے اور ایک دن صرف یہ اونٹنی پیئے گی جسکا ذکر سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۷۳ میں اور سورۂ شعراء کی آیت نمبر ۱۵۵ میں بھی ہے، لہذا یہ لوگ اپنی باری کے دن تو اس کنویں سے پانی لیتے اسکے ساتھ ساتھ اس دن بھی کنویں پر پانی لینے کے لئے آتے جس دن اس اونٹنی کی باری ہوتی تو جب وہ اونٹنی نہ ہوتی تو کنویں سے پانی بھرتے اور جب وہ اونٹنی آتی تو اسکا دودھ نکالتے اس طرح اس اونٹنی کو جو کہ معجزہ تھی اور اللہ تعالی کی امانت تھی تکلیف دیتے ایک دن آخر کار ان لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس اونٹنی کو قتل کر دیا جائے چنانچہ اس مقصد کے لئے ایک آدمی جسکا نام قدار بن سالف تھا چنا گیا، تو اس نے

اس اونٹنی کو پکڑا اور اسے ذبح کر دیا، سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۷۷، سورۃ ھود کی آیت نمبر ۶۵، سورۃ شعراء کی آیت نمبر ۵۷ اور سورۃ شمس کی آیت نمبر ۱۴ میں اسکا تذکرہ کیا گیا، چنانچہ انکی اس حرکت پر اللہ تعالی نے انہیں عذاب میں مبتلا فرمایا چنانچہ انہیں ایک زوردار چنگھاڑ اور بجلی نے آ پکڑا اور جل کر خاک ہو گئے، بس ہڈیوں کے سوا اور کچھ باقی نہ بچا۔ دیکھا تم نے جو ہماری نافرمانی کرتا ہے اسکا حال کیسا ہوتا ہے؟ اگر تم اس طرح کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو ہماری یہ کتاب جو تمہارے درمیان موجود ہے اسے پڑھو، اس میں تمہارے لئے نصیحت موجود ہے اور ہم نے تو اس قرآن کو پڑھنے، سمجھنے اور یاد کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۷۷﴾ **قوم لوط نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا** ﴿القمر ۳۳۔تا۔۴۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ○ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ○ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ○ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ○ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَاۤ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ○ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ○ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ○ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَذَّبَتْ جھٹلایا قَوْمُ لُوْطٍ قوم لوط نے بِالنُّذُرِ ڈرانے والوں کو اِنَّاۤ بلاشبہ اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجی عَلَيْهِمْ ان پر حَاصِبًا پتھر برسانے والی ہوا اِلَّاۤ سوائے اٰلَ لُوْطٍ آل لوط کے نَجَّيْنٰهُمْ ہم نے نجات دی انہیں بِسَحَرٍ بوقت سحر نِّعْمَةً فضل کرتے ہوئے مِّنْ عِنْدِنَا اپنے پاس سے كَذٰلِكَ اسی طرح نَجْزِيْ ہم جزا دیتے ہیں مَنْ اس کو جو شَكَرَ شکر کرے وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق اَنْذَرَهُمْ اس نے ڈرایا تھا انہیں بَطْشَتَنَا ہماری پکڑ سے فَتَمَارَوْا تو انہوں نے شک کیا بِالنُّذُرِ ڈراوے میں وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق رَاوَدُوْهُ انہوں نے مطالبہ کیا اس سے عَنْ ضَيْفِهٖ اس کے مہمانوں کا فَطَمَسْنَاۤ تو ہم نے مٹا دیں اَعْيُنَهُمْ ان کی آنکھیں فَذُوْقُوْا پس تم چکھو عَذَابِيْ میرا عذاب وَ اور نُذُرِ میرا ڈراوا وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق صَبَّحَهُمْ ہلاک کر دیا ان کو بُكْرَةً صبح کے وقت عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ دائمی عذاب نے فَذُوْقُوْا سو تم چکھو عَذَابِيْ میرا عذاب وَ اور نُذُرِ میرا ڈراوا وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق يَسَّرْنَا ہم نے آسان کیا ہے الْقُرْاٰنَ قرآن کو لِلذِّكْرِ نصیحت کے لیے فَهَلْ تو کیا ہے مِنْ کوئی مُّدَّكِرٍ نصیحت پکڑنے والا۔

ترجمہ:۔ لوط کی قوم نے (بھی) تنبیہ کرنے والوں کو جھٹلایا، ہم نے ان پر پتھروں کا مینہ برسایا، سوائے

لوط کے گھر والوں کے جنہیں ہم نے سحری کے وقت بچا لیا تھا، یہ ہماری طرف سے ایک نعمت تھی، جو لوگ شکر گذار ہوتے ہیں ان کو ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں اور لوط نے ان لوگوں کو ہماری پکڑ سے ڈرایا تھا لیکن وہ ساری تنبیہات میں جھگڑا نکالتے رہے اور انہوں نے لوط کو ان کے مہمانوں کے بارے میں پھسلانے کی کوشش کی، جس پر ہم نے ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا کہ چکھو! میرے عذاب اور میری تنبیہات کا مزہ! اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قران کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان بنا دیا ہے اور کیا کوئی ہے جو نصیحت کرے؟

تشریح:۔ ان آٹھ آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ لوط علیہ السلام کی قوم نے بھی تنبیہ کرنے والوں کو جھٹلایا۔

۲۔ اللہ نے ان پر پتھروں کا مینہ برسایا سوائے لوط علیہ السلام کے گھر والوں کے۔

۳۔ اللہ تعالی نے انہیں سحری کے وقت اس عذاب سے بچا لیا۔

۴۔ اللہ تعالی کی طرف سے یہ ایک نعمت تھی۔

۵۔ جو لوگ شکر گزار ہوتے ہیں اللہ تعالی ان کو ایسا ہی صلہ دیتا ہے۔

۶۔ لوط علیہ السلام نے ان لوگوں کو اللہ تعالی کی پکڑ سے ڈرایا تھا مگر وہ لوگ ان تنبیہات میں شک نکالتے رہے۔

۷۔ انہوں نے لوط علیہ السلام کو انکے مہمانوں کے بارے میں پھسلانے کی کوشش کی۔

۸۔ جس پر اللہ تعالی نے انکی آنکھوں کو اندھا کر دیا کہ چکھو! اللہ کے عذاب اور اسکی تنبیہات کا مزہ۔

۹۔ صبح سویرے ان پر ایسا عذاب حملہ آور ہوا جو جم کر رہ گیا۔

۱۰۔ چکھو! اللہ کا عذاب اور اسکی تنبیہات کا مزہ۔

۱۱۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان بنا دیا۔

۱۲۔ اب ہے کوئی جو نصیحت حاصل کرے؟

یہاں اللہ تعالی قوم لوط اور انکی ہلاکت کا ذکر فرما رہے ہیں کہ لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو انکے گناہوں اور فواحش پر متنبہ کیا اور انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا کہ اگر تم لوگ اللہ سے ان گناہوں کی معافی مانگ کر اس سے باز نہیں آوگے تو وہ اللہ تم پر اپنا عذاب بھیجے گا اور کل قیامت کے دن تمہیں دوزخ کے ہولناک گڑھے میں پھینک دے گا مگر انکی قوم نے ان ساری باتوں کو جھٹلایا اور انہیں طرح طرح سے تکلیفوں میں مبتلا کیا اس پر اللہ تعالی نے انہیں اپنے عذاب میں مبتلا کیا اور وہ عذاب پتھروں کی بارش کی شکل میں ان پر نازل ہوا کہ جس سے وہ سب ہلاک ہو گئے، چنانچہ عذاب کے نازل ہونے سے پہلے اللہ تعالی نے حضرت لوط علیہ السلام کو آگاہ کیا اور حکم دیا کہ آپ اپنے گھر والوں کو لیکر اس بستی سے چلے جائیں لہذا ایمان والے سحری کے وقت اندھیرے ہی میں اس بستی کو چھوڑ کر

نکلے، تفاسیر میں مذکور ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی لڑکیوں کے سوا کسی ایک نے بھی آپ پر ایمان قبول نہیں کیا حتی کہ آپ کی بیوی بھی ان بے ایمانوں کے ساتھ تھی، (التفسیر المنیر ۔ ج ۲۷، ص ۱۷۳)، چنانچہ اللہ تعالی نے ان ایمان والوں کو بچالیا اور فرمایا کہ یہ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ اس نے انہیں اس سخت عذاب سے بچالیا اور جو کوئی ایمان لاتا ہے اور اللہ کا شکر گزار ہوتا ہے اللہ تعالی اسی طرح اسے ہر مصیبت سے نجات عطا کرتے ہیں اور جو ناشکرا اور بدبخت ہوتا ہے اسے اسی طرح عذاب میں گرفتار کرتے ہیں یہ قوم ایسی بے حس اور گناہوں کی عادی تھی کہ ان پر اسکا کوئی اثر نہیں ہوا اور جب انکے پاس فرشتے خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں آئے تو ان لوگوں نے ان فرشتوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا چونکہ یہ لوگ ہم جنس پرست تھے اسی لئے ان لوگوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو پھسلا کر ان فرشتوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا حالانکہ حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں بہت سمجھایا مگر وہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھے سورۂ ھود کی آیت نمبر ۷۷ میں اسکا تفصیلی ذکر موجود ہے، الغرض وہ سب آپ کے گھر کے ارد گرد جمع ہو گئے تو آپ علیہ السلام نے اپنا دروازہ بند کرلیا تو وہ لوگ اس دروازے کو توڑنے لگے چنانچہ اللہ تعالی نے انکی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا اور جب وہ لوگ دروازہ توڑ کر اندر آگئے تو انہیں کوئی نہ ملا (تفسیر طبری ۔ ج ۲۲، ص ۵۹۸)، پھر اسکے بعد اللہ تعالی نے حضرت لوط علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ رات کے وقت اپنے گھر والوں لیکر چلے جائیں اور پھر اگلے دن صبح فرشتوں نے ان پر عذاب برسایا اور ان پر پتھروں کی بارش ہوئی اور کہا کہ چکھو! اللہ کے عذاب کا مزہ اور اسکی تنبیہات کو نہ ماننے کا مزہ، آگے فرمایا کہ یہ عذاب ان پر جم کر رہ گیا، حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ عذاب ان پر قیامت تک ہوتا رہیگا اور وہ لوگ اس عذاب میں ابھی بھی مبتلا ہیں ۔ (تفسیر طبری ۔ ج ۲۲، ص ۵۹۹) یہ سزائیں تھیں جو اللہ تعالی نے اپنے نافرمانوں کو اسی دنیا میں دی اور آخرت میں تو انہیں عذاب دینا طے ہے تو جب دنیا کا عذاب ہی ایسا سخت تھا تو سوچو آخرت کا عذاب کیسا ہوگا؟ سمجھنے والوں کے لئے ہم نے اس قرآن میں سب کچھ آسان کر کے بیان کر دیا جو اپنی دنیا و آخرت سنوارنا چاہے تو اس قرآن میں غور و فکر کرلیں۔

﴿درس نمبر ۲۰۷۸﴾ فرعون کے خاندان کے پاس بھی تنبیہات آئیں ﴿القمر ۴۱ ۔ تا ۔ ۴۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۝ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ۝ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ۝ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق جَآءَ آئے تھے اٰلَ فِرْعَوْنَ آل فرعون کے پاس النُّذُرُ ڈرانے والے كَذَّبُوْا انہوں نے تکذیب کی بِاٰيٰتِنَا ہماری نشانیوں کی كُلِّهَا سب کی فَاَخَذْنٰهُمْ تو ہم نے پکڑا ان کو اَخْذَ پکڑنے عَزِيْزٍ ایک زبردست مُّقْتَدِرٍ قدرت والے کے اَ كُفَّارُكُمْ کیا تمہارے کافر خَيْرٌ بہترین ہیں مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ ان سے اَمْ یا لَكُمْ تمہارے لیے بَرَآءَةٌ کوئی نجات ہے فِي الزُّبُرِ صحیفوں میں اَمْ کیا يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں نَحْنُ ہم جَمِيْعٌ ایک جماعت ہیں مُّنْتَصِرٌ غالب آنے والی سَيُهْزَمُ عنقریب شکست دی جائے گی الْجَمْعُ وہ جماعت وَ اور يُوَلُّوْنَ وہ بھاگیں گے الدُّبُرَ پیٹھ پھیر کر بَلِ بلکہ السَّاعَةُ قیامت مَوْعِدُهُمْ ان کے وعدے کا وقت ہے وَ اور السَّاعَةُ قیامت اَدْهٰى بہت بڑی آفت وَ اور اَمَرُّ نہایت تلخ ہے اِنَّ بلاشبہ الْمُجْرِمِيْنَ مجرمین فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ گمراہی اور دیوانگی میں ہیں۔

ترجمہ: ۔اور فرعون کے خاندان کے پاس بھی تنبیہات آئیں، انہوں نے ہماری تمام نشانیوں کو جھٹلا دیا تھا اس لئے ہم نے ان کو ایسی پکڑ میں لیا جیسی ایک زبردست قدرت والے کی پکڑ ہوتی ہے، کیا تمہارے یہ کافر لوگ ان سے اچھے ہیں یا تمہارے لئے (خدا کی) کتابوں میں کوئی بے گناہی کا پروانہ لکھا ہوا ہے؟ یا ان کا کہنا یہ ہے کہ ہم ایسی جمعیت ہیں جو اپنا بچاؤ آپ کر لے گی؟ (حقیقت تو یہ ہے کہ) اس جمعیت کو عنقریب شکست ہو جائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے، یہی نہیں، بلکہ ان کے اصل وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور قیامت اور زیادہ مصیبت اور کہیں زیادہ کڑوی ہوگی، حقیقت یہ ہے کہ مجرم لوگ بڑی گمراہی اور بے عقلی میں پڑے ہوئے ہیں۔

تشریح: ۔ان سات آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔فرعون کے خاندان کے پاس بھی تنبیہات آئیں۔ ۲۔انہوں نے اللہ تعالی کی تمام نشانیوں کو جھٹلا دیا تھا۔

۳۔اس لئے اللہ نے انہیں ایسی پکڑ میں لیا جیسی ایک زبردست قدرت والے کی پکڑ ہوتی ہے۔

۴۔کیا یہ کافر لوگ تمہارے لئے ان سے اچھے ہیں یا تمہارے لئے خدا کی کتابوں میں بے گناہی کا پروانہ لکھا ہوا ہے؟

۵۔یا انکا کہنا یہ ہے کہ ہم ایسی جماعت ہیں جو اپنا بچاؤ آپ کر لے گی؟

۶۔حقیقت تو یہ ہے کہ عنقریب اس جماعت کو شکست ہو جائے گی۔

۷۔یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ ۸۔یہی نہیں بلکہ انکے اصل وعدہ کا وقت تو قیامت ہے۔

۹۔قیامت سخت اور کڑی چیز ہے۔

۱۰۔حقیقت یہ ہے کہ مجرم لوگ بڑی گمراہی اور بے عقلی میں پڑے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالی ایک اور قصہ حضرت موسی علیہ السلام اور فرعون کا بطور نصیحت بیان فرما رہے ہیں کہ فرعون اور اسکی قوم کے پاس بھی اللہ تعالی نے حضرت موسی و ھارون علیہما السلام کے واسطے سے تنبیہات اور بشارتیں بھیجیں اور انکی

نافرمانیوں اور بداعمالیوں پر ہونے والی سزاؤں کو بیان فرمایا اور ساتھ ہی اطاعت وفرمانبرداری کرنے پر جوانعامات ملنے والے ہیں اس کا بھی ذکر فرمایا اور تا کہ انہیں یقین آجائے۔ اللہ تعالی نے بہت سے معجزات کا بھی ظہور فرمایا جیسا کہ وہ نو معجزات جن کا تذکرہ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱۰۱ اور سورۃ نمل کی آیت نمبر ۱۲ میں موجود ہے۔ ان سارے معجزات کو دیکھنے کے باوجود فرعون اور اسکی قوم نے ان سب کو جھٹلایا اور حضرت موسیٰ کو نبی ماننے سے انکار کردیا فرعون نے خود خدا ہونے کا دعوٰی کردیا تو اللہ تعالی نے اسکی اس سرکشی اور نافرمانی پر پکڑ فرمائی اور پکڑ بھی ایسی جوایک قدرت والے کی پکڑ ہوتی ہے، جو جتنا قوت والا ہوگا اسکی سزا اور پکڑ اتنی ہی سخت ہوتی ہے اللہ تعالی سے بڑھ کر اور کون قدرت والا ہوسکتا ہے؟ لہذا وہ اللہ کی پکڑ سے بچ نہ سکا اور وہ اور اسکی قوم ہلاک وتباہ ہوکر رہ گئی اور تو اور فرعون کو اللہ تعالی نے رہتی دنیا تک کے لئے نشان عبرت بنا کر چھوڑ دیا اور اسکی نعش ابھی تک محفوظ ہے، ان سب سے اللہ تعالی کا مقصد انسانوں کو آگاہ کرنا بلکہ انکی اصلاح کرنا ہے جو انسان عقلمند اور صاحب بصیرت ہوگا وہ اس سے ضرور سبق حاصل کرے گا، اللہ تعالی ان مشرکین مکہ سے فرمارہے ہیں کہ کیا تم لوگ اپنے آپ کو ان پچھلی قوموں کے نافرمان اور سرکش لوگوں سے بہتر سمجھتے ہو؟ حالانکہ وہ لوگ جو کام کیا کرتے تھے وہی کام تم لوگ بھی کررہے ہو اور جو اعمال انکے تھے وہی اعمال تمہارے بھی ہیں تو پھر تمہارا اپنے آپ کو ان سے بہتر سمجھنا بے وقوفی کی بات ہے، یا پھر یہ سمجھتے ہو کہ تمہیں ان اعمال کے باوجود عذاب نہیں دیا جائے گا یا تمہاری معافی ہوجائے گی کیا اس طرح پچھلے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے؟ جسکی وجہ سے تم لوگ اپنے آپ کو نجات پانے والا سمجھ رہے ہو؟ یا پھر تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم لوگ بڑے بہادر اور بڑے ہی جنگ جو ہیں کہ ہم اپنی حفاظت آپ کرلیں گے ہمیں اپنے آپ کو بچانے کے لئے کسی کی ضرورت نہیں؟ اگر تمہارا یہ خیال ہے تو یہ فضول ہے بلکہ عنقریب تمہیں ان مسلمانوں کے ہاتھوں شکست ہونے والی ہے اور تمہاری یہ قوت وطاقت کے دعوی سب جھوٹے ثابت ہوجائیں گے جس وقت جب تم میدان جنگ میں پیٹھ پھیر کر بھاگو گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کفار نے بدر کے دن کہا تھا نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنْتَصِرٌ کہ ہم اپنا بچاؤ کرلیں گے اور ہم ہی کامیاب رہیں گے، اس پر یہ آیت سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ نازل ہوئی (الدرالمنثور۔ج ،۷۔ص ،۶۸۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ وہ اپنے خیمہ میں تھے "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ اے اللہ! میں آپ کو آپ کا وعدہ اور عہد کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہیں کی جائے گی، اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! بس کیجئے آپ نے اللہ کی بارگاہ میں الحاح کی انتہاء فرمادی جبکہ وہ درع پہنے ہوئے تھے تو یہ پڑھتے ہوئے باہر آئے سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ ۔ (بخاری ۲۹۱۵) یہ تو تمہارے لئے

دنیا کی لذت تھی اب آخرت میں تمہیں اور سوائی کا سامنا کرنا ہوگا جو کہ اس سے کہیں زیادہ سخت اور نا گوار ہوگی اور یہی تم سے کیا ہوا اصلی وعدہ ہے کہ وہ اللہ تمہیں جہنم میں ڈالے گا، اسی کو آخر میں فرمایا جارہا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کو نہ مان کر، اسکے ساتھ شرک کر کے اور اسکی اور اسکے رسول کی اطاعت سے منہ موڑ کر جو جرم کیا ہے اس جرم کی سزا میں وہ لوگ دنیا و آخرت میں حیران و پریشان وسرگرداں رہیں گے انہیں نہ تو اِس جہاں میں سکون ملے گا اور نہ ہی اس جہاں میں۔

﴿درس نمبر ۲۰۷۹﴾ جس دن انہیں منہ کے بل آگ میں گھسیٹا جائے گا ﴿القمر ۴۸۔تا۔۵۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ O اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ O وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ O وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ O وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ O وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ O اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ O فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَوْمَ جس دن يُسْحَبُوْنَ وہ گھسیٹے جائیں گے فِي النَّارِ آگ میں عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اپنے چہروں کے بل ذُوْقُوْا تم چکھو مَسَّ تکلیف سَقَرَ جہنم کی اِنَّا بلاشبہ ہم نے كُلَّ شَيْءٍ ہر چیز کو خَلَقْنٰهُ ہم نے پیدا کیا ہے اسے بِقَدَرٍ ایک اندازے کے ساتھ وَ اور مَآ نہیں ہوتا اَمْرُنَآ ہمارا حکم اِلَّا مگر وَاحِدَةٌ ایک ہی كَلَمْحٍ جیسے جھپکنا بِالْبَصَرِ آنکھ کا وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق اَهْلَكْنَآ ہم ہلاک کر چکے ہیں اَشْيَاعَكُمْ تم جیسوں کو فَهَلْ تو کیا ہے مِنْ کوئی مُّدَّكِرٍ نصیحت پکڑنے والا وَ اور كُلُّ شَيْءٍ ہر چیز فَعَلُوْهُ کہ انہوں نے کی ہے وہ فِي الزُّبُرِ ہے صحیفوں میں وَ اور كُلُّ ہر صَغِيْرٍ چھوٹا وَّ اور كَبِيْرٍ بڑا مُّسْتَطَرٌ لکھا ہوا ہے اِنَّ بلاشبہ الْمُتَّقِيْنَ متقی لوگ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ باغات اور نہروں میں ہوں گے فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ مقامِ عزت میں عِنْدَ نزدیک مَلِيْكٍ بادشاہ مُّقْتَدِرٍ قدرت والے کے۔

ترجمہ:۔ جس دن ان کو منہ کے بل آگ میں گھسیٹا جائے گا (اس دن انہیں ہوش آئے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ) چکھو! دوزخ کے چھونے کا مزہ! ہم نے ہر چیز ناپ تول کے ساتھ پیدا کیا ہے اور ہمارا حکم بس ایک ہی مرتبہ آنکھ جھپکنے کی طرح (پورا) ہو جاتا ہے اور تمہارے ہم مشرب لوگوں کو ہم پہلے ہی ہلاک کر چکے ہیں، اب بتاؤ ہے کوئی جو نصیحت حاصل کرے؟ اور جو جو کام انہوں نے کئے ہیں وہ سب اعمال ناموں میں درج ہیں اور ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے (البتہ) جن لوگوں نے تقویٰ کی روش اپنا رکھی ہے، وہ باغات اور نہروں میں ہوں گے، ایک سچی عزت والی نشست میں! اس بادشاہ کے پاس جس کے قبضے میں سارا اقتدار ہے۔

تشریح: ۔ان آٹھ آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں ۔

ا۔جس دن انہیں منہ کے بل آگ میں گھسیٹا جائے گا۔

۲۔تب ان سے کہا جائے گا کہ چکھو! دوزخ کے چھونے کا مزہ۔

۳۔اللہ نے ہر چیز کو ناپ تول کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

۴۔اللہ کا حکم بس ایک مرتبہ ہی آنکھ جھپکنے کی طرح ہو جاتا ہے۔

۵۔تمہارے ہم مشرب لوگوں کو اللہ پہلے ہی ہلاک کر چکا ہے۔

۶۔اب بتاؤ! ہے کوئی جو نصیحت حاصل کرے؟۔

۷۔جو کام انہوں نے کئے ہیں وہ سب اعمال ناموں میں درج ہیں۔

۸۔ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے۔

۹۔جن لوگوں نے تقوی کی روش اپنا رکھی ہے وہ باغات اور نہروں میں ہوں گے۔

۱۰۔ایک سچی عزت والی نشست میں اس بادشاہ کے پاس جسکے قبضہ میں سارا اقتدار ہے۔

قیامت کے دن ان مجرموں کا جنہوں نے اللہ کے احکامات کو ٹھکرایا، شرک کیا، اسکے رسول کو جھٹلایا کیا حال ہوگا؟ فرمایا جارہا ہے کہ جب میدان حشر میں انکا فیصلہ ہو چکا ہوگا تب فرشتے انہیں منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے لاکر دوزخ کی آگ میں جھونک دیں گے اور مزید تکلیف اور اہانت کے لئے ان سے کہا جائے گا کہ تم دنیا میں تو اس عذاب کو جھٹلاتے تھے تو اب اس عذاب کا مزہ چکھو، اب تمہیں ہمیشہ اس عذاب کو جھیلتے ہوئے یہیں رہنا ہے، یہاں سے تمہیں کوئی نکالنے نہیں آئے گا، یہی تمہارا ابدی ٹھکانہ ہے جو کہ تم نے خود اپنے اعمال کے سبب بنوایا ہے، اللہ تعالی بیان فرمارہے ہیں کہ ہر چیز جو کہ آسمان وزمین میں موجود ہے ان سب کو ہم نے ایک مقرر وقت کے لئے پیدا کیا، سورۂ فرقان کی آیت نمبر ۲ میں فرمایا گیا **وَخَلَقَ كُلَّ شَيۡءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقۡدِيۡرًا** اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اسکو ایک نپا تلا انداز عطا کیا، کہ ہر چیز کو اللہ تعالی نے مقدر کر دیا ہے، اب کوئی اس کے مقدر کئے ہوئے کو بدل نہیں سکتا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے فیصلہ کو سوائے دعا کے کوئی بدل نہیں سکتا اور عمر میں اضافہ بس نیکی ہی کرتی ہے۔ (ترمذی ۲۱۳۹) اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمر میں اضافہ بس نیکی ہی کرتی ہے اور مقدر کو سوائے دعا کے اور کوئی نہیں ٹال سکتا اور آدمی اپنے گناہوں کی وجہ سے رزق سے محروم کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ۔ ۹۰) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز تمہیں نفع دے تم اسکی حرص کرو اور (حالات کے آگے) عاجز مت ہو جاو بلکہ ہر حال میں اللہ سے مدد طلب کرتے رہو اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ مت کہو کہ

میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا، بلکہ یہ کہو کہ اللہ نے جو مقدر کیا وہی ہوا، اس لئے کہ لفظ اگر شیطان کے عمل کا راستہ کھولتا ہے۔ (مسلم ۲۶۶۴). اس آیت کے شان نزول سے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مشرکین آپ علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے مقدر کے بارے میں بحث فرمانے لگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ (ج ۲۲، ص ۶۰۶) اور یہ جو سارے فیصلے اللہ تعالی کی طرف سے ہوتے ہیں وہ آن واحد میں پلک جھپکنے کی دیر میں واقع ہوجاتے ہیں، اسے بار بار کہنے کی ضرورت پیش نہیں آتی إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ اسکا حکم تو بس اتنا ہے کہ جب وہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہوجا تو وہ ہوجاتی ہے۔ (یٰس ۸۲) اللہ تبارک وتعالی پچھلے لوگوں کی ہلاکت کا ذکر فرما کر تنبیہ کررہے ہیں کہ ہم نے تم سے پہلے بہت سے لوگوں کو انکی نافرمانیوں کی وجہ سے ہلاک کردیا جو تمہاری طرح ہی برے اور نافرمان تھے، انہوں نے بھی شرک اور بت پرستی کی روش اپنا رکھی تھی انکے کئے کی سزا انہیں ہم نے دنیا میں بھی دی اور آخرت میں تو اس سے کہیں زیادہ سختی والا عذاب انہیں دیا جائے گا، ان سب باتوں کو جانتے ہوئے کوئی ہے جو اس سے نصیحت حاصل کرے اور اپنا اگلا قدم سنبھال لے؟ اور اس سے عبرت حاصل کرکے برا راستہ چھوڑ دے؟ اگر نہیں چھوڑو گے تو قیامت کے دن ایک ایک عمل کا حساب لیا جائے گا جو کہ ہم نے ایک کتاب جو کہ نامۂ اعمال میں ہے اس میں درج کر رکھی ہے، اس میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے، قیامت کے دن اس نامۂ اعمال کو کھولا جائے گا اور پھر ان اعمال کے حساب سے بدلہ دیا جائے گا، کافروں کا جو انجام ہوگا وہ ہوگا لیکن جو مومن اور متقی لوگ ہوں گے وہ باغات اور نہروں میں مزے کریں گے، انہیں باغات میں ہر من پسند چیز ملے گی اور نہروں سے جو وہ پینا چاہیں گے وہ نہریں وہاں موجود ہوں گے جن سے وہ اپنا پسندیدہ مشروب پئیں گے اور ایک باعزت جگہ پر بڑے آرام سے ایک ایسے بادشاہ کے سامنے بیٹھے رہیں گے جو بڑی قدرت والا ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصاف کرنے والے اللہ کے پاس نور کے منبروں پر رحمن کی داہنی جانب بیٹھے رہیں گے اور رحمن کے دونوں جانب بھی داہنے ہیں اور یہ ایسے لوگ ہیں جو فیصلہ کرنے میں، اپنے اہل وعیال کے درمیان اور انکے درمیان جن پر انہیں ولایت حاصل ہے انصاف سے کام لیتے ہیں۔ (مسلم ۱۸۲۷) یہ مقام ومرتبہ اللہ تعالی ان متقیوں کو عطا کرے گا، اللہ تعالی ہمیں بھی ان متقیوں میں شامل فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۳ رکوع اور ۷۸ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۸۰﴾ وہ رحمان ہی ہے جس نے قرآن کی تعلیم دی ﴿الرحمن ۱۔تا۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلرَّحْمٰنُ O عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ O عَلَّمَهُ الْبَيَانَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلرَّحْمٰنُ رحمن عَلَّمَ اس نے سکھایا الْقُرْاٰنَ قرآن خَلَقَ اس نے پیدا کیا الْاِنْسَانَ انسان کو عَلَّمَهُ سکھایا اس کو الْبَيَانَ بولنا۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا کہ ہر چیز کی دلہن ہوتی ہے اور قرآن کی دلہن سورۃ الرحمن ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی۔ ۲۲۶۵)

ترجمہ:۔ وہ رحمٰن ہی ہے جس نے قرآن کی تعلیم دی، اسی نے انسان کو پیدا کیا، اسی نے اس کو بات واضح کرنا سکھایا۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ رحمن ہی ہے جس نے قرآن کی تعلیم دی، اسی رحمن نے انسان کو پیدا کیا۔

۲۔ اسی رحمن نے انسان کو واضح کرنا سکھایا۔

اس سورت میں اللہ تعالی انسانوں پر کئے جانے والے اپنے انعامات واحسانات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ جنت اور جہنم کی صفات بھی بیان فرما رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ وہ رحمن ہی ہے جس نے انسان کو قرآن سکھایا، یعنی اللہ تعالی نے اس قرآن کو اپنے نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور انہیں اس قرآن کی مکمل تعلیم دی کہ آپ اس قرآن کی ہر آیت کو واضح انداز میں اپنے صحابہ کے سامنے بیان فرمائیں، اس آیت کے شان نزول سے متعلق یہ مروی ہے کہ کفار قریش آپ علیہ السلام کے بارے میں یہ کہا کرتے تھے کہ یہ قرآن انہیں کوئی انسان پڑھا کر جاتا ہے إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ (النحل ۱۰۳) تو اس اعتراض والزام تراشی کے جواب میں اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ انہیں کوئی انسان نہیں بلکہ وہی رحمن سکھاتا ہے جس نے انسان کو پیدا کیا، جو سب کا خالق ومالک ہے، وہ رحمن جسکی حکومت ساری کائنات پر ہے اسی کی جانب سے یہ قرآن اتارا گیا اور اسی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا ہے خَلَقَ الْاِنْسَانَ سے علماء نے مختلف اقوال مراد لئے ہیں بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور عَلَّمَهُ الْبَيَانَ سے مراد وہ تمام اسماء ہیں جو اللہ تعالی نے آپ کو بتلائے وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا

(البقرہ ۳۱) جیسا کہ حضرت ابن عباس، حضرت قتادہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہم نے فرمایا اور بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد تمام انسان ہیں اور عَلَّمَهُ الْبَيَانَ سے مراد حلال وحرام کی وضاحت، ہدایت وضلالت کی پہچان، اچھے اور برے کی تمیز ہے کہ اس نے سب کچھ انسانوں کے سامنے واضح کر دیا تا کہ کل قیامت کے دن انسانوں کے لئے کوئی حجت باقی نہ رہے (تفسیر قرطبی۔ج،۱۷۔ص،۱۵۲)، اور حضرت ابو جعفر طبری علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ کے اصل معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی نے انسان کو ہر وہ چیز سکھائی جسکی اسے اس دنیا میں ضرورت تھی چاہے وہ دنیوی معاملہ ہو یا اخروی معاملہ دونوں چیزوں کا اسے علم عطا کیا کہ کس طرح رہنا ہے کس طرح زندگی گزارنا ہے؟ کونسی چیز حلال ہے اور کونسی حرام؟ کونسی چیز کھانے کے لائق ہے اور کونسی چیز استعمال کرنے کی ہے، کونسی چیز کس کام کے لئے استعمال کی جاتی ہے اور کونسی چیز سے کیا بنایا جاتا ہے یہ سب اللہ تعالی نے انسان کو سکھایا یہی وجہ ہے کہ مختلف آلات اور چیزیں انسان اسی اللہ کے عطا کردہ علم کی وجہ سے آج ایجاد کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ اس سورت میں خاص طور سے اللہ تعالی کی صفتِ رحمن کو بیان کیا گیا تا کہ انسانوں کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ وہ جتنا بھی اس رب کی نافرمانی کر لے، اسکے حکموں سے منہ موڑ لے، جس قدر بھی گناہوں میں ڈوب جائے پھر اسکے بعد اگر وہ اس رب کے سامنے معافی مانگنے کے لئے آئے گا تو وہ رب ان تمام پچھلی خطاوں کو بڑی خوشی کے ساتھ معاف فرمادے گا اور جیسا کہ اس نے یہ پروانہ پہلے ہی سنا دیا إِنَّ رَحْمَتِيْ غَلَبَتْ غَضَبِيْ کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے (بخاری ۳۱۹۴) لہذا ہم آج ہی اپنے رب کے سامنے توبہ کرنے کیلئے اپنے ہاتھ اٹھائیں یقیناوہ رب ہمارے ہاتھ جھکنے سے پہلے ہمیں معاف فرمادے گا، اللہ ہمیں بھی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۸۱﴾ سورج اور چاند ایک حساب میں جکڑے ہوئے ہیں ﴿الرحمن ۵۔۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلشَّمْسُ سورج وَ اور الْقَمَرُ چاند بِحُسْبَانٍ ایک حساب سے وَّ اور النَّجْمُ بیلیں وَ اور الشَّجَرُ درخت يَسْجُدٰنِ سجدہ کرتے ہیں وَ اور السَّمَآءَ آسمان رَفَعَهَا اسی نے بلند کیا اس کو وَ اور وَضَعَ اس نے رکھی الْمِيْزَانَ ترازو اَلَّا تَطْغَوْا کہ تم تجاوز نہ کرو فِي الْمِيْزَانِ تولنے میں وَ اور اَقِيْمُو تم قائم کرو الْوَزْنَ وزن کو بِالْقِسْطِ انصاف سے وَ اور لَا تُخْسِرُوا تم کمی نہ کرو الْمِيْزَانَ تول۔

ترجمہ:۔ سورج اور چاند ایک حساب میں جکڑے ہوئے ہیں اور بیلیں اور درخت سب اس کے آگے

سجدہ کرتے ہیں اور آسمان کو اسی نے بلند کیا ہے اور اسی نے ترازو قائم کی ہے، کہ تم تولنے میں ظلم نہ کرو اور انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول میں کمی نہ کرو۔

تشریح:۔ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔سورج اور چاند حساب میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ۲۔تارے اور رخت سب اسی کے آگے سجدہ کرتے ہیں

۳۔آسمان کو بھی اسی رحمن نے بلند کیا ہے۔

۴۔ترازو کو بھی اسی نے قائم کیا ہے تا کہ تم تولنے میں ظلم سے کام نہ لو۔

۵۔انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو۔ ۶۔تول میں کسی قسم کی کمی نہ کرو۔

انسان کی پیدائش اور اسے عطا کی جانے والی خصوصی نعمت کے بیان کے بعد اللہ تعالی دیگر مخلوقات کی تفصیلات بیان فرما رہے ہیں جو کہ انسان کے لئے بڑا انعام ہے چنانچہ فرمایا کہ یہ چاند اور سورج جو اپنے طے کردہ کام میں لگے ہوئے ہیں اسے بھی اسی رحمن نے پیدا کیا ہے اور جو کام اللہ نے انہیں عطا کیا ہے وہ اسے انجام دے رہے ہیں کہ ایک دن میں آتا ہے تو دوسرا رات میں یہ ترتیب اللہ کی بنائی ہوئی ہے اور وہ اس ترتیب کی کبھی مخالفت نہیں کرتے اور انکا انسانی زندگی میں بڑا فائدہ یہ ہے کہ انہیں ان کے ذریعہ دن رات، مہینے، سال اور موسموں کا پتا چلتا ہے وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا اور سورج اور چاند کو اس نے حساب کا پابند بنایا (الانعام ۹۶) اگر یہ نہ ہوتے تو انسان کی زندگی کچھ مختلف ہی ہوتی لہذا انسان کی آسانی کے لئے اللہ تعالی نے سورج اور چاند کو پیدا فرمایا کہ انکے ذمہ کام لگادیا اور وہ اسی میں لگے ہوئے ہیں اور اسکی اطاعت کرر ہے ہیں حتی کہ اس رب کی عبادت تو درخت پودے، بیل بوٹے بھی کرر ہے ہیں اور اسکے آگے سجدہ کرر ہے ہیں لیکن انکے سجدہ کرنے کی کیا کیفیت ہے؟ اس سے انسان بے خبر ہے، سورۂ رعد کی آیت نمبر ۱۵ میں انکے سجدہ سے متعلق فرمایا گیا وَظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ سب چیزوں کے سائے صبح وشام اسکے سامنے جھکتے ہیں، تو اس سے پتا چلا کہ ان درخیوں کا سجدہ کرنا انکے سایوں سے ہوتا ہے، یہاں پر اَلنَّجْمُ سے مراد بیل دار درخت ہیں جیسا کہ امام زحیلی اور امام زمخشری اور امام طبری علیہم الرحمہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا اور بعض نے اس سے آسمان کے ستارے مراد لئے ہیں، پھر اسکے بعد اللہ تعالی آسمان کی تخلیق کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ اسی رحمن نے اس آسمان کو اونچا بنایا، اس کے آسمان کو اونچا بنانے میں بھی انسان کے لئے کئی فائدے مضمر ہیں جیسے کہ چاند اور سورج کی روشنی ہے کہ اگر آسمان بالکل قریب ہوتا تو وہ روشنی انسان کی برداشت سے باہر ہوجاتی اور وہ اسے سہہ نہیں پاتا، اسی طرح آسمان سے برف اور پانی برستا ہے اور اگر اس درمیان اتنا طویل فاصلہ نہ ہوتا تو انسان کو فائدہ پہنچانے کے بجائے نقصان پہنچتا، پھر فرمایا کہ میزان یعنی ترازو کو اسی نے قائم کیا کہ دنیا میں بھی انصاف کیا جائے اور آخرت میں بھی انصاف سے کام لیا جائے اس طرح اللہ تعالی نے انصاف کرنے کی جانب توجہ دلائی اور فرمایا کہ کبھی بھی ظلم وخیانت سے کام نہ لو بلکہ جب بھی فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ

فیصلہ کرو اور جب کوئی چیز کسی کو دو تو برابر تول کر دو وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ (الشعراء ۱۸۲) اور فرمایا وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (الحدید ۲۵) کہ ہم نے رسولوں کے ساتھ کتاب اور میزان کو بھیجا تا کہ لوگ انصاف قائم کریں۔ اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالی انصاف کو اور انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (المائدہ ۴۲، الحجرات ۹) جو اسکے حکم کی خلاف ورزی کرے گا اور ناپ تول میں انصاف سے کام نہیں لیگا تو انکی خرابی طے ہے وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ جو لوگ ناپنے اور تولنے میں انصاف سے کام نہیں لیتے انکی بڑی خرابی ہونے والی ہے۔ (المطففین ۱) لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ وہ اس رحمن کے حکموں پر عمل کرے تا کہ اسکی دنیا بھی سنور جائے اور آخرت بھی۔

﴿درس نمبر ۲۰۸۲﴾ تم دونوں اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿الرحمن ۱۰۔تا۔۱۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ O فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ O وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ O فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور الْأَرْضَ زمین وَضَعَهَا اسی نے رکھا اس کو لِلْأَنَامِ مخلوق کے لیے فِيْهَا اس میں فَاكِهَةٌ میوے ہیں وَّ اور النَّخْلُ کھجور کے درخت ذَاتُ الْأَكْمَامِ غلافوں والے وَ اور الْحَبُّ دانے ہیں ذُو الْعَصْفِ بھوسے والے وَ اور الرَّيْحَانُ پھول خوشبودار فَبِأَيِّ تو کون سی آلَاءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ:۔ اور زمین کو اسی نے ساری مخلوقات کے لئے بنایا ہے، اسی میں میوے اور کھجور کے گابھوں والے درخت بھی ہیں اور بھوسے والا غلہ اور خوشبودار پھول بھی، (اے انسانو! اور جنات!) اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ زمین کو بھی اسی رحمن نے ساری مخلوق کے فائدہ کے لئے بنایا۔

۲۔ اس زمین میں میوے بھی ہیں اور کھجور کے خوشوں والے درخت بھی۔

۳۔ بھوسے والا غلہ بھی ہے اور خوشبودار پھول بھی۔

۴۔ اے انسانو اور اے جنات! اب تم بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

اپنی مخلوق پر کی گئی نعمتوں کو بیان کرنے کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے اللہ تبارک وتعالی فرما رہے ہیں کہ یہ

زمین جس پر تم زندگی گزار رہے ہو چل پھر رہے ہو، گھر بنا کر سکون سے رہ رہے ہو اور دوسرے مختلف فائدے تم اس زمین سے حاصل کر رہے ہو، اس زمین کو بھی اس رحمٰن ہی نے بنایا جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی تعلیم دی، یہ زمین ساری مخلوق کے لئے نفع بخش ہے کہ انسان بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، جنات و جانور بھی، چرند بھی اور پرند بھی بلکہ دنیا کی ہر جاندار مخلوق اس سے فائدہ حاصل کرتی ہے، اس زمین میں اللہ تعالیٰ نے کئی قسم کے پھلوں کے درخت اگائے جن سے تم لذت حاصل کرتے ہو، جن کی مختلف رنگتیں بھی، مختلف اور مزے بھی مختلف کیفیتیں اور فوائد بھی مختلف اور ساتھ ہی کھجور کے درخت بھی اس نے اس زمین پر اگائے کہ جو خوشے والے ہوتے ہیں کہ جن پر گچھوں کی شکل میں کھجور آتے ہیں اور بھوسے والا غلہ بھی اگایا جیسے گیہوں، جو، چاول وغیرہ کہ جن پر بھوسہ چڑھا ہوا ہوتا ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ ہی نے تمہارے فائدہ کے لئے اگایا ہے اور خوشبودار پھول بھی اس نے ہی اگائے ہیں، اَلرَّيْحَانُ سے کیا مراد ہے، اس سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد بھی رزق اور مغز ہے جیسے کہ حضرت ابن عباس، مجاہد اور ضحاک رضی اللہ عنھم کا قول ہے اور بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد خوشبو ہے جو زمین سے اگتی ہیں یعنی پھول اور ہر خوشبودار چیز جیسے کہ عود، عنبر وغیرہ (تفسیر طبری۔ج، ۲۲۔ص، ۲۰) ان تمام نعمتوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ انسان و جنات کو مخاطب کر رہے ہیں کہ اب اللہ تعالیٰ کی کون کونسی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے؟ تمہیں پتا ہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی بنائی چیزیں ہوئی ہیں، لہٰذا تم ان نعمتوں پر اسکا شکر بجا لاؤ، اس سورت میں ۳۱ مرتبہ فَبِاَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ کو دہرایا گیا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انسان و جنات کے ذہن میں استحضار ہو جائے اور جب بھی وہ ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوں تو اس رب کی حمد اور اسکا شکر بجا لائیں، اس آیت سے متعلق مروی ہے جسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے پاس آئے اور انکے سامنے پوری سورۂ رحمٰن تلاوت فرمائی اور وہ چپ چاپ سنتے رہے، سورت ختم ہونے کے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ سورت لَيْلَةُ الْجِنِّ میں جنات کے سامنے پڑھی تو ان لوگوں نے تم سے بہت اچھا جواب دیا جب بھی میں انکے سامنے یہ آیت یعنی فَبِاَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پڑھتا تو وہ جواب میں کہتے وَلَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ کہ نہیں ہمارے رب! ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے، تو ہی ہے تعریف کے لائق اور ساری تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ (ترمذی ۳۲۹۱) ہمیں بھی چاہئے کہ جب بھی ہم یہ آیت پڑھیں تو جواب میں ان کلمات کو دہرائیں۔

جنات کو آگ کی لپیٹ سے پیدا کیا

﴿درس نمبر ۲۰۸۳﴾ ﴿الرحمٰن ۱۴۔تا۔۲۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝ فَبِاَيِّ آلَاءِ

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ O فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ O بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ O فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ خَلَقَ اس نے پیدا کیا الْاِنْسَانَ انسان کو مِنْ صَلْصَالٍ کھنکھناتی مٹی سے كَالْفَخَّارِ جیسے ٹھیکری وَ اور خَلَقَ اس نے پیدا کیا الْجَآنَّ جنات کو مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ شعلۂ آتش سے فَبِاَيِّ تو کون سی اٰلَآءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے رَبُّ رب ہے الْمَشْرِقَيْنِ دونوں مشرقوں کا وَ اور رَبُّ رب ہے الْمَغْرِبَيْنِ دونوں مغربوں کا فَبِاَيِّ تو کون سی اٰلَآءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے مَرَجَ اس نے جاری کر دیے الْبَحْرَيْنِ دو سمندر يَلْتَقِيٰنِ باہم ملتے ہیں بَيْنَهُمَا ان دونوں کے درمیان بَرْزَخٌ ایک پردہ ہے لَّا يَبْغِيٰنِ دونوں تجاوز نہیں کرتے فَبِاَيِّ تو کون سی اٰلَآءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے

ترجمہ:۔ اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور جنات کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا پروردگار وہی ہے، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اسی نے دو سمندروں کو اس طرح چلایا کہ وہ دونوں آپس میں مل جاتے ہیں (پھر بھی) ان کے درمیان ایک آڑ ہوتی ہے کہ وہ دونوں اپنی حد سے بڑھتے نہیں، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

تشریح:۔ ان آٹھ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اسی نے انسان کو ٹھیکری کی طرح کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا۔
۲۔ جنات کو آگ کی لپیٹ سے پیدا کیا۔
۳۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
۴۔ دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا پروردگار وہی ہے۔
۵۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
۶۔ اسی نے دو سمندروں کو اس طرح چلایا کہ وہ آپس میں مل جاتے ہیں۔
۷۔ پھر بھی انکے درمیان ایک آڑ ہوتی ہے کہ وہ دونوں اپنی حد سے بڑھتے نہیں۔
۸۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

آسمان اور زمین کی پیدائش اور مختلف قسم کے غذائی اجناس کو بیان کرنے کے بعد ان چیزوں سے فائدہ حاصل کرنے والی مخلوقات کا ذکر کیا جا رہا ہے چونکہ ان میں سب سے افضل انسان ہے اس لئے اسکی پیدائش

کا ذکر کیا جارہا ہے کہ اس رحمن ہی نے انسان کو ٹھیکری کی طرح کھنکھناتی مٹی سے پیدا فرمایا یعنی وہ مٹی جس سے دیگر مٹی کے آلات بنائے جاتے ہیں جیسے کہ گھڑے، اینٹ وغیرہ کہ ان میں سے بعض کو تو دھوپ میں سکھایا جاتا ہے اور بعض کو آگ میں تپایا جاتا ہے اس کے بعد جو چیز وجود میں آتی ہے اسی مٹی کا تذکرہ یہاں فرمایا گیا، بعض آیات میں انسان کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے کبھی طِيْنٍ لَّازِبٍ کہا گیا، تو کبھی مِنْ تُرَابٍ کہا گیا اور کبھی مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کہا گیا اور یہاں مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ کہا جارہا ہے تو صحیح قول کیا ہے کہ انسان کو کس چیز سے پیدا کیا گیا؟ تو اس سلسلہ میں علماء تفسیر نے فرمایا کہ پہلے زمین سے مٹی کو لیا گیا جسے تُرَابٍ کہا جاتا ہے، اسکے بعد اسے گوندا گیا جسے طِيْن کہا جاتا ہے پھر اسکے بعد مٹی کی جو شکل بنتی ہے اسے حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کہا جاتا ہے پھر جب وہ سوکھ جاتی ہے تو اسے صَلْصَالٍ کہا جاتا ہے اور اگر اسکو آگ میں سکھایا جائے تو اسے فَخَّارٌ کہا جاتا ہے، تو ساری باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے اسے طین سے پیدا کیا گیا تب بھی درست ہے اس لئے کہ ایک مرحلہ اسکی پیدائش میں یہ بھی ہے اور اسی طرح دیگر تمام مثالیں، (تفسیر قرطبی۔ج ۱۷،ص ۱۶۱) لہٰذا اس طرح کی مٹی سے ہی انسان کی پیدائش ہوئی اور یہاں پر انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں چونکہ انہی کی نسل سے یہ ساری انسانیت وجود میں آئی ہے اسی لئے اصل کا تذکرہ فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور ایک جسم کی شکل دیکر انہیں چالیس راتوں کے لئے ایسے ہی چھوڑ دیا، اس دوران شیطان ہر مرتبہ آپ کے پاس آتا اور اپنے پیر سے حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کو ٹھوکر دیتا جسکی وجہ سے آپ کے جسم سے ایک گونج دار آواز نکلتی، اسی آواز کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا كَالْفَخَّارِ ، اسکے بعد اللہ تعالی جنات کی پیدائش کا ذکر فرمارہے ہیں کہ جنات کی پیدائش آگ سے کی گئی کہ جس میں مختلف رنگ نمودار ہوتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آگ کی لپیٹ جو کہ آگ کا اچھا حصہ ہوتا ہے اس سے جنات کو پیدا کیا گیا (تفسیر طبری۔ ج ۲۲،ص ۱۹۴)، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ملائکہ کو نور سے پیدا کیا گیا اور جنات کو آگ کی لپیٹ سے جبکہ آدم علیہ السلام کو انہی چیزوں سے جسکا تذکرہ تمہارے سامنے کیا گیا۔ (مسلم ۲۹۹۶) اے انسان وجنات! اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ وہ جو تمہارا بھی رب ہے اور دونوں مشرق اور دونوں مغرب کا بھی یعنی سارے عالم کا رب وہی ہے تو پھر جس رب نے تمہیں پیدا کیا اور اس جہاں کو بھی بنایا تمہیں اسی کی عبادت اور اسی کا شکر کرنا چاہیئے، اس آیت میں اللہ تعالی نے دو مشرق اور دو مغرب کا تذکرہ فرمایا حالانکہ مشرق اور مغرب ایک ایک ہی ہوتا ہے تو پھر اسکا کیا مطلب ہے؟ اس شبہ کو دور کرتے ہوئے علماء نے فرمایا کہ دراصل یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ موسم گرما میں سورج ایک جانب سے نکلتا ہے تو موسم سرما میں دوسری

جانب سے نکلتا ہے اسی طرح ڈوبنے کی بھی سمتیں دونوں موسموں میں الگ الگ ہوتی ہے اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالی نے رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ فرمایا۔ (التفسیر المنیر ۔ج، ۲۷۔ص، ۲۰۴) اور سورۃ معارج کی آیت نمبر ۴۰ میں بھی فرمایا فَلَآ أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی، ان دونوں جانب سے سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہونے میں بھی اللہ تعالی کی مصلحت اور نعمت ہے اس لئے کہ اگر سورج صرف ایک ہی جگہ سے نکلے اور ایک ہی جگہ ڈوبے تو جو فصلیں اگتی اور پکتی ہیں ان کا نظام درہم برہم ہو جاتا، لہذا اب تم اے جنات اور انسان! اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاوگے؟، کہ تم گنتے گنتے تھک جاوگے مگر اس رب کی نعمتیں ختم نہیں ہوں گی، اپنی تخلیق کا ایک اور شاہکار بیان کیا جارہا ہے کہ اسی رحمن نے دوسمندروں کو اس طرح چلایا کہ وہ آپس میں ملکر بھی ملے ہوئے نہیں ہوتے یعنی وہ دونوں ملکر ساتھ ہی چلتے ہیں مگر دونوں کے درمیان فرق کرنے والی ایک لکیر ہوتی ہے جس سے پتا چل جاتا ہے کہ یہ ایک الگ سمندر کا پانی ہے اور یہ الگ سمندر کا، یقیناً یہ تخلیق میرے رب ہی کی ہوسکتی ہے اسکے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں تو اب تم اے انسان و جنات! اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاوگے؟ اللہ ہم تمام کو اسکی ہر ہر نعمت پر شکر کرنے والا بنائے، آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۸۴﴾ ان دونوں سمندروں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے ﴿الرحمن ۲۲۔تا۔۲۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ O فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ O فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ O وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ O فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَخْرُجُ نکلتے ہیں مِنْهُمَا ان دونوں سے اللُّؤْلُؤُ موتی وَ اور الْمَرْجَانُ مونگے فَبِاَيِّ تو اٰلَآءِ کونسی نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے وَ اور لَهُ اسی کے ہیں الْجَوَارِ چلنے والے الْمُنْشَئٰتُ جو اونچے اٹھے ہوئے ہیں فِي الْبَحْرِ سمندر میں كَالْاَعْلَامِ پہاڑوں کے مانند فَبِاَيِّ تو کون سی اٰلَآءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے كُلُّ سب مَنْ جو عَلَيْهَا اس پر ہیں فَانٍ فنا ہوجائیں گے وَّ اور يَبْقٰى باقی رہے گا وَجْهُ چہرہ رَبِّكَ آپ کے رب کا ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ذوالجلال والاکرام کا فَبِاَيِّ تو کون سی اٰلَآءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے

ترجمہ:۔ ان دونوں سمندروں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اور اسی کے قبضے میں وہ جہاز ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے کئے گئے ہیں

،اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟اس زمین میں جو کوئی ہے ،فنا ہونے والا ہےاور(صرف) تمہارے پروردگار کی جلال والی ،فضل وکرم والی ذات باقی رہے گی ،اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کوجھٹلاؤ گے؟

تشریح:۔ان سات آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ان دونوں سمندروں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔

۲۔اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کوجھٹلاؤ گے؟

۳۔اسی کے قبضہ میں وہ جہاز ہیں جو پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہیں۔

۴۔اب بتاؤ کہ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کوجھٹلاؤ گے؟

۵۔اس زمین میں جو کوئی ہے وہ فنا ہونے والا ہے۔

۶۔صرف تمہارے پروردگار کی جلال وفضل وکرم والی ذات ہی باقی رہے گی۔

۷۔اب بتاؤ کہ تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کوجھٹلاؤ گے؟

جن سمندروں کو اس رب نے چلایا انہی سمندروں میں اس نے مختلف قسم کے چھوٹے بڑے، رنگین موتیاں بھی پیدا فرمائے کہ جن سے تم کمائی کرتے ہو، معاش حاصل کرتے ہواور زینت بھی اختیار کرتے ہو، **وَتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا** تم اس سمندر سے وہ زیورات نکالو جنہیں تم پہنتے ہو۔(النحل ۱۴)اور ان سمندروں پر جو اونچی اونچی کشتیاں پہاڑ کی طرح ہیں، تمہارے سازوسامان اور تمہیں لے کر چلتی ہیں وہ اسی کے حکم سے چلتی ہیں، وہ اگر چاہے تو ان کشتیوں کو سمندر میں غرق کردے اور اسے ایسا کرنے سے کوئی روکنے والا بھی نہیں، ان تمام پر اسی کا قبضہ ہے، **وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ** تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں ان سمندروں میں پانی کو چیرتی ہوئی چلتی ہیں (یہ اللہ تعالی ہی کی قدرت کے سبب ہے) تا کہ تم اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرواور شکر گزار بنو(النحل ۱۴) اب بھلا تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کوجھٹلاؤ گے؟ کیا تم ان ساری چیزوں کو پیدا کرسکتے ہو؟ کیا تم ان کشتیوں کو رب کے حکم کے بغیر چلا سکتے ہو؟ کیا تمہارے اندر اتنی طاقت ہے کہ اگر وہ ان نعمتوں کو تم سے چھین لے تو پھر بھی تم اسے لے آؤ؟ نہیں! تو پھر تمہیں اس رب کا شکر ادا کرنے کے لئے اور کیا چاہئے ؟تم اس رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اور اگر تم ان نعمتوں کو نہیں جھٹلاتے تو پھر اس رب کے بھیجے ہوئے رسولوں کواور انکی رسالت کو کیوں جھٹلاتے ہوں؟ حالانکہ اسی رب نے انہیں بھیجا جس نے ان نعمتوں کو تم پر برسایا؟ جب تم ان نعمتوں کو تسلیم کرتے ہوتو ان رسولوں کو بھی تسلیم کرو، اسی میں تمہاری عافیت اور بھلائی ہے، اس لئے کہ جو کچھ اس دنیا میں موجود ہے وہ سب فنا اور ختم ہونے والا ہے چاہے وہ انسان ہوں، جنات ہوں نباتات ہوں یا

جمادات ہوں سب کچھ ایک دن ختم ہو جائے گا اور باقی رہے گا تو وہی پروردگار جس نے تمہیں بنایا، اس دنیا کو بنایا، وہ رب جلال والا اور فضل و کرم والا ہے، اگر تم اسکی نافرمانی کرو گے اور اسکے حکموں سے منہ موڑ کر اسکے پاس آؤ گے تو وہ تمہیں نہیں بخشے گا، ہاں! اگر اپنی لغزشوں کے بعد توبہ کر کے آؤ گے تو اسکے فضل سے محروم بھی نہیں رہو گے، کل قیامت کے دن وہ ان سب کا حساب لے گا، اچھائی کا بدلہ اچھا اور برائی کا بدلہ برا ہوگا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی دعاء میں اللہ کی ان دونوں صفات کو لازماً شامل کرو یعنی يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (ترمذی ۳۵۲۴) یعنی ان دوصفات کے ذریعہ اللہ تعالی سے دعا مانگی جائے گی تو ضرور قبول ہوگی جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے ایک شخص کو یاذا الجلال والاکرام کے ذریعہ دعا مانگتے سنا تو فرمایا کہ تیری دعاء قبول ہوگئی۔ (ترمذی ۳۵۲۷) ان آیتوں سے بھی اللہ تعالی انسان کو خواب غفلت سے بیدار فرما رہے ہیں کہ تم اس دنیا کو یہ نہ سمجھو کہ یہ ہمیشہ رہے گی اور تم یہاں جو چاہے کرتے رہو گے اور تم سے کسی قسم کی کوئی پوچھ تاچھ نہیں ہوگی، اس غفلت کو اپنے سے دور کرو کیونکہ یہ دنیا بھی فنا ہوگی اور تم سب بھی فنا ہو جاؤ گے، پھر اسکے بعد ہمارے پاس آؤ گے تو تمہارا حساب و کتاب لیا جائیگا، كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ہر چیز ختم ہونے والی ہے سوائے اس رب کی ذات کے، اسی کی سلطنت ہے اور اسی کے پاس تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ (القصص ۸۸) تم اللہ کی قدرت سے واقف نہیں ہو، اسکی قدرت کے آگے سبھی بے بس ہیں اور اپنی اس بے بسی کا وہ اسکے سامنے اظہار بھی کرتے ہیں اور اسی سے ہر چیز مانگتے ہیں۔

﴿درس نمبر ۲۰۸۵﴾ **وہ رب ہر دن کسی شان میں ہے** ﴿الرحمن ۲۹ تا ۳۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَسْئَلُهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَسْئَلُهُ اسی سے مانگتا ہے مَنْ جو کوئی بھی فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین میں ہے كُلَّ ہر يَوْمٍ روز هُوَ وہ فِيْ شَاْنٍ ایک شان میں ہے فَبِاَيِّ تو کون سی اٰلَاۗءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے سَنَفْرُغُ عنقریب ہم فارغ ہوں گے لَكُمْ تمہارے لیے اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ اے جن وانس! فَبِاَيِّ تو کونسی اٰلَاۗءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ

وَالْاِنْسِ اے گروہِ جن وانس اِنِ اگر اسْتَطَعْتُمْ تم طاقت رکھتے ہو اَنْ یہ کہ تَنْفُذُوْا تم نکل جاؤ مِنْ اَقْطَارِ
کناروں سے السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اورزمین کے فَانْفُذُوْا تو نکل جاؤ لَا تَنْفُذُوْنَ تم نہیں نکل سکتے اِلَّا
مگر بِسُلْطٰنٍ غلبے ہی سے فَبِاَیِّ تو کون سی اٰلَآءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں اسی سے (اپنی حاجتیں) مانگتے ہیں، وہ ہر روز کسی شان میں ہے! اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اے دو بھاری مخلوقو! ہم عنقریب تمہارے (حساب کے) لئے فارغ ہونے والے ہیں، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اے انسانو! اور جنات کے گروہ! اگر تم میں یہ طاقت ہے کہ آسمانوں اور زمین کی حدوں سے پار نکل سکو تو پار نکل جاؤ تم زبردست طاقت کے بغیر پار نہیں ہو سکو گے، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی سے اپنی حاجتیں مانگتے ہیں، وہ رب ہر دن کسی شان میں ہے۔
۲۔ تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
۳۔ اے دو بھاری مخلوق! ہم عنقریب تمہارے حساب کے لئے فارغ ہونے والے ہیں۔
۴۔ تم بتاؤ کہ تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
۵۔ اے انسانوں اور جنات کے گروہ! اگر تم آسمان اور زمین کی سرحد سے پار نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ۔
۶۔ زبردست طاقت کے بغیر پار نہیں ہو سکو گے۔
۷۔ اب تم بتاؤ کہ تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

رب رحمٰن کی قدرت ایسی غالب ہے کہ زمین وآسمان میں بسنے والا ہر کوئی اسکا محتاج ہے اور اپنی حاجت روائی کے لئے اسی رب کو پکارتا ہے اور اسی سے سب کچھ مانگتا ہے، آسمان میں جو ملائکہ موجود ہیں وہ بھی اس رب سے اپنی مغفرت کا سوال کرتے ہیں اور زمین میں جو انسان اور جنات بستے ہیں وہ بھی اپنی مغفرت کا سوال اسی سے سوال کرتے ہیں اور اپنی روزی کا بھی، اسکے علاوہ کوئی انکی دعاؤں کو سننے والا نہیں اور نہ کسی میں اتنی قوت ہے کہ وہ انکی مانگی ہوئی چیز انہیں عطا کرے، ہر دن اور ہر وقت وہ رب ایک نئی شان میں ہوتا ہے اور اسکی شان وصفات تو کئی ہیں جیسے کہ زندگی اور موت دینا، روزی دینا، مالداری اور محتاجی دینا، عزت وذلت دینا، بیماری وصحت دینا، ایسی کئی صفات اس رب کی ہیں جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا، وہ ہر وقت کسی نہ کسی اپنی شان کے ساتھ جلوہ افروز ہوتا ہے، حضرت عبداللہ بن منیب الأزدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ تلاوت فرمائی تو ہم

نے آپ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی شان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا گناہوں کو معاف کرنا، بلاؤں کو دور کرنا، کسی قوم کو غلبہ دینا تو کسی کو شکست دینا۔ (المعجم الاوسط للطبرانی۔ج،٦۔ص، ٣٦٢) حضرت ابو منصور ماتریدی نے اپنی تفسیر میں یہ روایت بیان فرمائی کہ یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہفتہ کے روز آرام فرماتے ہیں اور کسی کام کا فیصلہ نہیں کرتے نہ کوئی حکم جاری کرتے ہیں تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (تفسیر ماتریدی۔ج،٩۔ص، ٤٧٣) ایسی عظیم شان والے رب کی کن کن نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے؟ اللہ تعالیٰ انسان و جنات کو انکے حساب و کتاب سے آگاہ کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اے بھاری مخلوق! یعنی جنات و انسان! ہم بہت جلد تمہارا حساب و کتاب لینے والے ہیں اور اس وقت ہم كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ سے فارغ ہو کر صرف تمہارے کئے ہوئے اعمال پر تمہاری پکڑ کرنے لگیں گے اور ہر ہر عمل کا حساب لیں گے اور تم پر آسمان سے تمہیں ہلاک کرنے کے لئے عذاب بھیجیں گے تو اس وقت اگر تم بچ کر کہیں جانے کی طاقت رکھتے ہو تو جا کر دکھاؤ؟ ہم بھی تو دیکھیں کہ وہ کونسی جگہ ہوگی جہاں تم ہم سے بچکر جا سکو گے؟ تم آسمان و زمین کا کونا کونا پھر لو مگر پھر بھی ہم سے بچ کر نکل نہیں پاؤ گے اور تمہارے پاس ایسی طاقت بھی نہیں ہے کہ جسکا استعمال کر کے تم ہمارا مقابلہ کر سکو، وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ رہے وہ لوگ جنہوں نے برائی کی ہوگی تو انکے اعمال کا بدلہ بھی ایسے ہی برا ہوگا اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی اور انہیں کوئی بچانے والا بھی نہیں ہوگا، ایسا لگے گا کہ انکے چہروں پر اندھیری رات کی تہیں چڑھا دی گئی ہیں، وہ دوزخ کے باسی ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ (یونس ٢٧) بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ حالت میدان محشر میں پیش آئے گی اور بعض نے فرمایا کہ دنیا ہی میں جب قیامت کا وقت آئے گا تو یہ اس وقت کی ہوگی۔ (تفسیر ماتریدی۔ج،٩۔ص، ٤٧٤)، (تفسیر قرطبی۔ج،١٧۔ص، ١٧٠) اور ان دونوں باتوں میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے بلکہ دونوں بھی مراد لیا جا سکتا ہے مقصد یہاں اس رب کے سامنے انکی بے بسی، عاجزی اور لاچاری کو اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو بیان فرمانا ہے۔

﴿درس نمبر ٢٠٨٦﴾ تم پر آگ کا شعلہ اور تانبے کے رنگ کا دھواں چھوڑا جائے گا ﴿الرحمن ٣٠۔تا۔٤٠﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ O فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ O فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ O فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ O فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ O فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يُرْسَلُ چھوڑا جائے گا عَلَيْكُمَا تم دونوں پر شُوَاظٌ شعلہ مِنْ نَارٍ آگ کا وَ اور نُحَاسٌ

دھواں فَلَا تَنْتَصِرٰنِ پھر تم بچ نہ سکو گے فَبِاَیِّ تو کون سی اٰلَآءِ نعمتوں کو رَبِّکُمَا اپنے رب کی تُکَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے فَاِذَا پھر جب انْشَقَّتِ پھٹ جائے گا السَّمَآءُ آسمان فَکَانَتْ تو وہ ہو جائے گا وَرْدَةً سرخ کَالدِّھَانِ جیسے سرخ چمڑا فَبِاَیِّ تو کون سی اٰلَآءِ نعمتوں کو رَبِّکُمَا اپنے رب کی تُکَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے فَیَوْمَئِذٍ پھر اس دن لَّا نہ یُسْئَلُ پوچھا نہ جائے گا عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اپنے گناہ کی بابت اِنْسٌ کوئی انسان وَّ اور لَا جَآنٌّ کوئی نہ جن فَبِاَیِّ تو کون سی اٰلَآءِ نعمتوں کو رَبِّکُمَا اپنے رب کی تُکَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے

ترجمہ:۔ تم پر آگ کا شعلہ اور تانبے کے رنگ کا دھواں چھوڑا جائے گا، پھر تم اپنا بچاؤ نہیں کر سکو گے، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ غرض (وہ وقت آئے گا) جب آسمان پھٹ پڑے گا اور لال چمڑے کی طرح سرخ گلاب بن جائے گا، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ پھر اس دن نہ کسی انسان سے اس کے گناہ کے بارے میں پوچھا جائے گا اور نہ کسی جن سے، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تم پر آگ کا شعلہ اور تانبے کے رنگ کا دھواں چھوڑا جائے گا۔

۲۔ اس وقت تم اپنا بچاؤ نہیں کر پاؤ گے۔ ۳۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

۴۔ غرض وہ وقت آئے گا جب آسمان پھٹ پڑیگا اور لال چمڑے کی طرح سرخ گلاب بن جائے گا۔

۵۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

۶۔ پھر اس دن نہ کسی انسان سے اسکے گناہ کے بارے میں پوچھا جائے گا اور نہ کسی جن سے۔

۷۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

جب جنات و انسان اس عذاب کی ہولناکی کو دیکھیں گے تو جو نافرمان اور گنہگار ہوں گے وہ اس سے بچ کر بھاگنے کی کوشش کریں گے مگر وہ اس کوشش میں ناکام ہوں گے اس لئے کہ جو بھی ایسا کرے گا اس پر اللہ تعالی آگ کا شعلہ اور تانبے کے رنگ کا دھواں چھوڑ دے گا اور اس طرح اسے عذاب میں جکڑ لیا جائے گا، بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ حالت قیامت کے وقت واقع ہوگی کہ آسمان سے آگ اور دھواں نازل ہوگا پھر اسکے بعد آسمان پھٹ جائے گا اور پگھل کر بالکل چمڑے کی طرح سرخ گلاب بن جائے گا، اسکے علاوہ کئی مقامات پر آسمان کے پھٹ پڑنے کا تذکرہ کیا گیا ہے جیسے کہ سورۃ الحاقہ کی آیت نمبر ۱۶ میں کہا گیا وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ یَوْمَئِذٍ وَّاهِیَةٌ اس دن آسمان پھٹ پڑے گا اور وہ بالکل ڈھیلا پڑ جائے گا اور سورہ انشقاق میں فرمایا گیا اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ جب آسمان پھٹ پڑے گا اور سورۂ انفطار میں فرمایا گیا اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ جب آسمان پھٹ جائے گا، انسان کے ارد گرد کہیں دور جب بجلی گرتی ہے تو وہ اسکی آواز سے بہت ہی خوف زدہ ہو جاتا ہے تو سوچو اس وقت اسکے خوف کا

کیا عالم ہوگا؟ جبکہ خود پورا آسمان ہی پھٹ کر گر رے گا؟ وہ ایسا خوفناک وقت ہوگا کہ انسان کے ہوش وحواس جاتے رہیں گے اور اس پر ایک قسم کی لرزش طاری ہوجائے گی اور اس وقت نہ انکی کوئی مدد کرنے والا ہوگا کہ انہیں اس عذاب اور ہولناکی سے بچاسکے اور نہ وہ خود ایک دوسرے کی مدد کر پائیں گے جیسا کہ دنیا میں وہ آپس میں کیا کرتے تھے، تو جو گنہگار بندے ہوں گے وہ اس عذاب کے گھیرے میں آجائیں گے اور جو فرمانبردار اور مطیع ہوں گے اللہ انہیں اس سے محفوظ رکھے گا بتاؤ کہ تم اس رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اور جب یہ دنیا اس طرح فنا ہوجائے گی اور دنیا میں بسے سارے لوگ لقمۂ اجل بن چکے ہوں گے تو پھر ایک ندا دینے والا ندا لگائے گا جس پر وہ سب لبیک کہتے ہوئے اپنی اپنی جگہوں سے زندہ ہوکر نکل پڑیں گے، اس وقت ہر شخص کے ماتھے پر ایک نشان ہوگا جس سے پتا چل جائے گا کہ کون جنتی ہے اور کون دوزخی؟ اس لئے ان سے کچھ پوچھا نہیں جائے گا فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ قرآن کریم کی دیگر آیتیں بھی اس کی تائید کرتی ہیں هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ یہ وہ دن ہوگا کہ جس میں وہ کچھ بول نہیں پائیں گے اور نہ ہی انہیں بولنے کی اجازت دی جائے گی کہ وہ عذر پیش کرنے لگ جائیں، لہذا ان لوگوں کو انکی نشانیوں کی بنا پر الگ الگ کردیا جائے گا کہ مومن ایک صف میں ہوں گے اور کافر ایک صف میں، پھر اسکے بعد اللہ تعالی ہر ایک کے سامنے انکا نامہ اعمال پیش کرے گا اور ان سے ان اعمال سے متعلق پوچھا جائے گا فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ آپ کے رب کی قسم! ہم ضرور ان سب سے انکے اعمال کے بارے میں پوچھیں گے۔ (الحجر ٩٢) وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ انہیں ذرا رکاؤ اُن سے کچھ پوچھنا ہے۔ (الصافات ٢٤) لہذا یہاں اس سورت میں جو بیان کیا گیا ہے کہ ان سے کچھ نہیں پوچھا جائے گا وہ ایک اور حالت کے وقت ہے اور دیگر آیتوں میں جو کہا گیا کہ ان سے انکے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا وہ ایک الگ حالت میں یعنی دونوں کا وقت الگ الگ ہے اس طرح ان آیتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے اور بعض نے فرمایا کہ ان سے کچھ نہیں پوچھا جائے گا بلکہ انکے سارے اعضاء خود انکے اعمال کی گواہی دیں گے۔ (تفسیر طبری۔ج، ٢٢۔ص، ٢٣٠) آگے جو فرمایا کہ اب بتاؤ تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اس سے اس نعمت کو بیان کرنا مقصد ہے کہ وہ اسی کی پکڑ کرتا ہے اور عذاب دیتا ہے جو نافرمان ہوتا ہے اور جو فرمانبردار ہوتا ہے اسے ان سب سے محفوظ رکھتا ہے یہ تو اس رب کی بڑی نعمت ہے جس پر انہیں شکر ادا کرنا چاہئے۔

﴿درس نمبر ٢٠٨٧﴾ مجرم لوگوں کو ان کی علامتوں سے پہچان لیا جائے گا ﴿الرحمن ٤١۔تا۔٤٥﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

تُكَذِّبٰنِ ○ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ○ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَ بَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ○ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ یُعْرَفُ پہچان لئے جائیں گے الْمُجْرِمُوْنَ مجرم بِسِیْمٰهُمْ اپنے چہروں کی علامت ہی سے فَیُؤْخَذُ پھر وہ پکڑے جائیں گے بِالنَّوَاصِیْ پیشانی کے بالوں سے وَ اور الْاَقْدَامِ قدموں سے فَبِاَیِّ تو کون سی اٰلَآءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے هٰذِهٖ یہی ہے جَهَنَّمُ جہنم الَّتِیْ وہ جو یُكَذِّبُ جھٹلاتے تھے بِهَا اس کو الْمُجْرِمُوْنَ مجرم لوگ یَطُوْفُوْنَ وہ چکر لگائیں گے بَیْنَهَا درمیان جہنم کے وَ اور بَیْنَ درمیان حَمِیْمٍ سخت گرم اٰنٍ کھولتے پانی کے فَبِاَیِّ تو کون سی اٰلَآءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے۔

ترجمہ:۔ مجرم لوگوں کو ان کی علامتوں سے پہچان لیا جائے گا پھر انہیں سر کے بالوں اور پاؤں سے پکڑا جائے گا، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ یہ ہے وہ جہنم جسے یہ مجرم لوگ جھٹلاتے تھے! یہ اسی کے اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان چکر لگائیں گے، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ مجرم لوگوں کو انکی علامتوں سے پہچان لیا جائے گا۔ ۲۔ پھر انہیں بالوں اور پاؤں سے پکڑا جائے گا۔

۳۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

۴۔ یہ ہے وہ جہنم جسے یہ مجرم لوگ جھٹلاتے تھے۔

۵۔ یہ اسی جہنم کے اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان چکر لگائیں گے۔

۶۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

پچھلی آیت میں کہا گیا تھا کہ کسی سے انکے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا اور نہ پوچھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا جارہا ہے کہ جتنے بھی مجرم لوگ ہوں گے جنہوں نے اللہ کے حکموں کو نہ مانا اور اسکی مخالفت کر کے جرم کیا وہ سب علانیہ طور پر کچھ نشانیوں کے ذریعہ پہچانے جائیں گے، وہ نشانیاں یہ ہوں گی کہ انکے چہرے کالے اور بدنما ہوں گے، آنکھیں ترچھی ہونگی چہروں پر پریشانی اور غم کے آثار جھلک رہے ہوں گے (التفسیر المنیر ۔ ج ،۲۷ ۔ص ،۲۱۹) اور سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۶ میں بھی فرمایا گیا یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ کہ جس دن کچھ چہرے روشن اور سفید ہوں گے تو کچھ چہرے کالے سیاہ ہوں گے، تو جب انہیں ان علامتوں سے پہچان لیا جائے گا اس وقت انکی پیشانیوں اور انکے قدموں کو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے جہنم کی طرف لایا جائے گا اور اس میں

پھینک دیا جائے گا، حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انکے پیر کو پیشانی سے ملا کر زنجیر میں جکڑ لیا جائے گا تا کہ وہ حرکت تک نہ کرسکیں (تفسیر قرطبی۔ج،۱۷۔ص،۱۷۵) پھر سے کہا جارہا ہے کہ تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاوگے؟ یاد دلایا جارہا ہے کہ اس طرح کی ذلت سے جس میں یہ مجرم لوگ گرفتار ہوں گے اللہ تعالی اپنے فرمانبردار لوگوں کو محفوظ رکھے گا، تو لہذا جب انہیں اسطرح پیشانی اور پیر کے ساتھ جوڑا جائے گا تو فرشتے انہیں لیکر جہنم کی طرف آئیں گے اور انہیں اس میں جھونک دیں گے اور پھر اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہی وہ جہنم اور یہی وہ عذاب ہے جسے مجرم لوگ دنیا میں جھٹلاتے تھے اور کہا کرتے تھے بس زندگی تو یہی دنیا کی ہے اسکے بعد اور کوئی زندگی نہیں ہوگی اور نہ ہی سزا ہوگی اور نہ ہی انعام ملے گا إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِينَ یہی بس ہماری پہلی موت ہے اسکے بعد ہمیں پھر سے دوبارہ زندہ ہونا نہیں ہے۔(الدخان ۳۵) اب تم اے مجرمو! اسی میں رہو یہاں تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی ہمیشہ تمہیں اسی جہنم میں رہنا ہے جہاں تمہیں کھانے کے لئے زقوم دیا جائیگا کہ جب تم اسے اپنے چہرے کے قریب لوگے تو وہ تمہارے چہرے کو جھلسا دیگا اور جب پیٹ میں جائیگا تو سارے پیٹ کو جلا کر رکھ دے اور تڑپ سے تم پانی مانگو گے تو تمہیں پینے کے لئے کھولتے ہوئے پانی کی طرف لیجایا جائے گا اسی کو اس آیت میں بیان فرمایا کہ يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ وہ اس دوزخ کے اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان ہی چکر لگاتے رہیں گے، یہی انکی سرحد ہے جس سے وہ ایک قدم بھی آگے بڑھ نہیں پائیں گے، اے مومنو! اللہ نے تمہیں اس المناک عذاب سے بچا کر تم پر کتنا بڑا احسان فرمایا ہے تو اب بھلا تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاوگے؟۔لہذا وہی جواب دو جو جواب ان جنات نے دیا تھا کہ اے ہمارے رب! ہم تیری کسی نعمت کا بھی انکار نہیں کرتے بلکہ تیری ہی تعریف کرتے ہیں اور تمام تر تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔

﴿درس نمبر ۲۰۸۸﴾ جو شخص دنیا میں اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا تھا ﴿الرحمن ۴۶۔تا۔۵۳﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتٰنِ O فَبِأَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O ذَوَاتَآ أَفْنَانٍ O فَبِأَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O فِيهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ O فَبِأَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ O فَبِأَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لِمَنْ اس کے لیے جو خَافَ ڈر گیا مَقَامَ رَبِّهِ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے جَنَّتٰنِ دو باغ ہیں فَبِأَيِّ تو کون سی اٰلَاءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے ذَوَاتَآ أَفْنَانٍ دونوں خوب شاخوں والے ہیں فَبِأَيِّ تو کون سی اٰلَاءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں

جھٹلاو گے فِيْهِمَا ان دونوں میں عَيْنٰنِ دو چشمے تَجْرِيٰنِ جاری ہوں گے فَبِاَيِّ تو کون سی اٰلَآءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے فِيْهِمَا ان دونوں میں مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ ہر پھل کی زَوْجٰنِ دو قسمیں ہوں گی فَبِاَيِّ تو کون سی اٰلَآءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے؟

ترجمہ: ۔ اور جو شخص (دنیا میں) اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا تھا، اس کے لئے دو باغ ہوں گے، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ دونوں باغ شاخوں سے بھرے ہوئے! اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ انہی دو باغوں میں دو چشمے بہہ رہے ہوں گے، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں میں ہر پھل کے دو دو جوڑے ہوں گے، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

تشریح: ۔ ان آٹھ آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو شخص دنیا میں اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا تھا اس کے لئے دو باغ ہوں گے۔

۲۔ اب بتاؤ تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاو گے؟

۳۔ دونوں باغ شاخوں سے بھرے ہوئے ہیں۔

۴۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاو گے؟

۵۔ انہی دو باغوں میں دو چشمے بہہ رہے ہونگے۔

۶۔ اب تم بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاو گے؟

۷۔ ان دونوں میں ہر پھل کے دو جوڑے ہوں گے۔

۸۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاو گے؟

مجرموں کے انجام اور انہیں ملنے والی سزاوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی اب محسنین اور مومنین کو ملنے والے انعامات کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ جو دنیا میں اپنے رب کے حساب لینے سے اور اسکی نافرمانی کرنے سے ڈرتا تھا اسکے لئے اللہ تعالی نے جنت میں دو باغ بنائے ہیں وہ دو باغ کونسے اور کیسے ہوں گے اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جنت کی چوڑائی میں دو باغ ہونگے کہ ہر باغ اتنا بڑا ہوگا کہ اسے پار کرنے کے لئے سو سال لگیں گے اور پھر ہر باغ کے بیچوں بیچ ایک نور سا تیار کیا ہوا گھر ہوگا، اس میں ہر وہ چیز ہوگی جس سے انسان لطف اندوز ہوتا ہے جیسے کہ نغمات اور ہریالی وغیرہ، وہاں کے درخت بھی ہمیشہ رہیں گے اور وہاں کا سکون بھی۔ (تفسیر قرطبی۔ج،۱۷۔ص،۱۷۷) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن منبر پر کھڑے یہ آیت وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ پڑھتے سنا تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ

اگرچہ کہ وہ زنا اور چوری کرے یا رسول اللہ؟ میں نے دو بار یہی سوال کیا اور آپ علیہ السلام نے ہر مرتبہ یہی آیت پڑھی مگر جب میں نے تیسری مرتبہ پھر سے یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں! اگرچہ کہ ابودرداء کی ناک خاک آلود ہوجائے۔ (مسند احمد ۸۶۸۳) اس آیت کے شان نزول سے متعلق امام زحیلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے قیامت، حساب، جنت اور جہنم کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میری خواہش تھی کہ میں بھی اس گھاس پھوس کی طرح ہوتا کہ جانور آتے اور مجھے کھاجاتے اور یہ کہ میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (التفسیر المنیر۔ج،۲۷۔ص، ۲۲۳) ان باغوں کی صفت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ ان باغات میں خوبصورت گھنے درخت ہوں گے کہ ان درختوں کی شاخیں مختلف رنگ برنگے پھلوں سے لدی ہوئی ہوں گے، فرمایا جارہا ہے کہ اتنی نعمتیں اللہ تعالی نے تم کو دی ہیں تو تم ان نعمتوں میں سے کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اور ان باغات کی خوبصورتی بیان کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ ان باغات میں دو چشمے بہہ رہے ہوں گے جو اسکی خوبصورتی کو دوبالا کررہے ہوں گے، حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ان میں ایک باغ کا نام تسنیم اور دوسرے کا سلسبیل ہے۔ (التفسیر المنیر۔ج،۲۷۔ص، ۲۲۳) ان نعمتوں کو بیان کرنے کے بعد جن وانس سے پوچھا گیا کہ تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ان باغات کی اور تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ ان باغات میں ہر پھل کی دو قسمیں ہوں گے، یعنی پھل ایک ہوگا مگر مزہ الگ ہوگا یا پھر ان میں سے ایک تر ہوگا اور دوسرا سوکھا، یہ سب اللہ تعالی کے انعامات ہیں جو تمہیں عطا کئے جائیں گے تو تم اس رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ نعمتوں کا انکار وہی کرتا ہے جو رب کا نافرمان ہوتا ہے اور جو فرمانبردار ہوتا ہے اسکی زبان اللہ تعالی کے شکر سے ہمیشہ تر رہتی ہے وَمَنْ يَّشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ جو شکر کرتا ہے اس شکر کا فائدہ اسی کو ہوتا ہے۔ (النمل ۴۰)

﴿درس نمبر ۲۰۸۹﴾ دونوں باغوں کے پھل جھکے ہوئے ہوں گے ﴿الرحمن ۵۴۔تا۔۶۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى فُرُشٍ ۢ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ مُتَّكِئِيْنَ تکیہ لگائے ہوئے عَلٰى فُرُشٍ ایسی مسندوں پر بَطَآئِنُهَا جن کے استر مِنْ اِسْتَبْرَقٍ دبیز ریشم کے ہوں گے وَ اور جَنَا پھل الْجَنَّتَيْنِ ان دونوں باغوں کے دَانٍ قریب ہی ہوں گے

فَبِاَیِّ تو کون سی اٰلَآءِ نعمتوں کو رَبِّکُمَا اپنے رب کی تُکَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے فِیْهِنَّ ان میں ہوں گی قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ جھکی نظروں والی لَمْ یَطْمِثْهُنَّ ہاتھ نہیں لگایا انہیں اِنْسٌ کسی انسان نے قَبْلَهُمْ ان سے پہلے وَ اور لَا جَآنٌّ نہ کسی جن نے فَبِاَیِّ تو کون سی اٰلَآءِ نعمتوں کو رَبِّکُمَا اپنے رب کی تُکَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے کَاَنَّهُنَّ گویا کہ وہ الْیَاقُوْتُ ہیرے وَ اور الْمَرْجَانُ موتی ہیں فَبِاَیِّ تو کون سی اٰلَآءِ نعمتوں کو رَبِّکُمَا اپنے رب کی تُکَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے هَلْ جَزَآءُ نہیں جزا الْاِحْسَانِ احسان کی اِلَّا مگر الْاِحْسَانُ احسان ہی فَبِاَیِّ تو کون سی اٰلَآءِ نعمتوں کو رَبِّکُمَا اپنے رب کی تُکَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے

ترجمہ:۔ وہ (جنتی لوگ) ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے اور دونوں باغوں کے پھل جھکے پڑ رہے ہوں گے، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ انہی باغوں میں وہ نیچی نگاہ والیاں ہوں گی جنہیں ان جنتیوں سے پہلے نہ کسی انسان نے کبھی چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے! اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ وہ ایسی ہوں گی جیسے یاقوت اور مرجان! اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اچھائی کا بدلہ اچھائی کے سوا اور کیا ہے؟ اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

تشریح:۔ ان آٹھ آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ جنتی لوگ ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے ہوں گے جنکے استر دبیز ریشم کے ہوں گے۔

۲۔ دونوں باغوں کے پھل جھکے ہوئے ہوں گے۔

۳۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاو گے؟

۴۔ باغات میں وہ نیچی نگاہ والیاں ہوں گی جنہیں ان جنتیوں سے پہلے نہ کسی انسان نے کبھی چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے

۵۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاو گے؟

۶۔ وہ نیچی نگاہ والیاں ایسی ہوں گے جیسے یاقوت اور مرجان۔

۷۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاو گے؟

۸۔ اچھائی کا بدلہ اچھائی کے سوا اور کیا ہے؟

۹۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاو گے؟

اسکے بعد ان جنتیوں کو ملنے والی ایک اور نعمت کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے کہ ان غذاوں کے علاوہ انکے آرام کے لئے اللہ تعالی ریشم کے استر سے بنے فرش عطا کریگا جہاں وہ بڑے آرام سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جب اندرونی کپڑا ریشم کا ہوگا تو پھر اس فرش کا باہری حصہ کس چیز کا ہوگا؟ اس پر انہوں نے فرمایا کہ یہ انہی چیزوں میں سے ہے جسکے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا

أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ کہ جنت میں انسان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا کچھ رکھا ہوا ہے وہ اسے نہیں جانتا۔(السجدہ ۱۷)اور انکے سامنے ان باغات میں جو درخت لگے ہوں گے انکی شاخیں پھلوں سے لدے ہوئے انکے آگے جھک رہی ہوں گی کہ وہ ان پھلوں کو بڑے آرام سے توڑ کر کھا رہے ہوں گے قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ جسکے پھل جھکے ہوئے ہی ہوں گے(الحاقہ ۲۳)وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ان باغات کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اور انکے پھل مکمل طور پر انکے آگے جھکا دیئے جائیں گے۔(الدہر ۱۴)یقیناً کیا ہی نعمتیں ہیں جو اللہ رب العزت ایمان والوں کو عطا کرے گا،تم اے جنات وانس! اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ یقیناً اس رب کی کسی نعمت کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور متقیوں کو دیئے جانے والے انعامات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں ان باغات میں انکے لئے پاکیزہ اور نیچی نگاہ رکھنے والی حوریں ہوں گی جو اللہ تعالی انہیں عطا کرے گا اور وہ اتنی پاکباز ہوں گی کہ انہیں اس سے پہلے نہ تو کسی جن نے چھوا ہوگا اور نہ تو کسی انسان نے،ان نعمتوں میں سے تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ کیا تم جھٹلا بھی سکتے ہو؟ ابھی ان حوروں کی تعریف پوری نہیں ہوئی اللہ تعالی ان حوروں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ انکا رنگ ایسا صاف اور سفید ہوگا کہ جس پر تھوڑی سی لالی چڑھی ہوگی، جیسے کہ موتیوں کا ہوتا ہے،ایسی خوب صورت اور خوب سیرت حوریں اللہ تعالی انکے اعمال کے بدلہ انہیں عطا کرے گا کہ وہ دنیا میں غیر محرموں سے اپنی نگاہ کی حفاظت کیا کرتے تھے اور اپنی شرمگاہوں کی بھی حفاظت کیا کرتے تھے جسکا پھل انہیں اللہ تعالی ان حوروں کی شکل میں عطا کرے گا،حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں جو سب سے پہلی جماعت جائے گی ان کے چہرے بدر کے چاند کی طرح جگمگاتے ہوں گے اور اسکے بعد جو جماعت داخل ہوگی انکے چہرے آسمان پر موتی کی طرح چمکنے والے ستارے کی طرح ہوں گے، وہاں ہر ایک کو دو دو بیویاں عطا کی جائیں گی جن کی خوبصورتی کا یہ عالم ہوگا کہ ان کے پنڈلیوں کی ہڈی کا گودا گوشت کے پار سے دکھ رہا ہوگا،(بخاری ۳۲۵۴)ایسی خوبصورت بیویاں اللہ تعالی ایمان والوں کو عطا کرے گا تو کیا اب بھی تم اپنے پروردگار کی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ یہ سارے انعامات تمہارے ان اچھے اعمال کا نتیجہ ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے تو جتنے اچھے اعمال ہوں گے انعامات بھی اتنے ہی اچھے دیئے جائیں گے اس لئے کہ اچھائی کا بدلہ اچھائی سے ہی دیا جاتا ہے اور اللہ سے بہتر بدلہ عطا کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے؟ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ جنہوں نے نیک اعمال کئے انہیں بدلہ بھی اچھا ملے گا بلکہ اور زیادہ بھی۔(یونس ۲۶) کیا اس پر بھی تم اپنی رب کی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ اور پھر فرمایا کہ کیا تمہیں پتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اسکے رسول ہی بہتر جانتے ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ وہ انعام جو توحید کے بدلہ میں عطا کروں گا وہ جنت کے سوا کیا ہوسکتا ہے۔(جامع الاحادیث للسیوطی ۲۵۰۵۳)

﴿درس نمبر ۲۰۹۰﴾ کچھ کم درجے کے اور دو باغ ہوں گے ﴿الرحمن ۶۲۔تا۔۷۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ O فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O مُدْهَاۗمَّتٰنِ O فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ O فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ O فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ O فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مِنْ دُوْنِهِمَا ان دونوں سے کم درجہ جَنَّتٰنِ دو باغ ہیں فَبِاَيِّ تو کون سی اٰلَاۗءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے مُدْهَاۗمَّتٰنِ گہرے سبز سیاہی مائل فَبِاَيِّ تو کون سی اٰلَاۗءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے فِيْهِمَا ان دونوں میں عَيْنٰنِ دو چشمے ہیں نَضَّاخَتٰنِ جوش مارتے ہوئے فَبِاَيِّ تو کون سی اٰلَاۗءِ نعمتوں کو رَبِّكُمَا اپنے رب کی تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے فِيْهِمَا ان دونوں میں فَاكِهَةٌ لذیذ پھل وَّ اور نَخْلٌ کھجوریں وَّ اور رُمَّانٌ انار بھی فَبِاَيِّ تو کون سی اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا اپنے رب کی نعمتوں کو تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے فِيْهِنَّ ان میں ہیں خَيْرٰتٌ خوب سیرت حِسَانٌ خوب صورت فَبِاَيِّ تو کون سی اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا اپنے رب کی نعمتوں کو تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے

ترجمہ:۔ اور ان باغوں سے کچھ کم درجے کے دو باغ اور ہوں گے، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ دونوں سبزے کی کثرت سے سیاہی کی طرف مائل !اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ انہی میں دو ابلتے ہوئے چشمے ہوں گے، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ انہی میں میوے اور کھجوریں اور انار ہوں گے، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ انہی میں خوب سیرت خوبصورت عورتیں ہوں گی، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

تشریح:۔ ان دس آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان دو باغوں سے کچھ کم درجے کے اور دو باغ ہوں گے۔

۲۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاو گے؟

۳۔ وہ دونوں زیادہ سبزہ کی وجہ سے سیاہی مائل نظر آرہے ہوں گے۔

۴۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاو گے؟

۵۔انہیں میں دو ابلتے ہوئے چشمے ہوں گے۔

۶۔اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاو گے؟

۷۔انہی میں میوے، کھجوریں اور اناریں ہوں گے۔

۸۔اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاو گے؟

۹۔انہی میں خوبصورت اور خوب سیرت عورتیں ہوں گے۔

۱۰۔اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاو گے؟

وہ دو باغ جنکا تذکرہ پچھلی آیتوں میں کیا گیاان دو باغوں کے علاوہ دو باغ اور ہوں گے وہ کیسے ہوں گے اس کا تذکرہ ان آیتوں میں کیا جار ہا ہے کہ ان دو باغوں کے علاوہ جنت میں اور دو باغ جو ہوں گے جو کہ درجہ میں ان پہلے والے باغات سے کچھ کم ہوں گے جو درجہ کے اعتبار سے عطا کئے جائیں گے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں دو باغ چاندی کے ہوں گے اور ان میں موجود ہر چیز چاندی کی ہوگی اور دو باغ سونے کے ہوں گے اور ان میں موجود ہر چیز سونے کی ہوگی، ان جنتوں میں رہنے والوں اور اللہ رب العزت کے دیدار کے درمیان صرف ایک کبریائی کی چادر اس رب کے چہرے پر پڑی ہوگی۔(بخاری ۴۸۷۸).ان پہلے والے باغات میں نہریں، درخت اور میوے ہوں گے تو ان باغات میں ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہوگی گویا وہ کالے نظر آنے لگیں گے، مفسرین نے یہاں یہ بھی فرمایا کہ وہ دو باغ جنکا پہلے تذکرہ کیا گیا وہ مقربین کے لئے ہوں گے اور جن باغات کا تذکرہ یہاں کیا جار ہا ہے وہ اصحاب الیمین کے لئے ہوں گے الغرض جو اعمال میں جیسے ہوگا اسے اسکے اعتبار سے بدلہ دیا جائے گا، اسی کے ساتھ ساتھ ان باغات میں دو ابلتے ہوئے چشمے ہوں گے اور کھانے کے لئے ان باغات میں میوے، کھجور اور انار ہوں گے جس سے ان باغات میں رہنے والے جنتی لوگ لطف اندوز ہوں گے، پہلے والے باغات میں ذکر تھا کہ ہر پھل کی دو قسمیں وہاں ہوگی لیکن ان باغات میں ایسا نہیں ہوگا بلکہ ہر پھل کی بس ایک ہی قسم انہیں کھانے کو ملے گی لیکن ان پھلوں کی لذت میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوگی، یہاں اللہ تبارک وتعالی نے میووں کا ذکر فرما کر خاص طور سے انار اور کھجور کا بیان فرمایا وہ اس لئے کہ عرب میں ان دو میووں کو بہت پسند کیا جاتا ہے اور انکی کاشت بھی بہت ہوتی ہے تو انکی پسندیدہ چیز کو بیان فرمایا تا کہ انہیں اور اچھا لگے ورنہ فَاكِهَةٌ میں یہ دونوں بھی شامل ہیں، اللہ تعالی نے ان جنتیوں کو عطا کئے جانے والی حوروں کا تذکرہ فرمایا کہ انکے لئے بھی اللہ تعالی نے خوبصورت اور خوب سیرت بیویوں کا انتظام کیا ہے جو انہیں عطا کی جائیں گی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ! مجھے اللہ کے اس قول فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ کے بارے میں کچھ بتلائیے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جنکے اخلاق عمدہ ہوں گے اور جنکے چہرے حسین ہوں گے۔(المعجم الاوسط للطبرانی۔ ج، ۳۔ص، ۲۷۸) یہاں بھی اللہ تعالی نے ہر نعمت کے تذکرہ کے بعد اس نعمت کے استحضار کے لئے فَبِأَيِّ آلَاءِ

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ کو دہرایا، جس سے ان نعمتوں کے مالک کی شکر گزاری میں اور اضافہ کیا جائے۔ اللہ تعالی ہمیں بھی ان نعمتوں کو پانے والا اور ان نعمتوں پر شکر گزاری کرنے والا بنائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۹۱﴾ حوروں کو حفاظت سے خیموں میں رکھا گیا ہوگا ﴿الرحمن ۷۲۔تا۔۷۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ حُوْرٌ حوریں مَّقْصُوْرٰتٌ محفوظ ہوں گی فِي الْخِيَامِ خیموں میں فَبِاَيِّ تو کون سی اٰلَآءِ رَبِّكُمَا اپنے رب کی نعمتوں کو تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے لَمْ يَطْمِثْهُنَّ ہاتھ نہیں لگایا ان کو اِنْسٌ کسی انسان نے قَبْلَهُمْ ان سے پہلے وَ اور لَا جَآنٌّ نہ کسی جن نے فَبِاَيِّ تو کون سی اٰلَآءِ رَبِّكُمَا اپنے رب کی نعمتوں کو تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے مُتَّكِـِٕيْنَ تکیہ لگائے ہوئے عَلٰى رَفْرَفٍ ایسے قالینوں پر جو خُضْرٍ سبز وَّ اور عَبْقَرِيٍّ نہایت نادر حِسَانٍ نفیس ہوں گے فَبِاَيِّ تو کون سی اٰلَآءِ رَبِّكُمَا اپنے رب کی نعمتوں کو تُكَذِّبٰنِ تم دونوں جھٹلاؤ گے تَبٰرَكَ بابرکت ہے اسْمُ نام رَبِّكَ آپ کے رب ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ذوالجلال والاکرام کا۔

ترجمہ:۔ وہ حوریں جنہیں خیموں میں حفاظت سے رکھا گیا ہوگا! اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ انہیں ان جنتیوں سے پہلے نہ کسی انسان نے کبھی چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ وہ (جنتی) سبز رفرف اور عجیب وغریب قسم کے خوبصورت فرش پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے، اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ بڑا بابرکت نام ہے تمہارے پروردگار کا جو عظمت والا بھی ہے، کرم والا بھی

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ ایسی حوریں ہیں جنہیں حفاظت سے خیموں میں رکھا گیا ہوگا۔

۲۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

۳۔ ان حوروں کو ان جنتیوں سے پہلے نہ کسی جن نے چھوا ہوگا نہ کسی انسان نے۔

۴۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

۵۔ وہ جنتی سبز رفرف اور عجیب وغریب قسم کے خوبصورت فرش پر تکیہ لگائے ہوئے ہونگے۔

۶۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

٧۔ بڑا بر کت نام ہے تمہارے پروردگار کا جو عظمت والا بھی ہے اور کرم والا بھی۔

ان دوسرے کم درجہ کے باغات میں رہنے والے جنتیوں کو عطا کی جانے والی حوروں کی صفات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا جارہا ہے کہ وہ حوریں ایسی ہوں گی جنہیں خیموں میں حفاظت کے ساتھ رکھا گیا ہوگا کہ وہ ہر طرح سے پاک ہیں حتی کہ کسی کی نظر ان پر اب تک پڑی بھی نہ ہوگی، بھلا بتاؤ کہ جب وہ تمہیں اتنی حسین و پاک باز بیویاں عطا کرے گا تو تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اس آیت سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ خیموں میں بند رہنا یعنی عورت کا گھر میں رہنا یہ عفت و عصمت کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہوتا ہے اور یہی ایک خوبصورت عورت کی نشانی ہے جس سے یہ جنتی حوریں متصف ہوں گی، ہماری ماؤں اور بہنوں کو بھی چاہئے کہ ان جنتی عورتوں کی صفت اپنے اندر پیدا کریں اور بازاروں وغیرہ میں وقت نہ گزاریں اس میں نہ پردہ کی پابندی ہو پاتی ہے اور نہ ہی غیروں کی نظروں سے حفاظت ہوتی ہے اور یہ اتنی پاکیزہ اور عفت والی ہوں گی کہ انہیں آج تک نہ تو کسی جن نے چھوا ہوگا نہ کسی انسان نے، اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ وہ بالکل باکرہ ہوں گے، یہ عطیہ ہوگا اللہ تعالی کی جانب سے ایمان والوں کے لئے، ان حوروں کا ذکر فرمانے کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا کہ ان دو باغات میں رہنے والے جنتی سبز رفرف یعنی عمدہ مسندوں اور عجیب وغریب فرش یعنی رنگین منقش قالینوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گی اور بڑے شاہی انداز میں وہاں عیش و عشرت کے ساتھ آرام فرما رہے ہوں گے، یہ سب کچھ اس رب کا تمہارے لئے انعام ہوگا تو پھر اب تم اس رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ان تمام انعامات کو بیان کرنے کے بعد آخر میں اس انعام دینے والے رب کی پاکی، بڑائی اور عظمت کے ساتھ سورت کی تکمیل کی جارہی ہے کہ تم اس رب کی ان نعمتوں پر شکر کرو یا نہ کرو، اسکی بڑائی اور عظمت بیان کرو یا نہ کرو اسکی شان میں کوئی فرق آنے والا نہیں ہے وہ ہمیشہ سے عظمت والا، کرم والا تھا اور ہے اور رہے گا اور اسکا نام بڑا بابرکت ہے، مگر جو ایمان والے متقی ہوتے ہیں وہ اس رب کا ہمیشہ شکر ادا کرتے ہیں اسکی کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے اور اسکا کثرت سے ذکر کرتے ہیں جس میں انہیں بڑی لذت بھی محسوس ہوتی ہے، اللہ تعالی کی دو بڑی صفات ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یہاں بیان کی گئی ہیں جسکے متعلق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا، پھر اس نے نماز کے بعد دعا مانگی کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اے اللہ! میں آپ ہی سے مانگتا ہوں اس وسیلہ سے کہ ساری تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں، تیرے علاوہ کوئی احسان کرنے والا نہیں، تو ہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اے عظمت والے سخی، اے زندۂ جاوید ذات، جب یہ الفاظ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنے تو فرمایا کہ اس نے اللہ کے عظیم نام یعنی اسم اعظم سے اسے پکارا ہے اور جب اسے اس نام سے پکارا جائے تو وہ پکار کو ضرور سنتا ہے اور جو مانگا جائے اسے ضرور عطا کرتا ہے۔ (ابوداود ١٤٩٥) اللہ ہمیں بھی شکر کرنے والا بنائے اور ہماری دعاؤں کو بھی قبول فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۳ رکوع اور ۹۶ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۰۹۲﴾ **وہ ہونے والا واقعہ پیش آجائے گا** ﴿الواقعہ ۱۔تا۔۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ۝ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ إِذَا جب وَقَعَتِ واقع ہوگی الْوَاقِعَةُ واقع ہونے والی لَيْسَ نہیں ہوگا لِوَقْعَتِهَا اس کے واقع ہونے کے وقت كَاذِبَةٌ کوئی بھی جھٹلانے والا خَافِضَةٌ پست کرنے والی رَّافِعَةٌ بلند کرنے والی إِذَا جب رُجَّتِ ہلائی جائے گی الْأَرْضُ زمین رَجًّا ہلایا جانا وَّ اور بُسَّتِ ریزہ ریزہ کردیئے جائیں گے الْجِبَالُ پہاڑ بَسًّا ریزہ ریزہ کردیا جانا فَكَانَتْ تب وہ ہوجائیں گے هَبَآءً ذرات مُّنْبَثًّا بکھرے ہوئے۔

ترجمہ: ۔ جب وہ ہونے والا پیش آجائے گا، تو اس کے پیش آنے کو کوئی جھٹلانے والا نہیں ہوگا، وہ ایک تہہ و بالا کرنے والی چیز ہوگی، جب زمین ایک بھونچال سے جھنجوڑ دی جائے گی اور پہاڑوں کو پیس کر چورا کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ بکھرا ہوا غبار بن کر رہ جائیں گے۔

سورہ کی فضیلت: ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی عورتوں کو سورۃ واقعہ سکھاؤ اس لئے کہ یہ مالداری ہے۔ (اسکے پڑھنے سے فقر و فاقہ دور ہوتا ہے)۔ (کنز العمال ۲۶۹۹)

تشریح: ۔ ان چھ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اب وہ ہونے والا واقعہ پیش آجائے گا تو اسکے پیش آنے کو کوئی جھٹلانے والا نہیں ہوگا۔

۲۔ وہ ایک تہہ و بالا کرنے والی چیز ہوگی۔

۳۔ جب زمین ایک بھونچال سے جھنجوڑ دی جائے گی۔

۴۔ پہاڑوں کو پیس کر چورا کر دیا جائے گا۔

۵۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ بکھرے ہوئے غبار بن کر رہ جائیں گے۔

پچھلی سورت میں اللہ کی نعمتیں اور جنتیوں اور دوزخیوں کو ملنے والے بدلے کا بیان تھا، اس سورت میں انہی جنتیوں اور دوزخیوں کو ملنے والے انعامات اور سزاؤں کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ قیامت کی ہولناکی کو بیان کی جارہی ہے کہ وہ قیامت جس کا یہ کفار و مشرکین انکار کرتے ہیں وہ یقینا آنے والی ہے اور جب وہ وقت اور دن آجائے گا تو یہ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے، اس وقت انکے پاس اسے جھٹلانے کا کوئی موقع نہیں ہوگا اور اس وقت

وہ مارے ہیبت کے خوف زدہ ہوں گے اس لئے کہ انہیں اسکی سچائی کا یقین نہیں تھا جسکی وجہ سے انہوں نے اس کی تیاری نہیں کی تھی وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً یہ کافرلوگ شک میں پڑے رہیں گے یہاں تک کہ انکے پاس اچانک قیامت آجائے ۔(الحج ۵۵) لہٰذا وہ اس دن خوف ودہشت کے عالم میں رہیں گے اور یہاں واقعہ سے مراد صور ہے کہ اسکے پھونکے جانے کے بعد ہی یہ حالات پیش آئیں گے ۔ (تفسیر طبری ۔ج ،۲۳ ۔ص ،۸۷) اور یہ ایسا وقت ہوگا کہ جب کچھ لوگوں کو جہنم کی آگ میں پھینکا جائے گا تو کچھ کو جنت کے اونچے مقام میں داخل کیا جائے گا اسی کو خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ کہا گیا کہ دنیا میں جولوگ اللہ کو بھول کر بڑی شان وشوکت ،غرور وگھمنڈ میں رہا کرتے تھے یہ قیامت انکی اس حالت کو خاکستر کردے گی اور جولوگ دنیا میں عاجزی وانکساری کے ساتھ اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے زندگی گزارتے تھے اس وقت انہیں اونچے اونچے درجات عطا کئے جائیں گے اور اس وقت اس زمین کا حال یہ ہوگا کہ اسے ایک بھونچال ،آندھی اور طوفان سے جھنجھوڑ دیا جائے گا جس سے ساری زمین اور اس پر بسنے والے سب تباہ ہوجائیں گے اس وقت اس پر کوئی جاندار باقی نہیں رہے گا اور ساری دنیا ختم ہوجائے گی إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا جب زمین کو سخت جھنجھوڑ دیا جائے گا۔ (الزلزال ۔۱) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو کہ قیامت کا بھونچال یقینا بڑی سخت چیز ہے ۔(الحج ۔۱) اور ان مضبوط اونچے اونچے پہاڑوں کا یہ حال ہوگا کہ انہیں پیس کر چورا چورا کردیا جائے گا جس سے وہ ہوا میں اڑنے والی ایک معمولی سی غبار کی طرح ہوجائیں گے وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ اس دن پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح ہوجائیں گے ۔(القارعہ ۵) وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا کہ جب پہاڑ ریت کے بکھرے ہوئے تودے بن کررہ جائیں گے ۔(مزمل ۱۴) آج یہ پہاڑ بڑے سے بڑے طوفان اور آندھیوں کا مقابلہ کررہے ہیں اور زمین کی حفاظت کررہے ہیں لیکن یہی پہاڑ اس دن بالکل ایک تنکہ کی طرح ہوجائیں گے کہ ایک معمولی سا ہوا کا جھونکا بھی انہیں اڑا کرلے جائے گا ،اس بات کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بڑی سے بڑی طاقتور چیز بھی اس دن اللہ کے قہر کے آگے عاجز اور بے بس ہوجائے گی کہ اسکا مقابلہ نہ کرپائے گی تو یہ انسان تو اسکے مقابلہ میں ایک معمولی سی حیثیت رکھتا ہے تو پھر اسکا اس دن کیا عالم ہوگا؟ اسے وہ سوچ بھی نہیں سکتا لہٰذا ابھی بھی وقت ہے اپنے برے اعمال سے توبہ کریں اور اس رب کی اطاعت قبول کرلیں ۔

﴿درس نمبر ۲۰۹۳﴾ تم لوگ اس دن تین قسموں میں بٹ جاؤ گے ﴿الواقعہ ۷ ۔ ۱۲﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَّكُنتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۝ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا

اَصْحٰبُ الْمَشْــَٔمَةِ ۝ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَّ اور كُنْتُمْ تم ہوجاؤ گے اَزْوَاجًا قسمیں ثَلٰثَةً تین فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ سو دائیں ہاتھ والے مَآ کیا ہیں اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ دائیں ہاتھ والے وَ اور اَصْحٰبُ الْمَشْــَٔمَةِ بائیں ہاتھ والے مَآ کیا ہیں اَصْحٰبُ الْمَشْــَٔمَةِ بائیں ہاتھ والے وَ اور السّٰبِقُوْنَ سبقت لے جانے والے السّٰبِقُوْنَ تو سبقت ہی لے جانے والے ہیں اُولٰٓئِكَ یہی لوگ الْمُقَرَّبُوْنَ مقرب ہیں فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ نعمت والے باغات میں۔

ترجمہ:۔ چنانچہ جو دائیں ہاتھ والے ہیں کیا کہنا ان دائیں ہاتھ والوں کا! اور جو بائیں ہاتھ والے ہیں، کیا بتائیں وہ بائیں ہاتھ والے کیا ہیں؟ اور جو سبقت لے جانے والے ہیں، وہ تو ہیں ہی سبقت لے جانے والے! وہی ہیں جو اللہ کے خاص مقرب بندے ہیں، وہ نعمتوں کے باغات میں ہوں گے۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تم لوگ اس دن تین قسموں میں بٹ جاؤ گے۔ ۲۔ تو جو داہنے ہاتھ والے ہیں ان کا کیا کہنا؟

۳۔ جو بائیں ہاتھ والے ہیں کیا بتائیں ان کا حال؟

۴۔ جو سبقت لیجانے والے ہیں وہ ہیں ہی سبقت لیجانے والے۔

۵۔ وہی ہیں جو اللہ کے خاص، مقرب بندے ہیں۔ ۶۔ وہ نعمتوں والے باغات میں ہوں گے۔

جب قیامت کا یہ خوفناک منظر ختم ہوجائے گا تو اس وقت تمام انسانوں کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا تو وہاں انسانوں کی تین قسمیں کی جائیں گی اسی کو ان آیتوں میں بیان کیا جارہا ہے کہ تم سب کو اللہ تعالی تین قسموں میں بانٹ دے گا ایک ہیں داہنی جانب والے، دوسرے بائیں جانب والے اور تیسرے ہیں مقرب، تو یہ داہنی جانب والے وہ ہیں جن کا اعمال نامہ انکے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور جن کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ جنتی ہوں گے اور بائیں جانب والے وہ ہوں گے جنکا اعمال نامہ انکے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ دوزخی ہوں گے، جیسا کہ سورۃ الحاقہ کی آیت نمبر ۱۹ سے آیت نمبر ۳۲ تک ان دونوں کا ذکر فرمایا گیا کہ جسکا نامہ اعمال اسکے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا وہ جنت کی خوبصورت زندگی گزارے گا اور وہ زندگی کتنی حسین ہوگی؟ اس بارے میں فرمایا مَآ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ کہ ان داہنی جانب والوں کا کیا ہی کہنا یعنی انہیں جو انعامات ملیں گے اسے بیان کرنا مشکل ہے اور جسکا نامۂ اعمال اسکے بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا اسے دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا، وہاں ان کا کیا حال ہوگا اس بارے میں فرمایا کہ مَآ أَصْحَابُ الْمَشْــَٔمَةِ ان بائیں جانب والوں کا کیا حال ہوگا؟ اسے کیا بتائیں یعنی اس عذاب کی سختی اور شدت کو بیان نہیں کیا جاسکتا، تیسری قسم جو اللہ کے مقرب بندوں کی ہے ان سے مراد ہے بعض مفسرین کے نزدیک نبی و رسول اور توابین ومجاہدین وغیرہ ہیں کہ جنکا مرتبہ سب سے اعلی ہوگا اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس

سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے پہلے پہل ہی اپنے اپنے انبیاء پر ایمان لایا ہوگا اور دیگر اقوال بھی اس سلسلہ میں مروی ہیں جیسے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو خیر کی طرف سب سے پہلے بڑھنے والے ہیں، سورۂ مومنون کی آیت نمبر ۶۱ میں فرمایا گیا أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ یہ ہیں وہ لوگ جو بھلائیاں حاصل کرنے میں جلدی دکھارہے ہیں اور یہی ہیں وہ لوگ جو اسکی طرف تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ لہٰذا جو بھی اس سابقین والی جماعت میں ہوگا وہ اللہ کا سب سے مقرب ہوگا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کے سایہ کی جانب سبقت کرنے والے کون لوگ ہیں؟ صحابہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اور اسکے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب انکے سامنے کلمۂ حق پیش کیا جاتا ہے تو وہ اسے قبول کرلیتے ہیں اور جب حق بات کہنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو اسے بیان کرتے ہیں اور لوگوں کیلئے وہی فیصلہ کرتے ہیں جو فیصلہ وہ اپنے لئے کرنا پسند کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ۔ ۳۷۱۱) اور شمیط بن عجلان رضی اللہ عنہ نے ان تینوں کے درمیان فرق کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو کم عمری میں ہی بھلائی اور خیر کی طرف سبقت کرجائیں اور ساری زندگی اسی عمل پر برقرار رہیں تو ایسے لوگ سابقین اور مقربین میں سے ہیں اور دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنا ابتدائی وقت گناہوں اور غفلت میں گزارا لیکن پھر توبہ کرکے نیک اعمال کرتے رہے اور باقی عمر اسی میں گزاردی تو ایسے لوگ اصحاب الیمین میں شامل ہوں گے اور تیسرے وہ لوگ جو شروع سے آخر تک اپنی ساری زندگی گناہوں میں ہی گزاردی تو ایسے لوگ اصحاب الشمال ہوں گے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۷، ص ۲۰۰) اور ان سابقین کو اللہ تعالیٰ یہ انعام عطا فرمائے گا کہ وہ لوگ نعمتوں والے باغات میں آرام سے ہمیشہ کیلئے رہیں گے کہ جہاں انکی ہر خواہش پوری کی جائے گی، اللہ ہمارا بھی شمار ان مقربین میں فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۹۴﴾ سدا رہنے والے لڑکے ان کے سامنے گردش میں ہوں گے ﴿الواقعہ ۱۳۔تا۔۱۹﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ O وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ O عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ O مُّتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ O يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ O بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ O لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ ثُلَّةٌ بہت بڑی جماعت مِّنَ الْأَوَّلِينَ پہلوں میں سے وَ اور قَلِيلٌ تھوڑے سے مِّنَ الْآخِرِينَ پچھلوں میں سے عَلَىٰ سُرُرٍ تختوں پر مَّوْضُونَةٍ زروجواہر سے جڑے ہوئے مُّتَّكِئِينَ تکیہ لگائے ہوئے عَلَيْهَا ان پر مُتَقَابِلِينَ آمنے سامنے يَطُوفُ آتے جاتے ہوں گے عَلَيْهِمْ ان پر وِلْدَانٌ لڑکے

مُّخَلَّدُوْنَ سدا رہنے والے بِاَكْوَابٍ ساغر وَّ اور اَبَارِيْقَ صراحیاں لیے ہوئے وَ اور كَاْسٍ لبریز جام مِّنْ مَّعِيْنٍ شراب کے جاری چشمے سے لَّا يُصَدَّعُوْنَ وہ مبتلائے سر درد نہیں ہوں گے عَنْهَا اس سے وَ اور لَا يُنْزِفُوْنَ نہ مدہوش ہوں گے۔

ترجمہ:۔ شروع کے لوگوں میں سے بہت سے اور بعد کے لوگوں میں سے تھوڑے سونے کے تاروں سے بُنی ہوئی اونچی نشستوں پر ایک دوسرے کے سامنے ان پر تکیہ لگائے ہوئے! سدا رہنے والے لڑکے ان کے سامنے گردش میں ہوں گے، ایسی شراب کے پیالے، جگ اور جام لے کر جس سے نہ ان کے سر میں درد ہوگا اور نہ ان کے ہوش اڑیں گے۔

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ شروع کے لوگوں میں سے یہ مرتبہ پانے والے بہت سے ہیں۔

۲۔ بعد کے لوگوں میں بہت تھوڑے سے ہیں۔

۳۔ سونے کے تاروں سے بنی ہوئی اونچی نشستوں پر ایک دوسرے کے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

۴۔ سدا رہنے والے لڑکے انکے سامنے گردش میں ہوں گے۔

۴۔ ایسی شراب کے پیالے، جگ اور جام لیکر پھر رہے ہوں گے جس سے نہ انکے سر میں درد ہوگا اور نہ انکے ہوش اڑیں گے۔

پچھلی آیت میں وَالسّٰبِقُوْنَ یعنی نیکی کی طرف سبقت کرنے والوں کو دیئے جانے والے انعامات بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ وہ اللہ کے مقرب ہوں گے اور نعمتوں والے باغات میں آرام کریں گے، اس آیت میں ان کی تعداد سے متعلق کہا جا رہا ہے کہ یہ مقرب اور سبقت کرنے والے لوگ پچھلی امتوں میں زیادہ ہیں اور اس امت میں کم جیسا کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ اس لئے کہ آپ علیہ السلام سے پہلے بہت سے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں تو اس اعتبار سے ایمان کی جانب سبقت کرنے والے بھی بہت سے ہوں گے اسی وجہ سے ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ فرمایا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۷۔ص،۲۰۰) اور امام قرطبی علیہ الرحمہ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کو بڑا شاق گزرا کہ ان نعمتوں کو پانے والے بہت کم ہونگے، تو اس پر اللہ تعالی نے ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ نازل فرمایا جو کہ اسی سورت میں ہے، (الواقعہ ۳۹،۴۰) اور ایک حدیث جو کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تم لوگ جنت کا ایک چوتھائی حصہ ہوں گے تو ہم نے اس پر (خوشی میں) تکبیر کہی، پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تم لوگ جنت کا آدھا حصہ ہوں گے، اس پر پھر ہم نے تکبیر فرمائی اور فرمایا کہ (محشر میں) تمہاری تعداد اتنی ہوگی جتنی

کہ ایک سفید بیل کے جسم پر کالا بال ہوتا ہے یا کالے بیل کے جسم پر سفید بال (بخاری ۳۳۴۸) یعنی جنت میں سب سے زیادہ تعداد امت محمدیہ ہی کی ہوگی اور بہت ہی تھوڑے لوگ اس نعمت سے محروم رہیں گے، اللہ تعالی نے فرمایا کہ جنت میں یہ لوگ سونے کے تاروں میں جڑے موتیوں سے بنے مسندوں پر ٹیک لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے اور انکی خدمت میں سدا رہنے والے لڑکے شراب سے بھرے جام، پیالے اور جگ لیکر گھومتے رہیں گے کہ جب بھی جی چاہے انہیں اشارہ کردیں تو وہ ان کے سامنے وہ پیالہ پیش کردیں گے اور وہ شراب بھی ایسی لذیذ اور خمار سے پاک ہوگی کہ اسے پی کر نہ تو انکے ہوش گم ہوں گے اور نہ ہی ان کا سر درد کرنے لگے گا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ شراب میں چار عیب ہوتے ہیں، نشہ، سردرد، قئ اور پیشاب کی کثرت لیکن جنت کی شراب کو ان سب چیزوں سے پاک کردیا جائے گا، (التفسیر المنیر۔ج، ۲۷۔ص، ۲۴۹)، علماء تفسیر نے ان لڑکوں کے بارے میں چند معلومات پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ جو لڑکے ان جنتیوں کی خدمت میں رہیں گے وہ ایسے لڑکے رہیں گے جنکی موت بلوغت سے پہلے ہی ہوچکی ہوگی لیکن بعض نے فرمایا کہ وہ مسلمانوں کے بچے جیسے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا اور بعض نے فرمایا کہ وہ مشرکین کے بچے ہونگے کہ نہ انکے پاس کوئی نیکی ہوگی جسکا انہیں بدلہ دیا جاسکے اور نہ کوئی گناہ کہ جس پر انہیں سزا دی جاسکے اس لئے کہ اسلام میں نابالغ مکلف ہی نہیں ہوتا اس لئے انہیں اس خدمت کے لئے تیار کیا جائے گا۔ (تفسیر قرطبی۔ج، ۱۷۔ص، ۲۰۳) ان مسندوں کی جن پر یہ جنتی ٹیک لگائے بیٹھیں گے، صفات بیان کرتے ہوئے امام کلبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ انکی لمبائی تین سو گز کی ہوگی اور جب بھی ان پر بیٹھنا چاہیں گے وہ مسند نیچے آجائے گا اور جب وہ اس پر بیٹھ جائیں گے تو وہ انہیں لیکر اوپر اٹھ جائے گا۔ (تفسیر قرطبی۔ج، ۱۷۔ص، ۲۰۲) ایسی شاہانہ زندگی اللہ تعالی ان نیک، صالح ایمان والوں کو عطا کرے گا۔

﴿درس نمبر ۲۰۹۵﴾ یہ سب ان اعمال کا بدلہ ہے جو وہ کیا کرتے تھے ﴿الواقعہ ۲۰۔تا۔۲۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ O وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ O وَحُوْرٌ عِيْنٌ O كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ O جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ O لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَأْثِيْمًا O اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور فَاكِهَةٍ پھل مِّمَّا اس سے جو يَتَخَيَّرُوْنَ وہ پسند کریں گے وَ اور لَحْمِ گوشت طَيْرٍ پرندوں کا مِّمَّا اس سے جو يَشْتَهُوْنَ وہ چاہیں گے وَ اور حُوْرٌ عِيْنٌ غزال چشم حوریں كَأَمْثَالِ جیسے اللُّؤْلُؤِ موتی الْمَكْنُوْنِ غلافوں میں لپٹے ہوئے جَزَآءً بِمَا اس کے بدلے میں جو كَانُوْا وہ تھے يَعْمَلُوْنَ عمل کرتے لَا

يَسْمَعُوْنَ وہ نہیں سنیں گے فِيْهَا اس میں لَغْوًا کوئی لغو وَّ اور لَا تَاْثِيْمًا نہ گناہ کی بات اِلَّا مگر قِيْلًا ایک بول سَلٰمًا سلام سَلٰمًا سلام۔

ترجمہ:۔ اور وہ پھل لے کر جو وہ پسند کریں اور پرندوں کا وہ گوشت لے کر جس کو ان کا دل چاہے! اور وہ بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں! ایسی جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی! یہ سب بدلہ ہوگا ان کاموں کا جو وہ کیا کرتے تھے، وہ اس جنت میں نہ کوئی بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ کوئی گناہ کی بات، ہاں! جو بات ہوگی سلامتی ہی سلامتی کی ہوگی۔

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ساتھ ہی وہ پھل لیکر لڑکے انکے آس پاس گردش کریں گے جو وہ پسند کریں۔

۲۔ ان پرندوں کا گوشت بھی لیکر جو انکا دل چاہے۔

۳۔ بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ایسی جیسے کہ چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔

۴۔ یہ سب ان اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ کیا کرتے تھے۔

۵۔ اس جنت میں وہ نہ کوئی بے ہودہ باتیں سنیں گے اور نہ کوئی گناہ کی بات۔

۶۔ وہاں جو بات ہوگی وہ بس سلامتی ہی سلامتی کی ہوگی۔

پچھلی آیتوں میں فرمایا گیا کہ ان جنتی لوگوں کی خدمت میں ہمیشہ رہنے والے لڑکے عمدہ شراب کی بوتلیں، گلاس اور جگ لیکر آگے پیچھے پھرتے رہیں گے اور فرمایا جا رہا ہے کہ کچھ تو یہ شراب لیکر پھریں گے تو کچھ انکے من پسند میوے لیکر ان کی خدمت میں حاضر رہیں گے، انہیں جو میوہ کھانے کو جی چاہے گا وہ انکے سامنے پیش کریں گے اور اسکے علاوہ مختلف پرندوں کے گوشت بھی لیکر حاضر خدمت رہیں گے، جس پرندہ کا گوشت وہ کھانا چاہیں گے اور جس انداز میں کھانا چاہیں گے وہ انکے لئے پیش کردیں گے، الغرض جنت میں انکی کسی بھی خواہش کو ادھورا نہیں چھوڑا جائے گا وہاں انکی ہر چھوٹی بڑی خواہش پوری کی جائے گی، ان آیتوں میں پہلے میوہ جات کا ذکر کیا گیا اور بعد میں گوشت کا ویسے تو یہ کوئی اہم بات نہیں لیکن علماء تفسیر نے اسکی حکمت بتاتے ہوئے فرمایا کہ انسان کے لئے میوہ پیٹ بھرنے کی چیز نہیں بلکہ اسکی بھوک کھولنے اور انکی نفسانی لذت کو بڑھانے کا سبب ہوتی ہے لہٰذا جب وہ میوے کھائیں گے تو کچھ وقفہ کے بعد وہ ہضم ہوجائیں گے جس سے انہیں اور بھوک لگے گی تب اسکے بعد پیٹ بھرنے کے لئے انہیں گوشت دیا جائے گا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ جنت میں تم کسی پرندے کے کھانے کا انتظار کروگے تو وہ بھنی ہوئی حالت میں آگرے گا۔ (مسند البزار ۲۰۳۲) اسکے علاوہ انہیں خوبصورت بڑی آنکھوں والی حوریں عطا کی جائیں گی وہ حوریں ایسی صاف وشفاف ہوں گے جیسے کہ چھپا کر رکھے ہوئے موتی ہوں جسے کسی نے ہاتھ تک نہ لگایا ہو، سورۃ الصافات کی آیت نمبر ۴۹ میں بھی فرمایا گیا كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ کہ گویا وہ چھپا کر رکھے ہوئے انڈے ہوں، کہ جس پر کسی قسم کا کوئی داغ

نہ ہو ایسی خوبصورت اور پاکدامن حوریں اللہ تعالیٰ انہیں عطا کرے گا، جن جن انعامات کا یہاں تذکرہ فرمایا گیا کہ انہیں عطا کیا جائے گا وہ انہیں ان اچھے اعمال کی وجہ سے دیا جائے گا جو انہوں نے دنیا میں کیا تھا، جسکی خاطر ہر طرح کی مشقتیں برداشت کیں، دشمنوں کے ظلم وستم سہے، باطل کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اللہ کے احکامات پر جمے رہے، انکی اسی محنت کا یہ پھل ہے جو انہیں جنت میں دیا جائے گا، جو کوئی جنت میں ان نعمتوں کو حاصل کرنا چاہے وہ ان جیسے اعمال کو اپنا لے اور یہ جو جنت ہے جہاں مومن ومتقی رہیں گے وہ ایسی جنت ہے کہ جہاں سکون ہی سکون ہوگا، کسی قسم کا کوئی شور شرابا، لغو وبے ہودہ باتیں، شرارتیں وغیرہ کچھ بھی نہیں ہوں گی، بلکہ ہر طرف سے جو آوازیں آئیں گی وہ آوازیں سلام، سلام کی آئیں گی کہ جنہیں سن کر انسان کا دل خوش اور مزاج پُررونق ہوجائیگا، تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ وہاں وہ لوگ ایک دوسرے کا استقبال سلام سے کریں گے۔ (ابراہیم ۲۳) جس طرح انسان اس دنیا میں چاہتا ہے کہ وہ ایسے علاقہ میں رہے جہاں مہذب لوگ رہتے ہوں اور جہاں برائی وبے حیائی، گالی گلوچ، وغیرہ کچھ نہ ہو حالانکہ یہاں کا رہنا تو عارضی ہے پھر بھی اسکی اسے زیادہ فکر ہوتی ہے لیکن وہاں کی فکر جہاں اسے ہمیشہ رہنا ہے نہیں ہوتی حالانکہ عقل مند انسان تو وہی ہے جو عارضی نقصان کے عوض دائمی راحت کو اختیار کرے۔ اللہ ہمیں بھی جنت کا چین وسکون نصیب فرمائے اور اسکی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۹۶﴾ داہنے ہاتھ والوں کا جنت میں عیش وآرام اور لطف اندوزی ﴿الواقعہ ۲۷۔تا۔۴۰﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ O فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ O وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ O وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ O وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ O وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ O لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَلَا مَمْنُوْعَةٍ O وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ O اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً O فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا O عُرُبًا اَتْرَابًا O لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ O ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ O وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ دائیں ہاتھ والے مَا کیا ہیں اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ دائیں ہاتھ والے فِيْ سِدْرٍ ایسی بیروں میں مَّخْضُوْدٍ جو بے خار ہیں وَّ اور طَلْحٍ کیلوں میں مَّنْضُوْدٍ جو تہ بہ تہ ہیں وَّ اور ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ لمبے سایوں میں وَّ اور مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ بہتے پانی میں وَّ اور فَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وافر پھلوں میں لَّا مَقْطُوْعَةٍ جو نہ مقطوع ہوں گے وَ اور لَا مَمْنُوْعَةٍ ممنوع وَّ اور فُرُشٍ ایسے فرشوں میں مَّرْفُوْعَةٍ جو اونچے ہوں گے اِنَّاۤ بلاشبہ ہم اَنْشَاْنٰهُنَّ پیدا کریں گے ان کو اِنْشَآءً نئے سرے سے فَجَعَلْنٰهُنَّ پھر ہم بنادیں گے انہیں اَبْكَارًا کنواریاں عُرُبًا دلربا اَتْرَابًا ہم عمر لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ اصحاب یمین کے لیے ثُلَّةٌ کثیر جماعت مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ پہلوں میں

سے وَ اور ثُلَّةٌ کثیر جماعت مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ پچھلوں میں سے۔

ترجمہ:۔ اور جو دائیں ہاتھ والے ہوں گے کیا کہنا ان دائیں ہاتھ والوں کا! (وہ عیش کریں گے) کانٹوں سے پاک بیریوں میں! اور اوپر تلے لدے ہوئے کیلے کے درختوں میں اور دور تک پھیلے ہوئے سائے میں اور بہتے ہوئے پانی میں اور ڈھیر سارے پھلوں میں جو نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ ان پر کوئی روک ٹوک ہوگی اور اونچے رکھے ہوئے فرشوں میں، یقین جانو! ہم نے ان عورتوں کو نئی اٹھان دی ہے، چنانچہ انہیں کنواریاں بنایا ہے (شوہروں کے لئے) محبت سے بھری ہوئی، عمر میں برابر! سب کچھ دائیں ہاتھ والوں کے لئے، (جن میں سے) بہت سے شروع کے لوگوں میں سے ہوں گے اور بہت سے بعد والوں میں سے۔

تشریح:۔ ان چودہ آیتوں میں تیرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو داہنے ہاتھ والے ہوں گے، کیا ہی کہنا ان داہنے ہاتھ والوں کا۔

۲۔ وہ عیش کرینگے کانٹوں سے پاک بیروں کے درختوں میں۔

۳۔ اوپر تلے لدے ہوئے کیلوں کے درختوں میں، دور تک پھیلے ہوئے سایوں میں۔

۴۔ بہتے ہوئے پانی اور ڈھیر سارے پھلوں میں۔

۵۔ جو کبھی نہ ختم ہوں گے اور نہ ان پر کوئی روک ٹوک ہوگی۔

۶۔ اونچے رکھے ہوئے فرشوں میں آرام کریں گے۔

۷۔ یقین جانو کہ ہم نے ان عورتوں کو نئی اٹھان دی ہے۔

۸۔ اللہ نے انہیں کنواری بنایا ہے جو شوہروں کے لئے محبت سے بھری ہوئی اور عمر میں برابر ہوں گی۔

۹۔ یہ سب کچھ اللہ نے داہنے ہاتھ والوں کے لئے رکھا ہے۔

۱۰۔ جن میں سے بہت سے شروع کے لوگوں میں سے ہوں گے۔

۱۱۔ بہت سے بعد والوں میں سے۔

اب تک اَلسّٰبِقُوْنَ یعنی جنت میں اللہ کے جو سب سے مقرب ہیں انکا تذکرہ کیا جا رہا تھا کہ انکے ساتھ جنت میں کیا کیا معاملہ کیا جائے گا؟ اور انہیں کون کونسی نعمتیں اللہ تعالی عطا کرے گا، یہاں سے داہنے ہاتھ والوں یعنی وہ لوگ جنکا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا ان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے اور انکی جنت میں کس طرح سے خاطر کی جائے گی اور کیا کیا انعامات انہیں دیے جائیں گے؟ بیان کیا جا رہا ہے کہ یہ جو داہنے ہاتھ والے ہیں یعنی وہ لوگ جنہیں انکا نامہ اعمال انکے داہنے ہاتھ میں تھمایا جائے گا تو وہ کیا ہی خوش نصیب ہیں؟ کہ پہلے تو اللہ تعالی انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا کر جنت میں داخل کریگا اور پھر وہاں جنت میں وہ لوگ ایسی اونچی جگہ پر درختوں کے سایہ میں بیٹھے

میوے اور موسم کا لطف اٹھا رہے ہونگے، وہاں انکے ارد گرد بیروں کا درخت ہوگا جو دنیا کے درخت سے بالکل مختلف ہوگا کہ وہاں وہ درخت کانٹوں سے بالکل پاک ہوگا، حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ دیہات میں رہنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوالوں نے ہمیشہ ہمیں فائدہ پہنچایا، چنانچہ ایک دفعہ ایک دیہاتی صحابی نے فرمایا کہ یارسول اللہ! میں نہیں سمجھتا تھا کہ جنت میں کوئی ایسا درخت بھی ہوگا جو جنتی کو تکلیف دیگا؟ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دیہاتی سے پوچھا کہ وہ کونسا درخت ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ بیر کا درخت ہے کہ جس پر کانٹے ہوتے ہیں جو تکلیف دیتے ہیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا فِي سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ کہ وہ بیر کا درخت کانٹوں سے پاک ہوگا؟ اور فرمایا کہ اللہ تعالی اسکے کانٹوں کو دور کر دیگا اور ہر کانٹے کی جگہ ایک پھل آئیگا اور وہ پھل بہتر قسم کے ذائقہ والا ہوگا اور ہر ذائقہ دوسرے ذائقہ سے بالکل مختلف ہوگا۔ (الترغیب والترہیب۔ج، ۳۔ص، ۵۱٤۔ح، ۳۷٤۲). اس بیر کے درخت کے علاوہ وہاں ان داہنے ہاتھ والوں کے لئے کیلے کے درخت ہوں گے کہ جسکا سایہ بھی ہوگا اور وہ کیلوں سے لدا ہوا بھی ہوگا، اسکے علاوہ ہر طرف انکے آرام کے لئے سایہ ہی سایہ ہوگا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہوگا کہ اگر کوئی سوار شخص اس درخت کے سایہ میں سے گزرنا چاہے گا تو اسے پار کرنے کے لئے سو سال لگ جائیں گے اور فرمایا کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ (بخاری ۳۲۵۲) اور انکے ارد گرد پانی کے چشمے بہتے رہیں گے، علماء تفسیر نے بیان فرمایا کہ چونکہ عرب کا علاقہ ایسا علاقہ ہے جہاں پر نہ سایہ دار درخت ہوتے ہیں اور نہ بہتے ہوئے چشمے تو یہ چیز انکے لئے ایک بڑی نعمت ہے کہ جہاں پر گھنے سایہ دار درخت ہوں اور وہیں پر چشمے بہہ رہے ہوں اور اس طرح وہ مکمل لطف اندوز ہوں تو انکی اسی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالی نے جنت کی ان نعمتوں کو بطور خاص بیان فرمایا حالانکہ اسکے علاوہ اس جنت میں ایسی ایسی چیزیں ہیں کہ جن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، اسکے بعد فرمایا کہ یہ تو ایک دو میوے کے نام ہم نے گنوائے ہیں اسکے علاوہ لاتعداد میوے جنت میں انہیں عطا کئے جائیں گے جو کبھی ختم نہیں ہوں گے کہ کھاتے جاو پھر سے آجائیں گے اور بیٹھنے کے لئے اونچے اونچے فرش ہوں گے کہ جب وہ اس پر بیٹھنا چاہیں گے تو وہ انکے لئے نیچے آجائیں گے اور پھر جب وہ بیٹھ جائیں گے تو اپنی جگہ لوٹ جائیں گے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اسکی بلندی اتنی ہی ہوگی جتنی کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے جس کی مسافت پانچ سو سال کی ہوگی۔ (ترمذی ۲۵٤۰) ان غذاوں کے علاوہ ان کی جنسی تسکین کے لئے اللہ تعالی نے حوروں کو پیدا کر رکھا ہے اور وہ ہوں گے بھی کنواریاں اور ہم عمر، یہ ساری کی ساری نعمتیں اللہ تعالی ان داہنے ہاتھ والوں کو جنہوں نے دنیا میں نیک اعمال کئے، برائی سے اپنے آپ کو

بچائے رکھا اور برائی سرزد ہونے پر توبہ کی اور ایک اللہ پر اور اسکے رسولوں پر ایمان رکھا ہوگا اور ایسے لوگ یعنی یہ داہنے ہاتھ والے پچھلی امتوں میں سے بھی بہت سارے ہوں گے اور آخری امت یعنی امت محمدیہ میں سے بھی بہت ہوں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان سابقین اور اولین میں شامل فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۰۹۷﴾ بائیں ہاتھ والوں کی دوزخ میں بدترین حالت ﴿الواقعہ ۴۱-تا-۵۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۝ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ۝ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ۝ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۝ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ۝ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ۝ لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اَصْحٰبُ الشِّمَالِ بائیں ہاتھ والے مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ کیا ہیں بائیں ہاتھ والے فِيْ سَمُوْمٍ سخت گرم ہوا میں وَّ اور حَمِيْمٍ کھولتے پانی میں وَّ اور ظِلٍّ سائے میں مِّنْ يَّحْمُوْمٍ سیاہ ترین دھویں کے لَّا بَارِدٍ نہ وہ ٹھنڈا ہوگا وَّ اور لَا كَرِيْمٍ نہ فرحت بخش اِنَّهُمْ بلاشبہ وہ كَانُوْا تھے قَبْلَ پہلے ذٰلِكَ اس سے مُتْرَفِيْنَ خوش حال وَ اور كَانُوْا وہ تھے يُصِرُّوْنَ اصرار کرتے عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ بڑے گناہ پر وَ اور كَانُوْا تھے يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ءَاِذَا کیا جب مِتْنَا ہم مرجائیں گے وَ اور كُنَّا ہم ہوجائیں گے تُرَابًا مٹی وَّ اور عِظَامًا ہڈیاں ءَاِنَّا کیا بے شک ہم لَمَبْعُوْثُوْنَ البتہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے اَوَ کیا اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ پہلے باپ دادا بھی قُلْ آپ کہہ دیجیے اِنَّ بلاشبہ الْاَوَّلِيْنَ پہلے بھی وَ اور الْاٰخِرِيْنَ پچھلے بھی لَمَجْمُوْعُوْنَ یقیناً جمع کیے جائیں گے اِلٰى مِيْقَاتِ مقررہ وقت پر يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ایک معلوم دن کے۔

ترجمہ:۔ اور جو بائیں ہاتھ والے ہیں کیا بتائیں بائیں ہاتھ والے ہیں؟ وہ ہوں گے تپتی ہوئی لو میں اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھویں کے سائے میں جو نہ ٹھنڈا ہوگا نہ کوئی فائدہ پہنچانے والا، یہ لوگ اس سے پہلے بڑے عیش میں تھے، اور بڑے بھاری گناہ پر اڑے رہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں بن کر رہ جائیں گے تو کیا ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ اور کیا ہمارے پہلے گذرے ہوئے باپ داداوں کو بھی؟ کہہ دو کہ یقیناً سب اگلے اور پچھلے لوگ ایک متعین دن کے طے شدہ وقت پر ضرور اکٹھے کئے جائیں گے۔

تشریح:۔ ان دس آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو بائیں ہاتھ والے ہیں، کیا بتائیں وہ کیسے ہیں؟

۲۔ یہ لوگ تپتی ہوئی لو اور کھولتے ہوئے پانی میں ہوں گے۔
۳۔ سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے جو کبھی ٹھنڈا نہیں ہوگا۔
۴۔ وہاں نہ تو انہیں کوئی فائدہ پہنچانے والا ہوگا۔ ۵۔ یہ لوگ اس سے پہلے بڑے عیش میں تھے۔
۶۔ بڑے بھاری گناہوں پر اڑے رہتے تھے۔
۷۔ کہا کرتے تھے کہ جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں بن کر رہ جائیں گے تو کیا ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟
۸۔ کیا ہم سے پہلے گزرے ہوئے ہمارے باپ داداوں کو بھی زندہ کیا جائے گا؟
۹۔ کہہ دو کہ یقیناً سب اگلے اور پچھلے ایک متعین دن کے طے شدہ وقت پر اکٹھے کئے جائیں گے۔

جنتیوں کا تذکرہ فرمانے کے بعد ان آیتوں میں دوزخیوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ وہ لوگ جنکے بائیں ہاتھ میں انکے اعمال نامے دئے جائیں گے اور یہ لوگ وہ ہوں گے جنہوں نے اللہ کی نافرمانی، کفر وشرک میں اپنی ساری زندگی گزاری ہوگی تو انکا حال بہت برا ہوگا کہ انہیں جہنم کی تپتی ہوئی آگ میں رکھا جائے گا جس سے انکے سارے اعضاء جل رہے ہوں گے اور جب اس تپش کی وجہ سے انہیں سخت پیاس لگے گی تو انہیں پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا اور انکے اوپر جو سایہ ہوگا وہ آگ کا گرم، کالا دھواں ہوگا جو انکے اوپر سایہ کیا ہوگا اس میں تپش بھی ہوگی کہ وہ دیگر سایوں کی طرح ٹھنڈا اور راحت والا نہیں ہوگا، الغرض ہر طرف سے ان پر آگ ہی آگ برسے گی، لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ (الزمر ۱۶) انکے اوپر بھی آگ کے بادل ہوں گے اور نیچے بھی، دنیا میں تو یہ لوگ اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے، حرام وحلال کو بھول کر عیش سے زندگی بسر کرتے تھے اور انہیں لاکھ سمجھانے کے باوجود بھی کفر وشرک سے باز نہیں آتے تھے اور اسی پر اڑے رہتے تھے اور جب ان سے کہا جاتا تھا کہ دیکھو! یہ دنیا جائے امتحان ہے یہاں اللہ تعالی نے تمہیں آزمانے کے لئے بھیجا ہے اور تمہارے سامنے ساری اچھی اور بری چیزیں رکھ دی گئیں اور پھر فرمادیا کہ جو برا راستہ اپنائے گا اسے ہم کل قیامت کے دن عذاب دیں گے اور انہیں اس دنیا میں مرنے کے بعد پھر سے دوبارہ اٹھایا جائے گا اور پھر انکے اعمال کا بدلہ انہیں دیا جائیگا، تو اس پر وہ لوگ کہتے تھے کہ یہ تو عقل سے دور کی بات ہے کہ جب انسان مر کر زمین میں گھل مل گیا ہو اور ساری ہڈیاں تک بوسیدہ ہو چکی ہوں تو کیا اس وقت ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ اتنا ہی نہیں ہم سے ہزاروں سال پہلے جو ہمارے آباء واجداد جو مر چکے ہیں انہیں بھی اٹھایا جائے گا؟ اس طرح وہ لوگ اللہ کی کہی ہوئی اس بات میں شک کیا کرتے تھے اور جھٹلاتے بھی تھے کہ ایسا کچھ نہیں ہوگا، ہمیں ایک بار ہی جینا ہے اور ایک بار ہی مرنا ہے، پھر بھی اے نبی! آپ ان سے کہہ دیجئے کہ یقیناً اللہ تعالی تمہیں اس حال میں بھی اٹھائے گا جبکہ تم زمین میں گل سڑ چکے ہوگے اور اس حال میں بھی جب خاک ہو جاؤ، ہر حال میں تمہیں دوبارہ اٹھایا جائے گا، تمہیں بھی اور تم سے پہلے اور تمہارے بعد جتنے بھی لوگ

اس دنیا میں آئے تھے یا آئیں گے سب کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور یہ زندہ کرنے کا ایک وقت متعین ہے، تو جب وہ وقت آجائے گا تو یہ سب کچھ سچ ہوجائے گا، نہ تو وہ وقت تمہاری جلدی مچانے پر آئے گا اور نہ میرے کہنے پر بلکہ اس رب نے جو طے کر رکھا ہے وہ اسی طے شدہ وقت پر ہوگا، نہ اس سے ایک لمحہ آگے بڑھے گا اور نہ ایک لمحہ پیچھے لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔

﴿درس نمبر ۲۰۹۸﴾ زقوم سے دوزخیوں کا پیٹ بھرا جائے گا ﴿الواقعہ ۵۱۔تا۔۵۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۝ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۝ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۝ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۝ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ ثُمَّ پھر اِنَّكُمْ یقیناً تم اَيُّهَا اے الضَّآلُّوْنَ گمراہو الْمُكَذِّبُوْنَ جھٹلانے والو لَاٰكِلُوْنَ البتہ کھانے والے ہوگے مِنْ شَجَرٍ درخت سے مِّنْ زَقُّوْمٍ تھوہر کے فَمَالِئُوْنَ پھر بھرنے والے ہوگے مِنْهَا اس سے الْبُطُوْنَ پیٹ فَشٰرِبُوْنَ پھر پینے والے ہوگے عَلَيْهِ اس پر مِنَ الْحَمِيْمِ کھولتے پانی سے فَشٰرِبُوْنَ پھر پینے والے بھی شُرْبَ پینے الْهِيْمِ پیاسے اونٹوں کے هٰذَا یہ ہوگی نُزُلُهُمْ ان کی مہمانی يَوْمَ الدِّيْنِ روزقیامت نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ ہم ہی نے پیدا کیا تمہیں فَلَوْلَا پھر کیوں نہیں تُصَدِّقُوْنَ تم تصدیق کرتے۔

ترجمہ:۔ پھر اے جھٹلانے والے گمراہو! تم لوگوں کو ایک ایسے درخت میں کھانا پڑے گا جس کا نام زقوم ہے، پھر اسی سے پیٹ بھرنے ہوں گے، پھر اس کے اوپر سے کھولتا ہوا پانی پینا پڑے گا، اور پینا بھی اس طرح جیسے پیاس کی بیماری والے اونٹ پیتے ہیں، یہ ہوگی جزا اور سزا کے دن ان لوگوں کی مہمانی! ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے؟

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے جھٹلانے والے گمراہو! تمہیں ایک ایسے درخت سے کھانا پڑے گا جسکا نام زقوم ہے۔

۲۔ پھر اسی سے تمہیں اپنے پیٹ بھرنے ہوں گے۔ ۳۔ اسکے اوپر سے کھولتا ہوا پانی پینا پڑے گا۔

۴۔ پینا بھی اس طرح جیسے کہ وہ اونٹ پیتا ہے جسے پیاس کی بیماری ہو۔

۵۔ جزا و سزا کے دن یہ ہوگی ان لوگوں کی مہمانی۔

۶۔ ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے؟

ان آیتوں میں بھی انہی جھٹلانے والوں اورانکار کرنے والوں کی حالت بیان کی جارہی ہے کہ اے جھٹلانے والے گمراہو! تمہیں وہاں جہنم میں کھانے کے لئے زقوم کا پھل دیا جائے گا کہ جب وہ تمہارے پیٹ میں جائے گا تو تمہاری ساری آنتوں کو کاٹ کرر کھ دے گا، پھر بھی تمہیں اسی سے اپنا پیٹ بھرنا ہوگا، اس درخت کا تذکرہ سورۃ الصافات آیت نمبر ۶۲ اورسورۃ الدخان آیت نمبر ۴۳ میں بھی کیا گیا وہاں پر اس پھل کی کیفیت بھی بیان کردی گئی تھی کہ وہ کتنا بدنما اور بدبودار ہوگا لہذا وہی انہیں کھانے کے لئے دیا جائے گا اور وہ پیاس محسوس کریں گے تو انہیں کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا چونکہ وہ پیاس سے تڑپ رہے ہونگے تو وہ پانی پئیں گے جیسے کہ کوئی پیاسا اونٹ پیتا ہے مگر اسکے باوجود بھی انکی پیاس نہیں بجھے گی تو اس طرح ان ظالم مجرموں کی خاطر داری قیامت کے روز کی جائے گی اس لئے کہ وہ دنیا میں ایسے بدترین کام کرتے تھے، سوجس نے جیسا کیا اس نے ویسا پایا، چونکہ ان مشرکین کا یہی عقیدہ تھا کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے تو انکے اسی عقیدہ پر رد کرتے ہوئے فرمایا جارہا ہے کہ دیکھو! جب تم کچھ نہ تھے اور تمہارا وجود تک نہ تھا تو ہم ہی نے تمہارا وجود بخشا اور اسکے بعد ہم نے تمہارے سامنے سب کچھ بیان کیا اور تمہاری رہنمائی وہدایت کے لئے انبیاء کو بھی بھیجا، انہوں نے تمہیں سیدھی راہ دکھائی اور آخرت کے عذاب سے ڈرایا مگر ان سب کے باوجود تم ان باتوں پر یقین کیوں نہیں کرتے؟ حالانکہ جو کچھ تم سے کہا جارہا ہے وہ اسی رب کا کہا ہوا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تو پھر اس پیدا کرنے والے کی بات کو تسلیم کیوں نہیں کرتے؟ کیا اس رب کے لئے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر سے تمہیں زندہ کرنا مشکل کام ہے؟ حالانکہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ کسی چیز کو پہلی مرتبہ بنانا مشکل ہوتا ہے جبکہ بنی ہوئی چیز کو بنانا بہت آسان ہے تو جس رب کے لئے تمہیں پہلے پہل پیدا کرنا ہی مشکل نہیں تو پھر پیدا ہونے کے بعد دوبارہ سے زندہ کرنا کیا مشکل ہے؟ مگر تم اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے۔

﴿درس نمبر ۲۰۹۹﴾ تم پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں ﴿الواقعہ ۵۸ـتاـ ۶۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۝ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ـ اَفَرَءَيْتُمْ بھلا بتاؤ تو مَّا جو تُمْنُوْنَ منی تم ٹپکاتے ہو ءَاَنْتُمْ کیا تم تَخْلُقُوْنَهٗ پیدا کرتے ہو اس کو اَمْ یا نَحْنُ ہم ہیں الْخٰلِقُوْنَ خالق نَحْنُ قَدَّرْنَا ہم ہی نے مقدر کردی ہے بَيْنَكُمُ تمہارے درمیان الْمَوْتَ موت وَ اور مَا نہیں ہیں نَحْنُ ہم بِمَسْبُوْقِيْنَ عاجز عَلٰۤى اَنْ اس بات پر کہ نُّبَدِّلَ ہم بدل کرلے آئیں

اَمْثَالَكُمْ تم جیسی وَ اور نُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا ہم پیدا کریں تمہیں ایسی میں جو لَا تَعْلَمُوْنَ تم نہیں جانتے وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق عَلِمْتُمُ تم نے جان لیا النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى پہلی پیدائش کو فَلَوْلَا پھر کیوں نہیں تَذَكَّرُوْنَ تم نصیحت پکڑتے اَفَرَءَيْتُمْ بھلا بتاؤ تو مَّا جو تَحْرُثُوْنَ تم بوتے ہو۔

ترجمہ:۔ ذرا یہ بتلاؤ کہ جو نطفہ تم ٹپکاتے ہو کیا اسے تم پیدا کرتے ہو یا پیدا کرنے والے ہم ہیں؟ ہم نے ہی تمہارے درمیان موت کے فیصلے کر رکھے ہیں اور کوئی نہیں ہے جو ہمیں اس بات سے عاجز کر سکے، کہ ہم تمہاری جگہ تم جیسے اور لوگ لے آئیں اور تمہیں پھر سے کسی ایسی حالت میں پیدا کر دیں جسے تم نہیں جانتے۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ذرا بتاؤ کہ جو نطفہ تم ٹپکاتے ہو کیا اسے تم پیدا کرتے ہو یا پیدا کرنے والے ہم ہیں؟

۲۔ ہم نے ہی تمہارے درمیان موت کے فیصلے کر رکھے ہیں۔

۳۔ کوئی نہیں ہے جو ہمیں اس بات سے عاجز کر سکے کہ تمہاری جگہ تم جیسے اور لوگ ہم لے آئیں۔

۴۔ تمہیں پھر سے کسی ایسی حالت میں پیدا کر دیں جسے تم نہیں جانتے۔

۵۔ تمہیں اپنی پہلی پیدائش کا پورا پتہ ہے پھر تم کیوں سبق نہیں لیتے؟

مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کے یقینی ہونے کو چند مثالوں کے ذریعہ بیان کیا جا رہا ہے کہ شاید وہ اسی سے کچھ سمجھ پائیں، چنانچہ فرمایا کہ اب یہ بتاؤ کہ وہ نطفہ جو تمہارے صلب سے نکلتا ہے اسی ایک نطفہ کے قطرے سے اولاد کو کون پیدا کرتا ہے تم یا ہم؟ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتے ہیں يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُوْرَ وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہے لڑکیاں عطا کرتا ہے تو جسے چاہے لڑکے۔ (الشوریٰ ۴۹) تم اس رب کی قدرت کے سامنے عاجز و بے بس ہو، تم لاکھ تمنائیں اور کوششیں کر لو تب بھی تم اولاد پیدا نہیں کر پاؤ گے یہ اللہ ہی ہے جو اولاد دیتا ہے، تو جب ایک معمولی سے پانی کے قطرے سے وہ ایک جاندار کو وجود بخش سکتا ہے تو پھر کیا وہ اس مردہ ڈھانچے میں جان نہیں ڈال سکتا؟ اور یاد رکھو! وہ اللہ ہی ہے جس نے موت اور زندگی کا وقت متعین کر رکھا ہے، کون کب پیدا ہوگا اور کس وقت کس کی موت ہوگی؟ یہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے، کسی میں یہ قدرت نہیں کہ جسے وہ موت دینا چاہے اسے زندگی بخشے یا پھر جسے زندگی دینا چاہے اسے موت دے، اللہ کے فیصلے کو کوئی بدل نہیں سکتا اور اگر وہ چاہے تو تم سبھی کو موت دے کر تمہاری ہی جگہ اوروں کو لا سکتا ہے اور ایسا کرنے سے اسے کوئی روکنے والا بھی نہیں، تو جب تمہیں معلوم ہی ہے کہ یہ سارے کام اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی اور کر نہیں سکتا اور اسکے آگے کسی کی چلتی بھی نہیں جسکا تم اقرار بھی کرتے ہو تو پھر تم مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کیوں کرتے ہو؟ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ اسی نے پہلے پہل پیدا کیا، دوبارہ بھی وہی

پیدا کرے گا، (الروم ۲۷)، ان باتوں پر تمہیں یقین کیوں نہیں؟ کیوں تم اسے ناممکن سمجھتے ہو حالانکہ تم اس رب کی قدرت کو دیکھ چکے ہو کہ وہ کیسے کیسے ناممکن چیزیں وجود میں لاتا ہے تو پھر ایسا کرنے میں کونسی چیز اسے مانع ہے؟ اگر تمہیں اب بھی اسکی قدرت کا یقین نہیں آیا تو تم اپنی پیدائش پر ہی غور کرلو جسے تم بہتر جانتے ہو کہ پہلے تم ایک نطفہ تھے پھر ایک خون کا ٹکڑا، پھر ہڈی اور پھر گوشت وغیرہ اور کئی مراحل سے گزر کر ایک جاندار کی شکل میں تم اس دنیا میں آئے تو تم ہی بتاؤ ان سارے مرحلوں سے تمہیں کس نے گزارا اور کس نے تمہارے اندر جان ڈالی؟ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا کیا انسان کو یہ بات معلوم نہیں کہ اسے شروع میں اس وقت ہم نے پیدا کیا جب وہ کچھ بھی نہیں تھا؟ یقیناً تم اس بات کو جانتے ہو اور اقرار بھی کرتے ہو وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ اے نبی! اگر آپ ان سے پوچھیں کہ یہ ان آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔ (الزمر ۳۸) جب ان ساری باتوں کا اقرار کرتے ہو تو مرنے کے بعد جی اٹھنے کا بھی اقرار کرلو، ابھی بھی تمہارے پاس وقت ہے اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ اور سدھر جاؤ ورنہ بعد میں یہ موقع نہیں ملے گا۔

﴿درس نمبر ۲۱۰۰﴾ زمین سے تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں؟ ﴿الواقعہ ۶۳۔تا۔۷۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

أَفَرَءَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ۝ ءَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ۝ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ۝ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝ أَفَرَءَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ۝ ءَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ۝ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ أَفَرَءَيْتُم بھلا بتاؤ تو مَّا جو تَحْرُثُونَ تم بوتے ہو ءَأَنتُمْ کیا تم تَزْرَعُونَهُ اگاتے ہو اسے أَمْ یا نَحْنُ ہم الزَّارِعُونَ اگانے والے ہیں لَوْ اگر نَشَاءُ ہم چاہیں لَجَعَلْنَاهُ البتہ کر دیں اس کو حُطَامًا ریزہ ریزہ فَظَلْتُمْ پھر تم ہو جاؤ تَفَكَّهُونَ پشیمان ہونے والے إِنَّا بلاشبہ ہم لَمُغْرَمُونَ البتہ چٹی ڈال دیئے گئے ہیں بَلْ بلکہ نَحْنُ ہم مَحْرُومُونَ محروم ہی رہ گئے أَفَرَءَيْتُمُ بھلا بتاؤ تو الْمَاءَ وہ پانی الَّذِي جو تَشْرَبُونَ تم پیتے ہو کیا ءَأَنتُمْ کیا تم نے أَنزَلْتُمُوهُ نازل کیا ہے اسے مِنَ الْمُزْنِ بادلوں سے أَمْ یا نَحْنُ ہم الْمُنزِلُونَ نازل کرنے والے ہیں؟ لَوْ اگر نَشَاءُ ہم چاہیں تو جَعَلْنَاهُ کر دیں اسے أُجَاجًا کھارا فَلَوْلَا تو کیوں نہیں تَشْكُرُونَ تم شکر کرتے؟

ترجمہ:۔ اچھا یہ بتاؤ کہ جو کچھ تم زمین میں بوتے ہو کیا اسے تم اگاتے ہو یا اگانے والے ہم ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر ڈالیں جس پر تم پشیمان رہ جاؤ، کہ ہم پر تو تاوان پڑ گیا، بلکہ ہم ہیں ہی بدنصیب! اچھا یہ بتاؤ کہ یہ پانی جو تم پیتے ہو کیا اسے بادلوں سے تم نے اتارا ہے یا اتارنے والے ہم ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے کڑوا بنا کر رکھ دیں پھر تم کیوں شکر ادا نہیں کرتے؟

تشریح:۔ ان آٹھ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اچھا یہ بتاؤ کہ جو کچھ تم زمین میں بوتے ہو کیا اسے تم اگاتے ہو یا اگانے والے ہم ہیں؟

۲۔ اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر ڈالیں۔

۳۔ اس وقت تم باتیں بناتے رہ جاؤ کہ ہم پر تو تاوان پڑ گیا بلکہ ہم ہیں ہی بدنصیب۔

۴۔ اچھا یہ بتاؤ کہ یہ پانی جو تم پیتے ہو کیا اسے بادلوں سے تم نے اتارا ہے یا اتارنے والے ہم ہیں؟

۵۔ اگر ہم چاہیں تو اسے کڑوا بنا کر رکھ دیں پھر تم کیوں شکر ادا نہیں کرتے؟

ان آیتوں میں اللہ تعالی اپنی قدرت کاملہ کی ایک اور جھلک دکھلا رہے ہیں اور ساتھ ہی اپنی رحمت واسعہ بیان فرما رہے ہیں کہ دیکھو! یہ زمین میں بیج ڈال کر جو تم کھیتی کرتے ہو تو تم اس بات سے تو غافل رہتے ہو کہ اس زمین کے اندر کیا ہو رہا ہے تو پھر بتاؤ کہ وہ کون ہے جو اس زمین کے اندر جو بیج ہے اس سے واقف ہے؟ اور پھر اس زمین سے کھیتی کو کون اگاتا ہے؟ اللہ تعالی یا تم لوگ؟ یقیناً اللہ تعالی ہی اگاتا ہے اس لئے کہ تم لوگ ہر وقت زمین میں بیج ڈالتے ہو اور ساری محنت کرتے ہو جو کرنی ہوتی ہے لیکن اسکے باوجود کبھی وہ اگتی کیوں نہیں؟ کیونکہ وہ تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اگر وہ اسے اگانا چاہے تو تمہارے کھیتی نہ کرنے پر بھی اگاتا ہے جیسے کہ بے شمار پیڑ پودے، میووں کے درخت اور مختلف قسم کے درخت یہ سب کون اگاتا ہے؟ حالانکہ اسکی کاشت کوئی انسان نہیں کرتا؟ اور اگر نہ اگانا چاہے تو تم لاکھ کھیتی کرلو مگر وہ اگا نہیں پائے گی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی یہ ہرگز نہ کہے کہ میں نے اگایا ہے بلکہ یہ کہو کہ میں نے کھیتی کی ہے اس لئے کہ اگانے والی ذات اللہ کی ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی۔۴۸۵۱) یہ حدیث بیان کر کے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی أَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ۔ اور اگر اللہ چاہے تو تمہاری کاشت کی ہوئی ساری کھیتی کو تہس نہس کر دے اور تم اسے برباد ہونے سے روک بھی نہیں پاو گے جیسے کہ آندھی طوفان آ کر تمہاری لگائی ہوئی کھیتی کو پل بھر میں تباہ کر سکتی ہے اور اس وقت تم افسوس کے سوا کچھ کر نہیں سکتے، یہ سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ اللہ رب العزت ہی ہے جو یہ سب کام انجام دیتا ہے اور یہ اسکی قدرت کی ایک ادنی سی مثال ہے، اسی طرح جیسے وہ زمین سے کھیتی کو اگاتا ہے ویسے ہی وہ تمہیں تمہارے

مرنے کے بعد زمین سے دوبارہ زندہ کرے گا، اچھا تو یہ بتاؤ کہ جو زمین سے پانی نکلتا ہے، ندیوں، چشموں، تالابوں کی شکل میں یا بادلوں کے برسنے کی وجہ سے تو اسے کون نکالتا ہے اور برساتا ہے؟ کیا تم یہاں بھی کوئی بیج ڈالتے ہو کہ اس سے پانی نکلنا شروع ہوتا ہے؟ یا آسمان میں تم نے کوئی کاریگری کر رکھی ہے کہ جسکی وجہ سے یہ پانی آتا ہے؟ نہیں! تو پھر تم اللہ کی قدرت کا انکار کیوں کرتے ہو؟ اور کیوں اسکی کہی ہوئی باتوں پر یقین نہیں رکھتے؟ اگر اللہ چاہے تو تمہاری کھیتی بھی برباد کردے اور اس پانی کو جو تم پی رہے ہو ایسا کڑوا کردے کہ تم اسے زبان میں نہ لگا سکو اور تمہارا زندگی گزارنا مشکل بلکہ ناممکن ہو جائے لہذا اس اللہ کا شکر کرو کہ جس نے تمہاری نافرمانیوں اور گناہوں کے باوجود ایسا نہیں کیا اور تمہیں برابر رزق پہنچا رہا ہے لہذا تم اس رب کا شکر ادا کرو، کھانے کے ہر لقمہ پر بھی اور پانی کے ہر گھونٹ پر بھی، نبی رحمت ﷺ نے ہمیں اس پر شکر ادا کرنے کا طریقہ بھی بتادیا کہ جب تم کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ (ابوداود ۳۸۵۰) اور حضرت ابوجعفر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جب آپ پانی پیتے تو کہتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِلْحًا أُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا ساری تعریفیں اس رب کی ہیں جس نے ہمیں اچھا میٹھا پانی پلایا اور اسے ہمارے گناہوں کی وجہ سے کھارا اور کڑوا نہیں بنایا۔ (الجامع الصغیر للسیوطی ۹۹۰۰)، اللہ تعالی ہمیں اسکی ہر نعمت پر شکر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۱۰﴾ نصیحت کا سامان اور صحرائی مسافروں کیلئے فائدہ کی چیز ﴿الواقعہ ۷۱۔تا۔۷۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ○ ءَأَنْتُمْ أَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَآ أَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ○ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ○ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ أَفَرَءَيْتُمْ بھلا بتاؤ تو النَّارَ وہ آگ الَّتِيْ جو تُوْرُوْنَ تم جلاتے ہو ءَأَنْتُمْ کیا تم نے أَنْشَأْتُمْ پیدا کیا ہے شَجَرَتَهَآ درخت اس کا أَمْ یا نَحْنُ ہم الْمُنْشِئُوْنَ پیدا کرنے والے ہیں نَحْنُ جَعَلْنٰهَا ہم ہی نے بنایا ہے اسے تَذْكِرَةً یاددہانی کا ذریعہ وَّ اور مَتَاعًا فائدہ لِّلْمُقْوِيْنَ مسافروں کے لیے فَسَبِّحْ لہذا آپ تسبیح کیجیے بِاسْمِ رَبِّكَ اپنے رب کے نام کی الْعَظِيْمِ جو نہایت عظمت والا ہے۔

ترجمہ:۔ اچھا یہ بتاؤ کہ یہ آگ جو تم سلگاتے ہو کیا اس کا درخت تم نے پیدا کیا ہے یا کرنے والے ہم ہیں؟ ہم نے ہی اس کو نصیحت کا سامان اور صحرائی مسافروں کے لئے فائدے کی چیز بنایا ہے، لہذا (اے پیغمبر!) تم اپنے عظیم پروردگار کا نام لے کر اس کی تسبیح کرو۔

تشریح: ۔ ان چار آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں ۔

۱۔ اچھا یہ بتاؤ کہ یہ آگ جو تم سلگاتے ہو کیا اسکا درخت تم نے پیدا کیا ہے یا پیدا کرنے والے ہم ہیں ؟

۲۔ ہم نے ہی اس کو نصیحت کا سامان اور صحرائی مسافروں کے لئے فائدے کی چیز بنایا ہے ۔

۳۔ لہذا تم اپنے عظیم پروردگار کا نام لے کر اسکی تسبیح کرو ۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی اپنی قدرت کو ظاہر فرمارہے ہیں کہ اچھا یہ بتاؤ کہ وہ آگ جو تم اپنی ضرورت کے لئے جلاتے ہو، جس پر تم کھانا پکانے اور اندھیرے میں مشعل کے طور پر راستہ معلوم کرنے کے لئے استعمال کرتے ہو یا سخت سردی میں گرمی پانے کے لئے جلاتے ہو یا اور بھی بہت سے کام جو تم اس آگ سے لیتے ہو کیا تم نے اسکے درخت کو پیدا کیا ہے یا ہم نے ؟ تم اس قابل بھی نہیں کہ کوئی ایک معمولی سی چیز بھی پیدا کرسکو، پہلے کے زمانہ میں آگ جلانے کے لئے لوگ ایک خاص لکڑی جیسے کہ اہل عرب عفار نامی درخت کی لکڑی کو آپس میں رگڑ کر آگ جلایا کرتے تھے ابھی بھی افریقہ کے لوگ اس قدیم طرز کو استعمال کرتے ہیں تو یہ اسی جانب اشارہ ہے کہ اس درخت کی لکڑی میں اللہ تعالی نے جلنے کی بھی صلاحیت رکھی ہے اور جلانے کی، کیا ایسی عظیم قدرت والا کوئی اور ہے؟ نہیں! تو پھر تم اس آگ سے کیوں غافل ہو جو اس نے اپنے نافرمانوں کے لئے جہنم میں جلائے رکھا ہے کہ اس آگ کا عالم تو یہ ہے کہ اگر اس آگ کی بھانپ بھی کسی کو چھو لے تو اسے بھون کر رکھ دے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دنیا کی آگ جو تم جلاتے ہو یہ تو جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے بس ایک حصہ ہے، صحابہ نے یہ سن کر کہا کہ یا رسول اللہ! یہ ایک حصہ ہی جلانے کے لئے کافی ہے، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں! لیکن اسکے باوجود وہ جہنم کی آگ اس آگ سے انہتر حصے زیادہ ہوگی (موطا مالک ۲۸۴۲) جس طرح یہ آگ اس نے یہاں پیدا کی ہے ویسے ہی آگ اس نے وہاں پیدا کی تو پھر تم کس بات پر اسکو جھٹلاتے ہو؟ اور یہ آگ جو اللہ نے یہاں پیدا کی وہ نصیحت کا سامان ہے کہ جسے دیکھ کر تم جہنم کی آگ کو یاد کرتے رہو اور جس طرح تم اس دنیوی آگ سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کرتے ہو اسی طرح اس جہنم کی آگ سے بھی بچانے کی فکر کرو، اس آگ سے بچنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ تم اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرو اور جو احکامات وہ صادر کرتے ہیں ان پر عمل کرو اگر تم نے ان پر عمل کرلیا تو یقینا تم اس آگ سے بچ جاو گے یہ ہمارا وعدہ ہے اور ہمارا وعدہ کبھی جھوٹا نہیں ہوتا اور ساتھ ہی اس آگ کو مسافروں کے لئے بھی راحت کا ذریعہ بنایا کہ وہ اپنے اس سفر کے مشکل وقت میں اس سے کئی فائدے حاصل کرتے ہیں تو اب تم اس رب کی نعمت پر اسکا شکر ادا کرو اور اسے ان شرکاء سے پاک رکھو جنہیں تم اسکا شریک بناتے ہو جبکہ وہ اکیلا اور تنہا ہے، اے پیغمبر! اگر یہ لوگ اس رب کی تسبیح نہ کریں تب بھی آپ تو اس رب کا نام لیکر اسکی پاکی اور بڑائی بیان کرتے رہا کیجئے ۔

﴿درس نمبر ۲۱۰۲﴾ **یہ باوقار قرآن جو محفوظ کتاب میں درج ہے** ﴿الواقعہ ۷۵۔تا۔۸۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ O وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ O اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ O فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ O لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ O تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَلَآ اُقْسِمُ تو میں قسم کھاتا ہوں بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ستاروں کے گرنے کی وَ اور اِنَّهٗ بلاشبہ یہ لَقَسَمٌ البتہ قسم ہے لَّوْ اگر تَعْلَمُوْنَ تمہیں علم ہو عَظِيْمٌ بہت بڑی اِنَّهٗ کہ بلاشبہ یہ لَقُرْاٰنٌ البتہ قرآن ہے كَرِيْمٌ نہایت معزز فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ایک محفوظ کتاب میں لَّا يَمَسُّهٗٓ ہاتھ نہیں لگاتے اسے اِلَّا مگر الْمُطَهَّرُوْنَ پاک ہی تَنْزِيْلٌ نازل کردہ ہے مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ رب العالمین کی طرف سے۔

ترجمہ:۔ اب میں ان جگہوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں جہاں ستارے گرتے ہیں، اور اگر تم سمجھو تو یہ بڑی زبردست قسم ہے، یہ بڑا باوقار قرآن ہے، جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے، اس کو وہی لوگ چھوتے ہیں جو خوب پاک ہیں، یہ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا جا رہا ہے۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ میں اس جگہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جہاں ستارے گرتے ہیں۔

۲۔ اگر تم سمجھ پاؤ تو یہ بڑی زبردست قسم ہے۔

۳۔ قسم اس بات کی کہ یہ بڑا باوقار قرآن ہے جو ایک محفوظ کتاب میں پہلے سے درج ہے۔

۴۔ اسکو وہی لوگ چھوتے ہیں جو خوب پاک ہیں۔

۵۔ یہ قرآن تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا جا رہا ہے۔

اپنی قدرت کو بیان کرنے اور اپنی الوہیت پر دلائل بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان آیتوں میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ پر نازل کیے ہوئے قرآن کی تصدیق بیان فرما رہے ہیں جسکے لئے اللہ تعالیٰ نے ستاروں کے گرنے کی جگہ کی قسم کھا کر اسکی تاکید فرمائی چنانچہ فرمایا کہ قسم ہے اس جگہ کی جہاں پر ستارے جا کر گرتے ہیں، یہاں پر مَوَاقِعَ النُّجُوْم سے متعلق بعض مفسرین نے کہا کہ یہ قرآن کے رکھے جانے والی جگہ ہے کہ قرآن کو لیلۃ القدر میں یکبار نازل کر دیا گیا پھر اسے لوح محفوظ سے سب سے اونچے آسمان پر رکھ دیا گیا، پھر حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا آپ علیہ السلام پر نازل ہوتا رہا تو یہاں قسم اسی جگہ کی ہے جہاں یہ قرآن رکھا ہوا ہے اور آگے فرمایا کہ یہ جو قسم ہم نے کھائی ہے وہ ایک زبردست قسم ہے جسکی حقیقت سے تم واقف نہیں ہو، ہوسکتا ہے کہ وہ جگہ

جسکی قسم کھائی گئی ہے اسکی حقیقت سے کوئی انسان واقف نہ ہو اور بعض نے فرمایا کہ یہاں مَوَاقِعَ النُّجُوْمِ سے مراد ستاروں کے گرنے کی جگہ ہے کہ کس طرح وہ ستارے اس جگہ گرتے ہیں یعنی غروب ہوتے ہیں اور وہ وقت جو اسکے غروب کا ہوتا ہے وہ تمہارے لئے بہت منفعت والا ہوتا ہے کہ تم اس سے اپنے ایام اور اوقات کا پتا لگاتے ہو اور انکی پھیلنے والی روشنی سے راستہ تلاش کرتے ہو اور انہی سے تم موسم کا حال بھی معلوم کرتے ہو تو اس حساب سے اس جگہ کی بڑی اہمیت ہے تو اسی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالی نے یہ قسم کھائی ہے، اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مرتبہ بارش ہوئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں میں سے کچھ تو شکر کرنے والے ہیں اور کچھ کافر، وہ اس اعتبار سے کہ جب بارش ہوئی تو بعض نے کہا کہ یہ اللہ کی رحمت ہے جو اس نے ہم پر برسائی ہے اور بعض نے کہا کہ فلاں ستارے نے سچ کہا، اس پر یہ آیت فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ نازل ہوئی۔ (مسلم ۷۳) یہ قرآن کریم ہے یعنی اس رب کا کلام ہے جس نے ان ستاروں کو پیدا کیا اور انہیں ایک نظام پر چلنے کے لئے متعین کردیا جسکی وہ کبھی مخالفت نہیں کرتے، اسی طرح اس رب کے کلام میں کسی قسم کا کوئی ردوبدل کوئی نہیں کرسکتا اس لئے کہ یہ کتاب پہلے سے ایک محفوظ کتاب یعنی لوح محفوظ میں درج ہے اور اسکی درج کی ہوئی چیزوں میں نقطہ برابر بھی فرق نہیں ہوسکتا تو جب ایک نقطہ کا بھی فرق نہیں ہوتا تو تم کہتے ہو کہ اس قرآن کو محمد نے اپنی طرف سے بنالیا ہے؟ یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ پتا چلا کہ تمہاری یہ باتیں بالکل غلط ہیں اور درست بات یہی ہے کہ اس کلام کو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے پڑھتے ہیں وہ اللہ کا کلام ہے جو تمہارے لئے رشد وہدات کا پیغام دیتا ہے، تمہیں برائیوں سے روکتا اور نیکی کی دعوت دیتا ہے اور جنت کا راستہ دکھاتا ہے اور اس کلام کی شان یہ ہے کہ اس کلام کو کوئی ناپاک شخص چھو نہیں سکتا، اسے چھونے کے لئے تمہیں سب سے پہلے اپنے آپ کو ہر طرح کی ناپاکی سے دور کرنا ہوگا پھر جب تم پاک وصاف حالت میں آجاؤ تو اس قرآن کو چھو سکتے ہو، یہاں لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ سے متعلق علماء نے دو قول نقل کئے ہیں بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد فرشتے، انبیاء اور رسول ہیں کہ جو ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں جیسے کہ سورۂ عبس میں فرمایا گیا فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ وہ ایسے صحیفوں میں درج ہے جو بڑے مقدس ہیں، اونچے رتبے والے ہیں، پاکیزہ ہیں، ان لکھنے والوں کے ہاتھ میں رہتے ہیں جو خود بڑی عزت والے ہیں اور بہت نیک ہیں۔ اور بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد انسان ہے کہ وہ ناپاکی کی حالت میں یعنی بغیر غسل و وضو اس کلام الہی کو چھو نہیں سکتا جیسے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے فرمایا جبکہ انہیں یمن بھیجا تھا کہ لَا تَمَسَّ الْقُرْآنَ إِلَّا وَأَنْتَ طَاهِرٌ کہ تم قرآن صرف پاکی کی حالت میں ہی چھونا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۳۱۳۵) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن نے حضرت عمر سے فرمایا تھا جب وہ قرآن کو چھونا چاہتے تھے کہ لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ تو

اس سے یہ بھی پتا چلا کہ قرآن کو بغیر طہارت کے چھونا گناہ ہے اس لئے کہ یہ قرآن اللہ رب العزت کا اتارا ہوا کلام ہے جسے اس نے تھوڑا تھوڑا کر کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا تو جس طرح اس رب کی تعظیم کی جاتی ہے اسی طرح اس رب کے کلام کی بھی تعظیم کی جانے چاہیئے اور تعظیم کا سب سے بڑا درجہ پاکی کی حالت میں اسے چھونے کا ہے لہذا اس پر عمل کرو۔

﴿درس نمبر ۲۱۰۳﴾ **کیا پھر بھی تم اس کلام سے لاپرواہی برتتے ہو؟** ﴿الواقعہ ۸۱۔تا۔۸۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ۝ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۝ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۝ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَفَبِهٰذَا کیا پھر اس الْحَدِيْثِ حدیث سے اَنْتُمْ تم مُّدْهِنُوْنَ بے اعتنائی کرتے ہو وَ اور تَجْعَلُوْنَ تم کرتے ہو رِزْقَكُمْ اپنا حصہ اَنَّكُمْ یہ کہ تم تُكَذِّبُوْنَ تکذیب کرتے ہو فَلَوْلَآ پھر کیوں نہیں اِذَا جب بَلَغَتِ پہنچتی ہے الْحُلْقُوْمَ حلق تک وَ اور اَنْتُمْ تم حِيْنَئِذٍ اس وقت تَنْظُرُوْنَ دیکھتے ہو وَ اور نَحْنُ ہم اَقْرَبُ زیادہ قریب ہوتے ہیں اِلَيْهِ اس سے مِنْكُمْ تمہاری نسبت وَ اور لٰكِنْ لیکن لَّا تُبْصِرُوْنَ تم نہیں دیکھتے فَلَوْلَآ پھر کیوں نہیں اِنْ اگر كُنْتُمْ تم ہو غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ بدلہ نہیں دئیے جاؤ گے تَرْجِعُوْنَهَآ تم پھیر لاتے اس کو اِنْ اگر كُنْتُمْ تم ہو صٰدِقِيْنَ سچے۔

ترجمہ:۔ کیا پھر بھی تم اس کلام سے بے پرواہی برتتے ہو؟ اور تم نے اسی کو اپنا روزگار بنا لیا ہے کہ (اس کو) جھٹلاتے رہو؟ پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ جب (کسی کی) جان گلے تک پہنچ جاتی ہے اور اس وقت تم (حسرت سے اسکو) دیکھ رہے ہوتے ہو اور تم سے زیادہ ہم اس کے قریب ہوتے ہیں مگر تمھیں نظر آتا۔

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا پھر بھی تم اس کلام سے بے پرواہی برتتے ہو؟

۲۔ تم نے اسی کو اپنا روزگار بنا لیا ہے کہ تم اسے جھٹلاتے رہو۔

۳۔ پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ جس کسی کی جان گلے تک پہنچ جاتی ہے۔

۴۔ تم مارے حسرت کے اس وقت اسے دیکھتے ہو۔

۵۔ اگر تمہیں لگتا ہے کہ تمہارا حساب ہونے والا نہیں ہے۔

۶۔تو پھر کیوں تم اس جان کو واپس نہیں کر دیتے اگر تم سچے ہو؟

۷۔اللہ تم سے زیادہ اسکے قریب ہوتا ہے مگر تم دیکھ نہیں پاتے۔

اللہ رب العزت کے اتارے ہوئے کلام سے متعلق ان کافروں کا جو رویہ ہے اس پر انہیں ڈراتے ہوئے فرمایا جارہا ہے کہ جب تمہیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ وہ کلام اس رب ذوالجلال کا ہے جس نے یہ ساری کائنات، ملائکہ، چاند، ستارے، سورج اور سیارے پیدا کئے ہیں تو اسکے بعد بھی تم لوگ اس کلام سے بے اعتنائی اور لاپرواہی کیوں برت رہے ہو؟ کیا تمہیں اس رب کا ذرا بھی خوف نہیں کہ جسکے آگے بڑے سے بڑے فرشتے بھی سر جھکائے خوف وخشیت کے عالم میں کھڑے ہوتے ہیں؟ اور کیا تم اس بات سے بے خبر ہو کہ تم سے پہلے لوگوں نے جب اسکی نافرمانی کی تو انکا کیسا حشر ہوا؟ نہیں! تو پھر کیوں اس کلام کے ساتھ لاپرواہی برت رہے ہو اور اسے جھوٹ، سحر اور کہانت کا نام دے رہے ہو؟ اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ ناشکرے ہو، اسکی ہر نعمت کو جھٹلاتے ہو، جب وہ تمہیں رزق دیتا ہے تو کہتے ہو کہ زمین سے ہم نے یہ حاصل کیا، جب وہ تم پر بارش نازل کرتا ہے تو کہتے ہو کہ فلاں ستارے نے یہ بارش برسائی الغرض تم نے ہر شکر کی چیز کو ناشکری سے بدل ڈالا اور تم اپنی آخرت سے غافل ہو بیٹھے، کیا تم اس بات کو بھی بھول بیٹھے ہو کہ ایک دن تمہیں ہمارے ہی پاس آنا ہے؟ تو جب تم ہمارے پاس اس حال میں آو گے کہ تم ہماری نافرمانی کرتے رہے تو سوچو اس وقت تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟ اگر اس بات پر بھی یقین نہیں کہ تمہیں مرنے کے بعد ہمارے پاس آنا ہے تو پھر تم لوگ جب تمہارے کسی عزیز کی موت کا وقت قریب آتا ہے اور وہ حالت نزع میں اپنی آخری سانسیں لے رہا ہوتا ہے تو تم کیوں اسکی سانسیں اور زندگی اسے لوٹاتے نہیں؟ اگر تم واقعی اپنی بات میں سچے ہو کہ تمہیں مرنے کے بعد ہمارے پاس نہیں آنا ہے تو پھر اس موت کو روک کر تو بتاؤ؟ تم یہ بات تو تسلیم کرتے ہو کہ تمہارے پاس یہ قدرت نہیں، تم نہ کسی کو زندگی بخش سکتے ہو اور نہ ہی کسی کو موت دے سکتے ہو پھر یہ بھی مان لو کہ مرنے کے بعد ہمارے ہی پاس تم کو آنا ہے یاد رکھو کہ جب وہ مر رہا ہوتا ہے تب بھی ہم تم سے بھی زیادہ اس کے قریب ہوتے ہیں مگر تمہیں اس بات کا اندازہ نہیں اور پھر جب وہ مر جاتا ہے تو فرشتے اسے لیکر ہمارے ہی پاس آتے ہیں اور ہم ہی اسکے اعمال کا حساب لیتے ہیں، اس لئے اگر تم اپنے حساب میں نرمی اور بھلائی چاہتے ہو تو اس رب کا کہنا مان لو اور کفر وشرک سے توبہ کرلو۔

﴿درس نمبر ۲۱۰۴﴾ **خوشبو ہی خوشبو اور نعمتوں بھرا باغ** ﴿الواقعہ ۸۸۔تا۔۹۶﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ O فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ O وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ

اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ○ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ○ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ○ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ○ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ○ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاَمَّآ پس لیکن اِنْ اگر كَانَ وہ ہوا مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ مقربین میں سے فَرَوْحٌ تو راحت وَّ اور رَيْحَانٌ خوشبو وَّ اور جَنَّتُ باغ نَعِيْمٍ نعمتوں والا وَ اور اَمَّآ لیکن اِنْ اگر كَانَ وہ ہوا مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ اصحاب یمین میں سے فَسَلٰمٌ تو سلامتی ہے لَّكَ آپ کے لیے مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ اصحاب یمین میں سے ہے وَ اور اَمَّآ لیکن اِنْ اگر كَانَ وہ ہوا مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ تکذیب کرنے والے الضَّآلِّيْنَ گمراہوں میں سے فَنُزُلٌ تو مہمانی ہوگی مِّنْ حَمِيْمٍ گرم کھولتے پانی سے وَّ اور تَصْلِيَةُ داخل کرنا ہے جَحِيْمٍ جہنم میں اِنَّ بلاشبہ هٰذَا یہ لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ یہی یقینی حق ہے فَسَبِّحْ لہٰذا آپ تسبیح کیجیے بِاسْمِ رَبِّكَ اپنے رب کے نام کی الْعَظِيْمِ جو نہایت عظمت والا ہے۔

ترجمہ:۔ پھر اگر وہ (مرنے والا) اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہو تو (اس کے لئے) آرام ہی آرام ہے، خوشبو ہی خوشبو ہے اور نعمتوں سے بھرا باغ ہے اگر وہ دائیں ہاتھ والوں میں سے ہو تو (اس سے کہا جائے گا کہ) تمہارے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے کہ تم دائیں ہاتھ والوں میں سے ہو اور اگر وہ ان گمراہوں میں سے ہو جو حق کو جھٹلانے والے تھے تو (اس کے لئے) کھولتے ہوئے پانی کی مہمانی ہے اور دوزخ کا داخلہ ہے! اس میں کوئی شک نہیں کہ بالکل صحیح معنی میں یہی یقینی بات ہے، لہذا (اے پیغمبر! تم اپنے عظیم پروردگار کا نام لے کر اس کی تسبیح کرو۔

تشریح:۔ ان نو آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر وہ مرنے والا اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہو تو اسکے لئے آرام ہی آرام ہے۔

۲۔ خوشبو ہی خوشبو اور نعمتوں سے بھرا باغ ہے۔

۳۔ اگر وہ داہنے ہاتھ والوں میں سے ہو تو اس سے کہا جائے گا کہ تمہارے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے اس لئے کہ تم داہنے ہاتھ والوں میں سے ہو۔

۴۔ اگر وہ ان گمراہوں میں سے ہو جو حق کو جھٹلانے والے تھے۔

۵۔ تو انکی کھولتے ہوئے پانی سے مہمان نوازی کی جائے گی۔ ۶۔ انہیں دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

۷۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بالکل صحیح معنی میں یہی بات یقینی ہے۔

۸۔ لہذا اے پیغمبر! آپ اپنے رب کا نام لیکر اسکی تسبیح کیجئے۔

ان آیتوں میں آدمی کی موت کن کن حالتوں پر ہوتی ہے اسے بیان کیا جارہا ہے؟ چنانچہ فرمایا کہ اب جسے

موت آتی ہے وہ ہمارا مقرب اور سابقین والوں میں سے ہوتا ہے جو ہمارے احکامات پر عمل کرنے کے لئے ڈوبے جاتا تھا، ہر بھلائی اور نیکی میں سبقت کرتا ہے اور ہر برائی اور نافرمانی سے دور بھاگتا ہے تو جب ایسے شخص کی موت ہوتی ہے اور وہ مر کر ہمارے پاس آتا ہے تو ہم اسکا اکرام کریں گے اور اسے ایسی جگہ رہنے کے لئے دیں گے کہ جہاں پر آرام ہی آرام، راحت ہی راحت ہو اور ہر طرف خوشبو ہی خوشبو مہک رہی ہو اور اطراف باغات ہوں جس میں اسکے لئے ہر نعمت جسکی وہ تمنا کرے گا رکھی ہوئی ہے، یا پھر اسکی موت ایسی حالت میں ہوئی ہوگی جس نے اپنی دنیوی زندگی اپنے رب کے احکامات پر گزار دی، شرک و بت پرستی سے بچا رہا، ایک رب کے سامنے سجدہ ریز رہا تو یہ ایسے لوگ ہوں گے جنکے نامۂ اعمال انکے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور جب یہ لوگ ہمارے پاس آئیں گے تو ان کا استقبال ہمارے فرشتے سلام کے ساتھ کریں گے اور کہیں گے تم بڑے خوش نصیب ہو کہ تم داہنے ہاتھ والے ہو یعنی تمہارا اعمال نامہ تمہارے داہنے ہاتھ میں دیا گیا اس لئے کہ اگر بائیں ہاتھ میں دیا جاتا تو بڑی خرابی ہوتی، اب تم بھی خوشی مناؤ اور اپنے رب کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو، یہاں تمہیں کوئی مصیبت، کوئی پریشانی، کوئی غم نہیں چھوئے گا بس آرام ہی آرام ہے یہاں تمہارے لئے تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ایسے لوگوں پر فرشتے اتریں گے اور کہیں گے کہ تم نہ گھبراؤ اور نہ کسی چیز کا غم کرو اور اس جنت کے ملنے پر خوشی مناؤ جسکا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ (فصلت ۳۰) یا پھر اسکی موت ایسی حالت میں ہوگی کہ اس نے اللہ کی نافرمانی کی ہوگی، اسکے ساتھ کفر و شرک کا معاملہ روا رکھا ہوگا، اس نے اللہ اور اسکے رسولوں کو جھٹلایا ہوگا اور ہر وہ برائی جس سے روکا جاتا ہے وہ اسے کرتا رہا ہوگا تو ایسے شخص کو اسکا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا جنہیں أَصْحَابُ الشِّمَالِ کہا جاتا ہے، تو جب وہ اس دنیا کو چھوڑ کر ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسکی مہمان نوازی کھولتے ہوئے پانی سے کرینگے کہ جب وہ اس پانی کو اپنے منہ کے قریب لے جائے گا تو وہ اسکے چہرے کو جھلسا دے گی اور جب وہ پیٹ میں جائے گا تو ساری آنتوں کو جلا دے گا اور اسکے ساتھ اسے رہنا بھی دوزخ ہی میں ہوگا جہاں کی آگ کا عالم اوپر بیان کیا جا چکا، تو جتنی بھی باتیں بیان کی گئیں، حشر و نشر، عذاب اور نعمتیں وغیرہ کی وہ سب یقینی ہیں ان کے ہونے میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں لہذا اے پیغمبر! آپ اپنے رب کا نام لیکر اسکی تسبیح بیان کرتے رہئے اس لئے کہ اس نے آپ پر انعام فرمایا اور اپنی نبوت کے لئے آپ کا انتخاب فرمایا، حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اس تسبیح کو رکوع میں پڑھا کرو اور جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اسے سجدہ میں پڑھا کرو۔ (ابوداود ۸۶۹) اللہ تعالی ہم تمام کو ان ساری باتوں پر یقین کرنے والا بنائے جو اس نے اور اسکے رسول نے بیان فرمائی ہیں اور ہمیں اس عذاب سے بچائے جو اس نے اپنے نافرمانوں کے لئے تیار کر رکھا ہے، آمین۔

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ

یہ سورت ۴ رکوع اور ۲۹ آیات پر مشتمل ہے۔

آسمان اور زمین کی ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے

﴿درس نمبر ۲۱۰۵﴾ ﴿الحدید ۱ ۔ تا ۔ ۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ O لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ O هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ سَبَّحَ تسبیح کرتی ہے لِلّٰهِ اللہ کی مَا جو چیز بھی ہے فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین میں وَ اور هُوَ وہ الْعَزِيْزُ نہایت غالب ہے الْحَكِيْمُ خوب حکمت والا لَهٗ اسی کے لیے ہے مُلْكُ بادشاہی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی يُحْيٖ وہی زندہ کرتا ہے وَ اور يُمِيْتُ وہی مارتا ہے وَ اور هُوَ وہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر قَدِيْرٌ خوب قادر ہے هُوَ الْاَوَّلُ وہی ہے اول وَ اور الْاٰخِرُ آخر وَ اور الظَّاهِرُ ظاہر وَ اور الْبَاطِنُ باطن وَ اور هُوَ وہی بِكُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کو عَلِيْمٌ خوب جاننے والا۔

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمین میں جو چیز بھی ہے، وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہے، اور وہی ہے جو اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک O آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اُسی کی ہے، وہی زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے، اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے O وہی اول بھی ہے، اور آخر بھی، ظاہر بھی ہے، اور چھپا ہوا بھی، اور وہ ہر چیز کو پوری طرح جاننے والا ہے۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۂ حدید پڑھی وہ اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لانے والا لکھا جائے گا۔ (تخریج أحادیث الکشاف۔ ج ۳۔ ص ۴۲۰)

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ آسمانوں اور زمین میں جو بھی چیزیں ہیں وہ سب اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہیں۔

۲۔ وہی ہے جو اقتدار کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی۔

۳۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے۔

۴۔ وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔

۵۔ وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

۶۔ وہی اول بھی ہے اور آخر بھی، ظاہر بھی اور چھپا ہوا بھی۔

۷۔ وہی ہے جو ہر چیز کو پوری طرح جانتا ہے۔

پچھلی سورت کے آخر میں اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسبیح کرنے کا حکم فرمایا اس سورت کی ابتداء بھی اللہ تعالی کی تسبیح سے ہی کی جارہی ہے کہ اے نبی! ہم نے آپ کو جو تسبیح کا حکم فرمایا ہے وہ اس لئے بھی کہ آسمان وزمین کے درمیان جتنی بھی چیزیں بسی ہوئی ہیں وہ سب کی سب اللہ تعالی کی تسبیح بیان کرتی ہیں لیکن ہر کسی کی تسبیح کرنے کا انداز الگ ہوتا ہے اور اسے انسان سمجھ بھی نہیں پاتے تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ یہ ساتوں آسمانوں وزمین اور اس میں موجود ہر چیز اس رب کی تسبیح و پاکی بیان کرتی ہے اور کوئی چیز دنیا جہاں میں ایسی نہیں ہے جو اسکی تعریف کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو ہاں! یہ بات الگ ہے کہ تم لوگ ان کی تسبیحات کو سمجھ نہیں پاتے۔ (بنی اسرائیل۔ ۴۴) آپ چونکہ اشرف المخلوقات میں سے بھی سب سے اعلی وافضل ہیں تو آپ کو بدرجہ اولی اسکی تسبیح کرنا چاہئے، اور جو اسکے حکم کی خلاف ورزی کرے، اسکی نافرمانی کرے اور اسکی عبادت سے منہ موڑے تو اسے جان لینا چاہئے کہ وہ بڑا زبردست انتقام لینے والا بھی ہے کہ جب وہ انتقام لینے پر آجائے تو اس وقت ہلاکت یقینی ہے اور وہ بڑا حکمت والا بھی ہے، اس نے جو جو احکام دیئے ہیں اور جو جو امور صادر فرمائے ہیں ان سب میں حکمت اور مصلحت مضمر ہے اور ایسے ہی احکام دیئے ہیں جسکے بارے میں اسے معلوم ہے کہ وہ انسان کی استطاعت سے باہر نہیں ہیں لہذا اسکے احکامات کو بجالاو اور سنو! اس رب کی عبادت کا حکم اس لئے دیا جارہا ہے کہ وہ دنیا جہاں کا خالق ومالک اور داتا ہے کہ اسی نے ان سب کو پیدا کیا اور انسانوں کو بھی اسی نے بنایا ہے، اسی کے قبضۂ قدرت میں زندگی اور موت ہے، وہ جسے چاہے زندگی دیتا ہے اور جسے چاہے موت اور اسکے علاوہ جو بھی وہ کسی کو دینا چاہے یا کسی سے چھین لینا چاہے وہ سب کچھ کرسکتا ہے اس لئے کہ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور ساری چیزیں اسکے ایک ''کُنْ'' کی منتظر ہیں اور تم اسکے آگے بے بس ولاچار ہو تو پھر اسی کی عبادت کرنا تم پر حق ہے، اور یہ بھی جان لو کہ جب یہ سب کچھ بھی نہ تھا تب بھی وہ رب ذوالجلال تھا اور جب وہ سب کچھ ختم ہوجائے گا تو بھی اس رب کی ذات باقی رہے گی، كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ (القصص ۸۸) اور وہی ظاہر بھی ہے اور باطن بھی کہ ظاہر اس اعتبار سے کہ وہ سب پر غالب ہے اس پر کوئی غالب نہیں وہ اعلی ہے اس سے کوئی بلند نہیں، اور باطن اس اعتبار سے کہ وہ ہر انسان کے دل کی دھڑکن تک سے واقف ہے اور انسان کی شہ رگ سے بھی قریب ہے مگر انسان اسے پا نہیں سکتا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بستر پر سونے کے لئے لیٹتے) تو کہتے اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ إِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ اے اللہ! تو ہی اول ہے، تجھ سے پہلے کچھ نہیں

اورتو ہی آخر ہے، تیرے بعد کچھ نہیں، تو ہی غالب ہے تجھ پر غالب کوئی نہیں، تو ہی باطن ہے، تجھ سے قریب کوئی نہیں، ہمارے قرضوں کی ادائیگی کو آسان کردے اور ہمیں فقر سے بے نیاز کردے۔(مسلم ۲۷۱۳) اور وہ رب ہر چیز کو جانتا ہے، جو تم چھپ کر کرتے ہو اسے بھی اور جو علانیہ کرتے ہو اسے بھی۔لہذا اپنا محاسبہ کرلو کہ تم کس رب کی نافرمانی کررہے ہو؟

﴿درس نمبر ۲۱۰۶﴾ اللہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو نکلتی ہے ﴿الحدید ۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِى الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هُوَ الَّذِىْ وہی ہے جس نے خَلَقَ پیدا کیا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ آسمانوں اور زمین کو فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ چھ دنوں میں ثُمَّ پھر اسْتَوٰى وہ مستوی ہوگیا عَلَى الْعَرْشِ عرش پر يَعْلَمُ وہ جانتا ہے مَا جو يَلِجُ داخل ہوتی ہے فِى الْاَرْضِ زمین میں وَ اور مَا جو يَخْرُجُ نکلتی ہے مِنْهَا اس سے وَ اور مَا جو چیز يَنْزِلُ اترتی ہے مِنَ السَّمَاۗءِ آسمان سے وَ اور مَا جو يَعْرُجُ چڑھتی ہے فِيْهَا اس میں وَ اور هُوَ وہ مَعَكُمْ تمہارے ساتھ ہے اَيْنَ مَا جہاں کہیں كُنْتُمْ تم ہو وَ اور اللّٰهُ اللہ بِمَا اس کو جو تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے ہو بَصِيْرٌ دیکھنے والا ہے۔

ترجمہ:۔ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر عرش پر استواء فرمایا۔ وہ ہر اُس چیز کو جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتی ہے، اور جو اُس سے نکلتی ہے، اور ہر اُس چیز کو جو آسمان سے اُترتی ہے اور جو اُس میں چڑھتی ہے، اور تم جہاں کہیں ہو، وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اور جو کام بھی تم کرتے ہو، اللہ اُس کو دیکھتا ہے۔ O

تشریح:۔ اس آیت میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ ۲۔ پھر وہ عرش پر استوا ہوا۔

۳۔ وہ ہر اس چیز کو جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتی ہے اور نکلتی ہے۔

۴۔ ہر اس چیز کو بھی جانتا ہے جو آسمان سے اترتی ہے اور جو اس میں چڑھتی ہے۔

۵۔ تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ ۶۔ جو کام بھی تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھتا ہے۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی کی شان بیان کی جارہی ہے کہ وہ اللہ جسکی تسبیح ساری کائنات کرتی ہے اس اللہ

نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور پیدا بھی بس سات دن میں کیا، حالانکہ اسکی قدرت تو یہ ہے کہ وہ آن واحد میں اسے پیدا کرسکتا ہے لیکن یہاں انسانوں کو یہ بات بتانے کے لئے کہ تمام معاملات وقفہ وقفہ سے وجود میں آتے ہیں اس لئے یہاں چھ دن کا استعمال کیا، ویسے یہ بھی اللہ تعالی کی ایک قدرت کا نتیجہ ہے اس لئے کہ جب انسان کوئی ایسی چیز جس کا وجود نہ ہو تیار کرنا چاہے تو اسے پہلے اسکی تصویر اور خاکہ تیار کرنا پڑتا ہے اور اسی ایک خاکہ کو بنانے کے لئے کئی مہینے یا کئی سال بھی لگ جاتے ہیں اور پھر جب وہ بن جاتی ہے تو کبھی وہ چیز کامیاب ہوتی ہے تو کبھی ناکام اور اس میں گزرتے ہوئے زمانہ کے ساتھ تبدیلیاں بھی لائی جاتی ہیں اور اسے بدلتے زمانہ کے ساتھ چلنے کے قابل بنایا جاتا ہے لیکن یہ آسمان وزمین جو اللہ تعالی نے پیدا کیے ہیں نہ تو اسے کسی خاکہ کی ضرورت ہوئی اور نہ اسکی تجدید کا کوئی مسئلہ آج تک پیش آیا اور نہ ہی کبھی آئے گا، جس وقت انہیں جس صورت میں بنایا تھا آج بھی وہ اسی ہیئت اور صورت پر باقی ہیں، یقینا میرے رب کی شان ہی نرالی ہے، چھ دنوں میں تخلیق کا ذکر سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۵۴، سورۂ یونس آیت نمبر ۳، سورۂ فرقان کی آیت نمبر ۵۹ وغیرہ میں تفصیل سے گزر چکا۔ ان آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بعد اللہ تبارک وتعالی عرش اعظم یعنی کرسی پر مستوی ہو گئے لیکن اللہ تعالی کے مستوی ہونے کی کیا کیفیت ہے؟ یہ ہم نہیں جانتے اس لئے کہ اللہ رب العزت جسم وغیرہ سے پاک ہیں لہذا ہمیں بس یہی ایمان رکھنا چاہئے کہ وہ استوا فرمایا ہوا ہے لیکن اسکی کیفیت وہی بہتر جانتا ہے، اس رب کی قدرت مزید یہ ہے کہ جو کچھ اس زمین کی تہہ میں جاتا ہے یعنی بارش، دانا، مردہ، کیڑے مکوڑے ان سب کی اللہ تعالی کو پوری پوری خبر ہے اور جو کچھ اس زمین سے نکلتا ہے، یعنی دھاتیں، کھیتی، اناج وغیرہ ان سے بھی وہ پوری طرح واقف ہے اسی طرح ان آسمانوں سے جو اترتا ہے جیسے کہ پانی، رزق، فرشتے وغیرہ اور جو ان آسمانوں کی جانب جاتا ہے جیسے کہ ملائکہ، بندوں کے اعمال، انکے ارواح وغیرہ ان سب کو بھی وہ خوب جانتا ہے، حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکی جانب رات کے اعمال صبح ہونے سے پہلے لیجائے جاتے ہیں اور دن کے اعمال رات ہونے سے پہلے۔ (مسلم ۱۷۹) تو جب ایسی ایسی خفیہ چیزوں کا بھی اللہ تعالی کو پتہ ہے تو پھر کیا اسے تمہارے اعمال کا پتہ نہیں ہوگا؟ جبکہ وہ تو تمہارے ساتھ ہی ہوتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو، تم دنیا کے کونے کونے میں، آسمان یا زمین کی تہہ تک چلے جاو لیکن اس رب کی پہنچ سے باہر نہیں جاسکتے تم جو بھی اعمال کرو گے وہ ان اعمال سے پوری طرح باخبر ہے اور اسے محفوظ کیا جارہا ہے پھر جب تم یہ دنیا چھوڑ کر اس رب کے پاس حاضر ہو جاؤ گے تو وہ تمہیں ان کئے ہوئے اعمال کا بدلہ دے گا اس لئے کبھی کوئی گناہ نہ کرو چاہے اکیلے رہو یا سب کے ساتھ ہو، اللہ ہم تمام کو گناہوں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

﴿درس نمبر ۲۱۰۷﴾ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے ﴿الحدید ۵-تا-۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؕ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَهٗ اسی کے لیے ہے مُلْكُ بادشاہی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی وَ اور اِلَى اللّٰهِ اللہ ہی کی طرف تُرْجَعُ لوٹائے جاتے ہیں الْاُمُوْرُ تمام امور يُوْلِجُ وہ داخل کرتا ہے الَّيْلَ رات کو فِي النَّهَارِ دن میں وَ اور يُوْلِجُ داخل کرتا ہے النَّهَارَ دن کو فِي الَّيْلِ رات میں وَ اور هُوَ وہ عَلِيْمٌ خوب جانتا ہے بِذَاتِ الصُّدُوْرِ رازسینوں کے اٰمِنُوْا تم ایمان لاؤ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اللہ اور اس کے رسول پر وَ اَنْفِقُوْا اور خرچ کرو مِمَّا اس میں سے کہ جَعَلَكُمْ اس نے بنایا ہے تمہیں مُّسْتَخْلَفِيْنَ جانشین فِيْهِ اس میں فَالَّذِيْنَ پھر وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے مِنْكُمْ تم میں سے وَ اور اَنْفَقُوْا انہوں نے خرچ کیا لَهُمْ ان کے لیے ہے اَجْرٌ اجر كَبِيْرٌ بہت بڑا۔

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اُسی کی ہے، اور تمام معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں ۝ وہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے، اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے، اور وہ سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کو خوب جانتا ہے ۝ اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان رکھو، اور جس (مال) میں اللہ نے تمہیں قائم مقام بنایا ہے، اُس اور میں سے (اللہ کے راستے میں) خرچ کرو۔ چنانچہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں، اور اُنہوں نے (اللہ کے راستے میں) خرچ کیا ہے، اُن کے لئے بڑا اجر ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے۔
۲۔ تمام معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔
۳۔ وہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں۔
۴۔ وہ سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کو خوب جانتا ہے۔
۵۔ اللہ اور اسکے رسول پر ایمان رکھو۔
۶۔ جس مال میں اللہ نے تمہیں قائم مقام بنایا ہے اس میں سے خرچ کرو۔
۷۔ تم میں سے جو ایمان لائے ہیں انہوں نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا ہے۔
۸۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ کے یہاں بڑا اجر ہے۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی کی قدرت بیان کی جارہی ہے کہ آسمانوں اور زمین پر اسی کی بادشاہت ہے یعنی عالَمِ دنیا ہو یا عالَمِ سماوی تمام پر اسی کا حکم چلتا ہے اور ہر دو جگہ اسی کی بادشاہت ہے۔ سورۃ اللیل کی آیت نمبر ۱۳ میں بھی فرمایا گیا وَإِنَّ لَنَا لَلۡاٰخِرَةَ وَالۡاُوۡلٰی کہ دنیا اور آخرت دونوں پر بھی ہمارا ہی قبضہ ہے۔ اور جتنے بھی معاملات ہیں وہ سارے کے سارے اللہ ہی کے پاس لوٹتے ہیں یعنی سارے انسانوں کے اعمال کا کتا بچہ اسی اللہ کے پاس جمع ہوتا ہے اس لئے کہ بادشاہ سب کا وہی ہے اور بادشاہ کے پاس ساری معلومات جمع کی جاتی ہیں پھر اسکے بعد یہی خالق و مالک ان اعمال کے حساب سے انکا فیصلہ کریگا، اور یہ دن و رات جو ایک دوسرے میں ضم ہوتے ہیں کہ جسکی وجہ سے کبھی دن کا حصہ بڑا ہو جاتا ہے تو کبھی رات کا، یہ سب اسی مالک کے اشارے پر انجام پاتے ہیں اور اس مالک کی قدرت کا یہ عالم ہے کہ جو بات بھی تمہارے سینوں میں کھٹکے وہ اسے بھی جان جاتا ہے اگرچہ کہ تم اسے ظاہر نہ کرو، جب ساری کائنات کے معاملات اللہ کے ہی ہاتھ میں ہیں اور وہی سب کا خالق و مالک ہے تو دوسروں کی عبادت کیوں؟ بلکہ یہی اصلی حقدار ہے کہ اسکی عبادت و اطاعت کی جائے، لہذا ان بتوں کو چھوڑ کر اس ایک اللہ پر ایمان لے آؤ جو عظیم قدرت کا مالک ہے اور ساتھ ہی اس نے جن رسولوں کو تمہارے پاس ہدایت کا پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا ہے ان پر بھی ایمان لاؤ اور اقرار کرو کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں اور انکا کہنا مانو اور انکی اطاعت کرو اور جب وہ تمہارے رب کا پیغام تمہیں پہنچائیں کہ اس رب نے تمہیں جو مال و دولت عطا کی ہے اس میں سے کچھ اسی اللہ کی راہ میں غرباء و مساکین، فقراء و محتاجوں میں خرچ کرو تو اس حکم پر عمل کرتے ہوئے اپنے اموال کو خرچ کرو اس لئے کہ یہ مال و دولت تمہاری نہیں ہے بلکہ اس رب کی ہے جس نے تمہیں تمہارے پاس اسے بھیجا ہے، تو اسکا دیا ہوا اسی کی راہ میں خرچ کرنے میں کیوں بخل کرتے ہو؟

بخل وہی کرتا ہے جو اللہ پر کامل یقین نہیں رکھتا کیونکہ جو اللہ پر مکمل ایمان رکھنے والے ہیں وہ اپنے رب کے ایک حکم پر سب کچھ قربان کرنے تیار رہتے ہیں لہذا جب بھی خرچ کرنے کا حکم اللہ نے دیا تو اس پر فوری عمل پیرا ہوئے اور اسکی راہ میں دلی رضا کے ساتھ خرچ کیا، حضرت مطرف اپنے والد عبد اللہ بن شخیر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی رحمت ﷺ کے پاس گئے جبکہ آپ فرمارہے تھے کہ اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ کہ مال جمع کرنے والوں کی ہلاکت ہے، پھر آپ نے فرمایا کہ انسان ہمیشہ میرا مال میرا مال کہتا رہتا ہے حالانکہ اسکے مال کی حیثیت تو یہی ہے کہ جو اس نے کھایا وہ ختم ہو گیا، جو اس نے پہنا وہ پرانا ہو گیا لیکن جو اس نے صدقہ کیا وہ باقی رہ گیا۔ (ترمذی ۲۳۴۲) انکے اس خرچ کرنے پر اللہ بھی انہیں بڑے اجر سے نوازے گا وہ اجر دنیا میں بھی ملے گا اس اعتبار سے کہ انکے رزق، مال و دولت میں برکت ہوگی اور آخرت میں اسے جنت کی نعمتیں اسکے بدلہ عطاء کرے گا، لہذا اس قیمتی سودہ کو کھونے مت دو۔ امام زحیلی علیہ الرحمہ نے اس آیت اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ کے شان نزول سے متعلق فرمایا کہ یہ آیت ایک سخت جنگ یعنی غزوۂ تبوک میں نازل ہوئی۔ (التفسیر المنیر۔ ج ۲۷، ص ۲۹۸)

﴿درس نمبر ۲۱۰۸﴾ رسول تمہیں دعوت دے رہے ہیں کہ تم اللہ پر ایمان لے آؤ ﴿الحدید ۸۔۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ O هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَا کیا ہے لَكُمْ تمہیں لَا تُؤْمِنُوْنَ تم ایمان نہیں لاتے بِاللّٰهِ اللہ پر وَ اور الرَّسُوْلُ رسول يَدْعُوْكُمْ تمہیں بلاتا ہے لِتُؤْمِنُوْا تا کہ تم ایمان لاؤ بِرَبِّكُمْ اپنے رب پر وَ اور قَدْ تحقیق اَخَذَ وہ لے چکا ہے مِيْثَاقَكُمْ پختہ وعدہ تم سے اِنْ اگر كُنْتُمْ تم ہو مُّؤْمِنِيْنَ ایمان لانے والے هُوَ وہ الَّذِيْ وہ ہے جو يُنَزِّلُ نازل کرتا ہے عَلٰى عَبْدِهٖٓ اپنے بندے پر اٰيٰتٍ آیتیں بَيِّنٰتٍ واضح لِّيُخْرِجَكُمْ تا کہ وہ تمہیں نکالے مِّنَ الظُّلُمٰتِ اندھیروں سے اِلَى النُّوْرِ اجالے کی طرف وَ اور اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ بِكُمْ تم پر لَرَءُوْفٌ البتہ نہایت شفیق رَّحِيْمٌ خوب رحم کرنے والا ہے۔

ترجمہ:۔ اور تمہارے لئے کونسی وجہ ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہ رکھو، حالانکہ رسول تمہیں دعوت دے رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان رکھو، اور وہ تم سے عہد لے چکے ہیں، اگر تم واقعی مؤمن ہو O اللہ وہی تو ہے جو اپنے بندے پر کھلی کھلی آیتیں نازل فرماتا ہے، تا کہ تمہیں اندھیریوں سے نکال کر روشنی میں لائے۔ اور یقین جانو اللہ تم پر بہت شفیق، بہت مہربان ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تمہارے پاس کونسی وجہ ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہ رکھو؟۔

۲۔ حالانکہ رسول تمہیں دعوت دے رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان رکھو۔

۳۔ وہ تم سے عہد لے چکے ہیں اگر تم واقعی مؤمن ہو۔

۴۔ اللہ وہی تو ہے جو اپنے بندوں پر کھلی کھلی آیتیں نازل فرماتا ہے تا کہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔

۵۔ یقین جانو اللہ تم پر بہت شفیق، بہت مہربان ہے۔

ان آیتوں میں مشرکین سے خطاب کیا جارہا ہے کہ تم نے اللہ تعالی پر ایمان لانے کی وجوہات تو جان لیں کہ کیوں اس رب پر ایمان لانا چاہیئے؟ لیکن اسکے باوجود بھی تم لوگ ایمان نہیں لاتے آخر اسکی وجہ کیا ہے؟ تمہارے

پاس ایمان نہ لانے کی ایسی کونسی دلیل ہے کہ جو ان تمام دلائل کو رد کرتی ہو؟ یقیناً تمہارے پاس ایسی کوئی دلیل نہیں ہے تم بس اپنی خواہشات اور مرضیات کے پیچھے بھاگ رہے ہو جبکہ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا اس لئے کہ یہ رسول برابر تمہیں اس رب کی عبادت کی دعوت دیتے رہے، اور اسکی طرف بلاتے رہے، شرک وکفر سے تمہیں روکتے رہے، اچھائیوں کا حکم دیتے اور برائیوں سے منع فرماتے رہے اور اس لئے بھی کہ جب تم صلب آدم میں تھے تب ہی اللہ تعالی نے تم سے عہد لے لیا تھا کہ تم اسی کی عبادت کرو، بت پرستی، شرک وکفر سے بچو، تم نے وہاں تو اس بات کا عہد کیا لیکن جب دنیا میں آئے تو اس عہد کو فراموش کر ڈالا، اگر تم پکے مومن بننا چاہتے ہو تو اپنے اس عہد کو پورا کرو اور اسی رب کی عبادت کرو اور یہ پیغمبر جو تمہیں کہتے ہیں اس پر عمل کرو، حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک سب سے بہتر مومن کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا انبیاء، آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کیوں نہ ایمان لاتے جبکہ وحی خود ان پر نازل ہوتی ہے، پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ ہم، اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کیوں نہ ایمان لاتے جبکہ میں خود تمہارے درمیان موجود ہوں؟، اسکے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مخلوق میں مجھے وہ مومن لوگ سب سے زیادہ پسند ہیں جو میرے بعد آئیں گے تو وہ اپنے سامنے قرآن پائیں گے لہذا جو کچھ اس میں لکھا ہوگا وہ ان سب پر ایمان لائیں گے۔ (مشکوۃ۔ ۶۲۸۸) اسی قرآن کے بارے میں اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اسی اللہ نے جس نے ان آسمانوں، زمین، رات، دن، چاند اور سورج سب کچھ پیدا کیا وہی اپنی واضح واضح آیتیں اپنے بندے یعنی پیغمبر پر نازل فرماتا ہے تاکہ وہ ان آیتوں کی روشنی سے تمہیں ضلالت سے نکال لے آئے۔

﴿درس نمبر ۲۱۰۹﴾ کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے؟ ﴿الحدید ۱۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَا کیا ہے لَكُمْ تمہیں اَلَّا تُنْفِقُوْا کہ تم نہ خرچ کرو فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ میں وَ جبکہ لِلّٰهِ اللہ ہی کے لیے ہے مِيْرَاثُ میراث السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی لَا يَسْتَوِيْ برابر نہیں مِنْكُمْ تم میں سے مَّنْ وہ جس نے اَنْفَقَ خرچ کیا مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ فتح سے پہلے وَ اور قٰتَلَ لڑائی کی اُولٰٓئِكَ یہ لوگ اَعْظَمُ زیادہ عظیم ہیں دَرَجَةً درجے میں مِّنَ الَّذِيْنَ ان لوگوں سے جنہوں نے اَنْفَقُوْا خرچ

کیا مِنْ بَعْدُ اس کے بعد وَ اور قٰتَلُوْا لڑائی کی وَ اور كُلًّا ہرایک سے وَّعَدَ وعدہ کیا ہے اللّٰهُ اللہ نے الْحُسْنٰى نیک جزا کا وَ اور اللّٰهُ اللہ بِمَا ساتھ اس کے جو تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے ہو خَبِيْرٌ خوب خبردار ہے۔

ترجمہ:۔اور تمہارے لئے کونسی وجہ ہے کہ تم اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرو، حالانکہ آسمانوں اور زمین کی ساری میراث اللہ ہی کے لئے ہے۔تم میں سے جنہوں نے (مکہ کی) فتح سے پہلے خرچ کیا، اور لڑائی لڑی، وہ (بعد والوں کے) برابر نہیں ہیں۔ وہ درجے میں اُن لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں جنہوں نے (فتح مکہ) کے بعد خرچ کیا، اور لڑائی لڑی۔ یوں اللہ نے بھلائی کا وعدہ ان سب سے کر رکھا ہے، اور تم جو کچھ کرتے ہو، اللہ اُس سے پوری طرح باخبر ہے۔

تشریح:۔اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔تمہارے لئے کونسی وجہ ہے کہ تم اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمان وزمین کی ساری میراث اللہ ہی کی ہے۔

۲۔تم میں سے جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی لڑی وہ بعد والوں کے برابر نہیں۔

۳۔وہ درجے میں ان لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور لڑائی لڑی۔

۴۔یوں اللہ نے بھلائی کا وعدہ ان سب سے کر رکھا ہے۔

۵۔تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

جو مال ہم نے تمہیں دیا ہے تم اس مال کو ہمارے راستے میں خرچ کیوں نہیں کرتے؟ جب ہم نے تمہیں مال دیا ہے تو کیا جب تم ہمارے حکم کو برضا ورغبت مان لوگے تو کیا ہم اس مال سے بڑھ کر مال عطا نہیں کرسکتے؟ حالانکہ تمہیں پتہ ہے کہ زمین وآسمان میں جو بھی ہے وہ سب ہمارا ہے اور سارا رزق لوگوں میں ہم ہی تقسیم کرتے ہیں لہذا ہمارے حکم پر عمل کرنے میں فقر ومحتاجی کا خوف مت کرو، وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ، وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ جو کچھ تم اسکی راہ میں خرچ کرتے ہو وہ اس کے بدلے دوسری چیزیں عطا کرتا ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ اگر ہم تمہیں محتاج کرنا ہی چاہیں تو تم کتنا بھی مال جمع کرکے رکھ لو ہم ایک لمحہ میں اسے برباد کرکے تمہیں محتاج بنا سکتے ہیں اس لئے دل کی رضامندی سے خرچ کرو اور ہاں! جو کچھ بھی تم ہمارے راستے میں خرچ کرتے ہو وہ ہمارے پاس تمہیں کئی گنا بڑھا ہوا ملے گا کہ جب تم اس دنیا کو چھوڑ کر ہمارے پاس آوگے تو تمہیں وہ خرچ کیا ہوا مال نیکیوں کی شکل میں دیا جائے گا، یہ دنیا کا مال تو کسی بھی طرح ختم ہو جائے گا لیکن جو تم آخرت کے لئے جمع کروگے وہ کبھی ختم ہونے والا نہیں، مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ، وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے ہی والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔(النحل ۹۶) جن لوگوں نے اللہ کے حکم پر عمل کرتے

ہوئے خرچ کیا انکی دو قسمیں تھیں ایک تو ان صحابہ کی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا جبکہ وہ بہت کٹھن زمانہ تھا اوراس زمانہ میں خرچ کرنا یقیناً زیادہ فضیلت والا تھا بمقابل اس زمانہ کے جو فتح مکہ کے بعد کا تھا اس لئے کہ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں میں فراوانی بہت تھی اس لئے اس وقت خرچ کرنا اتنا دشوار نہیں تھا اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جن لوگوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ کیا، اور اسکے راستہ میں اپنی جان بھی لگادی تو ایسے لوگوں کا درجہ ان لوگوں سے بہت اونچا ہے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا، یہاں پر فرق صرف درجہ کا ہے ورنہ ثواب تو دونوں جماعتوں کو ملیگا، جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے اپنی جان اور مال لگایا انہیں بھی اور جنہوں نے فتح مکہ کے بعد جان و مال خرچ کیا انہیں بھی۔ اس لئے کہ اللہ تعالی نے ہر ایک سے بھلائی یعنی ثواب کا وعدہ کررکھا ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے صحابہ کو برابھلا مت کہو اس لئے کہ اگر تم احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرلو تو تم ان صحابہ کے مد (مٹھی بھر) اور آدھے کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ (بخاری ۳۶۷۳). اور اللہ تو ہر ان اعمال کو جانتا ہے جو تم کرتے ہو تو جس کے عمل میں جتنا اخلاص ہوگا وہ درجہ میں اتنا ہی اونچا ہوگا اللہ ہم تمام کو اسکی راہ میں کھلے دل سے خرچ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

﴿درس نمبر ۲۱۱۰﴾ کون ہے جو اللہ تعالی کو قرض دے؟ ﴿الحدید ۱۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ مَنْ کون ہے ذَا وہ الَّذِيْ جو يُقْرِضُ اللّٰهَ قرض دے اللہ کو قَرْضًا حَسَنًا قرضِ حسنہ فَيُضٰعِفَهٗ پھر وہ بڑھادے اسے لَهٗ اس کے لیے وَ اور لَهٗٓ اس کے لیے اَجْرٌ كَرِيْمٌ عمدہ اجر ہے۔

ترجمہ: ۔ کون ہے جو اللہ کو قرض دے؟ اچھا قرض! جس کے نتیجے میں اللہ اُسے دینے والے کے لئے کئی گنا بڑھادے؟ اور ایسے شخص کو بڑا باعزت اَجر ملے گا۔

تشریح: ۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کون ہے جو اللہ کو قرض دے؟ اچھا قرض۔

۲۔ جس کے نتیجہ میں اللہ اسے دینے والے کے لئے کئی گنا بڑھا کردے۔

۳۔ ایسے شخص کو بڑا باعزت اجر ملے گا۔

خرچ کرنے کا حکم دینے اور اس کی ترغیب دینے کے بعد اللہ تعالی خرچ کرنے کا جو فائدہ اور ثمرہ بیان فرما رہے ہیں کہ کون ہے جو اللہ کو قرض دے؟ اچھا قرض یعنی اسکی راہ میں، اسکے حکم پر خرچ کرنا گویا کہ اللہ تعالی کو قرض

دینے کے مترادف ہے اور قرض ایک ایسی چیز ہے جسکا لوٹانا ضروری ہوتا ہے تو اب جسے قرض دیا جا رہا ہے وہ تو بڑا ہی مہربان اور وعدہ کا پکا ہے وہ اس قرض کو پورا پورا ادا کرے گا، بلکہ اس دیئے ہوئے قرض سے اور زیادہ اپنی طرف سے وہ عطا کرے گا، تو اس سے بہتر سودا اور کیا ہوسکتا ہے کہ جسے دیئے ہوئے قرض سے زیادہ مل جائے آج انسان دنیا میں اسی فکر میں رہتا ہے کہ اسکا مال کس طرح دوگنا ہوگا؟ اور ایسی کونسی جگہ ہے جہاں پر وہ اپنا لگائے گا تو اسے منافع میں اس لگائے ہوئے مال سے بڑھ کر آئے گا اور وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ کون زیادہ منافع دے گا تو جہاں اسے زیادہ ملنے کی امید ہوتی ہے وہ اپنا مال وہیں انوسٹ کرتا ہے، تو اللہ سے زیادہ عطا کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے اور اس سے بڑھ کر کون وعدہ کا سچا ہوسکتا ہے لہذا بلا جھجک آنکھیں بند کر کے خرچ کر دو، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا نازل ہوئی تو حضرت ابو دحداح انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالی واقعی ہم سے قرض چاہتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں! اے ابو دحداح، پھر ابو دحداح نے فرمایا کہ اے نبی! آپ اپنا ہاتھ دیجئے، جب آپ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ انکے ہاتھ میں دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنا ایک باغ اللہ کو قرض دیتا ہوں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انکے اس باغ میں چھ سو کھجور کے درخت تھے جس میں ام دحداح اور انکی اولاد بھی شریک تھیں، پھر وہ اپنے گھر گئے اور اپنی اہلیہ ام دحداح سے فرمایا کہ اے ام دحداح میں نے اپنا وہ باغ اللہ کو قرض دیا ہے، (شعب الایمان ۳۱۷۸) اور صحیح ابن حبان میں یہ بھی اضافہ ہے کہ ام دحداح رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پھر تو یہ منافع والا سودا ہے۔ آگے فرمایا کہ ایک تو اس قرض کا دس گنا تک انہیں ملے گا اسکے ساتھ ساتھ انکے اس خرچ کرنے پر باعزت اجر بھی دیا جائے گا اور وہ جنت کی شکل میں ہوگا۔

﴿درس نمبر ۲۱۱۱﴾ جس دن مومنوں کا نور سامنے، دائیں اور بائیں دوڑ رہا ہوگا ﴿الحد ۱۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَوْمَ اس دن تَرَى آپ دیکھیں گے الْمُؤْمِنِيْنَ ایمان والوں کو وَ اور الْمُؤْمِنٰتِ ایمان والیوں کو يَسْعٰى دوڑتا ہوگا نُوْرُهُمْ ان کا نور بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ان کے آگے وَ اور بِاَيْمَانِهِمْ ان کے دائیں بُشْرٰىكُمُ خوش خبری ہے تمہیں الْيَوْمَ آج جَنّٰتٌ ایسے باغات کی تَجْرِيْ چلتی ہیں مِنْ تَحْتِهَا ان کے نیچے الْاَنْهٰرُ نہریں خٰلِدِيْنَ وہ ہمیشہ رہیں گے فِيْهَا ان میں ذٰلِكَ یہی ہے هُوَ وہ الْفَوْزُ کامیابی الْعَظِيْمُ بہت بڑی۔

ترجمہ:۔اُس دن جب تم مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو دیکھو گے کہ اُن کا نور اُن کے سامنے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا، (اور اُن سے کہا جائے گا کہ) ''آج تمہیں خوش خبری ہے اُن باغات کی جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں تم ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔ یہی ہے جو بڑی زبردست کامیابی ہے۔

تشریح:۔اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اس دن جب تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ انکا نور انکے سامنے، دائیں بائیں دوڑ رہا ہوگا

۲۔ان سے کہا جائے گا کہ آج تمہیں خوشخبری ہے ان باغات کی جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

۳۔یہی ہے جو بڑی زبردست کامیابی ہے۔ ٤. جن باغات میں تم ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔

پچھلی آیت میں کہا گیا کہ اللہ تعالی انکے اس خرچ کرنے پر اجر عظیم سے نوازے گا، اس آیت میں اجر عظیم بیان کیا جارہا ہے کہ قیامت کے دن جب سب کو جمع کیا جائے گا تو ان میں سے ایمان والا ہوگا خواہ مرد ہو یا عورت جس نے بھی اللہ پر ایمان لایا ہوگا، اللہ کی اور اسکے رسول کی تصدیق کی ہوگی اور انکی اطاعت کی ہوگی ایسے لوگوں کے آگے پیچھے اور ادھر اُدھر ہر جگہ نور ہی نور ہوگا، انہیں اس وقت جبکہ ساری مخلوق پریشانی کے عالم میں ہوگی، کسی بھی پریشانی کا سامنا کرنا نہیں پڑے گا اور یہ نور جو انہیں دیا جائے گا وہ انکے اعمال کے حساب سے ہوگا، کسی کا نور دور دور تک پھیلے گا تو کسی کا بس اپنے قدموں تک ہی محدود رہے گا، جسکے جیسے اعمال ہوں گے نور بھی اسی قدر ہوگا، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومنین میں سے چندوہ ہوں گے جنکا نور مدینہ سے لے کر عدن تک بالکل واضح ہوگا اور بعض کا صنعاء تک، اور پھر بعض کا اس سے کم ایسے ہی ہوتا جائے گا حتی کہ ایک مومن ایسا ہوگا کہ جسکا نور اسکے دونوں قدموں تک محدود ہوگا۔ (التفسیر المنیر۔ج، ۲۷۔ ص، ۳۰۳) علماء نے فرمایا کہ یہ نور انکے ساتھ اس وقت ہوگا جبکہ وہ پل صراط کو پار کر رہے ہوں گے تو جب وہ اس حالت سے گزر جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ خوشخبری ہو اب تمہیں جنت میں جانا ہے، وہ جنت ایسی ہے کہ اس میں نہریں ہوں گی جو نیچے سے بہہ رہی ہوں گی، اب یہی تمہارا ٹھکانہ ہے کہ تم یہاں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے، کوئی تمہیں یہاں سے کبھی نہیں نکالے گا، یہ اللہ تعالی نے تمہیں تمہارے ان اعمال کے بدلہ میں دیا ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے، یقینا اللہ تمہارے اعمال کو سراہتا ہے اور وہ تمہاری کسی بھی نیکی کو ضائع نہیں کرے گا، اس کا پورا پورا اجر تمہیں یہاں ملے گا إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ یقینا اللہ نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ (التوبہ ۱۲۰) جو اس جنت میں آ گیا وہی اصل کامیاب ہے اس لئے کہ یہاں پر انہیں آرام وراحت کا سامان میسر ہوگا اور ہر طرح کی تکلیف وعذاب سے بچا رہے گا، فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ کہ جسے آگ کے عذاب سے بچا لیا گیا اور جنت میں بھیج دیا گیا وہی کامیاب ہوگیا، (آل عمران ۱۸۵)۔ یہ تو مومنین تھے جنہیں یہ اجر ونعمت عطاء کی جائے گی اور جو مومن نہیں ہوں گے انکے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ اگلی آیت میں بیان کیا جائے گا۔

﴿درس نمبر ۲۱۱۲﴾ **تمہارے نور سے ہم بھی کچھ روشنی حاصل کریں** ﴿الحدید ۱۳-۱۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ○ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَنّٰى کیونکر ہوگی لَهُمُ ان کے لیے الذِّكْرٰى نصیحت وَ جبکہ قَدْ تحقیق جَآءَهُمْ آچکا ان کے پاس رَسُوْلٌ ایک رسول مُّبِيْنٌ بیان کرنے والا ثُمَّ پھر تَوَلَّوْا انہوں نے منہ موڑ لیا عَنْهُ اس سے وَ اور قَالُوْا کہا مُعَلَّمٌ وہ سکھایا ہوا ہے مَّجْنُوْنٌ دیوانہ ہے۔

ترجمہ:۔ ان کو نصیحت کہاں ہوتی ہے؟ حالانکہ ان کے پاس ایسا پیغمبر آیا ہے جس نے حقیقت کھول کر رکھ دی ہے ○ پھر بھی یہ لوگ اُس سے منہ موڑے رہے اور کہنے لگے کہ: ''یہ سکھایا پڑھایا ہوا ہے، دیوانہ ہے۔''

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس دن جب منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے۔

۲۔ ذرا ہمارا انتظار کرلو کہ تمہارے نور سے ہم بھی کچھ روشنی حاصل کرلیں۔

۳۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ، پھر نور تلاش کرنا۔

۴۔ انکے درمیان ایک دیوار حائل کردی جائے گی جسکا ایک دروازہ ہوگا۔

۵۔ اس دروازہ کے اندر کی جانب رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا۔

۶۔ وہ مومنوں کو پکار کر کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟

۷۔ مومن کہیں گے کہ ہاں! تھے تو سہی لیکن تم نے خود اپنے آپ کو فتنہ میں ڈال لیا۔

۸۔ مسلمانوں پر مصائب آنے کے انتظار میں رہے اور شک میں پڑے رہے۔

۹۔ جھوٹی آرزوؤں نے تمہیں دھوکہ میں ڈال رکھا تھا۔

جب قیامت کے دن ہر مومن نور میں ہوگا کہ اسکے دائیں اور بائیں آگے اور پیچھے ہر طرف نور ہی نور ہوگا تو اس دن منافقین و کفار تاریکی اور ظلمت میں ہوں گے کہ انہیں اپنے پیر تک نظر نہیں آرہے ہوں گے اور سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے اس وقت یہ ان مومنین سے کہیں گے کہ تم لوگ ذرا ہمارے لئے رکو، ہم بھی کم از کم تمہارے نور کی روشنی حاصل کرلیں اور ہمیں کچھ راحت مل جائے، چونکہ یہ لوگ دنیا میں مسلمانوں کا مذاق اُڑایا کرتے تھے اور انکے ایمان لانے پر ہنسی کیا کرتے تھے تو آج کے دن انہیں اور تکلیف دینے کے لئے ان سے بھی مذاق کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہاں تمہیں کوئی نور نہیں ملے گا، جاؤ وہیں جہاں سے ہم نے یہ نور حاصل کیا ہے، یعنی ایسا ممکن تو ہوگا نہیں

کہ انہیں دنیا میں دوبارہ بھیجا جائے لیکن صرف انکو اس نور کے کھونے پر اور زیادہ تکلیف ہو اس لئے ان سے ایسے الفاظ کہے جائیں گے، بالآخر ان مومنین ومنافقین اور کفار کے بیچ ایک دیوار بنادی جائے گی تاکہ یہ مومنین کو تنگ نہ کر پائیں اور انکا نور ان تک پہنچ نہ پائے تو چنانچہ اس دیوار کو ایک دروازہ بھی ہوگا جسکے متعلق کعب احبار رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ بابِ رحمت ہوگا جو کہ بیت المقدس میں ہے، (تفسیر قرطبی۔ج،۱۷۔ص،۲۴۶) اور ہوسکتا ہے کہ یہ دروازہ وہاں اس لئے ہو کہ ایک مومن اپنے گناہوں کی سزا وہاں کاٹ کر جب جنت میں آتا ہے تو اسی دروازہ سے آتا ہوگا، یا پھر اس دروازہ سے جنّتی جہنم کے عذاب کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کریں گے کہ انہیں اس عذاب سے بچالیا گیا اور جہنمی لوگ ان نعمتوں کو دیکھ کر اور زیادہ دکھ محسوس کریں گے جو نعمتیں جنتیوں کو دی جائیں گی واللہ اعلم۔

الغرض آگے فرمایا گیا کہ اس دروازہ کی اندرونی جانب رحمت ہوگی اور بیرونی جانب عذاب یعنی اس پار جنت ہوگی اور اس پار جہنم اور وہ دیوار جو ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کررہی ہوگی اسکے بارے میں سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۴۶ میں بھی کہا گیا وَ بَیْنَہُمَا حِجَابٌ کہ ان دونوں یعنی جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہوگا۔ جو مومن ہوں گے وہ اس پار رحمت اور نعمتوں میں ہوں گے اور جو منافق وکافر ہوں گے وہ اس پار عذاب اور تکلیف میں رہیں گے، جب ان منافقوں کو اس عذاب میں ڈالدیا جائے گا تب بھی وہ لوگ مومنوں کو آوازیں دے دے کر کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ دنیا میں نہیں رہا کرتے تھے کہ تمہارے ساتھ نماز ادا کرتے تھے، تمہارے ساتھ جنگ لڑا کرتے تھے، روزے بھی رہا کرتے تھے حتی کہ تمہارے ساتھ ہمارے نکاح ومیراث کا معاملہ تک بھی تھا تو آج تم ہمیں ایسے بھول چکے ہو جیسے تم ہمیں جانتے ہی نہیں؟ چونکہ منافقین دل سے ایمان نہیں لائے تھے وہ تو بس دنیا کی تکلیف سے اور تاوان وغیرہ سے چھٹکارا پانے کے لئے ایمان والوں کی طرح اعمال کیا کرتے تھے لیکن انکے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان نہیں تھا اس لئے انہیں جہنم میں پھینکا جائے گا اور اگر کوئی ایمان کے بغیر جتنے بھی نیک اعمال کرلے اسکا اسے کچھ فائدہ نہیں ہوگا، تو جب یہ منافق ندا لگا کر ان ایمان والوں سے کہیں گے تو وہ ایمان والے انہیں جواب دیں گے کہ ہاں! یہ بات تو درست ہے کہ تم ہمارے ساتھ دنیا میں رہا کرتے تھے اور دیگر عبادتیں بھی ریاکاری کے طور پر کیا کرتے تھے لیکن تمہارا دل ایمان سے خالی تھا اور تم نے اپنے اندر نفاق کو چھپایا ہوا تھا، اس طرح تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں ڈال لیا اور تم ہمیشہ اس فکر میں رہتے تھے کہ مسلمانوں پر کوئی مصیبت آئے اور وہ ہر طرف سے مغلوب ہوجائیں، مگر ایسا ہوا نہیں، تم ہمیشہ ان باتوں سے متعلق شک میں پڑے رہتے تھے جو اللہ تعالی اپنے نبی کی زبانی فرمایا کرتا تھا اور تم مسلمانوں میں بھی اس بات کو داخل کرنا چاہتے تھے تو جتنی بھی تمہاری مسلمانوں کے خلاف آرزوئیں تھیں اور جو کچھ تم سونچا کرتے تھے وہ سب بیکار گئے، تمہارا یہ سوچنا اور انکی تباہی کی تمنائیں رکھنا رائیگاں گیا اور آخر کار موت نے تمہیں اپنے شکنجے میں جکڑ لیا اور جس شیطان کی باتوں میں آ کر تم

نے اسلام سے دوری اختیار کی تھی اور جس نے تمہیں آخرت سے غافل کر کے دنیا میں مشغول کر رکھا تھا اور تم سے کہا کرتا تھا کہ اخروی زندگی کا کوئی تصور نہیں ہے بس تم اسی زندگی سے فائدہ حاصل کرو اس نے تمہیں دھوکہ دے دیا اور تم اس کی جال میں پھنسے رہے جسکی سزا آج تمہیں یہاں دی جا رہی ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۱۳﴾ آج کافروں سے کوئی فدیہ نہیں لیا جائے گا ﴿الحدید ۱۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَالْيَوْمَ لہٰذا آج لَا يُؤْخَذُ لیا نہ جائے گا مِنْكُمْ تم سے فِدْيَةٌ کوئی فدیہ وَّ اور لَا مِنَ الَّذِيْنَ نہ ان لوگوں سے جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا مَاْوٰىكُمُ تمہارا ٹھکانا النَّارُ آگ ہے هِيَ یہی مَوْلٰىكُمْ تمہارے زیادہ لائق ہے وَ اور بِئْسَ بری ہے الْمَصِيْرُ لوٹ جانے کی جگہ۔

ترجمہ:۔ چنانچہ آج نہ تم سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ اُن لوگوں سے جنہوں نے (کھلے بندوں) کفر اختیار کیا تھا۔ تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے، وہی تمہاری رکھوالی ہے، اور یہ بہت بُرا انجام ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ آج تم لوگوں سے بھی کوئی فدیہ نہیں لیا جائے گا جنہوں نے کفر کیا۔

۲۔ چنانچہ اب تم سے کوئی فدیہ نہیں لیا جائے گا۔ ۳۔ یہ بہت برا انجام ہے۔

۴۔ تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہی تمہاری رکھوالی ہے۔

جب منافقین اپنی دوستی اور رشتہ داری کا واسطہ دیکر اپنے آپ کو اس عذاب سے بچانے میں ناکام ہو جائیں گے اور ہر طرف سے انہیں نفی میں جواب ملے گا تو آخر کار وہ کچھ فدیہ دیکر اس جہنم سے چھٹکارا پانا چاہیں گے جس طرح دنیا میں ہوتا تھا، چنانچہ ان سے کہا جا رہا ہے کہ یہاں نہ مال و دولت کام آئے گی اور نہ ہی بادشاہت اور سلطنت، اگر کوئی چیز کام آئے گی تو وہ ہیں نیک اعمال، اگر تم فدیہ میں ساری دنیا دے کر اس عذاب سے بچنا چاہو تو نہیں بچ سکو گے إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ (المائدہ۔ ۳۶) جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ یقیناً وہ سب کچھ جو انکے پاس دنیا میں تھا اور اسی کے برابر اور بھی فدیہ قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے دینا چاہیں گے، ان سے یہ فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ (المائدہ۔ ۳۶) تم سے آج کوئی فدیہ نہیں لیا جائے گا اور نہ ہی ان کفر کرنے والوں سے، سورۂ معارج

کی آیت نمبر ۱۱۔ ۱۴ تک فرمایا گیا يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ مجرم یہ چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے بیٹے کو فدیہ میں دیدے، اپنی بیوی اور بھائی کو بھی، اپنے اس خاندان کو بھی جو اسے پناہ دیتا تھا، حتی کہ زمین کے سارے باشندوں کو فدیہ میں دیکر اپنے آپ کو بچالے، مگر ان سے کچھ بھی قبول نہیں کیا جائے گا اور جہنم میں پھینک دیا جائے گا پھر کہا جائے گا کہ اب تمہیں ہمیشہ ہمیشہ اسی عذاب میں رہنا ہے اور یہ عذاب ہی تمہارے لئے لائق ہے ان اعمال کے سبب جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے اور سب سے برا ٹھکانہ اگر کوئی ہے تو وہ یہی جہنم ہے کہ یہاں جو عذاب اور سزائیں دی جائیں گی اسکا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا، لہذا اب تم سب اسی عذاب میں رہو، یہ آیت ہماری اصلاح کے لئے کافی ہے کہ ہم اپنی ساری عمر اسی دولت کے کمانے میں، اپنی بیوی اور اولاد کو خوش کرنے کے لئے اپنے رب کی رضا کا خیال کئے بغیر لگے رہتے ہیں، لیکن کل قیامت میں یہ سب اسکے کچھ کام نہیں آئے گا، نہ یہ دولت وثروت اور نہ یہ بیوی اولاد وقبیلہ۔ بس کام آئے گا تو اپنے اچھے اعمال، تو جو چیز ہمارے کچھ فائدہ کی نہیں ہے اسے حاصل کرنے میں ہم اپنی ساری زندگی کیوں برباد کریں؟

اس آیت سے ابو منصور ماتریدی علیہ الرحمہ نے معتزلہ فرقہ کے عقیدہ کی تردید کی ہے کہ انکا ماننا ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے والا بھی ہمیشہ دوزخ میں رہیگا، جبکہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے منافق اور کفار ہیں جنکے بارے میں اس آیت میں فرمایا گیا اور کبیرہ گناہ کرنے والے نہ کافر ہیں اور نہ منافق بلکہ مومن ہی ہیں تو یہ اپنے گناہوں کی سزا جہنم میں کاٹنے کے بعد دوبارہ جنت میں داخل ہوں گے جبکہ منافق اور کفار ہمیشہ اپنے اعمال کی سزا جہنم میں بھگتتے رہیں گے انہیں اس سے چھٹکارہ کبھی نہیں ملے گا، لیکن کبیرہ گناہوں کے کرنے والے جو اپنی سزا جہنم میں کاٹیں گے وہ بھی بہت سخت اور دردناک سزا ہوگی اور کتنی مدت کے لئے وہ جہنم میں سزا کاٹیں گے اسکا علم بھی اللہ تعالی ہی کو ہے لہذا ہم جس طرح کفر و شرک اور نفاق سے بچتے ہیں ہمیں ہر طرح کے گناہوں سے بھی بچنا چاہئے اللہ ہمیں توفیق عمل نصیب فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۲۱۱۴﴾ کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا؟ ﴿الحدید ۱۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ أَلَمْ يَأْنِ کیا وقت نہیں آیا لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے جو اٰمَنُوْٓا ایمان لائے اَنْ تَخْشَعَ

کہ جھک جائیں قُلُوْبُهُمْ ان کے دل لِذِكْرِ اللّٰهِ ذکر الٰہی کے لیے وَ اور مَا جو نَزَلَ نازل ہوا مِنَ الْحَقِّ حق سے وَ اور لَا يَكُوْنُوْا نہ ہوں وہ كَالَّذِيْنَ مانند ان لوگوں کے جو اُوْتُوا دیئے گئے الْكِتٰبَ کتاب مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے فَطَالَ پھر لمبی ہوگئی عَلَيْهِمُ ان پر الْاَمَدُ مدت فَقَسَتْ تو سخت ہو گئے قُلُوْبُهُمْ ان کے دل وَ اور كَثِيْرٌ بہت سے مِّنْهُمْ ان میں سے فٰسِقُوْنَ فاسق ہیں۔

ترجمہ:۔ جولوگ ایمان لے آئے ہیں، کیا ان کے لیے اب بھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لیے اور جو حق اترا ہے اس کے لیے پسیج جائیں؟ اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ بنیں جن کو پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر ان پر ایک لمبی مدت گزر گئی، اور ان کے دل سخت ہو گئے، اور (آج) ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ انکے دل اللہ کے ذکر کے لئے اور جو حق اترا ہے اسکے لئے سہم جائیں؟۔

۲۔ وہ ان لوگوں کی طرح نہ بنیں جنہیں کتاب دی گئی تھی۔

۳۔ پھر ان پر ایک لمبی مدت گزر گئی اور انکے دل سخت ہو گئے۔

۴۔ آج ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔

مومن ومنافق اور کفار کا حال اور انجام بتانے کے بعد اب مومنوں کو چند نصیحتیں کی جارہی ہیں کہ وہ دنیا میں کس طرح رہیں اور یہاں زندگی کیسے گذاریں؟ چنانچہ فرمایا کہ کیا ابھی ایمان والوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ انکے دل اللہ کے ذکر کے لئے اور اس حق کے لئے جو اترا ہے سہم جائیں؟ یعنی انسان کی زندگی ہمیشہ خوف وخشیت کے ماحول میں ہونی چاہیے، لہو ولعب سے پاک ہونی چاہیے صرف ہنسی مذاق میں نہیں گزرنی چاہیئے، ہمیشہ اس پر اللہ کی خشیت اور آخرت کی فکر غالب رہنی چاہیئے اس لئے کہ انسان دنیا میں جب کھو جاتا ہے تو اس سے آخرت کی فکر جاتی رہتی ہے اس طرح دھیرے دھیرے دنیا کی رونق میں ڈوب کر وہ آخرت کو بھول جاتا ہے پھر اسے توبہ کی بھی فرصت نصیب نہیں ہوتی جیسا کہ پچھلی قوموں نے کیا کہ دھیرے دھیرے وہ ان نازل کردہ کتابوں کے احکامات سے دور ہوتے چلے گئے اور ایک وقت ایسا آیا کہ انکے دل سخت ہو گئے اور انہوں نے اپنی کتابوں کو بھی پس پشت ڈالدیا اور گمراہ ہو گئے، اس لئے تم لوگ اے مومنو! پہلے سے ہی اس بات کا خیال رکھو کہ اپنے دل سے اللہ کا خوف اور اپنی زبان سے اللہ کے ذکر کو جانے نہ دو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اسکے دل پر ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے اور اگر وہ توبہ کرتا ہے اور اس گناہ سے استغفار کرتا ہے تو پھر اسکا دل صاف ہو جاتا ہے ورنہ جیسے جیسے گناہ بڑھتا جاتا ہے ویسے ویسے وہ سیاہ دھبہ بھی

بڑھتا جاتا ہے حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اسکا دل پوری طرح سیاہ ہوجاتا ہے اور یہ وہی زنگ ہے جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ انکے دلوں پر زنگ پڑا ہوا ہے ان اعمال کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ ۴۲۴۴) اس آیت کے شان نزول سے متعلق مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہنسی مذاق زیادہ ہونے لگا تھا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳۵۷۱۵) مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے انکے زہد کی ابتدا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ ہمارے ایک باغ میں تھا اور وہ وقت پھلوں کے پکنے کا تھا تو دن بھر کھاتے پیتے رہے اور جب رات ہوگئی تو ہم سب سو گئے لیکن چونکہ مجھے بانسری بجانے کا شوق تھا تو میں رات میں اٹھا اور بجانے لگا اور دھن بجانے لگا، میری اس دھن پر پرندے میرے سر پر چہچہانا چاہ رہے تھے اور وہ بانسری جو میرے ہاتھ میں تھی وہی گنگنا رہی تھی جو میں چاہ رہا تھا لیکن اچانک اس نے انسانوں کی طرح کہنے لگی أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ تو پھر میں نے کہا کہ یقیناً اللہ کی قسم! وہ وقت آ گیا، پھر میں نے اس بانسری کو توڑ دیا اور اپنے ارد گرد جو لوگ تھے انہیں بھیج دیا یہیں سے میرے زہد اور مستعدی کی شروعات ہوئی۔ (تفسیر قرطبی۔ج،۱۷۔ص،۲۵۱) اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سنجیدگی اور زہد عطا فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۱۱۵﴾ ہم نے تمہارے لئے واضح نشانیاں پیش کردی ہیں ﴿الحدید ۱۷۔۱۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِعْلَمُوْٓا تم جان لو اَنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ يُحْيِ زندہ کرتا ہے الْاَرْضَ زمین کو بَعْدَ بعد مَوْتِهَا اس کی موت کے قَدْ تحقیق بَيَّنَّا ہم نے بیان کیں لَكُمُ تمہارے لیے الْاٰيٰتِ آیتیں لَعَلَّكُمْ تاکہ تم تَعْقِلُوْنَ سمجھو اِنَّ بلاشبہ الْمُصَّدِّقِيْنَ صدقہ دینے والے مرد وَ اور الْمُصَّدِّقٰتِ صدقہ دینے والی عورتیں وَ اور اَقْرَضُوا جنہوں نے قرض دیا اللّٰهَ اللہ کو قَرْضًا حَسَنًا قرضۂ حسنہ يُّضٰعَفُ تو وہ بڑھادیا جائے گا لَهُمْ ان کے لیے وَ اور لَهُمْ ان کے لیے اَجْرٌ كَرِيْمٌ اجر ہے بہت عمدہ

ترجمہ:۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ زمین کو اُس کے مردہ ہوجانے کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ ہم نے تمہارے لئے نشانیاں کھول کھول کر واضح کردی ہیں، تاکہ تم سمجھ سے کام لو O یقیناً وہ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں ہیں

اور انہوں نے اللہ کو قرض دیا ہے، اچھا قرض اُن کے لئے اُس (صدقے) کو کئی گنا بڑھا دیا جائے گا، اور اُن کے لئے باعزت اجر ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اسکے مردہ ہوجانے کے بعد زندگی بخشتا ہے۔

۲۔ہم نے تمہارے لئے نشانیاں کھول کھول کر واضح کر دی ہیں تا کہ تم سمجھ سے کام لو۔

۳۔یقیناً جو صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں ہیں ان کے لئے اس صدقہ کو کئی گنا بڑھا دیا جائے گا۔

۴۔ان کے لئے باعزت اجر ہے۔ ۵۔ان لوگوں نے اللہ کو قرض دیا ہے اچھا قرض۔

۶۔اچھا قرض ان کے لئے کئی گنا بڑھا دیا جائے گا۔ ۷۔ان کے لئے باعزت اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ انسانوں کے سامنے بطور نصیحت چند مثالیں پیش کر رہے ہیں تا کہ انہیں اللہ رب العزت کی عظمت اور قرآن کریم کی حقانیت معلوم ہو اور وہ اس قرآن کے ذریعہ نصیحت حاصل کریں چنانچہ فرمایا کہ یہ بات اچھی طرح سے جان لو کہ جب زمین سوکھ کر مردہ ہوجاتی ہے کہ اس میں کسی قسم کی اگانے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی تو ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ ہی اسے زندہ کرتا ہے اور اس زمین پر پانی برساتا ہے جس سے وہ زمین پھر سے زرخیز ہوجاتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک سخت دل انسان کو نرم دل بنا دیتا ہے، گمراہ شخص کو ہدایت دیتا ہے جبکہ وہ ہدایت کو قبول کرنے والا ہو کہ جس طرح وہ زمین اپنے اندر پانی کو جذب کرتی ہے تو اس میں نئی زندگی آتی ہے اسی طرح انسان اگر ہدایت کو قبول کرلیتا ہے تو وہ بھی راہ یاب ہوجاتا ہے، اگر زمین پانی کو اپنے اندر جذب نہ کرتی تو مردہ پڑی رہتی ٹھیک اسی طرح انسان بھی ہے کہ جب اسے ہدایت کا درس دیا جائے، حقیقت کو کھول کر اس کے سامنے بیان کیا جائے تو اگر وہ اسے سمجھ لئے گا تو فائدہ ہوگا ورنہ وہ گمراہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ نے اسکی ہدایت کے لئے مختلف آیتیں، دلیلیں اور نشانیاں کھول کھول بیان کردی ہیں جس سے وہ صحیح اور غلط کو پہچان سکتا ہے، ہدایت اور گمراہی کے درمیان فرق کو سمجھ سکتا ہے، اچھے اور برے میں تمیز کرسکتا ہے تو جس انسان میں اسے قبول کرنے کی صلاحیت ہوگی وہی اس سے فائدہ اٹھائے گا اور ہدایت پالے گا لیکن اگر کوئی ایسا ہو کہ جس پر ان سب چیزوں کا اثر ہی نہ پڑتا ہو تو پھر اسے ہدایت کوئی نہیں دے سکتا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے آپ کو بدلنا نہ چاہے۔(الرعد ۱۱)، اللہ تبارک وتعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو ملنے والے ثواب کے بارے میں بتلا رہے ہیں کہ مسکین ومحتاج، فقیر اور ضرورت مند پر خرچ کرنے والے مرد ہوں یا عورتیں انکا خرچ کرنا ایسا ہے کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ کو قرض دے رہے ہیں اور قرض بھی ایسا جو عیب سے پاک ہو یعنی جس میں زیادہ کی طمع، دکھاوا یا احسان جتلانا نہ ہو تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اس صدقہ کی ہوئی چیز سے کئی گنا بڑھ کر عطا کرے گا، یعنی دس گنا سے

لے کرسات سو گنا تک بڑھا کر اللہ تعالیٰ اسے اجر دے گا اسکے علاوہ بھی انہیں ایک اور باعزت اجر دیا جائے گا اور وہ ہے جنت کہ جس سے بڑھ کر اور کوئی اجر نہیں ہے، انسان کو چاہیئے کہ جب بھی وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اسے بس یہی نیت رکھنی چاہیئے کہ میں اللہ کا دیا ہوا مال اسی کی راہ میں خرچ کر رہا ہوں جس پر وہی مجھے اجر بھی دیگا، اسکے علاوہ اسکی کوئی نیت نہیں ہونی چاہیئے اسی وقت وہ اس اجر کا مستحق ہوگا۔ اللہ ہمیں اپنی نیتوں کی اصلاح کرنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۱۱۶﴾ **اللہ کے نزدیک صدیق اور شہید کون ہیں؟** ﴿الحدید ۱۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ اللہ اور اس کے رسولوں پر اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وہی لوگ راست باز ہیں وَ اور الشُّهَدَآءُ گواہی دینے والے ہیں عِنْدَ رَبِّهِمْ اپنے رب کے نزدیک لَهُمْ ان کے لیے اَجْرُهُمْ ان کا اجر ہے وَ اور نُوْرُهُمْ ان کا نور ہے وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا وَ اور كَذَّبُوْا جھٹلایا بِاٰيٰتِنَآ ہماری آیتوں کو اُولٰٓئِكَ وہی لوگ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ دوزخی ہیں۔

ترجمہ:۔ اور جو لوگ اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں، وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ اُن کے لئے اُن کا اَجر اور اُن کا نور ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے، اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا، وہ دوزخی لوگ ہیں۔

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ اللہ پر اور اسکے رسولوں پر ایمان لائے ہیں، وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔

۲۔ ان کے لئے انکا اجر اور نور ہے۔ ۳۔ جن لوگوں نے کفر اپنا لیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا وہ دوزخی ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ ایمان والوں کو ملنے والی جزا کو اور کافروں کو ملنے والی سزا کو بیان فرما رہے ہیں کہ جن لوگوں نے اللہ کو ایک رب تسلیم کیا اور اس پر ایمان لے آئے اور ساتھ ہی اسکے تمام بھیجے ہوئے رسولوں کو بھی تسلیم کیا اور انکی رسالت کا اقرار کیا تو ایسے لوگ ہی ہیں جنہیں صدیق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اللہ کے رب ہونے اور رسولوں کے اسکے بھیجے ہوئے پیغمبر ہونے کی دل اور زبان سے تصدیق کی اور یہی وہ لوگ ہوں گے کہ اگر وہ اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں یا کسی حادثہ کا شکار ہو کر فوت ہو جائیں تو انہیں شہید کا درجہ عطا کیا جائیگا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے سوال کیا کہ تم شہید کس کو سمجھتے ہو؟ صحابہ نے جواب دیا کہ وہی جو اللہ کی راہ میں شہید ہو، اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تب تو میری امت میں بہت کم لوگ شہید ہوں گے، پھر صحابہ نے عرض کیا کہ پھر کون لوگ شہید ہیں یا رسول اللہ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں قتل ہوا وہ بھی شہید اور اسکی راہ میں وفات پا گیا وہ بھی شہید، جو طاعون کی وجہ سے فوت ہوا وہ بھی شہید، جو پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہوا وہ بھی شہید۔ (مسلم ۱۹۱۵)، اس آیت میں ایمان کی بنیاد کو بیان کیا گیا کہ پہلے تو اللہ پر ایمان لانا چاہئے کہ وہی ہمارا رب اور مالک ہے اسی کے ساتھ ساتھ اسکے تمام بھیجے ہوئے رسولوں کو بھی مان لینا چاہئے کہ اب تک جتنے بھی رسول آئے ہیں وہ سب اسی رب ذوالجلال کے بھیجے ہوئے ہیں اور ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں، اسی وقت وہ مسلمان اور ایمان والا کہلائے گا، حضرت مجاہد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے اسے صدیق کہا جاتا ہے۔ (التفسیر المنیر۔ج،۲۷۔ص،۳۱۷) اگر کوئی اللہ کو تو رب تسلیم کرے مگر اسکے ساتھ اسکے بھیجے ہوئے رسولوں میں سے کسی کا انکار کرے تو وہ مومن و مسلمان نہیں کہلائے گا، ایمان کی شرط یہی ہے کہ اللہ اور اسکے تمام رسولوں پر دل سے ایمان لائے، ایسے لوگوں کو کیا انعام دیا جائے گا؟ بیان فرمایا کہ انہیں انکے اس عمل کا پورا پورا اجر ملے گا، اب وہ اجر کیا ہے اسے سورۂ نساء کی آیت نمبر ۶۹ میں فرمایا گیا **وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ** کہ جس نے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کی یہی وہ لوگ ہوں گے جو (قیامت کے دن) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالی نے اپنا انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ انکے ساتھ ایک نور ہوگا جو انہیں جنت کی طرف لے جائے گا جیسا کہ آیت نمبر ۱۲ میں گزر چکا، کافروں کو ملنے والی سزاوں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جن لوگوں نے اللہ کو رب ماننے اور اسکے بھیجے ہوئے پیغمبروں کو رسول ماننے سے انکار کیا اور جو کلام اس رب نے اپنے پیغمبروں کے ساتھ انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا، اس کلام کو جھٹلایا تو ایسے لوگ دوزخی ہوں گے، سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۱۰ میں بھی یہ بات بیان کی گئی **وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ** وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخی ہیں اور نہ تو انہیں انکے اچھے کاموں کا کوئی بدلہ یہاں آخرت میں دیا جائے گا اور نہ ہی انکے پاس قیامت کے دن کوئی نور ہوگا کہ جس نور سے وہ راستہ ڈھونڈ سکیں۔

﴿درس نمبر ۲۱۱۷﴾ دنیا کی زندگی کھیل کود اور سجاوٹ ہے ﴿الحدید ۲۰﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اِعْلَمُوٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ

حُطَامًا ؕ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔اِعْلَمُوْٓا تم جان لو اَنَّمَا کہ بے شک الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا حیاتِ دنیا تو لَعِبٌ کھیل ہے وَّ اور لَهْوٌ تماشا ہے وَّ اور زِيْنَةٌ زینت ہے وَّ اور تَفَاخُرٌ فخر کرنا ہے بَيْنَكُمْ آپس میں وَ اور تَكَاثُرٌ ایک دوسرے پر کثرت جتلانا ہے فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ مال اور اولاد میں كَمَثَلِ مانند غَيْثٍ بارش کے اَعْجَبَ کہ خوش لگتا ہے الْكُفَّارَ کسانوں کو نَبَاتُهٗ اس کا سبزہ ثُمَّ پھر يَهِيْجُ وہ خشک ہوجاتا ہے فَتَرٰىهُ تو آپ اس کو دیکھتے ہیں مُصْفَرًّا زرد شدہ ثُمَّ پھر يَكُوْنُ وہ ہوجاتا ہے حُطَامًا چورا چورا وَ اور فِي الْاٰخِرَةِ آخرت میں عَذَابٌ شَدِيْدٌ شدید عذاب ہے وَّ اور مَغْفِرَةٌ مغفرت ہے مِّنَ اللّٰهِ اللہ کی طرف سے وَ اور رِضْوَانٌ رضامندی ہے وَ اور مَا نہیں ہے الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ دنیا کی زندگی اِلَّا مگر مَتَاعُ الْغُرُوْرِ دھوکے کا سامان ۔

ترجمہ: ۔خوب سمجھ لو کہ اس دُنیا والی زندگی کی حقیقت بس یہ ہے کہ وہ نام ہے کھیل کود کا، ظاہری سجاوٹ کا، تمہارے ایک دوسرے پر فخر جتانے کا، اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنے کا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش جس سے اُگنے والی چیزیں کسانوں کو بہت اچھی لگتی ہیں، پھر وہ اپنا زور دکھاتی ہے، پھر تم اُس کو دیکھتے ہو کہ زرد پڑ گئی ہے، پھر وہ چورا چورا ہوجاتی ہے۔اور آخرت میں (ایک تو) سخت عذاب ہے، اور (دوسرے) اللہ کی طرف سے بخشش ہے، اور خوشنودی اور دنیا والی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

تشریح: ۔اس آیت میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔خوب سمجھ لو کہ اس دنیا والی زندگی کی حقیقت بس یہ ہے کہ وہ نام ہے کھیل کود کا، ظاہری سجاوٹ کا۔

۲۔تمہارے ایک دوسرے پر فخر جتانے کا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنے کا۔

۳۔اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش جس سے اگنے والی چیزیں کسانوں کو بہت اچھی لگتی ہیں۔

۴۔پھر وہ اپنا زور دکھاتی ہے کہ تم اسے دیکھتے ہو کہ وہ زرد پڑ گئی ہے۔

۵۔پھر وہ آخر میں چورا چورا ہوجاتی ہے۔

۶۔آخرت میں ایک تو سخت عذاب ہے اور دوسرا اللہ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی۔

۷۔دنیاوی زندگی دھوکہ کے سامان کے سوا کچھ نہیں۔

انسان اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی محض دنیا اور اسکی لذتوں کی خاطر کرتا ہے، تو وہ دنیا کہ جسکی خاطر انسان حق کو جھٹلاتا ہے اور گمراہی کو اپناتا ہے اسکی حقیقت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ یہ دنیا تو محض ایک کھیل کود اور تماشہ ہے، ایک دوسرے کے درمیان فخر کرنا اور ایک دوسرے پر مال و اولاد کی زیادتی جتانا ہے، اور یہ

ساری چیزیں بس وقتی ہیں کہ کچھ دن تو اسکے پاس رہیں گی، کچھ دن تو اسے یہ اچھی معلوم ہوں گی لیکن آخر میں سب کچھ ختم ہو جائے گا، ایک مومن کو اللہ تعالی نے ان سب چیزوں میں پڑنے سے منع فرمایا جیسا کہ حضرت عیاض رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے یہ حکم دیا کہ تم لوگ تواضع اختیار کرو اور ایک دوسرے سے فخر نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے پر آگے بڑھنے کی فکر کرو۔ (مسلم ۲۸۶۵) کامیاب انسان وہی ہے جو اپنے رب کی نصیحت پر عمل کرے اور اس سے فائدہ اٹھائے، اللہ تعالی اس دنیا اور اسکی زیب وزینت کے ختم ہو جانے کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھا رہے ہیں کہ جس طرح بارش ایک کھیت کو ہرا بھرا اور اناج والا بنا دیتی ہے کہ جسے دیکھ کر انسان خوش ہوتا ہے خاص کر کافر کہ اسکے لئے یہی تو سب کچھ ہے وہ اسے بہت اچھی لگتی ہے اور وہ منظر بڑا حسین لگنے لگتا ہے لیکن جیسے جیسے وقت بڑھتا جاتا ہے وہ کھیت اور ہریالی زرد پڑتی جاتی ہے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سوکھ کر بھوسہ کی طرح ہو جاتی ہے کہ اسے ہوائیں ادھر سے ادھر اڑا لیجاتی ہیں بس یہ دنیا بھی اتنی ہی ہے کہ پہلے تو بڑی حسین اور ہری بھری لگتی ہے پھر اسکا حسن ختم ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن وہ بھی اس بھوسے کی طرح اڑتی دکھائی دیتی ہے، باقی رہنے والی چیز تو آخرت ہے کہ جس کے لئے انسان کو عمل کرنا چاہئے اور اسی کے لئے انسان کو پیدا بھی کیا گیا یہی وجہ ہے کہ کہا گیا کہ تمہیں آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اس دنیا کو تمہارے لئے، (شعب الایمان للبیہقی ۱۰۰۹۷) تو جب انسان اس دنیا کو چھوڑ کر اللہ کے پاس جائے گا تو وہاں بس دو ہی چیزیں پائے گا ایک تو سخت عذاب اور دوسرا اللہ کی جانب سے مغفرت تو جو شخص اللہ پر اور اسکے رسولوں پر ایمان لانے کے ساتھ اسکے بتائے ہوئے طریقہ پر چلا ہوگا وہ اللہ کی بخشش کا حقدار ٹھہرے گا اور جنت میں چلا جائے گا، لیکن جس نے دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ کر اسی کے پیچھے دوڑا ہوگا، اللہ اور اسکے رسول کے حکموں سے منہ موڑا ہوگا اسے سخت عذاب دیا جائے گا، فیصلہ تمہیں کرنا ہے کہ تمہیں یہ ختم ہونے والی لذتیں چاہئیں یا ہمیشہ رہنے والی نعمتیں؟ اللہ تعالی پھر سے اس دنیا کی حقیقت سے بطور تاکید آگاہ کر رہے ہیں کہ اس بات کو سمجھ لو کہ یہ دنیا صرف دھوکہ کا سامان ہے کہ جس سے وقتی طور پر تو فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے لیکن ہمیشہ کے لئے نہیں، جو اس میں کھو گیا وہ برباد ہو گیا اور جس نے اس سے اپنے آپ کو بچا لیا وہ کامیاب ہو گیا، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ دنیا دھوکہ کا سامان ہے اس وقت جبکہ یہ تمہیں آخرت سے غافل کر دے، اور جب یہ دنیا تمہیں آخرت کی فکر دلائے اور اللہ کی رضا اور اسکی ملاقات کا شوق بڑھائے تو یہ دنیا تمہارے لئے نعمت کا سامان ہے۔ (التفسیر المنیر۔ ج،۲۷۔ص، ۳۲۲)

﴿درس نمبر ۲۱۱۸﴾ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو ﴿الحدید ۲۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ

لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ ؕ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ سَابِقُوْٓا تم دوڑو اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اپنے رب کی مغفرت کی طرف وَ اور جَنَّۃٍ جنت عَرْضُھَا کہ اس کی چوڑائی ہے کَعَرْضِ مانند چوڑائی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ آسمان اور زمین کے اُعِدَّتْ وہ تیار کی گئی ہے لِلَّذِیْنَ ان لوگوں کے لیے جو اٰمَنُوْا ایمان لائے بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اللہ اور اس کے رسولوں پر ذٰلِکَ یہ فَضْلُ اللّٰہِ اللہ کا فضل ہے یُؤْتِیْہِ وہ دیتا ہے مَنْ جسے یَّشَآءُ وہ چاہے وَ اور اللّٰہُ اللہ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ عظیم فضل والا ہے۔

ترجمہ:۔ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف اور اُس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی جیسی ہے، یہ اُن لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جو وہ جس کو چاہتا ہے، دیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ O

تشریح:۔ اس آیت میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

۲۔ اس جنت کی طرف بھی جسکی چوڑائی سارے آسمانوں اور زمین کی چوڑائی کے برابر ہے۔

۳۔ یہ ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے ہیں۔

۴۔ یہ اللہ کا فضل ہے جو وہ جسے چاہے دیتا ہے۔ ۵. اللہ بڑا فضل والا ہے۔

دنیا کی حقیقت بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی دائمی چیز کی طرف دوڑنے کی تلقین کر رہے ہیں کہ جب تمہیں معلوم ہو گیا کہ دنیا ختم ہونے والی ہے، فانی ہے دائمی نہیں تو پھر تم سب اپنے رب کی مغفرت کی جانب دوڑو اور اس جنت کی طرف دوڑو کہ جسکی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، کہ اگر تم ہمیشہ آرام میں رہنا چاہتے ہو اور ہر طرح کی تکلیفوں اور عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو اپنے رب سے ابھی مغفرت طلب کرو اور اس طلب کرنے میں دیر نہ کرو اس لئے کہ اس زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کہ کب ختم ہو جائے ؟ اور تم غفلت میں رہ جاؤ اس لئے چلو! اس رب کی طرف اور اس جنت کے حصول کیلئے جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اور انکا کہنا مانو، نیک اعمال کرو اور برے اعمال سے اجتناب کرو اس لئے کہ یہ جنت ایسے ہی لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لائیں اور بتلائے ہوئے احکامات پر چلیں، جو کوئی یہ صفت لیکر آخرت میں آئے گا اللہ انہیں اس عظیم اجر سے نوازے گا اور جو کوئی اسکی مخالفت کرتے ہوئے آئے گا تو اسکا ٹھکانہ جہنم ہوگا جسکا تذکرہ پچھلی آیت میں گزر چکا کہ وَفِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ کہ آخرت میں انکے لئے دردناک عذاب ہے، اس آیت میں سَابِقُوْا

إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ سے بعض مفسرین نے نماز اور تکبیر اولی مراد لیا ہے کہ تم نماز کی طرف دوڑو کہ تم سے کوئی نماز حتی کہ تکبیر اولی بھی چھوٹنے نہ پائے، أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا اللہ نے ان کے لئے وہ باغات تیار کر رکھے ہیں جنکے نیچے سے نہریں بہتی ہیں کہ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے (التوبہ ۸۹) اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ جو جنتیں ہیں وہ محض اللہ کے فضل کی وجہ سے ملیں گی اور اس میں داخلہ صرف اللہ کی رحمت کے سبب ہوگا اس لئے کہ اگر اللہ بندوں کے اعمال کی پکڑ کرنا شروع کر دے تو کوئی ایسا نہیں رہے گا کہ جو اس جنت کا مستحق ہو، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میانہ روی اختیار کرو اور سیدھی راہ پر قائم رہو اور یہ بات بھی جان لو کہ تم میں سے کوئی اپنے اعمال کی وجہ سے نجات نہیں پائے گا، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ آپ بھی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں! میں بھی لیکن اللہ تعالی مجھے اپنی رحمت اور فضل سے ڈھانک لے گا۔ (مسلم ۲۸۱۶)، بلکہ یہ تو اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے اپنے بندوں میں سے عطا کرتا ہے، اور ہاں! اللہ تو بڑا فضل والا ہے امید ہے کہ وہ اپنے فضل سے ہر اس شخص کو جنت میں داخل کرے جو اسکا فرمانبردار ہو کر اسکے پاس آئے گا، شیطان اکثر یہ بات ذہن میں ڈالتا ہے کہ جب نیک اعمال کرنے کے باوجود بھی جنت میں جانے کا یقین نہ ہو تو پھر نیک اعمال کر کے، اپنی خواہشات اور نفس کو مارنے کا کیا فائدہ؟ تو شیطان کے اس وسوسہ میں نہ آئیں بلکہ یہ یقین کریں کہ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ کہ مجھے یقینا اس بات کی امید ہے کہ اگر میں اسکی فرمانبرداری والے اعمال کرتا رہونگا تو وہ مجھے بھی اپنے فضل سے جنت میں داخل کرے گا بس اس امید پر میں اسکی اطاعت کرتا ہوں، اللہ ہمیں بھی اپنے فضل میں شامل فرمائے آمین۔

جو چیز تم سے جاتی رہے اس پر تم غم میں نہ پڑو

﴿درس نمبر ۲۱۱۹﴾ ﴿الحدید ۲۲۔۲۳﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتٰكُمْ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ مَا نہیں أَصَابَ پہنچتی مِن مُّصِيبَةٍ کوئی مصیبت فِي الْأَرْضِ زمین میں وَ اور لَا فِي أَنفُسِكُمْ نہ تمہارے نفسوں میں إِلَّا مگر فِي كِتٰبٍ ہے کتاب میں مِّن قَبْلِ اس سے پہلے أَن کہ نَّبْرَأَهَا ہم پیدا کریں اس کو إِنَّ یقیناً ذٰلِكَ یہ عَلَى اللّٰهِ اللہ پر يَسِيرٌ نہایت آسان ہے لِّكَيْلَا تَأْسَوْا تا کہ نہ تم غم کھاؤ عَلَىٰ مَا اس پر جو فَاتَكُمْ تم سے فوت ہو جائے وَ اور لَا تَفْرَحُوا تم نہ اتراؤ بِمَا اس پر جو آتٰكُمْ وہ تمہیں دے وَ اور اللّٰهُ

اللہ لَا یُحِبُّ پسند نہیں کرتا کُلَّ ہر مُخۡتَالٍ اترانے والے فَخُوۡرٍ فخر کرنے والے کو۔

ترجمہ:۔ کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو زمین میں نازل ہوتی ہو یا تمہاری جانوں کو لاحق ہوتی ہو، مگر وہ ایک کتاب میں اُس وقت سے درج ہے جب ہم نے ان جانوں کو پیدا بھی نہیں کیا تھا۔یقین جانو یہ بات اللہ کے لئے بہت آسان ہے O یہ اس لئے تا کہ جو چیز تم سے جاتی رہے، اُس پر تم غم میں نہ پڑو، اور جو چیز اللہ تمہیں عطا فرمادے، اُس پر تم اِتراؤ نہیں، اور اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اِتراہٹ میں مبتلا ہو، شیخی بگھارنے والا ہو۔

تشریح:۔ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کوئی مصیبت ایسی نہیں جو زمین میں نازل ہوتی ہے یا تمہاری جانوں کو لاحق ہوتی ہے۔

۲۔مگر وہ ایک کتاب میں اس وقت سے درج ہے جب ہم نے ان جانوں کو پیدا بھی نہیں کیا تھا۔

۳۔یقین جانو کہ یہ بات اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔

۴۔یہ اس لئے کہ جو چیز تم سے جاتی رہے اس پر تم غم میں نہ پڑو۔

۵۔جو چیز اللہ تمہیں عطا کرے اس پر تم مت اتراو۔

۶۔اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اترانے والا شیخی باز ہو۔

اس دنیا میں جو کوئی مصیبت زمین پر آتی ہے اس طرح کہ انسان کی کھیتی تباہ ہوگئی، اسکے رزق کو نقصان پہنچا، اسکا غلہ برباد ہوگیا، یا پھلوں اور غلہ میں کمی آگئی، قحط پڑ گیا وغیرہ یا پھر انسان کی جان میں کوئی نقصان ہو گیا کہ اسے بیماری لاحق ہوگئی، وہ کسی حادثہ کا شکار ہو گیا، اپاہج ہو گیا، یا فقیر ہو گیا، یا بے اولاد ہو گیا وغیرہ یہ سب اس اللہ کے فیصلہ کی وجہ سے ہوتا ہے جس کے ہاتھ میں کُل کائنات ہے، اور یہ فیصلہ بھی وہ ہے جو اس نے اس دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے ہی ایک کتاب میں یعنی لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے کہ اب اس کو کوئی بدل نہیں سکتا، لہذا جب بھی انسان کے ساتھ کچھ ایسا معاملہ پیش آجائے کہ اسکی روزی تنگ ہوجائے، یا وہ بیمار ہوجائے یا اور کسی نقصان سے وہ دوچار ہوجائے تو اسے مایوس اور غمگین ہونے کی کوئی ضرورت نہیں بس وہ اپنے دل میں یہ خیال کرلے کہ یہ اللہ کا فیصلہ ہے جس کو کوئی بدل نہیں سکتا، اور اللہ نے جو بھی کیا ہے وہ یقینا ہمارے ہی فائدہ کے لئے کیا ہوگا، اور اس میں کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہوگی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب بھی کوئی مصیبت مجھے پہنچتی ہیں تو مجھے اس سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں پہلی بات یہ کہ وہ مصیبت میرے دنیوی معاملہ میں ہے نہ کہ دینی، (اس لئے کہ اگر مصیبت دینی معاملہ میں ہوتو تباہی یقینی ہے)، دوسری یہ کہ یہ مصیبت اتنی بڑی نہیں ہے جتنی ہونی چاہئے تھی (یعنی انسان کے اعمال اگر دیکھیں تو یہ مصیبت اسکے اعمال بد کے سامنے کچھ بھی نہیں، اگر اعمال کو دیکھ کر مصیبت دی جائے تو پھر ہمارا حشر کیا ہوگا؟) تیسری یہ کہ اللہ اس مصیبت پر مجھے اجر بھی دے گا۔(صفوۃ التفاسیر۔ج، ۳۔ص، ۳۱۰)، ان تین

باتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے وہ اللہ کے دربار سے رجوع ہو اور توبہ واستغفار کرنے میں لگ جائے، اور یہ حقیقت ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا فیصلہ وہاں لکھا جا چکا ہے تو یہ چیز اللہ کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے، ہاں! ہوسکتا ہے کہ تمہارے لئے یہ ناممکن ہو کہ ساری دنیا کے انسانوں کی معلومات جمع کر پاؤ لیکن اللہ کے لئے تو کوئی چیز بھی ناممکن نہیں، تو جب اللہ کسی کو مصیبت میں ڈال دے یا کسی کو نعمتوں سے نواز دے تو نہ مصیبتوں کے آنے پر غم کرنا چاہئے اور نہ ہی نعمتوں کے ملنے پر زیادہ فخر کرنا چاہئے اس لئے کہ اس میں تمہارا کوئی دخل نہیں ہے یہ تو بس اللہ کے حکم سے ہوا ہے اور ایک بات ہمیشہ یاد رکھو کہ انسان کے پاس جب دولت وثروت آجاتی ہے تو وہ مغرور اور گھمنڈی ہو جاتا ہے، تم کبھی ایسا مت کرو اس لئے کہ انسان تو محض ایک پتلا ہے جو وہی کرتا ہے جو اس کا مالک کہتا ہے تو پھر اسے غرور کرنے کا کیا حق؟ اور اللہ ایسے مغرور، گھمنڈی انسان کو پسند نہیں فرماتا۔

﴿درس نمبر ۲۱۲۰﴾ **وہ لوگ جو کنجوسی کرتے ہیں** ﴿الحدید ۲۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ الَّذِيْنَ وہ لوگ جو يَبْخَلُوْنَ بخل کرتے ہیں وَ اور يَأْمُرُوْنَ حکم دیتے ہیں النَّاسَ لوگوں کو بِالْبُخْلِ بخیلی کا وَ اور مَنْ جو شخص يَّتَوَلَّ منہ پھیر لے فَاِنَّ تو بلاشبہ اللّٰهَ اللہ هُوَ وہی ہے الْغَنِيُّ بے پروا الْحَمِيْدُ نہایت قابلِ تعریف۔

ترجمہ:۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو کنجوسی کرتے ہیں، اور دوسرے لوگوں کو بھی کنجوسی کی تلقین کرتے ہیں۔ اور جو شخص منہ موڑ لے تو یاد رکھو کہ اللہ ہی ہے جو سب سے بے نیاز ہے، بذاتِ خود قابلِ تعریف!

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو خود کنجوسی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی کنجوسی کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

۲۔ جو شخص منہ موڑ لے تو یاد رکھو کہ اللہ ہی ہے جو سب سے بے نیاز ہے۔

۳۔ بذاتِ خود وہ تعریف کے لائق ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس گھمنڈی اور اترانے والے شخص کی صفت بیان رہے ہیں کہ وہ لوگ کہ جنہیں اللہ اپنے فضل سے کچھ نواز دیتا ہے تو وہ لوگ اس عطا کئے ہوئے مال میں کنجوسی کرنے لگتے ہیں کہ نہ تو اپنی جان پر اسے خرچ کرتے ہیں اور نہ ہی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور اس سے بری بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ خود تو ایسا کرتے ہیں ساتھ میں دوسرے کو بھی تلقین کرتے ہیں کہ جب وہ کچھ اپنا مال اللہ کی راہ خرچ کرنے لگتا ہے تو کہتے ہیں کہ اگر تم اس طرح خرچ کرنے لگو گے تو ایک دن سب کچھ ختم ہو جائے گا اور تم خود خالی ہاتھ رہ جاؤ گے، ایسی حرکت کرنے

والوں کو یہ جان لینا چاہئے کہ انکے خرچ کرنے یا نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کو فرق نہیں پڑتا وہ تو بے نیاز ہے، سورۂ ابراہیم کی آیت نمبر ۸ میں فرمایا گیا" إِنْ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ "اگر تم اورزمین میں بسنے والے تمام لوگ بھی اللہ کی ناشکری کریں (تو اللہ کا کوئی نقصان نہیں ہوگا، کیونکہ) وہ بڑا بے نیاز ہے اور قابل تعریف ہے۔ کسی کی اسے ضرورت نہیں، وہ اگر کسی کو دینا چاہے تو خود عطا کر دیتا ہے یا پھر تم نہ سہی کسی اور کو واسطہ بنا کر پہنچا دیتا ہے، بلکہ تم خود اسکے محتاج ہو کہ اگر وہ تمہیں ہی دینا چھوڑ دے تو پھر کون تمہیں عطا کرے گا؟ کیا کسی میں اتنی قوت ہے کہ جسے وہ نہ دے اسے کوئی دیدے؟ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ اے اللہ! تیری ذات وہ ہے کہ جسے تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے نہ دینے اسے کوئی دینے والا نہیں۔ (بخاری ۸۴۴) لہذا ہمیشہ زندگی گزارو تو عاجزی وانکساری کے ساتھ گزارو اور جو مال و دولت اس نے تمہیں عطا کی ہے اس میں سے خرچ کرو، اگر تم خرچ نہیں کرو گے تو وہ تمہاری یہ دولت تم سے چھین لے گا اور کسی ایسے شخص کو عطا کرے گا جو اسکی راہ میں خرچ کرنے والا ہوگا، بعض مفسرین نے یہاں یہ بات فرمائی کہ یہاں پر جن لوگوں کی بات کی جارہی ہے وہ یہود ہیں کہ جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ صفات جو انکی کتابوں میں مذکور ہیں بیان کرنے سے بخل کرتے تھے کہ کہیں ان صفات کو جان کر لوگ آپ علیہ السلام پر ایمان نہ لے آئیں اور دوسروں کو بھی اس بات کی تاکید کرتے تھے کہ وہ یہ باتیں لوگوں کو نہ بتائیں اور وَمَنْ يَّتَوَلَّ کی تفسیر میں کہا گیا کہ اگر وہ ایمان لانے سے روگردانی کریں تو انکے ایمان کی اللہ کو ضرورت نہیں وہ سب سے بے نیاز اور اپنی ذات میں قابل تعریف ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ج،۱۷،ص،۲۵۹)

﴿درس نمبر ۲۱۲۱﴾ ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی ہوئی نشانیاں دے کر بھیجا ﴿الحدید ۲۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَقَدْ البتہ تحقیق اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجے رُسُلَنَا اپنے رسول بِالْبَيِّنٰتِ واضح دلیلوں کے ساتھ وَ اور اَنْزَلْنَا ہم نے نازل کی مَعَهُمُ ان کے ساتھ الْكِتٰبَ کتاب وَ اور الْمِيْزَانَ میزان لِيَقُوْمَ تا کہ قائم رہیں النَّاسُ لوگ بِالْقِسْطِ انصاف پر وَ اور اَنْزَلْنَا ہم نے نازل کیا الْحَدِيْدَ لوہا فِيْهِ اس میں بَاْسٌ لڑائی ہے شَدِيْدٌ سخت وَّ اور مَنَافِعُ فائدے ہیں لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے وَ اور لِيَعْلَمَ تا کہ جان لے اللّٰهُ اللہ مَنْ

اس کو جو یَّنْصُرُهٗ مدد کرتا ہے اس کی وَ اور رُسُلَهٗ اس کے رسولوں کی بِالْغَيْبِ بن دیکھے اِنَّ بلا شبہ اللهَ اللہ قَوِيٌّ قوی ہے عَزِيْزٌ بڑا زبردست ہے۔

ترجمہ :۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی ہوئی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب بھی اُتاری اور ترازو بھی، تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے لوہا اُتارا جس میں جنگی طاقت بھی ہے اور لوگوں کے لئے دوسرے فائدے بھی اور یہ اس لئے تا کہ اللہ جان لے کہ کون ہے جو اُس کو دیکھے بغیر اُس (کے دین) کی اور اس کے پیغمبروں کی مدد کرتا ہے۔ یقین رکھو کہ اللہ بڑی قوت کا، بڑے اقتدار کا مالک ہے۔

تشریح :۔ اس آیت میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے پیغمبر کو کھلی ہوئی نشانیاں دیکر بھیجا۔

۲۔ انکے ساتھ کتاب بھی اتاری اور ترازو بھی تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

۳۔ ہم نے لوہا اتارا جس میں جنگی طاقت بھی ہے اور لوگوں کے لئے دوسرے فائدے بھی۔

۴۔ یہ اس لئے تا کہ اللہ جان لے کہ کون ہے جو اس کو دیکھے بغیر اسکے دین کی اور اسکے پیغمبروں کی مدد کرتا ہے۔

۵۔ یقین رکھو کہ اللہ بڑی قدرت کا، بڑے اقتدار کا مالک ہے۔

دنیا و آخرت کے احوال بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نبیوں اور رسولوں کو بھیجنے کا مقصد بیان فرمارہے ہیں کہ ہم نے اپنے پیغمبروں کو معجزات و دلائل دیکر اس دنیا میں بھیجا اور ہم نے انکے ساتھ ایک کتاب بھی بھیجی کہ جس میں ہر وہ چیز درج ہے جسے انسان کو ضرورت ہوتی ہے یعنی اس میں زندگی گزارنے کا سلیقہ، ہدایت اور آخرت کے احوال درج ہیں کہ وہ کتاب ہمارے پیغمبران کے سامنے کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تا کہ انہیں خوب سمجھ میں آجائے اور ساتھ ہی عدل و انصاف کو بھی پیدا فرمایا تا کہ کوئی کسی پر کسی قسم کا ظلم نہ کرے اور ہر معاملہ میں انصاف سے کام لیں جسکا طریقہ بھی پیغمبروں نے اپنی اپنی قوموں کو بتلادیا اور چونکہ ہم بھی آخرت میں انصاف کی بنیاد پر ہی اعمال کا فیصلہ کریں گے، نہ ہم ظلم و ناانصافی کرتے ہیں اور نہ ہی ظلم و ناانصافی کو پسند کرتے ہیں لہذا ہم نے اپنی مخلوق کو بھی اسی کا حکم دیا، اسکے بعد فرمایا کہ ہم نے لوہے کو بھی نازل فرمایا یعنی پیدا فرمایا کہ جس میں جنگی طاقت بھی ہے کہ انسان اس لوہے کے ذریعہ مختلف جنگی آلات کو اپنی حفاظت کے لیے بناتا ہے، اسکے علاوہ بھی اسکے بہت سارے فائدے انسانی زندگی میں پائے جاتے ہیں جیسے وہ کھیتی جوتنے کے آلات، اپنے گھر کی حفاظت کے لئے دروازے وغیرہ بناتا ہے، سبزی اور کپڑا کاٹنے اور کترنے کے لئے چھری اور قینچی بناتا ہے وغیرہ ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے چار برکتیں زمین پر نازل فرمائیں، لوہا، آگ، پانی اور نمک۔ (الجامع الصغیر ۳۴۹۲)، فرمایا کہ یہ سب کچھ جو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے یعنی رسول، کتاب یہ انسان

کے فائدہ کی چیزیں ہیں یہ سب اسلئے کہ اللہ تعالی انسان کو آزمانا چاہتا ہے کہ وہ ان سب چیزوں کو دیکھ کر اللہ تعالی کی قدرت اور اسکی حقانیت کو تسلیم کرتا ہے، اسکے دین اور اسکے رسول کی مدد کرتا ہے یا نہیں؟ تو جو اسکی وحدانیت اور حقانیت کو تسلیم کرے گا اور اسکے دین کی سربلندی کے آگے بڑھے گا اور پیغمبر کی مدد کرے گا وہ تو کامیاب ہوگا لیکن جس نے اسکی نافرمانی کی اور اسے جھٹلایا اور اسکے دین کی مدد سے راہ فرار اختیار کی تو پھر وہ اللہ کی پکڑ سے بچ نہیں سکتا وہ اکیلا ہی سب کے لیے کافی ہے وہ بڑا قوت والا اور صاحب اقتدار ہے۔

﴿درس نمبر ٢١٢٢﴾ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی نسلوں میں کتاب ونبوت ﴿الحدید ٢٦-٢٧﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجا نُوْحًا نوح کو وَّ اور اِبْرٰهِيْمَ ابراہیم کو وَ اور جَعَلْنَا ہم نے رکھی فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا ان دونوں کی اولاد میں النُّبُوَّةَ نبوت وَ اور الْكِتٰبَ کتاب فَمِنْهُمْ پھر کچھ ان میں سے مُّهْتَدٍ ہدایت پانے والے ہیں وَ اور كَثِيْرٌ بہت سے مِّنْهُمْ ان میں سے فٰسِقُوْنَ فاسق ہیں ثُمَّ پھر قَفَّيْنَا ہم نے لگا تار بھیجا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ ان کے نقش قدم پر بِرُسُلِنَا اپنے رسولوں کو وَ اور قَفَّيْنَا ہم نے پیچھے بھیجا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عیسیٰ ابن مریم کو وَ اور اٰتَيْنٰهُ ہم نے دی اس کو الْاِنْجِيْلَ انجیل وَ اور جَعَلْنَا ہم نے رکھ دی فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ ان لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے اتَّبَعُوْهُ پیروی کی اس کی رَاْفَةً شفقت وَّ اور رَحْمَةً مہربانی وَ اور رَهْبَانِيَّةَ رہبانیت ابْتَدَعُوْهَا اسے انہوں نے خود ایجاد کیا مَا كَتَبْنٰهَا ہم نے لکھا نہیں تھا اسے عَلَيْهِمْ ان پر اِلَّا سوائے ابْتِغَآءَ تلاش کرنے رِضْوَانِ اللّٰهِ رضائے الٰہی کے فَمَا رَعَوْهَا پھر انہوں نے خیال نہ رکھا اس کا حَقَّ رِعَايَتِهَا جیسا اس کا خیال رکھنے کا حق تھا فَاٰتَيْنَا پھر ہم نے دیا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں کو جو ایمان لائے مِنْهُمْ ان میں سے اَجْرَهُمْ ان کا اجر وَ اور كَثِيْرٌ بہت سے مِّنْهُمْ ان میں سے فٰسِقُوْنَ فاسق ہیں۔

ترجمہ:۔ اور ہم نے نوح کو اور ابراہیم کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب کا

سلسلہ جاری کیا۔ پھر ان میں سے کچھ تو ہدایت پر آ گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ نافرمان رہے O پھر ہم نے اُن کے پیچھے اُنہی کے نقشِ قدم پر اپنے اور پیغمبر بھیجے اور اُن کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور اُنہیں انجیل عطا کی اور جن لوگوں نے اُن کی پیروی کی، اُن کے دلوں میں ہم نے شفقت اور رحم دلی پیدا کر دی۔ اور جہاں جہاں تک رَہبانیت کا تعلق ہے، وہ انہوں نے خود ایجاد کر لی تھی، ہم نے اُس کو ان کے ذمے واجب نہیں کیا تھا، لیکن انہوں نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنی چاہی، پھر اُس کی ویسی رعایت نہ کر سکے جیسے اُس کا حق تھا۔ غرض اُن میں سے جو ایمان لائے تھے، اُن کو ہم نے اُن کا اجر دیا اور ان میں سے بہت لوگ نافرمان رہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔

۲۔ ان دونوں کی اولاد میں کتاب اور نبوت کا سلسلہ جاری رکھا۔

۳۔ ان میں کچھ تو ہدایت پر آ گئے اور کچھ نافرمان ہی رہے۔

۴۔ اللہ نے انہی کے پیچھے انہی کے نقشِ قدم پر اپنے کچھ اور پیغمبر بھیجے۔

۵۔ انکے پیچھے حضرت عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور انہیں انجیل عطا کی۔

۶۔ جن لوگوں نے انکی پیروی کی انکے دلوں میں اللہ نے شفقت اور رحم دلی پیدا فرمائی۔

۷۔ جہاں تک رہبانیت کا تعلق ہے وہ خود انہوں نے ہی ایجاد کر لی تھی۔

۸۔ اللہ نے اس رہبانیت کو انکے لئے واجب نہیں کیا تھا لیکن انہوں نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنی چاہی

۹۔ وہ لوگ اسکی رعایت ویسی نہ کر سکے جیسے اسکا حق تھا۔

۱۰۔ غرض ان میں سے جو ایمان لائے تھے اللہ نے انہیں اسکا اجر دیا۔

۱۱۔ ان میں سے بہت سے لوگ نافرمان ہی رہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ ان چند پیغمبروں کا ذکر فرما رہے ہیں جنہیں اس نے اپنا پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا تو سب سے پہلے آدم ثانی یعنی حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا اور انہی کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہیں ابوالانبیاء اور ابوالعرب کہا جاتا ہے کا بھی تذکرہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نبیوں کو اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا اور ان دو پیغمبروں کی نسل میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث فرمایا کہ جنہیں مختلف آسمانی کتابیں بھی عطا کی گئیں کہ وہ اپنی اپنی قوموں کو اللہ کی عبادت کی طرف بلاتے اور انہیں بت پرستی اور شرک و کفر سے روکتے اور اللہ کا پیغام ان تک پہنچاتے لیکن ان تمام انبیاء کی قوموں میں سے انکی بات بہت ہی کم لوگوں نے قبول کی، شرک و بت پرستی کو چھوڑ کر اسلام کے پرچم تلے زندگی بسر کی، اپنے آپ کو اللہ اور اسکے رسول کے حوالہ کر دیا مگر بہت سے لوگوں نے آپ کے پیغام کو جھٹلایا، سرکشی کی، ظلم و ستم ڈھائے، اسلام لانے والوں کو ستایا، انہیں جانی اور مالی نقصان پہنچایا،

طرح طرح کی اذیتیں انہیں دی گئیں، اس طرح ہر امت میں ایمان والے کم اور کافر زیادہ رہے، ان رسولوں کے بعد یعنی حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے بعد انہی کی نسل میں سے ایک نبی حضرت عیسیٰ ابن مریم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی اولاد میں سے تھے لہذا انہیں بھی ایک آسمانی کتاب انجیل اللہ تعالیٰ نے عطا کی جس میں ہر چھوٹی بڑی چیز کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا تھا تاکہ لوگ ہدایت حاصل کریں تو جس طرح پچھلے انبیاء کی قوموں میں سے چند لوگ اپنے اپنے نبی پر ایمان لے آئے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی بہت کم لوگوں نے ایمان قبول کیا اور جو ایمان لائے تھے وہ اپنے ایمان میں بڑے پختہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے انکے اس ایمانی جذبہ کی وجہ سے انکے دلوں میں رحمت اور شفقت پیدا فرمائی اور یہ لوگ ایسے تھے کہ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسکی تسبیح میں رہا کرتے تھے جسکے لئے انہوں نے ایک طریقہ رہبانیت کا خود اختیار کرلیا تھا تاکہ وہ اس طریقہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کریں حالانکہ یہ طریقہ اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض یا واجب نہیں کیا تھا لیکن پھر بھی ان لوگوں نے اسے اپنالیا تاکہ وہ اللہ کے اور زیادہ قریب ہوجائیں، یہ سلسلہ تھوڑے دن تک تو چلتا رہا لیکن دھیرے دھیرے اس میں کمی آنے لگی اور جیسے جیسے وقت گزرتا گیا اور انکی جگہ دوسرے لوگ آتے گئے تو انہوں نے اس طریقہ کو جو کہ اللہ کے قرب کا ذریعہ تھا بدل کر دنیا کے حصول کا ذریعہ بنالیا جیسا کہ سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۳۴ میں فرمایا یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ اے ایمان والو! یہ جو احبار اور رہبان بنے ہوئے ہیں ان میں سے اکثر ایسے ہیں کہ انہوں نے یہ حلیہ اس لئے اپنایا ہے کہ وہ اس کے ذریعہ لوگوں کا مال باطل طریقہ سے کھائیں اور انہیں اللہ کے راستے سے روکیں۔ رہبانیت کہتے ہیں ہر چیز کو چھوڑ کر، دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر کسی غار یا جنگل میں اللہ کی عبادت کے لئے نکل جانا، بہر حال جس نے اللہ کی عبادت کا حق ادا کیا انہیں تو اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم سے نوازا لیکن جن لوگوں نے اسکی عبادت سے منہ موڑا انہیں دردناک عذاب دے گا اس لئے کہ وہ لوگ فاسق ہیں اور فاسق کے لئے جہنم ہے، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چند گنے چنے صحیح العقیدہ عیسائی موجود تھے جب انہوں نے آپ علیہ السلام کی بعثت کی خبر سنی تو اپنے غاروں اور کھنڈروں سے نکل کر جس میں انہوں نے رہبانیت اختیار کر رکھی تھی آئے اور آپ علیہ السلام کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا۔

﴿درس نمبر ۲۱۲۳﴾ تاکہ وہ تمہیں اپنی رحمت کے دو حصے عطا فرمائے ﴿الحدید ۲۸۔۲۹﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَاٰمِنُوا بِرَسُولِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ لِّئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتٰبِ أَلَّا

يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا اے الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لوگو جو ایمان لائے ہو اتَّقُوا اللّٰهَ تم اللہ سے ڈرو وَ اور اٰمِنُوْا ایمان لاؤ بِرَسُوْلِهٖ اس کے رسول پر يُؤْتِكُمْ وہ تمہیں دے گا كِفْلَيْنِ دو حصے مِنْ رَّحْمَتِهٖ اپنی رحمت سے وَ اور يَجْعَلْ بنائے گا لَّكُمْ تمہارے لیے نُوْرًا ایسا نور تَمْشُوْنَ کہ تم چلو گے بِهٖ اس کے ساتھ وَ اور يَغْفِرْ وہ بخش دے گا لَكُمْ تمہیں وَ اور اللّٰهُ اللہ غَفُوْرٌ بہت معاف کرنے والا ہے رَّحِيْمٌ نہایت رحم کرنے والا ہے لِّئَلَّا تا کہ يَعْلَمَ جان لیں اَهْلُ الْكِتٰبِ اہل کتاب اَلَّا يَقْدِرُوْنَ کہ وہ قدرت نہیں رکھتے عَلٰى شَيْءٍ کسی چیز پر مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ اللہ کے فضل سے وَ اور اَنَّ بلاشبہ الْفَضْلَ تمام فضل بِيَدِ اللّٰهِ اللہ کے ہاتھ میں ہے يُؤْتِيْهِ وہ دیتا ہے یہ (فضل) مَنْ جسے يَّشَآءُ وہ چاہتا ہے وَ اور اللّٰهُ اللہ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ عظیم فضل والا ہے۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور اُس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ، تا کہ وہ تمہیں اپنی رحمت کے دو حصے عطا فرمائے اور تمہارے لئے وہ نور پیدا کرے جس کے ذریعے تم چل سکو اور تمہاری بخشش فرمادے۔ اور اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے ۝ تا کہ اہل کتاب کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کے فضل میں سے کسی چیز پر اُنہیں کوئی اختیار نہیں ہے، اور یہ کہ فضل تمام تر اللہ کے ہاتھ میں ہے جو وہ جس کو چاہتا ہے، عطا فرماتا ہے، اور اللہ فضلِ عظیم کا مالک ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔

۲۔ اسکے پیغمبر پر ایمان لاؤ تا کہ وہ تمہیں اپنی رحمت کے دو حصے عطا فرمائے۔

۳۔ تمہارے لئے وہ نور پیدا کرے جسکے ذریعہ تم چل سکو۔

۴۔ اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔ ۵۔ تا کہ اسکے ذریعہ اللہ تمہاری بخشش فرمادے۔

۶۔ تا کہ اہل کتاب کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کے فضل میں سے کسی چیز پر انہیں کوئی اختیار نہیں۔

۷۔ یہ بھی انہیں معلوم ہو جائے کہ فضل تمام تر اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

۸۔ اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔ ۹۔ وہ جسے چاہتا ہے اپنا فضل عطا کرتا ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کی جزا و ثواب بیان فرمارہے ہیں کہ اے ایمان والو! جو شخص اللہ سے اسکی نافرمانی کرنے کے سلسلہ میں اسکے عذاب وعقاب سے ڈرا اور نیک اعمال کیا اور اسکے رسول پر ایمان لے آیا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اپنی رحمت کے دو حصے عطا فرمائے

گا ایک تو اس لئے کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھا جب تک کہ آپ علیہ السلام کی نبوت ظاہر نہیں ہوئی، تو پھر جب آپ علیہ السلام کی نبوت ظاہر ہوگئی تو اس نے آپ علیہ السلام پر بھی ایمان قبول کیا اس لئے ایسے لوگ دوہرے اجر کے اور اللہ کی رحمت کے مستحق ہوں گے اور اسکے علاوہ انہیں وہ نور عطا کیا جائے گا جس سے کافر ومنافق لوگ خالی رہیں گے کہ جس نور کا تذکرہ آیت نمبر ١٢، ١٣ میں گزر چکا کہ اس نور کی روشنی میں وہ لوگ پل صراط کا راستہ بآسانی طے کرلیں گے اور پھر اللہ رب العزت انکی بخشش فرما کر انہیں جنت میں داخل کرے گا اللہ تو ہے ہی بڑا بخشنے والا، بڑا مہربان، حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین لوگ ایسے ہیں کہ اللہ انہیں دوہرا اجر عطا کرے گا، ایک تو اہل کتاب کہ انہوں نے اپنے نبی پر بھی ایمان قبول کیا اور مجھ پر بھی، دوسرا وہ غلام کہ جس نے اللہ کا حق بھی ادا کیا اور اپنے مالک کا بھی، تیسرا وہ آدمی جس نے اپنی باندھی کو باادب بنایا اور اسے آزاد کر کے اسکی شادی کر دی تو ایسے شخص کو بھی اللہ تعالی دوگنا اجر دے گا۔ (بخاری ٣٠١١) یہ اہل کتاب بعض تو ایسے تھے کہ جنہوں نے اللہ کے رسول پر ایمان قبول کیا لیکن اکثر ایسے تھے کہ جنہیں یہ حسد تھا کہ آخری نبی ہم میں سے کیوں نہیں بس اسی وجہ سے وہ ایمان نہیں لائے، اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالی نے مومنوں کو اور حضرت محمد ﷺ کو عطا کیا اس سے ان اہل کتاب کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ جس پر اپنا فضل کرنا چاہتا ہے اور جسے اپنی نبوت کے لئے چننا چاہتا ہے چن لیتا ہے یہ اللہ کا فیصلہ ہے اب یہ فیصلہ تمہیں اچھا لگے یا نہ لگے؟ اس کا کوئی معنی نہیں کیونکہ اللہ نے جو چن لیا ساری مخلوق کو بھی وہی پسند کرنا ہے، اس لئے کہ مالک اللہ ہے تو وہ جو چاہے گا وہی کرئے گا اور جسے چاہے گا اپنے فضل وانعام سے نوازے گا اسے کوئی روکنے والا نہیں، اس نے حضرت محمد ﷺ کو اپنی نبوت کے لئے پسند فرمایا تو تمہیں بھی اس فیصلہ کو قبول کرنا چاہئے اور اپنے حسد کو چھوڑ کر انہیں نبی تسلیم کرنا چاہئے، جس نے اس فیصلہ کو قبول کیا اس پر اللہ نے اپنی نعمتیں اور فضل کو برسادیا اللہ تو بڑا فضل فرمانے والا ہے۔ اللہ تعالی ہمیں بھی اسکے فیصلوں پر راضی ہونے اور اسے دل سے قبول کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ

یہ سورت ۳ رکوع اور ۲۲ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۲۴﴾ **اللہ نے اس عورت کی بات سن لی** ﴿المجادلہ ۱۔۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَ اللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۖ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۚ وَ اِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ۚ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قَدْ تحقیق سَمِعَ سن لی اللّٰهُ اللہ نے قَوْلَ بات الَّتِيْ اس عورت کی جو تُجَادِلُكَ جھگڑا کر رہی تھی آپ سے فِيْ زَوْجِهَا اپنے خاوند کے بارے میں وَ اور تَشْتَكِيْٓ وہ شکایت کر رہی تھی اِلَى اللّٰهِ اللہ کی طرف وَ جبکہ اللّٰهُ اللہ يَسْمَعُ سن رہا تھا تَحَاوُرَكُمَا گفتگو تم دونوں کی اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ سَمِيْعٌۢ خوب سننے والا بَصِيْرٌ خوب دیکھنے والا ہے اَلَّذِيْنَ وہ لوگ جو يُظٰهِرُوْنَ ظہار کرتے ہیں مِنْكُمْ تم میں سے مِّنْ نِّسَآئِهِمْ اپنی بیویوں سے مَّا نہیں ہو جاتیں هُنَّ وہ اُمَّهٰتِهِمْ ان کی مائیں اِنْ نہیں ہیں اُمَّهٰتُهُمْ ان کی مائیں اِلَّا مگر الّٰٓـِٔيْ وہی جنہوں نے وَلَدْنَهُمْ انہیں جنا ہے وَ اور اِنَّهُمْ بلاشبہ وہ لَيَقُوْلُوْنَ البتہ کہتے ہیں مُنْكَرًا نامعقول مِّنَ الْقَوْلِ بات وَ زُوْرًا اور جھوٹ وَ اور اِنَّ بے شک اللّٰهَ اللہ لَعَفُوٌّ البتہ بہت معاف کرنے والا غَفُوْرٌ نہایت بخشنے والا ہے

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر!) اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو تم سے اپنے شوہر کے بارے میں بحث کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کرتی جاتی ہے اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے، یقینا اللہ سب کچھ سننے دیکھنے والا ہے، تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (ان کے اس عمل سے) وہ بیویاں ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ایسی بات کہتے ہیں جو بہت بری ہے اور جھوٹ ہے اور اللہ بہت معاف کرنے والا، بہت بخشنے والا ہے۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۂ مجادلہ پڑھی وہ قیامت کے دن اللہ کی جماعت میں لکھا جائے گا۔ (تخریج احادیث الکشاف للزیلعی۔ ج۔۳۔ص، ۴۳۳)

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے بحث کر رہی تھی۔

۲۔وہ اللہ سے فریاد کرتی جاتی ہے، اللہ تم دونوں کی باتیں سن رہا ہے۔

۳۔یقیناً اللہ سب کچھ سننے، دیکھنے والا ہے۔

۴۔تم میں سے جولوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں انکے اس عمل سے وہ انکی مائیں نہیں بن جاتیں۔

۵۔انکی مائیں تو وہی ہے جنہوں نے انہیں جنم دیا۔

۶۔حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ایسی باتیں کہتے ہیں جو بری اور جھوٹ ہیں۔

۷۔اللہ بہت معاف کرنے والا، بہت بخشنے والا ہے۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی کی صفات بیان کی گئیں کہ اس نے آسمان وزمین کو پیدا فرمایا اور یہ بھی کہ وہی ہے جو ہراس چیز کو جانتا ہے جوزمین میں اندر جاتی ہے اور اس سے باہر آتی ہے اور جو آسمان میں جاتی ہے اور جو آسمان سے نکلتی ہے اور اسی طرح وہ انسان کے دلوں تک کی باتوں کو جانتا ہے، اس سورت میں اسی رب ذوالجلال کی صفات بیان کی جارہی ہیں کہ وہ انسان کے ساتھ ہوتا ہے اور ہراس بات کو جانتا ہے جووہ کہتا ہے پھر فرمایا کہ اللہ نے اس عورت کی بات کوسن لیا جواے نبی! آپ سے اپنے شوہر کے سلسلہ میں بحث کررہی ہے اور اللہ تعالی سے فریاد کرتی رہی ہے اور اللہ تعالی تو دونوں کی گفتگو سن رہا تھا یقیناوہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے، اس آیت کے نزول کا واقعہ یہ ہوا کہ حضرت خولہ بنت ثعلبہ حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہا کے نکاح میں تھیں، ایک مرتبہ حضرت اوس نے حضرت خولہ سے کہہ دیا کہ تم میرے لئے میری ماں کی پشت کی طرح ہو یعنی جس طرح ماں کی پشت میرے لئے حرام ہے اسی طرح تم بھی اب میرے لئے حرام ہو، چونکہ زمانۂ جاہلیت میں جو بھی اس طرح کہتا تو اسکا نکاح ہمیشہ کے لئے ختم ہوجایا کرتا تھا چونکہ حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے بھی یہ جملہ کہہ دیا تو حضرت خولہ رضی اللہ عنہا پریشان ہوکر آپ علیہ السلام کی خدمت میں آئیں اور فرمایا کہ حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے اس طرح کہہ دیا ہے یعنی انہوں نے ظہار کیا ہے اب میرے لئے کیا مسئلہ ہے؟ اس پر آپ علیہ السلام نے بعض روایات کے مطابق یہ فرمایا کہ ابھی اس بارے میں میرے پاس کوئی حکم نہیں آیا ہوسکتا ہے کہ تم ان کے لئے حرام ہوگئی ہو اور بعض روایات میں یہ ہے کہ فرمایا کہ تم ان لئے حرام ہوگئی ہو جس پر وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے باربار یہ کہنے لگیں کہ یارسول اللہ! انہوں نے تو طلاق کا لفظ استعمال ہی نہیں کیا تو پھر کیسے طلاق ہوسکتی ہے؟ اب وہ بار بار اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی کہتی رہیں اور پھر اللہ سے فریاد بھی کرتی رہیں کہ اے اللہ! تو ہی مجھ پر رحم فرما چنانچہ وہ برابر اسی طرح کرتی رہیں کہ اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی، (مسند احمد۔ ۲۷۳۱۹) اور زمانۂ جاہلیت میں جو ظہار کا حکم تھا اسے بدل دیا جسکا تذکرہ اگلی آیت میں کیا گیا کہ جس نے بھی اپنی بیوی سے ظہار کیا وہ حقیقت میں اسکی ماں نہیں بن جاتی یعنی وہ اس پر حرام نہیں ہوتی بلکہ مائیں تو بس وہی ہوتی ہیں جنہوں نے انہیں جنا ہو، ہاں! البتہ یہ ظہار کرنا اللہ کے حدود کے ساتھ کھیلنا ہے

جو کہ ایک گناہ ہے اور اس گناہ کو اللہ تعالیٰ معاف بھی فرما دیتا ہے جبکہ اس سے معافی مانگی جائے اور ساتھ ہی اس پر اس گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے جو کچھ کفارہ بھی لازم ہوتا ہے اسے ادا کر دے جسکا ذکر اگلی آیت میں کیا جا رہا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۲۵﴾ وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں ﴿المجادلہ ۳۔۴﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيمِ

وَ الَّذِيۡنَ يُظٰهِرُوۡنَ مِنۡ نِّسَآئِهِمۡ ثُمَّ يَعُوۡدُوۡنَ لِمَا قَالُوۡا فَتَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمۡ تُوۡعَظُوۡنَ بِهٖ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ O فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّتَمَآسَّا فَمَنۡ لَّمۡ يَسۡتَطِعۡ فَاِطۡعَامُ سِتِّيۡنَ مِسۡكِيۡنًا ذٰلِكَ لِتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ وَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور الَّذِيۡنَ وہ لوگ جو يُظٰهِرُوۡنَ ظہار کریں مِنۡ نِّسَآئِهِمۡ اپنی بیویوں سے ثُمَّ پھر يَعُوۡدُوۡنَ وہ رجوع کرلیں لِمَا اس سے جو قَالُوۡا انھوں نے کہا فَتَحۡرِيۡرُ تو آزاد کرنا ہے رَقَبَةٍ ایک گردن کا مِّنۡ قَبۡلِ اس سے پہلے اَنۡ يَّتَمَآسَّا کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں ذٰلِكُمۡ یہ تُوۡعَظُوۡنَ نصیحت کئے جاتے ہو تم بِهٖ اس کے ساتھ وَ اور اللّٰهُ اللہ بِمَا اس کے ساتھ تَعۡمَلُوۡنَ تم عمل کرتے ہو خَبِيۡرٌ خوب خبردار فَمَنۡ پھر جو شخص لَّمۡ يَجِدۡ نہ پائے فَصِيَامُ تو روزے رکھنے ہیں شَهۡرَيۡنِ دو ماہ مُتَتَابِعَيۡنِ متواتر مِنۡ قَبۡلِ اس سے پہلے اَنۡ يَّتَمَآسَّا کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں فَمَنۡ پھر جو شخص لَّمۡ يَسۡتَطِعۡ استطاعت نہ رکھے فَاِطۡعَامُ تو کھانا کھلانا سِتِّيۡنَ مِسۡكِيۡنًا ساٹھ مسکینوں کو ذٰلِكَ یہ لِتُؤۡمِنُوۡا اس لیے ہے کہ تم ایمان لاؤ بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ وَ اور تِلۡكَ یہ حُدُوۡدُ اللّٰهِ اللہ کی حدیں ہیں وَ اور لِلۡكٰفِرِيۡنَ کافروں کے لیے ہے عَذَابٌ عذاب اَلِيۡمٌ بہت دردناک

ترجمہ:۔ اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں، پھر انہوں نے جو کچھ کہا ہے اس سے رجوع کرتے ہیں تو ان کے ذمے ایک غلام آزاد کرنا ہے، قبل اس کے کہ وہ (میاں بیوی) ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، یہ ہے وہ بات جس کی تمہیں نصیحت کی جا رہی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔ پھر جس شخص کو غلام میسر نہ ہو اس کے ذمے دو متواتر مہینوں کے روزے ہیں، قبل اس کے کہ وہ (میاں بیوی) ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، پھر جس کو اس کی بھی استطاعت نہ ہو، اس کے ذمے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، یہ اس لئے تا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

تشریح: ۔ان دو آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں، پھر جو کچھ انہوں نے کہا، اس سے رجوع کرتے ہیں۔

۲۔ تو ایسی صورت میں انکے ذمہ ایک غلام آزاد کرنا ہے قبل اس کے کہ وہ میاں بیوی ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔

۳۔ یہ ہے وہ بات جسکی تمہیں نصیحت کی جارہی ہے۔

۴۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

۵۔ پھر جسے آزاد کرنے کے لئے غلام نہ ملے تو اسکے ذمہ دو مہینے کے مسلسل روزے رکھنا ہے اس سے پہلے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔

۶۔ جسے روزے رکھنے کی بھی استطاعت نہ ہو تو اسکے ذمہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

۷۔ یہ اس لئے تاکہ تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لے آو۔

۸۔ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں، کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ان آیتوں میں ظہار کا کفارہ بیان کیا جارہا ہے کہ جس کسی نے بھی اپنی بیوی سے ظہار کیا یعنی اس نے اپنی بیوی سے یوں کہا کہ تو میرے لئے میری ماں کی پشت کی طرح ہے یا پھر وہ کسی اور دوسرے عضو سے تشبیہ دی تو ہر دو صورت میں وہ ظہار کہلائے گا اور اس پر توبہ کرنا چاہئے اور کفارہ دینا لازم ہے، بغیر کفارہ ادا کئے ہوئے وہ دونوں آپس میں مل نہیں سکتے یعنی جماع وغیرہ نہیں کرسکتے تو چنانچہ ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ظہار کرنے والا ایک غلام آزاد کرے، اگر اسے کوئی غلام آزاد کرانے کے لئے نہ ملے یا اسکے پاس اتنی استطاعت نہیں ہے کہ وہ ایک غلام آزاد کرسکے تو پھر اس پر دو مہینے مسلسل روزے رکھنا لازم ہوگا، اگر کوئی ایسا کمزور یا ضعیف ہو جو روزہ بھی نہ رکھ سکتا ہو تو ایسے شخص پر ساٹھ مسکینوں یعنی غریب لوگوں کو کھانا کھلادے، کھانا کھلانے میں صدقہ فطر کے نصاب کا لحاظ کیا جائے گا کہ اس پر نصف صاع گیہوں وغیرہ سے اور ایک صاع کھجور وغیرہ سے ہر ایک آدمی کو دینا ہوگا یا پھر انہیں دو وقت کا کھانا کھلادے جب کفارہ ادا ہو جائے تو پھر اب وہ اپنی بیوی سے جماع وغیرہ کرسکتا ہے، اس طرح وہ اسکے لئے حلال ہو جائے گی، یہ کفارہ اللہ تعالی نے اس لئے لازم فرمایا تاکہ لوگ اس چیز کو کھیل کود نہ بنالیں کہ دل میں آیا کہہ دیا اسکے بعد پھر سے رجوع کرلیا، اگر انسان پر کفارہ کا یہ قانون لگایا جائے گا تو وہ ان چیزوں سے بہت احتیاط کرے گا، اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ کفارہ کا لزوم اس لئے ہے کہ انسان کو اس سے نصیحت ہو تاکہ وہ اگلی بار اس طرح کی غلطی کرنے سے پہلے کئی بار سوچ لے اور اللہ کو تو پوری طرح ہر چیز کی خبر ہے چاہے انسان اسے ظاہر کرے یا نہ کرے، جب کفارہ کی یہ آیت نازل ہوئی تو آپ علیہ السلام نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ جاو اور اپنے شوہر سے کہو کہ وہ ایک غلام آزاد کرے، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے آپ علیہ السلام سے فرمایا کہ یا رسول اللہ! انکے

پاس اتنی استطاعت نہیں کہ وہ کسی غلام کو آزاد کرسکیں، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا تو پھر دو مہینے روزہ رکھنے کے لئے کہو، اس پر بھی حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یارسول اللہ! وہ تو بوڑھے ہو چکے ہیں کہ وہ روزے بھی نہیں رکھ سکتے، اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو پھر ان سے کہو کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں، پھر سے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بول اٹھیں کہ یارسول اللہ! انکے پاس اتنا بھی نہیں کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاسکیں، یہ سن کر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا تو پھر ہم ہی انکی کھجور سے (تھوڑے سے کھجور) مدد کردینگے اور حضرت خولہ نے بھی فرمایا کہ میں بھی انکی مدد کردونگی، آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت خوب اب جاؤ اور انکی طرف سے صدقہ کردو۔ (الدر المنثور۔ج،۸۔ص،۷۱) ان آیتوں میں کفارہ کی ترتیب بتائی گئی ہے یعنی پہلے غلام آزاد کریں لیکن جب یہ صورت ممکن نہ ہو دو مہینے کے روزے رکھ لیں اگر کسی کے پاس روزہ رکھنے کی بھی استطاعت نہ ہو تو پھر اگلی صورت پر عمل کیا جائیگا یعنی ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادے، اگر کسی کے پاس غلام آزاد کرانے کی استطاعت ہو اور غلام بھی میسر ہو تو پھر اس نے اس صورت کو چھوڑ کر دوسری صورت روزہ رکھنے والی پر عمل کیا تو اسکا یہ کفارہ ادا نہیں ہوگا یہ جمہور علماء کا قول ہے لہذا انسان جس کفارہ کی ترتیب کے لحاظ سے استطاعت رکھتا ہو وہی ادا کرے تاکہ وہ اس گناہ سے بری ہوجائے۔ اب اگر کوئی اللہ کے طئے کردہ حدود کو پار کریگا اور اسکے نافذ کردہ احکام کا انکار کریگا تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالی بڑا دردناک عذاب دیگا۔

﴿درس نمبر ۲۱۲۶﴾ اللہ نے گن گن کر رکھا ہے جبکہ وہ بھول گئے ﴿المجادلہ ۵۔۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ قَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ وَّلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ O يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ إِنَّ بلا شبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جو يُحَآدُّوْنَ مخالفت کرتے ہیں اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اللہ اور اس کے رسول کی كُبِتُوْا وہ ذلیل کئے جائیں گے كَمَا جیسے كُبِتَ ذلیل کیے گئے تھے الَّذِيْنَ وہ لوگ جو مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے تھے وَ اور قَدْ تحقیق اَنْزَلْنَآ ہم نے نازل کیں اٰيٰتٍ آیتیں بَيِّنٰتٍ واضح وَ اور لِلْكٰفِرِيْنَ کافروں کے لیے ہے عَذَابٌ عذاب مُّهِيْنٌ رسوا کن يَوْمَ جس دن يَبْعَثُهُمُ اٹھائے گا ان کو اللّٰهُ اللہ جَمِيْعًا سب کو فَيُنَبِّئُهُمْ پھر وہ خبر دے گا انھیں بِمَا اس کی جو عَمِلُوْا انھوں نے عمل کیے اَحْصٰىهُ گن رکھا ہے اس کو اللّٰهُ اللہ نے وَنَسُوْهُ جبکہ وہ بھول گئے تھے اسے وَ اور اللّٰهُ اللہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر شَهِيْدٌ شاہد ہے

ترجمہ:۔یقین رکھو کہ جولوگ اللہ اوراس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ایسے ہی ذلیل ہوں گے جیسے ان سے پہلے لوگ ذلیل ہوتے تھے اور ہم نے کھلی کھلی آیتیں نازل کردی ہیں اور کافروں کے لئے ایسا عذاب ہے جوخوار کرکے رکھ دے گا، اس دن جب اللہ ان سب کو دوبارہ زندہ کرے گا پھر انہیں بتائے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا تھا، اللہ نے اسے گن گن کرمحفوظ کررکھا ہے اور یہ اسے بھول گئے ہیں اور اللہ ہر چیز کا گواہ ہے۔

تشریح:۔ان دوآیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔یقین رکھو کہ جواللہ اوراسکے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ایسے ہی ذلیل ہوں گے جیسے ان سے پہلےلوگ ذلیل ہوئے تھے۔

۲۔اللہ نے کھلی کھلی آیتیں نازل کردی ہیں۔

۳۔کافروں کے لئے ایسا عذاب ہے جوذلیل کرکے رکھ دے گا۔

۴۔اس دن جب اللہ انہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔ ۵۔انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کچھ کیا کرتے تھے؟

۶۔اللہ نے اسے گن گن کرمحفوظ کررکھا ہے اور یہ لوگ اسے بھول چکے ہیں۔ ۷۔اللہ ہر چیز کا گواہ ہے۔

ان آیتوں میں اللہ اوراسکے رسول علیہ السلام کے حکموں کی خلاف ورزی کرنے پرڈرایا جارہا ہے کہ جب اللہ اوراسکے رسول نے کسی معاملہ میں حکم صادر کردیا ہوتو پھر کسی کوحق نہیں کہ وہ ان حکموں کی خلاف ورزی کرے، لہذا جو کوئی اللہ اوراسکے رسول کی مخالفت کرے گا تو اللہ تعالی انہیں ایسے ذلیل کرے گا جس طرح اس نے ان لوگوں سے پہلے موجودقوموں کوذلیل کیا کہ انکا نام آج بھی بطور عبرت لیا جاتا ہے، اب چاہے وہ کافرہو یا مسلمان جو کوئی اللہ تعالی کے حکموں کی خلاف ورزی کرے گا اسکا یہی حشر ہوگا، آخر یہ لوگ اللہ کے حکموں کی خلاف ورزی کیوں کرتے ہیں؟ جبکہ اللہ تعالی نے واضح آیتوں کے ذریعہ اسکی حقیقت کھول کر بیان کردی ہے اور ساری دلیلیں اور حجتیں بھی بیان کردی گئی ہیں تو پھرانکار کرنے کی انکے پاس کیاوجہ ہوسکتی ہے؟ جو کوئی ان سب چیزوں کے واضح ہونے کے باوجود اسے نہ مانیں تو ایسےلوگوں کوبس سزاہی دی جاسکتی ہے اس لئے کہ یہ لوگ سمجھنے والے نہیں بلکہ سرکش لوگ ہیں، انہیں عذاب بھی ایسا دیا جائے گا جوانہیں رسوا کرکے رکھ دے گا تا کہ انہیں پتا چلے کہ اللہ اوراسکے رسول کی باتوں کوجھٹلانے کا کیاانجام ہوتا ہے اورانہیں مختلف غزوات میں اس بات کا پتا بھی چل گیااورانہوں نے اپنی بدتر حالت اورانجام اس وقت دیکھ بھی لیا، یہ تو دنیا کی سزا ہے جوانہیں دی جائے گی لیکن جب آخرت قائم ہوگی اورسارےلوگوں کودوبارہ زندہ کرکے اٹھایا جائے گا اور اللہ تعالی کے دربار میں پیش کیا جائے گا تو وہاں بھی اللہ تعالی انہیں ساری مخلوق کے سامنے انکے اعمال دکھلا کررسوا کرے گا اورانکا ہرایک عمل جسے یہ خودبھی بھول چکے ہوں گے انکے سامنے پیش کرے گا اورانہیں یاددلائے گا کہ یہ تمہارے ہی برے اعمال ہیں جن کوہم نے محفوظ کررکھا تھا اور تم

جان لو کہ چاہے کوئی کسی عمل پر گواہ ہو یا نہ ہو لیکن ہم ضرور اس پر گواہ رہیں گے اس لئے جو کچھ بھی کرو تو سوچ سمجھ کر کرو اور اس لئے بھی کہ تمہاری ہر حرکت اور عمل محفوظ ہو رہا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۲۷﴾ وہ جہاں بھی ہو اللہ انکے ساتھ ہوتا ہے ﴿المجادلہ۔۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَ لَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَ لَا اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَمْ کیا نہیں تَرَ آپ نے دیکھا اَنَّ بلا شبہ اللّٰهَ اللہ يَعْلَمُ جانتا ہے مَا جو کچھ فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں ہے وَ اور مَا جو کچھ فِي الْاَرْضِ زمین میں ہے مَا نہیں يَكُوْنُ ہوتی مِنْ نَّجْوٰى کوئی سرگوشی ثَلٰثَةٍ تینکی اِلَّا مگر هُوَ وہ رَابِعُهُمْ ان کا چوتھا ہوتا ہے وَ اور لَا خَمْسَةٍ نہ پانچ کی اِلَّا مگر هُوَ وہ سَادِسُهُمْ ان کا چھٹا ہوتا ہے وَ اور لَا اَدْنٰى نہ کم مِنْ ذٰلِكَ اس سے وَ اور لَا اَكْثَرَ نہ زیادہ اِلَّا مگر هُوَ وہ مَعَهُمْ ان کے ساتھ ہوتا ہے اَيْنَ مَا جہاں کہیں بھی كَانُوْا وہ ہوں ثُمَّ پھر يُنَبِّئُهُمْ وہ خبر دے گا انھیں بِمَا اس کی جو عَمِلُوْا انھوں نے عمل کیئے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ روز قیامت اِنَّ بلا شبہ اللّٰهَ اللہ بِكُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کو عَلِيْمٌ خوب جاننے والا ہے

ترجمہ:۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ اسے جانتا ہے؟ کبھی تین آدمیوں میں کوئی سرگوشی ایسی نہیں ہوتی جس میں چوتھا وہ نہ ہو اور نہ پانچ آدمیوں کی کوئی سرگوشی ایسی ہوتی ہے جس میں چھٹا وہ نہ ہو اور چاہے سرگوشی کرنے والے اس سے کم ہوں یا زیادہ، وہ جہاں بھی ہوں، اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے، پھر وہ قیامت کے دن انہیں بتائے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا تھا، بیشک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ اسے جانتا ہے؟

۲۔ کبھی تین آدمیوں میں کوئی سرگوشی ایسی نہیں ہوتی جس میں چوتھا وہ نہ ہو۔

۳۔ نہ پانچ لوگوں میں کوئی ایسی سرگوشی ہوتی ہے جس میں چھٹا وہ نہ ہو۔

۴۔ چاہے سرگوشی کرنے والے اس سے کم ہوں یا زیادہ، وہ جہاں بھی ہو اللہ انکے ساتھ ہوتا ہے۔

۵۔ وہ قیامت کے دن انہیں بتائے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا تھا؟

۶۔ بے شک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

اے محمد! کیا آپ کو اس بات کا پتا نہیں کہ اللہ تعالی سب کچھ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں، اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے حتی کہ جب کوئی دو انسان آپس میں راز کی اور خفیہ باتیں بھی کر رہے ہوں تب بھی اللہ وہاں موجود ہوتا ہے، چاہے تین ہوں یا پانچ ہوں یا اس سے بھی زیادہ یا کم، ان سب کے درمیان جو بھی گفتگو ہوگی خواہ کتنی ہی پوشیدہ طور پر کیوں نہ ہو اللہ کو اسکی خبر ضرور ہوتی ہے حتی کہ تنہا اکیلا انسان بھی اپنے دل میں کسی چیز کا ارادہ کرے تو اللہ کو اسکا پتہ بھی ہوتا ہے، اس آیت میں تین، پانچ آدمیوں کی جو مثالیں دی گئیں وہ بس سمجھانے کے لئے ہے، اس لئے کہ عام طور سے انسان ایک دو آدمیوں کے ساتھ ہی خفیہ باتیں کرتا ہے تو اسی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے یہاں پر تین اور پانچ لوگوں کا خاص طور سے ذکر فرمایا اور آگے اس کی وضاحت بھی کر دی کہ ان بیان کردہ لوگوں سے کم ہو یا زیادہ ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالی موجود ہے کہ تم اللہ کو غافل سمجھ کر گناہ کرتے مت جاؤ وہ سب کچھ دیکھ اور سن رہا ہے وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (ق ۱۶) کہ ہم ان سے انکی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت ربیعہ اور حبیب جو عمرو کے بیٹے ہیں اور صفوان بن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ ایک دن وہ سب آپس میں باتیں کر رہے تھے تو کسی ایک نے کہا تمہارا کیا خیال ہے کہ کیا اللہ تعالی کو وہ معلوم ہے جو ہم کہہ رہے ہیں؟ اس پر دوسرے نے کہا کہ تھوڑا معلوم ہوگا تھوڑا نہیں، اس پر تیسرے نے کہا کہ جب اللہ کو تھوڑا معلوم ہے تو پھر اسے پورا بھی معلوم ہوگا، اور اس نے اللہ کے بارے میں یہ بات سچ کہی اس لئے کہ جب کسی کو بلا سبب تھوڑی بات معلوم ہوئی تو یہ بات یقینی ہے کہ اسے پوری بات بھی معلوم ہو، اور یہی بات کہ اسکا بغیر سبب کے تھوڑی بات کا معلوم کرنا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ اسے سب کچھ معلوم ہے۔ (تفسیر زمخشری۔ ج ۴، ص ۴۹۰) لہذا انہی کی بات سے یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالی سب کچھ جانتا ہے، اگر وہ لوگ نہ مانیں تب بھی یہ بات اپنی جگہ مسلّم ہے کہ اللہ تعالی کو ہر چھوٹی بڑی چیز کی خبر ہے، اس آیت کے ذریعہ سرگوشی کرنے والوں کو انکے عمل پر آگاہ اور متنبہ کرنا مقصود ہے تا کہ وہ اپنے اس عمل سے باز آجائیں، انہیں اس بات کا ڈر ہو کہ ہماری ساری باتیں محفوظ کی جارہی ہے اور ہماری یہ خفیہ باتیں اگرچہ کہ ہماری نظر میں خفیہ ہیں لیکن اللہ تعالی ان سب سے باخبر ہے، لیکن ان مشرکوں اور منافقوں کی یہ حالت تھی کہ وہ ان سب چیزوں کو جاننے کے بعد بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے جسکا تذکرہ اگلی آیتوں میں کیا جارہا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۲۸﴾ **جنہیں سرگوشی سے منع کر دیا گیا تھا** ﴿المجادلہ۔ ۸﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ يَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَ

الْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا اِلَى الَّذِيْنَ ان لوگوں کی طرف جو نُهُوْا روکے گئے تھے عَنِ النَّجْوٰى سرگوشی کرنے سے ثُمَّ پھر يَعُوْدُوْنَ وہ لوٹتے ہیں لِمَا اس چیز کی طرف کہ نُهُوْا وہ روکے گئے تھے عَنْهُ اس سے وَ اور يَتَنٰجَوْنَ وہ سرگوشیاں کرتے ہیں بِالْاِثْمِ گناہ کی وَ اور الْعُدْوَانِ زیادتی کی وَ اور مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ نافرمانی رسول کی وَ اور اِذَا جب جَآءُوْكَ وہ آتے ہیں آپ کے پاس حَيَّوْكَ تو وہ دعا دیتے ہیں آپ کو بِمَا اس کے ساتھ کہ لَمْ يُحَيِّكَ دعا نہیں دی آپ کو بِهِ اس کے ساتھ اللّٰهُ اللہ نے وَ اور يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ اپنے نفسوں میں لَوْلَا کیوں نہیں يُعَذِّبُنَا عذاب دیتا ہمیں اللّٰهُ اللہ بِمَا بوجہ اس کے جو نَقُوْلُ ہم کہتے ہیں حَسْبُهُمْ کافی ہے ان کو جَهَنَّمُ جہنم يَصْلَوْنَهَا وہ اس میں داخل ہوں گے فَبِئْسَ پس برا ہے الْمَصِيْرُ ٹھکانا

ترجمہ:۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں سرگوشی کرنے سے منع کر دیا گیا تھا، پھر بھی وہ وہی کام کرتے ہیں جس سے انہیں منع کیا گیا تھا؟ اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ ایسی سرگوشیاں کرتے ہیں جو گناہ زیادتی اور رسول کی نافرمانی پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اور (اے پیغمبر!) جب وہ تمہارے پاس آتے ہیں تو تمہیں ایسے طریقے سے سلام کرتے ہیں جس سے اللہ نے تمہیں سلام نہیں کیا اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر اللہ ہمیں سزا کیوں نہیں دے دیتا؟ جہنم ہی ان (کی خبر لینے) کے لئے کافی ہے وہ اسی میں جا پہنچیں گے اور وہ پہنچنے کی بہت بری جگہ ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں سرگوشی کرنے سے منع کر دیا گیا تھا؟

۲۔ پھر بھی وہ وہی کام کرتے تھے جن سے انہیں منع کیا گیا تھا۔

۳۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ ایسی سرگوشیاں کرتے ہیں جو گناہ، زیادتی اور رسول کی نافرمانی پر مشتمل ہوتی ہیں

۴۔ اے پیغمبر! جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو ایسے طریقہ سے سلام کرتے ہیں جس طریقہ سے اللہ نے آپ کو سلام نہیں کیا۔

۵۔ وہ اپنے دلوں میں یوں کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اللہ اس پر ہمیں سزا کیوں نہیں دیتا؟۔

۶۔ جہنم ہی انکی خبر لینے کے لئے کافی ہے۔

۷۔ وہ اسی میں جا پہنچیں گے اور وہ پہنچنے کے لئے بہت بری جگہ ہے۔

پچھلی آیت میں ضمناً اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی ان خفیہ باتوں اور سرگوشیوں سے منع فرمایا جن سے مسلمان اور

رسول اللہ کو تکلیف ہوتی تھی لیکن ان پر اس بات کا کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ وہ لوگ اور زیادہ ان منع کردہ چیزوں میں آگے بڑھ گئے چنانچہ انہی باتوں کا یہاں ذکر فرمایا کہ اے پیغمبر! کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جنہیں سرگوشی کرنے سے منع فرمادیا گیا تھا لیکن پھر بھی وہ لوگ وہی کام کرتے رہے جس سے انہیں روکا گیا تھا اور یہ لوگ جو سرگوشیاں کرتے ہیں وہ سرگوشیاں بھی ایسی ہیں کہ جو ظلم وزیادتی پر مشتمل ہوتی ہیں اور یہ چیز یعنی ظلم وزیادتی گناہ اور عذاب کا باعث ہے اور اس سے بڑھ کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیوں اور آپ کے حکموں کے خلاف عمل کرنے کی سرگوشیاں کیا کرتے تھے اسکے علاوہ انکی ہمت اور جرأت اتنی بڑھ گئی کہ پہلے تو وہ آپس میں سرگوشی کیا کرتے تھے لیکن اب جب کبھی آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ کو ایسے طریقہ سے سلام کرتے ہیں جو طریقہ اللہ تعالی نے آپ کے لئے پسند نہیں فرمایا یعنی وہ آپ کی اپنے اس سلام سے مذاق اڑانا چاہتے ہیں اور آپ کو بددعا دیتے ہیں کہ اپنے سلام میں کہتے ہیں اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ کہ تم پر نعوذ باللہ ہلاکت ہو، اور اپنے اپنے دلوں میں یہ سوچنے لگتے ہیں کہ اگر یہ اللہ کے بھیجے ہوئے نبی ہیں تو ہم آپ کی شان میں اتنا کچھ غلط کررہے ہیں، آپ کو ایذائیں اور تکلیفیں دے رہے ہیں، آپ کے ساتھ بدسلوکی کا مظاہرہ کررہے ہیں ان سب کے باوجود اللہ ہمیں سزا کیوں نہیں دیتا؟ واقعی یہ اللہ کے نبی ہیں یا نہیں؟ یا ہم جو کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے یا نہیں؟ انکے اس گمان پر اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ تم اس غلط فہمی میں مت رہو کہ تمہیں کوئی سزا یا عذاب تمہارے ان برے اعمال پر نہیں دیا جارہا ہے، ہاں! یہ اور بات ہے کہ اب وقتی طور پر تو تم اس عذاب سے بچے ہوئے ہو لیکن کل قیامت میں تمہیں جہنم میں جانا ہے اور یہ جہنم ہی تمہارے سارے غرور کے نکالنے کے لئے اور تمہیں سزا دینے کے لئے کافی ہے کہ اس جہنم کی سزا کو پانے کے بعد تم اس قابل نہیں رہو گے کہ اور سزا دی جاسکے بس اسی جہنم میں انہیں ہمیشہ کے لئے رہنا ہے اور یہی انکا دائمی ٹھکانہ ہے، اس آیت أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا سے متعلق روایت ہے کہ حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہود اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا کہ وہ نہ تو کسی مسلمان کو تکلیف دیں گے اور نہ کوئی مسلمان کسی یہودی کو تکلیف دیں گے اس معاہدہ کے باوجود جب کبھی کوئی صحابی ان یہودیوں کے پاس سے گزرتا تو وہ لوگ صحابہ کو دیکھ کر آپس میں کچھ سرگوشیاں کرتے کہ جس سے صحابہ کو ایسا محسوس ہوتا کہ وہ لوگ انہیں قتل کرنے یا کوئی تکلیف دینے کے بارے میں باتیں کررہے ہیں لہذا وہ صحابہ اپنا راستہ بدل کر جانے لگتے، جب اسکی خبر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ان یہودیوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا لیکن پھر بھی وہ اس سے باز نہیں آئے اس پر یہ آیت أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ نازل ہوئی۔ (الدر المنثور ـ ج ۸ ـ ص ۸۰) ان یہودیوں کی ایک شرارت یہ تھی کہ وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے الفاظ سے سلام کرتے یعنی اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ کہتے جسکے متعلق حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہود کے چند لوگ

آپ علیہ السلام کے پاس آئے اور انہوں نے آپ علیہ السلام کو اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ کہتے ہوئے سلام کیا یعنی تمہاری ہلاکت ہو نعوذ باللہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے انکی منشا کو جان لیا میں نے انہیں جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہلاکت تمہاری ہی ہو اور تم پر اللہ کی لعنت ہو، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے اس غصہ کو دیکھ کر فرمایا کہ اے عائشہ! رک جاؤ ایسا مت کہو اس لئے کہ اللہ تعالی ہر معاملہ میں نرمی کرنے کو پسند کرتا ہے، اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یارسول اللہ! کیا آپ نے ان یہودیوں کی بات نہیں سنی کہ انہوں نے آپ کو کیا کہا؟ اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے بھی تو ان سے کہا کہ وَعَلَیْکُمْ یعنی تم پر بھی ہلاکت اور تباہی ہو۔ (بخاری۔ ۶۰۲۴)، اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے یہ الفاظ انکے حق میں تو قبول ہونگے لیکن انکے الفاظ میرے حق میں قبول نہیں ہوں گے۔ (بخاری۔ ۶۰۳۰)

﴿درس نمبر ۲۱۲۹﴾ ایسی سرگوشی کرو جو نیک کاموں اور تقویٰ پر مشتمل ہو ﴿المجادلہ ۹۔۱۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَ تَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اے لوگو جو اٰمَنُوْۤا ایمان لائے ہو اِذَا جب تَنَاجَيْتُمْ تم سرگوشی کرو فَلَا تَتَنَاجَوْا تم سرگوشی نہ کرو بِالْاِثْمِ گناہ کی وَ اور الْعُدْوَانِ زیادتی کی وَ اور مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ نافرمانی رسول کی وَ اور تَنَاجَوْا تم سرگوشی کرو بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰى نیکی اور تقوی کی وَ اور اتَّقُوا اللّٰهَ اللہ سے ڈرو الَّذِيْ وہ کہ اِلَيْهِ اسی کی طرف تُحْشَرُوْنَ تم اکٹھے کیے جاؤ گے اِنَّمَا بس النَّجْوٰى سرگوشی تو مِنَ الشَّيْطٰنِ شیطان کی طرف سے ہے لِيَحْزُنَ تاکہ وہ غمزدہ کرے الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَ اور لَيْسَ نہیں وہ بِضَآرِّهِمْ ضرر دینے والا انہیں شَيْـًٔا کچھ بھی اِلَّا مگر بِاِذْنِ اللّٰهِ اللہ کے حکم سے وَ اور عَلَى اللّٰهِ اللہ ہی پر فَلْيَتَوَكَّلِ پس چاہیے کہ توکل کریں الْمُؤْمِنُوْنَ مومن

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک دوسرے سے سرگوشی کرو تو ایسی سرگوشی نہ کرو جو گناہ، زیادتی اور رسول کی نافرمانی پر مشتمل ہو، ہاں! ایسی سرگوشی کرو جو نیک کاموں اور تقوی پر مشتمل ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم سب کو جمع کرکے لے جایا جائے گا، ایسی سرگوشی تو شیطان کی طرف سے ہوتی ہے تاکہ وہ ایمان

والوں کوغم میں مبتلا کرے اور وہ اللہ کے حکم کے بغیر انہیں ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

تشریح: ۔ان دوآیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک دوسرے سے سرگوشی کروتوایسی سرگوشی نہ کرو جو گناہ، زیادتی اور رسول کی نافرمانی پر مشتمل ہو۔

۲۔ہاں! ایسی سرگوشی کرو جو نیک کاموں اورتقوی پر مشتمل ہو۔

۳۔اللہ سے ڈرتے رہوجسکے پاس تم سب کو جمع کر کے لے جایا جائے گا۔

۴۔ایسی سرگوشی تو شیطان کی طرف سے ہوتی ہے تاکہ وہ ایمان والوں کوغم میں مبتلا کرے۔

۵۔شیطان اللہ کے حکم کے بغیر انہیں ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

۶۔مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

اے ایمان والو! تم لوگ اس طرح کی سرگوشیاں نہ کروجس طرح کہ یہ کافرلوگ کیا کرتے ہیں یعنی کسی کو نقصان پہنچانے کی، کسی کو ایذا اور تکلیفیں دینے کی، اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرنے کی یا کسی پر ظلم وزیادتی کرنے کی یا پھر کسی گناہ کے کرنے کی، یہ سب کچھ اللہ تعالی نے حرام کر رکھا ہے، جو کوئی اس طرح کی سرگوشیاں کرے گا اسے اس پر سزا دی جائے گی، ہاں! اگر سرگوشی کرنا چاہتے ہو تو تقوی، نیکی، اچھائی، اعمالِ خیر، بھلائی اور اچھی چیزوں کی سرگوشی کرو اس لئے کہ یہ چیزیں کسی کو نقصان نہیں پہنچا تیں بلکہ یہ چیزیں تمہارے ایمان میں اور اضافہ ہی کرتی ہیں لہذا ایسی سرگوشیاں کرنے کی تمہیں اجازت ہے لیکن پھر بھی اللہ سے ڈرتے رہو اس لئے کہ جب تم تنہا ہوتے ہو تو شیطان تمہارے ساتھ لگا رہتا ہے، تم اچھی چیزیں کرنا چاہتے ہو لیکن شیطان تمہیں برائی پر اکساتے رہتا ہے اس لئے ذرا احتیاط سے کام لو، اگر تم لوگ اس شیطان کے بہکاوے میں آ گئے تو پھر اسکی سزا تمہیں دی جائیگی اس وقت جب تم اس رب کے پاس جمع کئے جاوگے وہ تمہیں وہاں تمہارے اعمال کی سزا دیگا، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم تین لوگ ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کرو بلکہ اسے بھی ساتھ لے لو، اس لئے کہ اگر اسے چھوڑ دوگے تو اس طریقۂ کار سے اسے تکلیف ہوگی۔(بخاری۔ ۶۲۹۰)، یہ ایک اور طریقہ ہے جس کی جانب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رہبری فرمائی کہ جب دو چار آدمی اکٹھا ہوں تو ایسی صورت میں ایک، دو کو چھوڑ کر دوسرے لوگ آپس میں خفیہ باتیں یا سرگوشیاں نہ کیا کریں اس لئے کہ ایسا کرنے سے ان لوگوں کو تکلیف ہوگی جنہیں الگ کر دیا گیا ہو اور وہ بھی سوچنے لگیں گے کہ شاید یہ لوگ میرے ہی بارے میں گفتگو کر رہے ہیں تو ان کا یہ عمل یہودیوں اور منافقین کے مشابہ ہوگیا کہ جس سے اللہ

تعالیٰ نے روکا ہے اس لئے ایسی حرکتوں سے باز آئیں، جو منافقین مسلمانوں کو تکلیف دینے اور انہیں ستانے کے لئے سرگوشیاں کیا کرتے تھے انکی ان سرگوشیوں کی حقیقت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ یہ منافق اور مشرک جو سرگوشیاں مسلمانوں کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں فلاں غزوہ میں ناکامی ہوگی، فلاں غزوہ میں مسلمان مارے جائیں گے، فلاں قبیلہ ان پر حملہ آور ہوگا وغیرہ تو یہ سب شیطانی عمل ہے اور اسکے ذریعہ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان غم اور تکلیف میں مبتلا ہوں، تو مومنوں کو جان لینا چاہئے کہ انکی ان سرگوشیوں سے تمہیں کوئی نقصان پہنچنے والا نہیں ہے اس لئے کہ نفع اور نقصان کا دینے والا اللہ ہے، جب تک اسکا حکم نہ ہوگا اور جب تک اسکی مشیت نہ ہوگی تو کوئی چیز نہ نفع دے سکتی ہے اور نہ ہی نقصان، یہ منافق اور مشرک جو کرتے ہیں انہیں کرتے رہنے دیجئے، آپ بس اللہ پر بھروسہ رکھیے کہ وہ انکی ان سرگوشیوں کو کامیاب ہونے نہیں دے گا اور مسلمانوں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے اور اسی کی پناہ تلاش کرنی چاہئے یقیناً وہ اپنی پناہ میں آنے والوں کو کبھی ضائع ہونے نہیں دیتا۔

﴿درس نمبر ۲۱۳۰﴾ مجلسوں میں دوسروں کیلئے گنجائش پیدا کرو ﴿المجادلہ۔۱۱﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قِيۡلَ لَـكُمۡ تَفَسَّحُوۡا فِى الۡمَجٰلِسِ فَافۡسَحُوۡا يَفۡسَحِ اللّٰهُ لَـكُمۡ‌ ۚ وَاِذَا قِيۡلَ انْشُزُوۡا فَانْشُزُوۡا يَرۡفَعِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ ۙ وَالَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ‌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اے لوگو جو اٰمَنُوۡۤا ایمان لائے ہو اِذَا جب قِيۡلَ کہا جائے لَـكُمۡ تم سے تَفَسَّحُوۡا تم کشادگی کرو فِى الۡمَجٰلِسِ مجلسوں میں فَافۡسَحُوۡا تو تم کشادگی کرو يَفۡسَحِ کشادگی کرے گا اللّٰهُ اللہ لَـكُمۡ تمہارے لیے وَ اور اِذَا جب قِيۡلَ کہا جائے انْشُزُوۡا تم اٹھ کھڑے ہو فَانْشُزُوۡا تو تم اٹھ کھڑے ہو جایا کرو يَرۡفَعِ بلند کرے گا اللّٰهُ اللہ الَّذِيۡنَ ان لوگوں کو جو اٰمَنُوۡا ایمان لائے مِنۡكُمۡ تم میں سے وَ اور الَّذِيۡنَ ان لوگوں کو جو اُوۡتُوا دیئے گئے الۡعِلۡمَ علم دَرَجٰتٍ درجوں میں وَ اور اللّٰهُ اللہ بِمَا ساتھ اس کے جو تَعۡمَلُوۡنَ تم عمل کرتے ہو خَبِيۡرٌ خوب خبردار ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں دوسروں کے لئے گنجائش پیدا کرو تو گنجائش پیدا کردیا کرو، اللہ تمہارے لئے وسعت پیدا کرے گا اور جب کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جاؤ، تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ ان کو درجوں میں بلند کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

تشریح: ۔اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں دوسروں کے لئے گنجائش پیدا کرو تو گنجائش پیدا کر دیا کرو۔

۲۔اللہ تمہارے لئے وسعت پیدا کرے گا، جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو۔

۳۔تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہیں علم عطا کیا گیا ہے اللہ انکو درجات کے اعتبار سے بلند کرے گا۔

۴۔جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

سرگوشی کرنے کے آداب سکھلانے کے بعد اللہ تعالی مومنوں کو ادب کی تلقین کر رہے ہیں کہ اے مومنو! جب تم سے اللہ کے نبی جگہ کشادہ کرنے کو فرمائیں تو تم اس حکم پر عمل کرتے ہوئے فوراً جگہ کو کشادہ کردو اور دوسروں کے لئے جگہ بنادو کہ تمہارے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالی تمہارا جو جنت میں مقام اور جگہ ہے اسکو کشادہ اور وسیع کردیگا، کیا ہی منافع بخش سودا ہے کہ دنیا میں تھوڑے سے وقت کے لئے اپنے مسلمان بھائی کو جگہ فراہم کرنا اور اسکے لئے جگہ کشادہ کردینا جنت میں اپنے دائمی گھر کی وسعت کرنا ہے، ہر کوئی یہی چاہتا ہے کہ اسکا گھر بڑے سے بڑا اور کشادہ ہو تو یہ ایسے چھوٹے چھوٹے کام ہیں کہ جن کے ذریعہ انسان جنت میں اپنے اس مقام کی کشادگی اور وسعت کرلیتا ہے اور فرمایا کہ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اس جگہ کو چھوڑنے اور وہاں سے اٹھنے کے لئے کہیں تو تم فوراً اس جگہ کو خالی کردو اور وہاں سے اٹھ جاؤ، جو سچا مومن اس حکم پر خوشی خوشی عمل کرے گا اور اس بات کو سمجھ کر کہ جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا ہے جگہ خالی کردے گا تو اللہ تعالی ایسے ایمان والوں کے جنت میں درجات کو بلند فرمائے گا اور وہاں انہیں اونچی اونچی جگہیں اس عمل کے بدلے عطا کرے گا اور اللہ تعالی کو خوب پتا ہے کہ کون دل کی رضا اور خوشی کے ساتھ اللہ کے رسول کے اس حکم پر عمل کرتا ہے اور کون نہیں؟ اس آیت کے شان نزول سے متعلق واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ جمعہ کے روز نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم صفہ چبوترے پر بیٹھ کر نصیحت فرما رہے تھے اور وہ جگہ تھوڑی سی تنگ تھی، ایسے وقت اہل بدر میں شامل ایسے بزرگ صحابہ تشریف لائے جن کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا تو چنانچہ وہ آئے اور آپ علیہ السلام کے بالکل سامنے ٹھہر کر آپکو سلام کیا اور آپ علیہ السلام نے بھی انکے سلام کا جواب دیا اسکے بعد انہوں نے مجلس میں بیٹھے لوگوں کو سلام کیا اور ان لوگوں نے بھی ان بدری صحابہ کے سلام کا جواب دیا پھر وہ بدری صحابہ ایسے ہی ٹھہرے رہے اس انتظار میں کہ شاید انکے لئے جگہ کشادہ کی جائے لیکن ایسا ہوا نہیں، اس حرکت سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگواری محسوس ہوئی تو آپ علیہ السلام نے اپنے اطراف دیگر صحابہ کو ایک ایک کرکے اٹھایا اور اتنے لوگوں کو اٹھایا جتنے وہ بدری صحابہ تھے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان بیٹھے ہوئے صحابہ کو اٹھانا ناگوار گزرا کہ ہمیں اٹھا کر انہیں بٹھایا جارہا ہے اسی پر یہ آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا نازل ہوئی۔(الدر المنثور۔ج،۸۔ص،۸۲) اس آیت سے ایک ادب یہ

بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی بڑے چاہے وہ رتبہ میں ہوں یا عمر ہوں میں تو ہمیں ان کی لئے جگہ کشادہ کر دینی چاہئے اور اگر جگہ تنگ ہے کہ کشادگی ممکن نہیں تو پھر ایسی صورت میں اکراماً خود اٹھ کر انہیں جگہ دینی چاہیے یہ اسلام کی اعلی تعلیمات ہیں جن پر ہمیں بھی عمل کرنا چاہئے اور دوسروں تک اس عمل کو پہنچانا چاہئے تا کہ اسلام کے اعلی اخلاق کا ساری دنیا کو پتہ چل جائے ، یہ تو بیٹھے ہوئے لوگوں کا ادب تھا جو اس آیت میں سکھلایا گیا اور جو محفل میں آنے والا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اس بارے میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ کوئی آدمی دوسرے آدمی کو اسکی بیٹھی ہوئی جگہ سے نہ اٹھائے بلکہ بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہے کہ وہ اس کے لئے جگہ کو کشادہ کریں، تمہارے اس عمل کے ذریعہ اللہ تعالی جنت میں تمہارے لئے جگہ کشادہ کرے گا۔
(فتح الباری لابن رجب ۔ ج ۸ ۔ ص ۲۰۹)

﴿درس نمبر ۲۱۳۱﴾ **سرگوشی سے پہلے صدقہ** ﴿المجادلہ ۱۲ ۔ ۱۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اے لوگو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو! اِذَا جب نَاجَيْتُمُ تم سرگوشی کرو الرَّسُوْلَ رسول سے فَقَدِّمُوْا تو تم پیش کرو بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ اپنی سرگوشی سے پہلے صَدَقَةً صدقہ ذٰلِكَ یہ خَيْرٌ بہت بہتر ہے لَّكُمْ تمہارے لیے وَ اور اَطْهَرُ زیادہ پاکیزہ ہے فَاِنْ پھر اگر لَّمْ تَجِدُوْا تم نہ پاؤ فَاِنَّ تو بلاشبہ اللّٰهَ اللہ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ غفور رحیم ہے ءَاَشْفَقْتُمْ کیا تم ڈر گئے اَنْ کہ تُقَدِّمُوْا تم پیش کرو بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ پہلے اپنی سرگوشی صَدَقٰتٍ صدقے فَاِذْ چنانچہ جب لَمْ تَفْعَلُوْا تم نے نہ کیا وَ اور تَابَ متوجہ ہوا اللّٰهُ اللہ عَلَيْكُمْ تم پر فَاَقِيْمُوْا تو تم قائم کرو الصَّلٰوةَ نماز وَ اور اٰتُوا دو تم الزَّكٰوةَ زکوۃ وَ اور اَطِيْعُوا تم اطاعت کرو اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اللہ اور اس کے رسول کی وَ اور اللّٰهُ اللہ خَبِيْرٌ خوب خبردار ہے بِمَا اس کے ساتھ جو تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے ہو

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! جب تم رسول سے تنہائی میں کوئی بات کرنا چاہو تو اپنی اس تنہائی کی بات سے پہلے کچھ صدقہ کر دیا کرو، یہ طریقہ تمہارے حق میں بہتر اور زیادہ ستھرا طریقہ ہے، ہاں! اگر تمہارے پاس (صدقہ کرنے کے لئے) کچھ نہ ہو تو اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔ کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ اپنی تنہائی کی

بات سے پہلے صدقات دیا کرو؟ اب جبکہ تم ایسا نہیں کر سکے اور اللہ نے تمہیں معاف کر دیا تو تم نماز قائم کرتے رہو اور زکوۃ دیتے رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے رہو اور جو کام بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ایمان والو! جب تم رسول سے تنہائی میں بات کرنا چاہو تو اپنی اس تنہائی کی بات سے پہلے کچھ صدقہ کر دیا کرو۔

۲۔ یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر اور ستھرا طریقہ ہے۔

۳۔ ہاں! تمہارے پاس اگر صدقہ کرنے کے لئے کچھ نہ ہو تو اللہ بہت بخشنے والا، مہربان ہے۔

۴۔ کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ اپنی تنہائی سے پہلے صدقات دیا کرو؟۔

۵۔ جب تم ایسا نہیں کر سکے اور اللہ نے بھی تمہیں معاف کر دیا تو تم نماز قائم کرتے رہو اور زکوۃ دیتے رہو۔

۶۔ اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو۔

۷۔ جو کام بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

ان آداب کو سکھلانے کے بعد اللہ تعالی مومنوں کو ایک اور حکم سنا رہے ہیں وہ یہ کہ جب کبھی کوئی شخص نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے تنہائی میں کچھ گفتگو کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ اس گفتگو سے پہلے کچھ صدقہ وخیرات اللہ کی راہ میں کر دے پھر اسکے بعد وہ اللہ کے نبی سے بات کرے، اس کا فائدہ یہ ہے کہ یہ صدقہ کرنا ایک تو تمہارے لیے بہتر بدلے کا سبب ہوگا اور دوسرا یہ کہ یہ تمہارے دل کو صاف کرنے کا ذریعہ بھی بنے گا وہ اس طور سے کہ پہلے ہر کوئی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے اکیلے میں گفتگو کرنا چاہتا تھا اور بعض منافقین بھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کے لئے بلاوجہ آپ کے پاس آ کر باتیں کرتے بیٹھ جاتے جس سے آپ علیہ السلام کو تکلیف ہوتی اور آپ کا وقت بھی ضائع ہوتا تو اس طریقہ کو روکنے کے لئے اللہ تعالی نے صدقہ کا لزوم فرمایا کہ اب جسے ضرورت ہوگی وہی آ کر آپ سے گفتگو کرے گا ورنہ کون بلاوجہ صدقہ کرے؟ اس آیت کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ایسی آیت ہے کہ جس پر صرف میں نے عمل کیا کہ نہ تو مجھ سے پہلے کسی نے اس پر عمل کیا اور نہ میرے کسی نے اس پر عمل کیا بعد اس لئے کہ یہ آیت بعد میں منسوخ ہوگئی۔ فرمایا کہ میرے پاس ایک دینار تھا تو میں نے اسے دس درہم کے عوض بیچ دیا اب جب کبھی مجھے آپ علیہ السلام سے بات کرنی ہوتی تو میں وہ ایک درہم صدقہ کرتا پھر آپ علیہ السلام سے بات کرتا آخر میں وہ آیت اگلی والی آیت سے منسوخ ہوگئی۔ (مستدرک حاکم۔ ۲/۴۹۴) اور جب یہ حکم لوگوں پر مشکل ہونے لگا اور جو واقعی آپ علیہ السلام سے بات کرنا چاہتے تھے لیکن پیسے نہ ہونے کی وجہ سے وہ بات نہیں کر پا رہے تھے تو اللہ تعالی نے اس حکم کو منسوخ کر دیا اور یہ آیت ءَأَشْفَقْتُمْ أَن تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ

نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ نازل فرمائی اور فرمایا کہ کیا تم لوگ اس بات سے ڈر گئے کہ اپنی تنہائی کی بات سے پہلے صدقات دیا کریں؟ چلو! اب جب تم صدقہ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو اس صدقہ کے بدلہ ایک کام یہ کیا کرو کہ نماز کی پابندی کیا کرو اور نوافل کی بھی کثرت رکھو اور ساتھ میں زکوٰۃ بھی ادا کرو اگر وہ تم پر واجب ہو اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تم اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو، چونکہ جو سچے، پکے مومن و مسلمان ہیں وہ تو خوشی خوشی اس پر عمل کریں گے اور عبادت کرنا اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرنا ان کے لئے باعث مسرت بھی ہوگا، لیکن جو منافق ہوں گے انکے لئے عبادت دشوار کن عمل ہے لہذا اسکی وجہ سے بھی منافق آپ علیہ السلام سے تنہائی میں گفتگو کرنے سے پرہیز کریں گے، چونکہ یہ عمل دل سے کیا جاتا ہے اور تنہائی میں بھی کہ اکثر عبادت گھروں میں رات کے وقت اکیلے میں کی جاتی ہے تو اللہ تعالی اس سے بھی آگاہ فرمارہے ہیں کہ تم جو بھی کرو گے چاہے وہ تنہائی میں ہو یا علانیہ اللہ تعالی کو خبر رہتی ہے پھر وہ اسی کے مطابق تمہیں جزا دے گا۔

﴿درس نمبر ۲۱۳۲﴾ یہ جانتے بوجھتے جھوٹی باتوں پر قسم کھاتے ہیں ﴿المجادلہ ۱۴۔تا۔۱۶﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللهُ عَلَيْهِمْ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ اَعَدَّ اللهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ اِتَّخَذُوْا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا اِلَى الَّذِيْنَ ان لوگوں کی طرف جنھوں نے تَوَلَّوْا دوستی کی قَوْمًا اس قوم سے غَضِبَ کہ غصے ہوا اللهُ اللہ عَلَيْهِمْ ان پر مَا نہیں ہیں هُمْ وہ مِّنْكُمْ تم میں سے وَ اور لَا مِنْهُمْ نہ ان میں سے وَ اور يَحْلِفُوْنَ وہ قسمیں کھاتے ہیں عَلَى الْكَذِبِ جھوٹ پر وَ حالانکہ هُمْ وہ يَعْلَمُوْنَ جانتے ہیں اَعَدَّ اللهُ اللہ نے تیار کیا ہے لَهُمْ ان کے لیے عَذَابًا عذاب شَدِيْدًا شدید اِنَّهُمْ بلا شبہ سَآءَ برا ہے مَا جو كَانُوْا وہ رہے يَعْمَلُوْنَ عمل کرتے اِتَّخَذُوْا انھوں نے بنالیا ہے اَيْمَانَهُمْ اپنی قسموں کو جُنَّةً ڈھال فَصَدُّوْا پھر انھوں نے روکا عَنْ سَبِيْلِ اللهِ اللہ کی راہ سے فَلَهُمْ لہذا ان کے لیے ہے عَذَابٌ عذاب مُّهِيْنٌ رسوا کن

ترجمہ:۔ کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا جنہوں نے ایسے لوگوں کو دوست بنایا ہوا ہے جن پر اللہ کا غضب ہے؟ یہ نہ تو تمہارے ہیں اور نہ ان کے، اور یہ جانتے بوجھتے جھوٹی باتوں پر قسمیں کھا جاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے، حقیقت یہ ہے کہ بہت برے ہیں وہ کام جو یہ کرتے رہے ہیں، انہوں نے اپنی

قسموں کو ایک ڈھال بنالیا ہے، پھر وہ دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکتے رہے ہیں، اس لئے ان کے لئے ایسا عذاب ہے جو ذلیل کر کے رکھ دے گا۔

تشریح:۔ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے ان لوگوں کو اپنا دوست بنائے رکھا ہے جن پر اللہ کا غضب ہے

۲۔ یہ لوگ نہ تو تمہارے ہیں اور نہ ہی انکے۔

۳۔ یہ جانتے بوجھتے جھوٹی باتوں پر قسمیں کھاتے ہیں۔ ۴۔ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے

۵۔ حقیقت یہ ہے کہ بہت برے ہیں وہ کام جو یہ کیا کرتے ہیں۔ ۶۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا ہے۔

۷۔ پھر وہ لوگ دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔

۸۔ لہٰذا انکے لئے ایسا عذاب ہے جو انہیں رسوا کر کے رکھ دے گا۔

ایمان والوں کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ منافقوں کا ذکر فرما رہے ہیں کہ اے نبی! کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ لوگ جو ایسے لوگوں کو اپنا دوست بناتے ہیں کہ جن پر آپ کے رب نے اپنا غضب نازل کیا ہے، یہ ایسے لوگ ہیں کہ یہ نہ تو ان مغضوب لوگوں میں سے ہیں اور نہ ہی آپ لوگوں میں سے یعنی وہ نہ تو ایمان والے ہیں اور نہ ہی کافر، بلکہ یہ منافق لوگ ہیں کہ جو ظاہرا مومنوں کے ساتھ رہتے ہیں لیکن دلی ہمدردی انہیں یہود کے ساتھ ہے" وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے شیطانوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ہی ساتھ ہیں بس ہم تو انکے ساتھ مذاق کر رہے ہیں، (البقرۃ۔ ۱۴) اور وہ تمہاری ہر بات جو محفلوں میں ہوتی ہے اور جو مشورے تم آپس میں کرتے ہو اسکی خبر ان یہود تک پہنچاتے ہیں اور جب تم ان سے یہ پوچھو کہ کیوں تم ان یہودیوں تک ہماری باتیں پہنچاتے ہو اور کیوں انہیں ہماری راز کی باتیں بتلاتے ہو؟ اپنے آپ کو چھپانے کے لئے جھوٹی قسمیں کھانے لگتے ہیں کہ اللہ کی قسم! نہیں معلوم ہم نے ایسا نہیں کیا، حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ یہ ہماری قسمیں جھوٹی ہیں لیکن پھر بھی ایسا کرتے ہیں مگر انہیں یہ نہیں معلوم کہ وہ چاہے لاکھ قسمیں کھالیں اللہ تعالیٰ انکا حال جانتا ہے اور وہ اس بات کی خبر اپنے نبی تک پہنچا دیتا ہے، واقعہ یہ ہے کہ ایک منافق جسکا نام مفسرین نے عبداللہ بن نبتل بیان فرمایا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ڈانٹ ڈپٹ کی کہ تم کیوں ایسی حرکتیں کرتے ہو کہ یہاں رہتے ہو اور وہاں جا کر ساری باتیں بتاتے ہو؟ اور مجھے برا بھلا کہتے ہو؟ تو وہ اس پر قسمیں کھانے لگا کہ میں نے ایسا نہیں کیا اور اپنے ساتھی منافقین کو بھی لے آیا اور وہ بھی قسمیں کھا کر اس سے براءت ظاہر کرنے لگے، ایسے لوگوں کا حشر بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انکے لئے بہت ہی دردناک اور تکلیف دہ

عذاب اللہ تعالی نے تیار کر رکھا ہے لہذا جب وہ اس دنیا کو چھوڑ کر ہمارے پاس آئیں گے تو ہم اسی طرح کے عذاب سے انکا خیر مقدم کریں گے اس عذب کی وجہ وہ برے اعمال ہیں جو یہ کیا کرتے تھے، ان منافقین کی ایک صفت یہ بھی تھی کہ وہ لوگ ایمان کا بظاہر لبادہ اوڑھ رکھے تھے تا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچائے رکھیں اور انہیں یہاں رہنے پر تاوان وغیرہ دینا نہ پڑے اس لئے کہ جو بھی کافر مسلم علاقہ میں رہتا ہوا سے اپنی حفاظت کے لئے مسلمانوں کو تاوان دینا پڑتا تھا تو یہ منافق لوگ اس ٹیکس سے بچنے کے لئے زبانی ایمان لالے آئے تھے تو انکا یہ ایمان لانا ایک ڈھال کی طرح ہو گیا جو انکی اس سے حفاظت کرتا تھا اور جب ان لوگوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا تو جو لوگ دور دراز سے اسلام کی حقانیت کو جان کر اسلام لانے آتے تو یہ منافق لوگ ان سے ملکر انہیں اسلام لانے سے روکتے اور اسلام کے خلاف بری باتیں بیان کرتے تا کہ یہ لوگ یہ باتیں سن کر اسلام لانے سے باز آجائیں، چونکہ یہ منافق لوگ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے تو وہ اسلام کی تلاش میں آنے والے انہیں مسلمان ہی سمجھ کر انکی باتوں میں آجاتے اور سوچتے کہ جب مسلمان ہی اپنے دین کی نعوذ باللہ برائی کر رہا ہو اور وہی اس دین سے ناخوش ہو تو پھر ہم کیوں اس دین کو قبول کریں؟ بس یہی سوچ کر وہ لوگ اسلام سے دور ہو جاتے، ان کی ایسی حرکتوں کو اللہ تعالی نے یہاں بیان فرمایا اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ انکی اس حرکت پر انہیں جہنم میں تڑپانے والا اور رسوا و ذلیل کرنے والا عذاب دیا جائے گا، سورۂ نحل کی آیت نمبر ۸۸ میں بھی فرمایا گیا "اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ جن لوگوں نے کفر کیا اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکا ہم انکے عذاب میں اور زیادہ اضافہ کر دیں گے۔

﴿درس نمبر ۲۱۳۳﴾ یہ سمجھیں گے کہ انہیں کوئی سہارا مل گیا ہے ﴿المجادلہ ۱۷۔۱۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَنْ تُغْنِيَ ہرگز فائدہ نہیں دیں گے عَنْهُمْ ان کو اَمْوَالُهُمْ مال ان کے وَ اور لَا نہ اَوْلَادُهُمْ اولاد ان کی مِّنَ اللّٰهِ اللہ سے شَيْـًٔا کچھ بھی اُولٰٓئِكَ یہی ہوگا اَصْحٰبُ النَّارِ دوزخی ہیں هُمْ وہ فِيْهَا اس میں خٰلِدُوْنَ ہمیشہ رہیں گے يَوْمَ جس دن يَبْعَثُهُمْ دوبارہ اٹھائے گا ان کو اللّٰهُ اللہ جَمِيْعًا سب کو فَيَحْلِفُوْنَ تو وہ قسمیں کھائیں گے لَهٗ اس کے سامنے كَمَا جیسے يَحْلِفُوْنَ وہ قسمیں کھاتے ہیں لَكُمْ تمہارے

سامنے وَ اور يَحْسَبُوْنَ وہ گمان کریں گے اَنَّهُمْ کہ بے شک وہ عَلٰى شَىْءٍ کسی چیز پر ہیں اَلَآ آگاہ رہو! اِنَّهُمْ هُمُ بے شک وہی ہیں الْكٰذِبُوْنَ جھوٹے

ترجمہ:۔ ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے مقابلے میں ان کے کچھ کام نہیں آئیں گے یہ دوزخ والے لوگ ہیں یہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔جس دن اللہ ان سب کو دوبارہ زندہ کرے گا تو اس کے سامنے بھی یہ اسی طرح قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور یہ سمجھیں گے کہ انہیں کوئی سہارا مل گیا ہے، یاد رکھو! یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ انکے مال اور انکی اولاد اللہ کے مقابلہ میں انکے کچھ کام نہیں آئیں گے۔

۲۔ یہ دوزخ والے ہیں، ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

۳۔ جس دن اللہ ان سب کو دوبارہ زندہ کرے گا تو اس دن بھی وہ لوگ اسکے سامنے اسی طرح قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھاتے ہیں۔

۴۔ یہ سمجھیں گے کہ انہیں کوئی سہارا مل گیا ہے۔ ۵۔ یاد رکھو! یہ بالکل جھوٹے ہیں۔

انہی منافقین کی قیامت کے دن بے بسی کو ان آیتوں میں بیان کیا جارہا ہے کہ جب ان منافقوں کو دردناک عذاب میں جھونکا جائے گا اور وہاں وہ لوگ تڑپتے رہیں گے اور اپنے اعمال کی سزا پاتے رہیں گے تو وہ لوگ اس عذاب سے چھٹکارہ پانے کے لئے ہر چیز کو بطور تاوان دینے تیار ہوجائیں گے، دنیا میں اس معمولی سے تاوان سے بچنے کے لئے انہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا آج یہی لوگ اس عذاب سے بچنے کے لئے سب کچھ دینے تیار ہوجائیں گے حتی کہ اپنی اولاد کو بھی اپنے بچاؤ کے لئے دینے تیار ہوجائیں گے لیکن یہاں یہ سب کچھ کام نہیں آئے گا نہ ہی مال و دولت اور نہ ہی اولاد، یہاں تو بس ایمان اور اعمال صالحہ ہی کام آئیں گے، ہمیشہ انہیں اسی عذاب میں رہنا ہوگا، اس سے باہر نکلنے کا اب انکے پاس کوئی راستہ نہیں ہوگا جب ان منافقوں کو قیامت کے دن اپنی اپنی قبروں سے اٹھایا جائے گا تو وہاں پر کافروں اور مومنوں کی الگ الگ جماعت کردی جائے گی تو جب ان منافقوں کو ان کافروں کی جماعت میں شامل کیا جائے گا تو اس وقت یہ لوگ قسمیں کھا کھا کر کہنے لگیں گے کہ ہم تو دنیا میں ایمان والے تھے مگر آج ہمیں کیوں ان کافروں کے ساتھ اٹھایا جارہا ہے اور اپنے مومن ہونے کو وہاں بھی قسموں کے ذریعہ بیان کرنے لگیں گے جیسے کہ دنیا میں یہ لوگ کیا کرتے تھے يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ اس آیت کے نزول کا واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ نبی رحمت ﷺ اپنے کسی حجرے کے سایہ میں بیٹھے تھے کہ وہاں پر اور بھی مسلمان موجود تھے، اس وقت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ کچھ دیر میں تمہارے پاس ایک ایسا شخص آئے گا جو تمہیں شیطان کی نظروں سے دیکھے گا اور جب وہ

آئے تو تم اس سے بات نہ کرنا، چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں ایک نیلی آنکھ والا کانا شخص یعنی عبداللہ بن نبتل آیا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تم اور تمہارے ساتھی کس وجہ سے میری برائی کرتے ہو؟ اس پر اس نے کہا کہ مجھے اپنے ساتھیوں کو بھی بلالانے دو چنانچہ وہ گیا اور اپنے ساتھیوں کو لے آیا، وہ اور اسکے ساتھی قسمیں کھا کر کہنے لگے کہ ہم نے ایسا نہیں کیا اور عذر پیش کرنے لگے اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ (مسند احمد ۲۴۰۷) کہ جس طرح یہ لوگ اس دنیا میں آپ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی بات کو سچ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں اسی طرح یہ لوگ اس وقت کریں گے جب وہ ہمارے پاس دوبارہ زندہ ہو کر آئیں گے اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہمیں یہاں پر اس قسم کی وجہ سے کچھ سہارا مل گیا کہ ہم اپنے آپ کا بچاؤ کر سکیں تو انہیں پتا ہونا چاہیئے کہ یہ انکی کوشش وہاں قیامت کے دن رائیگاں جائے گی، وہ اپنی بات میں جھوٹے تھے اور جھوٹے ہی رہیں گے کہ انکی یہ قسمیں اس حقیقت کو بدل نہیں دیں گی اور وہ عذاب انہیں مل کر رہے گا جو انکے لئے تیار کیا گیا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۳۴﴾ ذلیل ہیں وہ جو اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتے ہیں ﴿المجادلہ ۱۹۔تا۔۲۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ O اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ O كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِسْتَحْوَذَ غالب آ گیا ہے عَلَيْهِمُ ان پر الشَّيْطٰنُ شیطان فَاَنْسٰهُمْ پھر اس نے بھلا دیا انہیں ذِكْرَ اللّٰهِ اللہ کا ذکر اُولٰٓئِكَ یہ لوگ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ شیطانی لشکر ہیں اَلَآ آگاہ رہو اِنَّ بے شک حِزْبَ الشَّيْطٰنِ شیطانی لشکر هُمُ وہی ہیں الْخٰسِرُوْنَ خسارہ پانے والے اِنَّ بلاشبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جو يُحَآدُّوْنَ مخالفت کرتے ہیں اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اللہ اور اس کے رسول کی اُولٰٓئِكَ وہی لوگ ہیں فِي الْاَذَلِّيْنَ ذلیل ترین لوگوں میں سے كَتَبَ اللّٰهُ اللہ نے لکھ رکھا ہے لَاَغْلِبَنَّ کہ ضرور غالب آؤں گا اَنَا میں وَ اور رُسُلِيْ میرا رسول اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ قَوِيٌّ قوی ہے عَزِيْزٌ نہایت غالب

ترجمہ:۔ بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل ترین لوگوں میں شامل ہیں، اللہ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غالب آئیں گے، یقین رکھو کہ اللہ بڑی قوت والا، بڑے اقتدار والا ہے۔

تشریح: ۔ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ان پر شیطان نے پوری طرح قبضہ جما کرانہیں اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ہے۔

۲۔یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں۔ ۳۔یادرکھو! شیطان کا گروہ ہی نامراد ہونے والا ہے۔

۴۔بے شک جولوگ اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل ترین لوگوں میں شامل ہوں گے۔

۵۔اللہ نے یہ بات لکھدی ہے کہ وہ اور اسکے پیغمبر ضرور غالب آئیں گے۔

۶۔یقین رکھو کہ اللہ بڑی قوت والا، بڑے اقتدار والا ہے۔

ان منافقین پر شیطان نے اپنا تسلط جمالیا، انکی عقلوں اور دلوں پر غلبہ پالیا اور انہیں اللہ کے ذکر سے غافل کر دیا، جو کوئی ایسا ہو کہ وہ شیطانی تسلط کی وجہ سے اسی کی باتوں پر چلتا ہو، ہدایت کو ٹھکرا کر ضلالت کو اپنا تا ہو، اچھائی کو چھوڑ کر برائی کے پیچھے بھاگتا ہو اور شیطان کو اپنا دوست بنائے رکھا ہو تو ایسے لوگ اسی شیطان کے گروہ اور جماعتی کہلائیں گے اور جو شیطان کا گروہی اور جماعتی ہوتا ہے وہی گمراہ ہوتا ہے اس لئے کہ شیطان خود گمراہ ہے تو جو گمراہ کی سرپرستی میں چلے گا وہ بھی گمراہ ہوگا اور گمراہ لوگ قیامت کے دن نقصان اٹھانے والے ہوں گے اس لئے کہ نفع اٹھانے والے تو وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے ایمان سے اپنے آپ کو مزین کیا، گمراہی کو چھوڑ کر ہدایت کو اپنایا، برائی سے پرہیز کیا اور اچھائی کے پیچھے چلے تو جو کوئی اسکے مخالف اعمال کریگا وہ نقصان اٹھائے گا اور نقصان یہ ہوگا کہ اسے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا ہوگا اور جو کوئی بھی اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کریگا، انکی کہی ہوئی باتوں کے خلاف عمل کریگا، انکی اطاعت اور فرمانبرداری سے منہ موڑے گا وہ ذلت اٹھانے والوں میں سے ہوگا اور ذلت یہ ہوگی کہ دنیا میں یا تو وہ مسلمانوں کے ہاتھوں مارے جائیں گے یا پھر قیدی بنائے جائیں گے یا پھر جزیہ دیکر انہی مسلمانوں کے رحم وکرم پر رہنا پڑیگا اور آخرت میں ذلت یہ ہوگی کہ انہیں جہنم کے عذاب سے دوچار کیا جائیگا اور اسی میں انکا ٹھکانہ ہوگا رَبَّنَا إِنَّكَ مَن تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ اے اللہ! جسے آپ دوزخ میں داخل کر دیں یقینا اسے رسوا کر دیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔(آل عمران۔۱۹۲) دنیا میں انکا ذلیل ہونا طے ہے جسے اللہ تعالی نے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے کہ اسے اب کوئی بدل نہیں سکتا، مسلمانوں کی جب کفار سے لڑائی ہوگی تو فتح انہی کو نصیب ہوگی اور وہ مسلمانوں کے ہاتھوں مارے جائیں گے یا غلام بنالئے جائیں گے كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي اور اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے۔ سورۃ صافات کی آیت نمبر ۱۷۱۔۱۷۳ میں بھی فرمایا گیا" وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ہم پہلے ہی اپنے پیغمبروں کے بارے میں یہ بات طے کر چکے ہیں کہ یقینی طور پر انکی مدد کی جائے گی اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے لشکر کے لوگ ہی غالب رہتے ہیں، اس آیت کے شان

نزول کے سلسلہ میں مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے مکہ، طائف، خیبر اور اسکے آس پاس کے علاقے فتح کئے تو صحابہ نے کہا کہ ہمیں امید ہے کہ ہمیں روم وفارس پر بھی فتح دی جائیگی، اس پر عبداللہ بن ابی نے کہا کہ تم روم اور فارس کو ان بستیوں کی طرح سمجھتے ہو جن پر تم نے غلبہ پالیا؟ اللہ کی قسم! وہ لوگ تعداد اور قوت دونوں میں تمہارے گمان سے بھی کہیں زیادہ بڑھے ہوئے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ (التفسیر المنیر ۔ج، ۲۸ ۔ص، ۵۷) اللہ تعالیٰ نے جو طے کرلیا وہ ہو کر رہیگا خواہ وہ دنیا کی نظر میں ناممکن ہی کیوں نہ ہو۔

﴿درس نمبر ۲۱۳۵﴾ اپنی روح سے اللہ نے ان کی مدد کی ہے ﴿المجادلہ ۔ ۲۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَا تَجِدُ آپ نہیں پائیں گے قَوْمًا کوئی قوم جو يُّؤْمِنُوْنَ ایمان رکھتے ہوں بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اللہ اور روزِ آخرت پر يُوَآدُّوْنَ کہ وہ دوستی کریں مَنْ ان سے جنہوں نے حَآدَّ مخالفت کی اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اللہ اور اس کے رسول کی وَ لَوْ اور اگرچہ كَانُوْۤا وہ ہوں اٰبَآءَهُمْ ان کے باپ اَوْ یا اَبْنَآءَهُمْ ان کے بیٹے اَوْ یا اِخْوَانَهُمْ ان کے بھائی اَوْ یا عَشِيْرَتَهُمْ ان کا قبیلہ اُولٰٓئِكَ یہ لوگ كَتَبَ لکھ دیا ہے فِيْ قُلُوْبِهِمُ ان کے دلوں میں الْاِيْمَانَ ایمان وَ اور اَيَّدَهُمْ اس نے تائید کی ان کی بِرُوْحٍ ایک روح کے ساتھ مِّنْهُ اپنی طرف سے وَ اور يُدْخِلُهُمْ داخل کرے گا وہ انہیں جَنّٰتٍ ایسے باغات میں تَجْرِيْ کہ چلتی ہیں مِنْ تَحْتِهَا ان کے نیچے الْاَنْهٰرُ نہریں خٰلِدِيْنَ وہ ہمیشہ رہیں گے فِيْهَا ان میں رَضِيَ راضی ہو گیا اللّٰهُ اللہ عَنْهُمْ ان سے وَ اور رَضُوْا وہ راضی ہو گئے عَنْهُ اس سے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ حِزْبُ اللّٰهِ اللہ کا گروہ ہیں اَلَاۤ آگاہ رہو اِنَّ یقیناً حِزْبَ اللّٰهِ اللہ کا گروہ هُمُ وہ ہیں الْمُفْلِحُوْنَ فلاح پانے والے

ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں ان کو تم ایسا نہیں پاؤ گے کہ وہ ان سے دوستی رکھتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، چاہے وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا ہے اور اپنی روح سے ان کی

مدد کی ہے اور انہیں وہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہو گیا ہے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں، یہ اللہ کا گروہ ہے، یاد رکھو کہ اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا ہے۔

تشریح:۔اس آیت میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں آپ انہیں ایسا پاؤ گے کہ وہ ان سے دوستی رکھتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کی ہو۔

۲۔ چاہے وہ انکے باپ ہوں یا بیٹے، بھائی یا انکے خاندان والے۔

۳۔ یہ وہ لوگ ہیں جنکے دلوں پر اللہ نے ایمان نقش کر دیا ہے۔ ۴۔ اپنی روح سے اللہ نے انکی مدد کی ہے۔

۵۔ انہیں وہ ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

۶۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

۷۔ یہ اللہ کا گروہ ہے اور یاد رکھو کہ اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ اس بات کو بیان فرما رہے ہیں کہ جو منافق ہیں وہ تو اس شیطان کے گروہی اور دوست ہیں لیکن جو ایمان والے ہیں وہ نہ تو ان شیطانی دوستوں سے تعلق رکھتے ہیں اور نہ ہی شیطان سے۔اس لئے کہ مومن اللہ کا دوست ہوتا ہے اور یہ منافق وشیطان اللہ کے دشمن ہیں تو اللہ کے دوست اور دشمن ایک ساتھ نہیں چل سکتے اگرچہ کہ وہ ان مومنوں کے باپ، بیٹا، بھائی یا کوئی قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، وہ اللہ کے مقابلہ میں انہیں ترجیح نہیں دیتے، ہاں! رشتہ داری کا لحاظ تو رکھتے ہیں لیکن فوقیت ہمیشہ اللہ اور اسکے رسول کو ہوگی، ان کا فرمان اور حکم انکے نزدیک رشتہ داری سے کہیں بڑھ کر ہوگا، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری عزت کی قسم! میری رحمت کو وہ لوگ نہیں پائیں گے جو میرے دوستوں سے دوستی اور میرے دشمنوں سے دشمنی نہ رکھتے ہوں۔(المعجم الکبیر للطبرانی۔ ۱۴۰) اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے افضل عمل اللہ کے لئے محبت کرنا اور اسی کی خاطر نفرت رکھنا ہے۔(ابوداود۔ ۴۵۹۹)، اس آیت کے شانِ نزول کے سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن شوذب رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے والد بدر کے دن حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ کے درپے لگے ہوئے تھے (کہ اگر موقع ملے تو قتل کر دیں) لیکن حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہی ان سے کنارہ کشی اختیار کرنے لگے مگر جب انکے والد کی طرف سے جب زور بڑھتا گیا تو حضرت ابوعبیدہ نے آپ کو پکڑا اور قتل کر دیا جس پر یہ آیت لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ نازل ہوئی۔(المعجم الکبیر للطبرانی۔ ۳۶۰) اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے اور اللہ کے دشمنوں کے ساتھ دوستی نہ کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے ایمان کی مہر لگا دی کہ اب وہ کبھی

اس سے نہیں بھٹکیں گے اور اپنی مدد و نصرت کے ذریعہ انکی حمایت کی اس لئے کہ اللہ کی نصرت و مدد کے بغیر کوئی کام مکمل نہیں ہوسکتا اور جس چیز میں بھی اللہ کی مدد کار فرما ہو تو وہ یقینا پایۂ تکمیل کو پہنچتی ہے جیسا کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر موڑ پر انکا ساتھ دیا اور انکی مدد کی آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ انہیں ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے صاف و شفاف، میٹھی میٹھی نہریں بہتی ہوں گے یہ تحفہ اللہ کی جانب سے انہیں اس لئے ملا کہ اللہ تعالیٰ انکے اعمال سے اور انکی اخلاص نیت سے راضی ہو گیا اور یہ بھی اللہ کے ہر حکم اور فیصلے سے راضی ہو گئے۔ لہٰذا یہ ایسے لوگوں میں شامل ہو گئے جو اللہ کے مقرب اور اسکا گروہ ہیں اور یہ بات ہمیشہ کے لئے ذہن میں بٹھالو کہ جو اللہ کی جماعت اور اسکے گروہ میں سے ہوتا ہے وہی دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل فرمائے جس سے وہ راضی ہے اور جو اس سے راضی ہیں۔ آمین۔

سُوْرَۃُ الْحَشْرِ مَدَنِیَّۃٌ

یہ سورت ۳ رکوع اور ۲۴ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۳۶﴾ مسلمانو! تمہیں خیال بھی نہیں تھا کہ وہ نکلیں گے ﴿الحشر ۱۔۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ O ھُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ مِنْ دِیَارِھِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ مَّانِعَتُھُمْ حُصُوْنُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَاَتٰـھُمُ اللّٰہُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَھُمْ بِاَیْدِیْھِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ سَبَّحَ تسبیح کرتی ہے لِلّٰہِ اللہ کے لیے مَا جو چیز فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں ہے وَ اور مَا جو چیز فِی الْاَرْضِ زمین میں ہے وَ اور ھُوَ وہ الْعَزِیْزُ نہایت غالب الْحَکِیْمُ خوب حکمت والا ہے ھُوَ وہ الَّذِیْ وہ ذات ہے جس نے اَخْرَجَ نکالا الَّذِیْنَ ان لوگوں کو جنہوں نے کَفَرُوْا کفر کیا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اہل کتاب میں سے مِنْ دِیَارِھِمْ ان کے گھروں سے لِاَوَّلِ الْحَشْرِ پہلی جلاوطنی کے وقت مَا ظَنَنْتُمْ تم نے گمان نہیں کیا تھا کبھی بھی اَنْ یَّخْرُجُوْا یہ کہ وہ نکلیں گے وَ اور ظَنُّوْا انہوں نے سمجھا تھا اَنَّھُمْ کہ بے شک وہ مَّانِعَتُھُمْ انھیں بچالیں گے حُصُوْنُھُمْ قلعے ان کے مِّنَ اللّٰہِ اللہ سے فَاَتٰـھُمُ پھر آیا ان کے پاس اللّٰہُ اللہ مِنْ حَیْثُ جہاں سے لَمْ یَحْتَسِبُوْا انھوں نے گمان نہیں کیا تھا وَ اور قَذَفَ اس نے ڈال دیا فِیْ قُلُوْبِھِمُ ان کے دلوں میں الرُّعْبَ رعب یُخْرِبُوْنَ وہ اجڑتے تھے بُیُوْتَھُمْ اپنے گھروں میں بِاَیْدِیْھِمْ اپنے ہاتھوں سے وَ اور اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ مومنوں کے ہاتھوں سے بھی فَاعْتَبِرُوْا تو تم عبرت پکڑو یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ اے آنکھوں والو!

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمین میں جو بھی کوئی چیز ہے اس نے اللہ کی تسبیح کی ہے اور وہی ہے جو اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک، وہی ہے جس نے اہلِ کتاب میں سے کافر لوگوں کو ان کے گھروں سے پہلے اجتماع کے موقع پر نکال دیا (مسلمانو!) تمہیں یہ خیال بھی نہیں تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ بھی یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے، پھر اللہ ان کے پاس ایسی جگہ سے آیا جہاں ان کا گمان بھی نہیں تھا اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا کہ وہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے بھی اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی اجاڑ رہے تھے، لہٰذا اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرلو۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ تین بار پڑھے اور تین بار سورۃ الحشر کی آخری تین آیتیں پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت مانگنے کے لیے ستر ہزار فرشتے لگا دیتا ہے جو شام تک یہی کام کرتے ہیں۔ اگر وہ اس دن میں مر جاتا ہے تو شہید ہو کر مرتا ہے اور جو شخص ان کلمات کو شام کے وقت کہے گا وہ بھی اسی درجہ میں ہوگا۔ (ترمذی۔ ۲۹۲۲)

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب نے اللہ ہی تسبیح کی ہے۔

۲۔ وہی ہے جو اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی۔

۳۔ وہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے کافروں کو انکے گھروں سے پہلے اجتماع کے موقع پر ہی نکال دیا تھا۔

۴۔ مسلمانو! تمہیں خیال بھی نہیں تھا کہ وہ نکلیں گے۔

۵۔ وہ بھی یہ سمجھتے تھے کہ انکے قلعے انہیں اللہ سے بچا لیں گے۔

۶۔ اللہ انکے پاس ایسی جگہ سے آیا جہاں سے انہیں گمان بھی نہیں تھا۔

۷۔ اللہ نے انکے دلوں میں رعب ڈلدیا کہ وہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے بھی اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی اجاڑ رہے تھے۔

۸۔ لہذا اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے اسکے دشمنوں سے دوستی نہ رکھنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اللہ کے گروہ ہیں اور اللہ کے گروہ ہی ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں اس سورت کی ابتدا اسی اللہ کی تعریف اور تسبیح سے کی جا رہی ہے اور پچھلی سورت میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر فرمایا گیا جنہوں نے جنگ میں حصہ لیا اور دشمنوں کو خواہ وہ اپنے عزیز واقارب ہی کیوں نہ ہوں قتل کرنے سے وہ پیچھے نہیں ہٹے اس سورت میں اللہ تعالی جنگ میں حصہ لینے والوں میں مالِ غنیمت کس طرح تقسیم ہوگا؟ تفصیلاً بیان فرما رہے ہیں، ان آیات میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ آسمان اور زمین اور ان دونوں میں بسنے والی ہر ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور اسکی پاکی و بڑائی بیان کرتی ہے، اسی کی اطاعت کرتی ہے اور اسی کی وحدانیت بیان کرتی ہے، وہ اللہ ہے بھی بڑے اقتدار اور حکمت کا مالک، سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۴۴ میں بھی بیان کیا گیا تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ساتوں آسمان اور زمین اور ان میں بسنے والی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اسکی تسبیح نہ بیان کرتی ہو، مگر بات یہ ہے کہ ان کی تسبیح تمہیں سمجھ میں نہیں آتی، یہاں اللہ تعالی کی قدرت بیان کی جا رہی ہے کہ وہی وہ اللہ ہے جس نے پہلے اجتماع کے موقع پر اہل کتاب کو انکے گھروں سے نکال باہر کیا اور تمہیں

اے مسلمانو! یہ گمان بھی نہیں تھا کہ وہ سب کچھ چھوڑ کر اپنے گھروں سے نکل بھاگیں گے اور وہ بھی اپنی مہارت، قوت اور مضبوط قلعوں پر بڑا فخر کیا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ مضبوط حصار ہمیں ہر طرح کی مشکل، جنگی آفت اور قتل وغارت گری سے بچالیں گے مگر یہ سب انکے کچھ کام نہیں آیا اور اللہ نے انہیں نکال باہر کیا، اللہ کی قدرت ہی ایسی ہے کہ وہ ایسے ایسے کام کرتی ہے جو انسان کی سوچ اور وہم سے بھی باہر ہوتی ہیں، اور اللہ تعالی نے اسکے ساتھ ساتھ انکے دلوں میں مسلمانوں کا رعب اور دبدبہ بھی قائم کردیا اور مسلمانوں کی ہیبت انکے دلوں میں بٹھادی جسکے سبب انہوں نے سب کچھ چھوڑ کر اپنی جان بچا کر بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی، رسولِ رحمت ﷺ نے فرمایا نُصِرۡتُ بِالرُّعۡبِ مَسِيۡرَةَ شَهۡرٍ کہ ایک مہینہ کی مسافت کے رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی۔ (بخاری۔ ۳۳۵) اور پھر جتنا وہ اپنے ساتھ لیکر جا سکتے تھے لیکر گئے باقی سب کچھ مسلمانوں کے لئے چھوڑ گئے، یہ ایسے واقعات ہیں جن سے ایک دانشمند انسان کو سبق لینا چاہئے کہ اللہ اور اسکے رسول سے ٹکر لینے کا کیا انجام ہوتا ہے؟ اس آیت کے نزول کا پس منظر یہ ہے کہ نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے اہل کتاب سے معاہدہ کر رکھا تھا کہ وہ نہ تو ان مسلمانوں پر حملہ کریں گے اور نہ ہی کسی ایسے دشمن کا ساتھ دیں گے جو مسلمانوں پر حملہ کرنے آئے اور وہ ہر طرح سے مسلمانوں کا ساتھ دیں گے چنانچہ ایک دفعہ بنو عامر کے دو آدمیوں کا مسلمانوں کے ہاتھوں غلطی سے قتل ہو گیا تو آپ علیہ السلام نے بنو نظیر کے یہودیوں سے بات کی کہ وہ بھی اس قتل کے دم میں حصہ لیں لہذا انہوں نے ظاہرا تو اسے قبول کرلیا لیکن باطنی طور پر دھوکہ اور غداری کرنے کا ارادہ کرلیا جس کے لئے انہوں نے آپس میں یہ معاملہ طے کرلیا کہ عمرو بن جحاش بن کعب یہودی کے ہاتھوں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا نعوذ باللہ قتل کروائے، چنانچہ جب نبی رحمت ﷺ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جن میں حضرت ابوبکر، عمر اور علی رضی اللہ عنہم بھی تھے ان یہودیوں کے گھر کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے کہ ان لوگوں نے یہ طے کیا کہ اوپر سے ایک پتھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھینکیں چنانچہ اس بات کی خبر آپ علیہ السلام کو بذریعہ وحی دی گئی تو آپ فوراً وہاں سے اٹھ کر چلے گئے اور پھر نبی رحمت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان سے جنگ کرنے کے لئے تیاری کرنے کا حکم فرمایا پھر سن چار ہجری کو ماہ ربیع الاول میں ان سے جنگ کرنے کے لئے نکلے تو ان لوگوں نے اپنے آپ کو اپنے قلعوں میں بند کرلیا پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ راتیں انکا محاصرہ کر رکھا (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۸۔ص، ۷۱) اور بعض نے کہا کہ گیارہ راتیں آپ علیہ السلام نے انکا محاصرہ کیا (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۸۔ص، ۴) بالآخر اللہ تعالی نے انکے دلوں میں رعب ڈالدیا جسکی وجہ سے انہوں نے جلاوطن ہونے پر آپ علیہ السلام سے معاہدہ کیا اور پھر وہاں سے خیبر چلے گئے۔ يُخۡرِبُوۡنَ بُيُوۡتَهُمۡ بِاَيۡدِيۡهِمۡ وَاَيۡدِى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ کا مطلب یہ ہے کہ وہ مشرکین جو اپنے قلعوں میں محصور تھے جتنی بھی اندرونی چیزیں تھی ان سب کو وہ برباد کر رہے تھے تاکہ مسلمان ان چیزوں کو استعمال نہ کرسکیں اور جو مسلمان تھے وہ ان کی جو چیزیں

ان قلعوں سے باہر تھیں ان سب کو اجاڑ رہے تھے تا کہ ان یہودیوں کو زک پہنچ سکے اور یہودی انکی چیزوں کو برباد ہوتا ہوا دیکھ کر اپنے قلعوں سے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے آئے۔

﴿درس نمبر ۲۱۳﴾ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی ٹھانی ہے ﴿الحشر ۳۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَوْ لَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ O
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَوْ اگر لَآ اَنْ نہ ہوتا یہ کہ كَتَبَ اللّٰهُ اللہ نے لکھ دیا تھا عَلَيْهِمْ ان پر الْجَلَآءَ جلاوطن ہونا لَعَذَّبَهُمْ تو وہ ضرور عذاب دیتا ان کو فِي الدُّنْيَا دنیا ہی میں وَ اور لَهُمْ ان کے لیے فِي الْاٰخِرَةِ آخرت میں عَذَابُ النَّارِ آگ کا عذاب ذٰلِكَ یہ بِاَنَّهُمْ اس لیے کہ بے شک انھوں نے شَآقُّوا مخالفت کی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اللہ اور اس کے رسول کی وَ اور مَنْ جو کوئی يُّشَآقِّ اللّٰهَ مخالفت کرے اللہ کی فَاِنَّ تو بلاشبہ اللّٰهَ اللہ شَدِيْدُ سخت الْعِقَابِ سزا دینے والا ہے

ترجمہ:۔ اور اگر اللہ نے ان کی قسمت میں جلاوطنی نہ لکھ دی ہوتی تو وہ دنیا ہی میں ان کو عذاب دے دیتا، البتہ آخرت میں ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے، یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی ٹھانی اور جو شخص اللہ سے دشمنی کرتا ہے تو اللہ بڑا سخت عذاب دینے والا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر اللہ نے انکی قسمت میں جلاوطنی نہ لکھدی ہوتی تو وہ دنیا ہی میں انہیں عذاب دے دیتا۔

۲۔ البتہ آخرت میں انکے لئے دوزخ کا عذاب ہے۔

۳۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اسکے رسول سے دشمنی ٹھانی ہے۔

۴۔ جو شخص اللہ سے دشمنی کرتا ہے تو جان لو کہ اللہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔

ان یہودیوں کو جو جلاوطن کیا گیا وہ پہلے ہی سے اللہ تعالی نے لکھ رکھا تھا، اگر یہ اللہ تعالی کا فیصلہ پہلے سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو اللہ تعالی ان یہودیوں کو دنیا ہی میں سخت عذاب دیتا کہ یا تو انہیں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کرڈالتا یا پھر انہیں قیدی بنالیتا کہ وہ ساری عمر مسلمانوں کے سامنے سر جھکائے گزار دیتے، یہ دنیا کی سزا ہے جو اللہ انہیں دیتا اگر وہ جلاوطنی والا فیصلہ پہلے سے طے نہ ہوتا لیکن آخرت میں تو انہیں عذاب دینا طے ہے کہ وہ انہیں جہنم کی آگ میں ڈالے گا جہاں انہیں اپنے کئے کی ہر حال میں سزا کاٹنا ہے اور یہ جو کچھ اللہ تعالی نے ان یہودیوں کے ساتھ کیا کہ

انہیں اپنے گھر اور اپنی زمین چھوڑ کر جانا پڑا اور جو عذاب اللہ انہیں قیامت کے دن دے گا یہ سب ان کے ہی اعمال کا نتیجہ ہے جو انہوں نے کیا کہ انہوں نے اپنے رسول کی مخالفت کی اور انکے حکموں کو توڑا، انکی نافرمانی کی اور ان سے دشمنی کی جو کوئی اللہ کے بھیجے ہوئے رسولوں کے ساتھ دشمنی پر اتر آتا ہے تو اللہ تعالی بھی ان سے دشمنی ٹھان لیتا ہے مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ کہ جو کوئی اللہ کا اور اسکے فرشتوں کا اور اسکے رسولوں کا اور حضرت جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہوگا تو ایسے کافروں کا یقینا اللہ بھی دشمن ہے (البقرہ ۹۸) اور جب اللہ کسی سے دشمنی کی ٹھان لیتا ہے تو وہ اسے کہیں کا نہیں چھوڑتا اس طرح کہ دنیا بھی ان کے لئے تنگ اور عذاب والی بنا دیتا ہے اور آخرت میں بھی انہیں طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرتا ہے وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور اسکے حدود کو تجاوز کرتا ہے تو اللہ تعالی ایسے شخص کو ہمیشہ کے لئے آگ میں ڈالے گا اور ایسے لوگوں کے لئے رسوا کن عذاب ہوگا۔ (النساء۔ ۱۴) اللہ تو ہے ہی بڑا سخت پکڑ کرنے والا اور سزا دینے والا۔ اللہ تعالی کی ان سزاوں اور عذاب سے بچنے کا بس ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے اسی کی عبادت اور اطاعت اور ساتھ میں اسکے بھیجے ہوئے پیغمبر کی فرمانبرداری، جب کوئی بندہ اس طرح زندگی گزارے کہ وہ اپنی ساری عمر اللہ اور اسکے رسول کے بتلائے ہوئے طریقہ پر چلتا رہے، ان چیزوں سے اور ان راستوں سے اپنے آپ کو بچاتا رہے جن سے اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ نے منع فرمایا تو یقینا وہ دنیا میں کامیاب لوگوں میں شمار ہوگا اور آخرت میں بھی مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرے وہ یقینا کامیاب ہے۔ (مسلم۔ ۴۸۷) اللہ تعالی ہمیں بھی اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے والا بنائے، آمین۔

﴿درس نمبر ۲۱۳۸﴾ اللہ اپنے پیغمبر کو جس پر چاہتا ہے تسلط عطا کرتا ہے ﴿الحشر ۵۔تا۔۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ O وَ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ Oمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ مَا جو قَطَعْتُمْ تم نے کاٹا مِّنْ لِّيْنَةٍ کوئی کھجور کا درخت اَوْ یا تَرَكْتُمُوْهَا تم نے چھوڑ دیا اس کو قَآئِمَةً قائم عَلٰۤى اُصُوْلِهَا اس کی جڑوں پر فَبِاِذْنِ اللّٰهِ تو اللہ کے حکم سے ہے وَ اور لِيُخْزِيَ تا کہ وہ رسوا کرے الْفٰسِقِيْنَ فاسقوں کو وَ اور مَآ جو اَفَآءَ لوٹایا اللّٰهُ اللہ نے عَلٰى رَسُوْلِهٖ اپنے رسول پر مِنْهُمْ ان سے فَمَآ پس نہیں اَوْجَفْتُمْ تم نے دوڑائے عَلَيْهِ اس پر مِنْ خَيْلٍ کوئی گھوڑے وَّ اور لَا رِكَابٍ نہ اونٹ وَّ لٰكِنَّ اور لیکن اللّٰهَ اللہ يُسَلِّطُ غالب کرتا ہے رُسُلَهٗ اپنے رسولوں کو عَلٰى مَنْ جس پر يَّشَآءُ وہ چاہتا ہے وَ اور اللّٰهُ اللہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر قَدِيْرٌ خوب قادر ہے مَآ جو اَفَآءَ لوٹایا اللّٰهُ اللہ نے عَلٰى رَسُوْلِهٖ اپنے رسول پر مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى بستیوں والوں سے فَلِلّٰهِ تو اللہ کے لیے وَ اور لِلرَّسُوْلِ رسول کے لیے وَ اور لِذِي الْقُرْبٰى قرابت داروں کے لیے وَ اور الْيَتٰمٰى یتیموں وَ اور الْمَسٰكِيْنِ مسکینوں وَ اور ابْنِ السَّبِيْلِ مسافروں کے لیے ہے كَيْ تا کہ لَا يَكُوْنَ نہ ہو وہ دُوْلَةً گردش کرنے والا بَيْنَ درمیان الْاَغْنِيَآءِ دولت مندوں ہی کے مِنْكُمْ تم میں سے وَ اور مَآ جو کچھ اٰتٰىكُمُ تمھیں دے الرَّسُوْلُ رسول فَخُذُوْهُ تو تم لے لو اس کو وَ اور مَا جو کچھ نَهٰىكُمْ کہ وہ روک دے تمھیں عَنْهُ اس سے فَانْتَهُوْا تو تم رک جاؤ وَ اور اتَّقُوا تم ڈرو اللّٰهَ اللہ سے اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ شَدِيْدُ سخت الْعِقَابِ سزا دینے والا ہے

ترجمہ:۔ تم نے کھجور کے جو درخت کاٹے یا انہیں اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا، تو یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے تھا اور اس لئے تھا تا کہ اللہ نافرمانوں کو رسوا کرے۔ اور اللہ نے اپنے رسول کو ان کا جو مال بھی فئ کے طور پر دلوایا، اس کے لئے تم نے نہ اپنے گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ، لیکن اللہ اپنے پیغمبروں کو جس پر چاہتا ہے تسلط عطا فرما دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ جو مال اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو بستیوں والوں سے دلوایا ہے وہ اللہ کے اور پیغمبر کے اور پیغمبر کے قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور حاجتمندوں کے اور مسافروں کے لئے ہے تا کہ جو لوگ تم میں دولت مند ہیں انہی کے ہاتھوں میں نہ گردش کرتا رہے اور جو چیز تم کو پیغمبر ﷺ دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تم نے کھجور کے جو درخت کاٹے یا انہیں اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا وہ سب اللہ کے حکم سے تھا۔

۲۔ یہ حکم بھی اس لئے تھا تا کہ اللہ نافرمانوں کو رسوا کرے۔

۳۔ اللہ نے اپنے رسول کو جو مال فئی کے طور پر دلوایا اس کے لئے نہ تو تم نے اپنے گھوڑے دوڑائے اور نہ ہی اونٹ۔

۴۔ اللہ اپنے پیغمبر کو جس پر چاہتا ہے تسلط عطا کرتا ہے۔ ۵۔ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

۶۔ اللہ اپنے رسول کو دوسری بستیوں سے جو بھی مالِ فئی کے طور پر عطا فرما دے وہ اللہ کا حق ہے اور اسکے رسول کا۔

۷۔ رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا بھی حق ہے۔

۸۔ اسکا مقصد یہ ہے کہ وہ مال صرف انہی کے درمیان گردش کرتا نہ رہ جائے جو تم میں دولت مند لوگ ہیں۔

۹۔ رسول اللہ تمہیں جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔

۱۰۔ اللہ سے ڈرتے رہو کہ بے شک وہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔

جب مسلمانوں نے یہودیوں کا گھیراؤ کر رکھا تھا اور وہ اپنے قلعوں میں محصور تھے تو اس وقت آپ علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا تھا کہ وہ ان یہودیوں کے باغات کو اجاڑ دیں تا کہ وہ اپنے اموال کو برباد ہوتا ہوا دیکھ کر اپنے قلعوں سے اسکا دفاع کرنے کے لئے نکل آئیں مگر انہوں نے انہیں قلعوں سے آواز دی کہ اے **محمد!** آپ تو فساد وغیرہ سے روکتے ہیں اور جو اس طرح فساد مچاتا ہے اسے برا سمجھتے ہیں تو پھر آج کیا ہوا کہ آپ خود ہی ان کھجور کی باغوں کو برباد کر رہے ہیں اور انہیں جلا رہے ہیں تو کیا یہ فسادِ اموال نہیں ہے؟ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا نازل فرمائی کہ اے **پیغمبر!** آپ نے جن کھجور کے درختوں کو بھی کاٹا یا انہیں اپنی جڑوں پر ہی رہنے دیا یہ سب اللہ تعالی کے حکم سے تھا تو جب اللہ تعالی ہی کا یہ حکم تھا تو اس پر کوئی پکڑ یا گناہ بھی نہیں ہوگا اور اللہ تعالی نے یہ جو حکم آپ کو دیا اسکا مقصد بھی یہی تھا کہ اس کے ذریعہ اللہ کے ان نافرمانوں کو رسوا کیا جائے اللہ نے اس قصد میں کامیابی بھی عطا فرمائی اور ان یہودیوں کو رسوا کر کے رکھ دیا اور یہ یہود ہیں بھی اس لائق کہ انہیں رسوا کیا جائے، جب ان یہودیوں نے جلاوطن ہونے پر معاہدہ کر لیا تو اسکے ساتھ یہ بھی معاہدہ کیا گیا کہ وہ یہود جلاوطن ہوتے وقت جتنا مال اپنے ساتھ اپنی سواریوں پر لے جا سکتے ہیں لیکر جائیں گے اور باقی یہیں چھوڑ جائیں گے تو جو مال ان یہودیوں کا یہیں مدینہ میں رہ گیا اسے مال فئی کہتے ہیں مال غنیمت نہیں اس لئے کہ یہ مال لڑے بغیر حاصل ہوا ہے اور جو مال لڑنے پر حاصل ہو تو اسے مال غنیمت کہا جاتا ہے اور اس مال میں تمام لڑنے والوں کا حصہ شامل ہوتا ہے لیکن یہ مال فئی کن لوگوں میں تقسیم ہوگا ان آیتوں میں بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کو انکا جو مال بھی فیئ کے طور دلوایا، اسکے لئے تم نے نہ اپنے گھوڑے دوڑائے اور نہ ہی اونٹ، مگر اللہ تعالی اپنے پیغمبروں کو جس پر چاہتا ہے تسلط عطا فرما دیتا ہے، اسکے لئے چاہے تم محنت کرو یا نہ کرو، یقینا اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے کہ وہ بغیر کسی مشقت کے تمہیں دولت سے نوازنا چاہے تو نواز دے اور جب تم بھرپور محنت بھی کر لو اور اگر وہ تمہیں اس دولت سے روکنا چاہے تو روک دے، یہ اللہ تعالی کی قدرت ہے اور اسکی قدرت کے آگے ہر کوئی بے بس ہے، یہ جو مال ''اھل القری'' سے ہاتھ آیا ہے اور اہل القری سے مراد بنونظیر اور بنو قریظہ، فدک اور بنو عرینہ وغیرہ ہیں، جو مال بھی ان سے حاصل ہوا یہ اللہ اور اسکے رسول کا اور اہل بیت کا، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے، یہ جو فیصلہ اس مال کے تقسیم کا اللہ تعالی نے فرمایا ہے اسکا مقصد یہ ہے کہ یہ مال صرف ان لوگوں میں تقسیم ہوتا نہ رہ جائے جو پہلے سے ہی مالدار ہیں اس لئے اللہ تعالی نے اس مال کی تقسیم میں آپ علیہ السلام کو مختار بنا دیا کہ آپ جیسے مناسب سمجھیں اس مال کو تقسیم کریں چنانچہ آپ علیہ السلام نے اس مال کو مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیا اس لئے کہ یہ لوگ اپنا سب کچھ قربان کر کے یہاں مدینہ آئے تھے، یہاں انکی معیشت مضبوط ہو جائے اس غرض سے آپ علیہ السلام نے انہیں یہ مال عطا کیا جسکا ذکر اگلے درس میں آئے گا اور انصار میں سے صرف حضرت ابو

دجانہ، سماک بن خرش اور سھل بن حنیف رضی اللہ عنہم کے درمیان تقسیم کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنونظیر کا مال ان مالوں میں سے تھا جسے اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کو بغیر لڑے دلوایا تھا، جسکے لئے مسلمانوں کو نہ تو اپنے گھوڑے دوڑانے پڑے اور نہ ہی اپنی سواریاں، لہذا یہ مال نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھا جو آپ اپنے ازواج مطہرات کو سالانہ نفقہ کے طور پر عطا کرتے اور جو باقی رہتا اسے جنگی تیاری کے لئے گھوڑے اور ہتھیار وغیرہ کے لئے خرچ کرتے۔(بخاری۔ ۲۹۰۴) تو اس طرح مال فئی کے پانچ حصے ہوں گے ایک حصہ اللہ اور اسکے رسول کا ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تک تھا بعد میں یہ حصہ مسلمانوں کی مصلحت عامہ میں خرچ کیا جائے گا، دوسرا حصہ اہل بیت کا ہوگا یعنی بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب میں، تیسرا یتیموں کا، چوتھا مسکینوں کا اور پانچواں مسافروں کا اور جو مال غنیمت ہوتا ہے اسکے بھی پانچ حصے کئے جاتے ہیں چار تو جنگ لڑنے والوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور اس کا پانچواں حصہ ان مذکورہ پانچ قسموں میں جسے سورۃ انفال کی آیت نمبر ۴۱ میں بیان کیا گیا، یہ تقسیم کا فیصلہ سنانے کے بعد مسلمانوں کے دل ہر طرح کی برائی اور بدگمانی سے پاک ہوجائیں یہ حکم سنا رہے ہیں کہ یہ اللہ کے رسول تمہیں جن چیزوں کا بھی حکم دیں اس پر سچے دل سے عمل کرو اور جن چیزوں سے تمہیں روکیں تو ان سے رک جاؤ کہ جب وہ مالِ فئی تم میں سے بعض کے درمیان تقسیم کررہے ہوں تو تم اپنے دل میں یہ خیال پیدا نہ کرلو کہ انہیں دیا جارہا ہے ہمیں نہیں، یقینا یہ ایک مصلحت والا معاملہ ہے جس سے تم آگاہ نہیں ہو اس لئے تم بس اسی پر عمل کرو جو تمہیں حکم دیا جائے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جس کام کا تمہیں حکم دوں تو اسے حسب استطاعت ادا کرنے کی کوشش کرو اور جس سے میں تمہیں روکوں تو تم اس سے رک جاؤ۔ (بخاری۔۷۲۸۸) اور ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہو کہ کہیں ہم سے اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی تو نہیں ہو رہی ہے؟ کیا ہم اللہ اور اسکے رسول کے حکموں کی خلاف ورزی تو نہیں کررہے ہیں؟ اگر تمہارے دل میں یہ خیال ہوگا تو تم یقینا اسکی نافرمانی سے بچ جاوگے اور اگر ایسا نہیں کیا تو یہ بھی جان لو کہ وہ اللہ بڑی سخت پکڑ کرنے والا ہے اور سخت سزا دینے والا ہے اور جب وہ کسی کی پکڑ کرے اور عذاب دے تو اسے کوئی بچا بھی نہیں سکتا۔ اللہ تعالی ہمیں اپنی پکڑ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۲۱۳۹﴾ وہ اللہ کے فضل اور خوشنودی کے طلب گار ہیں ﴿الحشر ۸۔۹﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

لِلۡفُقَرَآءِ الۡمُهٰجِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَ اَمۡوَالِهِمۡ يَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضۡوَانًا وَّ يَنۡصُرُوۡنَ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ ۚ وَ الَّذِيۡنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ

الْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَ لَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ
اُوْتُوْا وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ فقرا مہاجرین کے لیے ہے الَّذِیْنَ وہ جو اُخْرِجُوْا نکالے گئے مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے یَبْتَغُوْنَ اس حال میں کہ وہ تلاش کرتے ہیں فَضْلًا فضل مِّنَ اللّٰهِ اللہ کا وَ اور رِضْوَانًا رضامندی وَّ اور یَنْصُرُوْنَ وہ مدد کرتے ہیں اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اللہ اور اس کے رسول کی اُولٰٓىِٕكَ هُمُ یہی لوگ ہی الصّٰدِقُوْنَ سچے ہیں وَ اور الَّذِیْنَ ان کے لئے جنھوں نے تَبَوَّؤُ بنالیا تھا الدَّارَ گھر وَ اور الْاِیْمَانَ ایمان مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے یُحِبُّوْنَ وہ محبت کرتے ہیں مَنْ اس سے جو هَاجَرَ ہجرت کرے اِلَیْهِمْ ان کی طرف وَ اور لَا یَجِدُوْنَ نہیں وہ پاتے فِیْ صُدُوْرِهِمْ اپنے سینوں میں حَاجَةً کوئی حاجت مِّمَّآ اس سے جو اُوْتُوْا دیئے جائیں وہ وَ اور یُؤْثِرُوْنَ وہ ترجیح دیتے ہیں عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ اپنے نفسوں پر وَ لَوْ اگرچہ كَانَ ہو بِهِمْ ان کو خَصَاصَةٌ سخت حاجت وَ اور مَنْ جو کوئی یُّوْقَ بچالیا گیا شُحَّ نَفْسِهٖ اپنے نفس کی بخیلی سے فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ تو یہی لوگ ہی الْمُفْلِحُوْنَ فلاح پانے والے ہیں

ترجمہ:۔ (نیز یہ مالِ فَئ) ان حاجت مند مہاجرین کا حق ہے جنہیں اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے بے دخل کیا گیا ہے، وہ اللہ کی طرف سے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں اور اللہ اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جو راست باز ہیں۔ (اور یہ مالِ فَئ) ان لوگوں کا حق ہے جو پہلے ہی سے اس جگہ (یعنی مدینہ میں) ایمان کے ساتھ مقیم ہیں جو کوئی ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے، یہ اس سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے یہ اپنے سینوں میں اس کی کوئی خواہش بھی محسوس نہیں کرتے اور ان کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے ان پر تنگ دستی کی حالت گذر رہی ہو، اور جو لوگ اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ ہو جائیں، وہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس مالِ فئی میں ان محتاج مہاجرین کا بھی حق ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے بے دخل کر دیئے گئے۔

۲۔ وہ اللہ کے فضل اور اسکی خوشنودی کے طلب گار ہیں۔

۳۔ یہ لوگ اللہ اور اسکے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ ۴۔ یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں۔

۵۔ یہ مالِ فئی ان لوگوں کا بھی حق ہے جو پہلے سے ہی اس جگہ یعنی مدینہ میں ایمان کے ساتھ مقیم ہیں۔

۶۔ جو کوئی انکے پاس ہجرت کر کے آتا ہے وہ ان سے محبت کرتے ہیں۔

۷۔ جو کچھ ان مہاجرین کو دیا جاتا ہے اسکی خواہش بھی یہ لوگ اپنے دلوں میں نہیں رکھتے۔

۸۔ ان مہاجرین کو یہ انصار لوگ اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں چاہے ان پر تنگ دستی کی حالت ہی کیوں نہ گزر رہی ہو۔

۹۔ جو لوگ اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ ہوجائیں وہی فلاح پانے والے ہیں۔

اسی مال فییٔ کی تقسیم سے متعلق فرمایا جارہا ہے کہ یہ مال ان ضرورت مند مہاجرین کا بھی حق ہے جنہیں اپنے شہر، اپنے گھر اور اپنے مال و دولت سے اسلام لانے کی وجہ سے بے دخل کردیا گیا اور انہوں نے اسلام اور حق کی خاطر، اللہ کی خوشنودی اور فضل کی تلاش میں سب کچھ قربان کردیا اور اپنی جانوں اور مالوں کی پرواہ کئے بغیر اللہ کے دین اور اسکے رسول کی ہمیشہ مددمیں لگے رہے، اللہ تعالی ان مہاجرین کی تعریف کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ یہی تو وہ لوگ ہیں جو راست باز ہیں جو وہ اپنی زبانوں سے کہتے ہیں وہی انکے دل کا ارادہ ہوتا ہے اور جو وہ کہتے ہیں وہی انکا عمل بھی ہوتا ہے، ایسا نہیں کہ دل میں کچھ اور ہو اور زبان سے کچھ اور نکلے، یہ بالکل ایسے نہیں ہیں یہ اپنے قول و فعل میں بالکل سچے ہیں، اللہ تعالی انصار صحابہ کی بھی تعریف کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ یہ مال فییٔ میں ان لوگوں کا بھی حق ہے جو پہلے سے اس جگہ یعنی مدینہ میں ایمان کے ساتھ مقیم ہیں، یہ ایسے لوگ ہیں جو اپنی طرف ہجرت کرکے آنے والے صحابہ سے محبت کرتے ہیں، اپنے مالوں سے انکی مدد کرتے ہیں اور جب ان مہاجرین صحابہ کو کچھ دیا جاتا ہے تو وہ اس پر اپنے دلوں میں کوئی رنجش اور خواہش نہیں رکھتے کہ انہیں کیوں دیا جارہا ہے ہم بھی تو انہی کے ساتھ ہیں پھر ہم کیوں محروم ہیں؟ بلکہ بخوشی وہ اس پر راضی رہتے ہیں جو ان مہاجرین کو دیا جارہا ہے بلکہ یہ انصار تو اپنے آپ پر ان مہاجرین کو ترجیح دیتے ہیں کہ جو بھی دیا جائے پہلے ان مہاجریں کو دیا جائے پھر اگر اس میں سے کچھ بچ جائے تو ہمیں دیا جائے، حالانکہ اگر ان انصار پر تنگ دستی بھی ہو تب بھی یہ لوگ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں، احادیث میں ایسے ڈھیر سارے واقعات ہیں کہ اپنی ضرورت کے باوجود دوسرے صحابہ کو انصار نے ترجیح دی، خود بھوکے پیاسے رہے لیکن دوسروں کا کھلا کر خوشی محسوس کی، اپنے سینوں پر وار سہہ کر دوسروں کی حفاظت کی، اور بخل و کنجوسی سے انکا دور دور تک کوئی تعلق نہیں تھا، ہر چیز کو اللہ اور اسکی راہ میں لٹانے کو تیار رہتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جو حقیقت میں فلاح اور کامیابی پانے والے ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صحابی آپ علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ علیہ السلام نے ازواج مطہرات کے پاس اس بات کی اطلاع بھیجی (کہ مہمان آئے ہوئے ہیں انکے لئے کچھ کھانے کے لئے ہے؟) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے فرمایا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے تو پھر آپ علیہ السلام نے صحابہ میں یہ اعلان فرمایا کہ کوئی اس مہمان کی ضیافت کرے گا؟ اس پر ایک انصاری صحابی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے کہ یارسول اللہ! میں کھلاوں گا، چنانچہ جب وہ انہیں لیکر اپنے گھر گئے تو اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ کیا گھر میں کچھ کھانے کے لئے ہے؟ تو اہلیہ نے فرمایا

کہ صرف بچوں کے کھانے کے لئے ہے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چلو ایک کام کرنا اب تو چراغ جلالو اور کھانا تیار کرلو اور بچوں کو سلادو پھر جب مہمان کھانا کھانا چاہے تو تم اس وقت چراغ بجھا دینا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان کو ایسا دکھلایا کہ وہ دونوں بھی کھا رہے ہیں لیکن ان دونوں نے کھایا نہیں بلکہ بھوکے پیٹ ہی رات گزار دی، جب صبح ہوئی تو آپ علیہ السلام نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالی نے تم دونوں پر رشک کیا ہے پھر یہ آیت وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى أَنفُسِهِمْ نازل فرمائی۔ (بخاری۔ ۳۷۹۸)، اللہ اکبر، اللہ تعالی ہمیں بھی دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دینے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

(درس نمبر ۲۱۴۰) ہمارے دلوں میں ایمان والوں کیلئے کوئی کینہ نہ ڈالئے (الحشر ۱۰۔۱۱)

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ O اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور الَّذِيْنَ ان کے لیے جو جَآءُوْ آئے مِنْۢ بَعْدِهِمْ ان کے بعد يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں رَبَّنَا اے ہمارے رب اغْفِرْ لَنَا ہمیں بخش دے وَ اور لِاِخْوَانِنَا ہمارے ان بھائیوں کو بھی الَّذِيْنَ جنھوں نے سَبَقُوْنَا ہم سے پہل کی بِالْاِيْمَانِ ایمان لانے میں وَ اور لَا تَجْعَلْ تو نہ رکھ فِيْ قُلُوْبِنَا ہمارے دلوں میں غِلًّا کینہ لِّلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے جو اٰمَنُوْا ایمان لائے رَبَّنَآ اے ہمارے رب اِنَّكَ بلاشبہ تو رَءُوْفٌ بہت شفقت کرنے والا رَّحِيْمٌ نہایت رحم کرنے والا ہے اَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا اِلَى الَّذِيْنَ ان لوگوں کی طرف جنھوں نے نَافَقُوْا منافقت کی يَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں لِاِخْوَانِهِمُ اپنے ان بھائیوں سے الَّذِيْنَ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اہل کتاب میں سے لَئِنْ البتہ اگر اُخْرِجْتُمْ تم نکالے گئے لَنَخْرُجَنَّ تو ہم ضرور نکلیں گے مَعَكُمْ تمہارے ساتھ وَ اور لَا نُطِيْعُ ہم اطاعت نہیں کریں گے فِيْكُمْ تمہارے معاملہ میں اَحَدًا کسی کی اَبَدًا کبھی بھی وَّ اور اِنْ قُوْتِلْتُمْ اگر تم سے لڑائی کی گئی لَنَنْصُرَنَّكُمْ تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے وَ اور اللّٰهُ اللہ يَشْهَدُ گواہی دیتا ہے اِنَّهُمْ بلاشبہ وہ لَكٰذِبُوْنَ البتہ جھوٹے ہیں

ترجمہ:۔ اور (یہ مالِ فئ) ان لوگوں کا بھی حق ہے جو ان (مہاجرین اور انصار) کے بعد آئے، وہ یہ کہتے

ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہماری بھی مغفرت فرمائیے اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لئے کوئی بغض نہ رکھیے، اے ہمارے پروردگار! آپ بہت شفیق، بہت مہربان ہیں۔ کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا جنہوں نے منافقت سے کام لیا ہے کہ وہ اپنے ان بھائیوں سے جو کافر اہلِ کتاب میں سے ہیں یہ کہتے ہیں کہ اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے بارے میں کبھی کسی اور کا کہنا نہیں مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں۔

تشریح: ۔ ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان مال فيئ میں ان لوگوں کا بھی حق ہے جو ان مہاجرین وانصار کے بعد آئے۔

۲۔ وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہماری بھی مغفرت فرمائیے اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔

۳۔ ہمارے دلوں میں ایمان والے والوں کے لئے کوئی کینہ نہ ڈالیئے۔

۴۔ اے ہمارے پروردگار! آپ بہت ہی شفیق، بہت مہربان ہیں۔

۵۔ کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جنہوں نے منافقت سے کام لیا ہے۔

۶۔ وہ اپنے ان بھائیوں سے جو کافر اہل کتاب میں سے ہیں یہ کہتے ہیں کہ اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے۔

۷۔ تمہارے بارے میں کسی اور کا کہنا نہیں مانیں گے۔ ۸۔ اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔

۹۔ اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں۔

کون کون اس مال فئ کے مستحق ہیں؟ بیان کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ ان مہاجرین اور انصار کے بعد مسلمان ہوئے خواہ وہ مہاجرین میں سے ہوں یا انصار میں سے یا انکے علاوہ دوسرے بھی اس مال کے مستحق ہیں اگر وہ محتاج اور ضرورت مند ہوں، اور یہ لوگ ایسے ہیں جو اپنے سے پہلے ایمان لانے والوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے ان ایمان والے بھائیوں کے تعلق سے ہمارے دلوں کو پاک وصاف کر دے کہ ان میں ان سے متعلق کسی قسم کا کوئی بغض، حسد وغیرہ نہ رہے، یقینا آپ بڑے شفقت کرنے والے اور بڑے رحم کرنے والے ہیں، اس آیت میں مسلمانوں کے لئے بھی یہ بات بتلائی گئی کہ وہ اپنے صحابہ اور سلف صالحین کے لئے ہمیشہ دعائیں کرتے رہیں اور انہیں اچھے القاب سے یاد کریں، ان کے تعلق سے اپنے دل میں کسی قسم کا کینہ، حسد اور بغض نہ رکھیں، یہ ایک اچھے

مسلمان کی علامت اور نشانی ہوتی ہے، محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ عراق کے کچھ لوگ آپکے پاس آئے اور حضرت ابوبکر، عمر اور پھر عثمان رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہا، تو حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ مہاجرین الاوّلین میں سے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں، پھر فرمایا کہ تو کیا پھر ان لوگوں میں سے ہو جن کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ ؟ ان لوگوں نے کہا نہیں، تو پھر آپ نے فرمایا کہ تم ان دو جماعتوں سے بری ہو گئے تو اب میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے بھی نہیں جن کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ (تفسیر قرطبی۔ج ،۱۸۔ص ،۳۲) یعنی میں تمہیں مسلمان شمار نہیں کرتا اس لئے کہ صحابہ کو برا بھلا کہنے والا مسلمان نہیں ہوتا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تمہیں صحابہ کے لئے استغفار کرنے کا حکم دیا گیا اور تم انہیں برا بھلا کہتے ہو؟ سن لو میں نے نبی رحمت ﷺ کو کہتے سنا کہ یہ امت اس وقت تک فنا نہیں ہوگی جب تک کہ بعد میں آنے والے لوگ پہلے والے لوگوں پر لعن طعن نہ کریں۔ (المعجم الأوسط للطبرانی۔۵۲۴۱) لہٰذا ہمیشہ اپنے سلف کے لئے دعائیں کرتے رہو اور اگر انکے بارے میں تمہیں غلط باتیں معلوم ہوں تو انہیں نظر انداز کر دو اس لئے کہ وہ اس معاملہ میں اللہ کو جوابدہ ہیں تم لوگ انکے بارے میں غلط خیالات پیدا کر کے گناہ میں نہ مت پڑو، یہاں اللہ تعالی انہی منافقین کا تذکرہ کر رہے ہیں جو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اندرونی بغض اور نفرت رکھتے ہیں، جو انہیں دعائیں دینے کے بجائے انہیں برا بھلا کہتے ہیں، ان سے اچھا گمان رکھنے کے بجائے ہر وقت برے خیالات میں ڈوبے رہتے ہیں چنانچہ فرمایا کہ اے پیغمبر! کیا آپ کو ان منافقین کی خبر نہیں جو اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمہیں اس مقام سے باہر نکالا گیا تو ہم بھی یہاں نہیں رہیں گے بلکہ تمہارے ہی ساتھ نکل پڑیں گے اور اگر تمہارے ساتھ ان مسلمانوں کی لڑائی ہوتی ہے تو ہم ان مسلمانوں کا نہیں بلکہ تمہارا ساتھ دیں گے، یہ منافق تو ظاہرا مسلمانوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں، انکے ساتھ ہمدردی و غمخواری کی باتیں کرتے ہیں، انکے ساتھ مرنے مٹنے کا وعدہ کرتے ہیں لیکن باطن انکا اسکے بالکل برعکس ہے، وہ مسلمانوں کے نہیں ان کافروں کے ساتھ ہیں لیکن جو یہ باتیں کر رہے ہیں کہ ہم ہر حال میں تمہارا ساتھ دیں گے چاہے تمہیں یہاں سے نکلنا پڑے یا ان مسلمانوں سے جنگ کرنا پڑے، یہ بالکل جھوٹی باتیں ہیں اور انکے جھوٹے ہونے کی اللہ تعالی گواہی دیتا ہے، یہ لوگ تو کسی کے ساتھ نہیں بلکہ وہ اپنا فائدہ جہاں ہوتا ہے وہاں کے ہو جاتے ہیں، ان منافقوں کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس آیت کے شان نزول سے متعلق سدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بنو قریظہ کے کچھ لوگ اسلام لے آئے مگر ان میں کچھ منافقین بھی تھے جو بنو نضیر سے کہا کرتے تھے کہ اگر تمہیں مدینہ سے نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے، تب اللہ تعالی نے یہ آیت انکے بارے میں نازل فرمائی۔ (التفسیر المنیر۔ج ،۲۸۔ص ،۹۵)

﴿درس نمبر ۲۱۴۱﴾ اگر اہلِ کتاب کو نکالا گیا تو یہ بھی ان کے ساتھ نکلیں گے ﴿الحشر ۱۲۔۱۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ O لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَئِنْ البتہ اگر اُخْرِجُوْا وہ نکالے گئے لَا يَخْرُجُوْنَ تو یہ نہیں نکلیں گے مَعَهُمْ ان کے ساتھ وَ اور لَئِنْ اگر قُوْتِلُوْا وہ لڑائی کئے گئے لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ تو مدد نہیں کریں گے ان کی وَ اور لَئِنْ البتہ اگر نَّصَرُوْهُمْ وہ ان کی مدد کے لئے آ بھی گئے لَيُوَلُّنَّ تو وہ ضرور ضرور پھیریں گے الْاَدْبَارَ پیٹھیں ثُمَّ پھر لَا يُنْصَرُوْنَ وہ مدد نہیں کئے جائیں گے لَاَنْتُمْ البتہ تم اَشَدُّ رَهْبَةً شدید تر ہو باعتبار ہیبت کے فِيْ صُدُوْرِهِمْ ان کے سینوں میں مِّنَ اللّٰهِ اللہ سے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ یہ اسلئے کے بے شک وہ قَوْمٌ ایسے لوگ ہیں کہ لَّا يَفْقَهُوْنَ وہ نہیں سمجھتے

ترجمہ:۔ یہ پکی بات ہے کہ اگر ان (اہلِ کتاب) کو نکالا گیا تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر بالفرض ان کی مدد کی بھی تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے، پھر ان کی کوئی مدد نہیں کرے گا۔ (مسلمانو!) حقیقت یہ ہے کہ ان کے دلوں میں تمہاری دہشت اللہ سے زیادہ ہے، یہ اس لئے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں سمجھ نہیں ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ پکی بات ہے کہ اگر ان اہل کتاب کو نکالا گیا تو یہ انکے ساتھ نکلیں گے۔

۲۔ اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ انکی مدد نہیں کریں گے۔

۳۔ اگر بالفرض وہ انکی مدد کریں گے تو بھی پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

۴۔ پھر انکی کوئی مدد نہیں کریگا۔

۵۔ مسلمانو! حقیقت یہ ہے کہ انکے دلوں میں تمہاری دہشت اللہ سے زیادہ ہے۔

۶۔ یہ اس لئے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں سمجھ نہیں۔

ان آیتوں میں بھی انہی منافقین کا تذکرہ ہے کہ اللہ تعالی ان منافقوں کے جھوٹے ہونے کو بیان کررہے ہیں کہ اگر یہ بنو نضیر کے یہودی اپنے گھر بار چھوڑ کر نکل جائیں تو یہ منافق اپنا سب کچھ چھوڑ کر انکے ساتھ کبھی نہیں نکلیں گے یہ تو انکی جھوٹی باتیں ہیں جو وہ ان یہودیوں سے کہہ رہے ہیں اور انہوں نے ان منافقین سے جو کہا کہ اگر

تمہاری ان مسلمانوں سے جنگ ہوگی تو ہم تمہارے ساتھ جنگ میں کھڑے رہیں گے، یہ بھی انکا ایک جھوٹ ہے، وہ ایسا کبھی نہیں کرینگے اس لئے کہ ان منافقوں کو اپنی جان اور مال سب سے عزیز ہے جسکی خاطر وہ سب کچھ کرنے تیار ہوجائیں گے چاہے انہیں کسی کو دھوکا دینے پڑے یا کسی سے جھوٹ بولنا پڑے، اور جب ان یہودیوں کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ ہوجائے یا مسلمان انہیں محصور کرلیں تو یہ لوگ ایسے وقت میں وہاں سے اپنی جان بچا کر بھاگ نکلیں گے کہ کہیں ہمیں بھی انکا ساتھی سمجھ کر قتل کردیا نہ جائے، اس طرح انکی کسی طرح کی بھی مدد نہیں کی جائے گی۔ انکے ایسا کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان لوگوں کے دلوں میں تمہاری اے مسلمانو! بہت زیادہ ہیبت بیٹھ گئی ہے جسکی وجہ سے تمہارے سامنے آنے اور تمہارا مقابلہ کرنے کی ان میں ہمت نہیں، وہ اپنے رب سے ڈرنے کے بجائے تم سے ہی زیادہ ڈرتے ہیں اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْیَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْیَةً ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو لوگوں سے اس طرح ڈرتے ہیں جیسے اللہ سے ڈرنا ہے بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ۔ (النساء۔۷۷) ان کا یہ حال اس لئے ہے کہ وہ اللہ تعالی کی عظمت اور اسکی قدرت سے ناواقف ہیں، اگر انہیں اللہ تعالی کی قدرت اور عظمت کا صحیح معنی میں پتا چل جاتا تو انکی کیفیت ہی کچھ اور ہوتی اور کوئی لمحہ ایسا نہ گزرتا کہ جس میں انکے دل اللہ کے خوف سے خالی ہوں، آج کل ہماری جو حالت ہے ہمیں بھی اللہ اور اسکی پکڑ کا ذرا بھی خوف نہیں ہے اسکے بجائے اگر ہمیں کوئی صاحب حیثیت شخص کسی کام کے کرنے کا حکم دے تو ہم اسے فورا بجالاتے ہیں جبکہ مالک دوجہاں کے حکموں سے لاپرواہی برتتے ہیں اور اس پر ہمیں اسکی پکڑ کا ذرا بھی خوف نہیں، اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ ہمارا ایمان اللہ تعالی پر کمزور ہوچکا ہے، اگر ہم اسی حالت میں وفات پاجائیں تو پتا نہیں ہمارا کل قیامت کے دن کیا حشر ہوگا؟ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے اندر ایسا مضبوط ایمان پیدا کریں جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اپنے اندر لئے پھرتے تھے، اللہ ہمیں بھی کامل ایمان ویقین عطا فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۲۱۴۲﴾ یہ سب لوگ اکٹھے ہوکر بھی تم سے جنگ نہیں کریں گے ﴿الحشر ۱۴۔تا۔۱۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِیْعًا اِلَّا فِیْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ بَاْسُهُمْ بَیْنَهُمْ شَدِیْدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِیْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ O كَمَثَلِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِیْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ O كَمَثَلِ الشَّیْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ O فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِی النَّارِ خَالِدَیْنِ فِیْهَا وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ وہ نہیں لڑیں گے تم سے جَمِيْعًا سب مل کر بھی اِلَّا مگر فِيْ قُرًى ایسی بستیوں میں مُّحَصَّنَةٍ جو قلعہ بند ہیں اَوْ یا مِنْ وَّرَآءِ پیچھے سے جُدُرٍ دیواروں کے بَاْسُهُمْ ان کی لڑائی بَيْنَهُمْ آپس میں شَدِيْدٌ بہت سخت ہے تَحْسَبُهُمْ آپ گمان کرتے ہیں ان کو جَمِيْعًا اکٹھے وَّ جبکہ قُلُوْبُهُمْ ان کے دل شَتّٰى جدا جدا ہیں ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ یہ اس لیے کہ بے شک وہ قَوْمٌ ایسے لوگ ہیں کہ لَّا يَعْقِلُوْنَ وہ عقل نہیں رکھتے كَمَثَلِ مانند صفت الَّذِيْنَ ان لوگوں کے جو مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے ہوئے قَرِيْبًا قریب ہی ذَاقُوْا انھوں نے چکھ لیا وَبَالَ وبال اَمْرِهِمْ اپنے کام کا وَ اور لَهُمْ ان کے لئے عَذَابٌ اَلِيْمٌ دردناک عذاب ہے كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ مانند حالت شیطان کی اِذْ جب قَالَ وہ کہتا ہے لِلْاِنْسَانِ انسان کو کہ اكْفُرْ تو کفر کر فَلَمَّا پھر جب كَفَرَ وہ کفر کرتا ہے قَالَ تو شیطان کہتا ہے اِنِّيْ بلا شبہ میں تو بَرِيْٓءٌ بری ہوں مِّنْكَ تجھ سے اِنِّيْٓ بیشک میں اَخَافُ ڈرتا ہوں اللہ اللہ دَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ رب العالمین سے فَكَانَ لہذا ہے عَاقِبَتَهُمَآ ان دونوں کا انجام اَنَّهُمَا کہ بے شک وہ دونوں ہی فِي النَّارِ آگ میں ہوں گے خَالِدَيْنِ وہ ہمیشہ رہیں گے فِيْهَا اس میں وَ اور ذٰلِكَ یہی ہے جَزٰٓؤُا جزا الظّٰلِمِيْنَ ظالموں کی

ترجمہ:۔ یہ سب لوگ اکٹھے ہو کر بھی تم سے جنگ نہیں کریں گے، مگر ایسی بستیوں میں جو قلعوں میں محفوظ ہوں یا پھر دیواروں کے پیچھے چھپ کر، ان کی آپس کی مخالفتیں بہت سخت ہیں، تم انہیں اکٹھا سمجھتے ہو حالانکہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں، یہ اس لئے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں عقل نہیں ہے۔ ان کی حالت ان لوگوں کی سی ہے جو ان سے کچھ ہی پہلے اپنے کرتوت کا مزہ چکھ چکے ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ان کی مثال شیطان کی سی ہے کہ وہ انسان سے کہتا ہے کہ کافر ہو جا، پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری ہوں، میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ چنانچہ ان دونوں کا انجام یہ ہے کہ وہ دونوں دوزخ میں ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہی ظلم کرنے والوں کی سزا ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ سب لوگ اکٹھے ہو کر بھی تم سے جنگ نہیں کریں گے۔

۲۔ مگر ایسی بستیوں میں جو قلعوں میں محفوظ ہوں، یا پھر دیواروں کے پیچھے چھپ کر۔

۳۔ انکی آپس کی مخالفتیں ہی بہت سخت ہیں۔ ۴۔ تم انہیں اکٹھا سمجھتے ہو حالانکہ انکے دل پھٹے ہوئے ہیں۔

۵۔ یہ اس لئے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں عقل نہیں۔

۶۔ انکی حالت ان لوگوں کی طرح ہے جو ان سے پہلے اپنے کرتوت کا مزہ چکھ چکے ہیں۔

۷۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۸۔ انکی مثال شیطان کی طرح ہے کہ وہ انسان سے کہتا ہے کہ کافر ہوجا۔
۹۔ پھر جب وہ کافر ہوجاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری ہوں۔
۱۰۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔
۱۱۔ ان دونوں کا انجام یہ ہے کہ وہ دونوں دوزخ میں ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔
۱۲۔ یہی ظلم کرنے والوں کی سزا ہے۔

مسلمانوں کی ان یہودیوں اور منافقوں کے دل میں جو ہیبت تھی اسکا حال بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ جب کبھی ان یہودیوں اور منافقوں کو تم سے لڑنا پڑے تو انکے اندر اتنی ہمت نہیں کہ وہ تمہارا روبرو مقابلہ کرسکیں، جب لڑنا ہی پڑا تو یہ لوگ اپنی بستیوں میں موجود مضبوط قلعوں کے پیچھے سے تم پر وار کریں گے یا پھر کسی دیوار کا سہارا لیکر اور اسکے پیچھے چھپ کر وار کریں گے اور انکے آپس ہی میں اس قدر اختلاف ہے کہ وہ کسی ایک بات پر جمع نہیں ہوتے، کوئی کچھ کہتا ہے تو کوئی کچھ اور، وہ کسی ایک بات پر متفق نہیں ہوتے، تمہیں نظر آتا ہے کہ وہ سب ایک ہی بات پر جمے ہوئے ہیں حالانکہ ایسا بالکل نہیں ہے، ان کے دل کے ارادے ایک دوسرے سے جدا جدا ہیں کہ یہ یہود ان منافقوں کو پسند نہیں کرتے اور یہ منافق بھی ان یہودیوں کے دین کو پسند نہیں کرتے بس دکھاوے کے طور پر وہ ایک دوسرے سے ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہیں، انکا معاملہ ایسا اس لئے ہے کہ یہ بے سمجھ لوگ ہیں کہ انہیں دین حق کا پتا نہیں، ہدایت اور گمراہی میں فرق معلوم نہیں، اور اللہ تعالی نے جو دنیا و آخرت کی کامیابی کا راز بتلایا ہے وہ لوگ اس سے ناواقف ہیں اسی لئے انکی ایسی حالت ہے، لہذا ان لوگوں کی حالت ان لوگوں جیسی ہے جو ان سے کچھ ہی پہلے اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھ چکے ہیں، یعنی جنگ بدر کے موقع پر کفار قریش کا جو حال ہوا ہے انکا بھی یہی ہونے والا ہے اور جس طرح بنوقینقاع کا حال ہوا کہ انہیں مدینہ سے جلاوطن ہونا پڑا ایسا ہی انکے ساتھ ہوگا، یہ تو دنیا کی سزا ہے اور آخرت میں تو انکے لئے اللہ تعالی نے دردناک عذاب تیار کررکھا ہے اس لئے کہ یہ لوگ اللہ اور اسکے رسول کے نافرمان ہیں جو بھی اللہ اور اسکے رسول کا نافرمان ہوتا ہے اسکا ٹھکانہ دوزخ ہی ہوتا ہے، ذٰلِكَ جَزَآءُ أَعْدَآءِ اللهِ النَّارُ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ یہی آگ اللہ کے دشمنوں کی جزا ہے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔(فصلت۔۲۸) ان منافقوں کی ایک اور مثال دی جارہی ہے کہ انکی مثال شیطان کی طرح ہے کہ وہ بھی بندوں کو اللہ کی نافرمانی کرنے اور اسکے ساتھ کفر کرنے پر اکساتا ہے اور جب بندہ اسکی باتوں میں آکر کفر کرلیتا ہے اور اسکی نافرمانی کرتا ہے تو وہ اللہ کی سزا کا مستحق ہوجاتا ہے، جب وہ بندہ اللہ کے عذاب کا مستحق ہوجاتا ہے تو وہ شیطان جس نے اسے کفر پر آمادہ کیا اس وقت کہتا ہے کہ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں تم نے خود کفر کیا ہے لہذا سزا بھی تمہیں ہی خود بھگتنی ہوگی، میرا اس سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں، لہذا یہ منافقین ایسے ہی ہیں کہ ان لوگوں نے تمہیں

مسلمانوں کے خلاف اکسایا اور ان سے لڑنے پر آمادہ کیا اور اس لڑائی میں شریک ہونے کا بھی تم سے وعدہ کیا لیکن جب تمہارا مسلمانوں سے سامنا ہوا تو یہ لوگ تم سے الگ ہو گئے اور اپنی کہی ہوئی ساری باتوں سے مکر گئے، جس طرح وہاں نقصان شیطان کا نہیں بندہ کا ہوا اسی طرح یہاں نقصان ان منافقوں کا نہیں بلکہ اے یہود! تمہارا ہی ہوا، جس طرح وہاں شیطان نے اللہ کے خوف کا عذر پیش کیا اسی طرح یہ منافق بھی تمہارے سامنے مسلمانوں کی قوت وکثرت کا عذر پیش کریں گے، اللہ کا عذاب تو دونوں کو ہوگا، منافقوں کو بھی اور یہود کو بھی، شیطان کو بھی اور اسکی باتوں میں آ کر گمراہ ہونے والے کو بھی، انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈالا جائے گا، یہی ان ظالموں کی سزا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۴۳﴾ ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے ﴿الحشر ۱۸۔۱۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اے وہ لوگو جو اٰمَنُوا ایمان لائے ہو اتَّقُوا اللّٰهَ تم اللہ سے ڈرو وَلْتَنْظُرْ اور چاہیے کہ دیکھے نَفْسٌ نفس مَّا کہ کیا قَدَّمَتْ اس نے آگے بھیجا ہے لِغَدٍ کل کے لئے وَ اور اتَّقُوا اللّٰهَ اللہ سے ڈرو اِنَّ بلا شبہ اللّٰهَ اللہ خَبِيْرٌۢ خوب خبردار ہے بِمَا ساتھ اس کے جو تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے ہو وَ اور لَا تَكُوْنُوْا تم نہ ہو جاؤ كَالَّذِيْنَ مانند ان لوگوں کے جنھوں نے نَسُوا اللّٰهَ اللہ کو بھلا دیا فَاَنْسٰىهُمْ تو اللہ نے بھلوا دیئے ان سے اَنْفُسَهُمْ ان کے نفس اُولٰٓئِكَ هُمُ یہی لوگ ہی الْفٰسِقُوْنَ فاسق ہیں

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو، یقین رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے اور تم ان جیسے نہ ہو جانا جو اللہ کو بھول بیٹھے تھے، تو اللہ نے انہیں خود اپنے آپ سے غافل کر دیا، وہی لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ ۲۔ ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے؟

۳۔ اللہ سے ڈرو، یقین رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

۴۔ تم ان جیسے نہ ہو جانا جو اللہ کو بھول بیٹھے تھے تو اللہ نے انہیں خود اپنے آپ سے غافل کر دیا۔

۵۔ وہی لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

ان منافقوں اور یہودیوں کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالی ان مومنوں کو چند نصیحتیں فرمارہے ہیں کہ اے مومنو! تم ہر حال میں، ہر وقت اور ہر گھڑی اللہ تعالی سے اسکی نافرمانی کرنے، اسکے حکموں کو بجالانے، اسکے فرائض ادا کرنے کے سلسلہ میں ڈرتے رہا کرو اور اپنی آخرت بنانے کے لئے اچھے اعمال کیا کرو اور جو بھی اعمال کررہے ہو اسے پہلے جانچ لو کہ وہ واقعی صحیح ہے یا نہیں؟ اور ہر وقت اپنے آپ کا محاسبہ کرتے رہو کہ مجھ سے کہیں کوتاہی تو نہیں ہوگئی؟ میں نے جو نیک کام کیا ہے وہ واقعی اللہ کی رضا کے لئے کیا ہے یا کسی کو دکھانے کے لئے؟ کیا میں نے اللہ کے ہر حکم پر عمل کیا ہے؟ کیا میں نے انسانوں کی محبت میں اللہ کے حکم کو تو نہیں توڑا ہے وغیرہ اور پھر سے تاکیدا فرمایا کہ اللہ سے ڈرو، اس لئے کہ سارے اعمال کا دارومدار اسی پر ہے کہ اگر بندے کو اللہ کا خوف ہوگا تو وہ یقینا برائیوں سے اور گناہوں سے بچ جائے گا اور اگر اللہ کا خوف نہ ہوگا تو پھر اسے برائیوں اور گناہ کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا، قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو شاید کہ تمہارا یہ ڈرنا تمہیں آخرت میں کامیاب کردے، (آل عمران ـ ۲۰۰، البقرۃ ـ ۱۸۹) یہ تنبیہ کرتے ہوئے مومنوں سے کہا جارہا ہے کہ تم لوگ ان جیسے نہ ہوجانا جنہوں نے اللہ کو بھلادیا، نہ تو اسکے حکموں کی کوئی پرواہ کی اور نہ ہی اسکے حقوق کا کوئی لحاظ رکھا، لہذا ان کے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالی نے بھی انہیں خود اپنے آپ سے غافل کردیا کہ جب وہ کوئی اللہ کی نافرمانی کا کام کرنے لگتے تو انہیں یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ اللہ کی نافرمانی کررہے ہیں، جب وہ کسی گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں تو انہیں وہ گناہ گناہ ہی نہیں لگتا، اس طرح وہ اپنے ہی برے اعمال میں ڈوبتے چلے جاتے ہیں اور انہیں اسکا پتا بھی نہیں چلتا، ان جیسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ نافرمان لوگ ہیں، سورۃ منافقون کی آیت نمبر ۹ میں فرمایا گیا کہ اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال و اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جو کوئی ایسا کرتا ہے وہی نقصان اٹھانے والا ہے۔ انسان مال اور اولاد کی محبت میں ڈوب کر اللہ اور اسکے رسول کے فرمان کو نظر انداز کرنے لگتا ہے، اللہ اور اسکے رسول کے حکموں کا اسے کوئی پاس و لحاظ نہیں ہوتا، یہ مسلمان کی شان نہیں ہے، بلکہ مسلمان تو وہ ہے جو اللہ اور اسکے رسول کے حکموں کے آگے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوجائے، نہ انہیں مال و اولاد کی محبت اللہ کے ذکر سے روکتی ہے اور نہ ہی اس کے احکامات پر عمل کرنے سے، انکے نزدیک اللہ اور اسکے رسول کی محبت ہی دنیا جہاں سے بڑھ کر ہے، لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ وہ مومن نہیں کہ جسکی خواہش اس چیز کے تابع نہ ہو جسے میں لیکر آیا ہوں، (مشکوۃ ۱۶۸) ہاں! جب اسکی خواہش اور منشا وہی ہوجائے جو اللہ اور اسکے رسول کی منشا ہو تو وہی کامل مومن کہلائے گا۔ لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہماری مرضی وہی ہو جو اللہ کی اور اسکے رسول کی مرضی ہو، اور ہم اس چیز سے نفرت کریں جس سے ہمیں روکا گیا اسی وقت ہم کامیاب لوگوں میں شامل ہوں گے۔

﴿درس نمبر ۲۱۴۴﴾ **جنت والے اور دوزخ والے برابر نہیں ہو سکتے** ﴿الحشر۔۲۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَا يَسْتَوِيْٓ برابر نہیں ہو سکتے اَصْحٰبُ النَّارِ آگ والے وَ اور اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ جنت والے اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ جنتی لوگ ہی الْفَآئِزُوْنَ کامیاب ہیں

ترجمہ:۔ جنت والے اور دوزخ والے برابر نہیں ہو سکتے، جنت والے ہی وہ ہیں جو کامیاب ہیں۔

تشریح:۔ اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جنت والے اور دوزخ والے برابر نہیں ہو سکتے۔ ۲۔ جنت والے وہ ہیں جو کامیاب ہیں۔

اچھائی اور برائی کرنے والوں کے درمیان فرق اور انہیں ملنے والی جزاؤں کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ جو لوگ دوزخی ہیں وہ اللہ اور اسکے رسول کا انکار کرتے ہیں، انکے حکموں کو جھٹلاتے ہیں، انکی نافرمانی کرتے ہیں یہ جہنم میں جانے والے لوگ ہیں اور یہ لوگ کبھی ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو نیک اعمال کرتے ہیں اور اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں نیز انکے بتائے ہوئے طریقوں پر چلتے ہیں، برائی اور گناہ سے بچتے ہیں، یہ لوگ جنت میں جانے والے ہیں اور جسے جنت مل گئی اسے ساری کامیابی مل گئی فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ کہ جسے جہنم سے بچا کر جنت میں ڈالا گیا وہی کامیاب ہو گیا (آل عمران۔۱۸۵) اس لئے کہ وہاں جنت میں آرام ہی آرام ہے راحت اور سکون ہے کہ جہاں انکی ہر خواہش اور ضرورت کو پورا کیا جائے گا، کھانے کے لئے طرح طرح کے پھل اور گوشت وغیرہ ہوں گے اور پینے کے لئے صاف وشفاف پانی، شہد اور دودھ ہوگا، پاک شراب کی نہریں ہوں گے، یہ کامیابی نہیں تو اور کیا ہے؟ لیکن جو لوگ دوزخی ہیں، جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرتے تھے، کفر پر جنکی موت ہوئی، شرک پر جنہوں نے اپنی زندگی گزاری انہیں جہنم میں مختلف دردناک عذابوں سے دوچار کیا جائے گا کہ بیٹھنے کے لئے بھی آگ کا بچھونا ہوگا، سونے کے لئے بھی آگ کا فرش، اوڑھنے کے لئے بھی آگ کی چادر ہوگی، پینے کے لئے بھی کھولتا ہوا گرم گرم پانی، کھانے کے لئے زقوم جیسا کانٹوں سے لدا ہوا درخت ملے گا جو ایسی سزاوں میں ہمیشہ کے لئے رہے وہی ناکام ہے۔ سورۃ جاثیہ کی آیت نمبر ۲۱ میں فرمایا گیا أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ جن لوگوں نے برے برے کاموں کا ارتکاب کیا ہے کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جنہوں نے ایمان قبول کیا اور نیک اعمال کئے؟ جسکے نتیجہ میں انکا جینا اور

مرنا ایک جیسا ہو جائے؟ کتنی بری بات ہے جو یہ طے کئے ہوئے ہیں؟ سورۂ غافر کی آیت نمبر ۵۸ میں فرمایا گیا وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ ۚ قَلِيلًا مَّا تَتَذَكَّرُونَ اندھا اور بینا برابر نہیں اور وہ لوگ بھی برابر نہیں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور وہ لوگ جو برے اعمال کئے، بہت ہی کم تم لوگ سمجھ پاتے ہو، اسی طرح سورۂ ص کی آیت نمبر ۲۸ میں بھی فرمایا گیا أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ان لوگوں کی طرح بنا دیں گے جو زمین میں فساد مچاتے رہے؟ کیا ہم متقی کو فاجر کے برابر کر دیں گے؟ نہیں! ایسا نہیں ہوگا، ایمان والوں کا ٹھکانہ کچھ ہے تو کافروں کا کچھ اور، لہذا تم اپنے اعمال پر غور کرو کہ تم کونسے عمل کر رہے ہو اچھے یا برے؟ اور ان ٹھکانوں پر بھی نظر رکھو جو اچھوں کے لئے تیار کئے گئے ہیں اور جو بروں کے لئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان اور کامیاب لوگوں میں شامل فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۱۴۵﴾ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے! ﴿الحشر۔۲۱﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

لَوْ أَنزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۚ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَوْ اگر أَنزَلْنَا ہم نازل کرتے هٰذَا الْقُرْاٰنَ اس قرآن کو عَلٰى جَبَلٍ کسی پہاڑ پر لَّرَاَيْتَهٗ تو آپ دیکھتے اس کو خَاشِعًا جھکنے والا مُّتَصَدِّعًا پھٹنے والا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ اللہ کے خوف سے وَ اور تِلْكَ یہ الْاَمْثَالُ مثالیں نَضْرِبُهَا ہم بیان کرتے ہیں ان کو لِلنَّاسِ لوگوں کے لئے لَعَلَّهُمْ شاید کہ وہ يَتَفَكَّرُونَ غور فکر کریں

ترجمہ:۔ اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارا ہوتا تو تم اسے دیکھتے کہ وہ اللہ کے رعب سے جھکا جا رہا ہے اور پھٹا پڑتا ہے اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے سامنے اس لئے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور وفکر سے کام لیں۔

تشریح:۔ اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تم اسے دیکھتے کہ وہ اللہ کے رعب سے جھکا جا رہا ہے اور پھٹا پڑتا ہے۔

۲۔ ہم یہ مثالیں لوگوں کے سامنے اس لئے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور وفکر سے کام لیں۔

اس آیت میں اس کتاب کی اہمیت اور فضیلت بیان کی جا رہی ہے جو انسان کو ہدایت کے راستے سے ہمکنار کرتی ہے اور دوزخ کے راستے سے روکتی ہے، اچھائی کی طرف بلاتی ہے برائی سے ڈراتی ہے، جنت میں لیجانے کا راستہ دکھاتی ہے اور دوزخ سے بچنے کی راہ بتلاتی ہے، فرمایا کہ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو وہ اس

قرآن کے آگے اپنے آپ کو جھکا دیتا اور اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا اللہ کی ان صفات کی وجہ جو اس نے اس کلام میں بیان فرمائی ہیں، وہ پہاڑ اپنی سختی اور حجم کے باوجود بھی اس کلام سے نصیحت حاصل کرتا اور اپنے آپ کو اس کلام کے تابع بنا لیتا مگر تم لوگ اے کافرو! پہاڑ سے بھی زیادہ سخت دل ہو کہ تمہارے دلوں پر اس کلام کا کوئی اثر نہیں پڑتا، اللہ تعالی نے تمہیں فہم اور سمجھ عطا کی ہے کیا تم اس کلام کو پڑھ کر اس سے نصیحت حاصل نہیں کر سکتے؟ کیا تمہارے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے کہ جب یہ نبی تمہارے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں تو تمہارے دل پر اسکا کوئی اثر نہیں پڑتا؟ تم تو انسان ہو، تمہیں چاہیئے تھا کہ تم اس کلام کی حقانیت کو سمجھتے اور اس میں بیان کردہ واقعات سے سبق حاصل کرتے اور اللہ کے اس قہر و عذاب سے اپنے آپ کو بچاتے جو اس نے اپنے نافرمانوں کے لئے تیار کر رکھا ہے، یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالی نے تمہارے سامنے بیان فرمائی تا کہ اس مثال کو تم اچھی طرح سمجھ پاؤ اور پھر اس سے نصیحت اور سبق حاصل کرو اور اپنے آپ پر غور کرو کہ کیا واقعی ہمارے دل ان پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں کہ ان پر اس عظیم کلام کا کوئی اثر نہیں پڑتا؟ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہاں خطاب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ اے محمد! ہم نے جو کتاب آپ پر نازل کی ہے اگر وہ کتاب ہم کسی سخت پہاڑ پر اتارتے تو وہ اسے سنبھال نہ پاتا اور اسکے بوجھ سے ریزہ ریزہ ہو جاتا لیکن اللہ تعالی نے آپ پر اس کتاب کو نازل فرمایا اور آپ کو اتنی قوت عطا کی کہ آپ اس کلام کو اپنے سینے میں اتار سکو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! آپ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کبھی وحی مجھ پر گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور یہ صورت مجھ پر سب سے زیادہ سخت ہوتی ہے، پھر وہ حالت ختم ہو جاتی ہے اور میں اسے یاد کر لیتا ہوں جو مجھے بتلایا گیا، اور کبھی ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں میرے پاس آتا ہے اور مجھے وہ وحی سناتا ہے تو میں اسے یاد کر لیتا ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت سردی کے دنوں میں وحی اترتے دیکھا کہ جب وحی کا نزول ختم ہو جاتا تو آپ کی پیشانی سے پسینے بہنے لگتے۔ (بخاری۔ ۲).

﴿درس نمبر ۲۱۴۶﴾ وہ کھلی اور چھپی ہر بات کو جاننے والا ہے ﴿الحشر ۲۲۔۲۳﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ O هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هُوَ وہ اللّٰهُ اللہ الَّذِیْ وہ ذات ہے کہ لَآ نہیں اِلٰهَ کوئی معبود اِلَّا مگر هُوَ وہی عٰلِمُ جاننے والا ہے الْغَيْبِ غیب کا وَ اور الشَّهَادَةِ حاضر کا هُوَ وہ الرَّحْمٰنُ رحمن ہے الرَّحِيْمُ رحیم ہے هُوَ وہ اللّٰهُ اللہ الَّذِیْ وہ ذات ہے کہ لَآ نہیں اِلٰهَ کوئی معبود اِلَّا مگر هُوَ وہی اَلْمَلِكُ بادشاہ ہے الْقُدُّوْسُ نہایت پاک السَّلٰمُ سلامتی والا الْمُؤْمِنُ امن والا الْمُهَيْمِنُ نگہبان الْعَزِيْزُ نہایت غالب الْجَبَّارُ زور آور الْمُتَكَبِّرُ بڑائی والا سُبْحٰنَ اللّٰهِ پاک ہے اللہ عَمَّا ان سے جو يُشْرِكُوْنَ وہ شریک ٹھہراتے ہیں

ترجمہ:۔ وہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ چھپی اور کھلی ہر بات کو جاننے والا ہے، وہی ہے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان، وہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، جو بادشاہ ہے، تقدس کا مالک ہے، سلامتی دینے والا ہے، امن بخشنے والا ہے، سب کا نگہبان ہے، بڑے اقتدار والا ہے، ہر خرابی کی اصلاح کرنے والا ہے، بڑائی کا مالک ہے، پاک ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ ۲۔ وہ چھپی اور کھلی ہر بات کو جاننے والا ہے۔

۳۔ وہی ہے جو سب پر مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

۴۔ وہ اللہ وہی ہے جسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ ۵۔ جو بادشاہ ہے، تقدس کا مالک ہے۔

۶۔ سلامتی دینے والا، امن بخشنے والا ہے۔ ۷۔ سب کا نگہبان، بڑے اقتدار والا ہے۔

۸۔ ہر خرابی کی اصلاح کرنے والا، بڑائی کا مالک۔ ۹۔ پاک ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی نے قرآن کی عظمت کو اس قرآن کے نازل کرنے والے کی صفات بیان کر کے بتلایا گیا ہے کہ یہ قرآن جو تم اپنے سامنے دیکھ رہے ہو اور جس قرآن کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ پہاڑ بھی اس کے نزول سے ریزہ ریزہ ہو جائیں وہ اکیلا معبود ہے کہ جسکے سوا کوئی معبود نہیں، وہی سب کا پالنے والا ہے اور وہی سب کا مالک ہے جسکی شان یہ ہے کہ وہ ہر ڈھکی چھپی اور علانیہ چیز کو جانتا ہے، زمین و آسمان میں کوئی چیز ایسی نہیں جو اسکے علم سے باہر ہو حتی کہ سخت تاریکی میں کالی چیونٹی کے چلنے کو بھی وہ جانتا ہے، وہ دنیا اور آخرت میں بڑا رحم کرنے والا اور مہربان ہے، وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ کہ میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے (الاعراف۔۱۵۶) كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر رحم کو لازم کرلیا، (الآنعام۔ ۵۴) لہذا اپنے رب کی رحمت سے ناامید و مایوس نہ ہو بلکہ ہر لمحہ اسکی رحمت سے امید لگائے رکھو اور جب بھی تم سے اسکی نافرمانی والے کام سرزد ہو گئے تو فوراً اسکی طرف توبہ کے ذریعہ رجوع کرلو یقیناً اسکی رحمت سے امید ہے کہ وہ تمہیں معاف کردے گا، اللہ تبارک وتعالی کی دوسری صفات کا تذکرہ ہے کہ وہ رب جس نے اس کلام کو نازل فرمایا وہ وہی اللہ ہے جو سب کا معبود ہے کہ اسکے سوا

کوئی معبود نہیں، وہ سارے جہانوں کا بادشاہ ہے، انسان وجنات، جانور و پرندے، نباتات و جمادات ہر چیز پر اسکی بادشاہت ہے اور ہر کوئی اسی کے حکم کی تعمیل کرتا ہے، پاکی اور تقدس کا مالک ہے سلامتی دینے والا اور امن بخشنے والا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالی نے بہت سے خونخوار مخلوقات کو پیدا کیا لیکن اسکی باوجود بھی اس دنیا میں امن وامان قائم ہے یہی اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے اور اس نے ظلم کو حرام کر دیا جو کہ امن کے پھیلنے کا سب سے بڑا سبب ہے کہ نہ تو وہ کسی پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی کسی کو ظلم کرنے کی اجازت دیتا ہے اور اگر جو اسکے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے امن و امان کو بگاڑنے کی کوشش کرے، لوگوں پر ظلم و بربریت کرنے لگے تو وہ ایسے شخص کو بخشتا نہیں بلکہ سخت سے سخت سزا انہیں دنیا میں بھی دیتا ہے اور آخرت میں بھی وَّنَذَرُ الظّٰلِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا اور جو ظالم ہیں ہم انہیں دوزخ میں ایسی حالت میں چھوڑیں گے کہ وہ اس میں گھنٹوں کے بل پڑے ہوں گے اور وہ اللہ سب کا نگہبان ہے کہ اسے بندوں کی ہر ہر عمل کی پوری پوری خبر ہے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ اللہ ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا ہے۔(البروج۔۸) ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ اللہ تعالی ان تمام افعال پر نگاہ رکھا ہوا ہے جو وہ کیا کرتے ہیں۔(یونس۔۴۶) اور وہ بڑا غالب ہے کہ اسے کوئی چیز مغلوب نہیں کرسکتی، اسی کی حکومت اور حکم ہی ہر جگہ چلتا ہے اور وہ ہر چیز اصلاح کرنے والا ہے کہ جو حکم بھی وہ انسان کو دیتا ہے وہ مصلحت سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور وہ اللہ بڑی عظمت والا اور برائی کا مالک ہے یہ اللہ تبارک وتعالی کی ایسی خاص صفت ہے کہ جسکے بارے میں حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ وَالْعَظَمَةُ إِزَارِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ عظمت میری ازار اور کبریائی میری چادر ہے اور جو کوئی یہ دو چیزیں مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔(ابوداود ۴۰۹۰) آخر میں اس بات کی بھی وضاحت کر دی گئی کہ معبود تو وہ اکیلا ہے مگر جو لوگ اسکے ساتھ اور معبودوں کو شریک کرتے ہیں وہ اس بات کو اچھی طرح سن لیں کہ وہ ہر اس شرک سے پاک ہے جو تم اسکے ساتھ کیا کرتے ہو اس لئے کہ وہ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ جس قدر بھی تم اسکے ساتھ دوسروں کو شریک کرلو وہ اسکے شریک نہیں ہوجاتے ''سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ''۔

﴿درس نمبر ۲۱۴۷﴾ **وہی ہے خالق اور وہی ہے مصوّر** ﴿الحشر۔۲۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هُوَ اللّٰهُ وہ اللہ ہے الْخَالِقُ خالق الْبَارِئُ موجد الْمُصَوِّرُ صورت گر لَهٗ اسی کے لیے ہیں

الْاَسْمَآءُ اسمائے الْحُسْنٰى حسنیٰ يُسَبِّحُ تسبیح کرتی ہے لَهٗ اس کی مَا جو چیزفِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ آسمانوں اور زمین میں ہے وَ اورهُوَ وہ الْعَزِيْزُ نہایت غالب ہے الْحَكِيْمُ خوب حکمت والا ہے

ترجمہ: ۔ وہ اللہ وہی ہے جو پیدا کرنے والا ہے، وجود میں لانے والا ہے، صورت بنانے والا ہے، اسی کے سب سے اچھے نام ہیں، آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں، وہ اس کی تسبیح کرتی ہیں اور وہی ہے جو اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک۔

تشریح: ۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ وہی ہے جو پیدا کرنے والا، وجود میں لانے والا، صورت بنانے والا ہے۔

۲۔ اسی کے سب اچھے نام ہیں، آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں وہ اسکی تسبیح کرتی ہیں۔

۳۔ وہی ہے جو اقتدار کا بھی مالک ہے حکمت کا بھی۔

اس آخری آیت میں اللہ تعالی کے خالق و مالک ہونے کو بیان کیا جارہا ہے کہ وہ اللہ جسکی عبادت کا تمہیں حکم دیا گیا اور اسکی عبادت میں دوسروں کو شریک کرنے سے روکا گیا وہی اس دنیا جہاں کا اور ساری چیزوں کا خالق یعنی پیدا کرنے والا ہے، جو ان چیزوں کو وجود بخشنے والا ہے ان پر اسی پیدا کرنے والے کا ہی حق ہوتا ہے لہذا اسی حق کا یہ تقاضہ ہے کہ عبادت اسی کی کی جائے، جو اسکی عبادت کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرتا ہے یا دوسروں کو اس عبادت میں شریک کرتا ہے تو وہ شخص گنہگار ہوگا، جب اس اکیلے اللہ نے ان سب چیزوں کو پیدا کیا تو پھر اسکی عبادت میں دوسروں کو کیسے شریک کیا جاسکتا ہے؟ کیا یہ شریک کرنا ظلم نہیں ہے؟ اس بات پر اگر تم غور کرو گے تو تمہیں حق کا پتا چل جائے گا، اس اللہ نے تمہیں پیدا کیا، تمہارا وجود بخشا پھر تمہاری تصویر کشی کی کہ تمہاری آنکھ ناک صورت اور چہرہ بنایا اور ایک خوبصورت شکل میں ڈھال کر اس دنیا میں تمہیں بھیجا کیا اب بھی تم اس رب کی ناشکری کرو گے؟ اسکی عبادت کو چھوڑ کر اوروں کی عبادت کرو گے؟ اگر تم کرنا چاہو تو کرلو اس لئے کہ اس نے ہر ایک کو اختیار دے رکھا ہے کہ وہ جو چاہے کرے لیکن اسکے ساتھ ساتھ اس نے ہر کام کا انجام بھی طے کر رکھا ہے لہذا جو اس رب کی مان کر چلے گا اسکا انجام بہتر ہوگا اور جو اسکی نافرمانی کرے گا اسکا انجام برا ہوگا اور ہاں! تمہارا اس رب کی عبادت کرنا یا نہ کرنا اسکی شان میں کوئی فرق نہیں لائے گا کہ اگر تم اسکی عبادت کرو گے تو اسکی شان اونچی ہوگی یا اگر نہیں کرو گے تو شان میں کمی ہوگی ایسا کچھ نہیں ہے، اسکی شان ہمیشہ سے اونچی ہے اور اونچی ہی رہے گی اور تم اسکی تسبیح کرو یا نہ کرو زمین و آسمان کی ہر چیز، ہر چھوٹی بڑی مخلوق اسکی تسبیح بیان کر رہی ہے، اور جس رب کے اتنے اچھے اچھے نام اور صفات ہوں تو پھر کوئی کیوں اس رب کی تسبیح نہ کرے؟ ان عمدہ صفات و نام کے ساتھ جو کوئی بھی اسکی تسبیح کرے گا اسے ایک قسم کا لطف اور مزہ آئے گا اور وہ چاہے گا کہ میں ہمیشہ اسی طرح ان ناموں کی تسبیح کرتے رہا کروں اور

یہ لذت ہمیں اس وقت حاصل ہوگی جب ہم اپنے دل سے اور روح کی گہرائیوں سے اس اللہ سے محبت کرنے لگیں گے اللہ ہم تمام کو کثرت سے اسکی تسبیح کرنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین، اللہ تعالی کے ان مبارک ناموں سے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے ننانوے یعنی ایک کم سو نام ہیں اور جو کوئی ان ناموں کو یاد کرلے گا وہ جنت میں جائے گا۔(بخاری۔۲۷۳۶) ان ناموں میں دو نام وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ بھی ہیں جو اس بات پر متنبہ کرتے ہیں کہ جس طرح اسکی رحمت ہر چیز کو شامل ہے اسی طرح اسکا قہر بھی موجود ہے، لہٰذا جو اسکی اطاعت کرے گا اس پر تو اس کی رحمت ہوگی لیکن جو اسکی نافرمانی کرے گا وہ اسکی پکڑ اور انتقام سے بچ نہیں سکے گا اور اللہ تعالی جو بھی کرتا ہے اس میں حکمت و مصلحت پوشیدہ ہوتی ہے جس سے انسان آگاہ نہیں اس لئے اللہ کے ہر فیصلہ پر دل کی رضا کا اظہار کرے اور اللہ پر کامل یقین رکھے۔

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۱۳ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۴۸﴾ تم ان سے خفیہ طور پر دوستی کی بات کرتے ہو؟ ﴿المتحنہ۔۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَيْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ وَ مَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اے وہ لوگو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو لَا تَتَّخِذُوْا تم نہ بناؤ عَدُوِّيْ میرے دشمن کو وَ اور عَدُوَّكُمْ اپنے دشمن کو اَوْلِيَآءَ دوست تُلْقُوْنَ تم پیغام بھیجتے ہو اِلَيْهِمْ ان کی طرف بِالْمَوَدَّةِ دوستی کا وَ حالانکہ قَدْ تحقیق كَفَرُوْا انھوں نے کفر کیا بِمَا اس چیز کے ساتھ جو جَآءَكُمْ آیا تمہارے پاس مِّنَ الْحَقِّ حق میں سے يُخْرِجُوْنَ وہ نکالتے ہیں الرَّسُوْلَ رسول کو وَ اور اِيَّاكُمْ خود تمہیں بھی اَنْ اس لیے کہ تُؤْمِنُوْا تم ایمان لاتے ہو بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اپنے رب اللہ پر اِنْ اگر كُنْتُمْ ہو تم خَرَجْتُمْ نکلے ہوئے جِهَادًا جہاد کے لیے فِيْ سَبِيْلِيْ میرے راستہ میں وَ اور ابْتِغَآءَ تلاش کرنے کے لیے مَرْضَاتِيْ میری رضامندی تُسِرُّوْنَ تم پوشیدہ پیغام بھیجتے ہو اِلَيْهِمْ ان کی طرف بِالْمَوَدَّةِ دوستی کا وَ جبکہ اَنَا میں اَعْلَمُ خوب جانتا ہوں بِمَاۤ اس چیز کو جو اَخْفَيْتُمْ تم چھپاتے ہو وَ اور مَاۤ اس چیز کو جو اَعْلَنْتُمْ تم ظاہر کرتے ہو وَ اور مَنْ جو کوئی يَّفْعَلْهُ کرے یہ کام مِنْكُمْ تم میں سے فَقَدْ تو یقیناً ضَلَّ وہ گمراہ ہو گیا سَوَآءَ سیدھی السَّبِيْلِ راہ سے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اگر تم میرے راستے میں جہاد کرنے کی خاطر اور میری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (گھروں سے) نکلے ہو تو میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ایسا دوست مت بناؤ کہ ان کی محبت کے پیغام بھیجنے لگو، حالانکہ تمہارے پاس جو حق آیا ہے انہوں نے اس کو اتنا جھٹلایا ہے کہ وہ رسول کو بھی اور تمہیں بھی صرف اس وجہ سے (مکے سے) باہر نکالتے رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لائے ہو، تم ان سے خفیہ طور پر دوستی کی بات کرتے ہو، حالانکہ جو کچھ تم خفیہ طور پر کرتے ہو اور جو کچھ علانیہ کرتے ہو میں اس سب کو پوری طرح جانتا ہوں اور تم میں سے جو کوئی بھی ایسا کرے وہ راہِ راست سے بھٹک گیا۔

سورہ کی فضیلت :۔حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۃ الممتحنہ پڑھی تو قیامت کے دن تمام مومنین و مومنات اسکے سفارشی ہوں گے ۔(تخریج احادیث الکشاف للزیلعی۔ج،۳۔ص،۴۶۵)

تشریح:۔اس آیت میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور اسکی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر گھروں سے نکلو تو اسکے اور تمہارے دشمنوں کو ایسا دوست مت بناؤ کہ انہیں محبت کا پیغام بھیجنے لگو۔

۲۔تمہارے پاس حق آچکا ہے۔

۳۔ان لوگوں نے اس حق کو اتنا جھٹلایا کہ وہ رسول کو بھی اور تمہیں بھی صرف اس لئے مکہ سے باہر نکالتے رہے کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہو۔

۴۔تم ان سے خفیہ طور پر دوستی کی بات کرتے ہو۔

۵۔جو کچھ تم خفیہ طور پر کرتے ہو اور جو کچھ علانیہ ان سب کو اللہ اچھی طرح جانتا ہے۔

۶۔تم میں سے جو کوئی ایسا کرے وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ مومن مومن سے محبت رکھتا ہے اور اپنے دل میں اسکے تعلق سے کوئی بغض اور عداوت نہیں رکھتا جسکا ذکر سورۂ حشر کی آیت نمبر ۹ ،۱۰ میں کیا گیا اور ساتھ میں یہ بھی بیان فرمایا گیا کہ منافق منافقوں اور کفار کے ہی دوست ہوتے ہیں تمہارے کبھی دوست نہیں ہو سکتے اس لئے اللہ تعالی اس سورت میں مسلمانوں کو ان کفار سے ایسی دوستی کہ جس دوستی میں انسان اپنا سب کچھ اپنے دوست کو بتلا دیتا ہے ایسی دوستی سے منع فرمایا ہاں! انکے ساتھ میل جول رکھا جائے لیکن دلی دوستی نہ کی جائے چنانچہ فرمایا کہ اے ایمان والو! اگر اللہ کی راہ میں جہاد اور میری خوشنودی کے لئے اپنے گھروں سے نکلو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو ایسا دوست مت بنانا کہ انہیں محبت کا پیغام بھیجنے لگو، اسکا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ان کفار سے ہمارا کوئی تعلق ہی نہ ہو، قرآن نے ہمیں یہ نہیں سکھایا بلکہ ہم سے یہ کہا گیا کہ ایسی دلی دستی کہ جس کی محبت میں انسان اپنے راز بھی اسے بتا دیتا ہے ایسا مت کرو، اس لئے کہ یہ کفار اور منافق تمہارے سچے دوست کبھی ہو ہی نہیں سکتے اور اگر تم اپنے راز ان کے سامنے رکھ دو گے تو ہوسکتا ہے کہ وہ تمہیں نقصان پہنچائیں، یہ کفار مسلمانوں کے دوست کیوں نہیں ہو سکتے؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ تم سے اس لئے دوستی نہیں رکھ سکتے کیونکہ تمہارے دین کو وہ پسند نہیں کرتے اور اس دین حق کو جسے تم نے اپنایا ہے وہ جھٹلاتے ہیں اور اتنا ہی نہیں اسی نفرت اور حق کو جھٹلانے کی وجہ سے ان لوگوں نے تمہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر اور اپنے وطن سے نکال دیا اور اور تم پر ظلم کرتے رہے، یہی وجہ ہے کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لے

آئے، تو جب اس اسلام کی وجہ سے ان کافروں کے دلوں میں اتنی نفرت ہے کہ انہوں نے رشتہ داری تک کا لحاظ نہیں کیا اور تم پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے رہے تو پھر ان سے مخلصانہ دوستی کی کیا امید لگائی جاسکتی ہے؟ اس لئے تم دلی دوستی کرو تو صرف اور صرف مسلمانوں سے کرو جیسا کہ سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۵۱ میں فرمایا گیا یا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ اے ایمان والو! تم لوگ یہود ونصاری کو اپنا دوست مت بناؤ اور جو کوئی تم میں سے ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔ اور سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۲۸ میں بھی فرمایا لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ایمان والے مومنوں کو چھوڑ کر کفار کو دوست نہ بنائیں۔ اس کے بعد اللہ تعالی نے سخت الفاظ میں فرمایا کہ تم ان سے خفیہ دوستی رکھتے ہو ہمیں سب معلوم ہے، ہم کو وہ بھی معلوم ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو لہذا اس سے اپنے آپ کو بچائے رکھو اور انکی دوستی سے اپنے ہاتھ کھینچ لو اس لئے کہ جو کوئی تم میں سے ایسا کرتا ہے یعنی ان سے دوستی رکھتا ہے چاہے وہ خفیہ طور پر ہو یا علانیہ جو کوئی ایسا کرے گا گویا وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا اور سیدھا راستہ وہی ہے جو اللہ دکھاتا ہے، اس آیت کے نزول سے متعلق واقعہ یہ ہے کہ عمرو بن صوفی بن ہاشم کی آزاد کردہ جسے سارہ کہا جاتا تھا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں آئیں جبکہ آپ سن آٹھ ہجری میں فتح مکہ کی تیاریاں کررہے تھے اس نے آ کر اپنی ضرورت آپ علیہ السلام کے سامنے پیش کی تو آپ نے بنو المطلب کو اسکی مدد کرنے کی ترغیب دی، چنانچہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ آئے اور انہوں نے اسے دس دینار اور ایک چادر عطا کی اور ساتھ ہی ایک خط انکے حوالہ کیا جس میں لکھا تھا ''یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے اہل مکہ کے لئے ہے، یہ جان لو کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تم پر حملہ کرنے کی غرض سے آرہے ہیں لہذا اپنے بچاؤ کا طریقہ نکال لو'' چنانچہ جب سارہ وہ خط لیکر نکلیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس سارے معاملہ کی آپ ﷺ کو خبر دی اور آپ علیہ السلام نے ان سے وہ خط لینے کے لئے حضرت علی، حضرت زبیر اور مقداد بن اسود رضی اللہ عنھم کو بھیجا کہ جاؤ اور روضۂ خاخ پر تمہیں ایک بڑھیا ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ لیکر آؤ چنانچہ وہ سب دوڑتے ہوئے نکلے اور اسی مقام پر جس مقام کا آپ علیہ السلام نے پتہ بتلایا تھا وہاں ایک بڑھیا تھی چنانچہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ خط نکالو، اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں، آخر میں ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اگر تم نہیں نکالو گی تو تمہاری گردن اڑادی جائے گی چنانچہ اس گوندی ہوئی چوٹی سے وہ خط نکال کر انہیں دے دیا اور وہ خط لیکر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جب اس خط کو کھولا تو وہی مضمون لکھا ہوا تھا جو اوپر بیان کیا گیا، یہ پڑھ کر آپ علیہ السلام نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے حاطب! یہ کیا ہے؟ تم نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بارے میں فیصلہ کرنے میں جلدی سے کام نہ

لیجئے، پھر کہا کہ میں قریش کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا مگر میری ان سے کوئی رشتہ داری نہیں ہے لیکن یہاں جتنے بھی مہاجرین صحابہ ہیں ان سب کی قریش کے ساتھ رشتہ داری ہے جسکا لحاظ کرتے ہوئے وہ لوگ انکے گھر بار اور اموال کی حفاظت کرینگے اب چونکہ میری ان سے کوئی رشتہ داری نہیں اس لئے مجھے اپنے اہل عیال اور مال کا خوف ہوا تو میں نے سوچا کہ میں ان پر کچھ ہمدردی کردوں کہ جسکی وجہ سے وہ لوگ میرے بھی گھر بار کی حفاظت کریں بس یہی سوچ کر میں نے یہ اقدام کیا ورنہ نہ تو میرا ارادہ کفر کا ہے اور نہ ارتداد کا اور نہ میں نے اپنے اسلام لانے کے بعد کبھی کفر کو پسند کیا، یہ سن کر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصہ میں آ گئے اور فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس منافق کی گردن اڑا دوں گا، آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عمر! شاید کہ تمہیں وہ بات معلوم نہیں جو اللہ نے ان اہل بدر کے بارے میں کہا ہے کہ تم جو چاہے کرو اللہ نے تمہاری مغفرت فرمادی۔ تب یہ آیت نازل یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا ہوئی۔ (بخاری۔ ۳۰۰۷)

(درس نمبر ۲۱۴۹) اگر تم ان کے ہاتھ آجاؤ تو وہ تمہارے دشمن بن جائیں گے (الممتحنہ ۲۔۳)

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ یَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ یَبْسُطُوْٓا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَفْصِلُ بَیْنَكُمْ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنْ اگر یَّثْقَفُوْكُمْ وہ پائیں تمہیں یَكُوْنُوْا تو وہ ہو جائیں لَكُمْ تمہارے اَعْدَآءً دشمن وَّ اور یَبْسُطُوْٓا وہ دراز کریں اِلَیْكُمْ تمہاری طرف اَیْدِیَهُمْ اپنے ہاتھ وَ اور اَلْسِنَتَهُمْ اپنی زبانیں بِالسُّوْٓءِ برائی کے ساتھ وَ اور وَدُّوْا وہ پسند کریں لَوْ تَكْفُرُوْنَ کاش کہ تم بھی کفر کرو لَنْ تَنْفَعَكُمْ ہر گز نفع نہ دیں گے تم کو اَرْحَامُكُمْ تمہارے رشتے ناتے وَ اور لَاۤ اَوْلَادُكُمْ نہ تمہاری اولاد یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قیامت کے دن یَفْصِلُ وہ فیصلہ کرے گا بَیْنَكُمْ تمہارے درمیان وَ اور اللّٰهُ اللہ بِمَا ساتھ اس کے جو تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے ہو بَصِیْرٌ خوب دیکھنے والا ہے

ترجمہ:۔ اگر تم ان کے ہاتھ آجاؤ تو وہ تمہارے دشمن بن جائیں گے اور اپنے ہاتھ اور زبانیں پھیلا پھیلا کر تمہارے ساتھ برائی کریں گے اور ان کی خواہش یہ ہے کہ تم کافر بن جاؤ۔ قیامت کے دن نہ تمہاری رشتہ داریاں ہر گز تمہارے کام آئیں گی اور نہ تمہاری اولاد، اللہ ہی تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اسے پوری طرح دیکھتا ہے۔

تشریح: ۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر تم انکے ہاتھ آجاؤ تو وہ تمہارے دشمن بن جائیں گے۔

۲۔ اپنے ہاتھ اور زبانیں پھیلا پھیلا کر تمہارے ساتھ برائی کریں گے۔

۳۔ انکی خواہش یہ ہے کہ تم کافر بن جاو۔

۴۔ قیامت کے دن نہ تمہاری رشتہ داریاں ہرگز تمہارے کام آئیں گی اور نہ تمہاری اولاد۔

۵۔ اللہ ہی تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اسے پوری طرح دیکھتا ہے۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی ان سے دلی دوستی نہ کرنے کی وجوہات بیان کرر ہے ہیں کہ جن سے تم دوستی رکھنا چاہتے ہو انکا حال یہ ہے کہ اب تو وہ تم سے ہمدردی جتلا رہے ہیں اور بھلی بھلی باتیں کرر ہے ہیں لیکن جب تم انکے ہاتھ آجاو اور وہ تم پر غلبہ پالیں تو وہ تمہارے دشمن بن جائیں گے اور تمہیں طرح طرح کی تکلیفیں دیں گے، اپنے ہاتھوں سے بھی تم پر ظلم کریں گے اور اپنی زبانوں سے بھی کڑوی، جلی کٹی باتیں کہہ کر تمہیں دلی اذیتیں بھی دیں گے، انکی تو یہی خواہش ہے کہ تم اس دین حق کو چھوڑ کر انکے ساتھ کفر میں شامل ہو جاو وَلَنْ تَرْضٰى عَنكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصَارٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ کہ یہ یہود و نصاری تم سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ تم انکے دین کو قبول نہ کرلو'' تو جو لوگ ایسے ہوں کہ جو اپنے سینوں میں تمہاری دشمنی پالے ہوئے ہوں تو تم کیسے ان لوگوں سے دوستی کر سکتے ہو؟ یاد رکھو! جو تمہارا بھلا نہ چاہے وہ تمہارا دوست کبھی نہیں ہوسکتا اس سے تم جتنی دوری اختیار کر سکتے ہو اختیار کرو۔ اللہ تعالی یہاں ایک اور حقیقت بیان کرر ہے ہیں کہ انسان دوست اور اولاد اس لئے چاہتا ہے کہ وہ اسکی مشکل گھڑی میں اس کا ساتھ دیں، اسکا سہارا بنیں لیکن یہ بات یاد رکھو کہ کل جب قیامت کا دن ہوگا اور سب اللہ تعالی کے سامنے کھڑے ہوں گے اور جب وہ سب کا فیصلہ کرر ہا ہوگا تب نہ تو کوئی دوست کسی کے کام آسکے گا اور نہ ہی کوئی اولاد کام آئے گی تو اللہ کی عبادت، اسکی اطاعت اور اسی کی دوستی رکھو أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کہ اللہ کے جو ولی ہوتے ہیں انہیں نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی کوئی غم (یونس۔ ۶۲) لہذا دوستی رکھنا ہے تو بس اللہ سے رکھو اسلئے کہ کل قیامت کے دن یہی کام آئے گی اور یہی رب کل قیامت کے دن تمہارے اعمال کا فیصلہ کرے گا تو جو اسکے ولی ہوتے ہیں وہ ان سے درگزر کا زیادہ معاملہ کرے گا، اس دوستی کا جو تعلق ہوتا ہے وہ دل سے ہوتا ہے لہذا اپنے دل پر ہمیشہ نظر رکھو اور اسے ہر برائی سے پاک وصاف رکھو اور اس میں صرف اور صرف اللہ کی محبت کو بسا لو جو کہ کامیابی کا ذریعہ ہے، یہاں اللہ تعالی نے جو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی جو منشا تھی کہ قریش انکے مکہ میں موجود اہل وعیال کی حفاظت کریں، انکے اسی خیال کو اللہ تعالی نے یہاں بیان فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا اس لئے ان سے ایسی امیدیں رکھنا بیکار ہے وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ

لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ اگر اللہ انہیں کوئی ضرر پہنچانا چاہے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا اور اگر وہ کوئی خیر تمہیں عطا کرنا چاہے تو کوئی اسے رد نہیں کرسکتا (یونس ۱۰۷) لہٰذا ہمیشہ مدد اللہ سے چاہو وہ ایسے ایسے اسباب پیدا کرے گا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔

﴿درس نمبر ۲۱۵۰﴾ **تمہارے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے** ﴿الممتحنہ۔۴﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرٰهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُوا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرٰهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قَدْ تحقیق كَانَتْ ہے لَكُمْ تمہارے لیے أُسْوَةٌ نمونہ حَسَنَةٌ بہترین فِي إِبْرٰهِيمَ ابراہیم میں وَ اور الَّذِينَ ان لوگوں میں جو مَعَهُ اس کے ساتھ تھے إِذْ جب قَالُوا انھوں نے کہا لِقَوْمِهِمْ اپنی قوم سے إِنَّا بلاشبہ ہم بُرَآءُوا بری ہیں مِنْكُمْ تم سے وَ اور مِمَّا ان سے جن کی تَعْبُدُونَ تم عبادت کرتے ہو مِنْ دُونِ اللّٰهِ اللہ کے سوا كَفَرْنَا ہم نے کفر کیا بِكُمْ تمہارے ساتھ وَ اور بَدَا ظاہر ہوگئی بَيْنَنَا ہمارے درمیان وَ اور بَيْنَكُمُ تمہارے درمیان الْعَدَاوَةُ عداوت وَ اور الْبَغْضَآءُ بغض أَبَدًا ہمیشہ کے لیے حَتّٰى یہاں تک کہ تُؤْمِنُوا تم ایمان لاؤ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ اللہ اکیلے پر إِلَّا مگر قَوْلَ کہنا إِبْرٰهِيمَ ابراہیم کا لِأَبِيهِ اپنے باپ سے لَأَسْتَغْفِرَنَّ کہ میں ضرور مغفرت طلب کروں گا لَكَ تیرے لیے وَ اور مَآ أَمْلِكُ میں اختیار نہیں رکھتا لَكَ تیرے لیے مِنَ اللّٰهِ اللہ سے مِنْ شَيْءٍ کسی چیز کا بھی رَبَّنَا اے ہمارے رب عَلَيْكَ تجھ ہی پر تَوَكَّلْنَا ہم نے توکل کیا وَ اور إِلَيْكَ تیری ہی طرف أَنَبْنَا ہم نے رجوع کیا وَ اور إِلَيْكَ تیری ہی طرف الْمَصِيرُ لوٹنا ہے

ترجمہ:۔ تمہارے لئے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ ہمارا تم سے اور اللہ کے سوا تم جن جن کی عبادت کرتے ہو، ان سے کوئی تعلق نہیں، ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے دشمنی اور بغض پیدا ہوگیا ہے جب تک تم صرف ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ، البتہ ابراہیم نے اپنے باپ سے یہ ضرور کہا تھا کہ میں آپ کے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا ضرور مانگوں گا، اگرچہ اللہ کے سامنے میں آپ کو کوئی فائدہ پہنچانے کا کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ اے ہمارے پروردگار! آپ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور آپ ہی کی طرف ہم رجوع ہوئے ہیں اور آپ ہی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تمہارے لئے ابراہیم اورانکے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے۔

۲۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ ہمارا تم سے اور اللہ کے سوا تم جن جن کی عبادت کرتے ہو ان سے کوئی تعلق نہیں۔

۳۔ ہم تمہارے عقائد کے منکر ہیں۔

۴۔ ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے دشمنی اور بغض پیدا ہو گیا ہے جب تک کہ تم صرف ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔

۵۔ البتہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے یہ ضرور کہا تھا کہ میں آپ کے لئے اللہ سے مغفرت کی دعاء ضرور مانگوں گا۔

۶۔ حالانکہ میں اللہ کے سامنے آپ کو کوئی فائدہ پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا۔

۷۔ اے ہمارے پروردگار! آپ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا۔

۸۔ آپ ہی کی طرف ہم رجوع ہوئے ہیں، آپ ہی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

اس حقیقت کو بیان کرنے کے بعد کہ اللہ کے سوا کوئی کسی کے کام آنے والا اور مدد کرنے والا نہیں ہے ایک عظیم پیغمبر کی مثال دیکر اللہ تعالیٰ ہمیں بتارہے ہیں کہ دنیا میں رہیں تو کس طرح رہیں؟ چنانچہ فرمایا کہ ایک پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام گزرے ہیں اگر تم انکی زندگی کو پڑھو اور انکی سیرت یاد رکھو تو تمہیں انکی سیرت میں زندگی گزارنے کا بہترین نمونہ ملے گا، ایک واقعہ ہم اس نبی کا یہاں بیان کرتے ہیں کہ اس نبی نے اللہ تعالیٰ کے رشتہ کو اہمیت دیتے ہوئے اپنی قوم اور اپنے رشتہ داروں سے کہہ دیا کہ میرا تم سے اور ان معبودوں سے جنکی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے کہ تمہاری دشمنی اس خدا سے ہے جو میرا اور سب کا معبود ہے اور جو اس خدا سے دشمنی کرے گا میں اس سے دوستی یا کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھ سکتا، میرا تعلق صرف انہی سے رہے گا جو میرے اس خدا پر ایمان رکھتے ہوں، چونکہ تمہارے اور ہمارے عقیدہ میں بہت بڑا فرق ہے اور تم میرے عقائد کے منکر ہو اور میں تمہارے عقائد کا منکر ہوں اس وجہ سے تم میں اور ہم میں بغض اور عداوت پیدا ہو گئی ہے جو کبھی دوستی میں نہیں بدلے گی ہاں! اگر تم لوگ بھی اس اللہ پر ایمان لے آؤ اور اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرو تو پھر یہ دشمنی دوستی اور جان نثاری میں بدل سکتی ہے، چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے اپنا تعلق ختم کر لیا تو اپنے والد کے لئے اللہ تعالیٰ سے انکی ہدایت کی دعاء فرمائی اور انکے لئے استغفار کرنے لگے اس لئے کہ کسی بھی نبی کے پاس اتنی قوت نہیں ہوتی کہ وہ اپنی مرضی سے کسی کو ہدایت دے اسی لئے انہوں نے بس اللہ کو مختار کل جان کر اپنے والد کے

لئے استغفار کیا لیکن بعد میں اللہ تعالی کے کہنے پر اس استغفار سے بھی باز آ گئے وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد کے لئے استغفار کرنا اس وعدہ کی وجہ سے تھا جو انہوں نے ان سے کیا تھا، لیکن جب یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ وہ اللہ کے دشمن ہیں تو پھر انہوں نے استغفار کرنا بھی چھوڑ دیا۔ (التوبہ۔ ۱۱۴)، لہذا ہمیں بھی اس واقعہ سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت کو اپنے اندر بسا لینا چاہئے اور ہر اس شخص سے ہمارا کوئی دلی تعلق نہیں ہونا چاہیے جو اللہ اور اسکے رسول کے دین سے بیزار ہو، ہمیں ایسے لوگوں کی صحبت میں بھی نہیں رہنا چاہئے۔ ہاں! ایسے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے گا، ان کی خدمت کی جائے گی اور انسانیت کی بنیاد پر اس کے ساتھ غم خواری ضرور کی جائے گی اور ان سے دوستی نہ رکھنے کی وجہ سے کسی قسم کے نقصان کا خدشہ ذہن میں نہ رہے بلکہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں اپنے رب پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اپنے پروردگار سے یوں کہنا چاہیے رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ اے اللہ! ہم نے تجھ پر ہی بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع ہوئے اور لوٹ کر بھی ہمیں تیرے ہی پاس آنا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۵۱۲﴾ **ہمیں کافروں کا تختۂ مشق نہ بنائیے** ﴿الممتحنہ۔ ۵﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ رَبَّنَا اے ہمارے رب لَا تَجْعَلْنَا تو نہ بنا ہمیں فِتْنَةً فتنہ لِّلَّذِينَ ان لوگوں کے لیے جنھوں نے كَفَرُوا کفر کیا وَ اور اغْفِرْ لَنَا تو بخش دے ہمیں رَبَّنَا اے ہمارے رب إِنَّكَ أَنتَ بلاشبہ تو ہی ہے الْعَزِيزُ نہایت غالب الْحَكِيمُ خوب حکمت والا

ترجمہ:۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں کافروں کا تختۂ مشق نہ بنائیے اور ہمارے پروردگار! ہماری مغفرت فرما دیجئے، یقیناً آپ، اور صرف آپ کی ذات وہ ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کی حکمت بھی کامل۔

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں کافروں کا تختۂ مشق نہ بنائیے۔

۲۔ اے ہمارے پروردگار! ہماری مغفرت فرما دیجئے۔

۳۔ یقیناً آپ اور صرف آپ کی ذات وہ ہے جسکا اقتدار بھی کامل ہے اور حکمت بھی۔

اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانگی ہوئی ایک بہترین عمدہ دعاء کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ جب

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی خاطر ساری قوم وملت اور رشتہ داروں سے دشمنی مول لی تو اللہ تعالی ہی کو اپنا سہارا بنالیا اور اللہ ہی سے یہ دعا مانگی کہ اے میرے رب! میں نے آپ کے لئے ان سے دشمنی تو کرلی ہے اب آپ ہی مجھے ان سے بچانے والے ہے لہذا اے میرے رب! ہمیں ان کافروں کے چنگل سے آزادی عطا فرما اور ہمیں انکا تختۂ مشق نہ بنا کہ وہ ہم پر تسلط حاصل کرلیں اور ہم پر ظلم وستم کرتے رہیں، ہمیں انکے ظلم سے نجات عطا فرما اور ہماری مغفرت کا پروانہ سنا دیجئے کہ ہم نے بس آپ کی رضا کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے، ہمارے اس عمل کو قبولیت کا درجہ عطا کرا اور ہماری بخشش فرمادے، ہمیں یہ بالکل یقین ہے کہ جو تجھ سے مانگے گا وہ کبھی ناامید ومایوس نہیں ہوگا اور جو تجھے چھوڑ کر غیروں کو اپنا حامی وناصر بنائے گا تو رسوائی، شرمندگی اور مایوسی اسی کے حصہ میں آئے گی اس لئے کہ آپ ہی تو ایسی ذات ہیں جو اقتدار والی ہے، آپ ہی تو وہ ہیں کہ جسکے حکم پر یہ ساری کائنات چلتی ہے، آپ ہی تو وہ ہیں جن کے آگے ساری مخلوقات اپنی عاجزی کے ساتھ سر جھکاتی ہیں، آپ ہی تو وہ ذات ہیں جن کی ساری کائنات پر بادشاہت چلتی ہے اور آپ ہی تو وہ ذات ہیں جو ساری کائنات کا نظام سنبھالے ہوئے ہیں لہذا اے اللہ! میں تجھے چھوڑ کر کسی اور کے پاس نہیں جاؤں گا، مانگوں گا تو آپ ہی سے، مدد لوں گا تو آپ ہی سے، اپنے معاملات سونپوں گا تو آپ ہی کو، یقینا تیری ذات بڑی حکمت والی ہے اور جو بھی تیرا فیصلہ ہوگا وہ فیصلہ حکمت سے بھرا ہوگا اور میں اس تیرے ہی فیصلہ برضا ورغبت عمل کروں گا۔ اگر میں نے ایسا کرلیا تو یقینا میں کامیاب لوگوں میں شمار کیا جاؤں گا اور اگر میں نے اس سے قطع نظر کرلی تو پھر مجھ سے بڑا ظالم ونامراد کوئی نہیں ہوگا۔

علماءِ تفسیر نے اس دعاء سے متعلق جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مانگی یہ فرمایا کہ آپ علیہ السلام نے جو کافروں کا تسلط سے پناہ مانگی اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ اگر کافروں کو ان ایمان والوں پر غلبہ مل جائے چاہے وہ اقتدار میں ہو، چاہے مال داری میں ہو، چاہے راحت وغیرہ میں ہو تو اسکی وجہ سے یہ اللہ کے نافرمان اور غدار لوگ یہ کہنے لگ جائیں گے کہ اگر ہم حق پر نہ ہوتے تو اللہ تعالی ہمیں دنیا میں یہ مقام ومرتبہ عطا نہ کرتا بلکہ وہ ہمیں اس دنیا میں مفلس، محتاج اور دوسروں کے رحم وکرم پر پلنے والا بناتا چونکہ ہم اس اعلی مقام پر فائز ہیں تو اسکا مطلب یہی ہے کہ ہم ہی سیدھے راستے پر ہیں اور اللہ ہمارے ساتھ ہے اور جب بندہ اپنی گمراہی کو ہی حق تصور کرلیتا ہے تو پھر اسکا حق پر آنا ناممکن ہوجاتا ہے اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالی سے یہ دعاء مانگی کہ ہم پر کبھی ان کا تسلط نہ رہے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی دعا مانگی لَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا کہ اے اللہ! ہم پر ایسے لوگوں کو مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کرتے ہوں (ترمذی ۳۵۰۲) اور اگر تسلط ہمیں نصیب ہو تو اس وقت ہماری ہر قدم پر رہنمائی کرنا کہ ہم سے کوئی ظلم صادر نہ ہو اور اگر غفلت وجہالت کی بنا پر کوئی غلطی ہوجائے تو اسے معاف کردینا اس لئے کہ اصل بادشاہت تو آپ کی ہے۔

اس مختصر سی دعاء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اتنی بڑی دو اہم باتیں مانگ لیں، اللہ تعالی ہمارے حق میں بھی اس دعاء کو قبول فرمائے اور ہمیں بھی اپنے دشمنوں کے تسلط سے نجات عطا فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۱۵۲﴾ تمہارے لئے ان لوگوں کے طرزِ عمل میں بہترین نمونہ ہے ﴿الممتحنہ۔۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَقَدْ البتہ تحقیق كَانَ ہے لَكُمْ تمہارے لیے فِيْهِمْ ان میں اُسْوَةٌ نمونہ حَسَنَةٌ بہترین لِّمَنْ اس شخص کے لیے جو كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ امید رکھتا ہے اللہ کی وَ اور الْيَوْمَ الْاٰخِرَ یوم آخرت کی وَ اور مَنْ جو کوئی يَّتَوَلَّ روگردانی کرے فَاِنَّ تو بلاشبہ اللّٰهَ اللہ هُوَ وہی ہے الْغَنِيُّ بے پرواہ الْحَمِيْدُ نہایت قابل تعریف

ترجمہ:۔(مسلمانو!) یقینا تمہارے لئے ان لوگوں کے طرزِ عمل میں بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور روزِ آخرت سے امید رکھتا ہو اور جو شخص منہ موڑے تو (وہ یاد رکھے کہ) اللہ سب سے بے نیاز ہے، بذات خود قابلِ تعریف۔

تشریح:۔اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقینا تمہارے لئے ان لوگوں کے طرزِ عمل میں بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور روزِ آخرت سے امید رکھتا ہو۔

۲۔ جو شخص منہ موڑے تو وہ یاد رکھے کہ اللہ سب سے بے نیاز ہے، بذات خود قابلِ تعریف ہے۔

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالی پھر سے ایک بار ان نیک مخلص بندوں کی سیرت اپنانے کی طرف رغبت دلاتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ یقینا تم لوگوں کے لئے ان جیسے مخلص بندوں کی ذات ایک بہترین نمونہ ہے کہ جسکی اتباع کے ذریعہ تم اللہ کے محبوب بن سکتے ہو اور دنیا میں تمہیں کس طرح جینا ہے یہ تمہیں ان کی سیرت سے معلوم ہو جائے گا اور تمہیں یہ بھی پتا چل جائے گا کہ باطل کا مقابلہ کس طرح کریں؟ اور اسکا مقابلہ کیسے کریں، جس طرح وہ اللہ کی خاطر اپنے ملک، قوم اور رشتہ داروں سے کنارہ کش ہو گئے اور اللہ تعالی کے رشتہ کو اہمیت دی تم بھی ایسا ہی کرو اور پھر اسکے بعد بھروسہ اللہ ہی پر رکھو اس لئے کہ وہی سب کچھ کرنے والا ہے اور یہ اسوۂ حسنہ اسی کے کام آئے گا جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس لئے کہ ایک مومن کی نظر اسباب کے بجائے مسبب الاسباب پر ہوتی ہے اور اسکا یقین اس بادشاہ پر ہوتا ہے جو ساری دنیا کو چلانے والا ہے لیکن ایک کافر اسباب کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے اور

اسے یہ خدشہ رہتا ہے کہ اگر میں اپنے رشتہ داروں سے اور مال واولاد سے کٹ جاؤں گا تو پھر میری مدد کون کرے گا ؟ میں کیسے اس دنیا میں زندگی گزار پاؤں گا؟ برے وقت میں میرا ساتھ کون دے گا ؟ جو شخص اس طرح کی سوچ اور عقیدہ رکھتا ہو تو پھر وہ کبھی ایسا نہیں کرے گا جیسا ان مخلص بندوں نے کیا مگر ہاں! جسکا یقین کامل اللہ تعالی پر ہو وہ یقینا انکی سیرت پر عمل کرے گا اور انکے سامنے کتنے ہی سخت سے سخت حالات کیوں نہ آجائیں وہ اپنے ارادے اور عقیدہ سے نہیں ہٹے گا اور جو اللہ پر یقین نہ رکھتا ہو اور حالات کی رو میں بہہ کر دین سے کنارہ کش ہوجائے ، دین کے مقابلہ میں دولت وشہرت ، مال واولاد اور رشتہ داری کو ترجیح دے تو ایسے شخص کو جان لینا چاہئے کہ اللہ کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں، وہ ایسے لوگوں کی عبادت سے بے نیاز ہے،إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ اگر تم اور ساری دنیا والے بھی کفر اختیار کرلیں (تب بھی اللہ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا) وہ تو بے نیاز اور تعریف کے لائق ہے (ابراھیم ۸) انکی عبادت کی اللہ کو کوئی حاجت نہیں وہ تو بس بندوں کو اس لئے آزمانا چاہتا ہے کہ کون حقیقت میں اس پر ایمان رکھنے والا ہے اور کون زبانی جمع خرچ میں مبتلا ہے؟ اب جو اسکی آزمائش پر کھرا اتر گیا اور جس نے اس کی خاطر سب کچھ برداشت لیا وہی کامیاب ہوگیاوَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ہم یقینا ضرور تمہیں چند چیزوں کے ذریعہ آزمائیں گے جیسے کہ خوف، بھوک، مال وجان اور میووں کی کمی سے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادو۔ (البقرہ ۱۵۵) اور یقینا اللہ ہی سزاوار، حمد ہے فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ

(درس نمبر ۲۱۵۳) **کوئی بعید نہیں کہ اللہ تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان دوستی پیدا کردے** (الممتحنہ۔۷)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً وَ اللّٰهُ قَدِيْرٌ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ عَسَى امید ہے کہ اللّٰهُ اللہ أَنْ يَّجْعَلَ کہ پیدا کردے بَيْنَكُمْ تمہارے درمیان وَ اور بَيْنَ درمیان الَّذِيْنَ ان لوگوں کے کہ عَادَيْتُمْ تم عداوت رکھتے ہو مِّنْهُمْ ان سے مَّوَدَّةً دوستی وَ اور اللّٰهُ اللہ قَدِيْرٌ خوب قدرت والا ہے وَ اور اللّٰهُ اللہ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ غفور رحیم ہے

ترجمہ:۔ کچھ بعید نہیں ہے کہ اللہ تمہارے اور جن لوگوں سے تمہاری دشمنی ہے ان کے درمیان دوستی پیدا کردے اور اللہ بڑی قدرت والا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

تشریح:۔اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کچھ بعید نہیں کہ اللہ تمہارے اور جن لوگوں سے تمہاری دشمنی ہے انکے درمیان دوستی پیدا کردے۔

۲۔ اللہ بڑی قدرت والا، بہت بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

جس مودت اور محبت کی خاطر حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے جو عمل کیا تھا اسکے متعلق اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرمارہے ہیں کہ اگر بات ہے ان قریش کے درمیان تمہاری آپسی محبت اور چاہت باقی رہے تو یہ بات بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ انکے اور تمہارے درمیان محبت پیدا کردے ہاں! اب تمہیں یہ بات ناممکن لگ رہی ہے کہ وہ وہ تمہارے خون کے پیاسے لوگ، اور تمہارے دشمن بنے ہوئے ہیں کیسے ہمارے محبوب اور دوست ہوسکتے ہیں؟ کیسے یہ دشمنی محبت میں بدل سکتی ہے؟ کیسے انکی نفرت چاہت میں تبدیل ہوسکتی ہے؟ تو تم اس خیال کو اپنے دلوں سے نکالدو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز ناممکن نہیں، وہ ہر چیز کے کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور ہر چیز اسکے قبضۂ قدرت میں ہے، تم بس حالات کو چھوڑ کر اللہ کی بات پر بھروسہ کرلو اور اللہ تعالیٰ بھی یہی چاہتا ہے کہ دنیا سے نفرت کا خاتمہ ہوجائے، ہر طرف محبت اور پیار کی ہوائیں چلنے لگیں، لوگ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی، غمخواری الفت اور محبت کا سلوک کریں اور یہ اسی وقت ہوگا جب لوگ اپنے اپنے گناہوں سے توبہ کرکے اسکے دربار میں حاضر ہوں اللہ انہیں معاف فرما کر آپسی محبتیں عطا کریگا، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے ہی بخشنے والے اور رحم کرنے والے ہیں، اور ایسا ہوا بھی کہ جب مکہ فتح ہوا تو بہت سارے عرب کے لوگ جو اس وقت اسلام دشمن تھے اسلام لے آئے اور جو عداوت انکے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے تھی وہ یکدم محبت و پیار میں بدل گئی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد جو محبت تھی وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے نکاح کی وجہ سے تھی کہ پھر وہ ام المؤمنین کہلانے لگیں (دلائل النبوۃ للبیہقی ۔ج ۳۔ص، ۴۵۹) اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ جو مسلمانوں کے بڑے دشمن تھے اسلام کے حامی و ناصر بن گئے اور اہل ردہ سے جہاد کرنے والے پہلے شخص کہلائے اور حضرت ابن مردویہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آیت بھی انہی کے بارے میں نازل ہوئی۔ (التفسیر المنیر ۔ج ۲۸۔ص ۱۳۱)

﴿درس نمبر ۲۱۵۴﴾ یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ﴿الممتحنۃ ۸۔۹﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ O اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ لَا يَنْهٰىكُمُ نہیں روکتا تمہیں اللّٰهُ اللہ عَنِ الَّذِيْنَ ان لوگوں سے کہ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وہ نہیں لڑے تم سے فِي الدِّيْنِ دین کی بابت وَ اور لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ انھوں نے نہیں نکالا تمہیں مِّنْ دِيَارِكُمْ تمہارے گھروں سے اَنْ تَبَرُّوْهُمْ کہ تم حسن سلوک کروان سے وَ اور تُقْسِطُوْٓا تم انصاف کرو اِلَيْهِمْ ان کے حق میں اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ يُحِبُّ پسند کرتا ہے الْمُقْسِطِيْنَ انصاف کرنے والوں کو اِنَّمَا بس يَنْهٰىكُمُ روکتا ہے تمہیں اللّٰهُ اللہ عَنِ الَّذِيْنَ ان لوگوں سے جو قٰتَلُوْكُمْ لڑے تم سے فِي الدِّيْنِ دین کی بابت وَ اور اَخْرَجُوْكُمْ انھوں نے نکالا تمہیں مِّنْ دِيَارِكُمْ تمہارے گھروں سے وَ اور ظٰهَرُوْا انھوں نے مدد کی عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ تمہارے نکالنے میں اَنْ تَوَلَّوْهُمْ تم دوستی کروان سے وَ اور مَنْ جو کوئی يَّتَوَلَّهُمْ دوستی کرے ان سے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ تو وہی لوگ ہیں الظّٰلِمُوْنَ ظالم ہیں

ترجمہ: ۔ اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، ان کے ساتھ تم کوئی نیکی کا یا انصاف کا معاملہ کرو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اللہ تو تمہیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ جن لوگوں نے تمہارے ساتھ دین کے معاملے میں جنگ کی ہے اور تمہیں اپنے گھروں سے نکالا ہے اور تمہیں نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی ہے تم ان سے دوستی رکھو اور جو لوگ ان سے دوستی رکھیں گے وہ ظالم لوگ ہیں۔

تشریح: ۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے دین کے معاملات میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا انکے ساتھ کوئی نیکی یا انصاف کا معاملہ کرو۔

۲۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ تو تمہیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ جن لوگوں نے تمہارے ساتھ دین کے معاملہ میں جنگ کی ہے ۔ تمہیں اپنے گھروں سے نکالا ہے اور تمہیں نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی ہے تم ان سے دوستی رکھو، اس سے منع فرمایا۔

۴۔ جو لوگ ان سے دوستی رکھیں گے وہ ظالم لوگ کہلائیں گے۔

جب حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو اس عمل سے منع کر دیا گیا کہ وہ ان کافروں سے کسی قسم کی کوئی ہمدردی نہ کریں تو سارے مسلمان ان کفار قریش کے ساتھ کسی بھی قسم کی ہمدردی کرنے سے رک گئے حتی کہ جو حقیقی رشتہ دار مکہ میں کافر تھے ان سے بھی روابط بند کر دئے چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہوا کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی والدہ قتیلہ بنت عبدالعزی جو کہ کافرہ تھیں آپ کے پاس تحفے لیکر آئیں اور بعض روایات میں ہے کہ کچھ مدد مانگنے کے لئے آئیں اب چونکہ وہ مشرکہ تھیں اور والدہ بھی تو اس لئے حضرت اسماء کشمکش میں تھیں کہ وہ اب انکے ساتھ کیا معاملہ

کریں؟ اس لئے فوراً نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں اور فرمایا کہ یا رسول اللہ! میری ماں میرے پاس کچھ امیدیں لیکر آئی ہیں تو کیا میں انکے ساتھ ماں ہونے کی حیثیت سے صلہ رحمی کا معاملہ کروں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں! کیوں نہیں وہ تمہاری ماں ہیں پھر اللہ تعالی نے یہ آیت لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ نازل فرمائی (بخاری۔ ۵۹۷۸) اور یہ بات واضح کردی گئی کہ تم لوگ ایسے لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی اور دوستی ومحبت کے ساتھ پیش آسکتے ہو جن لوگوں نے نہ تو کسی مسلمان پر ظلم کیا اور نہ ان سے کبھی لڑائی کی اور نہ ہی تم سے لڑائی کرنے والوں کا کبھی ساتھ دیا اور نہ تو تمہیں اپنے گھروں سے نکال کر ہجرت کرنے پر مجبور کیا تو ایسے لوگوں کے ساتھ تم محبت اور صلہ رحمی سے پیش آسکتے ہو، اللہ تعالی نے تمہیں اس کی اجازت دے رکھی ہے اس لئے کہ ان لوگوں نے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور یہ تم سے ہمدردی بھی رکھتے ہیں تو انصاف کا معاملہ یہی ہے کہ جو ہم سے جس طرح پیش آئے ہم ان سے اسی طرح پیش آئیں، چونکہ ان لوگوں نے تمہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں دی تو انصاف بھی یہی کہتا ہے کہ تم بھی انہیں کوئی تکلیف نہ دو اور انکے ساتھ حسن سلوک سے پیش آو یقیناً اللہ انصاف کو اور انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، اللہ تعالی تمہیں جن لوگوں کے ساتھ تعلق رکھنے اور صلہ رحمی کرنے سے منع فرمایا ہے وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے تم سے بس تمہارے دین حق کو قبول کرنے کی وجہ سے جنگ کی ہے اور تمہیں اپنے گھروں سے نکالا ہے، ہجرت کرنے پر مجبور کیا یا تم سے جنگ کرنے اور تمہیں گھروں سے نکالنے والوں کی مدد کی ہو تو ایسے لوگوں سے کسی قسم کا کوئی تعلق رکھنے اور انکے ساتھ ہمدردی کرنے سے اللہ تعالی نے منع فرمایا، جو کوئی اللہ کے منع کرنے کے باوجود بھی ان سے ہمدردی کا مظاہرہ کرے یا ان سے تعلقات استوار کرنے کی کوشش کرے تو جان رکھو کہ ایسے لوگ اللہ کے قانون کے مطابق ظالم کہلائیں گے اور ظالم لوگوں کو اللہ تعالی کبھی ہدایت نہیں دیتا إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (المائدہ۔ ۵۱)

﴿درس نمبر ۲۱۵۵﴾ جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں ﴿الممتحنہ۔ ۱۰﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُمْ مَا أَنْفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُوا ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اے وہ لوگو جو اٰمَنُوْٓا ایمان لائے ہو اِذَا جب جَآءَکُمُ آئیں تمہارے پاس الْمُؤْمِنٰتُ مومن عورتیں مُھٰجِرٰتٍ ہجرت کر کے فَامْتَحِنُوْھُنَّ تو تم امتحان لو ان کا اَللّٰہُ اللہ اَعْلَمُ خوب جانتا ہے بِاِیْمَانِھِنَّ ان کے ایمان کو فَاِنْ پھر اگر عَلِمْتُمُوْھُنَّ تم جانو ان کو مُؤْمِنٰتٍ مومن فَلَا تَرْجِعُوْھُنَّ تو نہ تم لوٹاؤ انھیں اِلَی الْکُفَّارِ کفار کی طرف لَا ھُنَّ نہ وہ حِلٌّ حلال ہیں لَّھُمْ ان کے لیے وَ اور لَا نہ ھُمْ وہ یَحِلُّوْنَ حلال ہیں لَھُنَّ ان کے لیے وَ اور اٰتُوْھُمْ تم دو ان کو مَّآ جو کچھ اَنْفَقُوْا انھوں نے خرچ کیا وَ اور لَا جُنَاحَ کوئی گناہ نہیں عَلَیْکُمْ تم پر اَنْ تَنْکِحُوْھُنَّ کہ تم نکاح کرلو ان سے اِذَآ جب اٰتَیْتُمُوْھُنَّ تم دے دو انھیں اُجُوْرَھُنَّ ان کے حق مہر وَ اور لَا تُمْسِکُوْا تم نہ روکے رکھو بِعِصَمِ عصمتیں الْکَوَافِرِ کافر عورتوں کی وَ اور سْئَلُوْا تم مانگ لو مَآ جو کچھ اَنْفَقْتُمْ تم نے خرچ کیا وَ اور لْیَسْئَلُوْا چاہیے کہ وہ بھی مانگیں مَآ جو کچھ اَنْفَقُوْا انھوں نے خرچ کیا ذٰلِکُمْ یہ حُکْمُ اللّٰہِ اللہ کا فیصلہ ہے یَحْکُمُ وہ فیصلہ کرتا ہے بَیْنَکُمْ تمھارے درمیان وَ اور اللّٰہُ اللہ عَلِیْمٌ خوب جاننے والا حَکِیْمٌ خوب حکمت والا ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کو جانچ لیا کرو اللہ ہی ان کے ایمان کے بارے میں بہتر جانتا ہے پھر جب تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ وہ مومن عورتیں ہیں تو تم انہیں کافروں کے پاس واپس نہ بھیجنا۔ وہ ان کافروں کے لئے حلال نہیں ہیں اور وہ کافر ان کے لئے حلال نہیں ہیں اور ان کافروں نے جو کچھ (ان عورتوں پر مہر کی صورت میں) خرچ کیا ہو وہ انہیں ادا کردو، اور تم پر ان عورتوں سے نکاح کرنے میں گناہ نہیں ہے جبکہ تم نے ان کے مہر انہیں ادا کر دیئے ہوں اور تم کافر عورتوں کی عصمتیں اپنے قبضے میں باقی نہ رکھو اور جو کچھ تم نے (ان کافر بیویوں پر مہر کی صورت میں) خرچ کیا تھا وہ تم (ان کے نئے شوہروں سے) مانگ لو، اور انہوں نے جو کچھ (اپنے مسلمان ہو جانے والی بیویوں پر) خرچ کیا تھا وہ (ان کے لئے نئے مسلمان شوہروں سے) مانگ لیں، یہ اللہ کا فیصلہ ہے، وہی تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا، بڑی حکمت والا ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم انکو جانچ لیا کرو۔

۲۔ اللہ ہی ان کے ایمان کے بارے میں بہتر جانتا ہے۔

۳۔ جب تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ وہ مومن عورتیں ہیں تو تم انہیں کافروں کے پاس واپس نہ بھیج دینا۔

۴۔ یہ عورتیں اب ان کافروں کے لئے حلال نہیں اور نہ وہ کافر انکے لئے حلال ہیں۔

۵۔ ان کافروں نے ان عورتوں پر جو کچھ مہر کی صورت میں خرچ کیا ہو اسے ادا کردو۔

۶۔ تم پر ان عورتوں سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ تم نے انکے مہر ادا کر دیئے ہوں۔
۷۔ تم کافر عورتوں کی عصمتیں اپنے قبضے میں باقی نہ رکھو۔
۸۔ جو کچھ تم نے ان کافر عورتوں پر مہر کی صورت میں خرچ کیا تھا اسے ان کے نئے شوہروں سے مانگ لو۔
۹۔ ان لوگوں نے جو کچھ مسلمان ہو جانے والی اپنی بیویوں پر خرچ کیا تھا اسے ان کے نئے مسلم شوہروں سے مانگ لیں۔
۱۰۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے، وہی تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے، اللہ بڑے علم اور حکمت والا ہے۔

مسلمان مدینہ میں رہا کرتے تھے اور اسکے علاوہ تمام علاقوں میں اور خاص کر مکہ میں مشرک اور کافر رہا کرتے تھے، لہٰذا پچھلی آیتوں میں ان مشرکین و کفار کی دو قسمیں کی گئی تھیں کہ پہلے وہ جو اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی رکھا کرتے اور ان سے جہاد وغیرہ کرتے تھے، انہیں ستاتے اور ظلم وستم کرتے تھے اور دوسرے وہ جو کافر تو تھے لیکن مسلمانوں سے ہمدردی اور محبت رکھتے تھے تو پہلی قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے تعلقات استوار کرنے اور ان سے ہمدردی کرنے سے منع فرمایا لیکن دوسری قسم کے کافروں سے اسکی اجازت دی کہ ان سے ہمدردی اور صلہ رحمی کا سلوک کیا جا سکتا ہے لہذا حالات ایسے ہی چلتے رہے حتی کہ سن ۶ ؍ ہجری میں صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا جس میں آپ علیہ السلام نے کفار سے چند معاہدے بھی کئے جن میں سے ایک معاہدہ یہ تھا کہ اگر کوئی کافر مکہ سے بھاگ کر مسلمانوں کے پاس آجائے تو وہ مسلمان اس آنے والے کو واپس بھیج دیں گے لیکن اگر کوئی مسلمانوں کے پاس سے بھاگ کر کافروں کے پاس آئے گا تو اسے لوٹایا نہیں جائے گا چنانچہ دونوں طرف سے اس معاہدہ پر دستخطیں کی گئیں، معاہدہ کے بعد مکہ سے چند عورتیں جنکے نام مفسرین نے مختلف بتائے ہیں جیسے کہ شیعہ بن الحارث اسلمیہ، ام کلثوم بن عقبہ بن ابی معیط، امیہ بنت بشر، صیفی بن راہب کی بیوی سعیدہ وغیرھا، ان میں سے کوئی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھاگ کر آگئیں کہ میں نے کفر کو خیر آباد کہہ دیا ہے اور اسلام کے دامن میں آنا چاہتی ہوں، تو چونکہ معاہدہ تھا کہ جو کوئی کافروں کی جانب سے بھاگ کر آئے گا اسے واپس کر دیا جائے گا لہذا اسی معاہدہ کے پیش نظر حضرت سعیدہ کا شوہر آپ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد! اسے ہمارے پاس واپس بھیج دو اس لئے کہ معاہدہ میں طے ہو چکا ہے کہ تمہارے پاس جو کوئی بھی آئے گا تم اسے واپس بھیج دو گے اور ابھی معاہدہ کی جو سیاہی ہے وہ سوکھی بھی نہیں ہے اس لئے تم معاہدہ کی پابندی کرو اور اسے میرے حوالہ کر دو، اسی پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ کہ اے مومنو! اگر تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو پہلے تم انکے آنے کی وجہ معلوم کرو اور انکا امتحان لو کہ وہ کس لئے آئی ہیں؟ کیا وہ اپنے شوہر کے ظلم سے پریشان ہو کر آئی ہیں یا اسلام کی حقانیت کو جان کر آئی ہیں؟ مکہ کی سرزمین سے افسردہ ہو کر اس

مدینہ کی سرزمین کی خاطر آئی ہیں یا اسلام کی مہک اسے یہاں کھینچ کر لائی ہے؟ کیا مسلمانوں کی بڑھتی فراوانی اور غلبہ کو دیکھ کر آئی ہیں یا اللہ اور اسکے رسول کی محبت کی خاطر آئی ہیں؟ جب تم انکا امتحان لے چکو اور تمہیں غالب گمان یا یقین ہوجائے کہ وہ یقیناً اسلام کی خاطر آئی ہیں تو تم انہیں واپس ان کافروں کے پاس مت بھیجو، اب تم نے انکا جو امتحان لیا ہے اسکی حقیقت تو اللہ ہی جانتا ہے کہ انکے دلوں میں کیا ہے؟ بس تم ظاہری اسباب پر عمل کرتے ہوئے فیصلہ سناؤ اور رہی بات اس معاہدہ کی جو تمہارے اور انکے درمیان ہوا ہے وہ صرف مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں، چونکہ یہ عورتیں تمہارے پاس آ گئی ہیں تو اسلام کسی کی حق تلفی نہیں کرتا اور وہ انصاف پسند ہے لہذا تم ان عورتوں کا جو حق مہر انکے کافر شوہروں نے انہیں ادا کیا تھا اسے انکے حوالے کردو، یہ عورتیں ان کافروں کے لئے بالکل حلال نہیں ہیں کیونکہ یہ مومنہ ہیں اور مومنہ اور کافر، یا کافرہ اور مومن کا رشتہ اسلام میں جائز نہیں ہے، چونکہ یہ مومنہ بن چکی ہیں تو تم مسلمان ان عورتوں سے نکاح کرسکتے ہو جبکہ تم انہیں انکا حق مہر ادا کردو اس لئے کہ مومن اور مومنہ کا رشتہ بغیر مہر کے بھی نہیں ہوتا، اس نکاح کو جائز کرنے کے لئے تمہیں ان کا مہر ادا کرنا ہوگا، مہر ادا کردو اور ان سے نکاح کرلو اور یہ بھی حکم فرمایا کہ اگر تمہارے نکاح میں کوئی کافرہ ہو تو اب تم اسے ان کافروں نے اپنے نکاح میں مت رکھو بلکہ انہیں اپنے نکاح سے خارج کردو۔

اس حکم کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی دو کافرہ بیویوں کو طلاق دے دی، الغرض جب وہ عورت کسی دوسرے کافر مرد سے نکاح کرلے تو تم اسکے کافر شوہر سے اپنا مہر جو تم نے اس کافرہ عورت کو دیا تھا واپس لے لو جس طرح تم نے اس مومنہ عورت کا جو کافر مرد کے نکاح سے نکل کر آئی تھیں ادا کیا اسی طرح یہ کافر مرد بھی ان عورتوں کا مہر ادا کریں، جب اللہ تعالی نے مسلمانوں کو یہ کہا کہ اگر تمہاری بیوی کافرہ ہو تو تم اسے چھوڑ دو پھر جو کوئی کافر اس چھوڑی ہوئی کافرہ عورت سے نکاح کرے تو تم اپنا حق مہر اس کافر سے لے لو تو ان کافروں نے مسلمانوں کو مہر دینے سے انکار کردیا لہذا اللہ تعالی نے فرمایا کہ اب تم لوگ ایسا کرو کہ جو کوئی کافرہ عورت مسلمان ہو کر تمہارے پاس آئے تو تم چونکہ اس آئی ہوئی عورت کا مہر اسکے پرانے کافر شوہر کو ادا کرتے تھے اب مت کرو بلکہ تم وہی مہر اپنے اس مسلمان بھائی کو دے دو جس نے اپنی کافرہ بیوی کو طلاق دے دی، اس سے تمہارے مسلمان بھائی کو اسکا حق مل جائے گا اور تمہارا حق مہر بھی ادا ہوجائے گا، اب رہے کافر تو اپنا معاملہ آپس میں نمٹا لیں گے، یہ اللہ تعالی کا بڑا ہی خوبصورت فیصلہ ہے کہ جس میں ہر ایک کی حق ادائیگی کا لحاظ رکھا گیا یقیناً اللہ تعالی ہی تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے، وہ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے۔ اس واقعہ کو حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا، جسے امام بخاری علیہ الرحمہ نے حدیث نمبر ۲۷۱۲ اور ۲۷۳۱ میں بیان فرمایا۔

﴿درس نمبر ۲۱۵۶﴾ **اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو** ﴿الممتحنہ۔۱۱﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِنْ اگر فَاتَكُمْ چلی جائے تم سے شَیْءٌ کوئی مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ تمہاری بیویوں میں سے اِلَى الْكُفَّارِ کفار کی طرف فَعَاقَبْتُمْ تو تم ان کو بدلہ دو فَاٰتُوا پھر تم دو الَّذِیْنَ ان لوگوں کو کہ ذَهَبَتْ چلی گئی ہیں اَزْوَاجُهُمْ ان کی بیویاں مِّثْلَ مثل مَاۤ اس کے جو اَنْفَقُوْا انھوں نے خرچ کیا وَ اور اتَّقُوا اللّٰهَ تم اللہ سے ڈرو الَّذِیْۤ وہ کہ اَنْتُمْ تم بِهٖ اس کے ساتھ مُؤْمِنُوْنَ ایمان رکھتے ہو

ترجمہ:۔ اور اگر تمہاری بیویوں میں سے کوئی کافروں کے پاس جا کر تمہارے ہاتھ سے نکل جائے پھر تمہاری نوبت آئے تو جن لوگوں کی بیویاں جاتی رہی ہیں ان کو اتنی رقم ادا کر دو جتنی انہوں نے (اپنی ان بیویوں پر) خرچ کی تھی اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تمہاری بیویوں میں سے کوئی تمہارے ہاتھ سے نکل کر کافروں کے پاس چلی جائیں۔

۲۔ پھر تمہاری باری آئے تو تم انہیں جنکی بیویاں جاتی رہیں اتنی رقم ادا کر دو جتنی انہوں نے اپنی ان بیویوں پر خرچ کی تھی۔

۳۔ اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

جب یہ حکم دیا گیا کہ جو کوئی عورت مسلمان کے نکاح سے نکل کر کافر کے نکاح میں چلی گئی ہوں تو جو عورت کافر کے نکاح سے نکل کر مسلمان ہو کر مسلمان کے نکاح میں آئی ہو تو وہ مسلمان جسکے پاس مسلمان عورت ہجرت کر کے آئی ہے وہ اس عورت کا مہر اس مسلمان کو دے جسکی بیوی اسکے نکاح سے نکل کر کافر کے پاس چلی گئی ہو، اگر ایسا کرنے کے باوجود بھی کچھ مسلمان ایسے رہ گئے ہوں کہ جنکی بیویاں انکے نکاح سے نکل کر کافر کے نکاح میں گئی ہوں اور انہیں انکا دیا ہوا مہر بھی واپس نہیں ملا ہو تو ان مسلمان مردوں کو انکا حق مال غنیمت میں سے ادا کیا جائے گا تا کہ کسی بھی مسلمان کا کسی قسم کا کوئی نقصان نہ ہو اسی کو اس آیت میں بیان کیا جا رہا ہے کہ اگر تم میں سے کسی کی بیوی کافر کے پاس چلی جائے تو جب تمہیں ان کافروں سے مال غنیمت ہاتھ آئے تو تم ایسے مسلمانوں کو انکا حق ادا کر دو جتنا انہوں نے ان عورتوں پر بطور مہر خرچ کیا تھا اور ہر حال میں اور ہر معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو، حضرت زھری علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالی نے یہ حکم نازل فرمایا کہ مسلمان کافروں کے پاس سے آنے والی عورت کا مہر ادا

کریں گے اور کافر لوگ مسلمانوں کے پاس سے آنے والی عورت کا مہر مسلمان کو عطا کرینگے تو مسلمانوں نے تو اس حکم کو مان لیا لیکن کفار اسکا انکار کرنے لگے تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ (الدر المنثور۔ج،۸۔ص،۱۳۷) بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر اس طرح فرمائی کہ مسلمان ہی آپس میں ایک دوسرے کو مہر ادا کرلیں گے یعنی جس مسلمان کے پاس کوئی کافروں کے پاس سے عورت آئی ہو تو وہ شخص اس مسلمان کو اس عورت کا مہر ادا کرے گا جسکے پاس سے کوئی عورت کافروں کے پاس چلی گئی ہو اور اگر اس مہر میں کوئی کمی ہوگی تو وہ مال غنیمت سے ادا کی جائے گی اور اگر زیادہ ہوگئی ہو تو وہ زائد رقم اس کافر کو ادا کردی جائے گی جسکے پاس سے وہ عورت مسلمان ہو کر آئی ہے۔(تفسیر طبری۔ج،۲۳۔ص،۳۳۷)

﴿درس نمبر ۲۱۵۷﴾ جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کیلئے آئیں ﴿الممتحنہ۔۱۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی اِذَا جب جَآءَكَ آئیں آپ کے پاس الْمُؤْمِنٰتُ مومن عورتیں يُبَايِعْنَكَ وہ آپ سے بیعت کریں عَلٰٓى اَنْ اس بات پر کہ لَّا يُشْرِكْنَ وہ شریک نہیں ٹھہرائیں گی بِاللّٰهِ اللہ کے ساتھ شَيْـًٔا کسی چیز کو وَّ اور لَا يَسْرِقْنَ وہ چوری نہیں کریں گی وَ اور لَا يَزْنِيْنَ نہ وہ زنا کریں گی وَ لَا يَقْتُلْنَ اور نہ وہ قتل کریں گی اَوْلَادَهُنَّ اپنی اولاد کو وَ اور لَا يَاْتِيْنَ نہ وہ لائیں گی بِبُهْتَانٍ کوئی ایسا بہتان يَّفْتَرِيْنَهٗ کہ انھوں نے اسے گھڑا ہوا بَيْنَ درمیان اَيْدِيْهِنَّ اپنے ہاتھوں کے وَ اور اَرْجُلِهِنَّ اپنے پاؤں کے وَ اور لَا يَعْصِيْنَكَ وہ آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی فِيْ مَعْرُوْفٍ کسی نیک کام میں فَبَايِعْهُنَّ تو آپ بیعت کرلیں ان سے وَ اور اسْتَغْفِرْ آپ مغفرت طلب کریں لَهُنَّ ان کے لیے اللّٰهَ اللہ سے اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ غفور رحیم ہے

ترجمہ:۔ اے نبی! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں مانیں گی اور چوری نہیں کریں گی اور زنا نہیں کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور نہ کوئی ایسا بہتان باندھیں گی جوانہوں نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیا ہو اور نہ کسی بھلے کام میں تمہاری نافرمانی کریں گی تو تم ان کو بیعت کرلیا کرو اور ان کے حق میں اللہ سے مغفرت کی دعا کیا کرو، یقیناً اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

تشریح: ۔اس آیت میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے نبی! جب آپ کے پاس مسلمان عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں مانیں گی۔

۲۔چوری نہیں کریں گی۔ ۳۔زنا نہیں کریں گی۔ ۴۔اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔

۵۔ایسا بہتان نہیں باندھیں گی جو انہوں نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیا ہو۔

۶۔نہ ہی کسی بھلے کام میں تمہاری نافرمانی کریں گی۔ ۷۔تو اے نبی! آپ ان سے بیعت کرلیا کرو۔

۷۔ان کے حق میں اللہ سے مغفرت کی دعا کیا کرو۔ ۸۔یقیناً اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

جب عورتیں مسلمان ہو کر مکہ سے ہجرت کر کے مسلمانوں کے پاس آئیں تو اللہ تعالی نے انکا امتحان لینے کا حکم فرمایا اور پھر ان عورتوں سے چند احکامات پر بیعت لی گئی جسکا ذکر اس آیت میں کیا جارہا ہے چنانچہ فرمایا کہ اے نبی! جب مسلمان عورتیں آپ سے اس بات پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کریں گے، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور نہ ہی کسی بہتان کے بچہ کو لائیں گی اور نہ ہی آپ کسی بھلے کام میں نافرمانی کریں گی تو آپ بھی ان سے بیعت کرلیا کرو اور انہوں نے جو اس زندگی سے پہلے گناہ کئے تھے اس سلسلہ میں اللہ سے انکی مغفرت کی دعاء کرو، یقیناً اللہ تو بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب بھی کوئی عورت ہجرت کر کے مسلمانوں کے پاس آتی تو آپ علیہ السلام اسی آیت يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ کے ذریعہ امتحان لیتے اور جب وہ عورت اس آیت میں بیان کی ہوئی ساری باتوں کا اقرار کرلیتی تو آپ علیہ السلام اس سے کہتے کہ میں نے تم سے بیعت کرلی اور یہ بات عورتوں سے کلام کے ذریعہ ہوتی، اللہ کی قسم! آپ علیہ السلام نے بیعت کے لئے آنے والی کسی عورت کو نہیں چھوا، آپ بس اپنے قول کے ذریعہ ہی بیعت لیتے اور جب وہ عورت آپ کی تمام باتوں کو قبول کرلیتی تو آپ اس سے کہتے کہ میں نے تم سے ان تمام پر بیعت لے لی ہے۔ (بخاری۔۴۸۹۱) اس آیت میں دو باتیں بطور خاص سمجھنے کی ہیں، پہلی بات یہ کہ اللہ تعالی نے فرمایا وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِينَهٗ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ اسکا معنی یہ ہے کہ کوئی عورت کسی اور کی اولاد کو اپنے شوہر کی طرف منسوب نہ کرے کہ یہ اسکی اولاد ہے حالانکہ وہ اسکی اولاد نہیں یا کسی ولدالزنا کو اسکے شوہر کی جانب منسوب کرے کہ یہ تمہاری ہی اولاد ہے جبکہ اسے معلوم ہے کہ وہ اسکی اولاد نہیں ہے یہی جمہور کا قول ہے، اور بعض نے فرمایا کہ یہاں "بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ" سے مراد چغل خوری ہے اور "أَرْجُلِهِنَّ" سے مراد جماع یعنی زنا ہے اور وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ سے مراد ویسے تو ہر وہ کام ہے جسکا اللہ اور اسکے رسول حکم دیں لیکن بعض مفسرین نے اس کے ذریعہ خاص طور سے نوحہ اور غیر مردوں سے میل ملاپ کیا ہے کہ یہ بھی تم لوگ نہیں کروگی، حضرت امام قرطبی علیہ الرحمہ اس آیت کے پس منظر میں ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ جب نبی رحمت

صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے تو حضرت ھندہ نے جو کہ اس وقت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ کی وجہ سے جو انہوں نے بدر کے دن حضرت حمزہ کے ساتھ کیا تھا ڈر کی وجہ سے نقاب اوڑھی ہوئی تھیں اور فرمایا کہ یارسول اللہ! آپ نے ہم سے اس بات پر بیعت لی جس پر آپ نے مردوں سے بیعت لی ؟ آپ نے تو ان سے بس اسلام اور جہاد پر بیعت لی ہے ۔ پھر آپ علیہ السلام نے دوسرے حکم وَلَا يَسۡرِقۡنَ پر بیعت لی تو پھر سے ھندہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یارسول اللہ! ابوسفیان ایک کنجوس آدمی ہیں تو میں چپکے سے انکے پیسے لے لیتی ہوں تا کہ خرچہ چلا سکوں، وہیں پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ وہ تمہارے لئے حلال ہے اس پر آپ علیہ السلام مسکرائے اور انہیں نقاب اوڑھنے کے باوجود پہچان لیا اور کہا کہ تم ہندہ ہو؟ اس پر حضرت ھندہ نے کہا کہ اللہ نے پچھلی خطاوں کو معاف فرما دیا ہے، اسکے بعد پھر آپ علیہ السلام نے تیسرے حکم لَا يَزۡنِينَ پر بیعت لی تو پھر سے حضرت ھندہ نے کہا کہ کیا کوئی آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے؟ پھر آپ علیہ السلام نے چوتھے حکم وَلَا يَقۡتُلۡنَ أَوۡلَادَهُنَّ پر بیعت لی یعنی وہ کسی بچہ کو درگور نہیں کرے گی اور نہ ہی اپنے حمل کو ساقط کریگی، پھر سے حضرت ھندہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم نے تو انہیں پرورش کر کے بڑھا کیا تھا مگر آپ لوگوں نے انہیں بدر کے دن قتل کیا، تم اور وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہو، پھر آپ علیہ السلام نے پانچویں حکم پر بیعت لی وَلَا يَأۡتِينَ بِبُهۡتَانٍ يَفۡتَرِينَهُ بَيۡنَ أَيۡدِيهِنَّ تو حضرت ھندہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یقیناً بہتان بہت بری چیز ہے اور آپ تو ہمیشہ سے ہی عمدہ اور اچھے اخلاق کا حکم دیتے ہیں، پھر آپ علیہ السلام نے چھٹویں حکم وَلَا يَعۡصِينَكَ فِي مَعۡرُوفٍ پر بیعت لی اس طرح یہ بیعت ختم ہوئی ۔ (تفسیر قرطبی ۔ ج ۱۸، ص ۷۲)

﴿درس نمبر ۲۱۵۸﴾ **جن پر اللہ نے غضب کیا ان کو دوست نہ بناؤ** ﴿الممتحنہ ۔ ۱۳﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيمِ

يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَوَلَّوۡا قَوۡمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ قَدۡ يَئِسُوا مِنَ الۡاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الۡكُفَّارُ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡقُبُوۡرِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ يَاَيُّهَا الَّذِينَ اے وہ لوگو جو اٰمَنُوۡا ایمان لائے ہو لَا تَتَوَلَّوۡا تم دوستی نہ کرو قَوۡمًا اس قوم سے کہ غَضِبَ غصہ ہوا اللّٰهُ اللہ عَلَيۡهِمۡ ان پر قَدۡ تحقیق يَئِسُوۡا وہ مایوس ہو گئے ہیں مِنَ الۡاٰخِرَةِ آخرت سے كَمَا جیسے يَئِسَ مایوس ہو گئے ہیں الۡكُفَّارُ کفار مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡقُبُوۡرِ اہل قبور سے

ترجمہ: ۔ اے ایمان والو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جن پر اللہ نے غضب فرمایا ہے، وہ آخرت سے اسی طرح مایوس ہو چکے ہیں جیسے کافر لوگ قبروں میں مدفون لوگوں سے مایوس ہیں ۔

تشریح:۔اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے ایمان والو!ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جن پر اللہ تعالی نے اپنا غضب نازل فرمایا ہے۔

۲۔وہ آخرت سے اس طرح مایوس ہو چکے ہیں جیسے کافر لوگ قبروں میں مدفون لوگوں سے مایوس ہیں۔

پھر سے ایک بار آخر میں اللہ تعالی ان لوگوں سے دوستی نہ کرنے کا حکم فرمارہے ہیں جو اللہ اور اسکے رسول اور اسلام و مسلمانوں کے دشمن ہیں چنانچہ فرمایا کہ اے ایمان والو!ان سے کبھی دلی دوستی نہ کرنا جو اللہ اور اسکے رسول کے اور اسکے دین کے دشمن ہیں اس لئے کہ جو اللہ اور اسکے رسول کا دشمن ہوگا وہ کبھی تمہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتا بلکہ وہ تو ہمیشہ اس خواہش میں رہتا ہے کہ تم پر مصیبتیں آئیں اور تم ہلاک وتباہ ہو جاو،تو ایک انسان کیسے اس شخص کو اپنا دوست بنائے گا جو کبھی اسکی بھلائی ہی نہیں چاہے گا؟اس لئے ہم تمہیں پہلے ہی سے آگاہ کررہے ہیں کہ وہ دوستی کے قابل نہیں ہیں اس لئے ان سے دور رہو اور ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ جن لوگوں سے تمہیں دوستی نہ کرنے کو کہا گیا ہے وہ ایسے لوگ ہیں جو آخرت کے دن سے مایوس ہو گئے ہیں ایسے ہی جیسے کافر لوگ اپنی قبروں سے دوبارہ زندہ کئے جانے سے مایوس ہیں،یعنی یہودیوں کو یہ پتا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں لیکن ان لوگوں نے بس حسد کی وجہ سے کہ یہ آخری نبی ہم میں سے کیوں نہیں ہوئے آپ کو جھٹلانے لگے،انہیں یہ بھی پتا تھا کہ جو اس نبی کو جھٹلائے گا وہ جہنم میں جائے گا لہذا انہیں یقین تھا کہ وہ آخرت میں کامیاب نہیں ہوں گے اسی حقیقت کو یہاں یوں کہا گیا قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ یہ آخرت سے مایوس ہو گئے ہیں،آگے بطور تشبیہ کافروں کا ذکر کیا گیا کہ جس طرح یہ کافر لوگ اپنے مردوں سے متعلق مایوس ہو گئے ہیں کہ وہ دوبارہ اپنی قبروں سے زندہ اٹھ کر نہیں آئیں گے،ان یہود کا بھی یہی حال ہے کہ ان لوگوں نے دنیا کو ترجیح دیکر آخرت سے مایوسی پیدا کر لی اس لئے کہ انہیں پتا ہے کہ آخرت میں انہیں عذاب دیا جانے والا ہے اس لئے اسی دنیا میں عیش وعشرت تلاش کررہے ہیں لہذا اے مسلمانو!تم ان دونوں سے بھی دور رہو، اس آیت کے نزول سے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مسلمانوں میں جو فقراء حضرات تھے وہ ان مسلمانوں کے بیچ ہونے والی باتوں کو ان یہود تک پہنچایا کرتے تھے تاکہ اسکے بدلہ انہیں کچھ کھانے پینے کا سامان زندگی گزارنے کیلئے میسر آجائے لہذا اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرما کر مسلمانوں کو اس سے روکا گیا۔(التفسیر المنیر۔ ج،۲۸۔ص،۱۵۵)اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت کے مطابق حضرت عبد اللہ بن عمر اور زید بن حارث رضی اللہ عنہما کی دوستی یہودیوں سے تھی جس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرما کر انہیں اس دوستی سے روکا۔ (الدر المنثور۔ج،۸۔ص،۱۴۴)یہ حکم قیامت تک کے لئے محفوظ ہو گیا کہ جو اللہ اور اسکے رسول کا دشمن ہو اس سے دلی دوستی ہرگز نہ رکھی جائے،دلی دوستی کا یہی مطلب ہے کہ اسے اپنا ہمراز نہ بنایا جائے،اس آیت سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ ان سے تعلق ہی برخواست کردیا جائے اس لئے اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ اللہ تعالی نے صرف دلی دوستی اور ہمراز بنانے سے منع فرمایا ہے نہ کہ ان کے ساتھ ہمدردی،احسان اور تعلق قائم رکھنے سے۔

سُوْرَۃُ الصَّفِّ مَدَنِیَّۃٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۱۴ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۵۹﴾ تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ ﴿الصّف ۱۔تا۔۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ O یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ O کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔سَبَّحَ تسبیح کرتی ہے لِلّٰہِ اللہ کے لیے مَا جو چیز فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں ہے وَ اور مَا جو چیز فِی الْاَرْضِ زمین میں ہے وَ اور ھُوَ وہ الْعَزِیْزُ نہایت غالب الْحَکِیْمُ خوب حکمت والا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اے وہ لوگو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو! لِمَ کیوں تَقُوْلُوْنَ تم کہتے ہو مَا وہ جو لَا تَفْعَلُوْنَ تم نہیں کرتے ہو کَبُرَ بڑی ہے مَقْتًا باعتبار ناراضی کے عِنْدَ اللّٰہِ اللہ کے نزدیک اَنْ یہ کہ تَقُوْلُوْا تم کہو مَا وہ جو لَا تَفْعَلُوْنَ تم نہیں کرتے

ترجمہ:۔آسمانوں اور زمین میں جو بھی کوئی چیز ہے اس نے اللہ کی تسبیح کی ہے اور وہی ہے جو اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک۔اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہو؟ اللہ کے نزدیک یہ بات بڑی قابلِ نفرت ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرتے نہیں۔

سورہ کی فضیلت:۔حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم چند صحابہ بیٹھے ہوئے تھے، آپس میں باتیں کرنے لگے، ہم نے کہا: اگر ہم جان پاتے کہ کون سا عمل اللہ کو زیادہ پسند ہے تو ہم اسی پر عمل کرتے؟ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الأرض وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ زمین وآسمان کی ہر ہر چیز اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے، اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔(الصّف ۱۔۳)،(ترمذی۔۳۳۰۹)

تشریح:۔ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے ان سب نے اللہ کی تسبیح کی ہے۔

۲۔وہی اقتدار کا بھی مالک ہے حکمت کا بھی۔

۳۔اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟

۴۔اللہ کے نزدیک یہ بات بڑی قابل نفرت ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

پچھلی سورت میں مسلمانوں کو اللہ کے دشمنوں سے دلی دوستی رکھنے سے منع کیا گیا اس سورت میں اللہ تعالی مسلمانوں کو متحد ہونے اور دشمنوں سے یک جٹ ہو کر مقابلہ کرنے کا حکم دے رہے ہیں، اس سے پہلے اللہ تعالی کی بڑائی کو بیان کر کے اس سورت کی ابتدا کی جارہی ہے چنانچہ فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالی ایسی پاک و باعظمت ذات ہے کہ دنیاو جہاں کی ہر ہر چیز چاہے وہ جاندار ہو غیر جاندار سبھی اللہ تبارک وتعالی کی تسبیح کرتی ہیں، لہذا ایسی عظیم ذات کے سامنے ایسی باتیں کرنا جو محض باتیں ہی باتیں ہوں، جس میں کسی قسم کی کوئی سچائی نہ ہو، بہت ہی بری بات ہے، اس لئے ہمیشہ ایسی ہی باتیں کرو اور ایسی ہی باتوں کا عہد کرو جو تم سے ہو سکے ورنہ تمہیں اس طرح کی باتیں کہنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ تم اس طرح باتیں کر کے گنہگار ہو جاؤ گے اور تمہاری وقعت بھی گھٹ جائے گی، اسی لئے اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ اے ایمان والو! تم ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں؟ اللہ تعالی کو یہ باتیں بالکل پسند نہیں کہ انسان ایسی باتیں کرے جو وہ کر نہیں سکتا، بلکہ اسے چاہئے کہ وہ ایسے ہی وعدے کرے جسے پورا کرنے کی اس میں استطاعت ہو، اس آیت کے شان نزول کا واقعہ یہ ہوا کہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے تو ان میں سے چند نے کہا کہ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بہترین عمل کونسا ہے؟ تو ہم ضرور اس پر عمل کریں گے تاکہ ہم اللہ تعالی کا اور قرب حاصل کر سکیں تو اللہ تعالی نے جہاد کا حکم فرمایا اور پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ یقینا ایمان کے بعد سب سے افضل عمل جہاد ہے، جب مسلمانوں نے اس بات کو سنا کہ سب سے افضل عمل ایمان کے بعد جہاد ہے تو بعض مسلمانوں کو یہ حکم بہت سخت معلوم ہونے لگا کہ اللہ کے راستہ میں اپنی جان کو پیش کرنا تاکہ اسلام کے دشمنوں کا خاتمہ ہو جائے اور اسلام کا جھنڈا ساری دنیا میں بلند ہو جائے اس وقت اللہ تعالی نے مسلمانوں کی توبیخ کرنے اور انہیں ڈانٹنے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی کہ پھر تم کیوں ایسی باتیں کرتے ہو جو تم سے نہیں ہو پائے گی؟ (ترمذی۔۳۳۰۹) یعنی پہلے تو بڑے شوق سے کہتے تھے کہ ہم سب سے افضل عمل کو ادا کرنا چاہتے ہیں اور ہماری خواہش بھی یہی ہے کہ ہم اسے انجام دیں لیکن جب ہم نے تمہیں بتادیا کہ سب سے افضل عمل ایمان کے بعد جہاد ہے تو پھر کیوں اس پر عمل کرنے سے پس و پیش کر رہے ہو؟ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۷۷ میں کہا گیا " فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو ان میں سے ایک گروہ لوگوں سے اس طرح ڈرنے لگا جس طرح اللہ سے ڈرا جاتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ ایک سچا انسان اور مومن کامل وہی ہے جو اپنی کہی ہوئی بات پر اٹل رہے اس سے ذرا برابر بھی نہ ہٹے اور اپنی باتوں سے مکر جانا اور وعدہ خلافی کرنا یہ تو منافق کی علامت ہے مسلمان کی نہیں جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین علامتیں ہیں جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا نہیں کرتا، جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب اسکے پاس کوئی

امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرتا ہے (بخاری۔ ۳۳) لہذا تم لوگ ان منافقوں جیسی حرکتیں مت کرو بلکہ اس بات کو نبھاؤ جو تم نے کہی ہے اس لئے کہ یہ عادت اللہ تعالی کو بالکل پسند نہیں بلکہ یہ عادت تو اللہ کو ناراض کرنے اور اسکے غضب کا سبب ہے لہذا تم اپنے آپ کو اللہ کے اس غضب سے بچاؤ۔

﴿درس نمبر ۲۱۶۰﴾ اللہ کے راستہ میں صف بنا کر لڑنے والے اللہ کے محبوب ﴿الصّف۔ ۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ يُحِبُّ پسند کرتا ہے الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جو يُقَاتِلُوْنَ لڑتے ہیں فِيْ سَبِيْلِهٖ اس کی راہ میں صَفًّا صف بستہ كَاَنَّهُمْ گویا کہ وہ بُنْيَانٌ ایک عمارت ہیں مَّرْصُوْصٌ سیسہ پلائی ہوئی

ترجمہ:۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کے راستے میں اس طرح صف بنا کر لڑتے ہیں جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہو۔

تشریح:۔ اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اسکے راستے میں صف بنا کر لڑتے ہیں۔

۲۔ ایسی صف جیسے کہ کوئی سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہو۔

پچھلی آیت میں کہا گیا کہ اللہ تعالی کو ایسے لوگ پسند نہیں جو اسکے راستہ میں جہاد کرنے سے پیچھے ہٹ جائیں اور اپنی کہی ہوئی باتوں سے مکر جائیں وہ کونسے لوگ ہیں جو اللہ کو محبوب ہیں؟ انکا تذکرہ اس آیت میں کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالی کو تو ایسے لوگ پسند ہیں جو اسکے راستہ میں جہاد کے لئے ایک صف میں کھڑے ہو جائیں اور صف بھی ایسی کہ جیسے کوئی سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہو کہ کسی کے ہٹانے سے بھی نہ ہٹے، بلکہ پورے پر عزم طریقہ سے دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہوں ایسے لوگ اللہ تعالی کو بے حد پسند ہیں، اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالی بڑے اجر وثواب سے نوازتا ہے، اس آیت میں اللہ تعالی نے جہاد کرنے کا بھی طریقہ سکھلایا کہ جب دشمن کا مقابلہ کرنے کا وقت آئے تو سب ایک صف باندھ کر دشمن کے سامنے مضبوط ارادوں کے ساتھ کھڑے ہو جاو تا کہ تمہاری یہ ہمت اور مضبوط ارادے کو دیکھ کر دشمن کے دل میں تمہارا خوف بیٹھ جائے اور تمہیں بھی ایک دوسرے کے تعاون کی وجہ سے اور ہمت ہو یہی فائدہ ہوتا ہے سب کا ایک صف میں مل جل کر کھڑے ہونے کا کہ دشمن سامنا کرنے سے کتراتا ہے اور اگر یہی جماعت اور صف بکھر جائے تو دشمن اسکا فائدہ اٹھا کر غلبہ پالیتا ہے جسکی مثال آج کے مسلمانوں میں پائی جاتی ہے کہ ہم تمام مسلمان مختلف جماعتوں اور گروہوں میں بٹ گئے اس طرح ہم دشمن کی طاقت کو مضبوط کرتے چلے جا رہے

ہیں جسکی وجہ سے وہ ہم پر طرح طرح کے حملہ کر رہا ہے، اگر ہم اسی یکجہتی کے طریقہ کو اپنائیں تو یقینا دشمن ہمارے سامنے نہیں آئیگا، اس آیت کے پس منظر میں علماء تفسیر نے فرمایا کہ ایک آدمی کا جنگ میں دوسرے آدمی سے مقابلہ کرنا اس سے کہیں زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ تمام لوگ ایک صف بنا کر دشمن کا مقابلہ کریں، اسکا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر جماعت میں کوئی کمزور شخص ہوگا تب بھی اسے اس جماعت میں موجود طاقتور شخص کی حمایت ملتی رہے گی جسکی وجہ سے وہ بھی جنگ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے گا ورنہ اگر تنہا شخص کا مقابلہ ہوتو وہ اس لڑائی میں حصہ نہیں لے پائے گا اسی لئے اللہ تعالی نے صف بنا کر لڑنے کا حکم فرمایا حالانکہ ایک دوسرے کا تن تنہا مقابلہ کرنا یہ بھی جنگ کا ایک طریقہ ہے جیسا کہ اسلام کی مختلف جنگوں میں اس طریقہ کو بھی اپنایا گیا جیسے کہ غزوہ بدر، جنگ خیبر وغیرہ لیکن بہتر طریقہ یہی ہے جو اس آیت میں بیان کیا گیا۔ (تفسیر ماتریدی۔ج،۹۔ص،۶۲۸)

﴿درس نمبر۱۲۱۶﴾ اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا ﴿الصّف۔۵﴾

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِذْ جب قَالَ کہا مُوْسٰى موسیٰ نے لِقَوْمِهٖ اپنی قوم سے يٰقَوْمِ اے میری قوم لِمَ کیوں تُؤْذُوْنَنِيْ مجھے ایذا دیتے ہو تم وَ حالانکہ قَدْ تحقیق تَّعْلَمُوْنَ تم جانتے ہو اَنِّيْ بلاشبہ میں رَسُوْلُ اللّٰهِ اللہ کا رسول ہوں اِلَيْكُمْ تمہاری طرف فَلَمَّا پس جب زَاغُوْٓا وہ ٹیڑھے ہوگئے اَزَاغَ اللّٰهُ تو ٹیڑھے کر دیئے اللہ نے قُلُوْبَهُمْ ان کے دل وَ اور اللّٰهُ اللہ لَا يَهْدِي ہدایت نہیں دیتا الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ فاسق قوم کو۔

ترجمہ:۔ اور وہ وقت یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے میری قوم کے لوگو! تم مجھے تکلیف کیوں پہنچاتے ہو، حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارے پاس اللہ کا پیغمبر بن کر آیا ہوں؟ پھر جب انہوں نے ٹیڑھ اختیار کی تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت تک نہیں پہنچاتا۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ وقت یاد کرو جب حضرت موسی علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا۔

۲۔ اے میری قوم! تم مجھے کیوں تکلیف پہنچاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارے پاس اللہ کا پیغمبر بن کر آیا ہوں۔

۳۔ پھر جب انہوں نے ٹیڑھی اختیار کی تو اللہ نے انکے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔

۴۔ اللہ تعالی نافرمان لوگوں کو ہدایت تک نہیں پہنچاتا۔

مسلمانوں کو جہاد کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم کا قصہ سنا کر مسلمانوں کو نصیحت کر رہے ہیں کہ اپنے نبی کا حکم مانو ورنہ تمہارا بھی حال وہی ہوگا جو تم سے پہلے حضرت موسیٰ کی قوم کا ہوا، فرمایا کہ اے مسلمانو! اس وقت کو یاد کرو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا جبکہ انہوں نے انہیں ظالم لوگوں سے قتل کرنے کا حکم فرمایا تھا يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَإِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ اے میری قوم! تم اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے اور تم اپنی پشت کے بل پیچھے مت لوٹو ورنہ تم نامراد بن کر لوٹو گے، ان لوگوں نے کہا اے موسیٰ! اس بستی میں تو بڑے طاقتور لوگ رہتے ہیں اور ہم اس میں اس وقت تک داخل نہیں ہونگے جب تک کہ وہ خود وہاں سے نکل کر نہ چلے جائیں اور جب وہ وہاں سے چلے جائیں گے تب ہم وہاں جائیں گے۔ (المائدہ ۲۱۔۲۲) اس طرح انہوں نے لڑنے سے انکار کر دیا فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ (المائدہ۔۲۴) کہ جاؤ تم اور تمہارا خدا جا کر ان سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہوئے ہیں، تو آپ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اے میری قوم! تم کیوں میرا حکم نہ مان کر مجھے تکلیف میں ڈال رہے ہو جبکہ تمہیں معلوم ہے کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا ایک پیغمبر ہوں اور پیغمبر کی بات کو جھٹلانا گویا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو جھٹلانا ہے تو پھر کیوں تم ایسی حرکتیں کر رہے ہو؟ اس کے باوجود ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہنا نہ مانا تو اللہ تعالیٰ بھی انہیں دین سے دور کرتے چلا گیا حتی کہ وہ دین سے بالکل دور ہو گئے، ایسا اس لئے ہوا کہ ان لوگوں نے اللہ اور اسکے رسول کا حکم نہ مان کر نافرمان بن بیٹھے اب جو ایسا نافرمان ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی ہدایت کے سارے راستے بند کر دیتا ہے اور آخر کار انجام اسکا جہنم ہوتا ہے، لہٰذا تم اے مومنو! اس واقعہ سے نصیحت حاصل کرو اور جو حکم جہاد کا اللہ کے رسول نے تمہیں دیا ہے اس پر عمل کرو، اگر تم اس پر عمل نہیں کرو گے اور اس سے دور بھاگو گے تو جان رکھو! تمہارا بھی حشر موسیٰ علیہ السلام کی قوم ہی کی طرح ہوگا۔

﴿درس نمبر ۲۱۶۲﴾ میرے بعد ایک رسول آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا ﴿الصف۔۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَٰبَنِي إِسْرَٰٓءِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ط فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَٰتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُبِينٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِذْ جب قَالَ کہا عِیْسَی عیسیٰ ابْنُ مَرْیَمَ ابنِ مریم نے یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اے

بنی اسرائیل ! اِنِّیْ بلاشبہ میں رَسُوْلُ اللّٰہِ اللہ کا رسول ہوں اِلَیْکُمْ تمہاری طرف مُّصَدِّقًا تصدیق کرنے والا ہوں لِّمَا اس کی جو بَیْنَ یَدَیَّ مجھ سے پہلے ہے مِنَ التَّوْرٰۃِ تورات وَ اور مُبَشِّرًا بشارت دینے والا ہوں بِرَسُوْلٍ ایک رسول کی یَّاْتِیْ وہ آئے گا مِنْۢ بَعْدِی میرے بعد اسْمُہٗٓ اس کا نام ہوگا اَحْمَدُ احمد فَلَمَّا پھر جب جَآءَھُمْ وہ آیا ان کے پاس بِالْبَیِّنٰتِ واضح دلیلوں کے ساتھ قَالُوْا تو انہوں نے کہا ھٰذَا یہ سِحْرٌ جادو ہے مُّبِیْنٌ ظاہر

ترجمہ:۔ اور وہ وقت یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا کہ اے بنو اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا ایسا پیغمبر بن کر آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو تورات (نازل ہوئی) تھی، میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہے، پھر جب وہ ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ وقت یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا کہ اے بنو اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا پیغمبر بن کر آیا ہوں۔

۲۔ مجھ سے پہلے جو کتاب تورات نازل ہوئی تھی میں اسکی تصدیق کرنے والا ہوں۔

۳۔ اس رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئیں گے جنکا نام احمد ہے۔

۴۔ پھر جب وہ انکے پاس کھلی کھلی نشانیاں لیکر آئے تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

اس آیت میں ایک اور پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم کا قصہ سنا کر مسلمانوں کو نصیحت کی جا رہی ہے چنانچہ فرمایا کہ اے پیغمبر! آپ اپنی قوم کے سامنے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا بھی قصہ سنائیے کہ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا اے بنو اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں جس نے مجھے انجیل عطا کی اور میں اس کتاب کی بھی تصدیق کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی یعنی تورات کی اور تمہیں میں ایک ایسے نبی کی خوشخبری سنانے والا ہوں جو میرے بعد آئیں گے جنکا نام احمد ہوگا، تو جب میں اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں اور میں کوئی نیا دین نہیں بلکہ وہی دین لیکر آیا ہوں جسے دیکر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا اور جو کتاب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی تھی میں اس کتاب کی تصدیق کرتا ہوں اور مجھے جو کتاب یعنی انجیل عطا کی گئی اس کتاب کا ایک بھی حرف ایسا نہیں جو تورات کی مخالفت کرتا ہو تو پھر تم لوگ کیوں میری مخالفت کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ وہ ایک نبی کے بعد دوسرا نبی بھیجتا ہے اس لئے مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھیجا گیا ہے تو پھر میرے نبی ہونے میں تمہیں کیوں شک ہے؟ اور یہی نہیں میرے بعد بھی ایک نبی آئیں گے جنکا نام بھی میں تمہیں بتاتا ہوں وہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے جو مکہ میں مبعوث ہوں گے تو تمہیں کیا چیز مجھ پر ایمان لانے سے روک رہی ہے؟ جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے انہیں یہ کہا تو وہ لوگ آپ کو نبی تسلیم کرنے سے

انکار کرنے لگے اور آپ سے معجزات کا مطالبہ کرنے لگے، لہٰذا اللہ تعالی نے آپ کے ہاتھ پر معجزات کا ظہور فرمایا تو اس قوم کے لوگ کہنے لگے کہ یہ تو کوئی معجزہ نہیں بلکہ یہ تو کھلا اور واضح جادو ہے، مفسرین کی اس بارے میں دو رائے ہیں ایک یہ کہ یہ واقعہ حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا کہ آپ کی قوم نے آپ کو جادوگر کہا اور بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد رسولِ رحمت ﷺ ہے کہ جب آپ ﷺ نے اپنی قوم کے سامنے معجزات پیش کئے تو انہوں نے ان معجزات کو جادو کا نام دے دیا اور بعض مفسرین نے کہا کہ یہاں دونوں انبیاء بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ ہر ایک قوم نے اپنے اپنے نبی کو جادوگر کہا اور حق بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، جب لوگ حق کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں تو پھر انہیں حق کی کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی اور وہ اپنی گمراہی میں ہی مبتلا رہ کر اس دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ کے نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام احمد ظاہر کیا گیا جبکہ عرب آپ کو محمد بن عبداللہ کے نام سے جانتے ہیں، تو اب آپ علیہ السلام کا نام محمد ہے یا احمد؟ اس سلسلہ میں خود آپ علیہ السلام کا قول ہے کہ میرے چند نام ہیں میں احمد بھی ہوں اور محمد بھی، میرا نام ماحی بھی ہے کہ اللہ تعالی میرے ذریعہ کفر کو مٹاتا ہے اور میرا نام حاشر بھی ہے کہ میری امت کو جو کہ بعد میں آئی ہے پہلے اٹھایا جائیگا، اور میرا نام عاقب بھی ہے، جب امام زہری علیہ الرحمہ سے عاقب کا معنی پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ نبی کہ جسکے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری۔ ۴۸۹۶، مسند احمد۔ ۱۶۷۷۱) اسکے علاوہ بھی اور بہت سے نام آپ علیہ السلام کی احادیث میں آئے ہیں جیسے کہ رؤف، رحیم، نبی التوبۃ، نبی الرحمۃ وغیرہ۔ لہذا اب کوئی اشکال باقی نہیں رہے گا کہ جس نبی کی بشارت حضرت عیسی علیہ السلام نے دی ہے وہ یہی آخری نبی ہیں حتی کہ مسند احمد کی ایک روایت میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے میری ہی بشارت دی۔ (مسند احمد۔ ۱۷۱۵۰)

﴿درس نمبر ۲۱۶۳﴾ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں ﴿الصّف ۷۔۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَھُوَ یُدْعٰٓی اِلَی الْاِسْلَامِ ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ O یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَنْ کون اَظْلَمُ زیادہ ظالم ہے مِمَّنِ اس شخص سے جو افْتَرٰی گھڑے عَلَی اللّٰہِ اللہ پر الْکَذِبَ جھوٹ وَ حالانکہ ھُوَ وہ یُدْعٰٓی بلایا جاتا ہے اِلَی الْاِسْلَامِ اسلام کی طرف وَ اور اللّٰہُ اللہ لَا یَھْدِی ہدایت نہیں دیتا الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ظالم قوم کو یُرِیْدُوْنَ وہ چاہتے ہیں لِیُطْفِئُوْا کہ بجھا دیں نُوْرَ اللّٰہِ اللہ کا نور بِاَفْوَاھِھِمْ اپنے مونہوں سے وَ جبکہ اللّٰہُ اللہ مُتِمُّ پورا کرنے والا ہے نُوْرِہٖ اپنا نور وَلَوْ اگرچہ کَرِہَ ناپسند کریں الْکٰفِرُوْنَ کافر۔

ترجمہ:۔ اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے جبکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جارہا ہو؟ اور اللہ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت تک نہیں پہنچاتا۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے اللہ کے نور کو بجھادیں، حالانکہ اللہ اپنے نور کی تکمیل کر کے رہے گا، چاہے کافروں کو یہ بات کتنی بری لگے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے جبکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جارہا ہو؟

۲۔ اللہ تعالی ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت تک نہیں پہنچاتا۔

۳۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے اللہ کے نور کو بجھادیں۔

۴۔ اللہ اپنے نور کی تکمیل کر کے رہے گا چاہے کافروں کو یہ بات کتنی ہی بری لگے۔

جنہیں اسلام کی دعوت دی جائے اور حق کی طرف بلایا جائے لیکن وہ اس حق کو جھٹلائیں اور اسلام کی دعوت کو ٹھکرائیں تو انکا کیا انجام ہوگا؟ اور انکے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟ ان آیتوں میں بیان کیا جارہا ہے کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اور انہیں اس بات کا یقین دلانے کے لئے کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے سچے نبی ہیں معجزات دکھلائے لیکن پھر بھی ان لوگوں نے آپ کی باتوں کو ماننے سے انکار کیا اور اللہ تعالی پر جھوٹ باندھا کہ اللہ تعالی نے کسی کو اپنا پیغمبر بنا کر نہیں بھیجا اور یہ جو معجزات تم دکھا رہے ہو وہ معجزات نہیں بلکہ جادو ہے اس طرح ان لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھے اور ان کے معجزات کو جادو کا نام دے دیا، ایسے ہی لوگوں سے متعلق اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ ان سے بڑا ظالم شخص تو دنیا میں کوئی نہیں ہوگا کہ انکے سامنے خود ایک نبی موجود ہیں اور پھر انہیں یقین دلانے کے لئے معجزات دکھا رہے ہیں مگر پھر بھی یہ لوگ ان کی باتوں پر یقین نہیں کررہے ہیں، جو ایسا شخص ہوگا کہ حق کو کھول کھول کر بتلانے کے باوجود بھی حق کو قبول نہیں کرے گا تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالی بھی ہدایت نہیں دے گا، وہ تو ایسے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے جن کے اندر حق کو قبول کرنے کا مادہ ہو اور وہ حق کو قبول کرنا تو ایسے شخص کی ہدایت کے راستے اللہ تعالی کھول دیتے ہیں، جو لوگ حق کو اسکے واضح ہونے کے بعد بھی قبول نہیں کررہے ہیں انکی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان لوگوں کی خواہش یہ ہے کہ وہ اس دین حق کا جو نور دنیا میں پھیل رہا ہے اس نور کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں یعنی اس دین کے پھیلنے کو وہ روکنا چاہتے ہیں اور اس دین کا خاتمہ کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کرنا چاہتے ہیں مگر انہیں یہ پتا نہیں کہ یہ اسلام اور ہدایت کا نور اللہ تعالی کا بھیجا ہوا ہے جسے وہ کبھی بجھا نہیں پائیں گے خواہ کتنی ہی ایڑی چوٹی کا زور کیوں نہ لگالیں، اس نے اس نور کو پھیلانے کا اور اسے غالب کرنے کا ارادہ کرلیا ہے تو کس میں اتنی ہمت ہے کہ وہ اللہ تعالی کے اس ارادے کو ختم کرسکے؟ وہ تو اپنا ارادہ مکمل کر کے رہے گا خواہ ان کافروں کو کتنا ہی برا کیوں نہ لگے، چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ مکہ کو جب کبھی کوئی دین

حق کی تلاش میں آتا تو وہ ہر ممکنہ کوشش کرتے اور اسے نبی رحمت ﷺ کے پاس جانے سے روکتے مگر اللہ تعالی کو تو اسلام کا شمع بھر پور روشن کرنا تھا لہذا انکی کوئی بھی چال کام نہ آئی اور رفتہ رفتہ اسلام کا نور ساری دنیا میں پھیلنے لگا اور ساری دنیا اس نور سے منور ہوگئی۔ یہ ایک نصیحت بھی ہے ہر اس شخص کیلئے جو اللہ کے خلاف آواز اٹھانے کی کوشش کرتا ہے، اسے یہ جان لینا چاہئے کہ اسکی ساری کوششیں بیکار ہوجائیں گی اور وہ اپنے مقاصد میں ناکام ہی ہوگا۔ اس آیت کے شان نزول سے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی رحمت ﷺ پر چالیس روز تک وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا یہ دیکھ کر کعب ابن اشرف یہودی نے کہا اے یہودیو! خوش ہوجاو اس لئے کہ اللہ تعالی نے اس معاملہ میں محمد کے نور کو بجھا دیا جو ان پر نازل ہوا کرتی تھی اور وہ اب اپنے مقصد کو پورا نہیں کر پائیں گے، اس بات سے آپ علیہ السلام کو تکلیف ہوئی تو اسی وقت آپ پر یہ آیت نازل کی گئی۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۸۔ص،۸۵)

﴿درس نمبر ۲۱۶۴﴾ اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچائی کا دین دے کر بھیجا ﴿الصف۔۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هُوَ وہ الَّذِيْٓ وہ ذات ہے جس نے اَرْسَلَ بھیجا رَسُوْلَهٗ اپنا رسول بِالْهُدٰى ساتھ ہدایت کے وَ اور دِيْنِ الْحَقِّ دینِ حق کے لِيُظْهِرَهٗ تا کہ وہ غالب کرے اس کو عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ تمام دینوں پر وَلَوْ اور اگرچہ كَرِهَ ناپسند کریں الْمُشْرِكُوْنَ مشرک۔

ترجمہ:۔ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچائی کا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ وہ اسے تمام دوسرے دینوں پر غالب کردے، چاہے مشرک لوگوں کو یہ بات کتنی بری لگے؟

تشریح:۔ اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچائی کا دین دیکر بھیجا ہے تا کہ وہ اسے تمام دوسرے دینوں پر غالب کردے۔

۲۔ یہ بات ان مشرکوں کو چاہے کتنی بری ہی کیوں نہ لگے؟

پچھلی آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالی اپنے نور یعنی اپنے دین کو غالب کرکے رہے گا، اب وہ دین کس طرح غالب ہوگا؟ اس آیت میں وضاحت کی جارہی ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نور اور دین کو غالب کرنے کے لئے پہلے تو اس نے اپنے نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق دیکر مبعوث فرمایا تا کہ آپ علیہ السلام اس دین اور نور

کو پھیلانے کا کام اپنی تبلیغ اور دعوت کے ذریعہ کرتے رہیں جسکے نتیجہ میں دین اسلام ساری دنیا میں پھیلتا گیا، چونکہ یہ دین اسلام ان کافروں، یہودیوں اور مشرکوں کی مرضی کے خلاف تھا اس لئے وہ ہمیشہ سے اس دین کو دبانے اور اسے مٹانے کی کوششیں کرتے رہے اور انہیں اس دین کا پھیلنا اور اسکا غالب آنا پسند نہیں تھا اسی حقیقت کو اللہ تعالی یہاں بیان فرمارہے ہیں کہ ان مشرکوں اور کافروں کو اگرچہ کہ اس دین کا پھیلنا اور غالب آنا کتنا ہی ناپسند ہوا سکے باوجود بھی یہ دین پھیل کررہے گا اور سارے باطل ادیان جو دنیا میں موجود ہیں ان سب پر یہ دینِ اسلام غالب آئے گا اور ایک وقت آئے گا کہ ساری دنیا میں بس ایک ہی دین قائم رہے گا اور وہ اسلام ہے، مفسرین نے اس اسلام کے غالب ہونے کے بارے میں فرمایا کہ یہ اس وقت ہوگا جب حضرت عیسی علیہ السلام کا قرب قیامت نزول ہوگا اس وقت دنیا میں کوئی کافر باقی نہیں رہے گا بلکہ سب کے سب مومن ومسلمان رہیں گے، حضرت ابن طاوس اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ عیسی ابن مریم امام اور ہادی بن کر اور انصاف کرنے والے بن کر آئیں گے، لہذا جب آپ کا نزول ہوگا تو آپ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے اور جزیہ نافذ کریں گے اور اس وقت دین ایک ہی رہے گا۔ (مصنف عبد الرزاق ۔ ۲۱۹۲۱)، اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ دین اسلام کا غلبہ سارے ادیان پر حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوگا اور آخر وقت میں صرف اسلام ہی باقی رہے گا، آج کے زمانہ میں جو لوگ اسلام کو مٹانے کی کوششیں کررہے ہیں، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کررہے ہیں انہیں جان لینا چاہئے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی کتنی بھی کوششیں کرلیں وہ اسلام کو مٹا نہیں پائیں گے یہ اللہ کا فیصلہ ہے اور اللہ کے فیصلے کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

﴿درس نمبر ۲۱۶۵﴾ کیا میں تمہیں ایسی تجارت کا پتہ نہ دوں؟ ﴿الصّف ۱۰۔۱۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ O تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ :۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اے وہ لوگو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو! هَلْ کیا اَدُلُّكُمْ میں رہنمائی کروں تمہاری عَلٰى تِجَارَةٍ ایسی تجارت پر کہ تُنْجِيْكُمْ وہ نجات دے تمہیں مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ دردناک عذاب سے تُؤْمِنُوْنَ تم ایمان لاؤ بِاللّٰهِ ساتھ اللہ کے وَ اور رَسُوْلِهٖ اس کے رسول کے وَ اور تُجَاهِدُوْنَ تم جہاد کرو فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ میں بِاَمْوَالِكُمْ ساتھ اپنے مالوں کے وَ اور اَنْفُسِكُمْ اپنے نفسوں کے ذٰلِكُمْ یہ خَيْرٌ بہتر ہے لَّكُمْ تمہارے لیے اِنْ اگر كُنْتُمْ تم ہو تَعْلَمُوْنَ جانتے۔

ترجمہ:۔اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت کا پتہ دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلادے؟ وہ یہ ہے کہ تم اللہ اوراس کے رسول پر ایمان لاؤ اوراپنے مال ودولت اوراپنی جانوں سے اللہ کے راستے میں جہاد کرو، یہ تمہارے لئے بہترین بات ہے اگر تم سمجھو۔

تشریح:۔ان دوآیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت کا پتہ نہ دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلادے؟

۲۔وہ یہ کہ تم اللہ اوراسکے رسول پر ایمان لاؤ۔

۳۔اپنی دولت اوراپنی جانوں سے اس کے راستے میں جہاد کرو۔

۴۔اگر تم سمجھوتو یہ بہترین بات ہے۔

مومنوں کو جہاد پر ابھارنے اوراسکے پیغمبروں کی دعوت اورانکے حکموں پر عمل کرنے کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالی دنیاوآخرت میں کامیابی کی کنجی کی نشاندہی کررہے ہیں کہ اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاوں جوتمہیں دردناک عذاب سے بچالے؟ یہ ایسی تجارت ہے کہ اگر تم اسے اپناو گےتو تمہاری دنیا بھی کامیاب ہوگی اور آخرت بھی اور وہ تجارت یہ ہے کہ تم اللہ اوراسکے رسول پر ایمان لاؤ اوراسکے ساتھ ساتھ اسلام کے دشمن سے لڑنے اور ان سے جہاد کرنے کے لئے اپنا مال اوراپنی جان پیش کرو، یہ ایک بہت ہی بہترین تجارت ہے جوتمہیں نفع ہی نفع دے گی اگر تم جان سکوتو جان لو،اس آیت میں کامیابی کے دواہم راز اللہ تعالی نے بیان فرمائے ہیں کہ پہلے تو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان سب سے اہم چیز ہے اسکے بغیر سارے اچھے اعمال کا آخرت میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا نہ یہ تمہیں جہنم سے بچاسکیں اورنہ ہی دردناک عذاب سے،اس لئے سب سے پہلے اللہ تعالی نے ایمان کی شرط رکھی اور یہ بھی فرمادیا کہ اگر کوئی صرف اللہ پر ایمان رکھے اورآخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ رکھے تب بھی اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا جیسے کہ اہل کتاب کہ وہ اللہ پر تو ایمان رکھتے تھےلیکن آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہیں مانتے تھے تو ایسے لوگ بھی اس دردناک عذاب سے بچ نہیں پائیں گے،اس ایمان کے بعد اللہ تعالی نے جہاد کا حکم فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جان ومال سے جہاد کرنا یہ بھی جہنم سے بچنے کا سبب ہے،علماء تفسیر نے جہاد کے دومعنی بیان کئے ہیں ایک تو وہ جہاد جس میں دشمنوں سے لڑا جاتا ہے اور دوسرا جہاد نفس سے ہے کہ انسان اپنی خواہشات اورمرضیات کو اللہ کے حکموں کے تابع کردے،اسکے حکم کے آگے سب کچھ قربان کردے،ہر برائی سے اور گناہ سے اپنے آپ کو بچائے جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے افضل جہاد وہ ہے کہ انسان اپنے نفس اور خواہشات سے لڑے۔(الجامع الصغیر۔۱۹۷۹)لہذا انسان اسلام کے دشمنوں سے بھی جہاد کرے اوراپنے نفس سے بھی جب انسان اپنے نفس پر قابو پالے گا اور خواہشات کو اللہ کے حکموں کے تابع کردے گا تو یقینا وہ کامیاب کہلائے گا اس لئے کہ اس نے سب سے بڑے دشمن شیطان کو

شکست دی ہے جسکا انعام اللہ تعالیٰ جہنم سے آزادی کے طور پر اسے عطا کرے گا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ذکر فرما کر پھر سے انہیں ایمان لانے کا حکم فرما رہے ہیں جبکہ وہ پہلے ہی سے ایمان لائے ہیں تو پھر سے ایمان لانے کا حکم کیوں دیا گیا؟ اسکا جواب بھی علماء تفسیر نے دیا ہے کہ یہاں پر جو ایمان لانے کا حکم ہے اس سے ایمان میں پختگی اور ثابت قدمی مراد ہے مختلف آیتوں میں بھی اس طرح کا حکم ہے چنانچہ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۳۶ میں فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا کہ اے ایمان والو! ایمان لے آؤ یعنی اپنے ایمان میں مضبوطی اور ثابت قدمی پیدا کرو، اسی طرح سورۂ فتح کی آیت نمبر ۴ میں بھی فرمایا لِیَزْدَادُوْۤا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ تاکہ ایمان والوں کے ایمان میں مزید اضافہ ہو اور بعض مفسرین نے یہ بھی فرمایا کہ یہاں پر مراد منافق ہو سکتے ہیں کہ جو ظاہر میں تو ایمان لا چکے ہیں لیکن دل انکے ایمان سے خالی ہیں اسی لئے انکو مخاطب کر کے یہاں اٰمِنُوْا کہا گیا اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہاں پر اہل کتاب بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ وہ اس قرآن کریم سے پہلے اتاری گئی کتاب پر تو ایمان رکھتے ہیں لیکن اس نبی پر جو کتاب اتاری گئی اس پر ایمان نہیں رکھتے اور اس آخری نبی کو نہیں مانتے اس لئے انکو مخاطب کیا گیا کہ تم اگر صرف اللہ پر ایمان لاؤ گے اور اس آخری نبی پر ایمان نہیں لاؤ گے تب بھی تم آخرت میں کامیاب نہیں رہو گے اس لئے ایمان اللہ پر بھی رکھو اور اس آخری نبی پر بھی۔ (تفسیر ماتریدی۔ج ۹۔ص ۶۳۵) اس آیت کے شان نزول سے متعلق حضرت ابو صالح رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم نے فرمایا کہ کاش! ہمیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب اور افضل عمل کونسا ہے؟ انکی اس خواہش پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ نازل فرمائی، اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بعض کو یہ حکم جہاد ناگوار معلوم ہونے لگا تو پھر اللہ تعالیٰ نے شروع کی آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ نازل فرمائی۔ (التفسیر المنیر۔ج ۲۸۔ص ۱۷۵)

﴿درس نمبر ۲۱۶۶﴾ ایک اور چیز اللہ تمہیں عطا کرے گا ﴿الصّف ۱۲۔۱۳﴾

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ یَغْفِرْ وہ بخش دے گا لَكُمْ تمہارے لیے ذُنُوْبَكُمْ تمہارے گناہ وَ اور یُدْخِلْكُمْ داخل کرے گا تمہیں جَنّٰتٍ ایسے باغات میں کہ تَجْرِیْ چلتی ہیں مِنْ تَحْتِهَا ان کے نیچے الْاَنْهٰرُ نہریں وَ اور مَسٰكِنَ طَیِّبَةً پاکیزہ محلات میں فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ہمیشہ رہنے والے باغات میں ہیں ذٰلِكَ یہ ہے الْفَوْزُ کامیابی الْعَظِیْمُ بہت بڑی وَ اور اُخْرٰى ایک اور تُحِبُّوْنَهَا جسے تم پسند کرتے ہو نَصْرٌ مدد مِّنَ اللّٰهِ اللہ کی طرف سے

وَفَتْحٌ اور فتح قَرِيْبٌ قریب وَ اور بَشِّرِ بشارت دے دیجیے الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں کو۔

ترجمہ:۔ اس کے نتیجے میں اللہ تمہاری خاطر تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں ان باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اور ایسے عمدہ گھروں میں بسائے گا جو ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں واقع ہوں گے۔ یہی زبردست کامیابی ہے O اور ایک اور چیز تمہیں دے گا جو تمہیں پسند ہے (اور وہ ہے) اللہ کی طرف سے مدد، اور ایک ایسی فتح جو عنقریب حاصل ہوگی، اور (اے پیغمبر) ایمان والوں کو (اس بات کی) خوشخبری سنادو۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اسکے نتیجہ میں اللہ تعالی تمہاری خاطر تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔

۲۔ تمہیں ان باغات میں داخل کرے گا جنکے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

۳۔ ایسے عمدہ گھروں میں بسائے گا جو ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں واقع ہوں گے۔

۴۔ یہی زبردست کامیابی ہے۔

۵۔ ایک اور چیز اللہ تمہیں عطا کرے گا جو تمہیں بہت پسند ہے اور وہ ہے اللہ کی طرف سے مدد اور ایک ایسی فتح جو عنقریب حاصل ہوگی۔

۶۔ اے پیغمبر! ایمان والوں کو اس بات کی خوشخبری سنادو۔

اللہ تعالی نے فرمایا کہ اگر تم ان احکامات پر عمل کرو گے جو اللہ نے تمہیں دیئے ہیں اور اللہ پر اور اسکے رسول پر سچے دل سے ایمان لاو گے اور اسلام کے دشمنوں سے اور اپنی خواہشات نفسانی سے جہاد کرو گے اور اپنے آپ کو اللہ تعالی کا فرمانبردار بناو گے تو اللہ تعالی تمہاری مغفرت فرمادے گا اور تمہارے گناہوں کو جو تم سے صادر ہوئے انہیں اپنے فضل سے معاف فرمادے گا اور پھر تمہیں ایسے خوبصورت باغات میں داخل کرے گا کہ جسکی خوبصورتی کی کوئی مثال نہیں، وہ ایسے باغات ہیں کہ جنکے نیچے سے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کی نہریں بہتی ہوں گی، وہ بہت ہی عمدہ اور خوشگوار منظر ہوگا اور ان باغات میں جو کہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں ایسے گھر تمہیں عطا کرے گا جو کہ بہت ہی عمدہ و بے حد مزین ہوں گی کہ ایک اینٹ چاندی کی ہوگی تو دوسری سونے کی، ہر طرف دیواروں میں موتیاں جڑے ملیں گے، اونچی اونچی عمدہ نشستیں اور مختلف قسم کے لذیذ کھانے اور میوے ملیں گے، یہ نعمتیں اور آسائشیں جو تمہیں جنت میں ملیں گی وہ کبھی ختم نہیں ہوں گی، تم ہمیشہ ہمیشہ اسی آرام و راحت میں وہاں رہو گے اور یہی تو ایک حقیقی کامیابی ہے کہ انسان کو ہمیشہ رہنے والی نعمتیں میسر ہو جائیں، یہ دنیا کی جتنی بھی نعمتیں اور راحتیں ہیں وہ ہمیشہ رہنے والی نہیں ہیں بلکہ وہ ایک نہ ایک دن ختم ہو جائیں گی یا پھر تم ہی اس دنیا کو خیر آباد کہہ جاو گے، لیکن جنت میں جو نعمتیں اللہ عطا کرے گا وہ ہمیشہ رہیں گی کبھی ختم نہیں ہوں گی اور نہ ہی وہاں انسان کو موت آئیگی لہذا اس کامیابی کے لئے محنت کرو اور جو حکم اللہ

نے دیا ہے اس پر عمل کرو، یہ تو اخروی نعمتیں اور فائدے ہیں جو اللہ تعالیٰ ایک مومن کو عطا کرے گا چونکہ انسان بڑا جلد باز ہوتا ہے اور ہر چیز کا نتیجہ جلد از جلد اسے چاہیئے ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسکی اس کمزوری کا بھی لحاظ رکھتے ہوئے دنیا میں دی جانے والی نعمتوں کے بارے میں فرمایا کہ اسکے علاوہ یعنی جنت کی نعمتوں کے علاوہ ایک اور نعمت اللہ تمہیں عطا کرے گا جس نعمت کو تم بھی بہت پسند کرتے ہو اور وہ نعمت یہ ہے کہ اللہ کی مدد ہمیشہ تمہارے ساتھ شامل حال ہوگی اور وہ تمہیں عنقریب فتح ونصرت عطا کرے گا کہ جس سے تمہارا غلبہ و دبدبہ قائم ہوگا، اس بات کی خوشخبری اے نبی! آپ اپنی قوم کو سنا دیجئے، اس فتح ونصرت سے مراد جسکا وعدہ یہاں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے فرمایا وہ مکہ، روم اور فارس جیسے عظیم اور طاقتور ملک ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھوں فتح بھی کئے ہیں۔

﴿درس نمبر ۲۱۶۷﴾ تم اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ ﴿الصّف۔ ۱۴﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اے وہ لوگو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو كُوْنُوْٓا تم ہو جاؤ اَنْصَارَ اللّٰهِ اللہ کے مددگار كَمَا جیسے قَالَ کہا تھا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عیسیٰ ابنِ مریم نے لِلْحَوَارِيّٖنَ حواریوں سے مَنْ کون ہے اَنْصَارِيْٓ میرا مددگار اِلَى اللّٰهِ اللہ کی طرف قَالَ کہا الْحَوَارِيُّوْنَ حواریوں نے نَحْنُ ہم ہیں اَنْصَارُ اللّٰهِ اللہ کے مددگار فَاٰمَنَتْ پھر ایمان لایا طَّاۗىِٕفَةٌ ایک گروہ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ بنی اسرائیل میں سے وَ اور كَفَرَتْ کفر کیا طَّاۗىِٕفَةٌ ایک گروہ نے فَاَيَّدْنَا تو ہم نے قوت دی الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے عَلٰي عَدُوِّهِمْ ان کے دشمنوں پر فَاَصْبَحُوْا تو وہ ہو گئے ظٰهِرِيْنَ غالب۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تم اللہ (کے دین) کے مددگار بن جاؤ، اسی طرح جیسے عیسیٰ بن مریم (علیہا السلام) نے حواریوں سے کہا تھا کہ وہ کون ہیں جو اللہ کے واسطے میرے مددگار بنیں؟ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں پھر بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے کفر اختیار کیا، چنانچہ جو لوگ ایمان لائے تھے ہم نے ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد کی، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ غالب آئے۔

تشریح:۔ اس آیت میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ایمان والو! تم اللہ کے دین کے مددگار بن جاو اسی طرح جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا۔

۲۔انہوں نے کہا تھا کہ کون ہے جو اللہ کے واسطے میرے مددگار بنیں گے؟
۳۔حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔
۴۔پھر بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے کفر اختیار کرلیا۔
۵۔چنانچہ جو لوگ ایمان لائے تھے اللہ تعالی نے انکے دشمنوں کے خلاف انکی مدد کی۔
۶۔نتیجہ یہ ہوا کہ وہ غالب آئے۔

اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے وہ لوگو جو اللہ پر ایمان لا چکے ہو! اور اسے اپنا رب تسلیم کر چکے ہو تمہیں چاہئے کہ تم اللہ کے دین کی اور اس کی شریعت کی جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے ہیں مدد کرتے رہیں جب تک تم زندہ ہو، وہ مدد چاہے مال سے ہو یا جان سے ہو یا کسی اور طریقہ سے، جہاں جس طریقہ سے تم اس دین کی مدد کر سکتے ہو کرو اور اپنے نبی کا بھرپور ساتھ دو جس طرح حضرت عیسی علیہ السلام کے حواریوں نے انکا ساتھ دیا اس وقت جبکہ انہوں نے اپنے حواریوں سے کہا تھا کہ کون اللہ کی خاطر میری مدد کرے گا؟ اس پر انکے حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے دین اور آپ کی ہر حال میں مدد کریں گے اور اس مدد کرنے میں ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے، یہ حواری وہ لوگ تھے جو ہمیشہ حضرت عیسی علیہ السلام کی مدد میں رہا کرتے تھے، اس طرح حضرت عیسی علیہ السلام کی قوم بنو اسرائیل میں دو قسم کے لوگ ہو گئے ایک تو یہ حوارین جو ہمیشہ دین کی نصرت اور اسکی سربلندی کے لئے تیار رہتے تھے اور جو پکے ایمان والے تھے اور دوسرے وہ لوگ جو بے ایمان اور کافر تھے، پھر اللہ تعالی نے ایمان والوں کی مدد کی اور انہیں فتح و غلبہ عطا فرمایا، اس طرح اگر تم بھی اس دین کی اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرو گے تو اللہ تعالی تمہیں بھی غلبہ و فتح نصیب فرمائے گا اور ہمیشہ تم ہی غالب رہو گے۔حضرت عیسی علیہ السلام کے حواریوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بارہ لوگ تھے جنہوں نے کہا تھا نَحْنُ أَنْصَارُ اللهِ اور جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری ہیں انکے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بہتر (۷۲) صحابہ تھے جنہوں نے لیلۃ العقبہ میں آپ علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت لی تھی جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس امت میں سے بھی چند لوگ اللہ تعالی کے مددگار تھے جو اللہ تعالی کی کتاب اور اسکے حق کے لئے لڑا کرتے تھے، ہمیں یہ بات بتلائی گئی کہ لیلۃ العقبہ میں انصار کے بہتر (۷۲) لوگوں نے آپ علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت لی، جب وہ بیعت لے چکے تو کسی نے کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم اس شخص کے ہاتھ پر کس چیز کی بیعت لے رہے ہو؟ پھر اس نے کہا کہ تم اس شخص کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کر رہے ہو کہ تم سارے عرب سے جنگ کرو گے جب تک کہ وہ اسلام نہ لے آئیں یا وہ صلح نہ کرلیں، پھر ایک صحابی آپ علیہ السلام کے پاس آئے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ، اللہ کے لئے اور اپنے لئے ہم پر جو شرطیں لگانی ہو لگائیں (تاکہ ہم ان شرطوں کو پورا کریں)، چنانچہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ کے لئے تم پر یہ شرط لگاتا ہوں کہ تم اسی کی عبادت کرو گے اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے اور میرے لئے یہ شرط لگاتا ہوں کہ تم میری ان چیزوں سے

حفاظت کرو گے جن چیزوں سے تم اپنی اور اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اگر ہم اس پر عمل کرلیں تو ہمیں کیا ملے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا میں تو اللہ تعالی کی مدد تمہارے ساتھ ہوگی اور آخرت میں تمہیں جنت عطا کی جائے گی، ان لوگوں نے ان شرطوں کو قبول کرلیا اور اللہ تعالی نے بھی انہیں اسکی جزا عطا فرمادی۔ (تفسیر طبری۔ج، ۲۲۔ص، ۶۲۰) اسی لئے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ سے مراد یہی ایمان والے ہیں جو اللہ اور اسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ (الدر المنثور ج، ۸۔ص، ۱۵۰) اللہ تعالی ہمیں بھی اپنے دین کی مدد اور اسکی سربلندی کے لئے کام کرنے والا بنائے اور وہ نعمتیں ہمیں بھی نصیب فرمائے جنکا وعدہ کیا گیا۔ آمین۔

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۱۱ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۶۸﴾ آسمانوں اور زمین میں جو چیز بھی ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہے ﴿الجمعہ-۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يُسَبِّحُ تسبیح کرتی ہے لِلّٰهِ اللہ کے لیے مَا جو چیز فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں ہے وَ اور مَا جو چیز فِي الْاَرْضِ زمین میں ہے الْمَلِكِ بادشاہ ہے الْقُدُّوْسِ نہایت پاکیزہ الْعَزِيْزِ نہایت غالب الْحَكِيْمِ خوب حکمت والا۔

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمین میں جو چیز بھی ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو بادشاہ ہے، بڑے تقدس کا مالک ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے جس کی حکمت بھی کامل۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم ۸۷۹)

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ آسمانوں اور زمین میں جو چیز بھی ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔

۲۔ وہ اللہ بادشاہ ہے، بڑے تقدس کا مالک ہے۔ ۳۔ جسکا اقتدار بھی کامل ہے حکمت بھی۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام اور انکی قوم کی طرف سے دی جانے والی ایذاوں کا ذکر فرمایا اور اس قوم کی سرزنش بھی کی گئی، اب اس سورت میں اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کا تذکرہ فرما رہے ہیں تاکہ اس امت کی جو فضیلت ہے اسکا علم ہو جائے اور پچھلی سورت میں حضرت عیسی علیہ السلام نے جس آخری نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی تھی اس نبی کا بھی تذکرہ اس سورت میں کیا جا رہا ہے چنانچہ سب سے پہلے اللہ تعالی کی بڑائی اور عظمت کو بیان کرتے ہوئے اس سورت کی ابتداء فرمائی کہ جس اللہ نے حضرت موسی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نیز محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعہ یہ پیغام پہنچایا کہ عبادت صرف اسی رب کی کی جائے اور اسی کے حکموں پر عمل کیا جائے، وہ ایسا عظیم پروردگار ہے کہ اس رب کی بڑائی اور حمد صرف جنات و انسان ہی نہیں بلکہ اس دنیا میں جتنی بھی چیزیں موجود ہیں، چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی ہر چیز اس رب کی تسبیح و پاکی بیان کرتی ہے، سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۴۴ میں بھی کہا گیا وَاِنْ مِّنْ

شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اسکی حمد کے ساتھ تسبیح بیان نہ کرتی ہو، اس بات سے تمہیں یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ جسکی عبادت کرنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے وہ کتنی عظیم ذات ہے لہذا تم لوگ بھی اس رب کی پاکی و بڑائی بیان کرو اور سب سے زیادہ حق اس دنیا میں تمہارا ہی ہے کہ تم اس رب کی ہمیشہ عبادت و تسبیح کرو اس لئے کہ اس نے تمہیں اشرف المخلوقات بنایا اور اس ساری دنیا کو تمہارے ہی لئے پیدا کیا اور ساری چیزوں کو تمہارے نفع کے لئے وجود بخشا، تو کیا تم پر یہ حق نہیں کہ تم اس رب کی عبادت کرو جس نے تم پر اتنا احسان کیا؟ اگر تم نہیں کرو گے تو تم سے زیادہ ناشکرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہوگا، تم تسلیم کرو یا نہ کرو وہی دنیا و جہاں کا مالک ہے جسکا اقرار دنیا کی ساری مخلوقات کرتی ہیں اور اسکے باوجود تم اگر اسکی تسبیح بیان کرو یا نہ کرو اس سے اس رب کی ذات کو کوئی نقصان پہنچنے والا نہیں، اس لئے کہ وہ خود تقدس کا مالک ہے لیکن اگر تم اس رب کی عبادت سے منہ موڑو گے تو جان لو کہ وہ رب بڑی قوت و طاقت والا ہے کہ اگر وہ تم سے انتقام لینے پر آجائے تو کوئی تمہیں بچا نہیں پائے گا اور وہ رب بڑی حکمت والا ہے۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ تورات میں سات سو آیتوں کے ساتھ لکھی ہوئی، یعنی سورۂ جمعہ کی پہلی آیت۔ (شعب الایمان۔ ۲۲۷۵)

﴿درس نمبر ۲۱۶۹﴾ اللہ تعالیٰ نے اُمی لوگوں میں انہی میں رسول بنا کر بھیجا ﴿الجمعہ ۲۔تا۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هُوَ وہ الَّذِيْ وہ ذات ہے جس نے بَعَثَ بھیجا فِي الْأُمِّيّٖنَ ان پڑھوں میں رَسُوْلًا ایک رسول مِّنْهُمْ انہی میں سے يَتْلُوْا وہ تلاوت کرتا ہے عَلَيْهِمْ ان پر اٰيٰتِهٖ اس کی آیتیں وَ اور يُزَكِّيْهِمْ ان کا تزکیہ کرتا ہے وَ اور يُعَلِّمُهُمُ انہیں تعلیم دیتا ہے الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ کتاب اور حکمت کی وَ اور اِنْ بلاشبہ كَانُوْا وہ تھے مِنْ قَبْلُ پہلے لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ البتہ صریح گمراہی میں وَّ اور اٰخَرِيْنَ دوسرے لوگوں میں بھی مِنْهُمْ انہی میں سے لَمَّا يَلْحَقُوْا کہ ابھی تک نہیں وہ ملے بِهِمْ ان کے ساتھ وَ اور هُوَ وہ الْعَزِيْزُ نہایت غالب الْحَكِيْمُ خوب حکمت والا ہے ذٰلِكَ یہ فَضْلُ اللّٰهِ اللہ کا فضل ہے يُؤْتِيْهِ وہ دیتا ہے یہ مَنْ جسے يَّشَاۗءُ چاہتا ہے وَ اور اللّٰهُ اللہ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ عظیم فضل والا ہے۔

ترجمہ: ۔ وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں اور ان کو پاکیزہ بنائیں اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں، جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے اور (یہ رسول جن کی طرف بھیجے گئے ہیں) ان میں کچھ اور بھی ہیں جو ابھی ان کے ساتھ آکر نہیں ملے اور وہ بڑے اقتدار والا، بڑی حکمت والا ہے، یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

تشریح: ۔ ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

۲۔ جو نبی انکے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھیں اور انہیں پاکیزہ بنائیں، انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیں۔

۳۔ جبکہ اس سے پہلے وہ کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

۴۔ یہ رسول جنکی طرف بھیجے گئے ہیں ان میں سے کچھ اور لوگ بھی ہیں جو ابھی انکے ساتھ آکر نہیں ملے۔

۵۔ وہ بڑے اقتدار والا اور حکمت والا ہے۔

۶۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے، اللہ تو بڑے فضل والا ہے۔

اللہ تعالی کی بڑائی اور پاکی بیان کرنے کے بعد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجے جانے کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ جس اللہ کی ساری مخلوق پاکی بیان کرتی ہے اسی اللہ تعالی نے امی لوگوں کے درمیان انہی کی نسل سے ایک امی شخص کو نبی بنا کر بھیجا ہے، یہاں پر امی لوگوں سے مراد عرب کے لوگ ہیں اور انہیں امی اس لئے کہا گیا کہ ان میں سے اکثر لوگ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے سوائے چند کے لہذا اکثریت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے انہیں امی کہا گیا، اور بعض مفسرین نے کہا کہ انہیں امی اس لئے کہا گیا کہ ان کے پاس کوئی آسمانی کتاب اب تک نہیں بھیجی گئی تھی جسکی بناء پر وہ لوگ حقوق الہی وحقوق الناس سے ناواقف تھے جسکی وجہ سے انہیں امی کہا گیا جیسا کہ ابن زید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امت محمدیہ کو امی اس لئے کہا گیا کہ ان پر اس قرآن سے پہلے کوئی کتاب نہیں اتاری گئی اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ان امی لوگوں کی جانب اس وجہ سے کی گئی کہ آپ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے جس کا علم سارے عرب کو تھا۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۳۔ ص، ۳۷۲) اور جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ایسی امت ہیں جو امی ہیں کہ ہمیں حساب وکتاب نہیں آتا۔ (بخاری۔ ۱۹۱۳) لہذا اللہ تعالی انہی امی قوم میں سے ایک امی شخص کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا جو کہ اللہ تعالی کا ایک معجزہ تھا کہ اس نے اس نبی امی پر ایک ایسی کتاب اتاری جسکی فصاحت وبلاغت کا کوئی مقابلہ نہیں اور ایسی فصیح وبلیغ کتاب کوئی اور نہیں ایک امی شخص یعنی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہی امت کو پڑھ کر سنا رہے ہیں، اس سے بڑھ کر

آپ علیہ السلام کے نبی ہونے پر کیا دلیل ہوسکتی ہے؟ سورۂ عنکبوت کی آیت نمبر ۴۸ میں فرمایا گیا وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ آپ اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے نہ کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے، لیکن پھر بھی آپ پر اللہ تعالی نے یہ ذمہ داری ڈالی کہ آپ یہ کتاب اپنی امت کو پڑھ کر سنائیں تاکہ وہ اس کتاب کی روشنی میں اپنی حقیقی منزل یعنی ہدایت کو پالیں اور اس کتاب کے ذریعہ آپ اپنی قوم کو شرک و بدعت وخرافات سے پاک کریں، جہالت و بداخلاقی کو ان سے دور کریں اور ایک مہذب اور پاک قوم بنائیں اور انہیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں، انہیں شریعت اور اسکے احکامات سکھلائیں، گناہ کیا ہے اور ثواب کیا ہے انہیں بتلائیں؟ اور حکمت کی انہیں تعلیم دیں اس لئے کہ آپ کو یہاں مبعوث فرمانے اور اس کتاب کو نازل فرمانے سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے کہ انہوں نے بے جان پتھروں کو اپنا معبود بنا رکھا تھا، حقیقی معبود کو چھوڑ کر بے جان بتوں کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اور طرح طرح کی جہالت اور برائیاں اس قوم میں عام تھیں لہذا اللہ تعالی نے آپ کے ذریعہ انہیں ہدایت دینے اور انہیں برائی اور جہالت سے پاک کرنے کا ارادہ فرمایا اور آپ پر یہ ساری ذمہ داری عائد کی گئی لہذا اب آپ ہی انہیں سیدھا راستہ بتلائیں، علماء تفسیر نے یہاں اَلْحِكْمَةُ سے مراد سنت لیا ہے کہ انسان کی کامیابی قرآن وسنت میں ہی مضمر ہے اور بعض نے اس سے مراد تفقہ فی الدین مراد لیا ہے کہ انسان اسی وقت کامیاب ہوسکتا ہے جب اسے دین کی صحیح سمجھ آجائے، اس آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ نبی رحمت ﷺ کو اس ایک ہی قوم کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا بلکہ آپ تو ساری انسانیت کے لئے نبی ہیں جیسا کہ سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۱۵۸ میں فرمایا گیا اِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا کہ میں تم سب کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں، چونکہ آپ اسی قوم میں مبعوث ہوئے اس لئے بطور خاص اس قوم کا ذکر فرمایا ورنہ آپ ﷺ ساری امت کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں جسکا ذکر اگلی آیت میں کیا جارہا ہے کہ آپ ان امی لوگوں کے علاوہ ایسے لوگوں کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے جو ابھی تک ان لوگوں سے آکر نہیں ملے یعنی ساری دنیا کے لوگوں کے آپ نبی ہیں چاہے وہ عرب ہوں یا غیر عرب، چاہے وہ آپ کی حیات میں آپ سے آکر ملے ہوں یا آپ کی وفات کے بعد آئیں گے ان سب کے لئے آپ نبی ہیں، اسکے باوجود بھی جو اس نبی کی بات نہ مانے اور ان کی بتلائی ہوئی باتوں کو قبول نہ کرے تو جان لے کہ جس رب کی طرف وہ بلاتے ہیں اور جس رب نے انہیں نبی بنا کر بھیجا ہے وہ بڑا انتقام لینے والا اور بڑی حکمت والا ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سورۂ جمعہ نازل ہوئی تو آپ علیہ السلام نے اسکی تلاوت فرمائی اور جب یہ آیت تلاوت فرمائی وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ تو میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ علیہ السلام نے میرا جواب نہیں دیا حتی کہ جب میں نے تین بار اس سوال کو دہرایا تو آپ علیہ السلام نے حضرتِ سلمان فارسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھا جو کہ اس وقت ہمارے درمیان موجود تھے اور فرمایا کہ

اگر ایمان ثریا ستارے کے پاس ہو تو اس قوم کے لوگ اسے لے پائیں گے۔ (بخاری۔ ۴۸۹۷) اس کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا کہ تمہارے درمیان تمہاری جہالت وگمراہی کو دور کرنے کے لئے نبی کو بھیجنا یہ ہمارا تم پر ایک فضل واحسان ہے اور ہمیں اس بات کا اختیار ہے کہ ہم اپنے فضل کے لئے جسے چاہے چنیں لہذا ہم نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو چنا ہے اور اللہ ہی تو بڑے فضل والے ہیں، اس آیت کے ذریعہ یہود کو جواب دیا گیا کہ وہ چاہتے تھے کہ آخری نبی ان میں سے یعنی بنی اسرائیل میں سے ہوں اور عرب کے لوگ چاہتے تھے کہ اگر نبی بنا کر کسی کو بھیجنا تھا تو ہمارے جو بااثر اور سردار قسم کے لوگ ہیں ان میں سے کسی کو نبی بنا کر بھیجا جاتا، اس یتیم کو کیوں نبی بنا کر بھیجا گیا؟ تو اس کا جواب اس آیت میں دیا گیا کہ فضل کرنے والے اور دنیا چلانے والے ہم ہیں لہذا ہمیں یہ اختیار ہے کہ ہم جسے چاہے اپنا نبی بنا کر بھیجیں اور جب ہم نے نبی بنا کر بھیج دیا تو تم پر لازم ہے کہ تم اسے نبی مانو اور اگر نہیں مانو گے تو تمہیں اسکی سزا دی جائے گی۔

﴿درس نمبر ۲۱۷۰﴾ ان کی مثال ایسی ہے جیسے گدھا جو کتابیں لادے ہوئے ہے ﴿الجمعہ۔۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ مَثَلُ مثال الَّذِيْنَ ان لوگوں کی جو حُمِّلُوا وہ اٹھوائے گئے التَّوْرٰىةَ تورات ثُمَّ پھر لَمْ يَحْمِلُوْهَا انہوں نے نہ اٹھایا اس کو كَمَثَلِ مانند مثال الْحِمَارِ اس گدھے کی ہے جو يَحْمِلُ اٹھاتا ہے اَسْفَارًا کتابیں بِئْسَ بری ہے مَثَلُ مثال الْقَوْمِ اس قوم کی الَّذِيْنَ جنہوں نے كَذَّبُوْا جھٹلایا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کی آیات کو وَ اور اللّٰهُ اللہ لَا يَهْدِي ہدایت نہیں دیتا الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ظالم قوم کو۔

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر! ان سے) کہو کہ اے لوگو! جو یہودی بن گئے ہو اگر تمہارا دعویٰ یہ ہے کہ سارے لوگوں کو چھوڑ کر تم ہی اللہ کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں پر تورات کا بوجھ ڈالا گیا اور پھر انہوں نے اس بوجھ کو نہیں اٹھایا۔

۲۔ انکی مثال ایسی ہے جیسے کہ گدھا جو کتابیں لادے ہوئے ہے۔

۳۔ بہت بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا۔

۴۔ اللہ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت تک نہیں پہنچاتا۔

پچھلی آیت کے ضمن میں ان یہودیوں کا ذکر تھا جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے سے اس لئے انکار کر بیٹھے کہ وہ آخری نبی ان میں سے کیوں نہیں؟ اس آیت میں انہی یہودیوں کا ذکر فرمایا کہ ان یہودیوں کی مثال کہ جنہیں تورات عطا کی گئی مگر ان لوگوں نے اس تورات کے حکموں کو نہیں مانا ایسی ہی ہے جیسے کہ ایک گدھے پر کتابیں لادی گئی ہوں کہ اس گدھے کے پاس قیمتی قیمتی کتابیں تو ہیں لیکن وہ اسے پڑھ کر فائدہ نہیں اٹھا سکتا ایسے ہی یہ یہود ہیں کہ انکے پاس اللہ تعالی نے ایک آسمانی کتاب تورات بھیجی تھی کہ جس میں یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ ایک آخری نبی مبعوث ہونگے اور تم سب کو ان پر ایمان لانا ہوگا، لیکن ان یہود نے اس کتاب کے احکام کو نہیں مانا لہذا اس کتاب کے انکے پاس رہتے ہوئے بھی انہوں نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا، کتاب تو اس لئے بھیجی جاتی ہے کہ انسان اس سے فائدہ حاصل کرے آباد گدھے کی طرح صرف کتاب اپنے پاس رکھنے کا کیا فائدہ؟ اللہ تعالی اسی حقیقت کو بیان فرما رہے ہیں کہ بہت بری مثال ہے ان لوگوں کی کہ جنکے پاس اللہ تعالی کی واضح آیتیں موجود ہوں اور پھر وہ ان آیتوں کو جھٹلائیں اور انہیں ماننے سے انکار کریں جیسے کہ ان یہود نے تورات کے اس حکم کا انکار کردیا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ اس آخری نبی احمد پر ایمان لاؤ، ان یہودیوں نے جو جرم کیا ہے اسکی سزا یہ ہے کہ انہیں ہدایت سے محروم کردیا گیا اس لئے کہ اللہ تعالی کا یہ ایک نظام ہے کہ جو کوئی اللہ کی آیتوں کو نہ مان کر اور انہیں چھپا کر اور بدل کر جو ظلم کرتا ہے اسے کبھی ہدایت نہیں دیتا اس لئے یہ لوگ بھی ہدایت سے محروم رہ گئے۔ اس آیت سے ایک مفہوم یہ بھی مفسرین نے بیان کیا کہ اگر کسی کے سامنے کوئی اچھی بات یا دینی احکام بیان کئے جائیں اور وہ اسے سن کر بھی ان سنا کردے یا ان کہی ہوئی باتوں پر عمل نہ کرے تو اسکی مثال بھی اس گدھے کی سی ہے کے جس پر کتابیں تو لادی ہوئی ہیں مگر وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام منبر پر ٹھہر کر خطبہ دے اور کوئی اس خطبہ کو سننے کے بجائے باتیں کرنے لگے تو اسکی مثال اسی گدھے کی سی ہے کہ جس پر کتابوں کا بوجھ ہو اور جو اس بات کرنے والے سے کہے کہ خاموش ہو جاؤ تو ایسے شخص کو بھی جمعہ کا ثواب نہیں ملا۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ۔ ۵۳۰۵) لہذا جب کبھی کوئی علمی بات یا کوئی نفع بخش بات کہی جائے تو اسے سنیں اور اس سے فائدہ حاصل کریں اور بوجھ لادے ہوئے گدھے کی طرح نہ بنیں۔

﴿درس نمبر ۲۱۷﴾ اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو ﴿الجمعہ ۶۔۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ O وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلْ آپ کہہ دیجیے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اے وہ لوگو جو هَادُوْۤا یہودی ہوئے ہو! اِنْ اگر زَعَمْتُمْ تم دعویٰ کرتے ہو اَنَّكُمْ کہ بلاشبہ تم اَوْلِیَآءُ لِلّٰهِ اللہ کے دوست ہو مِنْ دُوْنِ النَّاسِ سوائے لوگوں کے فَتَمَنَّوُا تو تم تمنا کرو الْمَوْتَ موت کی اِنْ اگر كُنْتُمْ تم ہو صٰدِقِیْنَ سچے وَ اور لَا یَتَمَنَّوْنَهٗ وہ تمنا نہیں کریں گے اس کی اَبَدًا کبھی بھی بِمَا بوجہ اس کے جو قَدَّمَتْ آگے بھیجا ہے اَیْدِیْهِمْ ان کے ہاتھوں نے وَ اور اللّٰهُ اللہ عَلِیْمٌ خوب جانتا ہے بِالظّٰلِمِیْنَ ظالموں کو۔

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر! ان سے) کہو کہ اے لوگو جو یہودی بن گئے ہو! اگر تمہارا دعوی یہ ہے کہ سارے لوگوں کو چھوڑ کر تم ہی اللہ کے دوست ہو، تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو اور انہوں نے اپنے ہاتھوں جو اعمال آگے بھیج رکھے ہیں، ان کی وجہ سے یہ کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے اور اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! آپ ان سے کہئے کہ اے وہ لوگو! جو یہودی بن گئے ہو۔

۲۔ اگر تمہارا دعوی یہ ہے کہ سارے لوگوں کو چھوڑ کر تم ہی اللہ کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔

۳۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں جو اعمال آگے بھیج رکھے ہیں ان کی وجہ سے یہ لوگ کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے۔

۴۔ اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالی نے اہل کتاب یعنی یہودیوں کی گدھے کی مثال دی کہ جس پر کتابیں تو لادی جاتی لیکن ان کتابوں کا اس گدھے کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا، یہ یہودی بھی ٹھیک اسی طرح ہیں کہ انکے پاس آسمانی کتاب موجود ہے لیکن وہ اس پر عمل نہیں کرتے، اس آیت میں بھی انہی یہودیوں کی مذمت کی جارہی ہے چنانچہ فرمایا کہ اے پیغمبر! آپ ان یہودیوں سے کہہ دیجئے کہ تم یہ دعوی کرتے ہو کہ تم ہی اللہ کے مقرب بندے اور اسکے دوست ہو تو چلو! ہمیں یہ بات ثابت کر کے دکھاؤ اور اسکے لئے تمہیں کرنا یہ ہوگا کہ تم اللہ تعالی سے موت کی تمنا کرو اس لئے کہ اللہ کے مقرب بندوں کو موت کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی اور اللہ کے مقرب بندوں کے لئے اللہ تعالی نے جنت میں جو نعمتیں تیار کر رکھی ہیں اسکی خواہش میں تو انسان کے لئے موت کی تمنا کرنا آسان ہوتا ہے، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب سے برا عمل موت کو سختی سے ناپسند کرنا ہے (الدر المنثور۔ ج ۸۔ ص ۱۵۵) چلو! تم بھی جو کہ اللہ تعالی کے مقرب ہونے کا دعوی کرتے رہے ہو موت کی تمنا کرلو، تمہارے اس اقدام سے ہمیں پتا چل جائے گا کہ تم واقعی اللہ کے مقرب ہو۔ اس آیت میں یہودیوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا گیا کہ چلو! اللہ تعالی کے سامنے یہ دعا کریں کہ جو گمراہی پر ہو اسے موت آجائے اور جو ہدایت پر ہو گا اس کو زندگی ملے گی، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۹۴ میں بھی یہی بیان کیا گیا " قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ

كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ اے نبی! آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر آخرت کا گھر اللہ کے یہاں محض تمہارے ہی لئے ہے اوروں کے لئے نہیں تو تم لوگ موت کی تمنا کرو اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو۔ اس کے علاوہ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۶۱ میں نصاری سے مباہلہ کا ذکر کیا گیا اور اسی طرح سورۃ مریم کی آیت نمبر ۷۵ میں مشرکین سے مباہلہ کا ذکر کیا گیا لیکن کسی نے بھی اس چیلنج کو قبول نہیں کیا اور یہاں یہودیوں نے بھی اس چیلنج کو قبول نہیں کیا اس لئے کہ انہیں پتا تھا کہ وہی لوگ گمراہ ہیں اور سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے سچے رسول ہیں جن کا ذکر انکی کتاب تورات میں بھی کیا گیا لیکن محض حسد اور دشمنی کی وجہ سے کہ آخری نبی ہماری قوم بنو اسرائیل میں سے کیوں نہیں؟ اسی بنا پر ان لوگوں نے آپ علیہ السلام کو نبی ماننے سے انکار کیا، اسی وجہ سے ان لوگوں نے آپ علیہ السلام کے اس مباہلہ کے چیلنج کو قبول نہیں کیا جسے اگلی آیت میں بیان کیا گیا کہ اے نبی! یہ یہود ہرگز ہرگز اس چیلنج کو قبول نہیں کرینگے، اس لئے کہ انہیں یہ پتا ہے کہ ان لوگوں نے آپ کو ٹھکرا کر جو گناہ کیا ہے اسکی انہیں سزا ضرور ملے گی اور انہیں اس انکار کی وجہ سے جہنم میں ڈالا جائے گا بس اسی ڈر کی وجہ سے وہ لوگ موت کی تمنا کبھی نہیں کرینگے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہود موت کی تمنا کرتے تو وہ سارے کے سارے مرجاتے اور انہیں جہنم میں اپنا ٹھکانہ نظر آجاتا اور وہ لوگ جو اللہ کے رسول ﷺ سے مباہلہ کرنے کی غرض دل میں لئے ہیں مباہلہ کرنے کے لئے نکلتے تو وہ اس حال میں واپس لوٹتے کہ انکا مال اور اہل وعیال سب ختم ہو چکا ہوتا۔ (السنن الکبری للنسائی۔ ۱۰۹۹۵) آخر میں اللہ تعالی نے بتلادیا کہ تم اپنے اس غلط راستے پر ہونے کو بتلاؤ یا نہ بتلاؤ یا جس قدر بھی چھپانے کی کوشش کرو اللہ تعالی کو تو معلوم ہے کہ کون سیدھے راستے پر ہے اور کس نے غلط اور کفر کا راستہ چن کر اپنے آپ پر ظلم کیا ہے؟ اسے ضرور جہنم میں سزا دیجائے گی وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ اللہ تعالی ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۷۲﴾ جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تم سے آملنے والی ہے ﴿الجمعہ۔ ۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلْ کہہ دیجیے اِنَّ بلاشبہ الْمَوْتَ موت الَّذِيْ وہ کہ تَفِرُّوْنَ تم بھاگتے ہو مِنْهُ اس سے فَاِنَّهٗ تو یقیناً وہ مُلٰقِيْكُمْ ملنے والی ہے تمہیں ثُمَّ پھر تُرَدُّوْنَ تم لوٹائے جاؤ گے اِلٰى عٰلِمِ جاننے والے کی طرف الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ غیب کو اور حاضر کو فَيُنَبِّئُكُمْ پھر وہ خبر دے گا تمہیں بِمَا اس کی جو كُنْتُمْ تم تھے تَعْمَلُوْنَ عمل کرتے۔

ترجمہ :۔ کہو کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو، وہ تم سے آ ملنے والی ہے پھر تمہیں اس (اللہ) کی طرف لوٹایا جائے گا جسے تمام پوشیدہ اور کھلی ہوئی باتوں کا پورا علم ہے، پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کچھ کیا کرتے تھے۔

تشریح :۔اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے نبی! آپ ان سے کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگ رہے ہو وہ تمہیں آ کر ہی رہے گی۔

۲۔پھر تمہیں اللہ کی طرف لوٹایا جائے گا جسے تمام پوشیدہ اور کھلی ہوئی باتوں کا پورا پورا علم ہے۔

۳۔پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کچھ کیا کرتے تھے۔

پچھلی آیت میں یہودیوں کو مباہلہ کی دعوت دی گئی لیکن موت اور آخرت کے عذاب سے ڈر کر ان لوگوں نے اسے قبول نہیں کیا، اللہ تعالی اس آیت میں ان یہودیوں سے کہہ رہے ہیں کہ دیکھو! تم موت سے کتنا بھی بچنا چاہو بچ نہیں سکو گے اس لئے کہ اللہ تعالی نے ہر جاندار کی موت کا وقت مقرر کر رکھا ہے لہذا وہ اپنے مقررہ وقت پر آ کر رہے گی خواہ تم کہیں بھی جا کر چھپ جاو، موت سے کسی کو چھٹکارہ نہیں آج نہیں تو کل ہر کسی کی باری آنے والی ہے، سورۂ نساء کی آیت نمبر ۷۸ میں فرمایا گیا أَيۡنَمَا تَكُونُوا يُدۡرِكُكُمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ كُنۡتُمۡ فِي بُرُوۡجٍ مُشَيَّدَةٍ تم جہاں کہیں بھی ہو موت تو تمہیں آ کر رہے گی خواہ تم کسی مضبوط قلعہ میں ہی جا کر کیوں نہ چھپ جاو، موت سے کسی کو بھی چھٹکارہ نہیں پھر جب انسان مرجاتا ہے تو اسے اسی رب کے پاس واپس لوٹ کر جانا ہوتا ہے جس نے اس دنیا کو پیدا کیا اور اپنی عبادت کا جس نے ساری مخلوق کو حکم دیا، اس رب کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ ہر چھپی اور ظاہر چیز کو جانتا ہے تو جس نے اپنے دل میں کفر ونفاق کو چھپایا ہوگا اسے بھی وہ جانتا ہے اور جس نے بغض وحسد کی بنا پر اس رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا ہوگا اسے بھی وہ جانتا ہے، جب وہ اس رب کے پاس مرنے کے بعد پہنچیں گے تو تب وہ رب انکے سامنے انکا سارا کیا کرایا کھول کر رکھ دیگا کہ دیکھو! تم یہ یہ کام کیا کرتے تھے، اب اگر وہ کام جو انسان اس دنیا میں کیا کرتا تھا اچھے رہیں گے تو پھر اسے اچھا بدلہ یعنی جنت دی جائے گی اور اگر وہ اعمال برے ہوں گے تو پھر بدلہ بھی برا ہی دیا جائے گا یعنی اسے جہنم کی ہولناک وادی اور گڑھے میں ڈال دیا جائے گا جہاں نہ تو اسے سکون ملے گا نہ ہی وہاں موت آئے گی ہمیشہ کے لئے اسے وہیں رہنا ہوگا۔

﴿درس نمبر ۲۱۷۳﴾ **جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے!** ﴿الجمعہ۔۹﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنۡ يَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ فَاسۡعَوۡا اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الۡبَيۡعَ ؕ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اے وہ لوگو جو اٰمَنُوْۤا ایمان لائے ہو اِذَا جب نُوْدِيَ اذان دی جائے لِلصَّلٰوةِ نماز کے لیے مِنْ يَّوْمِ دن الْجُمُعَةِ جمعہ کے فَاسْعَوْا توتم دوڑو اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذکر الٰہی کی طرف وَ اور ذَرُوا چھوڑ دو الْبَيْعَ خرید وفروخت کرنا ذٰلِكُمْ یہ خَيْرٌ بہت بہتر ہے لَّكُمْ تمہارے لیے اِنْ اگر كُنْتُمْ تم ہو تَعْلَمُوْنَ جانتے۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔

تشریح:۔ اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔

۲۔ خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔

یہودیوں کی حالت یہ تھی کہ وہ آخرت کی فکر چھوڑ کر دنیا میں مگن تھے، انکے پاس آسمانی کتاب موجود تھی اس کے باوجود اسے پس پشت ڈال کر وہ دنیا میں منہمک ہو گئے، اس آیت میں اللہ تعالی ایمان والوں کو ان یہودیوں کی روش اپنانے سے منع فرما رہے ہیں کہ وہ تو دنیا کی خاطر آخرت کو بیچ بیٹھے ہیں اور انہوں نے اسی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے لیکن تم ایسا ہر گز نہ کرنا تم اپنی آخرت کی فکر میں ہمیشہ رہنا اور جو کتاب تمہارے درمیان موجود ہے اور جو نبی تمہارے سامنے موجود ہیں ان سے اپنی آخرت کو سنوار لو، ایسا ہی ایک موقع جمعہ کا ہے کہ جب اس دن تمہیں جمعہ کی نماز کے لئے بلایا جائے اور تم اپنے دنیوی کاموں میں لگے رہو تو فوراً ان کاموں کو سمیٹ لو اور سیدھا اللہ کے ذکر کی طرف یعنی مسجد کو چل پڑو اس لئے کہ یہ آخرت کا سودا ہے اور آخرت کا سودا ہمیشہ دنیا کے مقابلہ میں فائدہ مند ہوتا ہے اگر تم سمجھ سکو تو، " ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کہہ کر اللہ تعالی نے انسان کی فطرت کی جانب اشارہ فرمایا کہ انسان ظاہری فائدہ ہی کی طرف نظر رکھتا ہے لیکن جو فائدہ اسکی نظروں سے پوشیدہ ہے اسے سوائے اللہ سے لو لگانے والے کے کوئی نہیں جانتا، چونکہ یہ خرید وفروخت میں انسان کو ظاہری نفع یعنی مال و دولت ملتی ہے لیکن اللہ کے ذکر سے جس جانب انہیں بلایا جا رہا ہے وہ اخروی دولت ہے، تو اسی حقیقت کو اللہ تعالی نے فرمایا کہ جو اخروی دولت ہے اگر چہ کہ تمہاری آنکھوں سے چھپی ہوئی ہے لیکن وہ اس دنیوی فائدہ سے کہیں زیادہ بہتر ہے بس تم اگر ان باتوں کو سمجھ سکو تو سمجھ جاو، اس آیت میں خاص کر جمعہ کے دن کا ذکر کیا گیا ہے اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ جمعہ سارے دنوں میں عظیم دن ہے کہ اس دن اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن انہیں جنت سے نکالا گیا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور اسی دن اللہ تعالی نے ایک گھڑی ایسی رکھی ہے کہ اگر اس وقت کوئی بندہ اللہ تعالی سے کوئی دعا مانگ لے تو وہ ضرور قبول ہوگی اور چونکہ یہ ایک ایسا دن ہے کہ جس میں سارے لوگ ایک جگہ نماز کے لئے جمع ہوتے ہیں اور ایک اجتماع ہوتا ہے تو انہی فضیلتوں کے لحاظ سے جمعہ کے

دن کو خاص طور سے ذکر فرمایا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سلمان! کیا تم جانتے ہو کہ جمعہ کے دن کی کیا فضیلت ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ اور اسکے رسول ہی بہتر جانتے ہیں پھر جب آپ علیہ السلام نے دو تین دفعہ اس سوال کو دہرایا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس دن اللہ تعالی نے ہمارے والد حضرت آدم علیہ السلام کو جمع فرمایا، اسکے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکے علاوہ ایک بات جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے پھر فرمایا کہ جو کوئی بندہ اس دن اچھی طرح پاکی حاصل کر کے جمعہ کے لئے مسجد آئے اور امام کے نماز جمعہ ختم کرنے تک خاموشی سے بیٹھا رہے تو اس جمعہ سے لیکر آنے والے جمعہ تک یہ عمل اسکے لئے (صغیرہ) گناہوں کے لئے کفارہ ہوگا جب تک کہ وہ ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچتا رہے۔ (مسند احمد۔ ۱۸/۲۳) اس آیت کے ذریعہ علماء نے چند باتیں بتلائی ہیں وہ یہ کہ یہاں پر فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ سے مراد بھاگنا نہیں ہے بلکہ مکمل چستی اور مستعدی کے ساتھ جمعہ کیلئے جانا مراد ہے اور إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ سے مراد وہ اذان ہے جو خطبہ سے پہلے دی جاتی ہے اس لحاظ سے جمعہ کے دن خطبہ کا سننا لازم ہے اور اس وقت خرید و فروخت کرنے کو علماء نے حرام قرار دیا ہے، اور اس حکم میں مریض، عورت، نابالغ اور مسافر شامل نہیں ہیں اس لئے کہ ان پر جمعہ فرض نہیں ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۷۴﴾ زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو ﴿الجمعہ۔ ۱۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ فَإِذَا پھر جب قُضِيَتِ ادا کر لی جائے الصَّلٰوةُ نماز فَانْتَشِرُوْا تو تم پھیل جاؤ فِي الْأَرْضِ زمین میں وَ اور ابْتَغُوْا تلاش کرو مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ اللہ کا فضل وَ اور اذْكُرُوا اللّٰهَ یاد کرو اللہ کو كَثِيْرًا کثرت سے لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ شاید کہ تم فلاح پاؤ۔

ترجمہ: ۔ پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

تشریح: ۔ اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب نماز ختم ہو جائے تو تم زمین میں پھیل جاو۔

۲۔ اللہ کا فضل تلاش کرو تا کہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

جب جمعہ کی نماز کے لئے ندا لگائی جائے تو سارے کام کاج چھوڑ کر جمعہ کے لئے جانے کو فرض قرار دیا گیا، پھر جب نماز ختم ہوجائے تو کیا اس وقت بھی خرید وفروخت اور تجارت کرنا حرام ہے؟ اس آیت کے ذریعہ بتلایا گیا ہے کہ جب جمعہ کی نماز ختم ہوجائے تو اب اللہ تعالیٰ تمہیں اجازت دیتا ہے کہ تم اپنی تجارت اور خرید و فروخت جاری رکھو اور اللہ کا جو فضل یعنی روزی روٹی، مال و متاع تلاش کرو لیکن ہاں! یاد رکھو کہ تم اپنی اس خرید و فروخت اور دولت کمانے کی چکر میں اپنے رب کے ذکر اور اسکے احکامات سے غافل نہ ہوجانا بلکہ اپنی زبان سے یا دل سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو اور اس نے خرید وفروخت میں جن چیزوں سے منع فرمایا یعنی دھوکہ دینا، جھوٹ بولنا، کسی کی مجبوری کا فائدہ اٹھانا وغیرہ ان سب سے بچتے رہو، اگر تم ان باتوں پر عمل کرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ تمہاری تجارت بھی کامیاب ہوگی اور آخرت بھی، حضرت عراک بن مالک رضی اللہ عنہ جب نماز جمعہ ختم ہوجاتی تو مسجد کے دروازہ پر جاتے اور وہاں کھڑے ہوکر یہ دعا فرماتے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَجَبْتُ دَعْوَتَكَ وَصَلَّيْتُ فَرِيْضَتَكَ وَانْتَشَرْتُ كَمَا أَمَرْتَنِيْ فَارْزُقْنِيْ مِنْ فَضْلِكَ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ اے اللہ! میں نے تیری صدا پر لبیک کہا اور تو نے جو فرض میرے ذمہ کیا تھا میں نے اسے ادا کردیا اور میں تیرے حکم پر (روزی تلاش کرنے کے لئے زمین پر) منتشر ہوگیا اب تو مجھے اپنے فضل سے روزی عطا کر اس لئے کہ تو ہی تو بڑا روزی دینے والا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ج، ۴۔ص، ۳۶۷) اور بعض سلف صالحین سے مروی ہے کہ جس نے نماز جمعہ کے بعد تجارت یا خریداری کی تو اللہ تعالیٰ اسے ستر گنا برکت عطا فرمائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر) جب بندہ اس رب کے ایک حکم پر اپنی تجارت کو چھوڑ کر اس رب کی عبادت میں لگ جائے اور پھر اسی رب کے حکم پر نماز کے بعد اپنی تجارت شروع کرے تو اللہ تعالیٰ یقیناً اپنے حکم کو ماننے کی وجہ سے اسے بے شمار برکتیں عطا فرمائے گا۔ اس آیت میں نماز کے بعد جو روزی تلاش کرنے کا حکم دیا گیا اس بارے میں علماء تفسیر نے فرمایا کہ یہودی ہفتہ کے دن اپنی عید مناتے تھے یعنی انکے یہاں فضیلت کا دن ہفتہ تھا تو وہ لوگ اس دن کوئی تجارت وغیرہ نہیں کرتے تھے تو شاید مسلمانوں کو بھی یہ وہم ہوگیا ہوگا کہ اس دن ہم بھی تجارت نہ کریں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے نماز کے بعد تجارت کرنے کا حکم فرمایا اور اس تجارت کو اپنا فضل کہہ کر منسوب فرمایا کہ اس تجارت کے ذریعہ روزی تلاش کرنا یہ بھی ایک عبادت اور اللہ کا فضل ہے جس پر بھی تمہیں ثواب دیا جائے گا بشرطیکہ وہ حلال طریقہ پر ہو۔

﴿درس نمبر ۲۱۷۵﴾ اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے ﴿الجمعہ۔۱۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ط قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ط وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِذَا جب رَاَوْا انہوں نے دیکھا تِجَارَةً تجارت اَوْ یا لَهْوَا کوئی تماشہ انْفَضُّوْا تو وہ دوڑ پڑے اِلَیْهَا اس کی طرف وَ اور تَرَكُوْكَ انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا قَآئِمًا کھڑے ہی قُلْ کہہ دیجیے مَا جو کچھ عِنْدَ اللهِ اللہ کے پاس ہے خَیْرٌ بہت بہتر ہے مِّنَ اللَّهْوِ تماشے سے وَ اور مِنَ التِّجَارَةِ تجارت سے وَ اور اللهُ اللہ خَیْرُ سب سے بہتر الرّٰزِقِیْنَ رزق دینے والا۔

ترجمہ:۔ اور جب کچھ لوگوں نے کوئی تجارت یا کوئی کھیل دیکھا تو اس کی طرف ٹوٹ پڑے اور تمہیں کھڑا ہوا چھوڑ دیا، کہہ دو کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل اور تجارت سے کہیں زیادہ بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب کچھ لوگوں نے کوئی تجارت یا کوئی کھیل کود دیکھا تو اسکی طرف ٹوٹ پڑے اور آپ کو کھڑا ہی چھوڑ دیا

۲۔ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ جو کچھ اللہ تعالی کے پاس ہے وہ تجارت اور کھیل کود سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

۳۔ اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

آخر میں اللہ تعالی دنیا اور اسکے مال ومتاع کے بے وقعت اور بے فائدہ ہونے کو بیان فرمارہے ہیں کہ ان ایمان والوں نے جب تجارتی قافلہ کو یا کسی لہو ولعب کی چیز کو اپنی طرف آتا دیکھا تو یہ لوگ آپ کو خطبہ دینے ہی کی حالت میں کھڑا چھوڑ کر وہاں چلے گئے، ان جانے والوں سے آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالی کے پاس جو اجر وثواب اور نعمتیں ہیں وہ اس حقیر دنیا کی فنا ہونے والی دولت، تجارت اور اسکے لہو ولعب سے کہیں زیادہ بہتر ہیں، تم لوگ ان اخروی نعمتوں کو چھوڑ کر اس دنیا کی دولت کو حاصل کرنے چلے گئے؟ کیا تمہیں یہ پتا نہیں کہ دنیا پر بھی اللہ تعالی ہی کا قبضہ ہے اور وہی انسانوں کو رزق پہنچاتا ہے، اگر تم اللہ تعالی کی مرضی کے خلاف کہیں بھی جاؤ گے تو تمہیں کچھ بھی نہیں ملے گا لیکن اگر تم اللہ کی رضا کی خاطر ایک جگہ بیٹھے رہو تب بھی اس دولت کو تمہارے قدموں میں ڈال دیگا اور اللہ سے بہتر رزق دینے والا کوئی نہیں۔ اس لئے ہمیشہ آخرت کو ترجیح دو اور اسی کے لئے محنت کرو، ہاں! جہاں اللہ تعالی نے دنیا کمانے کا حکم دیا وہاں دنیا کماؤ اس لئے کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے، کمانا چھوڑ کر صرف اللہ اللہ کرتے رہنا یہ بھی اسلام کا مزاج نہیں ہے بلکہ اسلام تو دین کے ساتھ ساتھ دنیا کمانے کا بھی حکم دیتا ہے جیسا کہ پچھلی آیت سے معلوم ہوا اور سورۂ قصص کی آیت نمبر ۷۷ میں فرمایا گیا "وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا" دنیا میں جو تمہارا حصہ ہے اسے مت بھلاو۔ اس آیت کے نزول کا واقعہ یہ ہوا کہ آپ علیہ السلام جمعہ کے دن منبر پر کھڑے خطبہ دے رہے تھے کہ اتنے میں وہاں دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ جو کہ اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے انکا قافلہ مال تجارت کے ساتھ طبلہ بجاتے ہوئے مدینہ میں داخل ہوا، چونکہ اس وقت مدینہ قحط میں پڑا ہوا تھا اور غلہ و اناج کی کمی تھی اسی لئے سارے لوگ اس تجارتی قافلہ کی طرف لپک پڑے تا کہ کچھ غلہ وغیرہ خرید کر رکھ لیں اور یہ لوگ

آپ علیہ السلام کو خطبہ دینے ہی کی حالت میں چھوڑ کر چلے گئے سوائے چند صحابہ کے جنکی تعداد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بارہ صحابہ تھے جو آپ علیہ السلام ہی کے پاس بیٹھے رہے، جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک قافلہ غلہ لیکر آیا تو سارے لوگ اس جانب چلے گئے حتیٰ کہ صرف بارہ لوگ ہی وہاں بیٹھے تھے اس وقت یہ آیت **وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا** نازل ہوئی۔ (بخاری۔ ۹۳۶) بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک نماز جمعہ خطبہ سے پہلے ہوا کرتی تھی اس لئے صحابہ نے سمجھا کہ نماز تو ہو چکی ہے خطبہ کا سننا لازم نہیں لہذا وہ لوگ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے، حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی طرح خطبہ سے پہلے جمعہ کی نماز پڑھتے تھے، یہاں تک کہ وہ دن آیا کہ جس دن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکنے کے بعد جب خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی نے آ کر کہا کہ دحیہ بن خلیفہ تجارتی قافلہ لیکر آیا ہے تو سب لوگ وہاں کے لئے اٹھ کر چلے گئے سوائے چند لوگوں کے جو وہاں بیٹھے تھے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی پھر اس کے بعد آپ علیہ السلام خطبہ نماز سے پہلے دینے لگے۔ (المراسیل لأبی داوٗد۔ ۶۲) ایک حدیث میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم لوگ بھی یہاں سے چلے جاتے کہ کوئی ایک بھی نہ رہتا تو اللہ تعالیٰ تم پر آگ برسا دیتا کہ ساری وادی آگ ہی آگ ہو جاتی۔ (صحیح ابن حبان۔ ۶۸۷۷) لہٰذا ہمیشہ ترجیح آخرت اور اللہ کے احکام کو دینا چاہئے اور اس سلسلہ میں روزی کی کچھ فکر نہ کریں اس لئے کہ روزی کا ذمہ اللہ کا ہے۔ وہ تمہیں کہاں سے رزق دے گا تم اسے نہیں جان سکتے۔

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۱۱ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۷۶﴾ اللہ یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق ہیں ﴿المنافقون ۱۔۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ :۔ اِذَا جب جَآءَكَ آتے ہیں آپ کے پاس الْمُنٰفِقُوْنَ منافق قَالُوْا تو وہ کہتے ہیں نَشْهَدُ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اِنَّكَ بلا شبہ آپ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ البتہ اللہ کے رسول ہیں وَ اور اللّٰهُ اللہ يَعْلَمُ جانتا ہے اِنَّكَ کہ یقیناً آپ لَرَسُوْلُهٗ البتہ اس کے رسول ہیں وَ اور اللّٰهُ اللہ يَشْهَدُ شہادت دیتا ہے کہ اِنَّ یقیناً الْمُنٰفِقِيْنَ منافق ہی لَكٰذِبُوْنَ البتہ جھوٹے ہیں اِتَّخَذُوْۤا انھوں نے بنایا ہے اَيْمَانَهُمْ اپنی قسموں کو جُنَّةً ڈھال فَصَدُّوْا پھر انھوں نے روکا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ سے اِنَّهُمْ بلا شبہ وہ سَآءَ برا ہے مَا جو كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وہ عمل کر رہے ہیں ذٰلِكَ یہ اس لئے کہ بِاَنَّهُمْ بلا شبہ وہ اٰمَنُوْا ایمان لائے ثُمَّ پھر كَفَرُوْا انھوں نے کفر کیا فَطُبِعَ تو مہر لگا دی گئی عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ان کے دلوں پر فَهُمْ اب وہ لَا يَفْقَهُوْنَ نہیں سمجھتے

ترجمہ :۔ جب منافق لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ آپ واقعی اس کے رسول ہیں، اور اللہ (یہ بھی) گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق لوگ جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ایک ڈھال بنا رکھا ہے، پھر یہ لوگ دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ بہت ہی برے ہیں وہ کام جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ یہ ساری باتیں اس وجہ سے ہیں کہ یہ (شروع میں بظاہر) ایمان لے آئے، پھر انہوں نے کفر اپنا لیا، اس لئے ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی، نتیجہ یہ کہ وہ لوگ (حق بات) سمجھتے ہی نہیں ہیں۔

سورہ کی فضیلت :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سورۃ جمعہ اور سورۃ منافقون پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم۔۸۷۹)

تشریح: ۔ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں ۔

۱۔ جب منافق لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ۔

۲۔ اللہ جانتا ہے کہ آپ واقعی اسکے رسول ہیں ۔ ۳۔ اللہ یہ بھی گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق لوگ جھوٹے ہیں ۔

۴۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے ۔ ۵۔ پھر یہ لوگ دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں ۔

۶۔ حقیقت یہ ہے کہ بہت ہی برے کام ہیں وہ جو یہ لوگ کرتے رہے ہیں ۔

۷۔ یہ ساری باتیں اس وجہ سے ہیں کہ یہ شروع میں بظاہر ایمان لے آئے ۔

۸۔ پھر انہوں نے کفر اپنا لیا جسکی وجہ سے انکے دلوں پر مہر لگادی گئی ہے ۔

۹۔ نتیجہ یہ کہ یہ لوگ حق بات سمجھتے ہی نہیں ہیں ۔

پچھلی سورت میں ان یہودیوں کا ذکر تھا جنکے پاس آسمانی کتاب اور آخری نبی موجود تھے لیکن ان لوگوں نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا اور اپنی آخرت تباہ کرلی، اس سورت میں اللہ تعالی منافقوں اور انکے نفاق سے متعلق واقعات بیان کررہے ہیں کہ ان لوگوں نے بھی اسلام کی تعلیمات سے فائدہ نہیں اٹھایا اور انہوں نے کس طرح اپنی آخرت تباہ کرلی ۔ چنانچہ فرمایا کہ اے نبی! جب یہ منافق لوگ آپ کے پاس آئیں گے تو آپ سے کہیں گے کہ ہم تو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تو یہ بات جانتا ہی ہے کہ آپ واقعی اسکے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں ۔اب یہ لوگ اسکی گواہی دیں یا نہ دیں کوئی فرق نہیں پڑے گا اور ہاں! یہ لوگ جو آپ کے سامنے اپنی زبان سے آپ کے نبی ہونے کی تصدیق کررہے ہیں دراصل یہ لوگ ایسے نہیں ہیں بلکہ انکے دلوں میں آپ کے نبی ہونے کا یقین ہی نہیں ہے اس لئے اللہ تعالی یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ اپنی زبان سے کہی ہوئی بات میں جھوٹے ہیں، انکے دل کچھ اور کہتے ہیں اور زبان کچھ اور، یہ لوگ اپنی زبان سے آپ کے نبی ہونے کی جو تصدیق کررہے ہیں وہ بس اس لئے کہ ایسا کرنے سے انکے مال، جان اور اہل عیال مسلمانوں کے ہاتھوں بچ جائیں گے اور اگر یہ اپنا کفر ظاہر کردیں گے تو مسلمان ان سے بھی جنگ کریں گے جسکے نتیجہ میں یا تو یہ قتل کردئے جائیں گے یا پھر قیدی بنالیئے جائیں گے اس لئے ان لوگوں نے یہ طریقہ اپنایا ہے کہ اپنے کفر کو چھپائے رکھیں اور اس اسلامی لباس کی آڑ میں وہ اسلام کو نقصان پہنچائیں کہ جو کوئی اسلام لانے کے لئے آتا تو وہ اسے اسلام لانے سے روکتے اسی طرح جہاد کرنے سے اور اسکی راہ میں خرچ کرنے وغیرہ سے بھی روکتے ، یہ منافق لوگ جو کام کررہے ہیں اس بارے میں اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ سب سے برا ہی کام ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ظاہری ایمان تو لے آئے لیکن انکے دل کفر پر ہی اڑے رہے انکی اس حالت کی بنا پر اللہ تعالی نے بھی ان کے دلوں پر مہر لگادی کہ جسکی وجہ سے ان کے دل پر کوئی اچھی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی اچھی بات انہیں سمجھ میں آتی ہے لہذا یہ لوگ زندگی بھر اپنی اسی حالت یعنی

گمراہی پر رہیں گے۔ان آیات کے شانِ نزول کے پس منظر میں ایک واقعہ منقول ہے جس کا تعلق بنو مصطلقسے ہے جسکے بارے میں آپ علیہ السلام کو یہ اطلاع دی گئی کہ وہ مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے آرہے ہیں تو آپ علیہ السلام خود اپنے صحابہ کو لیکر ان سے جنگ کرنے کے لئے نکلے اور ان سے جنگ بھی ہوئی جس میں مسلمانوں کو فتح اور انہیں شکست ہوئی، اس جنگ کے بعد آپ علیہ السلام اسی جگہ کچھ روز پڑاؤ ڈالے رہے، ایک دفعہ ایک دیہاتی وہاں پر موجود ایک کنویں پر پہلے پہنچ گیا اور اسے اپنے حصار میں لے لیا اتنے میں ایک انصاری صحابی بھی آئے اور انہوں نے اپنی اونٹنی کی لگام کو ڈھیلی کردی تاکہ وہ پانی پی لے لیکن اس دیہاتی صحابی نے انہیں ایسا کرنے سے روکا مگر انہوں نے اس باندھ کو توڑ کر اپنی اونٹنی کو سیراب کرایا تو اتنے میں وہ دیہاتی صحابی نے پاس میں موجود ایک لکڑی اٹھائی اور اس انصاری صحابی کے سر پر ماری جس سے انکا سر زخمی ہو گیا آخر کار یہ بات نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے اس معاملہ کو حل کر دیا لیکن جب یہ بات عبداللہ بن ابی منافق کو معلوم ہوئی تو اسے غصہ آیا کہ ایک مہاجر ہمارے علاقہ میں رہ کر ہمارے ہی آدمی کو مارتا ہے یہی بات اس نے انصار سے کہی اور انہیں اکسایا کہ جب مدینہ واپس جائیں گے تو ہر عزت والا یعنی انصار ذلت والے یعنی مہاجر کو نکال باہر کرے گا، جب یہ بات حضرت زید رضی اللہ عنہ نے سنی تو آپ علیہ السلام تک اسکی خبر پہنچائی، حضرت زید رضی اللہ عنہ کی یہ بات سننے کے بعد آپ علیہ السلام نے عبداللہ بن ابی اور اسکے ساتھیوں کا بلوایا اور پوچھا کہ کیا تم نے ایسا کہا؟ ان لوگوں نے جھوٹی قسمیں کھا کر اس بات کا انکار کر دیا تو آپ علیہ السلام نے بھی انکی ان جھوٹی قسموں پر یقین کر لیا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بات اس لئے نہیں مانی کہ شاید ہوسکتا ہے انہیں سننے میں کوئی مغالطہ ہو گیا ہو، حضرت زید رضی اللہ عنہ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی ان جھوٹی قسموں پر یقین کر کے میری بات سے صرفِ نظر کر لیا، اسکے بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سفر جاری رکھے ہوئے تھے کہ آپ علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا کہ خوش ہو جاو اللہ تعالی نے تمہاری سچائی اور منافقین کے جھوٹ کو واضح کر دیا ہے پھر آپ ﷺ نے سورۃ منافقون تلاوت فرمائی۔(ترمذی۔ ۳۳۱۳)

﴿درس نمبر ۲۱۷۷﴾ یہی تمہارے دشمن ہیں ان سے ہوشیار رہو ﴿المنافقون۔ ۴﴾

وَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ وَ اِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ یَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَیْحَةٍ عَلَیْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِذَا جب رَاَیْتَهُمْ آپ دیکھتے ہیں ان کو تُعْجِبُكَ تو اچھے لگتے ہیں آپ کو اَجْسَامُهُمْ ان کے جسم وَ اور اِنْ اگر یَّقُوْلُوْا وہ کوئی بات کہیں تَسْمَعْ تو آپ کان لگائیں لِقَوْلِهِمْ ان کی بات پر

كَاَنَّهُمْ گویا کہ وہ خُشُبٌ لکڑیاں ہیں مُّسَنَّدَةٌ ٹیک لگائی ہوئیں يَحْسَبُوْنَ وہ گمان کرتے ہیں كُلَّ صَيْحَةٍ ہر بلند آواز کو عَلَيْهِمْ اپنے ہی خلاف هُمُ وہ الْعَدُوُّ دشمن ہیں فَاحْذَرْهُمْ لہذا آپ ان سے بچیں قٰتَلَهُمُ ہلاک کرے ان کو اللّٰهُ اللہ اَنّٰى کہاں يُؤْفَكُوْنَ وہ پھیرے جاتے ہیں

ترجمہ:۔ جب تم ان کو دیکھو تو ان کے ڈیل ڈول تمہیں بہت اچھے لگیں اور اگر وہ بات کریں تو تم ان کی باتیں سنتے رہ جاؤ، ان کی مثال ایسی ہے جیسے یہ لکڑیاں ہیں جو کسی سہارے سے لگی رکھی ہیں، یہ ہر چیخ پکار کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں، یہی ہیں جو (تمہارے) دشمن ہیں، اس لئے ان سے ہوشیار رہو، اللہ کی مار ہو ان پر! یہ کہاں اوندھے چلے جا رہے ہیں؟

تشریح:۔ اس آیت میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب تم انکو دیکھو تو انکے جسم تمہیں بہت اچھے لگیں گے۔

۲۔ اگر وہ بات کریں تو تم انکی باتیں سنتے رہ جاؤ گے۔

۳۔ انکی مثال ایسی ہے جیسے یہ لکڑیاں ہیں جو کسی سہارے سے لگی رکھی ہیں۔

۴۔ یہ ہر چیخ و پکار کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں۔ ۵۔ یہی ہیں جو تمہارے دشمن ہیں اس لئے ان سے ہوشیار رہو۔

۶۔ اللہ کی مار ہو ان پر۔ ۷۔ یہ کہاں اوندھے چلے جا رہے ہیں؟

اس آیت میں اللہ تعالی ان منافقین کی ظاہری حالت، شکل وصورت، فصاحت و بلاغت سے دھوکہ نہ کھانے کی مسلمانوں کو تلقین کر رہے ہیں کہ دیکھو! یہ منافقین کی ظاہری بناوٹ اور جسم کی ساخت اور صورت تو تمہیں بہت اچھی لگتی ہے اور انکی اگر گفتگو سنو تو تمہیں ایسا محسوس ہوگا کہ گویا کوئی پانی میں شکر گھول کر پلا رہا ہو اور تم انکی ان میٹھی باتوں کو سننا ہی چاہو گے، انکی مثال ایسی ہے کہ ایک خوبصورت لکڑی کو کسی نے ایک دیوار کے سہارے لگا رکھا ہو، کہ وہ لکڑی تو دیکھنے میں خوبصورت اور خوشنما معلوم ہوتی ہے لیکن نہ تو اس میں کوئی سمجھ بوجھ کی صلاحیت ہوتی ہے اور نہ عقل ہوتی ہے، یہ لوگ بھی ایسے ہی ہیں کہ تم انکی اس خوبصورتی اور وجاہت کو دیکھ کر اور انکی عمدہ گفتگو کو سن کر ان سے دھوکہ نہ کھانا، جیسے کہ آج کل کچھ لوگ ایمان اور نورانی لباس کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں کہ لوگ انکی اس ظاہری حالت کو دیکھ کر دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں اور انہیں بڑا عالم اور دین دار سمجھ بیٹھتے ہیں مگر حقیقت میں وہ ایسے ہوتے ہی نہیں، اسی لئے اللہ تعالی نے ایمان والوں کو ایسے لوگوں سے باخبر رہنے کا حکم فرمایا اور کہا کہ تم انکے جھانسے میں مت آنا انہیں دین کا کوئی علم نہیں، یہ خود بھی گمراہ ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں، اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ تمہارے خیر خواہ نہیں بلکہ سب سے بڑے دشمن ہیں تم ان سے اپنے آپ کو بچائے رکھو اور انکی باتوں میں مت پڑو، آخر میں اللہ تعالی نے ان پر لعنت بھیج کر فرمایا کہ اللہ کی مار ہو ایسے منافقوں

پر کہ انکے پاس ہدایت کا سارا سامان موجود ہے لیکن پھر بھی وہ لوگ اس سے کنارہ کر کے کہاں کا رخ کئے ہوئے ہیں؟ ان منافقین کی ایک صفت اس میں یہ بھی بیان فرمائی گئی کہ اگر مسلمان آپس میں کوئی گفتگو کریں تو یہ منافق لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے ہی بارے میں گفتگو کر رہے ہیں، یہ اس بات کی علامت ہے کہ انکے دلوں میں چور چھپا ہوا ہے اس لئے انہیں ہر بات اپنے خلاف نظر آتی ہے، علماء تفسیر نے کہا ہے کہ یہاں جو لوگوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے ان سے مراد عبداللہ بن ابی، مغیث بن قیس اور جد بن قیس ہیں کہ وہ لوگ دکھنے میں بہت خوبصورت تھے اور ان میں سے عبداللہ بن ابی تو فصیح اللسان بھی تھا لیکن ان سب کے باوجود انکی عقلوں پر اللہ تعالی نے انکے گناہوں کے سبب پردہ ڈال رکھا ہے جس کے سبب وہ ایمان سے خالی رہے۔ (التفسیر المنیر۔ج ۲۸،ص ۲۱۷)

﴿درس نمبر ۲۱۷۸﴾ آؤ! اللہ کے رسول تمہارے حق میں مغفرت کی دعاء کریں ﴿المنافقون ۵۔۶﴾

وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ O سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِذَا جب قِيْلَ کہا جاتا ہے لَهُمْ ان سے تَعَالَوْا تم آؤ يَسْتَغْفِرْ استغفار کریں لَكُمْ تمہارے لیے رَسُوْلُ اللّٰهِ رسول اللہ لَوَّوْا تو وہ موڑ لیتے ہیں رُءُوْسَهُمْ اپنے سر وَ اور رَاَيْتَهُمْ آپ دیکھیں گے انہیں يَصُدُّوْنَ کہ وہ رکتے ہیں وَ جبکہ هُمْ وہ مُّسْتَكْبِرُوْنَ تکبر کرتے ہیں سَوَآءٌ برابر ہیں عَلَيْهِمْ ان پر کہ اَسْتَغْفَرْتَ آپ استغفار کریں لَهُمْ ان کے لئے اَمْ یا لَمْ تَسْتَغْفِرْ آپ نہ استغفار کریں لَهُمْ ان کے لیے لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ ہرگز نہیں بخشے گا اللہ لَهُمْ ان کو اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ لَا يَهْدِى ہدایت نہیں دیتا الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ فاسق قوم کو

ترجمہ:۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ، اللہ کے رسول تمہارے حق میں مغفرت کی دعا کریں، تو یہ اپنے سروں کو مٹکاتے ہیں اور تم انہیں دیکھو گے کہ وہ بڑے گھمنڈ کے عالم میں بے رخی سے کام لیتے ہیں۔ (اے پیغمبر!) ان کے حق میں دونوں باتیں برابر ہیں، چاہے تم ان کے لئے مغفرت کی دعا کرو یا نہ کرو، اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا، یقین جانو اللہ ایسے نافرمان لوگوں کو ہدایت تک نہیں پہنچاتا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آو! اللہ کے رسول تمہارے حق میں مغفرت کی دعا کریں تو یہ اپنے سروں کو مٹکاتے ہیں۔

۲۔تم انہیں دیکھو گے کہ وہ بڑے گھمنڈ کے عالم میں بے رخی سے کام لیتے ہیں۔

۳۔اے پیغمبر!ان کے حق میں دونوں باتیں برابر ہیں چاہے آپ انکے لئے مغفرت کی دعا کریں یا نہ کریں اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔

۴۔یقین جانو اللہ ایسے نافرمانوں کو ہدایت تک نہیں پہنچاتا۔

جب حضرت زید رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ابی کا وہ واقعہ پیش آیا جس کی تفصیل گزشتہ آیات کے ذیل میں بتلائی گئی اور اللہ تعالی نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی سچائی اور عبداللہ بن ابی کے جھوٹ کو ثابت کیا اور اسکی صفات بھی بیان فرمائیں اور ساتھ میں اس سے آگاہ رہنے کا بھی فرمان جاری کیا تو لوگوں نے عبداللہ بن ابی سے کہا کہ دیکھ! تیرا جھوٹا ہونا تو ثابت ہو گیا اور تیرے بارے میں اللہ تعالی نے ایسے ایسے سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں تو اب بھی تیرے پاس موقع ہے کہ تو جا اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اللہ سے توبہ کرلے اور آپ علیہ السلام سے اپنی مغفرت کی دعا کرالے، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی تجھے معاف کردے، اور اپنے ساتھیوں کو بھی اپنے ساتھ لیجا، تو وہ اس بات کا مذاق اڑاتے ہوئے اپنے سر کو ہلانے لگا اور گھمنڈ کرنے لگا کہ میں اور اس نبی کے پاس جا کر معافی مانگوں؟ یعنی وہ اپنے آپ کو نعوذ باللہ نبی سے بڑا سمجھ رہا تھا اور تکبر کر رہا تھا اسی کو اللہ تعالی نے ان آیتوں میں بیان فرمایا کہ جب ان سے کہا گیا کہ جاو اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی مغفرت کی دعا کرالو تو وہ لوگ بطور مذاق اپنے سروں کو ہلانے لگے اور تم انہیں دیکھ رہے ہو کہ وہ لوگ گھمنڈ کے ساتھ اس بات سے بے رخی اپنائے ہوئے ہیں یعنی انہیں اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ وہ نبی ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں، اگر یہ نبی انکے لئے مغفرت کی دعاء بھی کردیں تب بھی اللہ تعالی ایسے لوگوں کو معاف نہیں کرتا، انکے حق میں مغفرت کی دعا کرنا ایسا ہی کہ انکے لئے مغفرت کی دعا ہی نہیں کی گئی، اور اللہ تعالی کا ایک دستور ہے کہ وہ ایسے نافرمانوں کو کبھی معاف نہیں کرتا جب تک کہ وہ خود ہی اللہ تعالی کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر اپنے گناہوں کی معافی نہ مانگ لیں، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ نازل ہوئی تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے انکے لئے استغفار کرنے کا اختیار دیا ہے کہ میں چاہوں تو انکے لئے استغفار سکتا ہوں لہذا میں انکے لئے ستر سے بھی زائد مرتبہ استغفار کروں گا، تب اللہ تعالی نے یہ آیت فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ نازل فرمائی کہ آپ جتنا بھی انکے لئے استغفار کرلو اللہ تعالی کبھی انکو معاف نہیں کرے گا۔ (التفسیر المنیر۔ج،۲۸۔ص،۲۲۵) سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۸۰ میں بھی یہی فرمایا گیا اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ آپ کا انکے لئے استغفار کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہے اور اگر آپ انکے لئے ستر مرتبہ بھی استغفار کرلیں تب بھی اللہ تعالی انہیں

معاف نہیں کرے گا۔لہذا ہمیں چاہئے کہ جب ہمیں کوئی اچھی چیز کی طرف بلائے تو ہمیں انکی بات مان لینی چاہئے اور ہمیشہ اللہ تعالی سے استغفار کرتے رہنا چاہئے، اپنے آپکو بے نیاز سمجھنا اور تکبر کرنا یہ ایمان والوں کی نہیں بلکہ منافقوں اور کافروں کی علامت ہے لہذا اس صفت کو اپنے سے دور رکھیں اور ہمیشہ تواضع کے ساتھ رہیں اللہ تعالی ہمیں توفیق نصیب فرمائے۔آمین۔

﴿درس نمبر ۲۱۷۹﴾ آسمانوں اورزمین کے خزانے اللہ ہی کے ہیں ﴿المنافقون۔۷﴾

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَ لِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هُمُ وہ الَّذِيْنَ وہی ہے جو يَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں لَا تُنْفِقُوْا تو تم نہ خرچ کرو عَلٰى مَنْ ان پر جو عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ رسول اللہ کے پاس ہیں حَتّٰى یہاں تک کہ يَنْفَضُّوْا وہ منتشر ہوجائیں وَ اور لِلّٰهِ اللہ ہی کے لئے خَزَآئِنُ خزانے السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کے وَ لٰكِنَّ اور لیکن الْمُنٰفِقِيْنَ منافق لَا يَفْقَهُوْنَ نہیں سمجھتے

ترجمہ:۔ یہی تو ہیں جو کہتے ہیں کہ جولوگ رسول اللہ کے پاس ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو، یہاں تک کہ یہ خود ہی منتشر ہوجائیں گے، حالانکہ آسمانوں اور زمین کے تمام خزانے اللہ ہی کے ہیں، لیکن منافق لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔

تشریح:۔اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔یہی تو ہیں جو کہتے ہیں کہ جولوگ رسول اللہ کے پاس ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو یہاں تک کہ یہ خود ہی منتشر ہوجائیں۔

۲۔حالانکہ آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ ہی کے ہیں لیکن منافق لوگ نہیں سمجھتے۔

اس آیت میں عبداللہ بن ابی اور اسکے ساتھیوں کی وہ بات جوانہوں نے انصار سے کہی تھی جسکے سبب یہ سورت نازل ہوئی اسے یہاں بیان فرمایا گیا کہ ان منافقین نے انصار سے کہا کہ دیکھو! یہ مہاجر ہمارا کھا کر ہمارے ہی اوپر ظلم کررہے ہیں لہذا ہم ایک کام مدینہ جانے کے بعد یہ کریں گے کہ ان مہاجرین پر کسی قسم کا کوئی خرچ نہیں کریں گے، نہ انہیں کھانا دیں گے نہ کسی قسم کا کوئی غلہ تب انہیں پتا چلے گا کہ ہماری کیا اہمیت ہے؟ اور جب انہیں کھانا وغیرہ میسر نہ ہوگا تو یہ لوگ اس نبی کو چھوڑ کر چلے جائیں گے پھر اس وقت ہمارا ہی سب کچھ چلے گا، یہ منافق لوگ سمجھتے تھے کہ یہی لوگ ان مہاجرین کو پالنے والے ہیں اور یہ مہاجرین انہی کے رحم وکرم پر پل رہے ہیں، انکی اسی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ روزی کا دینے والا اللہ ہے اور اسی کے قبضہ

قدرت میں سارے خزانے ہیں وہ جسکے لئے چاہے اپنے خزانے کھول دیتا ہے اور جسکے لئے چاہے بند کر دیتا ہے، تم اس غلط فہمی میں مت رہو کہ تم ان مہاجرین کو روزی دے رہے ہو، نہیں! بلکہ انہیں روزی ہم دے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے تم اگر ان پر خرچ کرنا بند کر دو تب بھی ہم انہیں روزی پہنچائیں گے، اصل بات تو یہ ہے کہ ان منافقین کو اللہ تعالیٰ کی ان باتوں پر یقین ہی نہیں اور نہ ہی انکے اندر فہم و فراست ہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھ سکیں، اگر یہ لوگ سمجھ جاتے تو اس طرح کی باتیں کبھی نہ کرتے، لہٰذا تم اپنے ذہنوں سے یہ خیال نکالدو کہ تمہارے خرچ نہ کرنے کی وجہ سے یہ بھوکے رہیں گے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دیں گے یہ تو بس تمہاری کج فہمی اور نادانی کی علامت ہے، ایسا کچھ نہیں ہوگا یہ ہمیشہ اس نبی کے ساتھ ہی رہیں گے، اس آیت سے واضح طور پر یہ بھی معلوم ہوا کہ بظاہر ہمیں کسی وسیلہ کے ذریعہ رزق مل رہا ہو تو ہم اس وسیلہ کو ہی رزق کا ذریعہ اور سبب نہ سمجھیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اصل رزق دینے والا ہے، اسی نے ہمارے لئے اس وسیلہ کو روزی کا ذریعہ بنایا ہے، یہاں سے نہیں تو کہیں اور سے وہ ہماری روزی کے دروازے کھول دے گا لیکن اگر وہ کسی کی روزی بند کر دے تو کسی میں اتنی قدرت نہیں کہ اس روزی کے دروازے کو اللہ کی مشیت کے بغیر کھول دے، اس لئے ہمیں یقین کامل اللہ ہی پر کرنا چاہیئے نہ کہ ان ظاہری اسباب پر۔ یاد رکھیں کہ دنیا میں اسباب بدلتے ہیں مسبب الاسباب نہیں بدلتا اور وہ زندۂ جاوید پروردگار ہے جس کے ہاتھ میں اسباب ہیں۔

﴿درس نمبر ۲۱۸۰﴾ عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کو حاصل ہے ﴿المنافقون۔۸﴾

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں لَئِنْ البتہ اگر رَّجَعْنَآ ہم لوٹ کر گئے اِلَى الْمَدِيْنَةِ مدینہ کی طرف لَيُخْرِجَنَّ تو ضرور نکال دیں گے الْاَعَزُّ معزز ترین لوگ مِنْهَا اس سے الْاَذَلَّ ذلیل ترین لوگوں کو وَ اور لِلّٰهِ اللہ ہی کے لئے ہے الْعِزَّةُ عزت وَ اور لِرَسُوْلِهٖ اس کے رسول کے لئے وَ اور لِلْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں کے لئے وَلٰكِنَّ اور لیکن الْمُنٰفِقِيْنَ منافق لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے

ترجمہ:۔ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ کو لوٹ کر جائیں گے تو جو عزت والا ہے وہ وہاں سے ذلت والے کو نکال باہر کرے گا، حالانکہ عزت تو اللہ ہی کو حاصل ہے اور اس کے رسول کو اور ایمان والوں کو لیکن منافق لوگ نہیں جانتے۔

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔ یہ منافقین کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو جو عزت والا ہے وہ ذلت والے کو مدینہ سے نکال باہر کرے گا۔

۲۔عزت تو اللہ اور اسکے رسول اور مومنین ہی کو حاصل ہے۔ ۳۔منافقین اس بات کو نہیں جانتے۔

یہاں اور ایک بات جو عبداللہ بن ابی منافق نے کہی تھی بیان کی جارہی ہے کہ ان منافقین نے انصار سے کہا تھا کہ اگر ہم یہاں سے مدینہ لوٹ کر چلے جائیں گے تو وہاں پہنچتے ہی ہم یعنی بڑے عزت والے لوگ ان مہاجرین یعنی ذلت والے لوگوں کو مدینہ سے باہر نکال کرینگے، اس لئے کہ ان لوگوں نے ہمارے ہی آدمی کو مارا ہے اور اگر ہم اب انہیں باہر نہیں کریں گے تو ایک وقت آئے گا کہ یہ لوگ سارے مدینہ پر قبضہ کر کے ہمیں یہاں سے نکال دیں گے، اس منافق نے سمجھا کہ مال و دولت، ثروت اور طاقت ہی عزت کا سبب ہوتی ہے جسکی وجہ سے اس نے اپنے آپ کو عزت والا اور مہاجرین صحابہ اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ذلت والا کہا، اللہ تعالی نے ان منافقین کی باتوں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ تم اپنے آپ کو عزت والا سمجھتے ہو؟ حالانکہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ عزت وقوت، طاقت وغلبہ سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے جسکا ایک نظارہ تم نے جنگ احد میں دیکھ لیا کہ تم ان قریش مکہ کو انکی دولت و طاقت کی وجہ سے عزت والا اور غالب سمجھتے تھے لیکن ہوا کیا کہ وہ سارے لوگ مغلوب ہوگئے اور شکست کھا کر بھاگ گئے، یہ سب اللہ ہی کی قوت وقدرت کا نتیجہ ہے اس لئے تم اپنے آپ پر غرور وگھمنڈ مت کرو، جن لوگوں کو تم ضعیف وکمزور اور ذلت والا سمجھ رہے ہو وہی لوگ عزت اور رتبے والے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ تعالی ان لوگوں کے ساتھ ہے لہذا یہ کبھی ناکام نہیں ہوں گے، اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ یہ منافقین ایسی باتیں اس لئے کررہے ہیں کہ انہیں اللہ کی طاقت اور مسلمانوں کے رتبہ کا کوئی علم نہیں، اگر انہیں اللہ کی قدرت کا علم ہوجاتا اور اللہ کی ان مومنین کے ساتھ جو مدد شامل حال ہے اسکا پتا چل جاتا تو یہ لوگ کبھی ایسی باتیں کرنے کی جرأت نہ کرتے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بنی مصطلق سے مدینہ لوٹے تو عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ عبداللہ بن ابی کے سامنے تلوار نکال کر کھڑے ہوگئے اور کہا کہ میں اس تلوار کو اس وقت تک میان میں نہیں رکھونگا جب تک کہ تم یہ نہ کہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں اور ہم ذلت والے، آپ رضی اللہ عنہ کا یہ غصہ دیکھ کر عبداللہ بن ابی نے پہلے تو اپنے بیٹے کو ملامت کی اور پھر کہا کہ ہاں! محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہے اور ہم ذلت والے، جب یہ بات آپ علیہ السلام تک پہنچی تو آپ کو اس بات سے خوشی ہوئی اور آپ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا شکریہ ادا کیا۔ (جامع الأحادیث للسیوطی۔ ۳۵۵۴۶) روایات میں آتا ہے کہ اس واقعہ کے چند ہی دن بعد عبداللہ بن ابی کی وفات ہوگئی۔ (الدرالمنثور۔ ج،۸۔ص،۱۷۹) لہٰذا یہ بات بالکل ثابت ہوگئی کہ عزت اللہ اور اسکے رسول اور ایمان والوں کے لئے ہے اور ذلت ورسوائی اور ناکامی اللہ کے دشمنوں کے لئے۔

﴿درس نمبر ۲۱۸۱﴾ تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے ﴿المنافقون ۔۹﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اے وہ لوگو اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو لَا تُلْهِكُمْ غافل نہ کردے تمہیں اَمْوَالُكُمْ تمہارے مال وَ اور لَآ اَوْلَادُكُمْ نہ تمہاری اولاد عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اللہ کے ذکر سے وَ اور مَنْ جو کوئی يَّفْعَلْ کرے ذٰلِكَ یہ کام فَاُولٰٓئِكَ هُمُ تو وہی لوگ ہیں الْخٰسِرُوْنَ خسارہ پانے والے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تمہاری دولت اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہ بڑے گھاٹے کا سودا کرنے والے ہوں گے۔

تشریح:۔ اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ایمان والو! تمہاری دولت اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرنے پائے۔

۲۔ جو لوگ ایسا کریں گے وہ بڑے گھاٹے کا سودا کرنے والے ہوں گے۔

دولت و طاقت اور اولاد پر گھمنڈ کرتے ہوئے ان منافقوں اور کافروں نے کہا تھا کہ ہم ہی عزت والے اور رتبے والے ہیں اور ان لوگوں نے اللہ تعالی کی عبادت سے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھا، اسی لئے اللہ تعالی ایسی حرکت سے ایمان والوں کو آگاہ اور متنبہ کررہے ہیں کہ اے ایمان والو! دیکھو! تمہیں بھی تمہاری دولت اور اولاد ان منافقوں اور کافروں کی طرح اللہ سے اور دین سے دور نہ کردے، تم دنیا تو کماؤ اور اولاد تو بڑھاؤ لیکن ان چیزوں کو کبھی اللہ کی محبت پر اور اسکے احکامات پر غالب آنے نہ دو اس لئے کہ جس پر اللہ کی اطاعت اور ذکر کے بجائے دنیا غالب آجاتی ہے اسکی آخرت برباد ہوجاتی ہے اور جسکی آخرت تباہ ہوگئی یقینا وہی نقصان اٹھانے والا ہے اس لئے کہ اسے وہاں ہمیشہ ذلت، عذاب اور رسوائی میں رہنا ہوگا، لہذا تم لوگ اس نقصان سے اپنے آپ کو بچائے رکھو، کبھی غرور، گھمنڈ اور تکبر میں نہ پڑنا اور اپنی دولت کو اپنے اوپر غالب آنے نہ دینا بلکہ ہر حال میں، مفلسی میں بھی اور مالداری میں بھی اللہ تعالی کا ذکر اور اسکی عبادت کرتے رہنا یہی کامیابی کا ذریعہ اور راستہ ہے، جس کے دل میں اللہ کی محبت اور یاد بس جاتی ہے اس دل میں دنیا کبھی گھر بنا نہیں سکتی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ سے میری امت کے وہ نیک لوگ مراد ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے اور پانچوں فرض نمازوں سے غافل نہیں کرتی۔ (الدر المنثور۔ ج ۸۔ ص ۱۷۹)، اس آیت میں ذِكْرِ اللّٰهِ سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں بعض مفسرین نے کہا

کہ اس سے مراد فرض نمازیں ہیں جیسا کہ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (شعب الایمان للبیہقی۔ ۲۶۶۰) اس لئے کبھی بھی کسی بھی حالت میں نماز کو ترک مت کرو، تم جہاں کہیں ہو وہیں اپنے وقت پر نماز پڑھ لو ورنہ بعد میں اس کا موقع نہیں دیا جائے گا۔

﴿درس نمبر ۲۱۸۲﴾ موت آنے سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کرو ﴿المنافقون ۱۰۔۱۱﴾

وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ O وَ لَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اَنْفِقُوْا تم خرچ کرو مِنْ مَّا اس میں سے جو رَزَقْنٰكُمْ ہم نے رزق دیا ہے تمہیں مِّنْ قَبْلِ اس سے پہلے اَنْ يَّاْتِيَ کہ آئے اَحَدَكُمُ تم میں سے کسی ایک کو الْمَوْتُ موت فَيَقُوْلَ پھر وہ کہے گا رَبِّ اے میرے رب لَوْ لَاۤ کیوں نہیں اَخَّرْتَنِيْۤ تو نے ڈھیل دی مجھے اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ایک تھوڑی مدت تک فَاَصَّدَّقَ کہ میں صدقہ کرلیتا وَ اور اَكُنْ میں ہوجاتا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ صالح ہوگوں میں سے وَ اور لَنْ ہرگز نہیں يُّؤَخِّرَ مہلت دے گا اللّٰهُ اللہ نَفْسًا کسی نفس کو اِذَا جب جَآءَ آجائے گی اَجَلُهَا اس کی اجل وَ اور اللّٰهُ اللہ خَبِيْرٌ خوب خبردار ہے بِمَا اس کے ساتھ جو تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے ہو

ترجمہ:۔ اور ہم نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے (اللہ کے حکم کے مطابق) خرچ کرلو، قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کے پاس موت آجائے تو وہ یہ کہے کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھے تھوڑی دیر کے لئے اور مہلت کیوں نہ دے دی کہ میں خوب صدقہ کرتا اور نیک لوگوں میں شامل ہوجاتا۔ اور جب کسی شخص کا معین وقت آجائے گا تو اللہ اسے ہرگز مہلت نہیں دے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کہ گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرو۔

۲۔ اس سے پہلے یہ کام کرلو کہ تمہیں موت آجائے۔

۳۔ جب موت آئے گی تو بندہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھے تھوڑی دیر کے لئے اور مہلت کیوں نہ دی کہ میں خوب صدقہ کرتا اور نیک لوگوں میں شامل ہوتا؟

۴۔ جب کسی شخص کا معین وقت آجائے گا تو اللہ تعالی اسے ہرگز مہلت نہیں دے گا۔

۵۔ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالی پوری طرح باخبر ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ دنیا اور مال و دولت کی محبت کو اپنے او پر غالب نہ آنے کا ایک نسخہ بیان فرمارہے ہیں کہ دیکھو! ہم نے تو تمہیں حکم دے دیا کہ تم اس دنیا اور اسکی چاہت اور اس مال و اولاد کو اپنے او پر غالب آنے نہ دینا، تم صرف اللہ کی اطاعت اور اسکا ذکر کرتے رہنا، یہ صفت اگر تم اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہو تو اس دولت کو جو ہم نے ہی تمہیں دی ہے ان مواقع پر اور اس مقدار میں خرچ کرو جسکا ہم نے تمہیں حکم دیا ہے، یعنی اپنی دولت کی زکوٰۃ دو، صدقہ وخیرات کرو، اللہ کے راستے میں حج و جہاد کرو وغیرہ اور یہ سب کرنے کا وقت تمہیں اس دنیا ہی میں ملے گا، جب تم اس دنیا سے چلے جاو گے تو پھر تمہیں موقع نہیں دیا جائیگا، اور اس وقت تم یہ نہ کہہ سکو گے کہ اے میرے مولا! جب تک میں دنیا میں تھا یہ کام کر نہ سکا، میری مصروفیتیوں نے اور ذمہ داریوں نے اور دنیا نے مجھے اس سے غافل کر رکھا تھا لہذا اے میرے پروردگار! اراب مجھے تو ایک موقع دیدے کہ میں وہ باقی سارا حساب چکا کر واپس تیری بارگاہ میں حاضر ہو جاونگا، ایسا موقع اللہ تعالیٰ کسی کو نہیں دے گا اس لئے کہ جب ایک بار موت اور اسکا معین وقت آجاتا ہے تو پھر وہ ایک لمحہ کیلئے بھی موخر نہیں ہوتا اور ویسے اللہ تعالیٰ کو تو سب کچھ پتا ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے، تم نے اسکے احکامات پر کیوں عمل نہیں کیا اور کتنا عمل کیا؟ وہ سب اسکے پاس لکھا ہوا موجود ہے، اسے ہر ہر بندہ کے عمل کی پوری پوری خبر ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس کے پاس اتنا مال تھا کہ وہ حج ادا کرسکتا تھا یا اتنا مال تھا کہ اس پر زکوٰۃ واجب تھی مگر اس نے ادا نہیں کیا تو وہ موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگے گا، جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات کہی تو وہیں پر موجود ایک شخص نے کہا کہ اے ابن عباس! اللہ سے ڈرو اس لئے کہ مومن کبھی دنیا میں واپس لوٹنے کا سوال نہیں کرے گا یہ تو کافر کا کام ہے، حضرت ابن عباس نے اسکے جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (ترمذی۔ ۳۳۱۶) اللہ تعالیٰ ہم تمام کو موت سے پہلے ہی موت کی تیاری کرنے اور اپنے تمام فرائض ادا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے اور نفاق سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۱۸ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۸۳﴾ تم میں سے کوئی کافر ہے اور تم میں سے کوئی مومن ﴿التغابن ۱۔۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ O هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يُسَبِّحُ تسبیح کرتی ہے لِلّٰهِ اللہ کے لیے مَا جو چیز فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں ہے وَ اور مَا جو چیز فِي الْاَرْضِ زمین میں ہے لَهُ اسی کے لئے ہے الْمُلْكُ بادشاہی وَ اور لَهُ اسی کے لئے ہے الْحَمْدُ تعریف وَ اور هُوَ وہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر قَدِيْرٌ خوب قادر ہے هُوَ وہ الَّذِيْ وہ ذات ہے جس نے خَلَقَكُمْ پیدا کیا تمہیں فَمِنْكُمْ پھر کچھ تم میں سے كَافِرٌ کافر ہیں وَّ اور مِنْكُمْ کچھ تم میں سے مُّؤْمِنٌ مومن ہیں وَ اور اللّٰهُ اللہ بِمَا ساتھ اس کے جو تَعْمَلُوْنَ عمل کرتے ہو بَصِيْرٌ خوب دیکھنے والا ہے

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمین میں جو چیز بھی ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور بادشاہی اسی کی ہے اور تعریف اسی کی اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے، وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مومن اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھتا ہے۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر پیدا ہونے والے بچہ کے سر کے جوڑوں میں سورۂ تغابن کے شروع کی پانچ آیتیں لکھی ہوتی ہیں۔ (المعجم الأوسط للطبرانی۔ ۱۷۶۳)

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ آسمان وزمین میں جو بھی چیزیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں۔

۲۔ بادشاہی اسی اللہ کی ہے اور تعریف بھی۔

۳۔ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

۴۔ وہی اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔

۵۔ تم میں سے کچھ کافر ہیں تو کچھ مومن۔

۶۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی صفات بیان کیں اور ان صفات سے مومنوں کو بچنے کی تاکید فرمائی، اس سورت میں اللہ تعالیٰ کافروں کی صفات بیان فرما رہے ہیں تاکہ مومنوں کو ان تمام بری صفتوں کا پتا چل

جائے جن سے بچنا ان کے لئے آسان ہوگا اور پچھلی آیت میں اللہ تعالی نے مومنوں کو یہ تنبیہ بھی کی کہ یہ دنیا کی شان و شوکت اور مال و دولت تمہیں اللہ کے ذکر سے اور اسکی عبادت و اطاعت سے غافل نہ کردے، اس آیت میں اللہ تعالی مال و اولاد کی حقیقت بیان کررہے ہیں فرمایا کہ یہ ایک فتنہ کی چیز ہے کہ اگر تم اس میں پھنس جاوگے تو تمہاری آخرت تباہ ہوجائے گی جسکا ذکر اگلی آیتوں میں کیا گیا، جیسا کہ اللہ تعالی نے مومنوں کو اللہ کے ذکر اور تسبیح کی تلقین کی تو اسی ذکر و تسبیح کے بارے میں بیان کرتے ہوئے اس سورت کی ابتداء کی جارہی ہے چنانچہ فرمایا کہ اے مومنو! دیکھو! یہ جو ہم نے تمہیں اپنا ذکر کرتے رہنے کی تلقین کی ہے یہ کوئی تم پر اضافی بوجھ نہیں ہے بلکہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس دنیا میں جو جو چیزیں بستی ہیں وہ سب کی سب اللہ تعالی کی تسبیح بیان کرتی رہتی ہیں اس لئے تم بھی اللہ کی تسبیح وتحمید اور بزرگی بیان کرتے رہو اور اللہ کی تسبیح اس لئے کرنا واجب ہے کہ وہ سارے جہانوں کا مالک ہے اور جو مالک ہوتا ہے وہ تعریف وثنا کے لائق ہی ہوتا ہے اس لئے اللہ کی شان بھی تسبیح وتعریف کے لائق ہے اور وہ ذات کریم ہر چیز پر قدرت رکھنے والی ہے کہ کوئی چیز حتی کہ ایک ذرہ بھی اسکی قدرت سے باہر نہیں ہے اور وہ ذات تسبیح کے لائق اس لئے بھی ہے کہ اس نے تم سب کو پیدا کیا، تو تم لوگ اس پیدا کرنے والے کی تسبیح نہیں کروگے تو پھر کس کی تسبیح کروگے؟ حق تو یہی تھا کہ تم اس کی تسبیح کرو لیکن جب تم بعد میں چل کر دو گروہوں میں بٹ گئے حالانکہ اس نے تمہیں ایک ہی گروہ یعنی مسلمان بنا کر پیدا کیا تھا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرتا مسلمان ہونے کی حالت میں پیدا ہوتا ہے لیکن بعد میں چل کر اسکے والدین کا اثر اس پر پڑتا ہے اور وہ یا تو یہودی یا مجوسی یا پھر نصرانی بن جاتا ہے، ٹھیک اسی طرح جیسا ایک جانور کہ وہ ایک جانور کو جنتا ہے تو کیا تمہیں وہ پیدا ہونے والا جانور مقطوع الاعضاء نظر آتا ہے؟ (نہیں لیکن یہ مقطوع الأعضاء بعد میں اپنی حرکتوں کی وجہ سے ہوجاتا ہے)۔ (بخاری۔ ۱۳۷۵)

تم لوگ بھی ایسے ہی ہو کہ اللہ تعالی نے تمہیں مسلمان بنا کر پیدا کیا لیکن بعد میں چل کر تم میں کچھ لوگ مسلمان ہی رہے اور کچھ لوگوں نے کفر اختیار کرلیا، وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ فَمِنْهُمْ مُهْتَدٍ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ہم نے نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت و کتاب کو باقی رکھا لیکن اسکے بعد بھی ان میں سے کچھ لوگ تو ہدایت پر رہے اور بہت سے لوگ نافرمان ہوگئے۔ (الحدید۔ ۲۶) جس حالت پر اللہ تعالی نے تمہیں پیدا کیا تھا وہی درست اور سیدھا ہے اسکے علاوہ جتنی حالتیں اور دین ہیں وہ سب کے سب گمراہ ہیں جسکا اندازہ تمہارے اعمال سے کیا جائے گا کہ تم کونسے اعمال کرتے ہو؟ اگر تم اسلام اور مسلمانوں جیسے اعمال کرتے ہو تو تم مسلمان کہلاوگے اور اگر غیروں کے طریقہ کو اپناتے ہو اور ان جیسے اعمال کرتے ہو تو پھر انہی میں شمار ہوجاوگے، یہ نہ سمجھو کہ ہم جو اعمال کرتے ہیں وہ چھپ کر کرتے ہیں تو کسی کو اسکی خبر نہیں ہوتی، یہ تمہارا خیال بالکل بے کار ہے اس لئے کہ اللہ کو ہر ایک کے اعمال کی پوری پوری خبر ہوتی ہے پھر اسی کے مطابق وہ جزاء اور سزا بھی دے گا۔

﴿درس نمبر ۲۱۸۴﴾ اس نے تمہاری صورتیں بنائیں ﴿التغابن ۳۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ O يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ خَلَقَ اس نے پیدا کیا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ آسمانوں اور زمین کو بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَ اور صَوَّرَكُمْ اس نے صورتیں بنائیں تمہاری فَاَحْسَنَ تو اچھی بنائیں صُوَرَكُمْ صورتیں تمہاری وَ اور اِلَيْهِ اسی کی طرف الْمَصِيْرُ واپسی ہے يَعْلَمُ وہ جانتا ہے مَا جو کچھ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین میں ہے وَ اور يَعْلَمُ وہ جانتا ہے مَا جو کچھ تُسِرُّوْنَ تم چھپاتے ہو وَ اور مَا جو کچھ تُعْلِنُوْنَ تم ظاہر کرتے ہو وَ اور اللّٰهُ اللہ عَلِيْمٌۢ خوب جانتا ہے بِذَاتِ الصُّدُوْرِ رازسینوں کے

ترجمہ:۔ اس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا اور تمہاری صورتیں بنائی ہیں اور تمہاری صورتیں اچھی بنائی ہیں اور اسی کی طرف آخر کار پلٹ کر جانا ہے۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اسے جانتا ہے اور جو کچھ تم چھپ کر کرتے ہو اور جو کچھ کھلم کھلا کرتے ہو اس کا بھی اسے پورا علم ہے اور اللہ دلوں کی باتوں تک کا خوب جاننے والا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ نے آسمان و زمین کو برحق پیدا کیا ہے

۲۔ اسی نے تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں۔

۳۔ اسی کی طرف آخر کار سب کو پلٹ کر جانا ہے۔ ۴۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسے وہ جانتا ہے۔

۵۔ جو کچھ تم چھپ کر کرتے ہو اور جو کچھ کھلم کھلا کرتے ہو اسکا بھی اسے پورا علم ہے۔

۶۔ اللہ دلوں کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت بیان کی جارہی ہے کہ جس رب کا ذکر کرنے کا تمہیں حکم دیا گیا اور جس رب کی تسبیح سارے آسمانوں اور زمین کی مخلوقات کرتی رہتی ہیں اسی نے ان آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، جب اس نے ان آسمانوں اور زمین کو بنا دیا تو پھر اس نے ان میں بسنے والے انسان کو یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے بہت ہی خوبصورت سانچے میں ڈھال کر بنایا کہ اس سے خوبصورت دنیا میں کوئی اور چیز پیدا نہیں کی گئی لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ کہ یقیناً ہم ہی نے انسان کو بہت ہی خوبصورت سانچے میں ڈھال کر پیدا کیا۔ (التین) اور سورۃ غافر کی آیت نمبر ۶۴ میں بھی فرمایا "وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ کہ اس نے تمہاری

صورت بنائی اور بہت خوبصورت بنائی اس لئے کہ اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوقات کا لقب عطا کیا، تو جب اللہ تعالی نے تم پر اتنا بڑا احسان کیا تو کیا تم پر یہ ضروری نہیں کہ تم اس رب کا شکرادا کرو؟ جسکا طریقہ یہی ہے کہ تم اس رب کی تسبیح ، پا کی اور بڑائی اور حمد بیان کرتے رہو، آخر کار تم کو لوٹ کر بھی تو اسی رب کے پاس ہی جانا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، لہٰذا جب سب اللہ کے پاس جائیں گے تو پھر وہ اسے جو اسکی عبادت واطاعت کرتا رہا بہتر بدلہ عطا کرے گا اور جس نے اسکی ناشکری و نافرمانی کی ہوگی اسے سزا دے گا، اس جزا و سزا دینے کے لئے اسے کسی سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوگی اس لئے کہ اس رب کے پاس تم سب کا کیا کرایا جمع ہے اور وہ جانتا ہے کہ تم کیا کرتے ہو کیا نہیں؟ جو چھپ کر کرتے تھے اور جو علانیہ ان سب باتوں سے وہ رب باخبر ہے حتی کہ تمہارے دلوں کے اندر جو خیالات پیدا ہوتے ہیں ان سے بھی وہ بالکل واقف ہے اس لئے جو بھی عمل کرو تو سوچ سمجھ کر کرو اس لئے کہ کل قیامت کے دن ضرور تمہیں اس عمل کی جزا پانی ہے، اللہ ہم تمام کو بہتر سے بہتر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۱۸۵﴾ کیا تمہارے پاس کافروں کے واقعات نہیں پہنچے؟ ﴿التغابن ۵۔۶﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ نَبَؤُا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ فَذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِهِمۡ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتۡ تَّاۡتِيۡهِمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَقَالُوۡۤا اَبَشَرٌ يَّهۡدُوۡنَنَا فَكَفَرُوۡا وَ تَوَلَّوۡا وَّ اسۡتَغۡنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَمِيۡدٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ کیا نہیں آئی تمہارے پاس نَبَؤُا خبر الَّذِيۡنَ ان لوگوں کی جنہوں نے كَفَرُوۡا کفر کیا مِنۡ قَبۡلُ پہلے فَذَاقُوۡا پھر انھوں نے چکھا وَبَالَ وبال اَمۡرِهِمۡ اپنے کام کا وَ اور لَهُمۡ ان کے لیے ہے عَذَابٌ عذاب اَلِيۡمٌ بہت دردناک ذٰلِكَ یہ بِاَنَّهٗ بوجہ اس کے کہ بلاشبہ كَانَتۡ تھے تَّاۡتِيۡهِمۡ آتے ان کے پاس رُسُلُهُمۡ ان کے رسول بِالۡبَيِّنٰتِ واضح دلیلوں کے ساتھ فَقَالُوۡۤا تو وہ کہتے اَبَشَرٌ کیا بشر يَّهۡدُوۡنَنَا ہمیں راہ دکھائیں گے فَكَفَرُوۡا پھر انھوں نے کفر کیا وَ اور تَوَلَّوۡا روگردانی کی وَّ اور اسۡتَغۡنَى اللّٰهُ بے پروائی کی اللہ نے وَ اور اللّٰهُ اللہ غَنِىٌّ بے پرواہ حَمِيۡدٌ خوب قابلِ تعریف ہے

ترجمہ:۔ کیا تمہارے پاس ان لوگوں کے واقعات نہیں پہنچے جنہوں نے پہلے کفر اختیار کیا تھا پھر اپنے کاموں کا وبال چکھا اور (آئندہ) ان کے حصے میں ایک دردناک عذاب ہے؟ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ ان کے پاس ان کے پیغمبر روشن دلائل لے کر آتے تھے تو وہ کہتے تھے کہ کیا (ہم جیسے) انسان ہیں جو ہمیں ہدایت دیں گے؟

یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ ان کے پاس ان کے پیغمبر روشن دلائل لے کر آتے تھے تو وہ کہتے تھے کہ کیا (ہم جیسے) انسان ہیں جو ہمیں ہدایت دیں گے؟ غرض انہوں نے کفر اختیار کیا اور منہ موڑا اور اللہ نے بھی بے نیازی برتی اور اللہ بالکل بے نیاز ہے، بذات خود قابلِ تعریف!

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا تمہارے پاس ان لوگوں کے واقعات نہیں پہنچے جنہوں نے پہلے کفر اختیار کیا تھا؟۔

۲۔ پھر انہوں نے اپنے کاموں کا وبال چکھا۔ ۳۔ آئندہ بھی انکے حصہ میں دردناک عذاب ہے۔

۴۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ انکے پاس انکے پیغمبر روشن دلائل لیکر آئے تھے تو وہ کہتے تھے کہ کیا ہم جیسے انسان ہمیں ہدایت دیں گے؟

۵۔ غرض انہوں نے کفر اختیار کیا اور منہ موڑ لیا۔

۶۔ اللہ نے بھی بے نیازی برتی، اللہ بالکل بے نیاز ہے ۷۔ بذاتِ خود قابل تعریف ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی کفار مکہ کو بطور عبرت پچھلی امتوں کے کافروں کا حال اور انکے ساتھ انکے کفر کی وجہ سے کیا معاملہ کیا گیا بیان فرمارہے ہیں؟ تاکہ یہ مکہ کے کفار سنبھل جائیں اور اپنے کفر سے باز آجائیں چنانچہ فرمایا کہ اے کفار! کیا تمہیں تم سے پہلی امتوں کے بارے میں خبر نہیں ملی؟ کیا تم نہیں جانتے کہ جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا تھا اور اسکی عبادت واطاعت کرنے سے انکار کیا تھا اور جنہوں نے اس اللہ کو چھوڑ کر اوروں کو معبود بنائے رکھا تھا تو انکا کیا حال کیا گیا؟ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ان پر اللہ تعالی نے کس طرح دردناک عذاب نازل فرمایا، کیا تمہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ قوم عاد، قوم نوح اور قوم ثمود کے ساتھ انکی سرکشیوں اور کفر کی وجہ سے کیا کیا گیا؟ انہیں تو اس دنیا میں انکے کفر کی سزا ایسی عبرتناک ملی کہ آج بھی وہ عقلمندوں کے لئے سامان عبرت بنے ہوئے ہیں کہ اگر کوئی ان پر نازل کئے ہوئے عذاب کو جان لے تو پھر کوئی اس رب کے ساتھ کفر کرنے کی ہمت نہیں کرے گا، اس دنیا کے عذاب کے علاوہ بھی ان کافروں کے لئے آخرت میں بھی تڑپا کر رکھ دینے والا عذاب تیار ہے، ان پر اللہ تعالی نے جو عذاب دنیا میں نازل فرمایا اور آخرت میں وہ جس عذاب کے مستحق ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ جب انکے پاس ہمارے رسول ہدایت کا سامان اور نشانیاں لیکر آئے اور حق کی بات ان تک پہنچائی اور انہیں بتلایا کہ ہم اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں لہذا ہماری بات مانو اور ہماری اطاعت کرو تو ان لوگوں نے کہا کہ کیا ایک انسان کو جو بالکل ہماری ہی طرح ہے، اللہ تعالی نے ہماری ہدایت کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے؟ کیا کوئی انسان بھی اللہ کا نبی ہوسکتا ہے اور کیا ہم انکی باتوں میں آجائیں؟ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، اللہ تعالی نے کسی کو نبی بنا کر نہیں بھیجا اور ہم تمہارا انکار کرتے ہیں، اس طرح ان لوگوں نے اس نبی کی دعوت کو جھٹلایا اور تکبر کرتے ہوئے اللہ تعالی کی عبادت سے اعراض کیا، انکی

اس حالت کو دیکھ کر اللہ تعالی نے بھی ان سے بے نیازی برتی اس لئے کہ اللہ تعالی کو انکی عبادت کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی ان کی عبادت سے اس رب کی شان میں کوئی اضافہ ہونے والا ہے وہ تو بندوں کی عبادت سے بالکل بے نیاز ہے اور سراپا قابل تعریف ہے کہ جسے کسی اور کی حمد و تعریف کی کوئی ضرورت نہیں۔ اے کفار مکہ! اگر تم اپنی ان حرکتوں سے باز نہیں آو گے تو تمہارا حال بھی ان گزری ہوئی قوموں کی طرح ہوگا۔

﴿درس نمبر ۲۱۸۶﴾ پھر تمہیں بتایا جائے گا کہ تم نے کیا کچھ کیا تھا؟ ﴿التغابن ۷۔۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ النُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ زَعَمَ دعوی کیا الَّذِيْنَ ان لوگوں نے جنہوں نے كَفَرُوْٓا کفر کیا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ہرگز وہ اٹھائے نہیں جائیں گے قُلْ کہہ دیجئے بَلٰى کیوں نہیں وَ قسم ہے رَبِّيْ میرے رب کی لَتُبْعَثُنَّ تم ضرور اٹھائے جاؤ گے ثُمَّ پھر لَتُنَبَّؤُنَّ تم ضرور خبر دیئے جاؤ گے بِمَا ساتھ اس چیز کے جو عَمِلْتُمْ تم نے عمل کئے وَ اور ذٰلِكَ یہ عَلَى اللّٰهِ اللہ پر يَسِيْرٌ بالکل آسان ہے فَاٰمِنُوْا چنانچہ تم ایمان لے آو بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ اللہ اور اسکے رسول پر وَ اور النُّوْرِ اس نور پر الَّذِيْٓ وہ جو اَنْزَلْنَا ہم نے نازل کیا وَ اور اللّٰهُ اللہ بِمَا ساتھ اس کے جو تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے ہو خَبِيْرٌ خوب خبر دار ہے

ترجمہ: ۔ جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ انہیں کبھی دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا، کہہ دو کیوں نہیں؟ میرے پروردگار کی قسم! تمہیں ضرور دوبارہ زندہ کیا جائے گا، پھر تمہیں بتایا جائے گا کہ تم نے کیا کچھ کیا تھا اور یہ اللہ کے لئے معمولی سی بات ہے۔

تشریح: ۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔

۲۔ ان سے کہہ دو کہ کیوں نہیں کیا جائے گا؟ میرے پروردگار کی قسم! تمہیں ضرور زندہ کیا جائے گا۔

۳۔ پھر تمہیں بتایا جائے گا کہ تم نے کیا کچھ کیا تھا؟

۴۔ یہ سب کچھ اللہ تعالی کے لئے ایک معمولی سی بات ہے۔

۵۔ لہذا اللہ پر اور اسکے رسول پر اور اس روشنی پر ایمان لے آو جو اللہ نے نازل کی ہے۔

۶۔ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالی کافروں اور مشرکوں کا باطل عقیدہ بیان فرمارہے ہیں کہ ہم نے تو اپنے کلام میں اور رسولوں کے ذریعہ یہ پیغام پہنچایا کہ تم سب کو ایک دن موت آنی ہے اور اس موت کے بعد تمہیں پھر سے زندہ کیا جائے گا اور اس پیدا کرنے والے رب کے سامنے حساب و کتاب کے لئے پیش کیا جائیگا، جب ان کافروں نے ہمارے اس پیغام کو سنا تو وہ لوگ اسکا مذاق اڑانے لگے کہ کیا جب انسان مرجاتا ہے اور اسکی ہڈیاں تک گل سڑ جاتی ہے، نہ تو اسکا جسم محفوظ رہتا ہے اور نہ ہی اس کا ڈھانچہ تو اب ایسی حالت میں اسے زندہ کس طرح کیا جائے گا؟ یہ تو ہنسنے والی بات ہے کہ جسکا نام ونشان تک نہیں اسے زندہ کس طرح کیا جائیگا؟ یہی ان کافروں کا عقیدہ ہے کہ انہیں بالکل دوبارہ زندہ نہیں کیا جائیگا ان کا یہ خیال ہے کہ جو بھی ہے یہی زندگی ہے جب ایک بار یہ زندگی ختم ہوجائے گی تو پھر کوئی اور نئی زندگی اسے نہیں ملے گی إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِيْنَ ہماری زندگی تو بس یہی دنیوی زندگی ہے جسکے بعد ہمیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ (الأنعام۔۲۹) لیکن ان کہنے والوں کو یہ جان لینا چاہئے کہ جس رب نے تمہیں پہلی بار جب پیدا کیا تھا تب بھی تم کچھ نہ تھے، نہ تمہارا وجود تھا اور نہ ہی تمہارا کوئی نمونہ مگر اس نے تمہیں پیدا کیا، تو اب بتاؤ کہ جو بغیر کسی نمونہ کے تمہیں پیدا کرسکتا ہے تو کیا جب تمہارا نمونہ بن چکا ہے تو کیا وہ پھر سے دوبارہ تیار نہیں کرسکتا؟ جب پہلی بار تمہیں پیدا کرنے میں اسے کوئی مشکل نہیں ہوئی تو پھر دوبارہ پیدا کرنے میں کیا مشکل ہوسکتی ہے؟ بلکہ یہ کام تو اس اللہ کے لئے اور بھی آسان ہے اور یہ بھی سن لو کہ جب تمہیں دوبارہ زندہ کرکے اٹھایا جائے گا تو اس وقت تمہارے سارے اعمال جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے ظاہر کئے جائیں گے پھر انہی اعمال کے حساب سے تمہارا فیصلہ کیا جائے گا اگر اعمال اچھے اور نیک ہوں گے تو جنت ورنہ جہنم ہمیشہ کے لئے مقدر بن جائے گی، اس لئے ابھی بھی وقت ہے اپنے برے اعمال سے توبہ کرنے کا آؤ! اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری اختیار کرلو اور اللہ پر اور اس نے تمہارے پاس جو رسول اور جو نور وہدایت کی کتاب بھیجی ہے اس پر ایمان لے آؤ تم کامیاب رہو گے اور یہ بھی جان لو کہ تم جو بھی کرتے ہو اسکی پوری پوری خبر اس رب کو رہتی ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۸۷﴾ جب اللہ تمہیں روزِ محشر جمع کرے گا ﴿التغابن ۹۔۱۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَوْمَ جس دن يَجْمَعُكُمْ وہ جمع کرے گا تمہیں لِيَوْمِ الْجَمْعِ جمع ہونے کے دن ذٰلِكَ یہی

ہے یَوْمُ دن التَّغَابُنِ نقصان کا وَ اور مَنْ جو کوئی یُؤْمِنْ ایمان لائے بِاللّٰہِ اللہ پر وَ اور یَعْمَلْ عمل کرے صَالِحًا صالح یُّکَفِّرْ تو وہ دور کردے گا عَنْہُ اس سے سَیِّاٰتِہٖ برائیاں اس کی وَ اور یُدْخِلْہُ داخل کرے گا اس کو جَنّٰتٍ ایسے باغات میں تَجْرِیْ کہ چلتی ہیں مِنْ تَحْتِھَا ان کے نیچے الْاَنْھٰرُ نہریں خٰلِدِیْنَ وہ ہمیشہ رہیں گے فِیْھَآ ان میں اَبَدًا ابد تک ذٰلِکَ یہی ہے الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ عظیم کامیابی وَ اور الَّذِیْنَ وہ لوگ جنہوں نے کَفَرُوْا کفر کیا وَ اور کَذَّبُوْا تکذیب کی بِاٰیٰتِنَآ ہماری آیتوں کی اُولٰٓئِکَ وہی لوگ اَصْحٰبُ النَّارِ آگ والے ہیں خٰلِدِیْنَ ہمیشہ رہیں گے فِیْھَا اس میں وَ اور بِئْسَ برا ہے الْمَصِیْرُ ٹھکانہ

ترجمہ :۔ (یہ دوسری زندگی) اس دن (ہوگی) جب اللہ تمہیں روزِ حشر میں اکٹھا کرے گا، وہ ایسا دن ہوگا جس میں کچھ لوگ دوسروں کو حسرت میں ڈال دیں گے اور جو شخص اللہ پر ایمان لایا ہوگا اور اس نے نیک عمل کئے ہوں گے اللہ اس کے گناہوں کو معاف کردے گا اور اس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ ہے بڑی کامیابی۔ اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہوگا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہوگا وہ دوزخ والے ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

تشریح :۔ ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ دوسری زندگی اس وقت ہوگی جب اللہ تعالی تمہیں روز حشر میں اکٹھا کرے گا۔

۲۔ وہ ایسا دن ہوگا جس دن کچھ لوگ دوسروں کو حسرت میں ڈال دیں گے۔

۳۔ جو شخص ایمان لایا ہوگا اور جس نے نیک اعمال کئے ہوں گے اللہ تعالی اسکے گناہوں کو معاف کردے گا۔

۴۔ انکو ایسے باغات میں داخل کرے گا جنکے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

۵۔ یقینا یہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔

۶۔ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہوگا اور اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا ہوگا وہ دوزخ والے ہوں گے۔

۷۔ یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یقینا دوزخ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

وہ دوبارہ زندہ ہونے کا دن کب ہوگا؟ اس آیت میں بیان کیا جارہا ہے کہ روز محشر میں سارے مردوں کو پھر سے زندہ کیا جائے گا انہیں ایک میدان میں جمع کیا جائے گا ذٰلِکَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّہُ النَّاسُ وَذٰلِکَ یَوْمٌ مَّشْھُوْدٌ وہ ایسا دن ہوگا جس کیلئے سب کو اکٹھا کیا جائے گا اور وہ ایسا دن ہوگا جسے سب کے سب کھلی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ (ہود۔ ۱۰۳) قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگلوں اور پچھلوں سب کو ایک معین دن کے طے شدہ وقت پر جمع ہونا ہے۔ (الواقعہ ۴۹۔۵۰) جب سارے لوگ اس جگہ جمع ہوجائیں گے تو سب کے اعمال کا حساب و کتاب ہوگا تو ان میں سے جو ایسے لوگ ہونگے

جنہوں نے اللہ پر ایمان لایا ہوگا اور انہوں نے اسکی اطاعت کی ہوگی اور اچھے اعمال کئے ہوں گے تو اللہ تعالی ایسے لوگوں سے انکے جو چھوٹے گناہ جانے انجانے میں ہو گئے ہوں گے انہیں معاف فرما کر جنت میں داخل کریگا، وہ جنت جس میں یہ ایمان والے جائیں گے ایسی خوبصورت اور پر کشش ہوگی کہ اس جنت کے نیچے سے نہریں بہتی رہیں گی جو کہ اس جنت کی رونق کو اور بڑھادیں گی اور جو کوئی اس جنت میں ایک بار چلا جائے گا وہ کبھی اس سے نکالا نہیں جائے گا بلکہ ہمیشہ کے لئے یہی جنت اسکا ٹھکانہ رہے گی جہاں وہ بڑے آرام وراحت سے رہے گا اور یقینا یہ ایک بڑی کامیابی ہے۔ یہ تو تھا ایمان والوں کا حال اور اس میدان محشر میں جمع ہونے والوں میں ایسے بھی لوگ ہوں گے جو اللہ کا انکار کرتے تھے، اسکے رب ہونے کو تسلیم نہیں کرتے تھے، اسکی عبادت واطاعت سے دور بھاگتے تھے اور اس اللہ نے جو آیتیں اپنی کتاب کی انکے پاس بھیجی تھیں اسے جھٹلاتے تھے اور اسکے سچ ہونے اور رب کا کلام ہونے کا انکار کرتے تھے اور ہر بڑے کام میں لگے رہتے تھے تو ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالی نے جہنم تیار کر رکھی ہے جس میں بھڑکتی آگ اور طرح طرح کے عذاب ہوں گے جس میں ان کافروں کو ڈالا جائے گا اور جب یہ اس جہنم میں چلے جائیں گے تو پھر کبھی اس جہنم سے باہر نہیں آئیں گے اب یہی جہنم انکا ٹھکانہ رہے گی، اس جہنم کی آگ اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان یہ گھومتے رہیں گے یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ آنٍ (الرحمن۔ ۴۴) یقینا یہ بہت ہی برا عذاب اور یہ جگہ بھی بہت ہی بری ہے، اللہ تعالی ہم تمام کا خاتمہ بالخیر فرمائے اور اپنے عذاب سے بچائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۱۸۸﴾ کوئی مصیبت اللہ کے حکم کے بغیر نہیں آتی ﴿التغابن ۱۱۔۱۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○
وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ مَا نہیں اَصَابَ پہنچی مِنْ مُّصِيْبَةٍ کوئی مصیبت اِلَّا مگر بِاِذْنِ اللّٰهِ اللہ ہی کی حکم سے وَ اور مَنْ جو کوئی يُّؤْمِنْ ایمان لائے بِاللّٰهِ اللہ کے ساتھ يَهْدِ تو وہ ہدایت دیتا ہے قَلْبَهٗ اس کے دل کو وَ اور اللّٰهُ اللہ بِكُلِّ ہر شَيْءٍ چیز کو عَلِيْمٌ خوب جاننے والا ہے وَ اور اَطِيْعُوا تم اطاعت کرو اللّٰهَ اللہ کی وَ اور اَطِيْعُوا تم اطاعت کرو الرَّسُوْلَ رسول کی فَاِنْ پھر اگر تَوَلَّيْتُمْ تم روگردانی کرو فَاِنَّمَا تو بس عَلٰى رَسُوْلِنَا ہمارے رسول پر ہے الْبَلٰغُ پہنچا دینا الْمُبِيْنُ ظاہر اَللّٰهُ اللہ لَآ نہیں اِلٰهَ کوئی معبود اِلَّا مگر هُوَ وہی وَ اور عَلَى اللّٰهِ اللہ ہی پر فَلْيَتَوَكَّلِ پس چاہئے کہ توکل کریں الْمُؤْمِنُوْنَ مومن

ترجمہ :۔ کوئی مصیبت اللہ کے حکم کے بغیر نہیں آتی اور جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا ہے وہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ۔اور تم اللہ کی فرماں برداری کرو اور رسول کی فرماں برداری کرو، پھر اگر تم نے منہ موڑا تو ہمارے رسول کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ وہ صاف صاف بات پہنچادے، اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

تشریح :۔ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کوئی مصیبت اللہ کے حکم کے بغیر نہیں آتی۔

۲۔جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا ہے وہ اسکے دل کو ہدایت بخشتا ہے۔

۳۔اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے، تم اللہ کی اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔

۴۔پھر اگر تم نے منہ موڑا تو جان لو کہ اللہ کے رسول کی ذمہ داری تو صاف صاف بات پہنچادینا ہے۔

۵۔اللہ وہ ہے جسکے سوا کوئی معبود نہیں، مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

پچھلی آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ انسان دو قسم کے ہوتے ہیں ایک کافر دوسرے مومن ، یہ دو قسمیں کیوں ہوئیں ان آیتوں میں وجہ بیان کی جارہی ہے کہ انسان کو جو کچھ بھی پہنچتا ہے وہ اللہ کی مرضی سے ہی پہنچتا ہے یعنی انسان کو کوئی بھلائی ملے یا کوئی برائی یہ اس رب کے فیصلہ سے ہی ہوتا ہے اور اس دنیا میں سب سے بڑی بھلائی اور خیر تو بندہ کا مومن ہونا ہے اور یہ بھلائی اللہ تعالی اسی بندے کو دیتا ہے جو دل سے اللہ پر ایمان لاتا ہے تو پھر اللہ تعالی اسکے اس بڑھتے قدم کو دیکھ کر اسکے دل کو ہدایت سے نواز دیتے ہیں اسکے بعد وہ پھر کبھی برائی یعنی کفر کی طرف نہیں جاتا، اور بعض نے اسکی تفسیر یوں فرمائی کہ انسان کو کوئی مصیبت یا پریشانی اللہ کے فیصلہ کے بغیر نہیں پہنچتی لیکن جب ایمان والا بندہ اس پریشانی کو اپنے رب کا فیصلہ مان کر اس پر صبر وتحمل کرتا ہے تو اللہ تعالی بھی اسکے دل کو اطمینان بخشتے ہیں کہ جس سے اسے راحت میسر ہوتی ہے اور اللہ تعالی تو ہر چیز کو جاننے والا ہے کہ کونسا بندہ کیسا ہے اور کس بندہ پر کیا مصیبت اور راحت آنے والی ہے اور اس بندہ کا اس خیر وشر پر کیا ردعمل ہوگا؟ لیکن چونکہ اللہ تعالی چاہتا ہے کہ اسکا ردعمل ظاہر ہوجائے اس لئے وہ اس بندہ کو آزماتا ہے، سورۃ حدید کی آیت نمبر ۲۲ میں فرمایا مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ انسان کو اپنی جان اور زمین میں جو کوئی بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ پہلے ہی سے جبکہ انہیں پیدا نہیں کیا گیا اس کتاب میں موجود ہے اور یہ بات اللہ تعالی کے لئے بہت آسان ہے۔اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ کفار نے کہا کہ مسلمان جس دین پر ہے اگر وہ حق ہوتا تو اللہ تعالی انہیں اس دنیا کے مصائب سے محفوظ رکھتا، اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی (تفسیر قرطبی ۔ ج ، ۱۸۔ص ، ۱۳۴) یعنی مصائب تو دنیا میں آتے ہی رہتے ہیں کوئی ان مصائب سے محفوظ نہیں لیکن جو ایمان والے ہوتے ہیں وہ اسے اللہ کا

فیصلہ مان کر خاموش ہو جاتے ہیں لیکن جو کافر ہوتے ہیں وہ اس پر بڑا شور مچاتے ہیں، اسی حقیقت کو آگے فرمایا کہ تم لوگ اپنے آپ کو اللہ اور اسکے رسول کے حوالہ کر دو اور انہی کی اطاعت کرو، یہ جو مصائب تم پر آتے ہیں یہ بھی اللہ کے فیصلہ ہی کی وجہ سے آتے ہیں لہذا اس فیصلہ پر بھی راضی رہو اور صبر سے کام لو، اگر تم نے انکی اطاعت سے منہ موڑا اور انکے فیصلوں پر ناراضگی ظاہر کی تو یہ بات جان لو کہ یہ رسول تمہیں زبردستی ان فیصلوں پر راضی کرنے اور زبردستی تمہیں اطاعت کے راستہ پر لانے کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ وہ تو بس تم تک اللہ کا پیغام پہنچانے آئے ہیں، تم اسے تسلیم کرو یا نہ کرو ان پر کسی قسم کا کوئی مواخذہ نہیں ہوگا بلکہ سوال تو تم سے ہوگا کہ تمہیں معلوم ہونے کے باوجود تم نے اس پر عمل کیوں نہیں کیا؟ اور پھر اس پر تمہاری پکڑ کی جائے گی اور جس اللہ کی اطاعت کا تمہیں حکم دیا جارہا ہے وہ اللہ اکیلا معبود ہے، اسکے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، اسی نے تمہیں پیدا کیا اور وہی تمہیں روزی روٹی دے رہا ہے لہذا جو مسلمان ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ بس اسی رب پر ہر معاملہ میں بھروسہ رکھیں اس لئے کہ اسکے علاوہ کسی میں تمہارے کام بنانے کی قوت وطاقت نہیں۔ حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا معاملہ بھی اللہ کے ساتھ بڑا عجیب ہے اسلئے کہ اسکا ہر معاملہ خیر سے بھرا ہوا ہے کہ جب اسے کوئی خوشی اور راحت پہنچتی ہے تو وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے جو کہ اسکے لئے فائدہ کا باعث ہوتا ہے اور اگر کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اس پر صبر کرتا ہے جو اسکے لئے بہتر ہے۔ (مسلم۔ ۲۲۲۲) اللہ تعالیٰ ہم تمام کو اپنے فیصلوں پر راضی رہنے والا بنادے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۱۸۹﴾ تمہارے اموال اور اولاد بس ایک آزمائش ہیں ﴿االتغابن ۱۴۔۱۵﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اے وہ لوگو جو اٰمَنُوْٓا ایمان لائے ہو اِنَّ بلاشبہ مِنْ بعض اَزْوَاجِكُمْ تمہاری بیویاں وَ اَوْلَادِكُمْ اور تمہاری اولاد عَدُوًّا دشمن ہیں لَّكُمْ تمہارے فَاحْذَرُوْهُمْ لہذا تم بچو ان سے وَ اور اِنْ اگر تَعْفُوْا تم معاف کرو وَ اور تَصْفَحُوْا درگزر کرو وَ اور تَغْفِرُوْا بخش دو فَاِنَّ تو بلاشبہ اللّٰهَ اللہ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ غفور الرحیم ہے اِنَّمَآ بلاشبہ اَمْوَالُكُمْ تمہارے مال وَ اور اَوْلَادُكُمْ تمہاری اولاد فِتْنَةٌ آزمائش ہے وَ اور اللّٰهُ اللہ عِنْدَهٗٓ اس کے ہاں اَجْرٌ عَظِيْمٌ اجر عظیم ہے

ترجمہ:۔اے ایمان والو! تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے کچھ تمہارے دشمن ہیں، اس لئے ان سے ہوشیار رہو اور اگر تم معاف کردو اور درگذر کرو اور بخش دو تو اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو تمہارے لئے ایک آزمائش ہیں اور وہ اللہ ہی ہے جس کے پاس بڑا اجر ہے۔

تشریح:۔ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے ایمان والو! تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے کچھ تمہارے دشمن ہیں اس لئے ان سے ہوشیار رہو۔

۲۔اگر تم انہیں معاف کرو، درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

۳۔تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو بس ایک آزمائش ہے۔

۴۔وہ اللہ ہی ہے جس کے پاس بڑا اجر ہے۔

پچھلی آیتوں میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا گیا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں جو چیز اکثر حائل ہوتی ہے وہ ہے اولاد اور بیوی کی محبت کہ انسان اپنی اولاد اور بیوی کی خاطر ایسے ایسے کام کرجاتا ہے جسکی اسلام نے اجازت نہیں دی، اسی کو اللہ تعالی اس آیت میں بیان فرمارہے ہیں کہ اے ایمان والو! تمہاری بیوی اور تمہارے بچے اکثر ایسے ہوتے ہیں جو تمہیں برائی اور اللہ کی نافرمانی کے کاموں پر ابھارتے یا مجبور کرتے ہیں تو جو اللہ کی نافرمانی کے کام کرنے پر ابھاریں تو ایسے لوگ اللہ کے دشمن ہوتے ہیں لہذا تم اللہ کے دشمنوں سے بچے رہو اور اگر یہ لوگ جنہوں نے تمہیں اللہ کی نافرمانی کرنے پر ابھارا تھا اگر وہ تم سے اور اللہ تعالی سے معافی مانگ لیں کہ آئندہ یہ لوگ ایسی حرکت نہیں کریں گے تو تم انہیں معاف کردو ویسے اللہ تو اپنے بندوں کو انکے توبہ کرنے پر معاف فرمادیتا ہے، تم بھی معاف کرنے کی صفت اپنے اندر پیدا کرو اور انہیں معاف کردو۔اکثر وبیشتر اولاد اور بیوی کی خاطر انسان برے راستے جیسے حرام کمائی، سود کا لین دین، تجارت میں دھوکہ دہی وغیرہ اپنانے پر مجبور ہوتا ہے، آدمی انکی عمدہ زندگی کی خاطر ایسے راستے اپنانے لگ جاتا ہے جسے اسلام نے حرام کیا ہے اس طرح وہ اپنی آخرت برباد کرلیتا ہے، حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس کی ہلاکت خود اسکی بیوی، والدین اور اولاد کے ہاتھوں ہوگی اس طور پر کہ وہ اسے فقر کا طعنہ دیں گے اور اسے ایسے کام کرنے پر مجبور کریں گے جن کاموں کے کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا پھر وہ ایسا راستہ اپنائے گا جہاں اسکا دین برباد ہوگا اور وہ ہلاک ہوجائے گا۔ (الافصاح عن أحادیث النکاح لابن حجر عسقلانی۔۱۲۴) اس آیت کے شان نزول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی آدمی نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ مدینہ میں کچھ لوگ اسلام لے آئے اور وہ مدینہ ہجرت کرنا چاہتے تھے تاکہ وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے مل سکیں لیکن انکے بیوی بچوں نے جانے سے روک دیا، لیکن بعد میں وہ لوگ

مدینہ آ گئے تو دیکھا کہ یہاں سب لوگ دین کی معلومات میں فقیہ بن چکے ہیں یعنی انہیں دین کی ساری معلومات ہو چکی ہیں یہ دیکھ کر ان لوگوں نے یہ ارادہ کر لیا کہ اگر ہمیں ہمارے بیوی بچے نہ روکتے تو ہم بھی آج دین کے فقیہ ہوتے لہذا ہم انہیں اسکی سزا دینگے اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ آخر تک نازل ہوئی۔ (ترمذی۔ ۳۳۱۷) اللہ تعالی نے فرمادیا کہ یہ مال واولاد تو بس اللہ تعالی نے تمہاری آزمائش کے لئے تمہیں دیا ہے تا کہ وہ یہ دیکھے کہ تم انکی محبت میں پڑ کر اسکے احکامات کو بھول نہیں بیٹھتے؟ انکے کہنے پر ایسے کام تو نہیں کرتے جن کے نہ کرنے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے؟ انکی خواہشات کی خاطر اللہ کے احکامات سے روگردانی تو نہیں کر رہے ہیں ؟ اگر تم نے اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈال کر بیوی اور بچوں کی خواہشات کو اہمیت دی تو سمجھ لو کہ تم برباد ہو گئے اور اگر تم نے انکی خواہشات کی کوئی پرواہ نہ کی اور اپنے رب کے حکموں پر جمے رہے تو یہ بات سن لو کہ اس عمل پر اللہ تمہیں بہت بڑا اجر دے گا اور اللہ تعالی تو ہیں ہی بڑا اور بے حساب اجر دینے والے، بس تم اس اللہ کو راضی کر لو پھر تمہاری زندگی اور موت دونوں بھی قابلِ رشک ہوں گے۔

﴿درس نمبر ۲۱۹۰﴾ جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرو ﴿التغابن ۱۶۔ ۱۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِیْمٌ ○ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ چنانچہ تم اللہ سے ڈرو مَا جتنی اسْتَطَعْتُمْ استطاعت رکھتے ہو وَ اور اسْمَعُوْا سنو وَ اور اَطِیْعُوْا اطاعت کرو وَ اور اَنْفِقُوْا خرچ کرو خَیْرًا یہ بہتر لِّاَنْفُسِكُمْ تمہارے نفسوں کے لئے وَ اور مَنْ جو کوئی یُّوْقَ بچالیا گیا شُحَّ نَفْسِهٖ اپنے نفس کے حرص سے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ تو یہی لوگ ہیں الْمُفْلِحُوْنَ فلاح پانے والے اِنْ اگر تُقْرِضُوا اللّٰهَ تم قرض دو اللہ کو قَرْضًا حَسَنًا قرض حسنہ یُّضٰعِفْهُ تو وہ بڑھائے گا اسکو لَكُمْ تمہارے لیے وَ اور یَغْفِرْ لَكُمْ بخش دے گا تمہیں وَ اور اللّٰهُ اللہ شَكُوْرٌ بڑا قدردان حَلِیْمٌ خوب حوصلہ والا ہے عٰلِمُ جاننے والا ہے الْغَیْبِ پوشیدہ وَ اور الشَّهَادَةِ ظاہر کا الْعَزِیْزُ نہایت غالب ہے الْحَكِیْمُ خوب حکمت والا ہے

ترجمہ:۔ لہٰذا جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور سنو اور مانو اور (اللہ کے حکم کے مطابق) خرچ کرو، یہ تمہارے ہی لئے بہتر ہے اور جو لوگ اپنے دل کی لالچ سے محفوظ ہو جائیں وہی فلاح پانے والے ہیں۔ اگر تم اللہ کو اچھی طرح قرض دو گے تو اللہ تمہارے لئے اس کا کئی گنا بڑھا دے گا اور تمہارے گناہ بخش

دے گا اور اللہ بڑا قدر دان، بہت بردبار ہے۔ وہ ہر بھید کا اور ہر کھلی ہوئی چیز کا جاننے والا ہے، بڑے اقتدار کا، بڑی حکمت کا مالک!

تشریح: ۔ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

۲۔ اللہ کی سنو اور اسکے حکموں کو مانو اور اسکے حکم کے مطابق خرچ کرو۔

۳۔ یہ کام تمہارے ہی لئے بہتر ہے۔

۴۔ جو لوگ اپنے دل کی لالچ سے محفوظ ہو جائیں وہی فلاح پانے والے ہیں۔

۵۔ اگر تم اللہ کو اچھی طرح قرض دو گے تو وہ تمہارے لئے اسے کئی گنا بڑھا دے گا۔

۶۔ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ ۷۔ اللہ بڑا قدر دان، بہت بردبار ہے۔

۸۔ وہ ہر کھلی اور بھید کی باتوں کو جاننے والا ہے۔ ۹۔ بڑے اقتدار کا، بڑی حکمت کا مالک ہے۔

بیوی بچوں کی محبت میں پڑ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے بچنے کا حکم دینے کے بعد اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ اے ایمان والو! تم سے جہاں تک ہو سکے ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور برے کاموں سے بچتے رہو اور اسکے حدود سے بڑھنے میں ہمیشہ اسکا خوف اپنے دل میں رکھو کہ یہ خوف تمہیں بداعمالیوں سے بچنے میں معاون ہوگا اور حتی الامکان اللہ اور اسکے رسول کے احکامات کو جانو اور انکی اطاعت کرو اور جو مال اللہ تعالیٰ نے تمہیں بطور آزمائش دیا ہے، اسے اسی دینے والے رب ذوالجلال کے راستہ میں خرچ کرو، حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔ (ترمذی۔ ۲۳۳۶)، اس لئے جتنا ہو سکے مال و اولاد کی محبت کو اللہ کی محبت پر فوقیت پانے مت دو، یہ سارے کام بھلائی کے ہیں اور انکا کرنا تمہارے ہی لئے بہتر ہوگا کہ ان اعمال کے سبب تم جہنم اور اسکے عذاب سے بچا لئے جاؤ گے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں تمہیں کسی کام سے روکوں تو رک جاؤ اور جب کسی کام کے کرنے کا حکم دوں تو حسب استطاعت اس پر عمل کرو۔ (بخاری۔ ۷۲۸۸) اس آیت کا شان نزول مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ جب سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۲ يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ نازل ہوئی تو یہ آیت مسلمانوں پر بڑی شاق گزری کہ کیسے ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسکے ڈر کا حق ادا کر سکتے ہیں؟ چنانچہ وہ لوگ اس حکم پر کھرا اترنے کیلئے رات رات بھر عبادت میں کھڑے رہتے کہ ایڑیوں کی رگوں پر ورم آ جاتا اور سجدوں کی کثرت کی وجہ سے ان کی پیشانیوں پر زخم آ جاتے، اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر تخفیف کا معاملہ کرتے ہوئے یہ آیت فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ نازل فرمائی۔ (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۸۔ ص، ۱۵۳) اور آگے فرمایا کہ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں اسکے بتائے ہوئے راستوں پر خرچ کرنا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے

بخل وکنجوسی کو دور کردیا اور جس کسی کو بھی اللہ تعالی نے بخل وکنجوسی سے محفوظ رکھا یقینا وہی فلاح وکامیابی پانے والا ہے ۔ پھر فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالی کو بہتر قرض دوگے تو وہ اس قرض کو دوگنا کرکے تمہیں واپس کرے گا اور اسکے ساتھ ایک اور احسان یہ کہ وہ تمہاری مغفرت بھی فرمادیگا، یقینا اللہ تعالی بڑا ہی قدردان اور بڑا ہی بردبار ہے کہ جب بندہ اسکے کہنے پر اپنا کمایا ہوا پیسہ خرچ کرتا ہے تو وہ اس خرچ کرنے کو کبھی بھولتا نہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ اسے عطا کرتا ہے اور اگر کوئی خرچ نہ کرے تو وہ اس سے اس مال کو چھینتا بھی نہیں بلکہ اسے اور مہلت دیتے جاتا ہے تاکہ اسے سدھرنے کا موقع ملے ۔ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴۵ میں فرمایا مَنۡ ذَا الَّذِی يُقۡرِضُ اللّٰهَ قَرۡضاً حَسَناً فَيُضَاعِفَهُ لَهٗ أَضۡعَافاً كَثِيۡرَةً کون ہے جو اللہ تعالی کو عمدہ قرض دے کہ پھر وہ اس قرض کو کئی گنا بڑھادے، اس آیت سے مراد حقیقی قرض نہیں بلکہ جو کچھ حلال کمائی سے اسکے راستہ میں خرچ کیا جاتا ہے وہ خرچ کیا ہوا مال اللہ کے ذمہ قرض ہے اور قرض کا لوٹانا لینے والے پر واجب ہوتا ہے اسی لحاظ سے اس خرچ کئے ہوئے مال کو اللہ تعالی نے اپنے ذمہ قرض قرار دیا کہ وہ اس قرض کو قیامت کے دن لوٹائے گا اور لوٹائے گا بھی تو اسی قدر نہیں جتنا اس بندہ نے خرچ کیا بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ لوٹائے گا اس لئے کہ وہ اپنے بندوں کے اعمال کا قدردان ہے اور بندوں کا خرچ کرنا اسکے یہاں مقبول ہوتا ہے اور بردبار بھی اتنا ہے کہ اگر کوئی خرچ نہ کرے تو اسکو دی ہوئی دولت چھین نہیں لیتا بلکہ ڈھیل دیتے رہتا ہے، خرچ کرنے سے متعلق یہ بھی کہا گیا کہ خرچ ایسا کرو کہ داہنے ہاتھ سے دو تو بائیں ہاتھ کو خبر ہی نہ ہو، کہا گیا کہ تم اگر گھنے اندھیرے میں بھی خرچ کروگے تو اللہ کو معلوم ہوگا اس لئے کہ سارے عالم کی ہر ڈھکی چھپی چیزوں کا اسے علم ہے اور وہ ذات بڑے اقتدار والی اور حکمت والی ہے ۔

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۱۲ آیات پر مشتمل ہے۔

عدت کو اچھی طرح شمار کرو

﴿ درس نمبر ۲۱۹۱ ﴾ ﴿ الطلاق ۔ ۱ ﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَ لَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی اِذَا جب طَلَّقْتُمُ تم طلاق دو النِّسَآءَ عورتوں کو فَطَلِّقُوْهُنَّ تو تم انہیں طلاق دو لِعِدَّتِهِنَّ ان کی عدت میں وَ اور اَحْصُوا تم شمار کرو الْعِدَّةَ عدت کو وَ اور اتَّقُوا تم ڈرو اللّٰهَ اللہ سے رَبَّكُمْ جو تمہارا رب ہے لَا تُخْرِجُوْهُنَّ نہ تم نکالو انہیں مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ ان کے گھروں سے وَ اور لَا يَخْرُجْنَ نہ وہ نکلیں اِلَّآ مگر اَنْ يَّاْتِيْنَ کہ وہ کریں بِفَاحِشَةٍ کوئی بے حیائی مُّبَيِّنَةٍ ظاہر وَ اور تِلْكَ یہ حُدُوْدُ اللّٰهِ اللہ کی حدیں ہیں وَ اور مَنْ جو کوئی يَّتَعَدَّ تجاوز کرے حُدُوْدَ اللّٰهِ اللہ کی حدود سے فَقَدْ تو تحقیق ظَلَمَ اس نے ظلم کیا نَفْسَهٗ اپنے نفس پر لَا تَدْرِيْ تو نہیں جانتا لَعَلَّ شاید کہ اللّٰهَ اللہ يُحْدِثُ پیدا کردے بَعْدَ ذٰلِكَ اس کے بعد اَمْرًا کوئی بات

ترجمہ:۔ اے نبی! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انہیں ان کی عدت کے وقت طلاق دو اور عدت کو اچھی طرح شمار کرو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے، ان عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں، الا یہ کہ وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں، اور یہ اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدود ہیں اور جو کوئی اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدود سے آگے نکلے، اس نے خود اپنی جان پر ظلم کیا، تم نہیں جانتے شاید اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کردے۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر تمام لوگ اس کو اختیار کرلیں تو وہ ان کے لیے کافی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ کے رسول! کون سی آیت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے نجات کا راستہ نکال دے گا۔ (سورۃ الطلاق: ۲۔۳)۔ (ابن ماجہ۔ ۴۲۲۰)

تشریح:۔ اس آیت میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے نبی! جب آپ لوگ عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انہیں انکی عدت کے وقت طلاق دو۔

۲۔عدت کو اچھی طرح شمار کرو، اللہ سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے۔

۳۔ان عورتوں کو گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ خود نکلیں الا یہ کہ وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔

۴۔یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں۔

۵۔جو کوئی اللہ کی مقرر کی ہوئی حدوں سے آگے نکلے، اس نے خود اپنی جان پر ظلم کیا۔

۶۔تم نہیں جانتے، شاید اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کردے۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے بیوی بچوں کی محبت میں پڑ کر اللہ کے احکامات سے غافل ہونے پر متنبہ کیا، اس سورت میں اللہ تعالی انہی بیویوں سے متعلق چند احکام جن میں سب سے اہم طلاق کا مسئلہ ہے اسے بیان کررہے ہیں، اسی کے ساتھ اولاد اور مطلقہ عورت کا جو نفقہ ہوتا ہے وہ بھی بیا نکیا جارہا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ اے نبی! آپ لوگ جب اپنی بیویوں کو طلاق دو تو انہیں عدت کے وقت طلاق دو اور عدت کو اچھی طرح یاد رکھو، یہاں عدت سے مراد پاکی ہے یعنیطہر مراد ہے، پہلے تو یہ بات جان لینا چاہیئے کہ اسلام نے بوقت مجبوری طلاق کی اجازت دی ہے ویسے تو یہ عمل اللہ کے نزدیک بہت ہی ناپسند ہے کہ کوئی اپنی بیوی کو طلاق دے جیسا کہ حدیث نبی مروی ہے کہ حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔(ابوداود۔۲۱۷۸) اس لئے جب تک نباہ کی گنجائش ہو نباہ کرلینا چاہیئے اور حتی المقدور طلاق سے بچے رہنا چاہیئے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آگے اللہ تعالی نے فرمایا کہ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ اور تم اپنے پروردگار سے ڈرو کہ ایسے ہی کھیل کود کے طور پر طلاق جیسے نازک مسئلہ سے چھیڑ چھاڑ مت کرو اور اس معاملہ میں اللہ تعالی سے ڈرتے رہو، اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ جس میں نباہ ناممکن ہوجائے تو ایسی صورت میں طلاق دے سکتے ہو اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ جب عورت اپنے حیض سے پاک ہوجائے اور اس پاکی میں اس عورت سے جماع بھی نہ کیا گیا ہو تو اب اس عورت کو طلاق دو یہی طلاق کا سنت طریقہ ہے اور جب عورت کو طلاق دے دی جائے تو عورت اس مرد کے نکاح سے خارج ہونے تک اس مرد پر اس عورت کا نفقہ اور سکنہ باقی رہتا ہے تو اس لحاظ سے اللہ تعالی یہاں طلاق دینے والے مرد کو یہ تاکید فرمارہے ہیں کہ جب تک طلاق کی عدت یعنی تین حیض گزر نہ جائیں تم اس عورت کو اپنے گھر سے مت نکالو اور نہ خود یہ عورت اس گھر سے نکلے، یہ حکم اللہ تعالی نے اس لئے دیا ہے کہ وہ دونوں ایک جگہ رہنے کی وجہ سے ہوسکتا ہے کہ وہ دونوں پھر سے اپنے اختلافات کو بھول کر ایک ساتھ رہنے لگیں اور طلاق کی نوبت ہی نہ آئے تو اس طرح ایک گھر ٹوٹنے سے بچ سکتا ہے، اگر یہ دونوں الگ الگ رہیں تو دوریاں اور نفرت اور بڑھ جاتی ہے اس لئے اللہ تعالی نے اس کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ حکم فرمایا اور عورت کو بھی آگاہ کردیا کہ وہ بھی ضد اور انا کی وجہ سے ایسا کوئی قدم نہ اٹھائے اور گھر سے باہر نہ نکلے، ہاں!

اگر یہ عورت کوئی بے حیائی کا کام کرنے لگے جیسے زنا کرے، یا گھر والوں کو ستائے، شوہر یا انکے والدین کو اذیت دے تو ایسی صورت میں شوہر اسے گھر سے نکال سکتا ہے، یا پھر اگر اس عورت کو شوہر یا اسکے گھر والے ستائیں یا اس پر ظلم کرے اور اسکی جان کو خطرہ ہو تو ایسی صورت میں وہ عورت اس گھر کو چھوڑ کر جا سکتی ہے، یہاں اللہ تعالیٰ نے مطلقہ عورت کے لئے عدت مقرر کی اس سے پہلے عورت کی کوئی عدت نہیں ہوا کرتی تھی جیسا کہ حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں انہیں طلاق دی گئی اور اس زمانہ میں طلاق کی کوئی عدت نہیں ہوا کرتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ عدت کے لزوم کا فرمان جاری فرمایا، اس اعتبار سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا وہ پہلی خاتون صحابیہ ہیں جنکی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مطلقہ عورتوں کے لئے طلاق کا حکم نازل فرمایا۔(ابوداود۔۲۲۸۱) ان احکامات کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ دیکھو! جو کچھ ہم نے کہا ہے اور جو کچھ بتلایا ہے وہ ہمارے حدود ہیں لہذا تم کبھی ان حدود کو پار کرنے کی کوشش نہ کرو اور اگر تم ان حدود کو پھلانگتے ہو اور اسے توڑتے ہو تو سمجھ لو کہ تم نے اللہ کے عذاب کو اپنے اوپر لازم کرلیا اور اپنی جان کو مشکل میں ڈال کر ظلم کیا، اللہ تعالیٰ نے اس مطلقہ عورت کے اسی شوہر کے گھر میں رہنے کے فائدہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس حکم میں کیا مصلحت ہے؟ اسے تم نہیں جانتے لیکن اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا ہے ہوسکتا ہے کہ دونوں کے اسی گھر میں رہنے کی وجہ سے آپس میں محبت پیدا ہوجائے اور طلاق کی نوبت نہ آئے۔اس آیت کے شان نزول میں دو روایات منقول ہیں پہلی یہ کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو کسی وجہ سے طلاق دی تھی تو وہ اپنے گھر چلی گئیں تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ" نازل فرمائی اور آپ کو حکم دیا گیا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کرلیا جائے اس لئے کہ وہ بڑی عبادت گزار اور زیادہ روزہ رکھنے والی ہیں اور وہ جنت میں آپ کی زوجہ ہوں گے۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۸۔ص،۱۴۸) اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے متعلق نازل ہوئی کہ انہوں نے اپنی کسی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ السلام سے اس مسئلہ کا ذکر فرمایا تو آپ علیہ السلام نے حکم دیا کہ تم اپنے بیٹے سے کہو کہ وہ اس سے رجوع کرلے اور پھر اسے اپنے نکاح میں ہی رکھے جب تک کہ وہ حیض سے پاک نہ ہوجائے جب پاک ہوجائے تو اب اختیار ہے چاہے تو نکاح میں برقرار رکھے یا پھر طلاق دے دے، لیکن طلاق دینا ہو تو جماع سے پہلے دے، یہ وہ عدت ہے کہ جس میں طلاق دینے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔(بخاری۔۵۲۵۱)

﴿درس نمبر ۲۱۹۲﴾ متقیوں کیلئے اللہ تعالیٰ مشکلوں سے نکلنے کا راستہ پیدا کرتا ہے ﴿الطلاق ۲۔۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَّ أَشْهِدُوا ذَوَيْ

عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَ اَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ
الْاٰخِرِ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ
عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاِذَا پھر جب بَلَغْنَ وہ پہنچیں اَجَلَهُنَّ اپنی عدت کو فَاَمْسِكُوْهُنَّ تو تم روک رکھو انہیں بِمَعْرُوْفٍ معروف طریقہ سے اَوْ یا فَارِقُوْهُنَّ جدا کردو انہیں بِمَعْرُوْفٍ معروف طریقہ سے وَّ اور اَشْهِدُوْا تم گواہ بنالو ذَوَىْ عَدْلٍ دو صاحب عدل آدمی مِّنْكُمْ اپنوں میں سے وَ اور اَقِيْمُوا قائم کرو الشَّهَادَةَ گواہی لِلّٰهِ اللہ کے لئے ذٰلِكُمْ یہ يُوْعَظُ نصیحت کی جاتی ہے بِهٖ اس کی مَنْ اس شخص کو جو كَانَ ہے يُؤْمِنُ ایمان رکھتا بِاللّٰهِ اللہ پر وَ اور الْيَوْمِ الْاٰخِرِ یوم آخرت پر وَ اور مَنْ جو کوئی يَّتَّقِ ڈرتا ہے اللّٰهَ اللہ سے يَجْعَلْ تو وہ بنا دیتا ہے لَّهٗ اس کے لیے مَخْرَجًا نکلنے کا راستہ وَّ اور يَرْزُقْهُ وہ رزق دیتا ہے مِنْ حَيْثُ جہاں سے لَا يَحْتَسِبُ وہ گمان نہیں کرتا وَ اور مَنْ جو کوئی يَّتَوَكَّلْ توکل کرے گا عَلَى اللّٰهِ اللہ پر فَهُوَ تو وہ حَسْبُهٗ کافی ہے اسے اِنَّ بلا شبہ اللّٰهَ اللہ بَالِغُ پورا کرنے والا ہے اَمْرِهٖ اپنا کام قَدْ تحقیق جَعَلَ مقرر کیا ہے اللّٰهُ اللہ نے لِكُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کے لیے قَدْرًا ایک اندازہ

ترجمہ:۔ پھر جب وہ عورتیں اپنی (عدت کی) میعاد کو پہنچنے لگیں تو تم یا تو انہیں بھلے طریقے پر (اپنے نکاح میں) روک رکھو، یا پھر بھلے طریقے سے ان کو الگ کردو اور اپنے میں سے دو ایسے آدمیوں کو گواہ بنالو جو عدل والے ہوں اور اللہ کی خاطر سیدھی سیدھی گواہی دو، لوگو! یہ وہ بات ہے جس کی نصیحت اس شخص کو کی جارہی ہے جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لئے مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کردے گا۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا کرے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوگا اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اس (کا کام بنانے) کے لئے کافی ہے، یقین رکھو کہ اللہ اپنا کام پورا کرکے رہتا ہے (البتہ) اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر جب وہ عورتیں اپنی عدت کی میعاد کو پہنچنے لگیں تو تم یا تو انہیں بھلے طریقہ پر اپنے نکاح میں روک لو یا پھر بھلے طریقے سے ان کو الگ کردو۔

۲۔ اپنے میں سے دو ایسے آدمیوں کو گواہ بنالو جو عدل والے ہوں۔

۳۔ یہ گواہ اللہ کی خاطر سیدھی سیدھی گواہی دیں۔

۴۔ لوگو! یہ وہ بات ہے جسکی نصیحت اس شخص کو کی جارہی ہے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔

۵۔ جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، اللہ اسکے لئے مشکل سے نکلنے کا راستہ پیدا کردے گا۔

۶۔ اسے ایسی جگہ سے رزق عطا کرے گا کہ جہاں سے رزق کے آنے کا اسے گمان بھی نہیں ہوگا۔

۷۔ جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اسکا کام بنانے کے لئے کافی ہے۔

۸۔ یقین رکھو کہ اللہ اپنا کام پورا کر کے ہی رہتا ہے۔

۹۔ اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالی نے عورت کو طلاق دیکر عدت کا انتظار کرنے کے لئے اسے گھر میں رکھنے کا حکم فرمایا تھا، جب طلاق کی عدت یعنی تین حیض ختم ہونے آئیں تو اگلا قدم کیا ہونا چاہئے؟ ان آیتوں میں ہدایات دی جا رہی ہیں کہ جب عورت کی جو عدت ہے وہ ختم ہونے کے قریب آجائے تو تم اسی وقت فیصلہ کرو کہ تمہیں اس عورت کے ساتھ رہنا ہے یا پھر اسے طلاق ہی دینا ہے؟ اگر تمہارا ارادہ بدل گیا ہو اور تم اسے اپنے نکاح میں رکھنا چاہتے ہو تو عدت کے ختم ہونے سے پہلے ہی اس سے رجوع کرلو اور رجوع کا حکم طلاق رجعی میں ہے کہ اگر طلاق رجعی تھی تو اب شوہر اس عورت سے رجوع کرلے اور رجوع کا طریقہ بہتر تو یہ ہے کہ اپنے رجوع کرنے پر دو عابد و نیک آدمیوں کو گواہ بنالے کہ میں اپنے طلاق سے رجوع کرتا ہوں ورنہ اگر شوہر اپنی بیوی سے بوس و کنار یا جماع کرلے تب بھی رجوع ثابت ہوجاتی ہے لیکن قرآن نے جو دو گواہوں کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا وہ اس لئے کہ لوگوں کی بدگمانی اور طعن وغیرہ سے بچ سکے اور اگر شوہر اسے طلاق ہی دینا چاہ رہا ہو تو پھر اسے کسی قسم کی کوئی اذیت دیئے بغیر شریفانہ انداز میں اسے اپنے گھر سے اور اپنے نکاح سے رخصت کردے یہی اسلام کا نظام ہے، اللہ تعالی ان گواہ بننے والوں سے فرما رہے ہیں کہ جب تمہیں گواہی دینے کا موقع آئے تو تم بالکل درست اور سچی گواہی دو کہ اس مرد نے کیا کہا تھا اس نے رجوع کیا تھا یا پھر طلاق دی تھی؟ کسی ایک کی طرف جھکاو کرتے ہوئے غلط اور جھوٹی گواہی مت دو ورنہ کل قیامت کے دن تمہاری پکڑ کی جائے گی، یہ تمام باتیں اور فیصلے جو اللہ تعالی نے سنائے ہیں انکے ذریعہ وہ اپنے ایمان والے بندوں کو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں نصیحت فرما رہے ہیں، اس لئے کہ اللہ تعالی کے احکامات کو ایک مومن ہی تسلیم کرتا ہے اس اعتبار سے نصیحت بھی انہیں کی جا رہی ہے اور پھر فرمایا کہ جو اوامر کے بجالانے میں اور نواہی سے بچنے میں اللہ تعالی سے ڈرتے رہے گا تو اللہ تعالی اس عمل کے ذریعہ اسکی راحت اور فراوانی کے ایسے دروازے کھولے گا کہ وہ حیران رہ جائے گا اور اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ ہوگا، یہ اللہ تعالی کا وعدہ ہے جو وہ پورا کر کے رہے گا بشرطیکہ اس پر خلوص نیت سے عمل کیا جائے، اور اگر انسان اپنے طلاق دینے کے بعد اپنے فیصلہ پر پچھتائے تو اللہ تعالی نے اسکے لئے ایک راستہ کھلا رکھا ہے کہ جب اس نے اسکے بتلائے ہوئے طریقہ پر طلاق رجعی یا بائن دی ہو تو اب اسکے لئے اس مطلقہ عورت کے ساتھ رہنے کا ایک راستہ نکاح کے ذریعہ نکالا ہے اور پھر جب یہ دونوں برضا پھر سے نکاح کے بندھن میں بندھ جائیں تو اللہ تعالی انکے لئے اس رشتہ کی برکت

سے روزی کے ایسے دروازے کھولے گا جس دروازے سے انہیں روزی کے آنے کا گمان بھی نہ ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کی اس بات پر جو اس نے فرمائی ہے کہ وہ روزی اور آسانیوں کے دروازے کھولے گا سچے دل سے بھروسہ کرتے ہوئے عمل کرے گا تو وہ اللہ اسکے ارادے کے مطابق اسے عطا کرے گا اور وہی اسکے لئے کافی ہوجائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنا کیا ہوا وعدہ ضرور پورا کرتا ہے، لیکن اس میں بھی تقدیر کا عمل دخل اثر انداز ہوتا ہے کہ اگر اس چیز کا ملنا انکے مقدر میں ہوگا اور وہ انکے لئے بھلائی کا سامان ہوگا تب تو ملے گا ورنہ اللہ تعالیٰ اسکے بدلہ انہیں کل قیامت کے دن بے شمار اجر عطا کرے گا کہ جسے دیکھ کر وہ خواہش کریں گے کہ کاش! دنیا میں ہماری کوئی خواہش و دعا قبول ہی نہ کی گئی ہوتی قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا اس آیت میں وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یارسول اللہ! میرے بیٹے کو دشمنوں نے پکڑ لیا ہے جس سے اسکی ماں خوف کے عالم میں ہے، اب میں کیا کروں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم دونوں کو "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کثرت سے پڑھنے کا حکم دیتا ہوں، لہذا وہ صحابی اپنے گھر گئے اور بیوی سے کہا کہ اللہ کے نبی نے مجھے یہ عمل بتلایا ہے تو آپ کی زوجہ نے کہا کہ بہت ہی پیارا حکم ہے جو اللہ کے نبی نے دیا ہے چنانچہ وہ لوگ کثرت سے لاحول پڑھنے لگ گئے، ادھر یہ ہوا کہ دشمن کا دھیان انکے بیٹے سے ہٹ گیا اور وہ موقع پا کر ان دشمنوں کی بکریوں کو ہی لیکر اپنے والد کے پاس آگئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (کتاب الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابن حجر۔ ۶۰۵۶) کہ دیکھو! تمہارے ہم پر یقین کرنے کا نتیجہ کہ تم اپنے بیٹے کی فکر کر رہے تھے ہم نے تو تمہیں تمہارے بیٹے کے ساتھ تمہارے دشمنوں کا مال بھی دلوادیا کہ تم خواب میں بھی یہ گمان نہیں کرتے تھے کہ دشمن کا مال تمہارے ہاتھ آئے گا یقیناً اللہ تعالیٰ اس پر یقین کرنے والوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو کامل یقین کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۲۱۹۳﴾ حاملہ عورت کی عدت ﴿الطلاق ۴۔۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ الّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّ الّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗ اِلَيْكُمْ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَ يُعْظِمْ لَهٗ اَجْرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور الّٰٓـِٔيْ وہ عورتیں جو يَئِسْنَ مایوس ہوگئیں مِنَ الْمَحِيْضِ حیض سے مِنْ نِّسَآئِكُمْ تمہاری عورتوں میں سے اِنِ اگر ارْتَبْتُمْ تم شک میں پڑو فَعِدَّتُهُنَّ تو ان کی عدت ہے ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ تین مہینہ وَّ

اور الّٰٓئِیۡ ان کی جنھیں لَمۡ یَحِضۡنَ نہیں حیض آیا وَ اور اُولَاتُ الۡاَحۡمَالِ حاملہ عورتیں ہیں اَجَلُهُنَّ ان کی عدت ہے اَنۡ یَّضَعۡنَ کہ جن لیں حَمۡلَهُنَّ بچہ اپنا وَ اور مَنۡ جو کوئی یَّتَّقِ اللّٰهَ اللہ سے ڈرتا ہے یَجۡعَلۡ تو وہ بنا دیتا ہے لَّهٗ اس کے لیے مِنۡ اَمۡرِهٖ اس کے کام میں یُسۡرًا آسانی ذٰلِكَ یہ اَمۡرُ اللّٰهِ اللہ کا حکم ہے اَنۡزَلَهٗۤ اس نے اسے نازل کیا ہے اِلَیۡكُمۡ تمہاری طرف وَ اور مَنۡ جو کوئی یَّتَّقِ ڈرتا ہے اللّٰهَ اللہ سے یُكَفِّرۡ تو وہ دور کر دیتا ہے عَنۡهُ اس سے سَیِّاٰتِهٖ برائیاں اس کی وَ اور یُعۡظِمۡ زیادہ دیتا ہے لَهٗۤ اس کو اَجۡرًا اجر

ترجمہ:۔اور تمہاری عورتوں میں سے جو ماہواری آنے سے مایوس ہوچکی ہوں اگر تمہیں (ان کی عدت کے بارے میں) شک ہو تو (یاد رکھو کہ) ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان عورتوں کی (عدت) بھی (یہی ہے) جنہیں ابھی ماہواری آئی ہی نہیں اور جو عورتیں حاملہ ہوں ان کی (عدت کی) میعاد یہ ہے کہ وہ اپنے پیٹ کا بچہ جن لیں اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا کر دے گا۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تم پر اتارا ہے اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا اور اس کو زبردست ثواب دے گا۔

تشریح:۔ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔تمہاری عورتوں میں سے جو ماہواری آنے سے مایوس ہوچکی ہوں اور تمہیں انکی عدت کے بارے میں شک ہو تو تم انکی عدت تین مہینے شمار کرو۔

۲۔ایسی عورتیں جنہیں ماہواری ابھی آئی ہی نہیں تو انکی عدت بھی یہی تین مہینے ہیں۔

۳۔جو عورتیں حاملہ ہیں انکی عدت کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنے پیٹ کا بچہ جن لیں۔

۴۔جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، اللہ اسکے کام میں آسانی پیدا کرے گا۔

۵۔یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تم پر اتارا ہے۔

۶۔جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، اللہ اسکے گناہ معاف کر دے گا۔ ۷۔اسے بے شمار ثواب عطا کرے گا۔

پچھلی آیت میں ان عورتوں کی میعاد عدت بیان کی گئی جنہیں حیض آتا ہو، اگر عورتیں ایسی ہوں کہ جنہیں حیض نہیں آتا ہو یا تو بوڑھی ہونے کی وجہ سے یا پھر نابالغ ہونے کی وجہ سے تو ایسی عورتیں کی عدت کی مدت کیا ہوگی؟ یا ایسی عورت جو حمل سے رہنے کی وجہ سے جسے حیض نہ آتا ہو تو اسکی کیا عدت ہوگی؟ ان آیتوں میں بیان کیا جا رہا ہے چنانچہ فرمایا کہ ایسی عورتیں جو عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے جنکا حیض بند ہو گیا ہو تو ایسی عورتوں کی عدت تین مہینے ہے، اگر یہ تین مہینے گزر جائیں تو اب وہ تمہارے نکاح سے نکل گئیں، ایسے ہی وہ لڑکیاں جنہیں کم عمری کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو انکی بھی میعاد عدت یہی تین مہینے ہوگی، اسی طرح اگر کسی نے اپنی بیوی کو ایسی حالت میں طلاق دی کہ وہ حمل سے ہو تو اب اس حاملہ عورت کی عدت تین حیض یا تین مہینے نہیں بلکہ اس حمل کا جننا ہے کہ جیسے ہی وہ بچا جنے گی ویسے ہی وہ اپنی طلاق کی

عدت سے فارغ ہو جائے گی خواہ وہ وضعِ حمل طلاق دینے کے فورا بعد ہوا ہو یا پھر نو مہینے بعد، یہی وضع حمل کی عدت اس عورت کے لئے بھی ہے جسکا شوہر وفات پا چکا ہو جیسا کہ مسور بن مخزمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت سعد بن خولہ کا انتقال اس وقت ہوا جبکہ یہ حمل سے تھیں، انکی وفات کے چند دن بعد ہی انہوں نے بچہ کو جنا، تو جب وہ نفاس سے پاک ہوئیں تو وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ کے پاس آئیں اور نکاح کرنے کی اجازت مانگی تو آپ علیہ السلام نے انہیں اجازت دے دی (مسند احمد۔ ۱۸۹۱۸) اللہ تعالی نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارے کہ وہ طلاق دینے میں اور اسی طرح عورت خلع لینے میں اللہ سے ڈرتے رہے کہ نباہ کے مشکل ہونے کی صورت میں ہی یہ قدم اٹھائے ہوں تو اب اللہ تعالی انکے آگے کے راستے خواہ وہ دوسرا نکاح کرنا ہو یا دیگر امور وہ سارے آسان فرمادے گا لیکن اگر کوئی بغیر کسی وجہ طلاق دے یا خلع لے تب اللہ کی مدد و نصرت اسکے ساتھ نہیں ہوگی اور اسے اگلی زندگی میں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالی نے اس آیت میں اسی بات کی وضاحت فرمادی، انسان پر ہے کہ وہ کونسا راستہ اپناتا ہے؟ اس آیت کے نزول سے متعلق ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۲۸ میں طلاق شدہ عورتوں کی مدت تین حیض بیان کی گئی کہ تو ان عورتوں کا معاملہ مشکل ہو گیا جنہیں حیض نہیں آتا یا وہ حاملہ تھیں تو تب اللہ تعالی نے اس مشکل کو دور فرماتے ہوئے یہ آیات وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ نازل فرمائی۔ (السنن الکبری للبیہقی۔ ۱۵۵۰۴) اسکے بعد ان مسائل کی اہمیت کو بتلانے کے لئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ احکام اللہ تعالی کے مقرر کردہ ہیں جو اس نے تم تک پہنچائی ہیں لہذا ان احکامات کی پیروی کرو اور ہر قدم اٹھانے سے پہلے اللہ تعالی کے عقاب کے بارے میں سوچ لو کہ اگر میرا فیصلہ یا قدم غلط ہوگا تو مجھے اس غلط فیصلہ اور عمل پر کیا سزا ملے گا؟ اگر تم نے اسے مدنظر رکھتے ہوئے ان احکامات پر عمل کیا تو یقینا اللہ تعالی تمہاری لغزشوں کو بھی معاف فرمادے گا اور بڑے اجر سے بھی نوازے گا۔

﴿درس نمبر ۲۱۹۴﴾ انہیں تنگ کرنے کیلئے نہ ستاو ﴿الطلاق۔ ۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ وَأْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ أُخْرٰى ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَسْكِنُوْهُنَّ تم رکھو انھیں مِنْ حَيْثُ جہاں سَكَنْتُمْ تم رہتے ہو مِّنْ وُّجْدِكُمْ اپنی طاقت کے مطابق وَ اور لَا تُضَآرُّوْهُنَّ تم تکلیف نہ دو انہیں لِتُضَيِّقُوْا تا کہ تم تنگی کرو عَلَيْهِنَّ ان پر وَ اور اِنْ اگر كُنَّ وہ

ہوں أُولَاتِ حَمْلٍ حمل والیاں فَأَنْفِقُوا تو تم خرچ کرو عَلَيْهِنَّ ان پر حَتّٰى یہاں تک کہ يَضَعْنَ وہ جن لیں حَمْلَهُنَّ اپنا بچہ فَإِنْ پھر اگر أَرْضَعْنَ وہ دودھ پلائیں لَكُمْ تمہارے لئے فَآتُوهُنَّ تو تم دو ان کو أُجُورَهُنَّ اجرت ان کی وَ اور أْتَمِرُوا تم مشورہ کرو بَيْنَكُمْ آپس میں بِمَعْرُوفٍ دستور کے مطابق وَ اور إِنْ اگر تَعَاسَرْتُمْ تم آپس میں تنگی کرو فَسَتُرْضِعُ تو دودھ پلائے گی لَهٗ اسے أُخْرٰى کوئی دوسری عورت

ترجمہ:۔ ان عورتوں کو اپنی حیثیت کے مطابق اسی جگہ رہائش مہیا کرو جہاں تم رہتے ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لئے انہیں ستاؤ نہیں اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان کو اس وقت تک نفقہ دیتے رہو جب تک وہ اپنے پیٹ کا بچہ جن لیں، پھر اگر وہ تمہارے لئے بچے کو دودھ پلائیں تو انہیں ان کی اجرت ادا کرو اور (اجرت مقرر کرنے کے لئے) آپس میں بھلے طریقے سے بات طے کرلیا کرو اور اگر تم ایک دوسرے کے لئے مشکل پیدا کرو گے تو اسے کوئی اور عورت دودھ پلائے گی۔

تشریح:۔ اس آیت میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان عورتوں کو اپنی حیثیت کے مطابق اسی جگہ رہائش مہیا کرو جہاں تم رہتے ہو۔

۲۔ انہیں تنگ کرنے کے لئے انہیں نہ ستاو۔

۳۔ اگر وہ حاملہ ہوں تو انہیں اس وقت تک نفقہ دیتے رہو جب تک وہ اپنے پیٹ کا بچہ جن نہ لیں۔

۴۔ پھر اگر وہ تمہارے لئے بچے کو دودھ پلائیں تو انہیں انکی اجرت ادا کرو۔

۵۔ اجرت ادا کرنے میں آپس میں بھلے طریقہ سے بات طے کرلیا کرو۔

۶۔ اگر تم ایک دوسرے کے لئے مشکل پیدا کرو گے تو اسے کوئی اور عورت دودھ پلائے گی۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالی نے طلاق شدہ عورتوں کی عدت کی میعاد کو بیان فرمایا، اب وہ عورتیں اپنی عدت کہاں گزاریں اور انہیں اس عدت میں نفقہ کون دے؟ ان تمام احکامات کو اس آیت میں بیان کیا جا رہا ہے کہ اے مردو! اگر تم اپنی بیویوں کو طلاق دو تو انکی عدت پوری ہونے تک انہیں اسی جگہ رہنے دو جہاں تم رہتے ہو اور جن سہولتوں میں تم رہتے ہو وہ ساری سہولتیں بھی تم اسے مہیا کرو اور اچھے بھلے طریقہ سے اسے رہنے دو اور اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دو اور نہ ہی اسے تنگ کرو کہ وہ گھر چھوڑ کر جانے پر مجبور ہو جائے اور جس قسم کی غذا تم اپنے لئے اختیار کرتے ہو وہی اسکے لئے بھی پسند کرو اور اسی طرح اگر وہ عورت جسے تم نے طلاق دی ہے حاملہ ہو تو اسکے بچہ جننے تک کا پورا خرچ تمہیں ہی اٹھانا ہوگا، اسکا رہنا سہنا، اس کے علاج ومعالجہ وغیرہ، یہ ساری ذمہ داری تمہاری ہی ہے جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق شدہ عدت گزارنے والی عورت کے بارے میں فرمایا کہ اسکا نفقہ اور سکنی شوہر کے ذمہ ہوگا۔ (التفسیر المنیر۔ج، ۲۸۔ص، ۲۸۵) جب وہ عورت بچہ جن دے تو اب وہ عورت تو تمہارے نکاح

سے نکل گئی اور تم پر اب اسکا نہ سکنیٰ لازم ہے اور نہ ہی نفقہ لیکن اس بچہ کا نفقہ تم پر واجب ہے اب چاہے تو تم اسکی ماں یعنی تمہاری مطلقہ بیوی کو اس بچہ کو دودھ پلانے پر راضی کر و یا پھر کوئی اور انتظام کرلو، اگر تم نے اسکی ماں کو ہی دودھ پلانے پر راضی کرلیا ہے تو تم اس کے دودھ پلانے کا معاوضہ اسے ادا کرو اور یہ معاوضہ آپسی رضا مندی سے طے کرلو اگر وہ زیادہ معاوضہ طلب کرے یا تم اسے کم معاوضہ پر دودھ پلانے پر مجبور کر رہے ہو تو ایسی صورت میں اللہ تعالی نے دونوں کو اختیار دیا ہے کہ چاہے تو وہ پلانے سے انکار دے یا تم کسی اور کو اسے دودھ پلانے کے لئے لے آؤ یہ تمہارا اختیار ہے، اللہ تعالی تو آسانیاں پیدا کرنے والا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۹۵﴾ ہر وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق نفقہ دے ﴿الطلاق۔۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لِيُنْفِقْ چاہئے کہ خرچ کرے ذُوْ سَعَةٍ صاحب وسعت مِّنْ سَعَتِهٖ اپنی وسعت کے مطابق وَ اور مَنْ جو شخص کہ قُدِرَ تنگ کیا گیا ہو عَلَيْهِ اس پر رِزْقُهٗ اس کا رزق فَلْيُنْفِقْ تو چاہیے کہ وہ خرچ کرے مِمَّآ اس میں سے جو اٰتٰىهُ اسے دیا ہے اللّٰهُ اللہ نے لَا يُكَلِّفُ تکلیف نہیں دیتا اللّٰهُ اللہ نَفْسًا کسی نفس کو اِلَّا مگر مَا جو اٰتٰىهَا اس نے دیا ہے اس کو سَيَجْعَلُ عنقریب کردے گا اللّٰهُ اللہ بَعْدَ عُسْرٍ بعد تنگی کے يُّسْرًا آسانی

ترجمہ:۔ ہر وسعت رکھنے والا اپنی وسعت کے مطابق نفقہ دے اور جس شخص کے لئے اس کا رزق تنگ کر دیا گیا ہو تو جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے وہ اسی میں سے نفقہ دے، اللہ نے کسی کو جتنا دیا ہے اس پر اس سے زیادہ کا بوجھ نہیں ڈالتا، کوئی مشکل ہو تو اللہ اس کے بعد کوئی آسانی بھی پیدا کردے گا۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہر وسعت رکھنے والا اپنی وسعت کے مطابق نفقہ دے۔

۲۔ جس شخص کے لئے اسکا رزق تنگ کر دیا گیا ہو تو جو کچھ اللہ تعالی نے اسے دیا ہے وہ اسی میں سے نفقہ دے۔

۳۔ اللہ تعالی نے جسے جتنا دیا ہے اس پر اس سے زیادہ کا بوجھ نہیں ڈالتا۔

۴۔ کوئی مشکل ہو تو اللہ اسکے بعد کوئی آسانی بھی پیدا کردے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالی نفقہ کی مقدار بیان کر رہے ہیں کہ آدمی اپنی بیوی یا مطلقہ جو عدت میں ہو اس پر اور اپنے بچہ پر کتنا خرچ کرے؟ چنانچہ فرمایا کہ آدمی اپنی اپنی وسعت کے لحاظ سے ان پر خرچ کرے یا انہیں نفقہ دے

مثلاً اگر کوئی صاحبِ مال و دولت والا ہو تو وہ اپنی دولت اور مال کے اعتبار سے اس پر خرچ کرے گا اور اسی اعتبار سے وہ اسے کھلائے گا اور پلائے گا لیکن اگر کوئی ایسا ہے کہ جسکی روزی تنگ ہو تو وہ بھی اپنی وسعت کے اعتبار سے انہیں کھلائے گا، عورت کو اس بات کا حق نہیں کہ وہ اپنے شوہر سے اسکی وسعت سے زیادہ کا مطالبہ کرے، یہ اللہ تعالی نے ایک معیار مقرر کر رکھا ہے تا کہ کسی کو کوئی پریشانی نہ ہو اور اللہ تعالی بھی آدمی پر اسکی طاقت اور وسعت سے زیادہ کا بوجھ نہیں ڈالتا بلکہ انہیں اسی کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے جوان سے ہو پاتا ہے، سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۶ میں بھی اللہ تعالی نے یہی بات فرمائی لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا انسان کو چاہئے کہ وہ اس پر یقین رکھے اور جس کام کے کرنے کا اللہ تعالی نے اسے حکم دیا اسے بجالائے اور یہ غور کرے کہ اگر اللہ تعالی نے مجھ پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ مجھ سے ہو پائے گا اور پھر اسے پورا کریں اور یہ جو تنگی اور مشکلات اللہ تعالی کسی انسان پر ڈالتا ہے تو یہ بس آزمانے کے لئے ہوتا ہے اور یہ حالت ہمیشہ نہیں رہتی بلکہ ہر تنگی کے بعد اللہ تعالی وسعت کے راستے بھی کھول دیتا ہے اس لئے انسان کو اپنی اس حالت پر مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ وہ اللہ کے اس وعدہ پر سَيَجۡعَلُ اللّٰهُ بَعۡدَ عُسۡرٍ يُّسۡرًا ۱ عنقریب اللہ مشکل کے بعد آسانی پیدا کردے گا اس بات کا یقین رکھتے ہوئے صبر سے کام لے اور جو صبر سے کام لیتا ہے یقینا اللہ تعالی کی مدد اسکے ساتھ شامل حال ہوتی ہے اور جسکے ساتھ اللہ تعالی کی مدد ہو وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا، سورۃ انشراح کی آیت نمبر ۵ اور ۶ میں بھی اللہ تعالی نے اس بات کہ وضاحت کردی کہ فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا ۱ ۝ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا ۱ (پس بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے) یہاں پر تو اللہ تعالی نے تاکیداً دوبار اس بات کو دہرایا تا کہ انسان کو اور زیادہ یقین آجائے اور اسکے دل میں یہ بات گھر کر جائے، اللہ تعالی ہمیں صبر کرنے والا اور اپنی باتوں پر کامل یقین کرنے والا بنائے آمین۔

(درس نمبر ۲۱۹۶) انہوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھا (الطلاق ۸-تا-۱۰)

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَ كَاَيِّنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ عَتَتۡ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهَا وَ رُسُلِهٖ فَحَاسَبۡنٰهَا حِسَابًا شَدِيۡدًا ۙ وَّ عَذَّبۡنٰهَا عَذَابًا نُّكۡرًا ۝ فَذَاقَتۡ وَبَالَ اَمۡرِهَا وَ كَانَ عَاقِبَةُ اَمۡرِهَا خُسۡرًا ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمۡ عَذَابًا شَدِيۡدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِى الۡاَلۡبَابِ ۛ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۛ قَدۡ اَنۡزَلَ اللّٰهُ اِلَيۡكُمۡ ذِكۡرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور كَاَيِّنۡ کتنی ہی مِّنۡ قَرۡيَةٍ بستیاں ہیں عَتَتۡ سرکشی کی انہوں نے عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهَا اپنے رب کے حکم سے وَ رُسُلِهٖ اور اس کے رسولوں کے فَحَاسَبۡنٰهَا تو ہم نے حساب لیا ان سے حِسَابًا حساب شَدِيۡدًا سخت وَّ اور عَذَّبۡنٰهَا ہم نے عذاب دیا انہیں عَذَابًا عذاب نُّكۡرًا ہولناک فَذَاقَتۡ چنانچہ انھوں نے چکھا وَبَالَ اَمۡرِهَا

وبال اپنے کام کاوَ اور کَانَ تھا عَاقِبَةُ انجام اَمْرِهَا ان کے کام کا خُسْرًا خسارہ ہی اَعَدَّ اللّٰهُ اللہ نے تیار کیا ہے
لَهُمْ ان کے لیے عَذَابًا عذاب شَدِيدًا شدید فَاتَّقُوا لہذا تم ڈرو اللّٰهَ اللہ سے يَاُولِي الْاَلْبَابِ اے عقل والو!
الَّذِيْنَ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو قَدْ تحقیق اَنْزَلَ نازل کیا ہے اللّٰهُ اللہ نے اِلَيْكُمْ تمہاری طرف ذِكْرًا ذکر

ترجمہ:۔اور کتنی ہی بستیاں ایسی ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرکشی کی تو ہم نے ان کا سخت حساب لیا اور انہیں سزا دی، ایسی بری سزا جو انہوں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی! چنانچہ انہوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھا اور ان کے اعمال کا آخری انجام نقصان ہی نقصان ہوا (اور آخرت میں) ہم نے ان کے لئے ایک سخت عذاب تیار کر رکھا ہے، لہذا اے عقل والو جو ایمان لے آئے ہو، اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ نے تمہارے پاس ایک سراپا نصیحت بھیجی ہے۔

تشریح:۔ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔کتنی ہی بستیاں ایسی ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار اور اسکے رسولوں کے حکم سے سرکشی کی تو اللہ تعالی نے انکا سخت حساب لیا۔

۲۔انہیں سزا دی، ایسی بڑی سزا جو انہوں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔

۳۔ان لوگوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھا۔ ۴۔انکے اعمال کا آخری انجام نقصان ہی نقصان ہوا۔

۵۔آخرت میں اللہ تعالی نے انکے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۶۔اے عقل والو! جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرتے رہو۔

۷۔اس نے تمہارے پاس ایک سراپا نصیحت بھیجی ہے۔

اللہ تعالی نے تمام احکام بیان کر دیئے ہیں کہ دنیا میں کس طرح رہنا ہے اور ازدواجی زندگی کیسی گزارنی ہے؟ اور اگر طلاق دینا ہو تو کیسے دیا جائے؟ اور اسکے بعد کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ وغیرہ، جو شخص ان احکامات کو نہ مانے اور اپنی مرضی سے کام کرے گا تو وہ اللہ کی محبت سے محروم رہے گا ان آیتوں میں بیان کیا جارہا ہے کہ پچھلی قوموں کے کچھ لوگ تھے جنہوں نے اپنے پروردگار اور اسکے رسولوں کے حکم سے سرکشی کی اور ان کاموں کے کرنے سے انکار کر دیا جنکے کرنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا لہذا انکی اس نافرمانی اور روگردانی کی وجہ سے اللہ تعالی نے انہیں دنیا ہی میں سخت سزائیں دیں، ایسی سخت سزائیں کہ جن سزاوں کو ان لوگوں نے پہلے کبھی دیکھا تک نہیں تھا، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہاں پر فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيدًا سے آخرت کا عذاب مراد ہے کہ وہاں پر انکا حساب بہت سخت ہوگا اور وَعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا سے مراد دنیوی عذاب ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں، بھوک، پیاس، قحط، قتل کئے جانا، زمین میں دھنس جانا، صورتوں کا جانوروں کی شکل میں بدل جانا اسکے علاوہ اور بھی بہت سے

عذابوں میں مبتلا کیا کہ یہ ایسی سزائیں اور عذاب تھے جو ان سے پہلے کسی اور کو نہیں دیئے گئے، اس طرح انہیں انکے کئے کا مزہ چکھایا گیا اور آخرت میں مزید چکھایا جائے گا اور یہ جو آخرت کا انجام ہے وہ تو انہیں بہت نقصان پہنچانے والا ہے اس لئے کہ وہاں اللہ تعالی نے دنیا میں دیئے جانے والے عذاب سے بھی کہیں زیادہ سخت عذاب انکے لئے تیار کر رکھا ہے، ان میں جو عقلمند ہو گا وہ ان حالات کو دیکھ کر اور ان سزاوں کے بارے میں جان کر کبھی اللہ تعالی کے حکموں کی خلاف ورزی نہیں کرے گا اس لئے اللہ تعالی انہی عقلمندوں کو خطاب کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ اے ایمان لانے والے عقلمندو! تم نے ایمان لا کر اپنی عقلمندی کا ثبوت دیا تم اللہ کی نافرمانی کرنے سے بچو اس لئے کہ تم نے اسکی نافرمانی کرنے کا انجام دیکھ لیا ہے تو تم اس اللہ سے جس نے یہ سزائیں تیار کی ہیں اور جن سزاوں کے بارے میں تمہیں اس قرآن کریم کے ذریعہ آگاہ کیا ہے اس سلسلہ میں اپنے انجام سے ڈرو اس لئے کہ جب تک انسان اپنے اندر اللہ کا خوف رکھے گا تب تک وہ نافرمانی اور گناہ کے کاموں سے بچتا رہے گا اور جس کے دل سے اللہ کا ڈر نکل گیا پھر وہ کسی گناہ کے کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے گا، اللہ تعالی ہم تمام کو اس سے ڈرنے والا اور اسکے احکامات پر عمل کرنے والا بنائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۱۹۷﴾ **ایمان اور اعمالِ صالحہ کا صلہ** ﴿الطلاق۔۱۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَ مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ يَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ رَّسُوْلًا رسول يَّتْلُوْا وہ تلاوت کرتا ہے عَلَيْكُمْ تم پر اٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کی آیتیں مُبَيِّنٰتٍ واضح لِّيُخْرِجَ تا کہ وہ نکالے الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَ اور عَمِلُوا انھوں نے عمل کیا کہ الصّٰلِحٰتِ نیک مِنَ الظُّلُمٰتِ اندھیروں سے اِلَى النُّوْرِ نور کی طرف وَ اور مَنْ جو کوئی يُّؤْمِنْۢ ایمان لائے بِاللّٰهِ اللہ کے ساتھ وَ اور يَعْمَلْ عمل کرے صَالِحًا نیک يُّدْخِلْهُ تو وہ داخل کرے گا اسے جَنّٰتٍ ایسے باغات میں تَجْرِيْ کہ چلتی ہے مِنْ تَحْتِهَا ان کے نیچے الْاَنْهٰرُ نہریں خٰلِدِيْنَ وہ ہمیشہ رہیں گے فِيْهَاۤ ان میں اَبَدًا ابد تک قَدْ تحقیق اَحْسَنَ اللّٰهُ اللہ نے اچھا دیا لَهٗ اس کو رِزْقًا رزق

ترجمہ:۔ یعنی وہ رسول جو تمہارے سامنے روشنی دینے والی اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں تا کہ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آئیں، اور جو شخص اللہ

پر ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے اللہ اس کو ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ، جہاں جنتی لوگ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ نے ایسے شخص کے لئے بہترین رزق طے کر دیا ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس اللہ نے تمہارے پاس ایک رسول بھیجا ہے جو تمہارے سامنے روشنی دینے والی اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں۔

۲۔ ان آیتوں کے سنانے کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔

۳۔ جو اللہ پر ایمان لائے اور نیک اعمال اختیار کرے، انہیں اللہ تعالی ایسے باغات میں داخل کرے گا جنکے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

۴۔ وہاں جنتی لوگ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

۵۔ اللہ تعالی نے ایسے شخص کے لئے بہترین رزق طے کر دیا ہے۔

پچھلی آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ اللہ تعالی نے اپنا ذکر یعنی کلام انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا، اور جب اللہ تعالی اپنا کلام نازل کرتا ہے تو اسکے ساتھ اپنے ایک رسول کو بھی بھیجتا ہے تا کہ وہ اپنی قوم کو یہ کلام کھول کھول کر سمجھائیں اور اللہ کا پیغام ان تک پہنچائیں اس لئے اللہ تعالی نے اس امت میں بھی ایک نبی کو بھیجا ہے جنکا ذکر اس آیت میں کیا جارہا ہے چنانچہ فرمایا کہ اس اللہ نے جس نے اپنا ذکر اور نصیحت بھیجی وہیں اس نے اپنا ایک رسول اور پیغمبر بھی بھیجا یعنی نبی رحمت حضرت محمد مصطفی ﷺ کو بھیجا جو تمہارے سامنے ہمارے بھیجے ہوئے ذکر یعنی کلام مبارک کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں یہ ایسی آیتیں ہیں جو گمراہی کے اندھیرے میں ہدایت کی روشنی دینے والی اور سیدھا راستہ بتلانے والی ہیں لہذا جو لوگ اس کتاب پر اور اس کتاب کے بھیجنے والے پر ایمان لے آئے ہوں اور اس کتاب میں جن اعمال کے کرنے کا انہیں حکم دیا گیا وہ اعمال اختیار کرتے ہوں اور جن کاموں سے انہیں روکا گیا ان کاموں سے رک جاتے ہوں اور نیک کاموں میں اپنی زندگی گزارتے ہوں تو ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالی نے بہترین انجام تیار کر رکھا ہے اور وہ یہ کہ وہاں آخرت میں انہیں ایسے باغات میں داخل کیا جائے گا جسکی خوبصورتی کا یہ عالم ہوگا کہ ان باغات کے نیچے سے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کی نہریں بہتی رہے گی، ان خوبصورت باغوں میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے جہاں انہیں کبھی نہ موت آئے گی اور نہ ہی کبھی انہیں ان باغات سے نکالا جائے گا، اسکے علاوہ اور بھی بہت سی نعمتیں اور عمدہ عمدہ رزق اللہ تعالی نے ان ایمان والے نیک بندوں کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

سے مراد اہل کتاب کے مومن ہیں کہ وہ اللہ کے نبی کی بعثت سے پہلے اپنے رسولوں یعنی حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علیہما السلام پر اور انکی کتابوں تورات وانجیل پر ایمان رکھتے تھے، اب چونکہ وہ دین مسخ ہو چکا تھا اور اسلام کے آنے کے بعد اس دین پر باقی رہنا گمراہی پر رہنا قرار دیا گیا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ انہیں اس گمراہی سے نکال کر دینِ اسلام کی روشنی میں یہ نبی لے آئیں۔ (تفسیر قرطبی۔ج، ۱۸۔ص، ۱۷۴) لیکن یہاں اس حکم میں بالعموم سارے ایمان والے ہیں۔

﴿درس نمبر ۲۱۹۸﴾ **جس نے سات آسمان پیدا کئے اور اسی طرح زمین بھی** ﴿الطلاق۔۱۲﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَللّٰهُ اللہ الَّذِيْ وہ ذات ہے جس نے خَلَقَ پیدا کئے سَبْعَ سات سَمٰوٰتٍ آسمان وَّ مِنَ الْاَرْضِ زمینیں بھی مِثْلَهُنَّ ان کی مثل يَتَنَزَّلُ نازل ہوتا ہے الْاَمْرُ حکم بَيْنَهُنَّ ان کے درمیان لِتَعْلَمُوْٓا تاکہ تم جان لو اَنَّ کہ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر قَدِيْرٌ خوب قادر ہے وَّ اور اَنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللہ نے قَدْ تحقیق اَحَاطَ گھیر رکھا ہے بِكُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کو عِلْمًا باعتبار علم کے

ترجمہ:۔ اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور زمین بھی انہی کی طرح، اللہ کا حکم ان کے درمیان اترتا رہتا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے اور یہ کہ اللہ کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور اسی کی طرح زمین بھی۔

۲۔ اللہ کا حکم انکے درمیان اترتا رہتا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

۳۔ یہ بھی تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

پوری سورت میں جگہ جگہ اللہ کا نام آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ حدیں مقرر کی ہیں کہ جو کوئی ان حدود کو پار کرے گا اسے سزا دیجائے گی، اور اللہ تعالیٰ نے چند احکامات کو لازم کیا ہے اور جو کوئی ان احکامات کو نہیں مانے گا اسے سزا دیجائے گی اور جو ان احکامات کو مانے گا اور ایمان لا کر اسکی اطاعت کرے گا تو وہ اللہ انہیں جنت میں داخل کرے گا، اب وہ اللہ کیسی شان والا ہے اور اسکی قدرت کیسی ہے؟ اس آیت میں بیان کیا جا رہا ہے تاکہ انسان کو اللہ

کی قدرت وعظمت کے ذریعہ اسکی کہی ہوئی باتوں پر یقین ہوجائے کہ یقینا اس اللہ نے جو کچھ کہا ہے وہ سب ہو کر رہے گا۔ چنانچہ فرمایا کہ جس اللہ کے عذاب سے تمہیں ڈرایا گیا اور جسکی نعمتوں کا تمہیں شوق دلایا گیا وہ اللہ ایسی قدرت والا ہے کہ اس نے ان ساتوں آسمانوں کو اور ساتوں زمینوں کو پیدا کیا تعداد میں آسمانوں کے سات ہونے پر تو کئی آیات دلالت کرتی ہیں لیکن زمین کے سات ہونے پر اسکے علاوہ اور کوئی آیت موجود نہیں البتہ احادیث میں کئی جگہ زمین کے تعداد میں سات ہونے کا ذکر آیا ہے جیسے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے زمین کا تھوڑا سا حصہ بھی ظلما ہڑپ لیا تو ساتوں زمینوں کا ہار بنا کر اسکے گلے میں ڈالا جائے گا۔ (بخاری۔ ۲۴۵۲)

اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ظلما اور ناحق کسی کی زمین کا تھوڑا سا حصہ بھی لے لیا تو قیامت کے دن اسے سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔ (بخاری۔ ۲۴۵۴) غور کرو کہ ایک آسمان جو ہمیں نظر آتا ہے اور ایک زمین جس پر ہم چلتے ہیں اسکا بھی یہ عالم ہے کہ اسے ہماری نگاہیں گھیر نہیں سکتیں اور پھر اس ایک آسمان اور زمین میں اتنی مخلوقات بستی ہیں تو پھر ساتوں زمین وآسمان کا کیا عالم ہوگا؟ اور ان میں بسنے والی مخلوقات کا کیا حال ہوگا؟ اور انہیں پیدا کرنے والے اللہ کی قدرت کیسی عظیم ہوگی؟ اور ایسا بھی نہیں کہ یہ ساری مخلوقات کا علم اور انکے عمل کی خبر اس رب کو نہ ہوتی ہو، ہرگز ایسا نہیں بلکہ ان آسمانوں اور زمین میں موجود ہر ہر چیز کا اسے علم ہے حتی کہ جھاڑ سے ٹوٹ کر گرنے والے پتہ کا بھی اسے علم ہے، تو کیا تم جو اعمال کرتے ہو اس سے وہ اللہ بے خبر ہوگا؟ نہیں! اس نے تمہارے ہر عمل کو محفوظ کر رکھا ہے جس پر قیامت کے دن تمہارا حساب ہوگا، تمہارے سنبھلنے کے لئے ہی اللہ تعالی نے یہ سب کچھ بیان فرمایا تا کہ تم اپنے اعمال کو درست کرلو اور اسکے عقاب وعذاب سے اپنے آپ کو بچالے گا، اور اللہ تعالی تو بڑی قدرت والا اور ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

سُوۡرَۃُ التَّحۡرِیۡمِ مَدَنِیَّۃٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۱۲ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۹۹﴾ اللہ نے تمہاری قسموں سے نکلنے کا طریقہ مقرر کر رکھا ہے ﴿التحریم ۱۔۲﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ۚ تَبۡتَغِیۡ مَرۡضَاتَ اَزۡوَاجِکَ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ O قَدۡ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمۡ تَحِلَّۃَ اَیۡمَانِکُمۡ ۚ وَاللّٰہُ مَوۡلٰکُمۡ ۚ وَہُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اے نبی لِمَ کیوں تُحَرِّمُ آپ حرام کرتے ہیں مَاۤ اس چیز کو جو اَحَلَّ حلال کی ہے اللّٰہُ اللہ نے لَکَ آپ کے لیے تَبۡتَغِیۡ آپ چاہتے ہیں مَرۡضَاتَ رضامندی اَزۡوَاجِکَ اپنی بیویوں کی وَ اور اللّٰہُ اللہ غَفُوۡرٌ خوب بخشنے والا رَّحِیۡمٌ نہایت رحم کرنے والا ہے قَدۡ تحقیق فَرَضَ فرض کر دیا ہے اللّٰہُ اللہ نے لَکُمۡ تمہارے لیے تَحِلَّۃَ کھولنا اَیۡمَانِکُمۡ تمہاری قسموں کا وَ اور اللّٰہُ اللہ مَوۡلٰکُمۡ تمہارا کارساز ہے وَ اور ھُوَ وہ الۡعَلِیۡمُ خوب جاننے والا الۡحَکِیۡمُ خوب حکمت والا ہے۔

ترجمہ:۔ اے نبی! جو چیز اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہے، تم اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اُسے کیوں حرام کرتے ہو؟ اور اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔ O اللہ نے تمہاری قسموں سے نکلنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے۔ اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہی ہے جسکا علم بھی کامل ہے، حکمت بھی کامل O

سورہ کی فضیلت: حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۂ تحریم پڑھی اللہ اسے سچی توبہ (کا موقع) نصیب فرمائے گا۔ (تخریج احادیث الکشاف للزیلعی۔ ج، ۴۔ص، ۶۸)

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے نبی! جو چیزیں اللہ نے حلال کی ہے آپ انہیں اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیوں حرام کرتے ہو؟۔

۲۔ اللہ نے تمہاری قسموں سے نکلنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے۔

۳۔ اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔ ۴۔ وہی ہے جسکا علم بھی کامل ہے حکمت بھی۔

۴۔ اللہ تمہارا کارساز ہے۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے عورتوں سے متعلق مسائل یعنی طلاق، اسکی عدت، نفقہ وغیرہ سے متعلق بیان

فرمایا، اس سورت میں بھی اللہ تعالی عورتوں سے متعلق ہی مسائل بیان کرر ہے ہیں، چنانچہ فرمایا کہ اے نبی! آپ اپنی بیویوں کی وجہ سے وہ چیز کیوں اپنے اوپر حرام کرر ہے ہو جس چیز کو خود اللہ تعالی نے تمہارے لئے حلال فرمایا؟ اور جس چیز کو اللہ تعالی نے خود حلال کیا ہے اسے حرام کرنے کا اختیار کسی کو نہیں ہے اور خود اپنے لئے اسے حرام کرلینا یہ اچھی بات نہیں ہے اس لئے ان باتوں سے پرہیز کرو اور جو بات آپ سے ہوئی ہے اس پر اللہ سے توبہ کرو یقینا وہ معاف فرمادے گا وہ تو بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے، اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس ایک دن کچھ زیادہ ہی دیر ٹھہرے رہے اور وہاں آپ نے شہد پیا، جب اسکی خبر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہوئی تو آپ نے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے مل کر یہ طے کیا کہ جس کسی کے پاس بھی اللہ کے نبی آئیں تو ہم ان سے یہ کہیں کہ ہمیں آپ کے پاس سے مغافیر (ایک قسم کا گوند) کی بو آرہی ہے، کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ چنانچہ ایسا ہی ہوا تو آپ علیہ السلام نے کہا کہ نہیں! میں نے تو زینب کے پاس شہد پیا تھا لیکن اب دوبارہ نہیں پیوں گا، اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ نازل فرمائی۔ (بخاری۔ ۵۲۶۷) مفسرین نے ایک اور واقعہ کو اس آیت کا شان نزول قرار دیا ہے کہ جس میں آپ علیہ السلام نے اپنی ام ولد حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا، (تفسیر زمخشری۔ ج۔ ۴۔ ص، ۵۶۳) لیکن علماء نے راجح قول اسی شہد والے واقعہ کو قرار دیا، چونکہ آپ علیہ السلام نے اپنے اوپر شہد کو حرام کرلیا تو اس کا کفارہ بھی دینا ہوگا جسکا تذکرہ اگلی آیت میں کیا جارہا ہے کہ اللہ تعالی نے تمہاری قسموں سے نکلنے کا طریقہ مقرر کردیا ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ تم اپنی کھائی ہوئی قسم پر کفارہ ادا کرو اور قسم کا کفارہ وہی ہے جو سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۸۹ میں بیان کیا یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا انہیں کپڑا پہنانا یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے یا پھر تین روزے رکھنا ہے، یہی وہ طریقہ ہے جو اللہ تعالی نے قسموں سے نکلنے کے لئے مقرر کیا اور اللہ تعالی تو سب کا کارساز ہے اس نے ہر ایک چیز کا حکم طے کررکھا ہے تاکہ کسی کو کسی بھی معاملہ میں کوئی پریشانی نہ ہو اور اس نے جو حکم لگا رکھا ہے اس میں کیا حکمت ہے؟ اسے وہی خوب جانتا ہے وہ تو بڑا حکمت والا اور علم والا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۰۰﴾ مجھے اس نے یہ بات بتائی ہے جو بڑا علم والا ہے ﴿التحریم۔ ۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِذْ جب اَسَرَّ چھپا کر کہی النَّبِیُّ نبی نے اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ اپنی بعض بیویوں سے حَدِیْثًا ایک بات فَلَمَّا پھر جب نَبَّاَتْ اس نے خبر دی بِہٖ اس کی وَ اور اَظْھَرَہُ ظاہر کر دیا اس کو اللّٰہُ اللہ نے عَلَیْہِ اس پر عَرَّفَ تو اس نے بتلا دی بَعْضَہٗ کچھ اس میں سے وَ اور اَعْرَضَ اعراض کیا عَنْ بَعْضٍ کچھ سے فَلَمَّا پھر جب نَبَّاَھَا اس نے خبر دی اس کو بِہٖ اس کی قَالَتْ تو اس نے کہا مَنْ کس نے اَنْبَاَكَ آپ کو خبر دی ہے ھٰذَا اس کی قَالَ فرمایا نَبَّاَنِیَ مجھے خبر دی ہے الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ اللہ علیم خبیر نے۔

ترجمہ:۔ اور یاد کرو جب نبی نے اپنی کسی بیوی سے راز کے طور پر ایک بات کہی تھی۔ پھر جب اُس بیوی نے وہ بات کسی اور کو بتلا دی اور اللہ نے یہ بات نبی پر ظاہر کر دی تو اُس نے اُس کا کچھ حصہ جتلا دیا اور کچھ حصے کو ٹال گئے۔ پھر جب اُنہوں نے اُس بیوی کو وہ بات جتلائی تو وہ کہنے لگیں کہ: ''آپ کو یہ بات کس نے بتائی؟'' نبی نے کہا کہ: ''مجھے اُس نے بتائی جو بڑے علم والا بہت باخبر ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یاد کرو جب نبی نے کسی بیوی سے راز کے طور پر ایک بات کہی تھی۔

۲۔ جب اس بیوی نے وہ بات کسی اور کو بتلادی تو اللہ تعالی نے بھی اسکی خبر آپ علیہ السلام کو دیدی۔

۳۔ نبی نے بھی اسکا کچھ حصہ بتلایا اور کچھ حصہ ٹال گئے۔

۴۔ جب نبی نے وہ بات اس بیوی کو بتلائی تو وہ کہنے لگیں کہ آپ کو یہ بات کس نے کہی؟۔

۵۔ مجھے اس نے یہ بات بتائی ہے جو بڑا علم والا ہے۔

جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا نے بتایا کہ آپ کے دہن مبارک سے مغافیر کی بو آرہی ہے، تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں نے زینب کے پاس شہد کھایا تھا اگر واقعی ایسی کراہت والی بو آرہی ہے تو پھر میں اسے کبھی نہیں پیوں گا اور تمہیں میں ایک بات بتاتا ہوں تم کسی کو نہیں بتانا وہ یہ کہ میں نے اپنے اوپر اس شہد کو حرام کرلیا، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا سے جو راز کی بات کہی تھی کہ میں نے اس شہد کو حرام کرلیا یا دیگر روایات کے مطابق حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنھا کو اپنے اوپر حرام کرنے کا ذکر آیا ہے، اس راز کی بات کا اس آیت میں تذکرہ کیا جارہا ہے کہ یاد کرو اس وقت کو جب نبی نے اپنی کسی بیوی سے راز کی بات کہی تو اس بیوی نے وہ راز کی بات کسی اور کو بتلادی تو اللہ تعالی نے بھی یہ بات آپ علیہ السلام پر وحی کردی کہ آپ نے جو راز کی بات اپنی بیوی کو کہی تھی انھوں نے وہ راز کی بات کسی اور کو بتلادی ہے، روایات میں آتا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہہ دی تھی، چونکہ یہ دونوں آپس میں بہت محبت کرتے تھے اور انہی دونوں نے وہ مغافیر والی بات آپس میں طے کی تھی تو اس پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

کا جورد عمل تھا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہے بغیر نہ رہ سکے، الغرض جب یہ بات نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم نے وہ بات جو میں نے تمہیں بطور راز کہی تھی فلاں کو بتلادی، جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہی تو وہ مارے حیرت کے کہنے لگیں کہ یہ بات تو میرے اور عائشہ کے بیچ تھی مگر آپ کو کس نے بتلائی ؟ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ بات اس ذات نے بتلائی جو بڑا جاننے والا اور ہر بات سے باخبر ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو پورے واقعہ کی خبر دیدی کہ ان دونوں نے کیا کیا تھا اور آپس میں کیا سرگوشیاں کی تھیں؟ لیکن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بس اسی راز کو افشا کرنے والی بات کو ان سے کہی تا کہ انہیں شرمندگی نہ ہو۔ چونکہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا راز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کردیا اور چونکہ ان دونوں امہات نے ہی وہ مغافیر والی سرگوشی کی تھی تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ کا قصہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا تو ان دونوں کو یہ بات اچھی لگی کہ انکی سرگوشی کامیاب ہوئی، اور یہ سب کچھ ان دونوں نے ایک بیوی ہونے کے اعتبار سے اپنے سوکن کے لئے جو طبعی غیرت ہوتی ہے بس اسی غیرت کی وجہ سے کیا تھا ورنہ اس میں انکی دوسری کوئی غلط منشا نہیں تھی لیکن چونکہ یہ طریقہ غلط تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ انہیں اس پر توبہ کرنے کا حکم فرمایا جسکا ذکر اگلی آیت میں آرہا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۲۲۰﴾ اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کرو تو یہی مناسب ہے ﴿التحریم۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنْ اگر تَتُوْبَآ تم دونوں توبہ کرو اِلَى اللّٰهِ اللہ کی طرف فَقَدْ پس تحقیق صَغَتْ ہٹ گئے ہیں قُلُوْبُكُمَا تمہارے دل وَ اور اِنْ اگر تَظٰهَرَا تم دونوں ایک دوسری کی مدد کروگی عَلَيْهِ آپ کے مقابلے میں فَاِنَّ تو بلاشبہ اللّٰهَ اللہ هُوَ وہی ہے مَوْلٰىهُ آپ کا مددگار وَ اور جِبْرِيْلُ جبریل وَ اور صَالِحُ صالح الْمُؤْمِنِيْنَ مومن وَ اور الْمَلٰٓئِكَةُ فرشتے بَعْدَ بعد ذٰلِكَ اس کے ظَهِيْرٌ مددگار ہیں۔

ترجمہ:۔ (اے نبی کی بیویو!) اگر تم اللہ کے حضور توبہ کرلو (تو یہی مناسب ہے) کیونکہ تم دونوں کے دل مائل ہوگئے ہیں، اور اگر نبی کے مقابلے میں تم نے ایک دوسری کی مدد کی تو (یاد رکھو کہ) اُن کا ساتھی اللہ ہے اور جبرئیل ہیں اور نیک مسلمان ہیں۔ اور اس کے علاوہ فرشتے ان کے مددگار ہیں۔

تشریح:۔اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے نبی کی بیویو! اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کرلو تو یہی مناسب ہے کیونکہ تم دونوں کے دل مائل ہو گئے ہیں۔

۲۔اگر نبی کے مقابلہ میں تم نے ایک دوسرے کی مدد کی تو یاد رکھو کہ انکا ساتھی اللہ ہے۔

۳۔جبرئیل، نیک مسلمان اور انکے علاوہ فرشتے بھی انکے مددگار ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے کئے پر توبہ کرنے کا حکم فرما رہے ہیں کہ تم نے ایسا کام کیا ہے جو نبی کو ناپسند تھا لہذا اگر تم اپنے اس کئے پر اللہ سے توبہ کرلو تو یہ تمہارے لئے دنیا و آخرت میں بہتر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمادے گا اور توبہ کرنا اس لئے بھی تمہارے لئے ضروری ہے کہ تمہارے دل حق سے مائل ہو گئے تھے کہ تم نے وہ بات پسند کرلی جو کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند تھی (یعنی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد اور عورت پسند ہیں) لیکن تم نے جو سرگوشی کی اسکی وجہ سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پسندیدہ چیز کو اپنے اوپر حرام کرنا پڑا جو کہ انکے لئے بہت ہی ناگوار چیز تھی اور جو نبی کو ناپسند ہوا سے خود پسند کرنا یہ حق نہیں بلکہ باطل ہے، لہذا اپنی اس لغزش پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لو، ان ازواج مطہرات سے کہا جارہا ہے کہ اگر تم ایک دوسرے کے اس معاملہ میں مددگار بن جاوگی اور آپس میں سرگوشی کروگی ایسی بات پر جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہو تو تمہیں یہ بات جان لینا چاہئے کہ تم دونوں کی یہ آپسی مدد اور سرگوشی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتی اس لئے کہ انکے مددگار تو اللہ تعالیٰ خود ہیں اسکے علاوہ حضرت جبرئیل بھی انکے حامی ہیں اور پھر سارے مومنین جو کہ نفاق سے پاک ہوں، وہ بھی آپ علیہ السلام کے مددگار ہیں جو انکی دنیوی آفات سے حفاظت کرنے میں لگے ہیں اور تمام ملائکہ بھی ہر وقت انکی حمایت و نصرت میں رہتے ہیں لہذا تمہاری یہ سرگوشی جو تم نے غیرت کی وجہ سے کی، نبی کو کوئی نقصان نہیں پہنچاسکی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری سرگوشیوں سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کر کے انکی حفاظت فرمائی، اگر تم توبہ نہیں کروگے تو اس میں تمہاری دنیا بھی خراب ہوگی اور آخرت بھی برباد ہوگی لہذا سچے دل سے اپنے اس کئے پر اللہ سے توبہ کرلو۔

﴿درس نمبر ۲۲۰۲﴾ **اللہ تعالیٰ کو اس بات میں دیر نہیں لگے گی** ﴿التحریم۔۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔عَسٰى امید ہے کہ رَبُّهٗٓ آپ کا رب اِنْ اگر طَلَّقَكُنَّ وہ طلاق دے دے تمہیں اَنْ یہ کہ

يُّبْدِلَهٗٓ اس کو بدلے میں دے دے اَزْوَاجًا بیویاں خَيْرًا بہتر مِّنْكُنَّ تم سے مُسْلِمٰتٍ مسلمان مُّؤْمِنٰتٍ مومن قٰنِتٰتٍ فرمان بردار تٰٓئِبٰتٍ توبہ کرنے والیاں عٰبِدٰتٍ عبادت گزار سٰٓئِحٰتٍ روزے دار ثَيِّبٰتٍ شوہر دیدہ وَّ اور اَبْكَارًا کنواریاں۔

ترجمہ:۔ اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں تو ان کے پروردگار کو اس بات میں دیر نہیں لگے گی کہ وہ اُن کو (تمہارے) بدلے میں ایسی بیویاں عطا فرمادے جو تم سب سے بہتر ہوں، مسلمان، ایمان والی، طاعت شعار، توبہ کرنے والی، عبادت گزار اور روزہ دار ہوں، چاہے پہلے اُن کے شوہر رہے ہوں، یا کنواری ہوں۔

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر وہ نبی تمہیں طلاق دے دیں تو انکے پروردگار کو اس بات میں دیر نہیں لگے گی کہ وہ انکو تمہارے بدلہ میں ایسی بیویاں عطا فرمادے جو تم سے بہتر ہوں۔

۲۔ مسلمان، ایمان والی، اطاعت شعار، توبہ کرنے والی، عبادت گزار اور توبہ کرنے والی ہوں۔

۳۔ چاہے پہلے انکے شوہر رہے ہوں یا کنواری ہوں۔

جو کام حضرت حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما نے کیا تھا اس پر اللہ تعالی انہیں اور باقی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو فرمارہے ہیں کہ اے ازواج مطہرات! تم نے جو کام کیا ہے اس پر اگر یہ نبی تمہیں طلاق دینا چاہیں تو دیدیں ہم انہیں آپکے بدلہ میں آپ سے کئی زیادہ اچھی بیویاں انہیں عطا کریں گے، وہ بیویاں بہت ہی عمدہ صفات کی مالک ہوں گی جیسے کہ مسلمان وایمان والی ہوں گی جو اللہ کے تمام احکامات کو بحسن وخوبی ادا کرتی ہوں گی، اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت گزار ہوں گی ،توبہ کرنے والی ہوں گی اور خضوع کی ساتھ اس رب کی عبادت کرنے والی ہوں گی، روزہ رکھنے والی ہوں گی، ان میں سے بعض شادی شدہ ہوں گی تو بعض کنواری، عورتوں کے لئے طلاق سے بڑی چیز کوئی نہیں ہے اس لئے اللہ تعالی نے ان امہات المومنین کو آئندہ ایسا کوئی کام کرنے سے ڈرایا ہے جس سے آپ علیہ السلام کو تکلیف ہوتی ہو، لہذا اگر تم میں سے کسی نے اس طرح کا کام کیا تو اللہ تعالی تمہاری جگہ دوسری زوجہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کرے گا جن میں یہ تمام مذکورہ صفات ہوں گی ، ان میں سے ایک صفت اطاعت گزاری بھی ہے، ہاں! اگر تم لوگ اپنے اندر یہ صفات پیدا کرلو اور اپنی گذشتہ خطا پر توبہ کرلو تو یہ بات تمہارے لئے بہت بہتر ہے، اس آیت میں دیگر عورتوں کے لئے بھی ایک نصیحت ہے کہ وہ اپنے شوہروں کو ایذا دینے یا انہیں کسی بھی قسم کی کوئی تکلیف دینے سے باز رہیں اور اپنے شوہروں کی ایسے معاملات میں اطاعت کریں جہاں پر اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت نہ ہوتی ہو اور ایک فرمانبردار بیوی بن کر زندگی گزاریں کہ ایسی عورت کو اللہ تعالی جنت میں جگہ بھی عطا فرمائے گا جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے، رمضان

کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے، اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ تم جنت کے جس دروازہ سے بھی جانا چاہو جاؤ۔ (مسند أحمد۔ ۱۶۶۱) اور ایک جگہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے، یعنی نکاح میں ان کا لحاظ ہوتا ہے۔ مال، ۲۔حسب ونسب، ۳۔جمال ۴۔ دین اور تم دین والی کو ترجیح دو (بخاری کتاب النکاح، باب الاکفاد فی الدین ۲۹ ۴/ ۳۔الحدیث ۵۰۹۰) اس آیت کے شان نزول سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ تمام امہات المومنین رضی اللہ عنہن آپ علیہ السلام کو غیرت دلانے کے لئے جمع ہو گئیں تو حضرت عمر وہاں تشریف لائے اور یہ معاملہ دیکھ کر فرمایا کہ اگر نبی تمہیں طلاق دیدیں تو اللہ تعالی تم سے بہتر بیویاں انہیں عطا کریگا، آپ رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا تھا اسی الفاظ میں اللہ تعالی نے وحی نازل فرمائی عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ (بخاری۔ ۴۹۱۹) اس طرح یہ ان تین جگہوں میں سے ایک جگہ ہے جہاں اللہ تعالی نے حضرت عمر کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے آیتیں نازل فرمائیں۔

﴿درس نمبر ۲۲۰۳﴾ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ ﴿التحریم ۶۔۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ O يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اے وہ لوگو جو آمَنُوا ایمان لائے ہو قُوا تم بچاؤ أَنفُسَكُمْ اپنے نفسوں کو وَ اور أَهْلِيكُمْ اپنے اہل وعیال کو نَارًا اس آگ سے کہ وَقُودُهَا اس کا ایندھن ہیں النَّاسُ لوگ وَ اور الْحِجَارَةُ پتھر عَلَيْهَا اس پر ہیں مَلَائِكَةٌ فرشتے غِلَاظٌ تندمزاج شِدَادٌ سخت گیر لَّا يَعْصُونَ وہ نافرمانی نہیں کرتے اللَّهَ اللہ کی مَا جس کا أَمَرَهُمْ وہ حکم دے انہیں وَ اور يَفْعَلُونَ وہ کرتے ہیں مَا وہی جو يُؤْمَرُونَ وہ حکم دیئے جاتے ہیں

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ اُس پر سخت کڑے مزاج کے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے کسی حکم میں اُس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا اُنہیں حکم دیا جاتا ہے O اے کفر اختیار کرنے والو! آج معذرتیں پیش مت کرو۔ تمہیں اُنہی اعمال کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جسکا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

۲۔اس آگ پر سخت کڑک مزاج والے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے کسی حکم میں اسکی مخالفت نہیں کرتے۔

۳۔یہ فرشتے وہی کام کرتے ہیں جسکا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

۴۔اے کفر کرنے والو! آج معذرتیں پیش مت کرو۔

۵۔تمہیں انہی اعمال کا بدلہ دیا جارہا ہے جو تم کیا کرتے تھے۔

یہاں کہا جارہا ہے کہ تم اپنے اور اپنے ماتحتوں کے ذمہ دار ہو، انہیں کھلانا، پلانا اور انکی پرورش کرنا یہ تمہارا حق ہے اور ان حقوق سے بڑھ کر بڑا حق یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو اور انہیں بھی دوزخ کے عذاب سے بچاؤ، اور یہ بچنا اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب تم اپنی زندگی اللہ تعالی اور اسکے رسول کے بتلائے ہوئے طریقوں پر گزارو، اپنے ماتحتوں کو بھی اللہ تعالی کے احکامات بتلاؤ اور انہیں ان احکامات پر چلنے والا بناؤ اور انکی اصلاح کرو اور انہیں ہر اس راستہ سے بچاؤ جو دوزخ کی طرف لے جاتا ہو، اگر اس طرح نہیں کرو گے تو تمہیں اور انہیں بھی دوزخ میں جانا پڑے گا جسکا ایندھن انسان اور پتھر ہیں کہ دنیا میں جس طرح آگ کو بھڑکانے کے لئے لکڑی کو ڈالا جاتا ہے اسی طرح جہنم کی آگ کو بھڑکانے کے لئے اس میں انسانوں اور پتھروں کو ڈالا جائیگا، سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۳۲ میں فرمایا گیا وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور اس پر قائم رہو، یعنی اسلام کے جو فرائض ہیں ان فرائض کو ادا کرنے کا اپنے گھر والوں کو حکم دو اور اگر وہ اللہ کے فرائض میں کوتاہی کریں تو انہیں اس پر ڈانٹ ڈپٹ کیا کرو یا پھر انکی اصلاح کے لئے کوئی مناسب طریقہ اپناؤ، جیسا کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے سات سال کے بچوں کو نماز کا حکم دو اور جب وہ دس سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز چھوڑنے پر ہلکی سی ضرب لگاؤ (تاکہ وہ فرائض میں کوتاہی نہ کریں)۔(ابوداود۔ ۴۹۴)

اس کے بعد اللہ تعالی اس جہنم کی سختی اور اس پر متعین پہرے داروں کی صفت بیان فرمارہے ہیں کہ اس جہنم پر ایسے ایسے داروغہ مقرر ہیں جو اللہ کے حکم کے علاوہ کسی کی بات نہیں سنتے اور وہ بڑے سخت دل اور سخت مزاج بھی ہیں کہ انہیں کسی قسم کا کوئی رحم نہیں آتا، جب اللہ تعالی نے کسی کو جہنم میں ڈالنے کا حکم دے دیا ہو تو بس وہ اسے گھسیٹتے اور مارتے ہوئے جہنم میں پھینکتے ہیں، وہ چاہے منت وسماجت کرلے اور آہ و بکا کرلے اسکا ان فرشتوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا، لہذا اس طرح کی سختی سے خود کو بھی بچاؤ اور اپنے اہل وعیال کو بھی بچاؤ، جب یہ فرشتے جہنمیوں کو جہنم کی جانب لے جائیں گے لوگ ان فرشتوں سے منت وسماجت کریں گے اور مہلت مانگیں گے، تو جب وہ جہنمی لوگ مختلف عذر کریں گے تو وہ فرشتے ان سے کہیں گے کہ آج کوئی معذرت قابل قبول نہیں ہوگی اس لئے کہ اللہ تعالی نے تمہیں دنیا

میں کئی مواقع فراہم کئے تھے، تمہیں مختلف طرح سے سمجھایا گیا تھا اور تمہاری ہدایت کے لئے انبیاء و رسل اور کتابیں بھیجی گئی تھیں اور جہنم کی ہولنا کی بیان کر کے تمہیں ڈرایا بھی گیا تھا مگر تم وہاں ان باتوں کو جھٹلاتے تھے اور ان باتوں کا تم پر کوئی اثر بھی نہیں ہوتا تھا لہذا یہ سزا جو تمہیں دی جا رہی ہے وہ تمہارے ہی اعمال کا بدلہ ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے، اگر تم وہاں سدھر جاتے اور سنبھل جاتے تو آج تمہیں اس دوزخ میں جانا نہ پڑتا لہذا اب ہمیشہ کے لئے یہاں داخل ہو جاؤ یہی تمہارا ٹھکانہ ہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۰۴﴾ اے ایمان والو! اللہ کے حضور سچی توبہ کرو ﴿التحریم۔ ۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اے وہ لوگو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو تُوْبُوْٓا تم توبہ کرو اِلَى اللّٰهِ اللہ کی طرف تَوْبَةً توبہ نَّصُوْحًا خالص عَسٰى امید ہے رَبُّكُمْ تمہارا رب اَنْ يُّكَفِّرَ یہ کہ دور کردے عَنْكُمْ تم سے سَيِّاٰتِكُمْ تمہاری برائیاں وَ اور يُدْخِلَكُمْ وہ داخل کرے تمہیں جَنّٰتٍ ایسے باغات میں تَجْرِيْ کہ چلتی ہیں مِنْ تَحْتِهَا ان کے نیچے الْاَنْهٰرُ نہریں يَوْمَ اس دن لَا يُخْزِي رسوا نہیں کرے گا اللّٰهُ اللہ النَّبِيَّ نبی کو وَ اور الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جو اٰمَنُوْا ایمان لائے مَعَهٗ اس کے ساتھ نُوْرُهُمْ ان کا نور يَسْعٰى دوڑتا ہوگا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ان کے آگے وَ اور بِاَيْمَانِهِمْ ان کے دائیں يَقُوْلُوْنَ وہ کہیں گے رَبَّنَآ اے ہمارے رب اَتْمِمْ پورا فرما لَنَا ہمارے لئے نُوْرَنَا ہمارا نور وَ اور اغْفِرْ مغفرت فرما لَنَا ہماری اِنَّكَ بلاشبہ تو عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر قَدِيْرٌ خوب قادر ہے۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ کے حضور سچی توبہ کرو۔ کچھ بعید نہیں کہ تمہارا پروردگار تمہاری برائیاں تم سے جھاڑ دے اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کردے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اُس دن جب اللہ نبی کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں اُن کو رُسوا نہیں کرے گا۔ اُن کا نور اُن کے آگے اور اُن کی دائیں طرف دوڑ رہا ہوگا۔ وہ کہہ رہے ہوں گے کہ ''اے ہمارے پروردگار! ہمارے لئے اس نور کو مکمل کر دیجئے اور ہماری مغفرت فرما دیجیے یقیناً آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

تشریح: ۔اس آیت میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے ایمان والو! اللہ کے حضور سچی توبہ کرلو۔

۲۔کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالی تمہاری توبہ کی وجہ سے تمہاری برائیاں تم سے دور کردے۔

۳۔تمہیں ایسے باغات میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

۴۔اس دن جب اللہ نبی کو اور انکے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوا نہیں کرے گا۔

۵۔انکا نور انکے آگے اور انکے دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا۔

۶۔اس وقت وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے لئے اس نور کو مکمل کردیجئے۔

۷۔یقینا آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔ ۸۔ہماری مغفرت فرمادیجئے۔

جب انسان اس دنیا سے چلے جاتا ہے تو اسکے پاس توبہ یا معذرت کا کوئی موقع نہیں ہوتا جیسا کہ پچھلی آیت میں بیان کیا گیا کہ جب جہنمی لوگ جہنم کے فرشتوں سے معذرت کرنے لگیں گے تو وہ فرشتے کہیں گے کہ اب تمہارے پاس معذرت کا کوئی موقع نہیں ہے اس لئے کہ معافی اور معذرت کا موقع دنیا ہی میں ہوتا ہے یہاں نہیں، اسی لئے اللہ تعالی انسانوں کو اس دنیا میں اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی طرف رغبت دلا رہے ہیں کہ اے ایمان والو! تمہارے لئے توبہ کرنے کا موقع اسی دنیا میں ہے لہذا اپنے رب کے سامنے اپنے پچھلے گناہوں اور لغزشوں کی توبہ کرلو اور توبہ بھی ایسی ہو کہ اس میں پھر کبھی گناہوں کی طرف لوٹنے کا ارادہ تک نہ ہو اور پورے سچے دل سے اپنی خطاؤں پر نادم ہو اور انکا دوبارہ ارتکاب کرنے سے بچنے کا بھی پختہ ارادہ ہو تو یہ توبہ اللہ کے یہاں قبول ہوگی ورنہ انسان زبانی طور پر توبہ کرے لیکن دل میں ان گناہوں کو پھر سے کرنے کا ارادہ ہو تو ایسی توبہ کچھ فائدہ نہیں دیگی، اس لئے اللہ تعالی نے یہاں تَوْبَةً نَصُوحاً کا خاص طور سے ذکر فرمایا، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تَوْبَةً نَصُوحاً کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ بندہ اپنے گناہوں سے ایسی توبہ کرے کہ پھر کبھی ان گناہوں کے کرنے کی اسکی نیت نہ ہو۔ (تفسیر طبری ۔ج ، ۲۳ ۔ص ، ۴۹۴) اور ایک جگہ حضرت عمر فاروق رض اور دوسرے اصحاب رضی اللہ عنھم نے فرمایا توبۂ نصوح یہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں جاتا۔ (مدارک ص (۱۲۵۸) لہذا جب بندہ اس طرح کی توبہ کرلیگا تو یقینا اللہ تعالی کی ذات سے قوی امید ہے کہ وہ اسکے تمام پچھلے گناہوں کو معاف فرمادے گا اور پھر آخرت میں اس بندے کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا۔جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی اور اس دن اللہ تعالی نہ کسی نبی کو رسوا کرے گا اور نہ انکے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوا کریگا، یہاں رسوا کرنے سے مراد علماءِ تفسیر نے عذاب نہ دینا مراد لیا ہے جس کی مثال سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۹۲ میں ملتی ہے جہاں فرمایا گیا رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَه

اے اللہ ! جسے آپ نے دوزخ میں داخل کیا یقیناً اسے رسوا کردیا، توبہ کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ انہیں جنت میں جگہ ملے گی اور کسی قسم کا عذاب انہیں نہیں دیا جائے گا اور ایمان والوں کے ساتھ ایک نور ہوگا جو انہیں محشر کی ہولناکی و تاریکی سے بچا کر جنت کی طرف لیجائے گا، یہ نور انکے سامنے اور داہنی جانب ہوگا، جب مومنین اس نور کے ساتھ چلتے جارہے ہوں گی تو وہ اللہ تعالی سے یہ دعا بھی مانگتے جائیں گے کہ اے اللہ ! ہمارے اس نور کو باقی رکھ اور ہماری مغفرت فرمادے یقیناً تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، علماء تفسیر نے بیان کیا کہ مومنین جب دیکھیں گے کہ منافقین کے نور کو بجھادیا جارہا ہے اور وہ پل صراط پر روشنی نہ ہونے کی وجہ سے کٹ کٹ کر جہنم میں گررہے ہوں گے تب یہ مومنین اللہ تعالی سے اپنے نور کی سلامتی کی دعائیں مانگنے لگیں گے، اللہ تعالی ہمارے بھی نور کو کل قیامت کے دن مکمل فرمائے اور ہمیں بھی جنت کی نعمتوں میں داخل فرمائیے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۲۲۰۵﴾ اے نبی ! کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجئے ﴿التحریم۔۹﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَآيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔يَآيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی جَاهِدِ آپ جہاد کیجیے الْكُفَّارَ کفار سے وَ اور الْمُنٰفِقِيْنَ منافقین سے وَ اور اغْلُظْ سختی کیجیے عَلَيْهِمْ ان پر وَ اور مَاْوٰهُمْ ان کا ٹھکانا جَهَنَّمُ جہنم ہے وَ اور بِئْسَ برا ہے الْمَصِيْرُ ٹھکانا۔

ترجمہ: ۔اے نبی ! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور اُن کے مقابلے میں سخت ہوجاؤ۔ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے، اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

تشریح: ۔اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے نبی ! کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجیے۔

۲۔ان کافروں اور منافقین کے مقابلہ میں سخت ہوجائیے۔ ۳۔جہنم بہت برا ٹھکانہ ہے۔

۴۔ان جیسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

پچھلی آیت میں مومنوں کو نصیحت کرتے ہوئے انہیں توبہ کا حکم فرمایا اور قیامت کے دن ان مومنوں کو کیا نعمتیں ملیں گی؟ بیان فرمایا اس کے بعد اب اللہ تعالی کافروں اور منافقوں کا ذکر فرمارہے ہیں اور ان سے جہاد کرنے کا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دے رہے ہیں کہ اے نبی ! آپ ان کافروں سے جو آپ کو ایذا پہنچانے کے درپے

ہوں اور وہ خود امن کو چھوڑ کر جنگ کرنا چاہتے ہوں تو آپ بھی ان کے ساتھ جہاد کیجئے، جہاد کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ کافروں کو پکڑیں اور انہیں قتل کرتے جائیں بلکہ جب وہ کافر امن کو خراب کرنا چاہیں اور خود جنگ پر آمادہ ہوں اور صلح کرنے سے انکار کردیں تو ایسی صورت میں اللہ تعالی نے مومنوں کو ان سے جنگ کرنے اور جہاد کرنے کا حکم فرمایا، اب رہے منافقین تو ان کے بارے میں اے نبی! آپ سختی کیجئے اور ان پر حدود قائم کیجئے جبکہ وہ کسی جرم کا ارتکاب کریں اور انہیں انکے نفاق پر رسوا کیجئے جیسا کہ آپ علیہ السلام نے کیا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ جمعہ کے دن خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے منافقوں سے کہا کہ اے فلاں! تم اٹھو تم منافق ہو، اے فلاں! تم اٹھو تم منافق ہو اس طرح آپ نے ان تمام منافقوں کا نام لیکر انہیں پکارا اور انہیں رسوا کیا (المعجم الأوسط للطبرانی۔ ۷۹۲) اور دینی امور کے ادا کرنے میں ان پر سختی بھی کیجئے، اور اسی کے ساتھ قیامت کے دن انکا کیا حشر ہوگا؟ اسے بھی انکے سامنے بیان کیجئے تا کہ وہ اپنے نفاق سے باز آجائیں، چونکہ یہ منافق لوگ ظاہرا تو اسلام میں داخل ہو چکے ہیں لہذا اب اگر ان سے جہاد کیا جائے گا تو دشمنان اسلام کو یہ کہنے کا موقع مل جائے گا کہ دیکھو! مسلمان مسلمان ہی کو قتل کر رہا ہے لہذا اس طرح کی غلط باتوں سے بچنے کے لئے ان منافقین کے ساتھ سختی کر کے ان سے جہاد کیجئے، یہی ان کافروں اور منافقوں کی دنیا میں سزا ہے، اسکے علاوہ آخرت میں انہیں اور سخت سزا دی جائے گا کہ ان سب کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور یقین جانو کہ جہنم بہت ہی برا ٹھکانہ ہے کہ وہاں پر طرح طرح کے بڑے سخت عذاب اللہ تعالی نے تیار کر رکھے ہیں اور وہ عذاب بھی ایسے ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوں گے اور نہ ہی انہیں کبھی اس جہنم میں موت آئے گی۔ اللہ تعالی ہم تمام کو جہنم جیسے برے ٹھکانہ سے حفاظت فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۲۰۶﴾ **حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں کافروں کیلئے مثال** ﴿التحریم۔ ۱۰﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ ضَرَبَ بیان فرمائی اللّٰهُ اللہ نے مَثَلًا ایک مثال لِّلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے جنہوں نے كَفَرُوا کفر کیا امْرَاَتَ نُوْحٍ نوح کی بیوی کی وَّ اور امْرَاَتَ لُوْطٍ لوط کی بیوی کی كَانَتَا وہ دونوں تھیں تَحْتَ زیر نکاح عَبْدَيْنِ دو بندوں کے مِنْ عِبَادِنَا ہمارے بندوں میں سے صَالِحَيْنِ جو دونوں نیک تھے فَخَانَتٰهُمَا تو

ان دونوں نے خیانت کی ان کی فَلَمْ یُغْنِیَا پھر فائدہ نہ دیا ان دونوں نے عَنْهُمَا ان دونوں کو مِنَ اللّٰهِ اللہ کے مقابلے میں شَیْـًٔا کچھ بھی وَّ اور قِیْلَ کہہ دیا گیا ادْخُلَا داخل ہوجاؤ تم دونوں النَّارَ آگ میں مَعَ الدّٰخِلِیْنَ داخل ہونے والوں کے ساتھ۔

ترجمہ:۔ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے، اللہ اُن کے لئے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کو مثال کے طور پر پیش کرتا ہے۔ یہ دونوں ہمارے دو ایسے بندوں کے نکاح میں تھیں جو بہت نیک تھے۔ پھر انہوں نے ان کے ساتھ بے وفائی کی، تو وہ دونوں اللہ کے مقابلے میں اُن کے کچھ بھی کام نہیں آئے، اور (اُن بیویوں سے) کہا گیا کہ: ''دوسرے جانے والوں کے ساتھ تم بھی جہنم میں چلی جاؤ۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے لئے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کو مثال کے طور پر پیش کرتا ہے۔

۲۔ یہ دونوں اللہ کے ایسے بندوں کے نکاح میں تھیں جو بہت نیک تھے۔

۳۔ انہوں نے ان کے ساتھ بے وفائی کی تو وہ دونوں (انبیاء) ان کے کچھ کام نہ آئے۔

۴۔ ان بیویوں سے کہا گیا کہ دوسرے جانے والوں کے ساتھ تم بھی جہنم میں چلی جاؤ۔

توبہ، ایمان، اخلاص اور دشمنان اسلام سے جہاد کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ اس آیت میں دو بہت عمدہ مثالیں پیش کر رہے ہیں تاکہ کافروں کی حالت اور مسلمانوں کے ساتھ ان کی دشمنی کی حقیقت بتلائی جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ کافروں کا حال بیان کر رہے ہیں کہ ان کافروں کو مسلمانوں کی صحبت اور انکے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ اسلام انکے دلوں میں داخل نہ ہو جائے، اسکی مثال پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ایسی عورتوں کا حال بیان کیا جو بہت ہی نیک بندے اور انبیاء کے نکاح میں تھیں، انکے ساتھ اُٹھتیں، بیٹھتیں، دن رات گزارتیں، کھاتیں پیتیں لیکن پھر بھی اس اچھے ماحول اور صحبت کا ان عورتوں پر کوئی اثر نہیں ہوا اور وہ کافر کی کافر رہ گئیں، ان میں سے ایک تو حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی تھی اور دوسری عورت حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی تھی (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۸۔ص، ۲۰۱)، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں عورتوں نے جو کام کیا اور خیانت کی اسکا ذکر فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی کہ پہلے تو وہ اپنے شوہروں کے دین پر نہیں تھیں پھر اسکے علاوہ انکی خیانت یہ تھی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی لوگوں کو کہتی پھرتیں کہ نوح (نعوذ باللہ) مجنون ہیں اور لوط علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ اس نے ان فرشتوں کی جو مہمان بن کر حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے تھے انکی خبر اپنی قوم کو دی، جبکہ لوط علیہ السلام یہ خوف کر رہے تھے کہ کہیں میری قوم کو ان مہمانوں کی آمد کی اطلاع نہ مل جائے،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انکی خیانت کے بارے میں کہا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی حضرت نوح علیہ السلام کے سارے رازوں کی اطلاع لوگوں کو دیتی رہتی تھی لہذا جب کبھی کوئی آدمی آپ پر ایمان لاتا تو وہ اسکی اطلاع قوم کے ظالم لوگوں تک پہنچا دیتی پھر وہ لوگ اس ایمان لانے والے پر ظلم کیا کرتے اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا حال یہ تھا کہ جب بھی کوئی مہمان آپ علیہ السلام کے پاس آتا تو وہ اسکی اطلاع شہر کے لوگوں کو پہنچا دیتی جو فعل بد کے مرتکب تھے۔ (تفسیر طبری۔ج، ۲۳۔ص، ۴۹۸)، اسکے بعد اللہ تعالی نے فرمایا کہ انکی ان حرکتوں کی وجہ سے اللہ تعالی نے ان عورتوں پر جب اپنا عقاب وعذاب نازل فرمایا تو وہ دونوں انبیاء اپنی بیویوں کو اللہ کے اس عذاب سے بچا نہ سکے اور آخرت میں بھی جب ان سے کہا جائے گا کہ تم جہنم میں جانے والوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہو جاؤ اس وقت بھی یہ انبیاء انہیں جہنم میں جانے سے بچا نہیں پائیں گے اس لئے کہ یہ انکے اعمال کی سزا ہے جو انہیں دی جا رہی ہے، اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ کوئی اسے جہنم میں جانے سے بچا نہیں سکے گا جو مومن نہ ہو، امام زحیلی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس مثال کے ذریعہ ہوسکتا ہے اللہ تعالی نے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو متنبہ کیا ہے کہ دیکھو! جو کوئی نبی کی مخالفت کرتا ہے چاہے وہ اسکی بیوی ہی کیوں نہ ہو ہم اسے سزا دیتے ہیں اور ہماری سزا سے اسے نبی بھی بچا نہیں سکتے، آپ دونوں نے جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے کا کام کیا ہے وہ بھی درست نہیں تھا لہذا آپ اپنے رب سے معافی مانگ لوتا کہ وہ آپ کو بخش دے۔

﴿درس نمبر ۲۲۰۷﴾ اللہ تعالیٰ فرعون کی بیوی کو مثال کے طور پر پیش کرتا ہے ﴿التحریم۔۱۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور ضَرَبَ بیان فرمائی اللّٰهُ اللہ نے مَثَلًا ایک مثال لِّلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے جو اٰمَنُوا ایمان لائے امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ فرعون کی بیوی اِذْ جب قَالَتْ اس نے کہا رَبِّ اے میرے رب! ابْنِ تو بنا لِيْ میرے لیے عِنْدَكَ اپنے ہاں بَيْتًا ایک گھر فِي الْجَنَّةِ جنت میں وَ اور نَجِّنِيْ تو نجات دے مجھے مِنْ فِرْعَوْنَ فرعون سے وَعَمَلِهٖ اور اس کے عمل سے وَ اور نَجِّنِيْ تو نجات دے مجھے مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ظالم قوم سے۔

ترجمہ:۔ اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے، اُن کے لئے اللہ، فرعون کی بیوی کو مثال کے طور پر پیش کرتا ہے جب اُس نے کہا تھا کہ ”میرے پروردگار! میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اُس کے عمل سے نجات دیدے اور مجھے ظالم لوگوں سے بھی نجات عطا فرما۔ ۝

تشریح:۔اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے ان کے لئے اللہ تعالی فرعون کی بیوی کو مثال کے طور پر پیش کرتا ہے

۲۔جب فرعون کی بیوی نے کہا تھا کہ اے میرے پروردگار! میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنادے۔

۳۔مجھے ظالم لوگوں سے بھی نجات عطا فرما۔ ۴۔مجھے فرعون اور اسکے عمل سے نجات دیدے۔

اللہ تعالی نے ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ بنت مزاحم کی مثال پیش کی کہ جب انہوں نے حضرت موسی علیہ السلام کے معجزۂ عصا دیکھا تو وہ آپ پر ایمان لے آئیں، جب فرعون کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اسکی بیوی حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لاچکی ہے تو اس نے حضرت آسیہ کو بہت تکلیفیں دیں تا کہ وہ ایمان کو ترک کردیں لیکن حضرت آسیہ تکلیفوں کو برداشت کرتی جاتیں اور اللہ کو پکارتی جاتیں کہ اے اللہ ! مجھے میرے اس ایمان کے بدلہ اپنے پاس جنت میں ایک آرام دہ گھر عطا فرما رَبِّ ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ اور فرعون کے ظلم سے نجات کے لئے دعائیں مانگتیں کہ وَنَجِّنِي مِن فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ مجھے فرعون کی اذیت اور اسکی ظالم قوم کے ظلم سے نجات عطا فرما، حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب فرعون کو اسکی بیوی حضرت آسیہ کے ایمان لانے کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے حواریوں سے پوچھا کہ تم آسیہ بنت مزاحم کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ ان سب نے حضرت آسیہ کی تعریف کی، پھر فرعون نے کہا کہ وہ تو میرے علاوہ کسی اور رب کی عبادت کرتی ہے؟ اس پر حواریوں نے کہا کہ اسے قتل کردو، چنانچہ حضرت آسیہ کے لئے میخیں گاڑی گئیں پھر آپ کے ہاتھ اور پیر باندھ دیئے گئے، چنانچہ آپ نے اللہ تعالی سے دعا کی رَبِّ ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ اور یہ سب کچھ فرعون کی موجودگی میں ہورہا تھا، الغرض جب حضرت آسیہ نے یہ دعا مانگی تو انہیں جنت میں اپنا مقام دکھلایا گیا جسے دیکھ کر وہ مسکرانے لگیں، یہ دیکھ کر فرعون نے کہا کہ اسکا جنون تو دیکھو! ہم اسے اتنی سزائیں دے رہے ہیں اور وہ مسکرارہی ہے، اسی عالم میں حضرت آسیہ کی روح پرواز ہوگئی۔ (تفسیر قرطبی۔ج،۱۸۔ص، ۲۰۳)، ایک طرف وہ عورت کہ جو دینی ماحول وصحبت اور گھرانے میں رہی ہو لیکن پھر بھی وہ ایمان کی دولت سے محروم رہی اور دوسری طرف وہ عورت جسکا رہنا، اٹھنا، بیٹھنا ملنا جلنا کافروں کے ساتھ ہو لیکن پھر بھی وہ ایمان کی دولت سے مالامال ہوگئی، یقیناً یہ ماحول کا اثر نہیں بلکہ انسان کے دل کا معاملہ ہوتا ہے کہ اگر اس میں ایمان بھرا ہو تو کتنی بھی مشکلیں اور مشقتیں ہوں وہ اسے برداشت کرلیگا اور اپنے ایمان کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوگا اور اگر دل میں ایمان نہ ہو تو پھر کتنی بھی کوشش کرلیں وہ ایمان نہیں لائیگا، اس آیت میں ایمان لانے والوں کو ایک نصیحت بھی ہے کہ پریشانیوں اور تکلیف سے گھبرا کر ایمان نہ چھوڑیں بلکہ ہر تکلیف وایذا کو ایمان کی خاطر برداشت کرتے جائیں جسکا اجر اللہ تعالی کل قیامت کے دن بے حساب عطا فرمائے گا۔

﴿درس نمبر ۲۲۰۸﴾ وہ اطاعت شعار لوگوں میں شامل تھیں ﴿التحریم۔۱۲﴾

أَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا فَنَفَخْنَا فِیْہِ مِنْ رُّوْحِنَا وَ صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّھَا وَ كُتُبِہٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ مریم بنتِ عمران کی الَّتِیْٓ وہ جس نے اَحْصَنَتْ حفاظت کی فَرْجَھَا اپنی عصمت کی فَنَفَخْنَا تو ہم نے پھونکی فِیْہِ اس میں مِنْ رُّوْحِنَا اپنی روح وَ اور صَدَّقَتْ اس نے تصدیق کی بِكَلِمٰتِ رَبِّھَا اپنے رب کے کلمات کی وَ اور كُتُبِہٖ اس کی کتابوں کی وَ اور كَانَتْ وہ تھی مِنَ الْقٰنِتِیْنَ فرماں برداروں میں سے۔

تشریح:۔ اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالی عمران کی بیٹی مریم کو مثال کے طور پر پیش کرتا ہے جنہوں نے اپنی عصمت کی حفاظت کی۔

۲۔ اللہ تعالی نے ان میں اپنی روح پھونک دی۔

۳۔ انہوں نے اپنے پروردگار کی باتوں اور اسکی کتاب کی تصدیق کی۔

۴۔ وہ اطاعت شعار لوگوں میں شامل تھیں۔

اور ایک مثال مومنوں کے لئے اللہ تعالی نے حضرت مریم علیہا السلام کی جو حضرت عمران کی بیٹی اور حضرت عیسی علیہ السلام کی ماں تھیں کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوئیں جو اللہ تعالی کی بڑی نافرمان تھی، ایسے ماحول میں بھی انہوں نے اپنے آپ کی اس گندے ماحول سے محفوظ رکھا اور اللہ کی عبادت کے لئے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور برے لوگوں سے اپنی عفت کی حفاظت کی، اللہ تعالی نے بھی انکے اس عمل پر اپنا انعام نازل فرمایا اور ان میں اپنی روح پھونکی جسکے نتیجہ میں انہیں بغیر کسی ازدواجی صحبت کے حمل ٹھہرا اور ان سے حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت ہوئی، مفسرین نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اللہ تعالی نے حضرت مریم کے پاس بھیجا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے حضرت مریم علیہا السلام کی قمیص کے جیب میں پھونک ماری جسکے نتیجہ میں انہیں حمل ٹھہرا (التفسیر المنیر۔ ج،۲۸۔ص،۳۲۷) جب حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور آپ علیہ السلام کو نبوت عطا کی گئی تو حضرت مریم علیہا السلام آپ پر ایمان لے آئیں اسی کو اللہ تعالی نے فرمایا کہ وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّھَا وَ كُتُبِہٖ کہ انہوں نے اپنے رب کے کلمات اور اسکی کتابوں کی تصدیق کی، جیسا کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فَنَفَخْنَا فِیْہِ مِنْ رُّوْحِنَا سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت مریم علیہا السلام کے جیب میں اپنی روح کو پھونکا اور

وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا سے مراد یہ ہے کہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لے آئیں اس لئے کہ حضرت عیسی علیہ السلام ہی اللہ کا کلمہ ہیں، وَ كُتُبِهٖ سے مراد تورات وانجیل ہیں اور وَ كَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کی فرمانبردار تھیں۔ (تفسیر طبری۔ج، ۲۳۔ص، ۳۰۰). چونکہ حضرت مریم کا پورا گھرانا ہی دین دار اور نیک تھا اسی لئے اللہ تعالی اسکی جانب نسبت کرتے ہوئے مِنَ الْقَانِتِيْنَ فرمایا کہ وہ بھی ایک ایسے گھرانے کی فرد ہیں جو اللہ تعالی کے فرمانبردار اور بہت ہی نیک ہیں، حضرت آسیہ اور حضرت مریم علیہا السلام کی فضیلت کے بارے میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ دنیا میں مرد تو بہت با کمال آئے ہیں لیکن عورتوں میں با کمال صرف حضرت آسیہ ہیں جو فرعون کی بیوی ہے وہ اور حضرت مریم جو کہ حضرت عمران کی بیٹی ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہی ہے جیسے کہ ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔ (کنز العمال۔۳۴۴۰۸) اللہ تعالی ہمیں بھی اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے اور دین پر جمے رہنے کی اور حالات کا مقابلہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین۔

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۳۰ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۰۹﴾ **موت اور زندگی تمہاری آزمائش کیلئے** ﴿الملک ۱۔۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۨ O الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ تَبٰرَكَ بڑی ہی بابرکت ہے الَّذِيْ وہ ذات بِيَدِهِ جس کے ہاتھ میں ہے الْمُلْكُ تمام بادشاہی وَ اور هُوَ وہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر قَدِيْرٌ خوب قادر ہے الَّذِيْ وہ ذات جس نے خَلَقَ پیدا کیا الْمَوْتَ موت وَ اور الْحَيٰوةَ زندگی کو لِيَبْلُوَكُمْ تا کہ وہ تمہیں آزمائیں اَيُّكُمْ تم میں سے کون اَحْسَنُ زیادہ اچھا ہے عَمَلًا عمل میں وَ اور هُوَ وہ الْعَزِيْزُ بڑا زبردست الْغَفُوْرُ خوب بخشنے والا ہے

ترجمہ:۔ بڑی شان ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ساری بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے، جس نے موت اور زندگی اس لئے پیدا کی تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ بہتر ہے اور وہی ہے جو مکمل اقتدار کا مالک، بہت بخشنے والا ہے۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : قرآن کی ایک سورت جو تیس آیتوں والی ہے اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہو جائے اور وہ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔ (ابوداود۔ ۱۴۰۰)

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بڑی شان ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ساری بادشاہی ہے۔ ۲

۲۔ وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

۳۔ جس نے موت اور زندگی اس لئے پیدا کی ہے تا کہ تمہیں آزمائے کہ کون عمل میں زیادہ بہتر ہے؟

۴۔ وہی ہے مکمل اقتدار کا مالک، بہت بخشنے والا۔

وہ ذات جسکے قبضۂ قدرت میں ساری دنیا و آخرت کی بادشاہت اور سلطنت ہے، جسکے حکم پر ساری مخلوقات عمل پیرا ہیں اور جسکی قدرت کے آگے ہر چیز عاجز و بے بس ہے اور دنیا جہاں کی ہر چیز پر اسے پوری پوری قدرت حاصل ہے کہ وہ جو چاہے کرسکتا ہے اور اسے ایسا کرنے سے کوئی روکنے والا بھی نہیں، وہ ذات بڑی بابرکت اور

پاک ہے کہ اس میں کوئی عیب نہیں اور وہ بڑی عظمت والا بھی ہے، بعض علماء تفسیر نے یہاں ''تَبٰارَكَ'' کی بہت ہی اچھی تفسیر فرمائی کہ وہ ذات دائم رہنے والی اور اعلیٰ ہے کہ نہ تو اس سے پہلے کوئی تھا اور نہ ہی اسکے بعد کوئی بلکہ وہی اول اور وہی آخر ہے۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۸۔ص،۲۰۵) اللہ تعالیٰ کی بزرگی و بڑائی کو بیان کرنے کے بعد اس رب کی قدرت کی جھلکیاں بیان کی جا رہی ہے کہ وہ ذات جو خود ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، اس نے اپنی مخلوقات میں باعقل مخلوق کو آزمانے کے لئے موت اور زندگی کا وجود بخشا کہ اس نے پہلے تو انہیں پیدا کیا اور پھر ان کے سامنے اپنے احکامات اور اپنی جانب سے آنے والے سیدھے راستہ کی خبر دی، اسی کے ساتھ ساتھ اس نے خواہشات اور دنیا کی رونق کو بھی پیدا فرمایا اور کہہ دیا کہ یہ غلط راستہ ہے اور وہ سیدھا راستہ، اب اختیار تمہارا ہے کہ تم کس راستہ کو اپناتے ہو؟، سیدھے راستہ پر چل کر اچھے اعمال کرتے ہوئے جنت میں جاؤ گے یا پھر برے اور گناہ والے کام کرتے ہوئے جہنم میں جاؤ گے، جو جیسے اعمال کریگا اس کو ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا، اور جب تک وہ اس دنیا میں رہے گا اسکے پاس سنبھلنے کا بھی موقع موجود ہے کہ وہ اپنے گناہوں اور خطاؤں پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر سیدھے راستہ پر آسکتا ہے، اور جب کوئی بندہ خلوصِ نیت اور گناہوں پر پشیمان ہو کر اس رب سے معافی مانگ لے گا تو وہ رب اسے ضرور بخش دے گا اس لئے کہ اسکی یہ صفت ہے کہ وہ بڑا بخشنے والا ہے، جیسا کہ سورۂ حجرات کی آیت نمبر ۴۹ میں بتلادیا کہ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ اے نبی! میرے بندوں کو بتلادو کہ میں بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں، لیکن ہاں! یہ بھی یاد رکھو کہ اس رب کی ایک صفت عزیز بھی ہے کہ اگر کوئی اس رب کی نافرمانیوں میں ہی پڑا رہے گا اور ساری زندگی گناہوں میں ہی گزاریگا تو پھر وہ رب ذوالجلال ان سے ان گناہوں اور نافرمانیوں پر انتقام لے گا اور جب وہ کسی سے انتقام لیتا ہے تو پھر اسے کوئی بچا نہیں سکتا۔ اس موت و زندگی، دنیا و آخرت کے بارے میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کو موت کے ذریعہ ذلیل کیا اور دنیا کو زندگی اور موت کا گھر بنایا اور آخرت کو جزا اور بقا کا گھر بنایا۔(الدر المنثور۔ج،۸۔ص،۲۳۴) اللہ ہم تمام کو اس دنیا کی آزمائش میں کامیاب بنا کر آخرت میں جنت نصیب فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۲۱۰﴾ اللہ کی تخلیق میں فرق نہیں پاؤ گے ﴿الملک ۳۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ○ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَّذِیْ وہ ذات جس نے خَلَقَ پیدا کیے سَبْعَ سَمٰوٰتٍ سات آسمان طِبَاقًا اوپر نیچے مَا

تَرٰى تونہیں دیکھے گا فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ رحمن کے پیدا کرنے میں مِنْ تَفٰوُتٍ کوئی فرق فَارْجِعِ چنانچہ تو لوٹا الْبَصَرَ نگاہ کو هَلْ کیا تَرٰى تو دیکھتا ہے مِنْ فُطُوْرٍ کوئی شگاف ثُمَّ پھر ارْجِعِ تو لوٹا الْبَصَرَ نگاہ کو كَرَّتَيْنِ دوبارہ يَنْقَلِبْ لوٹ آئے گی اِلَيْكَ تیری طرف الْبَصَرُ نگاہ خَاسِئًا ذلیل ہو کر وَّهُوَ اس حال میں کہ وہ حَسِيْرٌ تھکی ماندی ہو گی

ترجمہ:۔ جس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے تم خدائے رحمٰن کی تخلیق میں کوئی فرق نہیں پاؤ گے، اب پھر سے نظر دوڑا کر دیکھو کیا تمہیں کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟ پھر بار بار نظر دوڑاؤ، نتیجہ یہی ہوگا کہ نظر تھک ہار کر تمہارے پاس نامراد لوٹ آئے گی۔

تشریح: ۔ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے۔ ۲۔تم خدائے رحمن کی تخلیق میں فرق نہیں پاوگے۔

۳۔ پھر سے اپنی نظر دوڑا کر دیکھو کیا تمہیں کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟

۴۔ بار بار نظر دوڑا کر دیکھ لو لیکن نتیجہ یہی ہوگا کہ تمہاری نظر تھک ہار کر نامراد لوٹ آئے گی۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی کی قدرت ہی بیان کی جارہی ہے جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس پاک و اعلی ذات نے یہ آسمان بنائے اور آسمان بھی سات بنائے، آسمانوں کے سات ہونے کا تذکرہ قرآن کریم کی بہت سی آیتوں میں موجود ہے جیسے کہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۹ ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوّٰاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰاتٍ، سورۂ فصلت کی آیت نمبر ۱۲ فَقَضٰاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰاتٍ فِي يَوْمَيْنِ سورۂ طلاق آیت نمبر ۱۲ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰاتٍ انکے علاوہ اور بھی آیتیں ہیں جن میں آسمانوں کے سات کی تعداد ہی ہونے کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ جو سات آسمان بنے ہوئے ہیں انکی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ وہ ایک کے اوپر ایک طبقات کی شکل میں بنے ہوئے ہیں اور ہر آسمان میں اللہ تعالی کی کئی مخلوقات بسی ہوئی ہیں جسکا علم بس اللہ ہی کو ہے جسکے بارے میں مجمل انداز میں بتاتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا وَأَوْحٰى فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ کہ ہر آسمان میں اللہ تعالی نے اس کے مناسب حکم بھیج دیا ہے اور اس قریب والے آسمان کو ستاروں سے سجا کر اسے خوب محفوظ بنا دیا، یہ اللہ تعالی کی نپی تلی منصوبہ بندی ہے، وہ اللہ جس کا اقتدار بھی کامل ہے اور علم بھی۔ (فصلت۔ ۱۲) اللہ تبارک وتعالی کی پیدا کی ہوئی یہ مخلوق ایسی کامل و خوبصورت ہے کہ اگر کوئی اس میں کمی یا رخنہ تلاش کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا، چاہے وہ آسمان ہو یا زمین، دریا ہو یا پہاڑ، انسان ہو یا جانور، الغرض جتنی بھی دنیا میں مخلوقات ہیں ان سب کو دیکھو، جانچ لو اور جتنا اسکی تفتیش کرسکتے ہو کرلو باوجود بھی تم اس میں کوئی عیب نہیں نکال سکتے بلکہ تم خود بے بس و نامراد ہو کر لوٹ آوگے اور یہ بات تسلیم کرلوگے کہ

یقیناً اللہ تعالیٰ کی مخلوق بے داغ ہے اور ہر قسم کے نقص سے پاک ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے جو تمہارے سامنے پیش کیا گیا، اس رب کے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں کہ وہ کوئی چیز بغیر کسی نقص کے بنا سکے لہذا اس رب کی قدرت کو تسلیم کرو اور اس پر اسکی حمد و بڑائی بیان کرو۔

﴿درس نمبر ۱۲۲۱﴾ وہ جہنم جوش مارتی ہوگی ﴿الملک ۵۔۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ لَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ○ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّ هِيَ تَفُوْرُ ○ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ○ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق زَيَّنَّا ہم نے زینت دی السَّمَآءَ الدُّنْيَا آسمانی دنیا کو بِمَصَابِيْحَ چراغوں سے وَ اور جَعَلْنٰهَا ہم نے بنایا انہیں رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ شیطانوں کو مارنے کا ذریعہ وَ اور اَعْتَدْنَا ہم نے تیار کیا لَهُمْ ان کے لئے عَذَابَ عذاب السَّعِيْرِ بھڑکتی آگ کا وَ اور لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لئے جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا بِرَبِّهِمْ اپنے رب کے ساتھ عَذَابُ جَهَنَّمَ عذاب جہنم ہے وَ اور بِئْسَ برا الْمَصِيْرُ ٹھکانہ اِذَآ جب اُلْقُوْا وہ ڈالے جائیں گے فِيْهَا اس میں سَمِعُوْا سنیں گے لَهَا اس کا شَهِيْقًا دھاڑنا وَّ جبکہ هِيَ وہ تَفُوْرُ جوش مار رہی ہوگی تَكَادُ قریب ہے تَمَيَّزُ وہ پھٹ پڑے مِنَ الْغَيْظِ غیظ سے كُلَّمَآ جب بھی اُلْقِيَ ڈالا جائے گا فِيْهَا اس میں فَوْجٌ کوئی گروہ سَاَلَهُمْ ان سے پوچھیں گے خَزَنَتُهَآ اس کے داروغے اَلَمْ يَاْتِكُمْ کیا نہیں آیا تھا تمہارے پاس نَذِيْرٌ کوئی ڈرانے والا قَالُوْا وہ کہیں گے بَلٰى کیوں نہیں قَدْ یقیناً جَآءَنَا آیا تھا ہمارے پاس نَذِيْرٌ ایک ڈرانے والا فَكَذَّبْنَا تو ہم نے جھٹلایا تھا وَ اور قُلْنَا ہم نے کہا تھا مَا نَزَّلَ نازل نہیں کی اللّٰهُ اللہ نے مِنْ شَيْءٍ کوئی چیز اِنْ نہیں ہو اَنْتُمْ تم اِلَّا مگر فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ بہت بڑی گمراہی میں

ترجمہ:۔ اور ہم نے قریب والے آسمان کو روشن چراغوں سے سجا رکھا ہے اور ان کو شیطانوں پر پتھر برسانے کا ذریعہ بھی بنایا ہے اور ان کے لئے دہکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے کفر کا معاملہ کیا ہے ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے، جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کے دہاڑنے کی آواز سنیں گے اور وہ جوش مارتی ہوگی، ایسا لگے گا جیسے وہ غصے سے پھٹ پڑے گی جب بھی اس

میں (کافروں کا) کوئی گروہ پھینکا جائے گا تو اس کے محافظ ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے کہ ہاں! بیشک ہمارے پاس خبردار کرنے والا آیا تھا مگر ہم نے (اسے) جھٹلا دیا اور کہا کہ اللہ نے کچھ نازل نہیں کیا، تمہاری حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ تم بڑی بھاری گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ نے اس قریب والے آسمان کو ستاروں سے سجا رکھا ہے۔

۲۔ ان ستاروں کو اللہ تعالی نے شیطان پر پتھر برسانے کا ذریعہ بنایا ہے۔

۳۔ ان شیطانوں کے لئے اللہ تعالی نے دہکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۴۔ جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے کفر کا معاملہ کیا انکے لئے جہنم کا عذاب ہے۔

۵۔ جہنم بہت برا ٹھکانہ ہے۔

۶۔ جب کافر لوگ اس جہنم میں ڈالے جائیں گے تو اس کے دھاڑنے کی آواز سنیں گے۔

۷۔ وہ جہنم جوش مارتی ہوگی، ایسا لگے گا کہ وہ غصہ سے پھٹ پڑے گی۔

۸۔ جب بھی اس جہنم میں کافروں کا کوئی گروہ پھینکا جائے گا تو اس کے محافظ ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟۔

۹۔ وہ کہیں گے کہ ہاں! ہمارے پاس خبردار کرنے والا آیا تھا لیکن ہم نے اسے جھٹلا دیا۔

۱۰۔ ہم نے ان خبردار کرنے والوں سے کہا کہ اللہ تعالی نے کچھ نازل نہیں کیا۔

۱۱۔ کہا کہ تمہاری حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ تم بڑی بھاری گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

ساتوں آسمانوں کی پیدائش کے بارے میں بتلانے کے بعد اللہ تعالی پہلے آسمان یعنی جو ہمیں نظر آتا ہے اسکی کیفیت کا ذکر فرما رہے ہیں کہ ہم نے اس آسمانِ دنیا جو کہ ان سات آسمانوں میں سے ایک ہے، روشن چراغوں یعنی ستاروں سے سجایا ہے کہ جس طرح ایک چراغ گھر کی خوبصورتی و رونق کو بڑھاتا ہے اسی طرح یہ چراغ نما ستارے بھی ساری دنیا کو اپنی روشنی سے سجاتے ہیں اور اسے ایک خوبصورت منظر عطا کرتے ہیں جو دیکھنے والے کو بھی خوشنما نظر آتا ہے اور کوئی راہ تلاش کرنے والا ان ستاروں کی روشنی میں اپنی منزل تک بہ آسانی پہنچ پاتا ہے، ان ستاروں کا کام جہاں دنیا کو روشن کرنا اور اسے خوبصورت بنانا ہے وہیں یہ ستارے شیطانوں کو آسمان پر آنے سے روکتے ہیں اور انہیں مارنے کا کام کرتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ پہلے شیاطین آسمان پر آیا جایا کرتے تھے لیکن جب حضرت عیسی علیہ السلام مبعوث ہوئے تو انہیں تین آسمانوں پر آنے سے روک دیا گیا اور جب نبی رحمت ﷺ کی

ولادت ہوئی تو انہیں تمام آسمانوں پر آنے سے روکدیا گیا اور جب کوئی شیطان آسمان پر آنے کی کوشش کرتا تو یہ ستارے اسے مار کر بھگا دیتے ہیں۔ (تفسیر زمخشری۔ج،۲۔ص،۵۷۴) سورۂ حجر کی آیت نمبر ۱۸ میں بھی فرمایا گیا إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ کہ جب کوئی شیطان آسمان کی بات سننے کے لئے اوپر آتا تو اس کے پیچھے ایک روشن ستارہ لگ جاتا ہے اور سورۂ صافات کی آیت نمبر ۱۰ میں بھی فرمایا گیاإِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ جو کوئی شیطان کچھ اچک لے جائے تو ایک روشن شعلہ اسکا پیچھا کرتا ہے۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے ستاروں کو تین مقاصد کے لئے بنایا ہے، ایک آسمان کی زیب وزینت کے لئے، دوسرا شیاطین کو مارنے کے لئے اور تیسرا انہیں ایسی علامتیں بنایا ہے کہ جن علامتوں کے ذریعہ لوگ خشکی اور سمندر میں اس کے ذریعہ راستہ پاتے ہیں، جو کوئی ان ستاروں کے بارے میں کسی چوتھی بات کی تاویل کرے تو سمجھ لو کہ وہ بات اس نے اپنی رائے سے کہی ہے اور اس نے ایسی بات کہنے میں تکلف کیا ہے جسکا اس کے پاس علم نہیں۔ (التفسیر المنیر۔ج،۲۹۔ص،۱۲) ایک تو شیاطین پر یہ ستارے شعلہ بن کر دنیا میں گرتے ہیں تو آخرت میں ان شیاطین کو دہکتی آگ کا عذاب دیا جائے گا وہ اس لئے کہ ایک تو یہ خود فسادی اور گمراہ تھے اس کے علاوہ یہ دوسروں کو بھی فتنہ وفساد میں مبتلا کرتے ہیں اور سیدھے راستے سے بھٹکاتے ہیں جسکی بنا پر انہیں یہ عذاب دیا جائے گا، جو بھی ان شیاطین کی مان کر زندگی گزارے گا اور اس کے بتلائے ہوئے راستوں کو اپنائے گا، اللہ کو چھوڑ کر غیروں کو اپنا رب بنائے گا اور اس حقیقی رب کے ساتھ کفر کرے گا تو وہ بھی اس شیطان کی طرح جہنم میں جائے گا اور وہاں بھی اسے ایسا ہی ذلت آمیز عذاب دیا جائے گا، یقینا یہ جہنم بہت ہی برا ٹھکانہ ہے، اب وہ جہنم برا ٹھکانہ کیوں ہے؟ اور وہاں کس طرح کا عذاب دیا جائے گا ان آیتوں میں بتلایا جارہا ہے کہ اس جہنم کی خوفناکی کا یہ عالم ہوگا کہ جب ان کفار وشیاطین کو اس جہنم میں ڈالنے کے لئے لیجایا جائے گا تو وہ جہنم آگ کی تپش سے دھاڑیں مارنے لگے گی اور ان ظالموں کو عذاب دینے کے لئے اس طرح جوش مارے گی کہ ایسا لگے گا کہ اب یہ مارے غصہ کے پھٹ پڑے گی اور اس جہنم کی آگ کی تپش کا یہ عالم ہوگا کہ اگر کوئی اس کے اوپر سے بھی گزر جائے تو وہ اسے جلا کر بھسم کردے، ایسی بھڑکتی آگ میں ان کافروں اور شیاطین کو ڈالا جائے گا اور جب بھی کسی کافر کو اس آگ میں ڈالنے کے لئے لایا جائے گا تو وہاں موجود داروغہ اس سے کہے گا کہ تیرا ٹھکانہ جہنم ہوگیا، کیا تجھے اس جہنم سے بچانے کے لئے تیرے پاس اللہ کے کوئی پیغمبر نہیں آئے تھے؟ یہ سوال سن کر افسوس اور پشیمانی کے ساتھ وہ کافر کہے گا کہ ہاں! یقیناً آئے تھےلیکن ہم ہی نے انکی بات نہیں مانی اور جو کچھ وہ کہتے تھے ہم اسے جھوٹا ثابت کرتے تھے اور جب وہ ہمارے سامنے اللہ کا کلام سناتے اور دوزخ سے ڈراتے تو ہم ان سے کہتے تھے کہ تم اپنی بات میں جھوٹے ہو، اللہ تعالی نے کوئی کلام نازل نہیں کیا اور کوئی پیغمبر نہیں بھیجا، تم لوگ جو اپنے آپ کو رسول کہتے ہو خود حق راستہ سے بھٹکے ہوئے ہو اور بڑی گمراہی میں پڑے ہو اس لئے کہ تم وہ کام کرتے ہو جو کبھی ہمارے آباء واجداد نے نہیں کیا اس طرح

تم ایک نئی بات ہمارے سامنے پیش کرتے ہو، ساری قوم کا راستہ ایک طرف ہے اور تمہارا راستہ ایک طرف ہے۔
یہ ان کفار کا جہنم کے داروغہ کو جواب ہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۱۲﴾ اس طرح وہ اپنے گناہوں کا اعتراف خود لیں گے ﴿الملک ۱۰۔۱۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ○ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور قَالُوْا وہ کہیں گے لَوْ اگر كُنَّا ہوتے ہم نَسْمَعُ سنتے اَوْ یا نَعْقِلُ سمجھتے مَا كُنَّا نہ ہوتے ہم فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ دوزخ والوں میں فَاعْتَرَفُوْا پھر وہ اعتراف کریں گے بِذَنْۢبِهِمْ اپنے گناہ کا فَسُحْقًا چنانچہ دوری ہے لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ دوزخ والوں کے لئے اِنَّ بلا شبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جو يَخْشَوْنَ ڈرتے ہیں رَبَّهُمْ اپنے رب سے بِالْغَيْبِ بن دیکھے لَهُمْ ان کے لئے مَّغْفِرَةٌ مغفرت ہے وَّ اور اَجْرٌ اجر كَبِيْرٌ بہت بڑا

ترجمہ:۔ اور وہ کہیں گے کہ اگر ہم سن لیا کرتے اور سمجھ سے کام لیا کرتے تو (آج) دوزخ والوں میں شامل نہ ہوتے، اس طرح وہ اپنے گناہ کا خود اعتراف کرلیں گے، غرض پھٹکار ہے دوزخ والوں پر (اس کے برخلاف) جو لوگ بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، ان کے لئے بیشک مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ کہیں گے کہ اگر ہم سن لیا کرتے اور سمجھ سے کام لیا کرتے تو آج دوزخ والوں میں شامل نہ ہوتے۔

۲۔ اس طرح وہ اپنے گناہوں کا اعتراف خود کرلیں گے۔ ۳۔ غرض پھٹکار ہے دوزخ والوں پر۔

۴۔ اس کے برخلاف جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں انکے لئے بے شک مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

جہنم کے داروغہ کو جواب دینے کے بعد وہ اپنے کئے پر پچھتاوا کرتے ہوئے پھر کہیں گے کہ کاش! ہم ان باتوں کو مان لیتے جو ہم سے یہ نبی کہا کرتے تھے اور اگر ہم اللہ تعالی کی وحدانیت، ربوبیت اور قدرت کو پہچان لیتے اور اس پر ایمان لالیتے تو آج ہمارا یہ حشر نہ ہوتا اور ہم اس دوزخ میں پڑے ہوئے نہ ہوتے بلکہ ایمان والوں کی طرح ہمارا بھی ٹھکانہ جنت ہوتا لیکن افسوس ہم پر اور ہماری عقلوں پر کہ ہم نے نہیں مانا اور انکار کردیا جسکا نتیجہ آج ہمیں دوزخ کی شکل میں دیکھنا پڑ رہا ہے، اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ اس دن انہیں اپنے غلط کام سمجھ آجائیں گے اور وہ خود اس دن اعتراف کریں گے کہ ہاں! ہم نے دنیا میں جو کیا ہے وہ بالکل غلط تھا اور ہم ظالم تھے جو اس غلط کو ہی صحیح سمجھا کرتے تھے، لیکن اب انکے پچھتاوے کا کیا فائدہ! انکا ٹھکانہ تو بہر حال جہنم ہی ہونے والا ہے لہذا اللہ کی پھٹکار اور

مارہوان جہنمیوں پر۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سُحْقًا جہنم کی ایک وادی ہے جس میں ان کافروں کو ڈالا جائے گا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ،۱۸۔ص ، ۲۱۳) ان کافروں کی حالت اور انہیں ملنے والی سزاوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی مومنوں کی جزا بیان فرما رہے ہیں جولوگ مومن تھے اور جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارتے تھے کہ اگر ہم اللہ کے حکموں کی خلاف ورزی کرینگے یا نبی کا کہا نہ مانیں گے تو ہمیں اللہ سزا دے گا حالانکہ ان مومنوں نے اپنے رب کو نہیں دیکھا لیکن پھر بھی اسکی کہی ہوئی باتوں کو جو کلام الہی کی شکل میں موجود ہے سچے دل سے مانا کرتے تھے، یہی خیال اور سوچ انہیں ان تمام گناہوں کے کرنے سے روکتا تھا اور بڑے خشوع وخضوع سے وہ لوگ اس رب کی عبادت کیا کرتے تھے تو ایسے نیک اور متقی کو انکے عمل کا بدلہ یہ دیا جائے گا کہ اللہ تعالی انکی مغفرت فرمادے گا اور جو گناہ غفلت یا نادانی میں ان سے ہو گئے تھے، انہیں معاف فرمادے گا اور انہیں انکے کئے ہوئے نیک اعمال پر بڑا اجر دے گا اور وہ بڑا اجر یہ ہے کہ انہیں جنت اور اس کی نعمتوں سے نوازے گا۔ سورۃ ق کی آیت نمبر ۳۳، ۳۴ میں فرمایا گیا مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ جو خدائے رحمن سے بن دیکھے ڈرتا ہو اور رجوع ہونے والا دل لیکر آئے تو اس سے کہا جائے گا کہ اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاو، یہی ابدی زندگی کا دن ہے۔ اللہ ہم تمام کو متقی و پرہیزگار بنائے اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۲۲۱۳﴾ اللہ تمہارے دلوں کی باتوں تک کو جانتا ہے ﴿الملک ۱۳۔ ۱۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَ هُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اَسِرُّوْا تم چھپا کر کرو قَوْلَكُمْ اپنی بات اَوِ یا اجْهَرُوْا پکار کر کرو بِهٖ اس کو اِنَّهٗ بلاشبہ وہ عَلِيْمٌۢ خوب جاننے والا ہے بِذَاتِ الصُّدُوْرِ رازسینوں کے اَلَا يَعْلَمُ کیا نہیں جانے گا وہ مَنْ جس نے خَلَقَ پیدا کیا وَ اور هُوَ وہ اللَّطِيْفُ نہایت باریک بین الْخَبِيْرُ خوب خبردار ہے

ترجمہ:۔ اور تم اپنی بات چھپا کر کرو، یا زور سے کرو (سب اس کے علم میں ہے، کیونکہ) وہ دلوں تک کی باتوں کا پورا علم رکھنے والا ہے، بھلا جس نے پیدا کیا وہی نہ جانے؟ جبکہ وہ بہت باریک بین، مکمل طور پر باخبر ہے!

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تم اپنی بات چھپا کر کرو یا آواز سے سب اس کے علم میں ہے۔

۲۔ وہ تو دلوں کی باتوں کو تک جاننے والا ہے۔

۳۔ بھلا جس نے پیدا کیا وہی نہ جانے ایسا ہو سکتا ہے؟ ٤. وہ بہت باریک بیں اور مکمل طور پر باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ کفار و مشرکین اور منافقوں کو آگاہ کر رہے ہیں کہ تم جو ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو اسکی پوری پوری خبر اللہ تعالیٰ کو ہے اور وہ اپنے نبی کو اس سے باخبر کر دے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ لوگ چاہے چھپ کر باتیں کریں یا علانیہ آواز سے بات کریں، ان سب باتوں کی اللہ تعالیٰ کو پوری پوری خبر ہے، وہ تو دلوں میں چھپی باتوں کو تک جانتا ہے تو پھر تم جو آپس میں خفیہ گفتگو کرتے ہو کیا وہ اس سے چھپی رہے گی؟ اور اس نے تو انسان کو خود پیدا کیا ہے تو جو جس چیز کا موجد و خالق ہوتا ہے وہ اپنی بنائی ہوئی چیز کے بارے میں ہر چھوٹی بڑی بات جانتا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس رب کو تمہاری خبر نہ ہو؟، وہ ہر علانیہ اور پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے اور بہت ہی باریک بیں اور بندوں کے ہر طرح کے اعمال سے باخبر ہے، حضرت سعید ابن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کہیں ایک جگہ ایک آدمی رات کے اندھیرے میں ایک گھنے درخت کے نیچے کھڑا تھا کہ زوردار آندھی چلنے لگی جس سے اس درخت کے پتے جھڑنے لگے یہ دیکھ کر اس آدمی کے دل میں خیال آیا کہ کیا اللہ تعالیٰ کو ان پتوں کی گنتی کا علم ہے؟ وہ اسی خیال میں تھا کہ اس گھنے پتہ دار درخت کے کونے سے ایک زوردار آواز آئی أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؟ کیا اسے پتا نہیں ہوگا جس نے خود انہیں پیدا کیا؟ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۸۔ص،۲۱۴) لہٰذا اس بات پر یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو انسان کے ہر ہر عمل کی خبر ہے اور پھر اپنے اعمال کو سدھارنے اور اپنے دلوں کو ہر برائی و گناہ سے پاک کرنے کی کوشش کرو، اسی میں انسان کی نجات ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے نزول سے متعلق فرمایا کہ چند مشرکین نبی رحمت ﷺ کی باتوں کو خفیہ طریقہ سے حاصل کرتے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو انکے اس معاملہ کی اور وہ لوگ آپ کے بارے میں جو کہتے ہیں اسکی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ خبر دی، وہ مشرکین آپس میں کہا کرتے تھے کہ دھیرے بولو کہیں محمد کے معبود ہماری باتوں کو سن نہ لیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ نازل فرمائی۔ (التفسیر المنیر۔ج،۲۹۔ص،۲۰)

﴿درس نمبر ۲۲۱۴﴾ وہ اللہ جس نے تمہارے لئے زمین کو تابع کر دیا ﴿الملک ۱۵۔تا۔۱۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۞ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۞ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هُوَ الَّذِيْ وہی ہے جس نے جَعَلَ بنایا لَكُمُ تمہارے لئے الْاَرْضَ زمین کو ذَلُوْلًا نرم فَامْشُوْا لہذا تم چلو پھرو فِيْ مَنَاكِبِهَا اس کے راستوں میں وَ اور كُلُوْا کھاؤ مِنْ رِّزْقِهٖ اس کے رزق میں سے وَ اور اِلَيْهِ اسی کی طرف النُّشُوْرُ قبروں سے اٹھ کر جانا ہے ءَاَمِنْتُمْ کیا تم بے خوف ہو گئے ہو مَّنْ اس سے جو فِي السَّمَآءِ آسمان میں ہے اَنْ يَّخْسِفَ کہ دھنسا دے بِكُمُ تمہیں الْاَرْضَ زمین میں فَاِذَا تو ناگہاں هِيَ وہ تَمُوْرُ نیز حرکت کرنے لگے اَمْ یا اَمِنْتُمْ تم بے خوف ہو گئے ہو مَّنْ اس سے جو فِي السَّمَآءِ آسمانوں میں ہے اَنْ يُّرْسِلَ کہ وہ بھیجے عَلَيْكُمْ تم پر حَاصِبًا پتھراؤ کرنے والی آندھی فَسَتَعْلَمُوْنَ پھر عنقریب تم جان لوگے كَيْفَ کیسا ہے نَذِيْرِ میرا ڈرانا

ترجمہ:۔ وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو رام کر دیا ہے، لہذا اس کے مونڈھوں پر چلو پھرو اور اس کا رزق کھاؤ اور اسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے، کیا تم آسمان والے کی اس بات سے بے خوف ہو بیٹھے ہو کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے تو وہ ایک دم تھرتھرانے لگے؟ یا کیا تم آسمان والے کی اس بات سے بے خوف ہو بیٹھے ہو کہ وہ تم پر پتھروں کی بارش برسا دے؟ پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ میرا ڈرانا کیسا تھا؟

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہی وہ اللہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو تابع کر دیا۔

۲۔ لہذا تم اس زمین کے مونڈھوں پر چلو پھرو اور اسکا رزق کھاو۔

۳۔ اسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے۔

۴۔ کیا تم آسمان والے کی اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے؟

۵۔ پھر وہ زمین ایک دم سے تھرتھرانے لگے۔

۶۔ یا پھر تم آسمان والے کی اس بات سے بے خوف ہو بیٹھے ہو کہ وہ تم پر پتھروں کی بارش برسا دے؟

۷۔ پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ کا ڈرانا کیسا تھا؟

انسان کے ہر علانیہ اور چھپے ہوئے اعمال کی اللہ تعالیٰ کو خبر ہونے کے بارے میں بتلانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت بیان کی جارہیہے تا کہ اس کہی ہوئی بات کا مکمل یقین انسان کو ہو جائے اور وہ ہر برے عمل سے اللہکے عذاب سے ڈرتے ہوئے اپنے آپ کو بچالے چنانچہ فرمایا کہ جو اللہ تمہارے دلوں کی باتوں تک سے باخبر ہے وہ ایسی عظیم قدرت کا مالک ہے کہ اس نے یہ زمین جس پر تم چلتے ہو، کھیتی کرتے ہو، میوے اگاتے ہو، دور دراز کا سفر کرتے ہو تمہارے ہی لئے پیدا کیا ہے اور اسے تمہارے تابع کر دیا ہے کہ اس زمین کو تم جس طرح استعمال کرنا چاہو کرلو، تم اپنی صلاحیتوں کے ذریعہ اس زمین سے کس طرح فائدہ اٹھا سکتے ہو اٹھالو، تم اس پر اپنا گھر بنانا چاہتے ہو

بنالو، اس سے نہریں نکالنا چاہتے ہو نکال لو، اس پر غلہ اگانا چاہتے ہو اگا لو، اس پر راستے بنانا چاہتے ہو بنالو الغرض جو تم کر سکتے ہو کرو اس لئے کہ اللہ تعالی نے اسے پیدا ہی اس طرح کیا ہے کہ وہ زمین تمہارے ہر طرح سے کام آئے لیکن یہ زمین اور یہ ساری دنیا بھی عارضی ہے کہ یہاں پر تمہیں کچھ ہی وقت گزارنا ہے پھر اس کے بعد اللہ تعالی ہی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے تا کہ وہ تم سے تمہارے اعمال کا حساب لے کہ تمہیں دنیا میں کس مقصد کے لئے بھیجا گیا تھا اور تم وہاں کیا کر کے آئے ہو؟ جہاں یہ زمین اپنے اندر اتنی منفعت لئے ہوئے ہے وہیں یہ عذاب کا بھی سبب بن سکتی ہے، اسی عذاب سے ڈراتے ہوئے اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ کیا تم اس بات سے مطمئن ہو گئے ہو کہ تمہیں اللہ جو آسمانوں میں ہے زمین میں دھنسا دے؟ کہ اگر اس دنیا میں تم اللہ کی نافرمانی، کفر و شرک کرتے ہوئے زندگی گزاروگے اور اس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں اور کتابوں کو جھٹلاوگے تو وہ اللہ اس زمین کو پھاڑ کر تمہیں اس زمین میں دھنسا سکتا ہے، جیسا کہ اس نے اپنے نافرمان بندوں یعنی قارون وغیرہ کے ساتھ کیا اور یہ عذاب اتنا سخت ہوگا کہ زمین بھی اس عذاب سے تھر تھرانے لگے گی کہ جسکی تھرتھراہٹ سے تم اور اندر دھنستے چلے جاو گے، تو سوچو کہ جب اس جیسی سخت چیز کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے رب کے عذاب سے سہم جاتی ہے تو پھر تمہارا کیا عالم ہوگا؟ لہذا اس عذاب سے بھی ڈرتے رہو اور بے خوف ہو کر مت بیٹھو، ایک اور قسم کے عذاب کا یہاں ذکر کر کے انسانوں کو ڈرایا جارہا ہے کہ وہ اللہ جو آسمانوں میں جلوہ افروز ہے وہ تم پر ان آسمانوں سے بھی پتھروں کی بارش برسا کر ہلاک کرسکتا ہے جیسا کہ اس نے قوم لوط اور اصحاب فیل وغیرہ کے ساتھ کیا، عذاب اوپر سے بھی آسکتا ہے اور نیچے سے بھی، اس لئے اللہ کے عذاب سے بے خوف مت ہو، یہ عذاب کی باتیں تمہیں افسانہ لگ رہی ہوں گی یا دور کی باتیں محسوس ہو رہی ہوں گی، لیکن جب یہ اللہ کا عذاب آجائے گا تو پھر اس وقت تمہیں پتا چلے گا کہ اللہ تعالی کا جو ڈرانا تھا وہ کیسا تھا؟ کیا تم نے اسے سچا پایا یا نہیں؟ ان ساری باتوں کا تمہیں پتا چل جائیگا، مگر اس وقت تمہیں پتا چل بھی گیا تو تمہارے کچھ فائدہ کا نہ ہوگا اس لئے کہ اس وقت تمہیں معافی مانگنے کا وقت نہیں ملے گا، اس لئے اس دنیا میں جب تک رہو اللہ کے فرمانبردار بن کر رہو تا کہ دنیا کے عذاب سے بھی تمہاری حفاظت ہو اور آخرت کے عذاب سے بھی تمہیں نجات ملے۔

﴿درس نمبر ۲۲۱۵﴾ **پھر دیکھ لو! اللہ کا عذاب کیسا تھا؟** ﴿الملک ۱۸۔۱۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق كَذَّبَ تکذیب کی تھی الَّذِيْنَ ان لوگوں نے جو مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے

پہلے تھے فَكَيْفَ پھر کیسا كَانَ تھا نَكِيْرِ میرا عذاب؟ اَوَلَمْ کیا نہیں يَرَوْا دیکھا انھوں نے اِلَى الطَّيْرِ پرندوں
کی طرف فَوْقَهُمْ اپنے اوپر صٰٓفّٰتٍ پر پھیلاتے وَّيَقْبِضْنَ سمیٹتے ہوئے مَا نہیں يُمْسِكُهُنَّ تھامتا ان کو اِلَّا مگر
الرَّحْمٰنُ رحمن ہی اِنَّهٗ بلاشبہ وہ بِكُلِّ شَيْءٍۭ ہر چیز کو بَصِيْرٌ خوب دیکھنے والا ہے

ترجمہ:۔ اور ان سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے بھی (پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا، پھر (دیکھ لو کہ) میرا عذاب کیسا تھا؟ اور کیا انہوں نے پرندوں کو اپنے اوپر نظر اٹھا کر نہیں دیکھا کہ وہ پروں کو پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اور سمیٹ بھی لیتے ہیں، ان کو خدائے رحمٰن کے سوا کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے، یقینا ہر چیز کی خوب دیکھ بھال کرنے والا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔

۲۔ پھر دیکھ لو میرا عذاب ان پر کیسا تھا؟

۳۔ کیا انہوں نے اپنے اوپر نظر اٹھا کر پرندوں کو نہیں دیکھا کہ وہ اپنے پر پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اور سمیٹ بھی لیتے ہیں۔

۴۔ ان کو ربِّ رحمن کے سوا کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے۔

۵۔ یقیناً وہ ہر چیز کی خوب دیکھ بھال کرنے والا ہے۔

یہاں اللہ تعالی نے ان قوموں کا ذکر فرمایا ہے جن پر یہ عذاب پہلے ہی نازل ہو چکا تا کہ ان واقعات سے اللہ تعالی کی ہیبت انکے دلوں میں بیٹھ جائے اور وہ اسکی نافرمانی کرنے سے باز آجائیں چنانچہ فرمایا کہ اس قوم سے پہلے جتنی قومیں تھیں یعنی قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، اصحاب مدین، اصحاب ایکہ اور قوم فرعون وغیرہ تو ان قوموں نے بھی اپنے پروردگار کو جھٹلایا، اسے رب تسلیم کرنے سے انکار کیا، اس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں اور اسکی کتابوں کو جھٹلایا، اس کے حکموں کی خلاف ورزی کی تو اللہ تعالی نے بھی انکی اس ذلیل حرکت پر انہیں عذاب سے دوچار کیا کہ کسی کو سمندر میں ڈبو کر مارا تو کسی پر آسمانوں سے پتھروں کی بارش برسائی، کسی پر آندھی اور طوفان بھیجا تو کسی کو زمین میں دھنسا دیا، یہ جو عذاب کی شکلیں اللہ تعالی تمہارے سامنے بیان کر رہے ہیں وہ سارے عذاب تم سے پہلی قوموں پر آچکے ہیں جنہیں تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ انکی اجڑی ہوئی بستیاں آج بھی انکی ہلاکت کی خبریں دیتی ہیں، اس لئے ہمارے عذاب کو ہلکا مت سمجھو اور اس سے غفلت مت برتو ورنہ نقصان بس تمہارا ہی ہوگا جیسے ان پچھلی قوموں کا ہوا پچھلی آیت میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ انسان کیلئے اللہ تعالی نے زمین کو مسخر کر دیا کہ جس پر وہ بہ آسانی چلتے پھرتے ہیں، اس آیت میں اللہ تعالی اپنی ایک اور قدرت ظاہر فرما رہے ہیں کہ جس طرح اس نے انسان کیلئے

زمین کو مسخر فرمایا اسی طرح اس نے اس فضا کو بھی پرندوں کے لئے مسخر فرمایا، تم اس زمین پر چلتے پھرتے ہو اور وہ پرندے اس ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں، جس ذات نے تمہیں زمین پر چلایا کہ تم چلتے ہوئے زمین سے نہ اوپر اڑتے ہو اور نہ نیچے گرتے ہو اسی طرح وہ پرندے بھی اڑتے وقت نہ نیچے گرتے ہیں اور نہ بالکل آسمان سے جا لگتے ہیں، یقینا یہ اللہ تعالی ہی کی قدرت ہے جو اس بے مثال طریقہ سے دنیا چلا رہے ہیں، اس کے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں اور وہی اللہ ہر چیز کی دیکھ بھال کرنے والا ہے اور جو چیز جس کے لئے مناسب ہے اس نے وہ چیز اسے عطا کی اور اسکی مخلوق میں کسی قسم کا کوئی جھول اور کمی نہیں ہے۔ سورۂ نحل کی آیت نمبر ۷۹ میں بھی فرمایا أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوِّ السَّمَاءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ وہ آسمان کی فضا میں اللہ کے حکم کے پابند ہیں؟ انہیں اللہ کے سوا کوئی اور تھامے ہوئے نہیں ہے، یقینا اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ تعالی ہمیں بھی اس کی قدرت کو پہچاننے اور سچے دل سے اسکی عبادت واطاعت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

تمہارا لشکر بن کر تمہاری مدد وہی کرتا ہے

﴿درس نمبر ۲۲۱۶﴾ ﴿الملک ۲۰ ۔تا۔ ۲۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ ○ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ○ اَفَمَنْ يَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی اَمَّنْ يَّمْشِیْ سَوِيًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَمَّنْ بھلا کون ہے هٰذَا وہ الَّذِیْ جو هُوَ وہ جُنْدٌ لشکر ہو لَّكُمْ تمہارا يَنْصُرُكُمْ کہ وہ مدد کرے تمہاری مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ سوائے رحمن کے اِنِ نہیں ہے الْكٰفِرُوْنَ کافر اِلَّا مگر فِیْ غُرُوْرٍ دھوکہ میں اَمَّنْ بھلا کون ہے هٰذَا وہ الَّذِیْ جو يَرْزُقُكُمْ تمہیں رزق دے اِنْ اگر اَمْسَكَ وہ روک لے رِزْقَهٗ اپنا رزق بَلْ بلکہ لَّجُّوْا وہ اڑے ہوئے ہیں فِیْ عُتُوٍّ سرکشی میں وَّ نُفُوْرٍ اور بدکنے اَفَمَنْ کیا پھر جو شخص يَّمْشِیْ چلتا ہے وہ مُكِبًّا اوندھا عَلٰی وَجْهِهٖۤ اپنے چہرے کے بل اَهْدٰۤی وہ زیادہ ہدایت والا ہے اَمَّنْ یا وہ شخص جو يَّمْشِیْ چلتا ہے سَوِيًّا سیدھا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ صراط مستقیم پر

ترجمہ:۔ بھلا خدائے رحمٰن کے سوا وہ کون ہے جو تمہارا لشکر بن کر تمہاری مدد کرے؟ کافر لوگ تو نرے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں، اگر وہ اپنا رزق بند کر دے تو بھلا وہ کون ہے جو تمہیں رزق عطا کر سکے؟ اس کے باوجود وہ سرکشی اور بیزاری پر جمے ہوئے ہیں، بھلا جو شخص اپنے منہ کے بل اوندھا چل رہا ہو، وہ منزل تک زیادہ پہنچنے والا ہوگا یا وہ جو ایک سیدھے راستے پر سیدھا سیدھا چل رہا ہو؟

تشریح: ۔ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔بھلا ربِّ رحمن کے سوا وہ کون ہے جو تمہارا لشکر بن کر تمہاری مدد کرے؟

۲۔کافر لوگ تو صرف دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔

۳۔اگر وہ اپنا رزق بند کردے تو بھلا وہ کون ہے جو تمہیں رزق عطا کرے؟

۴۔اس کے باوجود وہ سرکشی اور بیزاری پر جمے ہوئے ہیں۔

۵۔بھلا وہ شخص جو اپنے منہ کے بل اوندھا چل رہا ہو وہ منزل تک زیادہ پہنچنے والا ہوگا یا وہ جو سیدھے راستہ پر سیدھا سیدھا چلا جارہا ہو؟۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی اپنی قدرت کی نشانیاں بیان فرما رہے ہیں کفار ومشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ قیامت کے دن انکے معبود اور ملائکہ انہیں اللہ کے عذاب سے بچالیں گے اسی وجہ سے یہ لوگ ان معبودوں کو پوجا کرتے تھے، اس آیت میں اسی کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اے کفار ومشرکین! جب اللہ تمہیں عذاب دینا چاہے تو بھلا وہ کون ہوگا جو تمہیں اس عذاب سے بچا سکے اور تمہاری مدد کر سکے؟ حقیقت تو یہ ہے کہ اس دن ہر کوئی اپنی اپنی فکر میں رہے گا اور یہ چاہے گا کہ کسی طرح وہ اللہ کے عذاب سے بچ جائے، تو جب کوئی خود اپنے آپ کو اس عذاب سے نہیں بچا سکتا تو تمہیں کیا بچائے گا؟ تم تو محض دھوکہ میں اور شیطان کے ورغلانے کی زد میں پڑے ہوئے ہو، اللہ کے سوا کسی میں یہ قدرت وقوت نہیں کہ تمہیں اس کے عذاب سے بچا سکے، سورۂ انبیاء کی آیت نمبر ۴۳ میں فرمایا گیا أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُم مِّن دُونِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنفُسِهِمْ وَلَا هُم مِّنَّا يُصْحَبُونَ بھلا کیا انکے پاس ہمارے سوا کوئی ایسے خدا ہیں جو انکی حفاظت کرتے ہوں؟ وہ خود نہ تو اپنی کوئی مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہمارے مقابلہ میں کسی کا ساتھ دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالی ان کفار ومشرکین کے ایک اور عقیدہ کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ جن معبودوں کی یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں وہی معبود انہیں رزق عطا کرتے ہیں اور انہی کی عبادت کی وجہ سے انہیں روزی روٹی مل رہی ہے اور یہ انکے معبود ہی انہیں دنیا کی آفتوں اور مصیبتوں سے بچاتے ہیں، چنانچہ فرمایا کہ اے کفار! تم سوچتے ہو کہ تمہیں یہ باطل معبود رزق فراہم کر رہے ہیں تو بھلا بتاؤ کہ اگر وہ اللہ جس نے اس کائنات کو پیدا کیا اور جو اس کائنات کو چلا رہا ہے اگر وہ تمہیں رزق دینا بند کر دے تو کسی میں یہ قدرت ہے کہ وہ اس منع کردہ رزق کو تم تک پہنچائے؟ نہیں! کوئی نہیں اور نہ ہی کسی میں اتنی قوت ہے اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ اللہ تعالی تم پر قحط نازل کر کے جب اپنا رزق روک دیتا ہے تو تم اپنے نبی کے پاس دوڑتے ہو اور ان سے التجا کرتے ہو کہ وہ اللہ سے دعا کریں کہ وہ اس قحط کو تم سے دور کریں، اگر تم اپنے عقیدہ پر پکے ہو تو پھر کیوں ہمارے انبیاء کے پاس آکر ہم سے اس عذاب کو دور کرنے کی التجا کرتے ہو؟

حقیقت تو یہی ہے کہ تم بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہو کہ ہمارے علاوہ کوئی رزق دینے والا نہیں ہے لیکن پھر

بھی تم سرکشی کرتے ہو اور اس اللہ کی عبادت سے بیزاری ظاہر کرتے ہو، اللہ تعالیٰ ایک مثال دے کر سمجھا رہے ہیں کہ کون آخرت میں کامیاب ہونے والا ہے؟ چنانچہ فرمایا کہ ایک طرف ایسا شخص ہے جو اپنے منہ کے بل اوندھا چل رہا ہے کہ اسے نہ تو آگے کا پتا ہے اور نہ پیچھے کا، نہ دائیں کا اور نہ ہی بائیں کا بلکہ بالکل اندھوں کی طرح چلے جار ہا ہے اور ایک طرف وہ شخص ہے جسے اپنے آس پاس کی پوری خبر ہے اور اسے یہ بھی پتا ہے کہ اسے کس راستہ پر جانا ہے؟ اور وہ اسی راستہ پر سیدھے چلے جارہا ہے، تو اب بتاؤ کہ ان دونوں میں سے کونسا شخص اپنی منزل تک پہنچ پائے گا؟ یقیناوہی جو سیدھے سیدھے اپنے راستہ پر چلا جارہا ہے، یہ مثال ہے ایک مومن اور کافر کی کہ مومن تو اللہ اور اس کے رسول کے بتلائے ہوئے سیدھے راستہ پر چل کر اپنی منزل یعنی جنت تک پہنچ جائے گا لیکن کافر ان بتلائے ہوئے راستوں کو چھوڑ کر در بدر کی ٹھوکریں کھاتا ہوا جہنم میں جا گرے گا فیصلہ تمہیں کرنا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے بتلائے ہوئے سیدھے راستہ پر چل کر جنت کو حاصل کرنا ہے یا پھر اسے ٹھکرا کر جہنم کی طرف جانا ہے؟

﴿درس نمبر ۲۲۱۷﴾ تمہارے کان آنکھیں اور دل بنائے ﴿الملک ۲۳ ۔ ۲۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝
قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلْ کہہ دیجئے هُوَ الَّذِيْٓ وہی ہے جس نے اَنْشَاَكُمْ تمہیں پیدا کیا وَ اور جَعَلَ اس نے بنائے لَكُمُ تمہارے لیے السَّمْعَ کان وَ اور الْاَبْصَارَ آنکھیں وَ اور الْاَفْـِٕدَةَ دل قَلِيْلًا مَّا بہت ہی کم تَشْكُرُوْنَ تم شکر کرتے ہو قُلْ آپ کہہ دیجیے هُوَ وہ الَّذِيْ وہی ہے جس نے ذَرَاَكُمْ تمہیں پھیلایا فِي الْاَرْضِ زمین میں وَ اور اِلَيْهِ اسی کی طرف تُحْشَرُوْنَ تم اکھٹے کئے جاؤ گے

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے (مگر) تم لوگ شکر تھوڑا ہی کرتے ہو۔ کہہ دو کہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کے پاس تمہیں اکٹھا کر کے لے جایا جائے گا۔

تشریح:۔ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کہہ دو کہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ ۲۔تمہارے لئے کان، آنکھیں اور دل بنائے۔
۳۔مگر تم لوگ شکر تھوڑا ہی کرتے ہو۔ ۴۔ کہہ دو کہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین پر پھیلایا۔
۵۔اسی کے پاس تمہیں اکٹھا کر کے لے جایا جائے گا۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی دیگر قدرت کی نشانیوں کو بیان فرمارہے ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!

آپ ان مشرکین سے کہہ دیجئے کہ اسی اللہ نے جسکی عبادت کا حکم تمہیں دیا گیا ہے، تمہیں پیدا کیا جبکہ تمہارا اس دنیا میں کوئی وجود نہیں تھا، پھر اس نے تمہیں کان دیئے تا کہ تم نصیحت کی باتیں جو اللہ کی کتاب اور اس کے پیغمبر تم تک پہنچا رہے ہیں سن سکو اور پھر تمہیں آنکھ بھی عطا کی تا کہ تم اللہ تعالی کی قدرت کی نشانیوں کا مشاہدہ کرسکو اور اس نے دل عطا کیا تا کہ دیکھی اور سنی ہوئی باتوں پر غور وفکر کے ذریعہ یقین کرسکو، لیکن افسوس! تم نے ان نعمتوں کا صحیح طور پر استعمال نہیں، جن چیزوں کے لئے ان نعمتوں کا تمہیں استعمال کرنا تھا تم نے اسے چھوڑ کر غلط راستہ کے لئے اسکا استعمال کیا، تمہیں انکے ذریعہ ہدایت کا راستہ تلاش کرنا چاہیے تھا مگر تم نے برائی اور گناہوں کا راستہ چن لیا، ہاں! تم میں چندلوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اسکا بجا طور پر استعمال کیا، اللہ کی قدرت کو پہچانا، پیغمبر اور کتاب کی باتوں کو پڑھ کر سیدھا راستہ اختیار کیا اس طرح یہ اللہ کے شکر گزار بندے بن گئے لیکن ایسے بندوں کی تعداد بہت کم ہے۔
اس آیت میں اللہ تعالی نے تمام بدن کو چھوڑ کر صرف کان، آنکھیں اور دل کا ذکر فرمایا اس لئے کہ تمام اجزاء بدن میں یہ تین اجزاء ہی علم وفہم کے ذرائع ہیں اسی لئے انہیں یہاں خاص طور پر بیان کیا گیا، اس آیت کی فضیلت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کے ڈاڑھ میں درد ہوا سے چاہیئے کہ وہ اپنی انگلی اس پر رکھے اور اس آیت کو **قل هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالأَبْصَارَ وَالأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ** پڑھے۔(الدعوات الكبير للبيهقي ـ ۶۰۸) اپنی قدرت کی ایک اور نشانی کو بیان فرمایا کہ تمہیں پیدا کرنے، آنکھ، کان اور دل بنانے کے بعد اس اللہ نے تمہیں زمین پر پھیلا دیا کہ تمہارے ملک، زبان، لہجہ، رنگ سب کچھ ایک دوسرے سے مختلف ہیں، پھر جب تم دنیا میں اپنی اپنی طے شدہ زندگی گزار لو گے تو وہ پھر قیامت کے دن تم سب کو اکٹھا کر دے گا کہ تم سب دنیا میں چیدہ چیدہ ہونے کے باوجود اس دن ایک ہی جگہ جمع ہوجاو گے یقینا یہ اللہ تعالی ہی کی کمال قدرت کا نتیجہ ہے، تو تم لوگ اس عظیم قدرت والے پروردگار کی عبادت سے منہ پھیر کر کہاں جاپاو گے؟

﴿درس نمبر ۲۲۱۸﴾ بتاؤ کہ وہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ ﴿الملک ۲۵۔تا۔۲۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ قِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَ مَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور يَقُوۡلُوۡنَ کہتے ہیں مَتٰی کب ہوگا هٰذَا یہ الۡوَعۡدُ وعدہ اِنۡ اگر كُنۡتُمۡ ہوتم صٰدِقِيۡنَ سچے قُلۡ کہہ دیجئے اِنَّمَا الۡعِلۡمُ علم توصرف عِنۡدَ اللّٰهِ اللہ کے پاس ہے وَ اور اِنَّمَاۤ اَنَا میں توصرف نَذِيۡرٌ ڈرانے والا ہوں مُّبِيۡنٌ صریح فَلَمَّا چنانچہ جب رَاَوۡهُ وہ دیکھیں گے اس کو زُلۡفَةً قریب ہی سِيۡٓـئَتۡ تو بگڑ جائیں گے وُجُوۡهُ چہرے الَّذِيۡنَ ان لوگوں کے جنہوں نے كَفَرُوۡا کفر کیا وَ اور قِيۡلَ کہا جائے گا هٰذَا یہ ہے الَّذِىۡ وہ جو كُنۡتُمۡ تم تھے بِهٖ اس کو تَدَّعُوۡنَ مانگتے قُلۡ کہہ دیجیے اَرَءَيۡتُمۡ تم خبر دو مجھے اِنۡ اگر اَهۡلَكَنِىَ ہلاک کر دے مجھ کو اللّٰهُ اللہ وَ اور مَنۡ ان کو بھی جو مَّعِىَ میرے ساتھ ہیں اَوۡ یا رَحِمَنَا وہ ہم پر رحم کرے فَمَنۡ تو کون ہے وہ جو يُّجِيۡرُ پناہ دے گا الۡكٰفِرِيۡنَ کافروں کو مِنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ دردناک عذاب سے

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ اس کا علم توصرف اللہ کے پاس ہے اور میں تو بس صاف صاف طریقے پر خبر دار کرنے والا ہوں، پھر جب وہ اس (قیامت کے عذاب) کو پاس آتا دیکھ لیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں اور کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ چیز جو تم مانگا کرتے تھے (اے پیغمبر! ان سے) کہو کہ ذرا یہ بتلاؤ کہ چاہے اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم فرمادے (دونوں صورتوں میں) کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا؟

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟

۲۔ اے پیغمبر! آپ ان سے کہہ دو کہ اسکا علم تو بس اللہ ہی کے پاس ہے۔

۳۔ میں تو بس صاف صاف طریقہ پر خبردار کرنے والا ہوں۔

۴۔ جب یہ کافر قیامت کے اس عذاب کو آتا دیکھ لیں گے تو انکے چہرے بگڑ جائیں گے۔

۵۔ اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ چیز جسے تم مانگا کرتے تھے۔

۶۔ اے پیغمبر! آپ ان سے کہئے کہ ذرا یہ تو بتلاؤ کہ چاہے اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحمت فرمادے۔

۷۔ ان دونوں صورتوں میں ان کافروں کو عذاب سے کون بچائے گا؟

پچھلی آیت میں کہا گیا کہ اللہ تعالی قیامت کے دن سب کو ایک جگہ انکا حساب لینے کے لئے جمع کرے گا، جب کافروں اور مشرکوں نے یہ بات سنی تو آپ علیہ السلام سے اس قیامت کے دن کی تعیین کا سوال کرنے لگے جسے اس آیت میں بیان کیا جارہا ہے کہ ان کافروں نے آپ علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر آپ اپنی بات میں سچے ہو کہ قیامت قائم ہوگی اور اس دن اللہ تعالی سب کو ایک جگہ جمع فرمائے گا تو ہمیں آپ اس دن کے بارے میں بتلاؤ کہ وہ دن کب آئے گا؟ انکے اس سوال پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکا علم تو سوائے اللہ کے کسی کو نہیں، مجھے تو بس اللہ تعالی نے یہ پیغام تم تک پہنچانے کے لئے اور کھلے طور پر ڈرانے کے لئے مبعوث فرمایا ہے میں نے

اس حکم کو بجا لایا، اب تم اسے مانو یا نہ مانو یہ تمہارا اختیار ہے۔ حدیث جبرئیل میں بھی اسکا ذکر موجود ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ علیہ السلام سے قیامت کے وقوع کا وقت پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا حال بھی اس معاملہ میں آپ جیسا ہی ہے یعنی جس طرح اس کے واقع ہونے کے وقت کو آپ نہیں جانتے، میں بھی اس بارے میں کچھ نہیں جانتا ہاں! ایسی چند نشانیاں بتا سکتا ہوں جو قیامت کے قریب واقع ہوں گی، جیسے کہ باندی کا اپنے آقا کو جننا اور اونٹ چرانے والوں کا اونچی اونچی اور بڑی بڑی عمارتیں بنانا وغیرہ۔ (بخاری۔ ۱۰) قیامت کا آنا تو طے ہے لیکن کب اور کس وقت آئے گی؟ اسکا سوائے اللہ کے کسی کو علم نہیں ہے اور جب بھی قیامت آئے گی تو وہ سارے کافروں اور نافرمانوں کو رسوا کر کے رکھ دے گی اور انکے چہرے کی رنگت بگاڑ دے گی، انکے چہروں پر پریشانی اور خوف کے آثار نظر آنے لگیں گے اور اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ چیز جسکا تم لوگ مطالبہ کرتے تھے اور اس کے جلد واقع ہونے کی مانگ کیا کرتے تھے، اب جبکہ تمہارا مطالبہ پورا ہو گیا تو پھر تمہارے چہرے کی رونق کیوں چلی گئی؟ اصل تو تمہیں اس کے واقع ہونے کا یقین ہی نہیں تھا اور اس کے لئے تم نے کچھ تیاری بھی نہیں کی، اسی لئے آج تمہارا یہ حال ہے کہ تم اپنے ابدی ٹھکانہ سے ڈر رہے ہو جسکا اثر تمہارے چہروں پر نظر آ رہا ہے، اللہ تعالیٰ ان کفار و مشرکین کی دوسری حرکت بیان کر رہے ہیں کہ یہ لوگ یہ چاہتے تھے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کی موت ہو جائے جسکے لئے وہ دعائیں بھی کیا کرتے تھے جیسا کہ سورۂ طور کی آیت نمبر ۳۰ میں کہا گیا اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَیۡبَ الۡمَنُوۡنِ بھلا کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ صاحب شاعر ہیں جنکے بارے میں ہم زمانہ کی گردش کا انتظار کر رہے ہیں، یہاں اللہ تعالیٰ انکی اسی خواہش کے بارے میں کہہ رہے ہیں اے نبی! آپ ان خواہش کرنے والوں سے کہہ دیجئے کہ چلو! اگر اللہ تعالیٰ ہمیں موت بھی دیدے یا پھر اگر وہ ہم پر رحم فرما کر ہمیں زندگی بخش دے تو دونوں صورتوں میں بھی تمہیں عذاب تو ہونے والا ہی ہے، تو پھر ہماری موت کی تمنا کا تمہیں کیا فائدہ ہوگا؟ بے فائدہ چیزوں کے پیچھے پڑ کر کچھ حاصل ہونے والا نہیں لیکن ہاں! اگر تم لوگ تمناؤں کو چھوڑ کر اور برے راستہ کو ترک کر کے سدھرنے کی فکر کرو گے تو یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے بجائے اس کے کہ تم ہماری موت کی تمنا کرو۔

﴿درس نمبر ۲۲۱۹﴾ کہہ دو کہ وہ رحمٰن ہے جس پر ہم ایمان لائے ہیں ﴿الملک ۲۹۔۳۰﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلۡ هُوَ الرَّحۡمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَ عَلَیۡهِ تَوَكَّلۡنَا فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ هُوَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ○ قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ اَصۡبَحَ مَآؤُكُمۡ غَوۡرًا فَمَنۡ یَّاۡتِیۡكُمۡ بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلۡ آپ کہہ دیجیے هُوَ وہ الرَّحۡمٰنُ نہایت مہربان ہے اٰمَنَّا ہم ایمان لائے بِهٖ اس پر وَ اور

عَلَيْهِ اسی پر تَوَكَّلْنَا ہم نے توکل کیا فَسَتَعْلَمُوْنَ لہٰذا عنقریب تم جان لو گے مَنْ هُوَ کون ہے وہ جو فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ صریح گمراہی میں ہے قُلْ کہہ دیجئے اَرَءَيْتُمْ تم خبر دو مجھے اِنْ اگر اَصْبَحَ ہو جائے مَآؤُكُمْ تمہارا پانی غَوْرًا گہرا فَمَنْ تو کون ہے جو يَّاْتِيْكُمْ لے آئے تمھارے پاس بِمَآءٍ پانی مَّعِيْنٍ بہتا ہوا

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ وہ رحمٰن ہے، ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے، چنانچہ عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کون ہے جو کھلی گمراہی میں مبتلا ہے، کہہ دو کہ ذرا یہ بتلاؤ کہ اگر کسی صبح تمہارا پانی نیچے کو اتر کر غائب ہو جائے تو کون ہے جو تمہیں چشمے سے ابلتا ہوا پانی لا کر دیدے؟

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کہہ دو کہ وہ رحمن ہے، ہم اس پر ایمان لائے ہیں۔

۲۔ اسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے، عنقریب تمہیں پتا چل جائے گا کہ کون ہے جو کھلی گمراہی میں مبتلا ہے؟

۳۔ کہہ دو کہ ذرا یہ تو بتلاؤ کہ اگر کسی صبح تمہارا پانی نیچے کو اتر کر غائب ہو جائے تو کون ہے جو تمہیں چشمہ سے ابلتا ہوا پانی لا کر دے؟۔

پچھلی آیت میں کہا گیا کہ یہ کفار مشرکین مومنوں اور آپ علیہ السلام کی موت اور ان پر مصائب آنے کی خواہش کرتے تھے، انکی اس خواہش کا ایک جواب تو پچھلی آیت ہی میں دے دیا گیا، اب ایک دوسرا جواب مسلمانوں کی جانب سے اس آیت میں دیا جا رہا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان مشرکین سے کہہ دیجئے کہ وہ اللہ جسکی ہم عبادت کرتے ہیں بڑا رحم کرنے والا ہے اور ہم تو اسی پر ایمان لے آئے ہیں کہ تمہاری طرح کافر نہیں ہوئے اور صرف اسی پر بھروسہ بھی کیا، اب تم چاہے جتنے حربے اپنا لو اور جتنی چاہے ہمارے خلاف چالیں چل لو یا ہمارے خلاف بددعا کر لو ہمارا کچھ بگڑنے والا نہیں ہے، ہم نے اپنے آپ کو اس رب کے حوالہ کر دیا لہٰذا اب وہی ہماری نگرانی اور حفاظت کرنے والا ہے اور عنقریب تمہیں پتا چل جائے گا کہ کون گھاٹے میں ہے اور کون فائدہ میں؟ کس کی دنیا و آخرت بنی اور کس کی تباہ ہوئی؟ آخر میں اللہ تعالی اس بات کی وضاحت کر رہے ہیں کہ اگر کوئی ذات بھروسہ کرنے کے لائق ہے تو وہ بس اللہ کی ہی ذات ہے، اسی حقیقت کو اس آیت میں بیان کیا گیا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان مشرکین سے ذرا کہئے کہ اگر پانی باولی، نہر یا تالاب وغیرہ میں اپنی آخری تہہ تک چلا جائے کہ تم اس پانی کے حاصل کرنے پر قدرت نہیں رکھتے تو پھر وہ کون ہے جو اس آخری تہہ تک پہنچے ہوئی پانی کو اوپر تک ایک ابلتے ہوئے چشمہ، بارش وغیرہ کے ذریعہ لے آئے کہ جسے تم بآسانی حاصل کر سکتے ہو؟ کیا یہ کام اللہ کے سوا کوئی کر سکتا ہے؟ کیا کسی میں اس پانی کو لانے کی قدرت ہے؟ انکا جواب یقینا یہی ہوگا کہ نہیں! اللہ کے سوا کسی میں یہ قدرت نہیں ہے جب تم اس بات کا اقرار کرتے ہو تو پھر کیوں اس اللہ کے ساتھ ایسے بے بس ولاچار معبودوں

کو شریک کرتے ہو جو تمہارے کسی کام کے نہیں ہیں؟ ابھی بھی وقت ہے اس حقیقت کو سمجھو اور اپنے شرک و کفر سے باز آجاو ورنہ کل جب اللہ تعالی تمہاری پکڑ کرے گا اور تمہیں دوزخ کے گڑھے میں ڈالے گا تو تمہیں بچانے کے لئے کوئی نہیں آئے گا۔ اللہ ہم تمام کو اسی پر بھروسہ کرنے والا اور کامل یقین رکھنے والا بنائے۔ آمین۔

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۵۲ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۲۰﴾ **اپنے پروردگار کے فضل سے آپ دیوانے نہیں ہیں** ﴿القلم ۱-تا-۳﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نٓ وَ الْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ O مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ O وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ نٓ نٓ وَ قسم ہے الْقَلَمِ قلم کی وَ اور مَا اس کی جو يَسْطُرُوْنَ وہ لکھتے ہیں مَآ نہیں ہے اَنْتَ آپ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ اپنے رب کے فضل سے بِمَجْنُوْنٍ دیوانے وَ اور اِنَّ بلاشبہ لَكَ آپ کے لیے لَاَجْرًا البتہ اجر ہے غَيْرَ مَمْنُوْنٍ نہ ختم کیا جانے والا

ترجمہ: ۔ نٓ ۔ (اے پیغمبر!) قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جو وہ لکھ رہے ہیں، اپنے پروردگار کے فضل سے تم دیوانے نہیں ہو اور یقین جانو تمہارے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

سورہ کی فضیلت: ۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۂ قلم پڑھی اللہ اسے اچھے اخلاق والوں کا اجر عطا کریں گے۔ (التفسیر الوسیط ۔ ج ۴: ص ۳۳۲)

تشریح: ۔ ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ نون، اے پیغمبر! قسم ہے قلم کی۔ ۲۔ اس چیز کی بھی قسم ہے جو وہ لکھ رہے ہیں۔

۳۔ اپنے پروردگار کے فضل سے آپ دیوانے نہیں ہو۔

۴۔ یقین جانو آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

پچھلی سورت میں جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشرکین سے قیامت کے واقع ہونے کی بات کہی تو وہ لوگ ازراہِ تمسخر آپ سے قیامت کے واقع ہونے سے متعلق پوچھنے لگے اور آپ علیہ السلام کو مجنون کہنے لگے، اس سورت میں اللہ تعالی انکی ان باتوں کی تردید کرتے ہوئے آپ کی عمدہ و پاکیزہ صفات بیان فرمارہے ہیں کہ

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالی قلم کی قسم کھا کر اور ان فرشتوں کی جو اس قلم سے لکھ رہے ہیں، یہ فرماتا ہے کہ آپ مجنون نہیں ہیں، بلکہ آپ تو اللہ تعالی کے پیغمبر ہیں جنہیں اللہ تعالی اپنی اس تبلیغ پر بے شمار اجر سے نوازے گا اور اجر بھی ایسا کہ جو کبھی ختم نہیں ہوگا، اس سورت کی ابتداء حرف ''ن'' سے کی گئی جسکے معنی کیا ہیں؟ اس بارے میں علماء تفسیر کے بہت سارے اقوال ہیں بعض نے کہا کہ اسکے معنی ''نون'' یعنی مچھلی کے ہیں، بعض نے فرمایا کہ اسکے معنی دوات کے ہیں، بعض نے فرمایا کہ یہ اسم رحمن کا آخری حرف ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی ایک مقطعات میں سے ایک حرف ہے جسکے معنی سوائے اللہ کے کسی اور کو نہیں معلوم ہیں اور جس قلم کی اللہ تعالی نے قسم کھائی ہے اس قلم کے بارے میں بھی علماء کے دو اقوال ہیں ایک یہ کہ وہ تقدیر کا قلم ہے کہ جس سے ساری مخلوقات کی تقدیریں لکھی گئیں جیسا کہ روایت میں آیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالی نے پیدا فرمائی وہ قلم ہے، جب اسے پیدا کر دیا گیا تو اللہ تعالی نے اسے حکم دیا کہ لکھو، قلم نے سوال کیا کہ کیا لکھوں؟، اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ تقدیر لکھو، پھر قلم نے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب کچھ لکھ دیا، اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کا عرش پانی پر تھا جسکی وجہ سے پانی کے بخارات اڑنے لگے اور اس سے آسمان وجود میں آیا، پھر اللہ تعالی نے ''نون''، یعنی مچھلی کو پیدا فرمایا اور زمین کو اسکی پشت پر پھیلا دیا جسکی وجہ سے وہ بے چین ہونے لگی جسکے نتیجہ میں اسکے اوپر بچھی ہوئی زمین ہلنے لگی، اس زمین کو حرکت کرنے سے روکنے کے لئے اللہ تعالی نے اس پر پہاڑوں کو راسخ کر دیا جسکی وجہ سے پہاڑ زمین پر اپنی فوقیت جتانے لگا۔ (مستدرک حاکم۔ ۳۸۴۰) اور بعض کا کہنا یہ بھی ہے کہ یہ عام قلم ہے جس سے انسان لکھتا ہے اور وَمَا یَسْطُرُوْنَ سے مراد فرشتے ہیں جو بندوں کے اعمال لکھتے ہیں اور بعض نے فرمایا کہ انسانوں میں سے علم والے ہیں جو علمی و ادبی باتوں کو لکھتے ہیں، ان بیان کردہ چیزوں کی قسم کھانے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو جو نبی بنا کر بھیجا ہے وہ تقدیر میں پہلے سے لکھا ہوا ہے جسکا انکار نہیں کیا جا سکتا، لہذا اسی فیصلہ کے تحت وہ نبی تم تک ہمارا پیغام پہنچا رہے ہیں تو تمہیں انکی کہی ہوئی باتیں غیر معقول لگ رہی ہیں جسکی بنا پر تم انہیں مجنون کہتے ہو، اپنے کان کھول کر سن لو مجنون وہ نہیں تم لوگ ہو جو اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر کو جھٹلاتے ہو، اس نبی کو تو ان کی اس محنت و تبلیغ پر اور اس تبلیغ میں انہیں جو مصائب اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا اس پر بڑے اجر سے نوازا جائے گا مگر تم لوگوں کا حال برا ہونے والا ہے،

﴿درس نمبر ۱۲۲۲﴾ یقیناً آپ اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر ہیں ﴿القلم ۴﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِنَّكَ بیشک لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ البتہ خلق عظیم پر ہیں

ترجمہ:۔ اور یقینا آپ اخلاق کے اعلی درجے پر ہیں۔

تشریح:۔ اس آیت میں ایک بات بیان کی گئی ہے۔

ا۔ یقیناً آپ اخلاق کے اعلی درجہ پر فائز ہیں۔

یہ آیت بھی ان مشرکین کو ایک جواب ہے کہ تم کس طرح اس پاکیزہ نبی کو مجنون کہتے ہو حالانکہ انکے اخلاق و کردار ایسے عمدہ واعلی ہیں کہ تم خود اسکی مثال دیتے ہو؟ جو مجنون و پاگل ہوتا ہے اسے تو خود اپنے حال کا پتا نہیں ہوتا کہ وہ کیا کر رہا ہے؟ اور ایسی ایسی حرکتیں کرتا ہے جو اخلاق سے گری ہوئی ہوتی ہیں، ایک طرف تو تم انہیں مجنون کہہ رہے ہو تو دوسری طرف انکے اخلاق کی تعریفیں کر رہے ہو، ایک عمدہ صفات و اخلاق والا شخص کیسے مجنون ہوسکتا ہے؟ تم ہی اسکا فیصلہ کرو اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس نبی کے جو اخلاق وصفات ہیں وہ انہیں قرآن نے سکھائے ہیں جو کہ کلام اللہ ہے خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ اے نبی! آپ عفو و درگزر کو اپنائیے اور بھلے کاموں کا حکم دیجئے اور ان ناسمجھ لوگوں سے اعراض کرلیجئے (الأعراف۔۱۹۹) فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ اے نبی! اللہ ہی کی رحمت کی وجہ سے آپ نے انکے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا، اگر آپ سخت مزاج ہوتے تو یہ لوگ آپ کو چھوڑ کر چلے جاتے، لہذا آپ انہیں معاف کر دیجئے اور انکے لئے دعاء مغفرت کیا کیجئے اور ان سے ان معاملات میں مشورہ بھی لیا کیجئے اور جب آپ کسی بات کا پختہ ارادہ کرلیں تو آپ اللہ پر بھروسہ رکھیے یقینا اللہ تعالی توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (آل عمران۔۱۵۹) لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آچکے ہیں جنہیں تمہاری ہر تکلیف گراں معلوم ہوتی ہے اور انہیں تمہاری بھلائی کی دھن لگی ہوئی ہے اور ساتھ ہی یہ مومنوں پر نہایت ہی شفیق و مہربان ہیں۔ (التوبہ ۱۲۸) احادیث میں بھی آپ علیہ السلام کے اخلاق بیان کئے گئے ہیں چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ علیہ السلام نے کبھی اپنے ہاتھ سے اپنے کسی خادم کو نہیں مارا اور نہ ہی کسی عورت کو مارا بلکہ آپ نے تو کسی کو بھی نہیں مارا سوائے جہاد کے اور جب کبھی آپ علیہ السلام کو کسی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے سب سے آسان چیز کو اختیار فرماتے جب تک کہ وہ گناہ کی بات نہ ہو اور جب کوئی گناہ کی بات ہوتی تو آپ سب سے زیادہ اس سے دور بھاگنے والے ہوتے اور آپ نے کبھی اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا، ہاں! اگر کوئی اللہ کے حکموں کی خلاف ورزی کرتا تو آپ اللہ کے لئے اس سے انتقام لیتے۔ (مسند أحمد۔۲۵۹۵۶) اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

آپ علیہ السلام کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ علیہ السلام کے اخلاق کیسے تھے تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ کے اخلاق تو بعینہ قرآن کے مطابق تھے (مسند احمد۔ ۲۵۳۰۲) اور ایک حدیث میں مروی ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہا سے آپ علیہ السلام کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم قران کی یہ آیت اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ نہیں پڑھتے؟ (ابن ماجہ ۲۳۳۳) یعنی آپ علیہ السلام کے اخلاق وہی تھے جو قرآن نے انہیں تعلیم دی اور تمہیں بھی وہ اسی کلام اللہ کی تعلیم دیتے ہیں لیکن تم اسے پسند نہیں کرتے، تو اب بتاؤ کہ مجنون تم ہو یا وہ جسکے اتنے اعلی صفات، کردار اور اخلاق ہوں؟

﴿درس نمبر ۲۲۲۲﴾ آپ ان کی باتوں میں نہ آئیے جو جھٹلا رہے ہیں ﴿القلم ۵۔تا۔۹﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ O اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ O فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ O وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ بِاَيِّكُمُ کہ کون تم میں سے الْمَفْتُوْنُ دیوانہ ہے اِنَّ بلاشبہ رَبَّكَ آپ کا رب هُوَ اَعْلَمُ وہی خوب جانتا ہے بِمَنْ اس کو جو ضَلَّ گمراہ ہوا عَنْ سَبِيْلِهٖ اس کی راہ سے وَهُوَ اور وہی اَعْلَمُ خوب جانتا ہے بِالْمُهْتَدِيْنَ راہ پانے والوں کو فَلَا تُطِعِ لہٰذا آپ اطاعت نہ کریں الْمُكَذِّبِيْنَ تکذیب کرنے والوں کی وَدُّوْا وہ چاہتے ہیں کہ لَوْ کاش تُدْهِنُ آپ نرمی اختیار کریں فَيُدْهِنُوْنَ تو وہ بھی نرم پڑ جائیں گے

ترجمہ:۔ چنانچہ تم بھی دیکھ لوگے اور یہ لوگ بھی دیکھ لیں گے، کہ تم میں سے کون دیوانگی میں مبتلا ہے، یقیناً تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے جو اپنے راستے سے بھٹک گیا ہے اور ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جنہوں نے سیدھی راہ پالی ہے، لہذا تم ان کی باتوں میں نہ آنا جو (تمہیں جھٹلا رہے ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ تم ڈھیلے پڑ جاؤ تو یہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تم بھی دیکھ لوگے اور یہ لوگ بھی کہ کون تم میں سے دیوانگی میں مبتلا ہے؟

۲۔ یقیناً آپ کا رب اسے بھی جانتا ہے جو اپنے راستہ سے بھٹک گیا۔

۳۔ انہیں بھی خوب جانتا ہے جنہوں نے سیدھی راہ پالی ہے۔

۴۔ آپ انکی باتوں میں نہ آنا جو آپ کو جھٹلا رہے ہیں۔

۵۔ یہ چاہتے ہیں کہ آپ ڈھیلے پڑ جاو تو یہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں۔

ان آیتوں میں حقیقی مجنون کون ہے؟ اس کی وضاحت کی جارہی ہے کہ اے نبی! عنقریب آپ اور یہ آپ کو

جھٹلانے والے اور آپ کی نبوت کا انکار کرنے والے جان جائیں گے کہ کون حقیقی مجنون ہے اور کون گمراہ اور بھٹکا ہوا ہے؟ سورۂ قمر کی آیت نمبر ۲۶ میں بھی فرمایا گیا سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ انہیں (صالح علیہ السلام کی قوم کو) کل پتا چل جائے گا کہ سب سے بڑا جھوٹا شیخی باز کون ہے؟ اور سورۂ سبا کی آیت نمبر ۲۴ میں کہا گیا" وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ہم میں اور تم میں سے کوئی ایک ہدایت پر ہوگا تو کوئی کھلی گمراہی میں، ان میں سے گمراہ کون ہے؟ اور ہدایت پر کون ہے اسے اللہ تعالی بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں اسی کو آگے کہا گیا إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ یقیناً آپ کا رب اس شخص کو بخوبی جانتا ہے جو راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور انہیں بھی جانتا ہے جو سیدھے راستہ پر چلے جارہے ہیں، یعنی آپ کو تو اللہ تعالی نے اپنا نبی بنا کر مبعوث فرمایا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اور آپ کو ماننے والے ہدایت پر جمے ہوئے ہیں اور جن لوگوں نے آپ کو اور آپ کی نبوت کو جھٹلایا، ہدایت کو اپنانے سے انکار کیا ایسے ہی لوگ گمراہ ہیں لہذا آپ ایسے جھٹلانے والوں اور گمراہ لوگوں کی باتوں میں مت پڑئیے اور ان سے دور ہی رہیے، اس لئے کہ یہ جھٹلانے والے چاہتے ہیں کہ آپ انکے دین کے معاملہ میں تھوڑی سی نرمی کریں تو یہ لوگ بھی آپ کے دین کے معاملہ میں اور آپ کو ایذا پہنچانے میں نرمی کا برتاؤ کریں، اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ کفار و مشرکین نبی رحمت ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ اگر آپ ہمارے خداوں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دیں اور انہیں باطل قرار نہ دیں تو ہم لوگ بھی آپ کو تکلیف دینے سے باز آجائیں گے، اس طرح آپ ہمارے معاملہ میں نرمی کرو، ہم آپ کے معاملہ میں نرمی کریں گے اور بعض مفسرین نے کہا کہ یہ مشرکین چاہتے تھے کہ آپ علیہ السلام کچھ مدت تک ان مشرکین کے معبودوں کی عبادت کریں تو اسکے بدلہ میں وہ مشرکین بھی آپ کے معبود یعنی اللہ کی عبادت کریں گے۔ (تفسیر زمخشری۔ ج ۴۔ ص ۵۸۶) انکی اس بات پر اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ کہ آپ ان مشرکین کی کوئی بات نہ مانیں، ان کا تو ارادہ یہی ہے کہ آپ اپنی تبلیغ کے کام میں نرمی لائیں جو کہ اللہ کو پسند نہیں، سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۷۴ میں کہا گیا وَلَوْلَا أَن ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو آپ تو انکی جانب تھوڑا سا جھکتے چلے جاتے، اللہ ہمیں اپنے دین پر قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۲۲۲۳﴾ **اے نبی! آپ ایسے لوگوں کی بات مت مانئیے** ﴿القلم ۱۰۔تا۔۱۴﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ O هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ O مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ O عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ O أَن كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِينَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَلَا تُطِعْ اورآپ اطاعت نہ کریں كُلَّ ہر حَلَّافٍ قسمیں کھانے والے مَّهِيْنٍ نہایت حقیر هَمَّازٍ بڑاہی عجیب جو مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ چلتا پھرتا چغل خور مَّنَّاعٍ بہت روکنے والا لِّلْخَيْرِ بھلائی سے مُعْتَدٍ حد سے گزرنے والا اَثِيْمٍ سخت گناہ گار ہے عُتُلٍّ اُجڈ بَعْدَ ذٰلِكَ علاوہ ازیں زَنِيْمٍ حرام زدہ ہے اَنْ یہ اس کے لیے کہ كَانَ ہے وہ ذَا صاحب مَالٍ مال وَّ اور بَنِيْنَ اولاد

ترجمہ:۔ اور کسی بھی ایسے شخص کی باتوں میں نہ آنا جو بہت قسمیں کھانے والا، بے وقعت شخص ہے، طعنے دینے کا عادی ہے، چغلیاں لگاتا پھرتا ہے، بھلائی سے روکنے والا، زیادتی کرنے والا، بدعمل ہے، بدمزاج ہے اوراس کے علاوہ نچلے نسب والا بھی، صرف اس وجہ سے کہ وہ بڑے مال اوراولاد والا ہے۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے نبی! آپ کسی بھی ایسے شخص کی باتوں میں نہ آئیں جو بہت قسمیں کھانے والا، بے وقعت ہو۔

۲۔جو طعنے دینے کا عادی ہو۔ ۳۔جو چغلیاں لگاتے پھرتا ہو۔ ۴۔جو بھلائی سے روکنے والا ہو۔

۵۔جو زیادتی کرنے والا، بدعمل و بدمزاج ہو۔ ۶۔ان سب کے علاوہ جو نچلے نسب والا بھی ہو۔

۷۔صرف اس وجہ سے کہ وہ بڑے مال واولاد والا ہے۔

اللہ کے نافرمانوں کی بات ماننے سے روکنے کے بعد اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو چند مخصوص بری صفتوں کے حامل شخص کی بات ماننے سے بھی منع فرمارہے ہیں کہ جس آدمی میں اتنی ساری خرابیاں ہوں، اس میں کوئی بھلائی کا ہونا اوراس کی طرف سے بھلائی کی بات کا نکلنا ممکن نہیں ہے لہذا ایسے شخص سے دور ہی رہیے یہی بہتر ہے چنانچہ ان بری صفتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اے نبی! آپ ہر اس شخص کی باتوں میں نہ آنا جو بات بات پر جھوٹی قسمیں کھاتا پھرتا ہو کہ اسکی بات کا کوئی اعتبار نہیں اور اپنی بات کا اعتبار دلانے کے لئے اسے قسموں کا سہارا لینا پڑتا ہو، اپنی اس حرکت کی وجہ سے وہ اپنی حیثیت اور وقعت کھو بیٹھا ہو کہ لوگوں کے درمیان اسکی کوئی عزت ہی نہیں اور ساتھ ہی وہ لوگوں کو طعنہ دیتا پھرتا ہے، چغلیاں لگاتا ہے، بھلائی کے کام کرنے سے روکتا ہے، لوگوں پر ظلم وزیادتی کرتا ہے، نہ ہی اسکی عادتیں اچھی ہیں نہ ہی اس کا عمل، بڑا ہی بدمزاج اور نچلے نسب والا یعنی ولد الزنا ہے کہ جس سے خیر کی کوئی امید ہی نہ رکھتا ہو اور ایک نیک واچھی عادات کا مالک شخص ایسے آدمی کی صحبت تک اختیار کرنے اور اسکے ساتھ بیٹھنے کو گوارا نہیں کرتا، اب بات یہ ہے کہ جب کسی آدمی میں اتنی ساری برائیاں اور خرابیاں موجود ہوں تو خود انسان ہی ایسے آدمی سے دور بھاگتا اور بچتا ہے تو پھر اللہ تعالی نے یہاں ایسے شخص کی بات نہ ماننے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں روکا؟ اسکا جواب اگلی آیت میں دیا گیا ہے کہ اگرچہ کسی انسان میں ہزاروں خرابیاں اور برائیوں موجود ہو لیکن اگر اسکے پاس مال کثیر ہو اور وہ کثیر الاولاد بھی ہو تو ایسی صورت میں انسان اسکی تمام برائیاں اور خرابیوں کو بھول

جاتا ہے اور اس مالدار شخص سے قربت حاصل کرنا اور اپنا قریبی بنانا چاہتا ہے، انسان کی نظر میں مالداری کا ایسا مقام ہے کہ وہ ہر برائی پر پردہ ڈال دیتی ہے، اسی لئے اللہ تعالی نے اس بات کو واضح فرما دیا کہ ہماری نظر میں مالداری اور کثیر الاولاد ہونا کسی اہمیت کا حامل نہیں اور نہ ہی انسان کو ان چیزوں کی اہمیت اپنے دلوں میں بٹھانی چاہئے، اہمیت تو اچھی صفات، عادات اور اعلیٰ اخلاق کی ہوتی ہے جو کہ انسان کو افضل بناتی ہے، انسان مال سے افضل نہیں بنتا بلکہ اپنے کام اور اخلاق سے افضل بنتا ہے جیسا کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔(بخاری۔۳۵۵۹) لہٰذا آپ بھی اے نبی! اس شخص کی مالداری کو دیکھتے ہوئے کہیں اسے اہمیت دینے نہ لگ جانا اور اسکی باتوں میں نہ آنا کیونکہ وہ سب سے برا ہے اور برائی ہی اس سے نکلے گی، بھلائی کی اس سے کوئی توقع نہیں۔علماء تفسیر نے کہا کہ ان آیتوں میں جس شخص کے بارے میں کہا گیا وہ اخنس بن شریق یا اسود بن عبد یغوث یا عبد الرحمن بن اسود یا اکثر قول کے مطابق ولید بن مغیرہ تھا، علماء نے بیان کیا کہ اس نے رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا مال پیش کیا اور کہا کہ میں تمہیں اس سارے مال کا مالک بنا دوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ تم اپنے دین کو چھوڑ دو۔(تفسیر قرطبی۔ ج ۱۸۔ص۔۲۳۱) اسی لئے اللہ تعالی نے یہ آیتیں نازل فرمائیں جس میں اللہ تعالی نے اسکی بات ماننے سے آپ علیہ السلام کو منع فرمایا۔ان آیتوں میں جو بڑی صفات بیان کی گئی ہیں وہ سب انسان کو ہلاک اور تباہ کرنے والی ہیں جسکی مذمت احادیث میں بھی وارد ہے لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم ان تمام صفات سے اپنی ذات کو بچانے کی فکر کریں اور ان صفات کے حامل افراد سے میل جول اور دوستی رکھنے سے پرہیز کریں۔

﴿درس نمبر ۲۲۲۴﴾ عنقریب اللہ تعالیٰ اس کی سونڈ پر داغ لگا دیں گے ﴿القلم ۱۵۔تا۔۲۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ O سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ O إِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ إِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ O وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ O فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ O فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ O فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ O اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ إِذَا جب تُتْلٰى تلاوت کی جاتی ہے عَلَيْهِ اس پر اٰيٰتُنَا ہماری آیات قَالَ وہ کہتا ہے اَسَاطِيْرُ افسانے ہیں الْاَوَّلِيْنَ پہلوں کے سَنَسِمُهٗ عنقریب ہم اسے داغ لگائیں گے عَلَى الْخُرْطُوْمِ سونڈ پر إِنَّا بلاشبہ ہم نے بَلَوْنٰهُمْ انہیں آزمایا ہے كَمَا جیسے بَلَوْنَآ ہم نے آزمایا تھا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ باغ والوں کو إِذْ

جب اَقْسَمُوْا انھوں نے قسمیں کھائیں لَيَصْرِمُنَّهَا وہ ضرور کاٹ لیں گے اس کو مُصْبِحِيْنَ صبح ہوتے ہی وَ اور لَا يَسْتَثْنُوْنَ نہ کہتے تھے وہ ان شاء اللہ فَطَافَ تو پھر گیا عَلَيْهَا اس پر طَآئِفٌ ایک پھرنے والا مِّنْ رَّبِّكَ آپ کیے رب کی طرف سے وَهُمْ جبکہ وہ نَآئِمُوْنَ سو رہے ہیں فَاَصْبَحَتْ تو ہو گیا وہ كَالصَّرِيْمِ کٹی ہوئی کھیت کے مانند فَتَنَادَوْا پھر انھوں نے ایک دوسرے کو پکارا مُصْبِحِيْنَ صبح ہوتے ہی اَنِ اغْدُوْا کہ سویرے چلو تم عَلٰى حَرْثِكُمْ اپنی کھیتی پر اِنْ اگر كُنْتُمْ ہو تم صٰرِمِيْنَ کاٹنے والے

ترجمہ:۔ جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ پچھلے لوگوں کی کہانیاں ہیں، عنقریب ہم اس کی سونڈ پر داغ لگا دیں گے، ہم نے ان (مکہ والوں) کو اسی طرح آزمائش میں ڈالا ہے جیسے (ایک) باغ والوں کو اس وقت آزمائش میں ڈالا تھا جب انہوں نے قسم کھائی تھی کہ صبح ہوتے ہی ہم اس باغ کا پھل توڑ لیں گے اور (یہ کہتے ہوئے) وہ کوئی استثناء نہیں کر رہے تھے، پھر ہوا یہ کہ جس وقت وہ سو رہے تھے، اس وقت تمہارے پروردگار کی طرف ایک بلا اس باغ پر پھیرا لگا گئی، جس سے وہ باغ صبح کو کٹی ہوئی کھیتی کی طرح ہو گیا، پھر صبح ہوتے ہی انہوں نے ایک دوسرے کو آواز دی کہ اگر پھل توڑنے ہیں تو اپنے کھیت کی طرف سویرے چل نکلو۔

تشریح:۔ ان آٹھ آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب اسکے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ پچھلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

۲۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اسکی سونڈ پر داغ لگا دیں گے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ان مکہ والوں کو اسی طرح آزمائش میں ڈالا جس طرح ایک باغ بالوں کو آزمائش میں ڈالا تھا۔

۴۔ ان باغات والوں کو اس وقت آزمائش میں ڈالا جب انہوں نے قسم کھائی تھی کہ صبح ہوتے ہی ہم اس باغ کا پھل توڑ لیں گے۔

۵۔ یہ کہتے ہوئے وہ لوگ کوئی استثناء نہیں کر رہے تھے۔

۶۔ پھر یہ ہوا کہ جب وہ لوگ سو رہے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک بلا اس باغ پر پھیرا لگا گئی۔

۷۔ جس کی وجہ سے وہ باغ صبح کو کٹی ہوئی کھیتی کی طرح ہو گیا۔

۸۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے ایک دوسرے کو آواز دی۔

۹۔ پھر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اگر پھل توڑنے ہیں تو صبح سویرے ہی اپنے کھیتوں کی طرف چلو۔

انہیں اوصاف ذمیمہ کے حامل شخص کے بارے میں کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے اپنی دولت و اولاد کا ایسا نشہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہی بڑا سمجھتا اور تکبر کرنے لگتا ہے اور جب کبھی اسکے سامنے اللہ تعالیٰ کا کلام

پڑھا جاتا تاکہ وہ اس کلام کو سن کر سدھر جائے اور توبہ کرلے لیکن وہ بجائے سدھرنے کے اپنی خباثت دکھلاتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ جو آپ مجھے کلام سنا رہے ہو یہ تو اللہ کا بھیجا ہوا نہیں بلکہ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کہ پرانے قصے، کہانیاں سنائی جارہی ہیں جو کہ محض افسانہ ہے، حقیقت اس میں کچھ نہیں ہے۔اسکی اس حرکت پر اللہ تعالی اسے کیا سزا دیں گے، فرمایا کہ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ہم عنقریب اسکی سونڈ یعنی ناک پر ایک داغ لگادیں گے کہ جس کے ذریعہ وہ لوگوں میں پہچانا جائے گا کہ یہی وہ شخص ہے جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتا اور اسکی نافرمانی کیا کرتا تھا، اب وہ داغ دنیا میں بھی ہوگا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب جنگ بدر میں اس نے لڑائی کی تو تلوار سے اسکی ناک پر نشان پڑ گیا۔(تفسیر طبری۔ج، ۲۳۔ص، ۵۴۱) اور قیامت کے دن بھی اللہ تعالی اسکی ناک پر جہنمیوں کی نشانیاں ظاہر کردیں گے یعنی اسکی ناک کو کالی کردیں گے جسکے ذریعہ وہ پہچانا جائے گا کہ وہ جہنمی ہے، یہاں ناک سے چہرہ مراد لیا گیا ہے کہ اس دن سارے جہنمیوں کے چہرے کالے کئے جائیں گے (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۹۔ص، ۵۴) جیسے کہ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۶ میں فرمایا گیا يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ کہ اس دن کچھ چہرے سفید وروشن کئے جائیں گے تو کچھ چہروں پر کالک تھوپی جائے گی۔ان جیسے لوگوں کو مال و دولت عطا کی گئی لیکن وہ اسے اللہ کا قرب حاصل کرنے کا نہ تو ذریعہ بناتے اور نہ ہی فقراء ومساکین میں خرچ کرتے بلکہ سرکشی اور نافرمانی پر اتر آتے، فرمایا کہ ہم نے ان مکہ والوں کی جنہیں ہم نے مال و دولت اور قوت و طاقت وراحت کا سامان عطا کیا لیکن وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور تواضع اپنانے کے بجائے متکبر ہو بیٹھے ہیں جس پر اللہ تعالی نے انکی ایسی آزمائش کی جیسے باغ والوں کی گئی تھی کہ جب انکی کھیتی پک گئی اور کاٹنے کے قابل ہوگئی تو ان باغ والوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ دیکھو! اب تو ہماری کھیتی اچھی خاصی ہوگئی ہے، ہم اسے کل صبح سویرے آکر کاٹ لیں گے، یہ کہتے ہوئے انہوں نے نہ تو ان شاء اللہ کہا اور نہ ہی یہ نیت کی کہ ہم اس کھیتی کا کچھ حصہ فقراء ومساکین میں صدقہ کریں گے، بلکہ انہوں نے تو یہ ارادہ کیا تھا کہ ہم اس کھیتی میں سے ایک دانہ بھی کسی فقیر ومحتاج کو نہیں دیں گے جسکے لئے ہمیں یہ کرنا ہوگا کہ ہم صبح کے اول وقت میں آکر اس کھیتی کو کاٹ لیں گے کہ جسکی خبر کسی فقیر کو نہ ملے اور وہ ہم سے مانگنے کے لئے بھی نہیں آئیگا، چنانچہ وہ لوگ اسی بات پر اتفاق کرتے ہوئے اپنے اپنے گھر لوٹ گئے تاکہ صبح جلدی آکر اس کھیتی کو کاٹ لیں، انکی اس بری نیت کو دیکھ کر اللہ تعالی نے انکی اس کھیتی پر ایک وبا کو بھیج دیا، علماء تفسیر نے بیان کیا ہے کہ آسمان سے ایک آگ آئی اور انکے کھیت کو جلا کر بالکل تباہ کرکے چھوڑ دیا اور وہ کھیت بالکل کالا بھوسہ ہوگیا اور ایسا ہوگیا جیسے کہ اس میں کچھ تھا ہی نہیں، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ گناہ کرنے سے بچو! اس لئے کہ جب بندہ گناہ کرتا رہتا ہے تو اسے اپنے اس رزق سے محروم کردیا جاتا ہے جو اس کے لئے مقرر کیا گیا تھا پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ اور فرمایا کہ انہیں بھی انکے گناہوں کی وجہ سے

اپنے کھیت کے خیر سے محروم کردیا گیا۔ (الدر المنثور۔ ج ۸۔ص ۲۵۱) تو جب اگلی صبح یہ تمام باغ والے ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ جلدی چلو! صبح کا وقت ہوگیا اگر کھیتی کاٹنے میں دیر ہوگئی تو سارے فقراء وہاں جمع ہوجائیں گے پھر ہمیں اس کھیتی کو تقسیم کرنا پڑیگا، بس اسی ارادہ کو لیکر وہ سارے لوگ اپنے کھیت کی طرف چپکے چپکے بڑھنے لگے۔

﴿درس نمبر ۲۲۲۵﴾ وہ لوگ بڑے زوروں سے تیز تیز چلتے ہوئے نکلے ﴿القلم ۲۳۔تا۔۲۹﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ○ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ○ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ○ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ○ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ○ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَانْطَلَقُوْا چنانچہ وہ چل پڑے وَ اس حال میں کہ هُمْ وہ يَتَخَافَتُوْنَ چپکے چپکے آپس میں کہہ رہے تھے اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا کہ داخل نہ ہونے پائے اس میں الْيَوْمَ آج عَلَيْكُمْ تم پر مِّسْكِيْنٌ کوئی مسکین وَّ اور غَدَوْا وہ صبح سویرے نکلے عَلٰى حَرْدٍ روکنے پر قٰدِرِيْنَ قادر فَلَمَّا پھر جب رَاَوْهَا انھوں نے دیکھا اس کو قَالُوْٓا کہا اِنَّا یقیناً ہم لَضَآلُّوْنَ البتہ بھول گئے ہیں بَلْ بلکہ نَحْنُ ہم مَحْرُوْمُوْنَ محروم ہوگئے قَالَ کہا اَوْسَطُهُمْ ان میں سے بہتر نے اَلَمْ اَقُلْ کیا میں نے نہیں کہا تھا لَّكُمْ تمہیں لَوْلَا کیوں نہیں تُسَبِّحُوْنَ تم تسبیح کرتے؟ قَالُوْا انھونے کہا سُبْحٰنَ پاک ہے رَبِّنَآ ہمارا رب اِنَّا كُنَّا بلاشبہ ہم ہی ہیں ظٰلِمِيْنَ ظالم

ترجمہ:۔ چنانچہ وہ ایک دوسرے سے چپکے چپکے یہ کہتے ہوئے روانہ ہوئے کہ آج کوئی مسکین تمہارے پاس اس باغ میں نہ آنے پائے اور وہ بڑے زوروں میں تیز تیز چلتے ہوئے نکلے، پھر جب اس باغ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم ضرور راستہ بھٹک گئے ہیں (پھر کچھ دیر کے بعد کہا کہ) نہیں! بلکہ ہم سب لٹ گئے ہیں، ان میں جو شخص سب سے اچھا تھا وہ کہنے لگا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ کہنے لگے ہم اپنے پرور دگار کی تسبیح کرتے ہیں یقینا ہم ظالم تھے۔

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ چپکے چپکے ایک دوسرے سے یہ کہتے ہوئے روانہ ہوئے کہ آج کوئی مسکین تمہارے پاس اس باغ میں آنے نہ پائے۔

۲۔ وہ لوگ بڑے زوروں میں تیز تیز چلتے ہوئے نکلے۔

۳۔ جب ان لوگوں نے اس باغ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ ضرور ہم راستہ بھٹک گئے ہیں۔

۴۔ کچھ دیر بعد کہا کہ نہیں بلکہ ہم سب تو لٹ گئے ہیں۔
۵۔ ان میں جو شخص سب سے اچھا تھا وہ کہنے لگا۔
۶۔ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟۔
۷۔ تب وہ کہنے لگے کہ ہم اپنے پروردگار کی تسبیح کرتے ہیں۔ ۸۔ یقیناً ہم ظالم لوگ تھے۔

فرمایا کہ جب صبح اٹھ کر انہوں نے ایک دوسرے کو کھیت کاٹنے کے لئے آواز دی تو وہ سارے لوگ کھیت کی طرف چپکے سے بڑھنے لگے اور ساتھ ہی ایک دوسرے سے یہ کہتے جاتے تھے کہ آج ہمارے پاس اپنے اس باغ میں کوئی مسکین ومحتاج آنے نہ پائے اور اپنے آپ کو اس پر قادر سمجھنے لگے کہ ہم یقیناً ان فقراء ومساکین کو اپنے اس باغ سے کچھ نہ دیکر محروم کردیں گے لہذا وہ تیز رفتاری کے ساتھ چلنے لگے اور جب وہ اپنے باغ پر پہنچے اور اسکی یہ حالت دیکھی کہ وہ جل کر خاک پڑا ہوا ہے تو کہنے لگے کہ شاید ہم کسی اور کے باغ میں بھولے سے آگئے ہیں، یہ ہمارا تو نہیں ہے مگر جب غور سے دیکھا اور آپس میں نظر دوڑائی تو انہیں یقین آگیا کہ یہ تو ہمارا ہی ہے، اللہ تعالی نے ہمارے اس برے ارادے اور نیت کے سبب ہمیں اپنے خیر سے محروم کردیا، علماء تفسیر نے بیان کیا کہ وہ انگور کا باغ تھا۔ (الدر المنثور۔ ج،۸۔ص،۲۵۱)، چنانچہ انہیں اپنی اس حرکت پر پشیمانی ہونے لگی کہ ہم نے غریبوں کو محروم کرنا چاہا لیکن اللہ تعالی نے ہمیں ہی محروم کردیا، یقیناً اللہ تعالی کی ذات بہت بڑی اور پاک ہے، جب یہ لوگ صدمہ کے عالم میں اپنے آپ پر ملامت کررہے تھے اس وقت ان کھیت والوں میں سے ایک شخص نے کہا جو اپنے والد کی طرح نیک تھا کیا میں نے تم سے نہیں کہا کہ تم اپنی اس بری نیت کو چھوڑ کر اللہ کی پاکی وبڑائی بیان کرو؟ اگر تم اس استثناء کے بجائے جو تم نے کیا تھا، اللہ کی پاکی وبڑائی بیان کرتے اور اس نے تمہیں جو عطا کیا ہے اس پر اسکا شکر ادا کرتے تو آج یہ حال دیکھنا نہ پڑتا، تمہاری اس بربادی کے ذمہ دار تم خود ہو، اس نیک شخص کے کہنے پر اب وہ لوگ اللہ تعالی کی تسبیح کرنے لگے اور اسکے سامنے اپنے جرم کا اعتراف کرنے لگے کہ اے ہمارے رب! یقیناً ہم نے یہ گناہ کرکے اپنے آپ پر ظلم کرلیا جس ظلم کی سزا ہمیں مل بھی گئی، لیکن اب انکے اس پچھتاوے اور اعتراف جرم کا انہیں کچھ فائدہ نہیں ہوا، انکے ساتھ جو ہونا تھا وہ ہوگیا۔ لہذا نیت ہمیشہ نیک اور خالص رکھنا چاہئے اور جن چیزوں میں اللہ نے غرباء ومساکین کا حق متعین کررکھا ہے انہیں انکا حق ادا کردینا چاہئے، اللہ تعالی کے لئے یہ کوئی بڑی بات نہیں کہ وہ کسی دینے والے کو لینے کے قابل اور لینے والے کو دینے کے قابل بنادے۔

﴿درس نمبر ۲۲۲۶﴾ وہ لوگ آپس میں ملامت کرنے لگے ﴿القلم ۳۰۔تا۔۳۳﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ O قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ O عَسٰى رَبُّنَآ

اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ O كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاَقْبَلَ پھر متوجہ ہوا بَعْضُهُمْ ایک ان کا عَلٰى بَعْضٍ دوسرے پر يَّتَلَاوَمُوْنَ آپس میں ملامت کرتے ہوئے قَالُوْا انھوں نے کہا يٰوَيْلَنَآ ہائے افسوس! ہم پر اِنَّا كُنَّا بلاشبہ ہم ہی تھے طٰغِيْنَ سرکش عَسٰى امید ہے رَبُّنَآ ہمارا رب اَنْ يُّبْدِلَنَا کہ وہ ہمیں بدلے میں دے خَيْرًا بہتر مِّنْهَآ اس سے اِنَّآ بیشک ہم اِلٰى رَبِّنَا اپنے رب کی طرف رٰغِبُوْنَ رجوع کرنے والے ہیں كَذٰلِكَ اسی طرح الْعَذَابُ عذاب وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اور البتہ عذابِ آخرت اَكْبَرُ بہت بڑا ہے لَوْ کاش کہ كَانُوْا ہوتے تھے يَعْلَمُوْنَ جانتے

ترجمہ:۔ پھر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے، (پھر سب نے (متفق ہوکر) کہا کہ افسوس ہے ہم سب پر! یقینا ہم سب نے سرکشی اختیار کرلی تھی، کیا بعید ہے کہ ہمارا پروردگار ہمیں اس باغ کے بدلے اس سے اچھا عطا فرمادے، بیشک ہم اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتے ہیں ،عذاب ایسا ہی ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب یقینا سب سے بڑا ہے، کاش یہ لوگ جانتے!

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر آپس میں ملامت کرنے لگے۔

۲۔ پھر سب نے کہا کہ افسوس! ہم سب پر! یقینا ہم نے سرکشی اختیار کرلی تھی۔

۳۔ کیا بعید ہے کہ ہمارا پروردگار ہمیں اس باغ کے بدلہ اس سے اچھا عطا فرمادے۔

۴۔ بے شک ہم اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

۵۔ اللہ تعالی کا عذاب ایسا ہی ہوتا ہے۔ ۶۔ آخرت کا عذاب یقینا سب سے بڑا ہے۔

۷۔ کاش! یہ لوگ اسے جان جاتے۔

چنانچہ وہ باغ والے مالکین آپس میں ایک دوسرے کو اپنی اس غلطی پر جو کہ انہوں نے غریبوں کے حق کو نہ دینے کا ارادہ کرکے کی تھی، برا بھلا کہنے لگے، لیکن چونکہ وہ سارے ہی لوگ اس کام میں شریک تھے کہ کوئی اس کہی بات پر راضی تھا تو کسی نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور ایک جو نیک شخص تھا اس نے انکی مخالفت کی تھی لیکن چونکہ اکثریت کا یہی برا ارادہ تھا اس لئے وہ تمام ہی اس کام میں شریک ہوئے، لہذا انہوں نے مان لیا کہ جھگڑا کرنے اور ایک دوسرے پر الزام تراشنے کا اب کوئی فائدہ نہیں، ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے جرم کا اعتراف اللہ تعالی کے سامنے کریں اور اس پر معافی مانگ لیں اور آئندہ اس طرح کی غلطی کا ارتکاب کرنے سے بچیں چنانچہ ان لوگوں نے ویسا ہی کیا اور کہا يٰوَيْلَنَا اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ افسوس ہے ہم سب پر کہ ہم نے سرکشی اختیار کرلی تھی، اے اللہ! ہماری

اس سرکشی کو معاف فرمادے اور ہمیں امید ہے کہ آپ ہمیں ہماری اس توبہ پر اس باغ سے بہتر باغ عطا فرمائیں گے اور یقینا ہم اے ہمارے پروردگار! آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور معافی اور بھلائی کی امید رکھتے ہیں، چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ اللہ تعالی نے انکی اس توبہ کو قبول فرما کر انہیں اس باغ سے بہتر باغ عطا فرمایا جیسا کہ حضرت مجاہد علیہ الرحمہ نے فرمایا۔(تفسیر زمخشری۔ج،۴۔ص،۵۹۲) اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا کہ مجھے ان کے بارے میں یہ پتا چلا کہ انہوں نے اللہ کے حضور بصد اخلاص توبہ کی اور اللہ تعالی نے جب انکے اس اخلاص کو دیکھا تو انہیں اس باغ سے بہتر ایک باغ عطا فرمایا جسے ''حَيَوَان'' کہا جاتا تھا اور اس باغ میں اتنے انگور ہوئے کہ ایک ایک خچر پر ایک ایک انگور کا گچھا رکھا جاتا تھا۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۸۔ص،۲۴۵) امام قرطبی علیہ الرحمہ نے اس باغ کے بارے میں فرمایا کہ یہ یمن میں مقام صنعاء سے ایک یا دو میل کے فاصلہ پر تھا اور یہ باغ ایک نیک آدمی کا تھا جو اس باغ سے اللہ کا جو حق ہوتا تھا وہ نکال کر غرباء و مساکین میں بانٹ دیتا تھا لیکن جب اسکی وفات ہوئی تو وہ باغ اسکی اولاد کے پاس چلا گیا اور وہ لوگ اس باغ سے فقراء و مساکین کو کچھ نہ دیتے تھے اور اللہ کا جو حق وہ نیک آدمی نکالا کرتا تھا اس میں بخل کرتے تھے، انکی اس حرکت پر اللہ تعالی نے انکے اس باغ کو ایسے ہلاک کر دیا کہ وہ اسے بچا تک نہ پائے۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۸۔ص،۲۳۹) اس واقعہ کو ذکر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جو اللہ تعالی کی نافرمانی کرتا ہے اور اسکے حکموں کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اللہ تعالی بھی اسے عذاب دینے سے پہلے آزمائش میں ڈالتے ہیں تاکہ وہ لوگ اپنی اس آزمائش کی وجہ سے اللہ تعالی کی جانب رجوع کر لیں، تو جو رجوع کر لیتا ہے اللہ تعالی اسے معاف فرما دیتا ہے اور انہیں اس آزمائش کا بہترین صلہ عطا فرماتا ہے لیکن جو اس آزمائش کے باوجود بھی اللہ تعالی کی نافرمانی پر اڑے رہتے ہیں اللہ تعالی انہیں دنیا میں بھی سزا دیتا ہے اور آخرت میں بھی جیسے کہ ان مشرکین مکہ کا حال ہوا کہ انہیں قحط سالی وغیرہ کے ذریعہ آزمایا گیا لیکن وہ اپنی ان حرکتوں سے باز نہیں آئے لہذا جنگ بدر میں اللہ تعالی نے انہیں سزا دی اور آخرت میں تو انکے لئے دردناک عذاب موجود ہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۲﴾ متقیوں کیلئے نعمتوں سے بھرے باغات ﴿القلم ۳۴۔تا۔۳۹﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ۝ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلاشبہ لِلْمُتَّقِيْنَ متقی لوگوں کے لیے عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے رب کے ہاں جَنّٰتِ باغات

النَّعِيْمِ نعمت کے اَ فَنَجْعَلُ کیا پھر ہم کر دیں گے الْمُسْلِمِيْنَ مسلمانوں کو كَالْمُجْرِمِيْنَ مجرموں کی طرح
مَا لَكُمْ کیا ہے تمہیں كَيْفَ کیسے تَحْكُمُوْنَ فیصلے کرتے ہو تم اَمْ لَكُمْ کیا تمہارے لیے كِتٰبٌ کوئی کتاب
ہے فِيْهِ جس میں تَدْرُسُوْنَ تم پڑھتے ہو اِنَّ یقیناً لَكُمْ تمہارے لیے فِيْهِ اس میں لَمَا البتہ وہ چیز ہے جو
تَخَيَّرُوْنَ تم پسند کرتے ہو اَمْ لَكُمْ کیا تمہارے لیے اَيْمَانٌ قسمیں ہیں عَلَيْنَا ہمارے ذمے بَالِغَةٌ پہنچنے والی
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ یوم قیامت تک اِنَّ یقیناً لَكُمْ تمہارے لیے لَمَا البتہ وہ ہوگا جو تَحْكُمُوْنَ تم فیصلہ کرو گے

ترجمہ:۔ البتہ متقیوں کے لئے ان کے پروردگار کے پاس نعمتوں بھرے باغات ہیں، بھلا کیا ہم فرماں برداروں کو مجرموں کے برابر کر دیں گے؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسی باتیں طے کر لیتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم یہ پڑھتے ہو، کہ تمہیں وہاں وہی کچھ ملے گا جو تم پسند کرو گے؟ یا تم نے ہم سے قیامت کے دن تک باقی رہنے والی قسمیں لے رکھی ہیں کہ تمہیں وہی کچھ ملے گا جو تم طے کرو گے؟

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ متقیوں کے لئے انکے پروردگار کے پاس نعمتوں سے بھرے باغات ہیں۔
۲۔ بھلا کیا اللہ تعالی فرمانبرداروں کو مجرموں کے برابر کر دیں گے؟
۳۔ تمہیں کیا ہو گیا؟ تم کیسی باتیں طے کر لیتے ہو؟۔
۴۔ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم یہ پڑھتے ہو؟۔
۵۔ جس کتاب میں یہ لکھا ہو کہ وہاں تمہیں وہی کچھ ملے گا جو تم پسند کرتے ہو؟
۶۔ یا پھر تم نے اللہ تعالی سے قیامت کے دن تک باقی رہنے والی قسمیں لے رکھی ہیں کہ تمہیں وہی کچھ سب ملے گا جو تم طے کرو گے؟

اللہ تعالی اپنے نافرمانوں کو خبردار کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ دیکھو! ہم نے ایک پل میں انہیں کیسے برباد کر دیا اور کس طرح انکے اموال کو ہلاک کر کے انہیں عذاب میں مبتلا کیا؟ جو کوئی ہماری نافرمانی کرتا ہے، ہمارے حکموں کو نہ مان کر سرکشی کرتا ہے ہم انہیں ایسے ہی عذاب دیا کرتے ہیں، یہ تو ایک معمولی سی سزا ہے جو ہم نے دی ہے لیکن آخرت میں ایسے نافرمانوں کے لئے جو عذاب تیار کیا گیا ہے وہ تو بہت ہی زیادہ دردناک ہے، کاش! یہ مشرک لوگ اللہ تعالی کی ان باتوں پر غور کرتے اور سنبھل جاتے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کر لیتے تو شاید وہ ان عذابوں سے بچ جاتے، مشرکین کو ملنے والی سزاوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی ایمان والوں کو انکے ایمان اور اللہ تعالی کی فرمانبرداری پر ملنے والے انعامات بیان فرمارہے ہیں کہ اب جو اللہ تعالی سے ڈرنے والے ہیں کہ وہ اسکی نافرمانی نہیں کرتے، حکموں کی خلاف ورزی نہیں کرتے، عبادات و اعمال صالحہ میں لگے

رہتے ہیں تو ایسے بندوں کیلئے اللہ تعالی نے اپنے پاس نعمتوں والے باغات تیار کرر کھے ہیں جسکا اللہ تعالی کل قیامت کے دن انہیں مالک بنادے گا اور وہ ان باغات میں بڑے آرام سے ساری زندگی رہیں گے کہ نہ تو انہیں ان باغات سے نکالا جائے گا اور نہ کبھی وہاں کی نعمتیں ختم ہوں گی، یہ اللہ تعالی کا انعام ہے جو ان مخلص اور متقی لوگوں پر کیا جائے گا۔

جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالی ان متقیوں کو وہاں نعمتوں سے بھرے باغات عطا کرے گا تو اہل کفر و شرک نے کہا کہ اگر واقعی اللہ تعالی ہمیں دوبارہ زندہ کرے گا جیسا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں تو ہم وہاں بھی اعلی رتبہ والے ہوں گے جس طرح اس دنیا میں ہمارا حال ہے اور یہاں ہمیں جس طرح تم پر مال واولاد میں فضیلت ہے ایسی ہی فضیلت ہمیں وہاں آخرت میں ملے گی، انکی اس بات کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ تم لوگ تو ہماری نافرمانی کرتے ہو، ظلم و جرائم کا ارتکاب کرتے ہو، ہمارے احکامات کو جھٹلاتے ہو اور ہمارا انکار کرتے ہو اور یہ مسلمان لوگ ایسے ہیں کہ ہماری ہر کہی ہوئی بات پر عمل کرتے ہیں، ہماری عبادت و اطاعت کرتے ہیں، ظلم و بربریت اور جرائم سے بچتے ہیں اور ہماری سزاوں سے ڈرتے ہیں، اب تم ہی بتاؤ کہ جب دونوں کے اعمال میں اتنا بڑا فرق ہے کہ ایک نافرمان ہے تو دوسرا فرمانبردار تو پھر بدلہ دونوں کا ایک جیسے کیسے ہوگا؟ تم خود سوچو کہ کیا جو تم بات کہہ رہے ہو وہ درست یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو پھر تمہاری عقلوں کو کیا ہو گیا کہ تم اس طرح کا غلط فیصلہ کرر ہے ہو؟ کیا تمہارے اس فیصلہ پر جو تم از خود کرر ہے ہو کوئی آسمانی دلیل یعنی کوئی کتاب موجود ہے کہ جس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ تمہیں وہاں آخرت میں ان اطاعت گزار بندوں سے بڑا اور افضل مقام دیا جائے گا؟ اور تمہیں وہ ساری چیزیں وہاں مہیا کی جائیں گی جو تم خواہش کرو گے؟ چلو! اگر کوئی کتاب بھی ایسی نہیں ہے تو کیا پھر تم نے اللہ تعالی سے کوئی قیامت تک رہنے والا وعدہ کرر کھا ہے کہ جس میں یہ کہا گیا ہو کہ آخرت میں تمہیں وہاں وہ سب کچھ ملے گا جو تم چاہو گے؟ جب ان باتوں میں سے کوئی بات نہیں ہے تو پھر تم کیسے ہماری کہی ہوئی اور قرآن میں لکھی ہوئی مدلل بات کو جھٹلا رہے ہو؟ ہم نے تو اس کتاب میں صاف صاف کہہ دیا ہے کہ فرمانبرداروں کو جنت ملے گی اور نافرمانوں کو دوزخ ملے گی، یہی ہمارا فیصلہ ہے اور ہم اپنے فیصلہ کے خلاف کبھی نہیں کرتے۔

﴿درس نمبر ۲۲۲۸﴾ ان میں سے کون ہے جس نے یہ ضمانت لے رکھی ہے؟ ﴿القلم ۴۰-تا-۴۳﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ O اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ O يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ O خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ سَلْهُمْ ان سے پوچھیے اَيُّهُمْ ان میں سے کون بِذٰلِكَ اس کا زَعِيْمٌ ضامن ہے اَمْ کیا لَهُمْ ان کے لیے شُرَكَآءُ شریک ہیں فَلْيَاْتُوْا تو چاہیے کہ وہ لے آئیں بِشُرَكَآئِهِمْ اپنے شریکوں کو اِنْ اگر كَانُوْا ہیں صٰدِقِيْنَ سچے يَوْمَ جس دن يُكْشَفُ کھولا جائے گا عَنْ سَاقٍ پنڈلی سے وَّ اور يُدْعَوْنَ وہ بلائے جائیں گے اِلَى السُّجُوْدِ سجدے کی طرف فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تو وہ استطاعت نہیں رکھیں گے خَاشِعَةً جھکی ہوں گی اَبْصَارُهُمْ ان کی نگاہیں تَرْهَقُهُمْ ڈھانپتی ہوگی انھیں ذِلَّةٌ ذلت وَ اور قَدْ تحقیق كَانُوْا تھے وہ يُدْعَوْنَ بلائے جاتے اِلَى السُّجُوْدِ سجدے کی طرف وَ جبکہ هُمْ وہ سٰلِمُوْنَ صحیح سالم

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر!) ان سے پوچھو کہ ان میں سے کون ہے جس نے اس بات کی ضمانت لے رکھی ہو؟ کیا خدائی میں ان کے مانے ہوئے کچھ شریک ہیں (جو یہ ضمانت لیتے ہوں؟) تو پھر لے آئیں اپنے ان شریکوں کو، اگر وہ سچے ہیں! جس دن ساق کھول دی جائے گی اور ان کو سجدے کے لئے بلایا جائے گا تو یہ سجدہ کر نہیں سکیں گے، ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی، ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی، اس وقت بھی انہیں سجدے کے لئے بلایا جاتا تھا جب یہ لوگ صحیح سالم تھے (اس وقت قدرت کے باوجود یہ انکار کرتے تھے)

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! آپ ان سے پوچھئے کہ ان میں سے کون ہے جس نے یہ ضمانت لے رکھی ہو؟

۲۔ کیا خدائی میں انکے مانے ہوئے کچھ شریک ہیں جو اس بات کی ضمانت لیتے ہوں؟

۳۔ اگر ایسا ہے تو انہیں چاہئے کہ وہ اپنے ان شریکوں کو لے آئیں اگر وہ سچے ہوں تو؟

۴۔ جس دن ساق کھول دی جائے گی۔

۵۔ انہیں سجدہ کے لئے بلایا جائے گا تو وہ سجدہ نہیں کر پائیں گے۔

۶۔ انکی نگاہیں جھکی ہوں گی۔ ۷۔ ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔

۸۔ اس وقت بھی انہیں سجدہ کے لئے بلایا جاتا تھا جب وہ لوگ صحیح وسالم تھے۔

اللہ تعالی دھمکی دیتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اے نبی! آپ ان سے پوچھئے کہ وہ کون شخص ہے جو ان تمام کہی ہوئی باتوں کی ضمانت لیتا ہو کہ جو کچھ ان مشرکین کی جانب سے کہا گیا وہ بالکل ہو کر رہیگا؟ اگر ایسا کہنے والے انکے وہ شرکاء ہیں جنہیں ان لوگوں نے اللہ تعالی کی خدائی میں شریک بنا رکھا ہے، تو ان مشرکوں کو چاہئے کہ وہ ان شرکاء کو ہی ہمارے سامنے ان باتوں کی آگاہی دیں اور ان کہی ہوئی باتوں کی ضمانت لے آئیں اگر یہ اپنی ان باتوں میں سچے ہیں؟ حقیقت تو یہ ہے کہ نہ تو انکے پاس کوئی کتاب ہے کہ جس میں انکا یہ دعوی لکھا ہوا ہو اور نہ ہی انکے پاس اس بات کی ضمانت لینے والا کوئی ہے، یہ لوگ تو محض اپنے خیالات اور خواہشات کی ہی اتباع کرتے ہیں جسکی کوئی حقیقت نہیں

ہے، جبکہ یہ بات ثابت ہوگئی کہ ان مشرکین کی حالت متقی اور ایمان والوں کی طرح سکون و راحت والی نہیں ہوگی تو پھر کیسی ہوگی؟ یہاں بیان کیا جارہا ہے کہ اے نبی! آپ ان مشرکین سے انکی قیامت کے دن ہونے والی حالت کو بیان کردیجئے کہ جس دن قیامت کی ہولناکی ظاہر ہوجائے گی اور سختی و پریشانی ظاہر ہونے لگے گی تو اس وقت ان مشرکین کو اللہ تعالی کے سامنے سجدہ کرنے کے لئے بلایا جائے گا لیکن وہ لوگ اس رب کے سامنے سجدہ نہیں کرسکیں گے اور شرمندگی کے مارے آنکھیں جھکا کر، چہرے پر ذلت کے آثار لئے ہوئے ٹھہرے رہیں گے، لیکن جو مومن و مسلمان ہوگا بہ آسانی اپنے رب کے سامنے سجدہ میں گر پڑے گا، یہ مشرکین جو سجدہ کرنے پر قادر نہیں ہوں گے اسکی وجہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب یہ لوگ دنیا میں صحیح و سالم تھے اس وقت انہیں اللہ کے آگے سجدہ کرنے کے لئے بلایا جاتا تو غرور و تکبر کی وجہ سے وہ لوگ اس رب کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوتے تھے اور آج جب یہ خود سجدہ کرنا چاہ رہے ہیں تا کہ انہیں انکی دکھائی ہوئی عذاب والی منزل سے چھٹکارا مل جائے مگر سجدہ کر نہیں پا رہے ہیں، جیسا کہ ریاکاری کرنے والوں کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب اللہ تعالی اپنی پنڈلی ظاہر فرمائے گا (اس پنڈلی کی حقیقت اللہ تعالی ہی کو معلوم ہے) تو جو مومن مرد اور عورتیں ہوں گی وہ سب اس رب کے سامنے سجدہ ریز ہوجائیں گے اب بچ جائیں گے وہ لوگ جو دنیا میں ریا اور شہرت کے لئے سجدہ کیا کرتے تھے تو وہ لوگ بھی سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن کر نہیں پائیں گے، انکی ریڑھ کی ہڈی کو ایک کردیا جائے گا جسکی وجہ سے وہ جھکنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ (بخاری۔۴۹۱۹)
جو شخص دنیا میں جیسا ہوگا ویسا ہی اسکے ساتھ قیامت کے دن معاملہ کیا جائے گا اور اس دن اللہ تعالی کا فضل اور نعمتیں پانا چاہتے ہو تو اس دنیا میں اس رب کی مان کر اور اسکی کہی ہو باتوں پر عمل کرتے ہوئے زندگی گزارو۔

﴿درس نمبر ۲۲۲۹﴾ یقین رکھو! میری تدبیر بڑی مضبوط ہے ﴿القلم ۴۴۔تا۔۴۷﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۞ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۞ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۞ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَذَرْنِيْ چنانچہ چھوڑ دے مجھے وَ اور مَنْ اس شخص کو جو يُّكَذِّبُ جھٹلاتا ہے بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اس حدیث کو سَنَسْتَدْرِجُهُمْ یقیناً ہم آہستہ آہستہ ان کو لے جائیں گے مِّنْ حَيْثُ اس طرح لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانیں گے وَ اور اُمْلِيْ میں ڈھیل دیتا ہوں لَهُمْ ان کو اِنَّ بلاشبہ كَيْدِيْ میری تدبیر مَتِيْنٌ نہایت مضبوط

ہے اَمْ کیا تَسْئَلُهُمْ آپ مانگتے ہیں ان سے اَجْرًا کوئی اجر فَهُمْ تو وہ مِّنْ مَّغْرَمٍ تاوان سے مُّثْقَلُوْنَ بوجھل ہیں؟ اَمْ کیا عِنْدَهُمُ ان کے پاس الْغَيْبُ غیب فَهُمْ پھر وہ يَكْتُبُوْنَ لکھتے ہیں

ترجمہ:۔ لہذا (اے پیغمبر!) جولوگ اس کلام کو جھٹلا رہے ہیں انہیں مجھ پر چھوڑ دو، ہم انہیں اس طرح دھیرے دھیرے (تباہی کی طرف) لے جائیں گے کہ انہیں پتہ بھی نہیں چلے گا اور انہیں ڈھیل دے رہا ہوں، یقین رکھو میری تدبیر بڑی مضبوط ہے، کیا تم ان سے کوئی اجرت مانگ رہے ہو کہ وہ تاوان کے بوجھ سے دبے جا رہے ہیں؟ یا ان کے پاس غیب کا علم ہے جسے وہ لکھ رہے ہوں؟

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! جولوگ اس کلام کو جھٹلا رہے ہیں انہیں مجھ پر چھوڑ دو۔

۲۔ ہم انہیں دھیرے دھیرے اس طرح تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ انہیں پتا بھی نہیں چلے گا۔

۳۔ میں انہیں ڈھیل دے رہا ہوں۔ ۴۔ یقین رکھو! میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔

۵۔ کیا آپ ان سے کوئی اجرت مانگ رہے ہو کہ وہ تاوان کے بوجھ سے دبے جا رہے ہوں؟

۶۔ یا انکے پاس غیب کا کوئی علم ہے جسے وہ لکھ رہے ہوں؟

مشرکین کی اس حرکت پر اللہ تعالی انہیں ڈرا رہے ہیں اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی ان ایذاؤں پر صبر کرنے کی تلقین فرما رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان جھٹلانے والوں کا، جنہوں نے آپ کو بھی جھٹلایا اور ہمارے کلام کو بھی، معاملہ ہم پر چھوڑ دیجئے ہم انہیں انکی اس حرکت پر سخت سے سخت سزا دیں گے لہٰذا آپ انکی پکڑ اور گرفت کئے جانے تک ان سے پہنچنے والی تکلیفوں پر صبر کیجئے اور انکی ان تکلیفوں سے گھبرا کر اپنی تبلیغ کو ترک مت کیجئے یقینا اللہ تعالی آپ کے ساتھ ہے اور وہ انہیں دھیرے دھیرے اپنی پکڑ میں لے رہا ہے کہ انہیں دنیا میں مشغول کر کے آخرت سے غافل کر دیا اور انہیں بہت سارا مال اور اولاد عطا کیا تا کہ وہ اسکی رونق میں ڈوب کر آخرت کو بھول جائیں فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى إِذَا فَرِحُوْا بِمَا أُوتُوْا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ جب انہوں نے ہماری نصیحت کی ہوئی باتوں کو بھلا دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے تو وہ لوگ اسے دیکھ کر خوش ہونے لگے پھر ہم نے اچانک انکی پکڑ کی کہ وہ ایکدم مایوس ہو کر رہ گئے۔ (الانعام۔ ۴۴) ایسے ہی اللہ تعالی انہیں اپنی گرفت میں لے گا اور ایک وقت آئے گا کہ انہیں سنبھلنے کا بھی موقع نہیں دیا جائے گا اور عذاب میں پھینک دیا جائیگا، یہ جو انہیں دنیا کی دولت سے نوازا جا رہا ہے وہ دراصل اللہ تعالی کی طرف سے انکے لئے ڈھیل ہے کہ وہ اس میں کھو کر آخرت سے بے خبر ہو جائیں، یقینا اللہ تعالی کی تدبیر کافروں کیلئے بڑی سخت ہے، حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو دنیا میں چند دنوں کیلئے مہلت دیتے رہتے ہیں لیکن جب اسکی پکڑ کرتے ہیں تو پھر اسے چھوڑتے نہیں، یہ کہہ کر آپ علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَ كَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهٗ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ (بخاری۔ ۴۶۸۶) اس لئے جب کبھی تم ان مشرکین کو دیکھو کہ وہ دنیا میں بڑے آرام سے رہ رہے ہیں اور عیش کررہے ہیں تو سمجھ لو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکے لئے ڈھیل ہے پھر اسکے بعد یقینا انکی سخت پکڑ ہونے والی ہے، اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس دین سے متعلق ہر چیز اپنی کتاب اور نبی کے ذریعہ واضح کردی تو پھر آخر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ ان واضح باتوں کو نہیں مانتے؟ کیا ایسا ہے کہ یہ نبی تم سے اس دین کو اپنانے اور اس پر عمل کرنے کی وجہ سے کچھ اجرت کا مطالبہ کررہے ہیں کہ جسکے بوجھ کی وجہ سے تم اس دین کو اپنانا نہیں چاہتے؟ یا پھر تمہارے پاس کوئی غیب کا علم ہے کہ جسکے ذریعہ تمہیں یہ پتا چل جاتا ہو کہ یہ محمد ﷺ جو کہہ رہے وہ غلط ہے؟ ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ تم لوگ خواہشات کے پیچھے چلنے والے لوگ ہو اور جو احکام اور باتیں آپ انہیں سنا رہے ہیں وہ انکی منشا اور خواہشات کے خلاف ہے بس اسی وجہ سے یہ لوگ آپ کا انکار کررہے ہیں۔

﴿درس نمبر ۲۲۳۰﴾ آپ اپنے پروردگار کا حکم آنے تک صبر کیجئے ﴿القلم ۴۸۔تا۔۵۲﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ إِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ۝ لَوْلَا أَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ۝ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَإِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ إِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاصْبِرْ چنانچہ آپ صبر کیجیے لِحُكْمِ رَبِّكَ اپنے رب کے حکم کے لیے وَ اور لَا تَكُنْ نہ ہوں آپ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ مانند مچھلی والے کے إِذْ جب نَادٰى اس نے پکارا وَهُوَ درآنحالیکہ مَكْظُوْمٌ غم سے بھرا ہوا تھا لَوْ اگر لَا أَنْ تَدٰرَكَهٗ نہ کہ پالیا اس کو نِعْمَةٌ احسان نے مِّنْ رَّبِّهٖ اس کے رب نے لَنُبِذَ وہ ضرور پھینکا جاتا بِالْعَرَآءِ چٹیل میدان میں وَ اور هُوَ وہ مَذْمُوْمٌ مذموم ہوتا فَاجْتَبٰهُ چنانچہ چن لیا اس کو رَبُّهٗ اس کے رب نے فَجَعَلَهٗ اور اس نے اس کو کر دیا مِنَ الصّٰلِحِيْنَ صالحین میں سے وَ اور إِنْ تحقیق يَّكَادُ قریب ہیں الَّذِيْنَ وہ لوگ جنھوں نے كَفَرُوْا کفر کیا لَيُزْلِقُوْنَكَ وہ پھسلا دیں گے آپ کو بِأَبْصَارِهِمْ اپنی نظروں سے لَمَّا جب سَمِعُوْا وہ سنتے ہیں الذِّكْرَ ذکر کو وَ اور يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں إِنَّهٗ بلاشبہ وہ لَمَجْنُوْنٌ ضرور دیوانہ ہے وَ اور مَا نہیں ہے هُوَ وہ إِلَّا مگر ذِكْرٌ نصیحت لِّلْعٰلَمِيْنَ جہانوں کے لیے

ترجمہ:۔ غرض تم اپنے پروردگار کا حکم آنے تک صبر کئے جاؤ اور مچھلی والے کی طرح مت ہو جانا جب انہوں نے غم سے گھٹ گھٹ کر (ہمیں) پکارا تھا اگر ان کے پروردگار کے فضل نے انہیں سنبھال نہ لیا ہوتا تو انہیں بری حالت کے ساتھ اسی کھلے میدان میں پھینک دیا جاتا، پھر ان کے پروردگار نے انہیں منتخب فرمالیا اور انہیں صالحین میں شامل کر دیا، جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے جب وہ نصیحت کی یہ بات سنتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ یہ اپنی (تیز تیز) آنکھوں سے تمہیں ڈگمگا دیں گے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص تو دیوانہ ہے، حالانکہ یہ تو دنیا جہاں کے لوگوں کے لئے ایک نصیحت ہی نصیحت ہے۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! آپ اپنے پروردگار کا حکم آنے تک صبر کیجئے۔

۲۔ مچھلی والے کی طرح مت ہو جائیے جب انہوں نے ہمیں گھٹ گھٹ کر پکارا تھا۔

۳۔ اگر انکے پروردگار کے فضل نے انہیں سنبھالا نہ ہوتا تو انہیں بری حالت کے ساتھ اسی کھلے میدان میں پھینک ڈال جاتا۔

۴۔ پھر انکے پروردگار نے انہیں منتخب فرمایا۔ ۵۔ انہیں صالحین میں شامل کر دیا۔

٦۔ جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے جب وہ لوگ نصیحت کی یہ بات سنتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنی تیز نگاہوں سے آپ کو ڈگمگا دیں گے۔ ۷۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص تو دیوانہ ہے۔

۸۔ حالانکہ یہ تو دنیا جہاں والوں کے لئے نصیحت ہی نصیحت ہے۔

چونکہ یہ مشرکین اور کفار ایمان نہ لا کر مسلمانوں اور خود نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں پہنچاتے تھے تاکہ وہ اپنی اس تبلیغ سے باز آجائیں۔ یہاں اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مشرکین کی تکلیفوں پر صبر کرنے کا حکم دے رہے ہیں کہ اے نبی! آپ انکی جانب سے پہنچنے والی تکلیفوں پر صبر سے کام لیجئے اور جلد بازی میں کوئی قدم نہ اٹھائیے یہاں تک کہ اللہ تعالی خود انکا فیصلہ فرمادے اور آپ اس مچھلی والے پیغمبر یعنی حضرت یونس علیہ السلام کی طرح مت ہو جائیے جنہوں نے اپنی قوم کے نافرمان لوگوں سے پریشان ہو کر تبلیغ کو چھوڑ دیا اور وہاں سے چلے گئے، پھر جب انہیں سمندر میں ڈالا گیا تو مچھلی نے انہیں نگل لیا اور وہ اس مچھلی کے پیٹ میں گھٹ گھٹ کر اللہ تعالی کو پکارنے لگے کہ اے اللہ! تو ہی یکتا ہے اور تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے یقینا میں نے ہی اپنے آپ پر اپنے فیصلہ میں جلدی مچا کر ظلم کر لیا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ لہذا اے میرے رب! مجھے میری اس خطا پر معاف فرمادے، پھر اللہ تعالی نے انکی دعا کو قبول فرمایا اور انہیں اس مچھلی کے پیٹ سے زندہ واپس باہر لے آیا، جسکا تذکرہ سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۸۷ اور ۸۸ میں کیا گیا، چونکہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ

میں رہنے کی وجہ سے بالکل نرم و نازک (جیسے کہ ایک پیدا ہونے والا بچہ ہوتا ہے) ہو گئے تھے، تو جب مچھلی نے انہیں ایسی ہی حالت میں زمین پر ڈال دیا تب اللہ تعالی ہی نے انکی دیکھ بھال کا انتظام کیا اور پھر پہلی والی حالت پر آنے کے بعد دوبارہ سے اللہ تعالی نے انہیں دین کی تبلیغ کا حکم دیا اور حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالی کا حکم مان کر پھر سے صالحین کی صف میں داخل ہو گئے، حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ سورۃ الصافات کی آیت نمبر ۱۳۹ ۔ ۱۴۷ میں بھی بیان کیا گیا، الغرض حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ سنا کر اللہ تعالی آپ علیہ السلام کو نصیحت فرما رہے ہیں کہ آپ اس پیغمبر کی طرح نہ بنیں بلکہ اپنے رب کا حکم آنے تک کوئی قدم نہ اٹھائیے اور جس کام کا اس نے حکم دے رکھا ہے اسے اپناتے رہیئے ۔ آخر میں اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مشرکین کی حرکتوں سے آگاہ کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ اے نبی! آپ ان کافروں سے ذرا محتاط رہیے اس لئے کہ یہ لوگ اس موقع میں ہیں کہ آپ کو نظر بد سے دو چار کر دیں اور آپ کو موت کی چادر میں لپیٹنا چاہتے ہیں، انکا ارادہ آپ کو ہلاک کرنے کا اس وقت ہوا جبکہ انہوں نے آپ کو قرآن پڑھتے سنا، شاید انہوں نے اس کلام کی مٹھاس کو دیکھتے ہوئے یہ سوچا کہ آپ زندہ رہیں گے تو ہر کوئی اس کلام کی مٹھاس کو دیکھ کر اسلام لے آئے گا یہی وجہ ہے وہ آپ کو ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتے تھے اور اسی قرآن کے پڑھنے کی وجہ سے ان مشرکین و کفار نے آپ کو مجنون کہہ دیا، یہ قرآن جو اللہ تعالی نے نازل کیا ہے یہ تو بس دنیا و جہاں والوں کے لئے ایک نصیحت کا سامان ہے لیکن جو نصیحت کا سامان ہے وہی ان کفار کو برا لگ رہا ہے، جسے نصیحت ہی بری لگے تو اسے کوئی سیدھے راستہ پر لا نہیں سکتا، اللہ تعالی ہم تمام کو اپنی دی ہوئی نصیحتیں اپنانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے ۔ آمین ۔

سُوْرَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۵۲ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۲۲۳﴾ **وہ حقیقت ہو کر رہے گی** ﴿الحاقہ ا۔تا۔۵﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَآقَّةُ O مَا الْحَآقَّةُ O وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْحَآقَّةُ O كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ O فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلْحَآقَّةُ ثابت ہونے والی مَا کیا ہے اَلْحَآقَّةُ ثابت ہونے والی وَ اور مَآ کس چیز نے اَدْرٰكَ خبر دی آپ کو مَا کیا ہے اَلْحَآقَّةُ ثابت ہونے والی كَذَّبَتْ جھٹلایا تھا ثَمُوْدُ ثمود نے وَ اور عَادٌ عاد نے بِالْقَارِعَةِ کھڑکھڑانے والی کو فَاَمَّا چنانچہ ثَمُوْدُ ثمود فَاُهْلِكُوْا تو وہ ہلاک کیے گئے بِالطَّاغِيَةِ حد سے گزرنے والی سے

ترجمہ:۔ وہ درحقیقت جو ہو کر رہے گی! کیا ہے وہ حقیقت جو ہو کر رہے گی؟ اور تمہیں کیا پتہ کہ وہ حقیقت کیا ہے جو ہو کر رہے گی؟ ثمود اور عاد کی قوموں نے اسی جھنجوڑ ڈالنے والی حقیقت کو جھٹلایا تھا، نتیجہ یہ کہ جو ثمود کے لوگ تھے وہ (چنگھاڑ کی) ایسی آفت سے ہلاک کئے گئے جو حد سے زیادہ (خوفناک) تھی۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورۃ الحاقہ کی گیارہ آیتیں پڑھی اسے دجال کے فتنہ سے بچا لیا جائے گا اور جس نے مکمل سورت پڑھی تو قیامت کے دن اسکے سر سے پاوں تک نور ہوگا۔ (تفسیر القرطبی۔ ج،۱۸۔ص،۲۵۶)

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ حقیقت ہو کر رہے گی۔ ۲۔ کیا ہے وہ حقیقت جو ہو کر رہے گی؟

۳۔ تمہیں پتا بھی ہے کہ وہ حقیقت کیا ہے جو ہو کر رہے گی؟

۴۔ ثمود اور عاد کی قوم نے اس جھنجھوڑنے والی حقیقت کو جھٹلایا تھا۔

۵۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ثمود کے لوگ ایسی آفت سے ہلاک کئے گئے جو حد سے زیادہ خوفناک تھی۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے مجمل انداز میں قیامت کی ہولناکی کو بیان کیا تھا جیسے کہ فرمایا تھا يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ اس سورت میں اللہ تعالی مفصل طریقہ سے قیامت کی حقیقت بیان فرما رہے ہیں چنانچہ ارشاد

فرمایا کہ وہ سچ میں ہونے والی چیز کے بارے میں تمہیں کچھ پتا ہے؟ پھر سے اللہ تعالی اس قیامت کی ہولنا کی کو بیان کرنے کے لئے دوبارہ سوال کر رہے ہیں کہ کیا تمہیں پتا بھی ہے کہ وہ حقیقت میں ہونے والی چیز کتنی لرزہ دینے والی اور خوفناک ہے؟ اس آیت میں اللہ تعالی نے قیامت کو "اَلْحَآقَّةُ" کہا اس لئے کہ قیامت کا واقع ہونا بالکل سچا اور طے شدہ ہے، اسی حقیقت کو ذہن میں بٹھانے کے لئے اللہ تعالی نے قیامت کو "اَلْحَآقَّةُ" کہہ کر بیان فرمایا تا کہ انسان اس قیامت کی حقیقت سے غفلت نہ برتے اور اسکے لئے کوششیں اور تیاریاں کریں۔ جو کوئی اس قیامت کی تیاری سے دور بھاگتا ہے اور اسکا انکار کرتا ہے تو اسکا حشر بہت ہی لرزہ دینے والا ہوگا جیسا کہ قوم ثمود یعنی حضرت صالح علیہ السلام کی قوم اور قوم عاد یعنی حضرت ھود علیہ السلام کی قوم کا ہوا تھا کہ ان لوگوں نے قیامت کے آنے کا انکار کیا تھا اور اپنے برے اعمال پر ہی وہ ڈٹے رہے لہذا اللہ تعالی نے بھی ان جھٹلانے والی قوموں پر اپنا عذاب بھیج کر انہیں ہلاک کر دیا، قوم ثمود کو جس عذاب کے ذریعہ ہلاک کیا گیا اسے اگلی آیت میں بیان کیا جارہا ہے کہ قوم ثمود کو اللہ تعالی نے "طَاغِيَةِ" کے ذریعہ ہلاک کیا۔ طَاغِيَةِ یعنی ایسی زوردار اور خوفناک آواز کہ جس نے انکے دلوں کو چیر کر رکھ دیا اور جس آواز سے انکے دل پھٹ پڑے اور وہ ہلاک ہو گئے، جیسا کہ سورۃ قمر کی آیت نمبر ۳۱ میں فرمایا گیا اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ہم نے ان پر بس ایک ہی چنگھاڑ بھیجی جسکے سبب وہ ایسے ہو گئے جیسے کانٹوں کی روندی ہوئی باڑھ ہوتی ہے اور سورۃ ہود کی آیت نمبر ۶۷ میں بھی فرمایا گیا وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ اور ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کا راستہ اپنایا تھا، ایک چنگھاڑ نے آ پکڑا، جسکے نتیجہ میں وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ یہ تو تھا قوم ثمود کا حال اگلے درس میں قوم عاد کی تباہی بیان کی جارہی ہے۔

قومِ عاد کو بے قابو طوفانی ہواوں سے ہلاک کیا گیا

﴿درس نمبر ۲۲۳۲﴾ ﴿الحاقہ ۶ - تا - ۸﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَ اور اَمَّا لیکن عَادٌ عاد فَاُهْلِكُوْا تو وہ ہلاک کیے گئے بِرِيْحٍ ہوا صَرْصَرٍ تیز عَاتِيَةٍ سرکش سَخَّرَهَا اس نے مسلط کر دیا تھا اسے عَلَيْهِمْ ان پر سَبْعَ سات لَيَالٍ راتیں وَّ اور ثَمٰنِيَةَ آٹھ اَيَّامٍ دن حُسُوْمًا جڑ کاٹ دینے کے لیے فَتَرَى چنانچہ تو دیکھتا الْقَوْمَ قوم کو فِيْهَا اس میں صَرْعٰى پچھاڑے ہوئے كَاَنَّهُمْ گویا کہ اَعْجَازُ تنے ہیں نَخْلٍ کھجوروں کے خَاوِيَةٍ گری ہوئی فَهَلْ تو کیا تَرٰى تو دیکھتا ہے لَهُمْ ان میں سے مِّنْ بَاقِيَةٍ کوئی بھی باقی

ترجمہ:۔ اور جو عاد کے لوگ تھے انہیں ایک ایسی بے قابو طوفانی ہوا سے ہلاک کیا گیا، جسے اللہ نے ان پر سات رات اور آٹھ دن لگاتار مسلط رکھا، چنانچہ (اگر وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہ لوگ وہاں کھجور کے کھوکھلے تنوں کی طرح پچھاڑے ہوئے پڑے تھے، اب کیا ان میں سے کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے؟

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قوم عاد کو بے قابو طوفانی ہواوں سے ہلاک کیا گیا۔

۲۔ وہ ہوائیں ایسی تھیں جنہیں اللہ تعالی نے آٹھ دن تک مسلسل ان پر مسلط رکھا۔

۳۔ اگر آپ وہاں ہوتے تو انہیں دیکھتے کہ وہ کھجور کے کھلے تنوں کی طرح گرے ہوئے پڑے تھے۔

۴۔ اب کیا آپ کو ان میں کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے؟۔

قوم ثمود کی ہلاکت بیان کرنے کے بعد قوم عاد یعنی حضرت ھود علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت بیان کی جارہی ہے کہ جس طرح قوم ثمود کو اللہ تعالی نے انکی سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے ہلاک کیا اسی طرح اس قوم عاد کا بھی حشر ہوا، اللہ تعالی نے ان پر ایسی سخت ہوائیں مسلط فرمائیں کہ اپنے آپ کو بڑا پہلوان اور طاقتور سمجھنے والی قوم جس کو اپنی طاقت پر اتنا ناز تھا کہ اگر اسکے مدمقابل اس سے دوگنا زیادہ وزن والا شخص بھی آجائے تو وہ اسے بہ آسانی پچھاڑ سکتی تھی، اپنی اس قوت وطاقت کے باوجود وہ اللہ تعالی کی بھیجی ہوئی ہواوں کا مقابلہ نہ کرسکے اور ان ہواوں کو اللہ تعالی نے ان پر مسلسل آٹھ دن قائم رکھا، ان آٹھ دنوں کے بارے میں امام قرطبی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ان آٹھ دنوں کو اَیَّامُ الْعَجُوْز (عاجز کردینے والے دن) کہا گیا، یہ آٹھ دن چہارشنبہ سے لیکر اگلے چہارشنبہ تک تھے (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۸۔ ص ۲۶۰)، جب انسان ایسی سخت ہواوں کا مقابلہ ایک دن نہیں کرسکتا تو ان پر یہ ہوائیں مسلسل آٹھ روز تک جاری رہیں تو انکا کیا حال ہوا ہوگا؟ اسکا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا لیکن اللہ تعالی اس عذاب کے دوران ان کی کیسی حالت ہوئی بیان کررہے ہیں کہ ان ہواوں نے انہیں اپنی جگہ سے ایسے اکھاڑ پھینکا جیسے کہ کھجور کے سوکھے تنے ہواوں کے ساتھ اڑتے چلے جاتے ہیں، ایسا ہی حال اس نافرمان قوم کا ہوا، اب بھلا کیا ایسا عذاب آنے کے بعد کسی کے بچ جانے کی امید باقی رہ سکتی ہے؟ یہی سوال اللہ تعالی نے نبی رحمت ﷺ کے ذریعہ اس نافرمان قوم سے کیا تاکہ انہیں بھی اپنا حشر معلوم ہوجائے اور اس طرح وہ اپنے کئے سے باز آجائیں، سورۂ احقاف کی آیت نمبر ۲۵ میں بھی اللہ تعالی نے عذاب کے بعد اس قوم کی کیا حالت ہوئی اسے بیان فرمایا فَأَصْبَحُوْا لَا یُرٰی إِلَّا مَسٰکِنُهُمْ انکی حالت ایسی ہوگئی تھی کہ انکے گھروں کے علاوہ وہاں اور کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مدد باد صبا (مشرق سے چلنے والی ٹھنڈی اور پرسکون ہوا) سے کی گئی اور قوم عاد کو دبور (مغرب سے چلنے والی سخت ہوائیں) سے ہلاک کیا گیا۔ (بخاری۔ ۱۰۳۵) یہ ایسی

خوفناک ہوائیں تھیں کہ جن سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پناہ مانگا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعاء فرمایا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ الرِّيحِ وَمِنْ شَرِّ مَا تَجِيءُ بِهِ الرِّيحُ وَمِنْ رِيحِ الشِّمَالِ فَإِنَّهَا الرِّيحُ الْعَقِيمُ اے اللہ! میں بری ہوا سے اور اس ہوا کے ذریعہ پیدا ہونے والی خرابیوں سے اور شمال کی جانب سے چلنے والی ہواوں سے پناہ مانگتا ہوں اس لئے کہ یہ اکھاڑ پھینکنے والی ہوا ہے۔ (مستدرک حاکم۔ ۳۷۴۹) اللہ تعالی ہم تمام کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور ہر طرح کے عذاب و آفات سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۲۲۳۳﴾ **لوط علیہ السلام کی الٹی بستیوں نے بھی اس جرم کا ارتکاب کیا تھا** ﴿الحاقہ ۹۔تا۔۱۲﴾

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ O فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً O اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ O لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَجَآءَ اور ارتکاب کیا تھا فِرْعَوْنُ فرعون نے وَ اور مَنْ جو قَبْلَهٗ اس سے پہلے تھے وَ اور الْمُؤْتَفِكٰتُ الٹ جانے والی بستیوں نے بِالْخَاطِئَةِ گناہوں کا فَعَصَوْا چنانچہ انھوں نے نافرمانی کی رَسُوْلَ رَبِّهِمْ اپنے رب کے رسول کی فَاَخَذَهُمْ تو اس نے پکڑا انھیں اَخْذَةً پکڑنا رَّابِيَةً نہایت سخت اِنَّا بلاشبہ لَمَّا جب طَغَا طغیانی کی الْمَآءُ پانی نے حَمَلْنٰكُمْ سوار کیا تمہیں فِي الْجَارِيَةِ کشتی میں لِنَجْعَلَهَا تا کہ ہم کریں اس کو لَكُمْ تمہارے لیے تَذْكِرَةً نصیحت وَّ اور تَعِيَهَآ یاد رکھیں اُذُنٌ کان وَّاعِيَةٌ یاد رکھنے والے

ترجمہ:۔ اور فرعون اور اس سے پہلے کے لوگوں نے اور (لوط علیہ السلام کی) الٹی ہوئی بستیوں نے بھی اسی جرم کا ارتکاب کیا تھا کہ انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغمبر کی نافرمانی کی تھی اس لئے اللہ نے انہیں سخت پکڑ میں لے لیا، جب پانی طغیانی پر آیا تو ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کر دیا تا کہ ہم اس واقعے کو تمہارے لئے سبق آموز بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان اسے (سن کر) یاد رکھیں۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ فرعون اور اس سے پہلے والے لوگوں نے۔

۲۔ لوط علیہ السلام کی الٹی ہوئی بستیوں نے بھی اس جرم کا ارتکاب کیا تھا۔

۳۔ انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغمبر کی نافرمانی کی تھی۔

۴۔ اللہ تعالی نے بھی انہیں اس وجہ سے اپنی سخت پکڑ میں لے لیا۔

۵۔ جب پانی طغیانی پر آیا تو ہم نے تمہیں کشتی پر سوار کر دیا تا کہ ہم اس واقعہ کو تمہارے لئے سبق آموز بنا دیں۔

۶۔ تا کہ یاد رکھنے والے کان اس واقعہ کو یاد رکھیں۔

فرعون اور اسکی قوم اور اس سے پہلے بسنے والی تمام قوموں کو جیسے کہ قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، اصحاب ایکہ، اصحاب مدین وغیرہ تمام قوموں کو اللہ تعالی نے انکی نافرمانیوں، جرائم اور گناہوں اور اسکے بھیجے ہوئے پیغمبروں کو جھٹلانے اور انہیں تکلیفیں دینے کے سبب ہلاک کیا، اسی طرح اس بستی کے لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا جسے اس میں بسنے والے لوگوں کی خرافات اور گناہوں کی وجہ سے الٹا کر دیا گیا اور انہیں اسی زمین کے نیچے دفن کر دیا گیا، ان تمام لوگوں کو اللہ تعالی نے اس لئے ہلاک کیا کہ یہ تمام کے تمام ہی اللہ تعالی اور اسکے بھیجے ہوئے پیغمبروں کے نافرمان تھے لہٰذا جو بھی اپنے پیدا کئے ہوئے پروردگار کی نافرمانی کرتا ہے اسے اللہ تعالی اپنے سخت عذاب میں گرفتار کرتے ہیں اور اسی عذاب کے ذریعہ تکلیف دہ موت دیتے ہیں تا کہ ان لوگوں کی موت آنے والی قوموں کے لئے نصیحت اور عبرت کا سامان بن جائے اور وہ اپنے پروردگار کی نافرمانی کرنے سے پہلے ان تباہ شدہ قوموں کی ہلاکت کو دیکھ لیں، اگر وہ بھی اسی طرح ہلاک ہونا چاہتے ہوں تو پھر نافرمانیوں پر جمے رہیں اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستہ سے روکا تو ہم انہیں دوہرا عذاب دیں گے۔ (النحل۔۸۸) اور اگر نہیں تو پھر سدھر جائیں جسکے سبب انہیں اس عذاب سے بچا لیا جائے گا" وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّآتَاهُمْ تَقْوٰهُمْ جن لوگوں نے ہدایت کا راستہ اپنایا ہے ہم انکی ہدایت میں اور اضافہ کر دیں گے اور ساتھ ہی ان کے تقوی کو بھی بڑھا دیں گے (محمد۔۱۷) یہاں وَالْمُؤْتَفِكَاتُ سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کی قوم ہے اس لئے کہ اس قوم نے ایسا گناہ ایجاد کیا تھا کہ آج تک کسی قوم نے بھی اس بدترین گناہ کا ارتکاب نہیں کیا لہٰذا اللہ تعالی نے بھی انہیں سب سے سخت عذاب میں مبتلا فرمایا کہ ان پر زمین کو ہی الٹ دیا جسکے نیچے وہ لوگ کچلے گئے اور یہ حقیقت ہے کہ جو اسکا فرمانبردار ہوتا ہے اسے اللہ تعالی اس عذاب سے جس سے بچنا بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہے، صحیح سالم نکال لاتے ہیں جسکی ایک مثال اللہ تعالی اس آیت میں بیان فرما رہے ہیں کہ دیکھو! جب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے ہماری اور ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر کی نافرمانی کی تو ہم نے ان پر ایک طوفان بھیجا جس نے انہیں اپنی لپیٹ میں لیکر غرق کر دیا لیکن اسی قوم میں چند ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے اپنے رب کی اور اسکے رسول کی اطاعت کی تھی لہٰذا اللہ تعالی نے انہیں اسی عام طوفان سے نکال کر ایک کشتی پر سوار کر دیا اور اس کشتی نے انہیں ایک محفوظ جگہ پر اتار دیا، جب عام عذاب آتا ہے تو وہ سارے لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے لیکن یہ اللہ تعالی ہی کی قدرت ہے کہ اس نے اس عام عذاب سے بھی اپنے فرمانبردار بندوں کو صحیح سالم نکال لیا،

اس نے ایسا اس لئے کیا تا کہ انسان اس واقعہ سے نصیحت حاصل کرے اور لوگ رہتی دنیا تک اس واقعہ کو یاد رکھیں جو کہ ایمان میں ترقی اور اضافہ کا باعث ہے کہ یقیناً اللہ تعالی اپنے فرمانبردار بندوں کو نجات اور راحت عطا کرتا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

﴿درس نمبر ۲۲۳۴﴾ جب ایک ہی دفعہ صور میں پھونک ماری جائے گی ﴿الحاقہ ۱۳۔تا۔۱۸﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ O وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً O فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ O وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ O وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ O يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاِذَا پھر جب نُفِخَ پھونکا جائے گا فِی الصُّوْرِ صور میں نَفْخَةٌ پھونک وَّاحِدَةٌ ایک ہی بار وَّ اور حُمِلَتِ اٹھائی جائے گی الْاَرْضُ زمین وَ اور الْجِبَالُ پہاڑ فَدُكَّتَا تو وہ دونوں کوٹ کر ریزہ ریزہ کردئے جائیں گے دَكَّةً ریزہ ریزہ کر دیا جانا وَّاحِدَةً ایک ہی بار فَيَوْمَئِذٍ تو اس دن وَّقَعَتِ واقع ہوگی الْوَاقِعَةُ واقع ہونے والی وَ اور انْشَقَّتِ پھٹ جائے گا السَّمَآءُ آسمان فَهِيَ تو وہ يَوْمَئِذٍ اس دن وَّاهِيَةٌ کمزور وَّ اور الْمَلَكُ فرشتے عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا اس کے کناروں پر وَ اور يَحْمِلُ اٹھائیں گے عَرْشَ عرش رَبِّكَ آپ کے رب کا فَوْقَهُمْ اپنے اوپر يَوْمَئِذٍ اس دن ثَمٰنِيَةٌ آٹھ يَوْمَئِذٍ اس دن تُعْرَضُوْنَ تم پیش کیے جاؤ گے لَا تَخْفٰى نہیں چھپے گا مِنْكُمْ تم میں سے خَافِيَةٌ کوئی راز

ترجمہ:۔ پھر جب ایک ہی دفعہ صور ماردی جائے گی اور زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر ایک ہی ضرب میں ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا تو اس دن وہ واقعہ پیش آجائے گا جسے پیش آنا ہے اور آسمان پھٹ پڑے گا اور وہ اس دن بالکل بودا پڑ جائے گا اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اس دن آٹھ فرشتے اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے، اس دن تمہاری پیشی اس طرح ہوگی کہ تمہاری کوئی چھپی ہوئی چیز چھپی نہیں رہے گی۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب ایک ہی دفعہ صور میں پھونک ماری جائے گی۔

۲۔ زمین اور پہاڑ کو اکٹھا کر کے ایک ہی ضرب میں ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔

۳۔ اس دن وہ واقعہ پیش آئے گا جسے پیش آنا ہے۔

۴۔ اس دن آسمان پھٹ پڑے گا اور بالکل بودہ ہو جائے گا۔ ۵۔ فرشتے اسکے کناروں پر ہوں گے۔

۶۔آپ کے پروردگار کے عرش کو اس دن آٹھ فرشتے اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

۷۔اس دن تمہاری پیشی اس طرح ہوگی کہ تمہاری کوئی چھپی ہوئی چیز چھپی نہیں رہے گی۔

اس دنیا میں اطاعت گزاروں اور نافرمانوں کا حال بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی قیامت کے دیگر احوال اور اسکی خوفناکی کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ جب حضرت اسرافیل علیہ السلام پہلی مرتبہ صور میں ایک پھونک ماریں گے تو اسی وقت قیامت کا وقت شروع ہوگا لہذا اس صور کے نتیجہ میں سارے انسان مرجائیں گے اور پھر اس زمین کو اور پہاڑوں کو بھی تباہ کر دیا جائے گا اور وہ بالکل ریزہ ریزہ ہو کر فنا ہو جائیں گے اور وہ ہوا میں دھنکی ہوئی روئی کی طرح اڑتے پھریں گے وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ (المعارج۔۹) وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ (القارعہ۔۵) اور اس طرح اس دنیا کا سارا وجود ہی پل بھر میں مٹ جائے گا يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ اس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل جائے گی اور آسمان بھی بدل جائے گا (ابراہیم۔۴۸) اور جب یہ حالت پیش آجائے گی تو یہاں سے احوال قیامت شروع ہونے لگیں گے کہ پہلے آسمان کو پھاڑ دیا جائے گا اور وہاں سے ملائکہ کا نزول ہوگا اور وہ ملائکہ اس آسمان کے پھٹنے کے بعد اسکے کناروں پر اپنے اپنے کام انجام دینے کے لئے جو اللہ تعالی نے انکے ذمہ لگائے ہوں گے، جمع ہو جائیں گے، لیکن سارے ہی فرشتے نکل کر نہیں آئیں گے بلکہ کچھ فرشتے اور ہوں گے جو اللہ تعالی کے عرش کے پاس موجود رہیں گے جنکے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ وہ آٹھ ہوں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آٹھ سے مراد آٹھ صفیں ہوں گی اور انکی تعداد کتنی ہے؟ اسکا علم صرف اللہ تعالی کو ہی ہے، (تفسیر قرطبی۔ج،۱۸۔ص،۲۶۶) اور امام قرطبی علیہ الرحمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرمائی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج عرش کو تو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں مگر جب قیامت کا دن ہوگا تو یہ تعداد آٹھ ہو جائے گی۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۸۔ص،۲۶۶) اسکی حقیقت کیا ہے؟ کہ وہ آٹھ ہوں گے یا آٹھ ہزار ہوں گے یا آٹھ صفیں ہوں گی اللہ تعالی ہی بہتر جانتے ہیں، الغرض جب یہ سب کچھ ہو جائے گا اور ساری انسانیت کے لئے اس دن ایک میدان ہموار کر دیا جائے گا تو اس میدان میں سارے لوگ اس حال میں اکٹھا ہوں گے کہ انکے اعمال کی چھوٹی سی چھوٹی چیز بھی اللہ تعالی سے چھپی نہیں رہے گی بلکہ انکا سارا کیا کرایا ایک کتابچہ اور ریکارڈ کی صورت میں اللہ تعالی کے پاس جمع رہے گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر اپنے خطبہ میں کہا کرتے تھے کہ اے لوگو! تمہارا حساب لئے جانے سے پہلے ہی اپنا محاسبہ کرلو اور تمہارا موازنہ کئے جانے سے پہلے ہی تم اسکی تیاری کرلو اور بڑی پیشی کے لئے اپنے آپ کو سنوار لو، وہ پیشی ایسی ہوگی کہ اس دن تمہاری کوئی چھپی ہوئی چیز اللہ تعالی سے مخفی نہیں رہے گی۔(مصنف ابن ابی شیبۃ۔۳۴۴۵۹)

﴿درس نمبر ۵ ۲۲۳﴾ **جس کا نامۂ اعمال اسکے سیدھے میں دیا جائے گا** ﴿الحاقہ ۱۹۔تا۔ ۲۴﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَاۗؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ O اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ O فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ O فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ O قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ O كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْۗئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاَمَّا پھر لیکن مَنْ جو شخص کہ اُوْتِيَ دیا گیا وہ كِتٰبَهٗ اپنا نامۂ اعمال بِيَمِيْنِهٖ اپنے دائیں ہاتھ میں فَيَقُوْلُ تو وہ کہے گا هَاۗؤُمُ لو! اقْرَءُوْا تم پڑھو كِتٰبِيَهْ میرا نامۂ اعمال اِنِّيْ بلاشبہ مجھے ظَنَنْتُ یقین تھا اَنِّيْ بیشک میں مُلٰقٍ ملنے والا ہوں حِسَابِيَهْ اپنے حساب سے فَهُوَ پھر وہ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ پسندیدہ زندگی میں فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ بہشتِ بریں میں قُطُوْفُهَا اس کے پھل دَانِيَةٌ قریب ہوں گے كُلُوْا تم کھاؤ اور اشْرَبُوْا پیو هَنِيْۗئًا خوشگوار بِمَآ بدلے ان کے اَسْلَفْتُمْ جو تم نے آگے بھیجے فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ گزشتہ ایام میں

ترجمہ:۔ پھر جس کسی کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا کہ لوگو! لو یہ میرا اعمال نامہ پڑھو، میں پہلے ہی سمجھتا تھا کہ مجھے اپنے حساب کا سامنا کرنا ہوگا، چنانچہ وہ من پسند عیش میں ہوگا، اس اونچی جنت میں جس کے پھل جھکے پڑ رہے ہوں گے (کہا جائے گا کہ) اپنے اعمال کے صلے میں مزے سے کھاؤ پیو، جو تم نے گذرے ہوئے ہوئے دنوں میں کئے تھے۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جس کسی کو اسکا نامۂ اعمال اسکے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔

۲۔ تو وہ کہے گا کہ لوگو! لو یہ میرا نامۂ اعمال پڑھو۔ ۳۔ میں پہلے ہی سمجھتا تھا کہ مجھے حساب کا سامنا کرنا ہوگا

۴۔ لہٰذا وہ داہنے ہاتھ میں نامۂ اعمال لینے والے من پسند عیش میں ہوں گے۔

۵۔ اس اونچی جنت میں ہوں گے جسکے پھل نیچے جھکے جا رہے ہوں گے۔

۶۔ ان سے کہا جائے گا کہ اپنے ان اعمال کے صلہ میں مزے سے کھاؤ پیو جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کئے تھے

جب سارا ریکارڈ اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہوگا تو وہ نتیجوں کا اعلان کرے گا، تو سب سے پہلے کامیاب ہونے والوں یعنی مومنوں کو بلایا جائے گا اور وہ نامۂ اعمال انکے داہنے ہاتھ میں تھما دیا جائیگا، جس کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ اپنے کامیاب نتیجہ کو دیکھ کر اتنا خوش ہوگا کہ وہ اپنا یہ نتیجہ ہر کسی کو دکھانا چاہے گا اور کہتا پھرے گا کہ لو! میرا یہ نامہ اعمال پڑھ لو، میں جانتا تھا کہ قیامت کے دن مجھے میرا یہ اعمال نامہ ملنا ہی ہے اور میرا حساب و کتاب ہونا

ہی ہے لہٰذا میں نے اس کے لئے وہاں دنیا میں محنت اور تیاری کی تھی یہ اسی محنت اور عمل کا نتیجہ ہے کہ میں آج کامیاب لوگوں میں شمار کیا گیا ہوں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالی قیامت کے دن بندے کو اپنے قریب کرے گا اور اس پر اپنا سایہ کرے گا اور لوگوں سے اسکی پردہ پوشی فرمائے گا پھر اسکے بعد اسکے گناہ اسکے سامنے بیان کرتا جائے گا اور فرمائے گا کہ کیا تمہیں یہ اپنا گناہ یاد ہے؟ وہ کہے گا ہاں! میرے پروردگار! یاد ہے، پھر اللہ تعالی ہر گناہ دکھا کر یہی سوال فرمائے گا جس پر وہ یہی جواب دیتا جائے گا جب اس کے سارے گناہ اللہ تعالی اس کے سامنے بیان کر دے گا تو وہ سمجھے گا کہ اب میں ہلاک ہو گیا کہ میرے اتنے سارے گناہ ہیں، لیکن اللہ تعالی اس سے فرمائے گا کہ جا میں نے آج تیری پردہ پوشی کر دی پھر اسکی نیکیوں کا کتابچہ اسکے ہاتھ میں تھما دیا جائے گا۔

اور جو کافر و منافق ہوں گے انہیں ساری مخلوق کے سامنے آواز دی جائے گے اور کہا جائے گا کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا ھٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ (المعجم الأوسط للطبرانی۔ ۳۹۱۵) پھر اللہ تعالی اس مومن و کامیاب ہونے والے بندے سے کہے گا کہ جاو اس عیش والی جنت میں داخل ہو جاو چنانچہ وہ اس اونچی اونچی اور میووں سے لدی اعلی جنتوں میں عیش کی زندگی گزارے گا اور اس وقت اس سے فرشتے کہیں گے کہ یہ سب تمہیں تمہارے ان اعمال کے سبب ملا ہے جو تم نے اس دنیا میں کئے تھے لہذا اب تم یہاں مزے سے کھاو پیو اور سکون سے رہو، یہاں نہ تمہیں کوئی تکلیف ہوگی اور نہ ہی تمہیں موت آئیگی بس یہی تمہارا ٹھکانہ ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں کوئی اس وقت تک داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اسے ایک اجازت نامہ نہ مل جائے، اس اجازت نامہ میں لکھا ہوگا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ اجازت نامہ اللہ کی جانب سے فلاں ابن فلاں کے لئے ہے لہذا اسے ایسی اونچی و اعلی جنت میں داخل کرو جسکے میوے جھک رہے ہونگے۔ (المعجم الأوسط للطبرانی۔ ۲۹۸۷)

﴿درس نمبر ۶۲۲۳﴾ جس کا نامۂ اعمال اسکے بائیں میں دیا جائے گا ﴿الحاقہ ۲۵۔تا۔۳۲﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ O وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ O يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ O مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ O هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ O خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ O ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ O ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اَمَّا لیکن مَنْ جو شخص کہ اُوْتِيَ دیا گیا وہ كِتٰبَهٗ اپنا نامۂ اعمال بِشِمَالِهٖ اپنے بائیں ہاتھ

میں فَيَقُوۡلُ تو وہ کہے گا يٰلَيۡتَنِيۡ اے کاش !میں لَمۡ اُوۡتَ نہ دیا گیا كِتٰبِيَهۡ اپنا نامۂ اعمال وَ اور لَمۡ اَدۡرِ نہ جانتا میں مَا کیا ہے حِسَابِيَهۡ میرا حساب يٰلَيۡتَهَا اے کاش !وہ كَانَتِ ہوتی الۡقَاضِيَةَ فیصلہ کردینے والی مَاۤ اَغۡنٰى فائدہ نہیں دیا عَنِّيۡ مجھے مَالِيَهۡ میرے مال نے هَلَكَ فنا ہوگی عَنِّيۡ مجھ سے سُلۡطٰنِيَهۡ میری سلطنت خُذُوۡهُ پکڑو اس کو فَغُلُّوۡهُ پھر اسے طوق ڈال دو ثُمَّ پھر الۡجَحِيۡمَ دہکتی آگ میں صَلُّوۡهُ جھونک دو اس کو ثُمَّ پھر فِيۡ سِلۡسِلَةٍ ایک زنجیر میں ذَرۡعُهَا اس کی لمبائی سَبۡعُوۡنَ ذِرَاعًا ستر ہاتھ ہے فَاسۡلُكُوۡهُ پس اسے جکڑ دو

ترجمہ:۔ رہا وہ شخص جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا کہ اے کاش! مجھے میرا اعمال نامہ دیا ہی نہ جاتا اور مجھے خبر بھی نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے؟ اے کاش! کہ میری موت ہی پر میرا کام تمام ہوجاتا! میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا، میرا سارا زور مجھ سے جاتا رہا، (ایسے شخص کے بارے میں حکم ہوگا) پکڑ و اسے اور اس کے گلے میں طوق ڈال دو، پھر اسے دوزخ میں جھونک دو، پھر اسے ایسی زنجیر میں پرو دو جس کی پیمائش ستر ہاتھ کے برابر ہو۔

تشریح:۔ ان آٹھ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بہرحال وہ شخص جس کا نامۂ اعمال اسکے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا کہ اے کاش! مجھے میرا اعمال نامہ دیا ہی نہ جاتا۔

۲۔ مجھے یہ خبر بھی نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے؟

۳۔ اے کاش! میری موت ہی پر میرا کام تمام ہوجاتا

۴۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔

۵۔ میرا سارا زور مجھ سے جاتا رہا۔

۶۔ ایسے شخص کے بارے میں کہا جائے گا کہ اسے پکڑ و اور اس کے گلے میں طوق ڈالو۔

۷۔ اسکے بعد اسے دوزخ میں جھونک دو۔

۸۔ اسے ایسی زنجیر میں پرو دو جسکی پیمائش ستر ہاتھ کے برابر ہو

پچھلی آیتوں میں ایسے افراد کا ذکر تھا جنہیں نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیکر جنت کی طرف روانہ کردیا جائے گا، یہاں ان آیتوں میں اللہ تعالی ایسے بدنصیب افراد کا ذکر فرمارہے ہیں جنہیں انکا اعمال نامہ ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور پھر دوزخ کی طرف انہیں ڈھکیل دیا جائے گا چنانچہ فرمایا کہ جنت والوں کو جنت کی طرف بھیجنے کے بعد ایسے لوگ رہ گئے جنہوں نے دنیا میں ایمان وتوحید کو جھٹلایا، اللہ اور اسکے رسول کی تکذیب کی اور اپنا مقدر دوزخ بنا لیا تھا لہذا انہیں بھری محفل میں نام لیکر پکارا جائے گا اور پھر ان کے کرتوتوں کے سبب انکے بائیں ہاتھ میں ان کا نامۂ اعمال تھما دیا جائے گا، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ جب اس کو اسکا اعمال نامہ دیا جائے گا تو وہ اسے پڑھنے لگے گا چنانچہ اس اعمال نامہ کے شروع حصہ میں تو اسکے اچھے اور بھلے کام لکھے ہوں گے جو اس نے دنیا میں کئے تھے، وہ اسے پڑھتے پڑھتے یہ گمان کرنے لگے گا کہ میں تو نجات پا گیا اس لئے کہ میرے اتنے

سارے نیک اعمال ہیں لیکن جیسے ہی وہ اس کے آخری صفحہ کو پڑھے گا تو وہاں لکھا ہوگا کہ ھٰذِہٖ حَسَنَاتُكَ وَقَدْ رُدَّتْ عَلَیْكَ یعنی یہ تیرے اچھے کام تھے جسکا صلہ تجھے دنیا ہی میں دے دیا گیا، یہ دیکھ کر اسکا چہرہ کالا اور غم سے بھر جائے گا پھر اسکے بعد وہ اپنے برے اعمال کا حصہ پڑھنے لگے گا اور جیسے جیسے وہ آگے پڑھتا جائے گا ویسے ویسے اسکا غم بڑھتا جائے گا بالآخر وہ اس اعمال نامہ کے آخری صفحہ پر پہنچ جائے گا جہاں لکھا ہوگا " ھٰذِہٖ سَیِّئَاتُكَ وَقَدْ ضُوعِفَتْ عَلَیْكَ یعنی یہ تیرے برے اعمال اور کالے کرتوت تھے جس پر دوہرے عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے، یہ سن کر اسکی آنکھیں نیلی اور چہرہ کالا پڑ جائے گا اور اسے تارکول کے مثل ایک کالا لباس پہنایا جائے گا جسے پہن کر وہ وہاں سے لوٹ آئے گا اور اپنے ساتھیوں سے کہے گا کہ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ مَاۤ اَغْنٰى عَنِّیْ مَالِیَهْ اے کاش! مجھے میرا اعمال نامہ نہ دیا جاتا اور مجھے معلوم تک نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے؟ کاش! کہ موت پر ہی میرا خاتمہ ہو جاتا کہ مجھے پھر سے دوبارہ زندہ ہی نہ کیا جاتا، میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ (تفسیر قرطبی۔ج۔۱۸۔ص،۲۷۱)

چونکہ ان کافروں کا اعمال نامہ ایسا تو نہیں ہے کہ جس پر وہ خوشی منائے اور لوگوں کو اس خوشی کے مارے اپنا اعمال نامہ دکھلاتا پھرے جیسا کہ ان نیک اور جنتی لوگوں نے کیا، بہر حال وہ اپنے کئے پر پچھتانے لگے گا اور کہے گا کہ میں نے دنیا میں جتنی محنت کر کے، لوگوں کو دھوکہ دیا دنیا میں کھو کر، دن رات ایک کر کے جو مال کمایا تھا وہ مال اور دولت آج میرے کچھ کام نہ آئی اور میری سلطنت وطاقت وقوت جس پر دنیا میں مجھے غرور وفخر تھا، میری اس قوت و طاقت کے آگے کوئی ٹھہر بھی نہ پاتا تھا وہ قوت وطاقت کا بھی یہاں آج کوئی فائدہ نہیں ہوا، بالآخر اللہ تعالی فرشتوں کو حکم دیں گے کہ چلو! اب اسے پکڑ کر بیڑیاں اور زنجیریں پہنا دو اور ان زنجیروں میں باندھ کر اسے جہنم میں پھینک دو کہ وہ وہاں اس دوزخ کی آگ میں جا کر ہل بھی نہ پائے اور تڑپتا رہے، اور مزید یہ کہ اسکے گلے میں ستر ہاتھ بڑا طوق ڈال دو کہ جس کے بوجھ کی وجہ سے وہ حرکت بھی نہ کر پائے اور جہنم کی آگ اسے جلاتی رہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہاں جو ستر ہاتھ بڑے طوق کا ذکر ہے وہ ستر ہاتھ فرشتوں کے ہاتھ ہیں اور وہ کتنے بڑے ہیں اس کا علم اللہ تعالی ہی کو ہے؟ (تفسیر قرطبی۔ج،۱۸۔ص،۲۷۲) اللہ اکبر کتنی سخت اور رونگھٹے کھڑی کر دینے والی سزائیں ہیں جو اللہ تعالی اپنے نافرمان اور گنہگار بندوں کو عطا کریگا، اللہ تعالی ہم تمام کو اپنے عذاب سے بچا کر اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے۔آمین۔

﴿درس نمبر ۲۲۳﴾ یہ غسلین صرف گنہگاروں کی غذا ہے ﴿الحاقۃ ۳۳۔تا۔۳۷﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ O وَلَا یَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ O فَلَیْسَ لَهُ

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝ لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّهٗ بلا شبہ وہ كَانَ تھا لَا يُؤْمِنُ ایمانہیں لاتا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ اللہ عظمت والے پر وَ اور لَا يَحُضُّ وہ شوق نہ دلاتا تھا عَلٰى طَعَامِ کھانا کھلانے پر الْمِسْكِيْنِ مسکین کو فَلَيْسَ لہٰذا نہیں ہے لَهُ اس کے لیے الْيَوْمَ آج هٰهُنَا یہاں حَمِيْمٌ کوئی غم خوار دوست وَّ اور لَا طَعَامٌ نہ کوئی کھانا اِلَّا سوائے مِنْ غِسْلِيْنٍ زخموں کے دھوون کے لَّا يَاْكُلُهٗۤ نہ کھائیں اِلَّا مگر الْخَاطِئُوْنَ گناہ گار ہی

ترجمہ:۔ یہ نہ تو خدائے بزرگ و برتر پر ایمان لاتا تھا اور نہ غریب کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا، لہٰذا آج یہاں نہ اس کا کوئی یار و مددگار ہے اور نہ اس کو کوئی کھانے کی چیز میسر ہے، سوائے غسلین کے، جسے گناہگاروں کے سوا کوئی نہیں کھائے گا۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ شخص خدائے بزرگ پر ایمان نہ لاتا تھا۔ ۲۔ غریبوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا تھا۔

۳۔ لہٰذا آج اسے نہ کوئی مددگار ملے گا۔ ۴۔ سوائے غسلین کے اسے کھانے کی کوئی چیز میسر نہ ہوگی۔

۵۔ یہ غسلین صرف گنہگاروں کی غذا ہے۔

پچھلی آیتوں میں کفار و مشرکین کی سزائیں بیان کی گئیں، یہاں اللہ تعالی یہ بیان فرما رہے ہیں کہ وہ لوگ ان سزاوں کے کیوں حقدار بنے؟ فرمایا کہ سب سے اہم چیز جس کی بنا پر یہ لوگ جہنم کے مستحق ٹھہرے وہ یہ کہ یہ لوگ اللہ تعالی پر ایمان نہیں رکھتے تھے، اللہ تعالی کے رب ہونے کا انکار کرتے تھے، اسکے ساتھ اوروں کو شریک کرتے تھے، اسکی عبادت سے منہ موڑتے تھے۔ دوسری چیز جو جہنم کے عذاب کا سبب بنی وہ یہ کہ یہ لوگ خود تو مساکین و محتاجوں کو کھلاتے نہیں تھے اور ظلم بالائے ظلم نہ ہی دوسروں کو کھلانے کی ترغیب دیا کرتے تھے بلکہ جو لوگ انہیں کھلاتے تھے ان سے کہا کرتے تھے کہ اگر تم انہیں کھلاو گے تو ایک دن تمہیں خود دوسروں سے مانگ کر کھانا پڑے گا، سورہ یٰسٓ کی آیت نمبر ۴۷ میں بھی انکی اس حرکت کو بیان فرمایا گیا کہ وہ لوگ کہا کرتے تھے أَنُطْعِمُ مَنْ لَوْ يَشَاءُ اللّٰهُ أَطْعَمَهٗ کیا ہم ایسے لوگوں کو کھلائیں کہ جنہیں اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا سکتا؟ الغرض یہ لوگ نہ تو حقوق اللہ کو ادا کرنے والے تھے اور نہ ہی حقوق العباد لہٰذا انہیں ان اعمال کی سزا جہنم میں دیجائے گی اور جب انہیں وہاں سزا دیجائے گی تو انہیں اس سزا سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا جیسا کہ سورۂ مومن کی آیت نمبر ۱۸ میں بھی فرمایا مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ کہ ان ظالموں کا نہ تو کوئی حامی ہوگا اور نہ ہی کوئی ایسا سفارشی کہ جسکی سفارش اسکے حق میں قبول کی جائے۔ اور چونکہ یہ لوگ دنیا میں محتاج و مساکین کو کھلاتے نہیں تھے اور نہ کھلانے کی ترغیب دیتے تھے لہٰذا انہیں بھی یہاں اس جہنم میں کوئی کھانا نہیں ملے گا سوائے غسلین کے، غسلین یعنی جہنمیوں

کے بدن سے نکلنے والا خون اور پیپ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے غسلین کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایک درخت کا نام ہے جس سے جہنمی لوگ کھائیں گے۔ سورۂ غاشیہ کی آیت نمبر ۶ میں بھی فرمایا گیا لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ان جہنمیوں کے لئے وہاں ضریع یعنی کانٹے دار درخت کے سوا اور کچھ کھانے کے لئے نہ ہوگا، الغرض یہ غسلین ان نافرمان و گنہگار کافروں اور مشرکوں کی غذا ہوگی جس سے وہ اپنے پیٹ بھریں گے۔

﴿درس نمبر ۲۲۳۸﴾ یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے ﴿الحاقہ ۳۸۔تا۔۴۳﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ O وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ O اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ O وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ O وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ O تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَلَآ اُقْسِمُ سو میں قسم کھاتا ہوں بِمَا ان چیزوں کی جو تُبْصِرُوْنَ تم دیکھتے ہو وَ اور مَا جو لَا تُبْصِرُوْنَ تم نہیں دیکھتے ہو اِنَّهٗ بلاشبہ یہ لَقَوْلُ البتہ قول ہے رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ رسول کریم کا وَّ اور مَا نہیں ہے هُوَ یہ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قول کسی شاعر کا قَلِيْلًا مَّا بہت ہی کم تُؤْمِنُوْنَ ت ایمان لاتے ہو وَ اور لَا بِقَوْلِ نہ یہ كَاهِنٍ کسی کاہن کا قَلِيْلًا مَّا بہت ہی کم تَذَكَّرُوْنَ تم نصیحت پکڑتے ہو تَنْزِيْلٌ نازل شدہ ہے مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ رب العالمین کی طرف سے

ترجمہ:۔ اب میں قسم کھاتا ہوں اس کی بھی جسے تم دیکھتے ہو اور اس کی بھی جسے تم نہیں دیکھتے کہ یہ (قرآن) ایک معزز پیغام لانے والے کا کلام ہے اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے (مگر) تم ایمان تھوڑا ہی لاتے ہو اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے (مگر) تم سبق تھوڑا ہی لیتے ہو، یہ کلام تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے اتارا جارہا ہے۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ قسم کھاتا ہے ان چیزوں کی جسے تم دیکھتے ہو۔

۲۔ ان چیزوں کی بھی جسے تم نہیں دیکھتے۔

۳۔ قسم اس بات پر کہ یہ قرآن ایک معزز پیغام لانے والے کا کلام ہے۔

۴۔ یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے۔ ۵۔ بہت تھوڑا ہی تم لوگ ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔

۶۔ یہ قرآن کسی کاہن کا کلام نہیں ہے۔ ۷۔ تم لوگ اس سے بہت تھوڑا ہی سبق حاصل کرتے ہو۔

۸۔ یہ کلام تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے اتارا جاتا ہے۔

جنت وجہنم کی کیفیت نیز جنتیوں اور دوزخیوں کے احوال بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی ان بیان کردہ حقائق کے سچے اور حق ہونے کو قسم کے ذریعہ مضبوط کر رہے ہیں، ویسے اللہ تعالی کو تو اپنی بات کہنے کے لئے قسم کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن انسانوں کو اس بات کی اہمیت کا پتا چل جائے اس لئے یہ طریقہ اپناتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ میں اپنی ان مخلوقات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جنہیں تم دیکھتے ہو جیسے کہ آسمان، زمین، چاند، سورج، انسان اور ظاہری نعمتیں وغیرہ اور ان مخلوق کی بھی جو تمہیں نظر نہیں آتیں جیسے ملائکہ، جنت وجہنم، روح، ہوا، زمین کا گھومنا، حیوانات اور جمادات کا اللہ کی تسبیح کرنا وغیرہ، کہ یہ کلام جو تم سن رہے ہو وہ ایک معزز پیغمبر کا کلام ہے، یہاں اللہ تعالی نے اپنے اس کلام کی نسبت ظاہرا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب فرمائی وہ اس لئے کہ وہی تو اس کلام الہی کو اس امت کے سامنے بیان فرمارہے ہیں اور اسی ذمہ داری کو دیکر آپ کو مبعوث فرمایا گیا، جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنے اس کلام کی نسبت حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف بھی فرمائی اس لئے کہ وہ اس کلام کو پیغمبروں تک پہنچاتے ہیں اور انہیں القاء کراتے ہیں اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِيْنٍ (التکویر۔ ۲۰) اس نسبت سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ انہی کا کلام ہے بلکہ مجازا اسکی نسبت ان کی طرف کی گئی جسکی وضاحت بھی اللہ تعالی نے آگے بیان فرمادی اور پھر اس بات کی بھی وضاحت کردی کہ یہ پیغمبر کوئی شاعر نہیں کہ جسکے سبب تمہیں اس کلام میں شک ہونے لگے کہ شاعری تو اکثر افسانہ ہوا کرتی ہے تو کیا یہ کلام بھی افسانہ اور خیالی باتیں ہیں؟ اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کے شاعر ہونے کی نفی کر کے یہ بات واضح کردی کہ نہ تو یہ نبی شاعر ہیں اور نہ ہی یہ کلام شاعری اور افسانہ ہے بلکہ یہ کلام تو بالکل سچ اور حق ہے، لیکن تم لوگ ہو کہ بہت کم ان باتوں کو جانتے ہو۔

اسکے بعد اللہ تعالی نے ان مشرکین کے آپ علیہ السلام کو کاہن کہنے کی نفی فرمائی اور یہ اعلان کردیا کہ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ تم اس نبی کو کاہن بھی مت سمجھو، کاہن لوگ تو اکثر جھوٹی اور شیطانی باتوں کو جسکی کوئی حقیقت اور سچائی نہیں ہوتی بیان کرتے ہیں لیکن یہ نبی جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ حق اور سچائی پر مبنی ہوتا ہے لیکن تم لوگ بہت کم اس حقیقت سے واقف ہو، یہ نبی جو کہتے ہیں وہ حق اور سچ اس لئے ہے کہ جو کچھ بھی وہ کہتے ہیں وہ اللہ تعالی کی طرف سے ہوتا ہے، انکی طرف سے کچھ نہیں "وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" وہ سب ہمارا یعنی دونوں جہانوں کے پالنے والے کا نازل کیا ہوا ہے اور یہ نبی تو بس میرا کلام تم تک پہنچارہے ہیں لہذا اب تمہیں انکی بتلائی ہوئی باتوں میں شک کرنے کا کوئی حق نہیں اور انکی باتوں کو جھٹلانا درحقیقت ہماری باتوں کو جھٹلانا ہے اور جو ہماری باتوں کو جھٹلائے گا ہم اسکی خوب خبر لیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اسلام لانے سے پہلے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ روکنے کی غرض سے نکلا لیکن آپ علیہ السلام میرے آنے سے پہلے ہی مسجد جاچکے تھے تو میں بھی وہاں پہنچا اور آپ

کے پیچھے ٹھہر گیا اور آپ سورۃ الحاقہ شروع کرنے لگے، جب میں نے اسے سنا تو اسکی تالیف مجھے بہت اچھی لگی تو میں نے کہہ دیا کہ یہ تو واقعی شاعر ہیں جیسا کہ قریش کہتے ہیں تو اتنے میں آپ نے وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ پڑھی اسکے بعد میں نے کہا کہ پھر تو یہ کاہن ہیں تو اس پر آپ علیہ السلام نے پڑھا وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ سے آخر سورت تک پڑھی، اسکے بعد اسلام میرے دل میں مضبوطی سے جم گیا۔ (مسند احمد۔ ۱۰۷)

بالفرض یہ جھوٹی باتیں بنا کر ہماری طرف منسوب کرتے!

﴿درس نمبر ۲۲۳۹﴾ ﴿الحاقہ ۴۴۔تا۔۴۷﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور لَوْ اگر تَقَوَّلَ وہ گھڑ کر لگا دیتا عَلَيْنَا ہمارے ذمے بَعْضَ بعض الْاَقَاوِيْلِ باتیں لَاَخَذْنَا تو ہم ضرور پکڑ لیتے مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ اس کا دایاں ہاتھ ثُمَّ پھر لَقَطَعْنَا ہم ضرور کاٹ دیتے مِنْهُ الْوَتِيْنَ اس کی شہ رگ فَمَا پھر نہ مِنْكُمْ تم میں سے مِّنْ اَحَدٍ کوئی ایک بھی عَنْهُ اس سے حٰجِزِيْنَ روکنے والا

ترجمہ:۔ اور اگر (بالفرض) یہ پیغمبر کچھ (جھوٹی) باتیں بنا کر ہماری طرف منسوب کر دیتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر ہم ان کی شہہ رگ کاٹ دیتے، پھر تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو ان کے بچاؤ کے لئے آڑے آسکتا۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر بالفرض یہ پیغمبر کچھ جھوٹی باتیں بنا کر ہماری طرف منسوب کرتے۔

۲۔ تو ایسا کرنے پر ہم انکا داہنا ہاتھ پکڑ کر انکی شہ رگ کاٹ دیتے۔

۳۔ پھر تم میں سے کوئی بھی انکو بچانے کے لئے آڑے نہ آسکتا۔

مشرکین یہ کہتے تھے کہ یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اپنی طرف سے بنالیا ہے، یہ کوئی آسمان سے نازل کیا ہوا نہیں ہے اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۔ (الطور۔ ۳۳) انکے اس خیال کی نفی پچھلی آیت میں بھی کی گئی کہ یہ کلام کسی اور کا نہیں بلکہ رب العالمین کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے" وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ "

آگے مزید تاکید کے لئے فرمایا گیا کہ جھوٹی باتوں کو اللہ تعالی کی طرف منسوب کرنا، یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس طرح کے گناہ کرنے والوں کو ہم دنیا میں بھی سزا دیتے ہیں اور آخرت میں بھی، یہ ہمارا طے شدہ قانون ہے لہذا اگر یہ نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم یا جبرئیل علیہ السلام بھی بالفرض کوئی بات اپنی طرف سے کہہ کر اسے اللہ تعالی کی جانب منسوب کرتے تو ہم انہیں بھی انکے اس عمل پر چھوڑتے اور بخشتے نہیں تھے بلکہ پوری پوری سزا جسکے وہ مستحق ہیں

ضرور دیتے ، اور وہ سزا یہ کہ انکی شہ رگ کاٹ کر انکا خاتمہ ہی کر دیتے اور نہ ہماری جانب جھوٹی باتیں منسوب کی جائیں اور ایسا کرنے سے نہ تو ہمیں کوئی روک سکے گا اور نہ ہی انہیں ہم سے کوئی بچا پائیگا، جو اللہ سے ٹکراتا ہے اسکا خاتمہ یقینی ہے لیکن اب چونکہ یہ نبی تمہارے درمیان موجود ہیں اور اللہ تعالی کی خاص عنایت اور کرم بھی ان پر ہے اور اللہ تعالی کی تائید و نصرت بھی انہیں حاصل ہے تو اسکا یہی مطلب ہے کہ یہ سچے اور نبی برحق ہیں اور جو کچھ یہ تمہارے سامنے بیان کرتے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ وہ سب اللہ تعالی کا ہی بھیجا ہوا پیغام ہوتا ہے، یہ تو بس اس پیغام کو تم تک پہنچا رہے ہیں، لہذا تم لوگ انکی باتوں کو مانو اور تسلیم کرو، انکی اور کلام الٰہی کی تکذیب کرنے سے بچو اور جو کچھ وہ تمہیں بتلائیں اور حکم دیں، اس پر اللہ تعالی کا فیصلہ جان کر عمل کرو ورنہ اللہ تعالی تمہارے اس انکار پر سخت سے سخت سزا دے گا۔ فَذَرْنِي وَمَن يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ اے نبی ! جو لوگ اس کلام کو جھٹلا رہے ہیں انہیں ہم پر چھوڑ دو ہم انہیں دھیرے دھیرے اس طرح تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ انہیں پتا بھی نہیں چلے گا۔ (القلم ۔ ۴۴)

﴿درس نمبر ۲۲۴۰﴾ **پرہیزگاروں کے لئے یہ ایک نصیحت ہے** ﴿الحاقہ ۴۸۔ تا۔ ۵۲﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ○ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنكُم مُّكَذِّبِينَ ○ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ○ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ○ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِنَّهٗ بلا شبہ وہ لَتَذْكِرَةٌ البتہ نصیحت لِّلْمُتَّقِيْنَ متقی لوگوں کے لیے وَ اور اِنَّا یقیناً ہم لَنَعْلَمُ البتہ جانتے ہیں اَنَّ بیشک مِنْكُمْ کچھ تم میں سے مُّكَذِّبِيْنَ جھٹلانے والے ہیں وَ اور اِنَّهٗ یقیناً وہ لَحَسْرَةٌ البتہ حسرت ہوگا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کافروں پر وَ اور اِنَّهٗ بلا شبہ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ البتہ یقینی حق ہے فَسَبِّحْ چنانچہ آپ تسبیح کیجیے بِاسْمِ رَبِّكَ اپنے رب کے نام کی الْعَظِيْمِ جو عظمت والا ہے۔

ترجمہ:۔ اور یقین جانو کہ یہ پرہیزگاروں کے لئے ایک نصیحت ہے اور ہمیں خوب معلوم ہے کہ تم میں کچھ لوگ جھٹلانے والے بھی ہیں اور یہ (قرآن) ایسے کافروں کے لئے حسرت کا سبب ہے، اور یہی وہ یقینی بات ہے جو سراسر حق ہے، لہذا تم اپنے پروردگار کے عظمت والے نام کی تسبیح کرتے رہو۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقین جانو کہ پرہیزگاروں کے لئے یہ ایک نصیحت ہے۔

۲۔ اللہ تعالی کو خوب معلوم ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ جھٹلانے والے ہیں؟

۳۔ یہ قرآن ایسے کافروں کے لئے حسرت کا سبب ہے۔ ۴۔ یہی وہ یقینی بات ہے جو سراسر حق ہے۔

۵۔تم اپنے پروردگار کی عظمت والے نام کی تسبیح کرتے رہو۔

جن کے دلوں میں اللہ تعالی کا ڈر، خوف اور ہیبت ہوتی ہے جسکے سبب وہ اللہ تعالی کی نافرمانی، حکم عدولی اور اسکے حکموں کی خلاف ورزی سے گھبراتے اور ڈرتے ہیں اور اللہ تعالی کی عبادت، اطاعت اور فرمانبرداری میں لگے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے یہ قرآن نصیحت نامہ ہے اس لئے کہ جو شخص ان صفات کا حامل ہوتا ہے وہی اس کتاب کو اپنے رب کا فرمان سمجھ کر اسکے احکامات کو تسلیم کرتا ہے اور سچے دل سے اس پر عمل بھی کرتا ہے اسی لئے اللہ تعالی نے یہاں متقیوں کا ذکر فرمایا، ویسے تو ساری انسانیت کے لئے ہی قرآن مجید نصیحت نامہ ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (البقرہ۔۱۸۵) لیکن چونکہ اس نصیحت کو متقی لوگ ہی قبول کرتے ہیں اس لئے خاص طور سے متقیوں کا ذکر فرمایا اور یہ بھی وضاحت کردی گئی کہ کچھ لوگ ہیں جو اس قرآن کو نہیں مانتے بلکہ اسے جھٹلاتے ہیں اور اسکے کلام الہی ہونے کا انکار کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ تعالی اچھی طرح سے جانتا ہے، جہاں کچھ لوگ اس قرآن کو جھٹلانے والے ہوں گے تو وہیں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اس کلام کو سچا مانتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالی نے پہلی آیت میں اس کلام کے ماننے والوں کا ذکر کیا کہ وہ متقی لوگ ہیں، اب رہے وہ لوگ جو اسے نہیں مانتے وہ کافر ہیں جسکا اشارہ اگلی آیت میں کیا گیا کہ جب قیامت کا دن آئے گا اور وہاں مومن اور کافر سب جمع ہوجائیں گے، ان مومنوں اور متقیوں کو اس قرآن اور کلام الہی کی تصدیق کرنے پر جو انعام دیئے جائیں گے اس انعام کو دیکھ کر یہ کافر لوگ حسرت کرنے لگیں گے کہ کاش! ہم نے بھی اس کلام کو قبول کرلیا ہوتا تو ہمیں بھی آج ان انعامات سے نوازا جاتا وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ اس آیت سے پتا چل گیا کہ قرآن کو جھٹلانے والے لوگ کافر ہیں لہذا یہ کافر لوگ اس قرآن کو تسلیم کریں یا نہ کریں یہ کلام تو حق تھا، ہے اور رہے گا، کسی کے جھٹلانے سے حق بات غلط نہیں ہوجایا کرتی بلکہ جو جھٹلاتا ہے وہ دھوکہ اور اندھیرے میں رہتا ہے اور انہیں اسکی سزا بھی ملتی ہے جیسے کہ ان کافروں کا حال ہے، اے پیغمبر! آپ ان کافروں کی باتوں کو دل سے نہ لگائیے بلکہ انہیں چھوڑ کر اپنے عظیم الشان رب کے نام کی تسبیح کرتے رہا کیجئے تاکہ آپ کے دل سے رنج و غم دور ہو اور یہ تسبیح آپ کی طرف سے اللہ تعالی کا شکر بھی ہوجائے کہ اس نے آپ کو اس کلام کے لئے چنا اور اپنا پیغمبر منتخب فرمایا۔

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۴۴ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۴۲۴﴾ **ایک مانگنے والے نے وہ عذاب مانگا ہے** ﴿المعارج ۱۔تا۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ O لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ O مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ O تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ سَاَلَ سوال کیا سَآئِلٌ ایک سوال کرنے والے نے بِعَذَابٍ اس عذاب کا وَّاقِعٍ جو ہونے والا ہے لِّلْكٰفِرِيْنَ کافروں پر لَيْسَ نہیں ہے لَهٗ اس کو دَافِعٌ کوئی ٹالنے والا مِّنَ اللّٰهِ اس اللہ کی طرف سے ذِي الْمَعَارِجِ جو اونچے درجوں والا ہے تَعْرُجُ چڑھیں گے الْمَلٰٓئِكَةُ فرشتے وَ اور الرُّوْحُ روح اِلَيْهِ اس کی طرف فِيْ يَوْمٍ ایسے دن میں كَانَ ہوگی مِقْدَارُهٗ اس کی مقدار خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ پچاس ہزار سال۔

ترجمہ: ۔ ایک مانگنے والے نے وہ عذاب مانگا ہے جو کافروں پر آنے والا ہے، کوئی نہیں ہے جو اسے روک سکے۔ وہ اللہ کی طرف سے آئے گا جو چڑھنے کے تمام راستوں کا مالک ہے۔ فرشتے اور روح القدس اس کی طرف ایک ایسے دن میں چڑھ کر جاتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

سورہ کی فضیلت: ۔ حضرت علقمہ اور اسود کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: میں ایک رکعت میں مفصل پڑھ لیتا ہوں، انہوں نے کہا: کیا تم اس طرح پڑھتے ہو جیسے شعر جلدی جلدی پڑھا جاتا ہے یا جیسے سوکھی کھجوریں درخت سے جھڑتی ہیں؟ لیکن نبی اکرم ﷺ دو ہم مثل سورتوں کو جیسے سورۃ النجم اور سورۃ الرحمن ایک رکعت میں، اِقْتَرَبَتْ اور اَلْحَاقَّةُ ایک رکعت میں، وَالطُّوْرُ اور اَلذّٰرِيٰتُ ایک رکعت میں، اِذَا وَقَعَتْ اور نٓ وَالْقَلَمُ ایک رکعت میں، سَاَلَ سَآئِلٌ اور اَلنّٰزِعٰتُ ایک رکعت میں، وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ اور عَبَسَ وَتَوَلّٰى ایک رکعت میں، اَلْمُدَّثِّرُ اور اَلْمُزَّمِّلُ ایک رکعت میں، هَلْ اَتٰى اور لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ایک رکعت میں، عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ اور اَلْمُرْسَلٰتُ ایک رکعت میں، اور اسی طرح اَلدُّخَانُ اور اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ایک رکعت میں ملا کر پڑھتے تھے۔ (ابوداود۔۱۳۹۶)

تشریح: ۔ ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ایک مانگنے والے نے وہ عذاب مانگا ہے جو کافروں پر آنے والا ہے۔

۲۔ اس عذاب کو کوئی روک نہیں سکتا۔

۳۔وہ عذاب اس اللہ کی طرف سے آئے گا جو چڑھنے کے تمام راستوں کا مالک ہے۔

۴۔فرشتے اور روح القدس اس اللہ کی طرف ایسے دن میں چڑھ کر جاتے ہیں جسکی مقدار پچاس ہزار سال ہے

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے قیامت اور دوزخ کے احوال اور مومنوں اور مجرموں کی اس دن ہونے والی حالت بیان کی، اس سورت میں بھی اللہ تعالی انہی حالات واوصاف کو بیان فرمارہے ہیں۔ چنانچہ جب کبھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کافروں اور منافقوں کو اللہ تعالی کے عذاب سے اور قیامت کی وحشت اور ہولناکی سے ڈراتے تھے تو یہ کافر اور مشرک بطور مذاق آپ علیہ السلام سے فرماتے کہ اچھا چلو! اگر آپ واقعی اپنی اس بات میں سچے ہو اور دعوی کررہے ہو کہ ہم نافرمانوں پر اللہ کا عذاب آئے گا اور ہمیں اس عذاب میں جلایا جائے گا تو ہم آپ سے اسی عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ عذاب آپ ہم پر ابھی لے آئیں تاکہ ہمیں بھی آپ کی باتوں پر یقین آجائے اور باقی لوگ بھی اسے دیکھ لیں اور نصیحت حاصل کریں؟ اسی پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی "سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِّلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس عذاب کا سوال کرنے والا النضر بن حارث بن کلدہ تھا کہ اس نے یہ کہہ کر اس عذاب کی دعا مانگی تھی کہ اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ اے اللہ! اگر یہ (دین اور کلام جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں) حق ہے تو آپ ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش فرمائیے یا ہم پر کوئی تکلیف دہ عذاب اتاریئے۔ (مستدرک حاکم۔ ۳۸۵۴) چنانچہ اللہ تعالی نے بھی یہ بات واضح فرمادی کہ تم اس عذاب کو مانگو یا نہ مانگو وہ عذاب تو کافروں پر ایک دن آنے ہی والا ہے اور جب وہ عذاب آئے گا تو اس اللہ کے عذاب سے انہیں کوئی بچانے والا نہ ہوگا جن پر یہ عذاب آیا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ نازل ہوئی تو لوگوں نے آپ علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ عذاب کس پر آنے والا ہے؟ جس کی خبر اللہ تعالی نے دی ہے تو انکے اس سوال پر اللہ تعالی نے لِّلْكَافِرِينَ نازل فرمایا کہ یہ عذاب جسکا یہ لوگ سوال کررہے ہیں وہ کافروں پر آنے والا ہے۔ (التفسیر المنیر۔ ج۲۹۔ص،۱۱۳) یہ عذاب جو ان کافروں پر آنے والا ہے وہ عذاب کہاں سے اور کس کی جانب سے آنے والا ہے؟ فرمایا کہ وہ عذاب آسمانوں والے، اونچی شان کے مالک اللہ رب العزت کی طرف سے آئیگا، وہ اللہ رب العزت بہت ہی بلند اور اونچی جگہ پر جلوہ افروز ہے کہ وہاں تک فرشتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام چڑھ کر آتے ہیں اور اس مقام تک جانے کے لئے فرشتوں کو ایک دن لگتا ہے جبکہ اگر کوئی انسان وہاں آنے کی کوشش کرے تو اسے آنے کے لئے پچاس ہزار سال لگ جائیں گے، بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہاں اس دن سے مراد قیامت کا دن ہے کہ صرف اس ایک دن میں ہی فرشتے ان انسانوں کا کیا کرایا ایک کتابچہ کی شکل میں اللہ تعالی کے سامنے پیش کردیں گے اور اللہ تعالی تمام انسانوں کا حساب وکتاب فرمادیں گے، وہ

دن تو بس ایک دن ہی ہوگا لیکن جو لوگ کافر ہیں انہیں یہ دن وہاں کی سختیوں اور وحشتوں کو دیکھتے ہوئے پچاس ہزار کا لگنے لگے گا اور مومنوں کو وہ دن بس تھوڑے سے وقت کا معلوم ہوگا، جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ پڑھی تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کتنا طویل دن ہے یہ؟ تو پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مومنوں کے لئے تو یہ دن اس فرض نماز سے بھی کم وقت کا ہوگا جسے یہ پڑھتا ہے۔ (صحیح ابن حبان۔ ۵۰۹۹). اللہ تعالی ہم تمام کو قیامت کی وحشت اور ہولنا کی سے حفاظت فرمائے اور جنتیوں میں شامل فرمائے۔آمین۔

﴿درس نمبر ۲۲۴۲﴾ آپ خوبصورتی کے ساتھ صبر سے کام لیجئے ﴿المعارج ۵۔تا۔۱۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ٥ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ٥ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ٥ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ٥ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ٥ وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ٥

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاصْبِرْ چنانچہ آپ صبر کیجیے صَبْرًا جَمِيْلًا صبر جمیل اِنَّهُمْ بلاشبہ وہ (لوگ تو) يَرَوْنَهٗ دیکھتے ہیں اس کو بَعِيْدًا بعید وَّ اور نَرٰىهُ ہم دیکھتے ہیں اس کو قَرِيْبًا قریب يَوْمَ اس دن تَكُوْنُ ہوگا السَّمَآءُ آسمان كَالْمُهْلِ جیسے پگھلا ہوا تانبا وَ اور تَكُوْنُ ہوں گے الْجِبَالُ پہاڑ كَالْعِهْنِ جیسے دھنکی ہوئی رنگین اون وَ اور لَا يَسْئَلُ نہیں پوچھے گا حَمِيْمٌ کوئی جگری دوست حَمِيْمًا کسی جگری دوست کو۔

ترجمہ:۔ لہٰذا تم خوبصورتی کے ساتھ صبر سے کام لو، یہ لوگ اسے دور سمجھ رہے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں (وہ عذاب) اس دن ہوگا جب آسمان تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوجائے گا اور پہاڑ رنگیں روئی کی طرح ہوجائیں گے، اور کوئی جگری دوست کسی جگری دوست کو پوچھے گا بھی نہیں۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے پیغمبر! آپ خوبصورتی کے ساتھ صبر سے کام لیجئے۔

۲۔ یہ لوگ اس عذاب کو دور سمجھ رہے ہیں جبکہ اللہ تعالی اسے بالکل قریب دیکھ رہے ہیں۔

۳۔ یہ عذاب اس دن ہوگا جب آسمان تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوجائے گا۔

۴۔ پہاڑ رنگین روئی کی طرح ہوجائیں گے۔ ۵۔ کوئی جگری دوست کسی جگری دوست کو نہیں پوچھے گا۔

ان کافروں کی اس طرح کی باتوں سے آپ علیہ السلام کو تکلیف ہوا کرتی تھی اور یہ لوگ آپ علیہ السلام کو ایذا بھی پہنچایا کرتے تھے جس پر اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کو صبر کرنے کی تلقین کی اور پھر یہ بات بھی واضح فرمادی کہ

یہ کافر جن باتوں کا مذاق اڑا رہے ہیں وہ ضرور پیش آئے گی چنانچہ فرمایا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان کافروں اور مشرکوں کی باتوں اور تکلیفوں پر صبر سے کام لیجئے اور صبر بھی ایسا کہ نہ اس میں جزع وفزع ہو اور نہ ہی شکوہ شکایت بس سارے کام اللہ کے حوالہ کر کے اطمینان سے رہئے، اب رہی بات ان کافروں کی تو انکی ہلاکت اور انکا نتیجہ خیز انجام ہونے ہی والا ہے، یہ لوگ اس قیامت کے دن سے جسکی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی، غافل بنے بیٹھے ہیں اور اسے بعید اور محال سمجھتے ہیں اور انہیں لگتا ہے کہ ایسا کچھ ہونے والا ہی نہیں، حالانکہ یہ قیامت کا دن جسکا علم اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو بھی نہیں ہے، بہت قریب آچکا ہے اور جب وہ دن آئے گا تو آسمان کی حالت ایسی ہو جائے گی کہ جیسے کسی چیز کو پگھلا دیا گیا ہو اور وہ پگھل کر ایک تیل کی طرح بہتا نظر آئے گا اور یہ مضبوط اور وزنی پہاڑ اس دن ایسے ہلکے ہو جائیں گے جیسے کہ دھنکی ہوئی روئی ہواؤں میں اڑنے لگتی ہے، جب یہ عالم ہوگا اس دن کی خوفناکی کا کہ بڑی سے بڑی چیز اس دن تباہ ہو جائے گی تو پھر اس دن اس معمولی سے اس کمزور انسان کا کیا عالم ہوگا؟ یہ انسان اس دنیا میں اپنے دوستوں کی دنیوی مشکلات میں مدد دیتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو راحت پہنچانے کا کام کرتے ہیں لیکن قیامت کے دن کوئی کسی کو راحت نہیں پہنچا پائے گا اور نہ ہی کوئی جگری دوست کسی دوست کو پوچھ کر دیکھے گا اور نہ ہی کوئی قریبی رشتہ دار کسی رشتہ دار کے کام آئے گا بلکہ اس دن سب کو اپنی اپنی جان کی لگی ہوگی اور ہر کوئی یہ چاہے گا کہ کسی طرح اپنی اپنی جان بچالے، اگر وہاں کوئی اپنا قریبی نظر بھی آجائے تو وہ اس سے نظر بچانے اور دور بھاگنے کی کوشش کرے گا کہ کہیں یہ مجھ سے کوئی نیکی نہ مانگ لے۔

﴿درس نمبر ۲۲۴۳﴾ وہ لوگ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے ﴿المعارج ۱۱-تا-۱۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۝ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ حالانکہ وہ انہیں دکھا دیئے جائیں گے يَوَدُّ پسند کرے گا الْمُجْرِمُ مجرم لَوْ کاش کہ يَفْتَدِيْ وہ فدیے میں دے مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ اس دن کے عذاب سے بِبَنِيْهِ اپنے بیٹے وَ اور صَاحِبَتِهٖ اپنی بیوی وَ اور اَخِيْهِ اپنا بھائی وَ اور فَصِيْلَتِهِ اپنا خاندان الَّتِيْ وہ جو تُـْٔوِيْهِ اسے جگہ دیتا ہے وَ اور مَنْ وہ جو فِي الْاَرْضِ زمین میں ہیں جَمِيْعًا سب ثُمَّ پھر يُنْجِيْهِ وہ اس کو نجات دلا دے۔

ترجمہ:۔ حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے مجرم یہ چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے بیٹے فدیہ میں دیدے اور اپنی بیوی اور اپنا بھائی اور اپنا وہ خاندان جو اسے پناہ دیتا تھا اور زمین کے سارے کے سارے باشندے، پھر (ان سب کو فدیہ میں دے کر) اپنے آپ کو بچالے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ لوگ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے۔

۲۔ مجرم یہ چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے بیٹے فدیہ میں دیدے۔

۳۔ اپنی بیوی، بھائی اور اپنے اس خاندان کو جو اسے پناہ دیتا تھا اور دنیا کے سارے باشندوں کو فدیہ میں دیکر اپنی جان بچالے۔

پچھلی آیت میں بیان کیا گیا کہ ہر قریبی چاہے وہ دوست ہو یا رشتہ دار ایک دوسرے سے دور بھاگیں گے، اس آیت میں اور وضاحت کے ساتھ کہا جا رہا ہے کہ اس دن ہر شخص کو اسکا قریبی اور دوست دکھا بھی دیا جائے گا اور وہ ایک دوسرے کو پہچان بھی لیں گے لیکن ہر کسی کو اپنے بچاؤ کی فکر لگی ہوگی اور وہ ان قریبی رشتہ دار اور دوستوں سے لاتعلق ہو جائے گا بلکہ باپ خود اس دن قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے اپنے بیٹے کو فدیہ میں دیکر اپنی جان بچانا چاہے گا، اولاد کو ہی نہیں بلکہ جو بھی اسکے قریبی ہیں جیسے بیوی، بھائی، اپنے خاندان والے حتی کہ ساری دنیا کے باشندوں کو اپنی جان کے تاوان میں دیکر اپنی جان بخشوانا چاہے گا، لیکن یہ اللہ تعالی کا فیصلہ ہے کہ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ (الفاطر ۱۸) کہ کسی کا بوجھ اس دن کوئی دوسرا نہیں اٹھا پائے گا بلکہ جس نے جو کیا ہے اسکا ہی بدلہ اسے وہاں دیا جائے گا، سورۃ لقمان کی آیت نمبر ۳۳ میں اللہ تعالی نے اس بات سے متنبہ فرمادیا کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْماً لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ شَيْئاً إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ اے لوگو! اپنے رب کی ناراضگی سے بچو اور اس دن سے ڈرو جس دن نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کے کام آئے گا اور نہ ہی کوئی اولاد اپنے باپ کے، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا، اللہ تعالی نے انسان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ لہذا اے لوگو! تمہیں یہ دنیا اور اسکی رونق دھوکہ میں نہ ڈالدے کہ تم اس دنیا میں پڑ کر اس قیامت سے غافل ہو جاؤ اور نہ ہی کوئی بہکانے والا شیطان تمہیں بہکا کر نیک اور اعمال صالحہ سے دور کردے اور تمہیں برائیوں میں ڈبو کر جہنم کا مستحق بنا دے؟ سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۱۸ میں بھی وضاحت کردی گئی کہ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ کہ اگر کوئی گناہوں کے بوجھ میں دبا ہوا شخص کسی کو اس بوجھ کے ہٹانے کے لئے بلائے گا تو کوئی بھی اس بوجھ کے ادنی سے حصہ کو بھی اس سے دور نہیں کر پائے گا اگر چہ کہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ ان تمام حقائق کو جاننے کے بعد انسان کو چاہیئے کہ وہ اس دن سے بچاؤ کا سامان ابھی سے تیار کرلے، اسلئے کہ وہاں نہ تو مال و دولت کام آئے گی اور نہ ہی اولاد و نسب بلکہ جو کام آئے گا وہ ہے ایمان اور عمل صالح جو کہ اسی دنیا میں کمایا جاسکتا ہے، جو شخص اپنے آپ کو ان چیزوں سے سنوار لے گویا اس نے اپنے آپ کو اس دن عذاب سے بچالیا۔ اللہ تعالی ہمیں آخرت کی فکر کرنے والا اور اسکے لئے عمل کرنے والا بنائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۲۴۴﴾ **یہ تو ایک بھڑکتی آگ ہے جو کھال اتار دے گی** ﴿المعارج ۱۵-تا-۲۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى O نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى O تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى O وَجَمَعَ فَاَوْعٰى O اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا O اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا O وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَلَّا ہرگز نہیں! اِنَّهَا بلاشبہ وہ لَظٰى آگ ہے بھڑکتی ہوئی نَزَّاعَةً اُدھیڑ ڈالنے والی لِّلشَّوٰى کھالوں کو تَدْعُوْا وہ پکارے گی مَنْ اس شخص کو جس نے اَدْبَرَ پیٹھ پھیری وَ اور تَوَلّٰى منہ موڑا وَ اور جَمَعَ جمع کیا فَاَوْعٰى اور سینت کر رکھا اِنَّ بلاشبہ الْاِنْسَانَ انسان خُلِقَ پیدا کیا گیا هَلُوْعًا حریص کم حوصلہ اِذَا جب مَسَّهُ پہنچتی ہے اسے الشَّرُّ برائی جَزُوْعًا تو بہت جزع فزع کرنے والا وَّ اور اِذَا جب مَسَّهُ پہنچتی ہے اسے الْخَيْرُ بھلائی مَنُوْعًا تو نہایت بخیل۔

ترجمہ:۔ (لیکن) ایسا ہرگز نہیں ہو سکے گا! وہ تو ایک بھڑکتی ہوئی آگ ہے جو کھال اتار لے گی، ہر اس شخص کو بلائے گی جس نے پیٹھ پھیر کر منہ موڑا ہو گا اور (مال) اکٹھا کیا ہو گا، پھر اسے سینت سینت کر رکھا ہو گا، حقیقت یہ ہے کہ انسان بہت کم حوصلہ پیدا کیا گیا ہے جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بہت گھبرا جاتا ہے اور جب اس کے پاس خوش حالی آتی ہے تو بہت بخیل بن جاتا ہے۔

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ فدیہ میں اوروں کو دیکر اپنی جان بچانا ہرگز نہیں ہو سکے گا۔

۲۔ یہ تو ایک بھڑکتی ہوئی آگ ہے جو کھال اتار لے گی۔

۳۔ ہر اس شخص کو بلائے گی جس نے پیٹھ پھیر کر منہ موڑا ہو گا۔

۴۔ مال اکٹھا کیا ہو گا پھر اسے سینت سینت کر رکھا ہو گا۔

۵۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان بہت کم حوصلہ والا بنا کر پیدا کیا گیا ہے۔

۶۔ جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا جاتا ہے۔

۷۔ جب اس کے پاس خوش حالی آتی ہے تو بخیل بن جاتا ہے۔

پچھلی آیتوں میں بیان کیا گیا کہ دوزخی لوگ اپنے اہل وعیال، بیوی بچوں اور اقارب کو تک فدیہ میں دیکر اپنی جان بچانا چاہیں گے، ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ انکی اس خواہش اور گمان کو رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انکی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہوگی اور نہ ہی ان سے کوئی فدیہ لیا جائے گا بلکہ انکا ٹھکانہ تو جہنم ہی ہے جہاں ان کے

لئے بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی اور یہ آگ ایسی ہوگی کہ جو بھی اس آگ میں ڈالا جائے گا وہ اسے بھون کر رکھ دیگی کہ انکے جسم پر ذرہ برابر بھی گوشت باقی نہیں چھوڑی گی، سارے کے سارے جسم کو جلا کر رکھ دیگی، اور بدن پر صرف ہڈیاں ہی بچی رہیں گی۔ اللہ تعالی اس جہنم کا ایندھن بننے والوں اور اس میں ٹھکانہ پانے والوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمارہے ہیں یہ جہنم میں جانے والے لوگ ایسے ہیں کہ جب کبھی انہیں ہدایت کی طرف، اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف بلایا جاتا تو یہ لوگ پیٹھ پھیر کر چلے جاتے اور ان باتوں سے اعراض کرتے، گویا کہ انہیں ان چیزوں کی ضرورت ہی نہیں، انہیں جس کی ضرورت ہے وہ ہے مال و دولت جسکی خاطر وہ سب کچھ کرنے تیار ہوجاتے ہیں اور بڑی سے بڑی مصیبت کو بھی اسکی خاطر سہنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں اور اس دنیا اور اسکے مال و متاع کو اٹھا کر اور بچا بچا کر رکھتے ہیں، نہ ہی کسی غریب کی مدد کرتے ہیں اور نہ ہی کسی بھوکے ومحتاج کو کھلاتے ہیں، انکی اس حرکت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کو بڑا کم ہمت والا بنا کر پیدا فرمایا ہے کہ جب کبھی اسے کوئی وباء، بیماری اور پریشانی آتی ہے تو وہ اسے برداشت نہیں کرپاتا اور جزع وفزع کرتا ہے اور روتا بلبلاتا ہے اور جب اللہ کا فضل اس پر ہوتا ہے اور اسے نعمتیں نصیب ہوتی ہیں تو پھر وہ ان نعمتوں کو روک روک کر رکھتا ہے کسی پر خرچ نہیں کرتا اس ڈر سے کہ کہیں وہ نعمتیں اسکے پاس سے ختم نہ ہوجائیں۔ یہ تمام صفات مومن ومسلمان کی نہیں ہوسکتیں بلکہ یہ تو ایک کافر اور جہنم میں جانے والے کی صفات ہیں، اکثر مفسرین نے یہاں اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا میں الْاِنْسَانَ سے کافر مراد لیا ہے اس لئے کہ یہاں انہی کافر اور جہنم میں جانے والوں کا تذکرہ چل رہا ہے اس لحاظ سے یہاں پر انسان سے کافر ہی مراد ہے، الغرض اللہ تعالی نے جتنی صفتیں جہنم میں جانے والوں کی بیان فرمائی ہیں ہمیں چاہئے کہ ان تمام صفات سے بچیں اور اگر ہم میں یہ مذکورہ کوئی صفت پائی جاتی ہے تو ہم اسے دور کرنے کی کوشش کریں۔

﴿درس نمبر ۲۲۴۵﴾ ان کے مال میں ایک متعین حق ہوتا ہے ﴿المعارج ۲۲۔تا۔۲۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ O الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ O وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ O لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ O وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِلَّا مگر الْمُصَلِّيْنَ وہ نمازی الَّذِيْنَ جو هُمْ وہ عَلٰى صَلَاتِهِمْ اپنی نماز پر دَآئِمُوْنَ ہمیشگی کرنے والے ہیں وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ کہ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ ان کے مالوں میں حَقٌّ حق ہے مَّعْلُوْمٌ مقرر لِّلسَّآئِلِ سوالی کے لیے وَ اور الْمَحْرُوْمِ محروم وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ جو يُصَدِّقُوْنَ تصدیق کرتے ہیں بِيَوْمِ الدِّيْنِ یوم جزا کی۔

ترجمہ:۔مگر وہ نمازی ایسے نہیں ہیں جو اپنی نماز کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں اور جن کے مال ودولت میں ایک متعین حق ہے، سوالی اور بے سوالی کا اور جو روزِ جزا کو برحق مانتے ہیں۔

تشریح:۔ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔مگر نمازی لوگ ان جیسے نہیں ہیں۔ ۲۔وہ لوگ تو اپنی نماز کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں۔

۳۔انکے مال ودولت میں ایک متعین حق ہوتا ہے۔ ۴۔یہ حق سوالی اور غیر سوالی دونوں کے لئے ہوتا ہے۔

۵۔یہ لوگ روزِ جزا کو برحق مانتے ہیں۔

پچھلی آیتوں میں جہنم میں جانے والوں کی صفات بیان کی گئیں اور ان آیتوں میں جہنم سے بچے رہنے والوں کی صفات بیان کی جارہی ہیں چنانچہ فرمایا کہ اس جہنم سے اور اسکی بھڑکتی ہوئی آگ سے ایسے لوگ محفوظ رہیں گے جو نمازوں کے پابند ہیں، اپنے وقت پر وہ لوگ اللہ کے آگے سجدہ ریز ہوجاتے ہیں اور صفیں بنا کر اسکی عبادت میں مصروف ہوجاتے ہیں اور بڑی پابندی سے اس پر عمل کرتے ہیں اور یہی پابندی اللہ تعالی کو پسند ہے جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی کو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جو پابندی سے کیا جائے اگرچہ کہ وہ بہت تھوڑا ہی کیوں نہ ہو (بخاری۔ ۶۴۶۴)، اور انہیں نہ تو دنیا کی مصروفیت اور مشغولیت اللہ کے ذکر اور اسکے آگے سجدہ ریز ہونے سے روکتی ہے اور نہ ہی مال ودولت کی محبت انہیں نماز سے غافل بنا بیٹھتی ہے، انکے نزدیک اللہ تعالی کی عبادت دنیا جہاں سے افضل ہے، یہ لوگ جہاں بدنی عبادت کو بڑی پابندی سے ادا کرتے ہیں وہیں مالی عبادت میں بھی کسی قسم کی کوئی کمی و کوتاہی نہیں کرتے بلکہ سچے دل اور صاف نیت سے ادا کرتے ہیں، انکی دولت میں جہاں سوالی اور مانگنے والا کا حق ہوتا ہے وہیں کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو مارے شرم کے ہاتھ پھیلانے سے رکتے ہیں تو ایسے لوگوں کا بھی یہ لوگ بھرپور خیال رکھتے ہیں، حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مانگنے والے کا ایک حق ہے (کہ اسے کچھ دے دیا جائے) اگرچہ کہ وہ گھوڑے پر سوار ہوکر آئے (ابوداود۔ ۱۶۶۵)، علماء تفسیر نے بیان فرمایا کہ یہاں پر حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ سے مراد زکوٰۃ اور دیگر نفقات واجبہ ہیں جو یہ لوگ بڑی پابندی سے ادا کرتے ہیں، لہذا بدنی عبادت کے ساتھ ساتھ مالی عبادت کا ادا کرنا بھی بہت ضروری ہے کہ اگر آدمی ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی ترک کردے تو وہ شخص اللہ تعالی کے قرب اور اسکی مغفرت کو نہیں پاسکتا، اللہ تبارک وتعالی نے اس جہنم کی آگ میں جلنے سے محفوظ رہنے والوں کی ایک اور صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ قیامت کے دن پر اور حساب وکتاب کے ہونے پر یقین رکھتے ہیں جس کے لئے وہ لوگ دنیا میں ایسے کام کرتے ہیں جو انہیں اللہ کے عقاب اور جہنم کی آگ سے بچاسکیں اور انہیں اللہ تعالی نعمتوں والے باغات میں جگہ عطا فرمائے، جب بندہ ان بیان کردہ چیزوں پر سچے دل سے عمل کرتا ہے تو یقینا اللہ تعالی بھی اپنا وعدہ پورا کرتا ہے اور انہیں اس بھڑکتی ہوئی آگ سے بچالیتا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۴۶﴾ جولوگ اپنے پروردگار کے عذاب سے سہمے رہتے ہیں ﴿المعارج ۲۷ ۔تا۔ ۳۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ O اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ O وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ O اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ O فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ کہ هُمْ وہ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ اپنے رب کے عذاب سے مُّشْفِقُوْنَ ڈرنے والے ہیں اِنَّ بلاشبہ عَذَابَ عذاب رَبِّهِمْ ان کے رب کا غَيْرُ مَاْمُوْنٍ نہ بےخوف ہوا جائے اس سے وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ کہ هُمْ وہ لِفُرُوْجِهِمْ اپنی شرم گاہوں کی حٰفِظُوْنَ حفاظت کرنے والے ہیں اِلَّا مگر عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اپنی بیویوں سے اَوْ یا مَا جن کے مَلَكَتْ مالک ہوئے اَيْمَانُهُمْ ان کے دائیں ہاتھ فَاِنَّهُمْ تو بلاشبہ وہ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ نہیں ملامت زدہ فَمَنِ چنانچہ جو کوئی ابْتَغٰى تلاش کرے وَرَآءَ علاوہ ذٰلِكَ اس کے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ تو وہی لوگ ہیں الْعٰدُوْنَ حد سے گزرنے والے۔

ترجمہ:۔ یقیناان کے پروردگار کا عذاب ایسی چیز نہیں ہے جس سے بےفکری برتی جائے اور جو اپنی شرم گاہوں کی (اورسب سے) حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں اوران باندیوں کے جوان کی ملکیت میں آچکی ہوں، کیونکہ ایسے لوگوں پر کوئی ملامت نہیں ہے، البتہ جولوگ ان کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیں وہ حد سے گذرے ہوئے لوگ ہیں۔

تشریح:۔ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جولوگ اپنے پروردگار کے عذاب سے سہمے رہتے ہیں۔

۲۔ انکے پروردگار کا عذاب ایسی چیز نہیں جس سے بےفکری برتی جائے۔

۳۔ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

۴۔ سوائے اپنی بیویوں اور باندیوں کے جوانکی ملکیت میں آچکی ہوں۔

۵۔ کیونکہ ایسے لوگوں پر کوئی ملامت نہیں ہے۔

۶۔ جولوگ انکے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیں وہ حد سے گزرے ہوئے لوگ ہیں۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی اس جہنم کی جلانے والی آگ میں جانے سے محفوظ رہنے والوں کی صفات بیان کر رہے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کے عذاب سے سہمے اور ڈرے ہوئے رہتے ہیں اور ہر وقت اس فکر میں

رہتے ہیں کہ کس طرح ہم اللہ کے عذاب سے بچیں اور اسکے لئے ہمیں کیا اعمال کرنے ہوں گے اور کن چیزوں سے بچنا ہوگا۔سورۃ انفال کی آیت نمبر ۲ میں بھی اللہ تعالی نے انکی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جب انکے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل سہم جاتے ہیں، اسی طرح سورۃ مومنون کی آیت نمبر ۶۰ میں فرمایا گیا وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ وہ لوگ جو بھی عمل کرتے ہیں ان اعمال کے کرتے وقت انکے دل اس بات سے سہمے ہوئے رہتے ہیں کہ انہیں اپنے پروردگار کے پاس واپس جانا ہے۔یعنی وہ لوگ قیامت کے دن حساب و کتاب سے اور اس عذاب سے ڈرتے ہیں جو اللہ تعالی نے اپنے نافرمان بندوں کے لئے تیار کررکھا ہے، یہ لوگ اس عذاب سے نجات دلانے والے جو افعال ہیں ان پر اخلاص نیت کے ساتھ عمل کرتے ہیں۔اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالی کا عذاب ہی ایسا سخت اور شدید ہے کہ اس سے کسی بھی شخص کو لاپرواہی اور بےفکری نہیں برتنی چاہیئے اس لئے کہ جو اس عذاب سے انجان بنتا ہے اور ان چیزوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ کیا کررہا ہے اور اسے کیا کرنا چاہیئے؟ لیکن اسکے برخلاف جو لوگ اس عذاب سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارتے ہیں وہ لوگ ہر عمل سے پہلے اس عمل پر غور کرتے ہیں کہ اس عمل کی ہمیں اللہ نے اجازت دی ہے یا نہیں؟ اگر دی ہے تو عمل کرتے ہیں ورنہ اس سے اللہ کے خوف کی وجہ سے باز آجاتے ہیں۔

دوسری صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ جنہیں جہنم کی آگ سے بچایا جائے گا وہ ایسے ہیں کہ اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ تمام سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں یعنی یہ لوگ زناکاری سے دور رہتے ہیں، چونکہ اسلام میں بیوی اور لونڈی سے جماع کرنا مباح ہے اس لئے انکا استثنا کرتے ہوئے فرمایا کہ ان لوگوں کو چھوڑ کر وہ لوگ کسی اور سے اپنی خواہش پوری نہیں کرتے، اگر کوئی اپنی بیوی یا لونڈی کو چھوڑ کر کسی اور سے جماع کرے گا وہ زانی کہلائے گا اور زانی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں (بخاری۔ ۶۴۷۴) یعنی جو شخص بدکلامی اور زبان کے ذریعہ لوگوں کو ایذا پہنچانے سے اور اپنی شرمگاہ کو اپنی بیویوں یا لونڈیوں کے علاوہ اور جگہ استعمال کرنے سے بچارہے گا اسے جنت عطا کی جائے گی اسکی ضمانت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لی ہے جیسا کہ خود اللہ تعالی نے بھی اس آیت میں فرمایا کہ جو لوگ انکے علاوہ یعنی بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے کوئی دوسرا طریقہ اپناتے ہیں تو ایسے ہی لوگ حد سے گزرے ہوئے لوگ ہیں اور جو اللہ کی حدوں کو پار کرتا ہے اسکا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں پار کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے ہمیشہ کے لئے آگ میں ڈال دے گا اور ایسے شخص کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔(النساء۔ ۱۴)

﴿درس نمبر ۷۲۲۴﴾ **جواپنی امانتوں اور عہد کا پاس ولحاظ رکھنے والے ہیں** ﴿المعارج ۳۲۔تا۔۳۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ O وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ O وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ O أُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ کہ جو هُمْ وہ لِاَمٰنٰتِهِمْ اپنی امانتوں کی وَ اور عَهْدِهِمْ اپنے عہد رٰعُوْنَ حفاظت کرنے والے ہیں وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ کہ هُمْ وہ بِشَهٰدٰتِهِمْ اپنی شہادتوں پر قَآئِمُوْنَ قائم رہنے والے ہیں وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ کہ هُمْ وہ عَلٰى صَلَاتِهِمْ اپنی نمازوں کی يُحَافِظُوْنَ حفاظت کرتے ہیں أُولٰٓئِكَ یہ لوگ فِيْ جَنّٰتٍ باغوں میں مُّكْرَمُوْنَ معزز ہوں گے۔

ترجمہ:۔ اور جو اپنی امانتوں اور عہد کا پاس رکھنے والے ہیں اور جو اپنی گواہیاں ٹھیک ٹھیک دینے والے ہیں اور جو اپنی نماز کی پوری پوری حفاظت کرنے والے ہیں، وہ لوگ ہیں جو جنتوں میں عزت کے ساتھ رہیں گے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو اپنی امانتوں اور عہد کا پاس رکھنے والے ہیں۔ ۲۔ جو اپنی گواہیاں ٹھیک ٹھیک دینے والے ہیں۔

۳۔ جو اپنی نماز کی پوری پوری حفاظت کرنے والے ہیں۔ ۴۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جنتوں میں عزت کے ساتھ رہیں گے

یہاں بھی اللہ تعالیٰ انہی دوزخ کی آگ سے محفوظ رہنے والوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ یہ لوگ ایسے ہیں جو امانتوں میں خیانت نہیں کرتے بلکہ ان امانتوں کی خوب خوب حفاظت کرتے ہیں اور ساتھ میں اپنے عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں اسے کبھی ضائع ہونے نہیں دیتے، جن سے جو وعدہ کیا ہے اسے وقت پر پورا کرتے ہیں، امانتوں کو اور وعدوں کو پورا کرنا ہی ایک سچے و پکے مومن کی پہچان اور علامت ہے جیسا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں پہلی یہ کہ جب بھی وہ بات کرتا ہے جھوٹ بات کہتا ہے، اور جو بھی وعدہ کرتا ہے اسکی خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اسکے پاس امانتیں رکھی جاتی ہیں تو اس میں خیانت کرتا ہے (بخاری۔ ۳۳) جو مومن ہوتے ہیں ان میں یہ صفات نہیں ہوتے بلکہ وہ سچی بات کہتے ہیں، وعدوں کو پورا کرتے ہیں اور امانتوں کی حفاظت کرتے ہیں انہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنتوں کا وعدہ کررکھا ہے جسکا بیان آگے آئیگا، اور فرمایا یہ لوگ ایسے ہیں جو سچی سچی گواہی دیتے ہیں خواہ وہ گواہی انہیں اپنے کسی عزیز کے خلاف ہی کیوں نہ دینی پڑے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند بڑے گناہوں کا ذکر فرمایا اور پھر فرمایا کہ کیا میں ان بڑے گناہوں میں سے بھی سب سے بڑا گناہ تمہیں نہ بتلاؤں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے میں سے بھی سب سے بڑا

کبیرہ گناہ جھوٹی گواہی دینا ہے۔(بخاری۔۵۹۷۷) تو یہ جنتی لوگ ان کبائر سے بھی محفوظ رہتے ہیں اور پھر فرمایا کہ یہ لوگ اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرتے ہیں کہ انہیں اپنے اپنے وقت پر ساری سنتوں اور واجبات کے ساتھ بڑے ہی خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں، اس میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی اور ریاکاری نہیں کرتے، ریاکاری کرنا اور بے دلی سے نماز پڑھنا تو منافقوں کی علامت ہے نہ کہ ان مومنوں کی، لہٰذا اللہ تعالیٰ ان عمدہ صفات رکھنے والوں کو عزت والے باغات میں داخل کرے گا جہاں انہیں ہر وہ چیز ملے گی جسکی وہ لوگ خواہش کریں گے، اس جنت میں ان عمدہ صفات والوں کا بھرپور اکرام کیا جائے گا، انکے سامنے ہر چیز موجود ہوگی، انکی خدمت کے لئے خدام کو ٹھہرایا جائے گا جو انکے اردگرد عمدہ اور میٹھی شراب کے پیالے لئے پھرتے رہیں گے اور یہ لوگ بڑے ہی آرام اور شان سے اونچے اونچے تختوں پر جلوہ افروز رہیں گے یقیناً یہ اکرام انکے اعمال ہی کے سبب ہوگا جو وہ لوگ اس دنیا میں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام کو ان صفتوں کو اپنے اندر لانے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۲۲۴۸﴾ ہم نے انہیں اس چیز سے پیدا کیا ہے جسے وہ خود جانتے ہیں ﴿المعارج ۳۶۔تا۔۳۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ۝ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ۝ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ۝ كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَمَالِ الَّذِيْنَ چنانچہ کیا ہے ان لوگوں کو جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا قِبَلَكَ آپ کی طرف مُهْطِعِيْنَ تیزی سے دوڑتے آرہے ہیں عَنِ الْيَمِيْنِ دائیں سے وَ اور عَنِ الشِّمَالِ بائیں سے عِزِيْنَ گروہ در گروہ؟ اَيَطْمَعُ کیا طمع رکھتا ہے كُلُّ امْرِئٍ ہر شخص مِّنْهُمْ ان میں سے اَنْ يُّدْخَلَ کہ وہ داخل کیا جائے جَنَّةَ نَعِيْمٍ نعمت والی جنت میں كَلَّا ہرگز نہیں اِنَّا بلاشبہ ہم نے خَلَقْنٰهُمْ پیدا کیا ہے انہیں مِّمَّا اس چیز سے يَعْلَمُوْنَ جسے وہ جانتے ہیں۔

ترجمہ:۔ تو (اے پیغمبر!) ان کافروں کو کیا ہوگیا کہ یہ تمہاری طرف چڑھے چلے آرہے ہیں، دائیں طرف سے بھی اور بائیں طرف سے بھی، ٹولیاں بنا بنا کر! کیا ان میں سے ہر شخص کو یہ لالچ ہے کہ اسے نعمتوں والی جنت میں داخل کیا جائے؟ ہرگز ایسا نہیں ہوگا! ہم نے ان کو اس چیز سے پیدا کیا ہے جسے یہ خود جانتے ہیں۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! ان کافروں کو کیا ہوگیا کہ یہ آپ کی طرف چڑھے چلے آرہے ہیں۔

۲۔ دائیں اور بائیں طرف سے ٹولیاں بنا بنا کر۔

۳۔ کیا ان میں سے ہر شخص کو یہ لالچ ہے کہ اسے نعمتوں والی جنت میں داخل کیا جائے؟

۴۔ ہر گز ایسا نہیں ہوگا، ہم نے انہیں اس چیز سے پیدا کیا ہے جسے وہ خود جانتے ہیں۔

ان عمدہ صفات والوں کو جنت کی خوشخبری سنانے کے بعد اللہ تعالی کافروں کے حالات بیان کر رہے ہیں کہ دنیا میں انکی کیا حالت ہے اور آخرت میں کیا ہونے والی ہے؟ چنانچہ دنیا میں تو یہ لوگ ایسے ہیں کہ آپ علیہ السلام کے ارد گرد اور دائیں سے اور بائیں سے ہر طرف سے آپ کی تکفیر، تکذیب اور استہزا کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں اور بس موقع کی تلاش میں رہتے ہیں کہ آپ کو کس طرح تکلیف اور ایذا پہنچائی جائے اور آپ کے پاس جب ہوتے ہیں تو بطور استہزا کہتے ہیں کہ اگر یہ لوگ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانتے ہیں جنت میں جائیں گے جیسا کہ یہ محمد کہتے ہیں تو ہم بھی ان سے پہلے جنت میں جائیں گے، یعنی ان مشرکین و کفار کو اس بات پر یقین ہی نہیں کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالی انہیں دوبارہ زندہ کر کے انکے اعمال کا حساب لے گا اور پھر جنت اور جہنم کے فیصلے انکے درمیان کئے جائیں گے، اس بات کو ناممکن خیال جانتے ہوئے مذاقا یہ کہتے تھے کہ اگر یہ مومنین جنت میں جائیں گے تو ہم ان سے پہلے ہی جنت میں پہنچ جائیں گے، اللہ تعالی نے فرمایا کہ أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ کہ کیا یہ لوگ اس خواہش میں ہیں کہ انہیں بھی اللہ تعالی نعمتوں والی جنت میں داخل کرے گا؟ اگر یہ لوگ ایسا سوچتے ہیں تو انکا ایسا سوچنا بیکار ہے اس لئے کہ جنت تو ان لوگوں کا گھر ہے جو اپنے رب کی اطاعت اور فرمانبرداری کیا کرتے تھے، اسکے احکامات پر سچے دل سے عمل کرتے تھے، اسکی منع کردہ چیزوں سے دور بھاگا کرتے تھے۔

یہ کافر لوگ تو ایسے نہیں ہیں بلکہ یہ تو ہر وقت اللہ تعالی کی نافرمانی اور اسکے حکموں کی خلاف ورزی اور اسکے ساتھ کفر و شرک میں لگے ہوئے ہیں تو پھر کیسے انہیں یہ جنت دی جائے گی؟ انکے حصہ میں تو وہ جہنم کی آگ آنے والی ہے جسکا تذکرہ پچھلی آیتوں میں کیا گیا، اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ انہیں اپنی ذات پر کس بات کا غرور اور گھمنڈ چڑھا ہوا ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے رب کے سامنے سر جھکانے کا انکار کرتے ہیں؟ انہیں غرور اور تکبر کرنے سے پہلے اپنی پیدائش پر ذرا غور کر لینا چاہئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ حالانکہ یہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ انہیں کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے، انہیں منی کے ایک قطرے سے پیدا کیا گیا ہے، جب انکی پیدائش ہی ایک ناپاک قطرہ سے کی گئی تو پھر غرور کس بات کا؟ خیر یہ غرور کرتے ہیں تو کرتے رہیں، تکبر کرتے ہیں تو کرتے رہیں اس سے اللہ تعالی کی شان میں ذرہ برابر کمی نہیں آئے گی اور نہ ہی یہ لوگ اللہ تعالی کو کوئی نقصان پہنچا پائیں گے، بلکہ نقصان تو انکا ہوگا کہ انہیں دوزخ کی آگ میں جلایا جائے گا۔

ہمیں کوئی ہرا نہیں سکتا

﴿درس نمبر ۲۲۴۹﴾ ﴿المعارج ۴۰۔تا۔۴۴﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ O عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا

نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ O فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَیَلْعَبُوْا حَتّٰی یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ O
یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰی نُصُبٍ یُّوْفِضُوْنَ O خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ
تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْیَوْمُ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَلَآ اُقْسِمُ چنانچہ قسم کھاتا ہوں میں بِرَبِّ رب کی الْمَشٰرِقِ مشرقوں وَ اور الْمَغٰرِبِ مغربوں کے اِنَّا یقیناً ہم لَقٰدِرُوْنَ البتہ قادر ہیں عَلٰٓی اَنْ اس بات پر کہ نُّبَدِّلَ ہم بدلے میں لے آئیں خَیْرًا بہتر مِّنْهُمْ ان سے وَ اور مَا نہیں ہیں نَحْنُ ہم بِمَسْبُوْقِیْنَ عاجز و مغلوب فَذَرْهُمْ لہٰذا آپ انہیں چھوڑ دیجیے یَخُوْضُوْا وہ مشغول رہیں وَ اور یَلْعَبُوْا کھیلتے رہیں حَتّٰی یہاں تک کہ یُلٰقُوْا وہ ملاقات کریں یَوْمَهُمُ اپنے اس دن سے الَّذِیْ جس کا یُوْعَدُوْنَ وہ وعدہ دیے جاتے ہیں یَوْمَ جس دن یَخْرُجُوْنَ وہ نکلیں گے مِنَ الْاَجْدَاثِ قبروں سے سِرَاعًا دوڑتے ہوئے كَاَنَّهُمْ گویا کہ وہ اِلٰی نُصُبٍ آستانوں کی طرف یُّوْفِضُوْنَ دوڑ رہے ہیں خَاشِعَةً جھکی ہوں گی اَبْصَارُهُمْ ان کی نگاہیں تَرْهَقُهُمْ ڈھانپتی ہوگی ان کو ذِلَّةٌ ذلت ذٰلِكَ یہی ہے الْیَوْمُ وہ دن الَّذِیْ جس کا كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ وہ وعدہ دیئے جاتے تھے۔

ترجمہ:۔ اب میں قسم کھاتا ہوں ان مقامات کے مالک کی جہاں سے ستارے نکلتے اور جہاں سے غروب ہوتے ہیں کہ ہم یقینا اس بات پر قادر ہیں، کہ ان کی جگہ ان سے بہتر لوگ لے آئیں اور کوئی ہمیں ہرا نہیں سکتا، لہٰذا تم انہیں چھوڑ دو کہ یہ اپنی بے ہودہ باتوں میں منہمک اور کھیل کود میں پڑے رہیں، یہاں تک کہ اپنے اس دن سے جاملیں جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے، جس دن یہ جلدی جلدی قبروں سے اس طرح نکلیں گے جیسے اپنے بتوں کی طرف دوڑے جا رہے ہوں، ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی، ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی، یہ وہی دن ہوگا جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اب میں قسم کھاتا ہوں ان تمام مقامات کی جہاں سے ستارے نکلتے ہیں اور جہاں سے غروب ہوتے ہیں۔
۲۔ اس بات کی قسم کہ ہم یقینا اس بات پر قادر ہیں کہ انکی جگہ ان سے بہتر لوگ لے آئیں۔
۳۔ ہمیں کوئی ہرا نہیں سکتا۔
۴۔ لہٰذا اے پیغمبر! آپ انہیں چھوڑ دو کہ یہ اپنی بے ہودہ باتوں میں منہمک اور کھیل کود میں پڑے رہیں۔
۵۔ یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے جاملیں جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔
۶۔ جس دن یہ لوگ جلدی جلدی قبروں سے اس طرح نکلیں گے جیسے اپنے بتوں کی طرف دوڑے جا رہے ہوں
۷۔ انکی نگاہیں جھکی ہوئی ہونگی۔ ۸۔ ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی۔

۹۔ یہ وہی دن ہوگا جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی کفار کی ہلاکت اور انکی بربادی بیان فرما رہے ہیں اور یہاں یہ بات بھی واضح کردی گئی ہے کہ اگر تم لوگ اپنے کفر وشرک پر جمے رہو گے تو اللہ تعالی تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے گا جو اپنے رب پر ایمان لے آئیں گے اور کفر وشرک سے دور بھاگیں گے اور اس کی اطاعت میں ساری زندگی گزاریں گے، چنانچہ اللہ تعالی نے مشرق ومغرب کے رب یعنی سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہونے کی جگہ کا جو مالک ہے گویا اللہ تعالی اپنی ہی قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ اگر تم لوگ اپنے اس شرک و کفر سے باز نہیں آوگے تو ہم اس بات پر ضرور قدرت رکھتے ہیں کہ تمہیں ہلاک وتباہ کر کے تمہاری جگہ ایسے لوگوں کو لے آئیں گے جو اپنے رب کی کبھی نافرمانی نہیں کریں گے اور ساری عمر اسکی اطاعت وفرمانبرداری کرتے رہیں گے اور وہ لوگ تم سے بہتر ہوں گے اور ایسا کرنے سے ہمیں کوئی روک بھی نہیں سکتا اسکی مثال تم نے پچھلی قوموں میں دیکھ لی کہ ہم نے کس طرح اپنے نافرمانوں کو ہلاک کیا اور ان کی جگہ دوسری قوموں کو پیدا کیا، ہم اپنے اس عمل کو دوبارہ دہرائیں گے اگر تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤگے۔ اے پیغمبر! یہ لوگ سدھرنے والے نہیں ہیں آپ انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیجئے کہ وہ اپنے گناہوں اور برائیوں میں ہی پڑے رہیں، آخرت سے غافل ہوکر دنیا کی رونق کے پیچھے بھاگتے رہیں یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے جاملیں جس دن کا ان سے وعدہ کیا جارہا ہے اور یہ لوگ اسے جھٹلائے جارہے ہیں۔

اور وہ دن ایسا ہوگا کہ اس دن وہ لوگ جب آخری صور کی آواز سنیں گے تو مارے گھبراہٹ کے اپنے قبروں سے بڑی تیزی کے ساتھ اس طرح نکلیں گے کہ جیسے اپنے بتوں کی طرف دوڑ لگا رہے ہوں، یہ دوڑ اس لئے لگائیں گے تاکہ وہ جن باتوں کا دنیا میں انکار کرتے تھے اللہ کے دربار میں پہنچ کر اسکی تصدیق کریں تاکہ اسکے ذریعہ وہ لوگ اس عذاب سے نجات پالیں جو ان نافرمانوں کے لئے تیار کیا گیا ہے لیکن جب انہیں پتا چلے گا کہ یہ دارالجزا ہے یہاں صرف دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا تو یہ لوگ مایوس ڈرے ہوئے اور سہمے ہوئے اپنے رب کے سامنے نظریں جھکائے کھڑے ہوں گے کیونکہ انہیں یہ پتا چل چکا ہوگا کہ آج انکی خرابی ہونے والی ہیں اور ہم نے جو کام کئے ہیں اس پر ہمارا حشر بہت برا ہونے والا ہے اس لئے خوف ان پر اس طرح طاری ہوگا کہ وہ اپنی آنکھ تک اٹھا نہ پائیں گے لہذا یہی وہ دن ہوگا جسکا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ سورۃ مومن کی آیت نمبر ۸۳ اور ۸۴ میں بھی فرمایا گیا فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا جب انہوں نے ہمارا عذاب آنکھ سے دیکھ لیا تو کہا کہ ہم خدائے واحد پر ایمان لے آئے اور ان سب کا ہم نے انکار کردیا جنہیں ہم اللہ کا شریک ٹھہرایا کرتے تھے۔ اللہ تعالی ہم تمام کو آخرت سے پہلے اس کی تیاری کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ان تمام اعمال سے ہماری حفاظت فرمائے جو انسان کو دوزخ کے گڑھے تک لے جانے والے ہیں۔ آمین۔

سُوْرَۃُ نُوْحٍ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۲۸ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۵۰﴾ **اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت آجاتا ہے** ﴿نوح ۱۔تا۔۴﴾

إِنَّآ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦٓ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ O قَالَ يَٰقَوْمِ إِنِّى لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ O أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ O يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ ٱللَّهِ إِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّآ بلاشبہ ہم نے اَرْسَلْنَا بھیجا نُوْحًا نوح کو اِلٰى قَوْمِهٖ اس کی قوم کی طرف اَنْ اَنْذِرْ کہ تو ڈرا قَوْمَكَ اپنی قوم کو مِنْ قَبْلِ اس سے پہلے اَنْ يَّاْتِيَهُمْ کہ آئے ان کے پاس عَذَابٌ عذاب اَلِيْمٌ بہت دردناک قَالَ اس نے کہا يٰقَوْمِ اے میری قوم اِنِّيْ یقیناً میں لَكُمْ تمہیں نَذِيْرٌ ڈرانے والا ہوں مُّبِيْنٌ ظاہر اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ کہ تم اللہ کی عبادت کرو وَ اور اتَّقُوْهُ اس سے ڈرو وَ اور اَطِيْعُوْنِ میری اطاعت کرو يَغْفِرْ وہ بخش دے گا لَكُمْ تمہارے لیے مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ تمہارے گناہ وَ اور يُؤَخِّرْكُمْ وہ تمہیں مہلت دے گا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک وقتِ مقرر تک اِنَّ بلاشبہ اَجَلَ اللّٰهِ اللہ کا وقت اِذَا جب جَآءَ آتا ہے لَا يُؤَخَّرُ نہیں وہ مؤخر کیا جاتا لَوْ کاش کہ كُنْتُمْ ہوتے تم تَعْلَمُوْنَ جانتے۔

ترجمہ:۔ ہم نے نوح کو اُن کی قوم کے پاس بھیجا کہ اپنی قوم کو خبردار کرو، قبل اس کے کہ اُن پر کوئی دردناک عذاب آکھڑا ہو O (چنانچہ) انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا کہ "اے میری قوم! میں تمہارے لئے ایک صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں O کہ اللہ کی عبادت کرو، اور اُس سے ڈرو، اور میرا کہنا مانو O اللہ تمہارے گناہوں کی مغفرت فرمائے گا، اور تمہیں ایک مقرر وقت تک باقی رکھے گا۔ بیشک جب اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت آجاتا ہے تو پھر وہ مؤخر نہیں ہوتا۔ کاش کہ تم سمجھتے ہوتے!

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی امت آپ علیہ السلام کی رسالت کے پیغام کے پہنچانے کو جھٹلائے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے آپ نے (حضرت نوح علیہ السلام) اپنی رسالت کا پیغام اپنی امت کو پہنچایا اور آپ اپنی بات میں سچے ہیں، تو قوم نوح کہیں گے کہ اے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کیسے یہ کہہ سکتے ہیں جبکہ آپ کی امت آخری

امت ہے تب نبی کریم صلی اللہ علیہ سورۂ نوح تلاوت فرمائیں گے، بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖۤ۔ الخ۔ (کنز العمال۔ ۴۶۸۰)

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کے پاس بھیجا تا کہ وہ اپنی قوم کو خبر دار کریں۔

۲۔ اس سے پہلے کہ ان پر کوئی دردناک عذاب آ کھڑا ہو۔

۳۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! میں تمہارے لئے ایک صاف صاف خبر دار کرنے والا ہوں۔

۴۔ اللہ کی عبادت کرو۔ ۵۔ اس سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔

۶۔ اللہ تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا۔ ۷۔ تمہیں ایک مقرر وقت تک باقی رکھے گا۔

۸۔ بے شک جب اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت آجاتا ہے تو پھر وہ موخر نہیں ہوتا۔

۹۔ کاش! تم اس بات کو سمجھتے۔

اس سورت میں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا قصہ بیان کیا جارہا ہے جس میں نافرمانوں کی ہلاکت اور ایمان والوں کی حفاظت کا تذکرہ موجود ہے چنانچہ فرمایا کہ اس آخری نبی کو مبعوث فرمانے سے پہلے ہم نے ایک نبی کو انکی قوم کی طرف بھیجا تھا جنکا نام تفسیر قرطبی کے مطابق نوح بن لامک تھا، چنانچہ اللہ تعالی نے انہیں جب انکی قوم کے پاس بھیجا تو انہیں یہ حکم دیا کہ اے نوح! آپ پر آپ کا رب یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ آپ اپنی قوم کو اللہ کے اس عذاب سے ڈرائیں جو اس نے اپنے نافرمان اور کافر بندوں کے لئے تیار کر رکھا ہے کہ اگر تم لوگ اس اللہ کی نافرمانی کروگے اور اسکے حکموں کو جھٹلاوگے تو وہ تمہیں اس عذاب میں ڈالے گا جو اس نے تیار کر رکھا ہے، لہذا اپنے اعمال بد سے توبہ کرو اور اس اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرلو تا کہ تم اس عذاب سے بچ جاو، یہ کام تمہیں اس وقت سے پہلے پہلے کرنا ہوگا جب تک کہ اللہ کا دردناک عذاب تم پر نہ آجائے، اگر اللہ کا عذاب تم پر آ گیا تو اس وقت تمہاری توبہ قبول نہیں کی جائے گی، یہاں دردناک عذاب سے اس طوفان کی طرف اشارہ کیا گیا جو بعد میں اس قوم پر اللہ تعالی نے مسلط فرمایا، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی ذمہ داری بھرپور نبھائی اور اپنی قوم کو ہدایت اور کامیابی کے راستہ کی جانب بلایا چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا یٰقَوۡمِ اِنِّیۡ لَکُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ اے میری قوم! میں تمہارے پاس اللہ کے عذاب سے کھلا ڈرانے والا بن کر آیا ہوں کہ تم اگر اس عذاب سے بچنا چاہتے تو صرف اور صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، اور اسکی نافرمانی کرنے سے بچو اور میرا کہنا مان لو، یہ ایسے کام ہیں کہ اگر تم ان پر سچے دل سے عمل کروگے تو پھر وہ تمہارے پچھلے سارے گناہوں کو معاف فرما کر تمہیں اس عذاب سے بچا

لے گا جو اس نے اپنے گنہگار اور نافرمان بندوں کے لئے تیار کر رکھا ہے اور تمہیں اس دنیا میں ایک مقررہ وقت تک زندہ رکھے گا تا کہ تم اسی طرح نیک اعمال کرتے رہو اور اپنے اعمال نامہ میں نیکیوں کا ذخیرہ کرتے جاو۔ اس آیت کے پیش نظر علماء نے فرمایا ہے کہ جب بندہ اللہ تعالی کی اطاعت کرتا ہے برائیوں سے بچ کر نیکی کی زندگی گزارتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے تو اللہ تعالی ان اعمال کی بدولت اسکی عمر میں اضافہ فرماتے ہیں جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا صلہ رحمی کرنا عمر میں اضافہ کرتا ہے۔ (کنز العمال۔ ۶۹۰۹) فرمایا کہ جب اللہ تعالی کا مقرر کیا ہوا وقت آجاتا ہے تو وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے وقت سے نہ آگے ہوتا ہے اور نہ ہی پیچھے لہذا اس وقت تمہیں اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کا وقت نہیں ملے گا اور نہ ہی اس وقت تمہاری توبہ قبول کی جائے گی لہذا یہی وقت ہے اپنے اعمال سے تائب ہونے کا، کاش! تم لوگ ان باتوں کو سمجھ پاتے۔

﴿درس نمبر ۱۲۲۵﴾ میں نے اپنی قوم کو رات دن حق کی دعوت دی ﴿نوح ۵۔تا۔۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا ○ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا ○ وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ○ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ○ ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قَالَ اس (نوح) نے کہا رَبِّ اے میرے رب اِنِّیْ بلاشبہ میں نے دَعَوْتُ دعوت دی قَوْمِیْ اپنی قوم کو لَیْلًا رات وَّ اور نَهَارًا دن فَلَمْ یَزِدْهُمْ نہ زیادہ کیا انہیں دُعَآءِیْۤ میری دعوت نے اِلَّا مگر فِرَارًا بھاگنے میں ہی وَ اور اِنِّیْ بلاشبہ میں نے كُلَّمَا جب بھی دَعَوْتُهُمْ دعوت دی ان کو لِتَغْفِرَ تا کہ تو بخشے لَهُمْ انہیں جَعَلُوْۤا انہوں نے کرلیں اَصَابِعَهُمْ اپنی انگلیاں فِیْۤ اٰذَانِهِمْ اپنے کانوں میں وَ اور اسْتَغْشَوْا انہوں نے لپیٹ لیے ثِیَابَهُمْ اپنے کپڑے وَ اور اَصَرُّوْا وہ اڑے رہے وَ اور اسْتَكْبَرُوا انہوں نے تکبر کیا اسْتِكْبَارًا تکبر کرنا ثُمَّ پھر اِنِّیْ میں نے دَعَوْتُهُمْ انہیں دعوت دی جِهَارًا بآواز بلند ثُمَّ پھر اِنِّیْۤ بے شک میں نے اَعْلَنْتُ اعلانیہ کہا لَهُمْ ان سے وَ اور اَسْرَرْتُ خفیہ کہا لَهُمْ ان سے اِسْرَارًا بلکل خفیہ۔

ترجمہ:۔ (پھر) نوح نے (اللہ تعالیٰ سے) کہا کہ "میرے پروردگار! میں نے اپنی قوم کو رات دن (حق کی) دعوت دی ہے، ○ لیکن میری دعوت کا اس کے سوا کوئی نتیجہ نہیں ہوا کہ وہ اور زیادہ بھاگنے لگے ○ اور میں نے جب بھی اُنہیں دعوت دی، تا کہ آپ اُن کی مغفرت فرمائیں تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے

لیں، اپنے کپڑے اپنے اُوپر لپیٹ لئے، اپنی بات پر اُڑے رہے، اور تکبر ہی تکبر کا مظاہرہ کرتے رہے O پھر میں نے اُنہیں پکار پکار کر دعوت دی، O پھر میں نے اُن سے علانیہ بھی بات کی اور چپکے چپکے بھی سمجھایا O

تشریح: ۔ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے پروردگار! میں نے اپنی قوم کو رات دن حق کی دعوت دی ہے۔

۲۔لیکن میری دعوت کا اس کے سوا کوئی نتیجہ نہیں ہوا کہ وہ اور زیادہ بھاگنے لگے۔

۳۔جب بھی میں نے انہیں دین کی دعوت دی تو ان لوگوں نے اس وقت اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں۔

۴۔اپنے کپڑے اپنے اوپر لپیٹ لئے۔ ۵۔اپنی بات پر اڑے رہے اور تکبر کا مظاہرہ کرتے رہے۔

۶۔پھر حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں پکار پکار کر دعوت دی۔

۷۔پھر ان سے علانیہ بھی بات کی اور چپکے چپکے بھی سمجھایا۔

جب حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو توحید کی دعوت دینے لگے اور انہیں سیدھے راستہ کی طرف بلانے لگے تو اس قوم نے آپ کی بات تسلیم نہیں کیا، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام اسی بات کا شکوہ اپنے پروردگار سے کر رہے ہیں کہ اے میرے پروردگار! جس کام کے لئے آپ نے مجھے بھیجا ہے وہ میں نے کر دیا یعنی انہیں دین حق کا پیغام پہنچادیا لیکن میری قوم کا حال یہ ہے کہ جب بھی میں انہیں توحید اور ایمان کی دعوت دیتا ہوں وہ لوگ میری باتوں کو سننے کے بجائے مجھ سے دوری اختیار کرنے لگتے، میں نے ہر وقت انہیں سیدھے راستہ کی طرف بلا کر دیکھا چاہے دن ہو یا رات مگر انکا یہی معمول تھا کہ کوئی میری بات سننے تک کے لئے تیار نہیں ہوا اور جب میں ان سے کہتا کہ آو میرے اپنے پروردگار کی طرف اور اپنے پچھلے گناہوں کی معافی مانگ لو وہ تمہیں معاف فرمادے گا تو یہ لوگ اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے تا کہ میری بات انہیں سنائی نہ دے یہی نہیں بلکہ یہ لوگ اپنے سروں پر اپنے کپڑے تک ڈال لیا کرتے تا کہ انہیں میرا چہرہ بھی دکھائی نہ دے، اس طرح انہوں نے اس دعوت سے بے اعتنائی ولا پرواہی برتی اور اپنے کفر پر ہی جمے رہنے کو پسند کیا اور حق کو تسلیم کرنے سے تکبر کیا، حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ انکی یہ حالت دیکھ کر بھی میں اپنی دعوت سے پیچھے نہیں ہٹا بلکہ میں نے بھی اپنی دعوت میں اور شدت پکڑی کہ انہیں علانیہ طور پر بھی دین کی دعوت دی اور فرداً فرداً سب کے پاس جا کر تنہائی اور اکیلے میں بھی انہیں سمجھانے کی کوشش کی اور توحید کی دعوت دی مگر میرا یہ عمل بھی انہیں انکے کفر سے نکال لانے میں کامیاب نہ ہوا اور ان لوگوں نے اپنے کفر پر جمے رہنے کو پسند کیا، مفسرین نے بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تک دین کی دعوت دی مگر انکی یہ دعوت بھی انہیں سیدھے راستہ پر لا نہ سکی بلکہ انکا حال تو یہ تھا کہ وہ لوگ اپنے بچوں کو حضرت نوح علیہ السلام کے پاس لیجاتے اور کہتے کہ اس شخص کی باتوں میں نہ آنا یہ شخص تمہیں گمراہ کر دے گا، ہم جب تمہاری

عمر کے تھے تب ہمارے والد نے بھی ہمیں اس شخص سے متنبہ رہنے کے لئے کہا تھا اور آج ہم بھی تمہیں اسی بات کی وصیت کر کے جارہے ہیں۔ اس حد تک حضرت نوح علیہ السلام سے انکی قوم کو عداوت تھی کہ وہ نسل در نسل آپ کی نبوت اور دعوت کو جھٹلاتے رہے لیکن اسکے باوجود بھی حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی دعوت کو ترک نہیں کیا بلکہ برابر انہیں ایمان باللہ کی طرف مختلف بشارتوں کے ذریعہ بلاتے رہے جسکا تذکرہ اگلی آیتوں میں کیا جارہا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۵۲﴾ وہ تم پر آسمان سے خوب بارش برسائے گا ﴿نوح ۱۰-تا-۱۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَقُلْتُ چنانچہ میں نے کہا اسْتَغْفِرُوْا تم مغفرت مانگو رَبَّكُمْ اپنے رب سے اِنَّهٗ بلاشبہ وہ كَانَ ہے غَفَّارًا بڑا بخشنے والا يُّرْسِلِ وہ بھیجے گا السَّمَآءَ بارش عَلَيْكُمْ تم پر مِّدْرَارًا موسلا دھار وَّ اور يُمْدِدْكُمْ وہ بڑھائے گا تمہیں بِاَمْوَالٍ ساتھ مالوں کے وَّ اور بَنِيْنَ بیٹوں کے وَ اور يَجْعَلْ وہ پیدا کرے گا لَّكُمْ تمہارے لیے جَنّٰتٍ باغات وَّ اور يَجْعَلْ کرے گا لَّكُمْ تمہارے لیے اَنْهٰرًا نہریں مَا کیا ہے لَكُمْ تمہیں لَا تَرْجُوْنَ تم عقیدہ نہیں رکھتے لِلّٰهِ اللہ کیلئے وَقَارًا وقار کا وَقَدْ حالانکہ خَلَقَكُمْ اس نے پیدا کیا تمہیں اَطْوَارًا مختلف مرحلوں میں۔

ترجمہ:۔ چنانچہ میں نے کہا کہ اپنے پروردگار سے مغفرت مانگو، یقین جانو وہ بہت بخشنے والا ہے ۝ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا ۝ اور تمہاری خاطر نہریں مہیا کر دے گا ۝ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت سے بالکل نہیں ڈرتے؟ ۝ حالانکہ اُس نے تمہیں تخلیق کے مختلف مرحلوں سے گزار کر پیدا کیا ہے۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ اپنے پروردگار سے مغفرت مانگو۔

۲۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارش برسائے گا۔ ۳۔ یقین جانو وہ بہت بخشنے والا ہے۔

۴۔ تمہارے لئے باغات پیدا کرے گا۔ ۵۔ تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا۔

۶۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کی عظمت سے بالکل نہیں ڈرتے؟ ۷۔ تمہاری خاطر نہریں مہیا کرے گا۔

۸۔ حالانکہ اس نے تمہیں تخلیق کے مختلف مرحلوں سے گزار کر پیدا کیا۔

جب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم آپ کی دعوت کا انکار کرتی رہی تو آپ علیہ السلام مختلف بشارتوں کے ذریعہ انہیں ایمان کی طرف بلانے لگے چنانچہ فرمایا کہ اے میری قوم! تم اپنے پروردگار سے اپنے پچھلے گناہوں کی معافی مانگ لو اور سچے دل سے توبہ کرلو تو یقیناً وہ پروردگار تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا، یعنی استغفار کرو اس لئے کہ استغفار ہی ایسا عمل ہے جسکے ذریعہ بندہ گناہوں سے پاک وصاف ہوجاتا ہے بشرطیکہ سچے دل سے کیا ہو، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ استغفار گناہوں کو مٹانے کا ذریعہ ہے۔(الجامع الصغیر۔۵۰۸۶)، اور پھر حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں شوق دلانے کے لئے فرمایا کہ اگر تم نے یہ استغفار کا سلسلہ جاری رکھا تو وہ اللہ تم پر آسمان سے خوب بارش نازل فرمائے گا یعنی تم پر رزق کے دروازے کھول دے گا اور بے بہا رزق تمہیں عطا کرے گا، اور تمہارے مال واولاد میں بھی اس استغفار کی وجہ سے برکت عطا فرمائے گا، اس کے علاوہ تمہارے لئے باغات پیدا کرے گا اور میٹھے پانی کے چشمے جاری کرے گا جو تمہاری پیاس کو بجھانے کے ساتھ ساتھ تمہارے باغات کو بھی سیراب کرے گی اور کثیر مقدار میں غلہ اور اناج پیدا کرے گی، اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں یہ سب نعمتیں میسر کی تو تم اللہ تعالی سے استغفار کرو پھر وہ اپنے کئے ہوئے وعدہ کو ضرور پورا کرے گا۔ استغفار کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اسکے ذریعہ اللہ تعالی بندے کو پریشانیوں سے نکال کر رزق عطا فرماتا ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کثرت سے استغفار کرتا ہے اللہ تعالی اسے ہر مشکل اور غم سے نکلنے کا راستہ پیدا کردیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا کرتے ہیں جہاں سے رزق آنے کی اسے امید بھی نہ ہو۔(کنز العمال۔۲۰۶۹) انسان دو چیزوں کے ذریعہ اطاعت قبول کرتا ہے ایک شوق سے دوسرا خوف سے، شوق ورغبت تو حضرت نوح علیہ السلام نے دلا کر دیکھا مگر یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لائے تو آپ نے انہیں خوف دلایا اور فرمایا کہ تمہیں آخر کیا ہوگیا ہے کہ تمہیں اللہ تعالی کہ عظمت سے ڈر نہیں لگتا؟ حالانکہ اس اللہ ہی نے تمہیں مختلف مراحل سے گزار کر اس دنیا میں لایا ہے کہ تم پہلے ایک معمولی سے نطفہ تھے پھر دھیرے دھیرے اعضاء جسم بنتے گئے اور پھر تم بچپن کی نازک دہلیز پر قدم رکھے پھر اس نے تمہیں قوت وطاقت دی کہ تم جوان ہوئے اسکے بعد پھر سے اس نے تمہیں کمزور بنا دیا کہ تم بوڑھے ہوگئے، تو ذرا سونچو کہ تمہاری جان اس اللہ ہی کے ہاتھ میں کہ اس نے جب چاہا تمہیں مختلف حالات میں تبدیل کردیا اور تم اسے ایسا کرنے سے روک نہیں پائے، تو کیا تم اس اللہ کو عذاب دینے سے روک پاؤ گے؟ نہیں! ہر گز نہیں تو پھر تم کیوں اسکی اطاعت قبول نہیں کرتے؟۔

﴿درس نمبر ۲۲۵۳﴾ اللہ ہی نے تمہارے لئے فرش بنادیا ہے ﴿نوح ۱۵۔تا۔۲۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا O وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ

الشَّمْسَ سِرَاجًاO وَاللّٰہُ اَنْۢبَتَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًاO ثُمَّ یُعِیْدُکُمْ فِیْھَا وَیُخْرِجُکُمْ اِخْرَاجًاO وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًاO لِّتَسْلُکُوْا مِنْھَا سُبُلًا فِجَاجًاO

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَمْ تَرَوْا کیا نہیں دیکھا تم نے کَیْفَ کس طرح خَلَقَ اللّٰہُ اللہ نے پیدا کیے سَبْعَ سات سَمٰوٰتٍ آسمان طِبَاقًا اوپر نیچے؟ وَّ اور جَعَلَ اس نے بنایا الْقَمَرَ چاند کو فِیْھِنَّ ان میں نُوْرًا نور وَّ اور جَعَلَ اس نے بنایا الشَّمْسَ سورج کو سِرَاجًا چراغ وَ اور اللّٰہُ اَنْۢبَتَکُمْ اللہ ہی نے تمہیں اُگایا ہے مِّنَ الْاَرْضِ زمین سے نَبَاتًا اُگانا ثُمَّ پھر یُعِیْدُکُمْ وہ تمہیں لوٹائے گا فِیْھَا اس میں وَ اور یُخْرِجُکُمْ وہ نکالے گا تمہیں اِخْرَاجًا نکالنا وَ اور اللّٰہُ اللہ نے جَعَلَ بنایا لَکُمُ تمہارے لیے الْاَرْضَ زمین کو بِسَاطًا بچھونا لِّتَسْلُکُوْا تا کہ تم چلو مِنْھَا اس کی سُبُلًا فِجَاجًا کشادہ راہوں میں۔

ترجمہ:۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان اُوپر تلے پیدا فرمائے ہیں؟O اور ان میں چاند کو نور بنا کر اور سورج کو چراغ بنا کر پیدا کیا ہےO اور اللہ نے تمہیں زمین سے بہترین طریقے پر اُگایا ہےO پھر وہ تمہیں دوبارہ اُسی میں بھیج دے گا اور (وہیں سے پھر) باہر نکال کھڑا کرے گاO اور اللہ نے ہی تمہارے لئے زمین کو ایک فرش بنا دیا ہےO تا کہ تم اُس کے کھلے ہوئے راستوں پر چلو۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان اوپر تلے پیدا فرمائے ہیں؟

۲۔ اس نے ان آسمانوں میں چاند کو نور بنا کر اور سورج کو چراغ بنا کر پیدا کیا ہے۔

۳۔ اللہ نے تمہیں زمین سے بہترین طریقہ پر اگایا ہے۔

۴۔ پھر وہ تمہیں دوبارہ اسی میں بھیج دے گا اور وہیں سے پھر باہر نکال کھڑا کرے گا۔

۵۔ اللہ نے ہی تمہارے لئے زمین کو فرش بنا دیا ہے تا کہ تم اس کے کھلے ہوئے راستوں پر چلو۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی کی دیگر قدرت کو بیان کیا جا رہا ہے تا کہ اس نافرمان قوم کو اللہ تعالی کے خالق و مالک ہونے کا یقین آجائے چنانچہ فرمایا اے میری قوم کے لوگو! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالی نے کس طرح سات آسمان ایک کے اوپر ایک پیدا فرمائے؟ یہ آسمان بغیر کسی سہارے کے ٹھہرے ہوئے ہیں جو کہ اللہ تعالی کی قدرت کو ظاہر کرتے ہیں، اب تم ہی بتاؤ کہ اس رب کے علاوہ کوئی ہے جو ایسی تخلیق کر سکے؟ اور پھر اس نے اس آسمان میں چاند کو نور اور روشنی بنا کر اور سورج کو چراغ بنا کر پیدا کیا تا کہ اسکے ذریعہ سے تم دن کے اجالے میں اپنی روزی تلاش کر سکو اور رات کے اندھیرے میں راستہ طے کر سکو۔ سورہ یونس کی آیت نمبر ۵ میں فرمایا گیا ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَاءً، وَّالْقَمَرَ نُوْرًا، وَّقَدَّرَہٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ

ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ یُفَصِّلُ الْاٰیَاتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ وہی وہ اللہ ہے جس نے سورج کو سراپا روشنی بنا کر اور چاند کو سراپا نور بنا کر پیدا فرمایا اور اس کے سفر کے لئے منزلیں مقدر کر دیں تا کہ تم برسوں کی گنتی اور مہینوں کا حساب کر سکو۔ اللہ تعالی نے یہ سب کچھ بغیر کسی صحیح مقصد کے پیدا نہیں کیا بلکہ وہ یہ نشانیاں ان لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے جو سمجھ رکھتے ہیں۔ اسکے بعد فرمایا کہ اس اللہ نے تمہیں زمین سے بہترین طریقہ پر اگایا یعنی اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت زمین کی مٹی سے بہت ہی خوبصورت انداز میں کی پھر اسکے بعد تمہاری پیدائش کا ایک ذریعہ مقرر کر دیا اور اسکے بعد تم اس مٹی کے ذریعہ غذا حاصل کر کے پروان چڑھتے ہو اور جب تم اپنی اس مدت کو پہنچ جاو گے جو اس اللہ نے مقرر کر رکھی ہے تو تمہیں موت آجائے گی اور تم پھر سے اس مٹی تلے چلے جاو گے اور پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو وہی اللہ تمہیں اس مٹی سے دوبارہ زندہ کر کے نکالے گا تا کہ تم اپنے اپنے اعمال کا اسے حساب دو اور یہ اس اللہ ہی کا احسان ہے کہ اس نے تمہارے لئے اس زمین کو فرش بنا دیا کہ تم بہ آسانی اس زمین پر چل پھر سکو اور اپنے سارے کام انجام دے سکو، ذرا سوچو کہ اگر یہ زمین اس قابل نہیں ہوتی کہ تم اس پر چل پھر سکتے تو تم کیسے اس زمین پر اپنی زندگی گزار سکتے تھے؟ کیا یہ اللہ تعالی کا تم پر احسان نہیں کہ اس نے تمہارے سایہ کے لئے آسمان اور فرش کے لئے زمین پیدا کر کے تمہیں راحت وسکون بخشا؟ یقینا یہ اسکا احسان ہی ہے مگر تم لوگ اس رب کے احسان فراموش بن چکے ہو حالانکہ تمہیں چاہیئے تھا کہ اس رب کا شکر ادا کرتے مگر تم نے ایسا نہیں کیا بلکہ تم تو اس رب کے نافرمان بن گئے جسکا شکوہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب سے اگلی آیتوں میں کیا ہے۔

﴿نوح ۲۱ـتاـ۲۴﴾ ان لوگوں نے بڑی بھاری مکاری سے کام لیا ﴿درس نمبر ۲۲۵۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۝ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِیْرًا وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ قَالَ کہا نُوْحٌ نوح نے رَّبِّ اے میرے رب! اِنَّهُمْ بلاشبہ انہوں نے عَصَوْنِیْ نافرمانی کی میری وَ اور اتَّبَعُوْا انہوں نے پیروی کی مَنْ اس کی کہ لَّمْ یَزِدْهُ زیادہ نہیں کیا اسکو مَالُهٗ اس کے مال نے وَ اور وَلَدُهٗۤ اس کی اولاد نے اِلَّا مگر خَسَارًا خسارے ہی میں وَ اور مَكَرُوْا انہوں نے مکر کیا مَكْرًا مکر كُبَّارًا بہت بڑا وَ اور قَالُوْا انہوں نے کہا لَا تَذَرُنَّ ہرگز نہ چھوڑنا تم اٰلِهَتَكُمْ اپنے معبودوں کو وَ اور لَا تَذَرُنَّ ہرگز نہ چھوڑنا تم وَدًّا وَدّ کو وَّ اور لَا سُوَاعًا نہ سواع کو وَّ اور لَا یَغُوْثَ نہ یغوث کو وَ اور یَعُوْقَ یعوق کو وَ اور نَسْرًا نسر کو

وَ اور قَدْ تحقیق اَضَلُّوْا انہوں نے گمراہ کیا كَثِیْرًا بہتوں کو وَ اور لَا تَزِدِ زیادہ نہ کر تو الظّٰلِمِیْنَ ظالموں کو اِلَّا مگر ضَلٰلًا گمراہی ہی میں۔

ترجمہ:۔ نوح نے کہا: ''اے میرے پروردگار! حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے میرا کہنا نہیں مانا، اور اُن (سرداروں) کے پیچھے چل پڑے جن کو اُن کے مال اور اولاد نے نقصان پہنچانے کے سوا کچھ نہیں دیاO اور انہوں نے بڑی بھاری مکاری سے کام لیا ہےO اور (اپنے آدمیوں سے) کہا ہے کہ ''اپنے معبودوں کو ہرگز مت چھوڑنا۔ نہ وَدّ اور سواع کو کسی صورت میں چھوڑنا اور نہ یغوث، یعوق اور نسر کو چھوڑنا''O اس طرح انہوں نے بہت سوں کو گمراہ کر دیا ہے، لہٰذا (یارب! آپ بھی ان کو گمراہی کے سوا کسی اور چیز میں ترقی نہ دیجئے۔''

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے پروردگار! حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے میرا کہنا نہیں مانا۔

۲۔ یہ لوگ ان سرداروں کے پیچھے چل پڑے جن کو ان کے مال و اولاد نے نقصان پہنچانے کے سوا کچھ نہیں دیا۔

۳۔ ان لوگوں نے بڑی بھاری مکاری سے کام لیا ہے۔

۴۔ انہوں نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ اپنے معبودوں کو ہرگز مت چھوڑنا۔

۵۔ نہ ودّ اور سواع کو کسی صورت میں چھوڑنا اور نہ ہی یغوث، یعوق اور نسر کو چھوڑنا۔

۶۔ اس طرح انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔

۷۔ لہٰذا اے رب! آپ بھی انہیں گمراہی کے سوا کسی اور چیز میں ترقی نہ دیجئے۔

جب حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو دین کی دعوت دیتے دیتے تھک گئے اور یہ لوگ بھی اپنی سرکشی اور نافرمانی پر اڑے رہے تو آخر کار حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ اے میرے رب! میرے لاکھ سمجھانے کے باوجود ان لوگوں نے میرا کہنا نہیں مانا اور میری نافرمانی پر اتر آئے اور مجھے چھوڑ کر اپنے ان سرداروں کے پیچھے چلے گئے جو انکے مال و اولاد میں نقصان پہنچانے کے علاوہ انہیں کچھ نہیں دیا اس طور پر کہ یہ لوگ ان سرداروں کی باتوں کو مان کر اپنی دنیا بھی برباد کر رہے ہیں اور آخرت بھی اور یہ لوگ میرے اور اسلام کے خلاف بڑی بڑی سازشیں کرنے لگے کہ یہ لوگ ایمان لانے والوں کو ایمان لانے سے روکتے ہیں اور ساتھ ہی مجھے تکلیف پہنچانے کی سازشیں کرتے ہیں اور اس جرم کے لئے اپنے کچھ نمائندوں کو منتخب کرتے ہیں تاکہ وہ اس کام میں لگے رہیں۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی ساڑھے نوسو سالہ تبلیغ بھی اس قوم کو ہدایت پر نہ لاسکی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے تقریبا سات پشتوں تک اسلام کی دعوت دی کہ ایک کے بعد

ایک پیڑی آتی رہی اور وہ اپنی اولاد کو اس بات کی تاکید کرتی رہی کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کی ہرگز اتباع نہ کریں اور ساتھ میں یہ بھی کہتے کہ تم اپنے ان معبودوں کو کبھی مت چھوڑنا جنکی ہم برسوں سے عبادت کرتے آرہے ہیں اور نہ ہی ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی عبادت کو ترک کرنا، علماء تفسیر نے ان معبودوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد تھے اور بعض نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے گزرے ہوئے نیک بندے تھے جو کہ توحید پرست اور بڑے ہی نیک تھے لیکن جب انکی وفات ہوگئ تو انکی قوم میں مایوسی چھا گئی اس وقت کو غنیمت جان کر شیطان نے انکے لئے ان نیک بندوں کی تصویریں بنا کر پیش کیا لہذا یہ لوگ ان تصویروں کو اپنے سامنے رکھ کر اللہ ہی کی عبادت کرتے رہے لیکن جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا لوگ اللہ کو چھوڑ کر انہی تصویروں کی عبادت کرنے لگے کہ شیطان نے انکے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ تمہارے آباء واجداد انہی معبودوں کی عبادت کرتے تھے، اس طرح یہ لوگ بت پرست بن گئے اور حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں بھی یہ لوگ انہی کی عبادت کرتے رہے (تفسیر قرطبی۔ج،۱۸۔ص،۳۰۸) اسکی تصدیق بخاری کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے جسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ انہوں نے حبشہ میں ایک کنیسہ (چرچ) دیکھا کہ جس میں کچھ تصویریں لگی ہوئی تھیں تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں سے کوئی نیک اور صالح شخص کی وفات ہوجاتی تو یہ لوگ اس شخص کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس کی تصویر بھی لگا لیتے، ایسے لوگ اللہ کے نزدیک سب سے بدترین لوگ ہیں۔ (بخاری۔۴۳۴) پھر حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ اس طرح ان لوگوں نے بہت ساروں کو دین حق سے گمراہ کردیا لہذا اے رب! آپ بھی انکی گمراہی میں مزید اضافہ ہی کردیجئے تاکہ انہیں قیامت کے دن سخت سے سخت سزا مل سکے۔ اب حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے انہیں کیا سزا ملی اور قیامت کے دن کیا سزا ملے گی؟ اگلی آیتوں میں بیان کیا جارہا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۵۵﴾ ان لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے ہی انہیں غرق کیا گیا ﴿نوح ۲۵۔تا۔۲۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ○ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ○ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ مِمَّا بوجہ خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اپنی خطاؤں کے اُغْرِقُوْا وہ غرق کیے گئے فَاُدْخِلُوْا پھر وہ داخل کیے گئے نَارًا آگ میں فَلَمْ يَجِدُوْا تو نہیں پایا انہوں نے لَهُمْ اپنے لیے مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے اللہ کے

اَنْصَارًا کوئی مددگار وَ اور قَالَ کہا نُوْحٌ نوح نے رَّبِّ اے میرے رب! لَا تَذَرْ نہ چھوڑ تو عَلَى الْاَرْضِ زمین پر مِنَ الْكٰفِرِيْنَ کافروں میں سے دَيَّارًا کوئی رہنے والا اِنَّكَ بلاشبہ تو نے اِنْ اگر تَذَرْهُمْ ان کو چھوڑا يُضِلُّوْا وہ گمراہ کریں گے عِبَادَكَ تیرے بندوں کو وَ اور لَا يَلِدُوْٓا وہ نہیں جنیں گے اِلَّا مگر فَاجِرًا فاجر كَفَّارًا کافر ہی۔

ترجمہ:۔ ان لوگوں کے گناہوں کی وجہ ہی سے انہیں غرق کیا گیا، پھر آگ میں داخل کیا گیا اور انہیں اللہ کو چھوڑ کر کوئی حمایتی میسر نہیں آئے۔O اور نوح نے یہ بھی کہا کہ: ''میرے پروردگار! ان کافروں میں سے کوئی ایک باشندہ بھی زمین پر باقی نہ رکھیئے،O اگر آپ ان کو باقی رکھیں گے تو یہ آپ کے بندوں کو گمراہ کریں گے، اور ان سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بدکار اور پکی کافر ہی پیدا ہوگی۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں کی گئی ہیں۔

۱۔ ان لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے ہی انہیں غرق کیا گیا پھر آگ میں داخل کیا گیا۔

۲۔ انہیں اللہ کو چھوڑ کر کوئی حمایتی میسر نہیں آئے۔

۳۔ نوح علیہ السلام نے یہ بھی کہا کہ میرے پروردگار! ان کافروں میں سے کسی بھی شخص کو زمین پر باقی مت رکھیئے۔

۴۔ اگر آپ انہیں باقی رکھیں گے تو یہ لوگ آپ کے بندوں کو گمراہ کر دیں گے۔

۵۔ ان سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بدکار اور پکی کافر ہی پیدا ہوگی۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کو جنہیں حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سال تک ایمان کی دعوت دیتے رہے، کیا سزا دی اور قیامت کے دن کیا سزا ہوگی؟ اسے بیان کیا ہے چنانچہ فرمایا کہ ان کافروں کو جنہوں نے اللہ اور اسکے رسول حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا، انکی نافرمانیوں اور گناہوں کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان پر طوفان بھیجا کہ انہیں پانی نے ہر جگہ سے گھیر لیا کہ آسمان بھی پانی برسانے لگا اور زمین سے بھی پانی نکلنے لگا اس طرح یہ لوگ اس پانی میں غرق ہو کر لقمۂ اجل بن گئے، سورۂ قمر کی آیت نمبر ۱۱ سے ۱۴ تک بھی اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ ان پر آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے یعنی موسلا دھار بارش ان پر برسی فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ اور پھر زمین سے بھی پانی کے چشمے ابلنے لگے اس طرح یہ دونوں پانی اس کام کے لئے مل گئے جو مقدر ہو چکا تھا یعنی انکا غرق ہونا مقدر میں تھا وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ۔ یہ تو تھا دنیوی عذاب جو ان پر بھیجا گیا کہ آخرت میں انہیں دوزخ کی آگ میں جلایا جائے گا، اس دنیا میں بھی انکا اللہ کے سوا کوئی حامی نہیں تھا اور قیامت کے دن بھی ان کا کوئی حامی نہیں ہوگا جو انہیں اللہ کے اس عذاب سے بچا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عذاب ان پر ایک تو انکے گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے مسلط فرمایا اور دوسرا حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ وہ انہیں تباہ و ہلاک کر دے چنانچہ آپ علیہ السلام نے فرمایا رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ

دَيَّارًا کہ اے میرے پروردگار! آپ ان کافروں میں سے کسی ایک کو بھی زندہ مت چھوڑئے، سب کو اپنے عذاب کے ذریعہ ہلاک وتباہ کر دیجئے، حضرت نوح علیہ السلام نے یہ بددعا اس وقت دی جبکہ انہوں نے تقریباً ساڑھے نو سو برس تک اپنی قوم کو ہدایت اور ایمان کی دعوت دی تھی مگر اسکے باوجود بھی یہ لوگ ایمان نہیں لائے تھے تو آخر کار حضرت نوح علیہ السلام نے یہ دعا کی اور اسکی وجہ بھی آگے بیان فرمائی گئی کہ اے اللہ! میں انہیں ہلاک کرنے کی آپ سے دعا اس لئے مانگ رہا ہوں کہ میں نے انکے درمیان اپنی ساری عمر گزار دی اور ہر طرح سے انہیں ایمان کی طرف بلا کر دیکھا کہ کبھی علانیہ انہیں دین کی دعوت تو کبھی اکیلے میں انہیں سمجھانے کی کوشش کی مگر یہ لوگ ایمان لانے والے ہی نہیں تھے اوپر سے یہ لوگ ایسے تھے کہ دوسروں کو بھی ایمان لانے سے روکتے اور انہیں گمراہ کرتے رہے لہٰذا اگر آپ نے انہیں ایسے ہی زندہ چھوڑ دیا تو یہ خود بھی گمراہ رہیں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے رہیں گے اور انکی جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی انہی کی طرح بے ایمان اور نافرمان ہوگی اس طرح یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا اور دنیا میں ایمان والا کوئی نہیں رہے گا اس لئے آپ اس نسل کو ہی ختم کر دیجئے تو شاید ہوسکتا ہے کہ اسکے بعد آنے والے جو لوگ ہیں وہ ایمان لے آئیں اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا۔

حضرت قتادہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جو بددعا کی وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی یہ اطلاع دی کہ آپ کی قوم میں جو ایمان لا چکے ہیں اب اس کے بعد کوئی ایمان لانے والا نہیں ہے جیسا کہ سورۂ ھود کی آیت نمبر ۳۶ میں فرمایا گیا لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام پر یہ وحی بھیجی کہ اب آپ کی قوم میں سے جو اب تک ایمان لا چکے ہیں ان کے علاوہ کوئی اور ایمان نہیں لائے گا۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے اس ساری قوم کو ہلاک کر دیا سوائے مومنوں کے جنکی تعداد بہت ہی کم تھی۔ مفسرین نے فرمایا کہ دو نبی ایسے گزرے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کے لئے نبی بنا کر مبعوث فرمایا ایک ہمارے آقا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور دوسرے حضرت نوح علیہ السلام اس لئے کہ جب طوفان نوح آیا تو اس نے ساری دنیا میں جتنے کافر تھے ان سب کو ہلاک کر دیا بجز چند مومنوں کے اس دنیا میں کوئی اور باقی نہیں تھے اور انہی مومنوں کی نسل سے دنیا بڑھی یہی وجہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ جب حضرت نوح علیہ السلام نے کافروں کے لئے بددعا کی تو وہیں مومنوں کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی جس کا ذکر اگلی آیت میں کیا جا رہا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۵۶﴾ میری، میرے ماں باپ کی اور سارے مومنوں کی مغفرت فرما ﴿نوح۔۲۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ رَبِّ اے میرے رب اغْفِرْ لِيْ تو میری مغفرت فرما وَ اور لِوَالِدَيَّ میرے والدین کی وَ اور لِمَنْ اس شخص کی جو دَخَلَ داخل ہو بَيْتِيَ میرے گھر میں مُؤْمِنًا مومن ہو کر وَّ اور لِلْمُؤْمِنِيْنَ ایمان والوں کی وَ اور الْمُؤْمِنٰتِ ایمان والیوں وَ اور لَا تَزِدِ تو زیادہ نہ کر الظّٰلِمِيْنَ ظالموں کو اِلَّا مگر تَبَارًا تباہی اور ہلاکت میں۔

ترجمہ:۔ میرے پروردگار! میری بھی بخشش فرما دیجئے، میرے والدین کی بھی، ہر اُس شخص کی بھی جو میرے گھر میں ایمان کی حالت میں داخل ہوا ہے اور تمام مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کی بھی۔ اور جو لوگ ظالم ہیں، اُن کو تباہی کے سوا کوئی اور چیز عطا نہ فرمائیے۔

تشریح:۔ اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب! میری اور میرے والدین کی اور ہر اس شخص کی جو مومن ہو کر میرے گھر میں آ گیا اور سارے مومن مرد اور سارے مومن عورتوں کی مغفرت فرمائے۔

۲۔ جو لوگ ظالم ہیں انہیں تباہی کے سوا کوئی اور چیز عطا نہ فرما۔

کافروں کے لئے بددعا کرنے کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے لئے اور اپنے ماں باپ کے لیے اور سارے ایمان والوں کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی چنانچہ فرمایا کہ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِناً وَّلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِناتِ اے میرے رب! میری اور میرے والدین کی اور جو کوئی بھی مومن ہو کر میرے گھر میں داخل ہوا ہو ان سب کی اور تمام مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کی مغفرت فرما دے۔ علماء تفسیر نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے والد اور والدہ دونوں بھی صاحب ایمان تھے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہاں والدین سے مراد آپ کے آباواجداد ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آپ تک جتنے بھی آباؤ اجداد گزرے وہ سب اس سے مراد ہیں، امام کلبی علیہ الرحمہ کے مطابق کل بارہ اجداد آپ کے اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان گزرے اور سب کے سب مومن تھے۔ (تفسیر قرطبی) لہٰذا آپ نے ان سب کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی اور پھر آپ کے ساتھ جو ایمان لانے والے تھے انکے لئے بھی مغفرت کی دعا فرمائی اور آپ کی مہربانی ایمان والوں کے ساتھ اس قدر تھی کہ آپ علیہ السلام نے قیامت تک آنے والے تمام مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کی مغفرت کی بھی دعا فرمائی اور اللہ تعالی کے نافرماں اور ظالموں پر اپنے غصہ کا اظہار کرتے ہوئے پھر سے ایک بار انکی ہلاکت اور تباہی کی بھی دعا فرمائی وَلا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبارًا کہ یہ جتنے ظالم لوگ ہیں ان سب کی ہلاکت اور تباہی میں ہی آپ اضافہ فرمائیے۔ اس آیت سے ہمیں دعا کا طریقہ اور سلیقہ ملتا ہے کہ جب بھی اللہ تعالی سے دعا مانگو تو سب سے پہلے اپنی مغفرت کی دعا مانگو اور پھر اپنے والدین اور آباواجداد کی مغفرت کی دعا مانگو اس لئے کہ انسان پر اگر اللہ اور اسکے رسول کے بعد کسی کا حق ہے تو وہ والدین کا ہے اس لئے انکے لئے اولاد کو دعا کرنی چاہئے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار چیزیں ایسی ہیں جسکا فائدہ آدمی کو اسکے مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے، ان میں ایک نیک اولاد ہے جو اس کے مرنے کے بعد اسکے لئے دعا کرے۔ (دارمی۔ ۵۳۴) پھر آخر میں ساری امت مسلمہ کے حق میں دعا کرنی چاہیئے یہ ایک دعا کا طریقہ ہے جو ہمیں سکھلایا گیا۔ اللہ تعالی ہم تمام کو دین کی صحیح معنوں میں اتباع کرنے والا اور گناہوں سے بچنے والا بنائے۔ آمین۔

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۲۸ آیات پر مشتمل ہے۔

(درس نمبر ۲۲۵۷) جنات کی ایک جماعت نے قرآن مجید کو غور سے سنا (الجن ۱۔ تا۔ ۴)

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا O يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا O وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا O وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلْ کہہ دیجیے اُوْحِیَ وحی کی گئی ہے اِلَیَّ میری طرف اَنَّهُ یہ کہ اسْتَمَعَ غور سے سنا نَفَرٌ ایک جماعت نے مِّنَ الْجِنِّ جنوں میں سے فَقَالُوْٓا تو انہوں نے کہا اِنَّا بلاشبہ ہم نے سَمِعْنَا سنا قُرْاٰنًا قرآن عَجَبًا عجیب يَّهْدِيْٓ وہ رہنمائی کرتا ہے اِلَى الرُّشْدِ راہ حق کی طرف فَاٰمَنَّا سو ہم ایمان لائے بِهٖ اس پر وَ اور لَنْ نُّشْرِكَ ہرگز ہم شریک نہیں ٹھہرائیں گے بِرَبِّنَآ اپنے رب کے ساتھ اَحَدًا کسی کو بھی وَّ اور اَنَّهٗ یہ کہ تَعٰلٰى بہت بلند ہے جَدُّ شان رَبِّنَا ہمارے رب کی مَا اتَّخَذَ نہیں بنائی اس نے صَاحِبَةً کوئی بیوی وَّ اور لَا وَلَدًا نہ کوئی اولاد وَّ اور اَنَّهٗ یہ کہ كَانَ يَقُوْلُ کہتے تھے سَفِيْهُنَا ہمارے بیوقوف عَلَى اللّٰهِ اللہ پر شَطَطًا جھوٹ

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر!) کہہ دو: میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے (قرآن) غور سے سنا، اور (اپنی قوم سے جا کر) کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے O جو راہِ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اس لئے ہم اُس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو (عبادت میں) ہرگز شریک نہیں مانیں گے O اور یہ کہ ہمارے پروردگار کی بہت اُونچی شان ہے، اُس نے نہ کوئی بیوی رکھی ہے اور نہ کوئی بیٹا O اور یہ کہ ہم میں سے بے وقوف لوگ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہتے تھے جو حقیقت سے بہت دور ہیں۔

سورہ کی فضیلت:۔ ایک طویل حدیث ابو لیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ میرے بھائی کو تکلیف ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کونسی تکلیف ہے؟ تو اس (صحابی) نے کہا کہ اسے آسیب ہو گئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلوا بھیجا اور اس پر قرآن کریم کی چند سورتوں کی آیتیں پڑھ کر دم کیں اس میں سورۂ جن کی یہ آیت بھی شامل تھی وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا۔(الجن۔۳)،(ابن ماجہ ۳۵۴۹)

تشریح:۔ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے پیغمبر! کہہ دو کہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنات کی ایک قوم نے قرآن کریم غور سے سنا۔

۲۔پھر اپنی قوم سے جا کر کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

۳۔لہٰذا ہم اس پر ایمان لے آئے اور اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو عبادت میں ہرگز شریک نہیں مانیں گے

۴۔ ہمارے پروردگار کی بہت اونچی شان ہے۔ ۵۔اس نے نہ کوئی بیوی رکھی ہے اور نہ ہی کوئی بیٹا۔

۶۔ہم میں سے بے وقوف لوگ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہتے تھے جو حقیقت سے بہت دور ہیں۔

اس سورت میں اللہ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر یہ مکہ والے سیدھے راستہ پر آجائیں گے تو اللہ تعالی انہیں پانی سے سیراب کرے گا، اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ جو کوئی میری اور میرے نبی کی نافرمانی کریگا اسے جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل کیا جائے گا، اس سے قبل اللہ تعالی نے اس سورت کی شروعات جنات کے ایک واقعہ سے کی جسکا تذکرہ آپ علیہ السلام کی زبانی کیا جارہا ہے کہ اے نبی! آپ اپنی قوم سے کہیئے کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالی نے یہ وحی بھیجی ہے کہ جنات کے ایک گروہ نے قرآن کریم کو غور سے سنا اور پھر جا کر اسکی اطلاع اپنی قوم کو دی کہ ہم نے ایک عمدہ قرآن و کلام سنا ہے کہ جو سیدھی راہ کی طرف بلاتا ہے لہذا جب ہم نے اس کلام کو سنا تو ہم اس پر ایمان لائے بغیر رہ نہ سکے اور یہ اقرار کرلیا کہ یہ کلام اس اللہ ہی کا ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے اور اب ہم اس اللہ کے ساتھ کسی کو ہرگز شریک نہیں مانیں گے جیسا کہ ہم پہلے ان مشرک جنات کی باتوں میں آکر کیا کرتے تھے۔

اسکے بعد اللہ تعالی کی صفات توحید بیان کرتے ہوئے ان جنات نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم جس اللہ پر ایمان لائے ہیں وہ اللہ ایسی پاک و بلند ذات ہے کہ جسکی نہ تو کوئی بیوی ہے اور نہ ہی کوئی اولاد بلکہ وہ تنہا اور اکیلا ہے اور ساری کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے جبکہ ہم میں سے جو لوگ بے وقوف اور ناسمجھ ہیں وہ ان باتوں کو جانے بغیر اللہ تعالی کے بارے میں ایسی باتیں کہتے ہیں جو حقیقت سے بہت دور ہیں یعنی یہ لوگ اللہ تعالی کی خدائی میں اوروں کو شریک مانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جس طرح انسان و جنات کو بیوی و اولاد کی ضرورت ہوتی ہے ایسے ہی (نعوذ باللہ) اللہ تعالی کو بھی ہے اس طرح یہ لوگ اللہ تعالی کی جانب وہ باتیں منسوب کرتے ہیں جو قطعی طور پر اسکے لائق نہیں لہذا ہم ان ساری باتوں سے برأت کا اظہار کرتے ہیں اور ایک خدا پر ایمان لاتے ہیں۔واقعہ اس سورت کے

نزول کا یہ ہوا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تک جنات آسمانوں پر آیا جایا کرتے تھے لیکن جب آپ کو نبوت ملی اس وقت سے ان جنات کو آسمانوں پر آنے سے روک دیا گیا اور جو کوئی بھی اسکے باوجود وہاں جانے کی کوشش کرتا تو ایک روشن ستارہ ان جنات کے پیچھے لگ جاتا یہاں تک کہ وہ یہاں سے چلا جائے اور اگر اسکے باوجود بھی اگر نہ جاتا تو وہ ستارہ اسے جلا دیتا، چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے نہ ہی ان جنات کی جماعت کو قرآن پڑھ کر سنایا اور نہ ہی اس وقت انہیں دیکھا، (یعنی اس واقعہ کے وقت) واقعہ یہ ہوا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ عکاظ کے بازار کا ارادہ لئے نکلے، اسی دوران شیاطین اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ ڈال دی گئی اور ان پر شہاب نامی ستاروں کو چھوڑ دیا گیا، یہ منظر دیکھ کر شیاطین اپنی قوم کے پاس واپس آئے اور سارا قصہ ان سے بیان فرمایا، یہ سن کر جنات نے کہا کہ یقینا کوئی چیز واقع ہوئی ہے جسکی وجہ سے یہ سب کیا گیا لہذا تم لوگ ساری زمین پر پھیل جاو اور دیکھو کہ ایسا کونسا واقعہ پیش آیا جسکی وجہ سے یہ بندوبست کیا گیا، چنانچہ سارے جنات الگ الگ حصہ میں پھیل گئے اور ایک جماعت سوق عکاظ کی طرف نکل پڑی لیکن جب آپ تہامہ میں تھے جو کہ وادی نخلہ میں واقع ہے تو وہاں پر نبی رحمت ﷺ اپنے صحابہ کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے یہ دیکھ کر جنات کی وہ جماعت رک گئی اور اس قرآن کی تلاوت کو غور سے سننے لگی جو آپ علیہ السلام نماز میں پڑھ رہے تھے، یہ سن کر انہوں نے کہا کہ ہاں! یقینا یہی وہ بات ہے جسکی وجہ سے یہ سارا بندوبست کیا گیا ہے پھر یہ لوگ واپس جا کر اپنی قوم سے کہنے لگے کہ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا (مسلم ۴۴۹) اس طرح جنات نے اپنی قوم سے وہ ساری باتیں کہیں جو ان آیتوں میں بیان کی جا رہی ہیں۔

﴿درس نمبر ۲۲۵۸﴾ لوگوں نے جنّات کو اور سر پر چڑھا دیا ﴿الجن ۵-تا-۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ وَّ اور اَنَّا یہ کہ ہم نے ظَنَنَّآ گمان کیا تھا اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ ہرگز نہیں کہیں گے الْاِنْسُ انسان وَ اور الْجِنُّ جن عَلَى اللّٰهِ اللہ پر كَذِبًا جھوٹ وَّ اور اَنَّهٗ یہ کہ كَانَ تھے رِجَالٌ کچھ لوگ مِّنَ الْاِنْسِ انسانوں میں سے يَعُوْذُوْنَ وہ پناہ پکڑتے بِرِجَالٍ کچھ لوگوں کی مِّنَ الْجِنِّ جنوں میں سے فَزَادُوْهُمْ سو انہوں نے زیادہ کر دیا ان کو رَهَقًا سرکشی میں وَّ اور اَنَّهُمْ ظَنُّوْا یہ کہ انہوں نے بھی گمان کیا تھا كَمَا جیسا کہ ظَنَنْتُمْ تم نے

گمان کیا تھا اَنۡ لَّنۡ کہ ہرگز نہیں یَّبۡعَثَ بھیجے گا اللّٰہُ اللہ اَحَدًا کسی کو بھی وَّ اور اَنَّا یہ کہ ہم نے لَمَسۡنَا ٹٹولا السَّمَآءَ آسمان کو فَوَجَدۡنٰهَا تو ہم نے اسے پایا مُلِئَتۡ بھرا ہوا حَرَسًا شَدِیۡدًا سخت پہریداروں وَّ اور شُهُبًا شعلوں سے۔

ترجمہ:۔ اور یہ کہ ہم نے یہ سمجھا تھا کہ انسان اور جنات اللہ کے بارے میں جھوٹی بات نہیں کہیں گے O اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنات کے کچھ لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے، اس طرح ان لوگوں نے جنات کو اور سر چڑھا دیا تھا۔ O اور یہ کہ جیسا گمان تم لوگوں کا تھا، انسانوں نے بھی یہی گمان کیا تھا کہ اللہ کسی کو بھی مرنے کے بعد دوسری زندگی نہیں دے گا۔ O اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولنا چاہا تو ہم نے پایا کہ وہ بڑے سخت پہرے داروں اور شعلوں سے بھرا ہوا ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے یہ سمجھا تھا کہ انسان اور جنات اللہ کے بارے میں جھوٹی بات نہیں کہیں گے۔

۲۔ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنات کے کچھ لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے۔

۳۔ اس طرح ان لوگوں نے جنات کو اور سر پر چڑھا دیا تھا۔

۴۔ جیسا گمان تم لوگوں کا تھا، انسانوں نے بھی یہی گمان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی مرنے کے بعد دوسری زندگی نہیں دے گا۔

۵۔ ہم نے جب آسمان کو ٹٹولنا چاہا تو ہم نے پایا کہ وہ بڑے سخت پہرے داروں اور شعلوں سے بھرا ہوا ہے۔

جنات نے اپنی قوم سے باتوں کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ہم تو پہلے یہ سمجھتے تھے کہ انسان اور جنات اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ بات کبھی نہیں کہیں گے اس لئے ہم نے انکی ان باتوں کو مان لیا تھا جو انہوں نے کہی تھی یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی جانب بیوی اور اولاد کو منسوب کیا تو ہم نے انکی بات کو سچ سمجھا لیکن جب ہم نے اپنے کانوں سے اللہ کا کلام سنا اور اسکی توحید کا سبق پڑھا تو ہمیں یہ بات واضح ہوگئی کہ ہم سے جو کچھ بھی پہلے کہا گیا تھا وہ سب جھوٹ تھا اور حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نہ تو کوئی بیوی ہے اور نہ ہی کوئی اولاد وہ اکیلا اور تنہا ہے، اسکا کوئی شریک نہیں اور پھر کہنے لگے کہ ہم جنات میں سے کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ انسانوں سے افضل ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ جب کبھی یہ انسان کسی جنگل یا کھلی جگہ میں رات گزارتے تو کہتے کہ ہم جنات کی پناہ لیتے ہیں ہر اس چیز سے جو ہمیں اس جنگل میں نقصان پہنچائے، انسانوں کے اس عمل نے ان جنات کو اور سرکش بنا دیا اور وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگے حالانکہ بڑائی تو صرف اللہ ہی کی ہے اور پناہ بھی اسی کی مانگنی چاہئے لہذا جب اسلام آیا تو اسلام نے سکھایا کہ پناہ صرف اللہ کی مانگا کرو ان جنات کی نہیں۔ اور جس طرح تم سمجھتے تھے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا نہیں

ہے اور اعمال کا حساب وکتاب بھی دینا نہیں ہے، ٹھیک یہی عقیدہ انسانوں نے بھی اپنا لیا ہے لیکن یہ بالکل غلط بات ہے بلکہ ہر کسی کو مر کر دوبارہ زندہ ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب وکتاب دینا ہے، یہ سب ان جنات کو کیسے معلوم ہوا؟ قصہ سناتے ہوئے وہ جنات کہہ رہے ہیں جسکا تذکرہ شروع سورت میں بھی کیا گیا کہ جنات اور شیاطین نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا کرنے سے پہلے تک آسمانوں پر آیا جایا کرتے تھے اور وہاں کی باتیں سنا کرتے تھے لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ جب یہ جنات معمول کے مطابق آسمان پر گئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں پر اب پہرہ بڑھا دیا گیا ہے اور کثیر تعداد میں نگران کاریعنی فرشتے آسمان پر جگہ جگہ موجود ہیں کہ ان کی نگاہوں سے بچ کر آگے جانا مشکل ہے اور اگر بالفرض انکی آنکھوں سے بچ کر نکل بھی گئے تو چند روشن ستاروں کو بھی اللہ تعالی نے وہاں مقرر کر رکھا ہے جو وہاں آنے والے جنات اور شیاطین کے پیچھے لگ کر انہیں وہاں سے نکال دیتے ہیں، یہی وہ واقعہ ہے جس کو یہ جنات بیان کرر ہے ہیں وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا ۔ احادیث میں بھی اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جنات آسمانوں پر وحی سننے کے لئے آیا جایا کرتے تھے، اور جب کوئی ایک بات سنتے تو اس میں اپنی جانب سے نو باتیں اور ملا دیتے، وہ ایک کلمہ جو یہ سنتے وہ تو حق ہوتا لیکن باقی نو حصے باطل ہوتا، پھر جب آپ علیہ السلام کو نبی بنایا گیا اور آپ پر وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو انہیں آسمان کی جگہوں پر بیٹھنے سے منع کر دیا گیا، پھر ان جنات نے اسکا تذکرہ ابلیس سے کیا پہلے تو ہمیں اس طرح روکا نہیں جاتا تھا اب کیوں اس طرح کیا جارہا ہے؟ تو ابلیس نے کہا کہ یقینا کوئی معاملہ پیش آیا ہے جسکی وجہ سے اتنی پہرہ اداری کی گئی ہے چنانچہ اس نے اپنے لشکر کو اس بات کا پتہ لگانے کے لئے بھیجا تو انہوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں پہاڑوں کے بیچ نماز پڑھتے ہوئے پایا۔

﴿درس نمبر ۲۲۵۹﴾ کچھ سن لینے کیلئے آسمان کی جگہوں پر ہم بیٹھا کرتے تھے ﴿الجن ۹ ۔تا۔ ۱۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِى الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِى الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَّ اور اَنَّا یہ کہ ہم كُنَّا تھے نَقْعُدُ بیٹھا کرتے مِنْهَا مَقَاعِدَ اس کے ٹھکانوں میں لِلسَّمْعِ سننے کیلئے فَمَنْ چنانچہ جو کوئی يَّسْتَمِعِ کان لگاتا ہے الْاٰنَ اب يَجِدْ وہ پاتا ہے لَهٗ اپنے لیے شِهَابًا

شعلہ رَّصَدًا گھات میں تیار وَّ اور اَنَّا یہ کہ ہم لَا نَدْرِيْٓ نہیں جانتے اَشَرٌّ کیا شر کا اُرِيْدَ ارادہ کیا گیا ہے بِمَنْ ان کے ساتھ جو فِي الْاَرْضِ زمین میں ہیں اَمْ یا اَرَادَ ارادہ کیا ہے بِهِمْ ان کی بابت رَبُّهُمْ ان کے رب نے رَشَدًا بھلائی کا وَّ اور اَنَّا یہ کہ مِنَّا کچھ ہم میں سے الصّٰلِحُوْنَ نیک ہیں وَ اور مِنَّا کچھ ہم میں سے دُوْنَ ذٰلِكَ اس کے علاوہ ہیں كُنَّا تھے ہم طَرَآئِقَ قِدَدًا مختلف طریقوں پر وَّ اور اَنَّا یہ کہ ظَنَنَّا ہمیں یقین ہو چکا اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ کہ ہرگز ہم اللہ کو عاجز نہیں کر سکیں گے فِي الْاَرْضِ زمین میں وَ اور لَنْ ہرگز نہیں نُّعْجِزَهٗ ہم اس کو عاجز کر سکیں گے هَرَبًا بھاگ کر۔

ترجمہ:۔ اور یہ کہ ہم پہلے سن گن لینے کے لئے آسمان کی کچھ جگہوں پر جا بیٹھا کرتے تھے۔ لیکن اب جو کوئی سننا چاہتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ ایک شعلہ اُس کی گھات میں لگا ہوا ہے O اور یہ کہ ہمیں یہ پتہ نہیں تھا کہ آیا زمین والوں سے کوئی بُرا معاملہ کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے یا اُن کے پروردگار نے اُن کو راہِ راست دکھانے کا ارادہ فرمایا ہے O اور یہ کہ ہم میں کچھ نیک ہیں اور کچھ ایسے نہیں ہیں، اور ہم مختلف طریقوں پر چلے آرہے ہیں O اور یہ کہ ہم یہ سمجھ چکے ہیں کہ نہ ہم زمین میں اللہ کو عاجز کر سکتے ہیں اور نہ (کہیں اور) بھاگ کر اُسے بے بس کر سکتے ہیں۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم پہلے کچھ سن لینے کے لئے آسمان کی جگہوں پر جا بیٹھا کرتے تھے۔

۲۔ لیکن اب جو کوئی سننا چاہتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ ایک شعلہ اس کی گھات میں لگا ہوا ہے۔

۳۔ ہمیں یہ پتہ نہیں تھا کہ زمین والوں سے کوئی برا معاملہ کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے پروردگار نے ان کو راہ راست دکھانے کا ارادہ فرمایا ہے؟

۴۔ ہم میں کچھ نیک ہیں اور کچھ ایسے نہیں ہیں، ہم مختلف طریقوں پر چلے آرہے ہیں۔

۵۔ ہم یہ سمجھ چکے ہیں کہ نہ ہم زمین میں اللہ کو عاجز کر سکتے ہیں اور نہ کہیں بھاگ کر اسے بے بس کر سکتے ہیں۔

جنات نے کہا ہم پہلے تو آسمانوں میں مختلف جگہوں پر بیٹھا کرتے تھے تا کہ فرشتوں کی باتوں کو چوری سے سن لیں اور اس وقت ہمیں وہاں پر آنے اور بیٹھنے سے کوئی روکتا نہیں تھا لیکن آج جب ہم میں سے کوئی وہاں جا کر کچھ سننا چاہتا ہے تو اسے ایک شعلہ وہاں آنے سے روکتا ہے اور مارتا ہے تا کہ ہم وہاں نہ جا سکیں، یہ تمام تر پابندیاں اللہ تعالی نے آخر کیوں کیں؟ ہم اسے نہیں جانتے تھے، ان بندشوں کے ذریعہ اہل زمین پر کوئی مصیبت یا عذاب آنے والا ہے یا پھر اللہ تعالی نے اس کے ذریعہ بندوں کی ہدایت کا سامان تیار کر رکھا ہے کہ ہم تک کوئی نبی اور کلام بھیج کر اسکے ذریعہ سے ہمیں سیدھی راہ دکھانا ہے؟ پھر کہا کہ ہم جنات میں سب کے سب نیک نہیں ہیں بلکہ کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں اچھی باتیں اور سیدھا راستہ اچھا نہیں لگتا بلکہ شر انکے اندر بھرا پڑا ہے اور ہر کوئی اپنے مذہب کے

اعتبار سے دوسرے سے جدا ہے کہ کوئی یہودی ہے تو کوئی نصرانی، کوئی مومن ہے تو کوئی کافر اس لئے ہم سب کو بھی ہدایت کی ضرورت تھی جو اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کو بھیج کر بتلا دیا، احادیث میں وارد ہے کہ آپ علیہ السلام نے جنات کو بھی دین کی دعوت دی چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک رات ہم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک ہم نے آپ کو اپنے درمیان نہیں پایا، ہم نے آپ کو ہر جگہ ڈھونڈا لیکن آپ نہیں ملے ہم نے سونچا کہ آپ کو جنات لے گئے یا پھر آپ کا اغوا کرلیا گیا ہو؟ خیر ہم نے وہ رات ایسی گزاری جو سب سے بری تھی، جب صبح ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ آپ مقام حرا سے آرہے ہیں، جب آپ آئے تو ہم نے آپ سے کہا کہ یا رسول اللہ! جب آپ ہم سے دور ہو گئے تو ہم نے آپ کو ہر جگہ ڈھونڈا لیکن آپ ملے نہیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جنات کا وفد میرے پاس آیا تھا اور وہ مجھے لے گئے تو میں ان کے ساتھ چلا گیا اور انہیں قرآن کی تعلیم دی۔ (مسلم ۴۵۰) الغرض جس طرح اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو ہدایت کی تعلیم دی اسی طرح ان جنات کو بھی دی اس لئے کہ ان میں بھی جہالت اور گمراہی بھری پڑی تھی جس طرح انسانوں میں تھی جسکا تذکرہ اس آیت میں بھی کیا گیا وَأَنَّا مِنَّا الصَّالِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَائِقَ قِدَدًا۔ اسکے بعد پھر ان جنات نے کہا کہ اللہ تعالی کی قدرت کو دیکھ کر ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ کوئی بھی اس اللہ کو عاجز نہیں کرسکتا نہ ہی زمین میں اور نہ کہیں اور، اللہ تعالی ہر کسی پر اپنی گرفت کئے ہوئے ہے اور کوئی بھی اسکی گرفت سے دور نہیں جاسکتا اس لئے ہم نے اس اللہ کی اطاعت و بندگی قبول کرلی۔

﴿درس نمبر ۲۲۶۰﴾ **ظالم جہنم کا ایندھن** ﴿الجن ۱۳۔تا۔۱۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَّ اور اَنَّا یہ کہ ہم نے لَمَّا جب سَمِعْنَا سنی الْهُدٰۤى ہدایت اٰمَنَّا ہم ایمان لے آئے بِهٖ اس پر فَمَنْ چنانچہ جو کوئی يُّؤْمِنْۢ ایمان لائے گا بِرَبِّهٖ اپنے رب پر فَلَا يَخَافُ تو وہ نہیں ڈرے گا بَخْسًا کسی نقصان سے وَّ اور لَا رَهَقًا نہ ظلم و زیادتی سے وَّ اور اَنَّا یہ کہ مِنَّا کچھ ہم میں سے الْمُسْلِمُوْنَ مسلمان ہیں وَ اور مِنَّا کچھ ہم میں سے الْقٰسِطُوْنَ ظالم ہیں فَمَنْ چنانچہ جو اَسْلَمَ اسلام لائے فَاُولٰٓئِكَ تو انہوں نے تَحَرَّوْا تلاش کرلی رَشَدًا راہِ حق وَ اور اَمَّا لیکن وہ جو الْقٰسِطُوْنَ ظالم ہیں فَكَانُوْا تو وہ ہیں لِجَهَنَّمَ حَطَبًا جہنم کا ایندھن۔

ترجمہ:۔ اور یہ کہ جب ہم نے ہدایت کی بات سن لی تو ہم اس پر ایمان لے آئے ۔ چنانچہ جو کوئی اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تو اس کو نہ کسی گھاٹے کا اندیشہ ہوگا اور نہ کسی زیادتی کا O اور یہ کہ ہم میں سے کچھ تو مسلمان ہو گئے ہیں اور ہم میں سے (اب بھی) کچھ ظالم ہیں ۔ چنانچہ جو اسلام لا چکے ہیں، انہوں نے ہدایت کا راستہ ڈھونڈ لیا ہے O اور رہے وہ لوگ جو ظالم ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن ہیں ۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں ۔

۱۔ جب ہم نے ہدایت کی بات سنی تو ہم اس پر ایمان لے آئے ۔

۲۔ جو کوئی اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تو اس کو نہ کسی گھاٹے کا اندیشہ ہوگا اور نہ کسی زیادتی کا ۔

۳۔ ہم میں سے کچھ تو مسلمان ہو گئے ہیں اور کچھ ابھی بھی ظالم ہیں ۔

۴۔ جو اسلام لا چکے ہیں انہوں نے ہدایت کا راستہ ڈھونڈ لیا ہے ۔

۵۔ جو لوگ ظالم ہیں وہ تو جہنم کا ایندھن ہیں ۔

چنانچہ ان جنات کی جماعت نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنا اور اسکی توحید کو جانا تو اس رب پر ایمان لے آئے اور اپنے پرانے عقیدوں سے توبہ کر لی، انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ اگر ہم نے اس ہدایت کو نہیں اپنایا تو ہم قیامت کے دن خسارہ اٹھانے والے بن جائیں گے اور جنہوں نے اس ہدایت کو قبول کر لیا انہیں نہ تو کسی گھاٹے کا اندیشہ ہوگا اور نہ ہی کسی زیادتی کا یعنی ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور نہ ہی انکے گناہوں میں کسی قسم کا کوئی اضافہ ہوگا بلکہ انکے ساتھ انصاف کا معاملہ کیا جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے انکے سیئات کو بھی معاف کر دے اور انکا پروردگار یقیناً انہیں کل قیامت کے دن انکے ان اعمال کے نتیجہ میں نعمتوں اور آسائشوں سے نوازے گا اور انہیں اس دن بڑی کامیابی ملے گی یہی بات ان جنات نے بھی کہی کہ جب ہم نے اس قرآن کو سنا اور ہدایت کا علم ہمیں ہوا اور ہمیں توحید کا سبق ملا تو ہم میں سے چند لوگوں نے اس ہدایت کو قبول کر لیا اور مومن بن گئے لیکن ہم میں کچھ ایسے لوگ اب بھی ہیں جو اس واضح کلام کو سننے کے بعد بھی اپنے کفر پر جمے ہوئے ہیں اور حق سے رو گردانی کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں، اب ان میں سے جنہوں نے اسلام قبول کر لیا یقیناً انہوں نے سیدھا اور حق کا راستہ پا لیا اور حق پر چلنے والے ہی کامیاب ہوتے ہیں اور رہے یہ ظالم لوگ جو حق کو جھٹلا کر اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں اور کفر پر اڑے ہوئے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن جہنم کی آگ کے ایندھن کے طور پر انہیں اس میں ڈال دے گا جس سے جہنم کی آگ اور بھڑکنے لگے گی ۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام سے ان جنات کی باتوں کو بیان فرمایا جو انکے درمیان ہوئی اور آپ علیہ السلام نے بطور نصیحت ان کفار مکہ کے سامنے یہ واقعہ بیان فرمایا تاکہ انہیں پتا چلے کہ جن جنات کو تم قادر و قوت والا سمجھتے ہو اور ان سے مدد اور انکی پناہ لیتے ہو وہ خود بھی اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور مجھ پر ایمان لے آئے ہیں اب تمہیں کیا ہو گیا کہ تم ان باتوں کو نہیں مانتے ؟

﴿درس نمبر۲۲۶﴾ **اس عمل سے ہمارا مقصد انہیں آزمانا ہے** ﴿الجن ۱۶۔تا۔۱۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَّاَنْ لَّوِاسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا O لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا O وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا O وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَّ اور اَنْ یہ کہ لَّوِ اگر اسْتَقَامُوْا وہ قائم رہیں عَلَى الطَّرِيْقَةِ سیدھے راستے پر لَاَسْقَيْنٰهُمْ البتہ ہم پلائیں گے انہیں مَّآءً پانی غَدَقًا وافر لِّنَفْتِنَهُمْ تا کہ ہم انہیں آزمائیں فِيْهِ اس میں وَ اور مَنْ جو کوئی يُّعْرِضْ اعراض کرے گا عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ اپنے رب کے ذکر سے يَسْلُكْهُ وہ اسے داخل کرے گا عَذَابًا صَعَدًا سخت عذاب میں وَّ اور اَنَّ یہ کہ الْمَسٰجِدَ مسجدیں لِلّٰهِ صرف اللہ کے لیے ہیں فَلَا تَدْعُوْا الہٰذا نہ پکارو تم مَعَ اللّٰهِ اللہ کے ساتھ اَحَدًا کسی کو بھی وَّ اور اَنَّهٗ یہ کہ لَمَّا جب قَامَ کھڑا ہوا عَبْدُ اللّٰهِ اللہ کا بندہ يَدْعُوْهُ وہ پکارے اس کو كَادُوْا قریب تھے وہ يَكُوْنُوْنَ کہ ہوں وہ عَلَيْهِ اس پر لِبَدًا بھیڑ کر کے پل پڑنے والے۔

ترجمہ:۔ اور (اے پیغمبر! اہل مکہ سے کہو کہ مجھ پر) یہ (وحی بھی آئی ہے) کہ اگر یہ لوگ راستے پر آ کر سیدھے ہو جائیں تو ہم انہیں وافر مقدار میں پانی سے سیراب کریں O تا کہ اس کے ذریعے اُن کو آزمائیں۔ اور جو کوئی اپنے پروردگار کی یاد سے منہ موڑے گا، اللہ اُسے چڑھتے ہوئے عذاب میں پرودے گا O اور یہ کہ سجدے تو تمام تر اللہ ہی کا حق ہیں، اس لئے اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت مت کرو O اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اُس کی عبادت کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو ایسا معلوم ہوا جیسے یہ لوگ اس پر ٹوٹے پڑ رہے ہیں۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! آپ ان مکہ والوں سے کہئے کہ مجھ پر یہ وحی بھی آئی ہے کہ اگر سیدھے راستے پر استقامت کا مظاہرہ کریں تو ہم انہیں خوب پانی سے سیراب کریں گے۔

۲۔ اس عمل سے ہمارا مقصد انہیں آزمانا ہے۔

۳۔ جو کوئی اپنے پروردگار کی یاد سے منہ موڑے گا اللہ تعالیٰ اسے چڑھتے عذاب میں پرودے گا۔

۴۔ سجدہ کئے جانے کے لائق تو بس اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے لہذا تم اسکے ساتھ کسی اور کی عبادت مت کرو۔

۵۔ جب اللہ کا بندہ اس رب کی عبادت کرنے کیلئے کھڑا ہوا تو ایسا معلوم ہوا جیسے یہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑ رہے ہیں

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان جنات کا پورا قصہ اہل مکہ کے سامنے بیان فرمانے کے بعد کہا کہ اللہ تعالیٰ

نے مجھ پر یہ بھی وحی نازل فرمائی ہے کہ اگر تم لوگ بھی ان جنات کی طرح قرآن کو سچا مانو، اللہ پر اور مجھ پر ایمان لے آو، کفر سے توبہ کرتے ہوئے سیدھے راستہ کو اختیار کرلو تو اللہ تعالی تمہیں پانی سے خوب سیراب کرے گا اور جس قحط سالی سے تم لوگ پریشان ہوا سے دور فرمائے گا اور وافر مقدار میں روزی اور غلہ عطا کرے گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ جہاں کہیں بھی پانی ہو وہاں مال ہوتا ہے اور جہاں مال ہوتا ہے وہاں فتنہ ہوتا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ج،۱۸۔۱۹) اس آیت میں اللہ تعالی نے پانی کا ذکر فرمایا لیکن اس سے مراد مال ومتاع کا عطا کیا جانا مراد ہے اس لئے کہ اکثر مال ومتاع کی زیادتی بارش کی وجہ سے ہی ہوتی ہے۔ پھر آگے فرمایا کہ یہ دنیا کی وسعت ہم انہیں اس لئے عطا کریں گے تا کہ ہم انکی آزمائش کرسکیں کہ کون اس دنیا کے پیچھے پڑ کر ہمیں بھول بیٹھتا ہے اور کون اس امتحان میں کامیاب ہوتا ہے کہ ان نعمتوں کے ملنے کے بعد ان نعتوں کے دینے والے رب کا شکرادا کرتا ہے؟ اور کون اس مال کی محبت کو اللہ اور اسکے رسول کی محبت پر غالب آنے نہیں دیتا؟ لیکن جو کوئی اس دنیا کو پانے کے بعد دنیا کا ہی ہو کر رہ جائے اور اللہ کی عبادت اور اسکی اطاعت سے منہ موڑ لے تو اللہ تعالی ایسے شخص کو جہنم کے سخت سے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا کہ جہاں اسے کبھی راحت وسکون میسر نہیں ہوگا۔ عام طور سے انسان کے پاس جب مال آتا ہے اور اسے دنیا میں عیش وعشرت نصیب ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالی کا نافرمان ہوجاتا ہے اور جو اللہ کا نافرمان ہوتا ہے وہ اسکے عذاب کا بھی مستحق ہوتا ہے۔ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم پر فقر کا اندیشہ نہیں ہے بلکہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ تم پر دنیا کو کشادہ کردیا جائے گا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر کیا گیا تو پھر تم اس دنیا کو پانے میں ایک دوسرے کا بڑھ چڑھ کر مقابلہ کروگے اور یہ حرص وطمع تمہیں ہلاک کردے گی جس طرح انہیں کرچکی ہے۔ (بخاری ۴۰۱۵)

لہذا انسان کو چاہئے کہ وہ ہر حال میں چاہے وسعت ہو یا تنگی اللہ تعالی کی عبادت اور اطاعت سے غافل نہ بنے۔ فرمایا کہ جب اللہ تعالی ہی نے انسان کو یہ سب کچھ عطا کیا تو انسان کو چاہئے کہ وہ اسی رب کی عبادت و اطاعت کرے اور عبادت وسجدہ کرنے کے قابل تو بس اللہ تعالی ہی کی ذات کریم ہے، اسکے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے اسی بات کی وحی اللہ تعالی نے مجھے بھیجی ہے کہ بس عبادت اسی رب کی کی جائے اسکے علاوہ کسی اور کی نہیں، علماء تفسیر نے یہاں مساجد سے مراد تمام عبادت گاہیں اور زمین کا ہر کونہ مراد لیا ہے تو اس طور پر مطلب اس آیت کا یہ ہوگا کہ زمین کا ہر حصہ اللہ تعالی کا ہے لہذا جس خالق کی یہ زمین ہے اسکے علاوہ کسی اور کی اس زمین پر عبادت نہ کی جائے۔ (التفسیر المنیر۔ج،۲۹۔ص،۱۷۶) پھر سے جنات والے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اس بات کی بھی وحی مجھ پر بھیجی کہ اس رات جب میں قرآن پڑھ رہا تھا اس وقت جنات کا ہجوم اس قرآن کو سننے کے لئے امڈ پڑا تھا اور ہر کوئی اس قرآن کو سننا چاہتا تھا، انکا ایسا کرنا اس قرآن کریم کے

شوق میں تھا جو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے نازل فرمایا۔ اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہاں پر انسانوں کے تعلق سے بات کہی جا رہی ہے کہ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کفار مکہ کو ایمان کی دعوت دی تو یہ سارے کے سارے لوگ آپ پر امڈ پڑے تاکہ اسلام کے اس نور کو جو آپ علیہ السلام کے ذریعہ پھیل رہا ہے بجھایا جائے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نور کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا ارادہ کرلیا ہے اس لئے وہ کچھ کر نہیں پائے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے کہلوا دیا کہ اے نبی! آپ ان کافروں سے کہہ دو کہ تم جو چاہے کرلو میں تو اس ایک اللہ کو ہی پکاروں گا۔

﴿درس نمبر ۲۲۶۲﴾ میں تو صرف اپنے پروردگار ہی کی عبادت کرتا ہوں ﴿الجن ۲۰ ۔تا۔ ۲۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا O قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا O قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا O اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ط وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلْ کہہ دیجیے اِنَّمَآ بس اَدْعُوْا میں تو پکارتا ہوں رَبِّيْ اپنے رب ہی کو وَ اور لَآ اُشْرِكُ میں شریک نہیں ٹھہراتا ہوں بِهٖٓ اس کے ساتھ اَحَدًا کسی کو بھی قُلْ کہہ دیجیے اِنِّيْ بلاشبہ میں لَآ اَمْلِكُ اختیار نہیں رکھتا لَكُمْ تمہارے لیے ضَرًّا کسی نقصان کا وَّ اور لَا رَشَدًا نہ کسی بھلائی کا قُلْ کہہ دیجیے اِنِّيْ یقیناً لَنْ يُّجِيْرَنِيْ ہرگز پناہ نہ دے گا مجھے مِنَ اللّٰهِ اللہ سے اَحَدٌ کوئی بھی وَّ اور لَنْ اَجِدَ ہرگز نہ پاؤں گا میں مِنْ دُوْنِهٖ اس کے سوا مُلْتَحَدًا کوئی پناہ گاہ اِلَّا سوائے بَلٰغًا پہنچادینے کے مِّنَ اللّٰهِ اللہ کا وَ اور رِسٰلٰتِهٖ اس کے پیغامات وَ اور مَنْ جو کوئی يَّعْصِ اللّٰهَ نافرمانی کرے گا اللہ کی وَ اور رَسُوْلَهٗ اس کے رسول کی فَاِنَّ تو بلاشبہ لَهٗ اس کے لیے ہے نَارَ جَهَنَّمَ آتش جہنم خٰلِدِيْنَ وہ ہمیشہ رہیں گے فِيْهَآ اس میں اَبَدًا ابد تک۔

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں، اور اُس کے ساتھ کوئی شریک نہیں مانتا O کہہ دو کہ نہ تمہارا کوئی نقصان میرے اختیار میں ہے اور نہ کوئی بھلائی O کہہ دو کہ مجھے اللہ سے نہ کوئی بچا سکتا ہے، اور نہ میں اُسے چھوڑ کر کوئی پناہ کی جگہ پاسکتا ہوں O البتہ (جس چیز پر مجھے اختیار دیا گیا ہے، وہ) اللہ کی طرف سے بات پہنچا دینا، اور اُس کے پیغامات ہیں۔ اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، تو اُس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں ایسے لوگ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے کہ میں توصرف اپنے پروردگارہی کی عبادت کرتاہوں۔
۲۔اسکے ساتھ کسی کوشریک نہیں مانتا۔
۳۔اے پیغمبر! کہہ دیجئے کہ نہ تمہارا کوئی نقصان میرے اختیار میں ہے اور نہ ہی کوئی بھلائی۔
۴۔کہہ دیجئے کہ مجھے اللہ سے نہ کوئی بچاسکتاہےاور نہ میں اسے چھوڑ کر کوئی پناہ کی جگہ پاسکتاہوں۔
۵۔البتہ اللہ تعالی کی بات اوراسکے پیغامات پہنچادینا یہ میرے اختیار کی بات ہے۔
۶۔جو کوئی اللہ اوراسکے رسول کی نافرمانی کرے گاتواس کے لئے جہنم کی آگ ہےجس میں ایسےلوگ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔
۷۔جب وہ چیزانہیں نظرآجائے گی جس سے انہیں ڈرایاجارہاہےتوتب انہیں پتا چل جائے گا کہ کس کے مددگارکمزورہیں اور کون تعداد میں کم؟

لہٰذا اے نبی! آپ ان جمع ہونے والوں سے جوآپ کواپنی اس عبادت سے روکنا چاہتے ہیں اور دین کوختم کرنے کی کوشش کررہے ہیں صاف طور پر یہ کہہ دیجئے کہ میں ہرحال میں اپنے رب ہی کی عبادت کروں گا چاہے تم کچھ بھی کرلومیں اس سے باز آنے والانہیں ہوں اوراپنے اس رب کے ساتھ کسی کواسکی عبادت میں شریک نہیں کروں گا۔اب تم لوگ میری اس تبلیغ اوردعوت پرایمان نہیں لارہے ہوتواس میں میرا کوئی عمل دخل نہیں اس لئے کہ میرا کام توبس اللہ تعالی کا پیغام تم تک پہنچانا ہے جومیں کررہاہوں اوررہی بات کسی کوہدایت دینااورنہ دینا یہ اللہ تعالی کا کام ہے، میں نہ کسی کوہدایت سے ہمکنارکرکے اسے نفع پہنچانے کی استطاعت رکھتاہوں اورنہ ہی ہدایت سے دورکرکےنقصان پہنچانے کی طاقت رکھتاہوں، اللہ تعالی کی قدرت ہےجس میں کوئی اسکاشریک نہیں ہوسکتا بلکہ میں خودبھی ہرکام میں اورہرآن اللہ تعالی ہی کی پناہ چاہتاہوں اوریہ بھی جان لوکہ مجھےاس اللہ کےعلاوہ کوئی بچابھی نہیں سکتااسی لئے میں اسی کی پناہ تلاش کرتاہوں اوررہی بات میرے ذمہ جوکام اللہ تعالی نے لگایاہےیعنی اسکاپیغام تم تک پہنچانے کاتومیں نے وہ کام کردیاہےاب تم مانویانہ مانویہ تمہاری مرضی ہےلیکن ہاں! یہ بات بھی جان لوکہ جو کوئی اللہ اوراسکےرسول کی نافرمانی کرتاہے، انکے حکموں اورفیصلوں کوجھٹلاتاہےتواللہ تعالی ایسے شخص کوہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ میں ڈال دیتاہے کہ وہ اس سے کبھی نکل ہی نہیں پائے گا۔اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کوخبردےرہے ہیں اورمشرکین کوڈرابھی رہے ہیں کہ قیامت کے دن انکا کیاحال ہونے والاہے؟ چنانچہ فرمایا کہ اے نبی! یہ مشرکین اورمعاندین جواسلام سے دشمنی رکھتے ہیں اوراسے مٹانے کاارادہ رکھتے ہیں، اپنی اسی حالت پر رہیں گے، انکایہ حال اس وقت تک ہوگاجب تک کہ یہ اس عذاب کونہ دیکھ لیں جسکااللہ تعالی نے ان سے وعدہ کیا ہےخواہ وہ جنگ بدرکاموقع ہویاآخرت کےعذاب کاتب انہیں پتا چل جائے گا کہ جن مسلمانوں کویہ لوگ کمزوراور بے یارومددگارسمجھتے تھے انکے مددگارکون ہیں اوریہ بھی کہ کن کی تعدادزیادہ ہےان مسلمانوں کی یاان مشرکین کی؟

﴿درس نمبر ۲۲۶۳﴾ **وہی سارے بھید کا جاننے والا ہے** ﴿الجن ۲۵۔۲۸﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا O قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا O عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا O اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا O لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ حَتّٰٓى یہاں تک کہ اِذَا جب رَاَوْا وہ دیکھیں گے مَا اس کو جس کا يُوْعَدُوْنَ وہ وعدہ دیئے جاتے ہیں فَسَيَعْلَمُوْنَ تو یقیناً وہ جان لیں گے مَنْ کون اَضْعَفُ کمزور تر ہے نَاصِرًا باعتبار مددگار کے وَّ اور اَقَلُّ کم تر ہے عَدَدًا عدد میں قُلْ کہہ دیجیے اِنْ اَدْرِيْٓ نہیں جانتا میں اَقَرِيْبٌ کیا قریب ہے مَّا وہ جس کا تُوْعَدُوْنَ تم وعدہ دیئے جاتے ہو اَمْ یا يَجْعَلُ مقرر کرتا ہے لَهٗ اس کے لیے رَبِّيْٓ میرا رب اَمَدًا کوئی مدت عٰلِمُ الْغَيْبِ عالم الغیب ہے فَلَا يُظْهِرُ چنانچہ وہ مطلع نہیں کرتا عَلٰى غَيْبِهٖٓ اپنے غیب پر اَحَدًا کسی کو بھی اِلَّا مگر مَنِ جسے ارْتَضٰى وہ پسند کرے مِنْ رَّسُوْلٍ رسول کو فَاِنَّهٗ بیشک وہ يَسْلُكُ مقرر کرتا ہے مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ اس کے آگے وَ اور مِنْ خَلْفِهٖ اس کے پیچھے رَصَدًا محافظ لِّيَعْلَمَ تا کہ وہ جان لے اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا کہ تحقیق انہوں نے پہنچا دیئے ہیں رِسٰلٰتِ پیغامات رَبِّهِمْ اپنے رب کے وَ اور اَحَاطَ اس نے احاطہ کر رکھا ہے بِمَا ان چیزوں کو جو لَدَيْهِمْ ان کے پاس ہیں وَ اور اَحْصٰى اس نے شمار کر رکھا ہے كُلَّ شَيْءٍ ہر چیز کا عَدَدًا گنتی کے اعتبار سے۔

ترجمہ:۔ (اور یہ لوگ نافرمانی کرتے رہیں گے) یہاں تک کہ جب وہ چیز انہیں نظر آجائے گی جس سے انہیں ڈرایا جارہا ہے تو اُس وقت انہیں پتہ چل جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور ہیں، اور کون تعداد میں کم ہے O کہہ دو کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ جس چیز سے تمہیں ڈرایا جارہا ہے، آیا وہ نزدیک ہے یا میرا پروردگار اُس کے لئے کوئی لمبی مدت مقرر فرماتا ہے O وہی سارے بھید جاننے والا ہے، چنانچہ وہ اپنے بھید پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، O سوائے کسی پیغمبر کے جسے اُس نے (اس کام کے لئے) پسند فرمالیا ہو۔ ایسی صورت میں وہ اُس پیغمبر کے آگے اور پیچھے کچھ محافظ لگا دیتا ہے O تا کہ اللہ جان لے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں اور وہ ان کے سارے حالات کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اُس نے ہر ہر چیز کی پوری طرح گنتی کر رکھی ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے کہ مجھے معلوم نہیں کہ جس چیز سے تمہیں ڈرایا جارہا ہے وہ نزدیک ہے یا میرا

پروردگار اس کے لئے کوئی لمبی مدت مقرر فرماتا ہے۔

۲۔وہی سارے بھید کا جاننے والا ہے۔

۳۔وہ اپنے بھید پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے کسی پیغمبر کے جسے اس نے پسند فرمالیا ہو۔

۴۔وہ اس پیغمبر کے آگے اور پیچھے کچھ محافظ لگا دیتا ہے تا کہ اللہ جان لے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغامات پہنچا دئے ہیں۔

۵۔وہ انکے سارے حالات کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ ۶۔اس نے ہر ہر چیز کی پوری طرح گنتی کر رکھی ہے۔

جب اللہ تعالی نے یہ بتلایا کہ عنقریب ان کافروں کو حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ کس کے مددگار کمزور ہیں تو ان مشرکوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ چلو! ہمیں بتادو کہ وہ وقت کب آنے والا ہے یعنی قیامت؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اے نبی! آپ ان بیہودہ سوال کرنے والوں سے کہہ دیجئے کہ جس چیز سے تمہیں ڈرایا جارہا ہے وہ نزدیک ہے یا دور؟ مجھے اسکا علم نہیں بلکہ سارا علم تو اللہ تعالی ہی کو ہے اور میں تو بس اسکا ایک پیغمبر ہوں اور مجھے کسی چیز کا بھی پتا اس وقت تک نہیں چلتا جب تک کہ اللہ ہی مجھے نہ بتلا دے، میں کسی غیبی بات یا بھید کی بات کو نہیں جانتا، وہ اللہ ہی ہے جو ان ساری باتوں کا جاننے والا ہے ہاں! البتہ ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے پیغمبروں کو کچھ غیب کی باتیں بتلا دیتا ہے تا کہ یہ باتیں بطور معجزہ ثابت ہوں اور امت انہیں سچا رسول تسلیم کرے، اور جب اللہ تعالی ان غیب کی باتوں کو اپنے کسی پیغمبر کے پاس بھیجتا ہے تو اسکے ساتھ محافظ فرشتوں کا ایک پورا دستہ رہتا ہے تا کہ شیاطین کو ان باتوں کا کچھ پتا نہ چلے ورنہ وہ لوگ غیب کی ان باتوں میں اپنے سے چار باتیں لگا کر بیان کرتے ہیں۔ یہ پہرہ اللہ تعالی نے اس لئے لگایا ہے تا کہ اسکے پیغمبروں کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ یہ اللہ تعالی ہی کا پیغام ہے جو ان تک ان فرشتوں نے پہنچایا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جب بھی وحی لیکر آتے تو آپ کے ساتھ چار محافظ فرشتے موجود رہتے تھے۔(تفسیر طبری۔ج، ۲۳۔ص، ۶۷۳) اور بعض مفسرین نے کہا کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اس حفاظتی انتظام کا مقصد یہ ہے کہ ان مشرکین کو یہ معلوم ہو جائے کہ جو غیب کی باتیں یہ پیغمبر انہیں سنا رہے ہیں وہ کسی اور کی بتلائی ہوئی نہیں بلکہ خود اللہ تعالی کی بتلائی ہوئی ہے لہذا اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے فرمایا کہ وہ اللہ جو غیب کا علم رکھتا ہے اسے اس بات کا بھی علم ہے کہ فرشتوں کے پاس کیا ہے یعنی وہ کیا چیز لیکر انبیاء کے پاس آرہے ہیں؟ اور جو چیز اللہ تعالی نے انہیں دیکر اپنے نبی تک بھیجی ہے وہ اس نبی تک پہنچی ہے اسکا بھی علم اللہ تعالی کو ہے اور اسکے علاوہ کائنات کی ہر چیز کا اسے علم ہے اور اسکی گنتی بھی وہ جانتا ہے اسلئے کوئی بھی عمل کرنے والا اللہ تعالی کو اپنے عمل سے غافل نہ سمجھے وہ ان سب کے اعمال کو دیکھ کر رہا ہے پھر قیامت کے دن اسکا حساب لے گا۔ اللہ تعالی ہم تمام کو ہر گناہ سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے اور اللہ تعالی کا خوف ہمارے دلوں میں پیدا فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۲۰ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۶۴﴾ قرآن کی تلاوت اطمینان سے صاف صاف کیا کرو ﴿المزمل ۱۔تا۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ○ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلاً ○ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلاً ○ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلاً ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا اے الْمُزَّمِّلُ کپڑے میں لپٹنے والے! قُمِ قیام کیجیے الَّيْلَ رات میں اِلَّا مگر قَلِيْلاً تھوڑا سا نِّصْفَهٗٓ رات کا نصف اَوِ یا انْقُصْ کم کیجیے مِنْهُ اس سے قَلِيْلاً تھوڑا سا اَوْ یا زِدْ زیادہ کیجیے عَلَيْهِ اس پر وَ اور رَتِّلِ پڑھیے الْقُرْاٰنَ قرآن تَرْتِيْلاً ٹھہر ٹھہر کر۔

ترجمہ:۔ اے چادر میں لپٹنے والے! رات کا تھوڑا حصہ چھوڑ کر باقی رات میں (عبادت کے لئے) کھڑے ہوجایا کرو، رات کا آدھا حصہ! یا آدھے سے کچھ کم کرلو یا اس سے کچھ زیادہ کرلو اور قرآن کی تلاوت اطمینان سے صاف صاف کیا کرو۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت سعد ابن ھشام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام لیل (تہجد) کے بارے میں پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا تم سورۂ مزمل نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا ہاں! ضرور پڑھتا ہوں، پھر آپ نے فرمایا کہ جب اس سورت کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب قیام لیل کے لئے کھڑے ہوتے تو (تو اتنی دیر تک نماز پڑھتے کہ) انکے پیروں میں ورم آجاتا، پھر اس سورت کی آخری آیتیں بارہ مہینے آسمان میں رکی رہیں (نازل نہیں ہوئی) پھر جب وہ نازل ہوئیں تو قیام لیل نفل ہوگئی جبکہ وہ پہلے فرض تھی۔ (ابوداود۔ ۱۳۴۲)

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے چادر میں لپٹنے والے! رات کا تھوڑا حصہ چھوڑ کر باقی رات عبادت میں کھڑے ہوجایا کرو۔

۲۔ رات کا آدھا حصہ یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ عبادت کرلو۔

۳۔ قرآن کی تلاوت اطمینان سے صاف صاف کیا کرو۔

پچھلی سورت میں بیان کیا گیا کہ جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو لوگ آپ کے ارد گرد کثیر تعداد میں کھڑے ہوجاتے اور ایسا لگتا تھا کہ وہ آپ پر اُمڈ ہی پڑتے یعنی آپ کو اس عبادت سے روکنے

کے لئے حد سے گزر جاتے، اس سورت میں اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمار ہے ہیں کہ آپ ان سب کی فکر چھوڑ کر صرف اللہ ہی کی کثرت سے عبادت کیجئے اور شام کے وقت بھی بطور خاص اسکی عبادت میں مشغول رہئیے اس لئے کہ رات کی عبادت ہی ایک ایسی عبادت ہے کہ جس کے ذریعہ بندہ اپنے رب سے قوی تعلق پیدا کرسکتا ہے چنانچہ فرمایا کہ اے اپنے آپ کو چادر میں لپٹنے والے! اپنی آرام گاہ سے اٹھو اور رات کا اکثر حصہ اللہ تعالی کی عبادت میں گزارو چاہے وہ آدھی رات ہو یا اس سے زیادہ یا اس سے کم یہ آپ کو اختیار ہے کہ آپ جتنی دیر اس رب کی عبادت کرنا چاہتے ہو کرو، ان آیتوں میں اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو الْمُزَّمِّل کہہ کر مخاطب کیا اسکی کیا وجہ ہے؟ تو اس سلسلہ میں علماء نے دو باتیں نقل کی ہیں پہلی تو یہ کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لیکر آئے تو آپ نے جب انہیں دیکھا تو چونکہ آپ پہلی مرتبہ کسی فرشتہ کو دیکھ رہے تھے اس لئے آپ پر ہیبت اور لرزہ طاری ہو گیا اس کے بعد آپ ﷺ فوراً اپنے گھر آئے اور آ کر کہا کہ ''زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ'' کہ مجھے چادر اڑھادو، مجھے چادر اڑھادو۔ (بخاری۔ ۳) اسی صفت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے آپ کو یہاں یاد فرمایا یَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ اور دوسرا قول علماء نے یہ بیان فرمایا کہ جب آپ علیہ السلام کثرت سے تبلیغ میں مشغول تھے تو مشرکوں کو یہ بات ہضم نہ ہوئی لہذا وہ لوگ آپ کے خلاف سازش کرنے کے لئے اپنے ایک مقام پر جسے ''دار الندوۃ'' کہا جاتا تھا، جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کو کس نام سے موسوم کریں؟ تو بعض نے کہا کہ انہیں کاہن کہا جائے تو بعض نے کہا کہ ساحر اور بعض نے کہا مجنون اور بعض نے تو یہ کہہ دیا کہ انہیں آپس میں جدائیگی ڈالنے والا کہہ کر پکارا جائے چنانچہ جب اس واقعہ کی آپ علیہ السلام کو خبر ہوئی تو آپ غمزدہ اور مایوس ہو کر ایک چادر لپیٹ کر بیٹھ گئے، آپ کی اس مایوسی کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالی نے آپ کو آپ کی اسی حالت سے پکار کر کہا کہ مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں آپ اپنا کام کرتے رہا کیجئے اور اللہ تعالی کی عبادت میں مشغول رہئے اور خاص کر رات کے وقت میں۔ (المعجم الاوسط للطبرانی۔ ۲۰۹۶) اس سورت کا شان نزول یہی روایت معلوم ہوتی ہے جب یہ سورت نازل ہوئی تو اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی قیام لیل کرنے لگے اور ابتداء وحی کے وقت آپ نے ابھی دین کی تبلیغ ہی شروع نہیں کی تھی اس لحاظ سے یہ روایت قریب الفہم معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم۔ پھر آپ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ جب آپ رات میں عبادت کے لئے کھڑے ہو جائیں تو قرآن کریم کی تلاوت بہت ہی اطمینان کے ساتھ اور صاف انداز میں کیا کرو تاکہ تلاوت کا پورا حق ادا ہو جائے اور آپ کی تلاوت کو سن کر دوسرے لوگ بھی اس کلام ہدایت کو سمجھ پائیں اور اسلام لے آئیں، چنانچہ آپ علیہ السلام جب بھی قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو بہت ہی عمدہ اور اچھے انداز سے ٹھہر ٹھہر کر کیا کرتے جیسا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم جب تلاوت کرتے تو بہت ہی ترتیل کے ساتھ خوبصورت آواز میں، ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کیا کرتے تھے حتی کہ وہ سورت جو آپ تلاوت کرتے تھے وہ لمبی

ہونے کے باوجود بھی آپ کی تلاوت کرنے کے انداز سے اور لمبی ہو جایا کرتی تھی۔ (مسلم۔ ۷۳۳) ایک حدیث میں آپ علیہ السلام نے یہاں تک فرمایا کہ جس نے قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر اس کے الفاظ کو مکمل ادا کرتے ہوئے تلاوت نہیں کی تو وہ ہم میں سے نہیں یعنی مومن نہیں۔ (بخاری۔ ۷۵۲۷) لہذا جب بھی قرآن کریم کی تلاوت کی جائے تو ان تمام قواعد اور مخارج کا لحاظ کرتے ہوئے کی جائے جو تلاوت قرآن کے لئے وضع کئے گئے ہیں اور اس طرح تلاوت نہ کی جائے جس طرح عموماً پڑھا جاتا ہے جیسا کہ آج کل لوگ عام طور سے نماز تراویح میں پڑھتے ہیں کہ قرآن کریم کے الفاظ ہی صحیح طور پر ادا نہیں ہوتے، اس طرح تلاوت کرنے سے ثواب کے بجائے گناہ ہوتا ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کچھ قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ جب وہ قرآن پڑھتے ہیں تو قرآن ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ (احیاء علوم الدین للغزالی۔ ج ۱، ص ۲۷۴) اللہ ہم تمام کو قیام لیل اور صحیح انداز میں قرآن کی تلاوت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۲۶۵﴾ ہم آپ پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں ﴿المزمل ۵۔تا۔۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۝ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ اِنَّا یقیناً ہم سَنُلْقِيْ عنقریب ڈالیں گے عَلَيْكَ آپ پر قَوْلًا ایک بات ثَقِيْلًا بہت بھاری اِنَّ بلاشبہ نَاشِئَةَ اٹھنا الَّيْلِ رات کا هِيَ یہ اَشَدُّ زیادہ سخت ہے وَطْاً کچلنے میں وَّ اور اَقْوَمُ زیادہ درست رکھنے والا ہے قِيْلًا بات کو اِنَّ بلاشبہ لَكَ آپ کے لیے فِي النَّهَارِ دن میں سَبْحًا مصروفیت ہے طَوِيْلًا بہت وَ اور اذْكُرِ یاد کیجیے اسْمَ نام رَبِّكَ اپنے رب کا وَ اور تَبَتَّلْ متوجہ ہو جائیے اِلَيْهِ اس کی طرف تَبْتِيْلًا یکسو ہو کر۔

ترجمہ: ۔ ہم تم پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں، بے شک رات کے وقت اٹھنا ہی ایسا عمل ہے جس سے نفس اچھی طرح کچلا جاتا ہے اور بات بھی بہتر طریقے پر کہی جاتی ہے، دن میں تو تم لمبی مصروفیت میں رواں دواں رہتے ہو اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور سب سے الگ ہو کر پورے کے پورے اسی کے ہو رہو۔

تشریح: ۔ ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم آپ پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں۔

۲۔ بے شک رات کے وقت اٹھنا ہی ایسا عمل ہے جس سے نفس اچھی طرح کچلا جاتا ہے اور بات بھی بہتر طریقہ پر کہی جاتی ہے۔

۳۔دن میں تو آپ لمبی لمبی مصروفیتوں میں لگے رہتے ہو، آپ اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو۔
۴۔سب سے الگ ہوکر پورے کے پورے اسی کے ہوجاو۔

قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالی قرآن کی اہمیت وعظمت بیان کررہے ہیں کہ اے پیغمبر! یقینا ہم آپ پر ایک بہت ہی بھاری اور ثقیل کلام نازل کرنے والے ہیں یعنی جس کلام کی تلاوت کا آپ کو ہم نے حکم دیا ہے وہ ابھی اور نازل ہونا باقی ہے، اسے ہم مکمل فرمائیں گے اور وہ کلام بھاری اس لئے ہوگا کہ ہم نے اس میں جو احکامات اور فرائض، حلال وحرام بیان کئے ہیں اس پر عمل کرنا یقینا تھوڑا سا مشکل کام ہوگا اس لئے کہ یہ امت جو آپ کے درمیان موجود ہے وہ پہلے سے ان چیزوں کی عادی نہیں تھی اس لئے انہیں اس جانب موڑنا اور انہیں خود اس پر عمل کرنا تھوڑا سا شاق گزرے گا لیکن جب وہ لوگ اس پر عمل کرنے لگیں گے تب یہ انہیں سب سے آسان معلوم ہوگا اور جس طرح ان پر عمل کرنا انسان کو بھاری لگتا ہے اسی طرح قیامت کے دن یہ کلام میزان عمل میں بھاری ہوگا اس اعتبار سے کہ اس کلام کے ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ملیں گی (ترمذی۔۲۹۱۰) جب سارا قرآن ہی پڑھ لیا جائے تو پھر نیکیوں کی تعداد کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔بعض علماء تفسیر نے یہاں ثقل سے یہ مراد لیا ہے کہ جب وحی آپ علیہ السلام پر نازل ہوتی تو آپ علیہ السلام کو اسکا اتر نا تھکا دیتا تھا یہاں تک کہ سخت جاڑے میں بھی آپ کی پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگتا (بخاری۔۲) اسکے بعد فرمایا گیا کہ جس طرح قرآن کے احکامات پر عمل کرنا شاق اور بھاری ہے اسی طرح رات کے وقت اپنی میٹھی نیند کو چھوڑ کر اللہ تعالی کی عبادت کے لئے کھڑا ہونا بھی یقینا ایک امر شاق ہے جو ہر کسی کے بس کی بات نہیں لیکن جس کسی نے بھی اس پر عمل کرلیا اس نے اپنے نفس کو قابو کرلیا اور نفس کو قابو کرنا ہی اصل کمال کی بات ہے اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيۡلِ هِیَ اَشَدُّ وَطۡـاً اور اس رات کو اٹھ کر عبادت کرنے کا ایک فائدہ بتلاتے ہوئے فرمایا کہ ''وَّاَقۡوَمُ قِيۡلًا'' کہ بات بھی بہتر طریقہ پر جاتی ہے یعنی رات کا وقت سکون اور اطمینان والا ہوتا ہے کہ اس میں کسی قسم کی نہ کوئی مشغولیت ہوتی ہے اور نہ ہی چھل پہل اور شور وغل تو ایسے وقت میں عبادت کرنے میں خشوع وخضوع زیادہ پیدا ہوگا اور بڑے ہی پر سکون انداز میں اپنے رب سے مناجات کیا جاسکتا ہے اور دعائیں مانگی جاسکتی ہیں، رات میں عبادت کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ رات میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان بندہ اسے پالے اور دنیا وآخرت کی کسی بھی بھلائی کا اللہ تعالی سے سوال کرلے تو یقینا اللہ تعالی اسے وہ عطا کرتا ہے۔(مسلم۔۷۵۷)۔آگے فرمایا گیا کہ دن کا وقت تو مصروفیتوں سے بھرا ہوا رہتا ہے کہ انسان کو اس میں اپنی روزی بھی تلاش کرنی ہوتی ہے اور اپنے ضروری کام بھی نمٹانے ہوتے ہیں لیکن ان سب کے باوجود بھی دن کے اوقات میں بھی اللہ تعالی کے ذکر سے غافل نہ رہنا بلکہ جب اسکی عبادت کا وقت آجائے تو ساری دنیا کی فکروں کو ترک کرکے خالص اسی رب کی پورے دل جمعی کے ساتھ عبادت اور ذکر کرنا۔

سورۃ الانشراح میں بھی اللہ تعالی نے فرمایا کہ فَإِذا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَإِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ اے نبی! جب آپ اپنی مشغولیتوں سے فارغ ہوجاؤ تو اپنے آپ کو اللہ تعالی کی عبادت میں تھکاؤ اور ساری کی ساری رغبت اپنے رب ہی کی جانب مبذول کرو۔ اللہ تعالی ہم تمام کو اخلاص کے ساتھ اپنی عبادت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۲۶۶﴾ خوبصورتی کے ساتھ ان سے کنارہ کشی کرلو ﴿المزمل ۹۔تا۔۱۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلاً O وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلاً O وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلاً O اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا O وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ رَبُّ رب ہے اَلْمَشْرِقِ مشرق کا وَ اور اَلْمَغْرِبِ مغرب کا لَآ نہیں اِلٰهَ کوئی معبود اِلَّا سوائے هُوَ اس کے فَاتَّخِذْهُ سو بنا لیجیے اس کو وَكِيْلاً کارساز وَ اور اِصْبِرْ صبر کیجیے عَلٰى مَا ان پر جو يَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں وَ اور اهْجُرْهُمْ انہیں چھوڑ دیجیے هَجْرًا چھوڑ دینا جَمِيْلاً اچھے طریقے سے وَ اور ذَرْنِيْ مجھے چھوڑ دیجیے وَ اور الْمُكَذِّبِيْنَ تکذیب کرنے والے اُولِي النَّعْمَةِ آسودہ حال لوگوں کو وَ اور مَهِّلْهُمْ انہیں مہلت دیجیے قَلِيْلاً تھوڑی سی اِنَّ بلاشبہ لَدَيْنَآ ہمارے ہاں اَنْكَالًا بیڑیاں ہیں وَّ اور جَحِيْمًا بھڑکتی ہوئی آگ وَّ اور طَعَامًا طعام ذَا غُصَّةٍ گلے میں پھنس جانے والا وَّ اور عَذَابًا عذاب اَلِيْمًا بہت دردناک۔

ترجمہ:۔ وہ مشرق ومغرب کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس لئے اسی کو کارساز بنالو۔ اور جو باتیں یہ (کافرلوگ) کہتے ہیں ان پر صبر سے کام لو اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے کنارہ کرلو۔ اور تمہیں جھٹلانے والے جو عیش وعشرت کے مالک بنے ہوئے ہیں ان کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دو اور انہیں تھوڑے دن اور مہلت دو، یقین جانو ہمارے پاس بڑی سخت بیڑیاں ہیں اور دہکتی ہوئی آگ ہے اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا ہے اور دکھ دینے والا عذاب ہے۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ مشرق ومغرب کا مالک ہے۔ ۲۔ اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں لہذا اسی کو اپنا کارساز بنالو۔

۳۔ جو باتیں یہ کافر کہتے ہیں ان پر صبر سے کام لو، خوبصورتی کے ساتھ ان سے کنارہ کرلو۔

۴۔ آپ کو جھٹلانے والے جو عیش وعشرت کے مالک بنے ہوئے ہیں انکا معاملہ مجھ پر چھوڑ دو۔

۵۔ انہیں تھوڑے دن اور مہلت دو، یقین جانو! ہمارے پاس بڑی سخت بیڑیاں اور دہکتی آگ ہے۔

۶۔ گلے میں پھنس جانے والا کھانا اور دکھ دینے والا عذاب ہے۔

پچھلی آیت میں اپنے پروردگار یعنی اللہ تعالی کی عبادت کرنے کا حکم دیا گیا، ان آیتوں میں اس پروردگار کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ وہ پروردگار سارے مشرق ومغرب کا مالک ہے یعنی ساری دنیا پر اسی کی حکومت ہے کہ وہ اس میں جیسا چاہے ویسا کرسکتا ہے اور اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جب وہی مالک ہے تو عبادت کے لائق بھی وہی ہے، اسکے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا جرم ہے لہذا اسی مالک وحاکم کو اپنا کارساز بنالو اور اپنے سارے امور اسی پر چھوڑ دو یقیناوہ بہترین کارساز ہے، سورۂ ھود کی آیت نمبر ۱۲۳ میں یہی حکم دیا گیا فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ ان آیتوں میں اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ ان مشرکین کی جو آپ کو ایذا پہنچانے کے لئے سازشیں کررہے ہیں اور مختلف تکلیفیں دے رہے ہیں، فکرمت کیجئے اور انکا معاملہ اپنے پروردگار پر چھوڑ دیجئے وہ انہیں انکے کئے کی ضرور سزا دے گا فرمایا کہ آپ تو بس اس پر صبر سے کام کیجئے اور ان سے بھڑنے کے بجائے اچھے انداز سے کنارہ کشی اختیار کرلیجئے اور آپ کا جو کام ہے یعنی تبلیغ تو آپ اسی میں مصروف رہئے۔ چونکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف اور ایذا پہنچانے میں مکہ کے سردار قسم کے لوگ ہی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے تو انہی کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ اے نبی! آپ ان جھٹلانے والوں کا معاملہ جو اپنی عیش وعشرت میں ڈوبے ہوئے ہیں ہم پر چھوڑ دیجئے اور بس تھوڑے ہی دن کی انہیں مہلت دیجئے اسکے بعد انکا براحشر ہونے والا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے تھوڑے ہی عرصے بعد جنگ بدر واقع ہوئی۔ (تفسیر قرطبی۔ج ،۱۹۔ص ،۴۶) اور یہ سارے کے سارے مارے گئے، یہ تو تھا ان کا دنیوی عذاب جو انہیں دیا گیا آخرت میں انہیں کس قسم کا عذاب دیا جائے گا بیان کیا جارہا ہے اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۝ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا کہ اللہ تعالی نے ان کے لئے سخت بیڑیاں اور دہکتی آگ تیار کررکھی ہے اور وہاں جہنم میں انہیں ایسا کھانا دیا جائے گا جو انکے گلوں میں ہی اٹک جائے گا نیچے نہیں اترے گا اسکے علاوہ بھی مختلف قسم کے دردناک عذاب اللہ تعالی نے انکے لئے تیار کررکھے ہیں۔ امام شعبی علیہ الرحمہ نے انکو بیڑیاں پہنائے جانے کے بارے میں فرمایا کہ انہیں بیڑیاں اس لئے نہیں پہنائی جائیں گی کہ وہ اس جہنم سے نکل کر بھاگ جائیں گے بلکہ اس لئے پہنائی جائیں گی کہ اگر وہ جہنم کی آگ کی تپش سے بچنے کے لئے اوپر جائیں گے تو وہ بیڑیاں انہیں پھر سے نیچے کھینچ لائیں گی۔ (تفسیر قرطبی۔ج ،۱۹۔ص ،۴۶) اور انہیں جو کھانا دیا جائے گا جسے وہ نہ تو نگل پائیں گے اور نہ ہی واپس باہر نکال پائیں گے وہ جہنمیوں کا خون، پیپ اور زقوم کے درخت کا پھل ہوگا، یہ عذاب ہی بہت دردناک ہے لیکن اسکے باوجود اللہ تعالی فرمارہے ہیں انہیں جہنم میں اور بھی سخت سے سخت اور تکلیف دینے والی سزائیں ہم نے تیار کررکھی ہیں۔ اللہ تعالی ہم تمام کو اپنی نافرمانی اور عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۲۲۶۷﴾ ## جس دن زمین اور پہاڑ لرز اٹھیں گے ﴿المزمل ۱۴۔تا۔۱۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ○ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ○ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَوْمَ جس دن تَرْجُفُ کانپیں گے الْاَرْضُ زمین وَ اور الْجِبَالُ پہاڑ وَ اور كَانَتِ ہوجائیں گے الْجِبَالُ پہاڑ كَثِيْبًا ریت کے ٹیلے مَّهِيْلًا بھربھرے اِنَّآ بلاشبہ ہم نے اَرْسَلْنَآ بھیجا ہے اِلَيْكُمْ تمہاری طرف رَسُوْلًا ایک رسول شَاهِدًا شہادت دینے والا عَلَيْكُمْ تم پر كَمَآ جیسے اَرْسَلْنَآ ہم نے بھیجا تھا اِلٰى فِرْعَوْنَ فرعون کی طرف رَسُوْلًا ایک رسول فَعَصٰى فِرْعَوْنُ چنانچہ نافرمانی کی فرعون نے الرَّسُوْلَ اس رسول کی فَاَخَذْنٰهُ تو ہم نے پکڑ لیا اسے اَخْذًا پکڑنا وَّبِيْلًا نہایت سخت۔

ترجمہ:۔ (جھٹلانے والو!) یقین جانو ہم نے تمہارے پاس تم پر گواہ بننے والا ایک رسول اسی طرح بھیجا ہے جیسے ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول بھیجا تھا، پھر فرعون نے رسول کا کہنا نہیں مانا تو ہم نے اسے ایسی پکڑ میں لے لیا جو اس کے لئے زبردست وبال تھی۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ وہ دن ہوگا کہ جب زمین اور پہاڑ لرز اٹھیں گے۔

۲۔ سارے پہاڑ ریت کے بکھرے ہوئے تودے بن کر رہ جائیں گے۔

۳۔ یقین جانو! ہم نے تمہارے پاس ایک رسول اسی طرح بھیجا ہے جیسے ہم نے فرعون کے پاس بھیجا تھا۔

۴۔ فرعون نے جب اس رسول کا کہنا نہیں مانا تو ہم نے اسے اپنی ایسی پکڑ میں لیا جو اس کے لئے زبردست وبال تھی۔

کافروں کو دیئے جانے والے عذاب کو بیان کرنے کے بعد اس عذاب کے واقع ہونے کا وقت بتلایا جارہا ہے کہ یہ عذاب کافروں کو اس دن دیا جائے گا جس دن ساری زمین اور پہاڑ لرز اٹھیں گے اور جو جو بھی اس زمین میں بسے ہوئے ہیں ان سب کو جھنجوڑ کر رکھ دے گی اور ان پہاڑوں پر اس وقت کی خشیت اس طرح چھا جائے گی کہ وہ ریت کی طرح بکھرے ہوئے تودے بن کر رہ جائیں گے کہ جنہیں ہوا ادھر سے ادھر اڑا لے جاتی ہے، جب یہ عذاب ان مضبوط پہاڑوں کو بھی بھوسہ بنا کر چھوڑ دے گا تو اس وقت انسانوں کا کیا عالم ہوگا؟ اسکا اندازہ نہیں لگایا

جا سکتا، اس لئے اس وقت کے آنے سے پہلے پہلے ہی اس وقت کی تیاری کرلو تا کہ یہ تمہارے بچاؤ کے کام آسکے۔
پچھلی قوموں پر آئے عذاب کی جھلک بیان کرتے ہوئے ان کافروں سے کہا جارہا ہے کہ اے کفارِ قریش! ہم نے تمہارے پاس تم پر گواہ بننے والا ایک رسول بھیجا ہے جو قیامت کے دن تمہارے اعمال کی گواہی دینگے کہ فلاں نے میری اطاعت کی تھی اور فلاں نے نافرمانی کی تھی، ان رسولوں کو بھیجنا کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ان سے پہلے بھی ہم نے بہت سارے رسولوں کو انکی امتوں کے پاس بھیجا تھا جن میں سے تم سے قریب کے ایک رسول حضرت موسیٰ بھی تھے جنہیں ہم نے فرعون اور اسکی سرکش قوم کے پاس بھیجا تھا تا کہ وہ اس رسول کا کہنا مان کر ہدایت اور سیدھے راستہ پر آجائیں لیکن وہ سیدھے راستہ پر آنے کے بجائے اور زیادہ نافرمانی کرنے لگا اور اس رسول کو جھٹلایا، یہی نہیں اسکی نافرمانی کا یہ عالم تھا کہ اس نے اپنے آپ کو رب ہونے کا دعویٰ تک کر دیا فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلٰى لہٰذا ہم نے اسکی نافرمانیوں کی وجہ سے ایسی سخت پکڑ کی کہ وہ اس پکڑ سے بچ نہ سکا اور وہ پکڑ اسکے لئے وبال جان بن گئی کہ اسکی نعش کو تک ہم نے رہتی دنیا تک سامانِ عبرت بنا دیا جسے تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ اس سارے واقعہ کو سنا کر اللہ تعالیٰ کفار مکہ کو ڈرا رہے ہیں کہ اگر تم لوگ بھی اس فرعون کے نقشِ قدم پر چلو گے تو تمہارا بھی یہی حال ہوگا۔

﴿درس نمبر ۲۲۶۸﴾ قیامت کا دن بچوں کو بوڑھا کر دے گا ﴿المزمل ۱۷ تا ۱۹﴾

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبَا ۝ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۝ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَكَيْفَ پھر کیسے تَتَّقُوْنَ بچو گے تم اِنْ اگر كَفَرْتُمْ کفر کیا تم نے يَوْمًا اس دن سے يَّجْعَلُ وہ کر دے گا الْوِلْدَانَ بچوں کو شِيْبَا بوڑھا السَّمَآءُ آسمان مُنْفَطِرٌ پھٹ جائے گا بِهٖ بوجہ اس کے كَانَ ہے وَعْدُهٗ اس کا وعدہ مَفْعُوْلًا کیا ہوا اِنَّ بلاشبہ هٰذِهٖ یہ تَذْكِرَةٌ نصیحت ہے فَمَنْ لہٰذا جو شَآءَ چاہے اتَّخَذَ پکڑ لے اِلٰى رَبِّهٖ اپنے رب کی طرف سَبِيْلًا راستہ۔

ترجمہ:۔ اگر تم بھی نہ مانے تو پھر اس دن سے کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا بنا دے گا ۝ (اور) جس سے آسمان پھٹ پڑے گا، اللہ کے وعدے کو تو پورا ہو کر رہنا ہے، یہ ایک نصیحت کی بات ہے، اب جو چاہے اپنے پروردگار کی طرف جانے والا راستہ اختیار کرلے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر تم لوگ بھی نہ مانیں تو اس دن سے کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا؟

۲۔ جس سے آسمان پھٹ پڑے گا، اللہ کے وعدہ کو تو پورا ہو کر ہی رہنا ہے۔

۳۔ یہ ایک نصیحت کی بات ہے اب اسکے بعد جو چاہے وہ اپنے پروردگار کی طرف جانے والا راستہ اختیار کرلے
چنانچہ اللہ تعالی نے اس واقعہ سے کفار مکہ کو نصیحت کی اور ڈرایا کہ اگر تم لوگ بھی اس فرعون اور اسکی قوم کی طرح اپنے رسول کو جھٹلاوگے اور اسکی نافرمانی کروگے، اسکی اطاعت سے منہ موڑوگے تو تم بھی اللہ تعالی کے اس دن کے عذاب سے بچ نہیں پاوگے جو بچوں کو بوڑھا بنادے گا، اس آیت میں اللہ تعالی نے اس دن کی ہولناکی اور خوفناکی کو بیان کرنے کے لئے یہ تعبیر استعمال فرمائی کہ یہ دن بہت ہی خوف ناک ہوگا کہ وہ بچوں کو بوڑھا بنادے گا یعنی جس طرح ایک نوجوان پر اگر کچھ عرصہ خوف طاری رہے تو اس خوف کی وجہ سے اسکی جوانی ختم ہوجائے گی اور بوڑھے آدمی کی طرح وہ موت کے قریب ہوجائے گا اور جب لوگ کثیر تعداد میں اس دن لوگوں کو جہنم کی طرف جاتا دیکھیں گے تو ان پر ہیبت طاری ہوجائے گی کہ کہیں اگلا نمبر ہمارا تو نہیں؟ بس اسی خوف کو اللہ تعالی نے یوں بیان فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا پڑھی اور فرمایا کہ اس دن سے مراد قیامت کا دن ہے کہ اس دن اللہ تعالی حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا کہ اے آدم! اپنی اولاد میں سے ایک گروہ کو جہنم کی جانب بھیجو، اس پر حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ اے میرے رب! کتنے لوگوں کو بھیجوں؟ مجھے تعداد نہیں معلوم، پھر اللہ تعالی فرمائے گا کہ ہر ہزار آدمیوں میں سے نوسوننانوے لوگوں کو جہنم کی طرف بھیجو ان میں سے بس ایک ہی نجات پانے والا ہوگا، جب یہ بات صحابہ نے سنی کہ ہزار میں سے بس ایک جنتی ہوگا تو انکے چہروں پر خوف کے آثار نظر آنے لگے، جب آپ علیہ السلام نے انکی یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت بہت ہے اور یہ یاجوج ماجوج بھی آپ ہی کی ذریت میں سے ہیں اور جب ان یاجوج ماجوج میں سے کوئی ایک بھی مرتا ہے تو اس ایک کے بدلہ ان میں سو کا ورثہ پیدا ہوتا ہے تو یہی تمہارے لئے جہنم کا ڈھال بنیں گے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی۔ ۱۲۰۳۴) اسکے بعد فرمایا کہ اس خوف کی شدت کی وجہ سے آسمان بھی پھٹ جائے گا، یہ باتیں ایسی ہیں جو سچی ہونے والی ہیں اس لئے کہ یہ اللہ تعالی کا وعدہ ہے اور اللہ تعالی کا وعدہ کبھی جھوٹا نہیں ہوتا وَكَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا اور یہ باتیں جو تمہارے سامنے بیان کی جارہی ہیں وہ تو بس ایک نصیحت کے طور پر کی جارہی ہیں تو جسے یہ نصیحت ماننی ہو مان لے اور اپنے پروردگار کی طرف جانے والا وہ سیدھا راستہ یہ نبی بتارہے ہیں اسے اپنالو اور جسے نہ ماننا ہو وہ اس عذاب کے لئے تیار رہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۶۹﴾ **آپ کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت بھی ایسا کرتی ہے** ﴿المزمل۔۲۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا

تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ اِنَّ یقیناً رَبَّكَ آپ کا رب يَعْلَمُ جانتا ہے اَنَّكَ بیشک آپ تَقُوْمُ قیام کرتے ہیں اَدْنٰى قریب مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ دو تہائی رات کے وَ اور نِصْفَهٗ نصف رات وَ اور ثُلُثَهٗ ایک تہائی رات وَ اور طَآئِفَةٌ ایک گروہ مِّنَ الَّذِيْنَ ان لوگوں میں سے جو مَعَكَ آپ کے ساتھ ہیں وَ اور اللّٰهُ اللہ يُقَدِّرُ اندازہ کرتا ہے الَّيْلَ رات وَ اور النَّهَارَ دن کا عَلِمَ اس نے جان لیا اَنْ لَّنْ یہ کہ ہرگز نہیں تُحْصُوْهُ تم نبھا کرسکو گے اس کا فَتَابَ لہٰذا اس نے توجہ کی عَلَيْكُمْ تم پر فَاقْرَءُوْا چنانچہ تم پڑھو مَا جو تَيَسَّرَ آسان ہو مِنَ الْقُرْاٰنِ قرآن سے عَلِمَ اس نے جان لیا اَنْ بلاشبہ سَيَكُوْنُ ضرور رہوں گے مِنْكُمْ کچھ تم میں سے مَّرْضٰى بیمار وَ اور اٰخَرُوْنَ دوسرے يَضْرِبُوْنَ وہ چلیں گے فِي الْاَرْضِ زمین میں يَبْتَغُوْنَ تلاش کریں گے مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ اللہ کا فضل وَ اور اٰخَرُوْنَ اور دوسرے يُقَاتِلُوْنَ وہ لڑیں گے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ میں فَاقْرَءُوْا تو تم پڑھو مَا جو تَيَسَّرَ آسان ہو مِنْهُ اس سے وَ اور اَقِيْمُوا تم قائم کرو الصَّلٰوةَ نماز وَ اور اٰتُوا تم دو الزَّكٰوةَ زکوٰۃ وَ اور اَقْرِضُوا اللّٰهَ تم قرض دو اللہ کو قَرْضًا حَسَنًا قرضِ حسنہ وَ اور مَا جو کچھ تُقَدِّمُوْا تم آگے بھیجو لِاَنْفُسِكُمْ اپنے نفسوں کے لیے مِّنْ خَيْرٍ کوئی بھلائی تَجِدُوْهُ تم پاؤ گے عِنْدَ اللّٰهِ اللہ کے ہاں هُوَ خَيْرًا بہت بہتر وَّ اور اَعْظَمَ بہت زیادہ اَجْرًا اجر میں وَ اور اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ تم بخشش مانگو اللہ سے اِنَّ بلاشبہ اللّٰهَ اللہ ہے غَفُوْرٌ بہت زیادہ بخشنے والا رَّحِيْمٌ نہایت رحم کرنے والا۔

ترجمہ: ۔ (اے پیغمبر) تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم دو تہائی رات کے قریب، اور کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات (تہجد کی نماز کے لئے) کھڑے ہوتے ہو اور تمہارے ساتھیوں میں سے بھی ایک جماعت (ایسا ہی کرتی ہے) اور رات اور دن کی ٹھیک ٹھیک مقدار اللہ ہی مقرر فرماتا ہے، اسے معلوم ہے کہ تم اس کا ٹھیک حساب نہیں رکھ سکو گے، اس لئے اس نے تم پر عنایت فرمادی ہے، اب تم اتنا قرآن پڑھ لیا کرو جتنا آسان ہو، اللہ کو علم ہے کہ تم میں کچھ لوگ بیمار ہوں گے اور کچھ دوسرے ایسے ہوں گے جو اللہ کا فضل تلاش کرنے کے لئے زمین میں سفر کررہے ہوں گے اور کچھ ایسے جو اللہ کے راستے میں جنگ کررہے ہوں گے، لہٰذا تم اس (قرآن) میں سے اتنا ہی پڑھ لیا کرو جتنا آسان ہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو قرض دو، اچھا والا قرض! اور تم اپنے آپ کیلئے

جو بھلائی بھی آگے بھیجو گے، اسے اللہ کے پاس جا کر اس طرح پاؤ گے کہ وہ کہیں بہتر حالت میں اور بڑے زبردست ثواب کی شکل میں موجود ہے، اور اللہ سے مغفرت مانگتے رہو، یقین رکھو کہ اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

تشریح:۔اس آیت میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے پیغمبر! آپ کا پروردگار جانتا ہے کہ آپ کبھی دو تہائی رات کے قریب تو کبھی آدھی رات تو کبھی تہائی رات تک عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہو۔

۲۔آپ کے ساتھیوں میں سے بھی ایک جماعت ایسا ہی کرتی ہے۔

۳۔رات اور دن کی مقدار ٹھیک ٹھیک اللہ تعالی ہی مقرر فرماتا ہے۔

۴۔اسے معلوم ہے کہ تم اسکا حساب ٹھیک طرح سے نہیں رکھ سکو گے اس لئے اس نے تم پر عنایت فرمادی ہے۔

۵۔اب آپ اتنا قرآن پڑھ لیا کرو جتنا آپ سے آسانی سے ہو سکے۔

۶۔اللہ تعالی کو معلوم ہے کہ تم میں سے کچھ بیمار ہوں گے تو کچھ ایسے بھی ہوں گے جو اللہ کا فضل تلاش کرنے کے لئے زمین میں سفر کر رہے ہوں گے۔

۷۔کچھ ایسے بھی ہوں گے جو اللہ کے راستے میں جنگ کر رہے ہوں گے۔

۸۔لہذا آپ اس قرآن میں سے اتنا ہی پڑھ لیا کیجئے جتنا آپ سے آسانی سے ہو سکے۔

۹۔نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ تعالی کو اچھا قرض دو۔

۱۰۔تم لوگ اپنے آپ کے لئے جو بھلائی بھی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس جا کر اس طرح پاوگے کہ وہ کہیں بہتر حالت میں اور بڑے زبردست ثواب کی شکل میں موجود ہے۔

۱۱۔اللہ تعالی سے مغفرت مانگتے رہو، یقین رکھو اللہ تعالی بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

جب اس سورت کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں تو آپ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب رات رات بھر جاگ جاگ کر عبادتیں کیا کرتے اور انہوں نے سونا ترک کر دیا تھا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اوپر بیان کی جا چکی ہے۔(ابوداود۔ ۱۳۴۲) لہذا ان آیتوں میں اللہ تعالی اس حکم میں تخفیف کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اے پیغمبر! آپ کا پروردگار جانتا ہے آپ رات میں عبادت کرنے کے حکم کی وجہ سے کبھی دو تہائی رات تو کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات اللہ کی عبادت میں کھڑے ہوتے ہیں اور آپ کے اصحاب بھی آپ کی پیروی کرتے ہوئے ایسا ہی عمل کیا کرتے ہیں، اب چونکہ پہلے حکم میں ہم نے کہا تھا کہ آدھی رات یا آدھی رات سے کم یا زیادہ تم عبادت کرو تو تمہارے اصحاب کو اور خود آپ کو بھی یہ پتا نہیں تھا کہ آدھی رات کتنی ہوتی ہے؟ اس لئے وہ اس خوف سے کہ اللہ تعالی کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو جائے ساری ساری رات عبادت کیا کرتے تھے لہذا تمہاری

اس حالت کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالی نے تم پر رحم فرمایا اور تمہارے لئے آسانی پیدا کردی لہذا اس کے بعد رات میں جتنی آپ سے عبادت ہوسکے اتنی ہی کرو اور اگر کبھی نہ ہوسکے تو کوئی بات نہیں، چنانچہ اس طرح اللہ تعالی نے اس پہلے والے حکم کو کہ جس میں رات میں عبادت کرنے کا قطعی طور پر حکم دیا گیا تھا اور اسے فرض قرار دیا گیا تھا، منسوخ کردیا، آگے اللہ تعالی اس حکم کو منسوخ کرنے کی چند وجوہات بیان کررہے ہیں کہ اس حکم میں تخفیف کی وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کے رب کو یہ معلوم ہے کہ آپ میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو بیمار رہتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنی معاش کو حاصل کرنے کی خاطر دور دراز کا سفر کرتے ہیں اپنے شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر اور پردیس چلے جاتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں کہ اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد میں مصروف رہتے ہیں تو ان تمام حالات میں رات کو عبادت کرنا مشکل ہوتا ہے اور اللہ تعالی کسی کو مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا اس لئے اس نے ان کا لحاظ کرتے ہوئے اس حکم کو ہی منسوخ کردیا لہذا اب جس سے جتنا ہوسکے وہ اتنی عبادت کرلے، تعداد اور وقت کی اب کوئی تعیین نہیں ہے لیکن یاد رہے یہ حکم رات کی عبادت کا ہے، اب رہی بات دن کی عبادت کا تو اللہ تعالی نے عبادت کا وقت مقرر کر رکھا ہے اسکی ہر حال میں پابندی کرنا ضروری ہے یعنی پانچوں وقت کی نمازیں، یہ تم پر ابھی بھی فرض ہے لہذا انہیں کسی بھی حالت میں مت چھوڑنا خواہ تم بیمار ہوں، سفر میں ہوں یا جہاد میں ہوں ہاں! البتہ اللہ تعالی نے ان حالتوں میں بھی نماز میں کسی قدر تخفیف کی ہے جسکی تفصیلات دیگر کتابوں میں دیکھ لیں، اسکے بعد فرمایا کہ جو مالی عبادت زکوٰۃ کے طور پر اللہ تعالی نے تم پر فرض کررکھی ہے اسے بھی پابندی سے ادا کرو اسکے علاوہ جتنے بھی نفل اعمال چاہے وہ صدقات ہوں، نمازیں ہوں، تلاوت قرآن ہو یا اور کوئی عبادت، انہیں بھی وقتاً فوقتاً ادا کرتے رہو اس لئے کہ یہ ایک اعتبار سے اللہ تعالی کو قرض دینے کے مماثل ہے کہ جس طرح دیا ہوا قرض قابل حصول ہوتا ہے اسی طرح ان عبادات کا ثواب بھی اللہ تعالی کے ذمہ لازم ہے جو تمہیں کل قیامت کے دن دیا جائے گا لہذا ان اعمال میں بھی سبقت کیا کرو اور یہ بھی یاد رکھو کہ جو بھی عبادت تم کرتے ہو اللہ تعالی کل تمہیں اسکا بہتر سے بہتر بدلہ عطا کرے گا یعنی ایک نیکی جو تم یہاں کرو گے اسکے بدلہ اللہ تعالی قیامت کے دن ایک نیکی کے بجائے دس نیکیوں کا یا اس سے بھی زیادہ نیکیوں کا ثواب عطا کرے گا کیونکہ اللہ تعالی کی شان بڑی ہے اور وہ اعمال کا اجر بھی اپنی شان کے حساب سے عطا کرے گا، چونکہ انسان سے خطائیں اور بھول چوک اعمال میں ہوتی رہتی ہے اس لئے تم اپنے پروردگار سے اس پر مغفرت مانگو تو یقیناً وہ پروردگار انہیں ضرور معاف فرمادے گا اس لئے کہ وہ بہت بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۵۶ آیات پر مشتمل ہے۔

اٹھو اور لوگوں کو خبردار کرو

﴿درس نمبر ۲۲۷۰﴾ ﴿المدثر ۱ تا ۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَاَنْذِرْ ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ○ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ اے لحاف میں لپٹنے والے قُمْ اٹھئے فَاَنْذِرْ پھر ڈرایئے وَ اور رَبَّكَ اپنے رب ہی کی فَكَبِّرْ بڑائی بیان کیجئے وَ اور ثِيَابَكَ اپنے کپڑے فَطَهِّرْ پاک رکھئے وَ اور الرُّجْزَ پلیدی کو فَاهْجُرْ چھوڑ دیجئے وَ اور لَا تَمْنُنْ احسان نہ کیجئے تَسْتَكْثِرُ زیادہ طلب کرنے کے لئے وَ اور لِرَبِّكَ اپنے رب ہی کے لئے فَاصْبِرْ صبر کیجئے

ترجمہ:۔ اے کپڑے میں لپٹنے والے ○ اٹھو اور لوگوں کو خبردار کرو ○ اور اپنے پروردگار کی تکبیر کہو ○ اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو ○ اور گندگی سے کنارہ کرلو ○ اور کوئی احسان اس نیت سے نہ کرو کہ زیادہ وصول کرسکو ○ اور اپنے پروردگار کی خاطر صبر سے کام لو ○

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کے رک جانے کے زمانے کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک روز میں چلا جارہا تھا کہ اچانک میں نے آسمان کی طرف ایک آواز سنی اور میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا وہ آسمان و زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں اس سے ڈر گیا اور گھر آنے پر میں نے پھر کمبل اوڑھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس وقت اللہ پاک کی طرف سے یہ آیات نازل ہوئیں۔ (يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ۔ الخ) اے لحاف اوڑھ کر لیٹنے والے! اٹھ کھڑے ہو اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھو اور گندگی سے دور رہو۔ اس کے بعد وحی تیزی کے ساتھ پے در پے آنے لگی۔ (بخاری۔۴)

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے کپڑے میں لپٹنے والے! اٹھو اور لوگوں کو خبردار کرو، اپنے پروردگار کی تکبیر کہو۔

۲۔ اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور گندگی سے کنارہ کرلو۔

۳۔کوئی احسان اس نیت سے نہ کرو کہ زیادہ وصول کرسکو۔ ۵۔اپنے پروردگار کی خاطر صبر سے کام لو۔

جس طرح پچھلی سورت کی ابتداء نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یَآ اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ کے ذریعہ کی گئی اسی طرح اس سورت کی ابتدا یَآ اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ سے کی گئی اور دونوں سورتوں کا نزول ایک ہی قصہ کے ارد گرد گھومتا ہے اور پچھلی سورت میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت کا حکم دیا گیا تھا اور اس سورت میں تبلیغ کا حکم دیا گیا چنانچہ فرمایا کہ اے اپنے آپ کو چادر میں لپیٹنے والے! اٹھو اور اپنی قوم کو اللہ تعالی کے عذاب وعقاب سے ڈراؤ اگر وہ اسلام نہ لاتے ہوں، جب آپ انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرا رہے ہوں تو اس وقت آپ اپنے رب کی بڑائی و کبریائی بیان کیجئے اور اللہ تعالی کی تکبیر ہر حال میں کیا کیجئے اور ساتھ میں بدن اور کپڑوں کی پاکی کا بھی خاص خیال رکھئے کہ کپڑوں کو گندگی اور ناپاکی سے بچائیے اور اپنے آپ کو بھی گندگی سے بچائے اور اس سے کنارہ کیجئے اس لئے کہ اللہ تعالی پاک لوگوں کو پسند کرتا ہے وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ اللہ انہیں بھی بہت پسند کرتا ہے جو خوب پاک صاف رہتے ہیں۔(البقرہ ۲۲۲) ان آیتوں کی مراد میں علماء تفسیر نے مختلف اقوال بیان کئے ہیں چنانچہ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ میں ثیاب سے مراد عمل، قلب، نفس، جسم اخلاق وغیرہ مراد لئے ہیں اور وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ میں رجز سے مراد بتوں کی گندگی ہے کہ آپ اپنے دل کو بھی پاک رکھئے کہ ان کو کبھی گناہوں کی نجاست نہ لگے اور ساتھ میں بتوں کی عبادت کی جو گندگی ہے اس سے بھی بچے رہیئے اور صرف اللہ تعالی کی عبادت کیا کیجئے، اسی طرح کسی کے ساتھ خیر کا معاملہ یا احسان اس نیت سے نہ کریں کہ اسکے بدلہ میں اس سے زیادہ حاصل کرو یعنی جو تبلیغ کے ذریعہ آپ انہیں اللہ کے راستہ سے جوڑ کر ان پر ایک عظیم احسان کر رہے ہیں تو یہ احسان خالص اللہ کی رضا کے لئے کیجئے، اس لئے نہیں کہ آپ ان پر یہ احسان کریں اور اس کے بدلہ میں ان سے کسی اور چیز کا مطالبہ کرو(تفسیر طبری۔ج، ۲۳۔ص، ۴۱۶) اسکے بعد فرمایا کہ اور جو کوئی آپ کی اس تبلیغ کو نہ مان کر آپ کو تکلیفیں اور ایذائیں پہنچائے تو آپ ان تکلیفوں اور ایذاؤں پر صبر سے کام لیجئے اور اس پر اپنے رب سے اجر اور مدد کی امید رکھئے یقینا اللہ تعالی صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرہ۔۱۵۳) اس سورت کے شان نزول سے متعلق روایت مذکور ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک مدت تک حرا نامی پہاڑی میں خلوت نشین تھا اور جب اس مدت کو ختم کرکے اس پہاڑ سے نیچے اترا تو مجھے کسی نے آواز دی، تو میں نے اپنے دائیں جانب دیکھا نظر کچھ نہیں آیا، بائیں جانب دیکھا تب بھی کچھ نہیں نظر آیا، سامنے اور پیچھے دیکھا تب بھی کچھ نہیں نظر آیا تو پھر میں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو مجھے وہاں کچھ نظر آیا، پھر میں فورا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے چادر اڑھاؤ اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو، تب اللہ تعالی نے یہ آیت یَآ اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ نازل فرمائی۔(بخاری۔۴۹۲۲) قرآن کریم کی سب سے پہلی نازل ہونے والی سورت میں علماء کی دو رائے ہیں ایک نے کہا کہ سورۂ علق اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ہے اور بعض نے

کہا کہ یہی سورت یَآ اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ہے، لیکن درست قول یہی ہے کہ سب سے پہلی وحی سورۂ علق ہے اسکے بعد نازل ہونے والی سورت سورۂ مدثر ہے جیسا کہ بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے جسے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ دنوں تک وحی کا سلسلہ منقطع رہا، ایک وقت کا واقعہ ہے کہ میں چل رہا تھا تو مجھے آسمان سے ایک آواز سنائی دی، جب میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو میں نے دیکھا کہ وہی فرشتہ جس نے حراء پہاڑی میں مجھے پر وحی لائی تھی، آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے، اسے دیکھ کر میں اتنا ڈر گیا کہ زمین کی جانب جھک پڑا اور پھر میں اپنے گھر چلا گیا اور کہا کہ مجھے چادر اڑھاؤ تب اللہ تعالیٰ نے یہ سورت یَآ اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ نازل فرمائی۔ (بخاری۔ ۳۲۳۸)

﴿درس نمبر ۱۷۲۲﴾ **وہ دن بڑا مشکل دن ہوگا** ﴿المدثر ۸۔تا۔۱۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ O فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ O عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ O ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا O وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا O وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا O وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا O ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاِذَا چنانچہ جب نُقِرَ پھونکا جائے گا فِي النَّاقُوْرِ صور میں فَذٰلِكَ تو وہ يَوْمَئِذٍ اس دن يَّوْمٌ دن عَسِيْرٌ سخت دشوار عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کافروں پر غَيْرُ يَسِيْرٍ نہیں آسان ذَرْنِيْ چھوڑ دیجئے مجھے وَ اور مَنْ جسے خَلَقْتُ میں نے پیدا کیا وَحِيْدًا اکیلا ہی وَ اور جَعَلْتُ میں نے کیا لَهٗ اس کے لئے مَالًا مال مَّمْدُوْدًا پھیلا ہوا وَ اور بَنِيْنَ بیٹے شُهُوْدًا حاضر رہنے والے وَّ اور مَهَّدْتُّ میں نے فراخی کی لَهٗ اس کے لئے تَمْهِيْدًا خوب فراخی کرنا ثُمَّ پھر يَطْمَعُ وہ طمع کرتا ہے اَنْ اَزِيْدَ یہ کہ میں زیادہ دوں

ترجمہ:۔ تو وہ بڑا مشکل دن ہوگا O کافروں کے لئے وہ آسان نہیں ہوگا O اس شخص کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا O اور اس کو مال دیا جو دور تک پھیلا پڑا ہے O اور بیٹے دیئے جو سامنے موجود رہتے ہیں O اور اس کے لئے ہر کام کے راستے ہموار کر دیئے O پھر بھی وہ یہ لالچ کرتا ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں۔

تشریح:۔ ان آٹھ آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب صور پھونک دیا جائے گا تو وہ دن بڑا مشکل دن ہوگا، کافروں کے لئے وہ دن آسان نہیں ہوگا۔

۲۔ اس شخص کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا۔

۳۔ پھر اسے مال دیا جو دور تک پھیلا ہوا ہے، بیٹے دیئے جو اسکے سامنے موجود رہتے ہیں۔

۴۔اسکے لئے میں نے ہر کام کے راستے ہموار کردیئے لیکن پھر بھی وہ اس لالچ میں رہتا ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں۔

۵. ہم ایسا ہرگز نہیں کرینگے! وہ تو ہماری آیتوں کا دشمن بن گیا ہے۔

۶. عنقریب میں اسے ایک کٹھن چڑھائی پر چڑھاوں گا۔

۷.اسکا حال تو یہ ہے کہ اس نے سوچ کر ایک بات بنائی۔

آپ علیہ السلام کی اس تبلیغ کے بعد اور ساری باتیں کھول کھول کر بیان کرنے کے بعد بھی جو اس دین کو قبول نہیں کرتا ایسے بدبخت کو کیا سزا دی جائے گی؟ بیان کیا جارہا ہے کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ اس وقت دوسرا صور پھونکا جائے گا تا کہ سارے مردے پھر سے زندہ ہوکر اپنے رب کے پاس حساب و کتاب کے لئے جمع ہوجائیں تو یہ صور پھونکے جانے کا جو وقت ہے وہ کافروں کے لئے بہت ہی سخت ہونے والا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ کے بارے میں نبی رحمت ﷺ کی یہ حدیث بیان کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے کیسا انعام فرمایا (یعنی ابھی صور پھونکنے کا حکم نہیں دیا)، حالانکہ صور پھونکنے والا فرشتہ صور اپنے منہ میں لئے سر جھکائے اس بات کو سننے کا منتظر ہے کہ کب اللہ تعالی اسے اسکا حکم فرمائیں گے؟ جب صحابہ نے یہ سنا تو فرمایا کہ ہم ایسے وقت کیا کہیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ" حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا کہو۔(مسند أحمد ۔ ۳۰۰۸) اللہ تعالی اپنے نافرمانوں کو دھمکی دیتے ہوئے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اے پیغمبر! آپ ایسے شخص کو ہمارے حوالہ کردیجئے جسے ہم نے تنہا اور اکیلا پیدا کیا تھا جب وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھا، اس وقت اس کے پاس کچھ نہ تھا، نہ اولاد تھی اور نہ ہی مال لیکن اسکے بعد ہم نے اسے اتنا مال عطا کیا کہ وہ دور دراز تک پھیل گیا، اور اسے کثیر اولاد بھی عطا کئے جو اسکے پاس، اسکی آنکھوں کے سامنے ہی رہتے ہیں اس کے علاوہ اسکے لئے تمام آسانی اور عیش و عشرت کی راہیں ہموار کردیں اسکے باوجود بھی وہ شخص اس لالچ میں رہا کہ اسے اور مزید مال اور نعمتیں حاصل ہوں، مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہ آیتیں ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئیں جسے اللہ تعالی نے بہت سارا مال عطا کیا تھا، اتنا مال کہ مکہ سے طائف تک اسکا کاروبار پھیلا ہوا تھا، اور اسے اللہ تعالی نے دس سے تیرہ اولاد عطا کئے تھے اسکے باوجود بھی وہ مزید مال حاصل کرنے کی حرص میں تھا، ان آیتوں کے نزول کا واقعہ یہ ہوا کہ ولید بن مغیرہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے اسے قرآن کریم کی چند آیتیں پڑھ کر سنائیں جن سے ایسا محسوس ہونے لگا کہ اس قرآن کی تلاوت نے اسے اسلام کی طرف جھکا دیا ہے چنانچہ جب یہ بات ابوجہل کو پتہ چلی تو وہ ولید کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے چچا! تیری قوم تجھے دینے کے لئے مال جمع کرنا چاہتی ہے اس لئے کہ تو اس دین سے اعراض کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جس پر تو پہلے تھا، اس پر ولید نے کہا کہ قریش یہ بات اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ میں ان سے کئی گنا زیادہ

مالدار رہوں، پھر ابوجہل نے کہا کہ تو پھر آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ مخالف باتیں کہئے تا کہ آپکی قوم جان جائے کہ آپ انکا انکار کرتے ہیں اور انہیں ناپسند کرتے ہیں، ولید نے کہا میں انکے بارے میں کیا کہوں؟ اللہ کی قسم! مجھ سے زیادہ تم میں سے کوئی شعر کو جاننے والا اور اسکے رجز وقصائد سے واقف نہیں ہے اسکے باوجود بھی جو کچھ بھی میں کہوں وہ اس کلام کے ذرہ برابر بھی مشابہ نہیں ہوسکتا جو محمد کہتے ہیں، اللہ کی قسم! انکے کلام میں ایک مٹھاس اور خوبصورتی ہے، اور انکے کلام کی ڈالیں پھل دار ہیں اور جڑیں بہت گہری ہیں، اور یقیناً وہی غالب ہیں ان پر غالب کوئی نہیں، وہ اپنے ماتحت کو توڑ دیتا ہے، اس پر ابوجہل نے کہا کہ آپکی قوم اس وقت تک آپ سے راضی نہیں ہوگی جب تک کہ آپ ان کے بارے میں کچھ کہہ نہ دیں، اس پر ولید نے کہا کہ مجھے کچھ سوچنے دو، پھر جب اس نے سونچا تو کہا کہ یہ جادوگر ہیں کہ اپنے جادو سے دوسروں پر اثر ڈالتے ہیں۔اس پر اللہ تعالی نے یہ آیتیں ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا نازل فرمائی۔(دلائل النبوۃ للبیہقی۔ج،۲۔ص،۱۹۸)

﴿درس نمبر ۲۲۷۲﴾ وہ ہماری آیتوں کا دشمن بن گیا ہے ﴿المدثر ۱۶۔تا۔۲۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ فَقَالَ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَلَّا ہرگز نہیں اِنَّهٗ كَانَ بلاشبہ وہ ہے لِاٰيٰتِنَا ہماری آیات سے عَنِيْدًا سخت عناد رکھنے والا سَاُرْهِقُهٗ عنقریب میں چڑھاوں گا اسے صَعُوْدًا دشوار گزار گھاٹی پر اِنَّهٗ بلاشبہ اس نے فَكَّرَ فکر کیا وَ اور قَدَّرَ اندازہ کیا فَقُتِلَ چنانچہ وہ ہلاک کیا جائے كَيْفَ کیسا قَدَّرَ اس نے اندازہ لگایا ثُمَّ پھر قُتِلَ وہ ہلاک کیا جائے كَيْفَ کیسا قَدَّرَ اس نے اندازہ لگایا ثُمَّ پھر نَظَرَ اس نے دیکھا ثُمَّ پھر عَبَسَ اس نے تیوری چڑھائی وَ اور بَسَرَ منہ بسورا ثُمَّ پھر اَدْبَرَ پیٹھ پھیری وَ اور اسْتَكْبَرَ تکبر کیا فَقَالَ پھر اس نے کہا اِنْ نہیں ہے هٰذَاۤ یہ اِلَّا مگر سِحْرٌ جادو يُّؤْثَرُ جو نقل کیا جاتا ہے

ترجمہ:۔ ہرگز نہیں! وہ ہماری آیتوں کا دشمن بن گیا ہے ۝ عنقریب میں اسے کٹھن چڑھائی پر چڑھاؤں گا ۝ اس کا حال تو یہ ہے کہ اس نے سوچ کر ایک بات بنائی ۝ خدا کی مار ہو اس پر کہ کیسی بات بنائی ۝ دوبارہ خدا کی مار ہو اس پر کہ کیسی بات بنائی ۝ پھر اس نے نظر دوڑائی ۝ پھر تیوری چڑھائی اور منہ بنایا ۝ پھر پیچھے کو مڑا اور غرور دکھایا ۝ پھر کہنے لگا کہ کچھ نہیں یہ تو ایک روایتی جادو ہے۔

تشریح:۔ ان نو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہر گز نہیں! وہ ہماری آیتوں کا دشمن بن گیا ہے۔

۲۔ عنقریب میں اسے ایک ایسی کٹھن چڑھائی پر چڑھاؤنگا۔

۳۔ اس کا حال تو یہ ہے کہ اس نے سوچ کر ایک بات بنائی۔

۴۔ خدا کی مار ہو اس پر کہ کیسی بات بنائی، پھر اس نے نظر دوڑائی، تیور چڑھائے اور منہ بنایا۔

۵۔ پھر پیچھے کو مڑا اور غرور دکھایا، پھر کہنے لگا کہ کچھ نہیں یہ تو بس ایک روایتی جادو ہے۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں اسکی یہ خواہش کہ اسے اور مال دیا جائے، کبھی پوری نہیں ہوگی اس لئے کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کرنے والا اور اسے جھٹلانے والا ہے حالانکہ اس نے اس کلام کی سچائی اور حقیقت کو جان لیا تھا اسکے باوجود اس نے ایسا کیا، ہم اسے اس عمل کی سزا میں ایک ایسی چڑھائی پر چڑھائیں گے جو بڑی کھٹن اور سخت ہوگی یعنی آگ کے پہاڑ پر اسے چلنا ہوگا، چنانچہ اس نے جب کہا تھا کہ مجھے سوچنے دو تا کہ میں انکے بارے میں کچھ کہہ سکوں، اس جانب اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالی فرمارہے ہیں اس نے سوچ کر یہ ایک بات اپنی طرف سے بنالی جو سچ نہ تھی، وہ یہ کہ وہ اس نبی کو ساحر جادوگر اور اس کلام کو سحر یعنی جادو کہنے لگا، یہ اسکا جرم عظیم ہے جسکا اس نے ارتکاب کیا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ خدا کی مار ہو اس پر کہ اس نے یہ کیسی جھوٹی بات اللہ کے کلام اور اسکے رسول کے بارے میں بنالی پھر سے اللہ تعالی اپنی پھٹکار اس پر برساتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ مزید اللہ کی لعنت اس مردود پر ہو جس نے ناحق بات اپنی طرف سے بنالی جسکی کوئی حقیقت اور سچائی نہیں، اس نے جو یہ سرکشی کی ہے اسکی کیفیت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس نے یہ بات اللہ کے کلام اور اسکے رسول کے بارے میں کہنے سے پہلے ادھر ادھر نظر دوڑائی یعنی بہت سوچا کہ آپ کے بارے میں کیا کہا جائے اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ جو بات بھی میں آپ کے بارے میں کہونگا وہ آپ پر صادق نہیں آئے گی اس لئے اس نے بہت ہی غور وفکر کے ساتھ سوچنے لگا کہ ایسی کونسی بات کہی جائے جو آپ کے مناسب ہو، چنانچہ جب مسلمانوں نے اسکا یہ حال دیکھا کہ پہلے تو یہ اسلام کی طرف جھکتا ہوا نظر آرہا تھا اور اب اپنی قوم کی باتوں میں آکر اسلام کے خلاف ہوگیا یا تو انہوں نے اسے اسلام کی طرف بلایا تو اس نے اپنے تیور چڑھالئے اور منہ بنالیا گویا کہ اس نے اپنی ناپسندیدگی اسلام کے لئے ظاہر کی اور پھر اس حق سے پیٹھ پھیر کر تکبر کیا، گویا وہ اپنے آپ کو ہی بڑا اور سب سے اعلی سمجھنے لگا جیسا کہ اس کے اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے جو اس نے قریش سے کہا تھا کہ میں تم سب سے زیادہ مالدار بھی ہوں اور علم والا بھی، الغرض اس نے حد درجہ سوچ کر ایک بات اس کلام اور اس نبی کے بارے میں جس پر یہ کلام نازل ہوا کہی وہ یہ کہ یہ کلام جادو ہے اور یہ نبی جادوگر ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے تسلسل سے انکے پاس

روایتی طور پر آیا ہے جس کے ذریعہ یہ لوگوں میں تفرقہ ڈالتے ہیں اور باپ بیٹے کو ایک دوسرے سے جدا کرتے ہیں اوراس کلامِ الٰہی کے بارے میں کہا کہ یہ کلام کوئی خدائی کلام نہیں بلکہ انسانی کلام ہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۷۳﴾ یہ دوزخ نہ کسی کو باقی رکھے گی اور نہ ہی کسی کو چھوڑے گی ﴿المدثر ۲۵۔تا۔۳۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ O سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ O وَمَآ اَدْرٰكَ مَا سَقَرُ O لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ O لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ O عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔اِنْ هٰذَآ نہیں ہے یہ اِلَّا مگر قَوْلُ الْبَشَرِ قول ایک بشر ہی کا سَاُصْلِيْهِ عنقریب میں داخل کروں گا اسے سَقَرَ جہنم میں وَ اور مَآ اَدْرٰكَ خبر ہے آپ کو مَا کیا ہے سَقَرُ جہنم لَا تُبْقِيْ وہ نہ باقی رکھے گی وَ اور لَا تَذَرُ نہ وہ چھوڑے گی لَوَّاحَةٌ جھلسا دینے والی ہے لِّلْبَشَرِ چمڑے کو عَلَيْهَا اس پر تِسْعَةَ عَشَرَ انیس ہیں

ترجمہ: ۔ کچھ نہیں یہ تو ایک انسان کا کلام ہے O عنقریب میں اس شخص کو دوزخ میں جھونک دوں گا O اور تمہیں کیا پتہ کہ دوزخ کیا چیز ہے؟ O وہ نہ کسی کو باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی O وہ کھالوں کو جھلس دینے والی چیز ہے O اس پر انیس (کارندے) مقرر ہوں گے۔

تشریح: ۔ان چھ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کہا کہ یہ تو ایک انسانی کلام ہے۔

۲۔اللہ تعالی نے فرمایا کہ ہم اسے عنقریب دوزخ میں پھینک دیں گے۔

۳۔تمہیں معلوم بھی ہے کہ دوزخ کیا چیز ہے؟۔

۴۔یہ دوزخ نہ کسی کو باقی رکھے گی اور نہ ہی کسی کو چھوڑے گی۔

۵۔وہ کھالوں کو جھلسا دینے والی چیز ہے۔ ۶۔اس دوزخ پر انیس کارندے مقرر ہیں۔

چنانچہ ولید نے اپنی بنائی ہوئی باتوں کو کہتے کہتے یہ بھی کہہ دیا کہ یہ کلام جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سنا رہے ہیں وہ کوئی ربانیکلام نہیں بلکہ انسان کا ہی کہا ہوا کلام ہے، حالانکہ اللہ تعالی نے ان کہنے والوں سے بطور چیلنج یہ کہہ بھی دیا تھا کہ اگر تم سمجھتے ہو کہ یہ انسان کا کلام ہے تو تم بھی انسان ہی ہو اور سب سے بڑے دانشور اور صاحبِ علم کہلائے جاتے ہو تو پھر تم بھی اس جیسا کلام پیش کر کے دکھاؤ اگر تم کر سکتے ہو تو؟ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ (طور۔ ۳۴) لیکن کسی کے بس کی یہ بات نہ ہو سکی کہ وہ اس جیسا کلام پیش کر پاتے، اور کر بھی کیسے سکتے ہیں جبکہ اللہ تعالی نے خود اس کلام کے بارے میں کہہ دیا کہ اگر ساری کائنات کے انسان اور جنات بھی ایک جگہ جمع ہو کر اس جیسا کلام پیش کرنا چاہیں گے تو نہیں کر پائیں گے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى

أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (بنی اسرائیل ۔ ۸۸)
ان سب باتوں کو جانتے ہوئے بھی ولید نے قرآن کریم کے بارے میں یہ الزام تراشی کی چنانچہ اس جرم کے سبب اللہ تعالی فرمارہیں کہ اسے جہنم میں جھونکا جائے گا، پھر اس جہنم کی ہولنا کی اور اسکے عذاب کی سختی کو بیان کرنے کے لئے بطور سوال ارشاد فرمایا کہ کیاتم جانتے بھی ہو کہ یہ صَقَرَ یعنی جہنم کیسی سخت اور ہولناک جگہ ہے؟ اگر نہیں جانتے تو سنو! اس جہنم میں ایسی آگ بھڑک رہی ہے جو اپنے اندر جانے والے کو پل بھر میں جلا کر رکھ دے گی اور انسان کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہوگا جسے اس آگ نے جلا کر خاک نہ کر دیا ہو یہاں تک کہ یہ آگ ہڈیوں کو تک نہیں چھوڑے گی، اسے بھی جلا کر رکھ دے گی، جب انسان اس آگ میں جل کر خاک ہوجائے گا تو پھر سے اللہ تعالی اسے زندگی بخشیں گے اور پھر سے اسے اسی عذاب میں جلایا جائے گا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ جب جب بھی انکی کھالیں جل کر پک جائیں گی تو ہم اسکی جگہ دوسری کھالیں پیدا کردیں گے تاکہ وہ اس عذاب کا مزہ چکھ پائیں۔ (النساء۔ ۵۶)، انسان کے سارے اعضاء اس آگ میں جل جائیں گے اور اگر اس عذاب کی سختی سے کوئی دوزخی نکل کر بھاگنا چاہے گا تو بھاگ بھی نہیں پائے گا اس لئے کہ اس پر اللہ تعالی نے انیس نگران کار مقرر کررکھے ہیں جو انہیں نکلنے نہیں دیں گے اور اسی دوزخ میں ڈھکیل دیں گے، حضرت برا ابن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودیوں نے ان سے جہنم کے داروغاوں کے بارے میں پوچھا کہ وہ کتنے ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ اور اسکے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، پھر اس کے بعد آپ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ نے یہود کی کہی ہوئی بات بتلائی تو اسی وقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ (البعث والنشور للبیہقی ۔ ۴۶۲)۔ لہذا اس ولید کو بھی اسی جہنم کا ہی حصہ بننا ہے اور ہر اس شخص کو جو ہدایت سے منہ موڑنے والا ہے، اللہم ہم تمام کی دوزخ کے عذاب سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۲۲۷۴﴾ تمہارے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا ﴿المدثر۔ ۳۱﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَمَا جَعَلْنَا أَصْحٰبَ النَّارِ إِلَّا مَلٰئِكَةً ۙ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا ۙ وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۙ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْكٰفِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۚ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَا جَعَلْنَا ہم نے نہیں بنائے اَصْحٰبَ النَّارِ نگران آگ کے اِلَّا مگر مَلٰٓئِكَةً فرشتے ہی وَ اور مَا جَعَلْنَا ہم نے نہیں بنائے عِدَّتَهُمْ تعداد ان کی اِلَّا مگر فِتْنَةً آزمائش کے لئے لِّلَّذِيْنَ ان لوگوں کی جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا لِيَسْتَيْقِنَ تا کہ یقین کرلیں الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اُوْتُوا دیئے گئے الْكِتٰبَ کتاب وَ اور يَزْدَادَ زیادہ ہوں الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوْٓا ایمان لائے ہیں اِيْمَانًا ایمان میں وَّ اور لَا يَرْتَابَ شک نہ کریں الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اُوْتُوا دیئے گئے ہیں الْكِتٰبَ کتاب وَ اور الْمُؤْمِنُوْنَ مومن وَ اور لِيَقُوْلَ تا کہ کہیں الَّذِيْنَ وہ لوگ فِيْ قُلُوْبِهِمْ جن کے دلوں میں مَّرَضٌ بیماری ہے وَّ اور الْكٰفِرُوْنَ کافر مَاذَآ کس چیز کا اَرَادَ اللّٰهُ ارادہ کیا ہے اللہ نے بِهٰذَا ساتھ اس کے مَثَلًا ازروئے مثال کے كَذٰلِكَ اسی طرح يُضِلُّ گمراہ کرتا ہے اللّٰهُ اللہ مَنْ جسے يَّشَآءُ چاہتا ہے وَ اور يَهْدِيْ وہ ہدایت دیتا ہے مَنْ جسے يَّشَآءُ چاہتا ہے وَ اور مَا يَعْلَمُ نہیں جانتا جُنُوْدَ لشکر رَبِّكَ آپ کے رب کے اِلَّا مگر هُوَ وہ وَ اور مَا نہیں هِيَ وہ اِلَّا مگر ذِكْرٰى نصیحت لِلْبَشَرِ بشر کے لئے

ترجمہ:۔ اور ہم نے دوزخ کے یہ کارندے کوئی اور نہیں، فرشتے مقرر کئے ہیں۔ اور ان کی تعداد مقرر کی ہے، وہ صرف اس لئے کہ اس کے ذریعے کافروں کی آزمائش ہو، تا کہ اہلِ کتاب کو یقین آجائے اور جو لوگ ایمان لا چکے ہیں، ان کے ایمان میں اور اضافہ ہو اور اہلِ کتاب اور مومن لوگ کسی شک میں نہ پڑیں، اور تا کہ وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے، اور جو لوگ کافر ہیں، وہ یہ کہیں کہ بھلا اس عجیب سی بات سے اللہ کی کیا مراد ہے؟ اسی طرح اللہ جس کو چاہتا ہے، گمراہ کر دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے، اور تمہارے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور یہ ساری بات تو نوعِ بشر کے لئے ایک یاددہانی کرانے والی نصیحت ہے اور بس!

تشریح:۔ اس آیت میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے دوزخ کے یہ کارندے کوئی اور نہیں بلکہ فرشتے ہیں جو مقرر کئے ہیں۔

۲۔ انکی جو یہ تعداد مقرر کی ہے وہ صرف اس لئے کہ اس کے ذریعہ کافروں کی آزمائش ہو اور اہل کتاب کو یقین آجائے۔

۳۔ جو لوگ ایمان لا چکے ہیں ان کے ایمان میں اضافہ ہو۔

۴۔ اہل کتاب اور مومن لوگ کسی شک میں نہ پڑیں۔

۵۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور کافر لوگ وہ یہ کہیں کہ بھلا اس عجیب سی بات سے اللہ کی کیا مراد ہے؟۔

۶۔ اسی طرح اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

۷۔ تمہارے پروردگار کے لشکروں کو اسکے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۸۔ یہ ساری باتیں تو بس انسانوں کے لئے ایک یاددہانی کرانے والی نصیحت ہے۔

پچھلی آیت میں کہا گیا کہ اللہ تعالی نے جہنم پر انیس کارندوں کو مقرر کر رکھا ہے اب وہ کارندے کون ہیں؟ انکے بارے میں اس آیت میں بیان کیا جارہا ہے کہ وہ انیس کارندے جو جہنم پر مقرر کئے گئے ہیں وہ سارے کے سارے فرشتے ہیں جو کہ اللہ تعالی کے حکم کی کبھی خلاف ورزی نہیں کرتے اور اللہ تعالی نے جو تعداد بیان کی ہے وہ بس اس مقصد کے لئے کہ کافروں کی اس کے ذریعہ آزمائش ہوجائے کہ وہ اللہ تعالی کی اس کہی ہوئی بات پر یقین رکھتے ہیں یا نہیں؟۔ چنانچہ جب پچھلی آیت عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ نازل ہوئی تو قریش کا ایک آدمی جسے ابوالاشدین کہا جاتا تھا اس نے کہا کہ اے قریش کے لوگو! تمہیں یہ انیس کی تعداد خوف زدہ نہ کرنے پائے اس لئے کہ ان میں سے دس کو میں اپنے دائیں بازو سے نمٹ لوں گا اور نو کو اپنے بائیں بازو سے، تب اللہ تعالی نے یہ آیت وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً نازل فرمائی۔ (الدرالمنثور۔ج،۸۔ص، ۳۳۳) کہ تم لوگ ان نو کارندوں کو بہت کمزور سمجھ رہے ہو حالانکہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جن کارندوں کی ہم بات کررہے ہیں وہ کوئی اور نہیں بلکہ اللہ تعالی کے فرشتے ہیں جنکی طاقت وقوت کا تمہیں اندازہ تک نہیں، جب اللہ تعالی کا ایک فرشتہ ہی ساری دنیا کو موت کی گھاٹ اتارنے کے لئے کافی ہے تو پھر ان انیس کی تعداد کے بارے میں تم ہی سوچ لو کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ ایک تو اس تعداد کو بیان کرنے کا مقصد ان کافروں کی آزمائش ہے اور دوسرا مقصد اس کا یہ ہے کہ جو اہل کتاب ہیں انہیں اس کے ذریعہ اس بات کا یقین آجائے کہ یہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ اللہ کے بھیجے ہوئے نبی ہیں اس لئے کہ یہ جو انیس کارندوں کی تعداد کو اس قرآن میں ظاہر کیا گیا ہے وہ انکی پچھلی کتابوں میں بھی بیان کیا گیا، چونکہ دونوں میں موافقت ہے اس لئے اس بات کو دیکھتے ہوئے وہ اہل کتاب آپ کی نبوت کا اقرار کرلیں گے اور اسکے ساتھ مسلمانوں کے ایمان بھی اضافہ ہو کہ ہماری یہ کتاب یعنی قرآن پچھلی تمام کتابوں کے موافق ہی ہے لہذا یہی سچا اور حقیقی دین ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالی نصیحت کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ یہ جو تعداد بیان کی گئی ہے اسکے متعلق اہل کتاب اور مومنوں کو کسی بھی قسم کے شک وشبہ میں نہیں پڑنا چاہیے اللہ تعالی نے یہ کیوں بیان کیا؟ کیا واقعی یہ تعداد انیس ہی ہوگی؟ کیا انیس سے صرف انیس مراد ہیں یا انیس سو یا انیس ہزار یا انیس قسم کے فرشتے مراد ہیں؟ ان باتوں میں پڑنے سے اللہ تعالی نے اہل کتاب اور مومنوں کو روکا ہے کہ یہ شک وشبہ پیدا کرنے والی باتوں سے بچیں اس لئے کہ اللہ تعالی کی کہی ہوئی باتوں میں شک وشبہ وہ لوگ پیدا کرتے ہیں جن کے دلوں میں نفاق ہوتا ہے یا پھر وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اللہ تعالی کا ہی انکار کرتے ہیں تو بھلا ایسے لوگ اللہ تعالی کی کہی ہوئی بات کو کیوں کر مانیں گے، اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَّالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا کہ وہ لوگ جنکے دلوں میں نفاق کا مرض ہے یا یہ کہ وہ لوگ کافر ہیں تو ایسے ہی لوگ کہیں کہ اس مثال کے ذریعہ اللہ تعالی کی کیا مراد ہے؟ اللہ تعالی کی بیان کردہ باتوں میں شک وشبہ کرنا انسان کو گمراہی تک لیجاتا

ہے اور اللہ تعالیٰ جسے گمراہ کرنا چاہتے ہیں اسی کے دل میں اس قسم کے خیالات پیدا کرتے ہیں کہ وہ ان چیزوں میں شک کرنے لگتا ہے اور جسے ہدایت دینا ہوتا ہے انہیں اس شک سے دور رکھتے ہیں كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۔ اسکے بعد فرمایا کہ یہ جو ہم نے جہنم پر مقرر فرشتوں کی تعداد بیان کی ہے انکی اصل تعداد اور حقیقت بس اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ آیا وہ انیس ہی ہیں یا پھر وہ انیس ایسے فرشتے ہیں جنکے ماتحت ہزاروں، لاکھوں فرشتے ہیں، اسکی حقیقت بس اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں، یہ تو بس ایک نصیحت کے طور پر ہمیں بیان کرنا تھا بس ہم نے کر دیا اب جو کوئی اس جہنم کی سختی سے بچنا چاہے وہ اس نصیحت کو قبول کر لے اور جو نہ کرنا چاہے وہ اس عذاب کو پانے کے لئے تیار رہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۷۵﴾ تم میں سے ہر شخص کو آگے بڑھنا یا پیچھے ہٹنا چاہئیے ﴿المدثر ۳۲ـتاـ۳۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَلَّا وَالْقَمَرِ O وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ O وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ O اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ O نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ O لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَلَّا ہرگز نہیں وَالْقَمَرِ قسم ہے چاند کی وَ اور الَّيْلِ رات کی اِذْ جب اَدْبَرَ وہ پیٹھ پھیرلے وَ اور الصُّبْحِ صبح کی اِذَآ جب اَسْفَرَ وہ روشن ہوجائے اِنَّهَا بلاشبہ وہ لَاِحْدَى البتہ ایک ہے الْكُبَرِ بڑی چیزوں میں سے نَذِيْرًا ڈرانے والی لِّلْبَشَرِ بشر کے لئے لِمَنْ اس کے لئے جو شَآءَ چاہے مِنْكُمْ تم میں سے اَنْ يَّتَقَدَّمَ آگے بڑھنا اَوْ یا يَتَاَخَّرَ پیچھے ہٹنا

ترجمہ:۔ خبردار! قسم ہے چاند کی O اور رات کی جب وہ منہ پھیر کر جانے لگے O اور صبح کی جب اس کا اجالا پھیل جائے O کہ یہ بڑی بڑی باتوں میں سے ایک ہے O جو تمام انسانوں کو خبردار کر رہی ہے O تم میں سے ہر اس شخص کو جو آگے بڑھنا یا پیچھے ہٹنا چاہے O

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ خبردار! قسم ہے چاند اور رات کی جب وہ منہ پھیر کر جانے لگے۔

۲۔ صبح کی بھی قسم جب اسکا اجالا پھیل جائے۔

۳۔ اس بات پر کہ یہ بڑی بڑی باتوں میں سے ایک ہے جو انسان کو خبردار کر رہی ہے۔

۴۔ تم میں سے ہر اس شخص کو آگے بڑھنا یا پیچھے ہٹنا چاہے۔

اللہ تعالیٰ ان مشرکین کو جنہوں نے کہا تھا کہ ہم ان جہنم کے انیس کارندوں کے لئے کافی ہوجائیں گے،

خبردار کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ یہ تمہاری سوچ بالکل غلط ہے کہ تم ان فرشتوں کی جماعت کو پچھاڑ دو گے، ایسا ہرگز ہونے والا نہیں ہے اور تمہاری حیثیت ان فرشتوں کے سامنے سوائے کیڑے مکوڑوں کے اور کچھ نہیں۔ اللہ تعالی نے جہنم کی حقیقت سے آگاہ کرنے اور اس سے غفلت نہ برتنے کے لئے چاند، رات اور دن کی قسم کھا کر کہا کہ اس جہنم کی آگ کو ہلکا نہ سمجھو، یہ بہت ہی خطرناک اور ہولناک چیزوں میں سے ایک ہے چنانچہ فرمایا کہ قسم ہے چاند اور رات کی جب وہ منہ پھیر کر جانے لگے اور دن کی کہ جب اسکا اجالا پھیلنے لگے، یعنی جس طرح نہ چاند کی چاندنی باقی رہتی ہے اور نہ رات کا اندھیرا اور ایسے ہی نہ دن کا اجالا ہمیشہ کے لئے باقی رہتا ہے بلکہ یہ سب ختم ہونے والے ہیں، اسی طرح انسان بھی ایک دن ختم ہو جائے گا اور جب یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا تو قیامت کا دن شروع ہوگا اس دن وہ آگ تمہیں دکھائی جائے گی جس سے تمہیں ڈرایا جا رہا ہے اور وہ آگ بہت ہی المناک چیزوں میں سے ایک چیز ہے کہ جو بھی اس میں جائے گا، جل کر خاک ہو جائے گا، یہ ساری چیزیں جو بیان کی جا رہی ہے وہ بس انسان کو خبردار کرنے کے لئے ہیں کہ جو کوئی خیر کی طرف سبقت کر رہا ہے وہ اس سے بچنے کے لئے اور زیادہ خیر کے کام کرنے میں لگ جائے اور جو کوئی اچھائی سے کنارہ کر کے برائی اور گناہوں میں مبتلا ہے وہ اپنے گناہوں سے باز آجائے، چنانچہ ہم نے تو سب کچھ کھول کھول کر تمہارے سامنے بیان کر دیا کہ اچھائی کا کیا صلہ ملنے والا ہے اور برائی پر کیا سزا ملنے والی ہے؟ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے چاہے تم ہدایت کو اختیار کرو یا گمراہی کو فَمَنۡ شَآءَ فَلۡيُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡيَكۡفُرۡ جو ایمان لانا چاہتا ہے وہ ایمان لالے اور جو کفر پر اڑے رہنا چاہتا ہے وہ اڑے رہے۔ (الکھف۔ ۲۹) لیکن یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ جو ہدایت کو اپنائے گا اسے تو نعمتوں والی جنت ملے گی اور جو ضلالت و گمراہی کو اختیار کرے گا تو یہ سَقَرُ ہی اسکا ٹھکانہ ہوگا۔

﴿درس نمبر ۶۲۲۷﴾ **ہر شخص اپنے کرتوت کی وجہ سے گروی رکھا ہوا ہے** ﴿المدثر ۳۸۔ تا۔ ۴۱﴾

أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا كَسَبَتۡ رَهِيۡنَةٌ ۝ اِلَّاۤ اَصۡحٰبَ الۡيَمِيۡنِ ۝ فِىۡ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوۡنَ ۝ عَنِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كُلُّ ہر نَفۡسٍ نفس بِمَا اس کے بدلے جو كَسَبَتۡ اس نے کمایا رَهِيۡنَةٌ گروی ہے اِلَّاۤ مگر اَصۡحٰبَ الۡيَمِيۡنِ دائیں والے فِىۡ جَنّٰتٍ باغات میں يَتَسَآءَلُوۡنَ باہم سوال کریں گے عَنِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ مجرموں کے بابت

ترجمہ:۔ ہر شخص اپنے کرتوت کی وجہ سے گروی رکھا ہوا ہے ۝ سوائے دائیں ہاتھ والوں کے ۝ کہ وہ جنتوں میں ہوں گے، وہ پوچھ رہے ہوں گے ۝ مجرموں کے بارے میں ۝

تشریح:۔ان چار آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ہر شخص اپنے کرتوت کی وجہ سے گروی رکھا ہوا ہے۔

۲۔سوائے دائیں ہاتھ والوں کے کہ وہ جنتوں میں ہوں گے۔

۳۔وہ مجرموں کے بارے میں پوچھ رہے ہوں گے۔

قیامت اور دوزخ سے ڈرانے اور نصیحت کرنے کے بعد اللہ تعالی آگے یہ بیان فرما رہے ہیں کہ انسان کو اس دن وہی دیا جائے گا جو اس نے کیا ہوگا چنانچہ فرمایا کہ ہر شخص اپنے اعمال کی وجہ سے گروی رکھا ہوا ہے یعنی بدلہ دیا جائے گا اس نے دنیا میں جو کیا ہوگا اسے آخرت میں اسی کا صلہ دیا جائے گا کہ برائی کی ہوگی تو برائی کا اور اگر اچھائی کی ہوگی تو اچھائی کا۔ اللہ تعالی نے دائیں ہاتھ والوں یعنی ایمان والوں کا استثنا کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ ایسے ہیں جنکے گناہ اللہ تعالی انکی نیکیوں کے بدلہ معاف فرمائے گا اور ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی انکے ایمان لانے کی وجہ سے انکے گناہ بھی اپنی رحمت سے معاف فرما دے، یہ خصوصی معاملہ ہوگا جو اللہ تعالی مومنوں کے ساتھ کرے گا اور انہیں عیش و عشرت والے باغات میں داخل کرے گا جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی ہر اس شخص کو جہنم سے نکالے گا جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہا ہوگا اور اسکے دل میں جو کے برابر بھی ایمان رہا ہوگا اور اس شخص کو بھی جہنم سے نکالے گا جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہا ہوگا اور اسکے دل میں گیہوں کے برابر بھی ایمان رہا ہوگا، حتی کہ اس شخص کو بھی جہنم سے نکال دے گا جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہا ہوگا اور اسکے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان رہا ہوگا۔(بخاری۔۴۴) یہ خاص معاملہ ہوگا اللہ تعالی کا ایمان والوں کے ساتھ لیکن ایسا ہرگز نہیں کہ اللہ تعالی کافروں پر ظلم کرے گا بلکہ انہیں ان کے اعمال کی سزا دیجائے گی جو انہوں نے کیا ہے، یعنی کفر اور شرک کی، اس لئے کہ یہ ایسے گناہ ہیں جو اللہ تعالی کبھی معاف نہیں کرے گا اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ (النساء۔۴۸) اور یہ اللہ تعالی کا انکے ساتھ عدل ہے ظلم نہیں ہاں! البتہ ایمان والوں کے ساتھ اللہ تعالی کا ایک خاص احسان ہے جو وہ انکے ایمان لانے کی وجہ سے کیا جائے گا۔ چنانچہ جب ان ایمان والوں کو انکے ایمان کی بدولت جنت میں داخل کیا جائے گا تو یہ ایمان والے ان آرامدہ باغات میں ٹیک لگائے بیٹھے ان جہنم میں جانے والوں سے انکے جہنم میں جانے کا سبب پوچھیں گے کہ دیکھو! ہم نے اللہ اور اسکے رسول پر ایمان قبول کیا تو ہمیں اللہ تعالی نے یہ انعام عطا کیا لیکن تم نے ایسا کیا کیا تھا کہ جسکی وجہ سے تمہیں اس جہنم کی آگ میں ڈالا گیا؟ اسی کا تذکرہ اگلی آیتوں میں کیا جا رہا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۷۷﴾ تمہیں کس چیز نے دوزخ میں داخل کر دیا ہے ﴿المدثر ۴۲۔تا۔۴۷﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ O قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ O وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ O

وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ مَا کس چیز نے سَلَكَكُمْ داخل کیا تمہیں فِيْ سَقَرَ جہنم میں قَالُوْا وہ کہیں گے لَمْ نَكُ نہیں تھے ہم مِنَ الْمُصَلِّيْنَ نمازیوں میں سے وَ اور لَمْ نَكُ نہیں تھے ہم نُطْعِمُ کھانا کھلاتے الْمِسْكِيْنَ مسکینوں کو وَ اور كُنَّا تھے ہم نَخُوْضُ مشغول ہوتے مَعَ الْخَآئِضِيْنَ مشغول ہونے والوں کے ساتھ وَ اور كُنَّا تھے ہم نُكَذِّبُ تکذیب کرتے بِيَوْمِ الدِّيْنِ روز جزا کی حَتّٰۤى یہاں تک کہ اَتٰىنَا آ گئی ہمیں الْيَقِيْنُ موت

ترجمہ:۔ کہ تمہیں کس چیز نے دوزخ میں داخل کر دیا؟ ۝ وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے ۝ اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے ۝ اور جو لوگ بے ہودہ باتوں میں گھستے ہم بھی ان کے ساتھ گھس جایا کرتے تھے ۝ اور ہم روز جزا کو جھوٹ قرار دیتے تھے ۝ یہاں تک کہ وہ یقینی بات ہمارے پاس آ ہی گئی۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جنتی لوگ دوزخیوں سے پوچھیں گے کہ تمہیں کس چیز نے دوزخ میں داخل کر دیا؟

۲۔ وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔

۳۔ ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

۴۔ جو لوگ بے ہودہ باتوں میں لگتے، ہم بھی انکے ساتھ اسی میں لگ جایا کرتے تھے۔

۵۔ ہم روز جزا کو جھوٹ قرار دیتے تھے۔

۶۔ ہم انہی کاموں میں تھے حتی کہ ہمارے پاس وہ یقینی بات آ گئی۔

چنانچہ جب جنت کی عمدہ نشستوں پر بیٹھے یہ جنتی ان دوزخیوں سے سوال کریں گے کہ ہمیں اللہ تعالی کی اطاعت اور فرمانبرداری کی وجہ سے اس جنت میں جگہ دی گئی لیکن تم نے ایسا کیا کیا تھا کہ تمہیں یہاں دوزخ میں آنا پڑا؟ اس پر وہ دوزخی لوگ جواب دیں گے کہ پہلے تو ہم اپنے رب کی اس طرح عبادت نہیں کرتے تھے جس طرح تم لوگ اے مومنو! عبادت کیا کرتے تھے یعنی ہم اس رب کے سامنے سر جھکا کر نماز پڑھنے سے انکار کرتے تھے اور ہم بے نمازیوں میں سے تھے، نماز کی اہمیت کو بتلاتے ہوئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان اور کفر کے درمیان جو چیز فرق کرنے والی ہے وہ نماز کا چھوڑنا ہے۔ (مسلم۔ ۸۲) اور فرمایا کہ ہمارے اور ان منافقین کے درمیان نماز کا معاہدہ ہے سو جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا (ترمذی۔ ۲۶۲۱) لہذا انکا یہاں نماز نہ پڑھنا گویا کہ کفر کرنا ہے جسکی سزا انہیں یہاں دی جا رہی ہے اور دوسری بات یہ کہ اللہ تعالی نے ہمیں اپنے فضل سے مال و دولت عطا کی تھی لیکن ہم اسکے باوجود اسکے دیئے ہوئے مال میں سے غربا و مساکین کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! مسکین کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ، اگر

تمہارے پاس کھجور کا ایک ٹکڑا ہو تو وہی اسے دیدو اور ہاں! مسکینوں سے محبت کرو اور انہیں اپنے قریب کرو اس لئے کہ اسکی وجہ سے اللہ تعالی کل قیامت کے دن تمہیں اپنے قریب کرے گا۔ (ترمذی۔ ۲۳۵۲) چونکہ ان کافروں نے مسکینوں کو دھتکارا تھا اور انہیں کھانے کو تک نہیں دیا ہے اس لئے اللہ تعالی نے بھی انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا اور جہنم میں ڈال دیا اور تیسری وجہ جو انکے جہنم میں جانے کی ہے وہ یہ کہیہ جہنمی جنتیوں سے کہیں گے کہ ہم ان بے ہودہ گفتگو کرنے والوں کا ساتھ دیا کرتے تھے جو قرآن اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بے ہودہ باتیں کیا کرتے تھے یعنی وہ لوگ قرآن کو جادو اور آپ علیہ السلام کو جادوگر وغیرہ کہا کرتے تھے تو ہم بھی انہی کی طرح کہا کرتے تھے جسکی ہمیں یہ سزا مل رہی ہے اور آخر میں سب سے اہم بات جسکی وجہ سے ہمیں یہ جہنم ملی وہ یہ ہے کہ ہم آخرت کا اور یوم جزا کا انکار کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ جو بھی ہے بس یہی زندگی ہے، اسکے بعد نہ کسی کو زندہ ہونا ہے اور نہ ہی اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اور پھر نہ کسی جنت کا تصور ہے اور نہ ہی جہنم کا، بس اسی سوچ نے ہمیں آخرت کے انجام سے غافل کر رکھا تھا اور ہم دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ کر گناہ پر گناہ کرتے گئے یہاں تک کہ وہ حق بات یعنی موت نے ہمیں آ گھیرا اور ہم یہاں جہنم میں پہنچ گئے۔

﴿درس نمبر ۲۲۷۸﴾ سفارش کرنے والوں کی سفارش ایسے لوگوں کے کام نہیں آئے گی ﴿المدثر ۴۸۔تا۔۵۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ O فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ O كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ O فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ O بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً O كَلَّا ؕ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَمَا تَنْفَعُهُمْ چنانچہ نفع دے گی شَفَاعَةُ سفارش الشّٰفِعِيْنَ سفارش کرنے والوں کی فَمَا لَهُمْ پھر کیا ہے عَنِ التَّذْكِرَةِ نصیحت سے مُعْرِضِيْنَ منہ موڑنے والے ہیں كَاَنَّهُمْ گویا کہ وہ حُمُرٌ گدھے ہیں مُّسْتَنْفِرَةٌ بدکنے والے فَرَّتْ وہ بھاگے ہیں مِنْ قَسْوَرَةٍ شیر سے بَلْ بلکہ يُرِيْدُ چاہتا ہے كُلُّ ہر امْرِئٍ آدمی مِّنْهُمْ ان میں سے اَنْ يُّؤْتٰى کہ وہ دیا جائے صُحُفًا صحیفے مُّنَشَّرَةً کھلے ہوئے كَلَّا ہرگز نہیں بَلْ بلکہ لَّا يَخَافُوْنَ نہیں ڈرتے وہ الْاٰخِرَةَ آخرت سے

ترجمہ:۔ چنانچہ سفارش کرنے والوں کی سفارش ایسے لوگوں کے کام نہیں آئے گی O اب ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ نصیحت کی بات سے منہ موڑے ہوئے ہیں؟ O اس طرح جیسے وہ جنگلی گدھے ہوں O جو کسی شیر سے (ڈر کر) بھاگ پڑے ہوں O بلکہ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے کھلے ہوئے صحیفے پکڑا دیئے جائیں O ہرگز نہیں! بات اصل میں یہ ہے کہ ان کو آخرت کا خوف نہیں ہے۔

تشریح:۔ان چھ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ چنانچہ سفارش کرنے والوں کی سفارش ایسے لوگوں کے کام نہیں آئے گی۔

۲۔لوگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ اس نصیحت کی بات سے منہ موڑے ہوئے ہیں؟

۳۔اس طرح جیسے کہ وہ جنگلی گدھے ہوں جو ڈر کر بھاگ گئے ہوں۔

۴۔ان میں سے ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ انہیں کھلے ہوئے صحیفے پکڑا دیئے جائیں۔

۵۔ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ بات تو یہ ہے کہ انہیں آخرت کا خوف نہیں۔

اس جہنم میں ہمیشہ رہنے والوں کے بارے میں اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ کوئی سفارش کل قیامت کے دن ان جہنمیوں کے کام نہیں آئے گی چاہے وہ سفارش کوئی فرشتہ کرے، نبی کرے یا پھر کوئی نیک اولاد یا انسان، کسی کی بھی سفارش کو ان ابدی جہنمیوں کے حق میں قبول نہیں کیا جائے گا، سفارش تو اللہ تعالی ایسے مومنوں کے حق میں قبول فرمائے گا جنکے گناہوں کی وجہ سے انہیں جزوی طور پر جہنم میں ڈالے جانے کا حکم ہو گیا ہو یا ڈالا جاچکا ہو گا تو پھر جب کوئی سفارش کرنے والا انکے حق میں سفارش کریگا تو اللہ تعالی اسکی سفارش اس مومن کے حق میں قبول فرما کر اسے جہنم سے نکال کر جنت میں ڈال دیں گے، چنانچہ بہت سی احادیث سے ایمان والوں کے حق میں سفارش کے قبول ہونے کا تذکرہ آیا ہے جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ لوگوں کی سفارش کے ذریعہ اللہ تعالی ہر اس شخص کو جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہ کہا ہو گا جہنم سے نکالے گا (مسلم۔۱۹۱) لیکن جس نے کفر کیا ہو گا انہیں کسی کی بھی سفارش پر جہنم سے نہیں نکالا جائے گا جیسا کہ اس آیت میں بیان کیا گیا۔اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ جب ہم نے یہ واضح طور پر بتلا دیا کہ کن کاموں کی وجہ سے جنت ملے گی اور کن کاموں کی وجہ سے جہنم تو اسکے باوجود بھی تمہیں کیا ہو گیا کہ تم ہماری اس نصیحت سے منہ موڑے ہوئے ہو اور اس پر عمل نہیں کرتے؟ اور جب انہیں اس نصیحت کی جانب بلایا جاتا ہے تو یہ لوگ اس نصیحت سے اس طرح بھاگتے ہیں جیسے کہ کوئی جنگلی گدھا کسی شیر کو دیکھ کر بھاگتا ہے اس خیال سے کہ کہیں وہ میرا شکار نہ کرلے، ان کفار و مشرکین کا بھی حال اسی گدھے کی طرح ہے کہ انہیں لگتا ہے کہ انہیں جو اس نصیحت کی جانب بلایا جارہا ہے وہ دراصل انہیں موت کی طرف ہی بلایا جارہا ہے بس اسی خوف سے یہ لوگ اس سے دور بھاگ رہے ہیں اور انکے اس حق بات سے بھاگنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ یہ کافر لوگ آپ علیہ السلام اور اس کتاب پر اس لئے ایمان نہیں لارہے ہیں کہ انکی خواہش یہ ہے کہ ان کے پاس آسمان سے کوئی کتاب کھلے طور پر آجائے جس میں یہ لکھا ہو کہ یقینا آپ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں جیسا کہ سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۲۴ میں کہا گیا وَإِذَا جَآءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَا أُوْتِيَ رُسُلُ اللهِ کہ جب کبھی ان کے پاس کوئی نشانی آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ وہی نشانی جو اللہ

کے رسولوں پر اترتی ہے ہمارے اوپر بھی اتر نہ جائے ۔ اللہ تعالی کو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن ان کفار کی خصلت ایسی ہے کہ اگر وہ نشانی یا کھلی کتاب ان کے پاس آ بھی جائے تب بھی یہ لوگ اسے قبول نہیں کریں گے جیسا کہ سورۃ انعام کی آیت نمبر ۷ میں کہا گیا وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ اگر ہم آپ پر کوئی ایسی کتاب نازل کرتے جو کاغذ پر لکھی ہوئی ہوتی اور یہ لوگ اسے ہاتھ سے چھو کر بھی دیکھ لیتے تو جن لوگوں نے کفر اپنایا ہے وہ پھر بھی یہی کہتے کہ یہ کھلا ہوا جادو ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالی آگے فرمارہے ہیں کہ انکی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہوگی کہ انکے پاس کھلے صحیفے آسمان سے آئیں اس لئے کہ اگر سبھی کے پاس کتاب آجاتی تو پھر ہر کوئی اپنی اپنی من مانی چلاتا اور اس طرح سارے لوگ بکھر کر رہ جاتے اور ایک امت کا جو تصور ہے وہ باقی نہ رہتا اس لئے اللہ تعالی نے اپنی نبوت کے لئے اسی ایک نبی کو چنا ہے لہذا اگر ایمان لانا ہو تو اسی نبی پر ایمان لے آؤ ورنہ تمہارے ایمان کی اللہ تعالی کو کوئی ضرورت نہیں، تمہارے ایمان نہ لانے کی وجہ دراصل یہ نہیں ہے کہ تمہارے پاس کوئی آسمانی کتاب نہیں آئی ، بلکہ تم لوگ تو آخرت سے غافل بیٹھے ہو اور اس کا انکار کرتے ہو اس لئے دل بہلائی کے لئے جو منہ کو آیا کہہ دیتے ہو، اگر تمہیں آخرت کا کچھ خوف ہوتا تو تم ایسی باتیں کبھی نہ کرتے، یہی ایک قرآن ہے جس کو ہم نے اتارا ہے وہ نصیحت کے لئے کافی ہے اسکے علاوہ ہم کوئی اور کتاب یا صحیفہ نازل نہیں کریں گے، جسے ماننا ہو وہ مانے اور جسے نہ ماننا ہو وہ نہ مانے ۔

﴿درس نمبر ۶۷۹﴾ یہ ایک قرآن ہی نصیحت کیلئے کافی ہے ﴿المدثر ۵۴ تا ۵۶﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

كَلَّآ إِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ○ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ○ وَمَا يَذْكُرُوْنَ إِلَّآ أَنْ يَّشَآءَ اللهُ ؕ هُوَ أَهْلُ التَّقْوٰى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ :۔ كَلَّآ ہرگز نہیں إِنَّهٗ یقینا یہ تَذْكِرَةٌ ایک نصیحت ہے فَمَنْ جو شَآءَ چاہے ذَكَرَهٗ وہ نصیحت حاصل کرے اس سے وَ اور مَا يَذْكُرُوْنَ وہ نصیحت حاصل نہیں کرتے إِلَّآ مگر أَنْ يَّشَآءَ کہ چاہے اللهُ اللہ هُوَ وہی أَهْلُ لائق ہے التَّقْوٰى تقوی کے وَ اور أَهْلُ لائق ہے الْمَغْفِرَةِ مغفرت کے

ترجمہ :۔ ہرگز نہیں ! یہ (قرآن ہی) ایک نصیحت ہے اب جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرلے اور یہ لوگ نصیحت حاصل کریں گے نہیں، مگر یہ کہ اللہ ہی ایسا چاہے ۔ وہی اس بات کا اہل ہے کہ اس سے ڈرا جائے ، اور وہی اس کا اہل ہے کہ لوگوں کی مغفرت کرے ۔

تشریح :۔ ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں ۔

۱۔ایسا ہر گز نہیں ہوگا بلکہ یہ ایک قرآن ہی نصیحت کے لئے کافی ہے۔
۲۔اب جسے نصیحت حاصل کرنا ہو وہ اسی سے نصیحت حاصل کرے۔
۳۔یہ لوگ نصیحت حاصل نہیں کریں گے الا یہ کہ اللہ ہی ایسا چاہے۔
۴۔وہی اس بات کا اہل ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔ ۵۔وہی اس کا اہل ہے کہ لوگوں کی مغفرت کرے۔

چنانچہ اللہ تعالی نے ان کفار سے صاف طور پر کہہ دیا کہ یہی ایک قرآن ہے جو ہم نے اپنے نبی محمد عربی ﷺ پر نازل کیا ہے بس یہی نصیحت کے لئے کافی ہے، اگر کوئی اسے سچے دل سے پڑھے اور اس میں بیان کی ہوئی باتوں پر غور کرے تو اسے حقیقت اور سچائی کا پتا چل جائے گا، اس نصیحت کو سمجھنا ہو تو وہ سمجھے اور جسے نہ سمجھنا ہو اس پر کسی قسم کی کوئی زبردستی نہیں اور صحیح بات تو یہ ہے کہ ہدایت اللہ تعالی کی طرف سے ہوتی ہے وہ جسے ہدایت دینا چاہے گا اسے ضرور ہدایت سے ہم کنار کرے گا لیکن ان کفار کی خصلت ہی ایسی ہے کہ وہ حق بات کو تسلیم نہیں کرتے لہٰذا اللہ تعالی بھی ایسے لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا، إِنَّ اللهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ (الرعد۔۱۱) اللہ تعالی کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنے آپ کو نہ بدلے، لہٰذا اللہ تعالی ہی سے ہدایت مانگا کرو اس لئے کہ اسکی رضا کے بغیر کوئی ہدایت پا نہیں سکتا اور اسی سے ڈرو اس لئے کہ وہی ایسی ذات ہے جس سے ڈرا جائے اور وہی وہ رب ہے جو مغفرت فرمانے والا ہے، اسکے علاوہ کوئی نہیں جو تمہیں دوزخ کی آگ سے بچا سکے۔ لہٰذا اللہ تعالی کی اس نصیحت کو قبول کرو اور اسکے عذاب سے ڈرتے ہوئے اسکے بتلائے ہوئے راستہ کو اپنالو، نصیحت کو قبول کرو اور اپنی لغزشوں پر اللہ تعالی سے معافی مانگتے رہو، یہی ایک طریقہ ہے جو انسان کو اللہ کے عذاب سے بچا سکتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت هُوَ أَهْلُ التَّقْوٰى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ میں ہی اس بات کے لائق ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے لہٰذا جس نے مجھ سے ڈر کر میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنایا تو ایسے شخص کی میں ضرور مغفرت فرماؤں گا۔ (ترمذی۔۳۳۲۸) لیکن اگر کوئی اس سے نہ ڈرے اوروں کو اسکی عبادت میں شریک کرے گا تو ایسے شخص کو اللہ تعالی دوزخ کی آگ میں جلائے گا۔ اللہ تعالی ہم تمام کی مغفرت فرما کر ہمیں جنت میں داخل فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۴۰ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۸۰﴾ **کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اسکی ہڈیوں کو جمع نہیں کرسکیں گے؟** ﴿القیامہ ۱۔تا۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ O وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ O اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ O بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَآ اُقْسِمُ میں قسم کھاتا ہوں بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ یوم قیامت کی وَلَآ اُقْسِمُ اور میں قسم کھاتا ہوں بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ نفسِ ملامت گر کی اَيَحْسَبُ کیا سمجھتا ہے الْاِنْسَانُ انسان اَلَّنْ نَّجْمَعَ کہ ہرگز جمع نہیں کریں گے ہم عِظَامَهٗ اس کی ہڈیاں بَلٰى کیوں نہیں بلکہ قٰدِرِيْنَ قادر ہیں عَلٰٓى اَنْ اس پر کہ نُّسَوِّيَ ہم درست کردیں بَنَانَهٗ اسکے پور پور کو

ترجمہ:۔ میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی O اور قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی۔(کہ ہم انسان کو ضرور دوبارہ زندہ کریں گے)O کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو اکٹھا نہیں کرسکیں گے؟ O کیوں نہیں؟ جبکہ ہمیں اس پر بھی قدرت ہے کہ اس کی انگلیوں کے پور پور کو ٹھیک بنادیں O

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص سورۃ التین پڑھے اسے چاہیئے کہ جب اس کی آخری آیت أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ پر پہنچے تو بَلٰى وَأَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ کہے، اور جو سورۃ لَآ أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ پڑھے اور أَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى پر پہنچے تو بَلٰى کہے اور جو وَالْمُرْسَلَاتِ پڑھے اور آیت فَبِأَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ پر پہنچے تو آمنا باللہ کہے۔(ابوداود۔۸۸۷)

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔ ۲۔ قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی۔

۳۔ کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اسکی ہڈیوں کو جمع نہیں کرسکیں گے؟

۴۔ کیوں نہیں! جبکہ ہمیں اس پر بھی قدرت ہے کہ ہم اسکی انگلیوں کے پور پور کو ٹھیک بنادیں۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے ان بے ہودہ سوال کرنے والوں کے بارے میں بیان کیا کہ وہ یہ سب اس لئے کررہے ہیں کہ انہیں آخرت کا خوف نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ اس قیامت کو بعید از خیال سمجھتے ہیں اور ناممکنات

میں سے شمار کیا کرتے ہیں، ان آیتوں میں اللہ تعالی اس قیامت کے یقینی واقع ہونے کو بیان فرمارہے ہیں چنانچہ قیامت کے دن کی اور ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھا کر بیان کیا کہ تم جس قیامت کے دن دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کے سلسلہ میں شک میں ہوتو تمہیں جان لینا چاہئے کہ یہ قیامت ضرور واقع ہوگی اور تم لوگ دوبارہ ضرور زندہ اٹھائے جاوگے، یہاں اللہ تعالی نے قیامت کی قسم کھا کر اسکی اہمیت کی جانب اشارہ کیا اور آگے ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھائی یہاں علماء نے ملامت کرنے والے نفس سے مراد نفس مومن لیا ہے اس لئے کہ کافر اپنے اعمال کا محاسبہ نہیں کرتا بلکہ ایک مومن ہی ہے جو اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا ہے اور اس سے جو گناہ سرزد ہوگئے ہیں اس پر اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے کہ اس نے ان گناہوں سے اپنے آپ کو کیوں نہ بچالیا؟ اور جب نیکیوں کو دیکھتا ہے تو بھی اپنے آپ پر ملامت کرتا ہے کہ اس نے یہ نیکیاں اور کیوں نہیں کمائیں؟ چنانچہ قیامت اور مومن دونوں بھی بڑے باعظمت ہیں اسی لئے اللہ تعالی نے انکی عظمت کی خاطر انکی قسم کھا کر ان کفار کو آگاہ کردیا کہ تم لوگ سب کے سب ایک دن دوبارہ ضرور زندہ کئے جاوگے، تمہیں شک اس بات میں ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے اور زمین میں دفن ہوجاتا ہے اور اسکے سارے اعضاء گل سڑ کر زمین میں مل جاتے ہیں تو پھر اسے کیسے دوبارہ زندہ کیا جاسکتا ہے؟ اسی لئے اللہ تعالی ان سے سوال کررہے ہیں کیا تم اللہ تعالی کی قدرت کو کمزور سمجھتے ہو کہ وہ انسان کے گلے سڑے ہڈیوں کو جمع نہیں کرپائے گا؟ تو کان کھول کر سن لو کہ جب ہم ہڈی کو جبکہ وہ موجود تک نہ تھی وجود بخش سکتے ہیں تو ہم ضرور اس بات پر بھی قدرت رکھتے ہیں کہ بنی بنائی ان ہڈیوں کو دوبارہ وجود بخشیں بلکہ اس سے بڑھ کر ہم انسان کی انگلیوں کے جو پور ہوتے ہیں جو اپنی باریک لکیروں کے اعتبار سے ہر ایک سے جدا ہوتے ہیں، انہیں تک خوب اچھی طرح جس طرح وہ پہلی حالت میں تھے اسی طرح دوبارہ بناسکتے ہیں، لہذا اپنے دل و دماغ سے اس خیال کو نکال دو کہ تمہیں دوبارہ زندہ ہونا نہیں ہے، ان آیات کے شان نزول کے بارے میں علماء نے بیان کیا کہ یہ آیت عدی بن ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ اس نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ آپ مجھے قیامت کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کب واقع ہوگی؟ اور اسکی کیفیت اور حالت کیا ہوگی؟ تو اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو اسکی کیفیت سے واقف کروایا تب آپ علیہ السلام نے عدی بن ربیعہ کو یہ سب کچھ بتلایا، یہ سن کر اس نے کہا کہ اے محمد! اگر میں اس دن اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ لوں تب بھی اسے سچ نہیں سمجھوں گا اور اس پر ایمان نہیں لاوں گا، کیا اللہ تعالی ان ہڈیوں کو اسکے بوسیدہ اور فنا ہوجانے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا؟ تب اللہ تعالی نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۱۹۔ص،۹۳)

﴿درس نمبر ۲۲۸۱﴾ جب آنکھیں چکما جائیں گی ﴿القیامہ ۵۔تا۔۱۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝ يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝ وَ

خَسَفَ الْقَمَرُ O وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ O يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ بَلْ بلکہ يُرِيْدُ چاہتا ہے الْاِنْسَانُ انسان لِيَفْجُرَ کہ فسق وفجور کرتا رہے اَمَامَهٗ آئندہ بھی يَسْئَلُ وہ پوچھتا ہے اَيَّانَ کب ہوگا يَوْمُ الْقِيٰمَةِ قیامت کا دن فَاِذَا چنانچہ جب بَرِقَ پتھرا جائیں گی الْبَصَرُ آنکھیں وَ اور خَسَفَ بے نور ہوجائے گا الْقَمَرُ چاند وَ اور جُمِعَ جمع کردیئے جائیں گے الشَّمْسُ سورج وَ اور الْقَمَرُ چاند يَقُوْلُ کہے گا الْاِنْسَانُ انسان يَوْمَئِذٍ اس دن اَيْنَ کہاں ہے الْمَفَرُّ بھاگنا

ترجمہ:۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان چاہتا یہ ہے کہ اپنی آگے کی زندگی میں بھی ڈھٹائی سے گناہ کرتا رہے پوچھتا ہے کہ کب آئے گا وہ قیامت کا دن؟ پھر جب آنکھیں چندھیا جائیں گی اور چاند بے نور ہوجائے گا اور چاند اور سورج اکٹھے کردئے جائیں گے اس وقت انسان کہے گا کہ کہاں ہے کوئی جگہ جہاں بھاگ کر جاؤں؟

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان یہ چاہتا ہے کہ اپنی اگلی زندگی میں بھی وہ بلاخوف وخطر گناہ کرتے رہیں۔

۲۔ پوچھتا ہے کہ کب آئے گا وہ قیامت کا دن؟

۳۔ جب آنکھیں چکما جائیں گی اور چاند بے نور ہوجائے گا۔

۴۔ چانداور سورج دونوں کو ایک ساتھ جمع کردیا جائے گا تو اس وقت انسان کہے گا کہ ہے کوئی جگہ جہاں بھاگ کر جاؤں؟

اس قیامت کے دن کے بارے میں مذاق اڑاتے ہوئے کہتا ہے کہ ذرا بتاؤ تو سہی کہ وہ دن جسے تم قیامت کہہ رہے ہو آخر کب آئے گا ہم بھی تو دیکھیں کہ وہ ہوتی کیسے ہے؟ سورۂ ملک کی آیت نمبر ۲۷ میں بھی انکی اس بات کو نقل کیا گیا وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وہ کہتے ہیں کہ ارے! ہمیں اس وعدہ کا دن تو بتلادو کہ کب پورا ہوگا، اگر تم اپنی اس بات میں سچے ہو؟ لہذا اللہ تعالی انکے اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اگر تم جاننا ہی چاہتے ہو کہ وہ دن کب آئے گا؟ تو ہم چند نشانیاں تمہارے سامنے بیان کرتے ہیں جن سے تم اسکا پتا لگا سکتے ہو، چنانچہ سب سے پہلی نشانی اس دن کے آنے کی یہ ہوگی کہ اس دن انسان کی آنکھوں کے سامنے ہیبت اور خوفناکی کی وجہ سے اندھیرا چھا جائے گا اور یہ چاند کی جو روشنی جو تمہیں آج نظر آرہی ہے وہ بالکل ختم ہوجائے گی اور وہ چاند ایک بے نور سا ٹکڑا بن کررہ جائیگا، یہی نہیں بلکہ سورج بھی اس دن اپنی ساری روشنی کھودے گا اور ساری دنیا اندھیرے میں ڈوب جائے گی اور ہر جگہ ظلمت ہی ظلمت چھائی رہے گی، اس خوفناک ماحول کو دیکھتے ہی انسان کہنے لگے گا کہ اس خوفناکی سے میں بھاگ کر کہاں جاؤں؟ یعنی اس دن اسے پتا چل جائے گا کہ جو قیامت کے آنے کا وعدہ اللہ تعالی نے کیا تھا وہ سچا ہو گیا اب میں اللہ تعالی کے عذاب سے بھاگ کر آخر کہاں جاؤں؟ مجھے

کوئی ایسی جگہ بھی نظر نہیں آرہی ہے؟ جب آخرت کے دن تمہیں اسی رب کے پاس جانا ہے تو پھر آج کیوں اس سے دور بھاگ رہے ہو؟

﴿درس نمبر ۲۲۸۲﴾ اس دن پناہ کی کوئی جگہ نہیں ہوگی ﴿القیامہ ۱۱۔تا۔۱۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ إِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۝ يُنَبَّؤُا الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ۝ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝ وَّلَوْ أَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَلَّا ہرگز نہیں لَا وَزَرَ نہیں ہے کوئی پناہ گاہ إِلٰى رَبِّكَ آپ کے رب ہی کی طرف ہوگا يَوْمَئِذٍ اس دن الْمُسْتَقَرُّ ٹھکانہ يُنَبَّؤُا خبر دیا جائے گا الْإِنْسَانُ انسان يَوْمَئِذٍ اس دن بِمَا ساتھ اس کے جو قَدَّمَ اس نے آگے بھیجا وَ اور أَخَّرَ اس نے پیچھے چھوڑا بَلْ بلکہ الْإِنْسَانُ انسان عَلٰى نَفْسِهٖ اپنے نفس پر بَصِيْرَةٌ خوب شاہد ہے وَّ اور لَوْ اگر چہ أَلْقٰى وہ پیش کرے گا مَعَاذِيْرَهٗ اپنی معذرتیں

ترجمہ:۔ نہیں نہیں! پناہ کی کوئی جگہ نہیں ہوگی ۝ اس دن تو ہر ایک کو تمہارے پروردگار ہی کے سامنے جا کر ٹھہرنا پڑے گا ۝ اس دن ہر انسان کو جتلا دیا جائے گا کہ اس نے کیا کچھ آگے بھیجا ہے، اور کیا کچھ پیچھے چھوڑا ہے ۝ بلکہ انسان خود اپنے آپ سے اچھی طرح واقف ہوگا ۝ چاہے وہ کتنے بہانے بنائے۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ نہیں نہیں! اس دن پناہ کی کوئی جگہ نہیں ہوگی۔

۲۔ اس دن تو ہر ایک کو آپ کے پروردگار ہی کے سامنے جا کر ٹھہرنا ہوگا۔

۳۔ اس دن ہر انسان کو جھٹلایا جائے گا کہ اس نے کیا کچھ آگے بھیجا ہے اور کیا کچھ پیچھے چھوڑا ہے؟

۴۔ انسان خود اپنے آپ سے واقف ہوگا چاہے کتنے بہانے بنالے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ اگر تم بھاگنا بھی چاہو تو نہیں بھاگ پاؤ گے اس لئے کہ تم جہاں کہیں بھی چلے جاؤ واپس اسی رب کے پاس تمہیں آنا ہے، جیسا کہ سورۂ نجم کی آیت نمبر ۴۲ میں فرمایا گیا وَأَنَّ إِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى کہ آخرکار سب کو آپ کے پروردگار کے پاس ہی لوٹنا ہے۔ اور پھر اسکے سامنے کھڑے ہو کر اپنے اعمال کا جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے، حساب و کتاب دینا ہے، پھر اللہ تعالی تمہارے اعمال نامے کھولے گا اور تم سب کے سامنے بیان کرے گا کہ تم دنیا میں کیا کیا کرتے تھے؟ اچھے اعمال بھی اور برے اعمال بھی، سورۂ کہف کی آیت نمبر ۴۹ میں بھی فرمایا گیا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۚ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا اور وہ لوگ اپنا سارا کیا کرایا سامنے

موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ چنانچہ جب اللہ تعالی اسکے سامنے اسکے اعمال بیان کرے گا تو وہ ان اعمال سے مکر نہیں پائے گا چاہے کتنے بہانے بنالے اس لئے کہ اسکے اپنے اعضاء خود اسکے خلاف گواہی دیں گے کہ اس نے فلاں فلاں کام کئے ہیں یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (النور ۲۴) چنانچہ اس وقت وہ ان اعمال کو جھٹلانا چاہے گا لیکن جھٹلا نہیں پائے گا جیسا کہ سورۃ مجادلہ کی آیت نمبر ۱۸ میں فرمایا گیا یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا فَیَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا یَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَیْءٍ اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ کہ جس دن اللہ تعالی انہیں دوبارہ زندہ کرے گا تو یہ لوگ اسکے سامنے بھی ایسی ہی جھوٹی قسمیں کھائیں گے جیسے کہ آپ کے سامنے کھاتے ہیں اور یہ سمجھیں گے کہ انہیں کوئی سہارا مل گیا ہے، یہ بات جان لو کہ وہ اپنی باتوں میں بالکل جھوٹے ہیں، اسکے بعد خود اللہ تعالی انکے ہاتھ ہی میں انکا اعمال نامہ تھما دے گا تا کہ یہ خود ہی اپنے اعمال کو دیکھ لیں جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱۴ میں فرمایا گیا اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا لو اپنا اعمال نامہ خود پڑھو، آج تم خود اپنا حساب لینے کے لئے کافی ہو، چنانچہ جب وہ یہ سب کچھ دیکھے گا کہ اسکا ہر ہر عمل لکھا ہوا ہے اور اسکے اعضاء خود اسکے خلاف گواہی دے رہے ہیں تو وہ اس وقت اپنے تمام گناہوں کا اعتراف کرلیگا کہ ہاں! یہ سب میں نے ہی کئے ہیں۔

﴿درس نمبر ۲۲۸۳﴾ اس قرآن کی وضاحت کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے ﴿القیامہ ۱۶-تا-۱۹﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ O اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ O فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ O ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَا تُحَرِّكْ آپ حرکت نہ دیں بِهٖ اس کے ساتھ لِسَانَكَ اپنی زبان کو لِتَعْجَلَ تا کہ آپ جلدی کرلیں بِهٖ اسے اِنَّ یقیناً عَلَیْنَا ہمارے ذمہ ہے جَمْعَهٗ اس کا جمع کرنا وَ اور قُرْاٰنَهٗ اس کا پڑھنا فَاِذَا سو جب قَرَاْنٰهُ ہم اسے پڑھ لیں فَاتَّبِعْ تو آپ پیروی کیجئے قُرْاٰنَهٗ اس کے پڑھنے کی ثُمَّ پھر اِنَّ یقیناً عَلَیْنَا ہمارے ذمے ہے بَیَانَهٗ اس کا واضح کرنا

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر) تم اس قرآن کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو ہلایا نہ کرو O یقین رکھو کہ اس کو یاد کرانا اور پڑھوانا ہماری ذمہ داری ہے O پھر جب ہم اسے (جبرئیل کے واسطے سے) پڑھ رہے ہوں تو تم اس کے پڑھنے کی پیروی کرو O پھر اس کی وضاحت بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! آپ اس قرآن کو یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو جلدی جلدی نہ ہلایا کرو۔

۲۔یقین رکھو کہ اس قرآن کو پڑھوانا اور یاد کرانا ہماری ہی ذمہ داری ہے۔

۳۔جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں تو آپ بھی اسکے پڑھنے کی پیروی کرو۔

۴۔پھر اس قرآن کی وضاحت کرنا بھی ہماری ہی ذمہ داری ہے۔

پچھلی آیتوں میں ایسے شخص کا تذکرہ تھا جو اللہ تعالی کی آیتوں سے اعراض کرتا تھا اور اسکا انکار کرتا تھا یعنی ولید نامی شخص کا، ان آیتوں میں اللہ تعالی ایسے شخص کا تذکرہ فرما رہے ہیں جو ان آیتوں کو سیکھنے اور اسے یاد کرنے کی چاہ رکھتا ہے یعنی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم، چنانچہ جب شروع شروع میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ علیہ السلام کے پاس وحی لیکر آتے اور اس وحی کو پڑھ کر سناتے تو آپ علیہ السلام بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ اسے دہرانے لگتے تا کہ اسے یاد کرلیں، بھول نہ جائیں اور اپنے سینہ میں محفوظ کرلیں، لہذا اللہ تعالی نے آپ کو اس طرح کرنے سے روکا جسکا ذکر ان آیتوں میں کیا جا رہا ہے فرمایا کہ اے پیغمبر! آپ اس قرآن کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو ہلایا نہ کرو یعنی جب آپ کے سامنے حضرت جبرئیل قرآن پڑھ رہے ہوں تو آپ اسے غور سے سنو، اسے دہرا کر یاد کرنے کی جلدی مت کرو جیسا کہ سورۂ طہٰ کی آیت نمبر ۱۱۴ میں بھی فرمایا گیا **وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضٰى إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْماً** کہ اے پیغمبر! جب قرآن وحی کے ذریعہ نازل ہو رہا ہو تو اسکے مکمل ہونے سے پہلے قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کرو بلکہ یہ دعا کرتے رہو کہ اے میرے پروردگار! میرے علم میں اور ترقی عطا فرما ان آیات کے شان نزول سے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت منقول ہے کہ جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ علیہ السلام اس وحی کو یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو جلدی جلدی ہلایا کرتے تھے تب اللہ تعالی نے یہ آیت **لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ** نازل فرما کر آپ کو اس طرح کرنے سے منع فرمایا (بخاری۔۴۹۲۹)، آگے جلدی نہ کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ آپ جلدی اس لئے نہ کرو اس لئے کہ اس پڑھے ہوئے کو یاد کرانا ہماری ذمہ داری ہے لہذا ہم اس قرآن کو آپ کے سینہ میں محفوظ فرما دیں گے چنانچہ جب حضرت جبرئیل آپ کو جب پڑھا چکیں تب آپ ان کلمات کو دہرایئے اور انکے سامنے پڑھئے اس طرح وہ آپ کی زبان سے اسی طرح نکلے گا جیسا کہ انہوں نے آپ کو پڑھایا، جب یہ قرآن کے کلمات آپ کے سینہ میں محفوظ ہو گئے تو ان الفاظ کو سمجھانا اور اسکی وضاحت کرنا بھی ہماری ہی ذمہ اری ہے کہ اسکے مطلب اور مضامین سے بھی ہم آپ کو واقف کروا دیں گے تا کہ آپ کو اپنی تبلیغ میں اور آسانی ہو۔

﴿درس نمبر ۲۲۸۴﴾ بہت سے چہرے اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے ﴿القیامہ ۲۰۔تا۔۲۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۝ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا

نَاظِرَةٌ O وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ O تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَلَّا ہر گز نہیں بَلْ بلکہ تُحِبُّوْنَ تم پسند کرتے ہو الْعَاجِلَةَ دنیا کو وَ اور تَذَرُوْنَ چھوڑے ہوئے ہو الْاٰخِرَةَ آخرت کو وُجُوْهٌ کئی چہرے يَّوْمَئِذٍ اس دن نَّاضِرَةٌ تروتازہ ہوں گے اِلٰى رَبِّهَا اپنے رب کی طرف نَاظِرَةٌ دیکھتے ہوں گے وَ اور وُجُوْهٌ کئی چہرے يَّوْمَئِذٍ اس دن بَاسِرَةٌ بے رونق ہوں گے تَظُنُّ وہ یقین کریں گے اَنْ يُّفْعَلَ کہ کیا جائے گا بِهَا ان کا معاملہ فَاقِرَةٌ کمر توڑ دینے والا۔

ترجمہ:۔ خبر دار (اے کافرو) اصل بات یہ ہے کہ تم فوری طور پر حاصل ہونے والی چیز (یعنی دنیا) سے محبت کرتے ہو O اور آخرت کو نظر انداز کیئے ہوئے ہو O اس دن بہت سے چہرے شاداب ہوں گے O اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے O اور بہت سے چہرے اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے O سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ وہ معاملہ ہوگا جو کمر توڑ دینے والا ہے

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ خبر دار! اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ فوری طور پر حاصل ہونے والی چیز سے محبت کرتے ہو۔

۲۔ اس محبت میں آخرت کو نظر انداز کئے بیٹھے ہو۔

۳۔ اس قیامت کے دن بہت سے چہرے شاداب اور چمکتے ہوئے ہوں گے۔

۴۔ اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

۵۔ بہت سے چہرے اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے۔

۶۔ سمجھ رہے ہوں گے کہ انکے ساتھ وہ معاملہ ہوگا جو انکی کمر توڑ دینے والا ہے۔

ایک طرف تو وہ لوگ ہیں جو قیامت کا اقرار کرتے ہیں اور اس دن کی تیاری کے لئے نیک اعمال بھی کرتے ہیں تو دوسری طرف ایسے لوگ ہیں جو قیامت کا انکار کرتے ہیں جب قیامت ہی کا انکار کرتے ہیں تو پھر اسکے لئے کیا تیاری کریں گے؟ انکے اس قیامت کے انکار کی وجہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے کافرو! تم لوگ قیامت کا انکار اس فوری طور پر حاصل ہونے والی دنیا کی محبت میں کر رہے ہو کہ یہاں پر جو تمہیں فوری طور پر نعمتیں، آسائشیں اور راحتیں مل رہی ہے بس تم لوگ اسی فائدہ کو حاصل کرنا چاہتے ہو لیکن آخرت میں جو ابدی فائدہ ملنے والا ہے اس سے صرف نظر کئے ہوئے ہو اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس آخرت میں ملنے والے انعام پر تمہیں یقین اور بھروسہ ہی نہیں اسی لئے تم اس آخرت کا انکار کرتے ہوئے اسے چھوڑ بیٹھے ہو اور بس دنیا کمانے ہی میں لگے ہوئے ہو لیکن جو قیامت کا اقرار کرتے ہوئے اس دن کے لئے محنت کرتا ہے تو ایسے لوگوں کے چہرے اس دن سرسبز و شاداب اور کھلے کھلے ہوں گے اس لئے کہ انہیں ایسی ایسی نعمتیں دی جائیں گی جن کا اس دنیا میں تصور بھی محال ہے لہذا

جب وہ اپنے ان اعمال کا یہ صلہ دیکھیں گے تو خوشی میں جھوم اٹھیں گے اور اس سے بھی بڑی خوشی انہیں اس وقت ملے گی جب وہ اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تم لوگ اپنے رب کو وہاں صاف صاف دیکھو گے (بخاری ۔ ۷۴۳۵) اور یہ وہاں ملنے والی ایسی نعمت ہے کہ جس نعمت کو پا کر انسان ساری نعمتوں کو بھول جائے گا اور بس اپنے رب کا دیدار کرتے رہنا ہی پسند کرے گا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ادنی جنتی کا مقام یہ ہوگا کہ وہ اپنے باغات، بیویوں، نعمتوں، خادموں اور تختوں کو ایک ہزار سال کی مسافت سے بھی دیکھتا رہے گا اور ان میں بھی اللہ تعالی کے یہاں سب سے مکرم بندہ کا مقام یہ ہوگا کہ وہ اپنے پروردگار کے چہرہ کو صبح شام دیکھتے رہے گا، پھر آپ علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (ترمذی ۔ ۲۵۵۳) جبکہ کافر اور قیامت کا انکار کرنے والے ان ساری نعمتوں سے محروم رہیں گے اور انکے چہرے اس دن مرجھائے ہوئے ہوں گے اور خوفزدہ ہوں گے اس لئے کہ اس دن انہیں پتا چل جائے گا کہ ہم جو دنیا میں کیا کرتے تھے وہ سب غلط تھا اور ایک دھوکہ تھا جس سے کہ ہمیں آگاہ بھی کیا گیا لیکن ہم نے نہیں مانا اور ان سب کا انکار کر دیا لہذا اب ہمیں یہاں اسکی سزا دی جائے گی اور یہ سزا ایسی خطرناک ہوگی جو انکی کمر توڑ دے گی یعنی انہیں ہلاک کر دے گی۔

﴿درس نمبر ۲۲۸۵﴾ جب انسان سمجھ جائے گا اسکی جدائی کا وقت آ گیا ہے ﴿القیامہ ۲۶۔تا۔۳۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَلَّا ہرگز نہیں اِذَا بَلَغَتِ جب پہنچ جائے گی التَّرَاقِيَ ہنسلی تک وَ قِيْلَ اور کہا جائے گا مَنْ کون ہے رَاقٍ جھاڑ پھونک کرنے والا وَّ ظَنَّ اور وہ یقین کرے گا اَنَّهُ بلاشبہ یہ الْفِرَاقُ فراق ہے وَ الْتَفَّتِ اور لپٹ جائے گی السَّاقُ پنڈلی بِالسَّاقِ پنڈلی سے اِلٰى رَبِّكَ آپ کے رب ہی کی طرف يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ اس دن چلنا

ترجمہ:۔ خبردار! جب جان ہنسلیوں تک پہنچ جائے گی ۝ (تیمارداروں کی طرف سے) کہا جائے گا کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا؟ ۝ اور انسان سمجھ جائے گا کہ جدائی کا وقت آ گیا ۝ اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی ۝ تو اس دن تمہارے پروردگار ہی کی طرف روانگی ہوگی ۝

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہرگز نہیں! جب جان حلق تک پہنچ جائے گی۔

٢۔ جب کہا جائے گا کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا؟

٣۔ جب انسان سمجھ جائے گا کہ اسکی جدائی کا وقت آ گیا ہے۔

٤۔ پھر پنڈلی سے پنڈلی لپیٹ دی جائے گی تو اس وقت تمہارے پروردگار ہی کے پاس روانگی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ آخرت کا انکار کرنے والوں سے فرما رہے ہیں کہ اے کافرو! تم لوگ ہرگز آخرت کا اقرار اس وقت تک نہیں کرو گے کہ جب تک کہ خود اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ لو گے چنانچہ یہ وقت اس وقت سے ہی شروع ہو جائے گا جب تمہاری جان حلق تک آ جائے گی اور تم مرنے کے قریب ہو جاؤ گے کہ تمہارے رشتہ دار اور گھر والے سب تمہیں اس بیماری سے نکالنے کے لئے مختلف طریقے اپنائیں گے، علاج و معالجہ کرائیں گے، ماہر سے ماہر طبیب کے پاس لیجائیں گے اور جب اس سے بھی افاقہ نہ ہوا تو آخر میں جھاڑ پھونک کرائیں گے تا کہ تم اس بیماری سے جلد از جلد تم نجات پالو لیکن جب یہ سب کچھ کرنے کے باوجود تم صحتمند نہیں ہو گے تو تمہارے گھر والے اور تم خود بھی سمجھ جاؤ گے کہ اب اس موت سے چھٹکارہ نہیں ہے لہذا تمہاری موت کا وقت آ جائے گا اور تمہاری روح تمہارے جسم کو الوداع کہتے ہوئے نکلے گی اور تمہاری پنڈلیاں اس روح کے نکلنے کی سختی کی وجہ سے ایک دوسرے پر چڑھ جائیں گی، اس طرح تمہاری اس دنیوی زندگی کا سفر ختم ہو جائے گا اور تم نے جو کچھ یہاں کمایا تھا وہ یہیں رہ جائے گا بس اکیلے تم ہی اپنے پروردگار کے سامنے خالی ہاتھ حاضر ہو جاؤ گے کہ نہ تو تمہارے پاس تمہارا کمایا ہوا وہ مال ہوگا جسکی خاطر تم نے اپنے پیدا کرنے والے رب سے منہ موڑا اور نہ ہی وہ اولاد ہوگی جن کی وجہ سے تم دنیا والوں پر فخر اور رعب جمایا کرتے تھے، یہاں تمہیں اپنے ان اعمال کا حساب دینا ہوگا جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ تمہارے ایک ایک عمل کا حساب لے گا اور اس وقت تم اس رب کی پکڑ سے بچ نہ سکو گے، لہذا جس نے اچھے اعمال کئے ہوں گے اور اپنے رب کی رضا کے موافق زندگی گزاری ہوگی اسکا انجام تو بہتر ہوگا جیسا کہ پچھلی آیتوں میں بیان کیا گیا **وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ** الخ۔ جس دن چہرے خوش و خرم ہوں گے، اور جس نے برے اعمال کئے ہوں گے انکا انجام برا ہوگا جیسا کہ کہا گیا **وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ** الخ۔ جس دن چہرے مرجھائے ہوئے ہوں گے۔ ان سب باتوں کو جاننے کے بعد بھی انسان ہے کہ سدھرنے کا نام نہیں لے رہا ہے اور گناہوں پر گناہ کرتے جا رہا ہے۔

﴿درس نمبر ٢٢٨٦﴾ اس نے حق کو جھٹلایا اور منہ پھیر لیا ﴿القیامہ ٣١۔تا۔٣٦﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى O وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى O ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى O اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى O ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى O اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَلَا صَدَّقَ چنانچہ اس نے نہ تو تصدیق کی وَ اور لَا صَلّٰى نہ نماز پڑھی وَ اور لٰكِنْ لیکن كَذَّبَ اس نے جھٹلایا وَ اور تَوَلّٰى روگردانی کی ثُمَّ پھر ذَهَبَ وہ گیا اِلٰٓى اَهْلِهٖ اپنے اہل کی طرف يَتَمَطّٰى اِتراتا ہوا اَوْلٰى ہلاکت ہے لَكَ تیرے لیے فَاَوْلٰى پھر خرابی ہے ثُمَّ پھر اَوْلٰى ہلاکت ہے لَكَ تیرے لیے فَاَوْلٰى پھر تباہی ہے اَيَحْسَبُ کیا سمجھتا ہے الْاِنْسَانُ انسان اَنْ يُّتْرَكَ کہ وہ چھوڑ دیا جائے گا سُدًى بے کار

ترجمہ:۔ اس کے باوجود انسان نے نہ مانا، اور نہ نماز پڑھی بلکہ حق کو جھٹلایا اور منہ موڑ لیا پھر اکڑ دکھاتا ہوا اپنے گھر والوں کے پاس چلا گیا بربادی ہے تیری، ہاں! بربادی ہے تیری پھر سن لے کہ بربادی ہے تیری، ہاں! بربادی ہے تیری کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا؟

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

١۔ اسکے باوجود انسان نہ مانا اور نماز بھی نہ پڑھی۔
٢۔ بلکہ اس نے تو حق کو جھٹلایا اور منہ پھیرا۔
٣۔ پھر اکڑ دکھاتا ہوا اپنے گھر والوں کے پاس چلا گیا۔
٤۔ بربادی ہے تیری، ہاں! بربادی ہے۔
٥۔ پھر سے سن لے کہ بربادی ہے تیری، ہاں! بربادی ہے۔
٦۔ کیا انسان یہ سونچتا ہے کہ اسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا؟

آخرت کے واقع ہونے اور پھر وہاں ملنے والی سزاؤں اور وہاں کے انعامات بیان کئے جانے کے بعد اللہ تعالی انسان کی بے حسی بیان کر رہے ہیں کہ یہ سب کچھ اسکے سامنے کھول کھول کر بیان کرنے کے باوجود بھی انسان نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی تصدیق نہیں کی اور نہ ہی اس نے اس نازل شدہ کلام کی اللہ تعالی کی جانب سے ہونے کی تصدیق کی بلکہ اس نے ان سب کو جھٹلایا اور منہ موڑ لیا اور اسکے ساتھ ساتھ اس نے اپنے رب کے سامنے سر جھکانے اور نماز پڑھنے سے بھی انکار کیا، اس نے ایمان کی ان ساری بنیادی باتوں کا انکار کرتے ہوئے اس سے لاپرواہی برتی اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت سے پیٹھ پھیر کر اکڑ دکھاتا ہوا اپنے گھر والوں کے پاس چلا گیا، اب جو شخص بھی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت سے منہ موڑے، اللہ کے نازل شدہ کلام کو اور اسکے بھیجے ہوئے رسول کو جھٹلائے اور زمین میں تکبر کرتا ہوا پھر جائے تو ایسے شخص کی یقینا دنیا اور آخرت میں خرابی ہونے والا ہے، اسی حقیقت کو ان آیتوں میں بیان کیا جا رہا ہے چنانچہ فرمایا کہ اے وہ انسان! جو ان تمام گناہوں کا مرتکب ہے تیری بربادی ضرور ہونے والی ہے یہاں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اسکے بعد پھر سے تاکیدا کہا گیا کہ میں جو کہہ رہا ہوں وہ یقینا ہونے والا ہے اور تیری بربادی یقینی ہے اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى۔ ان آیتوں کے نزول سے متعلق بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیتیں ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئیں جیسا کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابوجہل نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اکڑتا ہوا آیا تو آپ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر فرمایا" اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى، جب اس نے یہ سنا تو کہنے لگا کہ تم اور تمہارا رب میرا کچھ نہیں کر پائیں گے، میں

تو اس جگہ کا سب سے معزز شخص ہوں، چنانچہ جب بدر کا دن تھا اور ابوجہل مسلمانوں پر چڑھائی کرنے کے لئے آیا تو آپ علیہ السلام نے اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دعا مانگی کہ اے اللہ! اگر آج کے دن مسلمانوں کو فتح نہ ملی تو پھر آج کے بعد آپ کی عبادت کبھی نہیں کی جائے گی (یعنی کوئی مسلمان نہیں بچے گا اور نہ ہی پھر کوئی اسلام لانے کی ہمت کر سکے گا) چنانچہ اللہ تعالی نے اس دن ابوجہل کو موت دیدی اور ایسی موت دی جو سب سے بدتر تھی کہ دو چھوٹے بچوں کے ہاتھوں وہ مارا گیا۔ (تفسیر قرطبی۔ج،۱۹۔ص،۱۱۵)، یہ تو دنیا کی سزا تھی اور آخرت میں اس سے کہیں زیادہ سزا اسے ملنے والی ہے۔ لہذا جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کر رہا ہے، قرآن کو جھٹلا رہا ہے اور تکبر کر رہا ہے تو اسے اللہ تعالی کے اس قول أَوْلَى لَكَ فَأَوْلَى ثُمَّ أَوْلَى لَكَ فَأَوْلَى پر غور کرنا چاہئے اور اپنے انجام کی فکر کرنی چاہئے۔ یہ سب کچھ انسان اس لئے کرتا ہے کہ اسے آخرت پر ایمان اور یقین نہیں ہوتا اور وہ سمجھتا ہے کہ جب ہمیں دوبارہ زندہ اٹھنا ہی نہیں ہے اور حساب و کتاب دینا ہی نہیں ہے تو پھر ہم اسلام کی یہ ساری سختیاں جو ہماری خواہشات کے خلاف ہیں، کیوں اپنائیں؟ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ کیا انسان یہ سوچتا ہے کہ ہم نے اسے اس دنیا میں پیدا کر کے یونہی چھوڑ دیا کہ وہ جو چاہے کرے؟ جیسا چاہے رہے جس طرح کے یہ جانور رہتے ہیں؟ نہیں! بلکہ ہم نے جب تمہیں پیدا کیا تو تمہارے پیدا کرنے کا ایک مقصد ہے اور وہ کہ تم بس ہماری ہی عبادت کرو وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات ۵۶) لہذا ہم نے تمہیں دنیا میں بھیجا ہے تو اس لئے کہ تمہیں آزمائیں کہ کون ہمارے اس مقصد کو پورا کرتا اور ہماری ہی عبادت کرتا ہے اور کون نہیں؟ جو اس مقصد میں کامیاب ہو گیا وہ تو دنیا و آخرت میں کامیاب ہے اور جو نہیں ہوا اسکا تو آخرت میں بڑا خسارہ ہونے والا ہے۔
آگے اللہ تعالی اس حساب و کتاب کے واقع ہونے کے سچ ہونے کو مختلف دلیلوں کے ذریعہ بیان کر رہے ہیں۔

﴿درس نمبر ۲۲۸۷﴾ **کیا وہ منی کا ایک قطرہ نہیں تھا؟** ﴿القیامہ ۳۷۔تا۔۴۰﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ○ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ○ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ○ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَمْ کیا نہیں يَكُ تھا وہ نُطْفَةً ایک قطرہ مِّنْ مَّنِيٍّ منی کا يُّمْنٰى جو ٹپکایا جاتا ہے ثُمَّ پھر كَانَ وہ ہو گیا عَلَقَةً جما ہوا خون فَخَلَقَ پھر اس نے پیدا کیا فَسَوّٰى پھر ٹھیک ٹھاک کیا فَجَعَلَ پھر بنایا مِنْهُ اس سے الزَّوْجَيْنِ جوڑا الذَّكَرَ نر وَ اور الْاُنْثٰى مادہ اَلَيْسَ کیا نہیں ہے ذٰلِكَ وہ بِقٰدِرٍ قادر عَلٰى اس بات پر اَنْ يُّحْيِۦَ کہ وہ زندہ کردے الْمَوْتٰى مردوں کو

ترجمہ:۔ کیا وہ اس منی کا ایک قطرہ نہیں تھا جو (ماں کے رحم میں) ٹپکایا جاتا ہے؟ O پھر وہ ایک لوتھڑا بنا، پھر اللہ نے اسے بنایا، اور اسے ٹھیک ٹھاک کیا O نیز اسی سے مرد اور عورت کی دو صفتیں بنائیں O کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ مردوں کو پھر سے زندہ کر دے؟

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا وہ اس منی کا ایک قطرہ نہیں تھا جو اس ماں کے رحم میں ٹپکایا جاتا ہے؟

۲۔ پھر وہ اس ایک قطرہ سے خون کا لوتھڑا بنا۔ ۳۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا اور خوب بنایا۔

۴۔ اسی ایک قطرہ سے مرد اور عورت کی دو صنف بنائیں۔

۵۔ تو کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دیں؟

چنانچہ اللہ تعالیٰ یہاں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر کچھ دلیلیں بیان کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ انسان مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا اس لئے انکار کرتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ جب انسان کا سارا جسم اور ہڈیاں گل جائیں گی تو پھر اسے کس طرح جوڑا جائے گا اور پھر کس طرح اس میں جان ڈالی جائے گی؟ اس طرح سوچنے والوں سے کہا جارہا ہے کہ تم اس فنا جسم کے دوبارہ زندہ ہونے میں شک کررہے ہو تو کیا تم نے اپنی پہلی پیدائش پر کبھی غور کیا ہے کہ وہ کس طرح ہوئی ہے؟ تمہاری پہلی پیدائش تو ہم نے بس ایک پانی کے قطرہ سے کی ہے کہ وہ ایک معمولی سا پانی کا قطرہ جو تمہارے باپ کی پیٹھ سے نکل کر تمہاری ماں کے رحم میں جاتا ہے تو ہم اس پانی کے ایک قطرہ کو خون کے لوتھڑے کی شکل میں تبدیل کر دیتے ہیں، پھر وہ خون کا لوتھڑا مختلف مرحلوں سے گزرتا ہے کہ وہی ہڈی میں تبدیل ہوتا ہے پھر اسی ہڈی پر گوشت وغیرہ چڑھایا جاتا ہے اور پھر اس میں روح پھونک کر ایک جاندار کی شکل میں تبدیل کیا جاتا ہے، تو اب تم ہی بتاؤ کہ پانی کے ایک قطرہ کو انسان کی شکل میں باہر لانا یہ زیادہ مشکل کام ہے یا پھر ایک بنے بنائے ہوئے انسان کے فنا شدہ اجزا کو ہی اکٹھا اور جمع کر کے دوبارہ زندہ کرنا؟ اتنا ہی نہیں وہ ایک پانی کے قطرہ ہی سے جس میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں ہوتا، ہم دو مختلف جنس یعنی مرد اور عورت بناتے ہیں تو پھر کیا تمہیں ہماری اس قدرت پر یقین نہیں کہ ہم مردوں کو دوبارہ زندہ کریں؟ اگر اسکے باوجود بھی تمہیں دوبارہ زندہ کئے جانے میں کوئی شک ہے تو پھر تم سے بڑا نادان اور بے وقوف کوئی نہیں اور ایسے بے وقوف کو کتنی بھی دلیلیں دیدو اور کتنا بھی سمجھا لو وہ سمجھنے والا نہیں ہے۔

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَدَنِيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۳۱ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۸۸﴾ پھر اسے ایسا بنا دیا کہ سنتا بھی اور دیکھتا بھی ہے ﴿الدھر ۱۔تا۔۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا O اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا م بَصِيْرًا O اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هَلْ تحقیق اَتٰى گزر چکا ہے عَلَى الْاِنْسَانِ انسان پر حِيْنٌ ایک وقت مِّنَ الدَّهْرِ زمانے سے لَمْ يَكُنْ نہیں تھا وہ شَيْئًا کوئی چیز مَّذْكُوْرًا قابلِ ذکر اِنَّا خَلَقْنَا بلاشبہ ہم ہی نے پیدا کیا الْاِنْسَانَ انسان کو مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ایک ملے جلے نطفے سے نَّبْتَلِيْهِ ہم اسے آزمائیں فَجَعَلْنٰهُ لہٰذا ہم نے اسے بنایا سَمِيْعًا خوب سننے والا بَصِيْرًا خوب دیکھنے والا اِنَّا بلاشبہ ہم نے هَدَيْنٰهُ ہدایت دی اسے السَّبِيْلَ راستے کی اِمَّا خواہ شَاكِرًا وہ شکرگزار بنے وَّ اور اِمَّا خواہ كَفُوْرًا ناشکرا۔

ترجمہ:۔ انسان پر کبھی ایسا وقت آیا ہے کہ جب وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہیں تھا؟ ہم نے انسان کو ایک ملے جلے نطفے سے اس طرح پیدا کیا کہ اسے آزمائیں، پھر اسے ایسا بنایا کہ وہ سنتا بھی ہے، دیکھتا بھی ہے۔ ہم نے اسے راستہ دکھایا کہ وہ یا تو شکرگزار بن جائے یا ناشکرا

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الٓمّٓ تَنْزِيْلُ اور هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری۔۸۹۱)

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ انسان پر کوئی ایسا وقت آیا ہے یا نہیں کہ جب وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہیں تھا؟

۲۔ ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے اس طرح پیدا کیا تا کہ اسے آزمائیں۔

۳۔ پھر اسے ایسا بنا دیا کہ وہ سنتا بھی ہے اور دیکھتا بھی۔

۴۔ ہم نے اسے راستہ دکھایا کہ یا تو وہ شکرگزار ہو یا ناشکرا بن جائے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ انسان کی ابتدائی تخلیق کو بیان کر رہے ہیں کہ انسان پر ایک زمانہ ایسا تھا کہ وہ ناپید

تھا کہ جسکا ذکر تک موجود نہ تھا پھر اللہ تعالی نے اسے وجود بخشا اور وجود بھی ایسا بخشا کہ اسے ملے جلے نطفے سے پیدا کیا یعنی مرد اور عورت کے ایک نطفہ سے اسے زندگی عطا کی، یہاں اللہ تعالی نے دو مرتبہ ''اَلْاِنْسَانَ'' کا ذکر فرمایا تو پہلے انسان سے علماء تفسیر نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں کہ ان سے پہلے انسانی زندگی کا کوئی تصور ہی نہیں تھا پھر اللہ تعالی نے مٹی سے آپ کا جسم بنا کر اسے یونہی چھوڑ دیا کہ اسے کوئی جانتا تک نہ تھا پھر اللہ تعالی نے فرشتوں کو اس سے واقف کروایا کہ میں ایک مخلوق پیدا کرنے والا ہوں جو زمین میں میرا خلیفہ ہوگا، اس طرح اللہ تعالی نے انسان کا وجود بخشا اور دوسرے ''اَلْاِنْسَانَ'' سے اولاد آدم مراد لیا کہ انہیں وجود بخشنے کا طریقہ کچھ اور تھا کہ انہیں آدمی اور عورت کے صلب سے نکلنے والے ملے جلے پانی سے پیدا کیا کہ اس پانی سے حمل ٹھہرا اور پھر خون کا لوتھڑا بنا، پھر ہڈی، پوست، روح وغیرہ تمام مراحل سے گزر کر انسان کی شکل میں ماں کے پیٹ سے باہر آیا، پھر اسکے بعد جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا گیا اللہ تعالی نے اسے سمجھ، فہم اور فراست عطا کرنی شروع کی اور پھر ایک مرحلہ جوانی کا ایسا آیا کہ اسکی یہ سمجھ و فراست پوری مکمل ہوگئی کہ اب وہ اچھے اور برے کی پہچان کرنے کے قابل ہوگیا اور اللہ تعالی کی بھیجی ہوئی آیتوں کو سن کر اس میں غور وفکر کرسکتا ہے، سورۃ البلد کی آیت نمبر ١٠ میں بھی فرمایا گیا وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ کہ ہم نے اسکے سامنے دو راستے بتلا دیئے یعنی اچھائی اور برائی، چنانچہ یہیں سے اسکی اصل زندگی کا امتحان شروع ہوتا ہے، چنانچہ جب وہ عمر کے اس حصہ کو پہنچ جاتا ہے کہ جہاں پر وہ صحیح اور غلط، اچھے اور برے کی پہچان کرسکتا ہے تو اسکے بعد وہ یا تو اچھائی کا راستہ اپناتا ہے اور اپنے رب کا شکر گزار بندہ بن جاتا ہے یا پھر برائی کا راستہ اپنا کر اپنے رب کا ناشکرا بن جاتا ہے، جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان صبح اس حال میں کرتا ہے کہ وہ اپنی جان کا سودا کرنے والا ہوتا ہے، پھر یا تو وہ اسے آزاد کرنے والا ہوتا ہے (اللہ کی فرمانبرداری کر کے اسے جہنم سے آزاد کرانے والا ہوتا ہے) یا پھر ہلاک کرنے والا بن جاتا ہے (اللہ تعالی کی نافرمانی کر کے اپنی جان کو جہنم میں ڈالنے والا)۔ (مسلم۔ ٢٢٣)، یہاں پر شکر گزار بندہ سے مراد مومن ہے اور ناشکرا سے مراد کافر ہے، جو جیسا راستہ اختیار کرے گا اسے بدلہ بھی ویسا ہی ملے گا، اچھے کا اچھا بدلہ اور برے کا برا بدلہ، اب اچھوں کو کیا بدلہ ملے گا اور بروں کو کیا ملے گا اس کی وضاحت اگلی آیتوں میں کی گئی ہے۔

﴿درس نمبر ٢٢٨٩﴾ کافروں کیلئے زنجیریں، گلے کا طوق اور بھڑکتی آگ ﴿الدھر ٤۔تا۔٦﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا O اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا O عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّآ بلاشبہ ہم نے اَعْتَدْنَا تیار کر رکھی ہیں لِلْكٰفِرِيْنَ کافروں کے لیے سَلٰسِلَاۡ زنجیریں وَ اور اَغْلٰلًا طوق وَّ اور سَعِيْرًا ابھڑکتی آگ اِنَّ یقیناً الْاَبْرَارَ نیک لوگ يَشْرَبُوْنَ پئیں گے مِنْ كَاْسٍ ایسے جام سے كَانَ ہوگی مِزَاجُهَا اس میں ملاوٹ كَافُوْرًا کافور کی عَيْنًا ایک چشمہ ہے يَّشْرَبُ پئیں گے بِهَا اس میں سے عِبَادُ اللّٰهِ اللہ کے بندے يُفَجِّرُوْنَهَا وہ بہالے جائیں گے اسے تَفْجِيْرًا آسانی سے بہالے جانا۔

ترجمہ:۔ ہم نے ہی کافروں کے لئے زنجیریں، گلے کے طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کی ہے، بیشک نیک لوگ ایسے جام سے مشروبات پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی، یہ مشروبات ایک ایسے چشمے کے ہوں گے جو اللہ کے (نیک) بندوں کے پینے کے لئے مخصوص ہے، وہ اسے (جہاں چاہیں گے) آسانی سے بہا کر لے جائیں گے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں، گلے کے طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کی ہے۔

۲۔ بے شک نیک لوگ ایسے جام سے مشروبات پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔

۳۔ یہ مشروبات ایک ایسے چشمہ کے ہوں گے جو نیک بندوں کے پینے کے لئے مخصوص ہے۔

۴۔ وہ اسے جہاں چاہے آسانی سے بہالے جائیں گے۔

چنانچہ شکر گزار اور ناشکرے یعنی کافر اور مومن کو ملنے والے بدلہ سے متعلق فرمایا کہ یہ جو کافر ہیں جو ہماری خدائی اور ہماری کتاب اور ہمارے بھیجے ہوئے رسول کا انکار کرتے ہیں، انکے لئے ہم نے آخرت میں زنجیریں تیار رکھی ہیں جن سے انکے پیروں کو جکڑا جائے گا، اور جن سے انکے ہاتھوں کو باندھ کر گلے میں لٹکایا گیا ہوگا اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار ہوگی جس میں وہ جل کر تڑپتے رہیں گے یہی عذاب انہیں ہمیشہ وہاں جہنم میں ملتا رہے گا۔ سورۂ مومن کی آیت نمبر ۷۱ اور ۷۲ میں بھی فرمایا گیا اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ يُسْحَبُوْنَ فِي الْحَمِيْمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ جب انکے گلے میں طوق اور زنجیریں ہوں گی تب انہیں گرم پانی میں گھسیٹا جائے گا اور پھر آگ میں جھونک دیا جائیگا۔ یہ سزا ہے ان ناشکرے کافروں کی۔ اسکے بعد شکر گزار اور مومن بندوں کو ملنے والے انعام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو اللہ تعالی کے شکر گزار اور نیک بندے ہوں گے جنہوں نے اپنے رب کی اطاعت کی ہوگی اور اسکے احکامات پر عمل کیا ہوگا اور اسی کی عبادت کی ہوگی تو انہیں اللہ تعالی ایسے جاموں اور پیالوں سے جنت کے مشروبات پلائے گا جس میں کافور کی آمیزش ہوگی یعنی کافور کی طرح صاف وشفاف، خوشبودار اور ٹھنڈا ہوگا کہ جو پینے والے کو مست کردیگا، اللہ تعالی ان مشروبات کے بارے میں جو جنتیوں کو پلائے جائیں گے فرما رہے ہیں کہ یہ مشروبات اس چشمہ کے ہیں جو خاص نیک بندوں کے لئے اللہ تعالی نے پیدا کئے ہیں کہ انکے علاوہ کوئی ان چشموں

سے نہیں پیے گا اوران چشموں کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالی کے نیک بندے جہاں چاہے ان چشموں کو نکال سکیں گے کہ جہاں بیٹھے ہوں وہیں سے مخصوص چشمے نکل پڑیں گے یہ تمام تر انعامات انہیں انکے ان اچھے اعمال کی بدولت ملیں گے جو وہ لوگ دنیا میں کیا کرتے تھے، اللہ تعالی ہم تمام کو جنت کی ان نعمتوں سے سرشار فرمائے آمین۔ان آیتوں کے نزول کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کو لایا تو مہاجرین میں سے سات صحابہ نے جن میں سے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمن، حضرت سعد اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم اجمعین تھے، ان پر خرچ کیا یعنی انہیں کھلایا پلایا، یہ دیکھ کر انصار صحابہ نے کہا کہ ہم نے تو انہیں اللہ اور اسکے رسول کے لئے قتل کیا اور تم ہو کہ انہیں نفقہ دے رہے ہو؟ اللہ تعالی نے انکے بارے میں انیس آیتیں نازل فرمائیں جس میں سے إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا بھی ہے۔(الدر المنثور۔ج،۶۔ص،۳۷۰)

وہ لوگ جو اپنی منتیں پوری کرتے ہیں

﴿درس نمبر ۲۲۹۰﴾ ﴿الدھر ۷۔تا۔۱۲﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝ فَوَقٰهُمُ اللهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝ وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يُوْفُوْنَ وہ پوری کرتے ہیں بِالنَّذْرِ نذر وَ اور يَخَافُوْنَ وہ ڈرتے ہیں يَوْمًا اس دن سے كَانَ ہوگا شَرُّهٗ اس کا شر مُسْتَطِيْرًا اچھل جانے والا وَ اور يُطْعِمُوْنَ وہ کھلاتے ہیں الطَّعَامَ کھانا عَلٰى حُبِّهٖ باوجود اس کی محبت کے مِسْكِيْنًا مسکین کو وَّ اور يَتِيْمًا یتیم کو وَّ اور اَسِيْرًا قیدی کو اِنَّمَا بس نُطْعِمُكُمْ ہم تو تمہیں کھانا کھلاتے ہیں لِوَجْهِ اللهِ اللہ ہی کی ذات کے لیے لَا نُرِيْدُ ہم نہیں چاہتے ہیں مِنْكُمْ تم سے جَزَآءً کوئی جزا وَّ اور لَا شُكُوْرًا نہ شکریہ اِنَّا بلاشبہ ہم نَخَافُ ڈرتے ہیں مِنْ رَّبِّنَا اپنے رب سے يَوْمًا اس دن سے عَبُوْسًا چہرے بگاڑ دینے والا قَمْطَرِيْرًا بہت لمبا فَوَقٰهُمُ سو بچائے گا انہیں اللهُ اللہ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اس دن کے شر سے وَ اور لَقّٰهُمْ انہیں عطا کرے گا نَضْرَةً تازگی وَّ اور سُرُوْرًا سرور وَ اور جَزٰهُمْ جزا دے گا انہیں بِمَا صَبَرُوْا بوجہ ان کے صبر کے جَنَّةً جنت وَّ اور حَرِيْرًا ریشمی لباس۔

ترجمہ:۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن کا خوف دل میں رکھتے ہیں جس کے

برے اثرات ہر طرف پھیلے ہوئے ہوں گے اور وہ اللہ کی محبت کی خاطر مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں کہ) ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کھلا رہے ہیں، ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ کوئی شکریہ! ہمیں تو اپنے پروردگار کی طرف سے اس دن کا ڈر لگا ہوا ہے جس میں چہرے بری طرح بگڑے ہوئے ہوں گے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کو اس دن کے برے اثرات سے بچالے گا اور ان کی شادابی اور سرور سے نوازے گا اور انہوں نے جو صبر سے کام لیا تھا اس کے بدلے میں انہیں جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے گا۔

تشریح: ۔ ان چھ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔

۲۔ اس دن کا خوف دل میں رکھتے ہیں جسکے برے اثرات ہر طرف پھیلے ہوئے ہوں گے۔

۳۔ وہ اللہ کی محبت کی خاطر مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

۴۔ یہ لوگ ان سے کہتے ہیں کہ ہم تو صرف تمہیں اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کھلا رہے ہیں۔

۵۔ ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ ہی کوئی شکریہ۔

۶۔ ہمیں تو اپنے پروردگار کی طرف سے اس دن کا ڈر لگا ہوا ہے جس میں چہرے بری طرح بگڑے ہوئے ہوں گے۔

۷۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی ایسے لوگوں کو اس دن کے برے اثرات سے بچالے گا۔

۸۔ ان کو شادابی اور سرور سے نوازے گا۔

۹۔ انہوں نے جو صبر سے کام لیا تھا، اسکے بدلہ انہیں جنت اور ریشمی لباس عطاء فرمائے گا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی ان نیک لوگوں کی صفات بیان کر رہے ہیں جن صفات کی وجہ سے جنت میں انکا یہ اکرام کیا جائے گا چنانچہ فرمایا کہ یہ نیک لوگ ایسے ہیں کہ جب کبھی کسی چیز کی نذر مانی ہو تو اپنی ان نذروں کو پورا کرتے ہیں، نذر کہتے ہیں ناواجب چیز کو اپنے اوپر اللہ کے لئے واجب کر لینا خواہ وہ نماز ہو یا روزہ ہو یا صدقہ ہو یا کوئی اور نفل چیز، لہذا جب بندہ نذر کے ذریعہ اپنے اوپر کوئی چیز لازم کر لیتا ہے تو اسکا ادا کرنا اسکے لئے ضروری ہو جاتا ہے اور نہ ادا کرنے کی صورت میں اسے جرمانہ دینا پڑتا ہے جسے کفارہ کہا جاتا ہے اور وہ جرمانہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نذر کا کفارہ وہی ہے جو یمین کا کفارہ ہے۔ (مسلم۔ ۱٦٤٥) اور یمین کے کفارہ سے متعلق سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۸۹ میں فرمایا "فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ کہ قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلانا جو تم اپنے گھر

والوں کو کھلاتے ہو، یا انہیں کپڑا پہنانا یا پھر ایک غلام آزاد کرنا ہے، اگر کوئی ان چیزوں کے کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس پر تین دن کے روزہ رکھنا ضروری ہوگا، الغرض یہ نیک لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں ان کفاروں کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی وہ تو اپنی مانی ہوئی نذروں کو وقت پر پورا کر دیتے ہیں، اسکے ساتھ ساتھ یہ ابرار لوگ قیامت کا خوف اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ وہ قیامت جسکے برے اور ہولناک اثرات ہر جگہ پھیلے ہوئے ہوں گے کہ جن اثرات سے وہی محفوظ رہیگا جو اللہ کا مطیع و فرمانبردار ہوگا، باقی سب ان اثرات کی لپیٹ میں آجائیں گے۔ یہاں اللہ تعالی نے ان نیک لوگوں کے افعال اور اطاعت کی جانب سبقت کرنے کی وجہ بیان کی ہے کہ یہ لوگ اپنی نذروں کو اس لئے پوری کرتے ہیں کہ انکے دل میں قیامت اور اسکے عذاب کا خوف بیٹھا ہوا ہے کہ اگر ہم اللہ تعالی کی جانب سے واجب اور فرض کی ہوئی چیزوں کو پورا نہ کریں تو اللہ تعالی ہمیں اپنے عذاب میں قید فرمائے گا بس یہی اللہ تعالی کا خوف انکے دلوں پر چھایا ہوا ہے، جس طرح اللہ تعالی کا خوف انکے دلوں میں ہے اسی طرح اللہ تعالی کی محبت بھی انکے دلوں میں گھر کی ہوئی ہے اسی کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہی ابرار لوگ اپنے رب کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں، یہاں اللہ تعالی نے انکے کھانا کھلانے کی صفت کو خاص طور سے اس لئے بیان فرمایا کہ یہ زندگی کا بہت ہی اہم جز ہے کہ ساری زندگی انسان کی اسی پر منحصر ہوتی ہے یعنی اگر انسان کو کھانے کے لئے کچھ نہ ملے تو وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، اسی لئے اللہ تعالی نے انکی اس خاص صفت کو بیان فرمایا، اسکے علاوہ ان کی اور بھی عمدہ اور محمود صفات ہیں جیسے کہ مظلوم کی مدد کرنا، غمخواری کرنا، انصاف کرنا، آپسی محبت رکھنا وغیرہ وغیرہ، چونکہ انکے یہ کھانا کھلانے کا عمل خالص اللہ کے لئے ہے اسی لئے وہ اس پر نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ ہی ان کھانا کھانے والوں سے شکریہ کی امید رکھتے ہیں بلکہ وہ تو اسکا بدلہ اللہ تعالی سے مانگتے ہیں

اسی حقیقت کو یہاں بیان کیا جارہا ہے کہ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا کہ ہم تو تمہیں صرف اللہ کی رضا کی خاطر کھلا رہے ہیں اس پر ہمیں تم سے کچھ نہیں چاہئے، نہ ہی اس کا کوئی بدلہ اور نہ ہی شکریہ کا کوئی لفظ۔ یہ لوگ اللہ تعالی کی رضا کے کیوں طلب گار ہیں؟ ہمیں اللہ تعالی کی رضا مطلوب ہے کہ وہ ہمیں اس سخت اور خوفناک دن سے بچالے جس دن تمام انسانوں کے چہرے بری طرح بگڑ جائیں گے یعنی اس دن کا خوف ان پر ایسے طاری ہوگا کہ وہ بس پریشانی اور خوف کے عالم میں ہوں گے لہذا ہم ان اعمال کے ذریعہ بس یہی چاہتے ہیں کہ ہمیں اللہ اس دن کی سختی سے بچالے، چنانچہ کوئی اس خالص نیت کے ساتھ اور صرف اللہ تعالی کے لئے ہی عمل کرتا ہے تو یقینا اللہ تعالی بھی انکی امیدوں کو پورا فرمائیں گے اور انہیں اس دن کی سختی سے نجات عطا کریں گے اور انہیں اس عمل کے بدلہ میں نعمتیں اور آسائشیں نصیب فرمائیں گے اسی کو یہاں بیان کیا جارہا ہے فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا لہذا اللہ تعالی بھی ایسے لوگوں کو اس دن کے برے

اثرات سے بچالے گا اور انہیں شادابی و سرور سے بھی نوازے گا اور دنیا میں انہوں نے ہماری خاطر جن تکلیفوں کو برداشت کیا اور ان پر صبر کیا ہم اسکا بھی بدلہ انہیں عطا کریں گے اور ہمیشہ کے لئے انہیں جنت میں داخل کریں گے جہاں پر ان کا اعزاز ریشمی لباس سے ہوگا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ اور جنت میں انکا لباس ریشم کا ہوگا جسے ہم نے دنیا میں انکے لئے حرام کیا تھا لیکن یہاں جنت میں یہ سب انکے لئے حلال کردیا جائے گا۔

جنت کا دل فریب منظر

﴿درس نمبر ۲۲۹﴾ ﴿الدھر ۱۳۔تا۔۱۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۝ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ۝ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔مُّتَّكِئِيْنَ وہ تکیہ لگائے ہوں گے فِيْهَا اس میں عَلَى الْاَرَآئِكِ تختوں پر لَا يَرَوْنَ نہیں دیکھیں گے وہ فِيْهَا اس میں شَمْسًا سخت دھوپ وَّ اور لَا زَمْهَرِيْرًا نہ سخت سردی وَ اور دَانِيَةً جھکے ہوں گے عَلَيْهِمْ ان پر ظِلٰلُهَا اس کے سائے وَ اور ذُلِّلَتْ آسان کردیا جائے گا قُطُوْفُهَا ان کے پھلوں کا تَذْلِيْلًا نہایت آسان وَ اور يُطَافُ پھیرائے جائیں گے عَلَيْهِمْ ان پر بِاٰنِيَةٍ برتن مِّنْ فِضَّةٍ چاندی کے وَّ اور اَكْوَابٍ ایسے آبخورے كَانَتْ وہ ہوں گے قَوَارِيْرَا شیشے کے قَوَارِيْرَا شیشے مِنْ فِضَّةٍ چاندی کے قَدَّرُوْهَا اندازہ لگائیں گے وہ ان کا تَقْدِيْرًا پورا پورا اندازہ لگانا وَ اور يُسْقَوْنَ وہ پلائے جائیں گے فِيْهَا اس میں كَاْسًا ایسا جام كَانَ ہوگی مِزَاجُهَا اس میں ملاوٹ زَنْجَبِيْلًا زنجبیل کی۔

ترجمہ: ۔وہ ان باغوں میں آرام دہ اونچی نشستوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے، جہاں نہ وہ دھوپ کی تپش دیکھیں گے اور نہ کڑاکے کی سردی اور حالت یہ ہوگی کہ ان باغوں کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اور ان کے پھل مکمل طور سے ان کے آگے رام کردیئے جائیں گے اور ان کے سامنے چاندی کے برتن اور وہ پیالے گردش میں لائے جائیں گے جو شیشے کے ہوں گے، شیشے بھی چاندی کے جنہیں بھرنے والوں نے توازن کے ساتھ بھرا ہوگا اور وہاں ان کو ایسا جام پلایا جائے گا جس میں سونٹھ ملا ہوا ہوگا۔

تشریح: ۔ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔ وہ لوگ ان باغوں میں اونچی نشستوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے کہ جہاں نہ دھوپ کی تپش دیکھیں گے اور نہ ہی کڑاکے کی سردی۔

٢۔وہاں کا منظر کچھ اس طرح ہوگا کہ ان باغوں کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے۔

٣۔ان باغات میں موجود درختوں کے پھل ان کے سامنے جھکا دئے جائیں گے۔

٤۔انکے سامنے چاندی کے برتن اور وہ پیالے جو شیشہ کے ہوں گے گردش میں لائے جائیں گے۔

٥۔شیشے بھی چاندی کے ہوں گے کہ جنہیں بھرنے والوں نے بھی توازن کے ساتھ بھرا ہوگا۔

٦۔وہاں ان کو ایسا جام پلایا جائے گا جس میں سونٹ ملا ہوا ہوگا۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی ان نیک اور فرمانبردار بندوں کو جو قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں، مسکینوں کو کھانا کھلاتے ہیں، اپنی نذروں کو یعنی واجبات وفرائض کو بروقت ادا کرتے ہیں، انہیں ملنے والے انعامات کو بیان کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ جب انہیں جنت میں ریشمی لباس پہنا کر داخل کر دیا جائے گا تو وہاں جنت میں انکے بیٹھنے کے لئے اونچی اونچی نشستوں کا انتظام بھی کیا گیا ہوگا کہ جس پر وہ لوگ ٹیک لگائے بڑے آرام سے بادشاہانہ انداز میں بیٹھیں گے اور وہ اونچی نشستیں لگائی ایسی جگہ جائیں گی کہ جہاں پر نہ تو دھوپ کی تپش ہو اور نہ ہی کڑاکے کی سردی بلکہ متوازن موسم ہوتا کہ وہ اس اعزاز کا بھرپور مزہ اور لطف لے سکیں، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اَلْجَنَّةُ سَجْسَجٌ لَا حَرَّ فِيهَا وَلَا قِرَّ جنت معتدل جگہ ہے کہ جہاں نہ گرمی ہے اور نہ ہی سردی۔ (الزہد لأحمد بن حنبل۔١١٨٨) اللہ تعالی نے مزید فرمایا کہ جس باغ میں وہ لوگ اپنی نشستوں پر بیٹھے ہوں گے وہاں پر سارے درخت ان پر سایہ کرنے کے لئے جھک جائیں گے اگرچہ کہ وہاں نہ چاند ہوگا اور نہ سورج اور ان درختوں کے لذیذ میوے انکے سامنے جھک پڑیں گے کہ جب جی چاہے اسے توڑلیں اور کھالیں، انکی مہمانی اور ضیافت کے لئے اللہ تعالی کے حکم سے انکے سامنے چاندی سے بنے پیالے اور شیشہ کی طرح صاف وشفاف چاندی کے برتن گردش کرتے رہیں گے جن میں میٹھی اور لذت سے بھری سفید شراب پیش کی جائے گی اور ان پیالوں میں جو شراب بھری جائے گی اسکی بھی کیفیت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ بڑے متوازن طریقہ پر بھری ہوگی کہ نہ ہی کم کہ بار بار بھرنے کو کہا جائے اور نہ ہی اتنی زیادہ کہ چھلک کر گرنے لگے اور اس شراب کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْساً كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا کہ اس شراب میں زنجبیل کی آمیزش بھی ہوگی جو اس شراب کے مزہ کو اور دوبالا کردے گی، اسی سورت کی آیت نمبر ٥ میں فرمایا گیا کہ انہیں پینے کے لئے ایسے مشروب دئے جائیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا تو اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انکے سامنے مختلف قسم کے مشروبات پیش کئے جائیں گے تا کہ انہیں ایک ہی قسم کے مشروب سے اکتاہٹ محسوس نہ ہو، جب جو چیز پینے کا دل چاہے وہ اپنی پسند سے پی لیں، اللہ تعالی اپنے کرم سے ہم تمام کو جنت میں یہ نعمتیں عطا فرمائے۔آمین۔

﴿درس نمبر ۲۲۹۲﴾ **سلسبیل نامی جنت کا چشمہ** ﴿الدھر ۱۸ - تا - ۲۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ○ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ○ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ○ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ○ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ عَيْنًا ایک چشمہ فِيْهَا اس میں تُسَمّٰى نام رکھا جاتا ہے سَلْسَبِيْلًا سلسبیل وَ اور يَطُوْفُ گھومیں گے عَلَيْهِمْ ان پر وِلْدَانٌ ایسے لڑکے مُّخَلَّدُوْنَ جو ہمیشہ رہیں گے اِذَا جب رَاَيْتَهُمْ تو دیکھے گا انہیں حَسِبْتَهُمْ تو سمجھے گا ان کو لُؤْلُؤًا موتی مَّنْثُوْرًا بکھرے ہوئے وَ اور اِذَا جب رَاَيْتَ تو دیکھے گا ثَمَّ وہاں رَاَيْتَ دیکھے گا تو نَعِيْمًا نعمت وَّ اور مُلْكًا سلطنت كَبِيْرًا بڑی عٰلِيَهُمْ ان پر ثِيَابُ کپڑے ہوں گے سُنْدُسٍ باریک خُضْرٌ سبز وَّ اور اِسْتَبْرَقٌ دبیز ریشم کے وَّ اور حُلُّوْٓا زیور پہنائے جائیں گے ان کو اَسَاوِرَ کنگن مِنْ فِضَّةٍ چاندی کے وَ اور سَقٰهُمْ انہیں پلائے گا رَبُّهُمْ ان کا رب شَرَابًا طَهُوْرًا شرابِ طہور اِنَّ بلاشبہ هٰذَا یہ كَانَ ہے لَكُمْ تمہارے لیے جَزَآءً جزا وَّ اور كَانَ ہے سَعْيُكُمْ تمہاری کوشش مَّشْكُوْرًا قابلِ قدر۔

ترجمہ: ۔ وہاں کے ایسے چشمے سے جس کا نام سلسبیل ہے، ان کے سامنے (خدمت کے لئے) ایسے لڑکے گردش میں ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے، جب تم انہیں دیکھو گے تو یہ محسوس کرو گے کہ وہ موتی ہیں جو بکھیر دیئے گئے ہیں اور (حقیقت تو یہ ہے کہ) جب تم وہ جگہ دیکھو گے تو تمہیں نعمتوں کا ایک جہان اور ایک بڑی سلطنت نظر آئے گی، ان کے اوپر باریک ریشم کا سبز لباس اور دبیز ریشم کے کپڑے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگنوں سے آراستہ کیا جائے گا اور ان کا پروردگار انہیں نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا (اور فرمائے گا کہ) یہ ہے تمہارا انعام! اور تم نے (دنیا میں) جو محنت کی تھی، اس کی پوری قدردانی کی گئی ہے۔

تشریح: ۔ ان پانچ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہاں کے ایسے چشمے سے انہیں پلایا جائے گا جسکا نام سلسبیل ہے۔

۲۔ وہاں انکے سامنے ایسے لڑکے گردش میں رہیں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔

۳۔ جب تم انہیں دیکھو گے تو ایسا محسوس کرو گے کہ یہ موتی ہیں جو بکھیر دیئے گئے ہیں۔

۴۔ جب تم وہ جگہ دیکھو گے تو تمہیں وہاں نعمتوں کا ایک اور جہاں نظر آئے گا۔

۵۔ انکے اوپر ریشم کا سبز باریک لباس اور دبیز ریشمی کپڑے ہوں گے۔

۶۔ انہیں چاندی کی کنگنوں سے آراستہ کیا جائے گا۔ ۷۔ ان کا پروردگار انہیں پاکیزہ شراب پلائے گا۔

۸۔ ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے تمہارا انعام، تم نے جو دنیا میں محنت کی تھی اسکی پوری پوری قدردانی کی گئی ہے۔

یہاں بھی ان نیکوکاروں کو ملنے والی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا جارہا ہے کہ انہیں کبھی کافور والا پانی تو کبھی زنجبیل والا پانی پلایا جائے گا اسکے علاوہ انہیں مزید ایک اور چشمہ کا پانی پلایا جائے گا جسکا نام سلسبیل ہے، یہ سلسبیل نامی چشمہ کا پانی کس طرح ہوگا؟ اسکی کیفیت اللہ تعالی ہی جانتے ہیں لیکن علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ ایسے چشمہ کا پانی ہے جو چشمہ جنت عدن سے عرش کے پاس سے بہتا ہوگا اور پینے میں بہت میٹھا اور آسانی سے حلق میں اتر جانے والا ہوگا اسی وجہ سے اسکا نام سلسبیل رکھا گیا ہے۔ اسکے بعد اب اللہ تعالی ان نیکوکاروں کے خادموں کے بارے میں بیان کررہے ہیں کہ انکی خدمت کے لئے جنتی لڑکے آگے پیچھے کھڑے ہوں گے اور وہ لڑکے ایسے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے کہ کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے اور نہ ہی انہیں کبھی موت آئے گی بلکہ اسی کیفیت پر ہمیشہ رہیں گے جس کیفیت پر اللہ تعالی نے انہیں پیدا فرمایا، ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ لڑکے ان کفار کے لڑکے ہوں گے جنکا بچپن میں ہی انتقال ہوگیا ہوگا چونکہ انہوں نے کوئی گناہ از خود کیا نہیں اس لئے انہیں جہنم میں تو نہیں ڈالا جائے گا اس لئے انہیں یہاں جنت میں خدام کی حیثیت عطا کی جائیگی، اللہ تعالی انکی خوبصورتی اور پہناوے وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ انہیں اللہ تعالی موتیوں جیسی خوبصورتی عطا کرے گا اور جب وہ خدمت میں مصروف ادھر ادھر گشت لگارہے ہوں گے تو ایسا معلوم ہوگا کہ کسی نے خوبصورت موتیوں کو بکھیر دیا ہے۔ اسکے بعد پھر سے اللہ تعالی انہی نیک لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اے نبی! جب آپ ان نیک لوگوں کو دیکھیں گے تو جہاں تک آپکی نظر جائے گی وہاں تک بس انہیں دئے جانے والے انعامات ہی نظر آئیں گے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ادنی جنتی وہ ہوگا جو اپنے باغات، بیویوں، نعمتوں اور خادموں کی جانب دیکھے گا جو ایک ہزار سال کی مسافت پر مشتمل ہوں گے۔ (ترمذی۔ ۲۵۵۳) تو جب ایک ادنی جنتی کی ملکیت اور اسکی نعمتوں کا یہ عالم ہوگا تو پھر ان نیک لوگوں کو دئے جانے والی نعمتوں کا اندازہ لگانا مشکل ہے، اسی لئے یہاں کہا گیا وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا۔

پھر ان ابرار کے لباس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انکا لباس باریک اور موٹے ریشم کا اور سبز رنگ کا ہوگا، جیسا کہ اسی سورت کی آیت نمبر ۱۲ میں فرمایا گیا کہ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا کہ انہیں انکے اعمال کے صلہ میں ریشمی لباس پہنا کر جنت میں داخل کیا جائے گا، تو یہاں اس ریشمی لباس کی صفت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ وہ موٹے ریشم اور باریک ریشم کا ہوگا، یعنی ہوسکتا ہے کہ کبھی باریک ریشم پہنایا جائے اور کبھی موٹا واللہ اعلم۔

بعض مفسرین نے کہا کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ ان نیک لوگوں کے بیٹھنے کی جوجگہیں ہیں یعنی اونچی نشستیں جن پر وہ ٹیک لگائے بیٹھیں گے اور بعض نے کہا کہ یہاں اللہ تعالیٰ ان خدام کے لباس کا تذکرہ فرمارہے ہیں کہ وہ باریک اور موٹے سبز ریشم کا لباس زیب تن کئے ہوئے ان نیک لوگوں کی خدمت میں مصروف ہوں گے، اسکے بعد پھر فرمایا کہ ان نیکوکاروں کو اللہ تعالیٰ چاندی کے زیورات سے مزین فرمائیں گے اور سورۃ فاطر کی آیت نمبر ٣٣ میں فرمایا یُحَلَّوْنَ فِیهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا کہ انہیں سونے اور موتی کے زیورات پہنائے جائیں گے، تو اس سلسلہ میں علماء نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان دونوں قسم کے زیورات پہنائے گا جن میں موتیاں جڑی ہوں گے یا پھر کبھی سونے کے تو کبھی چاندی کے پہنائے جائیں گے، اسکے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں پاکیزہ اور مصفیٰ شراب پلائے گا جو دنیا کی شراب سے بالکل مختلف ہوگی کہ اس کا مزہ بالکل میٹھا ہوگا اور بو بھی مشک کی ہوگی، جس کو پی کر نہ تو انسان کے ہوش گم ہوں گے اور نہ ہی اسکی عقل تلف ہوگی، یہ ساری نعمتیں جو کچھ بیان کی گئی ہیں وہ ان ابرار کو انکے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کی بدولت دی جائے گی اور کہا جائے گا کہ تم نے جو کچھ دنیا میں ادنیٰ سے ادنیٰ عمل بھی کیا تھا ان سب کی یہاں قدردانی کی گئی ہے جسکا صلہ تم اپنی آنکھوں کے سامنے ان نعمتوں کی شکل میں دیکھ رہے ہو۔

﴿درس نمبر ٢٢٩٣﴾ ہم نے ہی آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا اتارا ہے ﴿الدھر ٢٣ تا ٢٦﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّا نَحْنُ یقیناً ہم ہی نے نَزَّلْنَا اتارا ہے عَلَيْكَ آپ پر الْقُرْاٰنَ یہ قرآن تَنْزِيْلًا تھوڑا تھوڑا اتارنا فَاصْبِرْ چنانچہ آپ صبر کیجیے لِحُكْمِ رَبِّكَ اپنے رب کے حکم کے لیے وَ اور لَا تُطِعْ اطاعتنہ کیجیے مِنْهُمْ ان میں سے اٰثِمًا کسی گناہ گار اَوْ یا كَفُوْرًا کافر کی وَ اور اذْكُرِ یاد کیجیے اسْمَ نام رَبِّكَ اپنے رب کا بُكْرَةً صبح وَّ اور اَصِيْلًا شام وَ اور مِنَ الَّيْلِ رات میں بھی فَاسْجُدْ پس آپ سجدہ کریں لَهٗ اس کے لیے وَ اور سَبِّحْهُ اس کی تسبیح کیجیے لَيْلًا رات میں طَوِيْلًا دیر تک۔

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر!) ہم نے ہی تم پر قرآن تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا ہے، لہذا تم اپنے پروردگار کے حکم پر ثابت قدم رہو اور ان لوگوں میں سے کسی نافرمان یا کافر کی بات نہ مانو اور اپنے پروردگار کے نام کا صبح وشام ذکر کیا کرو، اور کچھ رات کو بھی اس کے آگے سجدے کیا کرو، اور رات کے لمبے وقت میں اس کی تسبیح کرو۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے پیغمبر! ہم نے ہی آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے۔
۲۔آپ اپنے پروردگار کے حکم پر ثابت قدم رہو۔ ۳۔ان لوگوں میں سے کسی نافرمان کافر کی بات نہ مانو۔
۴۔اپنے پروردگار کے نام کا صبح وشام ذکر کیا کرو۔
۵۔کچھ رات کو بھی اسکے سامنے سجدہ کیا کرواور رات کے لمبے وقت میں اسکی تسبیح کرو۔

مومنوں اور کافروں کے اخروی حالات کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں اور کافروں ومشرکوں سے پہنچنے والی ایذاوں اور تکالیف پر صبر کرنے کی تلقین کر رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ اے نبی! ہم ہی نے آپ پر یہ قرآن جسے یہ کافر لوگ جادو کہہ رہے ہیں، تھوڑا تھوڑا کر کے تئیس سال کے عرصہ میں نازل فرمایا، تاکہ آپ کے لئے اور مومنوں کے لئے اسے یاد کرنا اور اسکے احکامات پر عمل کرنا آسان ہو سکے، اگر ہم ایک ہی وقت پورے کا پورا قرآن نازل کر دیتے تو یاد کرنے میں بھی دشواری ہوتی اور اسکے تمام احکام پر جبکہ یہ قوم عبادت کی عادی ہی نہیں تھی عمل کرنا مشکل ہوتا، اس لئے اللہ تعالی نے اپنی مصلحت اور موقع کے لحاظ سے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل فرمایا، لہذا آپ اس کلام کو انکے سامنے پڑھ کر سنایا کیجئے اگرچہ وہ اسے جادو کہیں، ان کے اس قرآنِ مجید کو جادو کہنے سے یہ جادو ہو نہیں جائے گا بلکہ حقیقت وہی ہے جو ہم نے بیان کی یعنی وہ آپکے رب کا اور ساری جہانوں کے معبود کا کلام ہے اور اس تبلیغ کے دوران آپ کو جو تکلیفیں اور اذیتیں ملیں تو آپ اس پر اللہ کے لئے صبر کیجئے یقینا آپ کا رب انہیں سزا ضرور دے گا اگرچہ کہ سزا میں دیر ہو جائے لیکن وہ وقت ضرور آئے گا اور آپ اس معاملہ میں کسی کافر، فاجر اور اللہ کے نافرمان کی پیروی نہ کیجئے اور اسکی بات نہ مانئیے یعنی اگر وہ آپ کے سامنے کچھ لالچ دیں تاکہ آپ اس تبلیغ سے باز آجائیں تو آپ اسکی بات نہ مانیئے، حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابوجہل نے کہا تھا کہ اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتا دیکھ لوں تو انکی گردن کو روند دوں گا، اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ولید اور عتبہ آپ علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ کے سامنے پیشکش کی تاکہ آپ اپنی اس تبلیغ سے باز آجائیں تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی اور آپ ﷺ کو انکی بات ماننے سے روک دیا گیا۔ (تفسیر قرطبی۔ج،۱۹۔ص،۱۴۹) اور اسکے ساتھ آپ کو یہ بھی کہا گیا کہ آپ اپنے پروردگار کا ذکر صبح وشام کرتے رہئے تاکہ آپکے دل کو اطمینان اور قوت نصیب ہو اور اسی کے ساتھ رات کے وقت میں کچھ دیر اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیے اور باقی کا وقت اسکی تسبیح میں گزاریئے، اس آیت میں اللہ تعالی نے نافرمانوں کی اتباع نہ کرنے کا حکم بظاہر تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے لیکن اس کا مرجع سارے انسان ہیں اس لئے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر تو اللہ تعالی کی خاص عنایت ہے کہ وہ اسے کبھی قبول ہی نہیں کریں گے اسکے باوجود یہاں جو روکا گیا اس سے تمام انسانوں کو یہ پیغام پہنچانا ہے کہ اللہ تعالی کے حکم کے آگے کسی اور کا حکم نہ مانیں، اگر کسی کی طبیعت میں گناہوں کی

طرف راغب ہونے کا مادہ زیادہ ہو تو اسکا نسخہ بھی اللہ تعالی نے بتلا دیا کہ اللہ تعالی کا ذکر ہر آن کرتے رہا کیجئے اور رات کے وقت بھی اسکی عبادت میں مصروف رہئے اسکی برکت سے اللہ تعالی تمہیں ان برائیوں سے بچائے گا اور قوتِ ایمانی نصیب فرمائے گا۔

﴿درس نمبر ۲۲۹۴﴾ یہ لوگ تو دنیا کی چیزوں سے محبت رکھتے ہیں ﴿الدھر ۲۷۔تا۔۳۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَاۗءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ۝ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَاۗءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ وَمَا تَشَاۗءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلاشبہ هٰٓؤُلَاۗءِ یہ لوگ يُحِبُّوْنَ پسند کرتے ہیں الْعَاجِلَةَ دنیا کو وَ اور يَذَرُوْنَ چھوڑتے ہیں وَرَاۗءَهُمْ اپنے پیچھے يَوْمًا ثَقِيْلًا بھاری دن کو نَحْنُ ہم ہی نے خَلَقْنٰهُمْ پیدا کیا انہیں وَ اور شَدَدْنَآ ہم نے مضبوط کیے اَسْرَهُمْ ان کے جوڑ وَ اور اِذَا جب شِئْنَا ہم چاہیں گے بَدَّلْنَآ بدل کر لے آئیں گے اَمْثَالَهُمْ ان جیسے تَبْدِيْلًا تبدیل کر کے اِنَّ بلاشبہ هٰذِهٖ یہ تَذْكِرَةٌ ایک نصیحت ہے فَمَنْ لہٰذا جو شَاۗءَ چاہے اتَّخَذَ وہ پکڑے اِلٰى رَبِّهٖ اپنے رب کی طرف سَبِيْلًا راستہ وَ اور مَا تَشَاۗءُوْنَ نہیں چاہتے تم اِلَّآ مگر اَنْ يَّشَاۗءَ یہ کہ چاہے اللّٰهُ اللہ اِنَّ یقیناً اللّٰهَ اللہ كَانَ ہے عَلِيْمًا خوب جاننے والا حَكِيْمًا خوب حکمت والا۔ يُّدْخِلُ وہ داخل کرتا ہے مَنْ جسے يَّشَاۗءُ چاہتا ہے فِيْ رَحْمَتِهٖ اپنی رحمت میں وَ اور الظّٰلِمِيْنَ ظالم اَعَدَّ اس نے تیار کیا ہے لَهُمْ ان کے لیے عَذَابًا عذاب اَلِيْمًا دردناک۔

ترجمہ:۔ یہ لوگ تو (دنیا کی) فوری چیزوں سے محبت کرتے ہیں اور اپنے آگے جو بھاری دن آنے والا ہے اسے نظر انداز کئے ہوئے ہیں، ہم نے ہی انہیں پیدا کیا ہے اور ان کے جوڑ بند مضبوط کئے ہیں اور ہم جب چاہیں ان کے بدلے ان جیسے دوسرے پیدا کر دیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک نصیحت کی بات ہے اب جو چاہے اپنے پروردگار کی طرف جانے والا راستہ اختیار کر لے اور تم چاہو گے نہیں جب تک اللہ نہ چاہے، اور اللہ علم کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک، وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور یہ جو ظالم لوگ ہیں ان کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ لوگ تو دنیا کی فوری چیزوں سے محبت کرتے ہیں۔
۲۔ انکے آگے جو بھاری دن آنے والا ہے اسے نظر انداز کئے ہوئے ہیں۔
۳۔ ہم نے ہی انہیں پیدا کیا ہے اور انکے جوڑ بند مضبوط کئے ہیں۔
۴۔ ہم جب چاہے انکے بدلے ان جیسے دوسرے پیدا کر دیں، یہ تو بس ایک نصیحت کی بات ہے۔
۵۔ جو چاہے اپنے پروردگار کی طرف جانے والا راستہ اختیار کر لے، تم چاہو گے ہی نہیں جب تک اللہ خود نہ چاہے
۶۔ اللہ علم کا مالک ہے، حکمت کا بھی۔ ۷۔ وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے۔
۸۔ یہ جو ظالم لوگ ہیں انکے لئے اس دن دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

یہاں ان کافروں کی دنیوی حالت بیان کی جا رہی ہے کہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ بس دنیا ہی کے عاجلانہ فائدہ کو جو انہیں نظر آتا ہے چاہتے ہیں اور اسی کے لئے محنت بھی کرتے ہیں کہ اپنے آرام کو چھوڑ کر دور دراز کا سفر کرتے ہیں تا کہ تجارت کے ذریعہ نفع کمایا جائے اور سخت سے سخت موسم بھی انہیں اس دنیا کی کمائی سے نہیں روکتا اور اس دنیا کی فکر ان پر ایسی طاری رہتی ہے کہ وہ لوگ آخرت جیسے سخت دن کو بھی بھول بیٹھے ہیں، ایسا سخت دن کہ جس دن سارے انسانوں کے ہوش وحواس اڑ جائیں گے اور اپنے اپنے اعمال کے حساب کے لئے ان پر لرزہ طاری رہیگا، اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالی نے بتلادیا کہ جو کافر ہوتے ہیں انکے پیش نظر صرف دنیا ہی رہتی ہے اور اسی کو پانے اور حاصل کرنے کے لئے یہ لوگ خوب محنت ومشقت اٹھاتے ہیں لیکن جو مومن ہوتا ہے وہ دنیا کے لئے بھی محنت کرتا ہے اور آخرت کے لئے بھی، دنیا کے لئے تو اس لئے محنت کرتا ہے کہ اسے یہاں زندگی گزارنا ہے اور اس زندگی گزارنے کے لئے اسے چند چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے بس اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے وہ اس دنیا کو حاصل کرتا ہے اور آخرت کے لئے اس لئے محنت کرتا ہے کہ آخرکار اس دنیا کو چھوڑ کر اسے وہیں جانا ہے، اب جب وہیں جانا ہے تو وہاں کے آرام کے لئے بھی کچھ عمل اور محنت کرنی ہوگی پس اسی لئے وہ اس دنیا میں اس آخرت کے لئے محنت کرتا ہے۔ یہ کفار آخرت کو چھوڑ کر بس دنیا کے لئے جو محنت کرتے ہیں وہ اس لئے کہ انکے یہاں آخرت کا کوئی تصور ہی نہیں ہے اور وہ اس پر یقین ہی نہیں رکھتے کہ انہیں دوبارہ زندہ ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے، انکی اسی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ جب ہم نے انہیں پہلی بار پیدا کیا جبکہ وہ کچھ نہ تھے پھر اسکے بعد انکے اعضاء کو مضبوط کیا کہ وہ چلنے پھرنے کے قابل بن گئے تو پھر کیا ہم انہیں پیدا کئے ہوئے اجزاء کو انکے گل سڑنے کے بعد دوبارہ اکٹھا کر کے بنا نہیں سکتے؟ یقینا بنا سکتے ہیں لیکن تمہیں اسکا یقین نہیں، تمہاری انہی حرکتوں اور اعمال کی وجہ سے اگر ہم چاہیں تو تمہیں فنا کر کے تمہاری جگہ دوسرے لوگ لا سکتے ہیں جو تمہاری طرح نافرمان نہیں ہوں گے لیکن چونکہ یہ دنیا ہے ہی آزمائش کی جگہ اس لئے ہم ایسا نہیں کرتے، جو یہاں جیسے اعمال

کرے گا وہ ویسا ہی آخرت میں بدلہ پائے گا اور یہاں اعمال کیا کرنا ہے اسکے لئے ہم نے تمہارے سامنے قرآن نازل کیا ہے جس میں تمہیں ساری چیزیں معلوم ہو جائیں گی جو کہ تمہارے لئے ایک نصیحت آمیز کتاب کا درجہ رکھتی ہے، اب جسکا جی چاہے اس نصیحت والی کتاب کو اپنا کر سیدھا راستہ ڈھونڈ لے لیکن سہی بات تو یہی ہے کہ جب تک اللہ تعالی کی طرف سے توفیق نہ ہو کوئی اس سیدھے راستہ کو اختیار نہیں کر سکتا وَمَا تَشَاءُوْنَ إِلَّا أَن يَّشَاءَ اللهُ اور اللہ تعالی اسی کو توفیق دیتا ہے جسکے دل میں سچ کو حاصل کرنے کی تڑپ ہوتی ہے إِنَّ اللهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنفُسِهِمْ (الرعد۔۱۱) اور یقیناً اللہ تعالی کے اس فیصلہ میں ایک حکمت ہے جسے اللہ تعالی ہی خوب جانتے ہیں اور وہی بڑے جاننے والے اور حکمت والے ہیں، لہٰذا اللہ تعالی جس پر اپنا رحم کرنا چاہے اس پر اپنا رحم فرماتے ہیں اور اسلام سے ہمکنار کر کے جنت میں داخل کر دیتے ہیں اور جو اسلام سے دوری اپنائے ہوئے ہوتے ہیں اور کفر و شرک پر مصرره کر اپنے آپ پر ظلم کرتے رہتے ہیں، انہیں آخرت کے دردناک عذاب میں داخل کرتے ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تڑپتے رہیں گے، اللہ تعالی ہم تمام کو اپنی رحمت میں داخل فرما کر جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۵۰ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۲۹۵﴾ یقیناً یہ واقعہ پیش آ کر رہے گا ﴿المرسلات ۱۔تا۔۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ الْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۝ وَّ النّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۝ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۝ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۝ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۝ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ وَ الْمُرْسَلٰتِ قسم ہے ان ہواؤں کی جو بھیجی جاتی ہیں عُرْفًا متواتر فَالْعٰصِفٰتِ پھر ان ہواؤں کی جو تند و تیز چلتی ہیں عَصْفًا طوفان بن کر وَّ اور النّٰشِرٰتِ ان ہواؤں کی جو پھیلاتی ہیں بادل کو نَشْرًا اچھیلانا فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا پھر انہیں پھاڑ کر جدا جدا کرنے والی فَالْمُلْقِيٰتِ پھر ان کی جوڈالنے والے ہیں ذِكْرًا ذکر عُذْرًا عذر اَوْ یا نُذْرًا ڈرانے کیلئے اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ یقیناً جسکا وعدہ دیئے جاتے ہو لَوَاقِعٌ ضرور واقع ہونے والی ہے

ترجمہ: ۔ قسم ہے ان (ہواؤں) کی جو ایک کے بعد ایک بھیجی جاتی ہیں۔ پھر جو آندھی بن کر زور سے چلتی ہیں۔ اور جو (بادلوں کو) خوب اچھی طرح پھیلا دیتی ہیں۔ پھر قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو حق اور باطل کو الگ الگ کر دیتے ہیں۔ پھر نصیحت کی باتیں نازل کرتے ہیں۔ جو یا تو لوگوں کے لیے معافی مانگنے کا سبب بنتی ہیں یا ڈرانے کا۔ یقیناوہ واقعہ ضرور پیش آ کر رہے گا جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

سورہ کی فضیلت: ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا (ان کی ماں) نے انہیں وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا پڑھتے ہوئے سنا۔ پھر کہا کہ اے بیٹے! تم نے اس سورت کی تلاوت کر کے مجھے یاد دلایا۔ میں آخر عمر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مغرب میں یہی سورت پڑھتے ہوئے سنتی تھی۔ (بخاری۔ ۷۶۳)

تشریح: ۔ ان سات آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قسم ہے ان ہواوں کی جو ایک کے بعد ایک بھیجی جاتی ہیں۔

۲۔ پھر وہ ہوائیں آندھی بن کر زور سے چلتی ہیں۔ ۳۔ جو ہوائیں بادلوں کو خوب اچھی طرح پھیلا دیتی ہیں۔

۴۔ قسم ہے ان فرشتوں کی جو حق اور باطل کو الگ الگ کر دیتے ہیں۔

۵۔ پھر وہ فرشتے نصیحت کی باتیں نازل کرتے ہیں۔

۶۔ یہ نصیحت کی باتیں یا تو لوگوں کے لئے معافی کا سبب بنتی ہیں یا ڈرانے کا۔

۷۔ یقیناوہ واقعہ ضرور پیش آ کر رہے گا جسکا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے قیامت کے دن مومنوں کو ملنے والی جزا اور کافروں کو ملنے والی سزا کے بارے میں بیان فرمایا اور اس سورت میں اس قیامت کے دن کے واقع ہونے کے یقینی ہونے کو بیان کیا جارہا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے ہواؤں کی قسم کھا کر فرمایا کہ قسم ہے ان ہواوں کی جو ایک کے بعد ایک تیز رفتاری کے ساتھ ایسی چلتی ہیں کہ وہ آندھی بن کر سب کچھ تہس نہس کر ڈالتی ہیں، مزید ان ہواوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہوائیں جو آندھیوں کی شکل میں ہوتی ہیں جب تیز رفتاری کے ساتھ چلتی ہیں تو آسمان میں موجود بادلوں کو اچھی طرح پھیلا دیتی ہیں جن سے سارا آسمان سیاہ ہو کر ایک خوفناک منظر پیش کرتا ہے، یہاں اللہ تعالی جن ہواؤں کی قسم کھا رہے ہیں وہ اسکی عظمت اور خوفناکی کو بیان کرنے کے لئے ہے کہ دیکھو! یہ ہوائیں جو ہم بھیجتے ہیں وہ ہوتی ایک ہی ہیں لیکن اس میں صفتیں ہوتی ہیں یعنی وہ ہوائیں رحمت بھی لیکر آتی ہیں اور عذاب بھی لہذا تم ہماری قدرت سے ڈرو اور ہم نے تم سے جو جو وعدے کئے ہیں ان پر یقین رکھو، وہ ضرور ہو کر رہیں گے اگر چہ کہ وہ تمہیں اپنی عقل کے خلاف معلوم ہوں۔ یہاں اس سورت میں ''اَلْمُرْسَلٰتِ'' سے علماء نے مختلف معنی مراد لئے ہیں جیسے کہ ملائکہ اور انبیاء لیکن راجح قول یہ ہے کہ اس سے مراد ہوائیں ہیں اس لئے اسی اعتبار سے یہاں تشریح کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

اسکے بعد اللہ تعالی نے فرشتوں کی قسم کھائی کہ قسم ہے ان فرشتوں کی جو حق اور باطل کو الگ الگ کر دیتے ہیں یعنی جو اپنے پروردگار کے حکم سے اسکے بھیجے ہوئے نبیوں پر وہ چیزیں نازل کرتے ہیں جو حق اور باطل کو جدا کر دیتی ہیں تو جب یہ چیزیں نازل ہوتی ہیں تو یہ چیزیں یا تو نصیحت کا سبب بنتی ہیں یا پھر ڈرانے کا ذریعہ بنتی ہیں یعنی جو نیک لوگ اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اور اپنے رب کی عبادت و اطاعت میں مصروف ہو جاتے ہیں اور نافرمانوں کو یہ چیزیں اللہ تعالی کی نافرمانی سے ڈراتی ہیں اور آگاہ کرتی ہیں کہ تم اپنی ان حرکتوں سے باز آجاو ورنہ تمہارا حال قیامت کے دن بہت برا ہوگا۔ اور جس قیامت کے آنے کا ہم تم سے وعدہ کر رہے ہیں کہ صور پھونکا جائے گا، مردوں کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور پھر ہر ایک سے ان کے اعمال کا حساب لے کر جنت یا دوزخ کا فیصلہ کیا جائے گا، وہ سب ضرور ہو کر رہے گا، لہذا تم اس سلسلہ میں کسی شک میں نہ رہنا، یہ ہمارا وعدہ ہے اور ہم وعدہ خلافی نہیں کرتے۔

﴿درس نمبر ۲۲۹۶﴾ جب ستارے بجھا دیئے جائیں گے ﴿المرسلات ۸۔تا۔۱۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۝ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۝ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۝ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ۝ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ فَاِذَا چنانچہ جب النُّجُوْمُ ستارے طُمِسَتْ مٹا دیئے جائیں گے وَ اور اِذَا جب السَّمَآءُ آسمان فُرِجَتْ پھاڑ دیا جائے گا وَ اور اِذَا جب الْجِبَالُ پہاڑ نُسِفَتْ اڑا دیئے جائیں گے وَ اور اِذَا جب الرُّسُلُ رسول اُقِّتَتْ وقت مقرر کیا جائے گا لِاَيِّ يَوْمٍ کس دن کے لئے اُجِّلَتْ موخر کئے گئے تھے لِيَوْمِ الْفَصْلِ فیصلے کے دن کے لئے وَ اور مَآ کس چیز نے اَدْرٰكَ خبر دی آپ کو مَا کیا ہے يَوْمُ الْفَصْلِ فیصلے کا دن وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ ہلاکت ہے اس دن لِّلْمُكَذِّبِيْنَ جھٹلانے والوں کے لئے

ترجمہ: ۔ چنانچہ (وہ واقعہ اس وقت ہوگا) جب ستارے بجھا دیئے جائیں گے۔ اور جب آسمان کو چیر دیا جائے گا۔ اور جب پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے O اور جب پیغمبروں کے جمع ہونے کا وقت آجائے گا۔ (کوئی پوچھے کہ) اس معاملے کو کس دن کے لیے ملتوی کیا گیا ہے؟ (تو جواب یہ ہے کہ) فیصلے کے دن کے لیے۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ فیصلے کا دن کیا چیز ہے؟ بڑی خرابی ہوگی اس دن ایسے لوگوں کی جو حق کو جھٹلاتے ہیں۔

تشریح: ۔ ان آٹھ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ واقعہ اس وقت پیش آئے گا جب ستارے بجھا دیئے جائیں گے۔

۲۔ جب آسمان کو چیر دیا جائے گا۔ ۳۔ جب پہاڑ ریزہ ریزہ کر دئے جائیں گے۔

۴۔ جب پیغمبروں کے جمع ہونے کا وقت آجائے گا۔

۵۔ اگر کوئی پوچھے کہ اس معاملہ کو کس دن کے لئے ملتوی کیا گیا ہے؟ تو اسے جواب دیا جائے گا کہ فیصلہ کے دن کے لئے۔

۶۔ تمہیں کیا معلوم کہ فیصلہ کا دن کیا چیز ہے؟

۷۔ بڑی خرابی ہوگی اس دن ان لوگوں کی جو حق کو جھٹلاتے ہیں۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی قیامت کی علامتیں اور نشانیاں بیان کر رہے ہیں جسکے حق اور یقینی ہونے کی قسم کھائی گئی چنانچہ سب سے پہلی نشانی یہ بیان کی گئی کہ قیامت کا واقع ہونا اس وقت سے شروع ہو جائے گا جب تمام آسمان میں جگمگاتے ستاروں کو بے نور کر کے بجھا دیا جائے گا یعنی انہیں فنا کر دیا جائے گا، یہاں اللہ تعالی نے صرف ستاروں کے بے نور ہونے کا تذکرہ فرمایا لیکن ستاروں کے ساتھ ساتھ چاند اور سورج کو بھی اللہ تعالی بے نور کر دے گا جیسا کہ سورۂ قیامہ کی آیت نمبر ۸، ۹ میں فرمایا گیا وَخَسَفَ الْقَمَرُ O وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ کہ چاند بے نور ہو جائے گا اور سورج اور چاند دونوں ایک ساتھ جمع ہو جائیں گے یعنی جس طرح چاند کو بے نور کیا جائے گا اسی طرح سورج بھی بے نور ہو جائے گا، آسمان کی تمام چیزوں کو فنا کرنے کے بعد اس آسمان کو بھی فنا کر دیا جائے گا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے اسی کو آگے فرمایا وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ کہ جب آسمان کو بھی چیر دیا جائے گا جو کہ دوسری علامت ہے قیامت کے رونما ہونے کی، سورۂ انشقاق کی پہلی آیت میں بھی اللہ تعالی نے آسمان کے فنا ہونے

کو یوں بتلایا إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ کہ یہ قیامت کا واقعہ اس وقت پیش آئے گا جب آسمان پھٹ پڑے گا، اور سورۂ انفطار کی پہلی آیت میں بھی کہا گیا إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ کہ جب آسمان پھٹ پڑے گا تب وہ واقعہ قیامت پیش آئے گا۔ اسکے بعد تیسری علامت بیان کرتے ہوئے فرمایا وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ کہ جب پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا کہ وہ ہواؤں میں ایسے اڑنے لگیں گے جیسے کہ کسی نے روئی کو دھنکا ہو کہ جسکی وجہ سے وہ ہواؤں میں بکھری جارہی ہے وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ اور سارے پہاڑ روئی کی طرح ہوجائیں گے۔ (المعارج۔ ۹) وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین روئی کی طرح ہوجائیں گے (القارعہ۔ ۵) لہٰذا جب اس طرح ساری دنیا کو ختم کر دیا جائے گا تو پھر اس وقت تمام انبیاء کو انکی انکی قوم کے ساتھ جمع کیا جائے گا جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۷۱ میں فرمایا يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ کہ جس دن ہم سارے لوگوں کو انکے اماموں کے ساتھ بلائیں گے یعنی انکے انبیاء کے ساتھ۔ یہاں اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کو اپنی قوموں کے ساتھ اس لئے جمع کرے گا تا کہ ان سے سوال و جواب کیا جائے۔ چنانچہ ہر نبی سے یہ پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے ہمارا پیغام اپنی قوم تک پہنچادیا؟ تو وہ کہیں گے کہ ہم نے پہنچادیا لیکن انکی قوم اس بات کا انکار کرے گی کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا اور بشارت دینے والا نہیں آیا پھر اسکے بعد ان تمام انبیاء کے حق میں نبی رحمت ﷺ اور آپ کی امت گواہی دے گی جسکی تفصیلی روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے ابن ماجہ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا (ابن ماجۃ۔ ۴۲۷۴) ، کافر اور وہ لوگ جنکے دلوں میں روگ ہے وہ لوگ یہ سب کچھ سن کر بھی کہنے لگیں گے کہ جب یہ سب کچھ بیان فرماہی دیا گیا تو پھر وہ دن آ کیوں نہیں جاتا؟ اسکے آنے میں کیوں دیر ہورہی ہے؟ اسی کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ کہ اگر کوئی پوچھے کہ اس دن کو پھر کیوں ملتوی کیا جارہا ہے؟ آخر اسکے ملتوی ہونے کی کیا وجہ ہے؟ تو جواب دیا جارہا ہے کہ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے اسی طرح اس دن کا بھی وقت متعین ہے جسے فیصلہ کا دن کیا جاتا ہے، اب تمہیں معلوم بھی ہے کہ یہ فیصلہ کا دن کتنا کٹھن اور مشکل ہے؟ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ۔ اسی کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ ایسا سخت دن ہے کہ جس دن ایسے لوگوں کی بڑی خرابی ہونے والی ہے جو حق کو جھٹلاتے ہیں یعنی کتاب اللہ، اسکے رسول اور قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہیں، خرابی یہ ہوگی کہ ایسے لوگوں کو سب کے سامنے رسوا کر کے گھسیٹتے ہوئے جہنم میں ڈالا جائے گا جہاں انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا جو کہ انکے اعمال کی سزا ہے جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے۔

﴿درس نمبر ۲۲۹۷﴾ ہم مجرموں کے ساتھ ایسے ہی کیا کرتے ہیں؟ ﴿المرسلات ۱۶۔ تا۔ ۲۴﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ○ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْآخِرِينَ ○ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ○ وَيْلٌ

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ○ فَجَعَلْنٰهُ فِىْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ○ اِلٰى قَدَرٍ
مَّعْلُوْمٍ ○ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ○ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَمْ نُهْلِكِ کیا ہم نے ہلاک نہیں کیا الْاَوَّلِيْنَ پہلوں کو ثُمَّ پھر نُتْبِعُهُمُ ہم پیچھے لگا ئیں گے ان کے الْاٰخِرِيْنَ پچھلوں کو كَذٰلِكَ اسی طرح نَفْعَلُ ہم کرتے ہیں بِالْمُجْرِمِيْنَ مجروں کے ساتھ وَيْلٌ ہلاکت ہے يَّوْمَئِذٍ اس دن لِّلْمُكَذِّبِيْنَ جھٹلانے والوں کے لئے اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ کیا ہم نے تمہیں پیدا نہیں کیا مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ حقیر پانی سے فَجَعَلْنٰهُ پھر ہم نے رکھا اس کو فِىْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ایک محفوظ ٹھکانے میں اِلٰى قَدَرٍ ایک اندازے مَّعْلُوْمٍ مقررہ تک فَقَدَرْنَا پھر ہم نے اندازہ لگایا فَنِعْمَ تو ہم اچھا الْقٰدِرُوْنَ اندازہ لگانے والے ہیں وَيْلٌ ہلاکت ہے يَّوْمَئِذٍ اس دن لِّلْمُكَذِّبِيْنَ جھٹلانے والوں کے لئے

ترجمہ:۔ کیا ہم نے پہلے لوگوں کو ہلاک نہیں کیا؟ پھر انہی کے پیچھے بعد والوں کو بھی چلتا کر دیں گے۔ ایسا ہی سلوک ہم مجرموں کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ بڑی خرابی ہوگی اس دن ایسے لوگوں کی جوحق کو جھٹلاتے ہیں۔ کیا ہم نے تمہیں ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟ پھر ہم نے اسے ایک مضبوط قرار کی جگہ میں رکھا۔ مقررہ وقت تک۔ پھر ہم نے توازن پیدا کیا، چنانچہ اچھا توازن پیدا کرنے والے ہم ہیں۔ بڑی خرابی ہوگی اس دن ایسے لوگوں کی جوحق کو جھٹلاتے ہیں۔

تشریح:۔ ان نو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا ہم نے پچھلے لوگوں کو ہلاک نہیں کیا؟۔ ۲۔ پھر ہم انہی کے پیچھے بعد والوں کو بھی چلتا کر دیں گے

۳۔ ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

۴۔ بڑی خرابی ہوگی اس دن ایسے لوگوں کی جوحق کو جھٹلاتے ہیں۔

۵۔ کیا ہم نے تمہیں ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟

۶۔ پھر ہم نے اس پانی کو ایک مضبوط قرار کی جگہ میں مقررہ وقت تک رکھا۔

۷۔ ہم نے اس پانی میں توازن قائم رکھا اور ہم ہی اچھا توازن پیدا کرنے والے ہیں۔

۸۔ بڑی خرابی ہوگی اس دن ایسے لوگوں کی جوحق کو جھٹلاتے ہیں۔

قیامت اور اسکے احوال سے ڈرانے کے بعد ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ کافروں کو کفر کرنے والوں کا انجام بتلا کر کفر کرنے سے ڈرا رہے ہیں اور آگاہ کر رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے بھی تمہاری ہی طرح کفر اختیار کر رکھا تھا اور جس طرح تم ہماری آیتوں اور ہمارے بھیجے ہوئے نبیوں کا انکار کرتے ہو اور انہیں ایذائیں پہنچاتے ہو اسی طرح وہ لوگ بھی کیا کرتے تھے لہٰذا ہم نے انہیں انکے ان اعمال کی وجہ سے ہلاک کر دیا

جیسے کہ قوم عاد، قوم ثمود، قوم ارم، قوم لوط وغیرہ جنکی ہلاکت کو تم اچھی طرح جانتے ہو۔ جس طرح ہم نے انکو ہلاک کیا اسی طرح ہم انکے بعد آنے والوں کو بھی ہلاک کریں گے اگر وہ بھی انہی کے نقش قدم پر چلتے رہیں گے، یہ آیت اللہ تعالی نے کفار مکہ کو اپنے گناہوں سے باز آنے کے لئے نازل کی تھی لیکن انہوں نے اس آیت سے سبق حاصل نہیں کیا اور مسلسل اپنی انہی حرکتوں پر جمے رہے جسکے سبب اللہ تعالی نے انہیں بھی جنگ بدر جیسے دیگر غزوات میں ہلاک کیا، یہاں یہ تحذیر قیامت تک آنے والے ہر اس شخص کے لئے ہے جو اللہ تعالی کی نافرمانیوں پر مصر رہتا ہے، جو کوئی اللہ تعالی کی نافرمانی پر جمارہتا ہے اللہ تعالی اسے ایسے ہی ہلاک کرتے ہیں، یہ اللہ تعالی کی سنت ہے جسکے بارے میں فرمارہے ہیں " كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ " ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں، آج بھی اگر کوئی انکے نقش قدم پر چلے گا تو اسکا بھی یہی حال ہوگا جو پچھلے لوگوں کا ہوا، اسکے بعد پھر سے جھٹلانے والوں کی تباہی بیان کی جارہی ہے کہ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ بڑی خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی، اس آیت کو اللہ تعالی نے اس سورت میں نو مرتبہ دہرایا ہے تا کہ اس دن کا خوف ان نافرمانوں کے دلوں میں بیٹھ جائے اور وہ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔ یہ جو نافرمانی کرنے والے انسان ہیں انہیں اپنے رب کی نافرمانی کرنے سے پہلے اپنی پیدائش پر ذرا غور کرلینا چاہئے کہ وہ کیسے پیدا کیے گئے ہیں اور کیا ایسے شخص کو اس رب کی نافرمانی کرنی چاہئے؟ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا انہیں نہیں معلوم کہ ہم نے انہیں ایک ایسے حقیر پانی سے پیدا کیا کہ جسے انسان اپنے جسم پر لگا رہنا تک گوارہ نہیں کرتا، اور وہ ایک بس معمولی سا پانی ہوتا ہے جو جسم سے نکل کر ماں کے رحم میں پڑا رہتا ہے، یہ ماں کا رحم ایک ایسی مضبوط قرار کی جگہ ہے جہاں یہ پانی دھیرے دھیرے مختلف مرحلوں سے گزر کر ایک انسان کی شکل اختیار کرلیتا ہے اور اس شکل کے اختیار کرنے میں بھی ہم نے اپنی کاریگری دکھلائی ہے کہ اسے بالکل متوازن طریقہ سے بنایا کہ اسکے ہر ہر اعضاء اپنی اپنی جگہ موجود ہوتے ہیں اور جتنی مقدار جن اعضاء کی ہونی چاہئے انہیں اتنی ہی مقدار سے بنایا، ایسا نہیں کیا کہ ناک کو ہاتھ کی لمبائی دیدی ہو یا ہاتھ کو ناک کی بلکہ ہر ہر عضو اپنے حساب سے متوازن ہے جو کہ ہماری قدرت کاملہ کی علامت اور دلیل ہے، تو کیا اسکے باوجود تم لوگ ہماری نافرمانی کرتے ہو؟ اگر نافرمانی کرنی ہی ہے تو کرو اس میں ہمارا کوئی نقصان نہیں بلکہ نقصان اور ہلاکت تو اسی نافرمانی کرنے والے کی ہی ہوگی "وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ "۔

﴿درس نمبر ۲۲۹۸﴾ حق کو جھٹلانے والوں کے لیے اس دن بڑی خرابی ہے ﴿المرسلات ۲۵۔تا۔۳۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ۝ اَحْيَآءً وَّ اَمْوَاتًا ۝ وَّ جَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّ اَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اِنْطَلِقُوْا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ اِنْطَلِقُوْا

اِلٰى ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۝ لَّا ظَلِیْلٍ وَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ ۝ اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝
كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۝ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَمْ نَجْعَلِ کیا ہم نے نہیں بنایا اَلْاَرْضَ زمین کو كِفَاتًا سمیٹنے والی اَحْیَآءً زندوں کو وَّ اور اَمْوَاتًا مردوں کو وَّ اور جَعَلْنَا ہم نے بنائے فِیْهَا اس میں رَوَاسِیَ مضبوط پہاڑ شٰمِخٰتٍ بلند و بالا وَّ اور اَسْقَیْنٰكُمْ ہم نے پلایا تمہیں مَّآءً پانی فُرَاتًا میٹھا وَیْلٌ ہلاکت ہے یَّوْمَىٕذٍ اس دن لِّلْمُكَذِّبِیْنَ جھٹلانے والوں کیلئے اِنْطَلِقُوْٓا تم چلو اِلٰى مَا اس چیز کی طرف كُنْتُمْ تم تھے بِهٖ اس کو تُكَذِّبُوْنَ جھٹلاتے اِنْطَلِقُوْٓا تم چلو اِلٰى ظِلٍّ ایک سائے کی طرف ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ جو تین شاخوں والا ہے لَّا ظَلِیْلٍ نہ ٹھنڈک پہنچانے والا وَّ اور لَا یُغْنِیْ نہ وہ فائدہ دے گا مِنَ اللَّهَبِ شعلوں سے اِنَّهَا بلاشبہ وہ تَرْمِیْ پھینکے گی بِشَرَرٍ چنگاریاں كَالْقَصْرِ جیسے محل كَاَنَّهٗ گویا کہ وہ جِمٰلَتٌ اونٹ ہیں صُفْرٌ زرد وَیْلٌ ہلاکت ہے یَّوْمَىٕذٍ اس دن لِّلْمُكَذِّبِیْنَ جھٹلانے والوں کیلئے

ترجمہ:۔ کیا ہم نے زمین کو ایسا نہیں بنایا کہ وہ سمیٹ کر رکھنے والی ہے۔ زندوں کو بھی اور مردوں کو بھی؟ اور ہم نے اس میں گڑھے ہوئے اونچے اونچے پہاڑ پیدا کیے، اور تمہیں میٹھے پانی سے سیراب کرنے کا انتظام کیا۔ بڑی خرابی ہوگی اس دن ایسے لوگوں کی جو حق کو جھٹلاتے ہیں۔ (ان سے کہا جائے گا کہ) چلو اب اسی چیز کی طرف جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ چلو! اس سائبان کی طرف جو تین شاخوں والا ہے۔ جس میں نہ تو (ٹھنڈک والا) سایہ ہے، اور نہ وہ آگ کی لپیٹ سے بچا سکتا ہے۔ وہ آگ تو محل جیسے بڑے بڑے شعلے پھینکے گی۔ ایسا لگے گا جیسے وہ زرد رنگ کے اونٹ ہوں۔ بڑی خرابی ہوگی اس دن ایسے لوگوں کی جو حق کو جھٹلاتے ہیں۔

تشریح:۔ ان دس آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا ہم نے زمین کو ایسا نہیں بنایا کہ وہ زندوں کو بھی اور مردوں کو بھی سمیٹ کر رکھنے والی ہے؟۔

۲۔ ہم نے اس زمین میں گڑے ہوئے اونچے اونچے پہاڑ پیدا کئے۔

۳۔ تمہیں میٹھے پانی سے سیراب کرنے کا انتظام کیا۔

۴۔ بڑی خرابی ہوگی اس دن ایسے لوگوں کی جو حق کو جھٹلاتے ہیں۔

۵۔ ان سے کہا جائے گا کہ چلو! اسی چیز کی طرف جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

۶۔ اس سائبان کی طرف چلو جو تین شاخوں والا ہے۔

۷۔ وہ سایہ نہ تو ٹھنڈک والا ہے اور نہ ہی آگ کی لپیٹ سے بچا سکتا ہے۔

۸۔ آگ تو محل جیسے بڑے بڑے شعلے پھینکے گی، ایسا لگے گا کہ جیسے وہ زرد رنگ کا اونٹ ہو۔

۹۔ بڑی خرابی ہوگی اس دن ایسے لوگوں کی جو حق کو جھٹلاتے ہیں۔

اللہ تعالی اپنے بندوں پر جو انعامات کئے ہیں بیان فرمارہے ہیں کہ کیا ہم نے اس زمین کو زندوں اور مردوں کو سمیٹنے والی نہیں بنایا؟ یعنی اسی ایک زمین کو ہم دونوں مردوں اور زندوں کا مسکن بنایا کہ زندہ لوگ اس زمین کے اوپر اپنی زندگی گزر بسر کرتے ہیں اور مردہ لوگ اس زمین کے اندر مدفون ہوتے ہیں، پھر ہم نے اس زمین پر پہاڑوں کو گاڑ دیا تاکہ یہ زمین تمہیں لیکر کہیں ڈانواں ڈول نہ ہو اور تم بآسانی اس پر رہ سکو اور چل پھر سکو، اور پھر اسی زمین سے ہم نے تمہارے لئے میٹھے پانی کے چشمے نکالے تاکہ تم اپنی پیاس بجھا سکو اور راحت پا سکو، اگر ہم اس پانی کو نہ نکالتے تو کوئی ہے جو اس پانی کو تمہارے لئے نکال سکے؟ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَن يَأْتِيكُم بِمَآءٍ مَّعِينٍ ذرا بتاؤ کہ اگر تمہارے کنویں کا پانی نیچے کو اتر کر غائب ہو جائے تو کون ہے جو تمہیں چشمہ سے ابلتا ہوا پانی لا کر دے؟ (الملک۔ ٣٠) یقیناً کوئی نہیں! تو پھر اگر ان سب نعمتوں کے باوجود کوئی ان نعمتوں کے نازل کرنے والے کی نافرمانی کرتا ہے اور ان نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے تو پھر ایسے لوگوں کی قیامت کے دن بڑی خرابی ہونے والی ہے "وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ"۔ جب قیامت کا دن ہوگا اور ساری دنیا فنا ہو جائے گی اور سارے انسان دوبارہ زندہ ہو کر اپنے رب کے سامنے ایک میدان میں جمع ہو جائیں گے تو اس دن ان جھٹلانے والوں سے کہا جائے گا کہ اب چلو! اسی چیز کی طرف جسے تم دنیا میں جھٹلایا کرتے تھے اور اسکے حق ہونے کا انکار کیا کرتے تھے، یہی تمہارا ٹھکانہ ہے، اور چلو! اس سائبان کی طرف جو تین شاخوں والا ہے کہ جس میں کسی قسم کی کوئی راحت نہیں کہ نہ تو وہ تمہیں ٹھنڈک اور سایہ فراہم کرے گا اور نہ ہی آگ کی لپیٹ سے بچائے گا بلکہ وہ خود ہی ایک عذاب ہوگا جو تم پر آگ کے بڑے بڑے شعلے برسائے گا، یہاں سایہ سے مراد جہنم کی آگ سے اٹھتا ہوا دھنواں یا شعلے مراد ہیں جو انہیں ہر طرف سے گھیر لیں گے إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلظَّٰلِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ہم نے ان ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے کہ جسکی لپیٹیں ہی ایسی ہوں گی جو انہیں ہر طرف سے اپنے گھیرے میں لے لیں گی۔ (الکھف۔ ٢٩) سورۂ زمر کی آیت نمبر ١٦ میں کہا گیا " لَهُم مِّن فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِن تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ " انکے اوپر بھی آگ کے بادل ہوں گے اور نیچے بھی، اور سورۂ عنکبوت کی آیت نمبر ٥٥ میں فرمایا گیا يَوْمَ يَغْشَٰهُمُ الْعَذَابُ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ کہ اس دن انہیں عذاب انکے اوپر سے بھی گھیر لے گا اور انکے نیچے سے بھی اور اس میں اس قدر گرمی ہوگی کہ گویا اس دھنویں سے بھی آگ کے شعلے برس رہے ہوں، سایہ عموماً انسان کو راحت دینے کا کام کرتا ہے لیکن یہ سایہ ان نافرمان، کافروں کو عذاب دے گا جو کہ انکی سزا ہے، اس سایہ سے برسنے والے آگ کے انگاروں کی مثال دیتے ہوئے فرمایا گیا کہ وہ آگ کے شعلے اتنے بڑے ہوں گے کہ گویا بڑے بڑے محل ہیں اور انکی کثرت اور سرعت ایسی ہوگی جیسے کہ اونٹ، ان شعلوں کو دیکھ کر ایسا ہی لگے گا کہ گویا یہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں بڑی تیزی کے ساتھ ہم پر حملہ کرنے آرہے ہیں کہ جن سے بچ پانا بھی ممکن نہیں، یقیناً یہ عذاب ہی بڑی

ہلاکت والا ہے اور اس دن ان جھٹلانے والوں کو اسی عذاب میں ڈالا جائے گا جو انکے لئے بڑی خرابی کا باعث بنے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم تمام کو اپنا فرمانبردار بنائے اور اپنے نافرمان بندوں کو دیئے جانے والے عذاب سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۲۲۹۹﴾ قیامت کے دن لوگ بول نہیں سکیں گے ﴿المرسلات ۳۵۔تا۔۴۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ○ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ○ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ وَ الْاَوَّلِيْنَ ○ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ○ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ هٰذَا یہ يَوْمُ دن ہے لَا يَنْطِقُوْنَ بولنہیں سکیں گے وَ اور لَا يُؤْذَنُ اجازت نہ دی جائے گی لَهُمْ ان کو فَيَعْتَذِرُوْنَ کہ وہ معذرت کرسکیں وَيْلٌ ہلاکت ہے يَّوْمَئِذٍ اس دن لِّلْمُكَذِّبِيْنَ جھٹلانے والوں کے لئے هٰذَا یہ يَوْمُ الْفَصْلِ فیصلے کا دن ہے جَمَعْنٰكُمْ ہم جمع کریں گے تمہیں وَ اور الْاَوَّلِيْنَ پہلوں کو فَاِنْ پھر اگر كَانَ ہے لَكُمْ تمہارے لئے كَيْدٌ کوئی چال فَكِيْدُوْنِ تم مجھ سے چلو وَيْلٌ ہلاکت ہے يَّوْمَئِذٍ اس دن لِّلْمُكَذِّبِيْنَ جھٹلانے والوں کے لئے

ترجمہ: ۔ یہ ایسا دن ہے جس میں یہ لوگ بول نہیں سکیں گے۔ اور نہ انہیں اس بات کی اجازت ہوگی کہ وہ کوئی عذر پیش کرسکیں۔ بڑی خرابی ہوگی اس دن ایسے لوگوں کی جوحق کو جھٹلاتے ہیں۔ یہ فیصلے کا دن ہے۔ ہم نے تمہیں اور پچھلے لوگوں کو اکٹھا کرلیا ہے۔ اب اگر تمہارے پاس کوئی داؤ ہے تو مجھ پر وہ داؤ چلالو۔ بڑی خرابی ہوگی اس دن ایسے لوگوں کی جوحق کو جھٹلاتے ہیں۔

تشریح: ۔ ان چھ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ ایسا دن ہے کہ جس میں یہ لوگ بول نہیں سکیں گے۔

۲۔ انہیں اس بات کی بھی اجازت نہیں ہوگی کہ وہ کوئی عذر پیش کرسکیں۔

۳۔ بڑی خرابی ہوگی اس دن ایسے لوگوں کی جوحق کو جھٹلاتے ہیں۔

۴۔ یہ فیصلہ کا دن ہے جس کے لئے ہم نے تمہیں اور پچھلے لوگوں کو جمع کرلیا ہے۔

۵۔ اگر تمہارے پاس کوئی داو ہے تو وہ داو مجھ پر چلالو۔

۶۔ بڑی خرابی ہوگی اس دن ایسے لوگوں کی جوحق کو جھٹلاتے ہیں۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی ان جہنمیوں کی اس دن ہونے والی کیفیت کو بیان فرما رہے ہیں کہ قیامت کا یہ دن ایسا ہوگا کہ جس دن یہ کفار اور نافرمان لوگ اپنے زبان سے کچھ بول بھی نہ پائیں گے یعنی ان پر اس درجہ ہیبت اور خوف طاری ہوگا کہ انکی زبان سے کچھ نکل نہیں پائے گا، اس آیت سے چند شبہات پیدا ہوتے ہیں کہ قرآن کریم کی دیگر آیتوں سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس دن کفار اور جہنمی لوگ طرح طرح کی باتیں کریں گے جیسا کہ سورۂ حدید کی آیت نمبر ۱۳ میں ہے يَوْمَ يَقُولُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ کہ منافق مرد اور منافق عورتیں اس دن ایمان والوں سے کہیں گے کہ ذرا ہمارے لئے بھی رکو تا کہ ہم بھی تمہارے نور کا کچھ حصہ حاصل کرسکیں، اسی طرح اگلی آیت میں بھی ہے يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ یہ منافقین ان ایمان والوں سے کہیں گے کہ کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ اور سورۂ صافات کی آیت نمبر ۲۷ میں ہے وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ وہ لوگ ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے سوال و جواب کریں گے، اسکے علاوہ بہت سی آیتیں ہیں کہ جہاں ان جہنمیوں کے اس دن بات کرنے کا پتا چلتا ہے تو پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے کہ اس دن کوئی بول نہیں سکے گا؟ اسکا جواب مفسرین نے یوں دیا ہے کہ اس دن انکے ساتھ کئی حالتیں پیش آئیں گی تو اس لحاظ سے بعض مواقع ایسے ہوں گے جہاں یہ لوگ بات کریں گے اور بعض مواقع ایسے ہوں گے کہ وہ وہاں بات نہ کرسکیں گے اس اعتبار سے ان دونوں قسم کی آیتوں کی تصدیق ہوجاتی ہے، اور بعض علماء نے یوں کہا کہ وہ لوگ ایسی گفتگو کریں گے جو بے معنی اور بے فائدہ ہوگی، اب جو گفتگو بے فائدہ ہو تو گویا وہ ایسی ہے کہ کچھ کہا ہی نہیں، الغرض دونوں صورتوں میں بھی دونوں قسم کی آیتوں کا حق ہونا ثابت ہوجاتا ہے، پھر اسکے بعد اللہ تعالی نے فرمایا کہ انہیں اس دن کسی قسم کا کوئی عذر پیش کرنے کی بھی اجازت نہیں ہوگی اس لئے کہ انکا ہر عذر جھوٹ پر مبنی ہوگا جو کہ ناقابل قبول ہوگا اس لحاظ سے وہاں انہیں عذر کرنے کا موقع ہی نہیں دیا جائے گا، اور دیا بھی کیوں جائے جبکہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب اور نبی کے ذریعہ ہر ہر چیز کو کھول کھول کر واضح کردیا اسکے باوجود بھی اگر کوئی اسے نہ مانے تو اسے عذر پیش کرنے کا بھی حق نہیں ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اے کافرو! آج کے دن کوئی عذر پیش نہ کرو، تمہیں تو انہی اعمال کی سزا دی جارہی ہے جو تم کیا کرتے تھے (التحریم۔ ۷)، اس دن ایسے لوگوں کی بڑی خرابی ہونے والی ہے جو جھٹلایا کرتے تھے۔ اسکے بعد ان کفار و مشرکین اور دوزخیوں سے اللہ تعالی فرمائے گا کہ لو! یہی وہ فیصلہ کا دن ہے جسکا تم انکار کرتے تھے اور مذاق اڑایا کرتے تھے، ہم آج حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کرہی دینگے جسکے لئے ہم نے آج کے دن تمہیں اپنے پاس جمع کردیا اور تم سے پہلے جتنے بھی لوگ تھے ان سب کو بھی، تو کیا اب بھی تم اس دن کو جھٹلاؤ گے؟ تمہیں تمہارے اعمال کی پوری پوری سزا دی جائے گی، لہذا بڑی خرابی ہونے والی ہے اس دن ہر اس شخص کی جو جھٹلانے والا ہے یعنی قیامت کے دن کو اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کو۔

《درس نمبر ۲۳۰۰》 **متقی سایوں اور چشموں میں ہوں گے** 《المرسلات ۴۱-تا-۴۵》

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّ عُيُوْنٍ ۝ وَّ فَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ بلا شبہ متقی لوگ فِيْ ظِلٰلٍ سایوں میں وَّ اور عُيُوْنٍ بہتے چشموں میں وَّ اور فَوَاكِهَ میووں میں مِمَّا ان میں سے جو يَشْتَهُوْنَ وہ چاہیں گے كُلُوْا تم کھاؤ وَ اور اشْرَبُوْا پیو هَنِيْٓـئًا مزے سے بِمَا بدلہ اس کے جو كُنْتُمْ تھے تم تَعْمَلُوْنَ عمل کرتے اِنَّا بلا شبہ ہم كَذٰلِكَ اسی طرح نَجْزِي جزا دیتے ہیں الْمُحْسِنِيْنَ نیکی کرنے والوں کو وَيْلٌ ہلاکت ہے يَّوْمَئِذٍ اس دن لِّلْمُكَذِّبِيْنَ جھٹلانے والوں کے لئے

ترجمہ:۔ جن لوگوں نے تقوی اختیار کیا، وہ بیشک سایوں اور چشموں کے درمیان ہوں گے۔ اور اپنے من پسند میووں کے درمیان (ان سے کہا جائے گا کہ) مزے سے کھاؤ اور پیو ان اعمال کی بدولت جو تم کیا کرتے تھے۔ ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں۔ بڑی خرابی ہو گی اس دن ایسے لوگوں کی جو حق کو جھٹلاتے ہیں۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے تقوی اختیار کیا وہ لوگ یقینا سایوں اور چشموں کے درمیان رہیں گے۔

۲۔ اپنے مند پسند میووں کے درمیان بھی۔

۳۔ ان متقی لوگوں سے کہا جائے گا کہ مزے سے کھاو، پیو اپنے ان اعمال کی بدولت جو تم کیا کرتے تھے۔

۴۔ ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔

۵۔ بڑی خرابی ہے اس دن ایسے لوگوں کی جو حق کو جھٹلاتے ہیں۔

جہنمیوں کی صفات اور قیامت کے دن انکی ہونے والی حالت بیان کرنے کے بعد اب اللہ تعالی اپنے مخلص، نیک اور متقی بندوں کی اس دن ہونے والی حالت بیان کر رہے ہیں کہ جو لوگ دنیا میں اپنے رب سے اور اسکے عذاب سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارتے تھے اور اپنے اعمال کو اپنے رب کے حکم کے مطابق ڈھالا کرتے تھے، ایسے لوگوں کو ہم جنت کا عیش و آرام اور سکون، خوشگوار چھاوں، میٹھے پانی کے چشمے عطا کریں گے انہیں ہر وہ چیز عطا کی جائے گی جس کی وہ خواہش کریں گے، انکی ایسی کوئی خواہش باقی نہیں رہے گی جسے وہاں پورا نہ کیا جائے، اور ان سے کہا جائے گا کہ اے اللہ کے مخلص بندو! جنت کی ان نعمتوں سے لطف اٹھاؤ، کھاو اور پیو، یقینا تم لوگ اس اعزاز کے مستحق ہو اور یہ تمہارے ان اعمال کا بدلہ ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے، تم نے دنیا میں اپنے آپ کو، اپنے نفس کو

ہراس چیز سے روکے رکھا جس سے ہم نے تمہیں منع کیا، تم نے ہمارے حکم کے آگے اپنی خواہشات کو روندڈالا اور تم ہر وہ کام کرتے رہے جسکا ہم نے تمہیں حکم دیا، تم نے ہماری بھیجی ہوئی کتاب کی، ہمارے بھیجے ہوئے نبی کی اتباع کی اور تم دنیا میں ہمارے مطیع بن کر رہا کرتے تھے لہذا یہ اسی اطاعت اور بندگی کا صلہ ہے جو تمہیں ہم یہاں عطا کر رہے ہیں اور جو کوئی دنیا میں ہمارا اطاعت گزار اور مخلص بندہ بن کر زندگی گزارتا ہے ہم اسے ایسے ہی انعامات سے نوازتے ہیں اور ہم ایسے لوگوں کے اجر کو اور انکی محنت کو کبھی ضائع نہیں کرتے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (ہود۔۳۰) اسکے برخلاف جو اللہ تعالی کی نافرمانی کرتے ہوئے زندگی گزارتا ہے تو اس کو بھی ہم نہیں چھوڑتے، اسکا وہی حشر ہوتا ہے جو اوپر کی آیتوں میں بیان کیا گیا لہذا ہراس شخص کی جو اللہ تعالی کی آیتوں اور اسکے فیصلوں کو اور اسکے نبی کو جھٹلاتا ہے، اس دن اسکی بڑی خرابی ہونے والی ہے وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ اور انہیں اس خرابی سے اللہ کے علاوہ کوئی بچا بھی نہیں پائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۰۲۳﴾ **اے کافرو! کچھ وقت کھالو اور مزے اڑالو** ﴿المرسلات ۴۶۔تا۔۵۰﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كُلُوْا وَ تَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ o وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ o وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ o وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ o فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كُلُوْا تم کھاؤ وَ اور تَمَتَّعُوْا فائدہ اٹھاؤ قَلِيْلًا تھوڑا سا اِنَّكُمْ یقیناً تم مُّجْرِمُوْنَ مجرم ہو وَيْلٌ ہلاکت ہے يَّوْمَئِذٍ اس دن لِّلْمُكَذِّبِيْنَ جھٹلانے والوں کے لئے وَ اور اِذَا جب قِيْلَ کہا جاتا ہے لَهُمُ ان سے ارْكَعُوْا تم رکوع کرو لَا يَرْكَعُوْنَ وہ رکوع نہیں کرتے وَيْلٌ ہلاکت ہے يَّوْمَئِذٍ اس دن لِّلْمُكَذِّبِيْنَ جھٹلانے والوں کے لئے فَبِاَيِّ پھر کس حَدِيْثٍ بات پر بَعْدَهٗ اس کے بعد يُؤْمِنُوْنَ وہ ایمان لائیں گے

ترجمہ:۔ (اے کافرو) کچھ وقت کھالو اور مزے اڑالو۔ حقیقت میں تم لوگ مجرم ہو۔ بڑی خرابی ہوگی اس دن ایسے لوگوں کی جو حق کو جھٹلاتے ہیں۔ اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے آگے جھک جاؤ، تو یہ جھکتے نہیں ہیں۔ بڑی خرابی ہوگی اس دن ایسے لوگوں کی جو حق کو جھٹلاتے ہیں۔ اب اس کے بعد اور کون سی بات ہے جس پر یہ ایمان لائیں گے؟

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حقیقت میں تم لوگ مجرم ہو۔ ۲۔ اے کافرو! کچھ وقت کھالو اور مزے اڑالو۔

۳۔ بڑی خرابی ہوگی اس دن ایسے لوگوں کی جو حق کو جھٹلاتے ہیں۔

۴۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے آگے جھک جاؤ تو یہ لوگ جھکتے نہیں۔
۵۔ بڑی خرابی ہوگی اس دن ایسے لوگوں کی جو حق کو جھٹلاتے ہیں۔
۶۔ اسکے بعد ایسی کونسی بات ہے جس پر یہ لوگ ایمان لائیں گے؟

مومنوں اور متقیوں کی حالت بیان کرنے کے بعد دوبارہ اللہ تعالی اپنے نافرمان اور کافروں سے بطور تہدید فرمارہے ہیں اے کافرو! یقینا یہ دنیا بہت چھوٹی اور غیر مستقل ہے اور تم لوگ اسی کو سب کچھ سمجھ کر اسی کے پیچھے پڑے ہوئے ہو لہذا اس مختصر دنیا میں اپنی اس زندگی کا مختصر فائدہ اٹھالو اور یہاں جتنا تم مزے کر سکتے ہو کرلو اور جتنا عیش یہاں حاصل کر سکتے ہو کرلو پھر اسکے بعد تمہیں دائمی عذاب سہنا ہے کیونکہ تمہارے اعمال ہی ایسے ہیں جو تمہیں جہنم میں لے کر جانے والے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (مسلم۔ ۲۹۵۶) کہ دنیا تو مومنین کے لئے ایک قید خانہ ہے کہ جہاں اسے زندگی اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اپنے مالک کی مرضی کے مطابق گزارنی ہے اور یہی دنیا کافروں کے لئے جنت ہے کہ وہ یہاں جیسے چاہتے ہیں جس طرح چاہتے ہیں اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ تو جو یہاں اپنے مالک کی مرضی کے مطابق زندگی گزارے گا وہ دائمی زندگی اپنی خواہش کے مطابق جنت میں گزارے گا اور جو یہاں اس دنیا میں اپنی مرضی سے زندگی گزارے گا وہ وہاں جہنم میں عذابوں کے درمیان زندگی گزارے گا۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ بڑی خرابی ہونے والی ہے اس دن ہر اس شخص کی جو حق کو جھٹلاتا ہے اور حق کو جھٹلانے کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ یہ لوگ آخرت سے غافل ہو کر من چاہی زندگی اس دنیا میں گزار رہے ہیں جو آخرت میں انکے عذاب کا باعث بنے گی، نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ہم انہیں تھوڑی مدت تک کے لئے فائدہ اٹھانے دیں گے پھر اسکے بعد ہم انہیں ایک سخت عذاب کی طرف کھینچ کرلے جائیں گے۔ (لقمان۔ ۲۴)۔ اسکے بعد فرمایا جارہا ہے کہ ان کافروں کا حال ایسا ہے کہ جب انہیں اللہ تعالی کے سامنے جھکنے اور اسے سجدہ کرنے کو کہا جاتا ہے تو یہ لوگ اس رب کے سامنے تکبر کی وجہ سے سجدہ کرنے سے انکار کرتے ہیں، حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ آیت بنو ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی کہ جب ان سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اسلام لے آؤ اور نماز پڑھو تو ان لوگوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور امام قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ کہا تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جھکیں گے اس لئے کہ جھکنا گویا کہ ہمارے لئے گالی ہے، لہذا انکے اسی انکار اور تکبر کی وجہ سے اللہ تعالی دوبارہ اس آیت کو دہرارہے ہیں کہ اس دن یعنی قیامت کے دن ان حق کو جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہونے والی ہے۔ آخر میں ان کفار و مشرکین کی حرکت پر تعجب کرتے ہوئے فرمایا جارہا ہے کہ جب اللہ تعالی نے انکے سامنے اپنی کتاب کو کھول کھول بیان کر دیا اور اس میں اپنی توحید پر ساری دلیلیں بھی بتلا دیں تو اب اسکے

بعد اوران کافروں کو کیا چاہئے کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئیں؟ یقیناً اب انکے سامنے کتنی بھی دلیلیں اور حجتیں پیش کرلو وہ ایمان لانے والے نہیں ہے لہذا اے نبی! آپ انہیں انکے حال پر ہی چھوڑ کر آخرت کا انتظار کیجئے یقیناً انکا اس دن برا حال ہونے والا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب بھی وہ سورۃ مرسلات پڑھتے اور اس آیت پر پہنچتے فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ فرماتے کہ جب یہ آیت پڑھو تو اسکے بعد یوں کہو آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِمَآ أُنْزِلَ کہ میں اللہ پر اور اس پر جو اس نے نازل کیا ایمان لاتا ہوں۔ (التفسیر المنیر۔ ج،۲۹۔ص،۳۳۴)

سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۴۰ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۰۲﴾ یہ کافر کس چیز کے بارے میں سوالات کر رہے ہیں؟ ﴿النبا۱۔تا۔۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ O عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ O الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ O كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ O ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ O اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا O وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ عَمَّ کس چیز کی بابت يَتَسَآءَلُوْنَ وہ باہم سوال کرتے ہیں عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ خبر عظیم کی بابت الَّذِيْ وہ جو هُمْ وہ فِيْهِ اس میں مُخْتَلِفُوْنَ اختلاف کرتے ہیں كَلَّا ہرگز نہیں سَيَعْلَمُوْنَ عنقریب وہ جان لیں گے ثُمَّ پھر كَلَّا ہرگز نہیں سَيَعْلَمُوْنَ عنقریب وہ جان لیں گے اَلَمْ کیا نہیں نَجْعَلِ بنایا ہم نے الْاَرْضَ زمین کو مِهٰدًا بچھونا وَّ اور الْجِبَالَ پہاڑوں کو اَوْتَادًا میخیں

ترجمہ:۔ یہ (کافر) لوگ کس چیز کے بارے میں سوالات کر رہے ہیں؟ اس زبردست واقعے کے بارے میں جس میں خود ان کی باتیں مختلف ہیں! خبردار! انہیں بہت جلد پتہ لگ جائے گا، دوبارہ خبردار! انہیں بہت جلد پتہ لگ جائے گا، کیا ہم نے زمین کو ایک بچھونا نہیں بنایا؟ اور پہاڑوں کو (زمین میں گڑی ہوئی) میخیں؟

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: آپ تو بوڑھے ہو چلے؟ آپ نے فرمایا: مجھے سورۃ ہود، سورۃ الواقعہ، سورۃ المرسلات، سورۃ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ اور سورۃ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ نے بوڑھا کر دیا ہے۔ (ترمذی ۳۲۹۷)

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ کافر لوگ کس چیز کے بارے میں سوالات کر رہے ہیں؟۔

۲۔ اس زبردست واقعہ کے بارے میں سوالات کر رہے ہیں جس کے سلسلہ میں خود انکی باتیں مختلف ہیں۔

۳۔خبر دار! اور دوبارہ خبر دار! عنقریب انہیں پتہ لگ جائے گا۔

۴۔ کیا ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا؟

چنانچہ فرمایا کہ یہ مکہ والے کس چیز کے بارے میں ایک دوسرے سے آپس میں سوالات کر رہے ہیں؟ پھر اللہ تعالی ہی اس بات کا جواب دے رہے ہیں کہ یہ لوگ تو اس عظیم اور بڑی خبر کے بارے میں ایک دوسرے سے سوالات کر رہے ہیں جس بات کے تعلق سے انکا ہی آپس میں اختلاف ہے یعنی ان میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جو اس عظیم خبر یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر یقین رکھتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو اس بات کو نہیں مانتے اور اسکا انکار کرتے ہیں، ان آیات کے نزول کا واقعہ یہ ہوا کہ جب اللہ تعالی نے قرآن کریم نازل فرمائی اور اس میں بعث بعد الموت یعنی مرنے کے بعد زندہ اٹھائے جانے کا ذکر فرمایا تو یہ لوگ اس بارے میں ایک دوسرے سے سوالات کرنے لگے یعنی تعجب کرتے ہوئے ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ یہ کیسی بات ہے جو یہ قرآن بیان کر رہا ہے؟ جیسا کہ حضرت ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا تو یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے سوالات کرنے لگے تب اللہ تعالی نے یہ آیت عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ نازل فرمائی (الدر المنثور۔ج۔۸۔ص،۳۹۰) جب اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا تو آپ نے سب سے پہلے جو بات اپنی قوم تک پہنچائی وہ یہی کہ میں ایک ایسے دن سے ڈرا رہا ہوں جس دن سخت عذاب ہونے والا ہے۔(بخاری۔۴۷۷۰) اس لئے یہ لوگ اسی کے بارے میں حیرت اور تعجب سے اور مذاق اڑاتے ہوئے ایک دوسرے سے اس دن کے بارے میں پوچھنے لگے، چونکہ ان میں کچھ ایسے بھی لوگ تھے جو اس دن کی تصدیق نہیں کیا کرتے تھے، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالی آگے بیان فرما رہے ہیں کہ آج انہیں یہ قیامت کا دن بعید از خیال اور ناممکن لگ رہا ہے لیکن عنقریب یہ لوگ بھی اس دن کو جان جائیں گے جسے آج وہ جھٹلا رہے ہیں، بطور تاکید پھر سے اللہ تعالی نے فرمایا کہ انہیں عنقریب اس دن کی سچائی کا پتا چل جائے گا جب یہ خود اسے اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے، اللہ تعالی اپنی قدرت کی چند جھلکیاں انکے سامنے نمایاں کر رہے ہیں تاکہ پتا چل جائے کہ وہ رب ذوالجلال ان کے مرنے کے بعد بھی انسانوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے، چنانچہ فرمایا کہ کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے کس طرح اس زمین کو فرش اور بچھونا بنایا؟ کیا انہیں اس بات کا علم نہیں کہ ہم نے ان پہاڑوں کو میخوں کے طور پر بنایا ہے جو زمین میں گڑی ہوئی ہیں تاکہ وہ پہاڑ اس زمین کو ڈانواں ڈول ہونے سے بچائے رکھیں، جب ہم اتنی عظیم چیزیں پیدا کر سکتے ہیں تو کیا یہ ہمارے لئے ناممکن ہوگا کہ ہم انسانوں کو پھر سے زندہ کریں؟۔

﴿درس نمبر ۲۳۰۴﴾ **ہم نے تمہیں جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا** ﴿النبا ۸ ـ تا ـ ۱۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا O وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا O وَّ جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا O وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا O وَّ بَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا O وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ـ وَّ اور خَلَقْنٰكُمْ ہم نے پیدا کیا تمہیں اَزْوَاجًا جوڑا جوڑا وَّ اور جَعَلْنَا ہم نے بنایا نَوْمَكُمْ تمہاری نیندوں کو سُبَاتًا آرام کا ذریعہ وَّ اور جَعَلْنَا ہم نے بنایا الَّيْلَ رات کو لِبَاسًا لباس وَّ اور جَعَلْنَا ہم نے بنایا النَّهَارَ دن کو مَعَاشًا وقتِ معاش وَّ اور بَنَيْنَا ہم نے بنائے فَوْقَكُمْ تمہارے اوپر سَبْعًا سات شِدَادًا مضبوط وَّ اور جَعَلْنَا ہم نے بنایا سِرَاجًا ایک چراغ وَّهَّاجًا روشن

ترجمہ: ـ اور تمہیں (مرد وعورت کے) جوڑوں کی شکل میں ہم نے پیدا کیا اور تمہاری نیند کو تھکن دور کرنے کا ذریعہ ہم نے بنایا، اور رات کو پردے کا سبب ہم نے بنایا اور دن کو روزی حاصل کرنے کا وقت ہم نے قرار دیا اور ہم نے ہی تمہارے اوپر سات مضبوط وجود (آسمان) تعمیر کئے اور ہم نے ہی ایک دہکتا ہوا چراغ (سورج) پیدا کیا۔

تشریح: ـ ان چھ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱ـ تمہیں ہم نے مرد اور عورت کے جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا۔

۲ـ ہم نے تمہاری نیند کو تھکن دور کرنے کا ذریعہ بنایا۔ ۳ـ رات کو ہم نے پردہ کا سبب بنایا۔

۴ـ دن کو ہم نے روزی حاصل کرنے کا وقت قرار دیا۔

۵ـ ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان تعمیر کئے۔ ۶ـ ہم نے ہی ایک دہکتا ہوا چراغ پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ انسان کو اسکی پیدائش کی یاد دلا رہے ہیں تا کہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ جس رب نے انہیں پیدا کیا وہی انہیں دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا اور ان سے انکے اعمال کا حساب و کتاب لے گا، چنانچہ فرمایا کہ ہم ہی نے تمہیں اے انسانو! جوڑ جوڑ بنا کر پیدا کیا یعنی ہم نے تم میں بعض کو مرد بنایا اور بعض کو عورت تا کہ تم ایک دوسرے سے سکون اور راحت حاصل کرو اور تم میں ہم نے محبت و الفت اور رحمت پیدا فرمائی تا کہ تم دونوں ایک دوسرے کے ساتھی اور غمخوار بن کر زندگی گزارو وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ (الروم ۲۱)، پھر فرمایا کہ ہم ہی نے تمہارے لئے نیند کو تھکن دور کرنے کا ذریعہ بنایا کہ جب تم اپنی آنکھیں بند کر کے سوتے ہو تو ہم تمہاری دن بھر کی

تھکن کو راحت اور آرام میں تبدیل کر دیتے ہیں اور پھر سے تمہارے جسم میں قوت و طاقت اور چستی لوٹا دیتے ہیں اور پھر جب تم نیند سے بیدار ہوتے ہو تو تم اپنے آپ کو ہشاش و بشاش اور متحرک محسوس کرتے ہو، اسی طرح ہم نے رات کو پردے کا سبب بنایا یعنی اس رات کو تاریکی والا بنایا تا کہ تم اس رات کے وقت ایسے کام کر سکو جو تم دن کے اجالے میں نہیں کیا کر سکتے تھے، جس طرح ایک لباس انسان کے بدن کو دوسروں کی نظر سے چھپانے کا کام کرتا ہے اسی طرح یہ رات بھی تاریکی کے سبب تمہیں اوروں کی نظروں سے چھپائے رکھتی ہے اور تم بآسانی اپنے پوشیدہ کام اس رات کے اندھیرے میں انجام دے سکتے ہو، یہ تو تھا رات کو پیدا کرنے کا سبب، اسی طرح دن کو بنانے کا بھی ہمارا ایک مقصد ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اس دن کے اجالے میں اپنی روزی روٹی اور معاش تلاش کر سکو چاہے وہ تجارت ہو، زراعت ہو یا کچھ اور، اسکے علاوہ بھی بہت کچھ اللہ تعالی نے پیدا فرمایا جیسا کہ آگے فرمار ہے ہیں کہ ہم نے تمہارے سروں کے اوپر سات مضبوط آسمان پیدا فرمائے کہ جس میں کسی قسم کا کوئی شگاف نہیں اور نہ ہی کبھی وہ بوسیدہ اور پرانے ہوں گے بلکہ جس ہیئت اور شکل پر اللہ تعالی نے اسے پیدا فرمایا قیامت تک وہ اسی حالت پر رہیں گے اور اسی مضبوط آسمان میں اللہ تعالی نے ایک روشن اور جگمگانے والا چراغ یعنی سورج پیدا فرمایا جو اپنی روشنی سے ساری دنیا کو منور اور روشن کرتا ہے، یہ ہیں اللہ تعالی کی قدرت کی نشانیاں جو اس نے تمہارے سامنے بیان فرمائی ہیں کیا ان نشانیوں کو دیکھنے کے بعد بھی تمہیں اس بات میں شک ہے کہ وہ اللہ تعالی کل قیامت کے دن تمہیں دوبارہ زندہ اٹھا کر تم سے تمہارے اعمال کا حساب و کتاب لے گا؟

﴿درس نمبر ۲۳۰۴﴾ ہم نے بھرے بادلوں سے موسلا دھار پانی برسایا ﴿النبا ۱۴۔تا۔۲۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ۝ وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۝ وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۝ وَّ سُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَّ اور اَنْزَلْنَا ہم نے نازل کیا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ بھرے بادلوں سے مَآءً پانی ثَجَّاجًا خوب برسنے والا لِّنُخْرِجَ تا کہ ہم نکالیں بِهٖ اس سے حَبًّا دانہ وَّ اور نَبَاتًا سبزہ وَّ اور جَنّٰتٍ باغات اَلْفَافًا گھنے اِنَّ بلاشبہ يَوْمَ الْفَصْلِ دن فیصلے کا كَانَ ہے مِيْقَاتًا وقت مقرر يَّوْمَ جس دن يُنْفَخُ پھونک ماری جائے گی فِي الصُّوْرِ صور میں فَتَاْتُوْنَ تو تم آؤ گے اَفْوَاجًا فوج درفوج وَّ اور فُتِحَتِ کھولا جائے گا السَّمَآءُ آسمان فَكَانَتْ تو وہ ہو جائے گا اَبْوَابًا دروازے دروازے وَّ اور سُيِّرَتِ چلائے جائیں گے الْجِبَالُ پہاڑ فَكَانَتْ تو وہ ہو جائیں گے سَرَابًا سراب

ترجمہ:۔ اور ہم نے ہی بھرے ہوئے بادلوں سے موسلا دھار پانی برسایا تا کہ اس سے غلہ اور دوسری سبزیاں بھی اگائیں اور گھنے باغات بھی، یقین جانو فیصلے کا دن ایک متعین وقت ہے، وہ دن جب صور پھونکا جائے گا تو تم سب فوج درفوج چلے آؤ گے اور آسمان کھول دیا جائے گا تو اس کے دروازے ہی دروازے بن جائیں گے اور پہاڑوں کو چلایا جائے گا تو وہ ریت کے سراب کی شکل اختیار کرلیں گے۔

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے ہی بھرے ہوئے بادلوں سے موسلا دھار پانی برسایا تا کہ اس سے غلہ اور دوسری سبزیاں بھی اگائیں اور گھنے باغات بھی۔

۲۔ یقین جانو فیصلے کا ایک دن متعین وقت ہے۔

۳۔ وہ دن جب صور پھونکا جائے گا تو تم سب فوج درفوج چلے آو گے۔

۴۔ آسمان کھول دیا جائے گا تو اس کے دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے۔

۵۔ پہاڑوں کو چلایا جائے گا تو وہ ریت کے سراب کی شکل اختیار کرلیں گے۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی اپنی قدرت کی نشانیاں بیان فرما کر قیامت کی حقیقت اور اسکی سچائی بیان فرما رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ ہم ہی نے بھرے ہوئے بادلوں سے موسلا دھار پانی برسایا، جو پانی انسان کی زندگی کو بقا عطا کرتا ہے کہ اس پانی کے ذریعہ اللہ تعالی غلہ، اناج، سبزیاں اور دیگر گھنے باغات جیسے کہ گیہوں، جو، چاول اور مختلف قسم کی غذائیں پیدا فرماتا ہے، سورۂ رعد کی آیت نمبر ٤ میں بیان فرمایا وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَّجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقَىٰ بِمَاءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ زمین میں مختلف قطعے ہیں جو پاس پاس واقع ہیں، انگور کے باغ، کھیتیاں اور کھجور کے درخت ہیں، جن میں کچھ دہرے تنے والے ہیں اور کچھ ایک تنے والے ہیں، سب ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں، ہم ان میں سے کسی کو ذائقہ میں دوسرے پر فوقیت دیتے ہیں یقینا ان سب باتوں میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیں۔ نظر آنے والی قدرت کی ان نشانیوں کو بیان فرما کر اللہ تعالی بندوں کو ان حالات اور واقعات سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں جو انکی نظروں سے چھپی ہوئی ہیں یعنی قیامت، اعمال کا حساب و کتاب، جنت اور جہنم، اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ فیصلہ کا دن ایک متعین وقت ہے یعنی قیامت کا دن کہ جسکی تعیین سوائے اللہ کے کوئی اور نہیں جانتا لیکن جب اسکا معین وقت آجائے گا تو وہ اپنے معین وقت سے نہیں ٹلے گا، جب وہ وقت آئے گا تو حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ تعالی کے حکم سے صور پھونکیں گے جس سے تمام قبروں میں موجود انسان اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر اللہ تعالی کے سامنے حاضر ہونے کے لئے فوج درفوج چل پڑیں گے اور اس وقت یہ مضبوط آسمان جسے اللہ تعالی نے پیدا کیا، پھٹ پڑیں گے جسکے سبب آسمان میں دروازے

بن جائیں گے، پھر ان دروازوں سے ملائکہ نازل ہوں گے یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِکَۃُ تَنْزِیْلًا جس دن آسمان پھٹ کر ایک بادل کو راہ دے گا فرشتے اس طرح اتارے جائیں گے کہ انہیں کا تار بندھ جائے گا۔ (الفرقان۔۲۵) اور ان مضبوط پہاڑوں کو انکی جگہ سے اکھاڑا جائے گا تو وہ ہوا میں ریزوں کی طرح اڑنے لگیں گے، گویا ایسا محسوس ہوگا کہ یہ ریت کے ہلکے سے باریک ذرات ہیں جنہیں ہوائیں اڑا لے جا رہی ہیں، سورۃ القارعۃ کی آیت نمبر ۵ میں فرمایا گیا وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ جس دن یہ پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے، لہذا یہ دن ان لوگوں پر بڑا بھاری اور خوفناک ہوگا جنہوں نے اپنے رب کی عبادت و اطاعت سے منہ موڑا ہوگا اور آخرت کو بھول کر دنیا کے پیچھے پڑا رہا ہوگا، لوگوں کا انجام اس دن بہت برا ہوگا جسکا ذکر اگلی آیتوں میں کیا جا رہا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۰۵﴾ ## جہنم گھات لگائے بیٹھی ہے ﴿النبا ۲۱۔تا۔۲۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۝ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ۝ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ۝ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۝ جَزَآءً وِّفَاقًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بے شک جَهَنَّمَ جہنم كَانَتْ ہے مِرْصَادًا گھات کی جگہ لِّلطّٰغِيْنَ سرکشوں کے لئے مَاٰبًا ٹھکانہ ہے لّٰبِثِيْنَ وہ ٹھہریں گے فِيْهَآ اس میں اَحْقَابًا لمبی مدت لَا يَذُوْقُوْنَ نہ چکھیں گے وہ فِيْهَا اس میں بَرْدًا ٹھنڈک وَّ اور لَا شَرَابًا نہ کوئی مشروب اِلَّا مگر حَمِيْمًا کھولتا پانی وَّ اور غَسَّاقًا بہتی پیپ جَزَآءً جزا وِّفَاقًا پوری

ترجمہ:۔ یقین جانو جہنم گھات لگائے بیٹھی ہے، وہ سرکشوں کا ٹھکانا ہے جس میں وہ مدتوں اس طرح رہیں گے کہ اس میں نہ وہ کسی ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ کسی پینے کے قابل چیز کا، سوائے گرم پانی اور پیپ لہو کے، یہ ان کا پورا پورا بدلہ ہوگا۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقین جانو! جہنم گھات لگائے بیٹھی ہے جو کہ سرکش لوگوں کا ٹھکانہ ہے۔

۲۔ جس میں یہ سرکش لوگ مدتوں اسی طرح رہیں گے۔

۳۔ یہ سرکش لوگ اس جہنم میں نہ کسی ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ کسی پینے کے قابل چیز کا۔

۴۔ بس انہیں وہاں پینے کے لئے گرم پانی، پیپ دیا جائے گا۔

۵۔ یہ سزا انکے اعمال کا پورا پورا بدلہ ہوگی۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی اپنے نافرمان اور گمراہ لوگوں کو اس دن ملنے والی سزاوں کے بارے میں آگاہ کررہے ہیں کہ جن لوگوں نے دنیا میں سرکشی کی، گمراہی کو ہدایت پر فوقیت دی، اللہ کی اطاعت سے منہ موڑا تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے جو جہنم کہ ان لوگوں کا گھات لگائے انتظار کررہی ہے، جب ان لوگوں کو اس جہنم میں ڈالا جائے گا تو یہ لوگ جہنم میں برسوں برس رہیں گے یعنی انکی اس جہنم میں رہائش کا وقت دراز ہی ہوتا جائے گا اور وہ لوگ کبھی اس جہنم سے باہر ہی نہیں آئیں گے، ان لوگوں کو جہنم میں کوئی راحت اور آرام میسر نہیں ہوگا، نہ ہی انہیں اس جہنم کی گرمی اور تپش سے راحت کے لئے ٹھنڈک نصیب ہوگی اور نہ ہی انہیں وہاں کوئی ٹھنڈا مشروب دیا جائے گا جو انکی پیاس اور گرمی کی شدت کو دور کرسکے، لیکن ہاں! جب وہ لوگ اس جہنم کی تپش و حرارت کے سبب پانی کا سوال کریں گے تو انہیں پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا، ایسا پانی کہ جب وہ لوگ اس پانی کو اپنے منہ کے قریب بھی لے جائیں گے تو انکے چہرے جھلس جائیں گے اور سارا گوشت اس گرم پانی کی تپش سے گل کر رہ جائے گا اور انکے چہرے پر صرف ہڈیاں باقی رہ جائیں گی جیسا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جہنمی لوگ پانی مانگیں گے تو انہیں لوہے کے برتنوں میں کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا کہ جب وہ لوگ ان پیالوں کو اپنے چہروں کے قریب لائیں گے تو وہ انکے چہروں کو بھون ڈالے گا اور جب وہ پیٹ میں جائے گا تو پیٹ میں جو کچھ ہے ان سب کو کاٹ دے گا (ترمذی۔2586) اور سورۂ حج کی آیت نمبر ۱۹ اور ۲۰ میں بھی فرمایا گیا یُصَبُّ مِنۡ فَوۡقِ رُءُوۡسِهِمُ الۡحَمِيۡمُ يُصۡهَرُ بِهٖ مَا فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ وَالۡجُلُوۡدُ انکے سروں کے اوپر سے کھولتا ہوا پانی چھوڑا جائے گا جس سے انکے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں جل جائیں گی، اسکے علاوہ انہیں پینے کے لئے جہنمیوں کے زخموں سے نکلنے والا خون و پیپ دیا جائے گا اور یہ ساری سزائیں انہیں انکے ہی اعمال کے نتیجہ میں دی جارہی ہیں جو وہ لوگ دنیا میں کیا کرتے تھے یعنی اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا، اسکی بھیجی ہوئی کتاب و رسول کو جھٹلانا، قیامت کا انکار کرنا، حساب و کتاب کا انکار کرنا، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کرنا وغیرہ۔

﴿درس نمبر ۲۳۰۶﴾ ان لوگوں نے اللہ کی آیتوں کو بڑھ چڑھ کر جھٹلایا ﴿النبا ۲۷۔تا۔۳۰﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِنَّهُمۡ كَانُوۡا لَا يَرۡجُوۡنَ حِسَابًا ۝ وَّكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۝ وَكُلَّ شَىۡءٍ اَحۡصَيۡنٰهُ كِتٰبًا ۝ فَذُوۡقُوۡا فَلَنۡ نَّزِيۡدَكُمۡ اِلَّا عَذَابًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ :۔ اِنَّھُمْ بلاشبہ کَانُوْا وہ تھے لَا یَرْجُوْنَ امید نہیں رکھتے حِسَابًا حساب کی وَّ اور کَذَّبُوْا وہ جھٹلاتے تھے بِاٰیٰتِنَا ہماری آیتوں کو کِذَّابًا بہت جھٹلانا وَ اور کُلَّ ہر شَیْءٍ چیز اَحْصَیْنٰہُ ہم نے ضبط کر کے رکھا ہے اس کو کِتٰبًا کتاب میں فَذُوْقُوْا لہذا تم چکھو فَلَنْ نَّزِیْدَ کُمْ پس ہم ہرگز زیادہ نہیں کریں گے تمہیں اِلَّا مگر عَذَابًا عذاب ہی میں

ترجمہ :۔ وہ (اپنے اعمال کے) حساب کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے اور انہوں نے ہماری آیتوں کو بڑھ چڑھ کر جھٹلایا تھا اور ہم نے ہر ہر چیز کو لکھ کر محفوظ کر رکھا ہے، اب مزہ چکھو! اس لئے کہ ہم تمہارے لئے سزا کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہیں کریں گے۔

تشریح :۔ ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ لوگ اپنے اعمال کے حساب کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے۔

۲۔ ان لوگوں نے اللہ تعالی کی آیتوں کو بڑھ چڑھ کر جھٹلایا۔ ۳۔ انکی ہر ہر چیز کو لکھ کر محفوظ کر لیا گیا ہے۔

۴۔ ان سے کہا جائے گا کہ مزہ چکھو! اس لئے کہ ہم تمہارے لئے سزا کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہیں کریں گے۔

اللہ تبارک وتعالی انکے چند اعمال کا ذکر فرما رہے ہیں جو لوگ دنیا میں یہ اعمال کرتے تھے کہ جسکے سبب یہ لوگ اس جہنم اور اسکے عذاب کے مستحق بن گئے، چنانچہ فرمایا کہ یہ لوگ قیامت کے دن اپنے اعمال کے حساب و کتاب کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے، جب بندہ یہ سوچ لیتا ہے کہ مجھے اپنے اعمال کا کسی کو حساب و کتاب ہی نہیں دینا ہے تو پھر وہ اپنی مرضی کے اعتبار سے اعمال کرنے لگتا ہے چاہے وہ اچھے ہوں یا برے، اسکی اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی، اس طرح ان جہنمی لوگوں نے کیا کہ انکے اس حساب و کتاب کے انکار کے عقیدہ نے انہیں اللہ تعالی کی توحید اور اسکی اطاعت وفرمانبرداری سے دور رکھا اور وہ لوگ اسکی نافرمانی پر نافرمانی کرتے چلے گئے اس گمان میں کہ ان سے ان اعمال کی کوئی پوچھ تاچھ نہیں ہوگی، لہذا قیامت کے دن انکا یہ گمان غلط ثابت ہوگا اور انکا حساب و کتاب لیا جائے گا اور یہ جہنم انہی اعمال کا نتیجہ ہے، اور ایسا نہیں کہ انہیں انکے اس عقیدہ کے غلط ہونے کی اطلاع نہیں دی گئی اور انہیں جہنم میں ڈال دیا گیا، بلکہ اللہ تعالی نے انکے اس عقیدہ کی تردید کے لئے اپنا کلام یعنی قرآن کریم نازل فرمایا کہ جس میں انہیں آگاہ کیا گیا کہ کل قیامت کے دن تمہارے اعمال کا حساب و کتاب لیا جائے گا اور اللہ تعالی نے اس قرآن کریم میں اپنی توحید، نبی رحمت صلی اللہ علیہ کی نبوت اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور پھر حساب و کتاب کے لئے جانے پر مختلف دلیلیں بیان فرمائیں لیکن ان لوگوں نے اس کلامِ الٰہی کو ہی جھٹلا دیا اور اسکا انکار کر دیا وَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا کِذَّابًا اسکے علاوہ انکے جتنے بھی اعمال تھے ان سب کو اللہ تعالی نے انکے اعمال ناموں میں لکھ کر محفوظ کر دیا اور پھر جب یہ اعمال نامہ قیامت کے دن انکے سامنے کھولا جائے گا تو ان اعمال کی بنیاد پر ان سے کہا جائے گا کہ جاو! اب جہنم ہی

تمہارا ٹھکانہ ہے لہذا اس جہنم کے عذاب کا مزہ چکھو اور ہم مزید تمہارے عذاب میں اضافہ کرتے ہی چلے جائیں گے فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا یہ سزا اس لئے کہ تم اس جرم کے مرتکب تھے جو جرم سب سے بڑا تھا اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ لہذا اس بڑے جرم کی سزائیں بھی بہت بڑی ہوں گی جن سے تمہیں کبھی چھٹکارہ نہیں ملے گا، حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی سب سے سخت آیت کے بارے میں پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا یہ سب سے سخت آیت ہے یعنی جب بھی ان جہنمیوں کی کھالیں اس عذاب کی وجہ سے جل کر پک جائیں گی تو اللہ تعالی پھر سے اس جگہ نئی کھالیں پیدا فرمادے گا تو اس طرح ان پر مسلسل عذاب ہوتا ہی رہے گا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا (النساء۔ ۵۶) اور جب کبھی جہنم کی آگ دھیمی ہونے لگے گی تو اللہ تعالی اس آگ کو پھر سے اور زیادہ بھڑکا دیں گے كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا۔ (بنی اسرائیل ۹۷)۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۹۔ ص ۱۸۲)

بیشک متقیوں کیلئے کامیابی ہے

﴿درس نمبر ۲۳۰۷﴾ ﴿النبا ۳۱۔ تا۔ ۳۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا o حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا o وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا o وَّ كَاْسًا دِهَاقًا o لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا o جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا o

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلا شبہ لِلْمُتَّقِيْنَ متقی لوگوں کے لئے مَفَازًا کامیابی ہے حَدَآئِقَ باغات وَ اور اَعْنَابًا انگور ہے وَّ اور كَوَاعِبَ ابھری ہوئی چھاتیوں والیاں اَتْرَابًا ہم عمر وَّ اور كَاْسًا شراب کے جام دِهَاقًا چھلکتے ہوئے لَا يَسْمَعُوْنَ وہ نہیں سنیں گے فِيْهَا اس میں لَغْوًا لغو وَّ اور لَا كِذّٰبًا نہ جھوٹ جَزَآءً جزا مِّنْ رَّبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے عَطَآءً عطیہ حِسَابًا کافی ہو جانے والا

ترجمہ:۔ جن لوگوں نے تقوی اختیار کیا تھا ان کی بیشک بڑی جیت ہے باغات اور انگور! اور نوخیز ہم عمر لڑکیاں! اور چھلکتے ہوئے پیانے! وہاں پر وہ نہ کوئی بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ کوئی جھوٹی بات، یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے صلہ ہوگا (اللہ کی) ایسی دین ہوگی جو لوگوں کے اعمال کے حساب سے دی جائے گی۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے تقوی اختیار کیا تھا بے شک ان لوگوں کی بڑی جیت ہے۔

۲۔ وہاں انہیں باغات، انگور اور نوخیز ہم عمر لڑکیاں ملیں گی اور ساتھ میں چھلکتے ہوئے پیانے بھی۔

۳۔ وہاں یہ لوگ نہ کوئی بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ ہی کوئی جھوٹ۔

۴۔ یہ ان لوگوں کے پروردگار کی طرف سے انکے اعمال کے بدلہ میں صلہ ہوگا جو انہیں دیا جائے گا۔

جہنمیوں کی سزاوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ یہاں جنتیوں کو ملنے والے انعامات کا تذکرہ فرمارہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ جن لوگوں نے اپنے اعمال کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں رکھا اور اس خوف کی وجہ سے ہر اس عمل سے اپنے آپ کو بچائے رکھا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا اور ان اعمال کی پابندی کی جن اعمال کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا، تو ایسے پرہیز گار لوگوں کی ہی اس دن بڑی کامیابی ہوگی کہ انہیں ہر قسم کے عذاب سے بچالیا جائے گا جن میں ان جہنمیوں کو مبتلا کیا جائیگا، اسکے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ انہیں مختلف باغات عطا کریں گے کہ جن میں طرح طرح کے میوے اور پھل موجود ہوں گے اور انگور کے درخت بھی انہیں وہاں عطا کئے جائیں گے اسکے علاوہ انہیں نوخیز، ابھرے ہوئے پستانوں والی ہم عمر لڑکیاں عطا کی جائیں گی جو انکی انسیت کا سبب بنیں گے اور ساتھ میں انہیں لبالب بھرے ہوئے، چھلکتے شراب کے جام عطا کئے جائیں گی جو ہر عیب سے پاک ہوں گی کہ جسکے پینے کے بعد نہ ہی انسان کے ہوش خراب ہوں گے اور نہ ہی ان پر خمار چڑھے گا جیسا کہ دنیا کی شراب کا حال ہے کہ جب انسان اس دنیوی شراب کو پیتا ہے تو اسکے ہوش وحواس گم ہوجاتے ہیں اور وہ بہک جاتا ہے جسکے سبب وہ بے ہودہ باتیں اور شور شرابا کرنے لگتا ہے لیکن جنت میں ایسا کچھ نہیں ہوگا، وہاں کوئی لغو، شور شرابا اور جھوٹ باتیں نہیں کہیں جائیں گی لَا یَسۡمَعُوۡنَ فِیۡهَا لَغۡوًا وَّلَا کِذّٰبًا بلکہ ہر طرف خیر ہی خیر کی باتیں سنائی دیں گی لَا یَسۡمَعُوۡنَ فِیۡهَا لَغۡوًا وَّلَا تَاۡثِیۡمًا اِلَّا قِیۡلًا سَلٰمًا سَلٰمًا (الواقعہ۔۲۶) ان جنتوں کو وہاں جنت میں بس آرام اور سکون ہی سکون ملے گا۔ یہ ساری نعمتیں انہیں انکے اعمال کے صلہ میں عطا کی جائیں گی جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے جیسے کہ اللہ اور اسکے رسول پر اور اسکی کتاب پر ایمان لانا، اسکے بتائے ہوئے طریقہ پر زندگی گزارنا، برے اعمال سے بچتے ہوئے اعمال صالحہ کا پابند ہونا وغیرہ، بلکہ اللہ تعالیٰ انکے اعمال سے بڑھ کر ہی انہیں وہاں بدلہ عطا کرے گا مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا (الانعام۔۱۶۰) الغرض یہ دو راستے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے یعنی کامیابی اور ناکامی، اب انسان کو سوچنا ہے کہ وہ کس راستہ کو اختیار کرے گا؟

﴿درس نمبر ۲۳۰۸﴾ کسی کی مجال نہیں کہ وہ بول سکے ﴿النبا ۳۷۔۳۸﴾

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَهُمَا الرَّحۡمٰنِ لَا یَمۡلِکُوۡنَ مِنۡهُ خِطَابًا ۝ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الرُّوۡحُ وَ الۡمَلٰٓئِکَةُ صَفًّا لَّا یَتَکَلَّمُوۡنَ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَهُ الرَّحۡمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ رَّبِّ رب ہے السَّمٰوٰتِ آسمانوں وَ الۡاَرۡضِ اور زمین کا وَ مَا اور جو کچھ بَیۡنَهُمَا ان دونوں

کے درمیان ہے الرَّحْمٰنِ بڑا مہربان ہے لَا يَمْلِكُوْنَ وہ اختیار نہیں رکھیں گے مِنْهُ اس سے خِطَابًا بات کرنے کا يَوْمَ اس دن يَقُوْمُ کھڑے ہوں گے الرُّوْحُ جبرئیل وَ الْمَلٰٓئِكَةُ اور سب فرشتے صَفًّا صف بستہ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ وہ کلام نہیں کرسکیں گے إِلَّا مگر مَنْ وہی کہ اَذِنَ اجازت دے گا لَهُ اس کو الرَّحْمٰنُ رحمٰن وَ اور قَالَ کہے گا وہ صَوَابًا درست بات

ترجمہ:۔ اسی پروردگار کی طرف سے جو سارے آسمانوں اور زمین اوران کے درمیان ہر چیز کا مالک، بہت مہربان ہے! کسی کی مجال نہیں ہے کہ اس کے سامنے بول سکے، جس دن ساری روحیں اور فرشتے قطاریں بنا کر کھڑے ہوں گے، اس دن سوائے اس کے کوئی نہیں بول سکے گا جسے خدائے رحمٰن نے اجازت دی ہو اور وہ بات بھی ٹھیک کہے۔

تشریح:۔ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ انعام اسی پروردگار کی طرف سے ہے جو سارے آسمانوں، زمین اوراس میں موجود ہر چیز کا مالک ہے۔

۲۔وہ بہت ہی مہربان ہے۔ ۳۔کسی کی مجال نہیں کہ اس کے سامنے بول سکے۔

۴۔جس دن ساری روحیں اور فرشتے قطار بنا کر کھڑے ہوں گے اس دن اس کے سوا کوئی بول نہیں سکے گا۔

۵۔مگر جسے خدائے رحمن نے اجازت دی ہو وہ بولے گا اور بولیاں بھی ٹھیک بات ہی۔

پچھلی آیت میں بیان کیا گیا کہ جنتیوں کو انکے اعمال کا جو بدلہ ملے گا وہ انکے پروردگار کی طرف سے ہوگا، ان آیتوں میں اس رب کی عظمت اور رفعت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا جارہا ہے کہ وہ رب جو ان جنتیوں کو بدلہ عطا کرے گا وہ رب انسانوں کا ہی نہیں بلکہ سارے جہانوں کا رب ہے، آسمانوں کا بھی، زمین کا بھی اوران میں بسنے والی ہر ہر چیز کا وہی مالک و پروردگار ہے اور پروردگار بھی ایسا جو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور ساتھ ایسی عظمت وجلالت والا بھی ہے کہ کوئی اسکے سامنے قیامت کے دن لب کشائی کرنے کی جرات نہیں کرسکے گا، حتی کہ بڑے سے بڑے فرشتے بھی اسکے سامنے ہاتھ باندھے صف بستہ کھڑے رہیں گے کہ کسی میں اتنی ہمت نہیں ہوگی کہ وہ اس رب کے سامنے کچھ بول سکیں یا کسی کی سفارش کرسکیں لیکن ہاں! اگر اللہ تعالی نے کسی کو کچھ کہنے یا سفارش کرنے کی اجازت دی ہوگی تو وہی بات کرے گا اسکے علاوہ کوئی نہیں يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهٖ جب وہ دن آئے گا تو کوئی اسکی اجازت کے بغیر بات نہیں کرپائے گا۔(ہود۔۱۰۵) يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا جس دن اس شخص کی سفارش کے علاوہ جسے اللہ تعالی نے سفارش کرنے کی اجازت دی ہو اور جس کی بات پر وہ راضی ہو، کسی کی سفارش کچھ کام نہیں آئے گی (طٰہٰ۔۱۰۹) اور جسے اجازت ملی ہوگی وہ بھی جو کہے گا وہ ٹھیک بات کہے گا یعنی جس کی سفارش کرنی ہے اسی کی سفارش کرے گا، اسکے علاوہ کسی اور کی نہیں اور جتنی سفارش کرنی ہے اتنی ہی کرے گا اس سے زیادہ نہیں. ان آیتوں میں للہ تعالی نے لفظ "الروح" فرمایا

جسکی مراد کے سلسلہ میں علماء نے مختلف قول بیان فرمائے ہیں بعض نے کہا کہ یہاں روح سے مراد انسانوں کی روحیں ہیں اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد سب سے بڑا فرشتہ ہے اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں جیسا کہ قران کریم کی دیگر آیتوں میں بھی اللہ تعالی نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ''الروح'' کہہ کر مخاطب فرمایا اسی وجہ سے اکثر علماء کی رائے یہی ہے کہ یہاں بھی روح سے مراد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ہی ہیں۔ (التفسیر المنیر۔ج،۳۰۔ص،۲۷)

﴿درس نمبر ۲۳۰۹﴾ جو چاہے وہ اپنے پروردگار کے پاس ٹھکانہ بنالے ﴿النبا ۳۹۔۴۰﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا O اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ ذٰلِكَ یہ الْيَوْمُ دن ہے الْحَقُّ برحق فَمَنْ چنانچہ جو شَآءَ چاہے اتَّخَذَ وہ پکڑے اِلٰى رَبِّهٖ اپنے رب کی طرف سے مَاٰبًا ٹھکانہ اِنَّآ بلا شبہ ہم نے اَنْذَرْنٰكُمْ تمہیں ڈرادیا ہے عَذَابًا قَرِيْبًا قریب کے عذاب سے يَّوْمَ اس دن يَنْظُرُ دیکھے گا الْمَرْءُ انسان مَا جو کچھ قَدَّمَتْ آگے بھیجا يَدٰهُ اس کے دونوں ہاتھوں نے وَ اور يَقُوْلُ کہے گا الْكٰفِرُ کافر يٰلَيْتَنِيْ اے کاش! كُنْتُ ہوتا میں تُرٰبًا مٹی

ترجمہ:۔ وہ دن ہے جو برحق ہے، اب جو چاہے وہ اپنے پروردگار کے پاس ٹھکانہ بنا رکھے، حقیقت یہ ہے کہ اس نے تمہیں ایک ایسے عذاب سے خبردار کردیا ہے جو قریب آنے والا ہے، جس دن ہر شخص وہ اعمال آنکھوں سے دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیج رکھے ہیں اور کافر یہ کہے گا کہ کاش! میں مٹی ہو جاتا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ وہ دن ہے جو برحق ہے۔ ۲۔ اب جو چاہے وہ اپنے پروردگار کے پاس ٹھکانہ بنالے۔

۳۔ ہم نے تمہیں ایک ایسے عذاب سے خبردار کردیا ہے جو قریب آنے والا ہے۔

۴۔ اس دن ہر شخص اپنے وہ اعمال دیکھ لے گا جو اس نے آگے بھیج رکھے ہیں۔

۵۔ اس دن کافر کہے گا کہ کاش! میں مٹی ہو جاتا۔

پچھلی آیتوں میں بیان کیا گیا کہ اس قیامت کے دن فرشتے تک قطار لگائے اللہ تعالی کے سامنے چپ چاپ کھڑے رہیں گے، ان آیتوں میں اللہ تعالی اسی قیامت کے دن کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ جس دن کے بارے میں تم سے کہا جارہا اور ڈرایا جارہا ہے اور جس دن کے حالات تمہارے سامنے بیان کر کے آگاہ کیا جارہا ہے وہ سب

یقینی ہیں کہ جس میں کسی قسم کے شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ لہٰذا اس دن کے آنے سے پہلے اس دن کی تیاری کرلو اور اس کی حقیقت کو جان کر اپنے رب کے پاس ٹھکانہ بنالو، اللہ تعالیٰ کے پاس ٹھکانہ بنانے کے لئے کرنا یہ ہوگا کہ اس پر، اسکے رسول پر اور اسکی بھیجی ہوئی کتاب پر، مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر اور حساب و کتاب کے ہونے پر ایمان لانا ہوگا اسکے ساتھ ساتھ اس نے جن باتوں کا حکم دیا ہے ان باتوں کو اپناتے ہوئے اس پر عمل کرنا ہوگا، اسی وقت وہ اپنے رب کی رحمت میں جگہ پا کر اس رب کی سزاوں اور عقاب سے محفوظ رہے گا اور جو کوئی ایسا نہیں کرے گا تو اسکا ٹھکانہ جہنم ہوگا جہاں اسے مختلف قسم کی سزائیں دی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے تو انسانوں کو اس دن کے عذاب اور سختی سے اور اس دن کی ہولناکی سے ڈرا دیا اور آگاہ کر دیا، اب جو کوئی اس پر غور کر کے ہدایت کو اپنا لے تو وہی کامیاب ہوگا اور جس نے اس نصیحت اور آگاہی کو ٹھکرا دیا وہ خسارہ میں رہ جائے گا جسکا پتہ اسے اسوقت چلے گا جب یہ دن آئے گا اور پھر اللہ تعالیٰ ہر بندے کے سامنے اسکے کئے ہوے سارے اعمال ظاہر کر دے گا، جو ایمان والے ہوں گے وہ اپنے اعمال کو اور ان اعمال پر ملنے والے انعامات کو دیکھ کر خوش ہوں گے لیکن جو کافر ہوں گے جب وہ اپنے اعمال کو اور ان اعمال پر ملنے والی سزاوں کو دیکھیں گے تو ان سزاوں کے خوف سے یہ تمنا کرنے لگیں گے کہ کاش! ہم انسان ہی نہ ہوتے بلکہ مٹی ہو گئے ہوتے تو یہ سزائیں ہمیں سہنا نہ پڑتا۔ علماء تفسیر نے بیان کیا کہ کافر جب دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن جانوروں، پرندوں اور دیگر تمام مخلوق کے درمیان انصاف کا فیصلہ فرمادیا حتیٰ کہ ایک سینگ والی بکری نے اگر بے سینگ والی بکری کو مارا ہوگا تو اسکا قصاص وہاں دلوا دیا ہوگا پھر جب سارا انصاف مکمل ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان حیوانات سے کہے گا کہ جاو! اب تم سب مٹی ہو جاو تو وہ سب مٹی بن جائیں گے، جب ان جانوروں کے مٹی بننے کا منظر یہ کافر دیکھے گا تو وہ یوں کہے گا "یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا" کہ کاش میں بھی انہی کی طرح مٹی ہو جاتا۔ (مستدرک حاکم۔ ۳۲۳۱۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) اللہ تعالیٰ ہم تمام کو نیک اعمال کرنے اور اپنے عرش کے سایہ میں جگہ پانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَۃُ النّٰزِعٰتِ مَکِّیَّۃٌ

یہ سورت ۲ رکوع اور ۴۶ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۱۰﴾ قسم ہے ان فرشتوں کی جو کافروں کی روحیں سختی سے کھینچتے ہیں ﴿اَلنّٰزِعٰتِ ۱ ۔تا۔ ۷﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا O وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا O وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا O فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا O
فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا O یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَۃُ O تَتْبَعُھَا الرَّادِفَۃُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ قسم ہے اَلنّٰزِعٰتِ سختی سے روح نکالنے والے فرشتوں کی غَرْقًا ڈوب کر وَّ قسم ہے اَلنّٰشِطٰتِ آسانی سے روح نکالنے والے فرشتوں کی نَشْطًا نرمی سے وَّ قسم ہے السّٰبِحٰتِ تیرنے والے فرشتوں کی سَبْحًا تیزی سے تیرنا فَالسّٰبِقٰتِ پھر آگے بڑھنے والے فرشتوں کی سَبْقًا دوڑ کر فَالْمُدَبِّرٰتِ پھر ان فرشتوں کی جو تدبیر کرنے والے ہیں اَمْرًا ہر امر کی یَوْمَ جس دن تَرْجُفُ کانپے گی الرَّاجِفَۃُ کانپنے والی تَتْبَعُھَا کانپنے اس کے پیچھے آئے گی الرَّادِفَۃُ پیچھے آنے والی

ترجمہ:۔ قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو (کافروں کی روح) سختی سے کھینچتے ہیں اور جو (مومنوں کی روح کی) گرہ نرمی سے کھول دیتے ہیں، پھر (فضا میں) تیرتے ہوئے جاتے ہیں، پھر تیزی سے لپکتے ہیں، پھر جو حکم ملتا ہے اس (کو پورا کرنے) کا انتظام کرتے ہیں، کہ جس دن بھونچال (ہر چیز کو) ہلا ڈالے گا، پھر اس کے بعد ایک جھٹکا آئے گا۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۃ النازعات پڑھی اللہ تعالی اسے قبر اور قیامت میں فرض نماز کی بقدر روکے گا یہاں تک کہ وہ جنت میں چلا جائے گا۔ (تخریج احادیث الکشاف للزیلعی۔ج،۴۔ص،۱۵۱)

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قسم ہے ان فرشتوں کی جو کافروں کی روحیں سختی سے کھینچتے ہیں

۲۔ ان فرشتوں کی بھی جو مومنوں کی روحوں کی گرہ نرمی سے کھولتے ہیں۔

۳۔ فضا میں تیرتے ہوئے جاتے ہیں پھر تیزی سے لپکتے ہیں۔

۴۔ جو حکم ملتا ہے اسکو پورا کرنے کا انتظام کرتے ہیں۔

۵۔ قسم اس بات پر کہ جس دن بھونچال ہر چیز کو ہلا دے گا تو اسکے بعد ایک اور جھٹکا آئے گا۔

اللہ تعالی نے فرشتوں کی قسم کھا کر بیان کیا کہ قسم ہے ان فرشتوں کی جو کافروں کی روحیں بڑی سختی سے کھینچ کر نکالتے ہیں اور ان فرشتوں کی بھی جو مومنوں کی روحیں بڑی نرمی سے نکالتے ہیں گویا کہ پڑی ہوئی رسی کی گرہ کھول رہے ہیں، حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہاں کافروں کی جانیں مراد ہیں موت کے فرشتے ان کے جسموں سے انکے بالوں کے نیچے سے، انکے ناخنوں کے نیچے سے، انکے پیروں کی جڑوں کے نیچے سے کھینچ کھینچ کر سختی سے روح نکالتے ہیں جیسے کہ سیخ سے کچے گوشت کو نکالا جاتا ہے، وہ فرشتے اسکی روح کو اسکے جسم میں پھر سے ڈالتے ہیں اور پھر سے نکالتے ہیں تاکہ اسے اور تکلیف ہو۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۹، ص، ۱۹۰) اور یہ فرشتے مومنوں کی جان جب نکالتے ہیں تو ایسے نکالتے ہیں کہ گویا رسی کی گرہ کھول رہے ہوں یعنی بڑی آسانی کے ساتھ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہاں نَاشِطَات سے مراد مومنوں کی جانیں ہیں جو بڑی تیزی کے ساتھ نکلتی ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ جب مومن بندہ کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اللہ تعالی اسے جنت اور وہ نعمتیں جو اسے ملنے والی ہے دکھا دیتے ہیں تو وہ ان نعمتوں کی خواہش میں اسکی طرف لپک پڑتا ہے (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۹، ص، ۱۹۱) اس حدیث کا دوسرا پہلو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب مومن کے سامنے جنت پیش کی جاتی ہے تو کافر کے سامنے جہنم پیش کی جاتی ہوگی، جب وہ جہنم اور اسے ملنے والی سزاوں کو دیکھتا ہے تو اسکی روح جسم کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوگی اور بار بار اپنے جسم میں جانے کی کوشش کریگی تو موت کے فرشتے اسے وہاں سے کھینچ کھینچ کر نکالیں گے جس سے اس کو بڑی اذیت اور تکلیف ہوگی واللہ اعلم، اسکے بعد اللہ تعالی نے ان فرشتوں کی قسم کھائی ہے جو آسمان میں تیرتے ہیں یعنی وہ فرشتے جو اللہ تعالی کا حکم لیکر بڑی تیزی کے ساتھ نازل ہوتے ہیں جنہیں یہاں تیرنے سے تعبیر فرمایا اور اسی تیزی کے ساتھ اپنے رب کے حکم کو انجام دیتے ہیں جسے اَلسَّابِقَاتُ سے تعبیر فرمایا، بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہاں فَالسَّابِحَاتُ اور فالسَّابِقَاتِ سے وہ فرشتے مراد ہیں جو مومنوں کی روحیں نکال کر بغیر کسی تاخیر کے بڑی تیزی کے ساتھ لیکر اوپر چل پڑتے ہیں تاکہ انہیں وہ انعامات دیئے جائیں جو اللہ تعالی نے انکے لئے تیار کر رکھے ہیں، اسکے بعد ان فرشتوں کی قسم کھائی جو دنیا کے امور کو اللہ تعالی کے حکم سے سنبھالے ہوئے ہیں، حضرت عبد الرحمن بن سابق رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ دنیا کے معاملات کو چار فرشتے سنبھالے ہوئے ہیں، جبرئیل، میکائیل، عزرائیل اور اسرافیل علیہم السلام، حضرت جبرئیل ہواوں اور لشکروں پر معمور ہیں، حضرت میکائیل پانی برسانے اور سبزہ اگانے پر معمور ہیں، ملک الموت روحیں قبض کرنے پر معمور ہیں اور حضرت اسرافیل تمام جانداروں پر موت کا فیصلہ صادر کرنے پر معمور ہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی۔ ۱۵۸)، ان تمام قسموں کے بعد اللہ تعالی نے وہ بات بیان کی جس کے لئے یہ قسمیں کھائی گئیں، علماء تفسیر نے بیان کیا کہ جوابِ قسم محذوف ہے اور وہ یہ ہے کہ تُبْعَثُنَّ وَلَتُحَاسَبُن تم لوگ ضرور دوبارہ زندہ کئے جاوگے اور تمہارا حساب بھی ہوگا، جسکی پہلی منزل یہ ہے کہ ایک دن زبردست بھونچال

دنیا میں آئے گا پھر اسکے بعد دوبارہ ایک اور بھونچال آئے گا یعنی پہلی مرتبہ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تو ساری دنیا تہس نہس ہوجائے گی اور سارے جاندار مرجائیں گے تو اسکے بعد دوبارہ صور پھونکا جائے گا جس سے سارے مردے اپنی اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے۔یعنی وہ بعث بعد الموت یقینی واقع ہوگی جسکا یہ کفار انکار کررہے ہیں۔

﴿ درس نمبر ۱۱۲۳ ﴾ **اس دن بہت سے دل لرز رہے ہوں گے** ﴿ اَلنّٰزِعٰتِ ۸۔تا۔۱۴ ﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلُوْبٌ یَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ O اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ O یَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِی الْحَافِرَةِ O ءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً O قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ O فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ O فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلُوْبٌ کئی دل یَّوْمَئِذٍ اس دن وَّاجِفَةٌ دھڑکتے ہوں گے اَبْصَارُهَا ان کی آنکھیں خَاشِعَةٌ جھکی ہوں گی یَقُوْلُوْنَ وہ کہتے ہیں ءَ کیا اِنَّا بلا شبہ ہم لَمَرْدُوْدُوْنَ ضرور لوٹائے جائیں گے فِی الْحَافِرَةِ پہلی حالت میں ءَ کیا اِذَا جب كُنَّا ہم ہوجائیں گے عِظَامًا ہڈیاں نَّخِرَةً بوسیدہ قَالُوْا وہ کہتے ہیں تِلْكَ یہ اِذًا اس وقت كَرَّةٌ واپسی ہوگی خَاسِرَةٌ خسارے والی فَاِنَّمَا چنانچہ صرف هِیَ وہ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ایک ڈانٹ ہوگی فَاِذَا تو یکا یک هُمْ وہ بِالسَّاهِرَةِ کھلے میدان میں ہوں گے

ترجمہ:۔ اس دن بہت سے دل لرز رہے ہوں گے، ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی، یہ (کافرلوگ) کہتے ہیں کہ کیا ہم پہلی والی حالت پر لوٹا دیئے جائیں گے؟ کیا اس وقت جب ہم بوسیدہ ہڈیوں میں تبدیل ہوچکے ہوں گے؟ کہتے ہیں کہ اگر ایسا ہوا تو یہ بڑے گھاٹے کی واپسی ہوگی، حقیقت یہ ہے کہ وہ بس ایک زور کی آواز ہوگی، جس کے بعد وہ اچانک ایک کھلے میدان میں ہوں گے۔

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اس دن بہت سے دل لرز رہے ہوں گے۔ ۲۔ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی۔

۳۔کافر کہتے ہیں کہ کیا ہم پہلے والی حالت پر لوٹا دیئے جائیں گے؟

۴۔اس وقت جبکہ ہم بوسیدہ ہڈیوں میں تبدیل ہوچکے ہوں گے؟

۵۔کہتے ہیں کہ اگر ایسا ہوا تو یہ بڑے گھاٹے کی واپسی ہوگی۔

۶۔حقیقت تو یہ ہے کہ وہ بس ایک بڑے زور کی آواز ہوگی۔

۷۔اسکے بعد وہ لوگ اچانک ایک کھلے میدان میں ہوں گے۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی اسی قیامت کے دن کے احوال بیان کر رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ قیامت کا دن جب آئے گا تو اس دن بہت سے دل یعنی کافروں اور مشرکوں کے دل اس دن کی ہولنا کی کو دیکھ کر لرز اٹھیں گے کہ ہم نے اس دن کے بارے میں کبھی ایسا سوچا ہی نہیں تھا کہ یہ دن اتنا ہولناک اور لرزہ دینے والا ہوگا، اب چونکہ ان لوگوں کے پاس کوئی ایسا عمل نہیں ہوگا جو انہیں اس ہولنا کی اور عذاب سے بچا سکے لہذا وہ لوگ مارے مایوسی اور شرمندگی کے اپنی آنکھیں جھکائے ہوئے میدان محشر میں کھڑے رہیں گے، سورۂ قلم کی آیت نمبر ۴۳ میں بھی فرمایا گیا خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ انکی نگاہیں جھکی ہوئی اور ان پر لذت چھائی ہوئی ہوگی۔ ان کی اس حالت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ تم سب کو ایک دن مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور پھر اپنے اپنے اعمال کا اللہ تعالی کے سامنے حساب دینا ہے تو یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ يَقُولُونَ أَإِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً کہ کیا جب ہم مر جائیں گے تو دوبارہ پہلی والی حالت پر لوٹا دئے جائیں گے یعنی کیا ہمیں پھر سے اس وقت زندہ کیا جائے گا جبکہ ہماری ہڈیاں تک بوسیدہ ہو چکی ہوں گی؟ انکا یہ کہنا تعجب سے بھرا ہوا اور انکار پر مبنی تھا کہ وہ لوگ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کو بس خیالی باتیں اور ناممکن شمار کرتے تھے، سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۹۸ میں بھی انکا یہ قول نقل کیا گیا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا کیا ہمیں نئے سرے سے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا؟ آگے انہی کفار کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ہم اس نبی کی اور قرآن کریم کی شہادت کے مطابق دوبارہ زندہ کئے گئے تو ہم یقینا خسارہ اور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے یعنی ہم تو اس قیامت کا انکار کر رہے ہیں اور ہم اسی دنیا کو سب کچھ جان کر اسی کے لئے محنت کر رہے ہیں اور آخرت کو ہم نے فراموش کر دیا ہے اس لئے اس وقت ہمارا حشر بہت برا ہوگا۔ اللہ تعالی قیامت کے واقع ہونے کو جسکا یہ کفار ومشرکین انکار کر رہے ہیں، بیان فرما رہے ہیں کہ تم لوگ اس قیامت کو بڑی دور کی بات سمجھ رہے ہو لیکن یاد رکھو کہ وہ قیامت تو بس ایک زوردار لرزہ ہوگا جو اچانک تم پر آجائے گا اور تم سنبھل بھی نہ پاؤ گے پھر جب یہ لرزہ ختم ہو جائے گا تو تم سب لوگ ایک بڑے میدان میں اپنے اعمال کا حساب دینے کے لئے جمع ہو جاؤ گے اور یہیں کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ ہوگا، علماء تفسیر نے یہاں فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ سے نفخۂ ثانیہ یعنی دوسرا صور مراد لیا ہے کیونکہ پہلے صور سے تو سارا عالم فنا ہو جائے گا اور جتنے جاندار ہیں وہ سب مر جائیں گے تو پھر اسکے بعد یہ دوسرا نفخہ پھونکا جائے گا جس سے سارے مردے زندہ ہو جائیں گے اور میدان حشر میں جمع ہو جائیں گے۔

فرعون نے بڑی سرکشی اختیار کر رکھی ہے

﴿درس نمبر ۲۳۱۲﴾ ﴿اَلنّٰزِعٰتِ ۱۵۔تا۔۲۰﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ

طَغٰی O فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ تَزَكّٰى O وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى O فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هَلْ تحقیق اَتٰكَ آچکی ہے آپ کے پاس حَدِيْثُ مُوْسٰى موسیٰ کی بات اِذْ جب نَادٰىهُ اس کو پکارا تھا رَبُّهٗ اس کے رب نے بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى مقدس وادی طوی میں اِذْهَبْ جاؤ اِلٰى فِرْعَوْنَ فرعون کی طرف اِنَّهٗ بلاشبہ اس نے طَغٰى سرکشی کی ہے فَقُلْ پھر کہیے هَلْ کیا لَّكَ تجھے ہے اِلٰۤى اَنْ اس کی کہ تَزَكّٰى تو پاک ہے وَ اور اَهْدِيَكَ میں تیری رہنمائی کروں اِلٰى رَبِّكَ تیرے رب کی طرف فَتَخْشٰى کہ تو ڈرے فَاَرٰىهُ پھر اس نے دکھائی اس کو الْاٰيَةَ نشانی الْكُبْرٰى بڑی

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر!) کیا تمہیں موسیٰ کا واقعہ پہنچا ہے؟ جب ان کے پروردگار نے انہیں طویٰ کی مقدس وادی میں آواز دی تھی کہ فرعون کے پاس چلے جاؤ، اس نے بہت سرکشی اختیار کر رکھی ہے، اور اس سے کہو کہ کیا تمہیں یہ خواہش ہے کہ تم سنور جاؤ؟ اور یہ کہ میں تمہیں تمہارے پروردگار کا راستہ دکھاؤں تو تمہارے دل میں خوف پیدا ہو جائے؟ چنانچہ موسیٰ نے اس کو بڑی زبردست نشانی دکھائی۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا تم تک حضرت موسی علیہ السلام کا واقعہ نہیں پہنچا کہ جب انکے پروردگار نے انہیں طوی کی مقدس وادی میں آواز دی۔؟

۲۔ ان سے کہا کہ آپ فرعون کے پاس جاؤ کہ اس نے بڑی سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔

۳۔ اس سے کہو کہ کیا تمہیں یہ خواہش ہے کہ تم سنور جاؤ؟

۴۔ یہ بھی کہا کہ کیا میں تمہیں تمہارے پروردگار کا راستہ دکھاوں تو تمہارے دل میں خوف پیدا ہو جائے؟

۵۔ چنانچہ موسی علیہ السلام نے اسے بڑی زبردست نشانی دکھائی۔

اللہ تعالی یہاں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ اے نبی! یقینا آپ کو ان مشرکین کی حرکتوں اور انکی ایذاوں سے تکلیف ہو رہی ہوگی اور آپ پر انکا یہ معاملہ بڑا شاق گزر رہا ہوگا لیکن آپ ان تکالیف اور مصائب پر صبر سے کام لیجئے اس لئے کہ جتنے بھی انبیاء کو ہم نے اب تک بھیجا ہے ان سب کو بھی اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ تکلیفیں اور ایذائیں دی گئیں آخر میں ہماری مدد ان پر آپہنچی اور ہم نے انکے نافرمانوں کا برا حال کیا جیسا کہ حضرت موسی علیہ کا قصہ آپ کے سامنے موجود ہے جنکا زمانہ آپ کے زمانہ سے بہت قریب تھا چنانچہ جب ہم نے انہیں طوی کی مقدس اور پاک سرزمین پر ندا دی اور انہیں تبلیغ دین کی ذمہ داری سونپی کہ اے موسی! آپ ہماری توحید کا پیغام اپنی قوم کے سب سے سرکش اور نافرمان بندہ فرعون کے پاس لیجاو اور اسے دین کا پیغام پہنچاو، یقینا اس نے سرکشی اور نافرمانی کی انتہاء کر رکھی ہے، تکبر میں انتہاء درجہ کو پہنچ چکا ہے حتی کہ اس نے خود خدائی کا دعوی

کردیا، اتنا ہی نہیں بلکہ اس نے اپنی قوم کو اس پر مجبور بھی کیا اور ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رکھے ہیں لہذا آپ اسکے پاس جائیے اور اس سے کہیئے کہ اے فرعون! کیا تو یہ چاہتا ہے کہ تو پاک اور صاف وستھرا ہوجائے؟ کیا تو اپنی اس بت برستی اور کفر وشرک کی گندی سے نکل کر ایمان کی خوشبو اور اسکی پاک بازی میں آنا چاہتا ہے؟ اگر تیری نیت سدھرنے کی ہے تو یقینا میں تیری اس سلسلہ میں رہنمائی کروں گا اور تجھے ہدایت اور کامیابی کا راستہ بتاوں گا، تجھے اللہ تعالی تک پہنچنے والا راستہ بتاوں گا جو تمام جہانوں کا مالک، پروردگار اور بادشاہ ہے، جب تو اس رب کی شان و عظمت اور بڑائی سے واقف ہوجائے گا اور اسکی پکڑ، سزاوں اور عذاب کو جان لے گا تو یقینا تیرے دل میں اس رب کا خوف اور ہیبت پیدا ہوگی اور تو اپنی اس سرکشی اور نافرمانی سے باز آجائے گا، یہ تیری نا علمی کا ہی نتیجہ ہے کہ تو اپنے آپ کو بڑا اور سب سے اعلی سمجھ رہا ہے، اگر تو اس رب کی حقیقت سے واقف ہوتا تو یقینا تو اس قسم کی حرکتیں نہ کرتا بس میں تجھے اس رب کی حقیقت سے آگاہ اور واقف کرنے کے لئے ہی تیرے پاس آیا ہوں کہ میرے رب نے مجھے اپنا پیغمبر اور نبی بنا کر تیرے پاس بھیجا ہے تاکہ تجھے سیدھا راستہ دکھاپاوں، پھر حضرت موسی علیہ السلام نے اس فرعون کے سامنے اپنے نبی ہونے پر بطور ثبوت چند بڑے بڑے معجزات جیسے کہ ہاتھ کا سورج کی طرح روشن اور چمکدار ہونا، لکڑی کا سانپ بن جانا وغیرہ وغیرہ، دکھائے لیکن فرعون اللہ تعالی کی نافرمانی اور سرکشی میں اتنا ڈوب چکا تھا کہ اسے یہ ساری باتیں اور معجزات کچھ فائدہ نہ پہنچا سکیں اور آخر کار اس نے حضرت موسی علیہ السلام کے نبی ہونے کا ہی انکار کردیا اور اللہ تعالی کی توحید کو بھی ٹھکرادیا جسکا تذکرہ اگلی آیتوں میں کیا جارہا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۳ ۲۳﴾ **فرعون نے جھٹلایا اور نافرمانی کی** ﴿النّٰزِعٰتِ ۲۱ـتاـ۲۷﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَکَذَّبَ وَعَصٰی O ثُمَّ اَدْبَرَ یَسْعٰی O فَحَشَرَ فَنَادٰی O فَقَالَ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی O فَاَخَذَہُ اللّٰہُ نَکَالَ الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی O اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَکَذَّبَ تو اس نے جھٹلایا وَ اور عَصٰی نافرمانی کی ثُمَّ پھر اَدْبَرَ وہ پلٹا یَسْعٰی کوشش کرتے ہوئے فَحَشَرَ پھر اس نے جمع کیا فَنَادٰی اور پکارا فَقَالَ تو کہا اَنَا میں رَبُّکُمُ تمہارا رب ہوں الْاَعْلٰی سب سے اعلیٰ فَاَخَذَہُ اللّٰہُ چنانچہ پکڑ لیا اس کو اللہ نے نَکَالَ عذاب میں الْاٰخِرَۃِ آخرت وَ اور الْاُوْلٰی دنیا کے اِنَّ بلاشبہ فِیْ ذٰلِکَ اس میں لَعِبْرَۃً البتہ عبرت ہے لِّمَنْ اس کی لیے جو یَّخْشٰی ڈرتا ہے

ترجمہ:۔ پھر بھی اس نے (انہیں) جھٹلایا اور کہنا نہیں مانا، پھر دوڑ دھوپ کرنے کے لئے پلٹا، پھر سب کو اکٹھا کیا اور آواز لگائی اور کہا کہ میں تمہارا اعلی درجے کا پروردگار ہوں، نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے اسے آخرت

اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا، حقیقت یہ ہے کہ اس واقعے میں اس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جو اللہ کا خوف دل میں رکھتا ہو۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر بھی فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا اور انکا کہنا نہیں مانا۔

۲۔ پھر وہ دوڑ دھوپ کرنے کے لئے پلٹا اور سب کو اکٹھا کیا۔

۳۔ انہیں آواز دی کہ میں تمہارا اعلیٰ درجہ کا پروردگار ہوں۔

۴۔ اسکی اس سرکشی اور نافرمانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا و آخرت کے عذاب میں پکڑ لیا۔

۵۔ یقیناً اس واقعہ میں اس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جو اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتا ہو۔

چنانچہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لاکھ سمجھانے کے باوجود اور اسے مختلف معجزات دکھانے اور حقائق سے آگاہ کرنے کے باوجود بھی آپ علیہ السلام کی تکذیب کی اور اللہ تعالیٰ کو رب ماننے سے انکار کیا، ایمان و توحید سے اعراض کرتے ہوئے اور بھی زیادہ نافرمانی کرنے لگا اس نے اپنی رعایا و لشکر اور درباریوں کو آواز دیکر انہیں جمع کیا اور ان سب میں یہ اعلان کر دیا کہ میرے علاوہ کوئی پروردگار نہیں ہے، میں ہی سب سے بڑا اور اعلیٰ رب ہوں اس نے اپنے رب ہونے کے دعوے کو اپنی رعایا کے درمیان ثابت کرنے کے لئے شہر کے بڑے بڑے جادوگروں کو بلوایا کیونکہ جب قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات کو دیکھا جو انہوں نے فرعون کے سامنے اپنے نبی ہونے پر پیش کئے تو قوم کے دلوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سچائی گھر کرنے لگی، اسی سچائی کو ان کے دلوں سے نکالنے اور انہیں غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے فرعون نے تمام جادوگروں کو جمع ہونے کا حکم دیا، فَحَشَرَ فَنَادٰی چنانچہ شہر کا بڑے سے بڑا جادوگر فرعون کے بلاوے پر اور کثیر مال و متاع کی لالچ میں وہاں پہنچ گیا اور فرعون کے سامنے یہ شرط رکھی کہ اگر وہ حضرت موسیٰ پر غالب آجائیں اور انکے اس معجزہ کو جسے وہ جادو سمجھ رہے تھے مغلوب کر دیں تو انہیں بہت سارا مال عطا کیا جائے چنانچہ فرعون نے اس شرط کو قبول کر لیا اس لئے کہ اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کسی بھی حال میں ہرا کر اپنے خدا ہونے کے دعوے کو اپنی قوم میں ثابت کرنا تھا اس لئے اس نے اس شرط کو قبول کر لیا، الغرض جب تمام جادوگروں نے اپنا اپنا جادو دکھایا اور لوگوں کی آنکھوں کو دھوکہ دیتے ہوئے اپنی رسیوں کو سانپ کی شکل میں تبدیل کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے رب کے حکم سے اپنی لاٹھی کو ان سانپ نما رسیوں کی جانب پھینک دیا جس سے وہ لاٹھی ایک اژدھا بن گئی اور ساری رسیوں کو نگل گئی، یہ منظر دیکھ کر ان جادوگروں کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ کوئی جادو نہیں بلکہ خدا کی قدرت کا ہی نمونہ ہے لہذا ان سب نے موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ پر ایمان قبول کر لیا جسکا تذکرہ سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۱۰۶ سے ۱۳۰ تک تفصیل

کے ساتھ موجود ہے، الغرض جب فرعون نے یہ منظر دیکھا کہ اسکے تمام جادوگر حضرت موسی پر ایمان لا چکے ہیں اور اس نے جو خدائی کا دعوی کیا تھا اس میں وہ شرمندہ ہو رہا ہے تو اس نے ان تمام جادوگروں کو دھمکی دی، بالآخر اللہ تعالی نے اس کی اس سرکشی اور نافرمانی پر پکڑ کی اور دنیا میں بھی اسے دردناک عذاب دیا کہ سمندر میں ڈبو کر اسے موت دی اور رہتی دنیا تک سامان عبرت بنا کر محفوظ کر دیا اور آخرت میں بھی سب سے دردناک عذاب میں اسے ڈالا جائے گا فَأَخَذَهُ اللهُ نَكَالَ الآخِرَةِ وَالأُولٰى ۔ لہذا اے نبی! آپ بھی اپنی تبلیغ میں لگے رہئے اور لوگوں کی ایذاوں اور شرارتوں کی فکر نہ کیجئے اس لئے کہ ہم ان تمام کا حال اگر وہ نہ سدھرے تو اس فرعون ہی کی طرح کر دیں گے، یقینا یہ واقعہ نصیحت آمیز ہے کہ جس میں ان لوگوں کے لئے بڑی عبرت ہے جو اللہ تعالی کا خوف اپنے دل میں رکھتے ہوں اور اسکے عذاب وعقاب سے ڈرتے ہیں، اللہ تعالی ہمارے دلوں میں بھی اپنا خوف پیدا فرمائے اور قرآن کریم کے ان واقعات سے عبرت حاصل کرنے والا بنائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۳۱۴﴾ اللہ نے زمین میں پہاڑوں کو گاڑ دیا ﴿اَلنّٰزِعٰتِ ۲۷۔تا۔۳۳﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰهَا O رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا O وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا O وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا O اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا O مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ ءَ کیا اَنْتُمْ تم اَشَدُّ سخت تر ہو خَلْقًا تخلیق اَمِ یا السَّمَآءُ آسمان بَنٰهَا اس نے اسے بنایا رَفَعَ اس نے بلند کی سَمْكَهَا اس کی چھت فَسَوّٰهَا پھر اسے ٹھیک ٹھاک کیا وَاَغْطَشَ اور تاریک کیا لَيْلَهَا اس کی رات کو وَاَخْرَجَ اور ظاہر کیا ضُحٰهَا اس کے دن کو وَالْاَرْضَ اور زمین کو بَعْدَ ذٰلِكَ اس کے بعد دَحٰهَا اس نے بچھایا اسے اَخْرَجَ نکالا مِنْهَا اس میں سے مَآءَهَا اس کا پانی وَمَرْعٰهَا اس کا چارہ وَالْجِبَالَ اور پہاڑ اَرْسٰهَا اس نے گاڑ دیا ان کو مَتَاعًا فائدے کے لیے لَّكُمْ تمہارے وَلِاَنْعَامِكُمْ اور تمہارے چوپایوں کے

ترجمہ:۔ (انسانو) کیا تمہیں پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا آسمان کو؟ اس کو اللہ نے بنایا ہے اس کی بلندی اٹھائی ہوئی ہے، پھر اسے ٹھیک کیا ہے اور اس کی رات کو اندھیری بنایا ہے اور اس کے دن کی دھوپ باہر نکال دی ہے اور زمین کو اس کے بعد بچھا دیا ہے اس میں سے اس کا پانی اور اس کا چارہ نکالا ہے اور پہاڑوں کو گاڑھ دیا ہے تا کہ تمہیں اور تمہارے مویشیوں کو فائدہ پہنچائے

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیاتمہیں پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا آسمان کو جسے اللہ تعالی نے بنایا ہے؟

۲۔ اس آسمان کو بلند کیااور اسے ٹھیک کیا۔

۳۔ اسکی رات کو اندھیری بنایااور اسکے دن کی دھوپ کو باہر نکالا۔

۴۔ اسکے بعد اس نے زمین کو بچھایااور اس میں سے پانی اور چارہ نکالا۔

۵۔ اس زمین میں پہاڑوں کو گاڑ دیا تاکہ تمہیں اور تمہارے مویشیوں کا فائدہ پہنچائے۔

یہ کفار ومشرکین اللہ تعالی کی نافرمانی اور اسکے ساتھ کفر وشرک کیا کرتے تھے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے تھے اور ساتھ ہی مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کے منکر تھے، ان کی ان حرکتوں سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دلی تکلیف ہوتی تھی کہ انہیں اتنا سمجھانے اور کھول کھول کر بتانے کے باوجود یہ لوگ ان باتوں کا انکار کرتے ہیں، اسی وجہ سے اللہ تعالی نے پچھلی آیتوں میں آپ ﷺ کو تسلی دی کہ یہ تو ہر زمانہ میں ہر نبی کے ساتھ ہوا ہے لہذ آپ اپنے آپ کو تکلیف میں مت ڈالئے بلکہ صبر سے کام لیکر سب کچھ اللہ تعالی پر چھوڑ دیجئے اور یہ لوگ جو کر رہے ہیں اسکا بدلہ انہیں اسی طرح دیا جائے گا جیسا کہ فرعون اور اسکی قوم کو دیا گیا، فرمایا کہ اے وہ لوگو جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے ہو! کیا کبھی تم لوگوں نے ان آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور کیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالی نے ان مضبوط آسمانوں کو پیدا فرمایا کہ وہ بغیر کسی سہارے کے قائم ہیں اور کس طرح اس نے ان آسمانوں کو مختلف چیزوں کے ذریعہ روشن کیا؟ اب بتاؤ کہ ان آسمانوں کو پیدا کرنا زیادہ مشکل کام ہے یا تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا؟ یقیناً ان آسمانوں کو پیدا کرنا تمہیں پیدا کرنے کے مقابلہ میں زیادہ مشکل کام ہے لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ (المومن۔ ۵۷) لیکن اسکے باوجود بھی اللہ تعالی نے انہیں چند دنوں میں پیدا فرمادیا اور انہیں ایسی بلندی عطا کی تم بآسانی اس تک پہنچ بھی نہیں سکتے اور اتنے اونچے اور وسیع آسمانوں کو بنایا بھی بالکل درست اور ٹھیک ٹھاک کہ اس میں نہ کسی قسم کی کوئی کجی ہے اور نہ ہی کوئی شگاف اور ٹیڑھا پن، تو پھر تمہیں اپنے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر کیوں شک ہے؟ جبکہ یہ تو اسکے لئے بہت ہی آسان کام ہے؟ أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالی نے انسانوں کو پہلی مرتبہ پیدا کیا؟ وہ پھر سے انہیں دوبارہ زندہ کرے گا اور یہ کام تو اللہ تعالی کے لئے بہت ہی آسان ہے (العنکبوت۔ ۱۹) اللہ تعالی اس آسمان کی دیگر صفات بیان کر رہے ہیں کہ اللہ تعالی نے اس آسمان کو دن اور رات میں تقسیم کیا اور پھر رات کو تاریکی اور ظلمت والا بنایا اور اسکے دن کو روشن و چمکدار بنایا اور پھر فرش کے طور پر اس نے زمین کو پیدا فرمایا، جس طرح اس نے آسمانوں کو مختلف چیزوں کے ذریعہ سے زینت بخشی اسی طرح اس زمین کو بھی مزین فرمایا کہ اس نے اس زمین سے پانی کی نہریں نکالیں اور اس زمین کو

سبزہ اور چارے سے بھر دیا اور ساتھ ہی اس زمین پر اس نے پہاڑوں کو گاڑ دیا، یہ سب کچھ سہولتیں اس نے تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے فائدے اور نفع کے لئے پیدا کیں تا کہ تم اس رب کی نعمتوں کو حاصل کرو اور اسکا شکر بجالاؤ اور اسکے مطیع وفرمانبردار بن جاو، لیکن تم نے اسکے برعکس عمل کیا اور تم اسی مہربان رب کی نافرمانی اور ناشکری پر اتر آئے، خیر جو تم عمل کرنا چاہو کرلو یہ تمہارا اختیار ہے لیکن کل جب قیامت قائم ہوگی تو اس وقت تمہارا حشر بہت برا ہوگا۔

﴿درس نمبر ۲۳۱۵﴾ **جب وہ سب سے بڑا ہنگامہ برپا ہوگا** ﴿اَلنّٰزِعٰتِ ۳۴ـتا۔۳۶﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى O يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى O وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاِذَا پھر جب جَآءَتِ آجائے گی الطَّآمَّةُ آفت الْكُبْرٰى بہت بڑی يَوْمَ اس دن يَتَذَكَّرُ یاد کرے گا الْاِنْسَانُ انسان مَا جو سَعٰى اس نے کوشش کی وَبُرِّزَتِ اور ظاہر کردی جائے گی الْجَحِيْمُ دوزخ لِمَنْ اس شخص کے لئے جو يَّرٰى دیکھتا ہے

ترجمہ:۔ پھر جب وہ سب سے بڑا ہنگامہ برپا ہوگا، جس دن انسان اپنا سارا کیا دھرا یاد کرے گا اور دوزخ ہر دیکھنے والے کے سامنے ظاہر کردی جائے گی۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب وہ سب سے بڑا ہنگامہ برپا ہوگا۔ ۲۔ جس دن انسان اپنا سارا کیا دھرا یاد کرے گا۔

۳۔ دوزخ ہر دیکھنے والے کے سامنے ظاہر کردی جائے گا۔

اللہ تعالی قیامت کا ذکر کررہے ہیں کہ جب بڑا ہنگامہ برپا ہوگا یعنی جس وقت حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور قیامت برپا ہوگی تو سارے لوگ اپنے حساب وکتاب کے لئے جمع ہوں گے، پھر اللہ تعالی ان تمام کے سامنے ان کا اعمال نامہ ظاہر کردے گا جس سے انہیں کیا کرایا یاد آجائے گا، چونکہ انسان دنیا میں جو کچھ کرتا ہے اسے زیادہ وقت تک یاد نہیں رکھتا لیکن وہ سارا ریکارڈ اللہ تعالی کے یہاں اسکے اعمال نامہ میں محفوظ ہوتا رہتا ہے خواہ وہ نیک عمل ہو یا برا، یہ سب کچھ وہاں لکھا جاتا ہے أَحْصَاهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ (الشعراء۔۹۱) کہ انسان تو اسے بھول گیا لیکن اللہ تعالی نے اسے محفوظ کردیا، لہٰذا جب یہی لکھا ہوا اس دن بندہ کے سامنے ظاہر کیا جائے گا تو اسے اس وقت یاد آئے گا کہ ہاں! فلاں کام میں نے کیا تھا، اس طرح پورے اعمال جو اس نے زندگی بھر کئے تھے اسے یاد آجائیں گے پھر جب اللہ تعالی تمام کے اعمال ناموں کے مطابق فیصلہ کردیں گے کہ فلاں کو جنت میں ڈال دو اور فلاں کو جہنم

میں تو اس وقت ہر انسان کو چاہے وہ مومن ہو یا کافر؟ اس جہنم کا نظارہ کرایا جائے گا کہ وہ کتنی خوفناک اور دردناک ہے؟، چنانچہ جب مومن بندہ اس جہنم کو دیکھے گا تو وہ اپنے رب کی نعمت پر یعنی وہ جنت جو اسے عطا کی گئی اس پر شکر ادا کرے گا اور کافر جب اسے دیکھے گا تو اسکی پریشان اور غم میں مزید اضافہ ہوگا اور اسے اپنے اعمال پر جو اس نے دنیا میں کئے پچھتاوا ہوگا یا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ ہائے ہماری کم بختی! ہم اس چیز سے بالکل ہی غفلت میں تھے بلکہ ہم نے تو بڑے ستم ڈھائے تھے۔ (الأنبیاء۔ ۹۷). پھر ان نافرمان اور کافروں و مشرکوں کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

دنیا کی زندگی کو ترجیح دینے کا انجام

﴿درس نمبر ۲۳۱۶﴾ ﴿النّٰزِعٰتِ ۳۷۔تا۔۳۹﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ○ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ○ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاَمَّا چنانچہ لیکن مَنْ جس نے طَغٰى سرکشی کی وَاٰثَرَ اور اس نے ترجیح دیا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا دنیوی زندگی کو فَاِنَّ تو بلاشبہ الْجَحِيْمَ هِيَ جہنم ہی الْمَاْوٰى ٹھکانا ہے

ترجمہ:۔ تو وہ جس نے سرکشی کی تھی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی تو دوزخ ہی اس کا ٹھکانہ ہوگی۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جس نے سرکشی کی تھی۔ ۲۔ دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی۔ ۳۔ ایسے شخص کا ٹھکانہ دوزخ ہی ہوگا۔

چنانچہ وہ شخص جس نے اسلام وایمان کا انکار کیا، کفر و شرک کو اپنا کر گناہوں کو پسند کیا، آخرت کو بھول کر دنیا اور اسکی عیش و عشرت کو ترجیح دی، نہ ہی آخرت پر ایمان رکھا اور نہ ہی کچھ اسکے لئے تیاری کی تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ آخرت میں جہنم ہوگا اسی حقیقت کو اس آیت فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى میں بیان کیا گیا، اللہ تبارک وتعالی نے آخرت میں کامیاب ہونے اور ناکام ہونے کے راستے واضح طور پر بیان فرمادیئے ہیں کہ اگر تم کفر و شکر، گناہوں اور سرکشی کے راستہ پر چلو گے اور اسی پر تمہاری موت ہوگی تو کل قیامت کے دن تم بخشے نہیں جاؤ گے بلکہ تمہیں جہنم میں ڈالا جائے گا، ان آیتوں کے شان نزول سے متعلق کہا گیا کہ یہ آیتیں نضر اور اسکے بیٹے حارث کے بارے میں نازل ہوئی لیکن ہر وہ شخص اس وعید میں داخل ہوگا جو ان صفات کا حامل ہے۔ (التفسیر المنیر۔ج، ۳۰۔ص، ۵۱) اب وہ جہنم جس میں ایسے لوگوں کو ڈالا جائے گا وہ کیسی ہوگی؟ اس بارے میں مختلف آیتوں میں بیان کیا گیا ہے جیسے کہ سورۂ ہمزہ میں بیان کیا گیا كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ نَارُ اللّٰهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُؤْصَدَةٌ فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ اس کو تو ایسی جگہ میں پھینکا جائے گا جو چورا چورا کرنے والی

ہے، تمہیں پتا بھی ہے کہ وہ چورا چورا کرنے والی جگہ کونسی ہے؟ اللہ تعالی کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں کے اندر تک جا پہنچے گی، یقین جانو وہ آگ ان پر بند کردی جائے گی، جبکہ وہ لوگ آگ کے لمبے بڑے ستونوں میں گھرے ہوئے ہوں گے اور سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۸۱ میں فرمایا گیا قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ اے نبی! آپ کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ گرمی میں کہیں زیادہ سخت ہے کاش! انہیں یہ بات سمجھ میں آجاتی۔ اسی طرح سورۂ حج کی آیت نمبر ۱۹ میں کہا گیا فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ کہ جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لئے (جہنم میں) آگ کے کپڑے تراشے جائیں گے اور پھر سروں پر سے کھولتا ہوا پانی چھوڑا جائے گا۔ انکے علاوہ اور بھی بہت سی آیتیں اور احادیث ہیں جس سے جہنم کے سخت اور بڑے دردناک ہونے کا پتا چلتا ہے، جو انسان ان دردناک عذابوں اور تکلیفوں سے بچنا چاہتا ہے تو اسے وہ کام ترک کرنے ہوں گے جنکا ان آیتوں میں تذکرہ ہے یعنی کفر و شرک کرنا، سرکشی پر اتر آنا، آخرت کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح دینا وغیرہ، اگر ان سے وہ اپنے آپ کو بچالیتا ہے تو پھر اسے جہنم سے بچا کر جنت میں ڈالا جائے گا۔

﴿درس نمبر ۲۳۱۷﴾ جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف رکھتا تھا ﴿النّٰزِعٰتِ ۴۰ تا ۴۴﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۝ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا ۝ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَاَمَّا اور لیکن مَنْ جو خَافَ ڈر گیا مَقَامَ رَبِّهٖ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے وَنَهَى اور اس نے روکا النَّفْسَ نفس کو عَنِ الْهَوٰى خواہش سے فَاِنَّ تو بلاشبہ الْجَنَّةَ هِيَ جنت ہی الْمَاْوٰى ٹھکانا ہے يَسْـَٔلُوْنَكَ وہ آپ سے سوال کرتے ہیں عَنِ السَّاعَةِ قیامت کی بابت اَيَّانَ کب ہے مُرْسٰهَا اس کا واقع ہونا فِيْمَ کس چیز میں ہیں اَنْتَ آپ مِنْ ذِكْرٰهَا اس کے ذکر سے اِلٰى رَبِّكَ آپ کے رب ہی کی طرف ہے مُنْتَهٰهَا اس کی انتہا

ترجمہ:۔ لیکن وہ جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے کا خوف رکھتا تھا اور اپنے نفس کو بری خواہشات سے روکتا تھا تو جنت ہی اس کا ٹھکانا ہوگی، یہ لوگ تم سے قیامت کی گھڑی کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب قائم ہوگی؟ تمہارا یہ بات بیان کرنے سے کیا کام؟ اس کا علم تو تمہارے پروردگار پر ختم ہے۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف رکھتا تھا۔

۲۔اپنے آپ کو بری خواہشات سے روکتا تھا۔ ۳۔تو ایسے شخص کا جنت ہی ٹھکانہ ہوگا۔

۴۔یہ لوگ آپ سے قیامت کی گھڑی کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب قائم ہوگی؟

۵۔آپ کا اس بات کو بیان کرنے سے کیا لینا دینا؟ اسکا علم تو آپ کے پروردگار کے پاس ہے۔

ان آیتوں میں جنتی لوگوں کی صفات بیان کی جارہی ہیں کہ جو شخص قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا تھا جس کے لئے اس نے اپنے آپ کو ہراس کام سے روکا جس سے خود اسکے پروردگار نے روکا تھا اور ان کاموں کو انجام دیتا رہا جسکے کرنے کا اسکے پروردگار نے حکم دیا تھا اسکے ساتھ ساتھ وہ اپنے آپ کو بری خواہشات سے روکا ہوگا اور اپنے نفس کو گناہوں کے کرنے پر ملامت کیا ہوگا اور اس نفس کو ان برائیوں سے موڑ کر نیکی کی طرف اور اپنے رب کی رضا کی طرف پھیرا ہوگا تو ایسے شخص کا ٹھکانہ آخرت میں جنت ہے جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، ان آیتوں کے نزول سے متعلق فرمایا گیا کہ یہ آیتیں حضرت مصعب بن عمیر اور انکے بھائی حضرت عمار بن عمیر کے بارے میں نازل ہوئیں لیکن یہ خوشخبری ہراس شخص کو بھی ملے گی جو ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرلیں۔ (التفسیر المنیر۔ج،۳۰۔ص،۵۲) مشرک آپ علیہ السلام سے پوچھنے لگے کہ وہ قیامت جس سے آپ ہمیں ڈرا رہے ہیں وہ کب واقع ہوگی اور اسکا وقت کیا ہے؟ انکا یہ سوال آپ علیہ السلام سے اس لئے نہیں تھا کہ وہ اسکا وقت جان کر اسکے لئے تیاری کرلیں بلکہ وہ لوگ اس قیامت کو بعید از خیال اور ناممکن سمجھ کر بطور مذاق پوچھا کرتے تھے کہ وہ کب آئے گی، چنانچہ جب ان مشرکین و کفار کا آپ علیہ السلام سے مطالبہ بڑھتا گیا اور ہر بار یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھنے لگے تو آپ علیہ السلام نے بھی اللہ تعالی سے قیامت کی تعیین اور اسکے وقت کی معرفت کے بارے میں سوال کیا تاکہ ان کفار و مشرکین کے منہ کو بند کردیئے جائیں لیکن اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کو اس سے یہ کہہ کر منع فرمایا کہ اے نبی! آپ کو اس قیامت کے بیان سے اور اسکے وقوع کے وقت کی تعیین سے کیا لینا دینا؟ قیامت جب آنا ہے وہ آئے گی اسکا وقت ہمیں معلوم ہے، لہذا اگر یہ مشرکین آپ سے سوال کرتے ہیں تو کرتے رہنے دیجئے بس آپ کے ذمہ تو انہیں اس سے آگاہ کرنا ہے وہ آپ کرتے رہا کیجئے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام بھی اللہ تعالی سے قیامت کی تعیین سے متعلق سوال کرتے رہے یہاں تک کہ یہ آیتیں نازل ہوئیں تو آپ علیہ السلام نے بھی سوال کرنا چھوڑ دیا (مستدرک حاکم۔۷) اور اس آیت کا دوسرا مطلب علماء تفسیر نے یہ بھی بیان کیا کہ ان مشرکین کا آپ سے اس قیامت کی تعیین کے متعلق پوچھنے سے کیا فائدہ جبکہ اسکا علم آپ کو ہے ہی نہیں بلکہ اسکا علم تو بس ہم نے اپنے پاس ہی رکھا ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنہیں اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قیامت کب واقع ہوگی؟ اس بارے میں صرف وہی جانتا ہے اسکے علاوہ کسی دوسرے کو اسکا علم نہیں۔ (بخاری۔۴۶۹۷)

﴿درس نمبر ۲۳۱۸﴾ **جو ڈرتا ہے آپ اسی کو ڈرانے والے ہیں** ﴿اَلنّٰزِعٰتِ ۴۵-۴۶﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا O كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّمَآ اَنْتَ آپ تو صرف مُنْذِرُ ڈرانے والے ہیں مَنْ اس کو جو يَّخْشٰهَا اس سے ڈرتا ہے كَاَنَّهُمْ گویا کہ وہ يَوْمَ جس دن يَرَوْنَهَا دیکھیں گے اس کو لَمْ يَلْبَثُوْٓا نہیں ٹھہرے وہ اِلَّا مگر عَشِيَّةً ایک شام اَوْ یا ضُحٰهَا اس کی صبح

ترجمہ:۔ جو شخص اس سے ڈرتا ہو تم تو صرف اس کو خبر دار کرنے والے ہو، جس دن یہ اس کو دیکھ لیں گے اس دن انہیں ایسا معلوم ہوگا جیسے وہ (دنیا میں یا قبر میں) ایک شام یا ایک صبح سے زیادہ نہیں رہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ آپ تو بس اسے خبردار کرنے والے ہیں جو قیامت کے دن سے ڈرتا ہو۔

۲۔ جس دن یہ لوگ اسے دیکھ لیں گے تو انہیں ایسا معلوم ہوگا کہ وہ لوگ اپنی قبروں یا دنیا میں ایک شام یا صبح سے بڑھ کر نہیں رہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کی ذمہ داری اور ان منکرین قیامت کی اس دن ہونے والی حالت کو بیان کر رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ اے نبی! آپ کے ذمہ یہ نہیں کہ آپ انہیں قیامت کے وقوع کا وقت بتلائیں بلکہ آپ کے ذمہ تو ہم نے یہ ذمہ داری سونپی ہے کہ آپ اس قیامت کے دن سے ڈرنے والوں کو اس دن کے حالات اور وہاں کی ہولناکی سے آگاہ و خبردار کریں تا کہ یہ سمجھدار لوگ اس قیامت کی ہولناکی کو جان کر اس سے بچنے کی فکر کریں اور ایسے اعمال کریں جو انہیں اس دن کی خوفناکی سے نجات دے سکیں اور یہی لوگ ایسے ہیں جو آپ کی بات مانیں گے، انکے علاوہ جو یہ سرکش لوگ ہیں وہ کبھی آپ کی بات پر یقین نہیں رکھیں گے اس لئے آپ ان سمجھدار لوگوں پر ہی اپنا زیادہ وقت صرف کیجئے اور انکی مکمل رہنمائی کیجئے، سورۂ یٰس کی آیت نمبر ۱۱ میں فرمایا گیا اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ آپ تو بس ایسے لوگوں کو خبردار کر سکتے ہیں جو نصیحت پر چلیں اور خدائے رحمٰن کو بن دیکھے ڈریں۔

اب رہی بات ان کافروں اور مشرکوں کی جو اس قیامت کے دن کا مذاق اڑا رہے ہیں، انہیں اسکی حقیقت تب سمجھ میں آئے گی جب وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور جب یہ اسے دیکھیں گے تو اس وقت انکے پاس پچھتاوے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہوگا يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا کاش! کہ ہم اللہ اور اسکے

رسول کا کہنا مان لیتے (الاَحزاب۔٦٦) اور وہ اس دن کہیں گے ہمیں دنیا میں اور زیادہ وقت کیوں نہیں دیا گیا تاکہ ہم بھی اس دن کے لئے تیاری کر پاتے اور اسکی حقیقت کو جان پاتے، انہیں ایسا لگے گا کہ وہ لوگ دنیا میں بس ایک دن یا ایک شام گزار کر ہی یہاں آئے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ انہیں تو ہمارے پیغمبر نے برسوں تک اسی بات سے ڈرایا اور اسی دن سے آگاہ کیا کہ دیکھو! تمہارے اعمال ایسے ہیں جو اس دن برباد کر کے چھوڑیں گے اس لئے تم میری بات مانو اور اپنے ان برے اعمال سے توبہ کر لیکن تم نے ہمارے پیغمبر کی بات کو مذاق میں لیا أَيَّانَ مُرْسَاهَا کہ ہمیں بتاؤ کہ اس قیامت کے واقع ہونے کا کیا وقت ہے؟ اب لو یہ قیامت ہی تمہارے سامنے کھڑی ہے، اگر تم اس دن کی ہولناکی سے بچ سکتے ہو تو بچ کر دکھاؤ؟ لیکن وہ دن ایسا ہو گا کہ اس دن صرف اللہ تعالی کا ہی حکم چلے گا اور کوئی اس سے بھاگ نہیں پائے گا، اللہ تعالی ہم تمام کو قیامت سے پہلے قیامت کی تیاری کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمیں اس دن نجات پانے والوں میں شامل فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَۃُ عَبَسَ مَکِّیَّۃٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۴۲ آیات پر مشتمل ہے۔

پیغمبر نے منہ بنایا اور رخ پھیر لیا

﴿درس نمبر ۲۳۱۹﴾ ﴿العبس ۱۔تا۔۱۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَبَسَ وَ تَوَلّٰٓی O اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی O وَ مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّهٗ یَزَّكّٰٓی O اَوْ یَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰی O اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی O فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی O وَ مَا عَلَیْكَ اَلَّا یَزَّكّٰی O وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ یَسْعٰی O وَ هُوَ یَخْشٰی O فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰی O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ عَبَسَ ماتھے پہ شکن ڈالے وَ اور تَوَلّٰی منہ پھیر لیا اَنْ اس لئے کہ جَآءَهُ آیا ان کے پاس الْاَعْمٰی ایک نابینا وَ اور مَا کس چیز نے یُدْرِیْكَ آپ کو خبر دی لَعَلَّهٗ شاید کہ وہ یَزَّكّٰی پاک ہو جائے اَوْ یا یَذَّكَّرُ وہ نصیحت حاصل کرتا فَتَنْفَعَهُ تو اس کو نفع دیتی الذِّكْرٰی نصیحت اَمَّا لیکن مَنِ جو شخص اسْتَغْنٰی بے پروائی کرتا ہے فَاَنْتَ تو آپ لَهٗ اس کے تَصَدّٰی در پے ہوتے ہیں وَ حالانکہ مَا عَلَیْكَ نہیں ہے آپ پر اَلَّا یَزَّكّٰی یہ کہ نہ پاک ہو وہ وَ اور اَمَّا لیکن مَنْ جو شخص جَآءَكَ آیا آپ کے پاس یَسْعٰی دوڑتا ہوا وَهُوَ اس حال میں کہ یَخْشٰی ڈرتا ہے فَاَنْتَ تو آپ عَنْهُ اس سے تَلَهّٰی تغافل کرتے ہیں

ترجمہ:۔ (پیغمبر نے) منہ بنایا اور رخ پھیر لیا اس لئے کہ ان کے پاس وہ نابینا آ گیا تھا اور (اے پیغمبر!) تمہیں کیا خبر؟ شاید وہ سدھر جاتا یا وہ نصیحت قبول کرتا اور نصیحت کرنا اسے فائدہ پہنچاتا! وہ شخص جو بے پروائی دکھا رہا تھا اس کے تو تم پیچھے پڑتے ہو حالانکہ اگر وہ نہ سدھرے تو تم پر کوئی ذمہ داری نہیں آتی اور وہ جو محنت کر کے تمہارے پاس آیا ہے اور وہ دل میں اللہ کا خوف رکھتا ہے اس کی طرف سے تم بے پروائی برتتے ہو!

سورہ کی فضیلت:۔ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۂ عبس پڑھی تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اسکا چہرہ کِھلا کِھلا ہوگا۔ (التفسیر الوسیط للواحدی۔ج، ۴۔ص، ۴۲۲)

تشریح:۔ ان گیارہ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پیغمبر نے منہ بنایا اور رخ پھیر لیا اس لئے کہ ان کے پاس وہ نابینا آ گیا تھا۔

۲۔ اے پیغمبر! آپ کو کیا خبر؟ شاید وہ سدھر جاتا۔

۳۔ شاید نصیحت قبول کرتا اور نصیحت کرنا اسے فائدہ پہنچاتا۔

۴۔ وہ شخص جو بے پروائی دکھا رہا تھا اسکے تو آپ پیچھے پڑتے ہو۔
۵۔ حالانکہ وہ شخص جس کے پیچھے آپ پڑے ہو، اگر نہ سدھرے تو آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں۔
۶۔ جو شخص آپ کے پاس محنت کر کے آیا ہے۔
۷۔ دل میں اللہ کا خوف رکھتا ہے تو آپ اس کی طرف سے بے پروائی برتتے ہو!

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کو اس شخص کو ڈرانے کا حکم دیا جو قیامت کے دن سے ڈرتا ہو اور اس سورت میں اللہ تعالی نے ایسے شخص کو نصیحت کرنے کا ذکر فرمایا جسے نصیحت فائدہ پہنچاتی ہو، اللہ تعالی نے ایک واقعہ سے اس سورت کی ابتدا فرمائی جس میں آپ علیہ السلام کو آپ کے ایک عمل پر تنبیہ کی گئی واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ علیہ السلام مکہ کے بڑے معزز لوگوں میں اسلام کی تبلیغ فرما رہے تھے کہ اس وقت ایک نابینا صحابی جنکا نام حضرت عبداللہ بن ام مکتوم ہے تشریف لائے اور آپ علیہ السلام کو ندا دینے لگے اور کچھ سکھانے کی درخواست کرنے لگے، آپ علیہ السلام کو یہ بات اچھی نہیں لگی کہ وہ اپنی بات کو کاٹ کر اس صحابی کی جانب متوجہ ہوں اس لئے آپ علیہ السلام نے ان سے اعراض کیا اور انکی جانب متوجہ نہیں ہوئے بلکہ انہی مشرکین سے اپنا خطاب جاری رکھا لہذا اللہ تعالی کو آپ کا یہ عمل پسند نہ آیا اور آپ ﷺ کو اس پر تنبیہ فرمائی اور یہ سورت نازل فرمائی عَبَسَ وَتَوَلَّىٰٓ أَن جَآءَهُ ٱلْأَعْمَىٰ کہ نبی نے منہ بنایا اور اپنا رخ پھیر لیا (ترمذی۔ ۳۳۳۱) چنانچہ تنبیہ کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے نبی! آپ کو کیا خبر کہ شاید وہ آپ سے کچھ اعمال سیکھ کر اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کرنے کی نیت لے کر آئے ہوں؟ یا یہ کہ آپ ان سے اعراض کرنے کے بجائے کچھ نصیحت ہی کر دیتے تو یہ نصیحت انہیں فائدہ پہنچاتی اور وہ اس پر عمل بھی کرتے جبکہ آپ ایسے مطیع و صالح فرد کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جو بے اعتنائی اور لاپروائی برتنے والے ہیں کہ جنہیں آپ جتنی بھی نصیحتیں کرلیں اور جتنا چاہے ہدایت کا درس دے دیں جب بھی وہ لوگ اسے قبول کرنے والے نہیں اور اگر یہ لوگ اسلام نہ بھی لائے تو آپ پر ان کے سلسلہ میں کوئی ذمہ داری بھی نہیں ہے، آپ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ ان لوگوں نے اسلام قبول کیوں نہیں کیا؟ اس کے برخلاف وہ جو شخص آپ کے پاس آئے تھے وہ دل میں ایمان و اسلام کی تڑپ لیکر، اپنے نابینا ہونے کے باوجود مشقت کے ساتھ آپ کے پاس آئے تھے اور وہ ایسے تھے کہ جن کے دل میں اللہ تعالی کا خوف تھا اب چونکہ یہ نابینا تھے تو انہیں یہ معلوم نہ ہوسکا کہ آپ کہیں اور مصروف ہیں ہاں! اگر وہ اس بات کو جان جاتے تو پھر آپ کی گفتگو میں خلل نہ ڈالتے، انکے معذور ہونے کا علم رکھنے کے باوجود آپ نے ان سے منہ پھیر لیا اس لئے کہ اسلام میں اہمیت اسی کی ہے جو اللہ کا برگزیدہ ہو، متقی اور پرہیزگار ہو، اسکے یہاں مالدار اور صاحب حیثیت کا کوئی مقام نہیں لہذا آپ بھی ایسے ہی لوگوں کو اہمیت کی نگاہ سے دیکھئے۔ سورۃ انعام کی آیت نمبر ۵۲ میں بھی فرمایا گیا وَلَا تَطْرُدِ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم

بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ان لوگوں کو اپنی مجلس سے نہ نکالنا جو صبح وشام اپنے پروردگار کو اسکی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے پکارتے رہتے ہیں، چنانچہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ان آیتوں کے نازل ہونے کے بعد جب کبھی آپ علیہ السلام حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو انکے لئے اپنی چادر کو پھیلا دیتے اور کہتے کہ خوش آمدید ہو اس ہستی کا جسکی خاطر اللہ تعالی نے مجھے تنبیہ کی۔ (الھدایۃ الی بلوغ النھایۃ۔ج، ۱۲۔ص، ۸۰۵۳)

جو چاہے اس نصیحت کو یاد کرے

﴿درس نمبر ۲۳۲۰﴾ ﴿العبس ۱۱۔تا۔۱۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ O فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ O فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ O مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ O بِأَيْدِي سَفَرَةٍ O كِرَامٍ بَرَرَةٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَلَّا ہرگز نہیں إِنَّهَا بلاشبہ یہ تو تَذْكِرَةٌ نصیحت ہے فَمَنْ چنانچہ جو شَاءَ چاہے ذَكَرَهُ اسے یاد کرے فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ قابلِ احترام صحیفوں میں مَّرْفُوعَةٍ بلند مرتبہ مُّطَهَّرَةٍ پاکیزہ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں كِرَامٍ جو معزز بَرَرَةٍ نیکوکار ہیں

ترجمہ:۔ ہرگز ایسا نہیں چاہیے! یہ قرآن تو ایک نصیحت ہے، اب جو چاہے، اسے یاد کرلے وہ ایسے صحیفوں میں درج ہے جو بڑے مقدس ہیں، اونچے رتبے والے ہیں، پاکیزہ ہیں، ان لکھنے والوں کے ہاتھ میں رہتے ہیں جو خود بڑی عزت والے، بہت نیک ہیں۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہئے! اور قرآن تو ایک نصیحت ہے، اب جو چاہے اس نصیحت کو یاد کرے۔

۲۔ یہ نصیحت والا قرآن ایسے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے جو بڑے مقدس ہیں۔

۳۔ اونچے رتبے والے ہیں پاکیزہ ہیں۔

۴۔ ان لکھنے والوں کے ہاتھ میں رہتے ہیں جو خود بڑی عزت والے، بڑے نیک ہیں۔

اے پیغمبر! آپ کا ان مشرکینِ مکہ کی جانب خاص توجہ دینا تا کہ وہ سدھر جائیں اور اسلام لے آئیں تو اس سلسلہ میں ایک بات جان لیجئے کہ ہم نے جو قرآن کریم نازل کیا ہے وہ خود ایک نصیحت ہے کہ اگر کوئی اس کتاب کو سدھرنے اور نصیحت حاصل کرنے کی نیت سے پڑھے گا تو وہ یقینا سدھر جائے گا، یہ قرآن ہر کسی کے سامنے رکھا ہوا ہے جس کے دل میں ہدایت کی تڑپ ہو اور وہ سیدھا راستہ پانا چاہتا ہو تو وہ اس قرآن میں بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرے۔ جس نصیحت آمیز کتاب کا تذکرہ ہم کر رہے ہیں اسکی عظمت اور شان بہت اونچی ہے کہ وہ کتاب بڑے

معزز و مقدس صحیفوں یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اور یہ صحیفے اللہ کے نزدیک بڑے رتبے والے ہیں اور ساتھ ہی پاکیزہ بھی کہ کوئی ناپاک شخص ان صحیفوں کو ہاتھ نہیں لگا سکتا لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اور شیطان کی دسترس سے بہت دور ہیں کہ وہ اسکے قریب بھی آ نہیں سکتا فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ، ان صحیفوں کے پاکیزہ ہونے کی وجہ سے ہی انہیں ایسے لکھنے والے فرشتوں کے ہاتھوں میں تھمائے رکھا ہے جو خود ہر گناہ، معصیت اور گندگی سے پاک ہیں، اللہ تعالی کے یہاں انکی بہت عزت ہے اور وہ لوگ ہیں بھی بہت نیک کہ کبھی اللہ تعالی کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور ہر دم اور ہر گھڑی اللہ تعالی کے ذکر اور اسکی حمد و ثنا، پاکی و بڑائی میں لگے رہتے ہیں، تو جب یہ کتاب اتنی اعلی اور ارفع ہے اور بڑے ہی رتبہ والی ہے تو پھر اس میں بیان کیا ہوا ہر ہر لفظ بھی اتنا ہی قیمتی اور نایاب ہوگا، لہٰذا جو شخص اس کتاب کی اہمیت کو جان کر اس کتاب میں ڈوب جائے گا وہ اس کتاب کی موتیوں کو پالے گا اور اپنی دنیا و آخرت سنوار لے گا اور جو اس کتاب کے قیمتی مضامین و نصائح سے فائدہ نہیں اٹھائے گا وہ دنیا میں بھی خسارہ میں ہوگا اور آخرت میں بھی، ایسے ہی نامراد و ناکام شخص کا تذکرہ اگلی آیتوں میں کیا جا رہا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۱۲۳﴾ **اللہ کی مار ہو ایسے انسان پر** ﴿العبس ۱۷۔تا۔۲۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ O مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ O مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ O ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ O ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ O ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُتِلَ ہلاک کیا جائے الْاِنْسَانُ انسان مَاۤ اَكْفَرَهٗ کس قدر ناشکرا ہے وہ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ کس چیز سے خَلَقَهٗ اس نے پیدا کیا اسے مِنْ نُّطْفَةٍ ایک نطفہ سے خَلَقَهٗ اس نے پیدا کیا اسے فَقَدَّرَهٗ پھر اس نے اندازہ لگایا اس کا ثُمَّ پھر السَّبِيْلَ راستہ يَسَّرَهٗ آسان کر دیا اس کا ثُمَّ پھر اَمَاتَهٗ اس نے موت دی اسے فَاَقْبَرَهٗ اور قبر میں لے گیا اسے ثُمَّ پھر اِذَا جب شَآءَ چاہے گا اَنْشَرَهٗ دوبارہ زندہ کرے گا اسے

ترجمہ:۔ خدا کی مار ہو ایسے انسان پر، وہ کتنا ناشکرا ہے! (وہ ذرا سوچ کہ) اللہ نے اسے کس چیز سے پیدا کیا؟ نطفے کی ایک بوند سے! اسے پیدا بھی کیا پھر اس کو ایک خاص انداز بھی دیا، پھر اس کے لئے راستہ بھی آسان بنا دیا، پھر اسے موت دی اور قبر میں پہنچا دیا، پھر جب چاہے گا اسے دوبارہ اٹھا کر کھڑا کر دے گا۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ کی مار ہو ایسے انسان پر، وہ کتنا ناشکرا ہے؟

۲۔ وہ ذرا غور کرے کہ اللہ تعالی نے اسے کس چیز سے پیدا کیا ہے؟

۳۔ نطفے کی ایک بوند سے اسے پیدا بھی کیا اور اسے ایک خاص شکل بھی عطا کی۔

۴۔ اسکے لئے اللہ تعالی نے راستہ بھی آسان بنا دیا، اسکے بعد اسے موت دی اور قبر میں پہنچا دیا۔

۵۔ پھر وہ جب چاہے گا اسے دوبارہ کھڑا کر دے گا۔

اس قرآن کریم کی نصیحت کو ٹھکرا کر کفر پر جمے رہنے والوں کی اللہ تعالی مذمت کر رہے ہیں کہ اللہ کی مار اور پھٹکار ہو ایسے کفر کرنے والے انسانوں پر کہ حقیقت میں وہ اپنے رب کا کتنا ناشکرا ہے کہ وہ اپنے اس پروردگار سے ہی روگردانی کر رہا ہے جس نے اسے پیدا کیا اور اسے زندگی بخشی، اس ناشکرے انسان نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ آخر وہ اس دنیا میں کیسے آیا اور اسکی پیدائش کس طرح ہوئی؟ اسے اللہ تعالی نے جس کی وہ نافرمانی پر اڑا ہوا ہے، ایک حقیر اور کم تر نطفے کے قطرہ سے پیدا کیا، صرف پیدا ہی نہیں کیا بلکہ اسکی خلقت کو مکمل بھی کیا کہ اسکے ہاتھ، پیر اور دیگر اجزاءِ جسم کو ٹھیک ٹھاک اور درست جگہ پر بنایا تا کہ وہ اپنی زندگی کو آسان طریقہ پر گزار سکے اور اسے کسی چیز کے لئے بھی مشقت نہ ہو، جب اسے اللہ تعالی نے اسکی ماں کے پیٹ میں ایک مکمل انسان بنا دیا، ان سارے انعامات اور احسانات کے باوجود وہ کافر ایسا ہو گیا کہ اپنے بنانے اور کھلانے والے ہی کی نافرمانی اور ناشکری کرنے لگا، یہاں ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ کی علماء نے یہ تشریح کی ہے کہ اللہ تعالی نے اس کے لئے اس دنیا میں خیر اور شر دونوں طرح کے راستوں کو آسان کر دیا وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ (البلد۔ ۱۰) لہٰذا اب یہ انسان پر ہے کہ وہ کونسا راستہ اختیار کرتا ہے، اگر اس نے خیر کا راستہ اختیار کیا تو وہ یقیناً نجات پانے والوں میں سے ہو گا اور اگر شر کا راستہ اپنانے والوں میں سے ہو گا تو کل قیامت کے دن نقصان اور خسارہ اٹھانے والوں میں شامل ہو گا۔ اسکے بعد اللہ تعالی نے فرمایا اسکے بعد اسے موت دی اور قبر میں پہنچا دیا تا کہ وہ معزز بنا رہے، اگر اسے اللہ تعالی قبر میں نہ پہنچاتا تو وہ جنگلی جانوروں اور پرندوں کی نظر ہو گیا ہوتا جو اسے نوچ نوچ کر کھا جاتے، پیدائش سے لیکر موت تک ہر لمحہ اللہ تعالی نے اس پر اپنا کرم اور مہربانی کی لیکن وہ اس مہربانی کو بھول کر ناشکرا اور نافرمان ہو گیا الغرض اسے موت دینے کے بعد پھر جب اللہ تعالی کو منظور ہو گا اسے اسکی قبر سے نکالے گا تا کہ اس نے دنیا میں جو اعمال کئے اور جو راستہ اس نے اپنایا اسکا حساب لیا جائے۔

﴿درس نمبر ۲۳۲۲﴾ ذرا انسان اپنے کھانے ہی کو دیکھ لے ﴿العبس ۲۳۔ تا۔ ۳۲﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ ○ فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ ○ أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ○ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ○ فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ○ وَعِنَبًا وَقَضْبًا ○ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ○ وَ

حَدَآئِقَ غُلْبًا O وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا O مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَلَّا ہرگز نہیں لَمَّا ابھی نہیں يَقْضِ پورا کیا اس نے مَا جو اَمَرَهٗ حکم دیا اسے فَلْيَنْظُرِ چنانچہ چاہیئے کہ دیکھے الْاِنْسَانُ انسان اِلٰى طَعَامِهٖ اپنے کھانے کی طرف اَنَّا بلاشبہ ہم نے صَبَبْنَا برسایا الْمَآءَ پانی صَبًّا خوب برسانا ثُمَّ پھر شَقَقْنَا ہم نے پھاڑا الْاَرْضَ زمین کو شَقًّا اچھی طرح پھاڑنا فَاَنْۢبَتْنَا پھر ہم نے اگایا فِيْهَا اس میں حَبًّا اناج وَّ اور عِنَبًا انگور وَّ اور قَضْبًا سبزیاں وَّ اور زَيْتُوْنًا زیتون وَّ اور نَخْلًا کھجور وَّ اور حَدَآئِقَ باغات غُلْبًا گھنے وَّ اور فَاكِهَةً پھل وَّ اور اَبًّا چارا مَّتَاعًا فائدے کیلئے لَّكُمْ واسطے تمہارے وَ اور لِاَنْعَامِكُمْ تمہارے چوپایوں کے لئے

ترجمہ:۔ ہرگز نہیں! جس بات کا اللہ نے اسے حکم دیا تھا ابھی تک اس نے وہ پوری نہیں کی، پھر ذرا انسان اپنے کھانے ہی کو دیکھ لے! کہ ہم نے اوپر سے خوب پانی برسایا، پھر ہم نے زمین کو عجیب طرح پھاڑا، پھر ہم نے اس میں غلے اگائے، اور انگور اور ترکاریاں، اور زیتون اور کھجور، اور گھنے گھنے باغات اور میوے اور چارہ، سب کچھ تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے فائدے کی خاطر!

تشریح:۔ ان دس آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہرگز نہیں! جس بات کا اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا تھا اس نے وہ ابھی تک پوری نہیں کیا۔

۲۔ ذرا انسان اپنے کھانے کو ہی دیکھ لے کہ ہم نے اوپر سے خوب پانی برسایا۔

۳۔ ہم نے عجیب طرح سے زمین کو پھاڑ کر اس میں غلہ اگایا۔

۴۔ انگور، ترکاریاں، زیتون، کھجور، گھنے باغات، میوے اور چارہ سب کچھ اگایا۔

۵۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے فائدے کے لئے کیا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ انسان کو اس کے رب کی عبادت اور اطاعت میں کوتاہی اور کمی کرنے پر ملامت کر رہے ہیں اور اس رب کی نعمتوں کا انکار اور ناشکری کرنے والے پر تعجب کر رہے ہیں کہ اس کافر نے ہرگز اللہ تعالیٰ کے اس حق کو ادا نہیں کیا جو اس پر تھا یعنی وہ اس پیدا کرنے والے رب کی عبادت واطاعت نہیں کرتا تھا یا پھر جس طرح اس رب کی عبادت واطاعت کرتا تھا اس طرح نہیں کیا، اسے تو اس رب نے حکم دیکر بھیجا تھا کہ دیکھو! دنیا میں جا کر میری ہی عبادت کرنا اور میری عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا لیکن اس نے رب العزت کے اس حکم کو بھی جھٹلایا، نہ ہی وہ اللہ پر ایمان لے آیا اور نہ ہی اس کی اطاعت قبول کی، آخر اسے کس بات کا غرور ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے رب کی عبادت ہی سے منہ پھیرے ہوئے ہے؟ کیا اسے یہ معلوم نہیں کہ وہ ہر آن اور ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کا ہی محتاج ہے؟ کیا اسے یہ پتہ نہیں کہ اسکی ساری ضرورتیں اور حاجتیں سوائے اسکے رب کے اور کوئی پوری نہیں کرسکتا؟ اسے ان باتوں پر غور کرنا چاہیئے، اسے چاہیئے کہ وہ اپنی غذاوں پر غور کرے جسے وہ کھاتا پیتا ہے کہ اسے کس نے اگایا

اور پیدا کیا؟ اسے اسکے پروردگار ہی نے اگایا اور اسے اگانے کا اس رب نے ایک نظام بنا رکھا کہ پہلے وہ آسمان سے بادلوں کے ذریعہ پانی برساتا ہے پھر وہ برسے ہوئے پانی کو زمین کی تہہ تک پہنچا دیتا ہے پھر اس تر زمین سے ایک پودا اگتا ہے، وہ پودا جو اس زمین سے اسکے حکم سے اگتا ہے وہ مختلف قسم کا ہوتا ہے جیسے کہ میوے، ترکاریاں، کھجور، انگور اور زیتون اسکے علاوہ اور بھی میوے اور سبزیوں کے گھنے باغات اور جانوروں کے کھانے کا چارہ سب اسی پانی سے اگتا ہے جو اس پروردگار نے نازل کیا، ان تمام سے تم بھی فائدہ اٹھاتے ہو اور تمہارے مویشی اور جانور بھی فائدہ اٹھاتے ہیں، تو بھلا اب بتاؤ کہ اگر وہ رب تمہیں یہ سب عطا کرنا بند کر دے اور تم پر قحط نازل کر دے تو کیا تم میں اتنی قوت وقدرت ہے کہ تم یہ سب اس کی منشا کے بغیر اگا سکو؟ نہیں! تو پھر اپنے یوں محتاج وفقیر ہونے کے باوجود بھی تم اس رب کی نافرمانی کیوں کر رہے ہو؟ یہ سب کچھ اللہ تعالی نے تمہارے سامنے اس لئے بیان فرمایا ہے کہ تم اس رب کو حقیقی مالک مانو اور اپنے آپ کو اسکا محتاج تسلیم کرو، اور اس کی عبادت کرنے لگ جاو بس یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے اس نے تمہیں پیدا کیا **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ** لہٰذا اپنی پیدائش کے اس مقصد کو سمجھو اس سے قبل کہ تم سے یہ موقع چھن جائے اور قیامت آجائے، جب قیامت آجائے گی تو اس وقت تمہیں یہ موقع نہیں ملے گا، وہاں تو بس انہی اعمال کے مطابق فیصلہ ہوگا جو تم نے دنیا میں کئے ہیں۔

﴿درس نمبر ۲۳۲۳﴾ جب کان کو پھاڑ دینے والی آواز آئے گی ﴿العبس ۳۳۔تا۔۳۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ O يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ O وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ O وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ O لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ **فَإِذَا** پھر جب **جَاءَتِ** آئے گی **الصَّاخَّةُ** کان بہرے کر دینے والی سخت آواز **يَوْمَ** اس دن **يَفِرُّ** بھاگے گا **الْمَرْءُ** آدمی **مِنْ أَخِيهِ** اپنے بھائی سے **وَ** اور **أُمِّهِ** اپنی ماں سے **وَ** اور **أَبِيهِ** اپنے باپ سے **وَ** اور **صَاحِبَتِهِ** اپنی بیوی **وَ** اور **بَنِيهِ** اپنے بیٹوں سے **لِكُلِّ امْرِئٍ** ہر شخص کیلئے **مِّنْهُمْ** ان میں سے **يَوْمَئِذٍ** اس دن **شَأْنٌ** ایک حال ہوگا **يُّغْنِيهِ** وہ بے پروا کرے گا اس کو

ترجمہ:۔ آخر جب وہ کان پھاڑنے والی آواز آہی جائے گی (اس وقت اس ناشکری کی حقیقت پتہ چل جائے گی) یہ اس دن ہوگا جب انسان اپنے بھائی سے بھی بھاگے گا اور اپنے ماں باپ سے بھی، اور اپنے بیوی بچوں سے بھی (کیونکہ) ان میں سے ہر ایک کو اس دن اپنی ایسی فکر پڑی ہوگی کہ اسے دوسروں کا ہوش نہیں ہوگا۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب کان کو پھاڑ دینے والی آواز آئے گی تو اس وقت انہیں پتا چل جائے گا۔

۲۔اس دن انسان اپنے بھائی، ماں باپ اور بیوی بچوں سے بھاگے گا۔

۳۔ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایسی فکر پڑی ہوگی جو انہیں دوسروں سے غافل بنا رکھے گی۔

ان آیتوں میں قیامت کی ہولنا کی اور اسکے احوال بیان کئے جا رہے ہیں کہ ناشکری اور نافرمانی کرنے والوں کو انکی ناشکری کا مزہ اس وقت معلوم ہوگا جب اللہ تعالی کے حکم سے آواز دینے والا آواز دے گا یعنی دوسرا صور پھونکا جائے گا، اس صور کی آواز ایسی ہوگی جو کانوں کو پھاڑ کر رکھ دے گی، جس آواز کے سنتے ہی لوگ اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوجائیں گے اور ان پر ایک ہیبت طاری ہوجائے گی کہ اب میرا کیا ہوگا اب میرا کیا ہوگا؟ ان پر اپنے اعمال کے حساب کا اتنا خوف ہوگا کہ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں جیسے اپنے بھائی جسکے ساتھ وہ اٹھتا بیٹھا کھیلتا تھا دور سے ہی وہ نظریں چھپائے بھاگنے لگے گا، ایسے ہی اپنے ماں باپ سے بھی دور بھاگے گا حتی کہ اپنی بیوی اور بچوں کی بھی اسے کوئی پرواہ نہیں ہوگی، وہ بیوی بچے جن کی خاطر اس نے یہ دنیا جمع کی تھی، جن کے عیش و آرام کی خاطر اس نے اس دنیا کے کمانے میں نہ حرام کی پرواہ کی تھی نہ ہی حلال کا کچھ خیال کیا تھا اور اپنی ساری راحت کو انکے سکون کے لئے قربان کر دیا، ان سے بھی اس دن وہ دور بھاگے گا اس لئے کہ وہاں بس اسے اپنی فکر ہوگی کہ کسی بھی طرح اگر میں نجات پا گیا تو بس یہی میرے لئے کافی ہے، سورۃ معارج کی آیت نمبر ۱۰ میں فرمایا گیا **وَلا يَسْئَلُ حَمِيمٌ حَمِيماً** کہ کوئی جگری دوست کسی جگری دوست کو پوچھ کر نہیں دیکھے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ میدان محشر میں ننگے پاوں، ننگے بدن اور غیر مختون جمع کئے جائیں گے، اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! مرد اور عورت سب؟ کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے؟ اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس وقت معاملہ ایسا سخت اور شدت کا ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھنے کا خیال بھی نہیں کر پائیں گے۔ (بخاری۔۶۵۲۷) چنانچہ جب سارے لوگ میدان محشر میں نفسا نفسی کے عالم میں اپنے نتیجہ کا انتظار کر رہے ہوں گے تو اللہ تعالی انکے درمیان بالآخر فیصلہ کر دے گا جس کے مطابق کچھ لوگ کامیاب ہوں گے تو کچھ ناکام۔

﴿درس نمبر ۲۳۲۴﴾ اس دن کتنے ہی چہرے چمکتے دمکتے ہوں گے؟ ﴿العبس ۳۸۔تا۔۴۲﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝ وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ أُولٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وُجُوْهٌ کئی چہرے يَّوْمَئِذٍ اس دن مُّسْفِرَةٌ چمکنے والے ہوں گے ضَاحِكَةٌ ہنسنے والے مُّسْتَبْشِرَةٌ ہشاش بشاش وَ اور وُجُوْهٌ کئی چہرے يَّوْمَئِذٍ اس دن عَلَيْهَا ان پر غَبَرَةٌ غبار ہوگا تَرْهَقُهَا ان کو

ڈھانپتی ہوگی قَتَرَةٌ سیاہی أُولَٰئِكَ هُمُ یہی لوگ ہیں الْكَفَرَةُ کافر الْفَجَرَةُ فاجر

ترجمہ: ۔اس روز کتنے چہرے تو چمکتے دمکتے ہوں گے، ہنستے، خوشی مناتے ہوئے اور کتنے چہرے اس دن ایسے ہوں گے کہ ان پر خاک پڑی ہوگی، سیاہی نے انہیں ڈھانپ رکھا ہوگا، یہ وہی لوگ ہوں گے جو کافر تھے، بدکار تھے

تشریح: ۔ان پانچ آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اس دن کتنے ہی چہرے چمکتے دمکتے، ہنستے اور خوشی مناتے ہوں گے۔

۲۔ کتنے ہی چہروں پر اس دن خاک پڑی ہوگی کہ سیاہی نے انہیں ڈھانپ رکھا ہوگا۔

۳۔ یہ وہی لوگ ہوں گے جو کافر و بدکار تھے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ کے شکر گزار اور ناشکرے، فرمانبردار اور نافرمان بندوں کا اس دن جب نتیجہ ظاہر کر دیا جائے گا تو کیا حال ہوگا؟ اور انکی اس وقت کیا کیفیت ہوگی؟ بیان کیا جارہا ہے، چنانچہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار بندوں کی حالت بیان کررہے ہیں کہ اس دن تو بہت سے چہرے کھلے کھلے، چمکتے دمکتے اور خوشی مناتے ہوں گے جو کہ مومنوں اور اپنے رب کے فرمانبردار بندوں کے ہوں گے جنہوں نے اپنے رب کی رضا اور اسکے حکموں کے مطابق زندگی گزاری ہوگی، اسکی نافرمانی اور ناشکری سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا ہوگا تو انکے اسی عمل پر اللہ تعالیٰ انہیں بیش بہا، قیمتی انعامات سے نوازے گا جسے دیکھ کر انکے چہرے کھل اٹھیں گے اور جو خوف و ہیبت اس نتیجہ سے پہلے ان پر چھائی ہوئی تھی وہ سب دور ہوجائے گی اور یہ اپنے رب کے فیصلہ پر خوشی مناتے ہوں گے وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اس دن بہت سے چہرے شاداب ہوں گے، اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہوں گے۔ (القیامہ۔ ۲۲، ۲۳)، اور دوسری طرف بہت سے چہرے ایسے ہوں گے کہ انکے چہروں کی رونق ہی اڑ چکی ہوگی اور غبار و کدورت چھائی ہوگی اور مارے غم کے انکے چہرے سیاہ ہوگئے ہوں گے، یہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا میں اپنے رب کو جھٹلایا ہوگا اسکی نافرمانی کی ہوگی، اسکی اطاعت و عبادت سے منہ موڑا ہوگا، کفر و شرک کو اپنایا ہوگا اور ساری زندگی بدکاری اور برے اعمال میں گزاری ہوگی تو ایسے لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ جہنم اور مختلف سزاوں کا حکم صادر فرمائے گا جسے دیکھ کر انکی یہ حالت ہوگی، وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ اور بہت سے چہرے اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے۔ (القیامہ۔ ۲۴) يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ اس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے تو کچھ کالے (آل عمران۔ ۱۰۶) امام قرطبی علیہ الرحمہ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ جب جانوروں کے درمیان اللہ تعالیٰ انصاف کا فیصلہ فرما چکے ہوں گے تو وہ خاک ہوجائیں گے پھر اسی خاک کو ان کافروں کے موہنوں پر تھوپا جائے گا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج۔۱۹۔ص، ۲۲۹)، یہ حالت ہوگی اس دن ایک ایمان والے کی اور کافر کی، اب فیصلہ انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ اپنے آپ کو کن لوگوں میں شامل کرنا چاہتا ہے خوش نصیبوں میں یا بدبختوں میں؟ اللہ تعالیٰ ہم تمام کو اپنے حکموں پر چلنے والا اور اپنی اطاعت کرنے والا بنائے، اپنی ناشکری اور نافرمانی سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۲۹ آیات پر مشتمل ہے۔

(درس نمبر ۲۳۲۵) جب سورج لپیٹ دیا جائے گا (التکویر ۱ تا ۹)

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ O وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ O وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ O وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ O وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ O وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ O وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ O وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ O بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِذَا جب الشَّمْسُ سورج كُوِّرَتْ لپیٹ دیا جائے گا وَ اور اِذَا جب النُّجُوْمُ تارے انْكَدَرَتْ بے نور ہو جائیں گے وَ اور اِذَا جب الْجِبَالُ پہاڑ سُيِّرَتْ چلا دیئے جائیں گے وَ اور اِذَا جب الْعِشَارُ دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں عُطِّلَتْ بے کار چھوڑ دی جائیں گی وَ اور اِذَا جب الْوُحُوْشُ وحشی جانور حُشِرَتْ اکٹھے کیے جائیں گے وَ اور اِذَا جب الْبِحَارُ سمندر سُجِّرَتْ بھڑکا دیئے جائیں گے وَ اور اِذَا جب النُّفُوْسُ روحیں زُوِّجَتْ ملا دی جائیں گی وَ اور اِذَا جب الْمَوْءٗدَةُ زندہ در گور کی ہوئی سُئِلَتْ سوال کی جائے گی بِاَيِّ ذَنْۢبٍ کس گناہ کی وجہ سے قُتِلَتْ وہ قتل کی گئی تھی

ترجمہ:۔ جب سورج لپیٹ دیا جائے گا O اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گریں گے O اور جب پہاڑوں کو چلایا جائے گا O اور جب دس مہینے کی گابھن اُونٹنیوں کو بھی بیکار چھوڑ دیا جائے گا O اور جب وحشی جانور اکٹھے کر دیئے جائیں گے O اور جب سمندروں کو بھڑکایا جائے گا O اور جب لوگوں کے جوڑے جوڑے بنا دیئے جائیں گے O اور جس بچی کو زندہ قبر میں گاڑ دیا گیا تھا اُسے پوچھا جائے گا O کہ اُسے کس جرم میں قتل کیا گیا؟

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اچھا لگے کہ وہ قیامت کا دن دیکھے اور اس طرح دیکھے کہ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھنا ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ اور اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ اور وإِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ پڑھے۔ (ترمذی۔ ۳۳۳۳)

تشریح:۔ ان نو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور ستارے ٹوٹ کر گریں گے۔

۲۔ جب پہاڑوں کو چلایا جائے گا۔

۳۔ جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیوں کو بھی بیکار چھوڑ دیا جائے گا۔
۴۔ جب وحشی جانور اکٹھے کر دیئے جائیں گے۔ ۵۔ جب سمندروں کو بھڑکا یا جائے گا۔
۶۔ جب لوگوں کے جوڑے جوڑے بنا دیئے جائیں گے۔
۸۔ جس بچی کو زندہ قبر میں گاڑ دیا گیا تھا اس سے پوچھا جائے گا۔
۹۔ کس جرم کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا۔

اللہ تعالی قیامت کی ہولنا کیوں اور اسکی گمبھیر حالتوں اور علامتوں کو بیان فرما رہے ہیں اور انسان کو نافرمانی کرنے پر آگاہ کر رہے ہیں چنانچہ قیامت سے قبل واقع ہونے والی نشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت آنے سے قبل سورج کو اللہ تعالی لپیٹ دیں گے یعنی اسے بے نور کر دیا جائے گا اور ستارے آسمان سے ٹوٹ کر گرنے لگیں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس وقت آسمان میں ایک بھی ستارہ باقی نہیں رہے گا بلکہ سارے ستارے زمین پر گر پڑیں گے، ان کے گرنے سے اہل زمین پر جو مصیبت اور جو حالت واقع ہوگی اسے دیکھ کر زمین کی ساتویں سطح پر رہنے والی مخلوق بھی سہم جائے گی (تفسیر قرطبی۔ج ۱۹،ص ۲۲۸) آگے فرمایا کہ اس دن پہاڑوں کو چلایا جائے گا کہ وہ اپنی جگہ سے نکل جائیں گے جس سے کہ زمین اپنی سکونت کھودے گی اور ڈانواں ڈول ہو جائے گی اور دس مہینہ کی گابھن اونٹنی کی بھی اس وقت کوئی قدر نہیں ہوگی کہ انسان اپنی جان کی فکر میں اس اونٹنی کی طرف کوئی توجہ تک نہیں دے گا، یہاں اللہ تعالی نے دس مہینہ کی گابھن اونٹنی کو بیان فرما کر مال و دولت کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس لئے کہ اس وقت عرب میں اونٹ کو ہی سب سے زیادہ دولت کی نشانی سمجھا جاتا تھا اور پھر وہ اونٹنی جو خود گابھن ہو اور بچہ جننے والی ہو تو اسکی قدر و قیمت تو اور زیادہ ہوگی اس اعتبار سے قیامت کی اس ہولنا کی کے سامنے انسان کو اپنی قیمتی سے قیمتی دولت وثروت کی کوئی فکر نہیں ہوگی، اس وقت فکر ہوگی تو اسے بس اپنی جان کی کہ کسی طرح وہ بچ جائے؟ آگے فرمایا کہ اس حالت کو دیکھ کر انسان تو انسان جانور بھی خوفزدہ ہو جائیں گے اور مارے ڈر کے سب ایک جمع ہو جائیں گے، عام طور سے وحشی جانور کسی دوسرے وحشی جانور کو اپنے قریب برداشت نہیں کرتا لیکن اس دن کی خوفناکی ان پر بھی طاری ہوگی جس کی وجہ سے وہ یہ سب بھول کر ایک جگہ جمع ہو جائیں گے، جب جانوروں کا اس دن یہ عالم ہوگا تو پھر انسانوں کا کیا حال ہوگا؟ اس لئے کہ حساب و کتاب انسانوں کا ہوگا نہ کہ جانوروں کا، چنانچہ اسکے بعد فرمایا کہ جہاں آسمان تہس نہس ہو جائے گا، زمین اور پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹا دیئے جائیں گے وہیں سمندروں کو بھی بھڑکا یا جائے گا اور وہ موجیں مارنے لگیں گے اور طوفان کی شکل اختیار کر جائیں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالی سورج، چاند اور ستاروں کو لپیٹ کر سمندر میں پھینک دے گا پھر اسکے بعد پچھّم سے ایک ہوا آئے گی جو اس سمندر کو ہوا دے گی جس سے کہ آگ بھڑک اٹھے گی۔ (تفسیر قرطبی۔ج ۱۹،ص ۲۳۰) الغرض ساری دنیا ہی اس وقت تباہ ہو جائے گی۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے کہ قیامت سے قبل چھ نشانیاں ظاہر ہوں گی لہذا جب لوگ بازاروں میں مصروف ہوں گے تو اس وقت اللہ تعالی سورج کو بے نور کر دیں گے اور ستارے آسمان سے جھڑ جائیں گے، پھر اسی وقت پہاڑ زمین پر گرنے لگیں گے جس سے ساری زمین ہلنے اور بے چین ہونے لگے گی، یہ حالت دیکھ کر جنات انسان کی پناہ لینے لگیں گے اور انسان جنات کی، اور سارے جانور، چرند پرند وحشی ہو یا غیر وحشی سب کے سب ایک جگہ جمع ہو جائیں گے اور مارے خوف کے ایک دوسرے میں مل جائیں گے۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۴۔ص، ۲۳۷) جب سب کچھ اس طرح فنا ہو جائے گا تو پھر اس وقت اللہ تعالی کے حکم سے دوبارہ صور پھونکا جائے گا جس سے کہ سارے مردے زندہ ہو جائیں گے پھر وہاں سب کی جوڑی بنادی جائے گی یعنی سارے کفار کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے گا تو سارے مومنوں کو دوسری جگہ، اسی طرح نیک لوگوں کو ایک جگہ تو بدکار لوگوں کو دوسری جگہ، جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آدمی کو انہی لوگوں کے ساتھ جمع کیا جائے گا جو اس جیسا کام کیا کرتے تھے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۹۔ص، ۲۳۱)
تفسیر منیر میں اسکی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے کہ اس وقت اللہ تعالی انسان کی روح کو اس کے جسم سے ملا دے گا جب انسان اپنی قبروں سے دوبارہ زندہ ہو کر اٹھے گا، لہذا جب سب کے سب جمع ہو جائیں گے اور گروہوں میں بٹ کر حساب و کتاب کا انتظار کریں گے تو اس وقت اللہ تعالی زندہ دفن کر دیئے جانے والی بچیوں کو لائے گا اور ان سے پوچھے گا کہ تمہیں کس جرم کی پاداش میں زندہ دفن کیا گیا؟ یہ سوال اللہ تعالی ان سے اس لئے کرے گا تا کہ ظالم کو سزا دی جائے اور اسے سب کے سامنے رسوا کیا جائے کہ دیکھو! اس نے کیسا بے رحمانہ جرم کیا ہے؟ جب جرم اتنا سنگین ہو گا تو سزا بھی اس کے حساب سے ہی ہو گی۔ بچیوں کو زندہ درگور کرنا یہ زمانۂ جاہلیت میں عرب کے چند قبیلوں میں جیسے کہ بنو تمیم و اسد میں عام تھا کہ جب انکے یہاں کوئی بچی پیدا ہوتی تو یہ لوگ اسے عار سمجھ کر یا فقر و محتاجی کے ڈر سے اسے زندہ دفن کر دیتے تھے، قرآن کریم میں اللہ تعالی نے ایسا کرنے سے روکا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ کہ تم اپنے بچوں کو بھوک مری یا فقر کے ڈر سے موت کے گھاٹ مت اتارو۔ (بنی اسرائیل۔ ۳۱) چنانچہ اسی بارے میں وہاں سوال کیا جائے گا پھر اسکے مطابق سزا کا فیصلہ سنایا جائے گا۔

﴿درس نمبر ۲۳۲۶﴾ جب اعمال نامے کھول دیئے جائیں گے ﴿التکویر ۱۰۔تا۔۱۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور اِذَا جب الصُّحُفُ اعمال نامے نُشِرَتْ پھیلا دیئے جائیں گے وَ اور اِذَا جب السَّمَآءُ كُشِطَتْ آسمان کی کھال اتار دی جائے گی وَ اور اِذَا جب الْجَحِيْمُ جہنم سُعِّرَتْ بھڑکائی جائے گی

وَ اور اِذَا جب الْجَنَّةُ جنت اُزْلِفَتْ قریب کردی جائے گی عَلِمَتْ جان لے گا نَفْسٌ ہر نفس مَّآ جو اَحْضَرَتْ اُس نے حاضر کیا۔

ترجمہ:۔ اور جب اعمال نامے کھول دیئے جائیں گے O اور جب آسمان کا چھلکا اُتار دیا جائے گا O اور جب دوزخ بھڑکائی جائے گی O اور جب جنت قریب کردی جائے گی O تو اس وقت ہر شخص کو اپنا سارا کیا دھرا معلوم ہو جائے گا O

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب اعمال نامے کھول دیئے جائیں گے۔

۲۔ جب آسمان کا چھلکا اتار دیا جائے گا کہ وہ بالکل ختم ہی ہو جائے گا۔

۳۔ جب دوزخ بھڑکائی جائے گی۔ ۴۔ جنت کو قریب کر دیا جائے گا۔

۵۔ اس وقت ہر شخص کو اپنا سارا کیا دھرا معلوم ہو جائے گا۔

اللہ تعالی ہر ایک کے سامنے انکا وہ اعمال نامہ ظاہر کر دے گا جسے ان پر مقررہ فرشتوں نے جمع کیا تھا کہ اس میں انکے ہر ایک عمل کو لکھ دیا تھا جو وہ لوگ کیا کرتے تھے چنانچہ جب لوگ ان اعمال ناموں کو دیکھیں گے تو حیران رہ جائیں گے کہ آخر یہ کونسی کتاب ہے جس نے ہمارا ایک عمل تک نہیں چھوڑا مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصَاهَا یہ کتاب کیسی ہے کہ جس نے نہ کوئی چھوٹا عمل چھوڑ رکھا ہے نہ ہی کوئی بڑا، سب کو اس نے محفوظ کر رکھا ہے (الکہف۔ ۴۹)، چنانچہ جب اعمال نامہ ہر کسی کو اسکے ہاتھ میں تھما دیا جائے گا تو پھر اس وقت نتیجہ کا اعلان ہوگا کہ کس کے حصہ میں جنت آئی اور کس کے حصہ میں جہنم؟ اسی حقیقت کو اگلی آیتوں میں بیان کیا جا رہا ہے کہ آسمان کا وجود اس وقت بالکل ہی ختم کر دیا جائے گا پھر اسکے بعد حکم ہوگا کہ جہنم کو دہکایا جائے تا کہ اس میں اللہ تعالی کے نافرمان اور گناہ گار کو ڈالا جائے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کی آگ کو ایک ہزار سال دہکایا گیا جس سے وہ لال ہوگئی اسکے بعد پھر سے ایک ہزار سال اسے جلایا گیا تو وہ اس کے اثر سے سفید ہوگئی اسکے بعد پھر سے ایک ہزار سال دہکانے کی وجہ سے وہ کالی اور سیاہ ہوگئی اور وہ اسی حالت میں باقی ہے (ترمذی۔ ۲۵۹۱) اسکے بعد پھر حکم ہوگا کہ جنت کو جنتیوں کے اور قریب کر دو تا کہ وہ سکون اور فرحت محسوس کریں لہذا اللہ کے حکم کے مطابق اس جنت کو ان جنتیوں اور متقیوں کے قریب کر دیا جائے گا وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ اور سورۂ ق کی آیت نمبر ۳۱ میں بھی اس بارے میں فرمایا گیا وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ جنت کو بالکل ہی متقیوں کے قریب کر دیا جائے گا، چنانچہ جب یہ سب کچھ ہو جائے گا تو اس وقت ہر کسی کو اپنے اپنے اعمال نامہ کے اعتبار سے پتہ چلے گا کہ اس کے وہ اعمال جو وہ دنیا میں کیا کرتا تھا اچھے تھے یا برے؟ اس نے جو کام کیا وہ اسے جنت میں لے جانے والے ہیں یا جہنم میں؟، اسی کو یہاں جوابِ شرط کے طور پر

بیان کیا جارہا ہے عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ یعنی جو جو شرطیں اللہ تعالیٰ نے شروع سورت سے بیان کی ہیں اسکا جواب یہاں بیان کیا گیا کہ اب خاتمہ یہیں پر ہے، اس کے بعد اب نعمتیں اور راحتیں ہیں یا پھر درد و تکلیف اور عذاب، لہٰذا جس کا جیسا عمل ہوگا اسے ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا۔

﴿درس نمبر ۷۲۳۲﴾ یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے ﴿التکویر ۱۵۔تا۔۲۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ O الْجَوَارِ الْكُنَّسِ O وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ O وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ O إِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ O ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ O مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِيْنٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَلَآ أُقْسِمُ چنانچہ میں قسم کھاتا ہوں بِالْخُنَّسِ پیچھے ہٹنے والے الْجَوَارِ چلنے والے الْكُنَّسِ چھپ جانے والے کی وَ اور الَّيْلِ رات کی إِذَا جب عَسْعَسَ وہ چلی جاتی ہے وَ اور الصُّبْحِ صبح کی إِذَا جب تَنَفَّسَ وہ روشن ہوتی ہے إِنَّهٗ بلاشبہ یہ لَقَوْلُ البتہ قول ہے رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ رسولِ کریم کا ذِيْ قُوَّةٍ قوت والا ہے عِنْدَ نزدیک ذِي الْعَرْشِ عرش والے کے مَكِيْنٍ بلند مرتبہ ہے مُّطَاعٍ اطاعت کیاجاتا ہے ثَمَّ وہاں أَمِيْنٍ امین ہے۔

ترجمہ:۔ اب میں قسم کھاتا ہوں اُن ستاروں کی جو پیچھے کی طرف چلنے لگتے ہیں O جو چلتے چلتے دبک جاتے ہیں O اور قسم کھاتا ہوں رات کی جب وہ رُخصت ہو O اور صبح کی جب وہ سانس لے O کہ یہ یقینی طور پر ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے O جو قوت والا ہے، جس کا عرش والے کے پاس بڑا رتبہ ہے O وہاں اُس کی بات مانی جاتی ہے وہ امانت دار ہے۔

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اب میں قسم کھاتا ہوں ان ستاروں کی جو پیچھے کی طرف چلنے لگتے ہیں کہ چلتے چلتے دبک جاتے ہیں۔

۲۔ قسم کھاتا ہوں رات کی جب وہ رخصت ہو اور صبح کی بھی جب وہ سانس لے۔

۳۔ قسم اس بات پر کہ یہ قرآن کریم یقینی طور پر ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے۔

۴۔ وہ فرشتہ جو قوت والا ہے اور جسکا عرش والے کے پاس بڑا رتبہ ہے۔

۵۔ اس فرشتے کی وہاں بات مانی جاتی ہے اور وہ امانت دار بھی ہے۔

قیامت کے یہ تمام احوال ان کفار و مشرکین کے سامنے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآن کریم کے ہی ذریعہ پڑھ کر سنائے اور بتلائے جس پر یہ کفار و مشرکین کہا کرتے تھے کہ یہ کلام جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سنا رہے ہیں اور قیامت و آخرت کے جو احوال بیان کر رہے ہیں وہ اوپر آسمانوں سے کسی پروردگار کی جانب سے نہیں

آرہا ہے بلکہ اسے یہ خود ہی بنا کر ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں لہذا ہم ان باتوں پر یقین نہیں رکھتے، انکے اسی وہم و گمان کو غلط ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالی یہاں قرآن کے نزول اور اسکی حقیقت سے انہیں آگاہ کر رہے ہیں کہ میں قسم کھاتا ہوں ان ستاروں کی جو پیچھے کی طرف چلنے لگتے ہیں اور پھر چلتے چلتے غائب ہوجاتے ہیں، یہاں اس آیت میں بِالۡخُنَّسِ الۡجَوَارِ الۡکُنَّسِ کی مراد میں علماء کا اختلاف ہے، لیکن مشہور قول یہی ہے کہ اس سے مراد ستارے ہیں جنگی تعیین سے متعلق مفسرین نے کہا کہ وہ مشہور پانچ ستارے ہیں: زحل، مشتری، عطارد، مریخ اور زہرہ۔ اسکے بعد اللہ تعالی نے دن اور رات کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا کہ قسم کھاتا ہوں رات کی جب وہ رخصت ہو اور دن کی جب وہ سانس لے یعنی جب رات دن کے اجالے سے رخصت ہو کر تاریکی میں تبدیل ہوجائے اسکی قسم اور پھر جب دن رات کو پیچھے چھوڑ کر اپنی روشنی پھیلانے لگے، اسکی بھی قسم ہے، جس بات کے لئے قسم کھائی جارہی ہے اسے بیان کیا گیا کہ قسم اس بات پر کہ جو کلام تمہیں محمد سنا رہے ہیں وہ ہماری طرف سے ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا ہے جس نے ہماری بات کو عرش سے ہمارے پیغمبر تک پہنچایا ہے، یہ فرشتہ جس نے ہمارا پیغام اور یہ کلام پہنچایا ہے کوئی معمولی نہیں بلکہ بہت ہی قوت والا فرشتہ ہے کہ کوئی اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا، لہذا یہ شک اپنے ذہنوں سے نکال دو کہ اس فرشتہ سے کسی نے اس کلام کو چرا کر اپنا کلام اس میں شامل کر دیا ہو، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا اس لئے کہ اس فرشتہ کی طاقت وقوت کے آگے کوئی ٹک نہیں سکتا، اسکے علاوہ اس فرشتہ کا مقام ومرتبہ اس عرش والے رب کے پاس بہت بلند وبالا ہے کہ انکی رسائی خاص عرش تک ہے کہ جس سے اس بات کی بھی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی کہ اس فرشتہ نے اس پروردگار سے اس کلام کو راست لیا ہو یا نہ لیا ہو؟، اسکے علاوہ وہ فرشتہ جس کے سپرد اللہ تعالی نے یہ کام کیا ہے وہ سارے فرشتوں میں بھی ایک مقام ومرتبہ رکھتا ہے کہ ہر کوئی اسکی بات کو مانتا ہے اس لئے کہ ان سارے فرشتوں کو یہ معلوم ہے کہ یہ وہی کہتے ہیں جو انکے پروردگار نے ان سے کہا ہے لہذا انکا کہنا گویا کہ اللہ تعالی کا پیغام ہے اور یہ فرشتہ جس نے ہمارا کلام ہمارے پیغمبر تک پہنچایا ہے وہ بہت ہی امانت دار ہیں کہ وہ اپنے رب کے پیغام پہنچانے میں کسی قسم کی کوئی خیانت نہیں کرتے، لہذا جب ایک ایسا عظیم فرشتہ ہمارے پیغمبر تک ہمارا کلام راست پہنچا رہا ہے اور وہی کلام ہمارے پیغمبر تم تک پہنچا رہے ہیں تو تم انکی باتیں کیوں نہیں مانتے؟ اور جب یہ پیغمبر ہمارا یہ کلام تمہارے سامنے پڑھ کر سناتے ہیں تو تم کیوں انہیں مجنون، جادوگر اور دوسرے القاب سے پکارتے ہو؟ خیر اس پیغمبر کا کام ہے ہمارا حکم اور کلام تم تک پہنچانا بس وہ پہنچا رہے ہیں اب تم اسے تسلیم کرو یا نہ کرو یہ تمہارا معاملہ ہے؟

﴿درس نمبر ۲۳۲۸﴾ یہ قرآن کسی مردود شیطان کی بنائی ہوئی بات نہیں ہے ﴿التکویر ۲۲۔تا۔۲۵﴾

أَعُوۡذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَمَا صَاحِبُکُمۡ بِمَجۡنُوۡنٍ O وَلَقَدۡ رَاٰہُ بِالۡاُفُقِ الۡمُبِیۡنِ O وَمَا هُوَ عَلَی الۡغَیۡبِ بِضَنِیۡنٍ O

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَا نہیں صَاحِبُكُمْ تمہارا ساتھی بِمَجْنُوْنٍ دیوانہ وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق رَاٰهُ اس نے دیکھا ہے اس کو بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ کھلے کنارے میں وَ اور مَا نہیں هُوَ وہ عَلَى الْغَيْبِ غیب پر بِضَنِيْنٍ بخیل وَ اور مَا نہیں ہے هُوَ یہ بِقَوْلِ قول شَيْطٰنٍ کسی شیطان رَّجِيْمٍ مردود کا۔

ترجمہ:۔ اور (اے مکہ والو!) تمہارے ساتھ رہنے والے یہ صاحب (یعنی حضرت محمد ﷺ) کوئی دیوانے نہیں ہیں O اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ انہوں نے اس فرشتے کو کھلے ہوئے اُفق پر دیکھا ہے O اور وہ غیب کی باتوں کے بارے میں بخیل بھی نہیں ہیں O اور نہ یہ (قرآن) کسی مرُدود شیطان کی (بنائی ہوئی) کوئی بات ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے مکہ والو! تمہارے ساتھ رہنے والے یہ پیغمبر مجنون یا دیوانے نہیں ہیں۔

۲۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ انہوں نے اس فرشتے کو کھلے ہوئے افق پر دیکھا ہے۔

۳۔ وہ پیغمبر غیب کی باتوں کو بیان کرنے میں بخیل بھی نہیں ہیں۔

۴۔ یہ قرآن کسی مردود شیطان کی بنائی ہوئی کوئی بات بھی نہیں ہے۔

پچھلی آیتوں میں یہ بات واضح کردی گئی کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جسے ایک معزز اور امین فرشتہ نے اللہ تعالیٰ کے پاس سے انبیاء تک پہنچانے کا کام کیا اور پھر اس فرشتہ کی مختلف صفات بھی بیان کردی گئیں تاکہ کافروں کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سے پیغمبروں تک اس کلام کے آنے میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی یا ردوبدل نہیں ہوا، ان آیتوں میں یہ بات کہی جارہی ہے کہ جب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکین کو اللہ کا کلام سنانے لگے اور اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچانے لگے تو یہ لوگ آپ علیہ السلام کو ہی مجنون اور دیوانہ کہنے لگے اس لئے کہ اس کلام میں جنت وجہنم، قیامت وآخرت اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے والے جیسے مضامین بیان کئے گئے، چونکہ یہ باتیں ان کے نزدیک محال اور ناممکن ہیں اور انہوں نے ایسی باتیں پہلی بار سنی تھیں اس لئے وہ لوگ آپ علیہ السلام کو نعوذ باللہ مجنون وغیرہ کہنے لگے، اسی کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں کو نازل فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے راست مکہ والوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اے مکہ والو! تم اس نبی کی باتیں سن کر انہیں مجنون اور دیوانہ کہتے ہو؟ ایسا ہرگز بھی نہیں ہے أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِنْ جِنَّةٍ بھلا کیا ان لوگوں نے سونچا نہیں کہ یہ صاحب جن سے ان لوگوں کا پالا پڑا ہے ان میں جنون کا کوئی شائبہ تک نہیں (الاعراف۔ ۱۸۴) ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ انصاف سے اگر سونچو تو تمہیں اس حقیقت کا پتہ چل جائے گا کہ تمہارے اس ساتھی میں جنون کا کوئی شائبہ تک نہیں (سبا۔ ۴۶) بلکہ وہ تو ہمارے اس پیغام کے ذریعہ تمہیں آگاہ کرنے والے ہیں جو ہم نے

ایک معزز اور بڑے ہی طاقتور فرشتہ کے ذریعہ ان تک پہنچایا ہے اور اس فرشتہ کو اس پیغمبر نے بھی کئی مرتبہ دیکھا ہے، اپنی اصلی حالت پر بھی اور دیگر صورتوں میں بھی چنانچہ اصلی صورت میں بھی آپ نے اس فرشتہ کو کئی مرتبہ دیکھا ہے ایسا ہی ایک مرتبہ آپ نے انہیں آسمان کے کنارہ مشرق کی جانب دیکھا ہے اور اسی فرشتہ سے آپ نے یہ اللہ تعالی کا پیغام حاصل کیا ہے اور جو اللہ تعالی کا پیغام آپ نے حاصل کیا ہے اس پیغام کو امت تک پہنچانے میں بھی یہ پیغمبر بخل سے کام نہیں لیتے بلکہ جو کچھ آپ نے حاصل کیا ہے وہ امت تک پہنچادیتے ہیں اور پہنچا بھی دیا ہے لہذا اس میں کسی قسم کا کوئی شک مت کرنا یہ اللہ تعالی ہی کا کلام ہے شیطان مردود کا نہیں لہذا اس پر عمل کرو اور ان سارے احکامات کو بجاؤلاؤ جو اس کلام الٰہی میں تم سے بیان کئے گئے ہیں۔

﴿درس نمبر ۲۳۲۹﴾ تم لوگ کہاں چلے جارہے ہو؟ ﴿التکویر ۲۶۔تا۔۲۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَأَيْنَ تَذْهَبُوْنَ O اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ O لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ O وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ فَأَيْنَ پھر کہاں تَذْهَبُوْنَ جاتے ہو تم؟ اِنْ نہیں ہے هُوَ یہ اِلَّا مگر ذِكْرٌ نصیحت لِّلْعٰلَمِيْنَ جہانوں کیلئے لِمَنْ اس شخص کے لئے جو شَآءَ چاہے مِنْكُمْ تم میں سے اَنْ يَّسْتَقِيْمَ کہ وہ سیدھا چلے وَ اور مَا تَشَآءُوْنَ تم نہیں چاہتے اِلَّآ مگر اَنْ يَّشَآءَ کہ چاہے اللّٰهُ اللہ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ رب العالمین۔

ترجمہ: ۔ پھر بھی تم لوگ کدھر چلے جارہے ہو؟O یہ تو دُنیا جہان کے لوگوں کے لئے ایک نصیحت ہے،O تم میں سے ہراُس شخص کے لئے جو سیدھا سیدھا رہنا چاہے!O اور تم چاہو گے نہیں، الا یہ کہ خود اللہ چاہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

تشریح: ۔ ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان سب باتوں کو جاننے کے بعد بھی تم لوگ کہاں چلے جارہے ہو؟۔

۲۔ یہ تو دنیا جہاں کے لوگوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔

۳۔ تم میں سے ہر اس شخص کے لئے نصیحت ہے جو سیدھا سیدھا رہنا چاہے۔

۴۔ تم ایسا چاہو گے نہیں! ہاں! جب تک اللہ تعالی کی منشا نہ ہو جو کہ تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی ان کفار ومشرکین پر اپنی پھٹکار برساتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ جب اتنا سب کچھ تمہارے سامنے بیان کردیا گیا اور وحی کے اس پورے سلسلہ کو کھول کھول کر بیان کردیا گیا کہ یہ وحی اس نبی تک

کیسے آتی ہے اور کہاں سے آتی ہے؟ تو اسکے باوجود بھی تم لوگ شک میں پڑے ہو؟ اور اس وحی کو کلام الٰہی تصور نہیں کرتے جس کی وجہ سے تم اس سے منہ موڑتے ہو آخر کیوں؟ حالانکہ یہ وحی جو ہم نے ہمارے پیغمبر پر اتاری ہے وہ تو سارے جہانوں کے لئے نصیحت نامہ ہے کہ جو کوئی اسے سچے دل سے پڑھے گا اور سمجھے گا تو یقینا وہ سیدھا راستہ پا جائے گا لیکن تم لوگ ایسے ہو کہ ہدایت کو پانا ہی نہیں چاہتے اور سیدھا راستہ اختیار کرنا نہیں چاہتے لہذا جو کوئی خود ہدایت پانا نہیں چاہے گا تو اللہ تعالی بھی ایسے غافل کو ہدایت نہیں دے گا بلکہ وہ تو اس شخص کو ہدایت سے ہمکنار کرتا ہے اور اسلام کی توفیق عطا کرتا ہے جو ہدایت پانا چاہے اور جس کے دل میں ایمان لانے کی تڑپ اور حقیقت کو تسلیم کرنے کا جذبہ ہو، سورۂ یونس کی آیت نمبر ۱۰۰ میں فرمایا گیا وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ کسی بھی شخص کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالی کی اجازت کے بغیر مومن ہو جائے، سورۂ قصص کی آیت نمبر ۵۶ میں فرمایا گیا إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ اے نبی! آپ جسے چاہے ہدایت پر لا نہیں سکتے لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے۔ لہذا اپنے اندر ایمان و اسلام کی تڑپ پیدا کرو پھر دیکھو! کیسے اللہ تعالی تمہارے لئے ہدایت کے دروازے کھولتا ہے اور اسے آسان کر دیتا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ نازل ہوئی تو ابو جہل نے کہا تھا کہ معاملہ تو ہمارے ہاتھ میں ہے کہ اگر ہم سیدھا راستہ اپنانا چاہیں تو اپنا لیں گے ورنہ نہیں تب اللہ تعالی نے یہ آیت وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ فرمائی (تفسیر قرطبی۔ج،۱۹۔ص،۲۴۳) کہ اختیار تمہارے ہاتھ میں نہیں بلکہ اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے ہدایت دینا چاہے گا ہدایت دے گا اور جسے گمراہ کرنا چاہے تو پھر اسے کوئی ہدایت پر لا نہیں سکتا۔ اللہ تعالی ہم تمام کے لئے ہدایت کا راستہ آسان فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۱۹ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۳۰﴾ **جب آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے جھڑ پڑیں گے** ﴿الانفطار ۱۔تا۔۵﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ O وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ O وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ O وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ O عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِذَا جب السَّمَآءُ آسمان انْفَطَرَتْ پھٹ جائے گا وَ اور اِذَا جب الْكَوَاكِبُ تارے انْتَثَرَتْ بکھر جائیں گے وَاور اِذَا جب الْبِحَارُ سمندر فُجِّرَتْ پھاڑ دیئے جائیں گے وَاور اِذَا جب الْقُبُوْرُ قبریں بُعْثِرَتْ اکھیڑ دی جائیں گی عَلِمَتْ جان لے گا نَفْسٌ ہر نفس مَّا جو کچھ قَدَّمَتْ اس نے آگے بھیجا وَاَخَّرَتْ پیچھے چھوڑا

ترجمہ:۔ جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے جھڑ پڑیں گے۔اور جب سمندروں کو ابال دیا جائے گا۔اور جب قبریں اکھاڑ دی جائیں گی۔اس وقت ہر شخص کو پتہ چل جائے گا کہ اس نے کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑا۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے عشاء کی نماز پڑھائی، تو انہوں نے قرأت لمبی کردی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : معاذ! کیا تم فتنہ پرداز ہو؟ معاذ! کیا تم فتنہ پرداز ہو؟ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى، وَالضُّحٰى اور اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ کیوں نہیں پڑھتے ؟۔(نسائی۔۹۹۷)

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے جھڑ پڑیں گے۔

۲۔ جب سمندروں کو ابال دیا جائے گا۔ ۳۔قبروں کو اکھاڑ دیا جائے گا۔

۴۔اس وقت ہر شخص کو پتا چل جائے گا کہ اس نے کیا آگے بھیجا ہے اور پیچھے کیا چھوڑا ہے۔

قیامت کے دن کیا ہوگا اور کیا حادثات رونما ہوں گے؟ بتلایا جارہا ہے کہ جب آسمان پھٹ جائے گا تو آسمان میں موجود ستارے سب کے سب آسمان سے جھڑ کر نیچے گر جائیں گے ،سورۂ مزمل کی آیت نمبر ۱۸ میں فرمایا گیا اَلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ کہ جس سے آسمان پھٹ پڑے گا، اور سورۂ فرقان کی آیت نمبر ۲۵ میں فرمایا گیا وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ جس دن آسمان پھٹ کر بادل کو راہ دے گا اور سورۂ رحمٰن کی آیت نمبر ۳۷ میں اس حالت

کو یوں بیان کیا گیافَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمآءُ فَکَانَتْ وَرْدَةً کَالدِّھَانِ جب آسمان پھٹ پڑے گا تو وہ لال چمڑے کی طرح سرخ گلاب بن جائے گا، اس طرح آسمان اور اس میں موجود ساری چیزیں فنا ہوجائیں گی پھر اسکے بعد زمین پر موجود سارے سمندر ابلنے لگیں گے اور ایک سیلاب کی شکل اختیار کرلیں گے اس طرح ساری دنیا بھی اجڑ جائے گی پھر اسکے بعد قبروں کو اکھاڑ پھینک دیا جائے گا اور سارے مردوں کو باہر زندہ کر کے لایا جائے گا لہذا جب یہ ساری علامتیں صادر ہوجائیں گی تب وہ حشر ونشر کا وعدہ پورا ہوگا جو ان کفار سے کیا جاتا تھا اور یہ لوگ اس کا انکار کرتے تھے اور جب ان سارے انسانوں کے سامنے انکے اعمال نامے کھول کر رکھ دیئے جائیں گے تب انہیں پتا چلے گا کہ انہوں نے کتنے اعمال اپنی آخرت کے لئے آگے بھیج رکھے ہیں اور کتنے ہی اعمال ایسے ہیں جو اسے دنیا میں کرنے تھے؟ تا کہ انکا انعام اور بہترین بدلہ یہاں آخرت میں پائے ،لیکن اس نے ان اعمال کو وہیں دنیا ہی میں کاہلی، سستی اور تکبر کی وجہ سے چھوڑ دیاعَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ۔اب اس وقت اسکے پاس پچھتانے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں ہوگا۔

﴿درس نمبر ۱۲۳۴﴾ **پروردگار کے معاملہ میں تجھے کس چیز نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے؟** ﴿الانفطار ۶۔تا۔۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ O الَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ O فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ O کَلَّا بَلْ تُکَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ یٰٓاَیُّھَا الْاِنْسَانُ اے انسان! مَا کس چیز نے غَرَّکَ دھوکے میں ڈالا تجھے بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ اپنے ربِ کریم کی بابت الَّذِیْ وہ جس نے خَلَقَکَ تجھے پیدا کیا فَسَوّٰکَ پھر تجھے ٹھیک ٹھاک کیا فَعَدَلَکَ پھر تجھے معتدل بنایا فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا جس صورت میں شَآءَ چاہا رَکَّبَکَ تجھے جوڑ دیا کَلَّا ہرگز نہیں بَلْ بلکہ تُکَذِّبُوْنَ تم جھٹلاتے ہو بِالدِّیْنِ جزا کو

ترجمہ:۔ اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے اس پروردگار کے معاملے میں دھوکا لگا دیا ہے جو بڑا کرم والا ہے۔جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے ٹھیک ٹھیک بنایا، پھر تیرے اندر اعتدال پیدا کیا؟ جس صورت میں چاہا، اس نے تجھے جوڑ کر تیار کیا۔ ہرگز ایسا نہیں ہونا چاہیے۔لیکن تم جزا وسزا کو جھٹلاتے ہو۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے پروردگار کے معاملہ میں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے جو بڑا کرم والا ہے؟

۲۔وہ پروردگار جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے ٹھیک بنایا پھر تیرے اندر اعتدال پیدا کیا۔

۳۔وہ پروردگار جس نے تجھے جس صورت میں چاہا ڈھال دیا۔

۴۔ایسا ہر گز نہیں ہونا چاہئے مگر تم تو جزا وسزا کو جھٹلاتے ہو۔

قیامت کے احوال اور اسکی ہولناکی کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی انسان کو اس کے اعمال کی کوتاہی اور اسکی لاپرواہی پر ملامت کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اے انسان! تو ان تمام حقائق کو جاننے کے بعد بھی اپنے رب کی نافرمانی کر رہا ہے اور اسکی اطاعت سے منہ موڑ رہا ہے آخر ایسی کونسی وجہ ہے جس نے تجھے اس کریم رب کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے سے روکے رکھا اور دھوکہ میں ڈال رکھا ہے کہ تو اس رب کی نافرمانی اور کفر پر ہی مصر ہے؟ حضرت صالح بن مسمار رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہم تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یَآأَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ یہ آیت پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اسکے جہل نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے (تفسیر قرطبی۔ج۱۹،ص۲۴۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے کے مطابق یہاں انسان سے ولید بن مغیرہ مراد ہے اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے مطابق اس سے مراد ابی ابن خلف ہے مگر یہ آیت ہر اس شخص کو شامل ہے جو اللہ تعالی کا نافرمان اور اسکے ساتھ کفر کرنے والا ہے، آگے اللہ تعالی ایسے نافرمان سے فرمارہے ہیں کہ تو کیسے اپنے اس رب کی نافرمانی کرسکتا ہے جس نے تجھے ایک پانی کے قطرہ یعنی نطفہ سے پیدا کیا اور جس نے تیرے تمام اعضاء جسم کو درست اور ٹھیک ٹھیک بنایا کہ تو اپنی ساری ضرورتیں بآسانی اس سے پوری کرتا ہے اور اس نے بنایا بھی تجھے معتدل قامت کے ساتھ یعنی اس نے ایسا نہیں کیا کہ تیرے ہاتھوں کو تیرے جسم سے بھی زیادہ طویل بنادیا یا پھر تیرے پیروں کو بالکل ہی چھوٹا کر دیا یا پھر تیرے سر کو اتنا بڑا بنا دیا ہو کہ تو چل نہ پائے، ایسا اس نے نہیں کیا بلکہ تجھے معتدل انداز میں جس چیز کی شکل اور قامت جیسی ہونی چاہیے اسی طرح پیدا کیا الغرض اس نے اچھی سے اچھی صورت میں جس میں تجھے ڈھالنا تھا اس نے ڈھال دیا جیسا کہ سورۃ التین کی آیت نمبر ۴ میں فرمایا گیا لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ کہ یقینا ہم نے انسان کو بہترین سانچہ میں ڈھال کر پیدا کیا، لیکن پھر تو نے اس رب کے احسانات کو فراموش کر ڈالا اور اسی کا نافرمان ہو گیا، تجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ تجھے تو اس رب کا برگزیدہ بن کر رہنا چاہئے جس نے تجھ پر اتنے احسانات کئے لیکن تیری فطرت میں ہی نافرمانی اور معصیت بھری ہوئی ہے اس لئے تو نے اس احسان کا پاس ولحاظ نہیں رکھا اور حقیقت تو یہ ہے کہ تجھے آخرت اور جزا وسزا کا کوئی یقین ہی نہیں اس لئے بھی تو اپنی من چاہی زندگی گزار رہا ہے لیکن جب تو اس جزا وسزا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا تو اپنے کئے پر پچھتائے گا اور اس وقت تیرا یہ پچھتانا تجھے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

﴿درس نمبر ۲۳۳۲﴾ تم پر کچھ نگران فرشتے مقرر ہیں ﴿الانفطار ۱۰۔تا۔۱۲﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ جبکہ اِنَّ بلا شبہ عَلَيْكُمْ تم پر لَحٰفِظِيْنَ البتہ نگران ہیں كِرَامًا معزز كَاتِبِيْنَ لکھنے والے يَعْلَمُوْنَ وہ جانتے ہیں مَا جو کچھ تَفْعَلُوْنَ تم کرتے ہو

ترجمہ:۔ حالانکہ تم پر کچھ نگران (فرشتے) مقرر ہیں۔ وہ معزز لکھنے والے۔ جو تمہارے سارے کاموں کو جانتے ہیں۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔ یقیناً تم پر کچھ نگران فرشتے مقرر ہیں۔ ۲۔ وہ معزز لکھنے والے جو تمہارے سارے کاموں کو جانتے ہیں۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالی ان نافرمانوں کو انکی نافرمانی پر ڈانٹتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ جو کچھ بھی تم اعمال اس دنیا میں کرتے ہو وہ اللہ تعالی کے پاس محفوظ نہیں ہیں؟ اور کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے تمام اعمال کو محفوظ کرنا اللہ تعالی کے لئے مشکل کام ہے؟ اگر ایسا سوچتے ہو تو ہماری بات کان کھول کر سن لو کہ ہم نے دو معزز فرشتوں کو تم پر مقرر کیا ہوا ہے جو تمہارے ادنی سے ادنی اعمال کو بھی لکھ لیتے ہیں، جو کچھ چھپ کر اندھیرے میں تم کرتے ہو اسے بھی درج کر لیتے ہیں اور ان اعمال کو بھی جو تم علانیہ کرتے ہو، یہ ایسے فرشتے ہیں جو تمہارے ہر عمل کو جانتے ہیں کہ ان سے تمہارا کوئی عمل ڈھکا چھپا نہیں ہے، انہی فرشتوں یعنی کراما کاتبین سے متعلق سورۃ ق کی آیت نمبر ۱۷، ۱۸ میں فرمایا گیا ہے عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ کہ ایک فرشتہ ان میں سے دائیں جانب بیٹھا ہوتا ہے تو دوسرا بائیں جانب، انسان کوئی لفظ زبان سے نکال نہیں پاتا مگر اس پر ایک نگران مقرر ہوتا ہے جو لکھنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔ ان دو فرشتوں سے متعلق حدیث میں مروی ہے جسے حضرت کنانہ عدوی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے بتائیے کہ ایک بندہ کے ساتھ کتنے فرشتے ہوتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک فرشتہ تو بندہ کی دائیں جانب ہوتا ہے جو اسکی نیکیاں لکھتا رہتا ہے اور دوسرا وہ ہے جو اسکے بائیں ہوتا ہے اور وہ اسکے گناہ لکھتا رہتا ہے، یہ جو دائیں والا فرشتہ ہے وہ اس بائیں جانب والے فرشتہ کا امیر ہوتا ہے لہذا جب کبھی بندہ کوئی نیکی کرتا ہے تو وہ فرشتہ اسکے حق میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ اس گناہ لکھنے والے بائیں جانب موجود فرشتہ سے کہتا ہے کہ تھوڑی دیر ٹھہر جا شاید کہ بندہ توبہ کر لے، چنانچہ اگر بندہ اس دوران توبہ کر لیتا ہے تو وہ گناہ لکھا نہیں جاتا اور اگر توبہ نہیں کرتا تو صرف ایک گناہ ہی لکھ لیا جاتا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۹۔ ص، ۲۹۳). لہذا جب قیامت کا دن ہوگا تب یہ فرشتے ان اعمال ناموں کو اللہ رب العزت کے سامنے پیش کر دیتے ہیں پھر انہی اعمال کے حساب سے بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا چنانچہ کچھ بندوں کے حق میں جنت آئے گی تو کچھ کے حصہ میں جہنم فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ جنت میں کون جائے گا اور جہنم میں کون جائے گا اسکا تذکرہ اگلی آیتوں میں کیا جارہا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۳۳﴾ **نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے** ﴿الانفطار ۱۳۔تا۔۱۶﴾

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلاشبہ الْاَبْرَارَ نیک لوگ لَفِيْ نَعِيْمٍ البتہ نعمت میں ہوں گے وَ اور اِنَّ بلاشبہ الْفُجَّارَ بدکارلوگ لَفِيْ جَحِيْمٍ البتہ جہنم میں ہوں گے يَّصْلَوْنَهَا وہ داخل ہوں گے اس میں يَوْمَ یوم الدِّيْنِ جزا وَ اور مَا نہ هُمْ وہ عَنْهَا اس سے بِغَآئِبِيْنَ غائب ہوں گے

ترجمہ:۔ یقین رکھو کہ نیک لوگ یقیناً بڑی نعمتوں میں ہوں گے اور بدکار لوگ ضرور دوزخ میں ہوں گے وہ اس میں جزاوسزا کے دن داخل ہوں گے اور وہ اس سے غائب نہیں ہوسکتے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقیناً نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے۔

۲۔ بدکارلوگوں ضرور دوزخ میں ہوں گے۔

۳۔ یہ لوگ اس میں جزاوسزا کے دن داخل ہوں گے جہاں سے وہ غائب نہیں ہوسکتے۔

چنانچہ جب قیامت کے دن یہ فرشتے ان بندوں کے اعمال نامہ اللہ تعالی کے حضور پیش کریں گے تب اللہ تعالی ان اعمال کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ سنائیں گے لہذا جن لوگوں کے اعمال نامے نیکیوں اور اچھے کاموں سے بھرے ہوں گے اور جنہوں نے ابرار اور اللہ تعالی کے فرمانبردار بن کر زندگی گزاری ہوگی تو ان کے حق میں اللہ تعالی جنت کا فیصلہ سنائے گا اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ آمِنِيْنَ ان سے کہا جائے گا کہ جاؤ اس جنت میں امن وسلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤ (الحجر۔۴۶) اور جن لوگوں نے اللہ تعالی کی نافرمانی کو اپنا شیوہ بنایا ہوگا، معصیت اور گناہوں میں اپنی زندگی گزاری ہوگی تو ایسے فاسق وفاجر لوگوں کے حق میں اللہ تعالی جہنم کا فیصلہ صادر فرمائے گا اُدْخُلُوْا فِيْ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ان سے کہا جائے گا جو جنات وانسان کہ ان گروہوں کے ساتھ ہیں تم بھی جہنم میں داخل ہوجاؤ جو تم سے پہلے گزرے ہیں (الاعراف۔۳۸) اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ کافرو نافرمان لوگ اس جہنم میں اس دن داخل ہوں گے جس روز یوم جزا ہوگی جس کا یہ لوگ دنیا میں انکار کرتے تھے لیکن انہیں مرنے کے بعد اس دوزخ میں داخل ہونے سے قبل عذاب نہیں دیا جائے گا بلکہ جب تک وہ لوگ اپنی قبروں میں یعنی حالت برزخ میں رہیں گے اس وقت تک انہیں یہ عذاب ہوتا ہی رہے گا اسی کو فرمایا وَمَا هُمْ عَنْهَا

بِغَائِبِيْنَ یہ تفسیر امام زمخشری علیہ الرحمہ نے فرمائی اس حساب سے بندہ کی تین حالتیں ہوئیں ایک دنیا کی، دوسری برزخ کی اور تیسری آخرت کی، دوسرے ائمہ نے اسکی تفسیر میں یوں فرمایا کہ اس دوزخ سے ایک لمحہ کے لئے بھی غائب نہیں ہوگا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسی میں رہیگا فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ چنانچہ ایسے لوگوں کو آج نہ وہاں سے نکالا جائے گا اور نہ ہی ان سے معافی مانگنے کو کہا جائے گا۔(الجاثیہ۔۳۵) وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنْهَا اور وہ لوگ اس سے کبھی باہر نہیں نکلیں گے۔(البقرۃ۔۱۶۷) خَالِدِيْنَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ وہ لوگ ہمیشہ اسی عذاب میں رہیں گے کہ نہ کبھی ان سے عذاب کو ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی کبھی انہیں مہلت دی جائے گی، ایسے ہی جنتی لوگ اپنی جنت میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے کبھی اس سے باہر نہیں آئیں گے وَأَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بہرحال جو نیک لوگ ہیں وہ جنت میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے(ہود۔۱۰۸) اللہ ہم تمام کو دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل فرمائے۔آمین۔

﴿درس نمبر ۲۳۳۴﴾ تمہیں کیا پتہ کہ جزاء کا دن کیا ہے ﴿الانفطار ۱۷۔تا۔۱۹﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَآ کس چیز نے اَدْرٰىكَ خبر دی آپ کو مَا يَوْمُ کیا چیز ہے يَوْمُ الدِّيْنِ جزا کا دن ثُمَّ پھر مَآ کس چیز نے اَدْرٰىكَ خبر د آپ کو مَا کیا ہے يَوْمُ الدِّيْنِ جزا کا دن يَوْمَ اس دن لَا تَمْلِكُ اختیار نہیں نَفْسٌ کوئی نفس لِّنَفْسٍ کسی نفس کے لیے شَيْئًا کچھ بھی وَ اور الْاَمْرُ حکم يَوْمَئِذٍ اس دن لِّلّٰهِ اللہ ہی کا ہوگا

ترجمہ:۔ اور تمہیں کیا پتہ کہ جزاء و سزا کا دن کیا چیز ہے؟ ہاں! تمہیں کیا پتہ کہ جزا و سزا کا دن کیا چیز ہے؟ یہ وہ دن ہوگا جس میں کسی دوسرے کے لیے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہیں ہوگا، اور تمام تر حکم اس دن اللہ ہی کا چلے گا۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔تمہیں کیا پتا کہ جزا و سزا کا دن کیا چیز ہے؟۔ ۲۔ہاں! تمہیں کیا پتا کہ جزا و سزا کا دن کیا چیز ہے؟۔

۳۔یہ وہ دن ہوگا جس دن کسی دوسرے کے لئے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہیں ہوگا۔

۴۔اس دن تمام تر حکم صرف اللہ تعالی ہی کا چلے گا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی ان نافرمان کافروں و مشرکوں کو آخرت کی ہولناکی سے ڈراتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ جس جزا و سزا کے دن تمام بندوں کے اعمال انکے سامنے ظاہر کردیئے جائیں گے اور پھر انہیں ان کے اعمال کے

مطابق بدلہ دیا جائے گا تو اس دن کے بارے میں تمہیں کچھ پتہ بھی ہے کہ وہ دن کیسا ہولناک اور لرزہ دینے والا ہے؟ پھر دوبارہ یہی سوال کیا جا رہا ہے تا کہ اس دن کی سختی اور شدت کو بیان کیا جائے چنانچہ فرمایا ثُمَّ مَآ أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ہاں! اسی دن کی تمہیں کچھ خبر بھی ہے کہ وہ دن کیا ہونے والا ہے اور کیا حالات تمہارے ساتھ پیش آئیں گے؟ یقیناً تمہیں اس دن کی کچھ خبر ہی نہیں اس لئے کہ اگر حقیقت میں تم اس دن کی شدت، سختی اور ہولناکی کو جان جاتے تو ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ تعالی کی عبادت و اطاعت سے منہ نہ موڑتے اور ساری عمر اسی کی بندگی میں لگے رہتے، اس رب کی عبادت سے تمہاری یہ غفلت بتا رہی ہے کہ تم اس دن کے انجام اور اسکی سختی سے ناواقف ہو، یہاں ان آیتوں میں مخاطب تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا گیا ہے لیکن مطلوب یہ کفار و مشرکین ہیں جو اس دن سے غافل و بے خبر ہیں۔ اسکے بعد اللہ تعالی ہی اس دن کی چند جھلکیاں ان مشرکین کے سامنے ظاہر فرما رہے ہیں کہ اس دن کیا ہونے والا ہے؟ چنانچہ فرمایا يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئاً آج تو تم لوگ اس دنیا میں ہر آفت اور برے حالات سے نمٹنے کے لئے ایک دوسرے کا سہارا لیتے ہو اور دوسروں کی مدد سے اپنے اوپر آنے والی مصیبت اور آفت کو ٹال سکتے ہو یا اس میں کچھ نرمی یا راحت حاصل کر سکتے ہو لیکن اس جزا و سزا کے دن ایسا کچھ ہونے والا نہیں ہے، وہاں کوئی کسی کے کچھ کام نہ آئے گا، نہ ہی کسی کی دولت کام آئے گی اور نہ ہی کسی کا رتبہ اور نہ ہی ایک دوسرے کا وہاں کوئی حامی و مددگار غمگسار ہوگا بلکہ وہاں تو بس بندہ کے اعمال ہی کام آئیں گے وَاتَّقُوا يَوْماً لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا اے لوگو! ڈرو اس دن سے جس دن کوئی کسی کے کچھ کام نہ آئے گا (البقرہ۔ ۴۸) اور وہاں حکم چلے گا تو بس اللہ تعالی کا کہ اسکے علاوہ کسی میں وہاں منہ کھولنے کی بھی ہمت نہیں ہوگی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ آیت نازل ہوئی تو آپ نے ہر قبیلہ کو نام بنام پکار کر کہا کہ اپنے آپ کو تم آگ سے بچالو اس لئے کہ اس دن اللہ کے مقابلہ میں تمہارے میں کچھ کام نہ آؤں گا۔ (مسلم۔ ۲۰۴) لہذا اب سوچ لو کہ جس رب کی تم یہاں نافرمانی کرتے جا رہے ہو کل تمہیں اسی کے سامنے ٹہرنا ہے اور پھر وہی تمہارا فیصلہ کرے گا، اب جو زندگی بھر اس رب کا نافرمان بن کر رہا ہو تو کیا وہ رب اس دن اسے معاف کر دے گا؟ نہیں ہرگز نہیں تو پھر اب بھی وقت ہے اس بات کو سمجھو اور اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اس رب کی جانب لوٹ آؤ تا کہ تم اس دن کی ہولناکی اور عذاب سے بچا لئے جاؤ۔

سُوْرَۃُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَکِّيَّۃٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۳۶ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿المطففین ۱۔تا۔۴﴾ **بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی** ﴿درس نمبر ۲۳۳۵﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَيْلٌ ہلاکت ہے لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اِذَا جب اكْتَالُوْا وہ ناپ کر لیتے ہیں عَلَى النَّاسِ لوگوں سے يَسْتَوْفُوْنَ پورا لیتے ہیں وَ اور اِذَا جب كَالُوْهُمْ وہ انھیں ناپ کر دیتے ہیں اَوْ وَّزَنُوْهُمْ یا انھیں تول کر دیتے ہیں يُخْسِرُوْنَ تو کم دیتے ہیں اَلَا يَظُنُّ کیا یقین نہیں رکھتے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ اَنَّهُمْ کہ بلاشبہ وہ مَّبْعُوْثُوْنَ اٹھائے جائیں گے

ترجمہ:۔ بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی جن کا حال یہ ہے کہ جب وہ لوگوں سے خود کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پوری پوری لیتے ہیں اور جب وہ کسی کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں کیا یہ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ انہیں زندہ کر کے اٹھایا جائے گا؟

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۃ المطففین پڑھی اللہ اسے رحیق مختوم سے سیراب کرے گا، پوچھا گیا یا رسول اللہ! رحیق مختوم کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شراب کی چھوٹی نہریں۔ (تخریج احادیث الکشاف للزیلعی۔ج،۴۔ص،۱۷۴)

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی۔

۲۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب وہ لوگوں سے خود کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پوری پوری لیتے ہیں۔

۳۔ جب کسی اور کو یہ لوگ ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔

۴۔ کیا یہ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ انہیں ایک عظیم دن دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا؟۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے قیامت کے احوال اور اسکی ہولناکی کو بیان فرما کر آخر میں اسکی نافرمانی کرنے والوں کے انجام سے بھی آگاہ کیا، اس سورت میں بھی اللہ تعالی قیامت کی حالت ہی بیان فرمارہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ اس دن جس دن اللہ تعالی بندوں کو انکے اعمال کے مطابق بدلہ عطا کرے گا تو اس دن ان ناپ تول میں کمی کرنے

والوں کی بڑی خرابی ہوگی یعنی انہیں سخت سے سخت عذاب دیا جائے گا، یہ آیتیں اس وقت نازل ہوئیں جب آپ علیہ السلام مدینہ تشریف لائے تھے تو اس وقت آپ نے دیکھا کہ مدینہ کے لوگ ناپ تول میں کمی کر رہے ہیں تب اللہ تعالیٰ نے یہ سورت وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ نازل فرمائی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد تمام لوگ اچھی طرح تول کر دینے لگے۔(نسائی۔ ۲۲۲۳)، ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے بارے میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ جتنے بھی ناپنے اور تولنے والے ہیں سب کے سب جہنم میں جائیں گے تو کسی نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کا بیٹا بھی تو ناپ تول ہی کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ بھی جہنم میں جائے گا۔(تفسیر زمخشری۔ ج، ۴۔ص، ۷۱۹)، یعنی عام طور سے کوئی بھی تاجر ناپ تول میں کمی کرنے سے بچا ہوا نہیں ہوتا، الا ماشاء اللہ، یہی وجہ ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے مطلقا سب کے جہنمی ہونے کا ذکر فرمادیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ پانچ چیزوں کی وجہ سے پانچ چیزیں آتی ہے، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ علیہ السلام سے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ پانچ چیزیں کونسی ہیں تو آپ علیہ السلام نے ان پانچ چیزوں کا ذکر فرمایا ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس قوم میں ناپ میں کمی ہونے لگے تو وہاں غلہ کی قلت ہونے لگتی ہے اور قحط نازل ہوتا ہے۔(المعجم الکبیر للطبرانی۔ ۱۰۹۹۲) لہٰذا اس گناہ سے بچنا چاہئے، اللہ تعالیٰ ان ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی صفت بیان کر رہے ہیں کہ یہ لوگ جو ناپ تول میں کمی کرنے والے ہیں جب انہیں کسی اور سے کچھ خریداری کرنی ہوتی ہے تو اس وقت یہ لوگ ٹھیک ٹھیک تول کر اور ناپ کر لیتے ہیں کہ کہیں اس میں کوئی کمی نہ ہو جائے لیکن یہی لوگ جب کسی دوسرے کو تول کر یا ناپ کر کوئی چیز دیتے ہیں تو اسے گھٹا کر دیتے ہیں تا کہ آگے والے کو نقصان ہو اور خود کو فائدہ حاصل ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سب کو یہ حکم دیا ہے کہ انصاف سے تول کر دیا کرو چاہے خود لے رہے ہوں یا دوسروں کو دے رہے ہوں أَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ جب کسی کو کوئی چیز پیمانہ سے ناپ کر دو تو پورا ناپو اور تولنے کیلئے صحیح اور درست ترازو استعمال کرو (بنی اسرائیل۔ ۳۵) وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ناپ تول کو پورا پورا انصاف کے ساتھ کیا کرو(الانعام۔ ۳۵)، چنانچہ جو کوئی اس گناہ کا ارتکاب کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے سخت سے سخت عذاب دے گا اسی کا خوف دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ کیا تم ہمارے اس عذاب سے بے خوف ہو گئے ہو؟ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تمہیں یہیں اسی دنیا میں رہنا ہے؟ اسکے بعد دوبارہ ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آنا ہے؟ یاد رکھو تمہیں مرنے کے بعد خوف و وحشت کے دن پھر سے ہمارے ہی پاس آنا ہے اور جو ہمارے حکموں کو ٹھکراتا ہے اس دن ہم اسے خوب سزا دینگے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اکثر ناپنے تولنے والوں کے پاس جایا آیا کرتے تھے اور ان سے کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ناپ تول کو پورا پورا انصاف کے ساتھ کرو اس لئے کہ کل قیامت کے دن ناپ تول میں کمی کرنے والے اپنے پسینہ میں کانوں تک ڈوبے ہوں گے۔(تفسیر قرطبی۔ ج،۱۹۔ص، ۲۵۴)

﴿درس نمبر ۲۳۳۶﴾ **بدکاروں کا نامۂ اعمال سجین میں ہے** ﴿المطففین ۵-تا-۱۰﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ O يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ O وَمَآ اَدْرٰكَ مَا سِجِّيْنٌ O كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ O وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ اس یوم عظیم کے لیے يَّوْمَ جس دن يَقُوْمُ کھڑے ہوں گے النَّاسُ لوگ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رب العالمین کے سامنے؟ كَلَّآ ہرگز نہیں! اِنَّ بلاشبہ كِتٰبَ نامۂ اعمال الْفُجَّارِ فاجروں کا لَفِيْ سِجِّيْنٍ البتہ سجین میں ہے وَ اور مَآ کس چیز نے اَدْرٰكَ خبر دی آپ کو مَا کیا ہے سِجِّيْنٌ سجین كِتٰبٌ ایک کتاب ہے مَّرْقُوْمٌ لکھی ہوئی وَيْلٌ ہلاکت ہے يَّوْمَئِذٍ اس دن لِّلْمُكَذِّبِيْنَ جھٹلانے والوں کے لیے

ترجمہ: ۔ ایک بڑے زبردست دن میں جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے ہرگز ایسا نہیں چاہیے! یقین جانو کہ بدکار لوگوں کا اعمال نامہ سجین میں ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ سجین (میں رکھا ہوا اعمال نامہ) کیا چیز ہے وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے اس دن بڑی خرابی ہوگی حق کو جھٹلانے والوں کی۔

تشریح: ۔ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

۲۔یقین جانو کہ بدکاروں کا اعمال نامہ سجین میں ہے۔

۳۔ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ ۴۔تمہیں کچھ معلوم بھی ہے کہ سجین میں رکھا ہوا اعمال نامہ کیا چیز ہے؟۔

۵۔اس دن حق کو جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ ۶۔وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔

قیامت کا دن ایسا دن ہے کہ جس دن ہر انسان اپنے پروردگار کے سامنے عاجزی سے ہاتھ باندھے ننگے پیر، ننگے بدن خوف و دہشت کے عالم میں کھڑا ہوگا اور اپنے فیصلے کا انتظار کر رہا ہوگا کہ اس کے حق میں جنت کی عیش و عشرت آئے گی یا پھر اسے دوزخ کی دہکتی آگ میں جھونک دیا جائے گا، چونکہ اس دن انسانوں کے دو گروہ ہوں گے کہ ایک گروہ ان میں جنت میں جانے والا ہوگا اور دوسرا جہنم میں فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ (الشوریٰ۔۷) اللہ تعالیٰ سب سے پہلے جہنم میں جانے والوں کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ یہ منکرین کو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ جنہوں نے اپنے پروردگار کے حکموں کو ٹھکرایا، اسکی نافرمانی کی، اسکے ساتھ کفر کیا، انکا اعمال نامہ ایک ایسی جگہ رکھا ہوا ہے جسے سجین کہا جاتا ہے جو کہ ایسی جگہ ہے جہاں پر صرف برے، نافرمان اور دوزخیوں کے اعمال نامے رکھے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ خود اس سجین کے بارے میں

فرمارہے ہیں کہ کیا تمہیں معلوم بھی ہے کہ وہ سجین کیا چیز ہے؟ وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے، اس کتاب کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سجین ایسا مقام ہے جہاں پر کفار کی روحیں اور انکے اعمال نامے رکھے ہوئے ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ج ۱۹۔ص ۲۵۷) اور مجاہد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ سجین ایک چٹان ہے جسے ساتوں زمین کے نیچے الٹ کر اسکے نیچے فجار کے اعمال ناموں کو رکھ دیا گیا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ج ۱۹۔ص ۲۵۷) اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ان کے ان اعمال ناموں میں ذرہ برابر بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے اسکی پوری پوری سزا انہیں دی جائے گی اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ اس دن جب ان فجار و کفار کے اور قیامت کا انکار کرنے والوں کے اعمال نامے ظاہر کردیئے جائیں گے تو انکی بڑی خرابی ہونے والی ہے اس لئے کہ ان کے اعمال ایسے ہیں جو انہیں سیدھا جہنم میں لے جائیں گے جو کہ بہت ہی دردناک جگہ ہے۔

﴿درس نمبر ۷۲۳۳﴾ حد سے گزرا ہوا گنہگار ہی قیامت کو جھٹلاتا ہے ﴿المطففین ۱۱۔تا۔۱۶﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَّذِيْنَ وہ جو يُكَذِّبُوْنَ جھٹلاتے ہیں بِيَوْمِ یوم الدِّيْنِ جزا کو وَ اور مَا يُكَذِّبُ نہیں جھٹلاتا بِهٖٓ اسے اِلَّا مگر كُلُّ مُعْتَدٍ ہر حد سے گزرنے والا اَثِيْمٍ گناہ گار ہی اِذَا جب تُتْلٰى تلاوت کی جاتی ہیں عَلَيْهِ اس پر اٰيٰتُنَا ہماری آیتیں قَالَ وہ کہتا ہے اَسَاطِيْرُ کہانیاں الْاَوَّلِيْنَ پہلے لوگوں کی كَلَّا ہرگز نہیں! بَلْ بلکہ رَانَ زنگ لگا دیا ہے عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ان کے دلوں پر مَّا اس نے كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ وہ کماتے تھے كَلَّآ ہرگز نہیں! اِنَّهُمْ بلاشبہ وہ عَنْ رَّبِّهِمْ اپنے رب سے يَوْمَئِذٍ اس دن لَّمَحْجُوْبُوْنَ البتہ اوٹ میں رکھے جائیں گے ثُمَّ پھر اِنَّهُمْ بلاشبہ وہ لَصَالُوا ضرور داخل ہونگے الْجَحِيْمِ جہنم میں

ترجمہ:۔ جو جزاء وسزا کے دن کو جھٹلاتے ہیں اور اس دن کو وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے گزرا ہوا گنہگار ہو اسے جب ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہوں تو وہ کہتا ہو کہ: یہ تو پچھلے لوگوں کے افسانے ہیں ہرگز نہیں! بلکہ جو عمل یہ کرتے رہے ہیں اس نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ہرگز نہیں! حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اس دن اپنے پروردگار کے دیدار سے محروم ہوں گے پھر ان کو دوزخ میں داخل ہونا پڑے گا۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ جھٹلانے والے جزاوسزا کے دن کو جھٹلاتے ہیں۔

۲۔اس دن کو وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے گزرا ہوا گنہ گار ہو۔

۳۔اسے جب ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو پچھلے لوگوں کے افسانے ہیں۔

۴۔ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ جو عمل یہ لوگ کرتے رہے ہیں اس نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے۔

۵۔ ہرگز ایسی بات نہیں ہے جو یہ لوگ کہتے ہیں۔

۶۔حقیقت تو یہ ہے کہ یہ لوگ اس دن اپنے پروردگار کے دیدار سے محروم رہیں گے۔

۷۔پھر ایسے لوگوں کو دوزخ میں داخل ہونا پڑے گا۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالی نے یہ واضح کر دیا کہ جو لوگ جھٹلانے والے ہیں انکی اس روز جزا کے دن بڑی خرابی ہونے والی ہیں، یہاں وہ جھٹلانے والے کس چیز کو جھٹلاتے ہیں؟ بیان کیا جارہا ہے کہ یہ لوگ جزاوسزا کے دن کو جھٹلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انسان کی زندگی تو بس اسی دنیا تک محدود ہے کہ نہ تو اسے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور نہ ہی یہاں اس نے جو کیا ہے اسکا کوئی حساب دینا ہے اور پھر جب حساب ہی دینا نہیں تو پھر جنت وجہنم کے کیا معنی؟ یعنی نہ تو جنت ہے اور نہ ہی جہنم بس یہ تو کہنے والی باتیں ہیں اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ہماری تو بس یہی دنیوی زندگی ہے ہمیں دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا نہیں جائے گا (الانعام۔۲۹) یہاں اللہ تعالی نے جو وعید بیان کی وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ تو اس وعید میں وہ شخص بھی داخل ہے جو حق کو جھٹلاتا ہے، قرآن کی آیتوں کا انکار کرتا ہے، توحید اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننے سے انکار کرتا ہے، چونکہ یہ سب انکار یوم جزا کے انکار کی وجہ سے ہے تو اسی لئے اللہ تعالی نے خاص طور سے یوم جزا کے انکار کا ذکر فرمایا پھر اللہ تعالی ان انکار کرنے والوں کی صفات بیان کررہے ہیں جس سے مطلب سمجھ میں آجائے گا چنانچہ فرمایا کہ حق کو اور یوم جزا کو جھٹلانے کا کام بس وہی شخص کرسکتا ہے جو گناہ کرنے اور ظلم کرنے میں حد سے بڑھا ہوا ہو اور جس کی زندگی کا لمحہ لمحہ گناہوں میں ڈوبا ہوا ہو، حرام کی طرف رغبت رکھنے والا اور حلال سے دور بھاگنے والا ہو، اور جب اس کے سامنے اللہ تعالی کے کلام کی سچائی سے واقف کروایا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ قرآن جو باتیں بیان کررہا ہے یہ تو ہم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں اس کے سوا کچھ نہیں، اگر یہ کلام اللہ تعالی کی طرف سے ہوتا تو اس میں یہ قصے کہانیاں نہ ہوتے؟ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ جب ان سے کہا گیا کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے؟ تو ان لوگوں نے کہا کہ گزرے ہوئے لوگوں کے افسانے (النحل۔۲۴) اور سورۃ فرقان کی آیت نمبر ۵ میں فرمایا گیا وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا یہ تو پچھلے لوگوں کی لکھی ہوئی کہانیاں ہیں جو اس شخص نے لکھوالی ہیں اور صبح وشام

وہی اسکے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔یعنی یہ لوگ اس قرآن مجید کو وحی ماننے سے انکار کرتے تھے اور اسے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرتے تھے اس کلام کو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی نعوذ باللہ گھڑ لیا ہے، تو اب جو کوئی ایسی خصلت والا ہوتا ہے اسکے سامنے جس قدر بھی حق کھول کھول بیان کردو تب بھی اسے حق بات سمجھ میں نہیں آتی اسکی وجہ کیا ہے؟ اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ كَلَّا بَلْ رانَ عَلى قُلُوبِهِمْ ما كانُوا يَكْسِبُونَ ایسی بات ہرگز نہیں ہے جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں یعنی نہ تو یہ کوئی قصہ کہانی والی کتاب ہے اور نہ ہی اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا ہے بلکہ یہ تو اللہ تعالی کی جانب سے بھیجی ہوئی ہدایت کی کتاب ہے لیکن یہ بات ان گنہگاروں کو سمجھ میں نہیں آئے گی اس لئے کہ انکی کرتوتوں کی وجہ سے انکے دلوں پر زنگ چڑھ چکا ہے یعنی انکے برے اعمال انکے دلوں میں ایمان کی روشنی داخل ہونے نہیں دیتے یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کو نہ حق بات سمجھ میں آتی ہے اور نہ ہی یہ لوگ اسے قبول کر پائیں گے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اسکے دل پر ایک سیاہ دھبہ بیٹھ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کرتا ہے، اپنے آپ کو گناہوں سے روکتا ہے اور استغفار کرتا ہے تو اسکے دل کی صفائی ہوجاتی ہے یعنی وہ دھبہ مٹ جاتا ہے اور اگر بندہ پھر سے گناہ پر گناہ کرتا جاتا ہے، اس دھبہ میں اضافہ ہوتے رہتا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اسکا پورا دل سیاہ ہوجاتا ہے اور یہ وہی زنگ ہے جسکے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا كَلَّا بَلْ رانَ عَلى قُلُوبِهِمْ ما كانُوا يَكْسِبُونَ (ترمذی۔ ۳۳۳۴) اللہ تعالی ان نافرمان اور جھٹلانے والوں کے ایک دوسرے عقیدہ کی تردید فرما رہے ہیں تمہارا یہ جو گمان ہے کہ جب ہم اس دنیا میں بہتر حالت میں ہیں تو اگر کل قیامت کے دن ہمیں دوبارہ زندہ کرکے اٹھایا بھی گیا تو ہم وہاں بھی بہتر حالت میں رہیں گے ، یہ گمان بالکل غلط ہے اس لئے کہ وہاں ٹھکانہ اسی کا بہتر ہوگا جو اللہ تعالی کا فرمانبردار رہے اور تم لوگ تو اس رب کے دیدار سے بھی محروم کردیئے جاوگے جو کہ وہاں ملنے والی سب سے بڑی نعمت ہے اور یہ نعمت اللہ تعالی اپنے فرمانبردار اور نیک بندوں کو نصیب فرمائے گا وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اس روز کچھ چہرے چمکتے دمکتے اپنے پروردگار کا دیدار کر رہے ہوں گے۔ (القیامہ۔ ۲۲، ۲۳) اس نعمت سے محرومی کے ساتھ ساتھ تمہیں اللہ تعالی جہنم میں ڈال دے گا جہاں تم اپنے کئے کی سزائیں پاؤ گے۔

﴿درس نمبر ۲۳۳۸﴾ نیک لوگوں کا نامۂ اعمال علّیین میں ہوگا ﴿المطففین ۱۷۔تا۔۲۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ O كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّيْنَ O وَمَآ أَدْرٰكَ مَا عِلِّيُّونَ O كِتٰبٌ مَّرْقُومٌ O يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ ثُمَّ پھر يُقَالُ کہا جائے گا هٰذَا یہ ہے الَّذِيْ وہ جو كُنْتُمْ تھے تم بِهٖ اس کو تُكَذِّبُوْنَ جھٹلاتے كَلَّآ ہر گز نہیں! اِنَّ بلاشبہ كِتٰبَ نامہ اعمال الْاَبْرَارِ نیک لوگوں کا لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ البتہ علّیین میں ہے وَ اور مَآ کس چیز نے اَدْرٰىكَ تمہیں خبر دی مَا کیا ہے عِلِّيُّوْنَ علّیین كِتٰبٌ ایک کتاب ہے مَّرْقُوْمٌ لکھی ہوئی يَّشْهَدُهُ حاضر ہوتے ہیں اس پر الْمُقَرَّبُوْنَ مقرب فرشتے

ترجمہ:۔ پھر کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ چیز جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے خبردار! نیک لوگوں کا اعمال نامہ علّیین میں ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ علّیین (میں رکھا ہوا اعمال نامہ) کیا چیز ہے؟ وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے جسے مقرب فرشتے دیکھتے ہیں۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر اس جہنم میں جانے والوں سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ چیز جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

۲۔ خبردار! نیک لوگوں کا اعمال نامہ علّیین میں ہے۔

۳۔ تمہیں معلوم بھی ہے کہ علّیین میں رکھا ہوا اعمال نامہ کیا ہے؟

۴۔ وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے جسے مقرب فرشتے دیکھتے ہیں۔

جب ان نافرمان اور حق کو جھٹلانے والوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا اس وقت انہیں مزید رسوا کرنے کے لئے ان سے کہا جائے گا کہ دنیا میں جب تم سے کہا جاتا تھا کہ اگر یہاں اللہ تعالی کی نافرمانی کرو گے تو کل قیامت کے دن تمہیں جہنم کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا تو اس وقت تم لوگ کہا کرتے تھے کہ نہ ہی جنت ہے اور نہ ہی جہنم اور نہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور نہ ہی دوزخ میں ڈالا جائے گا تو لو! یہی وہ دوزخ ہے جہاں اب تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا ہے اور یہاں جو عذاب تمہیں ملے گا وہ کبھی ختم نہیں ہوگا، یہی تمہارے اعمال کی سزا ہے هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ یہی وہ جہنم ہے جسکا یہ مجرمین انکار کرتے تھے چنانچہ یہ لوگ کبھی اس جہنم میں تو کبھی کھولتے ہوئے پانی کے درمیان پھرتے رہیں گے۔ (الرحمن ۴۳، ۴۴). نافرمان اور گنہگاروں کی سزاوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی اسکے فرمانبردار اور نیک لوگوں کو ملنے والے انعامات بیان کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ جن لوگوں نے اپنے رب پر ایمان قبول کیا، قیامت اور روز جزا پر جن کا ایمان تھا اور جو لوگ اپنے نبی کے بھی فرمانبردار تھے تو ایسے لوگوں کا اعمال نامہ علّیین میں رکھا جائے گا۔ حضرت کعب اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ علّیین وہ مقام ہے جو ساتویں آسمان پر موجود ہے جہاں پر مومنوں کی روحیں اور انکے اعمال نامے رکھے جاتے ہیں۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۴۔ ص، ۲۹۱)، چونکہ بطور ذلت فجار کی روحیں اور انکے اعمال نامے زمین کی سب سے نچلی سطح میں رکھے جاتے ہیں اسی طرح ان مومنین کی شان اور رفعت

وعزت کی خاطر انکی روحیں اوران کے اعمال نامے سب سے بلند آسمان پر رکھے جاتے ہیں، اللہ تعالی ان اعمال ناموں کی قدرومنزلت کوظاہر کررہے ہیں کہ اے نبی! کیا آپ کومعلوم بھی ہے کہ علّیین میں رکھے ہوئے اعمال نامے کیسے ہیں؟ یہ اعمال نامے ایسے ہیں کہ جن میں ان نیک لوگوں کا نام اورانکے اعمال درج ہیں جسکی حفاظت اللہ تعالی کے مقرب فرشتے کرتے ہیں اورانہیں دیکھتے رہتے ہیں، حضرت کعب احبار رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مومن کی روح جب قبض کی جاتی ہے تواسے آسمان کی طرف لیجایا جاتا ہے پھر آسمان کے دروازے اسکے لئے کھولے جاتے ہیں جہاں پرموجود فرشتے اسے خوشخبری سناتے ہیں پھراسے لے کر جاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ سدرۃ المنتہی پرپہنچ جاتے ہیں پھروہاں جانے کے بعد ایک پرچی نکالی جاتی ہے جس پرقیامت کے دن حساب وکتاب سے اسکے حق میں نجات کا پروانہ لکھا جاتا ہے پھراس پرمہرلگائی جاتی ہے جسے مقرب فرشتے دیکھتے ہیں۔(تفسیر قرطبی۔ج،۱۹۔ص،۲۶۹)

﴿درس نمبر ۲۳۳۹﴾ نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے ﴿المطففین ۲۲۔تا۔۲۸﴾

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ O عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ O تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْھِھِمْ نَضْرَۃَ النَّعِیْمِ O یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ O خِتٰمُہٗ مِسْکٌ ؕ وَفِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ O وَمِزَاجُہٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ O عَیْنًا یَّشْرَبُ بِھَا الْمُقَرَّبُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلاشبہ اَلْاَبْرَارَ نیک لوگ لَفِیْ نَعِیْمٍ البتہ نعمت میں ہوں گے عَلَی الْاَرَآئِکِ مسہریوں پر یَنْظُرُوْنَ دیکھ رہے ہوں گے تَعْرِفُ آپ پہچانیں گے فِیْ وُجُوْھِھِمْ ان کے چہروں میں نَضْرَۃَ تازگی النَّعِیْمِ نعمت کی یُسْقَوْنَ وہ پلائے جائیں گے مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ مہرلگی ہوئی خالص شراب میں سے خِتٰمُہٗ اس کی مہر ہوگی مِسْکٌ کستوری کی وَ اور فِیْ ذٰلِکَ اسی میں فَلْیَتَنَافَسِ لہٰذا چاہیے رغبت کریں الْمُتَنَافِسُوْنَ رغبت کرنے والے وَ اور مِزَاجُہٗ اس کی ملاوٹ مِنْ تَسْنِیْمٍ تسنیم سے ہوگی عَیْنًا ایک چشمہ ہے یَّشْرَبُ پئیں گے بِھَا اس میں سے الْمُقَرَّبُوْنَ مقرب بندے

ترجمہ:۔ یقین جانو کہ نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے آرام دہ نشستوں پر بیٹھے نظارہ کررہے ہوں گے ان کے چہروں پرنعمتوں میں رہنے سے جورونق آئے گی، تم اسے صاف پہچان لوگے انہیں ایسی خالص شراب پلائی جائے گی جس پرمہرلگی ہوگی اس کی مہر بھی مشک ہی مشک ہوگی۔اوریہی وہ چیز ہے جس پرللچانے والوں کو بڑھ چڑھ کرللچانا چاہیے اوراس شراب میں تسنیم کا پانی ملا ہوا ہوگا جوایک ایسا چشمہ ہے کہ جس سے اللہ کے مقرب بندے پانی پئیں گے۔

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔یقین جانو کہ نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے۔

۲۔آرام دہ نشستوں پر بیٹھے نظارہ کررہے ہوں گے۔

۳۔ان کے چہروں پر نعمتوں میں رہنے سے جو رونق آئے گی تم اسے صاف پہچان لو گے۔

۴۔انہیں ایسی خالص شراب پلائی جائے گی جس پر مہر لگی ہوگی۔

۵۔وہ مہر بھی مشک کی ہوگی۔ ۶۔یہی وہ چیز ہے جس پر للچانے والوں کو بڑھ چڑھ کر للچانا چاہیئے۔

۷۔اس شراب میں تسنیم کا پانی ملا ہوا ہوگا۔

۸۔وہ ایک ایسا چشمہ ہے جس سے اللہ کے مقرب بندے پئیں گے۔

یہاں اللہ تعالی ان نیک بندوں کو ملنے والے انعامات کا تذکرہ فرمارہے ہیں جن نیک بندوں کو انکے اعمال کے صلہ میں اللہ تعالی بڑی نعمتیں عطافرمائے گا کہ یہ لوگ جنت میں بڑے آرام سے اونچی اونچی نشستوں پر بیٹھ کر ان تمام نعمتوں کا نظارہ کررہے ہوں گے جو اللہ تعالی نے ان کے لئے تیار کر رکھا ہے، ان نعمتوں کو دیکھ کر اور اسے پا کر جو خوشی اور مسرت انہیں میسر ہوگی اسکے اثرات انکے چہروں سے جھلکنے لگیں گے جیسے اے نبی! آپ بھی صاف صاف پہچان لیں گے کہ یہ لوگ اللہ تعالی کی عطا کردہ نعمتوں سے خوش ہیں، وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ اس دن کتنے ہی چہرے چمکتے دمکتے، ہنستے اور خوشی مناتے ہوں گے (العبس۔ ۳۸،۳۹) پھر اللہ تبارک وتعالی انہیں ایسی خالص شراب پلائے گا جس پر مشک کی مہر لگی ہوگی، یہ شراب دنیا کی شراب سے بالکل مختلف ہوگی کہ اس شراب کو پی کر نہ تو جنون آئے گا اور نہ ہی انسان بہکے گا اور مزہ بھی بالکل میٹھا اور لذیذ ہوگا، یہ ساری نعمتیں اور انعامات صرف اور صرف نیک اور متقی لوگوں کو عطا کئے جائیں گے اور یہ انعامات ایسے ہیں کہ جن کے لئے لالچ کرنے والوں کو لالچ کرنا چاہیئے، دنیا کی نعمتوں میں لالچ کرنے سے انسان کو وقتی طور پر راحت اور سکون تو ملتا ہے لیکن دائمی فائدہ حاصل نہیں ہوتا لیکن یہ جنت کی نعمتیں ایسی ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ رہیں گی، کبھی ختم نہیں ہوں گی اس لئے نہ ختم ہونے والی نعمتوں کے لئے لالچ کرنا امر تحسین اور اچھی بات ہے فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ اور اس شراب کی صفات بیان کی جارہی ہیں کہ جو پاک وصاف شراب ان ابرار اور نیک لوگوں کو پلائی جائے گی اس شراب میں نہر تسنیم کا پانی بھی ملا ہوا ہوگا جو اس شراب کے ذائقہ کو اور بڑھا دے گا، لہذا اس شراب میں تین ذائقے ہوں گے ایک تو پاک وصاف شراب کا اور دوسرا مسک کا اور تیسرا نہر تسنیم کے پانی کا۔ یہ مشروب خالص ان لوگوں کیلئے ہوگا جو اللہ تعالی کے مقرب اور برگزیدہ بندے ہیں اور اللہ تعالی کے برگزیدہ بننے کیلئے ہر اس عمل کو اپنانا ہوگا جس کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے اور ہر اس عمل سے بچنا ہوگا جس سے بچنے کا اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور دل

میں اخلاص بھی پیدا کرنا ہوگا اسی وقت اللہ تعالی اس بندہ کو اپنے مقرب بندوں میں شامل فرمالیتا ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ تم میں سے اللہ تعالی کے نزدیک سب سے مکرم وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ (الحجرات۔ ۱۳) اللہ تعالی ہم تمام کو اپنا مقرب بنائے۔آمین۔

﴿درس نمبر ۲۳۴﴾ جو مجرم تھے وہ ایمان والوں پر ہنسا کرتے تھے ﴿المطففین ۲۹۔تا۔۳۶﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ O وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ O وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ O وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ O وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ O فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ O عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ O هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلاشبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جنھوں نے اَجْرَمُوْا اجرم کیے كَانُوْا تھے وہ مِنَ الَّذِيْنَ ان لوگوں پر جو اٰمَنُوْا ایمان لائے يَضْحَكُوْنَ ہنستے وَ اور اِذَا جب مَرُّوْا وہ گزرتے تھے بِهِمْ ان کے پاس سے يَتَغَامَزُوْنَ آنکھوں سے آپس میں اشارہ کرتے تھے وَ اور اِذَا جب انْقَلَبُوْٓا وہ لوٹتے تھے اِلٰٓى اَهْلِهِمُ اپنے اہل کی طرف انْقَلَبُوْا لوٹتے فَكِهِيْنَ دل لگی کرتے ہوئے وَ اور اِذَا جب رَاَوْهُمْ وہ دیکھتے تھے ان کو قَالُوْٓا کہتے تھے اِنَّ بلاشبہ هٰٓؤُلَآءِ یہ لوگ لَضَآلُّوْنَ ضرور گمراہ ہیں وَ اور مَآ اُرْسِلُوْا بھیجے نہیں گئے تھے وہ عَلَيْهِمْ ان پر حٰفِظِيْنَ نگران بنا کر فَالْيَوْمَ چنانچہ آج الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے مِنَ الْكُفَّارِ کافروں پر يَضْحَكُوْنَ ہنس رہے ہوں گے عَلَى الْاَرَآئِكِ مسہریوں پر يَنْظُرُوْنَ دیکھ رہے ہوں گے هَلْ کیا ثُوِّبَ بدلہ دیئے گئے الْكُفَّارُ کافر مَا اس کا جو كَانُوْا تھے وہ يَفْعَلُوْنَ کرتے؟

ترجمہ:۔ جو لوگ مجرم تھے وہ ایمان والوں پر ہنسا کرتے تھے اور جب ان کے پاس سے گزرتے تھے تو ایک دوسرے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارے کرتے تھے اور جب اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جاتے تھے، تو دل لگی کرتے ہوئے جاتے تھے اور جب ان (مومنوں) کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ لوگ یقینا گمراہ ہیں حالانکہ ان کو ان مسلمانوں پر نگران بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا آخر ہوگا یہ کہ آج ایمان لانے والے کافروں پر ہنس رہے ہوں گے آرام دہ نشستوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے کہ کافر لوگوں کو واقعی ان کاموں کا بدلہ مل گیا جو وہ کیا کرتے تھے۔

تشریح:۔ ان آٹھ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو مجرم لوگ تھے وہ ایمان والوں پر ہنسا کرتے تھے۔

۲۔ جب کبھی یہ ایمان والے ان مجرموں کے پاس سے گزرتے تو یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارے کرتے تھے۔

۳۔ جب اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جاتے تو دل لگی کرتے ہوئے جاتے تھے۔

۴۔ جب ان مومنوں کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ لوگ یقیناً گمراہ ہیں۔

۵۔ ان مجرموں کو تو ان مومنوں پر نگران بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا۔

۶۔ آخر کار آج یہ ایمان والے ان کافروں پر ہنس رہے ہوں گے۔

۷۔ آرام دہ نشستوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے کہ کافروں کو واقعی ان کاموں کا بدلہ مل گیا جو وہ کیا کرتے تھے

جو مجرم لوگ ہیں یہ ان مومنوں کی خستہ حالت اور ان پر ہونے والے مظالم کو دیکھ کر خوش ہوا کرتے تھے اور مذاق اڑایا کرتے تھے اس لئے کہ اس وقت مسلمانوں کے پاس نہ تو دولت وثروت تھی اور نہ قوت وطاقت اس لئے انکے ضعف اور کمزوری کو دیکھتے ہوئے ان پر ہنسا کرتے تھے اور جب کبھی کوئی طاقتور اور با اثر مومن ان کے پاس سے گزرتا تو چونکہ اس مومن کے سامنے کچھ کہنے کی انہیں ہمت نہیں تھی اس لئے بس ایک دوسرے کو اپنی آنکھوں سے اشارہ کر کے اسکا مذاق اڑایا کرتے تھے کہ دیکھو! یہ لوگ ایسے شخص پر ایمان لے آئے ہیں جو ایسی باتیں کہتا ہے جو عقل سے ماوراء ہے، یعنی ان کے نزدیک جنت وجہنم کا تذکرہ، مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا وعدہ یہ سب نہ ہونے والی باتیں ہیں اسی لئے یہ لوگ ان باتوں کا ذکر کر کے ہنسی مذاق کیا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہاں مجرمین سے مراد ولید، عقبہ، عاص بن وائل، اسود بن عبد یغوث، عاص بن ھشام، ابو جہل، نضر بن حارث جیسے بڑے بڑے کفار مراد ہیں، مومنین سے مراد حضرت عمار، حضرت صہیب، حضرت بلال اور حضرت خباب رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۹۔ ص، ۲۶۷)۔ ان مجرمین کے بارے میں مزید یہ کہا گیا کہ یہ لوگ جب محفلوں کو چھوڑ کر اپنے گھر جاتے تو گھر جاتے جاتے بھی دل لگی اور مذاق کرتے تھے اور اپنے آپ پر فخر کرتے ہوئے جاتے کہ انہیں ان باطل معبودوں کی عبادت کی وجہ سے یہ دولت اور غلبہ دیا گیا ہے اور اسی وجہ سے یہ لوگ اپنے آپ کو ہدایت پر تصور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر ہم ہدایت پر نہ ہوتے تو اللہ ہمیں اتنی دولت اور قوت نہ دیتا اور مسلمانوں سے کہتے کہ تم لوگ ضلالت اور گمراہی پر ہو اسی لئے تم لوگ بے بس ومحتاج ہو، مسلمانوں پر اس تبصرہ کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے مجرمو! تمہیں ان مسلمانوں پر نگران بنا کر نہیں بھیجا گیا کہ تم ان کے اعمال کی چھان بین کرنے لگو بلکہ تمہیں تو ایمان باللہ اور اطاعت رسول کا مکلف بنا کر بھیجا گیا ہے لیکن تم لوگ جس کام کے لئے بھیجے گئے ہو اسے چھوڑ کر وہ کام کرنے لگے جسکا تمہیں مکلف ہی نہیں بنایا گیا لہٰذا تمہارے ان اعمال کی سزا تمہیں قیامت کے دن ملے گی اور اس دن جب تم ان سزاؤں میں گھرے ہوں گے تب یہ مومنوں جن پر تم

آج ہنس رہے ہو اس وقت وہ تم پر ہنسیں گے اور یہ مومنوں تو بڑے شاندار اور اونچی اونچی نشستوں پر اللہ تعالی کی نعمتیں کھاتے ہوئے تمہارے عذاب کا منظر دیکھ رہے ہوں گے اور کہیں گے کہ واقعی ان مجرموں کو انکے کئے کا بدلہ مل چکا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ دیوار جو جنت اور جہنم کے درمیان ہوگی وہ ان جنتیوں کے لئے کھول دی جائے گی اس طور سے کہ اس میں چند دروازے ہوں گے، لہذا مومن ان دروازوں سے جنت کے تختوں پر بڑے آرام سے بیٹھے ان جہنمیوں کو دیکھیں گے کہ انہیں کس طرح عذاب دیا جارہا ہے؟ اور ان پر ہنسیں گے، تو یہ وہ چیز ہوگی جس کے ذریعہ اللہ تعالی ان جنتیوں کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائے گا کہ کس طرح ان مجرموں سے انکا انتقام لیا جارہا ہے۔ (تفسیر طبری۔ج، ۲۴۔ص، ۳۰۴)

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۲۵ آیات پر مشتمل ہے۔

جب زمین کو کھینچ دیا جائے گا

﴿درس نمبر ۱۲۳۴﴾ ﴿الانشقاق ۱۔تا۔۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِذَا جب السَّمَآءُ آسمان انْشَقَّتْ پھٹ جائے گا وَ اور اَذِنَتْ وہ کان لگائے ہوئے ہے لِرَبِّهَا اپنے رب کے لیے وَ اور حُقَّتْ اس کے لائق یہی ہے وَ اور اِذَا جب الْاَرْضُ زمین مُدَّتْ پھیلا دی جائے گی وَ اور اَلْقَتْ وہ ڈال دے گی مَا جو کچھ فِيْهَا اس میں ہے وَ اور تَخَلَّتْ وہ خالی ہو جائے گی وَ اور اَذِنَتْ وہ کان لگائے ہوئے ہے لِرَبِّهَا اپنے رب کے لیے وَ اور حُقَّتْ اس کے لائق بھی یہی ہے يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اے انسان! اِنَّكَ بلاشبہ تو كَادِحٌ محنت کر رہا ہے اِلٰى رَبِّكَ اپنے رب کی طرف كَدْحًا خوب محنت فَمُلٰقِيْهِ بالآخر تو اس سے ملنے والا ہے۔

ترجمہ:۔ جب آسمان پھٹ پڑے گا اور وہ اپنے پروردگار کا حکم سن کر مان لے گا اور اس پر لازم ہے کہ یہی کرے اور جب زمین کو کھینچ دیا جائے گا اور اس کے اندر جو کچھ ہے وہ اسے باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی اور وہ اپنے پروردگار کا حکم سن کر مان لے گی اور اس پر لازم ہے کہ یہی کرے۔ (اس وقت انسان کو اپنا انجام معلوم ہو جائے گا)

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اچھا لگے کہ وہ قیامت کا دن دیکھے اور اس طرح دیکھے کہ اس کو آنکھوں سے دیکھنا ہے تو اسے چاہیئے کہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ اور اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ اور اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ پڑھے۔ (ترمذی۔ ۳۳۳۳)

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب آسمان پھٹ پڑے گا۔ ۲۔ وہ اپنے پروردگار کا حکم سن کر اسے مان لے گا۔

۳۔ اس پر لازم ہے کہ وہ ایسا ہی کرے۔ ۴۔ جب زمین کو کھینچ دیا جائے گا۔

۵۔ وہ اپنے اندر جو کچھ ہے اسے باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی۔

۶۔ وہ اپنے پروردگار کا حکم سن کر اسے مان لے گی۔ ۷۔ اس پر لازم ہے کہ وہ ایسا ہی کرے۔

۸۔ اے انسان! تو اپنے پروردگار کے پاس پہنچنے تک مسلسل کسی محنت میں لگا رہے گا یہاں تک کہ اس سے جا ملے گا

پچھلی سورتوں کی طرح اس سورت میں بھی اللہ تعالیٰ قیامت کی نشانیاں اور اسکے احوال بیان فرما رہے ہیں، چنانچہ فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان کو فنا ہونے کا حکم دیں گے تو یہ آسمان پھٹ پڑے گا اور اپنے رب کے حکم کی اطاعت کرے گا، اسکے لئے لازم بھی یہی ہے کہ وہ اپنے پروردگار ہی کا حکم مانے اس لئے کہ اسی پروردگار نے اسے بنایا ہے لہٰذا اس پر اپنے خالق کا حکم ماننا ضروری ہے اور کسی میں اتنی ہمت بھی نہیں ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے حکم کو ٹھکرائے اور جو ٹھکرائے گا اسے اسکی سزا ضرور دی جائے گی، اللہ تعالیٰ زمین کے فنا ہونے کو بھی بیان فرما رہے ہیں کہ جب زمین کو کھینچ دیا جائے گا تو یہ زمین اس کھینچنے کی وجہ سے جو کچھ اسکے اندر ہے جیسے مردے، دفینے اور خزانے سب کچھ باہر نکال پھینکے گی اور سارے بوجھ سے خالی ہو جائے گی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت منقول ہے جس میں قیامت کی نشانیوں کو بیان کیا گیا ہے جس میں یہ بھی بیان کیا گیا کہ زمین کو چمڑے کی طرح کھینچ کر دراز کر دیا جائے گا۔ (ابن ماجہ۔ ۴۰۱۸) حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود رضوان اللہ عنہم سے مروی ہے کہ زمین کی وسعت کو اتنا بڑھا دیا جائے گا تا کہ مخلوق اس پر حساب و کتاب کے لئے جمع ہو سکے، مخلوق کی کثرت کی وجہ سے ہر ایک کو بس پیر رکھنے کی ہی جگہ ملے گی۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۹، ص ۲۷۰) آگے فرمایا کہ یہ زمین بھی اپنے رب کا حکم سن کر اسے مان لے گی اور اسکے لئے لازم بھی یہی ہے کہ وہ اس حکم کو مان لے، جب آسمان و زمین جیسی مخلوق کا عالم یہ ہے کہ وہ اپنے رب کے حکم سے فنا ہو گی تو پھر انسان کا اس وقت کیا عالم ہو گا جب وہ اسے کوئی حکم سنائے گا؟ اور اس وقت اسکے پاس اس حکم کو ٹھکرانے کا کوئی موقع اور اس کی جرات نہیں ہو گی اور انسان کے حق میں اللہ تعالیٰ کیا فیصلہ سنائیں گے؟ یہ سب کچھ اسکے اعمال پر منحصر ہے، اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِیْهِ اے انسان! تو بھی اپنے پروردگار کے پاس پہنچنے تک کسی محنت میں لگا رہے گا یہاں تک کہ ایک موقع آئے گا کہ یہ تیری محنت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور جو کچھ تو نے کیا تھا وہ سب کچھ جمع شدہ شکل میں تجھے سونپ دیا جائے گا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے محمد! جیسی چاہے آپ زندگی گزار لو ایک دن آپ کو موت آنی ہے، آپ جس سے چاہے محبت کر و ایک دن اس سے جدا ہونا ہی ہے اور جو چاہے اعمال کر و ایک دن ان اعمال کو آپ پا لیں گے۔ (شعب الایمان للبیہقی۔ ۱۰۰۵۷) اگر انسان کے اعمال اچھے ہوں گے تو اسے اچھا نتیجہ اور انعام ملے گا اور اگر برے رہیں گے تو اس پر اسے سزا ملے گی۔

﴿ درس نمبر ۲۳۴۲ ﴾ **جس کا نامۂ اعمال اسکے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا** ﴿ الانشقاق ۷-تا-۱۵ ﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ O فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا O وَّ يَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ
مَسْرُوْرًا O وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ O فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا O وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا O
اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا O اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ O بَلٰٓى اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاَمَّا پھر لیکن مَنْ جو شخص کہ اُوْتِيَ دیا گیا وہ كِتٰبَهٗ اپنا اعمال نامہ بِيَمِيْنِهٖ اپنے دائیں میں فَسَوْفَ تو عنقریب يُحَاسَبُ اس سے حساب لیا جائے گا حِسَابًا حساب يَّسِيْرًا نہایت آسان وَّ اور يَنْقَلِبُ وہ لوٹے گا اِلٰٓى اَهْلِهٖ اپنے اہل کی طرف مَسْرُوْرًا ہنسی خوشی وَ اور اَمَّا لیکن مَنْ جو شخص کہ اُوْتِيَ دیا گیا وہ كِتٰبَهٗ اپنا اعمال نامہ وَرَآءَ پیچھے ظَهْرِهٖ اپنی پیٹھ کے فَسَوْفَ تو ضرور يَدْعُوْا وہ پکارے گا ثُبُوْرًا ہلاکت کو وَّ اور يَصْلٰى وہ داخل ہوگا سَعِيْرًا بھڑکتی آگ میں اِنَّهٗ بلاشبہ وہ كَانَ تھا فِيْٓ اَهْلِهٖ اپنے اہل میں مَسْرُوْرًا خوش اِنَّهٗ بلاشبہ اس نے ظَنَّ سمجھا تھا اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ کہ ہرگز وہ لوٹ کر نہ جائے گا بَلٰٓى کیوں نہیں! اِنَّ بلاشبہ رَبَّهٗ اس کا رب كَانَ تھا بِهٖ اس کو بَصِيْرًا خوب دیکھنے والا۔

ترجمہ:۔ پھر جس شخص کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے تو آسان حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے گھر والوں کے پاس خوشی مناتا ہوا واپس آئے گا لیکن وہ شخص جس کو اس کا اعمال نامہ اس کی پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا وہ موت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا پہلے وہ اپنے گھر والوں کے درمیان بہت خوش رہتا تھا اس نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ وہ کبھی پلٹ کر (اللہ کے سامنے) نہیں جائے گا، بھلا کیوں نہیں! اس کا پروردگار اسے یقینی طور پر دیکھ رہا تھا۔

تشریح:۔ ان نو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جس شخص کو اسکا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو اس سے تو آسان حساب لیا جائے گا۔

۲۔ وہ اپنے گھر والوں کے پاس خوشی مناتا ہوا واپس آئے گا۔

۳۔ جس شخص کو اسکا اعمال نامہ اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا تو ایسا شخص موت کو پکارے گا۔

۴۔ وہ بھڑکتی آگ میں داخل ہوگا۔ ۵۔ وہ پہلے اپنے گھر والوں کے درمیان بہت خوش رہتا تھا۔

۶۔ اس نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ وہ کبھی پلٹ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے نہیں جائے گا۔

۷۔ بھلا کیوں نہیں جائے گا؟ اسکا پروردگار اسے یقینی طور پر دیکھ رہا تھا۔

جب بندہ اس دنیا میں کوئی بھی عمل کرتا ہے تو اس بندہ کے ساتھ موجود دو فرشتے ان اعمال کو لکھتے رہتے ہیں جو وہ کرتا ہے جیسا کہ پچھلی سورت میں گزرا کِرَامًا كَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ لہذا جب یہ فرشتے اللہ تعالی کے سامنے اس اعمال نامہ کو پیش کریں گے تو اللہ تعالی وہ اعمال نامے بندوں کے حوالے کردے گا لیکن یہ اعمال نامہ دو طرح سے حوالے کیا جائے گا ایک تو بندہ کے داہنے ہاتھ میں اسے تھما دیا جائے گا، تو یہ شخص جس کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا وہ نیک اور فرمانبردار مومن ہوگا لہذا جب اسکے حساب کا وقت آئے گا تو اللہ تعالی اسکے حساب کے وقت آسانی کا معاملہ فرمائے گا یعنی جب اس بندہ کے صغیرہ گناہ ہوں گے تو اللہ تعالی انہیں معاف فرما دیگا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کا بھی قیامت کے دن حساب لیا گیا تو اسے عذاب دیا جائے گا یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالی تو فرماتا ہے فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا عنقریب اس سے آسان حساب لیا جائے گا، تو پھر اسکے کیا معنی ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے حساب مراد نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالی کے سامنے پیشی ہے لیکن جس سے بھی اسکے اعمال کا حساب لیا گیا اسے عذاب دیا جائے گا۔ (بخاری۔ ۱۰۳) لہذا اللہ تعالی ان ایمان والوں کو انکے داہنے ہاتھ میں اعمال نامے دیکر ان سے چشم پوشی فرمائے گا تو تب یہ مومنین خوشی خوشی مسکراتے ہوئے اپنے اہل وعیال مومنوں اور جنتی حوروں کے پاس لوٹ جائیں گے سورۃ الحاقہ کی آیت نمبر ۱۹۔ تا۔ ۲۱ میں بھی فرمایا گیا فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ لہذا جس کسی کا اعمال نامہ اسکے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ شخص کہے گا کہ لو میرا یہ اعمال نامہ پڑھ لو، مجھے تو یقین تھا کہ مجھے اسکا حساب دینا ہے چنانچہ وہ من پسند عیش میں ہوگا۔ اور دوسرا طریقہ اعمال نامہ دینے کا یہ ہوگا کہ بندہ کی پیٹ کے پیچھے سے اسے دیا جائے گا، امام زمخشری علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ بندہ کے داہنے ہاتھ کو اسکی گردن سے ملا کر بیڑی ڈالدی جائے گی اور اسکے بائیں ہاتھ کو اسکی پشت سے نکالا جائے گا، لہذا جب یہ شخص اپنے اس اعمال نامہ کو دیکھے گا تو اپنی موت کو یاد کرنے لگے گا کہ کاش میں مر چکا ہوتا تو مجھے یہ سزائیں نہ ملتیں جو میرے اعمال نامہ میں لکھی ہوئی ہیں، بالآخر اللہ تعالی کا حکم ہوگا کہ اسے جہنم میں ڈال دو تو اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا جہاں اسے بھڑکتی ہوئی آگ میں عذاب دیا جائے گا، وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ. يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ اور جسکا نامہ اعمال اسکے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو وہ کہے گا کہ کاش! مجھے میرا اعمال نامہ ہی نہ ملتا اور مجھے پتا ہی نہ چلتا کہ میرا حساب کیا ہے؟ اے کاش! کہ موت پر ہی میرا خاتمہ ہو چکا ہوتا۔ (الحاقہ۔ ۲۵۔ ۲۸) اللہ تعالی اس شخص کے عذاب پانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ یہ شخص دنیا میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ بڑا خوش اور آخرت سے بے فکر رہتا تھا کہ اسے نہ اپنے اعمال پر پکڑ کی کوئی

فکر تھی اور نہ ہی آخرت کے عذاب کا اسے کوئی خوف تھا اسی لئے دنیا میں وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتا رہا، گناہ اور برائیوں کو انجام دیتا رہا اور اسے یہ بھی یقین نہیں تھا کہ اسے کل قیامت کے دن دوبارہ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے، اسکے اس گمان اور عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اسکا یہ گمان اور عقیدہ بالکل غلط ہے اسے اس طرح کا گمان نہیں رکھنا چاہیئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہر آن دیکھ رہا ہے کہ وہ کیا کررہا ہے؟ اور فرشتوں کو بھی اس پر اسکے اعمال لکھنے کے لئے مقرر کر رکھا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اسکی پکڑ نہ ہو؟ اسکے اسی غلط گمان نے اسے یہاں جہنم تک پہنچادیا ہے لہٰذا یہ ہمیشہ اسی میں رہے گا۔

﴿درس نمبر ۲۳۴۳﴾ ان لوگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ ایمان نہیں لاتے؟ ﴿الانشقاق ۱۶۔تا۔۲۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَلَآ أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ O وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ O وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ O لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ O فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ O وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَلَآ أُقْسِمُ چنانچہ میں قسم کھاتا ہوں بِالشَّفَقِ شفق کی وَ اور الَّيْلِ رات کی وَ اور مَا جو کچھ وَسَقَ وہ جمع کرتی ہے وَ اور الْقَمَرِ چاند کی إِذَا جب اتَّسَقَ وہ پورا ہوجاتا ہے لَتَرْكَبُنَّ یقیناً تم سوار ہوگئے طَبَقًا ایک حال کو عَنْ طَبَقٍ دوسرے حال کے بعد فَمَا پھر کیا ہے لَهُمْ ان کو لَا يُؤْمِنُوْنَ وہ ایمان نہیں لاتے وَ اور إِذَا جب قُرِئَ پڑھا جاتا ہے عَلَيْهِمُ ان پر الْقُرْاٰنُ قرآن لَا يَسْجُدُوْنَ وہ سجدہ نہیں کرتے۔

ترجمہ:۔ اب میں قسم کھاتا ہوں شفق کی اور رات کی اور ان تمام چیزوں کی جنہیں وہ سمیٹ لے، اور چاند کی جب وہ بھر کر پورا ہوجائے کہ تم سب ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف چڑھتے جاؤ گے، پھر ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے؟ اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے؟

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ میں قسم کھاتا ہوں شفق، رات اور ان چیزوں کی جنہیں وہ سمیٹ لے۔

۲۔ چاند کی بھی قسم ہے جب وہ بھرپور مکمل ہوجائے۔

۳۔ اس بات کی قسم کہ تم لوگ ایک منزل سے دوسری منزل تک چڑھتے جاوگے۔

۴۔ ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے؟

۵۔ جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ لوگ سجدہ نہیں کرتے؟

نیک اور بدلوگوں کا قیامت کے دن کیا حال ہونے والا ہے؟ یہ حقیقت بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پھر سے

قیامت اور اسکے واقع ہونے کو قسم کے ذریعہ بیان فرمارہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ قسم ہے شفق کی، رات کی اور ان تمام چیزوں کی جسے یہ رات اپنے آغوش میں لے لیتی ہے اور چاند کی بھی قسم ہے جب وہ اپنے کمال کو پہنچ جائے، اس آیت میں شفق سے مراد جمہور کے قول کے مطابق وہ سرخی اور لالی ہے جو سورج کے غروب ہونے کے وقت سے عشاء کے وقت تک باقی رہتی ہے لہذا اس شفق کی قسم کھا کر یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح مغرب اور عشاء کے درمیان وقفہ بہت کم ہوتا ہے اسی طرح تمہاری زندگی اور موت کا وقفہ بھی کم ہے اس لئے اس کم وقت میں تم جتنا کچھ اپنی آخرت کے لئے جمع کرسکتے ہو جمع کرلو اور اس مختصر سے وقت کو بے کار مشغلوں میں نہ لگاؤ، پھر اسکے بعد اللہ تعالی نے رات کی قسم کھائی کہ جس طرح دن اپنے اندر اجالا لئے آتا ہے اور تم جس اجالے میں اپنے سارے کام کاج نمٹاتے ہو اور پھر جب رات آتی ہے تو وہ رات تمہارے اس دن کے سارے کاموں کو روک دیتی ہے کہ تم اس رات کے اندھیرے میں وہ کام نہیں کرسکتے جو تم دن کے اجالے میں کرتے ہو اسی طرح زندگی اس اجالے ہی کی طرح ہے جس میں تم اپنے سارے کام کرتے ہو اور جب موت کا اندھیرا تم پر چھا جاتا ہے تو تم کچھ نہیں کرسکتے اس لئے اپنی زندگی کے وقت کو غنیمت جانو اور موت کا اندھیرا آنے سے پہلے پہلے جو تم اپنی آخرت کے لئے کما سکتے ہو کما لو اسکے بعد پھر کبھی تمہیں موقع نہیں ملے گا، اسکے بعد اللہ تعالی نے چاند کی قسم کھائی کہ جب وہ پورا اور مکمل ہو جائے یعنی چودھویں رات کا چاند، جس طرح یہ چاند گھومتے گھومتے ایک دن مکمل ہو جاتا ہے تو تمہاری زندگی بھی ایک دن ایسے ہی مکمل ہو جائے گی اسی کو اگلی آیت میں جواب قسم کے طور پر اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقاً عَنْ طَبَقٍ انکی طرح تم بھی اپنی ایک منزل کو چھوڑ کر دوسری منزل پر آہی جاتے ہو یعنی بچپن پھر جوانی اور پھر بڑھاپا اور آخر میں موت، اس حقیقت کو جاننے کے بعد بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہی نہیں لاتے اور جب ان کے سامنے اللہ تعالی کا یہ پاک کلام پڑھا جاتا ہے تو اسکی تعظیم میں اپنے سر کو جھکا کر سجدہ ریز نہیں ہوتے، آخر وہ لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ کیا انہیں وہ باتیں سمجھ میں نہیں آتیں جو اللہ تعالی نے انکے سامنے واضح طور پر بیان فرمائی ہیں؟ انہیں یہ باتیں سمجھ میں تو آتی ہے لیکن عناد اور سرکشی کی وجہ سے یہ لوگ اسکا انکار کرتے ہیں۔

﴿درس نمبر ۲۳۴۴﴾ یہ کافر تو حق کو جھٹلاتے ہیں ﴿الانشقاق ۲۲۔تا۔۲۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ○ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ○ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ بَلِ بلکہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا يُكَذِّبُوْنَ وہ جھٹلاتے ہیں وَ اور اللّٰهُ

اللہ اَعۡلَمُ خوب جانتا ہے بِمَا جو کچھ یُوۡعُوۡنَ وہ محفوظ رکھتے ہیں فَبَشِّرۡهُمۡ تو آپ انہیں خوشخبری دے دیجیے بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ دردناک عذاب کی اِلَّا مگر الَّذِيۡنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوۡا ایمان لائے وَ اور عَمِلُوا انہوں نے عمل کیے الصّٰلِحٰتِ نیک لَهُمۡ ان کے لیے اَجۡرٌ اجر ہے غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍ نہ ختم ہونے والا۔

ترجمہ:۔ بلکہ یہ کافرلوگ حق کو جھٹلاتے ہیں اور جو کچھ یہ جمع کر رہے ہیں اللہ کو خوب معلوم ہے اب تم انہیں ایک دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو، البتہ جولوگ ایمان لے آئے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں ان کو ایسا ثواب ملے گا جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ کافرلوگ توحق کوجھٹلاتے ہیں۔ ۲۔ جو کچھ یہ لوگ جمع کر رہے ہیں اسے اللہ خوب جانتا ہے۔

۳۔اے پیغمبر! آپ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔

۴۔البتہ جولوگ ایمان لے آئے اور نیک اعمال کئے انہیں ایسا اجر ملے گا جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

چنانچہ ان کافروں کی سرکشی کی وجہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ یہ کافرلوگ سب کچھ جان بوجھ کربھی اللہ تعالی کی کتاب اور اسکی توحید کوجھٹلاتے ہیں اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کاانکار کرتے ہیں یا توآپ علیہ السلام کے ساتھ انکے حسد کی وجہ یہ ہے کہ ایک غریب اور یتیم کواللہ تعالی نے نبی بنادیا یا پھر اس خوف سے کہ اگرہم اس نبی پر ایمان لے آئیں گے توہمیں اس یتیم کو اپنا سردار ماننا پڑے گا اور جوہماری سرداری ہے اور دبدبہ ہے وہ سب کچھ ختم ہوجائے گا، لہذاانکی اس سوچ اور حسد نے انہیں ایمان سے دوررکھا اب یہ لوگ اسے ظاہر کریں یانہ کریں اللہ تعالی تواسے خوب جانتا ہے اور جوکچھ یہ لوگ گناہ کررہے ہیں اسے بھی اللہ تعالی محفوظ کررہا ہے، انکی اپنی ان حرکتوں کی وجہ سے اے نبی! آپ انہیں قیامت کے دن دردناک عذاب کی خوشخبری سنادیجئے کہ انکا آخری ٹھکانہ جہنم ہوگا جہاں پرانہیں طرح طرح کی دردناک سزائیں دی جائیں گی اور ایک لمحہ کے لئے ان سزاوں میں کوئی تخفیف اور کمی نہیں ہوگی، لیکن ہاں! اگران میں سے کوئی اپنی ان حرکتوں اور گناہوں سے توبہ کرکے ایمان لے آئے اور پھر بقیہ زندگی اسی ایمان پر قائم رہتے ہوئے نیک اعمال بھی کرتا رہے، اللہ تعالی نے ان پر جوکام فرض کئے ہیں انہیں بخوبی صدق دل سے اللہ کی رضا کی خاطر انجام دے تو ایسےلوگ اس عذاب سے مستثنی ہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالی توایسےلوگوں کو بے حساب اور کبھی نہ ختم ہونے والے اجر سے نوازے گا یعنی انکے ان اعمال کے بدلہ میں انہیں جوانعامات دیئے جائیں گے وہ کبھی بھی ختم نہیں ہوں گے عَطَآءً غَيۡرَ مَجۡذُوۡذٍ یہ ایک ایسی عطاہوگی جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔(ہود ۱۰۸). اللہ تعالی اپنے کرم سےہمیں بھی اس عطاوجزا کا مستحق بنائے۔آمین۔

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۲۲ آیات پر مشتمل ہے۔

اس دن کی قسم جس کا وعدہ کیا گیا

﴿درس نمبر ۲۳۴۵﴾ ﴿البروج ۱۔تا۔۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ O وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ O وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ O قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ O النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ O اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ O وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَالسَّمَآءِ اور آسمان ذَاتِ الْبُرُوْجِ برجوں والے کی وَ اور الْيَوْمِ دن الْمَوْعُوْدِ وعدہ دیے ہوئے کی وَ اور شَاهِدٍ حاضر ہونے والے وَّ اور مَشْهُوْدٍ حاضر کیے ہوئے کی قُتِلَ ہلاک کیے گئے اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ خندقوں والے النَّارِ آگ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ایندھن والی اِذْ جب هُمْ وہ عَلَيْهَا اس پر قُعُوْدٌ بیٹھے تھے وَّ اور هُمْ وہ عَلٰى مَا اس کو جو کچھ يَفْعَلُوْنَ وہ کر رہے تھے بِالْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں کے ساتھ شُهُوْدٌ دیکھ رہے تھے

ترجمہ:۔ قسم ہے بُرجوں والے آسمان کی O اور اُس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے O اور حاضر ہونے والے کی اور اُس کی جس کے پاس لوگ حاضر ہوں O کہ خدا کی مار ہے اُن خندق (کھودنے) والوں پر O اُس آگ والوں پر جو ایندھن سے بھری ہوئی تھی O جب وہ اُس کے پاس بیٹھے تھے O اور وہ ایمان والوں کے ساتھ جو کچھ کر رہے تھے اُس کا نظارہ کرتے جاتے تھے O

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور ایک روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر، عصر اور عشاء میں سورۃ البروج اور سورۃ الطارق پڑھا کرتے تھے۔ (مسند احمد۔ ۲۱۰۱۸، ۸۳۳۲)

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔ ۲۔ اس دن کی بھی قسم ہے جسکا وعدہ کیا گیا ہے۔

۳۔ حاضر ہونے والے کی اور جسکے پاس لوگ حاضر ہوں اسکی بھی قسم ہے۔

۴۔ قسم اس بات کی خدا کی مار ہو ان خندق کھودنے والوں پر اور اس آگ والوں پر جو ایندھن سے بھری ہوئی تھی۔

۵۔ جب وہ اس کے پاس بیٹھے تھے اور وہ ایمان والوں کے ساتھ جو کچھ کر رہے تھے اسکا نظارہ کرتے جاتے تھے۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے ان وعدوں کا ذکر فرمایا جو مومنوں اور مشرکوں سے کئے گئے، جس طرح پچھلی سورت کی ابتدا اللہ تعالی نے آسمان کے ذکر سے کی اسی طرح اس سورت کی ابتدا بھی آسمان ہی کے ذکر سے کی گئی ہے فرمایا کہ قسم ہے برجوں والے آسمان کی اور اس دن کی بھی جسکا وعدہ کیا گیا ہے اسی طرح شاہد و مشہود کی بھی قسم ہے، یہاں اللہ تعالی نے جن چیزوں کی قسم کھائی ہے وہ انکی عظمت اور بڑائی کو بیان کرنے کے لئے کھائی ہے اور یہاں جن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے اسکے مراد و مطلب میں علماء کا اختلاف ہے چنانچہ ذات البروج کی تعریف بعض نے آسمان میں بنے ہوئے محلوں سے کی ہے تو بعض نے اس سے مراد ستارے لئے ہیں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ذات البروج سے متعلق پوچھا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ستارے مراد ہیں (الدر المنثور۔ج،۸۔ص،۴۶۲) ایسے ہی شاہد و مشہود کے معنی میں بھی اختلاف ہے بعض نے شاہد سے قیامت کا دن اور مشہود سے عرفہ کا دن مراد لیا ہے تو بعض نے شاہد سے مراد جمعہ کا دن اور مشہود سے مراد قیامت کا دن لیا ہے، اس کے بعد اللہ تعالی نے جواب قسم بیان فرمایا کہ خدا کی مار ہو ان لوگوں پر جنہوں نے خندق یعنی گڑھا کھودا اور اس آگ والوں پر بھی اللہ تعالی کی مار ہو جو آگ ایندھن سے بھری ہوئی تھی اور اس وقت یہ لوگ اس آگ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور ان ایمان والوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا تھا اسے تماشہ کے طور پر دیکھ رہے تھے، آخر یہ کون لوگ تھے جن پر اللہ تعالی نے اپنی پھٹکار لگائی اور ان کو اپنے عذاب کا مستحق ٹھہرایا؟ اس سلسلہ میں ایک طویل روایت حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسلام سے قبل زمانہ میں ایک بادشاہ رہتا تھا جسکا ایک خاص جادوگر تھا، جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ کسی ایک نوجوان کو اسکے پاس بھیج دو تو وہ اسے یہ جادوئی علم سکھائے گا چنانچہ اس بادشاہ نے ایک نوجوان کو اس جادوگر کے پاس بھیجا لیکن جب وہ نوجوان اس جادوگر کے پاس جانے لگا تو اسے راستہ میں ایک راہب یعنی حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان رکھنے والا ایک عالم ملا اور اسکی باتیں اس نوجوان کو اچھی لگیں تو وہ اس جادوگر کے پاس جانے سے پہلے اس راہب کے پاس بیٹھ کر جاتا ایک طویل عرصہ تک ایسا ہی ہوتا رہا اور ایک وقت ایسا آیا کہ وہ راستہ سے جا رہا تھا تو اس نے دیکھا کہ بڑا سا جانور لوگوں کو راستہ روکے ہوئے ہے کہ لوگ اس جانور سے گھبرا کر اسکے پاس نہیں جا پا رہے ہیں تو اس نوجوان نے یہ سونچا کہ یہ وقت آزمائش کے لئے بہت مناسب ہے چنانچہ اس نے ایک پتھر اٹھایا اور یہ کہہ کر اس جانور کو مارا کہ اے اللہ اگر تجھے اس راہب کی باتیں اس جادوگر کی باتوں سے زیادہ اچھی لگتی ہوں تو اس جانور کو اس پتھر سے ہلاک کر دے چنانچہ وہ جانور مر گیا، پھر اس کے بعد اس نوجوان کے ہاتھ میں اللہ تعالی نے شفا رکھ دی کہ وہ اندھے، بہرے لوگوں کو ٹھیک کرنے لگا بالآخر جب بادشاہ کو اس بات کا پتا چلا کہ وہ ایک اللہ پر ایمان لا چکا ہے تو اس نے اس نوجوان کو مارنے کے لئے طرح طرح کی آزمائشیں کیں لیکن وہ اسے مار نہ سکا آخر میں اس نوجوان نے خود ہی کہا

کہ اگر تم مجھے مارنا چاہتے ہو تو سارے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرو اور پھر تیر یہ کہہ کر چلانا بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْغُلَامِ کہ اس غلام کا رب جو کہ اللہ ہے اسکا نام لیکر میں یہ تیر چلاتا ہوں، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور وہ نوجوان شہید ہو گیا، اس واقعہ کو دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ ہم بھی اس نوجوان کے رب پر ایمان لاتے ہیں یہ سن کر بادشاہ نے خندق کھودنے کا اور اس میں آگ جلانے کا حکم دیا اور ان ایمان والوں کو اس آگ میں ڈال دیا۔ (مسلم۔ ۳۰۰۵)

اسی واقعہ کو اس سورت میں بیان کیا گیا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محبوب اور برگزیدہ بندوں کو جو تکلیف دیتا ہے وہ اللہ کے عذاب کو دعوت دیتا ہے اور جو حقیقی مومن و مسلمان ہوتا ہے وہ اپنے جان سے بڑھ کر اپنے ایمان سے محبت کرتا ہے جس کے لئے ہر چیز قربان کرنے وہ تیار رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر بھی ایسا قوی اور مضبوط ایمان پیدا فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۲۳۴۶﴾ انہیں آگ میں جلنے کی سزا دی جائے گی ﴿البروج ۸۔تا۔۱۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَا نہیں نَقَمُوْا انتقام لیا انہوں نے مِنْهُمْ ان سے اِلَّآ مگر اَنْ يُّؤْمِنُوْا کہ وہ ایمان لائے تھے بِاللّٰهِ اللہ پر الْعَزِيْزِ جو بڑا زبردست الْحَمِيْدِ نہایت قابل تعریف ہے الَّذِيْ وہ ذات کہ لَهٗ اسی کے لیے ہے مُلْكُ بادشاہی السَّمٰوٰتِ آسمانوں وَ اور الْاَرْضِ زمین کی وَ اور اللّٰهُ اللہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر شَهِيْدٌ خوب نگران ہے اِنَّ بلاشبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے فَتَنُوا آزمائش میں ڈالا الْمُؤْمِنِيْنَ مومن مردوں وَ اور الْمُؤْمِنٰتِ مومن عورتوں کو ثُمَّ پھر لَمْ يَتُوْبُوْا توبہ نہ کی انہوں نے فَلَهُمْ تو ان کے لیے ہے عَذَابُ جَهَنَّمَ جہنم کا عذاب وَ اور لَهُمْ ان کے لیے ہے عَذَابُ الْحَرِيْقِ جلانے والا عذاب۔

ترجمہ:۔ اور وہ ایمان والوں کو کسی اور بات کی نہیں، صرف اس بات کی سزا دے رہے تھے کہ وہ اُس اللہ پر ایمان لے آئے تھے جو بڑے اقتدار والا بہت قابلِ تعریف ہے ۝ جس کے قبضے میں سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے۔ اور اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ ۝ یقین رکھو کہ جن لوگوں نے مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو ظلم کا نشانہ بنایا ہے، پھر توبہ نہیں کی ہے، اُن کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور اُن کو آگ میں جلنے کی سزا دی جائے گی۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ایمان والوں کو وہ لوگ صرف اس بات کی سزا دے رہے تھے کہ وہ لوگ اس اللہ پر ایمان لائے تھے جو بڑے اقتدار والا اور قابل تعریف ہے۔

۲۔وہ اللہ جس کے قبضہ میں سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے۔

۳۔وہ اللہ جو ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔

۴۔یقین رکھو کہ جن لوگوں نے مومن مرادوں اور مومن عورتوں کو اپنے ظلم کا نشانہ بنایا اور پھر توبہ نہیں کی تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔

۵۔انہیں آگ میں جلنے کی سزا دی جائے گی۔

ان ایمان والوں کو اس ظالم بادشاہ نے جو سزا دی وہ صرف اس لئے کہ وہ ایک اللہ اور ساری کائنات کے خالق پر ایمان لائے تھے اسی کو یہاں بیان کیا جارہا ہے **وَمَا نَقَمُوا مِنۡهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡمِنُوا بِاللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ** یہ لوگ جس اللہ پر ایمان لائے تھے اس اللہ کی صفات کو بیان کیا جارہا ہے کہ وہ اللہ جو ان ایمان والوں کا پروردگار ہے اسی کے قبضہ میں سارے آسمانوں وزمین اور اس میں بسنے والی ہر چھوٹی بڑی چیز ہے کہ اسکے حکم کے بغیر کوئی کچھ نہیں کر پاتا اور وہ سب کچھ جو بھی اس دنیا میں ہورہا ہے، دیکھتا ہے اور انکے ہر عمل کو اسکے حکم سے فرشتے اپنے پاس محفوظ کررہے ہیں، لہٰذا ان ظالموں نے جو ان ایمان والوں کو بغیر کسی جرم اور گناہ کے سزا دی وہ ان پر بے جا ظلم ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں، وہ اس ظلم کی سزا ان ظالم لوگوں کو ضرور دے گا اور سزا بھی ایسی ہوگی کہ وہ اسے برداشت نہ کرسکیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسی میں تڑپتے رہیں گے، چنانچہ انہیں سزا دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انکے لئے جہنم تیار کررکھی ہے جس میں سالوں سال سے آگ کو جلایا جارہا ہے، جسکی تپش کا یہ عالم ہوگا کہ کوسوں اوپر سے ہی وہ انسان کو جلا کر خاک کردے گی تو جب اس آگ میں ہی اسے ڈالا جائے گا تو سونچو اسکا کیا عالم ہوگا؟ مومنوں کو تکلیفیں اور ایذائیں دینے والوں کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا، ہاں! البتہ اگر کسی کو اس جرم کے بعد اپنے جرم کا احساس ہوجائے اور وہ اس کئے ہوئے جرم سے توبہ کرنا چاہے تو اسکے لئے توبہ کے دروازہ کھلے ہیں وہ جب چاہے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے جرموں کا اعتراف کرکے معافی مانگ سکتا ہے، جب وہ سچے دل سے اپنے کئے ہوئے جرموں اور گناہوں سے معافی مانگ لے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس عذاب سے اس توبہ کرنے والے کو بچالیں گے، اللہ تو بڑے توبہ قبول کرنے والے اور بڑے ہی مہربان ہیں۔حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے اس آیت کو پڑھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کرم اور سخا کو تو دیکھو کہ ان مجرموں نے اسکے ولیوں کو قتل کردیا لیکن پھر بھی وہ انہیں توبہ اور مغفرت کی طرف بلارہا ہے۔(التفسیر المنیر۔ج،۳۰۔ص،۱۶۲)

﴿درس نمبر ۷۲۳۴﴾ جنت میں داخل ہونا یہ بڑی کامیابی ہے ﴿البروج۔۱۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلاشبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَ اور عَمِلُوا انہوں نے عمل کیے الصّٰلِحٰتِ نیک لَهُمْ ان کے لیے ہیں جَنّٰتٌ ایسے باغات تَجْرِيْ بہتی ہیں مِنْ تَحْتِهَا ان کے نیچے سے الْاَنْهٰرُ نہریں ذٰلِكَ یہ الْفَوْزُ کامیابی ہے الْكَبِيْرُ بہت بڑی۔

ترجمہ:۔ جولوگ ایمان لائے ہیں اور اُنہوں نے نیک عمل کئے ہیں، اُن کے لئے بیشک ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ ہے بڑی کامیابی!

تشریح:۔ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جولوگ اللہ تعالی پر ایمان لے آئے۔

۲۔ ایمان لانے کے بعد نیک اعمال بھی کئے ہوں تو ان لوگوں کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

۳۔ جنت میں داخل ہونا یہ بڑی کامیابی ہے۔

ایمان لانا اتنا آسان کام نہیں ہے اس لئے کہ ایمان لانے والوں کو ہر دور میں، ہر زمانہ میں تکلیفیں، ایذائیں دی گئیں اور انہیں ایمان لانے کی وجہ سے ہر طرح سے ستایا گیا اور ان پر مصیبتیں اور آزمائشیں آتی رہیں جیسا کہ پچھلے واقعہ میں کہا گیا اور اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھی انکے اسلام لانے کی وجہ سے ظالمانہ سلوک کیا گیا کہ کبھی انہیں جلتی دھوپ میں ننگے بدن زمین پر لٹا کر اوپر چٹان رکھ دی جاتی تو کبھی کوڑوں کی بارش برسائی جاتی اسی لئے تو اللہ تعالی نے فرمایا أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُّتْرَكُوْا أَنْ يَّقُوْلُوْا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ کیا لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ وہ یہ کہہ دیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور انہیں یونہی بغیر آزمائے چھوڑ دیا جائے گا؟ (العنکبوت۔ ۲) جو شخص ان ساری آزمائشوں کو برداشت کرتے ہوئے اور ان ساری تکلیفوں و مصائب پر صبر کرتے ہوئے اسی ایمان پر قائم و دائم رہے گا اور ہر حال میں اللہ تعالی کے حکموں کو بجالانے کے ساتھ اسکی منع کردہ چیزوں سے بھی اپنے آپ کو دور رکھے گا، قیامت، حساب و کتاب، قرآن اور اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے آخری پیغمبر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھے گا تو یقینا ایسے عمل پر اللہ تعالی اسے ضرور بڑے اجر اور بہترین بدلہ سے نوازے گا، اسی کو اس آیت میں

بتلایا گیا ہے کہ جن لوگوں نے ایمان کو اپنے دلوں میں جمالیا اور پھر ساری زندگی اور ہر صورت میں نیک اعمال کرتے رہے تو ایسے نیک بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایسے باغات تیار کررکھے ہیں جن کے نیچے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کے نہریں بہتی ہوں گے جن میں یہ ایمان والے بڑے عیش و آرام سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے، ایک طرف تو جلا کر خاک کر دینے والی جہنم اور اسکی آگ ہے تو دوسری طرف آرامدہ نشستیں، ٹھنڈے و میٹھے پانی کی نہریں، تو کامیاب وہی ہوگا جسے ہمیشہ ہمیشہ کا سکون اور آرام میسر ہوجائے جو کہ ان جنتیوں کو نصیب ہوگا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس جنت میں داخل ہوجانا ہی بڑی کامیابی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور کامیابی نہیں ہے فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ جسے جہنم سے بچا کر جنت میں ڈال دیا گیا تو یقیناوہی کامیاب ہوا۔ (آل عمران۔۱۸۵) اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں بھی اس کامیابی کو پانے والا بنائے۔آمین۔

﴿درس نمبر ۲۳۴۸﴾ تمہارے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے ﴿البروج ۱۲۔تا۔۱۶﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ O اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ O وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ O ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ O فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّ بلاشبہ بَطْشَ پکڑ رَبِّكَ آپ کے رب کی لَشَدِيْدٌ البتہ نہایت سخت ہے اِنَّهٗ هُوَ بے شک وہی يُبْدِئُ پہلی بار پیدا کرتا ہے وَيُعِيْدُ اور دوبارہ پیدا کرے گا وَ اور هُوَ وہی الْغَفُوْرُ بہت زیادہ بخشنے والا الْوَدُوْدُ محبت کرنے والا ذُو الْعَرْشِ عرش کا مالک الْمَجِيْدُ اونچی شان والا ہے فَعَّالٌ کر گزرنے والا ہے لِّمَا اس کو جو يُرِيْدُ وہ چاہتا ہے۔

ترجمہ:۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارے پروردگار کی پکڑ بہت سخت ہے O وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔O اور وہ بہت بخشنے والا، بہت محبت کرنے والا ہے،O عرش کا مالک ہے، بزرگی والا ہے ،O جو کچھ ارادہ کرتا ہے، کر گزرتا ہے۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔حقیقت یہ ہے کہ تمہارے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

۲۔وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا۔

۳۔وہ بہت بخشنے والا، بہت محبت کرنے والا ہے۔

۴۔وہی عرش کا مالک ہے، بزرگی والا ہے۔ ۵۔جو کچھ وہ ارادہ کرتا ہے اسے کر گزرتا ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی کفار و مشرکین کو اللہ کی نافرمانی کرنے سے ڈراتے ہوئے اپنی قدرت انکے سامنے بیان فرمارہے ہیں تا کہ انہیں اللہ تعالی کی قدرت و طاقت کا علم ہوجائے اور وہ اپنی سرکشی اور کفر سے باز آجائیں چنانچہ فرمایا کہ وہ اللہ جن پر یہ مومن ایمان لائے اور جس اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے تم لوگوں نے انہیں تکلیفیں اور ایذائیں پہنچائیں، کیا تمہیں پتا بھی ہے کہ وہ پروردگار کیسی شان و قدرت والا ہے؟ وہ اللہ جس پر ایمان لانے کا حکم تم سب کو دیا گیا ہے بڑی سخت پکڑ والا ہے کہ جب کوئی بندہ اس رب کے حکم کو جھٹلا کر اسکی نافرمانی پر اتر آتا ہے تو وہ پہلے تو اسے ڈھیل دیتا ہے لیکن اسکے باوجود بھی وہ اگر نہیں سدھرتا تو پھر وہ اسکے اعمال پر ایسی پکڑ کرتا ہے کہ وہ اسکی پکڑ سے بچ نہیں پاتا وَ كَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهٗ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ اللہ تعالی کی پکڑ ہے ہی ایسی جیسے کہ اس نے اس بستی والوں کی پکڑ کی جنہوں نے اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کو اپنا کر اپنے آپ پر ظلم کر رکھا تھا، یقیناً اللہ تعالی کی پکڑ بہت سخت دردناک ہے (ہود۔ ۱۰۲)، جسکی جھلک اے کفار مکہ! تم نے اس قوم کے ظالموں کے ساتھ دیکھ لی اور فرعون والوں کی پکڑ کا حال بھی تمہیں معلوم ہے، تو کیا اسکے باوجود بھی تم اپنی اسی سرکشی پر قائم ہو؟ کیا تم اپنے ان بتوں کی عبادت کو چھوڑ کر اس ایک اللہ کی عبادت کو اختیار نہیں کروگے؟ تم جس اللہ کی عبادت سے منہ موڑ رہے ہو اسی اللہ نے تمہیں پہلی مرتبہ جبکہ تمہارا کوئی وجود اور نام و نشان تک نہ تھا، پیدا کیا اور جب تم اس طرح دنیا میں آگئے تو اسی رب و خالق کو ہی فراموش کر دیا اور اسکی عبادت سے منہ موڑ لیا، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اب ہم اس دنیا میں آگئے تو پھر کبھی دوبارہ اسکے پاس لوٹ کر نہیں جائیں گے اس لیے تم اس رب کی نافرمانی کر رہے ہو؟ اگر تم نے ایسا سوچ رکھا ہے تو یہ بالکل غلط ہے اس لئے کہ اس نے جب تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تو اس نے تمہیں آزمانے کے لئے پیدا کیا کہ تم اس دنیا میں جا کر کیسے اعمال کرتے ہو؟ لہٰذا پھر جب تمہیں موت آجائے گی تو وہ تمہیں دوبارہ قیامت کے دن اپنے اعمال کا حساب دینے کے لئے پیدا کرے گا یعنی تمہیں مردہ سے زندہ کرے گا لہٰذا تمہارے پاس موقع اسی دنیا میں ہے کہ جب تک تمہاری سانسیں چل رہی ہیں اس وقت تک تم اپنے گناہوں کی اللہ تعالی سے توبہ کر سکتے ہو وہ یقیناً تمہارے سارے گناہ معاف فرمادے گا وہ تو اپنے بندوں سے بڑی محبت کرنے والا ہے اور عرش کا مالک ہے کہ اسکے معاف کرنے کے بعد کسی اور کی معافی کی تمہیں ضرورت ہی نہیں رہے گی، بڑی شان والا ہے، بزرگی والا ہے، جو کچھ وہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے جیسے کہ ظالموں کو ہلاک کرنا یا مومنوں کی نصرت و اعانت کرنا وغیرہ تو وہ کر گزرتا ہے کہ کوئی اسے روکنے والا نہیں ہے اور نہ ہی کسی میں اتنی ہمت ہے کہ وہ اسے اسکے ارادہ سے روک سکے اور اسکا کر گزرنا بھی ایسا کہ بس وہ کسی چیز کے کرنے کا ارادہ ہی کرلے تو وہ چیز اپنے آپ ہوجاتی ہے إِنَّمَا أَمْرُهٗ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ اسکا معاملہ تو ایسا ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے حکم دیتا ہے کہ ہوجا تو وہ ہوجاتی ہے۔ (یٰس۔ ۸۲)

﴿درس نمبر ۲۳۴۹﴾ **قرآن مجید لوحِ محفوظ میں درج ہے** ﴿البروج ۱۷۔تا۔۲۲﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ○ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ○ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ○ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ○ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ○ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هَلْ کیا اَتٰىكَ آئی ہے آپ کے پاس حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ بات لشکروں کی فِرْعَوْنَ فرعون وَ اور ثَمُوْدَ ثمود کی بَلِ بلکہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا فِيْ تَكْذِيْبٍ جھٹلانے میں ہیں وَّ اور اللّٰهُ اللہ مِنْ وَّرَآئِهِمْ ہر طرف سے ان کو مُّحِيْطٌ گھیرے ہوئے ہے بَلْ بلکہ هُوَ یہ قُرْاٰنٌ قرآن مَّجِيْدٌ اونچی شان والا ہے فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ لوحِ محفوظ میں ہے

ترجمہ:۔ کیا تمہارے پاس اُن لشکروں کی خبر پہنچی ہے ○ فرعون اور ثمود (کے لشکروں) کی؟ ○ اس کے باوجود کافر لوگ حق کو جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں ○ جبکہ اللہ نے اُن کو گھیرے میں لیا ہوا ہے ○ (ان کے جھٹلانے سے قرآن پر کوئی اثر نہیں پڑتا) بلکہ یہ بڑی عظمت والا قرآن ہے ○ جو لوحِ محفوظ میں درج ہے۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے محمد! کیا آپ کے پاس ان لشکروں کی خبر پہنچی ہے یعنی فرعون اور ثمود کی؟

۲۔ اس کے باوجود کافر لوگ جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں جبکہ اللہ تعالی نے انہیں گھیرے میں لیا ہوا ہے۔

۳۔ یہ قرآن کریم تو بڑی عظمت والا ہے جو لوح محفوظ میں درج ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالی کفار و مشرکین کی ہلاکت کا ذکر سنا کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ اے نبی! آپ سے پہلے جتنے بھی انبیاء گزرے ہیں انکے ساتھ جو ظالم لوگ تھے جنہوں نے ان نبیوں پر اور ان پر ایمان لانے والوں پر ظلم کیا، انہیں ستایا اور اذیتیں و تکلیفیں دیں تو ان لوگوں کو اللہ تعالی نے اپنی پکڑ میں لیا اور انہیں اسی دنیا میں عذاب دیا جیسا کہ فرعون اور اسکے لشکر کو اللہ تعالی نے سمندر میں غرق کر کے ہلاک کیا اور قوم ثمود کو بھی اللہ تعالی نے اپنے عذاب میں پکڑا جب انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو ستایا اور اللہ تعالی کے حکموں کو جھٹلایا، اسی طرح اور بھی بہت سارے واقعات آپ کے سامنے ہیں کہ جن سے یہ پتا چلتا ہے کہ اللہ کے نبیوں کو جو بھی تکلیف دیتا ہے اسے اللہ تعالی ہلاک و تباہ کر دیتے ہیں اسی طرح اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کی قوم کے مشرکوں اور کافروں کے ساتھ بھی کریں گے لہذا آپ تسلی رکھئے اور صبر سے کام لیجئے، اللہ تعالی کے پاس انکی ہلاکت کا ایک وقت متعین ہے کہ جب وہ وقت آجائے گا تو پھر ایک لمحہ بھی نہیں ٹلے گا، اللہ تعالی ان کافروں کی جنکی ہر زمانہ میں پکڑ کی گئی،

حالت بیان کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ ان لوگوں کی جو پکڑ کی گئی وہ اس لئے کہ ان لوگوں نے اسکے بھیجے ہوئے پیغمبر اور اسکی بھیجی ہوئی کتاب کو جھٹلایا، ٹھیک یہی عمل آپ کی قوم کے یہ مشرکین بھی کررہے ہیں اس لئے اللہ تعالی نے انہیں بھی ہر طرف سے اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہیں کہ جب وہ اپنا عذاب ان پر بھیجے گا تو کوئی اس عذاب سے بچ نہ پائے گا، یہ لوگ اس قرآن کو جھٹلارہے ہیں جو بڑی عظمت والا ہے اور لوح محفوظ میں درج ہے کہ وہاں سے کوئی ایک نقطہ کی بھی تبدیلی نہیں کرسکتا تو پھر کیسے یہ لوگ اس قرآن کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ یہ جادو ہے، کاہن کا کلام ہے وغیرہ، الغرض انکا یہ جرم بہت بڑا ہے جسکی سزا بھی انہیں بہت بڑی ملے گی بس آپ اے نبی! تھوڑا صبر کیجئے یقیناً اللہ تعالی صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۱۷ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۵۰﴾ **کوئی جان ایسی نہیں ہے کہ جس پر نگرانی کرنے والا موجود نہ ہو** ﴿الطارق ۱۔تا۔۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ O وَمَا اَدْرٰكَ مَا الطَّارِقُ O النَّجْمُ الثَّاقِبُ O اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ O فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ O خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ O يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَالسَّمَآءِ قسم ہے آسمان کی وَالطَّارِقِ اور رات کو نمودار ہونے والے کی وَ اور مَا کس نے اَدْرٰكَ خبر دی آپ کو مَا کیا ہے الطَّارِقُ رات کو نمودار ہونے والا النَّجْمُ ستارہ ہے الثَّاقِبُ چمکنے والا اِنْ نہیں كُلُّ کوئی نَفْسٍ نفس بھی لَّمَّا مگر عَلَيْهَا اس پر حَافِظٌ ایک محافظ ہے فَلْيَنْظُرِ چنانچہ چاہیے کہ دیکھے الْاِنْسَانُ انسان مِمَّ کس چیز سے خُلِقَ وہ پیدا کیا گیا ہے خُلِقَ پیدا کیا گیا ہے وہ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ اچھلنے والے پانی سے يَّخْرُجُ وہ نکلتا ہے مِنْ بَيْنِ درمیان سے الصُّلْبِ پیٹھ وَ اور التَّرَآئِبِ سینے کی ہڈیوں کے

ترجمہ:۔ قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی O اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ رات کو آنے والا کیا ہے؟ O چمکتا ہوا ستارہ! O کہ کوئی جان ایسی نہیں ہے جس کی کوئی نگرانی کرنے والا موجود نہ ہو۔ O اب انسان کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ اُسے کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ O اُسے ایک اُچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے O جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت عبد الرحمن بن خالد عدوانی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ثقیف کی پہاڑی پر کمان یا عصا سے ٹیک لگائے دیکھا جبکہ آپ انکے پاس مدد مانگنے آئے تھے، انہوں نے کہا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورۂ طارق پوری پڑھتے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے اس سورت کو زمانہ جاہلیت میں یاد کیا جبکہ میں مشرک تھا اور اسے اسلام کے زمانہ میں پڑھا۔ (مسند احمد۔ ۱۸۹۵۸)

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی۔

۲۔ تمہیں معلوم بھی ہے کہ وہ رات کو آنے والا کیا ہے؟ ۳۔ وہ ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے۔

۴۔ اس بات کی قسم کہ کوئی جان ایسی نہیں ہے کہ جس پر نگرانی کرنے والا موجود نہ ہو۔

۵۔انسان کو یہ دیکھنا چاہئے کہ اسے کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟

۶۔ایک اچھلتے ہوئے پانی سے انسان کو پیدا کیا گیا ہے جو پیٹھ اور سینہ کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

سورۂ طارق کے آغاز میں اللہ تعالی نے آسمان کی قسم کھائی اور رات کو آنے والے کی بھی قسم کھائی ،سوال یہ ہے کہ یہ رات کو آنے والی چیز کیا ہے؟اس بارے میں بتلاتے ہوئے فرمایا کہ اے نبی! کیا آپ کو معلوم بھی ہے کہ وہ رات میں آنے والی چیز کیا ہے؟ وہ ایک روشن، چمکدار ستارہ ہے کہ جسکا ادراک کوئی نہیں کرسکتا، وہ اپنی روشنی اور جگمگاہٹ میں شدید ہے کہ جسے دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کہیں وہ اس شدت کی وجہ سے ٹوٹ نہ جائے ،حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام ابو طالب کے ساتھ میدان ثقیف میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک ستارہ ٹوٹ کر گرا اور ساری زمین کو روشن کردیا، یہ دیکھ کو حضرت ابو طالب ڈر گئے اور آپ علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ایک ستارہ ہے جس کے ذریعہ سے مارا گیا، یہ بھی ایک اللہ تعالی کی نشانی ہے، یہ سن کر ابو طالب کو عجیب لگا اس وقت اللہ تعالی نے یہ سورت نازل فرمائی۔(تفسیر قرطبی۔ ج،۲۰۔ص،۱)۔یہاں اللہ تعالی نے جوان چیزوں کی قسم کھائی وہ انکی عظمت کو بیان کرنے کے لئے کھائی ہے تا کہ معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالی نے کیسی کیسی عظیم چیزیں پیدا فرمائی ہیں کہ جسکی پوری حقیقت سے انسان واقف نہیں ہے تو پھر انسان مرنے کے بعد اٹھائے جانے کو کیوں اسکی قدرت سے باہر کی چیز تصور کررہا ہے؟اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آگے فرمایا کہ ہم نے جو قسم کھائی وہ اس بات پر کھائی کہ ہر ایک انسان کے پاس ایک نگرانی کرنے والا موجود ہے جو اسکے ہر عمل کو ایک کتابچہ میں محفوظ کررہا ہے، اب یہ فرشتہ بندوں کے اعمال کیوں محفوظ کر رہا ہے؟اسے بیان کرنے سے پہلے اللہ تعالی نے انسان کے سامنے اسکی پیدائش کا ذکر فرمایا تا کہ مرنے کے بعد زندہ کرکے اٹھائے جانے کی جو بات کہی جارہی ہے وہ اس پر بھی اس پیدا کرنے کی قدرت کو دیکھتے ہوئے ایمان لے آئے چنانچہ فرمایا کہ انسان کو دیکھنا چاہئے کہ اسکی پیدائش کس چیز سے ہوئی اور کیسے ہوئی؟اسکی پیدائش اللہ تعالی نے ایک اچھلتے ہوئے پانی سے کی ہے جو پانی انسان کی پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے یعنی نطفہ سے، جب اللہ تعالی ایک پانی کے قطرہ سے انسان کو پیدا کرسکتا ہے اور اسکے اعضاء و جوارح کو بنا سکتا ہے تو پھر کیا وہ اس بنی بنائی چیز کو اسکے بکھرنے کے بعد جوڑ کر دوبارہ تیار نہیں کرسکتا؟ یقیناً کرسکتا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۵۲۳﴾ بے شک وہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر پوری طرح قادر ہے ﴿الطارق ۸۔تا۔۱۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّهُ عَلَىٰ رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ۝ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝ فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝ إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّهٗ بلاشبہ وہ عَلٰى رَجْعِهٖ اس کے لوٹانے پر لَقَادِرٌ البتہ قادر ہے یَوْمَ جس دن تُبْلَى ظاہر کیے جائیں گے السَّرَآئِرُ تمام راز فَمَا لَهٗ تو نہ ہوگی اس کے لیے مِنْ قُوَّةٍ کوئی قوت وَّ اور لَا نَاصِرٍ نہ کوئی مددگار وَ اور السَّمَآءِ آسمان ذَاتِ الرَّجْعِ بار بار بارش لانے والے کی وَ اور الْاَرْضِ زمین ذَاتِ الصَّدْعِ پھٹنے والے کی اِنَّهٗ بلاشبہ وہ لَقَوْلٌ فَصْلٌ البتہ قولِ فیصل ہے وَّ اور مَا نہیں ہے هُوَ وہ بِالْهَزْلِ ہنسی مذاق۔

ترجمہ:۔ بیشک وہ اُسے دوبارہ پیدا کرنے پر پوری طرح قادر ہے O جس دن تمام پوشیدہ باتوں کی جانچ ہوگی O تو انسان کے پاس نہ اپنا کوئی زور ہوگا نہ کوئی مددگار O قسم ہے بارش بھرے آسمان کی O اور پھوٹ پڑنے والی زمین کی O کہ یہ (قرآن) ایک فیصلہ کن بات ہے، O اور یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بے شک وہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔

۲۔ جس دن تمام پوشیدہ باتوں کی جانچ ہوگی تو انسان کے پاس نہ اپنا کوئی زور ہوگا اور نہ ہی کوئی مددگار۔

۳۔ قسم ہے بارش سے بھرے آسمان کی اور پھوٹ پڑنے والی زمین کی۔

۴۔ یہ قرآن ایک فیصلہ کن بات ہے کوئی مذاق نہیں۔

چنانچہ انسان کے سامنے اسکی پیدائش کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ جب تم مر کر بوسیدہ اور ریزہ ریزہ ہو جاوگے اور جب زمین تمہارے جسم کو کھا چکی ہوگی تب بھی اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت رکھتے ہیں، تمہیں اس حقیقت پر یقین آجائے اسی لئے ہم نے تمہارے سامنے تمہاری پیدائش کی حقیقت بیان کی ہے تاکہ تم مرنے کے بعد پھر سے دوبارہ پیدا ہونے پر یقین کرو اور جو ہم نے تمہارے اوپر جو نگران کار مقرر کر رکھے ہیں وہ اس وقت کے لئے ہی ہیں کہ جب تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر ہمارے پاس آو تو وہ نگران فرشتہ تمہارے کئے ہوئے اعمال کی فہرست ایک کتاب کی شکل میں ہمارے سامنے پیش کرے گا اور اس دن جو کچھ تم اپنے دلوں میں عقائد پال رکھے تھے وہ سب کھل جائیں گے پھر ہم اس پیش کردہ نوشتہ کے اعتبار سے تمہاری کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ کریں گے اور یہ بھی جان لو کہ اس وقت صرف ہمارا ہی حکم چلے گا کہ نہ تو خود تم اس دن اپنے لئے کچھ کر پاوگے اور نہ ہی کسی دوسرے میں یہ ہمت اور طاقت ہوگی کہ وہ تمہارے لئے کچھ کر پائے، جو عذاب اللہ تعالیٰ نے اپنے نافرمان بندوں کے لئے لکھ دیا وہ اسے پا کر ہی رہیں گے اور کوئی انہیں اس عذاب سے بچا نہ سکے گا اسی لئے جب آخرت میں اسی رب کے پاس ہی جانا ہے تو پھر اس رب سے آج کیوں دشمنی مول لی جائے؟ عقلمند وہی ہوتا ہے جو اس کا تابعدار بن جائے جسکی حکومت چلتی ہوتا کہ وہ ہر طرح کے نقصان اور سزا سے بچ جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے حق و سچ ہونے کو ایک اور قسم کے ذریعہ بیان فرما رہے ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ قسم ہے بارش سے بھرے ہوئے آسمان کی

جو کہ تمہارے لئے زمین پر بارش برساتا ہے اور قسم ہے پھوٹ پڑنے والی زمین کی کہ جب یہ آسمان سے بارش زمین پر گرتی ہے تو یہ زمین پھوٹ پڑتی ہے اور اس سے اناج، غلہ اور ڈھیر سارے میوے اور سبزیاں وغیرہ اگتے ہیں جو کہ تمہاری معیشت اور جینے کا سامان ہے مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ (النازعات۔ ۳۳، العبس۔ ۳۲) اسکے بعد جواب قسم بیان فرمایا کہ یہ قرآن کریم جو تمہارے سامنے ہمارے پیغمبر پڑھ کر سنا رہے ہیں وہ ایک فیصلہ کن بات ہے کہ اس کلام کے ذریعہ تم تک جو پیغام اور باتیں پہنچا دی گئی ہیں وہ سب یقینی ہونے والی ہیں، اس کلام میں بیان کردہ کوئی ایک بات بھی مذاق نہیں بلکہ ساری حقیقت ہیں اور حق بھی۔ اس لئے اس کلام کو بڑی سنجیدگی سے لو اور اس میں بیان کردہ احکامات کو بجالاؤ اور جن چیزوں سے روکا گیا ہے ان سے اپنے آپ کو روک لو ورنہ کل قیامت کے دن تمہارے پاس پچھتانے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہوگا۔

﴿درس نمبر ۲۳۵۲﴾ اے پیغمبر! آپ ان کافروں کو ڈھیل دو ﴿الطارق ۱۵۔تا۔۱۷﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا O وَّاَكِيْدُ كَيْدًا O فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اِنَّهُمْ بلاشبہ وہ يَكِيْدُوْنَ تدبیر کرتے ہیں كَيْدًا ایک تدبیر وَّ اور اَكِيْدُ میں بھی تدبیر کرتا ہوں كَيْدًا ایک تدبیر فَمَهِّلِ تو آپ مہلت دیجیے الْكٰفِرِيْنَ کافروں کو اَمْهِلْهُمْ مہلت دو انہیں رُوَيْدًا تھوڑی سی

ترجمہ:۔ بیشک یہ چالیں چل رہے ہیں O اور میں بھی اپنی چال چل رہا ہوں O لہٰذا تم ان کافروں کو ڈھیل دو، انہیں تھوڑے دنوں اپنے حال پر چھوڑ دو۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقیناً یہ کافر لوگ چالیں چل رہے ہیں اور میں بھی تدبیر کر رہا ہوں۔

۲۔ اے پیغمبر! آپ ان کافروں کو ڈھیل دو۔ ۳۔ تھوڑے دنوں تک انہیں انکے حال پر ہی چھوڑ دو۔

یہاں اللہ تعالیٰ ان کفار مکہ اور مشرکین کو دھمکی دیتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ یہ کفار و مشرکین ہمارے پیغمبر اور آپ کے ماننے والے اصحاب کے خلاف مختلف چالیں چل رہے ہیں اور آپ کو تکلیف پہنچانے کے لئے حیلے اور مواقع تلاش کر رہے ہیں کہ کہیں سے کوئی موقع ہاتھ آئے اور نعوذ باللہ اسلام کے اس چراغ کو بجھا دیا جائے وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ (الانفال۔۳۰) لیکن ان مشرکوں کو کیا پتا کہ ان کا پروردگار بھی ان مشرکین کے خلاف تدبیریں کر رہا ہے کہ انہیں کب اور کیسے انکے جرائم کی سزا دے؟ اللہ تعالیٰ نے وہ طے کر رکھا ہے لہٰذا آپ اے پیغمبر! انکی ہلاکت اور عذاب کے لئے جلدی نہ کیجئے بلکہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ

دیجئے اور تھوڑی سی ڈھیل بھی دیجئے اس لئے کہ انکی ہلاکت تو طے شدہ ہے صرف وقت کا انتظار ہے جو اللہ تعالی نے انکے لئے مقرر کر رکھا ہے، علماء تفسیر نے بیان کیا کہ اس سے مراد وہ سزا ہے جو اللہ تعالی نے ان کفار و مشرکین کو جنگ بدر کے موقع پر دی کہ ان میں سے چند تو قتل کر دیئے گئے اور چند کو قیدی بنا دیا گیا جبکہ مسلمانوں کی تعداد ان کفار و مشرکین سے کئی گنا کم تھی، یہی وہ وعدہ تھا جو اللہ تعالی نے پورا فرمایا۔ اور اس سے مراد آخرت کا عذاب بھی ہوسکتا ہے جو اللہ تعالی نے ان کے لئے تیار کر رکھا ہے نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ہم انہیں تھوڑی سی مہلت دے رہے ہیں اسکے بعد ہم انہیں سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے۔ (لقمان۔ ۲۴) عذاب چاہے دنیا کا ہو یا آخرت کا ملنا تو ضرور ہے بس وقت کا انتظار ہے جو اللہ تعالی نے اپنے ظالم بندوں کے لئے متعین کر رکھا ہے۔ یہ وعید صرف ان کفار مکہ کے لئے نہیں ہے بلکہ قیامت تک آنے والے ان سارے ظالموں اور جابروں کے لئے ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں اور جو اسے مٹانے کے لئے کوششیں اور تدبیریں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالی اسلام اور مسلمانوں کی ان کافروں کے شر اور تدبیروں سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَۃُ الْاَعْلٰی مَکِّیَّۃٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۱۹ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۵۳﴾ اپنے پروردگار کی تسبیح کرو جس کی شان اعلیٰ ہے ﴿الاعلیٰ ۱۔تا۔۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى O الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى O وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى O وَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى O فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى O سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى O اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ سَبِّحِ آپ تسبیح کیجیے اسْمَ رَبِّكَ اپنے رب کے نام کی الْاَعْلَى وہ سب سے بلند ہے الَّذِيْ وہ ذات جس نے خَلَقَ پیدا کیا فَسَوّٰى پھر ٹھیک ٹھاک بنایا وَ اور الَّذِيْ وہ ذات جس نے قَدَّرَ اندازہ کیا فَهَدٰى پھر ہدایت دی وَ اور الَّذِيْٓ وہ ذات جس نے اَخْرَجَ نکالا الْمَرْعٰى چارا فَجَعَلَهٗ پھر اس نے کر دیا اس کو غُثَآءً خشک چورا اَحْوٰى سیاہ سَنُقْرِئُكَ عنقریب ہم پڑھائیں گے آپ کو فَلَا تَنْسٰٓى پھر نہیں بھولیں گے آپ اِلَّا سوائے اس کے مَا جو شَآءَ چاہے اللّٰهُ اللہ اِنَّهٗ بلاشبہ وہ يَعْلَمُ جانتا ہے الْجَهْرَ ظاہر کو وَ اور مَا جو يَخْفٰى مخفی ہے۔

ترجمہ:۔ اپنے پروردگار کے نام کی تسبیح کرو جس کی شان سب سے اُونچی ہے O جس نے سب کچھ پیدا کیا، اور ٹھیک ٹھیک بنایا O اور جس نے ہر چیز کو ایک خاص انداز دیا، پھر راستہ بنایا O (اے پیغمبر!) ہم تمہیں پڑھائیں گے، پھر تم بھولو گے نہیں O سوائے اُس کے جسے اللہ چاہے۔ یقین رکھو! وہ کھلی ہوئی چیزوں کو بھی جانتا ہے اور اُن چیزوں کو بھی جو چھپی ہوئی ہیں۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عیدین کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اور هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے تھے اور اگر جمعہ اور عیدین ایک دن جمع ہوجائے تو دونوں نمازوں میں بھی وہی پڑھتے تھے۔ (مسلم۔۸۷۸)

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اپنے پروردگار کی تسبیح کرو جسکی شان سب سے اونچی ہے۔

۲۔ جس پروردگار نے سب کچھ پیدا کیا اور ٹھیک ٹھیک بنایا۔

۳۔جس نے ہر چیز کو ایک خاص انداز دیا پھر راستہ بتایا۔

۴۔جس نے سبز چارہ زمین سے نکالا پھر اسے کالے رنگ کا کوڑا بنا دیا۔

۵۔اے پیغمبر! ہم آپ کو پڑھائیں گے تو پھر آپ بھولو گے نہیں سوائے اس کے جسے اللہ چاہے۔

۶۔یقین رکھو وہ کھلی ہوئی چیزوں کو بھی جانتا ہے اور چھپی ہوئی چیزوں کو بھی۔

اے نبی! آپ اپنے پروردگار کی جسکی بہت اونچی شان ہے، تسبیح بیان کیجئے کہ جس نے آپ کے خلاف سازشیں کرنے والوں کی ہلاکت کا سامان تیار کر رکھا ہے اور آپ کو انکی سازشوں اور مکر سے محفوظ رکھا ہے، یہی وہ پروردگار ہے جس نے دنیا جہاں، آسمان و زمین اور ان میں بسنے والی ہر ہر چیز کو پیدا کیا صرف پیدا ہی نہیں کیا بلکہ انہیں انکے حساب سے جس طرح انہیں پیدا کرنا ہے اسی طرح درست اور ٹھیک ٹھاک پیدا کیا پھر انہیں جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اور جو چیز انکے لئے مناسب ہوتی ہے اسکی طرف رہنمائی کی اور انہیں بتلا دیا جیسا کہ سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر ۵۰ میں کہا گیا رَبُّنَا الَّذِیْ أَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو وہ بناوٹ عطا کی جو اسکے مناسب تھی پھر اسکی رہنمائی بھی فرمائی۔ اور فرمایا کہ اس پروردگار کی تسبیح کرو جس نے زمین سے چارہ اور سبزہ اگایا جو انسانوں اور جانوروں کی غذا بنتا ہے پھر اس پروردگار نے اس چارہ اور سبزہ کو ایک وقت تک ہرا بھرا رہنے کے بعد کالا کر دیا یعنی اب وہ استعمال کے قابل نہیں رہا، اسی طرح ہر چیز کی ایک مدت ہوتی ہے کہ وہ اپنی اس مدت کو گزارنے کے بعد فنا ہو جاتا ہے اسی طرح انسان کی بھی ایک مدت متعین ہے کہ جب وہ اس مدت کو پہنچ جائے گا تو وہ بھی اس سبزہ کی طرح کوڑا بن جائے گا بس باقی رہیگا تو اسکا عمل جو اس نے اس دنیا میں کیا اس لئے کثرت سے اللہ تعالی کی تسبیح اور پاکی بیان کرو، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسبیح کا حکم دینے کے بعد آپ علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپ اس قرآن کو یاد کرنے کے لئے جو جلدی کر رہے ہیں کہ کہیں اسے بھول نہ جائیں، ایسا مت کیجئے وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ یُّقْضٰی إِلَیْكَ وَحْیُهٗ آپ قرآن کی وحی ختم ہونے سے پہلے ہی اسے پڑھنے میں جلدی مت کیجئے (طٰہٰ۔ ۱۱۴) اس لئے کہ ہم خود ہی آپ کو یہ کلام پڑھا دیں گے کہ جسکے بعد پھر کبھی آپ نہیں بھولیں گے لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ إِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ آپ اس کلام کو جلدی سے یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دیجئے اس لئے کہ اسے پڑھانا اور اسے آپ کے سینہ میں محفوظ کرنا ہمارا کام ہے۔ (القیامہ۔ ۱۶، ۱۷) ہاں! جو بھلانا اللہ تعالی کو مقصود ہوگا اس کے علاوہ باقی سب کچھ آپ کے سینہ میں محفوظ کر دیا جائے گا سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰی إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ ان آیتوں کے شان نزول سے متعلق مجاہد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل جب آپ علیہ السلام کے پاس وحی لیکر آتے تو ابھی جبرئیل علیہ السلام وحی پڑھ کر سناتے ہی تھے کہ آپ فوراً اس پڑھائے ہوئے کو دوبارہ پڑھنا شروع کر دیتے تھے تاکہ اسے اچھی طرح یاد کر لیا جائے اس

وقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰی اللہ تعالی نے یہ بھی واضح فرمادیا کہ کوئی اپنی زبان سے کچھ کہے یا نہ کہے اللہ تعالی ان سب کو جانتا ہے، ہم آپ کے بھی اس ارادہ کو جان چکے تھے جس کے خاطر آپ اس کلام کو وحی کے نازل ہونے کے بعد فورا پڑھ رہے تھے۔

﴿درس نمبر ۲۳۵۴﴾ ہم آپ کو آسان شریعت پر چلنے کیلئے سہولت دیں گے ﴿الاعلی ۸۔تا۔۱۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ٥ فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ٥ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ٥ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ٥ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ٥ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ٥

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور نُيَسِّرُكَ ہم توفیق دیں گے آپ کو لِلْيُسْرٰى آسان کی فَذَكِّرْ پھر آپ نصیحت کیجیے اِنْ اگر نَّفَعَتِ نفع دے الذِّكْرٰى نصیحت سَيَذَّكَّرُ ضرور نصیحت حاصل کرے گا مَنْ وہ جو يَّخْشٰى ڈرتا ہے وَ اور يَتَجَنَّبُهَا دور رہے گا اس سے الْأَشْقَى بدبخت الَّذِيْ وہ جو يَصْلَى داخل ہوگا النَّارَ الْكُبْرٰى بہت بڑی آگ میں ثُمَّ پھر لَا يَمُوْتُ نہ وہ مرے گا فِيْهَا اس میں وَ اور لَا يَحْيٰى نہ جیے گا۔

ترجمہ:۔ اور ہم تمہیں آسان شریعت (پر چلنے کے لئے) سہولت دیں گے، لہٰذا تم نصیحت کئے جاؤ اگر نصیحت کا فائدہ ہو، جس کے دل میں اللہ کا خوف ہوگا وہ نصیحت مانے گا اور اس سے دور وہ رہے گا جو بڑا بدبخت ہوگا، جو سب سے بڑی آگ میں داخل ہوگا پھر اس آگ میں نہ مرے گا اور نہ جئے گا۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ہم آپ کو آسان شریعت پر چلنے کے لئے سہولت دیں گے

۲۔لہٰذا آپ نصیحت کرتے جائیے اگر نصیحت کرنا کچھ فائدہ پہنچائے۔

۳۔جس کے دل میں اللہ تعالی کا خوف ہوگا وہ نصیحت مانے گا۔

۴۔اس نصیحت سے وہی دور رہے گا جو بڑا بدبخت ہوگا۔

۵۔ایسا بدبخت ہی سب سے بڑی آگ میں داخل ہوگا کہ پھر اس آگ میں نہ مرے گا اور نہ جئے گا۔

اے نبی! ہم نے جو شریعت آپ کے لئے چنی ہے ہم اس شریعت پر چلنا آپ کے لئے اور آپکی ساری امت کے لئے آسان کردیں گے تاکہ اس شریعت کے احکام پر چلنا کسی کے لئے بھی دشوار نہ ہو لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا کہ ہم کسی کو اسکی طاقت سے بڑھ کر کسی چیز کا مکلف نہیں بناتے۔(الانعام۔۱۵۲) لہٰذا آپ بھی اس پر عمل کیجئے اور اپنی امت کو بھی اس آسان شریعت اور دین کی طرف بلائیے اور انہیں نصیحت کیجئے جبکہ آپ دیکھیں کہ

اسے نصیحت کرنا فائدہ مند ہو اور اگر آپ کو لگے کہ اسے نصیحت کرنا فائدہ بخش نہیں تو پھر آپ ان تک اپنا پیغام پہنچا دیجئے اب ماننا نہ ماننا انکا کام اور حقیقی بات تو یہ ہے کہ نصیحت وہی شخص قبول کرتا ہے جس کے دل میں خوف الٰہی ہو اور جس کا دل اللہ تعالیٰ کی خشیت اور خوف سے خالی ہوگا اسے نصیحت کرنا بھی بے فائدہ ہوگا ایسے لوگ ہی بڑے بدبخت ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کا ٹھکانہ اللہ تعالیٰ نے جہنم بنا رکھا ہے جہاں انہیں بڑی آگ میں ڈالا جائے گا کہ جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کہ نہ تو انہیں وہاں موت آئے گی اور نہ ہی سکون سے جی پائیں گے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں ایک تو ان لوگوں کی جو نصیحت کو قبول کرتے ہیں اور دوسرے ان لوگوں کی جو نصیحت قبول نہیں کرتے، یہاں اللہ تعالیٰ انہیں نصیحت کرنے کا حکم فرما رہے ہیں جن کے اندر نصیحت کو قبول کرنے کا مادہ ہو اور وہ کون لوگ ہوتے ہیں جو نصیحت قبول کرتے ہیں انکی صفت آگے بیان فرما دی کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں رکھتے ہیں، اس آیت کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ آپ صرف انہیں نصیحت کیجئے جو نصیحت کو قبول کرتے ہوں بلکہ یہاں یہ مقصود ہے کہ جب آپ دیکھو کہ کوئی اس کلام کو اور آپ کی بتلائی ہوئی ہدایت کی باتوں کو سن کر بھی اسلام کی طرف نہ آئے اور آپ کو معلوم ہو جائے کہ اسے کتنی بھی نصیحتیں کر لو وہ نصیحت ماننے والا نہیں تو اب ایسے وقت میں اسی ایک کے پیچھے رہ کر کوئی فائدہ نہیں اس لئے انہیں چھوڑ کر اب اوروں کو بھی اس اسلام کا پیغام پہنچائیے۔

﴿درس نمبر ۲۳۵۵﴾ **کامیابی اس نے پائی ہے جس نے پاکیزگی اختیار کی** ﴿الاعلیٰ ۱۴۔تا۔۱۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ قَدْ تحقیق اَفْلَحَ فلاح پا گیا مَنْ وہ شخص جو تَزَكّٰى پاک ہوا وَ اور ذَكَرَ اس نے یاد کیا اسْمَ نام رَبِّهٖ اپنے رب کا فَصَلّٰى پھر اس نے نماز پڑھی بَلْ بلکہ تُؤْثِرُوْنَ تم ترجیح دیتے ہو الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا حیاتِ دنیا کو وَ جبکہ الْاٰخِرَةُ آخرت خَيْرٌ بہت بہتر وَّ اور اَبْقٰى زیادہ پائیدار ہے اِنَّ بلاشبہ هٰذَا یہ لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى البتہ پہلے صحیفوں میں ہے صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

ترجمہ: ۔ فلاح اس نے پائی ہے جس نے پاکیزگی اختیار کی اور اپنے پروردگار کا نام لیا اور نماز پڑھی، لیکن تم لوگ دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو، حالانکہ آخرت کہیں زیادہ بہتر اور کہیں زیادہ پائیدار ہے، یہ بات یقیناً پچھلے (آسمانی) صحیفوں میں بھی درج ہے، ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

تشریح:۔ان چھ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔کامیابی اس نے پائی ہے جس نے پاکیزگی اختیار کی۔ ۲۔اپنے پروردگار کا نام لیا اور نماز پڑھی۔

۳۔تم لوگ دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو جبکہ آخرت کہیں زیادہ بہتر اور پائیدار ہے۔

۴۔ یہ بات پچھلے آسمانی صحیفوں میں بھی درج ہے یعنی ابراہیم اور موسی علیہا السلام کے صحیفوں میں۔

پچھلی آیتوں میں بیان کیا گیا کہ جس نے نصیحت کو قبول نہیں کیا وہی بدبخت اور جہنمی ہے یہاں یہ بات کہی جارہی ہے کہ جس نے نصیحت کو مان کر اپنے آپ کو بتوں کی پرستش کی گندگی سے پاک وصاف کیا، اپنے رب کے بتائے ہوئے طریقہ کو اختیار کیا، اپنے پیدا کرنے والے خالق ومالک کا ذکر کیا، اسکی توحید کو بیان کیا، اسکی پاکی کا ورد کیا اور اپنی پیشانی کو اس رب کے سامنے جھکا کر اپنی بندگی کا اظہار کیا اور نماز پڑھی تو ایسے ہی لوگ کل آخرت میں کامیاب کہلائیں گے کہ انہیں اس دردناک آگ اور جہنم کے عذاب سے بچا لیا جائے گا، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى کے بارے میں فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے صرف اور صرف ایک اللہ کے معبود ہونے کی گواہی دی اور بتوں کی پرستش کو ترک کیا اور میرے نبی ہونے کی تصدیق کی اور وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى کے بارے میں فرمایا کہ اس سے پانچ وقت کی نمازیں مراد ہیں کہ انہیں اہتمام کے ساتھ اپنے وقت پر پابندی کے ساتھ ادا کیا جائے۔(الدرالمنثور۔ج،۸۔ص،۴۸۴) اور حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جسکا واقعہ یوں ہے کہ ایک منافق کا باغ تھا کہ جس میں ایک کھجور کا درخت تھا جو ایک انصاری صحابی کے گھر کی جانب جھکا ہوا تھا تو جب بھی ہوائیں چلتیں تو اس درخت کے کھجور اس صحابی کے گھر گر جاتے تو وہ اور انکے اہل خانہ اسے کھا لیتے لیکن اس منافق نے اس بات پر ان سے جھگڑا کیا جس پر اس صحابی نے آپ علیہ السلام سے شکایت کی تو آپ علیہ السلام نے اس درخت کو جنت کے درخت کے بدلہ اس صحابی کو دینے کے لئے کہا جس پر اس منافق نے انکار کیا پھر جب یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو آپ نے اس منافق سے اس درخت کو خرید کر ان صحابی کو دے دیا تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى اور اس منافق کے بارے میں يَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى نازل فرمائی۔(تفسیر قرطبی۔ج،۲۰۔ص،۲۲) آگے اللہ تعالی نے آخرت کو بھول کر دنیا کو ترجیح دینے والے کو ڈراتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگ ایسے ہو کہ تمہیں یہ دنیا اور اسکی نعمتیں ہی بھلی معلوم ہوتی ہیں اور تم اسی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ یہ دنیا تو بس ایک دھوکہ ہے جو چند دن میں ختم ہو جائے گی لیکن آخرت کی جو نعمتیں اور آسائشیں اللہ تعالی نے وہاں تیار کر رکھی ہیں وہ اس دنیا کی نعمتوں سے لاکھ درجہ بہتر اور باقی رہنے والی ہیں لہذا اس دنیا کو چھوڑ کر آخرت کی فکر کرو تا کہ تم اپنی ہمیشہ والی زندگی ان نعمتوں میں گزار پاو، یہ بات جو ہم اس کلام یعنی قرآن کریم کے ذریعہ تمہیں بتا رہے ہیں وہ

کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ اسے ہم نے اس سے پہلی کتابوں میں بھی بیان کیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں بھی۔ لہٰذا اس کلام پر ایمان ویقین رکھو تم کامیاب ہوجاوگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ دنیا اس شخص کا گھر ہے جسکے پاس کوئی گھر نہ ہو اور اس شخص کا مال ہے جس کے پاس کوئی مال نہ ہو اور ان دونوں کو وہی جمع کرتا ہے جسکے پاس عقل نہ ہو۔ (مسند احمد۔ ۲۴۴۱۹) اللہم تمام کو آخرت کی فکر کرنے اور اسکے لئے محنت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَۃُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ا رکوع اور ۲۶ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۵۶﴾ **تھکن سے چور چہرے** ﴿الغاشیہ ا۔تا۔۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ○ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ○ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ○ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ○ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ○ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ○ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ هَلْ کیا اَتٰىكَ آگئی ہے آپ کے پاس حَدِيْثُ بات الْغَاشِيَةِ چھا جانے والی کی وُجُوْهٌ کئی چہرے يَّوْمَئِذٍ اس دن خَاشِعَةٌ ذلیل ہوں گے عَامِلَةٌ عمل کرنے والے نَّاصِبَةٌ تھک جانے والے تَصْلٰى وہ داخل ہوں گے نَارًا حَامِيَةً بھڑکتی آگ میں تُسْقٰى وہ پلائے جائیں گے مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ کھولتے ہوئے پانی کے چشمے سے لَيْسَ نہیں ہوگا لَهُمْ ان کے لیے طَعَامٌ کھانا اِلَّا سوائے مِنْ ضَرِيْعٍ خاردار جھاڑی کے لَّا يُسْمِنُ نہ وہ موٹا کرے گا وَ اور لَا يُغْنِيْ نہ فائدہ دے گا مِنْ جُوْعٍ بھوک سے

ترجمہ:۔ کیا تمہیں اس واقعے (یعنی قیامت) کی خبر پہنچی ہے جو سب پر چھا جائے گا؟ بہت سے چہرے اس دن اترے ہوئے ہوں گے، مصیبت جھیلتے ہوئے، تھکن سے چور! وہ دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے، انہیں کھولتے ہوئے چشمے سے پانی پلایا جائے گا، ان کے لئے ایک کانٹے دار جھاڑ کے سوا کوئی کھانا نہیں ہوگا جو نہ جسم کا وزن بڑھائے گا اور نہ بھوک مٹائے گا۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عیدین کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے تھے اور اگر جمعہ اور

عیدین ایک دن جمع ہو جاتے تو دونوں نمازوں میں بھی وہی پڑھتے تھے۔(مسلم۔۸۷۸)

تشریح:۔ان سات آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا تمہیں اس واقعہ کی خبر پہنچی جو سب پر چھا جائے گا؟

۲۔اس دن بہت سے چہرے مصیبت جھیلتے، تھکن سے چور اترے ہوئے ہوں گے۔

۳۔وہ دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔

۴۔انہیں کھولتے ہوئے چشمہ سے پانی پلایا جائے گا۔

۵۔ان کے لئے ایک کانٹے دار جھاڑ کے سوا کوئی کھانا نہیں ہوگا جو نہ جسم کا وزن بڑھائے گا اور نہ ہی بھوک مٹائے گا۔

پچھلی سورت کی طرح اس سورت میں بھی اللہ تعالی نے مومن اور کافر کی صفتیں اور جنت وجہنم کے احوال بیان کئے ہیں کیا تمہیں قیامت کی کچھ خبر پہنچی ہے؟ وہ قیامت جو ہر ایک کو اپنے لپیٹ میں لے لے گیکہ کوئی اس سے بچ نہیں پائے گا، یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کو کچھ پتا بھی ہے کہ وہ قیامت جو سب کو اپنے گھیرے میں لے لے گی، کیا چیز ہے؟ یہ وہی چیز ہے جسکی ہم نے آپ کو خبر دی یعنی قیامت لہذا جب یہ قیامت کا دن آئے گا تو اس روز کچھ چہرے خوف کے مارے جھکے ہوئے ذلیل وخوار ہوں گے اور ان پر تھکن اور مصیبت کے آثار نمایاں ہوں گے وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا۟ رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ کاش! آپ وہ منظر دیکھو کہ جب یہ کافر اپنے رب کے سامنے سرجھکائے کھڑے ہوں گے (السجدہ۔۱۲) اور سورۃ شوری کی آیت نمبر ۴۵ میں کہا گیا وَتَرَىٰهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَٰشِعِينَ مِنَ ٱلذُّلِّ يَنظُرُونَ مِن طَرْفٍ خَفِىٍّ آپ دیکھو گے کہ انہیں دوزخ کے سامنے اس طرح پیش کیا جائے گا کہ وہ لوگ ذلت کے مارے جھکے ہوئے کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے، اس لئے کہ انہیں وہ عذاب دکھا دیا جائے گا جس میں انہیں داخل ہونا ہے لہذا پھر انہیں اسی دہکتی ہوئی آگ کے عذاب میں ڈال دیا جائے گا جہاں انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا، وہ پانی اس قدر کھولتا ہوا ہوگا کہ اگر اسکا ایک قطرہ اس دنیا میں موجود پہاڑ پر ڈال دیا جائے تو وہ بھی اسکی گرمی کی شدت سے پگھل جائے، اسکے علاوہ جب انہیں بھوک لگے گی اور وہ کھانے کی طلب کریں گے تو انہیں کانٹے دار، زہریلا پھل کھانے کو دیا جائے گا کہ وہ بھوک کے مارے اس پھل کو اپنے منہ میں ڈال بھی لیں تو وہ اسے کھا نہیں پائیں گے اور وہ پھل ان پھلوں کی طرح نہیں ہوگا جسے عام طور سے کھا کر بھوک مٹائی جاتی ہے اور جسم کو قوت وطاقت پہنچائی جاتی ہے بلکہ یہ ضریع کا پھل نہ تو کھانے والے کی بھوک مٹائے گا اور نہ ہی کھانے والے کے جسم کو فربہ کرے گا، یہ ساری سزائیں انکے ان جرائم کی وجہ سے ہیں جو انہوں نے دنیا میں کئے۔اس آیت سے ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے جہنمیوں کی غذا سے متعلق مختلف باتیں فرمائی ہیں جیسے کہ کبھی فرمایا کہ ان دوزخیوں کو زَقُّوم کھانے کو دیا جائے گا اور کبھی فرمایا کہ غِسْلِين تو کبھی ضَرِيع

ایسے ہی مشروب کا ذکر فرمایا تو کہیں فرمایا حَمِيْمٍ ،تو کہیں صَدِيْد وغیرہ تو اس شبہ کو دور کرتے ہوئے علماء تفسیر نے فرمایا کہ جس طرح جنت میں درجات ہیں اسی طرح دوزخ میں بھی مختلف درجات ہے۔ لہٰذا جس کھانے اور پینے کا اللہ تعالی نے ذکر فرمایا وہ انکے درجہ کے لحاظ سے ہوگا اس لئے اس میں تضاد اور اختلاف کی کوئی بات نہیں ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۵۷﴾ **تروتازہ چہرے** ﴿الغاشیہ ۸۔تا۔۱۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ O لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ O فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ O لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً O فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ O فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ O وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ O وَّ نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ O وَّ زَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وُجُوْهٌ کئی چہرے يَّوْمَئِذٍ اس دن نَّاعِمَةٌ تروتازہ ہوں گے لِّسَعْيِهَا اپنی کوششوں پر رَاضِيَةٌ خوش ہوں گے فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ بہشت بریں میں ہوں گے لَّا تَسْمَعُ وہ نہیں سنیں گے فِيْهَا اس میں لَاغِيَةً کوئی لغویات فِيْهَا اس میں عَيْنٌ جَارِيَةٌ ایک چشمہ جاری فِيْهَا اس میں سُرُرٌ تخت مَّرْفُوْعَةٌ اونچے اونچے وَّ اور اَكْوَابٌ ساغر مَّوْضُوْعَةٌ رکھے ہوئے وَّ اور نَمَارِقُ گاؤ تکیے مَصْفُوْفَةٌ برابر قطاریں لگے ہوئے وَّ اور زَرَابِيُّ نفیس غالیچے مَبْثُوْثَةٌ بچھے ہوئے

ترجمہ:۔ بہت سے چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے۔(دنیا میں) اپنی کی ہوئی محنت کی وجہ سے پوری طرح مطمئن۔عالیشان جنت میں ہوں گے۔جس میں وہ کوئی لغوبات نہیں سنیں گے۔اس جنت میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے۔اس میں اونچی اونچی نشستیں ہوں گی۔اور سامنے رکھے ہوئے پیالے۔اور قطاریں لگائے ہوئے گداز تکیے۔اور بچھے ہوئے قالین۔

تشریح:۔ان نو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بہت سے چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے۔

۲۔اپنی کی ہوئی محنت کی وجہ سے پوری طرح مطمئن اور عالیشان جنت میں ہوں گے۔

۳۔وہ جنت کہ جس میں وہ کوئی لغوبات نہیں سنیں گے۔

۴۔جس جنت میں بہتے ہوئے چشمے اور اونچی اونچی نشستیں ہوں گی۔

۵۔سامنے رکھے ہوئے پیالے اور قطاریں لگے ہوئے گاؤ تکیے اور بچھی ہوئی قالینیں ہوں گی۔

قیامت کے دن مومنوں کی حالت بیان کی جارہی ہے کہ جہاں کچھ لوگوں کے چہرے آزردہ اور خوفزدہ ہوں

گے تو وہیں کچھ چہروں پر ہنسی اور تازگی چھائی ہوئی ہوگی اور وہ لوگ اس دن بڑے آرام اور سکون میں ہر مصیبت و پریشانی سے دور خوش وخرم ہوں گے تَعْرِفُ فِيْ وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ نعمتوں میں رہنے کی وجہ سے جو تازگی انکے چہروں پر آئے گی آپ اسے پہچان لوگے۔ (المطففین ۔ ۲۴) یہ اس لئے کہ انھوں نے دنیا میں جو زندگی گزاری وہ اپنے رب کے حکموں کے مطابق گزاری اور ساری زندگی اس عظیم رب کی اطاعت وفرمانبرداری میں گزاری اور اپنے آپ کو شرک وکفر کی گندگی سے دور رکھا گیا اور نیک اعمال کو اپنا طرز زندگی بنایا جسکا بہترین بدلہ انہیں یہاں آخرت میں دیا جارہا ہے اسکے علاوہ انہیں رہنے کے لئے عالیشان جنت دی جائے گی، وہ جنت ایسی ہوگی کہ جہاں انہیں کوئی شور شرابا، لغو اور بیکار باتیں سننے کو نہیں ملیں گی بلکہ ہر جگہ سکون اور سلامتی ہی سلامتی ہوگی لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا (مریم ۔ ۶۲)، إِلَّا قِيْلًا سَلَامًا سَلَامًا (الواقعہ ۔ ۲۶) اور وہاں جنت میں انکے لئے بہتی نہریں ہوں گی جسکا مزہ اور ذائقہ ہر ایک سے مختلف ہوگا اور بہت ہی میٹھی اور صاف وشفاف ہوگی جسے وہ لوگ اونچے اونچے تختوں پر بیٹھے انکے لئے رکھے ہوئے ہیرے اور موتیاں جڑے سونے اور چاندی کے پیالوں میں رکھے ہوئے اور گاوتکیوں سے ٹیک لگائے اس بہتی نہروں کے مشروبات پئیں گے اور انکے اردگرد ہر طرف شاندار قالینین بچھی ہوئی ہوگی جو انکی مجلس کو اور بارونق بنادے گی۔

﴿درس نمبر ۲۳۵۸﴾ کیا یہ لوگ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کیا گیا؟ ﴿الغاشیہ ۱۷ ۔ تا ۔ ۲۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَفَلَا يَنْظُرُوْنَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ○ وَإِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ○ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ○ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ أَفَلَا کیا پھر نہیں يَنْظُرُوْنَ دیکھتے وہ إِلَى الْإِبِلِ اونٹوں کی طرف كَيْفَ کیسے خُلِقَتْ وہ پیدا کیے گئے وَ اور إِلَى السَّمَآءِ آسمان کی طرف كَيْفَ کیسے رُفِعَتْ وہ بلند کیے گئے وَ اور إِلَى الْجِبَالِ پہاڑوں کی طرف كَيْفَ کیسے نُصِبَتْ وہ گاڑے گئے وَ اور إِلَى الْأَرْضِ زمین کی طرف كَيْفَ کیسے سُطِحَتْ بچھائی گئی

ترجمہ:۔ تو کیا یہ لوگ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ انہیں کیسے پیدا کیا گیا؟ اور آسمان کو کہ اسے کس طرح بلند کیا گیا؟ اور پہاڑوں کو کہ انہیں کس طرح گاڑا گیا؟ اور زمین کو کہ اسے کیسے بچھایا گیا؟

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا یہ لوگ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ انہیں کیسے پیدا کیا گیا؟

۲۔ آسمان کو نہیں دیکھتے کہ اسے کیسے بلند کیا گیا؟

۳۔ پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ انہیں کس طرح گاڑا گیا؟
۴۔زمین کو نہیں دیکھتے کہ اسے کس طرح بچھایا گیا؟

اللہ تعالی اپنے نافرمان اور مشرک بندوں کو اپنی قدرت کے مناظر کی نشاندہی کررہے ہیں اور اس کائنات کی بنائی ہوئی ہر چیز پر غور وفکر کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں تاکہ انہیں خدا کی قدرت اور اسکی حقانیت کا پتا چل جائے اور نیز انہیں یہ بھی معلوم ہوجائے کہ ایسی عظیم قدرت والے رب کو اس کائنات کو بنانے اور چلانے میں کسی شریک کی ضرورت نہیں چنانچہ فرمایا کہ یہ مشرکین جو اپنے حقیقی رب کے ساتھ اوروں کو شریک مانتے ہیں، کیا انہوں نے اس اونٹ کو جس پر یہ لوگ سفر کرتے ہیں نہیں دیکھا کہ اسے کس طرح پیدا کیا گیا ہے؟ یعنی اس ایک اونٹ میں اللہ تعالی نے کیا کیا خاصیتیں پیدا کی ہیں اگر یہ لوگ اسے ہی جان جاتے تو پھر اللہ تعالی کے ساتھ کبھی شرک وکفر نہ کرتے، یہاں اللہ تعالی نے اونٹ کی خلقت میں غور کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ عرب کی سواری وہی ہوا کرتی تھی کیونکہ وہی ایسا جانور ہے جو ریتیلے صحراء میں بغیر کسی چارہ اور پانی کے کئی کئی دن تک چل سکتا ہے اسی لئے اونٹ کو سفینۃ الصحراء کہا جاتا ہے اور اس لئے بھی اللہ تعالی نے اونٹ کی پیدائشمیں غور کرنے کا حکم فرمایا کہ اس کی تخلیق اور خصوصیت دوسرے کسی جانور میں نہیں پائی جاتی مثلاً اونٹ کی کوہان نما ہڈی جو پیٹ پر ہوتی ہے اس میں وہ ایک سیال مادہ جمع کرکے رکھتا ہے جو وہ ضرورت کے وقت غذا نہ ملنے پر بطور غذا اور طاقت استعمال کرتا ہے اسی طرح وہ اپنے پیٹھ میں اپنے جسم کے تیسرے حصہ تک پانی جمع کرکے رکھ سکتا ہے جسے وہ سخت پیاس کے وقت استعمال کرتا ہے اور بغیر پانی کے سخت گرمی میں بھی تین سے چھ دن تک بآسانی رہ سکتا ہے وغیرہ اسکے علاوہ بھی اور خصوصیات ہیں جو اسے دیگر جانوروں سے جدا کرتی ہیں۔

اسکے بعد اللہ تعالی نے آسمان پر غور کرنے اور اسکی بلندی پر نظر ڈالنے کو کہا کہ دیکھو! یہ جو آسمان تم دیکھ رہے ہو وہ تمہیں اپنے اوپر ہی نظر آتا ہے لیکن تم اس آسمان کی بلندی تک بآسانی پہنچ نہیں سکتے اسکے علاوہ بھی اس آسمان میں مختلف چیزیں ہیں جیسے چاند، سورج، ستارے، سیارے، بادل وغیرہ جن کے ذریعہ اللہ تعالی نے آسمان کو مزین کیا أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر اس آسمان کو نہیں دیکھا کہ کیسے ہم نے اسے بنایا اور کیسے اسے زینت بخشی؟ اور اس بلند وبالا آسمان میں کسی قسم کا کوئی شگاف بھی نہیں ہے (ق۔۶) اتنے وسیع وبلند اور خوبصورت آسمان کی پیدائش کسی اور نے نہیں اسی رب نے کی ہے جسکی عبادت کا تمہیں حکم دیا جارہا ہے اسکے بعد ان مضبوط اور اونچے اونچے پہاڑوں پر بھی نظر ڈالو کہ کیسے اللہ تعالی نے جگہ جگہ انہیں زمین میں نصب کیا جو زمین کو ڈھلنے سے روکتے ہیں اسی کے ساتھ ساتھ ہم نے اس مسطح فرش نما زمین کو پیدا کیا تاکہ تم بآسانی اس پر چل پھر سکو اور اپنی غذا کھیتی کے ذریعہ حاصل کرسکو، اگر تم لوگ ان تمام

چیزوں پر ذرا بھی غور کرلو تو تمہیں ہماری وحدانیت پر بھی یقین آجائے گا اور اس وعدہ پر بھی جو ہم نے تم سے کیا یعنی مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے اور پھر حساب و کتاب کے ہونے پر۔

﴿درس نمبر ۲۳۵۹﴾ **پیغمبر! آپ نصیحت کرتے جائیے** ﴿الغاشیہ ۲۱ تا ۲۶﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ O لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ O اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ O فَيُعَذِّبُهُ اللهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ O اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ O ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَذَكِّرْ پس آپ نصیحت کریں اِنَّمَآ اَنْتَ بس آپ تو مُذَكِّرٌ نصیحت ہی کرنے والے ہیں لَسْتَ نہیں ہیں آپ عَلَيْهِمْ ان پر بِمُصَيْطِرٍ کوئی ذمہ دار اِلَّا مگر مَنْ جس نے تَوَلّٰى روگردانی کی وَ اور كَفَرَ کفر کیا فَيُعَذِّبُهُ تو اسے عذاب دے گا اللهُ اللہ الْعَذَابَ عذاب الْاَكْبَرَ بہت بڑا اِنَّ بلاشبہ اِلَيْنَآ ہماری ہی طرف ہے اِيَابَهُمْ ان کا لوٹ کر آنا ثُمَّ پھر اِنَّ یقینا عَلَيْنَا ہمارے ہی ذمے ہے حِسَابَهُمْ ان کا حساب

ترجمہ:۔ اب (اے پیغمبر) تم نصیحت کیے جاؤ۔ تم تو بس نصیحت کرنے والے ہو۔ آپ کو ان پر زبردستی کرنے کے لیے مسلط نہیں کیا گیا۔ ہاں! مگر جو کوئی منہ موڑے گا اور کفر اختیار کرے گا۔ تو اللہ اس کو بڑا زبردست عذاب دے گا۔ یقین جانو! ان سب کو ہمارے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے۔ پھر یقینا ان کا حساب لینا ہمارے ذمے ہے۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! آپ نصیحت کرتے جائیے آپ نصیحت کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

۲۔ آپ کو ان لوگوں پر زبردستی کرنے کے لئے مسلط نہیں کیا گیا۔

۳۔ جو کوئی منہ موڑے گا اور کفر اختیار کرے گا اسے اللہ تعالی زبردست عذاب دے گا۔

۴۔ یقین جانو! ان سب کو اللہ تعالی ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

۵۔ ان کا حساب لینا اللہ تعالی ہی کے ذمہ ہے۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنی قوم کے لوگوں کو ان دلائل کا حوالہ دیتے ہوئے نصیحت کیجئے ان میں جو سمجھدار اور عقل مند ہوگا، جسکی فطرت میں حق کو قبول کرنے کی صلاحیت ہوگی اسے آپ کی باتیں سمجھ میں آئیں گی اور وہ ایمان لے آئے گا لیکن جسکی عقل میں فتور ہو اور جسکی طبیعت میں گندگی ہو ایسا شخص آپ کی باتوں کو سمجھنے اور اس پر یقین لانے سے گریز کرے گا لہذا آپ بھی ایسے شخص سے کنارہ کشی کر لیجئے اور ایسے شخص کا ایمان نہ لانا آپ کے لئے کوئی نقصان دہ بات نہیں ہے اس لئے کہ آپ کا کام تو نصیحت کرنا ہے نہ کہ انہیں درست راستہ پر ڈالنا، سورۂ یونس

کی آیت نمبر ۹۹ میں فرمایا گیا أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ کیا آپ لوگوں کو مجبور کریں گے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں؟ اور سورۂ ق کی آیت نمبر ۴۵ میں فرمایا گیا وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ آپ ان پر زبردستی کرنے والے نہیں ہو، لہٰذا آپ ایسے شخص کو جو میری وعید سے ڈرتا ہو اس قرآن کے ذریعہ نصیحت کیجئے، جب قیامت کا دن ہوگا تو جھٹلانے والوں اور کفر اختیار کرنے والوں کی بڑی خرابی ہوگی کہ انہیں وہاں جہنم میں سخت سے سخت عذاب دیا جائے گا، ان نافرمانوں کو سزا دینے کی بات جو یقینی طور پر کہی جارہی ہے وہ اس لئے کہ ہم ہی نے انہیں پیدا کیا پھر ہمارے ہی پاس انہیں لوٹ کر آنا ہے اور پھر جن فرشتوں کو ہم نے ان پر نگران بنا کر مسلط کر رکھا تھا، وہ فرشتے کل قیامت کے دن ہمارے سامنے انکے اعمال نامے رکھ دیں گے پھر ہم ہی انکے اعمال کا حساب لیں گے اور جو سزا کا حقدار ہوگا اسے سزا دی جائے گی اور جو جزا و انعام کا مستحق ہوگا اسے انعامات سے نوازا جائے گا۔

سُوْرَۃُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۳۰ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿الفجر ۱ - تا - ۵﴾ قسم ہے فجر کے وقت کی اور دس راتوں کی ﴿درس نمبر ۲۳۶۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْفَجْرِ O وَلَيَالٍ عَشْرٍ O وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ O وَالَّيْلِ إِذَا يَسْرِ O هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ قسم ہے الْفَجْرِ فجر کی وَ اور لَيَالٍ عَشْرٍ دس راتوں کی وَّ اور الشَّفْعِ جفت کی وَ اور الْوَتْرِ طاق کی وَ اور الَّيْلِ رات کی إِذَا جب يَسْرِ وہ گزر جاتی ہے هَلْ یقیناً فِيْ ذٰلِكَ اس میں قَسَمٌ بہت بڑی قسم ہے لِّذِيْ حِجْرٍ صاحبِ عقل کے لیے

ترجمہ:۔ قسم ہے فجر کے وقت کی۔ اور دس راتوں کی۔ اور جفت کی اور طاق کی۔ اور رات کی جب وہ چل کھڑی ہو۔ (کہ آخرت میں جزا و سزا ضرور ہوگی)۔ ایک عقل والے (کو یقین دلانے) کیلئے یہ قسمیں کافی ہیں کہ نہیں؟

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی امامت کی تو ایک آدمی نماز میں شامل ہوا تو دیکھا کہ آپ لمبی نماز پڑھا رہے ہیں تو وہ مسجد کے کونے میں نماز پڑھ کر چلا گیا، جب اسکی خبر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو آپ نے کہا کہ وہ منافق ہے، اس واقعہ کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے اس شخص سے واقعہ معلوم کیا تو اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں نماز پڑھنے کے لئے آیا مگر معاذ نے نماز میں لمبی قرآت کی تو میں نے نماز توڑ کر مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھی پھر اپنے اونٹ کو چارہ ڈالا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے معاذ! کیا تم لوگوں کو فتنہ (تکلیف) میں ڈالتے ہو؟ تم نے یہ سورتیں کیوں نہیں پڑھیں، سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى O وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا O وَالْفَجْرِ O وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى ۔ (السنن الکبریٰ للنسائی۔ ۱۱۶۰۹)

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قسم ہے فجر کے وقت کی اور دس راتوں کی۔ ۲۔ جفت اور طاق کی بھی قسم ہے۔

۳۔ رات کی بھی قسم جب وہ چلنے لگے۔ ۴۔ ایک عقلمند کو یقین دلانے کیلئے یہ قسمیں کافی ہے یا نہیں؟

پچھلی سورت میں بدبختوں اور نیکوکاروں کا قیامت کے دن ہونے والے انجام سے باخبر کیا گیا، اس سورت میں اللہ تعالیٰ ان بدبختوں کی تفصیل بیان کر رہے ہیں جنہوں نے دنیا میں رہتے ہوئے سرکشی کی تھی چنانچہ فرمایا کہ قسم

ہے فجر کی جس طرح صبح اندھیرے کو دور کرتے ہوئے پوری دنیا کو روشن کرتی ہے اسی طرح یہ اسلام بھی ساری دنیا کو گمراہی کے اندھیرے سے نکال کر انہیں اسلام کے نور سے منور کرتا ہے، علماءِ تفسیر نے بیان فرمایا کہ یہاں فجر سے مراد فجر کی نماز ہے کہ بندہ اپنے دن کی شروعات ہی اپنے پروردگار کی اطاعت سے کرتا ہے، اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے دس راتوں کی قسم کھائی جس سے مراد عشرۂ ذی الحجہ ہیں یعنی ذوالحج کے شروع کے دس دن مراد ہیں اور جو قسم یہاں کھائی گئی وہ اسکی فضیلت کو بیان کرنے کے لئے کھائی گئی ہے، جسکی فضیلت سے متعلق نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ ان دس دنوں میں کئے ہوئے نیک اعمال اللہ تعالیٰ کو اور دنوں میں کئے ہوئے اعمال سے زیادہ محبوب ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کے راستہ میں جہاد بھی نہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جی ہاں! جہاد بھی نہیں البتہ کوئی ایسا مجاہد ہو جو اپنی جان و مال سے جہاد کرے اور ان دونوں میں سے کوئی بھی واپس نہ آئے۔ (ابوداود۔ ۲۴۳۸) اسی فضیلت کے پیش نظر اللہ نے ان دس دنوں کی قسم کھائی ہے، اسکے بعد اللہ تعالیٰ جفت اور طاق کی قسم کھائی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق یہاں الشفع سے مراد قربانی کا دن ہے اور الوتر سے مراد عرفہ کا دن ہے، اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے رات کی قسم کھائی کہ جب وہ جانے لگے، بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہاں رات سے مراد مزدلفہ کی رات ہے کہ جہاں پر سارے حجاج جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور اس سے دعائیں مانگتے ہیں، پھر فرمایا کہ جو قسمیں اللہ تعالیٰ نے کھائی ہیں کیا یہ قسمیں عقلمندوں کیلئے کافی نہیں ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو پہچان لیں اور اسکی وحدانیت کا اقرار کریں؟ یقینا جو لوگ عقلمند ہیں وہ ان چیزوں کے پیدا کرنے والے رب کی کبھی نافرمانی نہیں کریں گے۔

﴿درس نمبر ۲۳۶۱﴾ تمہارے پروردگار نے عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ ﴿الفجر ۶۔تا۔۱۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ○ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ○ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ○ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ○ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ○ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ○ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ○ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ○ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ اَلَمْ تَرَ کیا نہیں دیکھا آپ نے كَيْفَ کیسا فَعَلَ سلوک کیا رَبُّكَ آپ کے رب نے بِعَادٍ عاد کے ساتھ اِرَمَ ارم ذَاتِ الْعِمَادِ جو ستونوں والے تھے الَّتِيْ وہ جو لَمْ يُخْلَقْ پیدا نہیں کیا گیا مِثْلُهَا اُن جیسا فِي الْبِلَادِ شہروں میں وَ اور ثَمُوْدَ ثمود الَّذِيْنَ وہ جو جَابُوا تراشتے تھے الصَّخْرَ چٹانوں کو بِالْوَادِ وادی میں وَ اور فِرْعَوْنَ فرعون ذِي الْاَوْتَادِ میخوں والے الَّذِيْنَ وہ جنہوں نے طَغَوْا سرکشی کی فِي الْبِلَادِ شہروں میں

فَاَكْثَرُوْا پھرانہوں نے زیادہ کیافِيْهَا الْفَسَادَ ان میں فساد فَصَبَّ تو برسایاعَلَيْهِمْ ان پر رَبُّكَ آپ کے رب نے سَوْطَ کوڑا عَذَابٍ عذاب کا اِنَّ بلاشبہ رَبَّكَ آپ کا رب لَبِالْمِرْصَادِ البتہ گھات میں ہے

ترجمہ:۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے پروردگار نے عاد کے ساتھ کیا سلوک کی؟ اس اونچے ستونوں والی قوم ارم کے ساتھ۔ جس کے برابر دنیا کے ملکوں میں کوئی اور قوم پیدا نہیں کی گئی؟۔ اور ثمود کی اس قوم کے ساتھ کیا کیا جس نے وادی میں پتھر کی چٹانوں کو تراش رکھا تھا؟۔ اور میخوں والے فرعون کے ساتھ کیا کیا؟۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا کے ملکوں میں سرکشی اختیار کر لی تھی۔ اور ان میں بہت فساد مچایا تھا۔ چنانچہ تمہارے پروردگار نے ان پر عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ یقین رکھو تمہارا پروردگار سب کو نظر میں رکھے ہوئے ہے۔

تشریح:۔ ان نو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے پروردگار نے قوم عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

۲۔ ان ستونوں والی قوم ارم کے ساتھ کہ دنیا کے ملکوں میں کوئی اور قوم اسکے برابر پیدا نہیں کی گئی۔

۳۔ ثمود کی اس قوم کے ساتھ بھی جس نے وادی میں پتھروں کی چٹانوں کو تراش رکھا تھا۔

۴۔ میخوں والے فرعون کے ساتھ کیا کیا؟ ۔

۵۔ یہ سارے لوگ وہ ہیں جنہوں نے دنیا کے ملکوں میں سرکشی اختیار کر رکھی تھی اور اس میں بہت فساد مچایا تھا۔

۶۔ تمہارے پروردگار نے بھی ان پر عذاب کا کوڑا برسایا۔

۷۔ یقین رکھو! تمہارا پروردگار سب کو نظر میں رکھے ہوئے ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ پچھلی قوموں کے سرکش اور نافرمان لوگوں کا تذکرہ فرما رہے ہیں اور انکی سرکشیوں کی وجہ سے انہیں جو سزا دی گئی اسے بیان فرما رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ اے انسان! کیا تجھے پتا نہیں کہ تیرے پروردگار نے قوم عاد کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ جبکہ انہوں نے اپنے پیغمبر حضرت ھود کو جھٹلایا اور انکی نافرمانی کی، سرکشی کی اور زمین پر بہت فساد مچا رکھا تھا، یہ قوم ایسی قوت و طاقت والی تھی کہ پھر کبھی دنیا میں ایسی قوت و طاقت والی قوم کو نہیں بھیجا گیا، انکی یہ قوت و طاقت بھی انہیں ہمارے عذاب سے بچا نہ سکی فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً رہی قوم عاد کی بات تو انہوں نے زمین میں ناحق تکبر اپنا رکھا تھا اور ان لوگوں نے تکبر کے عالم میں کہا کہ ہم سے اور زیادہ قوت والے کون ہو سکتے ہیں، کیا ان لوگوں کو نہیں پتا کہ جس اللہ نے انہیں پیدا کیا وہ ان سے کہیں زیادہ قوت والا ہے (فصلت۔ ۱۵)، ایسا ہی معاملہ اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کے ساتھ کیا جن کے پاس حضرت صالح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا، یہ قوم بھی ایسی طاقتور تھی کہ پتھروں کو تراش کر گھر بنایا کرتی تھی وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فَارِهِيْنَ

کیا تم لوگ بڑے ناز کے ساتھ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے رہو گے؟ (الشعراء۔۱۴۹) یہ لوگ بھی اپنی طاقت کے نشہ میں اللہ تعالی کی نافرمانی اور اسکے بھیجے ہوئے پیغمبر کی نافرمانی کرتے رہے جسکی انہیں سخت سے سخت سزا دی گئی، انکے علاوہ اس فرعون کو بھی اللہ تعالی نے ہلاک و تباہ کر دیا جسکے ظلم کا یہ عالم تھا کہ وہ زندہ لوگوں کے ہاتھ اور پیروں میں کیلئے مارا کرتا تھا، ان جتنی قوموں کا ذکر اللہ تعالی نے یہاں کیا وہ سب اور اسکے علاوہ اور بھی قومیں تھیں جنہوں نے زمین میں اپنے کفر اور نافرمانی کے ذریعہ سرکشی مچا رکھی تھی نیز اللہ تعالی نے انکی اس سرکشی کی وجہ سے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا کہ کسی کو پتھروں کی بارش کے ذریعہ ہلاک کیا تو کسی کو پانی میں غرق کر کے، اسی طرح اس نے اپنے سارے سرکش اور نافرمان بندوں کو ہلاک کر دیا اور یقینا اللہ تعالی اپنے سارے بندوں کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے کہ اسے معلوم ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں؟ اسکی ایک ایک حرکت کی بھی اللہ تعالی کو خبر ہوتی ہے لہذا اب جو کوئی بھی ان ہلاک شدہ قوموں کے نقشِ قدم پر چلے گا تو ہم اسے بھی انہی کی طرح سزا دیں گے۔

﴿درس نمبر ۶۲۲۳﴾ جب اللہ تعالیٰ انسان کو آزماتا ہے تو وہ کیا کہتا ہے؟ ﴿الفجر ۱۵۔۱۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَ نَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ O وَ اَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاَمَّا پس لیکن اَلْاِنْسَانُ انسان اِذَا مَا جب ابْتَلٰىهُ آزماتا ہے اس کو رَبُّهٗ اس کا رب فَاَكْرَمَهٗ پھر وہ عزت دیتا ہے اس کو وَ اور نَعَّمَهٗ نعمت دیتا ہے اس کو فَيَقُوْلُ تو وہ کہتا ہے رَبِّيْٓ میرے رب نے اَكْرَمَنِ مجھے عزت بخشی وَ اور اَمَّآ لیکن اِذَا مَا جب ابْتَلٰىهُ وہ آزماتا ہے اسے فَقَدَرَ پھر تنگ کرتا ہے عَلَيْهِ اس پر رِزْقَهٗ اس کا رزق فَيَقُوْلُ تو وہ کہتا ہے رَبِّيْٓ میرے رب نے اَهَانَنِ میری توہین کی

ترجمہ:۔ لیکن انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس کا پروردگار اسے آزماتا ہے اور انعام و اکرام سے نوازتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ: میرے پروردگار نے میری عزت کی ہے۔ اور دوسری طرف جب اسے آزماتا ہے اور اس کے رزق میں تنگی کر دیتا ہے تو کہتا ہے کہ: میرے پروردگار نے میری توہین کی ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ انسان کا حال یہ ہے کہ جب اسکا پروردگار اسے آزماتا ہے اور اسے انعام و اکرام سے نوازتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے رب نے میری عزت کی۔

۲۔ جب انسان کو اسکا پروردگار آزماتا ہے اور اسکی روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میری توہین کی۔

یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ انسان کی آخرت سے غفلت اور دنیا کی حرص کو بتلا رہے ہیں کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ انسان کو رزق میں فراوانی، کشادگی اور دولت دیکر آزماتے ہیں تو انسان ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور خوشنودی کی دلیل سمجھ لیتا ہے اور یہ سوچنے لگتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے اعمال سے راضی ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ومقرب ہوں اسی لئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ پر یہ سارے انعامات کئے ہیں اور میرا اکرام کیا ہے، لیکن وہ یہ نہیں سوچتا کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ دولت اور ثروت دیکر آزمانا چاہتا ہے کہ کیا واقعی میں اسکا فرمانبردار ہوں یا نہیں؟ میں اس دنیا کی رونق اور خوشحالی میں ڈوب کر اس کی عبادت کو اور اسکی رضا کو بھول تو نہیں جاؤں گا؟ کیا میں اس دولت کی وجہ سے اسکی عبادت وطاقت میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی تو نہیں کروں گا؟ بلکہ وہ سوچتا ہے کہ یہ دنیا کی دولت اور اسکی فراوانی اللہ کے یہاں قرب کا ذریعہ اور نشانی ہے حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے روزی عطا کرتا ہے چاہے وہ اسکا دشمن ہو یا اسکا فرمانبردار ہو، سورۂ مومنون کی آیت نمبر ۵۵، ۵۶ میں فرمایا گیا أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَل لَّا يَشْعُرُونَ کیا یہ لوگ اس خیال میں ہیں کہ ہم ان کو جو دولت اور اولاد دیئے جا رہے ہیں تو ان کو بھلائی پہنچانے میں جلدی دکھا رہے ہیں؟ نہیں! ایسا نہیں ہے بلکہ انہیں حقیقت کا شعور ہی نہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ انسان سے مال دولت چھین کر اور اسکی روزی میں تنگی دے کر آزماتا ہے تو وہ اس آزمائش کو یہ سمجھ لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی اہانت کر دی اور اسکے وہ اعمال جو وہ کر رہا ہے اسکے یہاں قابل قبول نہیں ہیں اس لئے اس نے ہمارے ساتھ تنگی کا معاملہ فرمایا حالانکہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر کسی کی آزمائش کرتا ہے تاکہ دیکھے کہ کون اسکا حقیقی بندہ ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہاں انسان سے مراد کافر ہے اور خاص کر عتبہ بن ربیعہ اور ابو حذیفہ بن مغیرہ اور بعض نے امیہ بن خلف کا بھی نام لیا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۲۰۔ص، ۵۱) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کثرت سے مال بھی عطا کیا تھا اور اولاد بھی اور یہاں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ دونوں چیزیں نہیں تھیں یعنی نرینہ اولاد بھی نہیں اور مال بھی نہیں اس لئے وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو ان لوگوں کے عقائد اور ان لوگوں کا دین نعوذ باللہ اللہ کے نبی کے دین سے زیادہ محبوب ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان پر انعامات کئے ہیں۔ اس لئے دنیا کی دولت اور اسکی نعمتوں کی کثرت کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ سمجھنا اور رزق کی تنگی کو اسکی ناراضگی اور توہین کی علامت سمجھنا جہالت ہے۔

تم لوگ تو یتیم کی عزت بھی نہیں کرتے

﴿درس نمبر ۶۳ ۲۳﴾ ﴿الفجر ۱۷۔تا۔۲۰﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ○ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ○ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ

اَكْلًا لَّمًّا ○ وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَلَّا ہر گز نہیں بَلْ بلکہ لَّا تُكْرِمُوْنَ تم عزت نہیں کرتے الْيَتِيْمَ یتیم کی وَ اور لَا تَحٰٓضُّوْنَ تم ترغیب نہیں دیتے عَلٰى طَعَامِ کھانا کھلانے کی الْمِسْكِيْنِ مسکین کو وَ اور تَاْكُلُوْنَ تم کھاجاتے ہو التُّرَاثَ میراث کا مال اَكْلًا لَّمًّا خوب سمیٹ سمیٹ کر وَّ اور تُحِبُّوْنَ تم محبت کرتے ہو الْمَالَ مال سے حُبًّا محبت جَمًّا بہت زیادہ

ترجمہ:۔ ہر گز ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ صرف یہی نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے۔ اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب نہیں دیتے۔ اور میراث کا مال سمیٹ سمیٹ کر کھاجاتے ہو۔ اور مال سے بے حد محبت کرتے ہو۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ایسا ہر گز نہیں کرنا چاہئے بلکہ تمہارا حال تو یہ ہے کہ تم لوگ تو یتیم کی عزت بھی نہیں کرتے۔

۲۔ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب بھی نہیں دیتے۔

۳۔ میراث کا مال سمیٹ سمیٹ کر کھاجاتے ہو۔ ۴۔ مال سے بے حد محبت کرتے ہو۔

مال ومتاع، دولت وثروت کو اللہ تعالی کی رضا وخوشنودی کا معیار بنانے والوں کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ تم نے جو اللہ تعالی کی خوشنودی کا معیار اپنی جانب سے دنیا کی مال و دولت اور نعمت وثروت کو بنا رکھا ہے، ایسا ہر گز نہیں سمجھنا چاہیئے اس لئے کہ اللہ تعالی نے ایسا کوئی پیمانہ مقرر نہیں کر رکھا ہے اسکے علاوہ اللہ تعالی نے جو تمہیں حکم دیا ہے کہ یتیموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آو، ان کی مدد اور اعانت کرو، انکا خیال رکھو وہ تو تم لوگ نہیں کرتے بلکہ تم لوگ ان یتیموں کو ڈانٹتے ہو اور جھڑکتے ہو، تمہیں جو کہا گیا وہ تو کرتے نہیں اور جو نہیں کہا گیا اس پر بڑے اہتمام سے عمل کرتے ہو، یہ تمہارا ایسا عمل ہے جو تمہیں برباد کر کے رکھ دے گا۔ یتیم کی فضیلت اور اسکے ساتھ حسن سلوک کے انعام کو بیان کرتے ہوئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے کہ جس میں کوئی یتیم ہو اور اسکے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، اور مسلمانوں کے گھروں میں سے سب سے بدتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اسکے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔ (ابوداود۔ ۳۶۷۹) اور ایک روایت میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور اپنے کسی رشتہ دار یتیم کی یا کسی اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کہہ کر اپنی درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملایا۔ (مسلم۔ ۲۹۸۳) یعنی یتیم کی کفالت کرنے کا ثواب یہ ہے کہ وہ جنت میں نبی رحمت ﷺ کے پڑوس میں ہوگا، مگر تم لوگ اتنی ساری فضیلتوں کے باوجود یتیم کے ساتھ برا سلوک کرتے ہو حتی کہ اسکا اکرام تک نہیں کرتے، آگے اللہ تبارک وتعالی انکی ایک اور برائی بیان کر رہے ہیں کہ تمہارے اندر مال کی محبت اور دنیا کی

حرص اتنی بھری ہوئی ہے کہ تم خود تو کسی یتیم کو کھلاتے نہیں اور اوپر سے دوسروں کو بھی کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے، ترغیب دینا تو دور کی بات ہے تم تو یتیم کو کھلانے والے کو فقر سے ڈراتے ہو یہ کہہ کر کہ اگر تم یوں ہی ان مسکینوں اور یتیموں کو کھلاتے رہو گے تو تم خود ایک دن مسکین بن جاو گے اور دوسری بات یہ کہ میراث کے مال کو سمیٹ سمیٹ کر کھاتے ہو، میراث میں جن جن لوگوں کا حق ہے تم انہیں اس حق سے محروم کرتے ہو اور خود اسکے حصہ کو ہڑپ لیتے ہو یہ سب تمہارے اسی مال سے محبت کا نتیجہ ہے جس کے ذریعہ تم اپنی آخرت خراب کر رہے ہو، تمہیں محبت تو اللہ اور اسکے رسول سے کرنا چاہئے تھا، آخرت اور وہاں ملنے والے انعامات اور آسائشوں سے کرنا تھا، دنیا کو چھوڑ کر آخرت کو ترجیح دینا تھا مگر تم نے ایسا نہیں کیا جسکا انجام کل قیامت کے دن تم اپنی آنکھوں سے خود دیکھ لو گے۔

﴿درس نمبر ۲۳۶۴﴾ جب زمین کو کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا ﴿الفجر ۲۱-تا-۲۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝ وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۝ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَلَّا ہر گز نہیں اِذَا جب دُكَّتِ کوٹ کر ہموار کر دی جائے گی الْاَرْضُ زمین دَكًّا دَكًّا ریزہ ریزہ کر کے وَّ اور جَآءَ آئے گا رَبُّكَ آپ کا رب وَ اور الْمَلَكُ فرشتے صَفًّا صَفًّا صف بہ صف وَ اور جِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ اس دن جہنم لائی جائے گی يَوْمَئِذٍ اس دن يَّتَذَكَّرُ یاد کرے گا الْاِنْسَانُ انسان وَ اور اَنّٰى کیونکر لَهُ اس کے لیے الذِّكْرٰى یاد کرنا يَقُوْلُ وہ کہے گا يٰلَيْتَنِيْ اے کاش! قَدَّمْتُ میں نے آگے بھیجا ہوتا لِحَيَاتِيْ اپنی زندگی کے لیے

ترجمہ:۔ ہر گز ایسا نہیں چاہیے۔ جب زمین کو کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ اور تمہارا پروردگار اور قطاریں باندھے ہوئے فرشتے (میدان حشر میں) آئیں گے۔ اور اس دن جہنم کو سامنے لایا جائے گا، تو اس دن انسان کو سمجھ آئے گی اور اس وقت سمجھ آنے کا موقع کہاں ہوگا؟۔ وہ کہے گا کہ کاش! میں نے اپنی اس زندگی کے لیے کچھ آگے بھیج دیا ہوتا۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ایسا ہر گز نہیں کرنا چاہئے۔ ۲۔ جب زمین کو کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔

۳۔ تمہارا پروردگار اور قطاریں باندھے ہوئے فرشتے میدان حشر میں آئیں گے۔

۴۔ اس دن جہنم کو سامنے لایا جائے گا۔

۵۔ تب انسان کو سمجھ میں آئے گا لیکن اب سمجھ آنے کا موقع کہاں ہوگا؟

۶۔اس وقت وہ کہے گا کہ کاش!میں نے اپنی اس زندگی کے لئے کچھ آگے بھیج دیا ہوتا!۔

یہاں اللہ تبارک وتعالی اس دنیا کو ترجیح دینے والوں اور یتیموں ومسکینوں کے ساتھ برائی سے پیش آنے والوں کا حال بیان کررہے ہیں کہ جو کچھ یہ انسان کررہا ہے یعنی مسکین کا اکرام نہ کرنا،محتاجوں کو نہ کھلانا اور نہ ہی کسی کو کھلانے کی ترغیب دینا،میراث میں دوسروں کے حق کو بھی کھاجانا،مال کو جمع جمع کرکے رکھنا وغیرہ،یہ سب اسے نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ وہ یہاں دنیا میں دنیا جمع کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ اسے اپنی آخرت بنانے کے لئے بھیجا گیا جس مقصد کے لئے اسے بھیجا گیا تھا اس نے اس مقصد کو چھوڑ کر جسے مقصد نہیں بنانا چاہئے تھا اسے اپنا مقصد لیا لہذا جب قیامت آئے گی اور جس دن زمین کو ریزہ ریزہ کردیا جائے گا اور یہ عالی شان منزلیں، یہ قیمتی سواریاں،یہ سونے چاندی سے بھرے کمرے،یہ کھیت وکھلیان سب کچھ مٹی میں مل جائیں گے تو اس دن اللہ تبارک وتعالی تمہارے اعمال کا حساب وکتاب لینے کے لئے میدان محشر میں جلوہ افروز ہوں گے اور فرشتے بھی ہاتھ باندھے ایک صف بنائے ہوئے باادب اللہ تعالی کے سامنے کھڑے ہوں گے اور جن فرشتوں کو بندوں کے اعمال لکھنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی وہ فرشتے ان بندوں کے اعمال نامے اللہ تبارک وتعالی کے سامنے ظاہر کریں گے پھر اس وقت ایسے نافرمان لوگ کہ جو دنیا کے لئے آخرت کو بھول بیٹھے تھے،مال کو جمع کرکے رکھا کرتے تھے کہ اسے نہ تو کسی محتاج کو دیتے تھے اور نہ ہی کسی بھوکے کو کھلاتے تھے تو ایسے لوگوں کے سامنے جہنم ظاہر کی جائے گی،جب انکے سامنے جہنم کو ظاہر کیا جائے گا تاکہ انہیں معلوم ہوجائے کہ اب انہیں اسی عذاب میں جانا ہے تو اس وقت جہنم کو دیکھ کر انہیں سمجھ میں آئے گا کہ ہم نے دنیا میں جو کیا وہ تو کچھ کام نہ آیا،وہ کہنے لگیں گے کہ کاش!ہم نے اس آخرت کی زندگی کے لئے بھی کچھ کیا ہوتا اور کچھ نیک اعمال یہاں بھیج دیئے ہوتے لیکن اس وقت انہیں سمجھ میں آکر کیا فائدہ؟عمل کا وقت تو چلا گیا اب یہاں پر صرف ان کئے ہوئے اعمال پر جزا دی جائے گی۔

﴿درس نمبر ۲۳۶۵﴾ اس دن اللہ تعالی کے برابر عذاب دینے والا کوئی نہیں ﴿الفجر ۲۵۔تا۔۳۰﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌO وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌO يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُO ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةًO فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْO وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْO

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَيَوْمَئِذٍ چنانچہ اس دن لَّا يُعَذِّبُ عذاب نہیں دے گا عَذَابَهٗٓ اس جیسا عذاب اَحَدٌ کوئی بھی وَّ اور لَا يُوْثِقُ نہ جکڑے گا وَثَاقَهٗٓ اس جیسا جکڑنا اَحَدٌ کوئی بھی يٰٓاَيَّتُهَا اے النَّفْسُ روح الْمُطْمَئِنَّةُ اطمینان والی ارْجِعِيْٓ تو لوٹ اِلٰى رَبِّكِ اپنے رب کی طرف رَاضِيَةً راضی ہونے والی مَّرْضِيَّةً

پسندیدہ فَادْخُلِيْ پھر تو داخل ہو فِيْ عِبٰدِيْ میرے بندوں میں وَ اور ادْخُلِيْ تو داخل ہو جَنَّتِيْ میری جنت میں

ترجمہ:۔ پھر اس دن اللہ کے برابر کوئی عذاب دینے والا نہیں ہوگا۔ اور نہ اس کے جکڑنے کی طرح کوئی جکڑنے والا ہوگا۔ (البتہ نیک لوگوں سے کہا جائے گا کہ) اے وہ جان جو (اللہ کی اطاعت میں) چین پا چکی ہے۔ اپنے پروردگار کی طرف اس طرح لوٹ کر آجا کہ تو اس سے راضی ہو، اور وہ تجھ سے راضی۔ اور شامل ہو جا میرے (نیک) بندوں میں۔ اور داخل ہو جا میری جنت میں۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس دن اللہ تعالی کے برابر کوئی عذاب دینے والا نہیں ہوگا۔

۲۔ نہ ہی اس کے جکڑنے کی طرح کوئی جکڑنے والا ہوگا۔

۳۔ کہا جائے گا کہ اے وہ جان! جو اللہ تعالی کی اطاعت میں چین پا چکی ہے اپنے پروردگار کی طرف اس طرح لوٹ کر آجا کہ تو اس سے راضی ہو اور وہ تجھ سے۔

۴۔ شامل ہو جاؤ میرے نیک بندوں میں۔ ۵۔ داخل ہو جاؤ میری جنت میں۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالی بندوں کے کئے ہوئے اعمال کے مطابق انہیں قیامت کے دن جزا دے گا لہذا جو کافر و مشرک ہیں انہیں اللہ تبارک وتعالی انکے کفر و شرک کی ایسی سزا دے گا کہ کوئی سزا دینے والا اس جیسی کبھی نہ سزا دیا ہوگا نہ سزا دے سکے گا اور انہیں اس طرح بیڑیوں میں جکڑے گا کہ کسی نے آج تک اس طرح کسی کو نہ جکڑا ہوگا اور نہ ہی جکڑ سکے گا، یعنی ایسی سخت سزائیں اللہ تبارک وتعالی ان نافرمانوں اور گنہگاروں کو دے گا کہ اس جیسی سزا نہ تو آج تک کسی نے دی ہوگی اور نہ ہی سنی اور دیکھی ہوگی۔ اسکے بعد جن بندوں کے اعمال نامے نیکیوں اور اچھے اعمال سے بھرے ہوں گے ان سے مخاطب فرمائے گا کہ اے وہ جان! جسے اللہ تعالی کی اطاعت کر کے سکون ملا اور جو اسکی اطاعت و فرمانبرداری میں چین پا چکی ہے، اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر آجا اور تیرا اپنے رب کی طرف آنا اس طرح ہو کہ تو اس کی عطا کردہ نعمتوں اور انعامات سے راضی اور خوش ہو اور وہ بھی تیرے کئے ہوئے اعمال اور بندگی سے خوش اور راضی ہو لہذا تو آجا اور میرے نیک اور فرمانبردار بندوں کی فہرست میں داخل ہو جا اور جو میرا فرمانبردار اور اطاعت گزار ہوتا ہے میں اسے اپنی خاص جنت میں داخل کرتا ہوں لہذا تو بھی انہی کے ساتھ ان نعمتوں اور آسائشوں والی بہشت میں داخل ہو جا جو کہ تیرے کئے ہوئے اعمال کا صلہ اور بدلہ ہے۔ حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ انہوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے یہ آیت يَآ أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ إِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً پھر کہا کہ یا رسول اللہ! یہ کتنی پیاری آیت ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابو بکر! آپ کی وفات کے بعد یہ کلمات فرشتہ آپ سے کہے گا۔ (نوادر الاصول

للترمذی۔ج،۱۔ص،۱۱۰) ،حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے جو بئر رومہ خریدے تاکہ ہم اس سے میٹھا پانی پئیں تو اللہ تعالی اسکی بخشش فرمادے گا، یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے خرید لیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عثمان! کیا تم اس کنویں کو لوگوں کے پینے کے لئے وقف کردو گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! تب اللہ تعالی نے یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل فرمائی یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (الدرالمنثور۔ج،۸۔ص،۵۱۳) اللہ تعالی ہم تمام کو بھی اس اعزاز کا مستحق بنا کر اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے۔آمین۔

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۲۰ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۶۶﴾ **ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا** ﴿البلد ۱۔تا۔۵﴾

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِO وَ اَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِO وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَO لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍO اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌO

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَآ اُقْسِمُ میں قسم کھاتا ہوں بِهٰذَا اس الْبَلَدِ شہر کی وَ اور اَنْتَ آپ حِلٌّ حلال ہونے والی ہے بِهٰذَا الْبَلَدِ اس شہر میں وَ اور وَالِدٍ والد کی وَّ اور مَا جسے وَلَدَ اس نے جنا لَقَدْ البتہ تحقیق خَلَقْنَا ہم نے پیدا کیا الْاِنْسَانَ انسان کو فِيْ كَبَدٍ بڑی مشقت میں اَيَحْسَبُ کیا وہ سمجھتا ہے اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ کہ ہرگز قادر نہیں ہو سکے گا عَلَيْهِ اس پر اَحَدٌ کوئی بھی؟

ترجمہ:۔ میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی۔جبکہ (اے پیغمبر) تم اس شہر میں مقیم ہو۔اور (قسم کھاتا ہوں) باپ کی اور اس کی اولاد کی۔کہ ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہیں چلے گا؟

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۃ البلد پڑھی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اپنے غضب سے امان نصیب فرمائے گا۔(التفسیر الوسیط للواحدی۔ج،۴۔ص،۴۸۸)

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔میں قسم کھاتا ہو اس شہر کی جبکہ اے پیغمبر! آپ اس شہر میں مقیم ہوں۔

۲۔میں قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اولاد کی۔ ۳۔قسم اس بات پر کہ ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا۔

۴۔ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہیں چلے گا؟

پچھلی سورت میں اللہ تبارک وتعالی نے اس شخص کی برائی بیان کی جو مال جمع کر کے رکھتا ہے اسے کسی کار خیر میں جیسے کہ مسکینوں کو کھلانا، محتاجوں کی مدد کرنا وغیرہ میں خرچ نہیں کرتا، اس سورت میں اللہ تبارک وتعالی انسان سے کہہ رہے ہیں کہ مال کو جمع کرنے کے بجائے اسے ضرورت مندوں اور غرباء کی مدد کے لئے قیدیوں کو رہا کرنے وغیرہ کے لئے خرچ کیا جائے چنانچہ اللہ تبارک وتعالی نے شہر مکہ کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا کہ میں اس شہر عظیم کی قسم کھاتا ہوں جبکہ اے پیغمبر! آپ اس شہر میں مقیم ہوں، ایک تو یہ شہر ہی بڑی عظمت والا ہے کہ اس شہر کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام نے آباد کیا اور جو کہ تمام خلائق کا مرجع ہے اور جب آپ ﷺ اس شہر مبارک میں ہوں گے تو اس شہر کی عظمت دوبالا ہو جائے گی، بعض مفسرین نے وَأَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ کی تفسیر یوں کی کہ اے پیغمبر ﷺ! مکہ کو آپ کے لئے حلال کر دیا گیا کہ آپ کیلئے یہاں قتل کرنا اور قیدی بنانا سب جائز ہے کہ آپ سے پہلے کسی کیلئے یہ اجازت نہیں دی گئی اور آپ کے بعد بھی کسی کو اس کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ شہر ہے جسے اللہ تبارک وتعالی نے اس دن سے ہی حرمت والا بنایا جس دن اس نے یہ زمین وآسمان پیدا فرمائے اور قیامت کے دن تک یہ حرمت والا ہی رہے گا، مجھ سے پہلے کسی کے لئے اس شہر میں قتل کرنے کو حلال نہیں کیا گیا اور میرے لئے بھی بس چند گھڑیوں کو ہی حلال کیا گیا، لہذا اب یہ شہر قیامت تک لئے حرمت والا بنا دیا گیا کہ نہ تو اسکے کانٹے کو اکھاڑا جائے گا اور نہ ہی یہاں شکار کو ستایا جائے گا، نہ ہی یہاں پر گری ہوئی چیز کو کوئی اٹھائے گا ہاں! البتہ وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو اسکا اعلان کرے اور نہ ہی یہاں کی ہری گھاس کاٹی جائے گی۔ (بخاری۔ ۳۱۸۹)، یہی وجہ ہے کہ خانہ کعبہ میں فتح مکہ کے دن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ابن خطل کو قتل کیا گیا تھا جبکہ وہ خانۂ کعبہ کا پردہ پکڑا ہوا تھا۔ الغرض نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو اس قسم کے ذریعہ بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی نے نوع انسانی کی بھی قسم کھائی تا کہ انسان کی عظمت کو بیان کیا جائے چنانچہ فرمایا کہ قسم ہے والد کی اور اولاد کی، یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی اور انکی اولاد یعنی سارے انسانوں کی، اس قسم کے ذریعہ بھی پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالی کے ہاں انسان کی جان کی قدر و قیمت اور اسکی منزلت ورفعت کیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ پچھلی آیت میں اللہ تعالی نے اسکے محتاج اور مسکین بندوں کے ساتھ صلہ رحمی نہ کرنے والوں کو عذاب کی خوشخبری سنائی ہے، اسکے بعد جس بات پر قسم کھائی گئی اسے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یقینا ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا فرمایا یعنی جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس وقت سے لیکر اسکے مرنے تک وہ اپنی اس دنیوی زندگی کے لئے محنت ومشقت برداشت کرتا ہے چاہے وہ کتنا ہی دولت مند اور رتبہ والا ہو، آرام وراحت تو انسان کو جنت میں میسر ہوگا جس کے لئے اسے اس دنیا میں محنت کرنی ہے، اب جو کوئی یہاں دنیا میں اچھے اعمال کرے گا اسے بدلہ اور جزا بھی

اچھا ملے گا اور جو کوئی برے اعمال کرے گا اسکا بدلہ بھی برا ہی ہوگا اور یہ بدلہ دینے والا وہی رب ہے جس نے اسے پیدا کیا پھر بھی انسان کیا یہ سمجھتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہیں چلے گا؟ أَيَحْسَبُ أَنْ لَنْ يَقْدِرَ عَلَيْهِ أَحَدٌ۔

﴿درس نمبر ۲۳۶۷﴾ میں نے ڈھیر سارا مال اڑا ڈالا ہے ﴿البلد ۶ تا ۱۰﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا O اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗ اَحَدٌ O اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ O وَلِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ O وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَقُوْلُ وہ کہتا ہے اَهْلَكْتُ میں نے لٹا دیا مَالًا مال لُّبَدًا بہت زیادہ اَيَحْسَبُ کیا وہ سمجھتا ہے اَنْ لَّمْ يَرَهٗ کہ نہیں اسے دیکھا اَحَدٌ کسی نے بھی اَلَمْ نَجْعَلْ کیا نہیں بنائیں ہم نے لَّهٗ اس کے لیے عَيْنَيْنِ دو آنکھیں وَ اور لِسَانًا ایک زبان وَّ اور شَفَتَيْنِ دو ہونٹ وَ اور هَدَيْنٰهُ بتلا دیے ہم نے اس کو النَّجْدَيْنِ دونوں راستے

ترجمہ:۔ کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال اڑا ڈالا ہے۔ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا نہیں؟ کیا ہم نے اسے دو آنکھیں نہیں دیں؟ اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے؟۔ اور ہم نے اس کو دونوں راستے بتا دیئے ہیں۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے ڈھیر سارا مال اڑا ڈالا ہے۔ ۲۔ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اسے کسی نے دیکھا نہیں؟

۳۔ کیا ہم نے اسے دو آنکھیں، ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے؟

۴۔ ہم نے اسے دونوں راستے بتا دیئے ہیں۔

چنانچہ اس دنیا میں انسان جب کوئی عمل دکھاوے کے لئے کرتا ہے تو آخرت میں اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور یہ کوئی قابلِ قبول عمل بھی نہیں ہوگا اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ ریاکاری کی مذمت کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ انسان کہتا ہے کہ میں نے ڈھیر سارا مال لٹا دیا ہے اور وہ اس لٹانے کو عزت اور شان کی بات سمجھتا ہے، یقیناً یہ شان و عزت کی بات ہوتی اگر وہ اس مال کو اللہ کی راہ میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرتا، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سات لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا جن میں سے ایک ایسا شخص بھی ہے جو اس طرح چھپا کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے کہ وہ اگر اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے تو اسکے بائیں ہاتھ کو بھی پتا نہ چلے کہ اس نے کیا خرچ کیا ہے؟ (بخاری۔ ۶۶۰) زمانۂ جاہلیت میں اس طرح خرچ کرنے کو بڑا ہی مکرم اور

معزز عمل سمجھا جاتا تھا اور لوگ اس خرچ کرنے والے کو عزت والا سمجھتے تھے، تو اسی خیال سے وہ انسان کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے کہے گا کہ میں نے تو اتنا اتنا مال خرچ کیا ہے یہ سوچ کر کہ اسے وہاں بھی دنیا کی طرح عزت ملے گی لیکن اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ وہ جس مقصد کے لئے خرچ کر رہا تھا کیا وہ مقصد اللہ تعالیٰ نہیں جانتا؟ کیا اس نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اسے کوئی دیکھنے والا ہی نہیں ہے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہاری ساری نیتوں سے واقف ہے لہذا تم نے جو خرچ کیا وہ کسی نیک کام کے لئے نہیں بلکہ اس لئے خرچ کیا تا کہ لوگ تمہیں سخی اور کریم سمجھیں، تم دنیا میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے لیکن آج تمہیں اسکا کوئی صلہ نہیں ملے گا اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بندہ کو قیامت کے دن روکا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تم نے اس مال کا کیا کیا جو ہم نے تمہیں دیا تھا؟ وہ کہے گا کہ میں نے اسے آپ کے راستہ میں خرچ کیا اور اسکی زکوٰۃ دی، اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے جواب آئے گا کہ تم نے وہ خرچ اس لئے کیا تا کہ تم سخی کہلاؤ لہذا تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم دے گا۔ (۸۲۷۷) اللہ تبارک وتعالیٰ اس انسان پر کئے گئے احسانات کو بتلاتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ وہ انسان جو اپنی قوت وطاقت پر غرور کرتا ہے کیا اسے یہ نہیں معلوم کہ وہ آنکھیں جس سے وہ دنیا کو دیکھتا ہے اور وہ زبان جس سے اپنی ضروریات اور مافی الضمیر کو بیان کرتا ہے اور یہ دونوں ہونٹ جو گویائی میں معاون ہوتے ہیں، ہم نے بنائی ہیں؟ جب وہ اپنی ایک ایک سانس میں ہمارا محتاج ہے تو پھر اسے گھمنڈ کیوں کرنا چاہئے؟ خیر وہ اپنے اعمال کا مکلف ہے ہم نے تو اسکے سامنے دونوں راستے یعنی ہدایت اور گمراہی والے بیان کر دیئے اختیار اسکے ہاتھ میں ہے کہ وہ کونسا راستہ اختیار کرنا چاہتا ہے؟ ہدایت کا یا گمراہی کا؟ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا کہ ہم نے انہیں دونوں راستے دکھا دیئے اب وہ یا تو شکر گزار ہو گیا یا پھر ناشکرا۔ (الدھر۔ ۳)

﴿درس نمبر ۲۳۶۸﴾ **وہ اس گھاٹی میں داخل نہ ہوسکا** ﴿البلد ۱۱۔تا۔۱۶﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ O وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ O فَكُّ رَقَبَةٍ O أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ O يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ O أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَلَا اقْتَحَمَ پھر وہ داخل نہیں ہوا الْعَقَبَةَ دشوار گھاٹی میں وَ اور مَا کس چیز نے أَدْرَاكَ خبر دی آپ کو مَا کیا ہے الْعَقَبَةُ وہ گھاٹی فَكُّ چھڑانا ہے رَقَبَةٍ گردن کا أَوْ یا إِطْعَامٌ کھانا کھلانا فِي يَوْمٍ ایسے دن میں ذِي مَسْغَبَةٍ جو بھوک والا ہے يَتِيمًا کسی یتیم ذَا مَقْرَبَةٍ قرابت دار کو أَوْ یا مِسْكِينًا مسکین ذَا مَتْرَبَةٍ خاک نشین کو

ترجمہ:۔ پھر وہ اس گھاٹی میں داخل نہیں ہوسکا۔اور تمہیں کیا پتہ کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟۔کسی کی گردن (غلامی سے) چھڑا دینا ہے۔یا پھر کسی بھوک والے دن میں کھانا کھلا دینا۔کسی رشتہ داریتیم کو۔یا کسی مسکین کو جو مٹی میں رل رہا ہو۔

تشریح:۔ ان چھ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔وہ اس گھاٹی میں داخل نہ ہوسکا۔ ۲۔تمہیں کچھ معلوم بھی ہے کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟

۳۔کسی کی گردن غلامی سے چھڑا دینا ہے۔

۴۔کسی رشتہ داریتیم کو یا کسی ایسے مسکین کو جو مٹی میں رل رہا ہو بھوک کے دن کھانا کھلا دینا ہے۔

چنانچہ جب اللہ تعالی نے انسان کو دونوں راستے نیکی اور بدی کے دکھلا دیئے تو پھر بھی وہ انسان نیکی کی گھاٹی یعنی راستہ پر چل نہ سکا، اب وہ نیکی کی گھاٹی اور راستہ کیا ہے؟ اسے انسان جانتا بھی ہے یا نہیں؟ سوال کرتے ہوئے اللہ تعالی نے خود بیان فرمایا کہ انسان کو کچھ معلوم بھی ہے کہ نیکی اور ثواب کی گھاٹی آخر ہے کیا؟ یعنی نیکی کے کام کیا ہیں اسے کچھ معلوم بھی ہے؟ جو انسان اپنے مال کو غلط راستہ میں اور دکھاوے کے لئے خرچ کر کے سمجھتا ہے کہ اس نے نیکی اور ثواب کا کام کیا ہے حالانکہ ثواب کا کام تو یہ ہے کہ انسان کسی بے گناہ کو جو قیدخانہ میں یا کسی کی غلامی میں بند ہو فدیہ دیکر اسے قیدخانہ سے چھڑا کر آزاد کردے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی ایمان والے کو آزاد کرایا اللہ تبارک وتعالی اس آزاد کرانے والے کے ہر عضو کو اس غلام کے ایک ایک عضو کے بدلہ جہنم کی آگ سے آزاد کردے گا یہاں تک کہ اسکی شرمگاہ کو بھی اس غلام کی شرمگاہ کے بدلہ آزاد کردے گا۔(بخاری۔۶۷۱۵) یا کسی مجبور و بے بس انسان کی بے بسی اور پریشانی کو دور کردے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی ایمان والے کی پریشانی اور تکلیف کو دور کیا اللہ تعالی اس سے قیامت کی پریشانیوں کو دور کرے گا۔(بخاری۔۲۴۴۲) یا کسی بھوکے کو چاہے وہ اپنا رشتہ دار ہو یا کوئی غیر کھانا کھلا کر اسکی بھوک مٹادے، حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو دوسروں کو کھانا کھلائے۔(مسند احمد۔۲۳۹۲۶) یا کسی یتیم کی کفالت اپنے ذمہ لیکر اسکی روزی روٹی کا بندوبست کرے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان یتیم کے کھانے پینے کی ذمہ داری لی ہو، اللہ تعالی اسے جنت میں داخل کرے گا جب تک کہ اس نے کوئی ایسا گناہ نہ کیا ہو جو معافی کے لائق نہ ہو۔(ترمذی۔۱۹۱۷) یہ ہے نیکی اور ثواب کے کام جو کرنا چاہیئے تھا لیکن تم نے ان کاموں کو نیکی اور ثواب سمجھ لیا جو بے فائدہ اور دکھاوا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۶۹﴾ جنہوں نے ایک دوسرے کو ثابت قدمی کی تاکید کی ﴿البلد ۱۷۔تا۔۲۰﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ ثُمَّ پھر كَانَ ہو وہ مِنَ الَّذِيْنَ ان لوگوں میں سے جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَ اور تَوَاصَوْا انہوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی بِالصَّبْرِ صبر کرنے کی وَ اور تَوَاصَوْا انہوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی بِالْمَرْحَمَةِ رحم کرنے کی اُولٰٓئِكَ یہ لوگ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ دائیں والے ہیں وَ اور الَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا بِاٰيٰتِنَا ہماری آیتوں کے ساتھ هُمْ وہ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ بائیں والے ہیں عَلَيْهِمْ ان پر نَارٌ آگ مُّؤْصَدَةٌ بند کی ہوئی

ترجمہ:۔ پھر وہ ان لوگوں میں بھی شامل ہوا جو ایمان لائے ہیں، اور جنہوں نے ایک دوسرے کو ثابت قدمی کی تاکید کی ہے اور ایک دوسرے کو رحم کھانے کی تاکید کی ہے۔یہی وہ لوگ ہیں جو بڑے نصیب والے ہیں۔اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا ہے، وہ نحوست والے لوگ ہیں۔ان پر ایسی آگ مسلط ہوگی جو ان پر بند کر دی جائے گی۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔وہ ان لوگوں میں شامل نہ ہوا جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔

۲۔جنہوں نے ایک دوسرے کو ثابت قدمی کی تاکید کی ہے۔

۳۔ایک دوسرے کو رحم کرنے کی تاکید کی ہے۔ ۴۔یہی وہ لوگ ہیں جو بڑے نصیب والے ہیں۔

۵۔جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا وہ نحوست والے لوگ ہیں۔

۶۔ان پر ایسی آگ مسلط ہوگی جو ان پر بند کر دی جائے گی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اصل نیکی کے کاموں کو بیان کر رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ وہ جس نے اپنے آپ کو غلط اور گناہ کے کام کر کے نیکی کرنے والا سمجھ لیا تھا وہ نیکی کرنے والا بالکل نہیں ہے اور نہ ہی ان نیکی کرنے والوں کی صفات میں کھڑا ہوگا اس لئے کہ نیکی کرنے والے تو وہ لوگ ہیں جو اللہ پر اور اسکے رسول پر، اسکی بھیجی ہوئی کتاب پر، قیامت کے دن پر، حساب وکتاب پر، جنت وجہنم پر ایمان لائے ہوں، ایمان کے بغیر جو بھی کام کیا جائے گا وہ بھلا کام تو شمار ہوگا لیکن اس پر کوئی نیکی یا ثواب نہیں ملے گا، نیکی اور ثواب کا دارومدار تو ایمان پر ہے جیسا کہ حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ابن جدعان زمانۂ جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا، مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا تو کیا یہ عمل اسے کچھ فائدہ پہنچائے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں اس لئے کہ اس نے کبھی یہ نہیں کہا رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ کہ اے میرے پروردگار! قیامت کے دن میرے گناہوں کو بخش دے۔ (مسلم۔ ۲۱۴)، اسکے علاوہ وہ نیک اعمال کئے ہوں جسے اللہ تعالی نے نیک شمار کیا نہ کہ تم جسے نیک سمجھتے ہو، اسکے ساتھ ساتھ نیک لوگوں کی علامت یہ ہے کہ وہ لوگ ایک دوسرے کو ایمان پر اور نیک اعمال کرنے پر ثابت قدمی کی تاکید کرتے ہیں چاہے انہیں اس راستہ میں کتنی ہی مشکلیں اور مشقتیں اٹھانی پڑیں وہ اللہ کے لئے اسے برداشت کر لیتے ہیں لیکن ایمان سے ہٹتے نہیں اور یہ لوگ ایک دوسرے کو مخلوق پر رحم کرنے کی تاکید کرتے ہیں اس لئے کہ اللہ کی مخلوق پر رحم کرنا اللہ تعالی کی رحمت کو پانے کا ذریعہ ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحمن رحم کرتا ہے لہٰذا تم لوگ زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ (ابوداؤد۔ ۴۹۴۱) جو کوئی یہ نیک اعمال کریگا اسکا شمار داہنی جانب والوں میں ہوگا اور داہنی جانب والوں کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ کہ داہنی جانب والے لوگ کیا ہی خوب ہیں کہ وہ کانٹوں سے پاک بیریوں میں، اوپر لدے ہوئے کیلے کے درختوں میں، دور تک پھیلے ہوئے سایوں میں، بہتے ہوئے پانی اور ڈھیر سارے پھلوں میں عیش کریں گے کہ جو نہ تو کبھی ختم ہوں گے اور نہ ہی ان پر کسی قسم کی کوئی روک ٹوک ہوگی اور اونچے رکھے ہوئے فرشوں میں آرام کریں گے۔ (الواقعہ۔ ۲۷۔ ۳۴) اور جن لوگوں نے ایمان کو ٹھکرا کر کفر کو اپنایا ہوگا اور اللہ تعالی کی آیتوں کا انکار کیا ہوگا تو ایسے لوگ بائیں جانب والے لوگ ہوں گے جن کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ یہ بائیں جانب والے لوگ کیا ہی برے ہیں کہ وہ لوگ تپتی ہوئی لو اور کھولتے ہوئے پانی میں ہوں گے اور اس سیاہ دھنویں کے سائے میں ہوں گے جو نہ تو ٹھنڈک دے گا اور نہ ہی کوئی فائدہ پہنچائے گا۔ (الواقعہ۔ ۴۱۔ ۴۴) اور یہ بائیں جانب والے لوگوں پر اللہ تعالی آگ کو مسلط کر دے گا اور آگ بھی ایسی کہ جو انہیں ہر جانب سے اپنے گھیرے میں لئے ہوگی۔ اللہ تعالی ہم تمام کا خاتمہ بالخیر فرمائے اور ہمیں داہنے جانب والوں میں شامل فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَۃُ الشَّمْسِ مَکِّیَّۃٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۱۵ آیات پر مشتمل ہے۔

اس کے دل میں وہ بات بھی ڈال دی

﴿درس نمبر ۲۳۷۰﴾ ﴿الشمس ۱ ۔ تا ۔ ۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ○ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ○ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ○ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ○ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ○ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ○ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ○ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَالشَّمْسِ قسم ہے سورج کی وَضُحٰهَا اور اس کی دھوپ چڑھنے کی وَالْقَمَرِ اور چاند کی اِذَا جب تَلٰهَا وہ اس کے پیچھے آتا ہے وَالنَّهَارِ اور دن کی اِذَا جب جَلّٰهَا وہ سورج کو روشن کر دیتا ہے وَالَّيْلِ اور رات کی اِذَا جب يَغْشٰهَا وہ اسے ڈھانپ لیتی ہے وَالسَّمَآءِ اور آسمان کی وَمَا اور اس ذات کی بَنٰهَا جس نے اس کو بنایا وَالْاَرْضِ اور زمین کی وَمَا اور اس ذات کی طَحٰهَا جس نے اس کو بچھایا وَنَفْسٍ اور نفس کی وَّمَا اور اس ذات کی سَوّٰهَا جس نے اسے ٹھیک ٹھاک کیا فَاَلْهَمَهَا پھر اسے القا کیا فُجُوْرَهَا اس کی بدکرداری وَ اور تَقْوٰهَا اس کی پرہیزگاری

ترجمہ:۔ قسم ہے سورج کی اور اس کی پھیلی ہوئی دھوپ کی۔ اور چاند کی جب وہ سورج کے پیچھے پیچھے آئے۔ اور دن کی جب وہ سورج کا جلوہ دکھادے۔ اور رات کی جب وہ اس پر چھا کر اسے چھپالے۔ اور قسم ہے آسمان کی، اور اس کی جس نے اسے بنایا۔ اور زمین کی اور اس کی جس نے اسے بچھایا۔ اور انسانی جان کی اور اس کی جس نے اسے سنوارا۔ پھر اس کے دل میں وہ بات بھی ڈال دی جو اس کے لیے بدکاری کی ہے اور وہ بھی جو اس کے لیے پرہیزگاری کی ہے۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء میں وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا اور اس جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ (مسند احمد۔ ۱۰۸۸۲)

تشریح:۔ ان آٹھ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قسم ہے سورج کی اور اس کی پھیلی ہوئی دھوپ کی۔

۲۔ چاند کی بھی قسم ہے جبکہ وہ سورج کے پیچھے پیچھے آئے۔

۳۔دن کی بھی جب وہ سورج کا جلوہ دکھادے۔ ۴۔رات کی بھی جب وہ اس پر چھا کر چھپالے۔
۵۔قسم ہے آسمان کی اور اسکی جس نے اسے بنایا۔ ۶۔زمین کی اور اس کی جس نے اسے بنایا۔
۷۔انسانی جان کی اور اسکی جس نے اسے سنوارا۔
۸۔اسکے دل میں وہ بات بھی ڈال دی جو اس کے لئے بدکاری کی ہے اور وہ بھی جو اس کے لئے پرہیزگاری کی ہے۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے داہنی جانب والوں اور بائیں جانب والوں کا تذکرہ فرمایا اور اس سورت میں اللہ تعالی یہ واضح کررہے ہیں کہ داہنے والے کون ہے؟ اور بائیں والے کون؟ تو سب سے پہلے اللہ تعالی نے دیگر سورتوں کی طرح اس سورت کی بھی ابتدا قسم کے ذریعہ کی اور فرمایا کہ قسم ہے سورج کی اور اس کی پھیلی ہوئی دھوپ کی، کہ سورج طلوع ہو یا نہ ہو وہ اپنی ذات میں ہی اللہ تعالی کی ایک عظیم مخلوق ہے اس لئے اس کی قسم کھائی اور پھر پھیلی ہوئی دھوپ کی بھی کہ جو انسان کے لئے ایک اہم اور ضروری چیز ہے کہ اگر دنیا روشن نہ ہو تو وہ اپنی زندگی آسانی سے گزار نہیں پاتا اور اسکے لئے جینا مشکل ہوجاتا ہے اس لئے اس اجالے کی قسم کھا کر بیان فرمایا کہ تم لوگ ہماری بنائی ہوئی ہر ہر چیز کے محتاج اور ضرورتمند ہو اور پھر چاند کی بھی قسم کھائی کہ جب وہ سورج کے پیچھے پیچھے آئے یعنی جب سورج آسمان سے غائب ہونے لگتا ہے تو اسکے پیچھے ہی چاند نمودار ہوتا ہے جو سفر کرنے والوں کے راستہ کی رہنمائی کرتا ہے اور آسمان پر ایک نور پھیلا دیتا ہے، اسی طرح دن اور رات کی قسم کھائی کہ دن کی قسم جب وہ سورج کو جلوہ دکھادے یعنی اسے خوب روشن کردے تا کہ انسان اپنی ضروریات اور معاش کو بآسانی تلاش کرسکے اور رات کی قسم! جب وہ اس سورج پر چھا جائے اور اسکی روشنی کو مدہم کرکے اپنی ٹھنڈی ٹھنڈی روشنی سارے آسمان پر بکھیر دے تا کہ انسان اس پُرنور رات اور تاریکی میں اپنی دن کی تھکان کو دور کرلے اور آرام کرلے۔

اللہ تعالی نے آسمان کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا کہ اس عظیم آسمان کی قسم! جو کہ بغیر کسی سہارے کے اوپر کھڑا ہوا ہے کہ نہ تو اس میں کوئی شگاف ہے اور نہ ہی کوئی جھکاو بلکہ وہ اپنی بناوٹ میں بالکل درست ہے اور قسم ہے اس آسمان کو بنانے والے عظمت والے پروردگار کی کہ جس نے اس جیسی مخلوق کو پیدا فرمایا اور ساتھ ہی زمین کی بھی قسم جو کہ انسان کی منفعت کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے کہ وہ انسان کو غذا پہنچانے کا ذریعہ ہے اور اسکے لئے فرش کا بھی کام کرتی ہے اور اس زمین کے پیدا کرنے والے رب کی بھی قسم کہ جس نے اس زمین کو انسان کی منفعت سے بھر دیا اور قسم ہے انسانی جان کی جسے اللہ تعالی نے ایک حقیر پانی کے قطرہ سے پیدا کرکے ایک انسانی شکل عطا کی اور اسے سنوارا کہ اسے آنکھیں، کان، ناک، ہاتھ، پیر اور بہت سی چیزوں کے ذریعہ خوبصورتی عطا کی اور اسے سوچنے سمجھنے کے لئے دل بھی عطا کیا اور پھر اس دل میں اس نے دونوں اچھی اور بری، پرہیزگاری اور بدکاری کی باتیں ڈال دیں اور اسکے سامنے اچھائی اور برائی کو ظاہر بھی کردیا تو اب دیکھنا یہ ہے کہ انسان کونسی بات کو پسند کرتا ہے اور کس بات

کو اختیار کرتا ہے؟ جو نیکی اور پرہیز گاری کو اختیار کرے گا وہ کامیاب ہوگا اور جو بدکاری اور برائی کو پسند کرے گا تو وہ ناکام ہوگا۔

﴿درس نمبر ۱۷۔۲۳﴾ فلاح اسے مل گئی جو اس نفس کو پاکیزہ بنائے ﴿الشمس ۹۔تا۔۱۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا ۝ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَ سُقْيٰهَا ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قَدْ یقیناً اَفْلَحَ فلاح پا گیا مَنْ وہ جس نے زَكّٰىهَا اس کا تزکیہ کیا وَ اور قَدْ یقیناً خَابَ ناکام ہوا مَنْ وہ جس نے دَسّٰىهَا اس کو آلودہ کیا كَذَّبَتْ جھٹلایا ثَمُوْدُ ثمود نے بِطَغْوٰىهَا اپنی سرکشی کی وجہ سے اِذِ جب انْۢبَعَثَ کھڑا ہوا اَشْقٰىهَا بڑا بدبخت اس کا فَقَالَ تو کہا لَهُمْ ان سے رَسُوْلُ اللّٰهِ اللہ کے رسول نے نَاقَةَ اللّٰهِ اللہ کی اونٹنی کی وَ اور سُقْيٰهَا اس کو پانی پلانے کی فَكَذَّبُوْهُ چنانچہ انہوں نے جھٹلایا اس کو فَعَقَرُوْهَا پھر انہوں نے اس کو مارڈالا فَدَمْدَمَ تو تباہی ڈال دی عَلَيْهِمْ ان پر رَبُّهُمْ ان کے رب نے بِذَنْۢبِهِمْ بوجہ ان کے گناہ کے فَسَوّٰىهَا پھر برابر کر دیا ان کو وَ اور لَا يَخَافُ وہ نہیں ڈرتا عُقْبٰهَا اس کے انجام سے

ترجمہ:۔ فلاح اسے ملے گی جو اس نفس کو پاکیزہ بنائے۔ اور نامراد وہ ہوگا جو اس کو (گناہ میں) دھنسا دے۔ قوم ثمود نے اپنی سرکشی سے (پیغمبر کو) جھٹلایا۔ جب ان کا سب سے سنگدل شخص اٹھ کھڑا ہوا۔ تو اللہ کے پیغمبر نے ان سے کہا کہ : خبردار! اللہ کی اونٹنی کا اور اس کے پانی پینے کا پورا خیال رکھنا۔ پھر بھی انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور اس اونٹنی کو مار ڈالا نتیجہ یہ کہ ان کے پروردگار نے ان کے گناہ کی وجہ سے ان کی اینٹ سے اینٹ بجا کر سب کو برابر کر دیا۔ اور اللہ کو اس کے کسی برے انجام کا کوئی خوف نہیں ہے۔

تشریح:۔ ان سات آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ فلاح اسے مل گئی جو اس نفس کو پاکیزہ بنائے۔ ۲۔ نامراد وہ ہوگا جو اس کو گناہ میں دھنسائے۔

۳۔ قوم ثمود نے اپنی سرکشی سے پیغمبر کو جھٹلایا۔

۴۔ جب ان کا سب سے سنگدل شخص اٹھ کھڑا ہوا تو اللہ تعالی نے ان سے کہا کہ خبردار! اللہ کی اونٹنی کا اور اسکے پانی پینے کا پورا خیال رکھنا۔

۵۔ اسکے باوجود بھی انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور اس اونٹنی کو مار ڈالا۔

۶۔ انکے پروردگار نے بھی ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کی اینٹ سے اینٹ بجا کر سب کو برابر کر دیا۔
۷۔ اللہ تعالی کو اس کے کسی برے انجام کا کوئی خوف نہیں ہے۔

اللہ تعالی پرہیز کاری اور نیکی کو پسند کرنے والے کے بارے میں بتلا رہے ہیں کہ ایسا شخص جس نے آپ کو بت پرستی اور کفر و شرک کی گندگی سے پاک کرلیا وہ کامیاب ہوگیا اور جس نے اپنے آپ کو اس کفر و شرک میں ڈبو دیا وہ ناکام و نامراد ہو گیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی یہ آیت پڑھتے وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا تو ٹھہر جاتے پھر یہ دعا کرتے اللّٰھُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا وَخَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اے اللہ! میرے نفس کو تقوی والا بنا دے، یقینا آپ ہی اس لائق ہیں اور آپ ہی بہتر پاک کرنے والے ہیں۔ (المعجم الاوسط للطبرانی۔ ۱۱۱۹۱) اللہ تعالی نے نامراد اور خسارہ اٹھانے والی قوم کا تذکرہ فرمایا تا کہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں چنانچہ فرمایا کہ قوم ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے انکی جانب بھیجے گئے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلایا اور اپنی نافرمانیوں اور سرکشی پر اڑے رہے، انکی سرکشی کی ایک مثال وہ واقعہ ہے کہ جب انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام سے ایک معجزہ کا مطالبہ کیا کہ انہوں نے اس سامنے والی چٹان سے زندہ حاملہ اونٹنی نکالا چنانچہ اللہ تعالی نے انکے مطالبہ کے مطابق اس چٹان سے اونٹنی کو نکالا اور ساتھ میں یہ بھی فرمادیا کہ جس تالاب کا پانی تم پیتے ہو اس پانی کو ایک دن تم پیو اور ایک دن اس اونٹنی کے لئے چھوڑ دو هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ (الشعراء۔ ۱۵۵) مگر ان لوگوں کو یہ بات گوارا نہ ہوئی لہذا وہ لوگ اس اونٹنی کو ہلاک کرنے کے لئے اکٹھا ہوئے تو اس قوم کا ایک بدبخت اور سنگدل شخص اس اونٹنی کو ذبح کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا، حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے سنا تو آپ علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو ذبح کرنے والے کا تذکرہ کر رہے تھے چنانچہ آپ علیہ السلام نے یہ آیت إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا پڑھی اور فرمایا کہ جو شخص اس اونٹنی کو ذبح کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا وہ بدبخت اور مفسد شخص تھا اور ابوزرعہ کی طرح غالب اور طاقتور تھا۔ (بخاری۔ ۴۹۴۲) چنانچہ اس قدار نامی شخص نے اس اونٹنی کو مار ڈالا جس کے بعد اللہ تعالی نے ان سب پر اپنا عذاب برسایا اور انہیں ہلاک کر ڈالا اور اللہ تعالی کو انکے ہلاک کرنے پر کسی برے انجام کا خوف بھی نہیں ہوا یعنی جب کوئی کسی ملک یا شہر کو اجاڑتا ہے تو اسے یہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں کوئی اس سے اسکا بدلہ نہ لے تو اسی بات کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا کہ اللہ تعالی کو ان کو ہلاک کرنے پر کسی برے انجام کا خوف نہیں ہوا اس لئے کہ اس سے بڑا بادشاہ اور طاقتور کوئی نہیں، وہی غالب ہے اور اسی کا حکم ہر جگہ چلتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالی نے ان برائی کرنے والوں کو ہلاک کیا اسی طرح وہ اوروں کو بھی ہلاک کرسکتا ہے جبکہ وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئیں اسی لئے ابھی سنبھل جاو بعد میں جب اسکا عذاب آجائے گا تو سنبھلنے کا موقع نہیں رہے گا۔

سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ا رکوع اور ۲۱ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۷۲۳﴾ **تم لوگوں کی کوششیں الگ الگ قسم کی ہیں** ﴿اللیل ۱۔تا۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى O وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى O وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى O اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَالَّيْلِ قسم ہے رات کی اِذَا جب يَغْشٰى وہ چھا جاتی ہے وَ اور النَّهَارِ دن کی اِذَا جب تَجَلّٰى وہ روشن ہوتا ہے وَ اور مَا اس ذات کی جس نے خَلَقَ پیدا کیا الذَّكَرَ نر وَ الْاُنْثٰٓى اور مادہ اِنَّ بلاشبہ سَعْيَكُمْ تمہاری کوشش لَشَتّٰى البتہ مختلف ہے

ترجمہ:۔ قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے۔ اور دن کی جب اس کا اجالا پھیل جائے۔ اور اس ذات کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا۔ کہ حقیقت میں تم لوگوں کی کوششیں الگ الگ قسم کی ہیں۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر میں وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى اور عصر میں اس جیسی سورتیں اور فجر میں اس سے طویل سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم۔۴۵۹)

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے۔ ۲۔ قسم ہے دن کی جب اسکا اجالا پھیل جائے۔

۳۔ اس ذات کی قسم جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا۔

۴۔ اس بات کی قسم کہ حقیقت میں تم لوگوں کی کوششیں الگ الگ قسم کی ہیں۔

پچھلی سورت کی طرح اس سورت میں بھی اللہ تبارک وتعالی کامیاب اور ناکام لوگوں کے اعمال بیان کر رہے ہیں۔ چنانچہ رات کی قسم کھاتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے اور دن کی جب اس کا اجالا پھیل جائے اور اس ذات کی بھی قسم جس نے نر اور مادہ پیدا فرمائے یعنی جس طرح رات اور دن دونوں مختلف ہوتے ہیں اور نر اور مادہ دونوں ایک دوسرے کی مخالف جنس ہوتے ہیں اسی طرح انسان کے اعمال بھی مختلف ہوتے ہیں اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى یعنی بعض ان میں سے اچھے ہوتے ہیں تو بعض برے ہوتے ہیں، اب جو نیک اور اچھے اعمال کرنے والے ہوں گے انہیں تو اللہ تبارک وتعالی انکے ان اعمال پر بہترین بدلہ عطا فرمائے گا کہ ان کے لئے جنت کا فیصلہ صادر فرمائے گا اور جو برے اعمال کرنے والے ہیں انکا بدلہ بھی برا ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالی انکے حق میں جہنم کا فیصلہ فرمائے گا جیسا کہ سورۂ حشر کی آیت نمبر ۲۰ میں فرمایا گیا لَا يَسْتَوِىْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

أَصۡحَابُ الۡجَنَّةِ هُمُ الۡفَائِزُوۡنَ کہ جہنمی اور جنتی دونوں برابر نہیں اس لئے کہ جنتی لوگ وہ ہیں جو کامیاب ہیں، اسی طرح سورۃ سجدہ کی آیت نمبر ۱۸ میں فرمایا گیا أَفَمَنۡ كَانَ مُؤۡمِناً كَمَنۡ كَانَ فَاسِقاً لَا يَسۡتَوُوۡنَ کیا جو مومن ہے وہ فاسق کی طرح ہے، نہیں دونوں برابر نہیں اور سورۃ الجاثیہ کی آیت نمبر ۲۱ میں فرمایا گیا أَمۡ حَسِبَ الَّذِيۡنَ اجۡتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنۡ نَجۡعَلَهُمۡ كَالَّذِيۡنَ آمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحۡيَاهُمۡ وَمَمَاتُهُمۡ سَاءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ جن لوگوں نے برے اعمال کئے ہیں کیا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے کہ جس کے نتیجہ میں انکا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے؟ کیا ہی برا فیصلہ ہے جو یہ لوگ کئے ہوئے ہیں، یعنی اچھے اعمال کرنے والے اور برے اعمال کرنے والے دونوں الگ الگ ہیں جس طرح رات الگ اور دن الگ ہے اور دونوں برابر نہیں ہو سکتے، لہذا انکی جزا اور نتیجہ بھی الگ الگ ہوگا، اب کس کا کیا نتیجہ ہوگا اسے اگلی آیتوں میں بیان کیا جا رہا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۷۳﴾ جس نے اللہ کے راستہ میں مال دیا اور تقویٰ اختیار کیا ﴿اللیل ۵۔تا۔۷﴾

فَأَمَّا مَنۡ أَعۡطٰى وَاتَّقٰى O وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى O فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَأَمَّا چنانچہ لیکن مَنۡ جس نے أَعۡطٰى دیا وَ اور اتَّقٰى ڈرا وَ اور صَدَّقَ اس نے تصدیق کی بِالۡحُسۡنٰى نیک بات کی فَسَنُيَسِّرُهٗ تو یقیناً ہم اسے سہولت دیں گے لِلۡيُسۡرٰى آسان راہ کے لیے

ترجمہ:۔ اب جس کسی نے (اللہ کے راستے میں مال) دیا اور تقوی اختیار کیا۔ اور سب سے اچھی بات کو دل سے مانا۔ تو ہم اس کو آرام کی منزل تک پہنچنے کی تیاری کرا دیں گے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جس نے اللہ کے راستے میں مال دیا اور تقوی اختیار کیا۔

۲۔ سب سے اچھی بات کو دل سے مانا تو ہم اسے آرام کی منزل تک پہنچنے کی تیاری کرا دیں گے۔

چنانچہ کامیاب شخص کون ہے اور اسکے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟ یہاں بیان کیا جا رہا ہے کہ جس نے اپنے مال کو جمع کر کے رکھنے کے بجائے اسے اللہ تعالی کی رضا کی خاطر اسکے راستہ میں خرچ کیا، مسکینوں اور محتاجوں کی مدد کی، بھوکے کو کھانا کھلایا، ننگے کو کپڑا پہنایا، مفلس کی مدد کی، ناحق قید میں پھنسے شخص یا غلام کو اسکی غلامی سے آزاد کرایا، اپنے مال کی زکوۃ دی یہ سب کچھ کرنے کے باوجود وہ اللہ تعالی کے عقاب اور اس کی سزا و ناراضگی سے ڈرتا بھی رہا کہ میرا یہ عمل اللہ تعالی کے یہاں مقبول ہے یا نہیں؟ کیا یہ عمل میرے لئے نجات کا باعث بنے گا؟ اسی کے ساتھ ساتھ وہ ان تمام حرام کاموں سے بھی بچتا رہا جن سے اللہ تعالی نے منع فرمایا اور قیامت کے دن کا اقرار کرتا رہا،

جنت وجہنم کی تصدیق کی، حساب و کتاب کیلئے جانے کا یقین رکھا اور ایمان لانے کی وجہ سے جن انعامات کا اللہ تعالی نے وعدہ کیا ہے اس وعدہ کی تصدیق کرتا رہا ایسے شخص کے لئے اللہ تبارک وتعالی آرام کی منزل تک پہنچنا آسان کر دیں گے یعنی جنت میں اسکا داخلہ آسان فرما دیں گے کہ جہاں پر وہ ہمیشہ ہمیشہ آرام اور عیش میں رہے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دن جب بندہ صبح کرتا ہے تو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اسکا بدلہ عطا فرما اور کہتے ہیں کہ اے اللہ! بخیل اور خرچ نہ کرنے والے کے مال کو ضائع فرما۔ (بخاری۔ ۱۴۴۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک شخص کا ٹھکانہ چاہے وہ جنت ہو یا جہنم لکھا ہوا ہے، اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پھر ہم اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں، عمل نہ کریں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں! بلکہ تم لوگ عمل کرو اس لئے کہ اللہ تعالی نے ہر چیز آسان کر دی پھر آپ نے یہ آیتیں فَأَمَّا مَنۡ أَعۡطَىٰ وَٱتَّقَىٰ پڑھی۔ (بخاری۔ ۴۹۴۷) یعنی انسان کو ہر حال میں عمل کرنا چاہئے اب جو اہل سعادت میں سے ہوگا اسے اللہ تعالی نیک کاموں کی توفیق دے گا، ان آیتوں کے شان نزول سے متعلق حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ میں جو بوڑھے اور عورتیں اسلام لائے تھے انہیں آزاد کیا کرتے تھے اس پر آپ کے والد ابو قحافہ نے کہا کہ اے بیٹے! اگر تم ان کمزوروں کو رہا کرنے کے بجائے طاقتور اور جوان لوگوں کو آزاد کراو تو یہ تمہاری مدد کریں گے اور کام آئیں گے اور دشمن سے تمہاری حفاظت کریں گے، اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابا جان! میں نے اس چیز کا ارادہ کر رکھا ہے جو کر رکھا ہے یعنی ان وعدوں پر بھروسہ کر رکھا ہے جو اس پر مجھے اللہ تعالی کے یہاں سے ملے گا۔ آپ ہی کی شان میں اللہ تعالی نے یہ آیتیں نازل فرمائی فَأَمَّا مَنۡ أَعۡطَىٰ وَٱتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِٱلۡحُسۡنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُۥ لِلۡيُسۡرَىٰ۔ (تفسیر ابن کثیر۔ ج۔۸۔ص، ۴۰۷)

﴿درس نمبر ۲۳۷۴﴾ بخل اور بے نیازی کا انجام ﴿اللیل ۸۔تا۔۱۰﴾

وَأَمَّا مَنۢ بَخِلَ وَٱسۡتَغۡنَىٰ ۝ وَكَذَّبَ بِٱلۡحُسۡنَىٰ ۝ فَسَنُيَسِّرُهُۥ لِلۡعُسۡرَىٰ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور أَمَّا لیکن مَنۢ جس نے بَخِلَ بخل کیا وَ اور ٱسۡتَغۡنَىٰ بے پروا ہوا وَ اور كَذَّبَ اس نے جھٹلایا بِٱلۡحُسۡنَىٰ نیک بات کو فَسَنُيَسِّرُهُۥ تو یقیناً ہم اسے سہولت دیں گے لِلۡعُسۡرَىٰ مشکل راہ کے لیے

ترجمہ:۔ رہا وہ شخص جس نے بخل سے کام لیا اور (اللہ سے) بے نیازی اختیار کی۔ اور سب سے اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اس کو تکلیف کی منزل تک پہنچنے کی تیاری کرا دیں گے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جس نے بخل سے کام لیا اور اللہ تعالی سے بے نیازی برتی۔

۲۔ سب سے اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم ایسے شخص کو تکلیف کی منزل تک پہنچنے کی تیاری کرادیں گے۔

ان آیتوں میں ناکام ونامراد شخص کون ہے اور اسکے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا بیان کیا جارہا ہے چنانچہ فرمایا کہ جس نے اللہ تعالی کے دیئے ہوئے مال میں بخل کیا اور اسے اللہ تعالی کی راہ میں خرچ نہیں کیا، نہ ہی کسی مفلس کی مدد کی اور نہ ہی کسی محتاج کی حاجت روائی کی، نہ کسی بھوکے کو کھلایا اور نہ ہی کسی ضرورتمند کی ضرورت کو پورا کیا اور اپنے آپ کو اللہ تعالی کی عطا اور اسکی نوازشوں سے بے نیاز سمجھا اور اللہ تعالی کے سامنے عاجزی اختیار نہیں کی اور دنیا کی زوال پذیر نعمتوں کے بدلہ آخرت کی لازوال نعمتوں سے بے اعتنائی برتی، اور خیر کی باتوں کا انکار کیا اور کلمۂ توحید کو جھٹلایا، جنت اور وہاں ملنے والے انعامات کو سچا نہیں جانا تو ایسے شخص کے لئے ہم تکلیف دہ منزل تک یعنی جہنم تک پہنچنے کی تیاری کرادیں گے یعنی وہ اس دنیا میں ایسے کام کرے گا جو اسے جہنم تک لے جائیں گے جہاں اسکا ٹھکانہ مقرر ہوگا، ان آیتوں سے بخل کی مذمت معلوم ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالی کے یہاں ناپسندیدہ چیز ہے، اللہ تعالی کو سخی محبوب ہے نہ کہ کنجوسی کرنے والا لیکن ہر جگہ خرچ کرنے کو سخاوت نہیں کہا جاتا بلکہ ان جگہوں میں خرچ کرنا جہاں خرچ کرنا مقصود ہو جیسے کہ کسی نیک کام کے لئے، ضرورتمندوں کی ضرورت پورا کرنے کے لئے، محتاجوں اور مفلسوں کی ضرورت کے لئے خرچ کرنا مدارس کے طلبہ میں، مساجد کی تعمیر میں وغیرہ، ایسے شخص کو سخی کہا جاتا ہے اور جو بخیل ہوتا ہے وہ ان جگہوں میں خرچ کرتا ہے جہاں اسے خرچ کرنا نہیں چاہئے مثلاً شان وشوکت اور دکھاوے کے لئے، گناہ کے کاموں میں اور اسراف وفضول کے کاموں میں، ظاہر ہے کہ اس خرچ کا کوئی اعتبار نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیتیں امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئیں۔ (تفسیر قرطبی۔ ج،۲۰۔ ص،۸۴)

﴿درس نمبر ۲۳۷۵﴾ **یقیناً راستہ بتانا اللہ کے ذمہ ہے** ﴿اللیل ۱۱۔ تا۔ ۱۳﴾

وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰىO اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰىO وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰىO

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَ اور مَا يُغْنِيْ فائدہ نہ کرے گا عَنْهُ اس کو مَالُهٗ اس کا مال اِذَا جب تَرَدّٰى وہ گرے گا اِنَّ بلاشبہ عَلَيْنَا ہمارے ہی ذمے ہے لَلْهُدٰى ہدایت دینا وَ اور اِنَّ بلاشبہ لَنَا ہمارے ہی اختیار میں ہے لَلْاٰخِرَةَ آخرت وَ اور الْاُوْلٰى دنیا

ترجمہ:۔ اور جب ایسا شخص تباہی کے گڑھے میں گرے گا تو اس کا مال اس کے کچھ کام نہیں آئے گا۔ یہ سچ ہے کہ راستہ بتلادینا ہمارے ذمے ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ آخرت اور دنیا دونوں ہمارے قبضے میں ہیں۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب ایسا شخص تباہی کے گڑھے میں گرے گا تو اسکا مال اسکے کچھ کام نہ آئے گا۔

۲۔ یقیناً راستہ بتانا اللہ کے ذمہ ہے۔ ۳۔ دنیا اور آخرت دونوں بھی اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے۔

پچھلی آیت میں بتلایا گیا کہ بخیل اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور جو بخل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے تکلیف کی منزل یعنی جہنم تک پہنچا دیتے ہیں، یہاں یہ بات واضح کی جارہیہے کہ جو مال اس نے اس دنیا میں اپنی آخرت تباہ کر کے اور اللہ تعالیٰ نے جہاں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے وہاں خرچ نہ کر کے جمع کیا تو کل قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم فرمائے گا تو وہ مال اسکے کچھ کام نہ آئے گا، جبکہ وہ چاہے گا کہ اپنی ساری کمائی، ساری دولت حتی کے اپنی اولاد اور بیوی کو فدیہ میں دیکر اس جہنم کے عذاب سے چھوٹ جائے یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِئِذٍ بِبَنِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَأَخِیْهِ وَفَصِیْلَتِهِ الَّتِیْ تُؤْوِیْهِ وَمَنْ فِی الْأَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ یُنْجِیْهِ مجرم اس دن چاہے گا کہ اگر وہ اپنے بیٹے، بیوی، بھائی اور رشتہ دار حتی کہ ساری دنیا میں بسنے والوں کو فدیہ میں دیکر عذاب سے بچنا ممکن ہو تو دیدے (انشقاق۔۱۱۔۱۴) لیکن اللہ کے ہاں سوائے عمل کے اور کوئی چیز قابل قبول نہیں ہوگی فَالْیَوْمَ لَا یُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْیَةٌ آج تم سے کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا (الحدید۔۱۵) بلکہ سیدھا اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہم نے ان کے سامنے اس عذاب سے بچنے کا راستہ بھی دکھلا دیا اور ہمارے ذمہ تو بس راستہ دکھلانا ہے کہ کونسا صحیح ہے اور کونسا غلط؟ کونسا جنت کی جانب جانے والا ہے اور کونسا دوزخ کی طرف؟ جسکی خاطر ہم نے انہی میں سے ایک پیغمبر بھیج کر سمجھایا، اب اختیار بندہ کا ہے کہ وہ کس راستہ کو اپناتا ہے؟ اگر وہ سیدھے اور جنت کے راستے کو اپناتا ہے تو پھر وہ کامیاب کہلائے گا اور اگر نہیں تو پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور یہ بات ذہن میں بٹھالو کہ دنیا کے سارے معاملات اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے اور اسی طرح آخرت کے بھی ،لہذا اسکی مرضی کے بغیر نہ کوئی دنیا میں کامیاب ہوسکتا ہے اور نہ ہی آخرت میں، اس لئے اس رب کو راضی کرلو جسکی ملکیت میں یہ سارے آسمان وزمین ہیں، اگر وہ رب راضی ہو گیا تو پھر سارے راستے چاہے وہ دنیا کے ہوں یا آخرت کے آسان ہو جائیں گے۔

﴿درس نمبر ۷۶۲۳﴾ میں نے ایک بھڑکتی آگ سے خبردار کیا ہے ﴿اللیل ۱۴۔تا۔۲۱﴾

فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰی ۝ لَا یَصْلٰهَا إِلَّا الْأَشْقَی ۝ الَّذِیْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۝ وَسَیُجَنَّبُهَا الْأَتْقَی ۝ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰی ۝ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلٰی ۝ وَلَسَوْفَ یَرْضٰی ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَاَنْذَرْتُكُمْ بالآخر میں نے تمہیں ڈرادیا ہے نَارًا ایسی آگ تَلَظّٰى جو بھڑک رہی ہے لَا يَصْلٰىهَآ اس میں داخل نہ ہوگا اِلَّا مگر الْاَشْقَى بڑا بدبخت ہی الَّذِىْ وہ جس نے كَذَّبَ جھٹلایا وَ اور تَوَلّٰى روگردانی کی وَ اور سَيُجَنَّبُهَا عنقریب دور رکھا جائے گا اس سے الْاَتْقَى بڑا پرہیزگار الَّذِىْ وہ جو يُؤْتِىْ دیتا ہے مَالَهٗ اپنا مال يَتَزَكّٰى وہ پاک ہو وَ اور مَا نہیں ہے لِاَحَدٍ کسی کا بھی عِنْدَهٗ اس کے ہاں مِنْ نِّعْمَةٍ کوئی احسان تُجْزٰٓى وہ بدلہ دیا جارہا ہو اِلَّا مگر ابْتِغَآءَ چاہنے کے لیے وَجْهِ چہرہ رَبِّهِ اپنے رب الْاَعْلٰى برتر کا وَ اور لَسَوْفَ عنقریب يَرْضٰى وہ راضی ہوجائے گا

ترجمہ:۔ لہٰذا میں نے تمہیں ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے خبردار کردیا ہے، اس آگ میں کوئی اور نہیں، وہی بدبخت داخل ہوگا، جس نے حق کو جھٹلایا اور منہ موڑا، اور اس سے ایسے پرہیزگار شخص کو دور رکھا جائے گا، جو اپنا مال پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے (اللہ کے راستے میں) دیتا ہے، حالانکہ اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں تھا جس کا بدلہ دیا جاتا، البتہ وہ صرف اپنے اس پروردگار کی خوشنودی چاہتا ہے جس کی شان سب سے اونچی ہے، یقین رکھو ایسا شخص عنقریب خوش ہوجائے گا۔

تشریح:۔ ان آٹھ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے خبردار کردیا ہے۔

۲۔ اس آگ میں وہی بدبخت داخل ہوگا جس نے حق کو جھٹلایا اور منہ موڑا۔

۳۔ اس آگ سے ایسے شخص کو دور رکھا جائے گا جو اپنا مال پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے اللہ کی راہ میں دیتا ہے۔

۴۔ اس بندہ پر کوئی احسان بھی نہیں تھا کہ جسکا بدلہ دیا جاتا۔

۵۔ وہ صرف اپنے اس پروردگار کی خوشنودی چاہتا ہے جسکی شان بہت اونچی ہے۔

۶۔ یقین رکھو ایسا شخص عنقریب خوش ہوجائے گا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ دوزخ کا اور اس میں جانے والوں کا تذکرہ فرمارہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے سامنے دونوں راستے دکھلادیئے ہیں اور پھر برائی کے راستہ پر چلنے والوں کو بھڑکتی ہوئی دوزخ کی آگ سے آگاہ بھی کردیا گیا ہے کہ دیکھو! اس دوزخ کی آگ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں اور برائی کے راستہ پر چلنے والوں کے لئے تیار کررکھا ہے لہٰذا جو کوئی حق کا انکار کرے گا اور اس رب کی عبادت واطاعت سے منہ موڑے گا، برائی کو پسند کرے گا، گناہوں پر مصر ہوگا، ہدایت کو چھوڑ کر ضلالت کو اپنائے گا، اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں بخل کرے گا، اسکے بتلائے ہوئے راستہ میں خرچ نہیں کرے گا تو ایسے بدبخت کو اللہ تعالیٰ اس جہنم میں داخل کرے گا اور یہی اس کا ٹھکانہ ہوگا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر شخص جنت میں جائے گا

سوائے اس کے جس نے اسکا انکار کیا، کسی نے پوچھا کہ اے ابوہریرہ! ایسا کون ہوگا جو جنت میں جانے سے انکار کرے؟ تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی الَّذِیْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى جس نے جھٹلایا اور منہ موڑا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۲۰۔ص، ۸۶) اور اللہ تبارک وتعالی اس دوزخ کی آگ سے ایسے شخص کو دور رکھے گا جس نے پرہیزگاری اختیار کی، پاکیزگی حاصل کرنے کی خاطر اپنے مال کو اللہ تعالی کے راستے میں خرچ کیا جبکہ جس پر یہ شخص اپنا مال خرچ کررہا ہے اسکا اس خرچ کرنے والے پر کوئی احسان بھی نہیں تھا کہ جس احسان کا بدلہ چکانے کی خاطر وہ اس پر اپنا مال خرچ کررہا ہو بلکہ یہ شخص خالص اللہ کی رضا کے لئے اس پر خرچ کررہا ہے، وہ اللہ جسکی شان بہت اونچی اور عظیم ہے، لہذا وہ اپنی شان کے اعتبار سے اس شخص کو اتنا عطا کرے گا کہ وہ اسکی عطا سے خوش ہوجائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مشرکین حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تکلیفیں دے رہے تھے اور حضرت بلال اَحَدٌ اَحَدٌ پکارتے جاتے، اسی وقت آپ علیہ السلام کا گزر وہاں سے ہوا تو آپ علیہ السلام نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یقینا یہ اَحَدٌ تجھے اس تکلیف سے نجات دے گا چنانچہ وہ آگے بڑھ گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابوبکر! بلال کو مشرکین اسلام لانے کی وجہ سے تکلیفیں دے رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ کی منشا کو سمجھ گئے اور گھر جا کر ایک رطل سونا لے آئے اور اسے لیکر امیہ بن خلف کے پاس گئے اور کہا کہ کیا تم مجھے یہ غلام بیچو گے اس طرح آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کردیا، یہ دیکھ کر مشرکین مکہ کہنے لگے کہ ابوبکر نے بلال کو کسی احسان کی وجہ سے آزاد کیا ہے تب اللہ تبارک وتعالی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں یہ آیت وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى (تفسیر قرطبی۔ ج، ۲۰۔ص، ۸۸) یعنی انہوں نے کسی احسان کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے پروردگار کی رضا کی خاطر انہیں آزاد کیا جس کا صلہ اللہ تعالی انہیں آخرت میں دے گا۔

سُوْرَۃُ الضُّحٰی مَکِّیَّۃٌ

یہ سورت ا رکوع اور ۱۱ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۷۷۲۳﴾ پیغمبر! آپ کا رب آپ سے ناراض نہیں ہے ﴿الضحیٰ ا۔تا۔۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ إِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَالضُّحٰى قسم ہے چڑھے دن کی وَالَّيْلِ اور رات کی إِذَا سَجٰى جب وہ چھا جائے مَا وَدَّعَكَ نہیں چھوڑا آپ کو رَبُّكَ آپ کے رب نے وَمَا قَلٰى اور نہ وہ ناراض ہوا وَلَلْاٰخِرَةُ اور یقیناً آخرت خَيْرٌ بہت بہتر ہے لَّكَ آپ کے لیے مِنَ الْاُوْلٰى دنیا سے وَلَسَوْفَ اور البتہ عنقریب يُعْطِيكَ عطا کرے گا آپ کو رَبُّكَ آپ کا رب فَتَرْضٰى آپ راضی ہو جائیں گے

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر!) قسم ہے چڑھتے دن کی روشنی کی O اور رات کی جب اُس کا اندھیرا بیٹھ جائے O کہ تمہارے پروردگار نے نہ تمہیں چھوڑا ہے اور نہ ناراض ہوا ہے O اور یقیناً آگے آنے والے حالات تمہارے لئے پہلے حالات سے بہتر ہیں O اور یقین جانو کہ عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جبرئیل (علیہ السلام) (ایک مرتبہ چند دنوں تک) نبی کریم ﷺ کے پاس (وحی لے کر) نہیں آئے تو قریش کی ایک عورت (ام جمیل ابولہب کی بیوی) نے کہا کہ اب اس کے شیطان نے اس کے پاس آنے میں دیر لگائی۔ اس پر یہ سورت اُتری: وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ إِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۔(بخاری ۱۱۲۵)

تشریح :ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔قسم ہے چڑھتے دن کی روشنی کی۔ ۲۔قسم ہے رات کی جب اسکا اندھیرا بیٹھ جائے۔

۳۔اے نبی! آپ کے پروردگار نے نہ ہی آپ کو چھوڑا اور نہ ہی آپ سے ناراض ہوا۔

۴۔یقیناً آگے آنے والے حالات آپ کے لئے پہلے والے حالات سے بہتر ہیں۔

۵۔یقین جانو کہ آپ کا پروردگار عنقریب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جاو گے۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے متقی لوگوں سے وعدہ فرمایا کہ وہ کل قیامت کے دن اللہ تعالی کی عطاء سے راضی ہو جائیں گے اب چونکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم متقیوں کے سردار ہیں اس لحاظ سے بطور تاکید آپ کا بھی خاص ذکر

کیا گیا اور آپ علیہ السلام پر اللہ تعالی نے جو خاص انعام فرمایا اسکا بھی اس سورت میں تذکرہ کیا گیا چنانچہ اللہ تعالی نے مخلوق کے یقین کے لئے دن ورات کی قسم کھائی کہ صبح سویرے چڑھتے دن کی قسم ہے اور رات کے پھیلتے ہوئے گھنے اندھیرے کی قسم ہے کہ آپ کے رب نے نہ ہی آپ کو چھوڑا اور نہ ہی آپ سے ناراض ہوا بلکہ جو وحی کا سلسلہ منقطع ہوا ہے اس میں کچھ مصلحتیں تھیں جن کی بناء پر وحی کا یہ سلسلہ تھوڑے وقفہ کے لئے رکا رہا، اب اللہ تعالی نے اس سورت میں ایسا کیوں فرمایا کہ اس نے آپ کو نہیں چھوڑا؟ اس آیت کے نازل فرمانے کی کیا وجہ ہوئی؟ ان کے پیچھے واقعہ یہ ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ روز بیمار پڑ گئے جسکی وجہ سے آپ دو تین راتیں تہجد کے لئے اٹھ نہ سکے، ایسے وقت میں قریش کی ایک عورت (جس کا نام مفسرین نے ام جمیل جو کہ ابولہب کی بیوی تھی بیان فرمایا) نے کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ (نعوذ باللہ) آپ کے شیطان نے آپ کو چھوڑ دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ آپ کے پاس دو تین دن سے نہیں آیا، اس پر اللہ تعالی نے یہ سورۃ الضحیٰ نازل فرمائی۔ (بخاری۔ ۴۹۵۰)، یہ سورت نازل فرما کر اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کو تسلی دی کہ ایسا کچھ نہیں ہے، نہ تو آپ کے پروردگار نے آپ کو چھوڑا ہے جیسا کہ عرب میں مشہور ہو گیا اور نہ ہی آپ کا رب آپ سے ناراض ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے فتح ہونے والے ملکوں اور شہروں کو کھول کھول کر دکھلا دیا جس سے آپ علیہ السلام کو بہت خوشی ہوئی پھر اسکے بعد اللہ تعالی نے یہ آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى نازل فرمائی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۶۵۰)

﴿درس نمبر ۲۳۷۸﴾ اللہ نے آپ کو ٹھکانہ دیا ﴿الضحیٰ ۶۔تا۔۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوٰى ۞ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى ۞ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ أَلَمْ يَجِدْكَ کیا نہیں پایا آپ کو يَتِيمًا یتیم فَآوٰى پھر اس نے جگہ دی وَوَجَدَكَ اور اس نے پایا آپ کو ضَالًّا ناواقف راہ فَهَدٰى پھر اس نے ہدایت دی وَوَجَدَكَ اور اس نے آپ کو پایا عَائِلًا تنگ دست فَأَغْنٰى تو اس نے غنی کر دیا

ترجمہ:۔ کیا اُس نے تمہیں یتیم نہیں پایا تھا، پھر ٹھکانہ دیا ۞ اور تمہیں راستے سے ناواقف پایا تو راستہ دکھایا ۞ اور تمہیں نادار پایا تو غنی کر دیا۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا اللہ نے آپ کو یتیم نہیں پایا تھا پھر آپ کو ٹھکانہ نہ دیا؟

۲۔ کیا آپ کو احکامِ شرع سے غافل نہیں پایا تھا کہ پھر آپ کو واقف بنا دیا؟

۳۔ کیا اس نے آپ کو نادار نہیں پایا تھا کہ آپ کو مالدار کر دیا؟

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے جانے والے انعامات بیان فرمائے تھے، یہاں وہ انعامات بیان کئے جا رہے ہیں جو اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام پر پورے فرما دئے، چنانچہ فرمایا کہ اے نبی! آپ کی پیدائش یتیمی کی حالت میں ہوئی تھی کہ اللہ تعالی نے آپ کی حفاظت فرمائی اور آپ کو ضائع ہونے نہیں دیا بلکہ آپ کی مختلف طریقوں سے کفالت کی کہ پہلے تو آپ اپنی ماں کی گود میں رہے پھر جب آپ کی والدہ ماجدہ کی بھی وفات ہوگئی جبکہ آپ کی عمر چھ سال تھی تو اللہ تعالی نے آپ کی کفالت کا ذمہ دار آپ کے دادا حضرت عبد المطلب کو بنایا پھر جب انکی بھی وفات ہوگئی جبکہ آپ کی عمر آٹھ سال کی تھی تو پھر اللہ تعالی نے آپ کے ہوشمند ہونے تک آپ کی کفالت آپ کے چچا حضرت ابو طالب کے سپرد کی، اور اس طرح آپ ان کی کفالت میں بڑے ہوئے تو اس وقت اللہ تعالی نے آپ کو اپنی نبوت کے لئے چنا لہٰذا جب اللہ نے آپ کو اپنی نبوت کے لئے چنا تو اس وقت آپ احکام شرع سے بالکل انجان اور ناواقف تھے تو پھر اللہ تعالی ہی نے اپنے فضل سے آپ کو ان تمام سے واقف کروایا اس لئے کہ آپ تو امی تھے، نہ تو آپ پڑھنا جانتے تھے اور نہ ہی لکھنا، اسی لئے اللہ تعالی نے اپنے خاص فضل سے آپ کے اُمی ہونے کے باوجود آپ کو ان تمام چیزوں سے واقف کروایا جیسا کہ سورۂ شوریٰ کی آیت نمبر ۵۲ میں فرمایا گیا "وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوحاً مِنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْاِيمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُوراً نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا" اسی طرح ہم نے آپ کے پاس اپنے حکم سے ایک روح بطور وحی نازل کی ہے، آپ کو اس سے پہلے نہ تو یہ معلوم تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے؟ لیکن ہم نے اس قرآن کو ایک نور بنایا ہے جسکے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ لوگوں کو سیدھا راستہ دکھا رہے ہو۔ پھر جب آپ ﷺ کو نبوت بھی عطا کی گئی اور آپ اب خود مکتفی بھی ہوگئے تو آپ اس وقت نادار تھے کہ نہ تو آپ کے پاس مال تھا اور نہ ہی دولت آپ اپنا گزر بسر تجارت پر حاصل ہونے والے نفع پر کیا کرتے تھے، اب چونکہ آپ ﷺ کو اللہ تعالی کا یہ پیغام سارے انسانوں تک پہنچانا تھا تو اگر آپ اپنی زندگی گزارنے کے لئے تجارت کرتے رہتے تو خاطر خواہ یہ پیغام تمام انسانوں تک نہیں پہنچا سکتے تھے اسی لئے اللہ تعالی نے آپ ﷺ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کروایا اور آپ کو اس روزی کمانے کی فکر سے آزاد کر دیا اور اپنی زوجہ کے ذریعہ مالدار کر دیا کہ اب آپ کو کمانے کی ضرورت نہیں رہی اور آپ بے فکری سے اپنی اس تبلیغ میں لگے رہے۔ اب جبکہ یہ تمام احسانات اللہ تعالی انے آپ پر پہلے ہی فرما دیئے تو کیا وہ وعدے جو اس نے آپ سے فرمائے ہیں انہیں پورا نہیں فرمائے گا؟، ضرور فرمائے گا اس لئے آپ اللہ کے کئے ہوئے وعدوں پر خوش رہیئے۔

﴿درس نمبر ۲۳۷۹﴾ سوال کرنے والوں کو جھڑ کی مت دیجئے ﴿الضحیٰ:۹-تا-۱۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَأَمَّا لہذا الْيَتِيمَ یتیم فَلَا تَقْهَرْ تو سختی نہ کیجئے اس پر وَأَمَّا السَّائِلَ اور لیکن سائل فَلَا تَنْهَرْ تو آپ نہ جھڑکیے وَأَمَّا بِنِعْمَةِ اور لیکن نعمت رَبِّكَ اپنے رب کی فَحَدِّثْ تو بیان کیجئے

ترجمہ:۔ اب جو یتیم ہے تم اُس پر سختی مت کرنا ۝ اور جو سوال کرنے والا ہو اُسے جھڑ کنا نہیں ۝ اور جو تمہارے پروردگار کی نعمت ہے اُس کا تذکرہ کرتے رہنا۔

تشریح: ان تین آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اب جو یتیم ہیں آپ ان پر سختی مت کیجئے۔ ۲۔ جو سوال کرنے والا ہے اسے بھی جھڑ کئے مت۔

۳۔ آپ کے پروردگار کی جو نعمت ہے اسکا تذکرہ کرتے رہا کیجئے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو چند اخلاق کے اپنانے اور اپنے رب کا شکرادا کرنے کا حکم فرمارہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ اے نبی! جب کبھی آپ کا سامنا کسی یتیم سے ہو یا وہ آپ کے پاس آئے تو آپ اس پر سختی مت کیجئے، آپ جانتے ہیں کہ یتیمی کا درد کیا ہوتا ہے؟ آپ نے بھی ان حالات کو دیکھا ہے اور برداشت کیا ہے، تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی اور آپ کو سہارا دیا اسی طرح آپ بھی ان یتیموں کا سہارا بنئے اور انکی ہر ممکنہ مدد کیجئے، یہی وجہ ہے کہ ہر وقت آپ علیہ السلام یتیموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے اور لوگوں کو بھی انکے ساتھ بھلائی سے پیش آنے اور انکی مدد کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا دونوں اس طرح ہوں گے، یہ کہتے ہوئے آپ علیہ السلام نے اپنی بیچ کی دوانگلیوں (سبابہ اور وسطی) سے اشارہ کیا اور انہیں آپس میں ملایا۔ (بخاری ۵۳۰۴) اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے مسلمانوں کے درمیان سے کسی یتیم کی کفالت کی اور اسکی پرورش کی تو وہ یقیناً جنت میں جائے گا اگر اس نے کوئی ایسا گناہ نہ کیا ہو جسے معاف نہیں کیا جاتا ہو۔ (ترمذی ۱۹۱۷) یتیم کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوسرا حکم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دیا کہ آپ کسی سائل کو جو آپ کے پاس اپنی ضرورت یا کوئی حاجت یا کوئی مسئلہ لیکر آئے یا علم کی کوئی بات سیکھنے کے لئے آئے تو آپ انہیں کبھی نہ جھڑکیں، اگر آپ کے پاس وہ چیز ہے جس سے آپ اسکی مدد کرسکتے ہوں تو اسے مہیا کردیجئے ورنہ بھلے اور اچھے طریقہ سے اسے منع فرمادیجئے۔ آپ علیہ السلام نے اپنے رب کے حکم کو بڑی مضبوطی سے تھاما اور حتی المقدور مدد کی اور آپ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے تھے، جیسا کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت ''بردہ'' چادر لیکر آئی اور اس نے

آپ علیہ السلام سے فرمایا کہ یارسول اللہ! میں نے اس چادر کو اپنے ہاتھ سے بُنا ہے اور میں یہ چادر آپ کو پہنانا چاہتی ہوں، آپ علیہ السلام نے اس عورت کا یہ تحفہ قبول فرمایا اور آپ علیہ السلام کو اس چادر کی ضرورت بھی تھی، اتنے میں ایک آدمی نے آپ علیہ السلام سے وہی چادر مانگ لی تو آپ علیہ السلام نے کہا ٹھیک ہے پھر آپ مجلس سے اُٹھے اور پھر طواف کیا اسکے بعد وہ چادر اس آدمی کے پاس بھجوادی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس آدمی سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ اس چادر کی آپ علیہ السلام کو ضرورت ہے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ وہ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے اسکے باوجود تم نے یہ چادر مانگ لی؟ اس پر اس آدمی نے کہا کہ میں نے یہ چادر پہننے کی خواہش کی غرض سے نہیں مانگی بلکہ میں تو چاہتا ہوں کہ یہ چادر جو آپ علیہ السلام کے بدن سے مس ہوئی ہے میرا کفن بن جائے۔ (بخاری ۲۰۹۳) الغرض آپ علیہ السلام نے کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹنے دیا اگر آپ کے پاس ہوتا دے دیتے ورنہ کسی کو اس کی مدد کرنے کا حکم فرماتے، پھر آخر میں اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کو ذکر کرتے رہنے کی تلقین فرمائی کہ جو انعامات اور احسانات اللہ تعالی نے آپ پر کئے ہیں اسے بیان کیجئے اور اس پر اپنے رب کا شکر کرتے رہا کیجئے اس لئے کہ اللہ تعالی اپنے شکر کرنے والے بندوں کو پسند فرماتا ہے، اللہ کے نبی ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے کہ "وَاجْعَلْنَا شَاكِرِينَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِينَ عَلَيْهَا قَابِلِيهَا وَأَتِمَّهَا عَلَيْنَا اے اللہ! ہمیں اپنی نعمتوں پر شکر کرنے والا، اس پر آپ کی تعریف کرنے والا اور انہیں قبول کرنے والا بنا اور ان نعمتوں کو ہم پر پورا فرما۔ (الجامع الصغیر ۳۰۹۹)، یہ حکم صرف نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہی نہیں بلکہ سارے مسلمانوں کے لئے ہے لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم ان عمدہ اخلاق وعادات کو اپنائیں اور انہیں اپنی زندگی کا جز بنالیں اللہ تعالی ہم تمام کو اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ سورۂ ضحیٰ سے سورہ ناس تک ہر سورت کے اختتام پر تکبیر پڑھنا سنت ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج۔۲۰۔ص، ۱۰۳) اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا

سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۸ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۸۰:﴾ **کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا؟** ﴿الانشراح:۱۔تا۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ O وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ O الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ O وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ أَلَمْ نَشْرَحْ کیا نہیں کھول دیا ہم نے لَكَ آپ کیلئے صَدْرَكَ آپ کا سینہ وَوَضَعْنَا اور ہم نے اُتار دیا عَنكَ آپ سے وِزْرَكَ آپ کا بوجھ الَّذِي أَنقَضَ وہ جس نے توڑ دی تھی ظَهْرَكَ آپ کی کمر وَرَفَعْنَا اور ہم نے بلند کر دیا لَكَ آپ کے لیے ذِكْرَكَ آپ کا ذکر

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر!) کیا ہم نے تمہاری خاطر تمہارا سینہ کھول نہیں دیا O اور ہم نے تم سے تمہارا وہ بوجھ اُتار دیا ہے O جس نے تمہاری کمر توڑ رکھی تھی O اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارے تذکرے کو اُونچا مقام عطا کر دیا ہے۔

سورہ کی فضیلت:۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جس نے فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۂ الم نشرح اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ الم تر پڑھا تو ہر دشمن کے ہاتھ اسکی طرف پہنچنے سے قاصر رہیں گے اور وہ اسے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ (تفسیر الثعلبی۔ج۔۵۔ص،۶۲۸)

تشریح: ان چار آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔اے پیغمبر! کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ نہیں کھول دیا؟۔

۲۔ہم نے آپ سے آپ کا وہ بوجھ اتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی۔

۳۔ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو اونچا مقام عطا کر دیا۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے کئے ہوئے انعامات کا تذکرہ فرمایا، اس سورت میں بھی اللہ تعالی انہی انعامات کا تذکرہ فرما رہے ہیں جو آپ علیہ السلام پر کئے گئے چنانچہ فرمایا کہ اے نبی! کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کے سینے کو نہیں کھولا؟ آپ کا دل نبوت سے پہلے بالکل ایمان وحکمت سے خالی تھا پھر ہم نے اسے کھول کر اسے ایمان وحکمت سے منور فرما دیا، یہ ہمارا انعام ہے جو ہم نے خاص کر آپ پر فرمایا، حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خانہ کعبہ کے پاس ایک سونے والے اور ایک جاگنے والے کے درمیان لیٹا تھا کہ ایک کہنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا کہ تینوں میں سے ایک (کو لینا ہے)، پھر وہ

میرے پاس ایک سونے کا طشت لیکر آئے جس میں زم زم کا پانی تھا پھر انہوں نے میرے سینہ کو پیٹ تک چاک کیا اور میرا دل نکال کر اسے زم زم سے دھویا اور پھر اسے اپنی جگہ رکھ دیا اور پھر اس دل کو ایمان وحکمت سے بھر دیا گیا۔ (ترمذی۔۳۳۴۶) یہ خاص انعام اللہ تعالی نے تمام انبیاء میں سے صرف آپ علیہ السلام پر فرمایا۔ اس انعام کے بعد اللہ تعالی نے نبی رحمت ﷺ پر کئے گئے دوسرے انعام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے پیغمبر! ہم نے آپ سے اس بوجھ کو دور کر دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی جو آپ کو بہت سخت اور کٹھن معلوم ہوتا تھا جس کی وجہ سے آپ پریشان اور غمزدہ رہا کرتے تھے۔

اسکے بعد ایک اور انعام کا ذکر فرمایا کہ ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو اونچا فرما دیا، چاہے وہ دنیا میں ہو یا آخرت میں، دنیا میں تو اس اعتبار سے کہ ہم نے آپ کے نام کو ہمارے نام سے ساتھ جوڑ دیا لہٰذا جہاں بھی ہمارا نام لیا جائے گا وہیں آپ کا نامِ مبارک بھی لیا جائے گا اور بندہ اس وقت تک مومن نہیں کہلائے گا جب تک وہ ہمارے معبود ہونے کے ساتھ آپ کے نبی ہونے کی بھی گواہی نہ دے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور فرمایا کہ میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے کہ آپ کو پتا ہے کہ میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالی ہی بہتر جانتے ہیں، پھر حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس طرح آپ کا ذکر بلند فرمایا کہ جب بھی میرا ذکر کیا جائے گا آپ کا بھی ذکر کیا جائے گا۔ (صحیح ابن حبان۔۴۷۰۹) یہ مقام ومرتبہ ہے ہمارے پیارے آقا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو اللہ تعالی نے آپ کو عطاء فرمایا۔

﴿درس نمبر ۲۳۸۱﴾ مشکلات کے ساتھ آسانیاں بھی ہوتی ہیں ﴿الانشراح:۵۔تا۔۸﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ○ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ○ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ○ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ پھر یقیناً تنگی کے ساتھ يُسْرًا آسانی ہے إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ بلاشبہ تنگی کے ساتھ يُسْرًا آسانی ہے فَإِذَا فَرَغْتَ چنانچہ جب آپ فارغ ہوجائیں فَانْصَبْ تو محنت کیجئے وَإِلَىٰ رَبِّكَ اور اپنے رب کی طرف فَارْغَبْ چنانچہ رغبت کیجئے

ترجمہ:۔ چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ مشکلات کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے ○ یقیناً مشکلات کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے ○ لہٰذا جب تم فارغ ہوجاؤ تو (عبادت میں) اپنے آپ کو تھکاؤ ○ اور اپنے پروردگار ہی سے دل لگاؤ۔

تشریح: ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حقیقت یہ ہے کہ مشکلات کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے۔ ۲۔ یقیناً مشکلات کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے۔

۳۔ جب آپ فارغ ہوجاؤ تو اپنے آپ کو عبادت میں تھکاؤ۔ ۴۔ اپنے پروردگار ہی سے دل لگاؤ۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے جانے والے انعامات کو بیان کرنے کے بعد اب اللہ تعالی نبی رحمت ﷺ کو تسلی دے رہے ہیں کہ اے نبی! اب چونکہ آپ کی تبلیغ کی یہ ابتدا ہے اور آپ ایسی قوم کو ہدایت کی جانب بلانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں جو بڑی جھگڑالو اور جاہل قسم کی ہے جنہیں سمجھانا آسان نہیں ہے، لہٰذا آپ کو اپنے اس سفر میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور مشقتیں، تکالیف اور اذیتیں سہنی پڑیں گی لیکن اللہ تعالی کا آپ سے یہ وعدہ ہے کہ یہ تکالیف و مصائب ہمیشہ نہیں رہیں گی بلکہ کچھ وقت تک رہیں گی پھر اس کے بعد آسانیاں، راحتیں اور آسائشیں آنے والی ہیں اسی حقیقت کو یوں فرمایا فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا کہ جب بھی کوئی پریشانی اور مصیبت آتی ہے تو وہ اپنے ساتھ راحت وسکون بھی لے آتی ہے، اسکے بعد بطور تاکید پھر سے اللہ تعالی نے فرمایا کہ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ خوش ہوجاؤ آسانی آ گئی اور تنگی تو آسانی پر کبھی غالب نہیں آئے گی۔ (الدر المنثور۔ ج،۸۔ص،۵۵۰) اور حضرت انس رضی اللہ سے مروی ہے کہ اگر تنگی آئے اور اس پتھر میں داخل ہوجائے تو آسانی اس پر غالب آئے گی اور اسے نکال لائے گی۔ (کنز العمال۔ ۲۹۴۷)۔ اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں فرمایا گیا کہ مشرکین مکہ آپ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو غریبی اور فقیری پر عار دلایا کرتے تھے جس سے انہیں دلی تکلیف ہوتی تھی اس پر اللہ تعالی نے یہ آیتیں نازل فرمائیں کہ یہ تنگی تو بس کچھ ہی دن کی ہے اسکے بعد فراوانی آنے والی ہے بس تم لوگ صبر سے کام لو اور اپنے ایمان پر جمے رہو۔

اسکے بعد آخر میں اللہ تعالی نبی رحمت ﷺ کو حکم فرما رہے ہیں کہ اے نبی! جب آپ اپنی ان تمام مشغولیتوں یعنی تبلیغ دین، تعلیم دین اور جہاد وغیرہ جیسی عبادتوں سے فارغ ہوجاؤ تو اللہ تعالی کی خالص عبادت میں لگ جاؤ اور اپنے آپ کو اس عبادت میں تھکا دو اور ساری چیزوں سے غافل ہو کر اپنے پروردگار سے دل لگا لو اور اسی کے سامنے گڑگڑا کر اپنی حاجتیں اور منتیں مانگو یقیناً وہ آپ کو کبھی نامراد نہیں لوٹائے گا۔ ان آیتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً تبلیغ دین اور تعلیم دین اور دیگر تمام اہم دینی امور کا ادا کرنا عبادت تو ہے لیکن ان سب عبادتوں سے افضل اللہ تعالی کا ذکر ہے جس کا حکم آپ علیہ السلام کو دیا گیا۔ اللہ تعالی ہم تمام کو اپنی عبادت اور اپنا ذکر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۸ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۸۲﴾ **انسان کو بہترین سانچہ میں ڈھال کر پیدا کیا گیا** ﴿التین:۱۔تا۔۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ ۝ وَطُورِ سِينِينَ ۝ وَهَٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَالتِّيْنِ قسم ہے انجیر کی وَالزَّيْتُوْنِ اور زیتون کی وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ اور طور سینا کی وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِيْنِ اور اس پُر امن شہر کی لَقَدْ البتہ یقیناً خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ ہم نے انسان کو پیدا کیا فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ بہترین شکل وصورت میں ثُمَّ رَدَدْنٰهُ پھر ہم نے اس کو لوٹا دیا أَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ پستوں سے بھی پست تر

ترجمہ:۔ قسم ہے انجیر اور زیتون کی ۝ اور صحرائے سینا کے پہاڑ طور کی ۝ اور اس امن وامان والے شہر کی ۝ کہ ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھال کر پیدا کیا ہے ۝ پھر ہم اُسے پستی والوں میں سب سے زیادہ نچلی حالت میں کر دیتے ہیں۔

سورہ کی فضیلت: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز میں سورۃ ''وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ'' پڑھتے سنا اور میں نے آپ سے اچھی آواز کسی کی نہیں سنی۔ (بخاری۔۷۶۹)

تشریح: ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. قسم ہے انجیر وزیتون کی۔ ۲. قسم ہے صحرائے سینا کے پہاڑ طور کی۔

۳. قسم ہے اس امن وامان والے شہر کی۔

٤. اللہ تعالی نے انسان کو بہترین سانچہ میں ڈھال کر پیدا کیا ہے۔

٥. پھر اللہ اسے پستی والوں میں سے سب سے زیادہ نچلی حالت میں کر دیتے ہیں۔

اس سورت میں اللہ تعالی انسان کی حالت بیان فرما رہے ہیں اور آخری انجام کس کا کیا ہونے والا ہے؟ یہ بھی بیان فرمایا چنانچہ اللہ تعالی نے اس سورت میں چار چیزوں کی قسم کھائی " انجیر، زیتون، طور پہاڑ اور امن والے شہر یعنی مکۂ مکرمہ کی، ان چار چیزوں کی قسم کھا کر اللہ تعالی نے یہ بتایا کہ یہ چیزیں کتنی عظمت والی ہیں؟ چنانچہ انجیر کے اتنے بیش بہا فائدے ہیں کہ انسان اگر اسے اپنی غذا بنالے تو وہ کئی بیماریوں سے نجات پاسکتا ہے جیسا کہ اطباء نے کہا کہ انجیر ایسی غذا ہے جو جلد ہضم

ہوجاتی ہے اور طبیعت کو چست کرتی ہے، بلغم کو دور کرتی ہے، گردوں کو صاف کرتی ہے، بدن کو موٹا کرتی ہے، مثانہ میں موجود کچرے کو دور کرتی ہے، جگر کے مسامات کو کھولتی ہے اسکے علاوہ اور بہت سارے فائدے اس میں اللہ تعالی نے رکھے ہیں اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انجیر کی قسم کھائی۔ زیتون کے بھی بےشمار فائدے ہیں کہ یہ غذا کے طور پر بھی استعمال ہوتی ہے اور اسکا تیل بھی نکال کر مختلف کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے جیسے کہ کھانے کے لئے، بدن کی مالش کے لئے، اطباء اپنی دواوں میں بھی اس تیل کا استعمال کرتے ہیں، خود نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیتون کھاو اور اسکا تیل استعمال کرو اس لیے کہ یہ ایک مبارک درخت کا پھل ہے۔ (مشکوۃ۔ ۴۲۲۱) اسکے بعد اللہ تعالی نے صحرائے سینا میں واقع طور پہاڑ کی قسم کھائی اس لئے کہ یہ بھی بڑی عظمت والا پہاڑ ہے اس لحاظ سے کہ یہی وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام سے کلام فرمایا اور یہی وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالی نے اپنی تجلی ظاہر فرمائی تھی جب حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی کو دیکھنے کی التجا فرمائی تھی، جب اللہ تعالی نے اپنی تجلی اس پہاڑ پر فرمائی تو وہ ریزہ ریزہ ہوگیا، اب چونکہ اللہ تعالی کی تجلی اس پہاڑ پر ظاہر ہوئی تھی اس بناء پر یہ پہاڑ بھی عظمت والا ہوگیا اسی لئے اللہ تعالی نے اسکی قسم کھائی پھر آخر میں اللہ تعالی نے امن والے شہر یعنی مکہ مکرمہ کی قسم کھائی، اسے امن والا شہر اس لئے کہا گیا کہ جو کوئی بھی اس شہر میں داخل ہوگیا وہ مامون ہوگیا کہ اب کوئی کسی شخص کو اس شہر میں نہ تو سزا دے سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ایذا پہنچا سکتا ہے اور چونکہ اس شہر ہی میں اللہ تعالی کا مبارک ومکرم گھر خانۂ کعبہ موجود ہے اس لحاظ سے بھی اس شہر کی عظمت دوگنی ہوجاتی ہے الغرض ان تمام قسموں کے بعد اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ جتنی بھی مخلوقات کو ہم نے پیدا کیا ہے ان تمام مخلوقات میں اگر سب سے خوبصورت کوئی مخلوق ہے تو وہ ہے انسان کہ اسکی پیدائش بہت ہی عمدہ طور پر کی گئی اور اسکی عمدگی کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالی نے خود اسے اپنے ہاتھ سے بنایا، پھر اس میں اپنی روح پھونکی جس کے سبب اس میں جان آگئی، اب اللہ تعالی نے جسے خود اپنے ہاتھ سے بنایا ہو اسکی خوبصورتی کی کیا مثال ہوسکتی ہے؟ اب جبکہ اللہ تعالی نے اس انسان کو بنایا ہے تو اس انسان کو چاہئے تھا کہ وہ اسی رب کی عبادت کرے، اسی کی اطاعت کرے، اسی کا حکم مانے اور اسی کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلے لیکن ان میں سے کچھ انسان ایسے ہیں جو اس پیدا کرنے والے رب کو چھوڑ کر شیطان کے راستہ پر چلنے لگے، اللہ کے حکموں کو چھوڑ کر شیطان کے بتلائے ہوئے راستہ کو اپنانے لگے جسکے سبب اللہ تعالی نے انہیں اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ میں سے بنادیا یعنی جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ان لوگوں کا ٹھکانہ بنادیا۔ اللہ تعالی ہم تمام کو اپنی نافرمانی وناراضگی سے بچائے اور جنت میں جانے والوں میں ہمارا اشمار فرمائے، آمین۔

﴿درس نمبر ۲۳۸۳﴾ **کیا اللہ تعالی سارے حکمرانوں سے بڑھ کر نہیں ہے؟** ﴿التین: ۶۔تا۔۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ مگر وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے نیک عمل کیے فَلَهُمْ تو ان کیلئے ہے اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ غیر منقطع اجر فَمَا پھر کونسی چیز یُكَذِّبُكَ تجھے جھٹلانے پر کرتی ہے بَعْدُ اس کے بعد بِالدِّيْنِ جزا کو اَلَيْسَ اللّٰهُ کیا اللہ نہیں ہے بِاَحْكَمِ بڑا حاکم الْحٰكِمِيْنَ سب حاکموں سے

ترجمہ: ۔ سوائے اُن کے جو ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل کئے تو اُن کو ایسا اجر ملے گا جو کبھی ختم نہیں ہوگا O پھر (اے انسان!) وہ کیا چیز ہے جو تجھے جزا و سزا کو جھٹلانے پر آمادہ کر رہی ہے؟ O کیا اللہ سارے حکمرانوں سے بڑھ کر حکمران نہیں ہے؟

تشریح: ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔

۲. ایسے لوگوں کو اللہ تعالی ایسا اجر دے گا جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

۳. اے انسان! وہ کیا چیز ہے جو تجھے جزا و سزا کو جھٹلانے پر آمادہ کر رہی ہے؟۔

٤. کیا اللہ تعالی سارے حکمرانوں سے بڑھ کر حکمران نہیں ہے؟۔

پچھلی آیت میں بیان کیا گیا کہ جب اللہ تعالی نے انسان کو پیدا فرمایا تو کچھ لوگوں نے اسکی نافرمانی کر کے اپنا ٹھکانہ جہنم بنالیا، اس آیت میں بیان کیا جارہا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو اس جہنم میں جانے سے محفوظ رہیں گے، چنانچہ فرمایا کہ وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر، اسکے رسول پر، اسکی بھیجی ہوئی کتابوں پر، جنت و جہنم پر، قیامت کے دن اٹھائے جانے پر ایمان قبول کیا، بس ایمان ہی کافی نہیں بلکہ اسکے ساتھ ساتھ ان باتوں پر عمل بھی کیا ہو جو اس رب نے اور اسکے رسول نے کہا ہے، وہ لوگ برے اعمال سے بچتے ہوئے نیک اعمال کرتے رہے ہوں تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالی ایسا اجر دے گا جو کبھی ختم نہیں ہوگا یعنی جنت میں اسے داخل کیا جائے گا جہاں کی نعمتیں اور آسائشیں کبھی ختم نہیں ہوں گی اور نہ ہی اسے خود وہاں موت آئے گی لہٰذا وہ وہاں تمام عمر نعمتوں میں گزارے گا۔ اور ایک تفسیر اس آیت کی یہ کی گئی کہ جو کوئی بھی درازعمر کی وجہ سے اللہ تعالی کی عبادت اور اسکے فرائض کو ادا نہ کرسکتا ہو تو اللہ تعالی اسے اسکی جوانی میں کئے ہوئے اعمال کا ثواب عطا کرے گا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب بندہ اپنی جوانی میں تمام اطاعت والے کام کرتا رہا ہو اور پھر ایسا بوڑھا ہو گیا کہ اسکی عقل جاتی رہے تو اللہ تعالی اسے ان اعمال کا ثواب عطا کرے گا جو وہ اپنی جوانی میں کیا کرتا تھا اور اس بڑھاپے میں اسکی عقل کے جانے کے سبب جو نافرمانیاں اس سے سرزد ہوئی ہیں اس پر کوئی مواخذہ نہیں فرمائے گا اس لئے کہ وہ مومن ہے اور اس نے اپنی جوانی میں اللہ کی اطاعت والے کام کئے تھے۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲٤۔ ص، ۵۱۸) اسکے بعد اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ جب ہم نے تمہیں اچھے سانچہ میں پیدا کیا اور پھر تمہیں اچھے اور برے کام بھی بتلادئے اور یہ بھی بتلادیا کہ برے اعمال کا کیا انجام ہونے والا ہے اور اچھے اعمال کا کیا؟ اور پھر تمہاری رہنمائی کے لئے ہم نے تمہارے پاس رسول بھیجے، تو پھر اب اس بات کو جھٹلانے کی تمہارے پاس کیا وجہ ہے؟ جب ہم نے خود تم سے یہ بیان فرمادیا کہ یہ سب کچھ ہونے والا ہے اور تمہارا حساب و کتاب لیا جائے گا تو پھر تم ہماری ان باتوں کو کیوں جھٹلاتے ہو؟ کیا ہم سب حکمرانوں سے بڑھ کر حکمران نہیں ہیں

کہ جس کے سبب تمہیں ہماری بات پر یقین نہ آتا ہو؟ یقیناً ہم سب سے بڑے حاکم وحکمران ہیں اور ہم تمہارا پورا پورا حساب لیں گے اور ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کریں گے، نیکی پر اجر اور برائی پر سزا دیں گے لیکن تم لوگ ہو کہ اس بات سے غافل بنے بیٹھے ہو، لیکن کل جب تمہارا حساب لیا جائے گا تو اس وقت تمہاری یہ غفلت دور ہو جائے گی اور ہماری اس بات کا یقین آجائے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو کوئی سورۃ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ پڑھے اور یہ آیت أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ پڑھے تو اسے چاہئے کہ وہ بَلٰى وَأَنَا عَلٰى ذٰالِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ بھی پڑھ لے۔ (ترمذی۔ ۳۳۴۷)
یقیناً ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ سب سے بڑے حاکم ہیں۔

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۱۹ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۸۴﴾ **پڑھو اپنے رب کا نام لے کر** ﴿العلق: ۱۔تا۔۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ○ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ :۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ پڑھیے اپنے رب کے نام سے الَّذِىْ خَلَقَ وہ جس نے پیدا کیا خَلَقَ الْإِنْسَانَ اس نے انسان کو پیدا کیا مِنْ عَلَقٍ جمے ہوئے خون سے اِقْرَأْ پڑھیے وَرَبُّكَ اور آپ کا رب الْأَكْرَمُ بڑا کریم ہے الَّذِىْ وہ ذات جس نے عَلَّمَ سکھایا بِالْقَلَمِ قلم کے ذریعے سے عَلَّمَ اس نے سکھایا الْإِنْسَانَ انسان کو مَا لَمْ يَعْلَمْ جو کچھ وہ نہیں جانتا تھا

ترجمہ :۔ پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا ○ اُس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے ○ پڑھو اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے ○ جس نے قلم سے تعلیم دی ○ انسان کو اُس بات کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا۔

سورہ کی فضیلت : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے خواب دکھائے جانے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتہ آیا اور کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْإِنْسٰنَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ کہ آپ پڑھیئے، اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو پیدا کیا ہے) جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ہے۔ آپ پڑھا کیجئے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے۔ (بخاری۔ ۴۹۵۵)

تشریح : ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. پڑھو! اپنے پروردگار کا نام لیکر جس نے سب کچھ پیدا کیا۔

۲. اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے۔
۳. پڑھواور آپ کا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے۔
۴. جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی۔ ۵. انسان کو اس بات کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے انسان کی خوبصورت پیدائش کے بارے میں بیان فرمایا اس سورت میں اللہ تعالی انسان کی پیدائش کس چیز سے ہوئی ؟ اسے بیان فرمارہے ہیں اور ساتھ میں آخرت کے جو احوال ہیں جن کا مختصر سا تذکرہ پچھلی سورت میں کیا گیا، یہاں اسے وضاحت کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے چنانچہ فرمایا کہ اے پیغمبر! آپ اپنے پروردگار کا نام لیکر پڑھیئے جس نے سب کچھ پیدا کیا، جس نے انسان کو بھی بہترین سانچہ میں پیدا کیا اور پھر اسے اللہ تعالی نے تعلیم سے مزین فرمایا اور اے نبی! آپ ساری کائنات میں سب سے افضل ہیں لہذا اللہ تعالی بھی آپ کو تعلیم سے مزین کرنا چاہتا ہے، وہ جانتا ہے کہ آپ پڑھنا نہیں جانتے لیکن چونکہ اسکی قدرت ایسی ہے کہ وہ سب کچھ کرسکتا ہے، لہٰذا آپ بس اسکے کلمات کو دہرائیے باقی اللہ تعالی آپ کو یہ سب کچھ سکھلادے گا۔

یہ سب سے پہلی وحی ہے جو آپ علیہ السلام پر بھیجی گئی جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء سچے خواب سے ہوئی کہ جو بھی آپ خواب دیکھتے وہ صبح صحیح ثابت ہوتے پھر قدرتی طور پر آپ کی طبیعت میں گوشہ نشینی آگئی تو آپ توشہ اپنے ہمراہ لیکر غار حرا میں بیٹھ جاتے اور وہاں عبادت میں مشغول رہتے، جب تک توشہ ختم نہ ہوتا آپ وہیں رہتے اور جب توشہ ختم ہوجاتا تو اپنی اہلیہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتے اور توشہ لیکر پھر واپس وہیں چلے جاتے، یہ سلسلہ ایسے ہی جاری تھا کہ آپ پر حق آگیا، ہوا یوں کہ آپ غار میں عبادت کررہے تھے کہ ایک فرشتہ آیا اور اس نے آپ علیہ السلام سے کہا کہ پڑھو! آپ علیہ السلام نے جواب دیا کہ مجھے تو پڑھنا نہیں آتا، یہ جواب سن کر اس فرشتہ نے آپ علیہ السلام کو پکڑا اور زور سے دبایا کہ آپ علیہ السلام کی قوت جواب دینے لگی، پھر اس فرشتہ نے آپ کو چھوڑ کر دوبارہ پڑھنے کے لئے کہا ایسا ہی تین بار ہوا اور پھر چوتھی بار اس فرشتہ نے کہا کہ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ○ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ○ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ پڑھو! اپنے پروردگار کا نام لیکر جس نے سب کچھ پیدا کیا، جس نے انسان کو بھی خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، لہذا آپ پڑھو یقیناً آپ کا پروردگار بہت کرم والا ہے، جس نے قلم سے سکھایا لہذا آپ علیہ السلام نے بھی ان کلمات کو دہرایا اور انہی کلمات کے ساتھ آپ واپس اپنے گھر لوٹ گئے اس وقت آپ کا دل دھڑک رہا تھا۔ (بخاری۔ ۳)۔ اسکے بعد اللہ تعالی نے بنی آدم کی پیدائش کے بارے میں فرمایا کہ اس نے انسان کو تو بس ایک خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا یعنی بس ایک نطفہ جو عورت کے رحم میں پڑا اس رب نے اس نطفہ کو خون کے لوتھڑے میں تبدیل کیا اور پھر وہ خون کا لوتھڑا مرحلہ وار ہوتا ہوا انسانی شکل اپنالیا، یہ اللہ تعالی کی قدرت ہے جسکے آگے کوئی چیز ناممکن نہیں ہے، جب وہ ایک خون کے لوتھڑے کو انسانی ڈھانچہ میں تبدیل کرسکتا ہے تو کیا وہ آپ کو جو کہ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے پڑھانے پر قدرت نہیں رکھتا؟ ضرور رکھتا ہے آپ بس اس فرشتہ کی بات مان کر اسکے کہے ہوئے کلمات کو اپنے رب کا نام لیکر دہرائیے باقی ان کلمات کو آپ کی زبان پر جاری کرنا یہ آپ

کے پروردگار کا کام ہے اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ (القیامہ۔ ۱۷) اور آپ کا پروردگار تو بڑا اکرم کرنے والا ہے۔ اس نے انسان کو تو تعلیم قلم کے ذریعہ دی اور اس قلم کے ذریعہ اسے وہ سب کچھ سکھلایا جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا، اب چونکہ یہ ایک قاعدہ ہے کہ انسان قلم کے ذریعہ ہی تعلیم حاصل کرتا ہے اور اسے اپنے ذہن میں محفوظ کرتا ہے، اگر کوئی چیز لکھی ہوئی نہ ہو تو اسے محفوظ کر پانا مشکل ہوتا ہے، لیکن آپ کا معاملہ ایسا نہیں ہے، اللہ تعالی نے آپ کو اس قاعدہ سے ہٹ کر تعلیم دی اور اسے آپ کے سینہ میں محفوظ بھی فرما دیا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اللہ نے آپ کو وہ باتیں سکھلائی ہیں جو آپ نہیں جانتے تھے۔ (النساء۔ ۱۱۳)، اللہ تعالی کا فضل آپ پر تو ہمیشہ بہت زیادہ رہا ہے، اللہ تعالی بڑی شان والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

﴿درس نمبر: ۲۳۸۵﴾ کیا اسے یہ معلوم نہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟ ﴿العلق: ۶۔تا۔ ۱۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَلَّآ إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغٰٓى ○ أَن رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ○ إِنَّ إِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ○ أَرَءَيْتَ الَّذِي يَنْهٰى ○ عَبْدًا إِذَا صَلّٰى ○ أَرَءَيْتَ إِن كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ○ أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوٰى ○ أَرَءَيْتَ إِن كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ○ أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَلَّآ یقیناً إِنَّ الْإِنسَانَ بلاشبہ انسان لَيَطْغٰٓى البتہ سرکشی کرتا ہے أَن رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى کہ وہ اپنے آپ کو بے پرواہ دیکھتا ہے إِنَّ بلاشبہ إِلٰى رَبِّكَ آپ کے رب کی طرف الرُّجْعٰى واپسی ہے أَرَءَيْتَ بھلا بتلا تو سہی الَّذِي يَنْهٰى وہ شخص جو روکتا ہے عَبْدًا ایک بندے کو إِذَا صَلّٰى جب وہ نماز پڑھتا ہے أَرَءَيْتَ بھلا بتلا تو سہی إِن كَانَ اگر ہو وہ عَلَى الْهُدٰٓى ہدایت پر أَوْ أَمَرَ یا وہ حکم دیتا ہو بِالتَّقْوٰى تقویٰ کا أَرَءَيْتَ بھلا بتلا تو سہی إِن كَذَّبَ اگر اس نے جھٹلایا وَتَوَلّٰى اور روگردانی کی أَلَمْ يَعْلَم کیا اس نے نہیں جانا بِأَنَّ اللّٰهَ کہ بلاشبہ اللہ يَرٰى دیکھ رہا ہے

ترجمہ:۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کھلی سرکشی کر رہا ہے ○ کیونکہ اُس نے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھ لیا ہے ○ سچ تو یہ ہے کہ تمہارے پروردگار ہی کی طرف سب کو لوٹنا ہے ○ بھلا تم نے اُس شخص کو بھی دیکھا جو ایک بندے کو منع کرتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے؟ (۹۔ ۱۰) بھلا بتلاؤ کہ اگر وہ (نماز پڑھنے والا) ہدایت پر ہو ○ یا تقویٰ کا حکم دیتا ہو (تو کیا اُسے روکنا گمراہی نہیں؟) ○ بھلا بتلاؤ کہ اگر وہ (روکنے والا) حق کو جھٹلاتا ہو اور منہ موڑتا ہو ○ کیا اُسے یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟

تشریح: ان نو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. حقیقت یہ ہے کہ انسان کھلی سرکشی کر رہا ہے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھ لیا ہے۔

۲. بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے جو ایک بندے کو منع کرتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے؟۔

۳. بھلا بتلاؤ کہ اگر وہ نماز پڑھنے والا ہدایت پر ہو یا تقوی کا حکم دیتا ہو تو کیا اسے روکنا گمراہی نہیں ہے؟

٤. بھلا بتلاؤ کہ اگر وہ روکنے والا حق کو جھٹلاتا ہو اور منہ موڑتا ہو کیا اسے یہ معلوم نہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ انسان کو سرکشی اپنانے پر ڈرا رہے ہیں کہ خبردار! کبھی سرکشی اختیار مت کرنا ورنہ انجام بہت برا ہوگا، چنانچہ فرمایا کہ ہم نے انسان کو ایک معمولی سے خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا اور پھر اسے تعلیم دی، لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جو اسکے بعد سرکشی پر اتر آئے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگے، اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ٹھکرایا اور اسکے رسولوں کو جھٹلانے لگے، کیا ان سرکشوں کو معلوم نہیں کہ انہیں ایک دن اس دنیا کو چھوڑ کر آپ کے پروردگار کے پاس جس نے انہیں وجود بخشا، لوٹ کر جانا ہے؟ وہ لوگ اس حقیقت کو بھول چکے ہیں کہ انہیں دوبارہ لوٹ کر اللہ تعالیٰ ہی کے پاس آنا ہے اس لئے یہ سرکشی میں ڈوبے ہوئے ہیں، ایسا ہی ایک سرکش شخص وہ تھا جو ہمارے ایک بندے یعنی نبی رحمت ﷺ کو روکتا تھا جب وہ نماز پڑھتے تھے، کیا نماز پڑھنے والے ہدایت پر رہنے والے اور تقوی کا حکم دینے والے نیک انسان کو نیکی سے روکنا جرم نہیں ہے؟ یقیناً ایسا کرنا جرم ہے اور اس انسان نے یہ جرم کیا ہے، یہ جرم کرنے والا شخص ایسا ہے کہ وہ حق بات سے منہ موڑتا ہے وہ حق بات یہ ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ اللہ کے پاس حساب و کتاب کے لئے آنا ہے، یہ شخص اس بات کا انکار کرتا ہے اور کیا اس شخص کو ایسی حرکت کرتے وقت یہ خیال نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ اسکی اس حرکت کو دیکھ رہا ہے؟ کیا اسے اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور سزا سے ڈر نہیں لگتا؟ یقیناً اللہ تعالیٰ اس شخص کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور فرشتے اسے لکھ رہے ہیں، پھر جب وہ اللہ کے پاس آئے گا تو اسے اس پر سزا دی جائے گی اور وہ سزا کیا ہوگی؟ اسے اگلی آیتوں میں بیان کیا جا رہا ہے، مفسرین نے بیان کیا ہے کہ یہاں جس انسان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے اس سے مراد ابوجہل ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوجہل نے کہا کہ اگر مجھے محمد ﷺ نظر آئے تو میں انکی گردن کو روندوں گا، جب نبی رحمت ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ ایسا کرتا تو فرشتے اسے دیکھتے ہی دبوچ لیتے۔ (ترمذی۔۳۳٤۸)

ایک واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ جب نبی رحمت ﷺ نماز پڑھ رہے تھے تو ابوجہل آیا اور کہنے لگا کہ کیا میں نے تمہیں ایسا کرنے سے منع نہیں کیا؟ اور وہ یہ بات بار بار دہرانے لگا، جب نبی رحمت ﷺ نے سلام پھیرا تو اسے خوب ڈانٹا جس پر اس نے کہا کہ تمہیں خوب معلوم ہے کہ مجھ سے زیادہ کسی کے ہم نشین نہیں ہیں (یعنی وہ آپ کو دھمکانے لگا) اسکی اس بات پر اللہ تعالیٰ نے اگلی آیتیں فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۔ الخ نازل فرمائیں۔ (ترمذی۔۳۳٤۹)

﴿درس نمبر ۲۳۸۶﴾ سجدہ کیجئے اور قریب آجائیے ﴿العلق: ۱۵۔تا۔۱۹﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

كَلَّا لَئِن لَّمْ يَنتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۝

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ O كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ كَلَّا ہرگز نہیں لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ البتہ اگر نہ رکا وہ لَنَسْفَعًا ہم ضرور گھسیٹیں گے بِالنَّاصِيَةِ پیشانی کے بالوں سے نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ پیشانی جھوٹی خطا کار فَلْيَدْعُ چنانچہ چاہیے کہ وہ بلالے نَادِيَهُ اپنی مجلس کو سَنَدْعُ عنقریب ہم بھی بلالیں گے الزَّبَانِيَةَ عذاب کے فرشتوں کو كَلَّا ہرگز نہیں لَا تُطِعْهُ اطاعت نہ کریں آپ اس کی وَاسْجُدْ اور سجدہ کیجئے وَاقْتَرِبْ اور قرب حاصل کیجئے

ترجمہ:۔ خبردار! اگر وہ باز نہ آیا تو ہم (اُسے) پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے O اُس پیشانی کے بال جو جھوٹی ہے گنہگار ہے O اب وہ بلالے اپنی مجلس والوں کو! O ہم دوزخ کے فرشتوں کو بلالیں گے O ہرگز نہیں! اُس کی بات نہ مانو اور سجدہ کرو اور قریب آجاؤ۔

تشریح: ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. خبردار اگر وہ باز نہ آیا تو اللہ اسے پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے۔

۲. اس کی پیشانی جو جھوٹی ہے، گنہگار ہے۔ ۳. اب وہ بلالے اپنی مجلس والوں کو۔

٤. اللہ تعالی بھی دوزخ کے فرشتوں کو بلالے گا۔ ٥. ہرگز نہیں! آپ اسکی بات نہ مانیے۔

٦. سجدہ کیجئے اور قریب آجائیے۔

پچھلی آیتوں میں اس شخص کا ذکر تھا جس نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت کرنے سے روکا تھا، ان آیتوں میں اللہ تعالی اسے خبردار کر رہے ہیں کہ اگر وہ اپنی ان حرکتوں سے باز نہ آیا تو اسکا انجام آخرت میں بہت برا ہونے والا ہے اور وہ انجام یہ ہوگا کہ اللہ تعالی کے حکم سے دوزخ کے فرشتے اسے دوزخ کی جانب اس شخص کی جس نے آپ علیہ السلام کو عبادت کرنے سے روکا تھا، پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے اور ذلیل کرتے ہوئے لے جائیں گے اور جہنم کی دہکتی آگ میں جھونک دیں گے۔ یہ سزا اس سبب سے کہ وہ اپنی باتوں میں جھوٹا تھا، اللہ کا نافرمان اور گنہگار تھا، یہ واقعہ پچھلے درس میں گزر چکا کہ جب نبی رحمت ﷺ نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے آپ کو نماز پڑھنے سے منع کیا تھا اور جب نبی رحمت ﷺ نے سلام پھیر کر اسے ڈانٹا تو اس نے بڑے ہی تکبرانہ انداز میں آپ سے کہا تھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ سارے عرب میں میرے ہم نشینوں سے زیادہ کسی اور کے ہم نشین نہیں ہیں یعنی اس نے آپ کو دھمکی دینی چاہی تھی کہ کچھ کرنے اور بولنے سے پہلے سوچ لو کہ اگر میں اپنے ہم نشینوں کو بلالوں تو تمہارا کیا حال ہوگا؟ اسکی اسی بات پر کہا گیا کہ جب اللہ تعالی کے فرشتے اسے دوزخ میں پھینکیں گے تو اس سے کہیں گے کہ جا جن ہم نشینوں پر تجھے غرور و گھمنڈ تھا اب انہیں بلالا اور اپنے آپ کو اس جہنم کے عذاب سے بچالے، یہ سوال اللہ تعالی مزید رسوا کرنے کے لئے کہیں گے، اس لئے کہ اس وقت اسے معلوم ہو جائے گا کہ کوئی اسکی مدد کو آنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے یہ بھی فرمایا کہ اگر تو اپنے ہم نشینوں کو بلائے گا تو ہم بھی اپنے دوزخ پر مقرر فرشتوں کو آواز دیں گے، تیرے ہم نشیں تو آئیں گے نہیں لیکن ہمارے فرشتے ہماری ایک صدا پر لبیک کہتے ہوئے

آجائیں گے اور اس وقت تیرا حشر کیا ہوگا؟ اس سے تو بھی بخوبی واقف ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہے ہیں کہ یہ ابوجہل جس بات پر اڑا ہوا ہے وہ بالکل درست نہیں ہے کسی کو عبادت سے روکنا اور سرکشی کرنا وغیرہ لہٰذا اے نبی! آپ اس سرکش کی باتوں میں مت آئیے اور اسکی دھمکیوں کی کوئی فکر نہ کیجئے ہم اسے دیکھ لینگے آپ تو بس اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہوتے رہئے بلکہ اپنی عبادت میں اور خشوع وخضوع لائیے اور اپنے رب کی قربت حاصل کرتے رہا کیجئے یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے سجدہ کو اپنی قربت کا ذریعہ بتلایا ہے کہ جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو وہ اپنے رب کے بہت ہی قریب ہوجاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اپنے رب سے اس وقت سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے جبکہ وہ سجدہ کررہا ہوتا ہے لہٰذا تم لوگ سجدہ کی حالت میں کثرت سے دعا مانگا کرو۔ (مسلم۔ ۴۸۲) اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی عبادت کرنے والا اور متقی بنائے آمین۔ اس سورت کی آخری آیت کی تلاوت پر سجدہ کرنا واجب ہوجاتا ہے لہٰذا سجدہ کرلیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سورہ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ میں سجدہ کیا۔ (نسائی۔ ۹۶۷)

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۵ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۸۷﴾ **یہ رات سراپا سلامتی ہے** ﴿القدر۔۱۔تا۔۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ :۔ إِنَّآ بلاشبہ ہم نے أَنْزَلْنٰهُ نازل کیا اس کو فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ لیلۃ القدر میں وَمَآ اور کس چیز نے أَدْرٰىكَ خبر دی آپ کو مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ کیا ہے لیلۃ القدر لَيْلَةُ الْقَدْرِ لیلۃ القدر خَيْرٌ بہتر ہے مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ایک ہزار مہینوں سے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ فرشتے نازل ہوتے ہیں وَالرُّوْحُ اور روح فِيْهَا اس میں بِإِذْنِ رَبِّهِمْ اپنے رب کے حکم سے مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ ہر کام کے لیے سَلٰمٌ سلامتی ہے هِيَ وہ حَتّٰى یہاں تک کہ مَطْلَعِ الْفَجْرِ فجر طلوع ہو

ترجمہ :۔ بیشک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں نازل کیا ہے ۝ اور تمہیں کیا معلوم کہ شبِ قدر کیا چیز ہے؟ ۝ شبِ قدر ایک ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے ۝ اُس میں فرشتے اور رُوح (جبرئیل علیہ السلام) اپنے پروردگار کی اجازت سے ہر کام کے لئے اُترتے ہیں ۝ وہ رات سراپا سلامتی ہے فجر کے طلوع ہونے تک۔

سورہ کی فضیلت : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے وضوء کے بعد سورہ إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ایک مرتبہ پڑھا تو وہ صدیقین میں شمار کیا جائے گا، دو مرتبہ پڑھا تو شہداء میں شمار ہوگا اور تین مرتبہ پڑھنے سے اسکا حشر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوگا۔ (جامع الأحاديث للسيوطي۔ ۲۳۴۵۰)

تشریح : ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآن کو شبِ قدر میں نازل فرمایا۔

۲۔ تمہیں معلوم بھی ہے کہ شب قدر کیا چیز ہے؟۔ ۳۔ شبِ قدر ایک ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔

٤۔ اس رات فرشتے اور روح القدس اپنے پروردگار کے حکم سے ہر کام کو لیکر اترتے ہیں۔

٥۔ یہ رات سراپا سلامتی ہے فجر کے طلوع ہونے تک۔

اس سورت میں قرآن کریم کے نزول سے متعلق بیان کیا جارہا ہے چنانچہ فرمایا کہ یقیناً ہم نے اس قرآن کو لیلۃ القدر

میں نازل فرمایا، قرآن کریم کو شب قدر میں نازل فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اس کلام کو اپنے پاس سے ایک ہی وقت میں سارے کا سارا آسمانی دنیا پر نازل فرمادیا پھر اسکے بعد تیئیس (۲۳) سال کے عرصہ میں حسب ضرورت آپ علیہ السلام پر تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا اور اس دنیا میں یہ قرآن تیئس سال کے عرصہ میں مکمل ہوا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قرآن لیلۃ القدر میں بیک وقت اس ذکر کے ساتھ نازل کیا گیا جو اللہ تعالی کے پاس ہے، پھر اسے بیت العزت میں جو کہ آسمان دنیا پر ہے رکھ دیا گیا اور پھر جبرئیل علیہ السلام اس کلام کو لیکر نبی رحمت ﷺ کے پاس بندوں کے کلام اور اعمال کے مطابق آتے رہے۔(المعجم الکبیر للطبرانی۔۱۲۳۸۲) یہ تو معلوم ہو گیا کہ قرآن شب قدر میں نازل ہوا، لیکن یہ نہیں معلوم کہ شب قدر ہے کیا چیز؟ اسی کا سوال اللہ تعالیٰ آگے کر رہے ہیں کہ تمہیں معلوم بھی ہے کہ شب قدر کیا ہے؟ یہاں اللہ تعالی نے شب قدر کی معرفت سے متعلق جو سوال فرمایا وہ اسکی عظمت اور اونچی شان کو بتلانے کے لئے فرمایا کہ اسکی اہمیت اور عظمت کے بارے میں تمہیں کچھ پتہ بھی ہے؟ اسکے بعد خود اللہ تعالی نے اس کی عظمت اور شان کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ شب قدر ایک ہزار سال سے بھی افضل ہے بندہ اگر اس رات میں عبادت کرلے تو اس ایک رات کی عبادت کا ثواب اللہ تعالی ایک ہزار سال کی عبادت سے بھی بڑھ کر لکھ دیتے ہیں، اب یہ رات ہوتی کب ہے؟ اس بارے میں نبی رحمت ﷺ نے وضاحت فرمائی، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آیا تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس رمضان کا مبارک مہینہ آچکا ہے، اس مہینہ میں اللہ تعالی نے تم پر روزے فرض کئے ہیں، یہ مہینہ اتنا مبارک ہے کہ اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (بندہ کے لئے جنت کو پانا اس مہینہ میں عبادت کے ذریعہ دیگر مہینوں کے مقابلہ میں بہت آسان ہوتا ہے) اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں (یعنی بندہ اس مہینہ میں گناہ کرنے سے باز آجاتا ہے) اور شیطان کو بیڑیاں پہنائی جاتی ہیں (اسے قید کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ انسانوں کو نہ بہکائے) اس مہینہ میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، جو اس مہینہ کی برکتوں اور خیر سے محروم رہ گیا یقیناً وہی محروم رہنے والا ہے۔(نسائی۔۲۱۰۶) اس حدیث سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ وہ رات رمضان کے مہینے میں ہوتی ہے لیکن رمضان کے مہینے میں کس دن ہوتی ہے؟ اسکے بارے میں حتمی اور یقینی طور پر پتا نہیں لیکن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس رات کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری۔۲۰۱۷) بعض روایات میں ہے کہ اسے اخیر کی سات راتوں میں تلاش کرو۔(مسلم۔۱۱۶۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس رات کو سترویں، اکیسویں اور تئیسویں رات میں تلاش کرو۔(شعب الایمان۔۳۴۱۷) اور بعض روایات کے مطابق ستائیسویں رات کو شبِ قدر ہونے کی وضاحت ملتی ہے۔(شعب الایمان۔۳۴۱۵،۳۴۱۶) الغرض بہتر ہے کہ اس آخر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کیا جائے۔

اسکے بعد اللہ تعالی نے اس رات میں انجام دیئے جانے والے امور کو بیان فرمایا کہ اس رات ملائکہ اپنے پروردگار کا حکم لے کر اترتے ہیں یعنی اس رات تمام انسانوں کی تقدیریں لکھی جاتی ہیں جو اگلے سال تک ہونے والی ہیں یعنی کسے کتنا رزق ملے گا، کب کس کی موت ہوگی؟ اگلے سال تک ہونے والی ہر چیز کو اس رات لکھا جاتا ہے اور جبرئیل علیہ السلام بھی اس رات تشریف لاتے ہیں جیسا کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت لیکر آتے ہیں اور جو کوئی بھی بندہ کھڑے یا بیٹھے اللہ کی عبادت وذکر کرتا ہے اس پر رحمت اور سلامتی بھیجتے ہیں۔ (مشکوٰۃ۔۲۰۹٦) آگے فرمایا کہ یہ رات تو سراپا سلامتی ہی سلامتی ہے کہ بندہ کو اپنی آخرت بنانے کا ایک سنہرہ موقع جو ملا ہے اور یہ رحمتیں، فضیلتیں اور برکتیں رات کے ایک مختصر حصہ میں ہی نہیں رہتیں بلکہ یہ سلسلہ فجر کے طلوع ہونے تک چلتا رہتا ہے بس جس نے اسکو پالیا اس نے سارے خیر کو پالیا اور جس نے اسے کھودیا اس نے سارے خیر اور بھلائی کو کھودیا اور اس سے بڑا محروم شخص کوئی نہیں اس لئے کہ پتا نہیں آگے آنے والا رمضان اور یہ رات اسکے مقدر میں ہے یا نہیں؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے شب قدر کو ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام (نوافل پڑھیں یا دیگر عبادتیں کی) کیا تو اسکے پچھلے سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (بخاری۔۱۹۰۱)

اس سورت کے شانِ نزول کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر فرمایا جو ایک ہزار سال تک ہتھیار پہنے رہا۔ (ایک ہزار سال تک مسلسل جہاد میں تھا) یہ سن کر صحابہ کو بڑا رشک ہوا۔ (کہ کاش ہم بھی یہ ثواب حاصل کر پاتے) اس پر اللہ تعالی نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (السنن الکبری للبیہقی۔۸۵۲۲)

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ا رکوع اور ۸ آیات پر مشتمل ہے۔

یہی سیدھی سچی امت کا دین ہے

﴿درس نمبر ۲۳۸۸﴾ ﴿البینہ ا۔تا۔۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ○ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ○ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ○ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ○ وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذَالِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ وہ لوگ نہیں تھے جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ اہلِ کتاب میں سے وَالْمُشْرِكِيْنَ اور مشرکین مُنْفَكِّيْنَ رکنے والے حَتّٰى یہاں تک کہ تَأْتِيَهُمُ آئے ان کے پاس الْبَيِّنَةُ واضح دلیل رَسُوْلٌ ایک رسول مِّنَ اللّٰهِ اللہ کی طرف سے يَتْلُوْا وہ پڑھے صُحُفًا مُّطَهَّرَةً پاکیزہ صحیفے فِيْهَا ان میں كُتُبٌ قَيِّمَةٌ درست معتدل احکام ہوں وَمَا تَفَرَّقَ اور متفرق نہیں ہوئے الَّذِيْنَ وہ لوگ جو أُوْتُوا الْكِتَابَ کتاب دیئے گئے إِلَّا مِنْ بَعْدِ مگر بعد اس کے مَا جَآءَتْهُمُ کہ آئی ان کے پاس الْبَيِّنَةُ واضح دلیل وَمَا أُمِرُوْا حالانکہ وہ حکم نہیں دیئے گئے إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مگر یہ کہ وہ عبادت کریں اللہ کی مُخْلِصِيْنَ خالص کرتے ہوئے لَهُ اس کے لیے الدِّيْنَ بندگی حُنَفَاءَ یکسو ہو کر وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور وہ نماز قائم کریں وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ ادا کریں وَذَالِكَ اور یہی ہے دِيْنُ الْقَيِّمَةِ دین سیدھی کا

ترجمہ:۔ جو لوگ کافر ہیں (یعنی) اہلِ کتاب اور مشرک وہ (کفر سے) باز آنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس کھلی دلیل (نہ) آتی ○ (یعنی) اللہ کے پیغمبر جو پاک اوراق پڑھتے ہیں ○ جن میں مستحکم (آیتیں) لکھی ہوئی ہیں ○ اور اہلِ کتاب جو متفرق (ومختلف) ہوئے ہیں تو دلیل واضح آجانے کے بعد (ہوئے ہیں) ○ اور ان کو حکم تو یہی ہوا تھا کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں (اور) یکسو ہو کر اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور یہی سچا دین ہے۔

سورہ کی فضیلت: ضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سورۃ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سناؤں۔ حضرت ابی بن کعب نے فرمایا، کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، اس پر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مسرت سے رونے لگے۔ (بخاری۔۳۸۰۹)

تشریح :ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. مشرکین اور اہل کتاب میں سے جولوگ کافر تھے وہ اس وقت تک باز آنے والے نہیں تھے جب تک کہ ان کے پاس روشن دلیل نہ آتی۔

۲. ایک اللہ کا رسول جو انہیں پاک صحیفے پڑھ کر سنائے جن میں سیدھی، سچی تحریریں لکھی ہوں۔

۳. جو اہل کتاب تھے انہوں نے الگ راستہ اس کے بعد ہی اختیار کیا جب ان کے پاس روشن دلیل آچکی تھی۔

٤. انہیں تو بس یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت اس طرح کریں کہ بندگی کو بالکل یکسو ہو کر اسی کے لئے خالص رکھیں۔

۵. نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں۔ ٦. یہی سیدھی سچی امت کا دین ہے۔

بعض اہل کتاب تو وہ تھے جو آپ علیہ السلام پر آپ کی بعثت سے پہلے ایمان لائے تھے لیکن بعض ان میں سے وہ لوگ تھے جو اپنے دین سے دور ہو کر کفر کرنے لگے اور ایسے ہی مشرکین بھی جو کہ اللہ تعالی کی عبادت میں دوسرے معبودوں کو شریک کرتے تھے اور یہ لوگ ایسے تھے کہ اپنے کفر سے اس وقت تک باز آنے والے نہیں تھے جب تک کہ ان کے پاس اللہ کا کوئی پیغمبر ایک واضح دلیل کی شکل میں مبعوث ہو کر انہیں سیدھی راہ نہ دکھائے چنانچہ اسی مقصد کیلئے اللہ تعالی نے نبی رحمت ﷺ کو قرآن کریم کے پاک صحیفے جس میں کہ ہدایت کا واضح سامان موجود تھا بھیجا تا کہ آپ انہیں اس کتابِ الٰہی کے ذریعہ سیدھی راہ دکھا سکیں، لہٰذا جب آپ علیہ السلام مبعوث ہوئے اور اللہ کا وہ پیغام جو انہیں دیکر بھیجا گیا تھا، انکے سامنے رکھا اور کفر کو ترک کرنے اور سیدھی راہ اپنانے کی دعوت دی تو ان میں سے کچھ لوگوں نے تو آپ کی دعوت کو قبول کیا اور ایمان لے آئے لیکن ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو آپ کی بعثت کے بعد ہی آپ کا انکار کرنے لگے۔ اہل کتاب کے بعض لوگ تو آپ کی بعثت سے پہلے آپ پر ایمان لائے تھے کیونکہ انکی کتاب تورات میں آخری نبی کے مبعوث ہونے کی خبر موجود تھی اس لئے وہ ایمان لائے تھے لیکن جب آپ کو اللہ تعالی نے قریش میں نبی بنا کر بھیجا تو وہ آپ کی رسالت کا انکار کرنے لگے کیونکہ انہیں توقع تھی کہ آخری نبی انہی کی قوم بنی اسرائیل میں سے ہونگے لیکن چونکہ آپ علیہ السلام قریش عرب میں مبعوث ہوئے اس لئے آپ کا انکار کرنے لگے، اسی کو اللہ تعالی نے فرمایا کہ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ اہل کتاب نے تو اسکے بعد ہی الگ (گمراہی کا) راستہ اپنا لیا جبکہ انکے پاس واضح دلیل آچکی تھی، یعنی ان کی کتاب میں جس نبی کا ذکر تھا وہ نبی خود مبعوث ہوئے اور اپنے ساتھ ایسی کتاب بھی لائے جو انکی کتاب سے میل کھاتی تھی، اس قرآن میں اور ان کی کتاب تورات میں کچھ الگ نہیں تھا، اس میں بھی انہیں توحید کی طرف بلایا جا رہا ہے اور اس میں بھی لیکن اس قدر وضاحت کے بعد بھی یہ لوگ آپ علیہ السلام کو نبی تسلیم کرنے سے انکار کر بیٹھے

اوراس سیدھے راستہ کو چھوڑ کر الگ راستہ اپنالیا، سورۂ شوری کی آیت نمبر ۱۴ میں بھی اس بات کو بیان کیا گیا" وَمَا تَفَرَّقُوْا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْياً بَيْنَهُمْ " لوگوں نے آپسی عداوتوں کی وجہ سے دین میں جو تفرقہ ڈالا وہ اسکے بعد ہی ڈالا جبکہ انکے پاس یقینی علم آچکا تھا۔ اللہ تعالی بیان فرمارہے ہیں کہ ان کافروں کے چاہے وہ اہل کتاب ہوں یا مشرکین، اس دین کو چھوڑنے کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ انہیں تو اس کتاب میں اچھی باتوں کا ہی حکم دیا جارہا ہے اور وہی احکام دیئے جارہے ہیں جو انہیں انکی کتابوں میں دیئے گئے تھے جیسے کہ ان سے کہا گیا کہ اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت ہرگز نہ کرنا بلکہ صرف اور صرف اسی کی عبادت کرنا اور یہ کہ نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں وغیرہ، یہ وہ احکام تھے جو پچھلی امتوں میں بھی نافذ تھے اور خود ان اہل کتاب کے پاس جو آسمانی کتاب ہے اس میں بھی یہی احکام ملتے ہیں اور یہی بالکل درست اور سیدھا راستہ ہے، تو پھر انکے جھٹلانے کی اور کیا وجہ ہوگی؟، انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جو کوئی اس اچھے اور سیدھے راستہ کو چھوڑ کر غلط راستہ اپناتا ہے وہ گمراہ ہوجاتا ہے اور ایسے گمراہوں کو کیا سزا دیجائے گی اسکا بیان اگلی آیت میں کیا جارہا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۸۹﴾ مخلوق میں یہ لوگ سب سے بُرے ہیں ﴿البینہ ۶۔تا۔۸﴾

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا أُولٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ O إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ O جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا أَبَداً رَّضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَالِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ إِنَّ الَّذِيْنَ بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوا کفر کیا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ اہلِ کتاب میں سے وَالْمُشْرِكِيْنَ اور مشرکین فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ آتش جہنم میں خَالِدِيْنَ وہ ہمیشہ رہیں گے فِيْهَا اس میں أُولٰئِكَ هُمْ یہی لوگ ہیں شَرُّ الْبَرِيَّةِ بدترین خلائق إِنَّ الَّذِيْنَ بلاشبہ وہ لوگ جو آمَنُوا ایمان لائے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور انہوں نے نیک عمل کیے أُولٰئِكَ هُمْ یہی لوگ ہیں خَيْرُ الْبَرِيَّةِ بہترین خلائق جَزَاؤُهُمْ ان کی جزا ہے عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے رب کے پاس جَنَّاتُ عَدْنٍ دائمی باغات تَجْرِيْ چلتی ہیں مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ان کے نیچے نہریں خَالِدِيْنَ وہ ہمیشہ رہیں گے فِيْهَا ان میں أَبَداً ہمیشہ رَّضِيَ اللهُ اللہ راضی ہوا عَنْهُمْ ان سے وَرَضُوا اور وہ راضی ہوئے عَنْهُ اس سے ذَالِكَ لِمَنْ یہ اس شخص کے لیے ہے جو خَشِيَ رَبَّهُ اپنے رب سے ڈر گیا

ترجمہ:۔ جو لوگ کافر ہیں (یعنی) اہلِ کتاب اور مشرک وہ دوزخ کی آگ میں پڑیں گے (اور) ہمیشہ اس میں رہیں گے یہ لوگ سب مخلوق سے بدتر ہیں O (اور) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ تمام مخلوق سے بہتر

ہیں O ان کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ ان سے خوش اور وہ اس سے خوش یہ (صلہ) اس کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا رہا۔

تشریح : ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

١. یقین جانو! اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے وہ لوگ جہنم کی آگ میں جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

٢. مخلوق میں یہ لوگ سب سے برے ہیں۔

٣. جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے وہ مخلوق میں سب سے اچھے ہیں۔

٤. انکے پروردگار کے پاس ان کا انعام وہ سدا بہار جنتیں ہیں جنکے نیچے سے نہریں بہتی ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

٥. اللہ ان سے خوش ہوگا اور وہ اللہ سے۔ ٦. یہ سب کچھ اسکے لئے ہے جو اپنے پروردگار کا خوف دل میں رکھتا ہو۔

اب ان آیتوں میں اللہ تعالی ان ایمان لانے اور نہ لانے والوں کی سزاؤں کے بارے میں بیان فرما رہے ہیں چنانچہ سب سے پہلے کافروں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے اللہ تعالی کو معبود ماننے سے انکار کیا اور مشرکین بھی جنہوں نے اللہ کے ساتھ اوروں کو بھی اسکی عبادت میں شامل کیا جبکہ وہ اللہ اکیلا اور تنہا ہے، اسکا کوئی شریک نہیں، لہٰذا یہ سب کے سب جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے اور اس جہنم کا ایندھن بنیں گے، اس جہنم میں وہ لوگ ہمیشہ ہمیش رہیں گے کہ نہ تو انہیں اس جہنم سے کبھی نکالا جائے گا اور نہ ہی انہیں اس جہنم میں کبھی موت آئے گی بلکہ وہ ہمیشہ کے لئے اسی دردناک اور ذلت والے عذاب میں تڑپتے رہیں گے۔ انہیں یہ سزا اس لئے دی جارہی ہے کہ یہ لوگ مخلوق میں سب سے برے لوگ تھے کہ ان لوگوں نے اپنے اس خالق و مالک کو ماننے سے اور اسکی عبادت سے انکار کیا جس نے انہیں پیدا، انہیں روزی روٹی دی، انکی ہر پریشانی و آفت کو دور کیا، ان سب کے باوجود ان لوگوں نے اس مہربان رب کے سامنے اپنی پیشانی ٹیکنے سے انکار کیا جسکی انہیں یہ سزا دی جارہی ہے۔

اسکے برخلاف دوسری جانب کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنے پیدا کرنے والے رب کو رب مانا اور اسی کی عبادت و اطاعت کی، اس پر اور اسکے بھیجے ہوئے پیغمبر پر، اسکی کتابوں پر ایمان لے آئے اور جو جو احکامات انہیں دئے گئے اس پر عمل بھی کیا تو ایسے مخلص اور نیک بندے تو اللہ تعالی کی مخلوق میں سب سے اچھے اور نیک ہیں حتی کہ اللہ تعالی کی فرمانبردار مخلوق ملائکہ سے بھی بہتر ہیں جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن بندہ کا مقام اللہ تعالی کے یہاں اسکے بعض ملائکہ سے بھی افضل و اکرم ہے۔ (ابن ماجہ۔ ۳۹۴۷) ایسے مخلص اور نیک بندوں کو انعام بھی بہت عمدہ ملیگا اور وہ یہ کہ اللہ تعالی انہیں اپنی جنتوں میں داخل کریگا اور وہ جنتیں ایسی خوشنما اور شاندار ہونگیں کہ انکے نیچے سے پانی کے چشمے بہتے رہیں گے۔ اسکے علاوہ بھی انکے لئے ان جنتوں میں وہ ساری

چیزیں مہیا کی جائیں گی جنکی وہ لوگ خواہش کریں گے وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ تمہارے لئے وہاں وہ سب کچھ ہوگا جو تم چاہو گے اور جو کچھ تم مانگو گے وہ سب کچھ دیا جائے گا (فصلت۔ ۳۱) یہ انکے پروردگار کی جانب سے انہیں بدلہ اور انعام کے طور پر ملے گا ان اعمال کے سبب جو کچھ انہوں نے اس دنیا میں اپنے رب کی خاطر کیا تھا، لہٰذا اللہ تعالی اپنے ایسے بندوں سے راضی ہوگا جو بس اسی کی مان کر زندگی گزارتے تھے اور یہ لوگ بھی اپنے رب سے انہیں دیئے جانے والے انعامات پر راضی رہیں گے اس لئے کہ انہیں یہاں جنت میں انکے اعمال سے کہیں زیادہ عطا کیا جائے گا اور یہ سب کچھ صرف اسی بندہ کے لئے ہوگا جس نے اپنے رب سے ڈر کر اسکے احکامات کو مانتے ہوئے زندگی گزاری ہوگی، اللہ تعالی ہم تمام کو اپنی مرضیات پر چلنے والا بنائے اور ہمیں اس جنت کا مستحق بنائے جو اس نے اپنے محبوب بندوں کے لئے تیار کر رکھی ہے۔ آمین۔

سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۸ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۹۰﴾ زمین اپنے سارے بوجھ باہر نکال دے گی ﴿الزلزال ۱۔تا۔۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ○ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ○ وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا ○ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ○ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ جب زمین ہلائی جائے گی زِلْزَالَهَا خوب زور سے ہلایا جانا وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ اور زمین باہر نکال دے گی أَثْقَالَهَا اپنے بوجھ وَقَالَ الْإِنسَانُ اور انسان کہے گا مَا لَهَا اس کو کیا ہوا يَوْمَئِذٍ اس دن تُحَدِّثُ وہ بیان کرے گی أَخْبَارَهَا اپنی خبریں بِأَنَّ اس لیے کہ بلاشبہ رَبَّكَ آپ کا رب أَوْحَىٰ وحی کرے گا لَهَا اس کو

ترجمہ: ۔جب زمین بھونچال سے ہلا دی جائے گی ○ اور زمین اپنے (اندر) کے بوجھ نکال ڈالے گی ○ اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہوا ہے؟ ○ اس روز وہ اپنے حالات بیان کر دے گی ○ کیونکہ تمہارے پروردگار نے اس کو حکم بھیجا (ہوگا)۔

سورہ کی فضیلت: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: إِذَا زُلْزِلَتْ (ثواب میں) آدھے قرآن کے برابر ہے، اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (ترمذی۔۲۸۹۴)

تشریح: ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. جب زمین اپنے بھونچال سے جھنجوڑ دی جائے گی۔
۲. زمین اپنے سارے بوجھ باہر نکال دے گی۔
۳. اس وقت انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا؟
٤. اس دن زمین اپنی ساری خبریں بتا دے گی۔
۵. اس سبب سے کہ آپ کے پروردگار کا اسے یہی حکم ہوگا۔

اس سورت میں ان وعدوں کا وقت اس وقت کے آنے کی چند نشانیاں بیان کی جا رہی ہیں، چنانچہ فرمایا کہ ان وعدوں کو اس وقت پورا کیا جائے گا جب زمین کو اپنی جڑوں سمیٹ جھنجوڑ دیا جائے گا اور اس وقت وہ بہت ہی اضطراب میں آ جائے گی، اس زمین پر جو کچھ بھی ہوا وہ سب کچھ برباد ہو جائے گا اور ساتھ ہی اس زمین کے اندر جو کچھ بھی دفن ہوگا چاہے وہ مردے ہوں یا خزانے ہوں ان سب کو وہ زمین باہر نکال پھینکے گی، زمین کی اس حالت کو دیکھتے ہوئے انسان جو اس زمین

کے اندر مدفون تھا، اپنی قبر سر بمہر نکال پھینک دئے جانے پر بڑی حیرانی اور پریشانی کے عالم میں یہ کہہ پڑے گا کہ اچانک اس زمین کو کیا ہو گیا کہ یہ تو بالکل فنا ہونے چلی ہے؟ اس وقت کے بارے میں اللہ تعالی نے پہلے ہی انسان کو آگاہ کر دیا تھا چنانچہ سورۂ حج کی پہلی آیت میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا یَآ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ اے لوگو! اپنے رب (کے غضب) سے ڈرو (اور اسکی فرمانبرداری کرتے ہوئے زندگی گزارو) یقین جانو کہ قیامت کا بھونچال بہت سخت ہے، اس وقت وہ زمین بھی اپنے رب کے قہر سے کانپتے ہوئے وہ سب کچھ بیان کرنے لگ جائے گی جو کچھ انسانوں نے اسکی پشت پر کیا تھا جو بھی اچھے کام اور برے کام جو انسان نے کئے تھے ان سب کو وہ بیان کرنے لگ جائے گی اور بیان بھی اس لئے کرے گی کہ آپ کے رب نے اسے بیان کرنے کا حکم دیا ہوگا لہٰذا وہ اپنے رب کے حکم کو مانتے ہوئے سب کچھ بتانے لگ جائے گی، اس وقت نہ تو کوئی انسان بچے گا جسے وہ چھوڑے گی اور نہ ہی کوئی امت بلکہ ہر ایک کا کیا کرایا اللہ تعالی کے سامنے کھول کر رکھ دے گی کہ فلاں نے فلاں وقت یہ کیا اور فلاں نے فلاں وقت یہ کیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا پڑھی اور پھر فرمایا کہ تمہیں پتا بھی ہے کہ اسکی خبر کیا ہے؟ اس پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا کہ اللہ اور اسکے رسول کو ہی بہتر علم ہے، پھر آپ علیہ السلام نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ زمین ہر بندہ اور امت کے خلاف ان اعمال کی گواہی دے گی جو اسکی پیٹ پر کیا گیا، وہ کہے گی کہ اس نے مجھ پر فلاں دن فلاں کام کیا، اسکے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہی اس آیت کی مراد ہے۔ (ترمذی۔ ۲٤۲۹) اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ چاہے تنہائی میں ہو یا بھری محفل میں، گناہ کے کاموں سے بچے، اسکے ہر عمل اور ہر کام کی اللہ تعالی کو خبر ہے اور قیامت کے دن جب یہ زمین نام بنام لیکر بندے کے اعمال گنوانا شروع کرے گی تو اس وقت کتنی شرمندگی اور رسوائی ہوگی؟ ذرا سوچئے۔ اللہ تعالی ہم تمام کو اس رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۲۳۹۱﴾ ذرہ برابر نیکی اور برائی کو وہ دیکھ لے گا ﴿الزلزال ٦۔تا۔۸﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ O فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ O وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ يَوْمَئِذٍ اس دن يَصْدُرُ النَّاسُ لوگ لوٹیں گے أَشْتَاتًا متفرق ہوکر لِّيُرَوْا تاکہ وہ دکھائے جائیں أَعْمَالَهُمْ اپنے اعمال فَمَنْ يَّعْمَلْ لہٰذا جو کوئی کرے گا مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا ذرہ برابر بھلائی يَّرَهُ وہ دیکھ لے گا اس کو وَمَنْ يَّعْمَلْ اور جو کوئی کرے گا مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا ذرہ برابر برائی يَّرَهُ وہ بھی دیکھ لے گا اس کو

ترجمہ:۔ اس دن لوگ گروہ گروہ ہوکر آئیں گے تاکہ ان کو ان کے اعمال دکھائے جائیں O تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا O اور جس نے ذرہ بھر بُرائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

تشریح :ان تین آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

١. اس دن لوگ مختلف گروہوں میں واپس ہوں گے تا کہ انکے اعمال انہیں دکھا دیئے جائیں۔

٢. جس کسی نے بھی ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

٣. جس کسی نے بھی ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔

جب زمین اپنے اوپر کئے ہوئے سارے اعمال کی خبر دے گی اور پھر جب بندے میدان محشر میں اپنے حساب و کتاب کے لئے جمع ہو جائیں گے تو اللہ تعالی کی طرف سے فیصلہ کیا جائے گا کہ کون فلاح پا گیا کہ اسے جنت میں بھیجا جائے اور کون نا کام ہو گیا کہ اسے جہنم میں پھینکا جائے؟ چنانچہ وہ نتیجہ اللہ تعالی ہر ایک کو بلا بلا کر دیں گے، اس وقت چونکہ نتیجہ دو قسم کا ہوگا ایک تو کامیابی کا اور دوسرا ناکامی کا، تو اس لحاظ سے لوگ بھی دو گروہ ہو جائیں گے ایک کامیاب لوگوں کا گروہ اور دوسرے ناکام لوگوں کا گروہ، ہر ایک گروہ اپنا اپنا نامہ اعمال لینے کے لئے جائے گا تو جس کسی کا اعمال اسکے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ نتیجہ دیکھنے سے پہلے ہی سمجھ جائے گا کہ وہ کامیاب ہے فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ داہنے والے لوگ کیا ہی کہنا ان داہنے ہاتھ والوں کا؟ (الواقعہ۔٨) لیکن پھر جب وہ اس اعمال نامہ کو کھول کر دیکھے گا تو اس میں چھوٹی سے چھوٹی نیکی اور گناہ اپنے اعمال نامہ میں لکھا ہوا پائے گا، اور جس کسی کو اسکا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو اسے اسوقت ہی پتا چل جائے گا کہ وہ ناکام اور دوزخی لوگوں میں سے ہے، وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ جو بائیں ہاتھ والے ہیں، کیا بتائیں وہ بائیں ہاتھ والے کیسے ہیں۔ (الواقعۃ۔٩) الغرض جب ہر کسی کا نامہ اعمال اسکے ہاتھ میں دیا جائے گا تو اس میں ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی اور گناہ لکھا ہوا دیکھے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس کسی کافر نے کوئی خیر کا کام کیا ہوگا اسے اللہ تعالی دنیا ہی میں دکھا دیگا یعنی اسکا اچھا بدلہ اسے دنیا ہی میں دیا جائے گا اور آخرت میں اس پر کوئی ثواب نہیں ملے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہوگی اس برائی پر اسے سزا دی جائے گی ساتھ میں شرک کی سزا الگ سے دی جائے گی اور جو کوئی مومن ذرہ برابر بھی برائی یا گناہ کیا ہوگا اللہ تعالی دنیا ہی میں اسے دکھا دیگا یعنی اسکی سزا دنیا ہی میں دیدی جائے گی، جب اسکی موت ہو جائے گی تو اس پر اسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی بلکہ اسے معاف کر دیا جائے گا، اور جو ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی اسے قبول کیا جائے گا اور اس سے دوگنا ثواب اسے عطا کیا جائے گا۔ (تفسیر قرطبی۔ج،٢٠۔ص،١٥٠) الغرض اللہ تعالی ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کریگا جس نے جو نیکی کی ہوگی چاہے وہ چھوٹی ہی کیوں نہ ہو اس پر اسے بدلہ ضرور عطاء کیا جائے گا چاہے وہ دنیا میں ہو یا آخرت میں اور جو کوئی برائی یا گناہ کریگا اس پر بھی اسے سزا دیگا ہاں! البتہ اگر وہ اپنے اس گناہ سے توبہ کرلے تو پھر وہ اسے معاف کر دیگا إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ یقیناً اللہ تعالی (کسی پر بھی) ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ (النساء۔٤٠) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اس وقت یہ آیت فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ نازل ہوئی، تب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کھانے سے اٹھالیا اور فرمایا

کہ یارسول اللہ! کیا ذرہ برابر بھی کوئی برائی جو میں نے کی ہوگی کیا وہ مجھے دکھائی جائے گی؟ تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر! جو کچھ پریشانیاں تم اس دنیا دیکھ رہے ہو وہ ذرہ برابر شر ہی کی وجہ ہے، اور جو ذرہ برابر خیر بھی تم کرتے ہو اللہ تعالی اسے تمہارے لئے ذخیرہ کرتے جائے گا جب تک کہ تمہیں موت نہ آئے۔ (المعجم الأوسط للطبرانی۔ ۸٤۰۷) اللہ تعالی ہم تمام کو برائیوں سے بچ کر نیکی کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

سُوْرَۃُ الْعٰدِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۱۱ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۹۲﴾ یقیناً انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے ﴿العادیات ۱۔تا۔۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحاً O فَالْمُورِيَاتِ قَدْحاً O فَالْمُغِيْرَاتِ صُبْحاً O فَأَثَرْنَ بِهٖ نَقْعاً O فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعاً O إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُودٌ O وَإِنَّهٗ عَلٰى ذَالِكَ لَشَهِيْدٌ O وَإِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَالْعَادِيَاتِ قسم ہے سرپٹ دوڑنے والوں کی! ضَبْحاً ہانپتے ہوئے فَالْمُورِيَاتِ پھر آگ نکالنے والوں کی قَدْحاً نعل مارکر فَالْمُغِيْرَاتِ پھر حملہ کرنے والوں کی صُبْحاً صبح کے وقت فَأَثَرْنَ پھر وہ اڑاتے ہیں بِهٖ نَقْعاً اس وقت غبار فَوَسَطْنَ پھر وہ درمیان میں گھس جاتے ہیں بِهٖ اس وقت جَمْعاً جماعت میں إِنَّ الْإِنسَانَ یقیناً انسان لِرَبِّهٖ اپنے رب کا لَكَنُودٌ بڑا ہی ناشکرا ہے وَإِنَّهٗ اور بلاشبہ وہ عَلٰى ذَالِكَ اس بات پر لَشَهِيْدٌ البتہ گواہ ہے وَإِنَّهٗ اور بلاشبہ وہ لِحُبِّ الْخَيْرِ محبتِ مال میں لَشَدِيْدٌ یقیناً بہت سخت ہے

ترجمہ:۔ ان سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم! جو ہانپ اٹھتے ہیں۔۱۔ پھر (پتھروں پر نعل) مارکر آگ نکالتے ہیں O پھر صبح کو چھاپہ مارتے ہیں O پھر اس میں گرد اٹھاتے ہیں۔ ۴۔ پھر اس وقت دشمن کی فوج میں جا گھستے ہیں O کہ انسان اپنے پروردگار کا احسان ناشناس (اور ناشکرا) ہے O اور وہ اس سے آگاہ بھی ہے O وہ تو مال کی سخت محبت کرنے والا ہے۔

سورہ کی فضیلت: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۃ والعادیات پڑھی اسے اس شخص کے اجر سے دس گنا زیادہ ثواب ملے گا جس نے مزدلفہ میں رات گذاری اور گویا وہ تمام ارکان حج میں شریک تھا۔ (تفسیر البیضاوی۔ ج،۵۔ص،۳۳۲)

تشریح: ان آٹھ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپ ہانپ کر دوڑتے ہیں۔

۲. پھر اپنی ٹاپوں سے چنگاریاں اڑاتے ہیں۔ ۳. صبح کے وقت یلغار کرتے ہیں۔
٤. اس موقع پر غبار اڑاتے ہیں۔ ٥. اسی وقت کسی جمگھٹے کے بیچوں بیچ گھس جاتے ہیں۔
٦. یقیناً انسان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔ ٧. وہ خود اس بات کا گواہ ہے۔
٨. حقیقت یہ ہے کہ وہ مال کی محبت میں بڑا پکا ہے۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ زمین اپنے اندر موجود تمام چیزوں کو باہر لا پھینکے گی، اس سورت میں بھی اللہ تعالی نے اسی بات کو دہرایا ہے تا کہ انسان اپنے اعمال کے لئے سعی کرے اور اس سورت میں یہ بھی بیان کیا گیا کہ کس طرح انسان اپنے رب کی ناشکری کرتے ہوئے اسکی نافرمانیوں میں آخرت سے غافل ہو کر زندگی گزارتا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالی نے جہاد کرنے والے گھوڑوں کی قسم کھاتے ہوئے اس سورت کی ابتداء فرمائی کہ قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپ ہانپ کر دوڑتے ہیں یعنی تیز رفتاری کے ساتھ دوڑتے ہیں کہ رفتار میں اسکا کوئی مقابلہ نہیں، یہ گھوڑے ایسے ہیں کہ جب یہ تیز رفتاری کے ساتھ دوڑتے ہیں تو انکی ٹاپوں کی رگڑ سے چنگاریاں نکلنے لگتی ہیں، تو اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی رفتار کا کیا عالم ہوگا؟ اور ان گھوڑوں کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ یہ گھوڑے صبح کے اول وقت میں دشمن پر حملہ کرتے ہیں جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت دشمن پر حملہ کرتے تھے، صبح کے وقت حملہ کرنے سے انکی استعداد اور چوکسی معلوم ہوتی ہے کہ جو وقت گہری نیند کا ہوتا ہے اس وقت بھی یہ اپنے دشمن کو ختم کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں اور جب دشمن پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں تو اس قدر تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں کہ انکی اس تیز رفتاری کی وجہ سے میدان کی دھول اڑنے لگتی ہے اور بالکل دشمن کے بیچوں بیچ پہنچ کر اپنے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں، انہیں اپنے آقا کے حکم کے آگے اپنی جان کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی، جب ایک ادنی سے جانور کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے آقا کے حکم پر مر مٹنے کو تیار ہے تو پھر اس انسان کو کیا ہوا کہ وہ اپنے رب کا فرمانبردار نہیں؟ بلکہ وہ تو اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے کہ اسکے رب نے اس پر بے بہا احسانات و انعامات فرمائے اسکے باوجود بھی وہ اپنے اس رب کی ایک نہیں مانتا گویا کہ یہ اس جانور سے بھی بدتر ہے، ایسا نہیں ہے کہ اس انسان کو اپنے ناشکرے ہونے کا علم نہیں بلکہ وہ اس بات کو خوب جانتا ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے مالک کی نافرمانی کر رہا ہے اور اس نافرمانی کی جو وجہ ہے اسے بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ اسے اس دنیا اور اسکی مال و دولت نے اس طرح غافل بنا دیا کہ اس نے اس دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے اور اسکی محبت میں اتنا دیوانہ ہو گیا کہ اسے آخرت کی ذرہ برابر فکر نہیں، اس فنا ہونے والی دولت کی خاطر اس نے اپنی آخرت اور دائمی دولت کو تباہ کر لیا جس کا پتا اسے اس وقت چلے گا جب اسے دوبارہ اس زمین سے زندہ کر کے اپنے رب کے سامنے حساب و کتاب دینے کے لئے اٹھایا جائے گا جس کا تذکرہ اگلی آیتوں میں کیا جا رہا ہے، اس سورت کے شان نزول سے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک سریہ (چھوٹی جماعت) کو بنو کنانہ کے پاس جنگ کے لئے حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں بھیجا تھا جو کہ ایک فوج کے کپتان تھے، چنانچہ جب اس سریہ کی کوئی خبر آپ علیہ السلام کے پاس نہیں آئی تو منافقین کہنے لگے کہ انہیں قتل کیا جا چکا ہے تب

اللہ تعالی نے یہ سورت نازل کی اور انکی سلامتی کی خبر آپ علیہ السلام تک پہنچائی اور یہ بھی خوشخبری دی کہ وہ اپنے دشمنوں پر غالب آچکے ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ج،۲۰۔ص،۱۵۵)

﴿درس نمبر ۹۳ ۲۳﴾ سینوں میں جو کچھ ہے اسے ظاہر کر دیا جائے گا ﴿العادیات ۹۔تا۔۱۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ O وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ O إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ :۔ أَفَلَا يَعْلَمُ کیا پھر نہیں جانتا وہ إِذَا بُعْثِرَ جب نکال باہر کر دیا جائے گا مَا فِي الْقُبُورِ جو کچھ قبروں میں ہے وَحُصِّلَ اور ظاہر کر دیا جائے گا مَا فِي الصُّدُورِ جو کچھ سینوں میں ہے إِنَّ رَبَّهُم بلاشبہ ان کا رب بِهِمْ ان سے يَوْمَئِذٍ اس دن لَّخَبِيرٌ یقیناً خوب خبردار ہوگا

ترجمہ :۔ کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا کہ جو (مُردے) قبروں میں ہیں وہ باہر نکال لئے جائیں گے O اور جو (بھید) دلوں میں ہیں وہ ظاہر کر دیئے جائیں گے O بیشک ان کا پروردگار اس روز ان سے خوب واقف ہوگا۔ا

تشریح : ان تین آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. بھلا کیا وہ وقت اسے معلوم نہیں ہے کہ قبروں میں جو کچھ ہے اسے باہر بکھیر دیا جائے گا۔
۲. سینوں میں جو کچھ ہے اسے ظاہر کر دیا جائے گا۔
۳. یقیناً انکا پروردگار اس دن انکی جو حالت ہوگی اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

انسان پر دنیا کمانے کی فکر اس قدر غالب رہتی ہے کہ اسے نہ تو اللہ تعالی کے حکموں کا کچھ خیال ہوتا ہے اور نہ ہی حلال وحرام کی اسے کوئی تمیز ہوتی ہے وہ تو بس یہی چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طریقہ سے اسکے پاس دنیا اور اسکی فنا ہونے والی نعمتیں جمع ہوجائیں چاہے اسکے لئے اسے کسی کا حق مارنا پڑے تو اسکے لئے بھی وہ تیار رہتا ہے، یہ سب کچھ کرنے سے پہلے اسے ایک بار سوچ لینا چاہئے کہ کیا یہ دنیا ہمیشہ رہنے والی ہے؟ یا یہ خود اس دنیا میں ہمیشہ رہے گا؟ شاید وہ اس بات کو بھول چکا ہے کہ ایک نہ ایک دن اسے یہ دنیا چھوڑ کر اس رب کے پاس واپس جانا ہے جس نے اسے پیدا کیا، یہی حقیقت اگلی آیتوں میں بیان کی جارہی ہے کہ کیا انسان کو یہ معلوم نہیں کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے جس وقت قبروں میں جتنے بھی لوگ ہیں ان سب کو زمین باہر نکال پھینکے گی؟ اور جب زمین ان مردوں کو باہر نکالے گی تو اس وقت ان مردوں کے دلوں میں جو کچھ خیر اور شر چھپا ہوگا وہ سب ظاہر ہوجائے گا یعنی ایمان اور کفر اس وقت ظاہر ہوجائیں گے اور مومنوں اور کافروں کو انکی نشانیوں اور علامتوں سے پہچان لیا جائے گا، اس آیت میں اللہ تعالی نے دلوں کا ذکر اس لئے فرمایا کہ انسان میں جو اصل چیز ہوتی ہے وہ یہی دل ہوتے ہیں جسکے بارے میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہوتا

ہے کہ جب وہ صحیح سالم ہوتو سارا جسم صحیح سالم ہوتا ہے اور جب وہی خراب ہو جائے تو اسکا سارا جسم خراب ہو جائے گا اور سن لو کہ وہ ٹکڑا دل ہے۔(بخاری۔۵۲) ویسے تو انسان اپنے دل کی بات اور ارادے کو ظاہر نہ بھی کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے دل کے ارادوں سے باخبر ہیں اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ پھر اللہ تعالیٰ اسی نیت اور اعمال کے مطابق انہیں جزا اور بدلہ عطاء کریگا کہ جو ایمان والے ہیں انہیں جنت عطاء کریگا اور جو بے ایمان و کافر ہیں انہیں جہنم۔اور بدلہ دینے میں اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کریگا یعنی ایسا نہیں ہوگا کہ جس گناہ کو اس نے نہ کیا ہو اس پر بھی اسے سزا دیجائے بلکہ وہاں تو انصاف کا ترازو قائم کیا جائے گا اور انہی اعمال کا ان سے حساب ہوگا جو انہوں نے کیا ہو لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ جب تک وہ اس دنیا میں ہے اس آخرت کی دولت کے کمانے کی فکر میں رہے جسکی دولت ہمیشہ رہنے والی ہے اور اس دنیا کے پیچھے پڑ کر اپنی آخرت تباہ نہ کرے، اللہ تعالیٰ ہم تمام کو اپنے فرمانبرداروں میں شامل فرمائے۔آمین۔

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ا رکوع اور ۱۱ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۹۴﴾ جس دن پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح ہوجائیں گے ﴿القارعہ ۱۔تا۔۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ۝ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔الْقَارِعَةُ کھٹکھٹانے والی مَا الْقَارِعَةُ کیا ہے کھٹکھٹانے والی وَمَا اور کس چیز نے أَدْرَاكَ آپ کو خبر دی مَا الْقَارِعَةُ کیا ہے کھٹکھٹانے والی يَوْمَ جس دن يَكُونُ النَّاسُ لوگ ہوجائیں گے كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ جیسے پروانے بکھرے ہوئے وَتَكُونُ الْجِبَالُ اور پہاڑ ہوجائیں گے كَالْعِهْنِ جیسے رنگین اون الْمَنفُوشِ دھنکی ہوئی

ترجمہ: ۔کھڑکھڑانے والی ۝ کھڑکھڑانے والی کیا ہے؟ ۝ اور تم کیا جانو کہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے ۝ (وہ قیامت) جس دن لوگ ایسے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے پتنگے ۝ اور پہاڑ ایسے ہوجائیں گے جیسے دھنکی ہوئی رنگ برنگ کی اُون۔

سورہ کی فضیلت: حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۃ القارعہ پڑھی قیامت کے دن اللہ اسکے میزان کو بھاری کردے گا۔(تخریج أحادیث الکشاف للزیلعی ۔ج،٤ ۔ص،۲۷۳)

تشریح: ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

١. یاد کرو اس واقعہ کو جو دل دہلا کر رکھ دے گا۔ ٢. کیا ہے وہ دل دہلانے والا واقعہ؟

٣. تمہیں کیا معلوم کہ وہ دل دہلانے والا واقعہ کیا ہے؟

٤. اس دن سارے لوگ پھیلے ہوئے پروانوں کی طرح ہوجائیں گے۔

٥. پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین روئی کی طرح ہوجائیں گے۔

یاد کرو اس دل دہلانے والے واقعہ کو، کیا ہے وہ دل کو دہلانے والی چیز؟ اے نبی! آپکو پتا بھی ہے کہ وہ دل دہلانے والا واقعہ کیا ہے؟، یہاں اللہ تعالی نے اس واقعہ کی ہولناکی کو بیان کرنے کے لئے اسے تین بار بیان فرمایا تا کہ انسان کو اسکی خبر ہوجائے اور اس کی ہیبت اسکے دل میں بیٹھ جائے، پھر اسکے بعد اس دن ہونے والے حالات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہولناکی والا دن ایسا ہوگا کہ اس دن انسانوں کی حالت ان پروانوں کی طرح ہوجائے گی جو آگ کے

اطراف ہزاروں کی تعداد میں اس طرح پھیلے ہوئے ہوتے ہیں کہ بس ہر طرف وہی نظر آنے لگتے ہیں، ٹھیک اسی طرح انسانوں کا بھی حشر ہوگا کہ جب انہیں انکی قبروں سے نکالا جائے گا تو وہ بھی ان منتشر پتنگوں کی طرح میدانِ محشر میں پھیلے ہوں گے کہ ہر طرف وہی نظر آئیں گے ۔سورۃ قمر کی آیت نمبر ۷ میں بھی فرمایا کہ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ وہ لوگ اپنی قبروں سے اس طرح نکلیں گے جیسے کہ پھیلی ہوئی ٹڈیاں، یعنی سارا میدان محشر انسانی سروں سے بھرا ہوا ہوگا اور اس دن زمین پر جتنے بھی مضبوط پہاڑ ہیں وہ سب دھنکی ہوئی روئی کی طرح آسمان میں اڑتے نظر آئیں گے وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ اور جب پہاڑوں کو چلایا جائے گا۔(التکویر۔۳)،وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا اس دن سارے پہاڑ ریت کے بکھرے ہوئے تودے بن کر رہ جائیں گے،(المزمل۔۱٤)،اس طرح وہ میدان محشر کی زمین صاف اور چٹیل میدان کی طرح ہوجائے گی اور جب سب لوگ اس میدان میں جمع ہوجائیں گے تو پھر وہاں اعمال کو تولنے کے لئے ترازو قائم کی جائے گی اور پھر اعمال کوتولا جائے گا اسکے بعد کیا ہوگا اسے اگلی آیتوں میں بیان کیا جارہا ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۹۵﴾ جس کے پلڑے وزنی ہوں گے ﴿القارعہ ٦۔تا۔۱۱﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ O فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ O وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ O فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ O وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ O نَارٌ حَامِيَةٌ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ :۔ فَأَمَّا چنانچہ لیکن مَنْ جو شخص کہ ثَقُلَتْ بھاری ہوگئی مَوَازِيْنُهُ اس کی میزان فَهُوَ تو وہ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ پسندیدہ زندگی میں ہوگا وَأَمَّا اور لیکن مَنْ جو شخص کہ خَفَّتْ ہلکی ہوگئی مَوَازِيْنُهُ اسکی ترازو فَأُمُّهُ تو اس کا ٹھکانا هَاوِيَةٌ ہاویہ ہوگا وَمَا اور کس چیز نے أَدْرَاكَ خبر دی آپ کو مَا هِيَهْ کیا ہے وہ نَارٌ آگ ہے حَامِيَةٌ سخت دہکتی ہوئی

ترجمہ :۔ اب جس شخص کے پلڑے وزنی ہوں گے O تو وہ من پسند زندگی میں ہوگا O اور وہ جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے O تو اُس کا ٹھکانہ ایک گہرا گڑھا ہوگا O اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ گہرا گڑھا کیا چیز ہے؟ O ایک دہکتی ہوئی آگ!

تشریح :ان چھ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. اب جس شخص کے پلڑے وزنی ہونگے وہ عیش کی زندگی میں ہوگا۔

۲. جس شخص کے پلڑے ہلکے ہونگے تو اسکا ٹھکانہ ایک گہرا گڑھا ہوگا۔

۳. تمہیں اس گہرے گڑھے کے تعلق سے کیا پتا کہ وہ کیا ہے؟۔ ٤. وہ ایک دہکتی آگ ہے۔

جب سارے لوگ میدان محشر میں جمع ہوجائیں گے اور اعمال کو تولنے کے لئے ترازو لگائی جائے گی تو بس اعمال کو تولنے کا عمل شروع ہوگا، لہٰذا اب جس کسی بھی شخص کے ترازو کا وہ پلڑا کہ جس میں نیکیاں ہیں اسکے گناہوں والے پلڑے سے

بھاری اور وزنی نکلے گا تو پھر ایسا شخص من پسند زندگی گزارے گا یعنی اسے جنت کی آسائشوں میں رہنے کیلئے بھیج دیا جائے گا، فَمَنۡ ثُقِلَتۡ مَوَازِیۡنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ کہ جس شخص کا پلڑا بھاری ہوگا تو یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب کہلائیں گے (الاعراف۔۸) اور پھر جس شخص کی نیکیوں والا پلڑا اسکے گناہوں والے پلڑے سے ہلکا نکلے گا اور گناہوں والا پلڑا بھاری ہوگا تو ایسے شخص کا ٹھکانہ ایک گہرا گڑھا ہوگا، اب یہ گہرا گڑھا کیا ہے اور کس چیز سے بنا ہوا ہے؟ اس بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں پتا بھی ہے کہ جس گہرے گڑھے کے بارے میں ہم تمہیں بتلا رہے ہیں وہ کیا چیز ہے؟ اگر نہیں معلوم ہے تو سن لو کہ وہ گہرا گڑھا آگ کا ہے کہ اسکی تہہ سے اوپری حصہ تک بس آگ ہی آگ ہوگی کہ جس کسی کو بھی اس گڑھے میں پھینکا جائے گا تو وہ اس آگ میں جلکر خاک ہوجائے گا اور وہ آگ اسے جلا کر رکھ دیگی، سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۹ میں فرمایا گیا وَمَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِیۡنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ بِمَا كَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا یَظۡلِمُوۡنَ جنکی ترازو کے پلڑے ہلکے ہونگے تو یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ زیادتی کر کے خود اپنی جانوں کو گھاٹے میں ڈالا ہے۔ یہ آگ جس میں ان خسارہ اٹھانے والوں کو ڈالا جائے گا اسکی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آگ جو لوگ اس دنیا میں جلاتے ہیں وہ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے، یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! یہ ایک حصہ ہی انسان کو جلانے کیلئے کافی ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں! لیکن اسکے باوجود اس جہنم کی آگ کو اس دنیا کی آگ پر انہتر (۶۹) درجہ فضیلت ہے اور ہر حصہ میں وہی حرارت ہے جو پہلے حصہ میں ہے۔ (بخاری۔۳۲۶۵)، اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دنیوی آگ جہنم کی آگ کے سو حصوں کا ایک حصہ ہے۔ (مسند احمد۔۸۹۲۱)، جب ایک حصہ والی آگ کا یہ عالم ہے کہ وہ ہماری جلد اور گوشت کو بھون کر رکھ دیتی ہے تو پھر اس سو گنا زیادہ حرارت والی آگ کا کیا عالم ہوگا؟ اللہ ہم تمام کو جہنم کی اس آگ سے بچائے اور ہمیں اعمال صالحہ کے ذریعہ اپنے میزان کو بھاری کرنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۸ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۹۶﴾ **اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا** ﴿التکاثر ۱ تا ۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ أَلْهٰكُمُ تمہیں غافل کر دیا التَّكَاثُرُ باہم کثرت کی خواہش نے حَتّٰى یہاں تک کہ زُرْتُمُ تم جا پہنچے الْمَقَابِرَ قبرستانوں میں كَلَّا ہرگز نہیں! سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ عنقریب تم جان لوگے ثُمَّ كَلَّا پھر ہرگز نہیں! سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ عنقریب تم جان لوگے كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ یقیناً اگر تم جان لو عِلْمَ الْيَقِيْنِ جاننا یقین کا لَتَرَوُنَّ تم ضرور دیکھو گے الْجَحِيْمَ دوزخ کو ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا پھر تم ضرور دیکھو گے اسے عَيْنَ الْيَقِيْنِ یقین کی آنکھ سے ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ پھر تم ضرور سوال کیے جاؤ گے يَوْمَئِذٍ اس دن عَنِ النَّعِيْمِ نعمتوں کی بابت

ترجمہ: ۔ تم کو بہت سی طلب نے غافل کر دیا ۝ یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں ۝ دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا ۝ پھر دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا ۝ دیکھو اگر تم جانتے (یعنی) علم الیقین (رکھتے تو غفلت نہ کرتے ۝ تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے ۝ پھر اس کو (ایسا) دیکھو گے (کہ) عین الیقین (آ جائے گا) ۝ پھر اس روز تم سے (شکرِ) نعمت کے بارے میں پرسش ہو گی۔

سورہ کی فضیلت: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ہر روز ہزار آیتیں پڑھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ کون ہزار آیتیں پڑھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے کہا کہ کیا تم لوگ سورہ أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتے؟ (شعب الایمان للبیہقی۔ ۲۲۸۷)

تشریح: ان آٹھ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی ہوس نے تمہیں غفلت میں ڈال رکھا ہے۔

۲. یہ غفلت تم پر اس وقت تک طاری رہے گی جب تک کہ تم قبرستانوں میں پہنچ جاو۔

۳. ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے عنقریب تمہیں سب پتہ چل جائے گا۔

۴. پھر سے سن لو! تمہیں ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے عنقریب تمہیں سب پتہ چل جائے گا۔

۵. ہرگز نہیں! اگر تم یقینی علم کے ساتھ یہ بات جانتے ہوتے تو ایسا نہ کرتے۔

٦. یقین جانو! تم لوگ دوزخ کو ضرور دیکھو گے۔ ۷. پھر یقین جانو! تم لوگ دوزخ کو ضرور دیکھو گے

۸. پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

تمہیں ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی حرص نے آخرت اور اسکے انجام سے غافل کر رکھا ہے، تم پر دنیا کی محبت اور اس دنیا میں ایک دوسرے پر برتری حاصل کرنے کی چاہت نے آخرت سے غافل کر دیا ہے اور تم اس دنیا کی نعمتوں میں ڈوب کر یہ بھول چکے کہ تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور پھر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے اپنے بھائی کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے بھائی! دنیا کی محبت کو چھوڑ دے اس لئے کہ دنیا کی محبت اندھا اور گونگا بنا دیتی ہے۔ (الزہد لابن أبی الدنیا۔۲۲۱) یعنی انسان پر دنیا کی محبت ایسے غالب آتی ہے کہ اس محبت کے آگے اسے نہ تو احکام الٰہی نظر آتے ہیں اور نہ فرمان نبی سنائی دیتا ہے بلکہ وہ ان سب کو پس پشت ڈال کر دنیا کی چاہت اور اسکے جمع کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے، اب یہ مال جمع کرنے کی حالت انسان کی کب تک رہتی ہے؟ اسے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب کسی پر دنیا اس طرح غالب آجائے تو پھر موت تک وہ اسی میں پڑا رہتا ہے، جب موت اسکے سامنے آکھڑی ہوتی ہے تو تب اسے معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کے جمع کرنے کے پیچھے میں نے ساری زندگی لگادی آج وہ میرے کسی کام کی نہ رہی اور نہ ہی میں اسے اپنے ساتھ لیجا سکتا ہوں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ بندہ بس میرا مال میرا مال کرتا رہتا ہے حالانکہ اسکے مال میں سے اس کا ایک وہی جو وہ کھایا اور ختم کر دیا، دوسرا وہ جو اس نے پہنا اور پرانا کر دیا، تیسرا وہ جو اس نے صدقہ کیا اور آگے بھیجا، باقی کا جو مال ہے وہ سب لوگوں کے لئے وہ چھوڑ کر جانے والا ہے۔ (مسلم۔۲۹۵۹) نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اسکے ساتھ تین چیزیں (قبرستان) تک جاتی ہے، دو چیزیں وہیں سے واپس آجاتی ہے اور ایک چیز اسی کے ساتھ چلی جاتی ہیں، وہ تین چیزیں جو اسکے ساتھ جاتی ہیں وہ اسکے اہل وعیال، مال اور عمل ہیں، ان تینوں میں سے ایک اہل وعیال اور مال واپس آجاتے ہیں جبکہ عمل اسی کے ساتھ رہتا ہے۔ (بخاری۔٦۵١٤)

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ا رکوع اور ۳ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۹۷﴾ مومنوں کے سوا سارے انسان گھاٹے میں ہیں ﴿العصر ا۔تا۔۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ وَالْعَصْرِ قسم ہے زمانے کی إِنَّ الْإِنْسَانَ بلاشبہ انسان لَفِي خُسْرٍ البتہ خسارے میں ہے إِلَّا الَّذِيْنَ سوائے ان لوگوں کے جو اٰمَنُوْا ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل نیک کیے وَتَوَاصَوْا اور ایک دوسرے کو وصیت کی بِالْحَقِّ حق کی وَتَوَاصَوْا اور ایک دوسرے کو وصیت کی بِالصَّبْرِ صبر کی

ترجمہ:۔ عصر کی قسم! ۝ کہ انسان نقصان میں ہے ۝ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق (بات) کی تلقین کی اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

سورہ کی فضیلت: ابو مدینہ دارمی (عبداللہ بن حصن) سے مروی ہے کہ جب دو صحابہ ملتے تو جدا ہونے سے پہلے ایک دوسرے کے سامنے سورۃ العصر پڑھتے پھر ایک دوسرے کو سلام کرتے۔

(المعجم الأوسط للطبرانی ۔ ٥١٢٤)

تشریح: ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. قسم ہے زمانہ کی کہ انسان درحقیقت بڑے گھاٹے میں ہے۔
۲. سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں۔
۳. ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت کریں۔ ٤. ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کریں۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ انسان کا اس دنیا کی رونق میں کھونا اور دنیا کو جمع کرنے کی فکر میں ایک دوسرے سے اس مال ومتاع میں بڑھنے کی پرزور کوشش کرنا نقصاندہ ہے اور یہ عمل اسے جہنم تک لیجانے والا ہے، اس سورت میں اللہ تعالی ان اعمال کو بیان فرمارہے ہیں جو انسان کو کامیابی سے ہمکنار کرتے ہیں اور اسے جنت تک لیجاتے ہیں تو سب سے پہلے اللہ تعالی نے زمانہ کی قسم کھا کر یہ بتلادیا کہ انسان درحقیقت بڑے گھاٹے میں ہے، یقیناً یہ بات صدفیصد درست ہے کہ اگر انسان اللہ تعالی کے بتائے ہوئے طریقہ پرزندگی نہ گزارے اور اسی دنیا کی رونق میں کھوجائے اور آخرت کو بھول بیٹھے تو وہ کل قیامت کے دن نقصان اٹھانے والا ہے، یہاں اللہ تعالی نے زمانہ کی قسم اس لئے کھائی تاکہ انسان

گزری ہوئی قوموں اور انکے حالات کا جائزہ لے کہ ان پچھلی قوموں نے ایسا کیا کیا تھا جسکے سبب انہیں اس دنیا ہی میں دردناک عذاب دیا گیا اور اسکے برعکس جن قوموں پر اللہ تعالی نے اپنی رحمت نازل فرمائی انکے اعمال کس طرح کے تھے ؟ جب انسان اس زمانہ کی تاریخ پر نظر ڈالیگا تو اسے پتہ چل جائے گا کہ دنیا میں ہمیں کس طرح رہنا ہے؟ اسکے بعد اللہ تعالی نے خود ہی واضح فرمادیا کہ اگر تم لوگ آخرت کے نقصان سے بچنا چاہتے ہو تو تمہیں وہ کام کرنے چاہئیں جو ہم تمہیں حکم دیتے ہیں، چنانچہ سب سے پہلا کام یہ کرو کہ ہم پر، ہمارے رسولوں پر، ہماری کتابوں اور قیامت کے دن پر ایمان لے آو، جب تم ان باتوں کو سچے دل سے قبول کرلو تو پھر دوسرا کام تمہیں یہ کرنا ہے کہ ہم نے جو جو احکام تمہیں دیئے ہیں وہ تم کرتے جاؤ اور جن کاموں سے ہم نے تمہیں روکا ہے اس سے بچتے جاو، اب جب تم خود بالکل احکام الٰہی کے پابند اور نیک بن جاو تو اب اگلا کام تمہارا یہ ہے کہ تم دوسروں کو بھی نیکی کی طرف بلاو اس طرح کہ انہیں ایمان اور حق کی دعوت دو اور ایمان کو انکے دل میں بٹھانے کی فکر میں لگے رہو اور جب انہیں اللہ کی طرف سے اپنی جان و اپنے مال میں مصائب و پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے تو تم انہیں صبر کی تلقین کرو اور کہو کہ تمہاری ان مشقتوں پر اللہ تعالی تمہیں بڑے اجر سے نوازے گا، لہٰذا اللہ کے لئے ان پر صبر کرو، یہ وہ کام ہیں جو تمہیں جنت کی طرف لے جاتے ہیں، امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ ایسی سورت ہے کہ اگر انسان اس پر غور و فکر کرلے تو یہی ایک سورت اسکی ہدایت کے لئے کافی ہوجائے گی۔ (التفسیر المنیر۔ ج ۳۰۔ ص ۳۹۱) اور یقیناً یہ بات بالکل درست بھی ہے کہ انسان اگر ان بیان کردہ چیزوں پر عمل کرنا شروع کردے تو یقیناً جہنم سے نجات پاسکتا ہے، اللہ ہم تمام کو ان پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

سُوۡرَةُ الۡھُمَزَةِ مَکِّیَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۹ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۳۹۸﴾ **جس نے مال اکٹھا کیا ہو اور اسے گنتا رہتا ہو** ﴿الھمزہ ۱ ۔تا۔ ۵﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۞ الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۞ يَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ ۞ كَلَّا لَيُنۡۢبَذَنَّ فِی الۡحُطَمَةِ ۞ وَمَاۤ اَدۡرٰكَ مَا الۡحُطَمَةُ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔ وَيۡلٌ ہلاکت ہے لِّكُلِّ واسطے ہر هُمَزَةٍ عیب جو لُّمَزَةِ غیبت کرنے والے کے الَّذِیۡ وہ جس نے جَمَعَ مَالًا جمع کیا مال وَّعَدَّدَهٗ اور اس کو گن کر رکھا يَحۡسَبُ وہ سمجھتا ہے اَنَّ مَالَهٗ بلاشبہ اس کا مال اَخۡلَدَهٗ اس کو ہمیشہ زندہ رکھے گا كَلَّا ہرگز نہیں لَيُنۡۢبَذَنَّ یقیناً وہ ضرور پھینکا جائے گا فِی الۡحُطَمَةِ حطمہ میں وَمَاۤ اور کس چیز نے اَدۡرٰكَ خبر دی آپ کو مَا الۡحُطَمَةُ کیا ہے حطمہ

ترجمہ: ۔ ہر طعن آمیز اشارے کرنے والے چغل خور کی خرابی ہے ۞ جو مال جمع کرتا اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے ۞ (اور) خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا موجب ہوگا ۞ ہرگز نہیں! وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا ۞ اور تم کیا سمجھے کہ حطمہ کیا ہے؟ ۞ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے ۞ جو دلوں پر جا لپٹے گی ۞ (اور) وہ اس میں بند کر دیئے جائیں گے ۞ (یعنی آگ کے) لمبے لمبے ستونوں میں۔

تشریح :ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

١. بڑی خرابی ہے اس شخص کی جو پیٹھ پیچھے عیب لگانے والا اور منہ پر طعنے دینے کا عادی ہو۔

٢. جس نے مال اکٹھا کیا ہو اور اسے گنتا رہتا ہو۔ ٣. وہ سمجھتا ہے کہ اسکا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا۔

٤. ایسا ہرگز نہیں ہے! اسے تو ایسی جگہ پھینکا جائے گا جو چورا چورا کرنے والی ہے۔

٥. تمہیں معلوم بھی ہے کہ وہ چورا چورا کرنے والی چیز کیا ہے؟۔

بڑی خرابی ہونے والی ہے کل قیامت کے دن اس شخص کی جو پیٹھ پیچھے لوگوں پر عیب لگاتا پھرے، پیٹھ پیچھے کسی پر چغلی کھاتا ہے اور چغلی کرنے والے کے بارے میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چغلی کرنے والا کبھی جنت میں نہیں جائے گا۔ (ترمذی ۔٢٠٢٦) اور ایک روایت میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں سب سے بدترین لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ پھر فرمایا کہ سب سے بدتر لوگ وہ ہیں جو چغلی کرتے ہیں، محبت رکھنے والوں میں فساد ڈالتے ہیں، باغی ہیں، مخلوق سے بیزار اور متعصب ہیں۔ (مسند احمد ۔١٧٩٩٨) اسکے بعد ہلاک ہونے والوں کی دوسری صفت بیان

کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ دوسروں کو طعنہ دینے والا بھی ہو، کسی انسان کو طعنہ دینے سے اسکا دل دکھتا ہے اور کسی انسان کا دل دکھانا یہ تو اس چغلی کرنے سے بھی بڑا گناہ ہے، اسکے بعد مزید فرمایا کہ وہ ایسا ہو کہ مال جمع کر کے رکھتا ہو، راہ خدا میں خرچ نہ کرتا ہو بلکہ اسے گنتے ہوئے بیٹھنے والا ہو، ویسے تو فی نفسہ مال حاصل کرنا اور کمانا بری بات نہیں لیکن مال کی محبت میں ایسا جکڑے جانا کہ بس اسکے سر پر صرف مال ہی کی دھن سوار ہو اور یہ مال اسے فرائض و واجبات سے غافل کر کے رکھدے اور عموماً ہوتا ایسا ہی ہے کہ جب انسان کے دل میں مال کی طمع و حرص بڑھتے جاتی ہے تو اسکے دل سے ایمان اور خوف خدا آہستہ آہستہ دور ہوتے جاتا ہے اور اسے اپنے اس مال پر اتنا گھمنڈ اور غرور ہوتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہی میرا مال میرے ہر وقت کام آنے والا ہے اور مجھے ہر قسم کی آفتوں سے نکالنے والا ہے اس طرح وہ سوچنے لگتا ہے کہ مجھے موت سے بچانے والا اگر میں بیمار ہو جاوں تو مجھے اس بیماری سے صحت مند بنانے والا اور زندگی بخشنے والا یہی مال ہے، حالانکہ وہ یہ بھول جاتا ہے کہ انسان کی زندگی اور موت صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ ہے، اس طرح وہ آخرت سے غافل ہو جاتا ہے، ایک طویل حدیث میں اس واقعہ کا ذکر بھی ہے کہ ایک صحابی ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ السلام سے گزارش کی کہ آپ میرے لئے اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال عطاء کرے اس پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ثعلبہ! تیری ناک خاک آلود ہو یہ تو کیسی تمنا کر رہا ہے؟ کیا تیرے لئے وہ تھوڑا سا مال جس پر تو اللہ کا شکر ادا کرے اس کثیر مال سے بہتر نہیں ہے جس پر تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کرے؟ وہ صحابی بار بار اللہ کے نبی سے یہی گزارش کرتے رہے اور فرمایا کہ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس مال آجائے گا تو میں ہر حقدار کو اسکا حق ادا کرونگا بالآخر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے لئے دعا کر دی جسکے نتیجہ میں وہ بہت مال والے ہو گئے لیکن انہیں اس مال کی محبت نے دھیرے دھیرے دین سے دور کر دیا حتی کہ انہوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے زکوٰۃ وصول کرنے والے کو ہی زکوٰۃ دینے سے منع فرما دیا۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی۔ ج۔۵۔ص۔۲۹۰) الغرض مال کی محبت انسان کو آخرت سے دور کر دیتی ہے اور بالآخر اسکا انجام دوزخیوں والا ہوتا ہے جسے اگلی آیت میں بیان کیا جا رہا ہے کہ اے انسان! مال کے تعلق سے تیرا جو گمان ہے وہ بالکل غلط ہے، نہ تو وہ تیرے پاس ہمیشہ رہیگا اور نہ ہی تجھے ہمیشہ وہ رکھ پائے گا بلکہ ایسے شخص کو ایسی جگہ پھینکا جائے گا جو چورا چورا کرنے والی ہے، اس چورا چورا کرنے والی جگہ کی ہیبت اور خوفناکی کو دل میں بٹھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں معلوم بھی ہے کہ وہ چورا چورا کرنے والی چیز کیا ہے؟ اگلی آیتوں میں اس کی وضاحت فرمائی گئی۔

﴿درس نمبر ۲۳۹۹﴾ یقین جانو وہ آگ ان پر بند کر دی جائے گی ﴿الھمز ۶۔تا۔۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ نَارُ اللّٰهِ اللہ کی آگ ہے الْمُوْقَدَةُ بھڑکائی ہوئی الَّتِيْ تَطَّلِعُ وہ جو پہنچتی ہے عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ دلوں تک اِنَّهَا بلاشبہ وہ عَلَيْهِمْ ان پر مُّؤْصَدَةٌ بند کر دی جائے گی فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ لمبے لمبے ستونوں میں

ترجمہ: وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے O جو دلوں پر جا لپٹے گی O (اور) وہ اس میں بند کر دیئے جائیں گے O (یعنی آگ کے) لمبے لمبے ستونوں میں۔

تشریح: ان چار آیتوں میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. وہ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے جو دلوں تک جا چڑھے گی۔

۲. یقین جانو وہ آگ ان پر بند کر دی جائے گی جبکہ وہ اس آگ کے لمبے چوڑے ستونوں میں گھرے ہوئے ہوں گے۔

اب وہ چورا چورا کرنے والی چیز کیا ہے؟ جس میں ان چغل خوروں، عیب لگانے والوں، طعنہ دینے والوں اور دنیا کے مال و متاع کی حرص رکھنے والوں کو ڈالا جائے گا چنانچہ فرمایا کہ وہ اللہ تعالی کی سلگائی ہوئی آگ ہے جو کبھی ٹھنڈی نہیں پڑ یگی اور جب ایک بار اس آگ میں انہیں ڈالا جائے گا تو اس آگ کی تپش کی وجہ سے انکے دل و دماغ کھولنے لگیں گے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً جہنم کی آگ دوزخیوں کو کھاتے رہے گی حتی کہ جب وہ ان دوزخیوں کے دلوں تک پہنچ جائے گی تو کھانا بند کر دے گی، اسکے بعد پھر سے اس دوزخی کو زندہ کیا جائے گا اور پھر سے وہ آگ اسے کھانے لگے گی اور ہر بار ایسا ہی ہوگا، اسی کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا "نَارُ اللهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ" (البدایہ والنہایہ۔ج،۲۰۔ص،۱۱۸) اسکے بعد مزید فرمایا کہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالی جہنم میں آگ سے بنے ستونوں میں جکڑ دے گا کہ وہ ان آگ کے ستونوں میں گھر جائیں گے اور اوپر سے جہنم کے منہ کو بند کر دیا جائے گا، جس طرح ایک دیگ کو آگ پر رکھ کر اسکا منہ کسی تھالی سے بند کر دیا جاتا ہے اسی طرح ان جہنمیوں کو اس جہنم میں ڈال کر اس آگ کے ستونوں سے باندھ کر جہنم کے دروازہ کو بند کر دیا جائے گا جس کی وجہ سے اس آگ کی تپش میں اور اضافہ ہوگا اور یہ آگ انہیں تڑپا تڑپا کر جلائے گی، اَللّٰهُ اَكْبَرُ کتنی دردناک سزا ہے جو ان بری صفات کے حامل لوگوں کو قیامت کے دن دی جائے گی؟ اللہ تعالی ہم تمام کو اس عذاب سے محفوظ رکھے اور ان بیان کردہ تمام بری صفتوں سے دور رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین۔

سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۵ آیات پر مشتمل ہے۔

ہاتھی والوں کا انجام

﴿درس نمبر ۲۴۰۰﴾ ﴿الفیل ۱۔تا۔۵﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيْلٍ ۝ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ :۔ أَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا كَيْفَ فَعَلَ کیا کیا رَبُّكَ آپ کے رب نے بِأَصْحٰبِ الْفِيْلِ ہاتھی والوں کے ساتھ أَلَمْ يَجْعَلْ کیا نہیں کر دیا تھا اس نے كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيْلٍ ان کی چال کو بے کار وَأَرْسَلَ اور اس نے بھیجے عَلَيْهِمْ ان پر طَيْرًا أَبَابِيْلَ پرندے جھنڈ کے جھنڈ تَرْمِيْهِمْ وہ پھینکتے تھے ان پر بِحِجَارَةٍ کنکریاں مِّنْ سِجِّيْلٍ کھنگر کی فَجَعَلَهُمْ سو اس نے کر دیا انہیں كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ جیسے کھایا ہوا بھوسا

ترجمہ :۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ ۝ کیا ان کا داؤ غلط نہیں کیا؟ (کیا) ۝ اور ان پر جھلڑ کے جھلڑ جانور بھیجے ۝ جو ان پر کھنگر کی پتھریاں پھینکتے تھے ۝ تو ان کو ایسا کر دیا جیسے کھایا ہوا بھُس۔

سورہ کی فضیلت : حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس نے سورۃ الفیل پڑھی اللہ اسے ذلت و رسوائی سے بچائے گا۔

(تخریج أحادیث الکشاف للزیلعي۔ج،٤۔ص،٢٨٩)

تشریح : ان پانچ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

١. کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آپ کے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

٢. کیا اس نے ان لوگوں کی ساری چالیں بیکار نہیں کر دی تھیں؟

٣. ان پر غول کے غول پرندے چھوڑ دیئے تھے جو ان پر پ کے مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے

٤. چنانچہ انہیں ایسا کر ڈالا جیسے کھایا ہوا بھونسہ۔

اس سورت میں اللہ تعالی اس بات کی مثال پیش کر رہے ہیں کہ کیسے اس نے قوت و مالداری میں بڑھے ہوئے شخص کو ہلاک کیا اور اس وقت اسکا مال اسکے کچھ کام نہ آیا؟ چنانچہ فرمایا کہ اے نبی! کیا آپ کو ہاتھی والوں کا قصہ معلوم ہے کہ آپ کے پروردگار نے انکے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ یہاں ہوسکتا ہے کہ خطاب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو اس لئے کہ

اصحاب فیل کے واقعہ کے وقت آپ کی ولادت نہیں ہوئی تھی اس لئے آپ کو اس واقعہ کا علم نہیں تھا، لہٰذا اس واقعہ کو بیان کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب فرمایا، مفسرین نے آپ علیہ السلام کی ولادت سے متعلق تین قول نقل کئے ہیں ایک یہ کہ آپ کی ولادت اصحابِ فیل کے واقعہ کے چالیس سال بعد ہوئی، دوسرا یہ کہ ۲۳ سال بعد ہوئی اور تیسرا یہ کہ اسی سال ہوئی جیسا کہ روایات میں آیا ہے کہ "وُلِدْتُ يَوْمَ الْفِيْلِ" (تفسیر الماوردی۔ج۔۶۔ص، ۳۳۸) یا یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں خطاب قریش مکہ سے ہوتا کہ انہیں اس واقعہ کی یاد دلائی جائے جو کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک نمونہ تھا۔ یہ اصحابِ فیل کون تھے اور انکا واقعہ کیا ہے؟ اسکے متعلق امام قرطبی علیہ الرحمہ نے ایک طویل واقعہ بیان فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابرہہ نے صنعاء مقام پر ایک شاندار چرچ بنوایا اور وہ یہ چاہتا تھا کہ عرب کے لوگ خانۂ کعبہ کو چھوڑ کر نعوذ باللہ اس چرچ کی زیارت وطواف کے لئے آیا کریں، چنانچہ ایک آدمی نے یہ بات سنی تو اسے غصہ آیا کہ وہ بیت اللہ کی عظمت کو ڈھانا چاہتا ہے لہٰذا وہ ایک شام اس چرچ میں گیا اور قضاء حاجت سے فارغ ہو گیا اور کہا کہ یہ اسی قابل ہے، جب ابرہہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو اسے غصہ آیا اس وقت اس نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کے ارادے سے نکلا اور پھر بیچ راستہ میں مختلف واقعات ہوئے بالآخر جب وہ مکہ میں داخل ہوا تو اس نے اپنے ایک قاصد کو مکہ کے سردار یعنی حضرت عبد المطلب کے پاس بھیجا یہ کہنے کے لئے کہ ہم آپ سے جنگ کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس گھر کو ڈھانے کے لئے آئے ہیں، اس پر حضرت عبد المطلب نے فرمایا کہ نہ تو ہم اس سے جنگ کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی ہمارے پاس اتنی قوت ہے کہ ہم اس سے لڑسکیں، اب رہی بات اس گھر کو ڈھانے کی تو یہ گھر تو اللہ کا اور اسکے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا ہے لہٰذا اگر وہ اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو یہ اسی کا گھر ہے اور اگر نہیں تو پھر ہمارے پاس بھی اسکا دفاع کرنے کی قوت نہیں، الغرض پھر آپ نے اپنی قوم قریش کو مکہ سے نکل کر پہاڑوں میں چھپ جانے کا حکم فرمایا اور خود خانہ کعبہ کے دروازہ کی کونڈی کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے التجا کرنے لگے کہ اے ہمارے رب! ہمارے پاس آپ کے سوا انکے لئے کوئی امید نہیں ہے اے اللہ! اپنے گھر کی ان سے حفاظت فرما، اے اللہ! یقیناً اس گھر کا دشمن وہی ہے جو آپ سے دشمنی کرے، یقیناً وہ آپ کی قوت کو کبھی دبا نہیں پائیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر اپنے پرندوں کا ایک لشکر بھیجا جو اپنی چونچ اور دونوں پیروں میں چنے کے برابر پ کی مٹی کے پتھر پکڑے ہوئے تھے اور وہ اس لشکر پر پھینکتے جاتے اور جس پر بھی یہ پتھر گرتا وہ وہیں ہلاک ہو جاتا اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر کے اپنے گھر کی حفاظت فرمائی۔ (تفسیر قرطبی۔ج۔۲۰۔ص۔۱۹۰۔۱۹۲) یہ ہے وہ واقعہ جسکی طرف اس سورت میں اشارہ کیا گیا، چنانچہ اگلی آیتوں میں اسی کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس لشکر کی تدبیروں کو جو خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے آئے تھے بیکار نہیں کر دیا؟ کہ وہ آئے تو تھے خانہ کعبہ کو اجاڑنے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ہی اجاڑ دیا کہ ان پر پرندوں کا ایک لشکر بھیجا جو ان پر پ کی مٹی کے پتھر پھینکتے جاتے اور ان چھوٹے سے پتھروں نے انہیں ہلاک وتباہ کر کے رکھ دیا اور انکی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے کہ کھایا ہوا بھوسہ بکھرا پڑا ہو۔ یقیناً یہ واقعہ باعثِ عبرت ہے ساری انسانیت کے لئے اور بالخصوص انکے لئے جو اپنی مال ودولت اور قوت پر غرور کرتے ہیں اور آپ علیہ السلام سے دشمنی رکھتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اس سورت اور واقعہ سے عبرت حاصل کریں۔

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۴ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۰۲۴﴾ **وہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں** ﴿القریش ۱۔تا۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِإِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ○ إِلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ○ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ○ الَّذِيْٓ أَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ لِإِيْلٰفِ بوجہ مانوس ہونے کے قُرَيْشٍ قریش کے إِلٰفِهِمْ مانوس ہونا ان کا رِحْلَةَ سفر سے الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ سردی اور گرمی کے فَلْيَعْبُدُوْا لہٰذا چاہیے کہ وہ عبادت کریں رَبَّ مالک کی هٰذَا الْبَيْتِ اس گھر کے الَّذِيْ وہ ذات جس نے أَطْعَمَهُمْ کھانا کھلایا ان کو مِّنْ جُوْعٍ بھوک میں وَّاٰمَنَهُمْ اور امن دیا ان کو مِّنْ خَوْفٍ خوف سے

ترجمہ:۔ قریش کی مانوس کرنے کے سبب ○ یعنی ان کو جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے سبب ○ لوگوں کو چاہیئے کہ (اس نعمت کے شکر میں) اس گھر کے مالک کی عبادت کریں ○ جس نے ان کو بھوک میں کھانا کھلایا اور خوف سے امن بخشا۔

سورہ کی فضیلت: حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۃ لِإِيْلٰفِ قُرَيْشٍ کی تلاوت کی اسے کعبہ کا طواف اور اس میں اعتکاف کرنے والوں سے دس گنا زیادہ ثواب دیا جائے گا۔ (التفسیر الوسیط للواحدی۔ج،٤۔ص،٥٥٥)

تشریح: ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

١. چونکہ قریش کے لوگ عادی ہیں۔ ٢. یعنی وہ لوگ سردی اور گرمی کے موسموں میں سفر کرنے کے عادی ہیں۔
٣. اس لئے انہیں چاہئے کہ وہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں۔
٤. یہ وہ مالک ہے جس نے بھوک کی حالت میں انہیں کھانا دیا۔ ٥. بدامنی سے انہیں محفوظ رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس ابرہہ کے لشکر کو جو ہلاک کیا وہ اسی قوم قریش کے لئے کیا، پھر آگے اللہ تعالیٰ نے قریش کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ قریش کی قوم ایسی ہے جو عادی ہے، اب یہ لوگ کس چیز کے عادی ہیں؟ اگلی آیت میں بیان فرمایا کہ یہ لوگ گرمی اور سردی دونوں موسموں میں سفر کرنے کے عادی ہیں، چونکہ مکہ ایک ایسا مقام تھا کہ معیشت صرف تجارت پر منحصر تھی، صحرا ہونے کی وجہ سے یہاں کھیتی وغیرہ نہیں کی جاتی تھی اس لئے لوگ معاش حاصل کرنے کے

لئے مختلف مقامات کا تجارت کی غرض سے سفر کرتے تھے عموماً یہ لوگ موسم سرما میں یمن کا سفر کرتے تھے اس لئے کہ یہ علاقہ بہت ہی گرم ہوتا تھا اس لئے ان لوگوں نے اس جانب سفر کرنے کے لئے موسم سرما کا انتخاب کیا اور موسم گرما میں یہ لوگ ملک شام کی طرف سفر کیا کرتے تھے اس لئے کہ یہ ملک بہت سردی والے ہیں جہاں سرما میں سفر کرنا مشکل ہوتا ہے جسکے لئے ان لوگوں نے موسم گرما کو اس ملک کے سفر کے لئے منتخب کیا، جب یہ اصحاب فیل کا واقعہ ہوا تو تمام ملکوں میں قریش اور مکہ کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا اور لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ اللہ تعالی کے محبوب اور برگزیدہ ہیں اس لئے ان پر حملہ کرنے کی کسی میں ہمت نہیں ہے۔

اس طرح اصحاب فیل کے واقعہ کے ذریعہ اللہ تعالی نے اس شہر مکہ کو امن والا شہر بنا دیا جس کے سبب بلا خوف و خطر یہ قریش مختلف ملکوں کا سفر کیا کرتے تھے چونکہ اللہ تعالی کا خاص انعام اور احسان اس قوم قریش پر ہے تو انہیں چاہیئے کہ وہ اس نعمت پر اللہ تعالی کا زیادہ سے زیادہ شکر کریں اور شکر کرنے کا طریقہ اللہ تعالی نے خود بیان فرمایا فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ کہ ان لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اس گھر کے مالک اللہ تعالی کی عبادت کریں۔ اللہ تعالی نے ان پر کئے گئے دیگر انعامات کو یوں بیان فرمایا کہ انہیں اس اللہ کی عبادت کا حکم دیا جا رہا ہے جس نے انہیں بھوک کی حالت میں کھلایا ، یہ لوگ واقعہ فیل سے پہلے اپنے شہر کو چھوڑ کر تجارت کے لئے نہیں جایا کرتے تھے اس لئے کہ انہیں خوف تھا کہ اگر ہم اپنے شہر کو چھوڑ کر کہیں جائیں گے تو لوگ حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیں گے، لیکن جب اللہ تعالی نے اصحابِ فِیل کو ہلاک کیا تو اسکے بعد کسی قوم کی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ مکہ پر حملہ کرے اس طرح وہ لوگ خوف سے بالکل مامون ہو گئے اور بلا خوف وخطر اپنے شہر کو چھوڑ کر تجارت کے لئے دوسرے ممالک کا سفر کرنے لگے اور انہیں راستہ میں کوئی لوٹتا بھی نہیں تھا، جسکے سبب انکی روزی میں اضافہ ہوا، جو لوگ پہلے کئی کئی دن بھوکے رہتے تھے اب یہ لوگ مختلف قسم کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے لگے یہ سب کچھ انہیں اسی رب نے عطاء کیا جس کی عبادت کا انہیں حکم دیا جا رہا ہے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات چیزوں کے سبب اللہ تعالی نے قریش کو فضیلت بخشی ہے، ایک یہ کہ میں ان میں سے ہوں، دوسرا یہ کہ اللہ تعالی نے نبوت کو اس قوم میں باقی رکھا، تیسرا یہ کہ خانۂ کعبہ کی دربانی اسی قوم کو ملی، چوتھا یہ کہ حجاج کو پانی پلانے کا شرف اسی قوم کو دیا گیا، پانچواں یہ کہ اللہ تعالی نے اصحاب فیل کے مقابلہ میں انکی مدد کی، چھٹواں یہ کہ یہی وہ قوم ہے جس نے تنہا دس سال تک صرف اللہ کی عبادت کی، انکے علاوہ کسی اور نے اس وقت اللہ کی عبادت نہیں کی، ساتواں یہ کہ اللہ تعالی نے انکے بارے میں قرآن نازل فرمایا اور پھر اس مکمل سورت کی تلاوت فرمائی۔ (مستدرک حاکم۔ ۳۹۷۵)

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۷ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۴۰۲﴾ **وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے** ﴿الماعون ۱۔تا۔۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَرَءَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ○ فَذٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ ○ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ○ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ○ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ○ الَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ ○ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ أَرَءَيْتَ بھلا دیکھا آپ نے الَّذِي اس شخص کو جو يُكَذِّبُ جھٹلاتا ہے بِالدِّينِ جزا کو فَذٰلِكَ الَّذِي تو یہ وہ ہے جو يَدُعُّ دھکے دیتا ہے الْيَتِيمَ یتیم کو وَلَا يَحُضُّ اور وہ شوق نہیں دلاتا عَلٰى طَعَامِ کھانا کھلانے پر الْمِسْكِينِ مسکین کو فَوَيْلٌ چنانچہ ہلاکت ہے لِّلْمُصَلِّينَ نمازیوں کے لیے الَّذِينَ هُمْ وہ جو عَنْ صَلَاتِهِمْ اپنی نماز سے سَاهُونَ غفلت کرتے ہیں الَّذِينَ هُمْ وہ جو يُرَآءُونَ دکھلاوا کرتے ہیں وَيَمْنَعُونَ اور وہ روکتے ہیں الْمَاعُونَ استعمال کی معمولی چیزیں بھی

ترجمہ: بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو (روزِ) جزا کو جھٹلاتا ہے؟ ○ یہ وہی (بدبخت) ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے ○ اور فقیر کو کھانا کھلانے کے لئے (لوگوں کو) ترغیب نہیں دیتا ○ تو ایسے نمازیوں کی خرابی ہے ○ جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں ○ جو ریاکاری کرتے ہیں ○ اور برتنے کی چیزیں عاریۃً نہیں دیتے۔

سورہ کی فضیلت: حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورہ أَرَأَيْتَ الَّذِي پڑھا اللہ اسکی مغفرت فرمادیگا جبکہ وہ زکوٰۃ ادا کرنے والا ہو۔

(تخریج أحادیث الکشاف للزیلعی۔ج،۴۔ص،۲۹۹)

تشریح: ان سات آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جو سزا و جزا کو جھٹلاتا ہے؟۔

۲. وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ ۳. مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا۔

۴. بڑی خرابی ہے ان نماز پڑھنے والوں کی جو نماز سے غفلت برتتے ہیں۔

۵. دکھاوے کی خاطر نماز پڑھتے ہیں۔ ۶. دوسروں کو معمولی چیز دینے سے بھی انکار کرتے ہیں۔

پچھلی سورت میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالی ہی نے قریش مکہ کو بھوک کے عالم میں کھلایا اور انہیں اس رب کی عبادت

کرنے کا حکم دیا، جس رب نے انہیں کھلایا اسی کے دیئے ہوئے میں سے دوسروں کو کھلانا یہ حق ہے، جو اس حق کا انکار کرتے ہوئے مساکین کو نہیں کھلائے گا وہ گناہ گار ہوگا اور گنہگار کا انجام آخرت میں برا ہونے والا ہے اسی حقیقت کو اس سورت میں بیان فرمایا گیا اور یہ بھی بتلادیا گیا کہ جو کوئی اس رب کی عبادت سے جبکہ اس نے اسکی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے منہ موڑے گا اسکا بھی قیامت کے دن خسارہ ہوگا، چنانچہ فرمایا کہ اے نبی! کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو قیامت کے دن کا، حساب و کتاب کا، جزاوسزا کا انکار کرتا ہے؟ یہ کتنی تعجب کی بات ہے کہ جس رب نے انہیں پیدا کیا، بھوک کے عالم میں کھانا دیا، خوف کے ماحول میں امن دیا، کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ انہیں دوبارہ زندہ کر کے انکے اعمال کا حساب لے؟ پھر اس شخص کی حماقت تو دیکھو کہ یہ یتیموں کو جھڑکتا اور دھکے دیتا ہے جب وہ انکے پاس اس مال سے کچھ حصہ مانگنے کے لئے آتا ہے، جب انکا انکے پاس کچھ نہیں تو پھر دینے میں بخل کیوں؟ کیا انکے پاس یہ قدرت ہے کہ وہ روزی کو اللہ کی منشا و رضا کے بغیر حاصل کر پائیں؟ نہیں! تو پھر یہ لوگ کیوں یتیموں اور مسکینوں کو اس اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے دینے سے انکار کرتے ہیں، انکا حال تو یہ ہے کہ نہ تو خود یہ کسی محتاج وغریب کو دیتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کو دینے کی ترغیب دیتے ہیں بلکہ یہ لوگ دینے والے کو روکتے اور ٹوکتے ہیں۔

سورۃ الحاقہ کی آیت نمبر ۳۴ میں بھی فرمایا گیا وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ کہ وہ مساکین کو کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا ہے، سورۂ فجر کی آیت نمبر ۱۷، ۱۸ میں بھی فرمایا گیا كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ تم لوگ ایسے ہو کہ غریبوں کی عزت نہیں کرتے اور مسکینوں کو کھانا کھلانے ایک دوسرے کو ترغیب نہیں دیتے، جبکہ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے اور یقیناً اسکی سزا آخرت میں اللہ تعالی ضرور دیگا، ان آیتوں کے شان نزول سے متعلق مختلف اقوال ہیں بعض نے کہا کہ یہ آیتیں عاص بن وائل السہمی کے بارے میں نازل ہوئیں اور بعض نے کہا کہ ولید بن مغیرہ کے بارے میں، اور بعض نے کہا کہ ابوجہل کے بارے میں تو بعض نے عمرو بن عائذ اور ابوسفیان کا نام لیا ہے، الغرض بتانا یہاں یہ مقصود ہے کہ یہ سارے کے سارے کام گناہ کے ہیں ان سے اجتناب کرنا چاہئے، کہ ایسے لوگوں کی قیامت کے دن خرابی ہونے والی ہے جو اپنی نمازوں کے ساتھ غفلت برتتے ہیں، نمازوں کے ساتھ غفلت برتنے کے دو معنی ہوسکتے ہیں ایک تو یہ کہ انہیں ادا ہی نہیں کرتے، دوسرا یہ کہ ادا تو کرتے ہیں لیکن جس طرح اور جس خضوع وخشوع سے اسے ادا کرنا چاہئے ایسے ادا نہیں کرتے بلکہ اسکے ادا کرنے میں سستی اور کاہلی برتتے ہیں بلکہ محض سر سے بوجھ اتارنے کے لئے بے دلی سے پڑھ لیتے ہیں تو یہ بھی گناہ اور قیامت کے دن ہلاکت کا سبب ہے اور ایسے لوگوں کی بھی قیامت کے دن خرابی ہونے والی ہے جو نماز تو پڑھتے ہیں لیکن اللہ کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو دکھانے کے لئے تاکہ لوگ انکے بارے میں کہیں کہ یہ بہت بڑے نمازی ہیں وغیرہ وغیرہ، عبادت کا تو حق ہے کہ وہ صرف اور صرف اللہ کے لئے ہو اگر اس حق کو کوئی ادا نہ کرے تو اسکا وبال قیامت کے دن اسی پر پڑے گا، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ریا کرنے والوں کے بارے میں فرمایا

کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالی بندوں کو انکے اعمال کی جزا دے گا تو اس وقت یہ ریا کار لوگ بھی آئیں گے تب اللہ تعالی ان سے کہے گا کہ جاوا نہی لوگوں کے پاس جنہیں تم دکھانے کے لئے یہ عبادتیں کیا کرتے تھے اور دیکھو! کیا وہ لوگ تمہیں ان عبادتوں کا بدلہ دیتے ہیں؟ (مسند أحمد۔۲۳۶۳۶) اسکے بعد آخر میں فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے بھی خرابی ہے جو چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اللہ کی راہ میں دینے سے منع کرتے ہیں ایسے سارے لوگوں کی قیامت کے دن ہلاکت ہونے والی ہیں، بعض مفسرین نے یہاں فرمایا کہ ''الماعون'' سے مراد زکوۃ ہے کہ جو لوگ زکوۃ دینے سے انکار کرتے ہیں انکی بھی خرابی ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیتیں منافقین کے بارے میں نازل ہوئیں جو مسلمانوں کو دکھانے کیلئے نماز پڑھا کرتے تھے جب وہ آتے تھے اور جب وہ نہیں آتے تو نماز ہی نہیں پڑھتے تھے اور اسی طرح کوئی چیز عاریتاً دینے سے بھی منع کیا کرتے تھے۔ (التفسیر المنیر۔ج،۳۰۔ص،۴۲۳) اللہ تعالی ہم تمام کو ان تمام بری صفات سے محفوظ رکھے۔آمین۔

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۳ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۴۰۳﴾ **اے پیغمبر! یقین جانو ہم نے آپ کو کوثر عطا کر دی ہے** ﴿الکوثر ۱۔ تا۔ ۳﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ O فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ O إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ إِنَّآ یقیناً ہم نے أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ آپ کو کوثر عطا کی فَصَلِّ تو آپ نماز پڑھیں لِرَبِّكَ اپنے رب کے لیے وَانْحَرْ اور قربانی کریں إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ بلاشبہ آپ کا دشمن ہی الْأَبْتَرُ بے نام ونشان رہے گا

ترجمہ:۔ (اے محمد ﷺ!) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے O تو اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو O کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔

سورہ کی فضیلت:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابھی ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے، پھر آپ ﷺ نے پڑھا إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ یہاں تک کہ آپ نے پوری سورت ختم فرما دی، پھر پوچھا: تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ لوگوں نے کہا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، کوثر ایک نہر کا نام ہے، جسے میرے رب نے مجھے جنت میں دینے کا وعدہ کیا ہے۔ (ابوداود۔ ۷۸۴)

تشریح: ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. اے پیغمبر! یقین جانو ہم نے آپ کو کوثر عطا کر دی ہے۔

۲. آپ اپنے رب کی خوشنودی کے لئے نماز پڑھو اور قربانی دو۔

۳. یقین جانو آپ کا دشمن ہی وہ ہے جسکی جڑ کٹی ہوئی ہے۔

اے پیغمبر! ہم نے آپ کو ایسا خیر کثیر عطاء فرمایا ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں بلکہ ابدی ہے اسی خیر کثیر میں سے ایک نہر کوثر ہے جو ہم آپ کو جنت میں عطا فرمائیں گے، لہٰذا اے نبی! آپ اپنے رب کی اس نعمت کے شکرانہ میں عبادت کیجئے، ایسی عبادت کہ جو اسی کے لئے خالص ہو ان منافقین کی طرح نہ ہو جو بطور ریاء عبادت کرتے ہیں اور پھر اپنے رب کی رضا اور غربا کے نفع کے لئے قربانی بھی دیا کریں کہ اس قربانی کا گوشت مستحق غریبوں تک پہنچے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں، اور رہی بات آپ کے دشمنوں کی کہ وہ آپ کو مقطوع النسل کہتے ہیں تو انہیں سن لینا چاہئے کہ مقطوع النسل تو یہی لوگ ہیں کہ مرنے کے بعد انکا نام ونشان تک اس دنیا میں باقی نہیں رہیگا اور آپ کی نسل کو تو اللہ تعالی نے اس امت کی شکل میں قیامت تک باقی رکھا ہے تو اس لحاظ سے ابتر آپ کے دشمن ہوئے یا آپ؟ یقیناً آپ کے دشمن بے نام ونشان ہیں اور آپ کا نام تو قیامت تک بلند ہی بلند ہے۔ یہ اللہ تعالی کا خاص انعام ہے جو اس نے آپ پر فرمایا لہٰذا آپ ان مشرکوں اور

کافروں کی باتوں سے منہ موڑ کر اپنے رب کی عبادت میں لگے رہیے، اس سورت میں لفظ ''الکوثر'' بیان فرمایا جسکے معنی سے متعلق علماء کے کئی اقوال ہیں اس لئے علماء نے اسکی تفسیر خیر کثیر سے فرمائی جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ (مستدرک حاکم۔۳۹۷۹) تو اب جتنے بھی معنی اسکے لئے جائیں وہ سب درست ہو جائیں گے کیونکہ وہ سارے کے سارے خیر کثیر ہی میں شامل ہوں گے اور احادیث میں "الکوثر" جنت کی اس نہر کو بھی کہا گیا ہے جو قیامت کے دن آپ علیہ السلام کو عطا کی جائے گی۔ اس سورت کے شان نزول کے سلسلہ میں فرمایا گیا کہ جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی تو ابوجہل اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا کہ محمد ابتر ہو گئے (یعنی انکی جڑ کٹ گئی ہے انکی نرینہ اولاد باقی نہیں رہی) تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ آپ کا دشمن ہی ابتر ہے یعنی ابوجہل۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۲۰،۔ص،۲۲۳) بعض مفسرین نے اس سے مراد عاص بن وائل اور بعض نے عقبہ بن ابومعیط لیا ہے، الغرض ہر اس شخص کے لئے اللہ تعالی کا یہ جواب ہے جس نے آپ علیہ السلام پر عیب تراشی کرنی چاہی۔

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ا رکوع اور ٦ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۴۰۴﴾ **تم اسکی عبادت نہیں کرتے جسکی میں عبادت کرتا ہوں** ﴿الکافرون ا۔تا۔٦﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ يٰٓأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ O لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ O وَلَآ أَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ أَعْبُدُ O وَلَآ أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ O وَلَآ أَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ أَعْبُدُ O لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ O

لفظ بہ لفظ ترجمہ :۔ قُلْ آپ کہہ دیجئے يٰٓأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اے کافرو لَآ أَعْبُدُ میں عبادت نہیں کرتا مَا تَعْبُدُوْنَ جن کی تم عبادت کرتے ہو وَلَآ أَنْتُمْ اور نہ تم عٰبِدُوْنَ عبادت کرنے والے ہو مَآ أَعْبُدُ جس کی میں عبادت کرتا ہوں وَلَآ أَنَا اور نہ میں عَابِدٌ عبادت کرنے والا ہوں مَّا عَبَدْتُّمْ جس کی تم عبادت کرتے ہو وَلَآ أَنْتُمْ اور نہ تم عٰبِدُوْنَ عبادت کرنے والے ہو مَآ أَعْبُدُ جس کی میں عبادت کرتا ہوں لَكُمْ تمہارے لیے دِيْنُكُمْ تمہارا دین ہے وَلِيَ اور میرے لیے دِيْنِ میرا دین

ترجمہ :۔ (اے پیغمبر! منکرینِ اسلام سے) کہہ دو کہ اے کافرو! O جن (بتوں) کو تم پوجتے ہو ان کو میں نہیں پوجتا O اور جس (اللہ) کی میں عبادت کرتا ہوں اس کی تم عبادت نہیں کرتے O اور (میں پھر کہتا ہوں کہ) جن کی تم پرستش کرتے ہو ان کی میں پرستش کرنے والا نہیں ہوں O اور نہ تم اس کی بندگی کرنے والے ہو جس کی میں بندگی کرتا ہوں O تم اپنے دین پر میں اپنے دین پر۔

سورہ کی فضیلت : حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے اللہ سے اس حال میں ملاقات کی کہ اسکے ساتھ دو سورتیں ہوں تو اس پر کوئی حساب نہیں ہوگا، قُلْ يٰٓأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ. (کنز العمال۔۲۷۱۹)

تشریح : ان چھ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

١. تم کہہ دو کہ اے حق کا انکار کرنے والو! میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

٢. تم اسکی عبادت نہیں کرتے جسکی میں عبادت کرتا ہوں۔

٣. نہ میں آئندہ اس کی عبادت کرنے والا ہوں جس کی عبادت تم کرتے ہو۔

٤. تم اس کی عبادت کرنے والے نہیں ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔

٥. تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین۔

اے نبی! آپ ان کافروں ومشرکوں سے جوحق وایمان کاانکار کرتے ہیں بالکل صاف انداز میں کہہ دیجئے کہ میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ یہ بت اور مٹی وپتھر کے بنے پتلے، یہ تمہارے بناوٹی معبود جن کو تم معبود سمجھتے ہو کسی کام کے نہیں ہیں، نہ تو وہ خود اپنی حفاظت کرسکتے ہیں اور نہ تمہاری، تو پھر یہ کیسے معبود ہو گئے؟ معبود تو وہ ہوتا ہے جو ساری کائنات کو پیدا کرے اور اس کائنات کا سارا نظام سنبھالے اور ہر کسی کا خیال رکھے کہ بیماروں کو شفا عطا کرے، بھوکوں کو کھانا کھلائے، پریشان حال لوگوں کی مدد کرے، روزی روٹی پہنچائے وغیرہ یہ وہ کام ہیں جو حقیقی معبود کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا اور یہ حقیقی معبود وہی ہے جسکی میں عبادت کرتا ہوں اور اسکے علاوہ کبھی کسی اور کی عبادت نہ کرتا ہوں اور نہ کبھی کرونگا اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارے اندران باطل معبودوں کی محبت اس طرح بھری ہوئی ہے کہ تم انہیں چھوڑ کر کبھی اس حقیقی معبود کی عبادت نہیں کروگے جسکی میں عبادت کرتا ہوں، ان الفاظ کو دومرتبہ تاکیداً دہرایا گیا کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ یہ چند کفار ومشرکین ایسے ہیں جو کبھی اللہ پر ایمان نہیں لائیں گے اسکے بعد ان کفار ومشرکین سے برات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اب یہ بات تو صاف ہوگئی کہ نہ تم میرے معبود کی عبادت کروگے اور نہ میں تمہارے معبودوں کی، لہٰذا تم اپنا کام کرتے رہو اور اپنے اسی باطل دین پر رہو اور میں اپنے حقیقی اور سچے دین پر قائم رہوں گا، اب قیامت کے دن ہی یہ فیصلہ ہوگا کہ کون صحیح دین پر تھا؟ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۔ سورۂ یونس کی آیت نمبر ۴۱ میں فرمایا گیا وَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل لِّي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنتُم بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ اے پیغمبر! اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلادیں تو آپ ان سے کہہ دیجیے کہ میرے لئے میرا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل ہے، تم لوگ میرے اعمال سے بری ہو اور میں تمہارے اعمال سے، اور سورۂ قصص کی آیت نمبر ۵۵ میں بھی فرمایا گیا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال۔ لہٰذا تمہیں تمہارے اعمال کی جزا ملے گی اور مجھے میرے اعمال کی اور نہ ہی تمہارے اعمال کی مجھ سے پوچھ ہوگی اور نہ تم سے میرے اعمال کی۔ اس سورت کے شانِ نزول سے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قریش نے نبی رحمت ﷺ کو اس بات کی دعوت دی کہ وہ انہیں اتنا مال دیں گے کہ وہ مکہ میں سب سے مالدار ہوجائیں گے یا اگر وہ کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو وہ نکاح کرادیں گے، کفار نے کہا کہ یہ آپ کے لئے ہماری طرف سے پیشکش ہے مگر آپ کو اسکے بدلہ میں یہ کرنا ہوگا کہ آپ ہمارے معبودوں کو برابھلا کہنا بند کردیں اور انکا برائی کے ساتھ ذکر نہ کریں، اگر آپ کو یہ پیشکش پسند نہ آئی ہو تو ہم دوسری پیشکش آپ کیلئے رکھتے ہیں، نبی رحمت ﷺ نے پوچھا کہ اب وہ کیا ہے؟ اس پر ان لوگوں نے کہا کہ اگر آپ ہمارے معبود لات وعزی کی ایک سال تک کے لئے عبادت کریں تو ہم بھی آپ کے معبود کی ایک سال تک عبادت کریں گے، اس پر نبی رحمت ﷺ نے کہا کہ مجھے میرے رب کے فرمان کا انتظار ہے چنانچہ اسی اثناء میں حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ سورت قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ لے کر نازل ہوئے۔ (المعجم الصغیر للطبرانی۔ ۷۵۱) خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کے لائق ذات کسی اور کی نہیں، اسے چھوڑ کر ایک لمحہ کیلئے بھی غیروں کی عبادت نہیں کرنا چاہیے وہ کسی کو خوش کرنے کیلئے ہی کیوں نہ ہو جائز نہیں۔ اللہم تمام کو اخلاص کے ساتھ مرتے دم تک اس ایک اللہ ہی کی عبادت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔ حضرت ابو فروہ بن نوفل اشجعی

رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہیں آپ علیہ السلام نے یہ حکم فرمایا کہ وہ بستر پر لیٹتے وقت اس سورۃ کو مکمل پڑھیں، اس لئے کہ اسکی تلاوت شرک سے برات کا اظہار ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی۔۲۲۸۹)

سُوۡرَۃُ النَّصۡرِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۳ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۴۰۵﴾ جب اللہ تعالی کی مدد اور فتح آجائے ﴿النصر ۱۔تا۔۳﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

إِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ۝ وَرَأَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفۡوَاجًا ۝ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ إِنَّهُۥ كَانَ تَوَّابًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ إِذَا جَآءَ جب آجائے نَصۡرُ اللّٰهِ اللہ کی مدد وَالۡفَتۡحُ اور فتح وَرَأَيۡتَ اور آپ دیکھیں النَّاسَ لوگوں کو يَدۡخُلُونَ وہ داخل ہو رہے ہیں فِي دِينِ اللّٰهِ اللہ کے دین میں أَفۡوَاجًا فوج در فوج فَسَبِّحۡ تو آپ تسبیح کیجئے بِحَمۡدِ رَبِّكَ اپنے رب کی حمد کے ساتھ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ اور اس سے بخشش مانگیئے إِنَّهُۥ بلاشبہ وہ كَانَ تَوَّابًا بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے

ترجمہ:۔ جب اللہ کی مدد آ پہنچی اور فتح (حاصل ہوگئی) ۝ اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ غول کے غول اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں ۝ تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرو اور اس سے مغفرت مانگو بیشک وہ معاف کرنے والا ہے۔

سورہ کی فضیلت: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا: اے فلاں! کیا تم نے شادی کرلی؟ انہوں نے کہا: نہیں، قسم اللہ کی! اللہ کے رسول نہیں کی ہے، اور نہ ہی میرے پاس ایسا کچھ ہے جس کے ذریعہ میں شادی کرسکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس سورۃ قُلۡ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ نہیں ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! میرے پاس ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سورۃ قُلۡ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ثواب میں ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس سورۃ إِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ نہیں ہے؟ انہوں نے کہا، کیوں نہیں؟ (ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک چوتھائی قرآن ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تمہارے پاس سورۃ قُلۡ يَٰٓأَيُّهَا الۡكَٰفِرُونَ نہیں ہے؟ انہوں نے کہا، کیوں نہیں۔ (ہے) آپ ﷺ نے فرمایا، (یہ) چوتھائی قرآن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تمہارے پاس سورۃ إِذَا زُلۡزِلَتِ الۡأَرۡضُ نہیں ہے؟ انہوں نے کہا، کیوں نہیں؟ (ہے) آپ ﷺ نے فرمایا، یہ ایک چوتھائی قرآن ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، تم شادی کرو۔ (ترمذی۔۲۸۹۰)

تشریح :ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آجائے۔

۲. آپ لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ فوج در فوج اللہ کے دین میں شامل ہو رہے ہیں۔

۳. آپ اس پر اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح بھی بیان کیجئے۔

٤. اس سے مغفرت مانگیے۔ ٥. یقین جانئے کہ وہ بہت معاف کرنے والا ہے۔

اے نبی! جب آپ اللہ تعالیٰ کی مدد کو آتا دیکھو اور دیکھو کہ اس اللہ نے سارے ملکوں پر خصوصا مکہ پر آپ ﷺ کو فتح دے دی۔ جب اللہ نے آپ کو اسلام کو پھیلانے کی ذمہ داری دیکر بھیجی تو اس وقت آپ خود اپنے شہر میں تکلیفیں اٹھاتے رہے لیکن آج اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا انعام ایسا فرمایا کہ آپ کو بہت سارے ملکوں پر فتح نصیب فرمائی اور جب آپ یہ بھی دیکھو کہ لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہو رہے ہیں جبکہ اس سے قبل ایک ایک یا دو دو آدمی اسلام میں چھپتے چھپاتے داخل ہوتے تھے لیکن اب علی الاعلان قوم کی قوم، قبیلے کے قبیلے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت اور انعام پر جو اس نے آپ پر کی ہے اسکی تسبیح کے ساتھ ساتھ حمد بھی بیان کیجئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر اور حمد کرنا یہ ایک نیک اور مخلص بندہ کی علامت ہے لہٰذا آپ اس علامت کو اپنے سے جدا ہونے نہ دیں بلکہ اور بھی زیادہ آپ اس رب کی پاکی وحمد بیان کیجئے، اور ساتھ میں تواضع کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے استغفار بھی کرتے رہیئے تاکہ تکبر و بڑائی کی جھلک بھی آپ کے عمل میں ظاہر نہ ہونے پائے اور آپ کے اس عمل سے آپ کی امت کو بھی سبق مل جائے کہ جب تمہارے پاس ہر طرح کا خیر آجائے اور تمہیں غلبہ نصیب ہو جائے تو تمہیں مغرور ہو کر اس اللہ کو بھولنا نہیں چاہیئے بلکہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے بڑے ہی تواضع کے ساتھ اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے رہنا چاہیئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس سورت کے نازل ہونے کے بعد آپ علیہ السلام کثرت سے سُبۡحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمۡدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لِي پڑھنے لگے۔(بخاری۔ ٤٩٦٧) اکثر علماء کی رائے یہاں نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ سے مراد فتح مکہ ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو کفار مکہ پر غلبہ عطا کر کے اس شہر پر فتح نصیب فرمائی، اسی بنا پر علماءِ تفسیر نے بیان فرمایا کہ فتحِ مکہ آٹھ سن ہجری رمضان مبارک میں ہوا اور یہ سورت دس سن ہجری کو نازل ہوئی جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد فتح مکہ ہے اور اس سورت کے نازل ہونے کے ستر دن بعد ربیع الاول ۱۱ سن ہجری میں آپ علیہ السلام کا وصال ہوا۔(التفسیر المنیر۔ج۔۳۰۔ص،٤٤٧)

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ مجھے اپنی مجلس میں اس وقت بھی بلا لیتے جب وہاں بدر کی جنگ میں شریک ہونے والے بزرگ صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوتے۔ اس پر بعض لوگ کہنے لگے اس جوان کو آپ ہماری مجلس میں کیوں بلاتے ہیں؟ اس کے جیسے تو ہمارے بچے بھی ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کا علم و فضل تم جانتے ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر ان بزرگ صحابیوں کو ایک دن حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے بلایا اور مجھے بھی بلایا۔ بیان کیا کہ میں سمجھتا تھا کہ مجھے اس دن آپ نے اس لیے بلایا تھا تاکہ آپ میرا علم بتاسکیں۔ پھر آپ

رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَ رَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ ختم سورت تک کے متعلق تم لوگوں کا کیا خیال ہے؟ کسی نے کہا کہ ہمیں اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ کی حمد بیان کریں اور اس سے استغفار کریں کہ اس نے ہماری مدد کی اور ہمیں فتح عنایت فرمائی۔ بعض نے کہا کہ ہمیں اس سے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے اور بعض نے کوئی جواب نہیں دیا پھر انہوں نے مجھ سے دریافت کیا: ابن عباس! کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں، پوچھا، پھر تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح حاصل ہوگئی تو یہ آپ ﷺ کی وفات کی نشانی ہے۔ اس لیے آپ اپنے رب کی حمد اور تسبیح اور اس کی مغفرت طلب کریں کہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ جو کچھ تم نے کہا وہی میں بھی سمجھتا ہوں۔ (بخاری۔ ٤٢٩٤) اور یہ بات خود نبی رحمت ﷺ کے قول سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ اس سورت میں آپ علیہ السلام کے وصال کی خبر دی گئی ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سورت میں میری وفات کی خبر دی گئی ہے کہ اس سال میرا وصال ہوگا۔ (مسند احمد۔ ۱۸۷۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۵ آیات پر مشتمل ہے۔

《درس نمبر ۲۴۰۶》 **ابولہب کے دونوں ہاتھ برباد ہوں** 《اللھب ۱۔تا۔۵》

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ○ مَآ أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ○ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ○ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ○ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ تَبَّتْ ٹوٹ جائیں يَدَآ دونوں ہاتھ أَبِي لَهَبٍ ابولہب کے وَتَبَّ اور وہ ہلاک ہوگیا مَآ أَغْنَىٰ نہ فائدہ دیا عَنْهُ اس کو مَالُهُ اس کے مال نے وَمَا اور جو کچھ كَسَبَ اس نے کمایا سَيَصْلَىٰ وہ ضرور داخل ہوگا نَارًا ایسی آگ میں ذَاتَ لَهَبٍ جو شعلوں والی ہے وَامْرَأَتُهُ اور اس کی بیوی بھی حَمَّالَةَ الْحَطَبِ لکڑیاں ڈھونے والی ہے فِي جِيدِهَا اس کی گردن میں حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ چھال کی بٹی ہوئی رسی

ترجمہ:۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو ○ نہ تو اس کا مال ہی اس کے کچھ کام آیا اور نہ وہ جو اس نے کمایا ○ وہ جلد بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا ○ اور اس کی جورو بھی جو ایندھن سر پر اٹھائے پھرتی ہے ○ اس کے گلے میں مونجھ کی رسی ہوگی۔

سورہ کی فضیلت: عبدالواحد بن سلیم کہتے ہیں کہ میں مکہ گیا تو عطاء بن ابی رباح سے ملاقات کی اور ان سے کہا، ابو محمد! بصرہ والے تقدیر کے سلسلے میں (بر سبیل انکار) کچھ گفتگو کرتے ہیں، انہوں نے کہا، بیٹے! کیا تم قرآن پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں، انہوں نے کہا، سورۃ الزخرف پڑھو، میں نے پڑھا، حٰمٓ ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۔ إِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔ وَإِنَّهُ فِيٓ أُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ حم، قسم ہے اس واضح کتاب کی، ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن بنایا ہے کہ تم سمجھ لو، یقیناً یہ لوح محفوظ میں ہے، اور ہمارے نزدیک بلند مرتبہ حکمت والی ہے۔ (الزخرف،۱۔۴) پڑھی، انہوں نے کہا، جانتے ہو ام الکتاب کیا ہے؟ میں نے کہا، اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، انہوں نے کہا، وہ ایک کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کے پیدا کرنے سے پہلے لکھا ہے، اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ فرعون جہنمی ہے اور اس میں تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے، اور وہ (خود) ہلاک ہوگیا (تبت :۱) بھی لکھا ہوا ہے۔ (ترمذی۔۲۱۰۰)

تشریح: ان پانچ آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. ہاتھ ابولہب کے دونوں برباد ہوں اور وہ خود برباد ہو چکا ہے۔

۲. اسکی دولت جو اس نے کمائی تھی، اسکے کچھ کام نہ آئی۔ ۳. وہ بھڑکتے شعلوں والی آگ میں داخل ہوگا۔
٤. اسکی بیوی بھی جو اپنی گردن میں مونجھ کی رسی لئے ہوئے لکڑیاں جمع کرتی تھی۔

جو اللہ تعالی کا نافرمان ہوتا ہے اسے دنیا اور آخرت دونوں میں بھی نقصان اٹھانا پڑتا ہے چنانچہ فرمایا کہ ہاتھ تو ابولہب کے ہلاک و برباد ہوں اور یہ ہلاکت اور بربادی تو ابوجہل کی اس وقت سے ہی شروع ہوگئی جب سے اس نے آپ علیہ السلام کو تکلیفیں دینی اور آپ کی مخالفت کرنی شروع کی اور اس بربادی سے اسکا وہ مال بچ نہ سکا جسے اس نے کمایا تھا اور نہ ہی وہ جاہ و مرتبہ اسے اس عذاب اور ہلاکت سے بچا سکا جو اس نے حاصل کیا تھا، اسکی ہلاکت کل قیامت کے دن اس طرح ہوگی کہ اسے قیامت کے دن بھڑکتے شعلوں والی آگ میں داخل کیا جائے گا جو اسے بھون کر رکھ دیگی، اس کے ساتھ اسکی بیوی کو بھی اس آگ میں ڈالا جائے گا اس لئے کہ وہ بھی اسکے برے عمل میں اسکا ساتھ دیتی تھی کہ وہ کانٹے اور کانٹے دار ٹہنیاں دن بھر اپنے گلے میں بانٹی ہوئی رسی میں جمع کرتی اور پھر رات کے وقت آپ علیہ السلام اور آپ کے کے اصحاب کے راستہ میں بچھایا کرتی تھی تاکہ وہ انہیں تکلیف پہنچائے، لہٰذا اللہ تعالی اسے بھی اس عذاب میں شامل فرمائے گا اور جس طرح وہ رسی کی مدد سے کانٹوں کو اپنے گلے میں باندھا کرتی تھی اللہ تعالی بھی قیامت کے دن اسے آگ کی رسی پہنائے گا، اس طرح اللہ تعالی نے یہ اعلان فرمادیا کہ جو بھی ہمارے نبی کو تکلیف پہنچائے گا اسے ہم نہیں بخشیں گے بلکہ دردناک عذاب میں مبتلا رکھیں گے۔

یہ ابولہب تھا کون اور اس نے ایسا کیا کیا جس کی بناء پر اللہ تعالی نے اس پر اپنا عذاب نازل فرمایا۔ ابولہب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا جس کا نام عبدالعزی بن عبدالمطلب تھا، یہ تھا تو آپ علیہ السلام کا چچا لیکن نبی رحمت کو ایذا پہنچانے میں پیش پیش رہتا تھا، چنانچہ جب وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ نازل ہوئی تو آپ علیہ السلام صفا پہاڑی پر چڑھے اور ہر قبیلہ کا نام لے لیکر انہیں جمع کیا، لہٰذا سب جمع ہوگئے اور جو جمع نہ ہوسکتا تھا اس نے اپنے ایک قاصد کو بھیجا کہ جاؤ دیکھو تو کیا ہو رہا ہے؟ الغرض وہاں ابولہب اور سارے قریش بھی جمع ہوگئے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں کہوں کہ فلاں وادی میں ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے کے لئے آیا ہے تو کیا تم لوگ میری اس بات کو سچ سمجھو گے؟ تو سب نے کہا کہ ہاں! کیونکہ ہم نے آپ کو تو ہمیشہ سچ کہتے ہوئے دیکھا ہے، اس کے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو پھر میری بات سنو کہ میں تمہیں ایک ایسے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو میں اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں، یہ سننا تھا کہ ابولہب نے کہا کہ تم برباد ہوجاؤ کیا تم نے ہمیں اس بات کے لئے ہی جمع کیا ہے؟ اس پر اللہ تعالی نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (بخاری۔ ٤٧٧٠) ابولہب کی بیوی جس کا تذکرہ اس سورت میں کیا گیا اس کا نام اروی بنت حرب بن امیہ تھا اور کنیت ام جمیل تھی۔ (التفسیر المنیر۔ ج،۳۰۔ص،٤٥٦) جب اس نے یہ سورت سنی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہاتھ میں پتھر لیکر آئی جبکہ آپ مسجد میں کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے لیکن اللہ تعالی نے اسکی آنکھ سے آپ علیہ السلام کو چھپا دیا کہ وہ آپ کو دیکھ نہ پائی اور حضرت ابوبکر سے کہنے لگی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے دوست نے میری ہجو کی ہے اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے نظر آجائے تو میں ان پتھروں سے انکے منہ پر ماروں گی اور کہی کہ میں بھی شاعرہ ہوں

پھراس نے کہا کہ ایک مذموم شخص کو ہم نے جھٹلایا، اور انکی بات کو ٹھکرایا اور انکے دین سے نفرت جتائی یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلی گئی۔ (تفسیر قرطبی۔ج۲۰۔ص۲۳۵) الغرض اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں یہ بالکل واضح کردیا کہ جو کوئی ہمارے نبی اور ہمارے نیک بندوں کو تکلیف دیتا ہے ہم اسے دنیا میں بھی برباد کردیتے ہیں اور آخرت میں بھی۔

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۴ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۴۰۷﴾ **کہہ دو کہ اللہ ہر لحاظ سے ایک ہے** ﴿الاخلاص ۱۔تا۔۴﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۞ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۞ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۞ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ ۞

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلْ آپ کہہ دیجئے هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وہ اللہ یکتا ہے اَللّٰهُ الصَّمَدُ اللہ بے نیاز ہے لَمْ يَلِدْ اس نے نہیں جنا وَلَمْ يُوْلَدْ اور نہ وہ جنا گیا وَلَمْ يَكُنْ اور نہیں ہے لَّهٗ كُفُوًا اس کا ہمسر أَحَدٌ کوئی بھی

ترجمہ:۔ کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ (ہے) ایک ہے ۞ (وہ) معبود برحق جو بے نیاز ہے ۞ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا ۞ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

سورہ کی فضیلت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ آیا، آپ ﷺ نے وہاں ایک آدمی کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ پڑھتے ہوئے سنا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، واجب ہوگئی۔ میں نے کہا، کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپ نے فرمایا، جنت (واجب ہوگئی)۔ (ترمذی۔۲۸۹۷)

تشریح: ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. کہہ دو کہ اللہ ہر لحاظ سے ایک ہے۔ ۲. اللہ ہی ایسا ہے کہ سب اسکے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔

۳. نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ ٤. اس کا کوئی جوڑا بھی نہیں۔

اے پیغمبر! آپ ان مشرکین و کفار سے کہہ دیجئے جو آپ سے آپ کے رب کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہ اللہ ایک ہے اور تنہا ہے اپنی ذات میں بھی اور صفات میں بھی، اسکا نہ تو کوئی شریک ہے اور نہ کوئی ہم مثل، وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے کہ اسے کسی کی ضرورت نہیں البتہ ساری مخلوق اسکی محتاج اور ضرورتمند ہے، اسکی نہ تو کوئی اولاد ہے کہ جو اسکی خدائی میں شریک ہو جیسے کہ مشرکوں کا عقیدہ ہے کہ ملائکہ اسکی بیٹیاں ہیں اور یہود کا عقیدہ ہے کہ عُزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، ان سارے عقیدوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ، وہ اس سے پاک ہے کہ نہ تو اسکی کوئی اولاد ہے اور نہ ہی خود وہ کسی کی اولاد، وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا اور نہ ہی اسکے مقابل کا

کوئی ہے، اس آیت میں اللہ تعالی کی جانب بیوی کو منسوب کرنے کی نفی کی گئی کہ اسے ان ساری چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں یہ سب تو انسان کے لئے ضروری ہیں نہ کہ اس خدا کیلئے جس نے خود ان انسانوں کو پیدا فرمایا۔ سورۃ انعام کی آیت نمبر ۱۰۱ میں بھی فرمایا گیا بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اَنّٰی یَکُوۡنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمۡ تَکُنۡ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ ؕ وَخَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ کہ وہ تو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے پھر یہ کیسے مناسب ہو کہ اسکی اولاد ہو؟ اور نہ ہی اسکی کوئی بیوی ہے، وہ تو ایسا ہے کہ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ اور سورۃ مریم کی آیت نمبر ۹۲ میں بھی اس بات کی نفی کی گئی ہے وَمَا یَنۡۢبَغِیۡ لِلرَّحۡمٰنِ اَنۡ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ؕ اِنۡ کُلُّ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحۡمٰنِ عَبۡدًا ؕ اللہ تعالی کی یہ شان نہیں کہ اسکی کوئی اولاد ہو، آسمانوں اور زمین میں کوئی ایسا نہیں جو خدائے رحمن کے پاس بندہ بن کر نہ آئے، یعنی ہر کوئی اسکا بندہ ہے نہ کہ اولاد۔

الغرض یہ سورت اللہ تعالی کی وحدانیت کو بیان کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس سورت کے نازل ہونے کی وجہ یہ ہے۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مشرکین نے آپ علیہ السلام سے کہا کہ اے محمد! آپ ہمارے سامنے اپنے پروردگار کا نسب بیان کیجئے، اس پر اللہ تعالی نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (ترمذی۔ ۳۳٦٤) اللہ تعالی ہم تمام کو توحید پر قائم اور دائم رکھے اور اسی پر ہمیں موت نصیب فرمائے آمین۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم لوگ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھنے سے عاجز ہو؟ صحابہ نے کہا کہ ہاں! اے اللہ کے نبی کون ہوسکتا ہے جو ہم میں سے تہائی قرآن ایک رات میں پڑھ سکے، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سورہ قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی۔ ۲۳۰۳)، مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے اس سورت کی تلاوت کی تو اسے ایک تہائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ جس نے ایک تہائی قرآن ہی پڑھا ہو تو پھر اسکا کتنا ثواب ہوگا اسکا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا؟ اللہ تعالی ہم تمام کو کثرت سے قرآن کریم پڑھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ا رکوع اور ۵ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۴۰۸﴾ میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں ﴿الفلق ۱۔تا۔۵﴾

أَعُوْذُبِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: ۔قُلْ کہہ دیجئے أَعُوذُ میں پناہ میں آتا ہوں بِرَبِّ الْفَلَقِ صبح کے رب کی مِنْ شَرِّ اس چیز کے شر سے مَا خَلَقَ جو اس نے پیدا کی وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اور اندھیری رات کے شر سے إِذَا وَقَبَ جب وہ چھا جائے وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ اور پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے فِي الْعُقَدِ گرہوں میں وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اور حسد کرنے والے کے شر سے إِذَا حَسَدَ جب وہ حسد کرے

ترجمہ: ۔کہو کہ میں صبح کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں ۝ ہر چیز کی بُرائی سے جو اس نے بنائی ۝ اور شب تاریک کی بُرائی سے جب اس کا اندھیرا چھا جائے ۝ اور گنڈوں پر (پڑھ پڑھ کر) پھونکنے والیوں کی بُرائی سے ۝ اور حسد کرنے والے کی بُرائی سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

سورہ کی فضیلت: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ہر رات جب بستر پر آرام فرماتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ (تینوں سورتیں مکمل) پڑھ کر ان پر پھونکتے اور پھر دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے تھے۔ پہلے سر اور چہرہ پر ہاتھ پھیرتے اور سامنے کے بدن پر۔ یہ عمل آپ ﷺ تین دفعہ کرتے تھے۔(بخاری۔۵۰۱۷)

تشریح :ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. کہو کہ میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔

۲. اندھیری رات کے شر سے جب وہ پھیل جائے۔

۳. ان جانوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونک مارتے ہیں۔

٤. حسد کرنے والے کے حسد سے جب وہ حسد کرے۔

اے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے کہ میں اللہ تعالی کی جانب ہی ٹھکانہ لیتا ہوں اور اس اللہ کی جو صبح کا رب ہے پناہ مانگتا ہوں ان تمام مخلوقات کے شر سے جنہیں اس رب نے پیدا کیا، یہاں رَبِّ الْفَلَقِ کہہ کر یہ بیان فرما دیا کہ جو اللہ رات کی

اندھیری اور ظلمت کو صبح کی روشنی اور رونق سے دور کرتا ہے وہی رب ہمیں اپنی مخلوق کے شر سے پناہ دے گا اور ہمیں ان سے چھٹکارہ دے گا اور اسی طرح آگے رات کی تاریکی کے شر سے پناہ مانگی گئی کہ اے پیغمبر! آپ اس صبح کے رب سے اندھیری رات کے شر سے بھی پناہ مانگئے جب وہ پھیل جائے، اس سورت میں رات اور اسکے شر سے پناہ اس لئے مانگنے کا حکم دیا کہ اکثر جادوگر رات کی تاریکیوں میں اپنا عمل کرتے ہیں اور صبح سے پہلے ختم کر دیتے ہیں اس لئے بطور خاص اسکی پناہ مانگنے کا حکم فرمایا۔ آپ علیہ السلام رات کو سوتے وقت ان دو سورتوں کی تلاوت کر کے اپنے جسم پر پھونک لیتے تھے تا کہ اس رات میں ہونے والے جادو وغیرہ سے آپ کی حفاظت ہو جائے، بعض حضرات نے فرمایا کہ ’’غاسق‘‘ سے مراد چاند ہے جب اسے گہن وغیرہ لگے اور عام طور سے جادوگر جادو کرنے کے لئے اسی وقت کا انتظار کرتے ہیں اور اس وقت کئے گئے جادو کا اثر بھی بہت خطرناک ہوتا ہے اس لئے اسکے شر سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور چاند کی طرف دیکھنے لگے اور فرمایا کہ اے عائشہ! غاسق کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو جب وہ پھیل جائے، پھر فرمایا کہ یہی غاسق ہے یعنی یہ چاند جب اسے گہن لگے۔ (مسند احمد۔۲۵۷۱۱) پھر آگے فرمایا کہ ان جانوں کے شر سے بھی آپ اللہ کی پناہ مانگئے جو گرہوں میں پھونک مارتی ہیں، یعنی جادو کرنے والے لوگ اکثر دھاگے، استعمال شدہ کپڑے، بال وغیرہ پر کچھ پڑھتے جاتے ہیں اور اسے گانٹھ لگاتے جاتے ہیں جس سے اس شخص پر جادو کا اثر ہونے لگتا ہے، اب چونکہ آپ علیہ السلام پر جادو کرنے کے لئے اسی طریقہ کو استعمال کیا گیا تھا اس لئے بطور خاص اسے بیان فرمایا گیا چنانچہ واقعہ یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا اور کیفیت یہ ہوئی کہ نبی کریم ﷺ سمجھنے لگے کہ فلاں کام آپ نے کر لیا ہے حالانکہ وہ کام آپ نے نہیں کیا تھا اور نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی تھی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے، اللہ نے مجھے وہ بات بتا دی ہے جو میں نے اس سے پوچھی تھی۔ حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، یا رسول اللہ! وہ بات کیا ہے؟ فرمایا میرے پاس دو مرد آئے اور ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کے پاس۔ پھر ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا، ان صاحب کی بیماری کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا، ان پر جادو ہوا ہے۔ پہلے نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے۔ پوچھا وہ جادو کس چیز میں ہے؟ جواب دیا کہ کنگھی پر کھجور کے خوشہ میں۔ پوچھا وہ ہے کہاں؟ کہا کہ ذروان میں اور ذروان بنی زریق کا ایک کنواں ہے۔

حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور جب عائشہؓ کے پاس دوبارہ واپس آئے تو فرمایا واللہ! اس کا پانی مہندی سے نچوڑے ہوئے پانی کی طرح تھا اور وہاں کے کھجور کے درخت شیطان کے سر کی طرح تھے۔ بیان کیا کہ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور انہیں کنویں کے متعلق بتایا۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ! پھر آپ نے اسے نکالا کیوں نہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے شفاء دے دی اور میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ لوگوں میں ایک بری چیز پھیلاؤں۔ (بخاری۔۶۳۹۱) اور بعض روایات میں ہے کہ آپ علیہ السلام کے بال پر گیارہ گانٹھیاں جادو کی لگائی گئی تھیں جب یہ سورتیں نازل ہوئیں جن میں بھی گیارہ آیتیں ہیں لہٰذا جب جب بھی ایک ایک آیت پڑھی جاتی وہ ایک گانٹھ کھلتی جاتی اس طرح ساری گانٹھیں ان سورتوں کی تلاوت سے کھل گئیں۔ (طبقات ابن سعد۔

ج،۲۔ص،۱۹۸) آخر میں حسد کرنے والوں کے حسد سے بھی پناہ مانگی گئی اس لئے کہ عام طور سے جادو وہی لوگ کرتے ہیں جو اپنے دلوں میں حسد اور کینہ رکھتے ہیں اس لئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ کو ان حاسدین کے حسد سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا، آپ علیہ السلام پر یہود نے جو جادو کیا تھا وہ بھی حسد کی وجہ سے ہی کیا تھا اور آج کا دور حاسدین سے بھرا ہے، کون اپنے دل میں اپنی جانب سے حسد پالے ہوئے ہے؟ پتا نہیں؟ اس لئے ہمیشہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کو اپنا دستور بنالیں کہ ہر رات سوتے وقت ان سورتوں کی تلاوت کر کے اپنے اوپر دم کرلیا کریں ان شاء اللہ، اللہ تعالی ہر شر سے حفاظت فرمائے گا۔

سُوْرَۃُ النَّاسِ مَکِّیَّۃٌ

یہ سورت ۱ رکوع اور ۶ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۲۴۰۹﴾ میں پناہ مانگتا ہوں سب لوگوں کے پروردگار کی ﴿الناس ۱۔تا۔۶﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ إِلٰهِ النَّاسِ ○ مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:۔ قُلْ کہہ دیجئے أَعُوْذُ میں پناہ میں آتا ہوں بِرَبِّ النَّاسِ انسانوں کے رب کی مَلِكِ النَّاسِ انسانوں کے بادشاہ کی إِلٰهِ النَّاسِ انسانوں کے معبود کی مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے الْخَنَّاسِ وہ جو پیچھے ہٹ جاتا ہے الَّذِي وہ جو يُوَسْوِسُ وسوسہ ڈالتا ہے فِي صُدُوْرِ النَّاسِ لوگوں کے سینوں میں مِنَ الْجِنَّةِ جنوں میں سے وَالنَّاسِ اور انسانوں میں سے

ترجمہ:۔ کہو کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں ○ (یعنی) لوگوں کے حقیقی بادشاہ کی ○ لوگوں کے معبودِ برحق کی ○ (شیطان) وسوسہ انداز کی بُرائی سے جو (اللہ کا نام سن کر) پیچھے ہٹ جاتا ہے ○ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے ○ (خواہ وہ) جنات میں سے (ہو) یا انسانوں میں سے۔

سورہ کی فضیلت: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسی آیات نازل کی ہیں جیسی (کبھی) نہیں دیکھی گئی ہیں، وہ یہ ہیں: قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ آخر سورت تک اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ آخر سورت تک۔ (ترمذی ۲۹۰۲)

تشریح: ان چھ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱. اے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے کہ میں پناہ مانگتا ہوں سب لوگوں کے پروردگار کی۔

۲. سب لوگوں کے بادشاہ کی۔ ۳. سب لوگوں کے معبود کی۔

٤۔ اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو پیچھے کو چھپ جاتا ہے۔

٥۔ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ ٦۔ چاہے وہ جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے۔

اے نبی! آپ کہہ دیجئے کہ میں لوگوں کے رب کی پناہ مانگتا ہوں جو لوگوں کا مالک اور انکا معبود ہے، یہاں اللہ تعالی نے اپنی ربوبیت کی صفت کو لوگوں کی جانب منسوب کیا کہ وہ لوگوں کا رب ہے حالانکہ اللہ تعالی تو ساری کائنات کا رب ہے، مالک وخالق ہے پھر یہاں کیوں ایسا کہا گیا؟ اسکا جواب یہ ہے کہ چونکہ اللہ کی تمام مخلوقات میں انسان سب سے اشرف واعظم ہے اسی لئے اسکی جانب نسبت کی گئی، لہٰذا تین صفتیں اس سورت میں اللہ تعالی کی بیان کی گئی ہیں ایک، رب، دوسرا مالک تیسرا معبود اور یہ تینوں صفتیں بھی بہت اونچی اور عظیم ہیں جن سے انسان کے دل میں یہ خیال جم جاتا ہے کہ میں جسکی پناہ مانگ رہا ہوں یقیناً وہی ہے جو مجھے ان چیزوں سے بچاسکتا ہے ورنہ اسکے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں کہ وہ مجھے ان نقصانات سے بچاسکے، چنانچہ اس پختہ یقین کے پیدا کر لینے کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا کہ پناہ اس رب، مالک اور معبود کی ان خبیث وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو پیچھے چھپ جاتا ہے، یعنی شیطان جو انسان کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے وہ چھپ چھپا کر انسان کو غافل کر ڈالتا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ شیطان انسان کے دل پر جما رہتا ہے تو جب وہ اللہ کے ذکر کو بھول جاتا ہے یا اس سے غافل ہو جاتا ہے تو وہ موقع پا کر اسکے دل میں وسوسہ ڈالتا رہتا ہے اور جب انسان اپنے رب کا ذکر کرنے لگے تو فوراً دبک جاتا ہے۔ (التفسیر المنیر۔ ج۳۰۔ ص۴۸۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ایک کے اوپر ایک جن ساتھی کو مقرر کیا گیا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر بھی؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں! مجھ پر بھی لیکن اللہ تعالی نے میری اسکے خلاف مدد فرمائی کہ اس نے اسلام قبول کر لیا لہٰذا اب مجھے وہ سوائے خیر کے اور کوئی حکم نہیں دیتا۔ (مسلم۔ ۲۸۱٤) یعنی شیطان ہر کسی کے ساتھ لگا ہوا ہے اور جب بھی وہ انسان کو اپنے رب سے غافل ہوتا ہوا دیکھتا ہے تو اس میں انسان کو بہکانے کی قوت بڑھ جاتی ہے اور وہ وہاں سے انسان کے دل میں مختلف برے وسوسہ ڈالتے رہتا ہے اسی کو آگے فرمایا کہ اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ کہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، اسکے بعد اللہ تعالی نے ان وسوسہ ڈالنے والوں کی دو قسمیں بیان کیں۔ ایک تو جنات یعنی شیاطین جو وسوسہ ڈالتے ہیں اور دوسرے انسان جو انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور اسکے دل پر ایسا اثر کرتے ہیں کہ اسکی ہر بات پر انسان عمل کرتا ہے اور وہ اس وقت یہ نہیں دیکھتا کہ وہ حکم صحیح ہے یا غلط؟ اسی لئے اللہ تعالی نے انسان اور جنات کے وسوسوں سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا کہ برائی کی طرف بلانے والے انسان بھی شیاطین ہی ہیں جو انسان کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے شیطان جنات میں بھی ہوتے ہیں اور انسانوں میں بھی لہٰذا ان دونوں سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کسی آدمی سے کہا کہ کیا تم نے جنات اور انسانی شیاطین سے پناہ مانگی

ہیں؟ اس شخص نے کہا کہ کیا شیاطین انسانوں میں سے بھی ہوتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں! کیوں نہیں؟ کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی؟ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ اسی طرح ہم نے پچھلے نبی کیلئے کوئی نہ کوئی دشمن پیدا کیا تھا یعنی انسانوں اور جنات میں سے شیطان قسم کے لوگ۔ (الأنعام۔۱۱۲) (تفسیر قرطبی۔ج،۲۰۔ص،۲۶۳)

لہٰذا ہر وقت ان دونوں سے اللہ تعالی کی پناہ مانگا کریں تا کہ ہم اسکے بہکاوے میں آ کر اللہ کی عبادت و اطاعت سے دور نہ ہو جائیں، سورۂ فاتحہ میں سیدھے راستہ پر چلنے کی اللہ تعالی سے دعا مانگی گئی اور اس سورت میں شیاطین کی پناہ چاہی گئی، اس لئے کہ اللہ تعالی کی مدد کے بغیر شیطان کے وسوسوں سے چھٹکارا پانا کسی انسان کے بس میں نہیں ہے، اس لئے دعا بھی ضروری ہے اور ان شیاطین سے بچاؤ بھی، اللہ تعالی ہم تمام کی ان اشرار جنات اور انسانوں سے حفاظت فرمائے۔آمین۔

تمت بالخیر

الحمدللہ آج بتاریخ ۳؍ مارچ ۲۰۲۳ء م ۱۰؍ شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ بروز جمعہ بوقت ۳ بجے دوپہر عام فہم درسِ قرآن کی تکمیل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ احقر کی اس محنت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

رب ذوالجلال اس محنت کا صلہ دنیا و آخرت دونوں جگہ اپنی شایانِ شان عطا فرمائے اور میرا پروردگار میرے گناہوں کو معاف فرمائے اور میرے عیبوں کی پردہ پوشی فرمائے۔ میرا رب غفار بھی ہے اور ستار بھی۔

میرا رب میرے بیوی بچوں اور میرے بھائیوں اور تمام رشتہ داروں کو صحت، سلامتی اور عافیت عطا فرمائے اور ان تمام افراد کو بھی صحت اور سلامتی عطا فرمائے جنہوں نے اس درسِ قرآن کی ترتیب میں بھرپور تعاون کیا اور جنہوں نے اس کی اشاعت میں حصہ لیا اور میرے ماں باپ کو بھی اس محنت کا اجر عطا فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین۔

غیاث احمد رشادی